تحریف: ڈاکٹر فضل احمد

فنِ اُصولِ فقہ کی تاریخ

عہدِ رسالت ﷺ سے عہدِ حاضر تک

جناب ڈاکٹر فاروق حسن صاحب

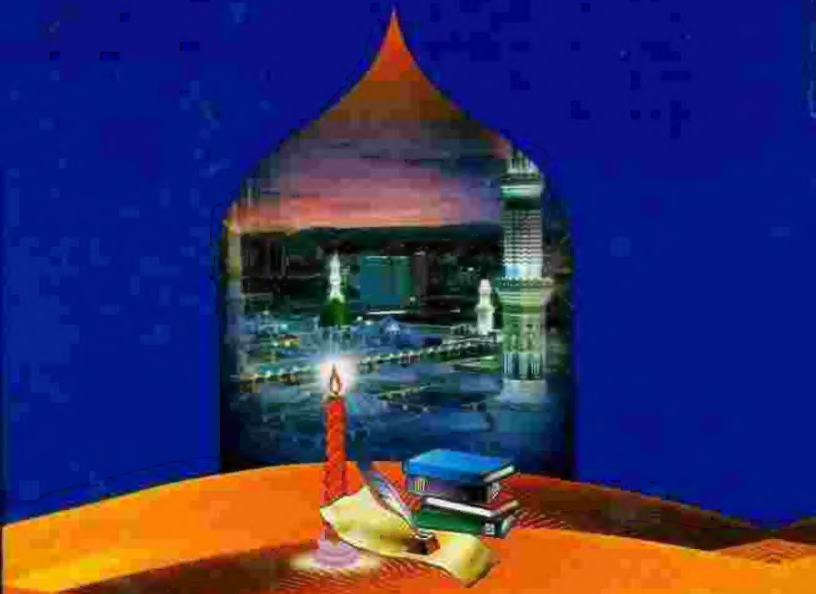

دار الاشاعت

جملہ حقوق ملکیت بحق دارالاشاعت کراچی محفوظ ہیں

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : اکتوبر ۲۰۰۶ء علمی گرافکس
ضخامت : 960 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبہ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 ٹھوکر نیاز بیگ لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا ایبٹ آباد

کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
London
Tel : 020 8911 9797, Fax : 020 8911 8999

امریکہ میں ملنے کے پتے

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

عرضِ ناشر

شریعت محمدی ﷺ اپنی جامعیت، کاملیت و ہمہ گیریت کے ساتھ ایسے جامع اصولوں پر مشتمل ہے جو ہر عہد کے جدید معماروں کو راست بنیاد پر نئے افراہم کرتے ہیں۔ حضور ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں صحابۂ کرامؓ کو کسی بھی قسم کی کوئی دشواری پیش آتی تو حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ ﷺ اس ابدی صداقت کی جامع تشریح فرما دیتے کہ خالقِ کائنات نے حضور ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عنایت فرمائی تھی آپ ﷺ نے اجتہاد کیا، صحابۂ کرامؓ کو اجتہاد کے طریقے اور اصول سکھائے اور صحابۂ کرامؓ نے عہدِ رسالت میں اجتہاد کیا۔ غرض عہدِ رسالت میں فنِ اصول فقہ کی اگرچہ باضابطہ تدوین نہیں ہوئی تھی لیکن اصول وضوابط موجود تھے۔ مرورِ ایام کے ساتھ اسلام کی روشنی پھیلتی چلی گئی قوموں کے اختلاط اور معاشرتی ضرورتوں نے نت نئے مسائل کو جنم دیا تو دیگر علوم کی طرح فنِ اصول فقہ کی بھی مستقل باضابطہ تدوین ہوئی اور ہر دور میں محدثین، محققین و مولفین نے انہی اصول وقواعد کے مطابق فقہی جزئیات کی توضیح وتشریح کی۔

عصرِ حاضر میں کوئی ایسی جامع تصنیف نہ تھی جس میں فنِ اصولِ فقہ کا تاریخی وتحقیقی تجزیہ ہو اسی ضرورت کے پیشِ نظر ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کی نادر، وقیع، تاریخی وتحقیقی کاوش پیشِ خدمت ہے جس میں انہوں نے عہدِ رسالت ﷺ سے عصرِ حاضر تک فنِ اصولِ فقہ کی تاریخ، خصوصیات، مصنفین کے مناہج، کتب الاصولیین کا تعارف، اہمیت، محاسن ومعائب اور شروح وحواشی کا ارتقائی انداز سے تحقیقی وجامع تجزیہ پیش کیا ہے تاکہ قارئین ایک ہی نظر میں مختلف ادوار میں کئے جانے والے کام سے آگاہ ہو سکیں۔

اللہ تعالیٰ اس مجموعہ کو قارئین کے لئے مفید اور ہمارے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے۔ آمین

ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

نحمد ونصلی وسلم علی رسولہ الکریم
وعلی الہ واصحابہ وذریتہ واہل بیتہ اجمعین

حرف تحسین

کمال صرف اور صرف ذات باری کو سزاوار ہے اور وہی ذات الوجود ہر قسم کے نقائص وعیوب سے پاک ہے۔ اسی کمال کل نے ایک پیکر کمال و جمال حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت میں مبعوث فرما کر انسانیت پر احسان عظیم فرمایا۔ اسی پیکر کمال خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے کہ نوع انسان کو شریعت کاملہ اور اس کے ابدی و دائمی اصول وضوابط عطا ہوئے جسے وارثین خاتم الانبیاء نے علم اصول فقہ کے نام سے مدون کر کے فرائض تبلیغ اور حفاظت دین کا حق ادا کر دیا۔

مجھے یہ جان کر انتہائی مسرت ہو رہی ہے کہ میرے مایہ ناز تلمیذ خاص ڈاکٹر فاروق حسن کا پی ایچ ڈی کا مقالہ "فن اصول فقہ کی تاریخ" از عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تا عصر حاضر زیور طباعت سے آراستہ وپیراستہ ہو کر اہل علم ودانش سے داد تحسین وصول کر رہا ہے جو اس کا حق ہے۔

شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی امتیازی خصوصیات ہیں جن میں جامعیت کاملیت، آفاقیت، عملیت وہمہ گیریت بھی نمایاں ہیں۔ خاتم الانبیاء محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الہاشمی القریشی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی کتاب قرآن کریم خاتم الکتاب ہے اور یہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کو ملنے والے معجزات میں زندہ و جاوید معجزہ ہے اور تمام انبیاء علیہم السلام پر آپ کو فضیلت وبرتری حاصل ہے۔ آپ کو ایسی خصوصیات اور امتیازات عطا ہوئے جو کسی اور کو حاصل نہیں ہوئے۔ آپ کی بعثت گورے اور کالے تک کے تمام انسانوں کی طرف ہوئی۔

سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ خصوصیات عطا ہوئیں جو مجھ سے قبل کسی کو حاصل نہیں تھیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ "ہر نبی کو کسی خاص قوم کی طرف مبعوث کیا گیا لیکن آپ نے فرمایا: "بعثت الی الاحمر والاسود" (متفق علیہ) یعنی میرے بعثت سرخ اور کالے سب کی طرف ہوئی ہے۔

شرق ومغرب اور قطب جنوبی وشمالی پر بسنے والوں کی ضروریات، حالات واصول اور مسائل میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ زمانہ مسلسل تغیر پذیر ہے۔ انسان کے بنائے ہوئے قوانین اور اصولوں میں ترمیم وتنسیخ واصلاح کی ضرورت رہتی ہے کیونکہ وہ محدود انسانی ذہن کی جدوجہد کا نتیجہ ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ شریعت اسی صورت میں پیش آمدہ نت نئے مسائل اور بدلتے تقاضوں کا اطمینان بخش حل پیش کر سکے گی جب اس کے اصول قواعد دائمی اور ابدی ہوں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجتہادات اور فیصلوں میں اصول کارفرما ہوتے تھے، بعد میں یہی "علم اصول فقہ" کے نام سے معروف ہو گئے۔ تاریخ اسلام کے سب سے پہلے فقیہ اور اصولی سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے مکتب کے فیض یافتہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان اصولوں کے اولین محافظ ہیں۔ جب علوم وفنون کی تدوین کا رواج نہیں تھا تو یہ اصول وقواعد اور احکام میں پوشیدہ علتوں اور حکمتوں کا علم سینہ بہ سینہ منتقل ہوتا رہا اور پھر بہت سے آئمہ کرام رحمہم اللہ نے

اس فن کی حفاظت وتدوین کے لئے اپنی زندگیاں وقف کردیں۔

چار آئمہ کرام کو شہرت ودوام نصیب ہوئی اور ان میں سے امام اعظم ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) نے فقہ اسلامی کے قواعد وضوابط کی جس منہج کی بنیاد ڈالی۔ انہیں ہر زمانے وعلاقے میں امت محمدیہ کی اکثریت میں پذیرائی اور قبولیت عام حاصل رہی فقہ حنفی اور ان کے اصول قوانین میں پائے جانے والی کشش کے باعث اکثریت نے ان کی تقلید اختیار کی۔ بے شمار محدثین ومحققین نے آپ کے اصول قواعد کے مطابق فقہی جزئیات کی توضیح وتشریح کی اور آج دنیا کی دو تہائی سے زائد مسلمان آبادی فقہ حنفی کے مطابق اپنی عبادات اور معاملات کو انجام دے رہی ہے۔

آئمہ کرام رحمہم اللہ کے بعد سے عصر حاضر تک ہر دور میں مختلف زبانوں میں مؤلفین ومحققین نے فن اصول فقہ کو موضوع فن بنایا۔ مفہوم ومنثور مختصر ومطول کتابیں تصنیف کی گئیں۔ مسلمانوں کے علاوہ مستشرقین جیسے جوزشاخت وغیرہ نے بھی اس فن پر قلم اٹھایا۔

زیر نظر کتاب بہت سی خصوصیات کی حامل ہے جو محسن انسانیت اور تاریخ اسلام کے سب سے بڑے فقیہ اور اصولی محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الہاشمی القریشی صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر عصر حاضر تک کے اصولیین اور ان کی خصوصیات کا جامع انداز میں احاطہ کرتی ہے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو خالق ارض وسماء نے اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجتہاد فرمایا اور صحابہ کرام کو بھی اجتہاد کے طریقے اور اصول سکھائے اور اجازت عطا فرمائی۔ صحابہ کرام ؓ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اجتہاد کیا اور ان کے اجتہاد کی اطلاع آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی اور جب صحابہ کرام کے فیصلے اور اجتہادات تعلیم کئے گئے اصول ضوابط کے مطابق ہوتے تو آپ خوشی کا اظہار فرماتے۔ ان کی تائید وتوثیق فرماتے اور اگر ان کے فیصلے واجتہادات شریعت کی رُوح یا کسی اصول وضابطہ سے تصادم ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ناراضگی کا اظہار فرماتے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ اجتہاد بغیر اصول وضوابط کے ممکن نہیں ہے۔ دور قدسی کا رواج نہ ہونے کے سبب ان کی تدوین بعد میں عمل میں آئی لیکن تفویض کئے گئے اصولوں کے مطابق اجتہاد کرنا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مزاج میں شامل تھا اور ہر عقل سلیم رکھنے والا شخص جانتا ہے کہ عدم تدوین عدم موجودیت پر دلالت نہیں کرتی اصول فقہ کے اصول وضوابط موجود تھے مگر ان کی تدوین بعد میں ہوئی۔

زیر نظر کتاب "فن اصول فقہ کی تاریخ" از عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم تا عصر حاضر علوم جدید وقدیمہ سے مزین فاضل محقق میرے تلمیذ رشید ڈاکٹر فاروق حسن نے دور ان تحقیق پگڈنڈیوں سے گزر کر سفر تحقیق کی صعوبتوں اور کلفتوں کو برداشت کر کے لائبریریوں کی خاک چھان کر ایک ایسی نادر وبیش قیمت اور تاریخی وتحقیقی کاوش پیش کی جو کہ نہ صرف ارباب علم ودانش کے لئے ایک اصول علمی تحفہ ہے بلکہ فن اصول فقہ میں ایک گرانقدر اضافہ بھی ہے۔

میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو فاضل محقق ڈاکٹر فاروق حسن اور ناشر خلیل اشرف عثمانی اور قارئین کے لئے سرمایہ آخرت بنائے اور قارئین کو اس سے نفع پہنچائے۔

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد
صدر شعبہ القرآن، والٹ۔ کلیہ معارف اسلامیہ
جامعہ کراچی۔ کراچی

مختصر تعارف مصنف

ڈاکٹر فاروق حسن MED یونیورسٹی کراچی کے شعبہ علوم انسانی میں اسسٹنٹ پروفیسر ہیں جہاں وہ اسلامیات کے علاوہ دیگر مذاہب کے طلبہ وطالبات کی Ethical Behavior کی کلاسیں بھی باقاعدگی سے لیتے ہیں۔ 2001ء میں جامعہ کراچی سے پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد کی نگرانی میں اصول فقہ میں Ph.D. کی ڈگری حاصل کی۔ 1993ء میں کراچی یونیورسٹی سے اسلامک اسٹڈیز میں M.A. کیا اور اول پوزیشن حاصل کی۔ وہ فاضل عربی میں بھی پوزیشن حاصل کر چکے ہیں۔ قانون کی ڈگری گورنمنٹ لیس ایم لا کالج کراچی سے حاصل کی۔ جامعۃ الازہر مصر سے بھی تعلیم حاصل کی۔ 2002ء میں انڈونیشیا میں بین المذاہب ہم آہنگی کے حوالے سے مذہب اور امن کے موضوع پر منعقدہ عالمی کانفرنس میں مصر کی حیثیت سے شریک ہوئے۔ وہ ایران اور مصر میں بھی کانفرنسوں میں پاکستان کی نمائندگی کر چکے ہیں۔

مختصر تعارف کتاب :

☆ اس کتاب میں ایک ہزار سے زائد اصولیین کی فن اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتابوں کا تعارف آسان انداز واسلوب میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ فن اصول فقہ کی سو سے زائد اہم کتابوں کا ارتقائی انداز سے تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے جس میں مصنفین کے مناہج، کتب کے مشتملات اہمیت، محاسن ومعائب اور اس پر لکھی جانے والی شروح وحواشی وغیرہ کو مؤلفین کی تاریخ وفات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے ترتیب دیا گیا ہے تاکہ قاری ایک ہی نظر میں مختلف ادوار میں کئے جانے والے کام سے آگاہ ہو سکے۔

☆ مختلف ممالک کے معروضی سیاسی وجغرافیائی حالات میں فن اصول فقہ کن نشیب وفراز سے گزرتا رہا اور کس طرح ہمارا حال ماضی سے مربوط رہا مختصر وجامع انداز میں پیش کیا گیا ہے۔

☆ فن اصول فقہ کی حفاظت کرنے والوں کے ذکر کے دوران اہم اور نایاب تاریخی اور علم الرجال پر کتابوں کا تعارف بھی ہو گیا جو فائدہ سے خالی نہیں ہے۔

☆ اول تا آخر تمام عنوانات ومضامین میں حسن ترتیب، تسلسل، جامعیت وبیکسانیت کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

☆ مستند کتابوں کے مکمل حوالہ جات اور حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے۔

☆ اس کتاب میں اہم مصادر ومراجع سے استفادہ کیا گیا ہے۔

☆ یہ کتاب جامعات، ادارہ کا لجز، دینی مدارس، اساتذہ و دانشوران ملت، طلبہ و علوم کے ساتھ تشنگان علم اصول فقہ کے لئے ایک بہترین اور اصولی تحفہ ہے۔

☆ اور مختصر یہ کہ کتاب تاریخ فن اصول فقہ پر ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتا ہے۔

میں اپنی اس حقیر کاوش کو تاریخ اسلام کے پہلے فقیہ اصولی محسن انسانیت، رافع ظلمات، ساقی کوثر، شافع المذنبین ابو القاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب الہاشمی القریشی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی سے منسوب کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ مجھ ناچیز کی یہ کوشش بارگاہ ایزدی میں شرف قبولیت حاصل کرے گی اور قیامت کے دن میری اور میرے شیخ والدین اور جملہ متعلقین کی مغفرت کا سبب بنے گی۔ (انشاء اللہ)

ڈاکٹر فاروق حسن

DR. FAZAL AHMED

LL.B., B.Ed. M.A. (Islamic Studies)
M.A. (Islamic History), Ph.D. (Islamic Studies)
Fazil-e-Dars-e-Nizami, Fazil-e-Arabic
Fazil-e-Tarjumatul Qur'an
Fazil-e-Tajweed-wo-Qairat

Professor :
Department of Islamic Learning
Faculty of Islamic Studies
University of Karachi
Karachi-75270 Pakistan
Phone :
479001-10/Ex. 2390, 2394

Ref: _____ Date: _____

تصدیق نامہ

تصدیق کی جاتی ہے کہ فاروق حسن ولد حبیب حسن نے یہ مقالہ میری نگرانی میں مکمل کر لیا ہے۔ اُن کا یہ کام تحقیقی نوعیت کا ہے، لہٰذا میں P.H.D. کی سند کی غرض سے مقالہ جمع کرانے کی اجازت دیتا ہوں۔

نگران مقالہ

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد
صدر شعبۃ القرآن، والسنہ۔ کلیہ معارف اسلامیہ
جامعہ کراچی۔ کراچی

اظہارِ تشکر

میں سب سے پہلے اپنے اللہ تبارک وتعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ جس نے اپنے خاص فضل وکرم سے مجھے یہ مقالہ تحریر کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس کے بعد میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرشید رئیس کلیہ معارف اسلامیہ کا تہہ دل سے مشکور ہوں جن کی انتہائی قیمتی ہدایات اور مشوروں سے یہ مقالہ تکمیل کے مراحل تک پہنچا اور اس کے ساتھ ہی میں اپنے اساتذۂ کرام خصوصاً محترم جناب پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد صاحب کا ممنون ہوں جن کی اس مقالہ نگاری کے دوران نگرانی، معاونت اور انتہائی قیمتی ہدایت میرے لئے بہت بڑا اعزاز اور سرمایۂ افتخار ہے۔

میں اس تحقیقی کاوش کو اپنے شیخ حضرت شجاع الدین احمد حفظہ اللہ کی دعاؤں کا ثمرہ سمجھتا ہوں جنہوں نے میری سوچوں کو درست سمت دی، میرے باطنی شعور کو بیدار کر کے قدم قدم پر میری رہنمائی اور اصلاح فرمائی۔

آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس مقالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور اسے میرے لئے میرے والدین واساتذہ، قارئین اور دارالاشاعت کے محترم خلیل اشرف عثمانی صاحب کے لئے ذخیرۂ آخرت اور قارئین کے لئے مفید بنائے۔ (آمین)

لِلّٰہِ الْحَمْدُ اَوَّلًا وَّآخِرًا

فاروق حسن

فہرست مضامین حصہ اوّل

فن اصول فقہ کی تاریخ عہدِ رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک

	حرف تحسین	۷
	مختصر تعارف مصنف	۹
	تصدیق نامہ	۱۱
	اظہار تشکر	۱۲
	فہرست مضامین	۱۳
	مقدمہ	۲۱
باب اوّل :	اصول فقہ کا آغاز و ارتقاء	۲۵
فصل اول :	اصول فقہ کا مفہوم، موضوع، استمداد، حکم، فائدہ و واضع	۲۵
	اصول فقہ کا مفہوم اور اس کا تحقیقی تجزیہ	۲۷
	علم اصول فقہ کی حقیقت	۲۷
	الفقہ کے لغوی و اصطلاحی معنی	۳۱
	قرآن کریم میں بعض دلائل	۳۳
	احادیث مبارکہ سے بعض دلائل	۳۴
	کلمات اصول الفقہ کی تقدیم و تاخیر	۳۵
	فقہاء کے نزدیک "الفقہ" کے اصطلاحی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ	۳۵
	اصولیین کے نزدیک فقہ کے اصطلاحی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ	۳۶
	"اصول الفقہ" کے مابین اضافت کی تشریح	۴۰
	مختلف ادوار کے اصولیین سے منقول فقہ کی تعریفات کا تحقیقی تجزیہ	۴۰
	سابقین اصولیین سے منقول تعریفات کے اسالیب کی درجہ بندی اور ان کا باہمی فرق	۴۱
	فقہ کی مجموعی تعریفات کی تاریخی ارتقائی تناظر میں مرحلہ وار درجہ بندی	۴۲

"اصول الفقہ" کے مختلف لغوی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ ۳۳ فصل
"اصول الفقہ" کی تعریف میں اختلاف کی وجہ ۳۷
"اصول الفقہ" کی لغوی معنی پر اکتفا کرنے کا سبب ۳۹
قاضی بیضاوی سے منقول "اصول الفقہ" کی تعریف کا تحقیقی تجزیہ ۴۰
قاضی بیضاوی سے منقول "اصول الفقہ" کی اصطلاحی تعریف اور اس کا تحقیقی تجزیہ ۴۳
فقہ و اصول فقہ کے مابین باہمی فرق ۴۷
فقہ و اصول فقہ کے مابین فرق ۵۰
فقہ و اصول فقہ کے مابین متفق تعریفات و توضیح ۵۲
اصول فقہ کو علم اصول فقہ کہنے کی وجہ ۵۶
اصول فقہ کا موضوع اور اس کا تحقیقی تجزیہ ۵۹
اصول فقہ کے موضوع میں علماء کے مذاہب ۶۰
ادلہ کو احکام پر مقدم کرنے کی وجہ ۶۳
کیا کسی ایک فن کے متعدد موضوعات ہو سکتے ہیں؟ ۶۴
کیا کثرت موضوع کثرت علم پر دلالت کرتے ہیں؟ ۶۷
ادلہ یا علوم میں سے کسی ایک پر اکتفا کرنے والوں کے خلاف دلیل ۷۱
فقہ و اصول فقہ کے موضوع میں باہمی فرق ۷۲
علم اصول فقہ کا استمداد و علم کا مراتب عربیہ احکام شرعیہ میں ۷۳
علم اصول فقہ کے تعلم کا حکم ۷۳
علم اصول فقہ کا ارتقاء یعنی کیسے اجتہادی اقدامات وجود میں آئے ۷۵
علم اصول فقہ کا واضع ۷۸
پہلی رائے: امام جعفر و باقر رحمہما اللہ واضع ہیں اور اس رائے کا تحقیقی جائزہ ۷۹
دوسری رائے: امام ابو حنیفہ اصحاب اس علم کے واضع ہیں ۸۲
تیسری رائے: امام شافعی اس علم کے واضع ہیں ۸۳
تینوں آراء کا باہمی تقابل میں تحقیقی جائزہ ۸۷

فصل دوم

علم اصول فقہ کی تصنیف و تدوین میں اصولیین کے مناہج ۷۹

تدوین کے دوران اصول فقہ کی تدوین کے طریقے اور اختلافات ۸۰

اصول فقہ کی تدوین کا پہلا طریقہ، اصول الشافعیہ یا اصول المتکلمین ۸۰

پہلے خالص نظری طریقہ تدوین میں بعض متکلمین کی شمولیت اور اس کے اثرات کا تحقیقی جائزہ ۸۱

پہلے طریقہ تصنیف کو اختیار کرنے والے کلامی مذاہب ۸۳

پہلے طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات ۸۳

اصول الشافعیہ یا اصول المتکلمین طرز کی بعض اہم اور نمایاں کتب ۸۳

اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ ۔ طریقۃ الاحناف ۸۵

اصول الشافعیہ، اصول حنفیہ میں فرق و امتیاز کی مثال سے توضیح ۸۶

حنفی طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات ۸۸

حنفی طریقہ پر لکھی جانے والی اصول فقہ کی بعض اہم کتب ۸۹

اصول فقہ کی تدوین کا تیسرا طریقہ متاخرین علماء کا طریقہ تدوین ۸۹

متاخرین کے طریقہ تدوین پر اصول فقہ کی بعض اہم اور نمایاں کتب

فصل سوم

عہد رسالت مآب ﷺ و عہد خلافت راشدہ و عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نشو و ارتقاء ۹۳

عہد رسالت مآب ﷺ میں اصول فقہ (اجمالاً) ۹۳

معترت حنفیت پر غالب ہونے کی وجہ سے شراب کی تدریجی حرمت ۹۵

رسالت مآب ﷺ نے قرآن کریم کے مطلق کو مقید فرمایا ۹۷

قرآن کے عمومی احکام میں آپ ﷺ نے تخصیص یا استثنا فرمایا ۹۸

بعض عمومی احکام میں تخصیص کی احادیث صحیحہ سے مثالیں ۹۹

اس بارے میں فقہاء کرام کے چھ اقوال ۱۰۰

اسلامی قانون کے دو ارتقائی مراحل ۱۰۲

مدنی دور میں قانون سازی ۱۰۳

حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی ۱۰۳

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کا وقوع ۵۰

فقہاء کے اقوال و حدیث سے اس کا ثبوت ۵۲

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو قواعد اصولیہ کے مطابق اجتہاد کرنے کی اجازت و تعلیم دی اس کا وقوع اور ان سے استفاد ۵۷

حدیث معاذ میں سنت کے بعد اجماع کا ذکر نہ ہونے کی وجہ ۸۹

استنباط و استخراج مسائل کی صلاحیت رکھنے والے صحابہ اجتہاد کے اہل تھے اس بارے میں حدیث اور اس سے نکلنے والے نتائج ۹۲

عہد رسالت مآب ﷺ میں اجتہاد کی نوعیتی حیثیت ۱۰۳

حقیقت وفات نبی ﷺ میں حضرت عمر ؓ کا اجتہاد و اختلاف ۱۱۲

تدفین رسول ﷺ و خلافت رسول ﷺ کے مسئلہ میں صحابہ ؓ میں اختلاف ۱۱۶

عہد خلافت راشدہ میں اصول فقہ (۱۱ھ۔۴۱ھ) ۱۲۵

عہد ابوبکر صدیق ؓ میں شرعی مسائل کی تحقیق کا اسلوب ۱۲۸

عہد فاروقی میں مسائل کی تحقیق کا شرعی اسلوب ۱۴۱

شبلی نعمانی کی رائے میں حضرت عمر ؓ نے سب سے پہلے قیاس کیا حضرت عمر ؓ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعری کو بھیجے گئے خط کے بارے میں بعض مسلمان و مستشرق مفکرین کی آراء اور ان کا تحقیقی تجزیہ ۱۴۲

بعض معاملات کے حل کے لئے صحابہ ؓ کے مختلف استدلالات اور پیش نظر اصول استنباط ۱۴۳

اس بارے میں بعض مفکرین کی آراء ۱۴۴

عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نفاذ و ارتقاء (۴۱ھ۔۱۳۲ھ) ۱۴۳

عہد تابعین میں اصول فقہ (اجتہاد و استدلال) ۱۴۳

دوسری صدی ہجری کے وسط تک اصول فقہ پر کام کی رفتار کا جائزہ ۱۴۳

عہد تابعین کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار ۱۴۳

آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کا وقوع ۱۰۴

فقہاء کے اقوال و حدیث سے اس کا ثبوت ۱۰۴

آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو قواعد اصولیہ کے مطابق اجتہاد کرنے کی اجازت تعلیم دی اس کا وقوع اور ان سے مستفاد ۱۰۷

حدیث معاذ میں سنت کے بعد اجماع کا ذکر نہ ہونے کی وجہ ۱۰۸

استنباط و استخراج مسائل کی صلاحیت رکھنے والے صحابہ اجتہاد کے اہل تھے اس بارے میں حدیث اور اس سے نکلنے والے نتائج ۱۱۲

عہد رسالت مآب ﷺ میں اجتہاد کی تشریعی حیثیت ۱۱۳

حقیقت وفات نبی ﷺ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد و اختلاف ۱۱۴

تدفین رسول ﷺ و خلافت رسول ﷺ کے مسئلہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں اختلاف ۱۱۴

عہد خلافت راشدہ میں اصول فقہ (۴۱ھ۔۱۱ھ) ۱۲۷

عہد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں شرعی مسائل کی تحقیق کا اسلوب ۱۲۷

عہد فاروقی میں مسائل کی تحقیق کا شرعی اسلوب ۱۱۹

شبلی نعمانی کی رائے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے قیاس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے ابو موسیٰ اشعری کو بھیجے گئے خط کے بارے میں بعض مسلمان و مستشرق مفکرین کی آراء اور ان کا تحقیقی تجزیہ ۱۲۴

بعض معاملات کے حل کے لئے صحابہ رضی اللہ عنہم کے مختلف استدلالات اور پیش نظر اصول استنباط ۱۲۳

اس بارے میں بعض مفکرین کی آراء ۱۳۴

عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نشأ و ارتقاء (۴۱ھ۔۱۳۲ھ) ۱۳۳

عہد تابعین میں اصول فقہ (اجتہاد و استدلال) ۱۳۳

دوسری صدی ہجری کے وسط تک اصول فقہ پر کام کی رفتار کا جائزہ ۱۳۳

عہد تابعین کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار ۱۳۴

فصل چہارم — عہد صحابہ کے اصولیین اور ان کی اصول فقہ میں خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ (عہد صحابہ کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک) ۱۳۷

فصل پنجم — عہد صحابہ کے اصولیین اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ (پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے سلطنت عباسیہ کے زوال تک) ۲۰۳

دینی و سیاسی صورتحال کا مختصر جائزہ ۲۰۳

فقہ بغداد کے بعد اسلامی دنیا کی حالت پر ایک نظر ۲۰۵

تقلیدی رجحانات کی مخالفت کرنے والوں نے اور ایسے سے متاثر ۲۰۶

چوتھی صدی ہجری کے بعض اصولیین اور ان کی علمی مرتبہ پر ایک طائرانہ نظر ۲۰۶

باب دوم — تقلیدی رجحانات کے فروغ کے بعد اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تاریخی تحقیقی تجزیہ ۲۱۹

فصل اول — ساتویں صدی ہجری کے اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ ۲۹۰

فصل دوم — آٹھویں صدی ہجری کے اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ ۳۹۷

فہرست مضامین حصہ دوم

فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک

حصہ دوم : فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت ﷺ سے عصر حاضر تک ۴۹۱

فصل سوم — نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ ۴۹۳

نویں صدی ہجری میں سیاسی اور علمی و دینی حالات پر ایک طائرانہ نظر ۴۹۳

فصل چہارم — دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی تحقیقی تجزیہ ۵۳۴

دسویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی اور دینی حالات پر ایک طائرانہ نظر ۵۳۹

فصل پنجم — گیارھویں صدی میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ ۵۹۵

گیارھویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر ۵۹۵

فصل ششم — بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تاریخی تحقیقی تجزیہ ۵۸۹

بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں علمی و دینی و سیاسی حالت پر ایک طائرانہ نظر ۳۸۹

بارھویں صدی ہجری کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ ۳۹۱

تیرھویں صدی ہجری کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ ۶۰۹

چودھویں صدی کے اصولیین اور حصول اتنے پر ان کی کتب کا مختصر تعارف ۱۳۵

باب سوم ۔ منتخب نقلی مذاہب کا تعارف و تنقید و ترجیح ۔ ۴۵۱

فصل اول ۔ حنفی مذہب اور اس کا نشو و ارتقاء ۴۵۳

فصل دوم ۔ مالکی مذہب اور اس کا نشو و ارتقاء ۱۸۱

فصل سوم ۔ شافعی مذہب اور اس کا نشو و ارتقاء ۱۹۳

فصل چہارم ۔ حنبلی مذہب اور اس کا نشو و ارتقاء ۲۰۵

فصل پنجم ۔ اہل حدیث کے متروک مذاہب اور ان کا نشو و ارتقاء ۲۱۷

فصل ششم ۔ مذاہب شیعہ اور ان کا نشو و ارتقاء ۲۲۷

باب چہارم ۔ ادلہ مشروعیت کے مباحث ۲۳۹

فصل اول ۔ ادلہ مشروعیت کے متعلق ابحاث ۲۴۱

الکتاب ۲۴۱

السنۃ ۲۴۹

الاجماع ۲۷۷

القیاس ۲۷۵

فصل دوم ۔ ادلہ مشروعیت کے مختلف فیہ مباحث ۲۷۵

الاستحسان ۲۷۵

مصالح مرسلہ / الاستصلاح ۲۸۵

الاستصحاب ۲۹۲

سماعۃ دانع	۸۰۷
عرف و عادت	۸۰۳
قول صحابی/مذہب صحابی	۸۰۸
شرائع من قبلنا	۸۱۱
خاتمہ (حاصل)	۸۱۵
فہارس :	۸۱۹
۱۔ فہرست آیات قرآنیہ	۸۲۳
۲۔ فہرست احادیث مبارکہ	۸۳۱
۳۔ فہرست شخصیات	۸۳۷
۴۔ فہرست مصادر الکتاب	۸۷۵
۵۔ فہرست فرق، امم و قبائل	۹۰۵
۶۔ فہرست اماکن	۹۱۷
فہرست مراجع التحقیق	۹۳۵

مقدمہ

زیر نظر مقالہ کا موضوع تحقیق کرتے ہوئے اس پہلو سے منتخب کیا گیا کہ علم اصول فقہ کے مرحلہ وار عہد بہ عہد تاریخی ارتقاء اور اصولیین کی خدمات پر قدیم و جدید محققین نے تحقیق کے حوالے سے اب تک اپنی قابل قدر کاوشیں پیش کی ہیں۔ ان محققین کی کاوشوں میں سے بعض نے علم اصول فقہ پر لکھی گئی قدیم اور جدید تمام کتب کا بغور مطالعہ کیا اور پھر اس کے بعد اپنی تحقیق کو قلمبند کیا۔ بعض نے قدیم اصطلاحات والے اسلوب پر لکھی ہیں جن کی زبان و بیان کے لحاظ سے اہمیت اپنی جگہ ہے مگر عام قاری کو اس میں بعض اوقات دقت پیش آتی ہے۔ بعض نے جدید اسلوب اپنایا ہے جو کہ آسان ہے مگر اس میں بعض اوقات اصل مفہوم سے ہٹ جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔ بعض نے ان دونوں اسلوب کو ملا کر لکھا ہے۔ ہر ایک کی اپنی اہمیت ہے۔ ہر ایک نے اپنی اپنی استعداد کے مطابق اس علم کی خدمت کی ہے۔ ہم نے بھی ان تمام محققین کی تحقیقات سے استفادہ کیا ہے اور ان کی خدمات کا اعتراف کیا ہے۔ ان کی تحقیقات کو سامنے رکھتے ہوئے ہم نے اپنی تحقیق کو ترتیب دیا ہے۔ ہم نے اس میں اصولیین کی خدمات کو ان کے عہد کے لحاظ سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے اس میں اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی خدمات کو تاریخی تناظر میں بیان کرنے کی طرف توجہ مرکوز رکھی ہے۔ محققین میں سے جن کی آراء کو ہم نے اپنی تحقیق کا حصہ بنایا ہے ان کا ذکر ہم نے اپنی تحقیق کے آخر میں کتابیات کے تحت کر دیا ہے۔

ہم نے اپنی تحقیق کو تین ابواب میں تقسیم کیا ہے۔ پہلے باب میں ہم نے علم اصول فقہ کی تاریخ کو بیان کرتے ہوئے اصولیین کی ان کتب کا تذکرہ کیا ہے جو کہ اس علم کی تاریخ میں اہمیت کی حامل ہیں۔ ہم نے اس باب میں عہد خلافت راشدہ، عہد بنو امیہ، عہد بنو عباسیہ اور پھر دور حاضر تک اس علم کی تاریخ کو بیان کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں اس علم کی تاریخ کو بیان کرتے ہوئے ہر دور کے اصولیین کی ان کتب کا تذکرہ کیا ہے جو کہ اس دور میں لکھی گئیں۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا علم نہ ہونے کا اعتراف کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

دوسرے باب میں ہم نے علم اصول فقہ کے ارتقاء کے مختلف ادوار کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

تیسرے باب میں ہم نے علم اصول فقہ کے ارتقاء کے مختلف ادوار کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ ہم نے اس باب میں ہر دور کے اصولیین کی کتب کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کتب کے مصنفین کا بھی تذکرہ کیا ہے۔

ہم نے اپنی تحقیق کو ترتیب دیتے ہوئے ان کتب کا مطالعہ کیا ہے جو کہ اس علم کی تاریخ میں اہمیت کی حامل ہیں

[illegible] ہے [illegible] اصول فقہ پذیرا [illegible] تاریخ اصول فقہ پر بحث کی گئی ہے [illegible] کتاب "الفتح المبین" اصولیین اور ان کی خدمات کے [illegible] اصول فقہ میں [illegible] کی طرف ڈاکٹر شعبان نے متوجہ کیا اور ان کی تصحیح کی [illegible] ۱۳۹۵ھ) اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا ذکر کیا اور [illegible] اصول [illegible] پیش کیا ہے۔ فرماتے ہیں:

"سر حصر أن ما في المختصر من مصطلح رجال الأصول استيعابا تاما أو كاد لا تدعي الاحاطة بجميع الرجال كما لا تدعي العصمة عن الخطأ و التقصير"

[illegible] اصول [illegible] کرنے والے [illegible] اس کا مکمل [illegible] کے ساتھ احاطہ [illegible] کے اور ہم یہ [illegible] نے [illegible] کیا ہے، اور نہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہمارا کام ہر قسم کی غلطی [illegible] ہے۔"

[illegible] اصول [illegible] کتاب تالیف کی لیکن دستور نظم بنانے کے [illegible] اصول [illegible] کی تصحیح تو کر دی لیکن وہ خود بھی کئی غلطیاں کر گئے اور یہ کہ انہوں نے اطبع [illegible] میں [illegible] سے [illegible] چھپیں (۲۶) کے سب کے سب ذکر کر دیئے اور ان میں انیس (۱۹) اصولیین کا [illegible] اصول [illegible] کتابوں میں مجموعی طور پر چار سو چار (۴۰۴) اصولیین کا ذکر آیا ہے۔ بعد میں [illegible] اصولیین کے [illegible] اصولیین کے نام سے کتاب تالیف کی مگر وہ اب تک نامکمل ہے۔ [illegible] میں [illegible] اصولیین اور ان کی خدمات کا تعارف پیش کیا گیا ہے۔ کسی نے بھی کتاب کے مشتملات [illegible] سے متعلق کچھ تفصیلات کا ذکر نہیں کیا۔

[illegible] ضرورت محسوس کی کہ بحیثیت فن اصول فقہ کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ نئے اسلوب میں [illegible] جائے۔ [illegible] کن تاریخی ادوار سے گذر کر ہم تک پہنچا۔ اس مقالہ میں تاریخ اسلام کے پہلے اصولی [illegible] سے [illegible] چھٹی صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی خدمات کا حتی الامکان احاطہ کیا گیا ہے۔ [illegible] کو [illegible] پر تقسیم کیا گیا ہے جن کی مختصر تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

پہلا باب ..... اصول فقہ کے نشاۃ و ارتقاء میں ہے جو پانچ فصلوں پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل ..... میں اصول فقہ کا مفہوم، موضوع، استمداد، حکم، فائدہ اور واضع کو زیر بحث لایا گیا ہے اور ان کا تقابلی، تاریخی و تحقیقی تجزیہ پیش کیا گیا ہے۔

دوسری فصل ..... میں علم اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں اصولیین کے مختلف مناہج اور امتیازی خصوصیات کو بیان کیا گیا ہے۔

تیسری فصل ——— اس میں عصر رسالت کے بعد خلافت راشدہ اور عہد صحابہ میں اصول فقہ کے ارتقاء کو بیان کیا گیا ہے۔

چوتھی فصل ——— اس میں عہد تابعین سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک کے اصولیین کی اصول فقہ کے ارتقاء میں خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

پانچویں فصل ——— اس میں پانچویں صدی ہجری سے آغاز سے ساتویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصول فقہ کے ارتقاء میں خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

دوسرا باب ——— اس میں تالیف فی اصول الفقہ کے آغاز کے بعد اصول فقہ کے مختلف مناہج کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے جو چھ فصول پر مشتمل ہے۔ اس میں ہر ایک منہج سے وابستہ اصولیین کی تعریف سے اصطلاحی اصول کی اصولی خدمات کا احاطہ کیا گیا ہے۔

تیسرا باب ——— مختلف فقہی مذاہب کے اصول فقہ کے ارتقاء میں خدمات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے جو چھ فصول پر مشتمل ہے اس میں حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری مذاہب کے علاوہ دیگر مذاہب جیسے زیدیہ، امامیہ، اباضیہ مذاہب کا تذکرہ اور ان کی اصولی خدمات کا احاطہ شامل ہے۔

چوتھا باب ——— شریعت کے مقاصد میں سے اہم مقاصد میں سے ایک مقصد پر مشتمل ہے۔ پہلی فصل میں اصولی مشاورت کے مفہوم اور دوسری فصل میں شریعت کے مختلف فیہ اصولی ذرائع کا تعارف کیا گیا ہے۔ مختلف فیہ مقاصد میں تحسینی مقاصد کی اصولی بحث کے بعد ان کا تحقیقی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

راقم نے اپنے اس تحقیقی مقالہ میں جس اصول کو اختیار کیا ہے اس میں سے چند بنیادی امور درج ذیل ہیں:

۱۔ ہم نے شخصیات کی علم اصول فقہ میں مشغولیت اور تدریس و تصنیف اور اصولی خدمات کو پیش نظر رکھا ہے۔

۲۔ راقم نے اس مقالہ کو اصولیین کی تعریفی تاریخ وفات کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ تاریخ وفات معلوم ہونے کی صورت میں اسے ہی نام کے ساتھ لکھا ہے۔ مختلف اصولیین کے نام کے ساتھ سنہ کے بیان پر اکتفاء کیا ہے جبکہ اصل مقالہ کے حواشی میں ذکر کر دیا گیا ہے۔ اصولیین کی جائے ولادت و وفات اور سنہ ولادت کا بھی حتی المقدور حواشی میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۳۔ اصولیین کا مسلک (حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی، ظاہری، معتزلی، اشعری، ماتریدی) معلوم ہو جانے کی صورت میں نام کے ساتھ ہی بیان کر دیا گیا ہے۔

۶۔ راقم نے اصول تحقیق کی بعض مختلف کتابوں کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے جس میں ان کتب کے اسلوب، اہمیت، موضوع اور مختلف ابواب میں ان پر لکھی جانے والی کتب (شروح، حواشی، تعلیقات، مختصرات وغیرہ) کا ذکر ہے۔ اس کے علاوہ بعض ایسی تحریروں کی نشان دہی کی گئی ہے جو تحقیق کی مختلف جہتوں پر ہیں اگرچہ یہ کتابیں اصول تحقیق کا علم نہیں ہوتیں لیکن اپنے موضوع کے اعتبار سے بہت اہم ہیں۔

۷۔ کتاب ہذا کی تیاری کے دوران میں مختلف خیالات اور مختلف تحقیقی کام سامنے آئے جن کے بارے میں یہ محسوس ہوا کہ ان کا ذکر ہونا چاہیے۔ اس لیے راقم نے ایسی اہم معلومات کو ضمیمہ جات کی صورت میں شامل کر دیا ہے۔ ضمیمہ جات میں آپ کو ایسے مضامین ملیں گے جو کتاب ہذا کے مباحث کا تکملہ ہیں اور اس کی وجہ سے کتاب کی افادیت میں اضافہ ہوا ہے۔ ضمیمہ جات میں شامل مضامین کا تعلق بھی تحقیق و تدوین سے ہے۔

۸۔ مقالہ میں استعمال ہونے والی تکنیکی اصطلاحات کی وضاحت کے لیے ایک اصطلاحات کا مختصر فرہنگ بھی شامل کیا گیا ہے جس میں عربی، انگریزی اصطلاحات کے اردو مترادفات دیے گئے ہیں۔

۹۔ مقالہ کے آخر میں ان تمام کتابوں کی فہرست دی گئی ہے جو مقالہ کے مطالعہ کے دوران میں زیر استعمال رہی ہیں۔

۱۰۔ راقم کو امید ہے کہ اصول تحقیق کی خدمات کے سلسلے میں یہ تحقیقی کام مفید ثابت ہوگا۔ اس کے ذریعے سے کئی نئے گوشے سامنے آ سکتے ہیں جن پر مزید تحقیق کی ضرورت ہے۔ میں نے ان گوشوں کی نشان دہی کر دی ہے۔ امید ہے کہ یہ کام نئے محققین کے لیے رہنمائی کا کام انجام دے گا۔

باب اوّل

اصول فقہ کا نشأ و ارتقاء

فصل اوّل : اصول فقہ کا مفہوم، موضوع، استمداد، حکم، فائدہ و وضع

فصل دوم : علم اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں اصولیین کے مناہج

فصل سوم : عہد رسالت مآب ﷺ، عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو اُمیہ میں اصول فقہ کا نشأ و ارتقاء

فصل چہارم: عہد عباسی کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی تجزیہ
(عہد عباسی کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک)

فصل پنجم : عہد عباسی کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی تجزیہ
(پانچویں صدی کے آغاز سے دولتِ عباسیہ کے زوال تک)

اصول فقہ کا مفہوم اور اس کا تحقیقی جائزہ

علم اصول فقہ کی حقیقت ——— اصول الفقہ" کا لفظ دو الفاظ سے مل کر بنا ہے جن سے ایک خصوصی مرکب اضافی وجود میں آتا ہے۔ ایک خصوصی علم بننے سے پہلے یہ الفاظ سے مرکب اضافی تھا۔ اس میں لفظ "اصول" مضاف اور دوسرا لفظ "الفقہ" مضاف الیہ ہے۔ جس طرح کہ جملہ طور پر یہ خصوصی علم بننے سے پہلے مرکب اضافی تھا۔ مرکب اضافی ہونے کی وجہ سے ہی "اصول الفقہ" کا مرکب اضافی ہونا اس کے مضاف اور مضاف الیہ کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ اس لیے کہ

"تقسیم الی ثلاث" کی اور عیسیٰ حنفی (متوفی ۱۰۹۰ھ) نے اسے اپنایا ہے:

فالاصل ما علیہ عمر بنی ۔ والفرع ما علی سواہ ابنی

اس میں انہوں نے فرع کی تعریف کا اضافہ فرمایا ہے جو کہ اس کے دوسری قسم کو بیان کرتا ہے۔

سید حامد حسین نے فتح الرحموت میں اس شعر کے تحت فرمایا ہے: "الاصل لغۃ اسم للشیء المحسوس او المعقول الذی یبنی علیہ غیرہ کالاساس للجدار الذی ھو اصلہ" (لغت میں اصل (اس چیز) محسوس یا معقول شے کو کہتے ہیں جس پر کسی دوسری کی بنیاد رکھی گئی ہو جیسے اساس جدار وہ ہے جس پر اس دیوار کی بنیاد رکھی گئی ہے)۔

تجزیہ :

ابو الحسین بصری معتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) نے بھی اسی قسم کی طرح کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: "ھو ما یبنی علیہ" اور ابن برہان، کلوذانی (متوفی ۵۱۲ھ) نے بھی اصول کے باب اثبات میں "تسمیتی علیہ غیرہ" اور "ما لا یقوم الی غیرہ" کے الفاظ کے ساتھ دونوں قسم کی تعریفیں بیان کیں اور کہا کہ دونوں تعریفیں درست ہیں مگر ساتھ یہ بھی کہا کہ "سواء فی المحاسبۃ والتعبیر" (اخذ اجر اور اس کی تعبیر سے اختلاف کیا ہے) اگرچہ میں اسے کسی واضح اختلاف بیان نہیں کیا کہ دونوں میں کیا فرق ہے مگر ایسا لگتا ہے کہ شاید انہوں نے "اصل الولد یعنی علی الوالد" (بچے کی بنیاد باپ پر ہے) کہنے کو بھی اس کی قسم سے) بولتے ہیں۔ اس نے یہ تعریف دخول غیر سے مانع نظر آتی۔

۲۔ المحتاج الیہ (جس کی طرف احتیاج یا ضرورت ہو)

امام مازری مالکی (متوفی ۵۳۶ھ) نے المحصول میں یہی معنی ذکر کیے ہیں۔

(تجزیہ) : درایت اپنے کمال میں چل کر اتنا ہی ہوتا ہے کہ اصل کو اصل کہا جائے اس لئے یہ معنی درست نہیں ہے۔ صاحب التصفیح والتوضیح نے امام مازری کے اس معنی پر تنقید کی ہے درایت اور دیانت کہاں اس تعریف میں تحت داخل ہوتا ہے صوری، حسی، ذاتی اور واقعات جن کی وجہ سے ان پر بنیاد رکھی جاتی ہے، سب شامل ہو گئے ہیں کیونکہ اصل ان کا محتاج ہوتا ہے اور ان اشیاء کی حد کے بغیر چیز نہیں بنائی جا سکتی، اس لئے ان امور میں کوئی اصل نہیں کہلائے گا۔ لہٰذا یہ تعریف درست نہیں۔[5]

۳۔ علیہ تحقق الشیء الیہ (کسی چیز کی حقیقت جس پر موقوف ہو اس چیز کی طرف سے وہ اصل ہے)

سیف الدین آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے الاحکام میں یہ معنی ذکر کیے ہیں۔[6]

۱۔ تسہیر الخطرات فی علم الاوقات، شرف الدین علی بن عبد الرحمن بن احمد الشافعی المرادی الحلوانی (متوفی ۱۰۸۰ھ)، مخطوطہ دار الکتب المصریہ، رقم ۱۳۱۶ھ

۲۔ شرح تسہیر النظر، قاسم بن عبد اللہ بن امیر علی بن محمد المرادی المالکی المصری (متوفی ۹۷۸ھ)، مخطوطہ دار الکتب المصریہ، رقم ۱۳۱۶ھ

۳۔ تسہیر النظر والخاطر فی مختصر الاصول والمحاصل، احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن احمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ الشافعی الحلوانی (متوفی بعد ۱۰۸۰ھ)، مخطوطہ دار الکتب المصریہ، رقم ۱۳۱۶ھ

۴۔ المحصول فی علم الاصول، محمد بن علی بن الطیب ابو الحسین البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ)، تحقیق: حسین علی الیدری و سعید فودہ، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۹ء، دار التصفیح والتوضیح، ص ۱۰۰۔

۵۔ الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد الآمدی (متوفی ۶۳۱ھ)، الطبعۃ الاولی، ۱۹۹۶ء

۴۔ علت الشئی (جس سے کوئی شئی بنے)

ماخذ اصول فقہ (مقولہ) ..... اسی معنی میں یہ لفظ اصول میں یہ معنی ذکر کرتے ہیں) ۱

(الجزء به) ..... اور "اصل الشئی" وہ ہے جس میں سے کوئی چیز بنے۔ (ایک دلیل میں سے کتاب کا ایک مسئلہ) اس لئے یہ اصل نہیں بلکہ یہ معنی بھی درست نہیں ہیں۔

۵۔ منشأ الشئی (جس سے کوئی شئی پیدا ہونے والی ہو)

اصولیین کے یہاں پہلے دو اور پھر یہ معنی کا اعتبار کیا جاتا ہے۔

علامہ ابو البقاء حنفی نے اصل کے مختلف معنی بتائے ہیں مشہور اقوال شافعی نے کہا: "الاصل ما تفرع عنه غيره والفرع ما تفرع عن غيره" اصل وہ ہے جس سے کوئی دوسری شئی متفرع ہو اور فرع وہ ہے جو کسی شئی سے متفرع ہو۔ امام ابو الحسن کرخی نے کہا: "الاصل صادق على طريقه والفرع ما دل على غيره" میرے نزدیک اس کہا: "كل عالم معرفة شئ، وبه عليه فهو اصل له. فعلوم الحس اصل، لانها تصير معرفة حقائق الاشياء، وعلمها فرع له" ۲

اصل کا مقابل ..... اس کا مقابل فرع ہے جس کی تعریف ہے

الفرع هو الشئ الذي يبنى على غيره كفروع الشجرة لاصولها وفروع الفقه لاصوله ۳

(فرع وہ شئی ہے جس کی اساس کسی اور پر ہو جیسے درخت کی شاخیں (فروع) اپنی اساس کی جڑ (اصول) پر ہوتی ہیں ایسے ہی فروع فقہ کی بنیاد اس کے اصول پر ہیں۔

اصطلاحی معنی ..... لفظ "اصل" کے کئی اصطلاحی معنی بیان کئے جاتے ہیں جن میں سے مشہور معنی مندرجہ ذیل ہیں:

اوّل ..... الدليل ۴

فقہی کتابوں میں اصل کا لفظ جس معنی میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے مثلاً جب یہ کہا جاتا ہے کہ: "اصل هذه المسألة الكتاب والسنة" تو اس کا مطلب ہوتا ہے "الدليل على هذه المسألة" اور "الاصل في وجوب الصلوٰة قوله تعالى واقيموا الصلوٰة" تو مطلب ہوتا ہے "الدليل في وجوب الصلوٰة" اور "طرح الاصل في تحريم الزنى قوله تعالى ولا تقربوا الزنى" تو مطلب ہوتا ہے "الدليل في تحريم الزنى"۔

---

۱ [illegible] ۲ [illegible] ۳ [illegible]

۴ [illegible] ۵ [illegible]

ثانی..... الرجع[1]

اس کی مثال یہ ہے کہ جب کہا جاتا ہے "الاصل فی الکلام الحقیقۃ" (کلام میں اصل حقیقت ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جب قرینہ نہ ہو تو سامع کے لئے اس کے حقیقی معنی ہی مراد ہوں گے نہ کہ مجازی معنی۔ اور اسی طرح جب قرآن و قیاس باہم متعارض ہوں تو کہا جاتا ہے "القرآن اصل للقیاس" (قرآن بہ نسبت قیاس کے اصل ہے) تو مطلب ہوتا ہے کہ قرآن کو قیاس پر ترجیح ہوگی۔

ثالث..... القاعدۃ / القاعدۃ المستمرۃ / القاعدۃ الکلیۃ[2]

رسالت مآب ﷺ کے فرمان "لا ضرر و لا ضرار" (نہ نقصان پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ) کے بارے میں کہا جاتا ہے "فھذا اصل من اصول الشریعۃ" (یہ اصول شریعت کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے) تو مطلب ہوتا ہے کہ قاعدہ من قواعدھا (اس کے قاعدوں میں سے ایک قاعدہ ہے)۔

جب کہا جاتا ہے کہ "الاصل السنۃ تسقط علی خلاف الاصل" تو اس کا مطلب ہوتا ہے "علی خلاف القاعدۃ الکلیۃ الشرعیۃ" (خلاف اس مروجہ قاعدہ کلیہ کی بات خلاف اصل ہے یعنی شریعت کے عام قاعدہ کلیہ کے خلاف ہے)

اور جب کہا جاتا ہے کہ "الاصل فی الامر المجرد عن القرائن یقتضی الوجوب وان النھی عن القرائن یقتضی التحریم" (امر جب قرائن سے خالی ہو تو وجوب کا تقاضہ کرتا ہے اور نہی جب قرائن سے خالی ہو تو تحریم کا تقاضہ کرتا ہے) کیا ایک اصل یعنی قاعدہ ہے۔

رابع..... الصورۃ المقیس علیھا[3] (وہ صورت جس پر قیاس کیا جائے)

مثلاً جب کہا جاتا ہے "الاصل فی الضرب المفضی الی القتل عمدا ان یقاس علیہ الضرب فی الحرمۃ بجامع الایلام فی کل" (والدین کو مارنے کی حرمت کے بارے میں قتل عمد کا حکم اصل ہے) تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ تاکہ اس کے حکم پر قیاس کر کے جمیع ایذاء کی حرمت کا حکم لگایا گیا ہے۔

خامس..... الاصل بمعنی المستصحب[4]

جب کہا جاتا ہے کہ "الاصل فی الاشیاء اباحۃ" (اشیاء میں اصل اباحت ہے) یا "الاصل فی الانسان البراءۃ" (انسان کی اصل برأت ہے) یعنی انسان اس وقت تک متہم خصوص نہیں ہوگا جب تک اس کے خلاف تہمت دلیل سے ثابت نہ ہو جائے۔

---

[1] اصول الفقہ، ابو زہرہ، ص ۲۳، اصول السرخسی، ج ۱، ص ۲۱۰، اصول الشاشی، ص ۲۱۷، بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔ [2] اصول الفقہ، ابو زہرہ، ص ۲۳، حسن الحاشیہ علی شرح جمع الجوامع، ج ۲، ص ۲۰۳، باب فی من حفظ ما یضر بجارہ۔ [3] اصول الفقہ، ابو زہرہ، ص ۲۳، دار الفکر ۱۹۸۵ء، اصول السرخسی، ج ۲، ص ۲۱۰، اصول الشاشی، ص ۲۱۷، اصول الفقہ، عبد الوہاب خلاف، ص ۱۹۔ [4] اصول الفقہ، عبد الوہاب خلاف، ص ۲۳، مصر دار التحریر ۱۹۶۵ء۔

فن کی تعریف کرتے ہیں ..... من حسن الطہارۃ وسکنہ فی الحدث والاصل الطہارۃ او المتحدث وھو الظاہر" (اس شخص کا وضو سے کانوں کا مسح کرنا جس کا وضو ہوتے کا شک ہو اور اصل یہ ہے کہ وہ متحدث ہے یعنی بے وضو ہونے کی حالت پر ہے)

اصل سے ان کی مراد وہ حال ہے جس کے حق میں اصولیین کے پہلے معنی مراد ہوتے ہیں تو اس تعریف اصل لفظ سے کئی لفظ مرکب کی طرف منتقل ہو گئی ہے اور اس کی تعریف کے بعد بھی یہ لفظ اسی معنی پر زیادہ مشہور مستعمل ہیں "اصل ہذا الحکم ہذا" یا کتاب میں لکھا ہوا ہے کہ "اصل ہذا الکتاب کذا" تو مصنف ہوتا ہے اس حکم یا کتاب وغیرہ سے پہلے یہ لفظ "اصول فقہ" کی ترکیب میں ایک شبہ کا ازالہ ..... زین الدین العریشی نے اپنی نظم میں ایک محقق طرف توجہ دلائی ہے، فرماتے ہیں :

شک اصول الفقہ لفظا لقبا ۔۔۔ للفن من حواشیہ قد ترکبا

الاول الاصول ثم الثانی ۔۔۔ الفقہ و الحق ان مفردان [1]

شارح نظم ابن الہائی دوسرے شعر کی تشریح میں فرماتے ہیں

"اما الحق الاول لمافظ الاصول واما الثانی لفظ الفقہ مفردان ای غیر مرکبین فالمراد بالافراد ہنا عدم التر کب الاضافیۃ والجمع فان لفظ الاصول جمع کما لایخفی" [2]

اپنا جزء لفظ اصول ہے اور دوسرا لفظ فقہ ہے۔ وہ دونوں الفاظ (اصول اور فقہ) علیحدہ علیحدہ ہیں مرکب نہیں ہیں۔ یہاں افراد سے مراد ترکیب کی ضد ہے۔ جمع کا سوال نہیں ہے کیونکہ لفظ اصول جمع ہے اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے۔

یہ ایک سوال کا جواب ہے کہ "اصول" جمع ہے اور "الفقہ" واحد ہے اس لئے یہ ترکیب عدم مطابقت کی وجہ سے درست معلوم نہیں ہوتی ہے تو اس کے جواب میں کہا گیا لفظ "الاصول" ظاہراً جمع ہے مگر لغوی ترکیب کے اعتبار سے مفرد ہی ہیں۔

"الفقہ" کے لغوی و اصطلاحی معنی ..... اصول فقہ کے دوسرے جزء "الفقہ" جو مضاف الیہ ہے اس کی لغوی و اصطلاحی معنی اور ان کی تشریح سے کل لفظ کے اعتبار سے لفظ "الفقہ" کا اعراب جاننا ضروری ہے۔ اس لئے مختلف الجواب کی مناسبت سے اس کے کئی مندرجہ ذیل ہیں لغت کے اعتبار سے فقہ باب سمع یسمع کھلی جاننا اور فقہ باب کرم یکرم بھی فقہ ہوتا ہے۔ دونوں طرح درست ہے۔ لسان العرب میں اسی طرح مذکور ہے :

وفقہ فقہا بمعنی علم علما ..... وقد فقہ فقاہۃ وھو فقیہ من قوم فقہاء [3]

"الفقہ" کے لغوی معنی ..... الفقہ کے لغوی معنی کے بیان میں لغویین اور اصولیین کی مختلف و متعدد آراء ہیں۔

---

[1] تسہیل الوصولات فی نظم الورقات شرف الدین العریشی حاشیہ ابن الہائی ص ۱۰ مطبوعہ دار المنشور الاسلامیہ ۱۳۱۱ھ

[2] شرح تسہیل الطرقات۔ محمد بن علی الہائی ص ۔

[3] لسان العرب۔ ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ ص ۵۲۳ تا ۵۲۷ طبع بیروت دار صادر ۱۹۵۵ء

۱۔ فہم غرض المتکلم (متکلم کے کلام سے اس کی غرض سمجھنا)

ابو الحسین معتزلی نے "المعتمد" میں اور فخر الدین رازی نے المحصول میں نقطہ پر بحث کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اس کی تعریف یہ کی جاتی ہے کہ متکلم کے کلام سے اس کی غرض سمجھ جانا۔ اسے انہوں نے کوئی تعریف نہیں کہا۔ اور حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (ان من علمی) لا یسع محدثا ولکن لا تفقہون تعجیبہ منہ۔ اور ان کا کہنا ہے کہ میں اپنی بعض کتابوں میں کوئی بات لکھتا ہوں تو میرے ساتھی کہتے ہیں کہ ہم اس کو نہیں سمجھتے۔ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متکلم کو غرض سمجھنے پر اس کے کلام کو دلالت کرنے پر اور سننے والے کو متکلم کی غرض جان لینے پر قادر بنایا ہے اور متکلم کی غرض سمجھ لینے کا نام فقہ ہے۔

۲۔ فہم الاشیاء الدقیقۃ (باریک چیزوں کو سمجھنا)

اس کی مثال یہ دی گئی ہے کہ اس سے "لفقہت کلامک" (میں نے تمہارے کلام کو سمجھا) اور "لفقہت ان السماء فوقنا" (میں نے جان لیا کہ آسمان ہمارے اوپر ہے) نہیں بولتے۔ کیونکہ آسمان ہمارے اوپر ہونا ایسی بات ہے کہ اس کے سمجھنے میں کسی قسم کی دقت نہیں پیش آتی۔ یہ مفہوم الجبائی نے اس سے لیا ہے جو اس نے قرآن کریم کی آیت پر بحث کرتے ہوئے کہا ہے: "وھو الذی انشاکم من نفس واحدۃ فمستقر ومستودع قد فصلنا الآیات لقوم یفقھون" (اور وہی ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا پھر (تمہارے لئے ایک طرح ٹھہرنے کی جگہ ہے اور ایک امانت رہنے کی جگہ ہے۔ ہم نے نشانیاں ان لوگوں کے لئے جو سمجھتے ہیں کھول کھول کر بیان کر دی ہیں) اور اس سے پہلے فرمایا: "فانوا بسبعۃ ما نفقہ کثیرا مما تقولون" (وہ لے آئے شعیب تمہاری بہت سی باتیں جو تم کہتے ہو) اس طرح کہتے ہیں کہ ان میں ادراک معلومات کی نفی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ان کو معلومات تو ہوتے ہیں لیکن وہ ان سے ادراک نہیں کر پاتے ہیں وہ ظاہر تو سمجھتے ہیں لیکن باطن کو نہیں سمجھتے۔ اور ان میں سے الاصبح محدثہ ولکن لا تفقہون نہیں ہے جس میں مراد یہ ہے کہ جو کچھ میں کہتا ہوں تم اس کو نہیں سمجھتے۔ اور یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ وہ حقیقت اور اندر کی بات نہیں سمجھتے۔

---

۱ (محمد بن علی بن الطیب ابو الحسین البصری المعتزلی متوفی ۴۳۶ھ) ۲ (۱۰۲۴ء-۱۰۴۴ء) ۳ (دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ-۱۹۸۳ء) ان کے الفاظ ہیں: اما فی اللغۃ فھو المعرفۃ بقصد المتکلم، یقول فقہت کلامک ای عرفت قصدک ہ۔

۴ المحصول فی علم الاصول (محمد بن عمر بن الحسین الرازی الشافعی متوفی ۶۰۶ھ) ۵ (دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء) ج ۱ ص ۱۳

۶ تیسیر الوصول (محمد بن احمد بن علی المقری متوفی ۷۷۱ھ) ۷ (مکتبۃ الخانجی، القاہرہ) ج ۱ ص ۹۲ ۸ ج ۱ ص ۹۱

۹ (محمد بن ادریس الشافعی المطلبی القرشی المکی متوفی ۲۰۴ھ) ۱۰ (دار الاسلامیہ، قندھار ۱۴۰۲ھ-۱۹۸۲ء)

[illegible] تفسیر [illegible] کی تفسیر کے سیاق میں بیان کرتے ہیں:

"[illegible] عدد السادة في عشرين موضعا من القرآن [illegible]
خاص من دلالة التنبيه والتحسين في العدد"

[illegible] خاص عدد کے ساتھ جمع [illegible] کی [illegible] بیان کرتا ہے۔

۳۔ التفہیم

[illegible] الفاظ میں [illegible] کی [illegible] کو [illegible] کہتے ہیں۔ [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مصنف یہ بتاتے ہیں کہ وہ اس کتاب کو کس ترتیب پر لکھیں گے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے اس کتاب کو [illegible] کے مقصد سے لکھا ہے۔ [illegible] کے ساتھ ساتھ [illegible] کی ضرورت بھی پیش آئی۔

کتاب "اصول الفقہ" کی تقدیم و تاخیر

[illegible] کتاب کے شروع میں [illegible] کی وجہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ [illegible] کو [illegible] کے بعد ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے اور [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے۔ [illegible] کو [illegible] کے بعد ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے۔

> [illegible] کو [illegible] کے بعد ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے اور [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے۔ [illegible] کو [illegible] کے بعد ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ [illegible] کا تعلق [illegible] سے ہے۔
>

"وعلی ہذا جرت سنۃ الخلف و ہی جاریۃ الی الیوم فی الفقہاء فلم یزل یتدقق النظر فی المسائل الخلافیۃ و یدون ما ہو الاقوی مع ما علیہ کل قول فلا یزال حتی یجئ من یحفظ الوفا من المسائل ثم یدخل تحت "وعسی"۔"[1]

(اور اسی پر خلف سے سنت چلی آرہی ہے اور یہ آج تک فقہاء میں جاری ہے۔ وہ مسائل خلافیہ میں غور و فکر کرتے رہتے ہیں اور جو قول قوی ہوتا ہے اس کو اور اس کے مقابل قول کو لکھتے رہتے ہیں۔ یہ سلسلہ برابر چلتا رہا یہاں تک کہ ایک شخص ایسا آیا جس نے مسائل کثیرہ کو محفوظ کر لیا اور وہ "عسی" کے تحت داخل ہو گیا۔)

فقہاء سے مقنن فقہ کے اصطلاحی مفہوم کی بحث کا خلاصہ

فقہ حنفی کی مختلف کتب میں کثرت کے ساتھ ان فقہاء کا ذکر ملتا ہے جن کے اقوال کو بطور دلیل ضرورت کے وقت کتب کے مؤلفین نے نقل کیا ہے۔ ان فقہاء کی تعداد تقریباً ساٹھ ہے اور متاخرین کے ہاں ان میں سے کسی ایک پر فقیہ کا اطلاق ہوتا ہے:

اوّل ——— فقیہ وہ جو شریعت کے کسی مکمل نظام کا، یا کسی ایک ما فوق حافظہ موضوع کتاب وسنت میں وارد دینی یا جزئی پر عبور حاصل کر چکا ہے یا مستقل طور پر قرآن سے احکام یا ان کی دلیل سے علل کی معرفت حاصل ہوں۔ چاہے یہ احکام سماع سے ہوں یا بغیر سماع کے اجتہاد سے ہوں۔ ہر ایک مسئلہ کی طرح فقیہ کا مجتہد ہونا بھی ضروری نہیں ہوتا ——— اور جہاں تک فقیہ بننے کے لئے احکام کی دلیل حاصل کرنے کا تعلق ہے تو اب عرف میں یہ بات متروک ہو چکی ہے کہ جس کو بھی کسی مسئلہ کی دلیل معلوم ہو اس کو فقیہ کا لقب دے دیا جائے۔ اب عرف میں مقرر کر لیا گیا ہے کہ فقیہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کو عرف میں پہچانا جائے کہ جو فقہ کے مشہور ابواب سے تعلق رکھنے والی اکثریت مسائل کو حفظ کر لے اور ان کو بآسانی عرف آسانی سے رجوع کر سکے۔ قدیم عرف (جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا) میں ہر فقیہ کے لئے ضروری تھا کہ وہ اصول فقہ میں بھی مہارت رکھتا ہو یہاں تک کہ وہ حافظ قرآن پر بھی فقیہ کا اطلاق کرنے سے گریز کرتے تھے۔ اب عرف میں یہ اطلاق ہے کہ فقیہ انہی کا اطلاق اسی پر ہوگا جو وسعت نظر اور قوی دلیل کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اگرچہ وہ مقلد ہی کیوں نہ ہو۔

دوم ——— اس کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ شخص جو کتاب وسنت اور شریعت سے کسی مسائل کے مجموعہ پر دوار یہاں یہ اطلاق کرنا مقصود ہے اطلاق کے قبیل سے ہے اگرچہ وہ مقلد ہی ہو لیکن یہ اطلاق مقصد کی طرح سے ہوگا جس طرح [illegible]

اصولیین کے نزدیک فقہ کی اصطلاحی تعریف اور اس کا مفہوم ——— مختلف ادوار میں فقہ اصطلاحی کی مختلف تعریفیں ذکر کی گئیں ان مختلف ادوار میں مختلف اصطلاحی کے اعتبار سے ان میں ایک تاریخی ترتیب کی رعایت نظر آتا ہے۔ ہم اپنی بحث کی مناسبت سے مختلف تعریفات ذکر کریں گے۔ امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول تعریف سے شروع کریں گے جو وسعت پہلی ہے اور اس کے بعد اس وسعت میں کمی آنے کے بعد کی

---

1. [illegible] کراچی، ایچ ایم سعید کمپنی، ص ۳۰۔
2. النساء: ۲۹
3. [illegible]

[illegible]

امام اعظم ابوحنیفہ سے متعلق [illegible]

[illegible]

عالیہا وعلیہا کے احتمالات

۱) [illegible]

۲) ممکن ہے عالیہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible] اور سافلہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible]

۳) ممکن ہے کہ عالیہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible] اور سافلہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible]

۴) ممکن ہے عالیہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible] اور سافلہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible]

۵) ممکن ہے عالیہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible] اور سافلہا سے مراد وہ واجب ہو جو [illegible]

---

۱ شرح لقطہ "خیر" ملاحظہ فرمائیں [illegible]

۲ البقرہ: ۱۸۴

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن سعد باقی (متوفی ۱۰۳۶ھ) نے اپنی کتاب میں تعریف کی:

العلم بالاحكام الشرعية العملية من ادلتها التفصيلية بالاستدلال.[1]

(شریعت کے عملی احکام کا ان کے تفصیلی دلائل سے استدلال کے ساتھ جاننا)

یہ تعریف تمام سابقہ تعریفوں کی نسبت زیادہ جامع ہے۔ اس میں علم کی جنس کے ساتھ ساتھ اس کے متعلق کی قید لگا کر اس کو علم الرجال اور علم اللغۃ وغیرہ سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس میں احکام کی قید لگا کر اعتقادی مسائل کے علم کو اصول سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس میں شرعیہ کی قید لگا کر عقلی احکام کو اصول سے الگ کر دیا گیا ہے۔ اس میں عملیہ کی قید لگا کر صدر الشریعہ حنفی (متوفی ۷۴۷ھ) کے اضافہ پر تنقید کی گئی ہے۔ صدر الشریعہ حنفی (متوفی ۷۴۷ھ) نے اپنی کتاب میں یہ تعریف کی تھی:

هو العلم بالاحكام الشرعية العملية التي قد ظهر بروز الوحي بها والتي انعقد الاجماع عليها من لدن عهد سيد الانبياء عليه الصلوة والسلام الى آخر عصر المجتهدين.[2]

(یہ ان تمام احکام شرعیہ عملیہ کے جاننے کا نام ہے جن پر وحی کا ظہور ہوا ہے اور جن پر سید الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے زمانہ سے لے کر آخر زمانہ کے مجتہدین کا اجماع منعقد ہوا ہے۔)

اس تعریف پر کئی اعتراضات کئے گئے ہیں۔ مثلاً اس میں احکام کی قید لگانے سے اعتقادی مسائل کا علم خارج ہو گیا ہے۔

صدر الشریعہ کی تعریف پر شارح علامہ تفتازانی (متوفی ۷۹۲ھ) نے چار اعتراضات کئے اور پھر خود ہی ان کے جوابات بھی دیئے ہیں۔[3]

ابن الہمام حنبلی (متوفی ۸۶۱ھ) نے یہ تعریف بیان کی:

العلم بالاحكام الشرعية الفرعية عن ادلتها التفصيلية بالاستدلال.[4]

اصول فقہ کی اضافی تعریف کے تیسرے طریقہ یعنی اضافت بیان کرنے کے بعد مذکورہ تعریفات کا تحقیقی تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

---

1. کتاب مختصر المنهج الاصولي - عمل بن عبد الله بن عبد الرحمن بن عبد الله السدحان، ص ۳۲۱ - ۳۲۲ ھ
2. شرح التلويح على التوضيح، ص ۲۱ - ۲۲، مطبوعہ کراچی
3. نهاية السول - عمل بن عبد الرحيم بن الحسن الاسنوي الشافعي (متوفى ۷۷۲ھ)، المكتب العلمي، ص ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸،

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علماء نے مختلف تعریفات کے اسالیب کی وجہ بندی ... علماء نے تمام تعریفات مندرجہ ذیل تین اسالیب میں سے کسی نہ کسی ایک طرز پر بیان کی ہیں۔

پہلا طریقہ : ... یہ اصولیین کا طریقہ ہے اس کے مطابق اصول فقہ کی تعریف مرکب توصیفی اضافی (اضافی کے ساتھ صفت) کے اسلوب پر کی گئی ہے جیسا کہ صدر الشریعہ نے "التوضیح" میں اختیار کیا ہے۔ اس تعریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اصول فقہ سے مراد ان قواعد کا علم ہے جن کے ذریعہ فقہ کے استنباطی مسائل تک رسائی ہوتی ہے۔ اس تعریف کی تشریح میں علماء نے کہا ہے کہ ... اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا موضوع ... ہے۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا مقصد ... ہے۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا فائدہ ... ہے۔

دوسرا طریقہ : ... یہ طریقہ ان علماء نے اختیار کیا ہے جنہوں نے اصول فقہ کی تعریف کے لئے اضافی اسلوب کو ترجیح دی ہے۔ ان کے نزدیک اصول فقہ کی تعریف یہ ہے کہ "اصول الفقہ علم بکل الاحکام الشرعیۃ العملیۃ التی قد علیہ دلیل الوحی بھا والتی تعلق الاحبار عن اقتضاء ھا الملکۃ الاستنباط الصحیح منہا" اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا موضوع ... ہے۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا مقصد ... ہے۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا فائدہ ... ہے۔

پہلے دو طریقوں کے اسلوب کی تعریفات میں فرق ... پہلے دو طریقوں کے درمیان فرق یہ ہے کہ دوسرے طریقے میں پہلے طریقے کے جملوں میں اضافی ترکیبوں کی جگہ وصفی ترکیبیں استعمال کی گئی ہیں۔ مثلاً صحیح کی صفت ملکہ کی طرف لوٹتی ہے۔ اب اس تعریف کے مطابق تعریف اور اس میں استعمال شدہ الفاظ کے درمیان اضافی تعلق کی بجائے وصفی تعلق ہوگا۔

تیسرا طریقہ : ... یہ طریقہ ہے ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) نے اپنی کتاب "التحریر" میں اختیار کیا ہے۔ ان کے مطابق اصول فقہ کی تعریف کے لئے تین اہم امور کا علم ہونا ضروری ہے۔

تینوں اسالیب کی تعریفات کا فرق ... تینوں اسالیب کے مطابق جو تعریفات کی وجہ بندی کی گئی ہے اس کا فرق اس طرح واضح کیا جا سکتا ہے :

(۱) پہلے دو اصولیین نے تعریفات کے لئے وصفی اسلوب کو ...

(۲) آخری دو علماء نے اضافی اسلوب کے لئے وصفی اسلوب کو ترجیح دی ہے۔

(۳۱) جبکہ ... کی روشنی کے مطابق ... کے تحت ...

علامہ ... نے ... کی تعریف ... کی ہے ... کی تعریف ... کی ہے ... کی تعریف ... کی ہے ...

فقہ کی مختلف تعریفات کی تدریجی ارتقاء کا نظر میں مرحلہ وار ... تعریف میں جو تبدیلیاں آئی ہیں ... سے کی جا سکتی ہیں ...

پہلا مرحلہ ... کے ... کے ... کی معرفت ... کی تعریف میں ... کی ... کے ... کی ... کی ... کی

[illegible] هو العلم بالاحكام الشرعية الفرعية المدونة [illegible] عن الادلة التفصيلية [1]

اس کے نتیجے میں احکام شرعیہ فرعیہ جن کا تعلق دل سے تھا وہ ختم ہو گئے۔ اور ان کا نام علم التصوف یا علم اخلاق پڑ گیا۔

اصول فقہ کے لغوی معنی اور ان کا تحقیقی تجزیہ : اصول فقہ کا لفظ اصل اور فقہ کے مرکب سے علم متعین ہونے کے بعد اس کا اطلاق کبھی ان مسائل کلیہ پر کرتے ہیں جس میں ان کے مدلولات کی بحث ہوتی ہے اور کبھی ان کا اطلاق ان کے قواعد کے اور ایک بھی معرفت و تصدیق اور کبھی ان اقسام کے ذریعہ اور ثمرات نور بخش سے حاصل ہونے والے علم کا اختصار پر کرتے ہیں۔ یہ بات واضح ہے کہ کسی بھی علم کی تعریف کو درج ذیل میں سے کسی ایک کے مطابق کی جاتی ہے مگر اصول فقہ واحد علم ہے جس کی تینوں معانی کے مطابق تعریف کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل و وضاحت مندرجہ ذیل ہے :

امام فخر الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) نے اصول فقہ کی تعریف یوں کی

اصول الفقه عبارة عن مجموع طرق الفقه على سبيل الاجمال و كيفية الادلة لانها و كيفية حال المستدل بها. [2]

سیف الدین آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے یہ تعریف کی

اصول الفقه : هي ادلة الفقه وجهات دلالاتها على الاحكام الشرعية، و كيفية حال المستدل بها، من جهة الجملة لا من جهة التفصيل [3]

(تجزیہ) : مذکورہ بالا دونوں تعریفیں بنیادی معنی کے مطابق ہیں۔

ابن حاجب مالکی (متوفی ۶۴۶ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ تعریف کی

اما حده لقبا : فالعلم بالقواعد التي يتوصل بها الى استنباط الاحكام الشرعية الفرعية من ادلتها التفصيلية. [4]

(اصول فقہ ان قواعد کے جاننے کا نام ہے جن سے احکام شرعیہ فرعیہ کو دلائل سے استنباط کرنا حاصل ہو)۔

قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) نے الفاظ کے ساتھ تعریف کی

اصول الفقه : معرفة دلائل الفقه اجمالا و كيفية الاستفادة منها و حال المستفيد [5]

(اصول فقہ اجمالی دلائل فقہ اور ان سے استفادہ کی کیفیت اور مستفید کی حالت کی معرفت کا نام ہے)

---

1 موسوعہ الفقہیہ، ۱/۳۱، الاصل ہی ہے ۱/۱۲، دائرۃ المعارف الاسلامیہ، ۱/۳۹۳۔

2 المحصول فی علم الاصول، محمد بن عمر بن حسین الرازی فخر الدین متوفی ۶۰۶ھ، ۱/۱۱، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۸ء۔

3 الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد التغلبی آمدی متوفی ۶۳۱ھ، ۱/۱۲، بیروت، ۱۹۸۲ء۔

4 شرح المختصر الاصول من علم الاصول، عضد الدین عبد الرحمن بن احمد بن عبد الغفار ایجی متوفی ۷۵۶ھ، ۱/۱۲، مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۲۴ھ

5 منہاج الوصول الی علم الاصول، ناصر الدین ابو سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی شیرازی بیضاوی متوفی ۷۹۱ھ، ۱/۱۲، دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۳ء۔

ابن حاجب اور قاضی بیضاوی کی تعریفات کا تجزیہ ۔۔۔ ابن حاجب اور قاضی بیضاوی کی تعریفیں اوپر سے اور نیچے سے مکمل کے مطابق ہیں اور ان کی روشنی میں ہم ابن حاجب کی تعریف میں موجود بیضاوی کی تعریف میں معرفت سے لاحق ہونے والے اضافی تصورات کی وضاحت کر چکے ہیں۔ اس طرح ان کی تعریف کا تجزیہ بھی ہو چکا ہے۔

اصول فقہ کی تعریف میں اختلاف کی وجہ ۔۔۔ اصول فقہ کے مفہوم میں ان اضافیات کے لحاظ سے مختلف اصولیین نے مختلف تعریفیں کی ہیں۔ ان تعریفوں میں سے کون سی تعریف صحیح ہے اور کون سی غلط؟ دونوں طرح کی تعریفوں کے قائلین نے کس تعریف سے مختلف معانی مراد لیے اور ان میں سے کون سا معنی اضافی ہے اور کون سا حقیقی؟ یہ وہ سوالات ہیں جن سے متعلقہ صحیح جوابات معلوم کیے بغیر کسی معنی کی حقیقت کو سمجھنا ممکن نہیں۔ اس لحاظ سے یہ سوالات بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ ہم ان تعریفات میں اختلاف کے وجوہ اور اسباب کا تجزیہ کر چکے ہیں۔ اس کی روشنی میں ہم ان تعریفوں کی نسبت یہ کہنے کی پوزیشن میں ہیں کہ ان میں سے کون سی تعریف صحیح ہے اور کون سی غلط۔

اصول فقہ کی نفسی معنی پر اتفاق کرنے کا سبب ۔۔۔ اصول فقہ کے مذکورہ بالا تجزیے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ بعض اصولیین نے اپنی کتب میں اصول فقہ کی معنی کو اختیار کرنے میں اصول فقہ کے مبادی، موضوع، غایت اور حکم شرعی کے جن اصولیین کے پیش نظر نفسی معنی رہا ہے، وہ ان کی وضاحت سے بچنے کے لیے نفسی معنی کو اختیار کرتے ہیں اور اضافی معنی کو ترجیح نہیں دیتے۔ قاضی بیضاوی ان میں سے ہیں جنہوں نے اپنی کتاب منہاج الوصول میں اصولیین کا مختصر تعارف پیش کیا ہے۔ انہوں نے اضافت کے اعتبار سے اصول فقہ کی تعریف کی اور مضاف الیہ اور اضافت کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا اور ان میں سے صرف مضاف الیہ کی تعریف کرنے پر اکتفا کیا۔ اس سے ان کا یہ رجحان واضح ہوتا ہے کہ وہ اصول فقہ کی نفسی معنی کو ترجیح دیتے ہیں۔ جیسے صدر الشریعہ نے التنقیح والتوضیح میں بیان کیا ہے۔۔۔ انہوں نے اصول فقہ کی تعریف کرنے کے بعد اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اس کی اضافی معنی کی تعریف کرنا مناسب نہیں ہے۔

اصول فقہ کے نفسی و اضافی معنی کے فرق پر ایک اور نظر ۔۔۔ اصول فقہ کے نفسی و اضافی معنی میں درج ذیل فرق کیا جا سکتا ہے۔

فرق (۱) نفسی تعریف میں علم کا متعلق اصول فقہ کی اضافی معنی ہوتا ہے۔

فرق (۲) نفسی تعریف کے تحت آنے والی تعریفوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) دلائل کی معرفت (۲) مستنبط کی معرفت

(۳) مستنبط کے بارے میں دلائل کی معرفت

قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) سے منقول نفسی تعریف اور اس کی توضیح

ہم نے اصول فقہ کی تعریف نقل کی ہے۔ اس کے بعد ہم نے اس تعریف کی توضیح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کوشش میں ہم نے اپنی بھرپور جدوجہد صرف کر دی ہے تاکہ اس تعریف کے ذریعے اصول فقہ کی نفسی معنی کی تعریف کر سکیں۔ اس تعریف میں ہم نے

[illegible]

تعریف کی تشریح

قولہ "معرفۃ" — تعریف کی جنس سے تمام ادراکات یعنی تصور و تصدیق کے علاوہ دیگر معرفت سب کو شامل ہے۔ اس میں تمام موضوعات اور وجوب علم کے ساتھ متعلق ہوتی ہے۔ متعلق بکسر مفعول ہوتی ہے اور اس کا معنی تصور ہوتا ہے جیسے جب "عرفت محمدا" کہا جائے تو اس کا مطلب ہوتا ہے "تصورتہ" (میں نے اس (محمد) کا تصور کیا) اور تعلق بفتح متعلق سے ہوتا ہے اور متعلق یہ مفعول ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کا معنی تصدیق ہوتا ہے۔ مثلاً جب کہا جائے "عرفت اللہ واحدا" تو مطلب ہوتا ہے "صدقت بوحدانیتہ" (میں نے اس کی وحدانیت کی تصدیق کی) کیونکہ وجوب تعلق کے ساتھ متعلق ہوتی ہے اور جب اس پر معنی بھی تصدیق ہوگا۔ مثلاً جب کہا جائے "عرفت اللہ موجودا" تو مطلب ہوتا ہے "صدقت" (میں نے تصدیق کی) اور کبھی حرف جر کے ساتھ متعلق ہوتا ہے اس وقت اس کا معنی تصور ہوتا ہے جیسے "عرفت محمدا" کہا جائے تو اس کا معنی "تصورتہ" ہوتا ہے۔

علم و معرفت میں سے ہر ایک کی اصل نسبت علم کی طرف ہوتی ہے تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ کسی چیز کے متعلق علم (یعنی علم جس کی نسبت معلوم کی طرف ہوتی ہے) کی نسبت معلوم کی طرف ہوتی ہے تو اس کا معنی یہ نہیں ہوتا کہ علم معلوم کے ساتھ حلول کیے ہوئے ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وما یعلم جنود ربک الا ھو" اور "وما یعلم تاویلہ الا اللہ" اور اسی طرح معرفت کا معاملہ ہے۔ اس کی اصل نسبت معلوم کی طرف ہوتی ہے۔ پھر کبھی یہ معلوم کی طرف منسوب ہوتا ہے اور کبھی علم کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ جب علم کی طرف منسوب ہوتا ہے تو اس کا معنی معلوم کے ساتھ حلول کیے ہوئے ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں یہ معنی ناممکن ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا علم اس کی ذات کے ساتھ قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

"واللہ من ورائھم محیط بل ھو قرآن مجید فی لوح محفوظ"[1]

(اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہر طرف سے گھیر رکھا ہے بلکہ یہ قرآن مجید لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے)

---

[1] البروج: ۲۰-۲۱

[illegible]

قاضی بیضاوی نے اپنی اس تعریف میں حد کے بجائے رسم کو کیوں منتخب کیا؟

اس کی وجہ یہ ہے کہ

(۱) [illegible]

(۲) [illegible]

(۳) [illegible]

قاضی بیضاوی نے اپنی اس تعریف میں [illegible]

[illegible]

قولہ "دلالت"

[illegible]

[illegible]

[illegible]

امام اسنوی شافعی (متوفی [illegible]) لکھتے ہیں:

[illegible]

---

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

محمد صالح العثیمین (معاصر) نے فرمایا:

"المراد ..... "معرفة" العلم والمراد بالعلم إدراك الأحكام الشرعية فيكون يقينيا ويكون ظنيا كما هو في كثير من مسائل الفقه"[1]

(اصول فقہ کی تعریف میں لفظ "معرفۃ" سے مراد علم ہے اور علم سے مراد احکام شرعیہ کا ادراک ہے جو یقینی ہوتا ہے اور ظنی بھی جیسا کہ فقہ کے بہت سے مسائل میں ہے۔)

قول راجح اور اس کی وجہ:

راجح قول "الإدراك للفقه" هو مذهب المصنف وهو يفيد الحصر فيهي الأدلة المطلق عليها المستخلص فيها وخرج به ما يحصل به على الأدلة قسمان: أحدهما معرفة غير الأدلة كمعرفة الفقه ونحوه الذي معرفة الأدلة غير الفقه كالنحو والكلام الثاني معرفة بعض أدلة الفقه كالكتاب الواحد من أصول الفقه لا يكون أصول الفقه ولا بمعنى العارف به أصوليا لأن بعض الشيء لا يكون نفس الشيء"[2]

(اصول فقہ کی تعریف کے بارے میں جو قول راجح ہے وہ مصنف کا ہے اور وہ یہ ہے کہ اصول فقہ کا علم ان دلائل کے ساتھ مخصوص ہے جن سے مطلق طور پر احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے اور اس سے وہ علم خارج ہو گیا جو ان دلائل کے علاوہ دوسرے دلائل سے حاصل ہوتا ہے اور یہ علم دو قسم کا ہے ایک قسم وہ علم ہے جو فقہ کے علاوہ دوسرے دلائل سے حاصل ہوتا ہے جیسے نحو اور علم کلام اور دوسری قسم وہ علم ہے جو فقہ کے بعض دلائل سے حاصل ہوتا ہے جیسے فقہ کی کتاب الواحد اصول فقہ نہیں ہوتی اور نہ ہی اس کا جاننے والا اصولی کہلاتا ہے کیونکہ کسی چیز کا بعض اس چیز کا عین نہیں ہوتا۔)

مصنف کا اصول فقہ کی تعریف میں لفظ "معرفۃ" کو اختیار کرنا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ اصول فقہ کا علم "جمیع ادلۃ الفقہ" سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کے لیے صرف وہ دلائل کافی ہیں جن سے احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے اور یہ دلائل کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔ اس کے برعکس بعض اصولیین نے اصول فقہ کی تعریف میں لفظ "علم" کو اختیار کیا ہے جیسا کہ ابن السبکی نے "جمع الجوامع" میں اصول فقہ کی تعریف "العلم بالقواعد التي يتوصل بها إلى استنباط الأحكام الشرعية الفرعية عن أدلتها التفصيلية" کی ہے۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا علم ان تمام دلائل کو شامل ہے جن سے احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے خواہ وہ دلائل کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہوں یا کوئی اور دلیل ہو۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا علم ان تمام دلائل کو شامل ہے جن سے احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے خواہ وہ دلائل کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہوں یا کوئی اور دلیل ہو۔ اس تعریف کے مطابق اصول فقہ کا علم ان تمام دلائل کو شامل ہے جن سے احکام شرعیہ کا استنباط کیا جاتا ہے خواہ وہ دلائل کتاب، سنت، اجماع اور قیاس ہوں یا کوئی اور دلیل ہو۔

وقولہ "اجمالا" ..... اس پر سے متعلق دو قول ہیں:

قول اول ..... یہ اجمالا اور تفصیلا دونوں کا مفعول ہے جس کی وجہ سے دونوں کی معرفت ایک مفعول کی طرح ہو گی۔

قول دوم ..... اجمالا کی قید سے جو فرق سامنے آتا ہے اس کی وجہ سے "معرفۃ اجمالی" فقہ کی اصل ہے جبکہ "معرفۃ تفصیلی" فقہ کی فرع ہے۔

---

[1] الاصول من علم الاصول، محمد صالح العثیمین، ص ۵، طبع دار الثریا، سنہ ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۱ء۔

[2] نہایۃ السول شرح منہاج الوصول الی علم الاصول، عبد الرحیم بن الحسن الاسنوی، ج ۱، ص ۲۷، طبع دار الکتب العلمیہ، سنہ ۱۴۲۰ھ۔ ۱۹۹۹ء۔

قول سوم ... "جمع مفرد" سے مراد یہ ہے کہ ہر مجموعی کی ... اصول سے ... دلیل ... معرفت مراد نہیں بلکہ ... تفصیلی معرفت ہے۔

قول چہارم ... قول اصح کے مطابق یہ ... حال ہے۔

ابن عبدالقدوس علم الاصول علم الاصول میں فرماتے ہیں:

واما یقال : ان دلائل جمیع واحداً مفرد وهذا لا یصح لان الجمع لا یصدق علی ما یصدق به الجمع والمفرد وهو هنا بمعنی مجتمعة کانه قال: ان دلائل الفقه مجتمعة وهی تحل محل الحال من المضاف الیه فی مثل هذا الترکیب جائز نظیر قوله تعالیٰ ... (اور یہ کہا جائے کہ دلائل جمع ہیں اور اجمالاً مفرد تو اس میں کوئی ... نہیں ... کہ جمع ... ہے جو مفرد ... ہے اور یہاں (الدلائل) مجتمل کے معنی میں ہے گویا کہ کہنے والے نے کہا ... دلائل فقہ ... مجتمعہ ہیں اور وہ ... حال آ سکتا ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ...)

اس کی تائید اس طرف اشارہ کی وجہ سے صاحب جمع الجوامع نے اس مقام پر اس کی تعریف میں فرمایا:

(اصول الفقه دلائل الفقه الاجمالیة)

(اصول فقہ "فقہ" کے اجمالی دلائل ہیں)

اس میں انہوں نے اجمالیہ کو دلالت کا صرف وصف بنایا ہے۔

ادلہ اجمالیہ سے مراد : اس سے مراد وہ کلیہ ہیں ان کو "اجمالیہ" ... کہنے کی وجہ ان کی تفصیل کی جانے بغیر اجمالی طور پر ان کی تعریف کی جاتی ہے۔

ادلہ کی انواع : بالعموم ادلہ کی دو انواع ہیں جو کلیہ اور جزئیہ ہیں۔

ادلہ کلیہ : یہ وہ ہیں جو کہ حکم معین پر دلالت نہیں کرتے بلکہ عمومی حکم ...

ادلہ جزئیہ : یہ وہ ادلہ ہیں جو حکم معین پر دلالت کرتے ہیں جیسے ... کی قسم ... (النصوص) اور (لا تقربوا ...) ... ادلہ کلیہ کے تحت داخل ہوں تو وہ علم اصول کے علاوہ ... بحث لائے جاتے ہیں کیونکہ اصول فقہ میں تو صرف ادلہ کلیہ سے بحث ... جاتی ہے۔

امام ابن امین الحنفی شافعی (متوفی ۵۵۰ھ) نے فرمایا:

"فعلی الادلة اعتباران، الاعتبار الاول: من حیث تدوینها وجمعها وتلخیصها وهی الموصلة للفقیه الی الفقه، والفقه الذی یحصل لها بادلتها اذا کان اصولیا، وقد یحصل بالتقلید،

سلم الوصول لعلم الاصول ... بن عبدالقدوس، ۱/۲۱ دار الفکر بیروت ۲۵

عبدالوہاب بن تقی الدین عبدالوہاب بن السبکی، ۱/۳۳ مکتبہ صبیح مصر طبع آخر

القرآن: ۴۳ ... الانعام: ۱۵۲

وبتصنيف من الاصول، لم تخرج عن سرد الاحكام الجزئية، ومعرفتها حاصلة بعد، والاعتبار الثاني، من حيث كونها كلية، اعني بقواعد تلك الكلي التي تندرج فيها، وان لم يعرف شيئا من اجزائها، وهذه وظيفة الاصولي. فمعلوم الاصولي الكلي، ولا معرفة له بالجزئي من حيث كونه اصوليا، ومعلوم الفقيه الجزئي، ولا معرفة له بالكلي، من حيث كونه فقيها، ولا معرفة له بالكلي الا لكونه منتزعا من الجزئي المعلوم، واما من حيث كونه كليا فلا، فالادلة الا جمالية هي الكلية، بسبب ذلك لا يتعلم من حيث الجملة لا من حيث التفصيل، وهي لوصفه بالدلالات التي حكمه اجمالي قبل كون كل مايؤمر به ونهى، وكل مبيح عنه حراما ونحو ذلك وهذا لا يسمى فقها في الاصطلاح۔ [1]

ان دونوں اقتباسات میں اصول کو احکام کی جزئیات سے اور فقہ کو ان جزئیات کے کلیات سے بحث کرنے والا علم قرار دیا گیا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے ہی اصول کو فقہ سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور اصول کی تعریف میں یہ بات کہی جاتی ہے کہ اصول کے ذریعے فقہ کے دلائل کا اجمالی طور پر علم حاصل ہوتا ہے۔ اصول کے ذریعے فقہ کے دلائل کا اجمالی طور پر علم حاصل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اصول میں جو قواعد اور ضوابط بیان کیے جاتے ہیں ان کی مدد سے فقہ کے دلائل کو پرکھا جاتا ہے اور ان کی قوت و ضعف کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اگرچہ اصول کے قواعد و ضوابط بھی دلائل سے ہی ماخوذ ہوتے ہیں، لیکن اصول کے مباحث میں ان دلائل کو کلی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے، جبکہ فقہ میں ان دلائل کو جزئی حیثیت سے دیکھا جاتا ہے۔ اصول کے مباحث میں ان دلائل کو کلی حیثیت سے دیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان دلائل کی جزئی حیثیت سے احکام کے استنباط کے وقت جو کلی قواعد و ضوابط کی معرفت ضروری ہے اس قدر ہوتی ہے کہ وہ جزئی میں مندرج ہوتے ہیں نہ کہ ان کی جزئی حیثیت سے۔ اصول کی ان ابحاث کے لیے اس لئے کہا گیا کہ یہ دلائل کلی حیثیت سے ہوتے ہیں نہ کہ جزئی حیثیت سے۔ اور فقہ کی ابحاث کے لیے اس لئے کہا گیا کہ یہ دلائل جزئی حیثیت سے ہوتے ہیں نہ کہ کلی حیثیت سے۔ اور اصول کی ابحاث کے لیے اس لئے کہا گیا کہ یہ دلائل جزئی حیثیت سے ہوتے ہیں نہ کہ کلی حیثیت سے۔

"اجمالا" کی قید کا فائدہ ——— اس سے آگے عبارت میں لکھا گیا ہے کہ اصول میں فقہ کے تفصیلی دلائل کی معرفت مقصود ہوتی ہے۔ اس پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ اصول کے مباحث میں تو فقہ کے دلائل کی معرفت کا کوئی حصہ مقصود نہیں ہوتا، اس لیے اس کے بارے میں یہ کہنا کہ اصول میں فقہ کے دلائل کی معرفت مقصود ہوتی ہے، درست نہیں ہے۔ اس اشکال کا جواب یہ ہے کہ اصول کے مباحث میں فقہ کے دلائل کی معرفت اگرچہ مقصود نہیں ہوتی، لیکن اصول کے مباحث کے ذریعے فقہ کے دلائل کی معرفت کا ایک اجمالی علم حاصل ہوتا ہے، اس لیے اس کے بارے میں یہ کہنا درست ہے کہ اصول میں فقہ کے دلائل کی معرفت مقصود ہوتی ہے۔

قولہ "وکیفیۃ الاستفادۃ منہا" ——— یہاں سے قبل "ما" موصولہ ہے، اس لحاظ سے اس کا معنی "معرفۃ دلائل الفقہ ومعرفۃ کیفیۃ الاستفادۃ منہا" ہوگا۔ "الاستفادۃ" میں الف اور سین طلب کے لیے ہیں، جبکہ "افادۃ" میں الف اور سین کے بغیر ہے۔ "افادۃ" کا معنی ہوتا ہے کسی کو فائدہ پہنچانا، جبکہ "استفادۃ" کا معنی ہوتا ہے کسی سے فائدہ حاصل کرنا۔ اس لحاظ سے "افادۃ" کا فاعل مفید ہوتا ہے، جبکہ "استفادۃ" کا فاعل مستفید ہوتا ہے۔

---

[1] الابہاج فی شرح المنہاج علی منہاج الوصول الی الاصول للقاضی بیضاوی، علی بن عبد الکافی بن علی تقی الدین ابو الحسن السبکی، ج ۱، ص ۱۲-۱۳، دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۹۸۴ء۔

[illegible] سے پہلے [illegible] کی صورت میں احکام شرعیہ سے [illegible] کی معرفت مراد ہوتی اور اس میں "سبب" کی تعریف (اور [illegible] سے [illegible] کی طرف [illegible] کی [illegible] کلیہ سے کس بنیاد پر تعریف سے مستثنیٰ ہوتے ہیں [illegible] اور [illegible] سے [illegible] تعریف کی طرف لائے گی۔ اور آگے [illegible] کے مطابق [illegible] کا معنی "معرفة كيفية استفادة الدليل من الادلة" ہوگا۔

الغرض اس عبارت کا مقصد یہ ہے کہ علم اصول میں [illegible] کی [illegible] کے وقت ان میں [illegible] ہوتے ہیں۔ [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

فرق (۱) : مجتہد [illegible] اصولی صرف دلیل اجمالی کا علم رکھتا ہے۔

فرق (۲) : مجتہد اجتہاد کی [illegible] اصولی [illegible]

فرق (۳) : مجتہد [illegible] اصولی مجتہد بھی ہو۔

قاضی بیضاوی سے منقول اصول فقہ کی تعریف پر چند اعتراضات و جوابات

(۱) قاضی بیضاوی سے منقول اصول کی تعریف پر [illegible] کے بعد کہتے ہیں:

"وهذا الحد ذكره جماعة من المحققين واختاره [illegible] وفيه نظر من وجوه" [1]

(یہ تعریف بہت سے محققین نے ذکر کی اور [illegible] نے اسے اختیار کیا ہے، حالانکہ یہ [illegible] وجوہ سے نظر ہے)

(۲) [illegible] اصول فقہ کی تعریف [illegible] ہے۔

اعتراض (۱) : اصول فقہ کی مذکورہ تعریف [illegible] کو محیط ہے۔ "لا بعلم من حلق وهم النصف الحر" [2] اور علم اصول فقہ [illegible] ہے۔ مگر یہاں علم اصول فقہ کی تعریف میں "المعرفة" کے لفظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ [illegible] ہے، کیونکہ یہ اس وقت ہوتا ہے جب شی کی کما حقہ جمیع تفاصیل کا علم حاصل ہو۔

(۲) صوفی اس کا جواب دیتے ہوئے کہتا ہے کہ [illegible] ہے مگر اس سے علم اصول فقہ کے عالم ہونے سے [illegible] نہیں ہو جاتا۔ [illegible] علم اصول [illegible] کے لئے [illegible] چاہیے اور [illegible] ہوتا ہے۔ اس بحث سے علم اصول فقہ [illegible] اس کی [illegible] میں [illegible] آئے گا اور [illegible] علم حضوری ہے۔

اعتراض (۲) : قاضی بیضاوی سے منقول [illegible] تعریف میں [illegible] کی وجہ دلالت مذکور ہے [illegible] نہیں ہو سکتا۔ [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کہا جاتا ہے۔ [illegible] "الدلیل الذی یمکن التوصل بصحیح النظر فیه الی العلم بحکم شرعی" [illegible] "الدلیل الذی یمکن التوصل بصحیح النظر فیه الی العلم" نہیں کہا جاتا۔

اس اعتراض کے جواب میں صوفی فرماتے ہیں:

اول : دلیل کی جمع دلائل کے [illegible] "دلیل" کی جمع "ادلاء" بھی ہے۔

دوم : امام [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] "الامام ابو الوسیلہ" [illegible] کی [illegible] پر [illegible] نہیں کی [illegible] ہے۔

سوم : [illegible] "دلیل" کی جمع [illegible] ہے [illegible] کی دلیل نے [illegible] کی جمع [illegible] ہے جیسے "سعید" کی جمع "سعداء" آتی ہے [illegible] ہے۔

---

[1] نهاية السول، جمال الدين عبد الرحيم بن الحسن الاسنوي، [illegible]، [illegible] ۱۴۰۵ھ، ۱۹۸۴ء

[2] الملک (۶۷) : ۱۴

قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ) کے نقطہ نظر کی تعریف و تشریح

[illegible]

قولہ: "العلم" [illegible]

[illegible]

قولہ: "والاحکام" [illegible]

[illegible]

[illegible]

قولہ "الشرعیہ" اس قید سے وہ دلائل خارج ہو گئے جو عقل محض کی طرف لے جاتے ہیں۔

دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ فن کے موضوع کی بحث اس فن کے مسائل میں ضروری ہوتی ہے۔ مثلاً حساب موضوع ہے کہ ایک دو کا نصف ہے۔

دوسرا جزء یہ ہے کہ فن کے مسائل میں محمول اپنے موضوع پر بطور ذاتی حمل ہوتا ہے جیسے کہ "کلمہ جار ہوتا ہے"

[illegible] کے لئے وقف فرمایا۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ [illegible] اس خطا کا امکان باقی رہتا ہے اور اس خطا سے [illegible] ہوتے ہیں جن میں اجتہاد کو [illegible] نہیں ہوتی۔

صدر اول کے اختتام میں [illegible] جیسے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کے [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی [illegible] اور [illegible] کی

[illegible]

فقہ اصول فقہ میں فرق

فرق اول: اصول فقہ کی اصل بحث دلائل سے ہوتی ہے، جبکہ فقہ کی اصل بحث احکام سے ہوتی ہے۔ اصول فقہ میں کتاب و سنت کے دلائل کو اس حیثیت سے پڑھا جاتا ہے کہ ان سے احکام کیسے مستنبط کیے جائیں، جبکہ فقہ میں ان احکام کو پڑھا جاتا ہے جو ان دلائل سے مستنبط کیے گئے ہیں۔ اس طرح فقہ کا موضوع احکام ہیں، جبکہ اصول فقہ کا موضوع وہ قواعد ہیں جن کی روشنی میں ان احکام کو مرتب کرنے کا طریقہ سیکھا جاتا ہے۔ اس فرق کی وجہ سے اصول فقہ کو فقہ کی تمہید سمجھا جاتا ہے، اور اسی لیے اصول فقہ کو فقہ سے پہلے پڑھایا جاتا ہے۔ اس فرق کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طب کا علم حاصل کرنے سے پہلے علم الصیدلہ میں مفردات کی پہچان حاصل کرے، جس سے وہ بعد میں مختلف دواؤں کے اجزاء کو پہچان سکے۔

فرق دوم: اصول فقہ کی بحث عموماً نظری ہوتی ہے، جبکہ فقہ کی بحث عملی ہوتی ہے۔ اصول فقہ میں کسی حکم کے دلائل کو اس حیثیت سے پڑھا جاتا ہے کہ ان سے اس حکم کو ثابت کیسے کیا جائے۔ اصول فقہ میں احکام کی تعمیل کا طریقہ نہیں بتایا جاتا۔ مثلاً اصول فقہ میں نماز کے دلائل کو اس حیثیت سے پڑھا جائے گا کہ ان سے نماز کا فرض ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے، لیکن نماز کیسے پڑھی جائے، اس کا طریقہ اصول فقہ میں نہیں بتایا جاتا۔ یہ طریقہ فقہ میں بتایا جاتا ہے۔

فرق سوم: اصول فقہ کے مباحث عموماً لغت، عربی زبان کے قواعد اور عقلی بحث و استدلال پر مبنی ہوتے ہیں، جبکہ فقہ کی بحث عموماً احادیث اور آثار سے استدلال پر مبنی ہوتی ہے۔ اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ اصول فقہ کا موضوع چونکہ دلائل ہیں، اس لیے اس کے مباحث کا بڑا حصہ ان دلائل کی تشریح پر مشتمل ہوتا ہے، جبکہ فقہ کا موضوع احکام ہیں، اس لیے اس کے مباحث کا بڑا حصہ ان احکام کے دلائل پر مشتمل ہوتا ہے۔

یہ بات اوپر گزر چکی ہے کہ اصول فقہ کے مباحث کا بڑا حصہ لغت، عربی زبان کے قواعد اور عقلی استدلال پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ شریعت کے دلائل کو سمجھنے کے لیے عربی زبان کے قواعد کا جاننا ضروری ہے، کیونکہ شریعت کے دلائل عربی زبان میں ہیں۔ اسی طرح عقلی استدلال کا جاننا بھی ضروری ہے، کیونکہ شریعت کے دلائل کو سمجھنے کے لیے عقل کا استعمال ناگزیر ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص طب کا علم حاصل کرنے سے پہلے علم الصیدلہ میں مفردات کی پہچان حاصل کرے، جس سے وہ بعد میں مختلف دواؤں کے اجزاء کو پہچان سکے۔

فقہ حنفی کے مصادر سے مراد وہ دلائل ہیں جن سے فقہ حنفی کے احکام مستنبط کیے گئے ہیں۔ فقہ حنفی کے مصادر کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ پہلا حصہ کتاب و سنت کے دلائل پر مشتمل ہے۔ دوسرا حصہ اجماع و قیاس کے دلائل پر مشتمل ہے۔ تیسرا حصہ استحسان، عرف اور مصالح مرسلہ کے دلائل پر مشتمل ہے۔

فرق چہارم: اصول فقہ کی بحث عموماً نظری ہوتی ہے، جبکہ فقہ کی بحث عملی ہوتی ہے۔ اصول فقہ میں کسی حکم کے دلائل کو اس حیثیت سے پڑھا جاتا ہے کہ ان سے اس حکم کو ثابت کیسے کیا جائے۔ اصول فقہ میں احکام کی تعمیل کا طریقہ نہیں بتایا جاتا۔ مثلاً اصول فقہ میں نماز کے دلائل کو اس حیثیت سے پڑھا جائے گا کہ ان سے نماز کا فرض ہونا کیسے ثابت ہوتا ہے، لیکن نماز کیسے پڑھی جائے، اس کا طریقہ اصول فقہ میں نہیں بتایا جاتا۔ یہ طریقہ فقہ میں بتایا جاتا ہے۔

فرق پنجم حکم اللہ کا خطاب ہے، اصول الفقہ میں الفعل خطاب سے بحث ہوتی ہے قبل فعل خطاب کے اثر کو زیر بحث لایا جاتا ہے۔ یعنی اللہ کا حکم خطاب ہے لیکن اس کا نتیجہ خطاب نہیں ہے کیونکہ وہ مجتہد نکالتا ہے اور اس سے حکم اخذ کرتا ہے جیسے حلال اور حرام وجوب وغیرہ۔

اصولی اور فقیہ کے دائرہ عمل میں فرق فقہ اصول الفقہ کے مندرجہ بالا دو فرق سے اصولی اور فقیہ کا فرق بھی واضح ہو گیا ہے کہ

> "اصولی وہ ہے جو دلائل تفصیلیہ میں اس لئے نظر کرتا ہے تاکہ ان میں سے احکام شرعیہ کا استنباط کرے۔ لیکن اس کا مقصد مجتہد نہیں ہوتا، سمجھنے والے احکام کو کہا جاتا ہے اور وہ ان آیات کو جمع کرتا ہے جن میں شارع کی جانب سے اس کی مثل احکام وارد ہوئے ہیں۔ وہ لفظ کو بعض کے ساتھ ملحق کرتا ہے اور ان میں اجمالی نظر کرتا ہے اور اس تصور تک پہنچتا ہے کہ وہ مطلق جو قرائن سے خالی ہو وجوب کا فائدہ دیتا ہے ورنہ حسب قرینہ اس کا معنی ہوتا ہے۔ اس طرح دوسری مثل وہ ایک قاعدہ بناتا ہے اور کہتا ہے "صیغہ الشارع اذا اخلاعن القرینہ افاد الوجوب" "شارع کا صیغہ جو امر خصوصی وغیرہ سے متعلق وہ اجمالی نظر قبول کرتا فائدہ دیتا ہے"۔

جبکہ فقیہ فقہ تفصیلیہ میں اور دلیل خاص جگہ تفصیلی نظر ڈالتا ہے اور ہر مسئلہ میں الگ الگ غور کرتا ہے۔ اس کے برعکس اصولی مجموعی نظر ڈال کر قاعدہ بناتا ہے جسے مجتہد ان سے حکم شرعی کا ان قواعد کلیہ سے استخراج کرتا ہے جن کو اصولی نے وضع کیا ہوتا ہے۔

مثلاً جب وہ "اقیموا الصلوٰۃ" میں غور کرتا ہے اور دیکھتا ہے کہ شارع کا امر مطلق ہے اور قرائن سے خالی ہے اور جب قواعد اصولیہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو دیکھتا ہے کہ اصولیین نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ "شارع کا امر مطلق جو قرینہ سے خالی ہو وجوب کا فائدہ دیتا ہے۔ اس بنیاد پر فقیہ وجوب صلاۃ پر استدلال کرتا ہے کہ "شارع نے کہا ہے اقیموا الصلوٰۃ" شارع کا حکم ہے اور قرائن سے خالی ہے اور شارع کا ہر وہ حکم جو قرائن سے خالی ہو وجوب کا فائدہ دیتا ہے لہٰذا اقامت واجب ہے۔

فقہ اصول کے فرق کی ایک اور طرح سے توضیح قیاس منطقی دو اجزاء سے مرکب ہوتا ہے

مقدمہ صغریٰ		مقدمہ کبریٰ	
موضوع (مبتدا)	محمول (خبر)	موضوع (مبتدا)	محمول (خبر)
الصلاۃ	ہے	ہر مطلق جو	فائدہ وجوب
اقیموا الصلوٰۃ	ہے	ہر مطلق جو	فائدہ وجوب

وضاحت :

اس کا معنی ہوا کہ "اقیموا الصلوٰۃ" وجوب کا فائدہ دیتا ہے تو "لا تقربوا الزنی" تحریم کا فائدہ دیتا ہے۔ ہم نے دلیل تفصیلیہ سے آغاز کیا اور دلیل اجمالی اصول پر اختتام کیا۔ اصول کا موضوع فقہ ہے۔ وہ مقدمہ صغریٰ سے مقدمہ کبریٰ کی طرف جاتے ہیں جبکہ فقہ اس کے برعکس مقدمہ کبریٰ سے صغریٰ کی طرف جاتے ہیں بالفاظ دیگر وہ دلیل اجمالی سے دلیل تفصیلی کی طرف جاتے ہیں۔

اصول فقہ کا موضوع اور اس کا تحقیقی تجزیہ

ہر علم کا موضوع وہ ہوتا ہے جس کے عوارض ذاتیہ کے احوال سے اس علم میں بحث کی جاتی ہے۔ مثلاً انسان کے لئے نظر جو ذات انسانی کو براہ راست یا بالواسطہ لاحق ہوتا ہے جبکہ دوسری طرف غنی کی مثال پیش کی جا سکتا ہے جو امر ذاتی نہیں بلکہ امر خارجی کی وجہ سے لاحق ہوتا ہے جو حاجات ہے۔

اصول فقہ کے موضوع کے بارے میں علماء کی مختلف آراء ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں

پہلا مذہب : اصول فقہ کا موضوع احکام شرعیہ ہیں، اس حیثیت سے کہ وہ ادلہ کے ذریعہ ثابت ہوتے ہیں اور وہ احکام شرعیہ تکلیفیہ (واجب، حرمت، ندب، کراہت، اباحت) ہیں اور وضعیہ (یعنی سببیت، شرطیت، مانعیت، صحت و فساد) ہیں۔ بعض علماء جیسے امام قرافی نے اپنی کتاب "انوار البروق" میں یہی موضوع بیان کیا ہے۔[1]

تجزیہ : اس قول کا غور جائزہ لینے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قول ضعیف ہے کیونکہ ادلہ کے تعدد میں زیادہ اور اہم ہیں اور حکم کی زیادہ مقصود ہیں۔ اس میں بھی شک نہیں کہ احکام کے لئے بھی ادلہ "اصل" ہیں۔ ان باتوں کی بناء پر لازم ہو جاتا ہے کہ اصولی فقہ کا موضوع احکام کے بجائے ادلہ ہوں۔

دوسرا مذہب : اصول فقہ کا موضوع ادلہ، ترجیح اور اجتہاد ہیں۔ یہ بعض شافعیہ مثلاً ابن قاسم العبادی کا مذہب ہے۔ ان کی اپنے موقف پر دلیل یہ ہے کہ اصول فقہ میں ترجیح اور اجتہاد کے عوارض ذاتیہ سے ادلہ کے عوارض ذاتیہ کی طرح بحث کی جاتی ہے لہٰذا دونوں کے مباحث بھی اس علم کا موضوع ہیں۔

تجزیہ : یہ قول درست نہیں ہے، کیونکہ ترجیح پر بحث اس وقت کی جاتی ہے جب ادلہ کے اغراض میں ظاہری تعارض نظر آتا ہو، اسی طرح اجتہاد بھی اس وقت زیر بحث لایا جاتا ہے جب مجتہد کو ان ادلہ شرعیہ سے احکام کا استنباط کرنا ہوتا ہے تو اجتہاد کا اساسی نہیں بلکہ استفراد کرنا ہوتا ہے۔ بالکل اسی طرح جس طرح اصولیین علم اصول میں مقلد کے حال سے بحث کرتے ہیں لیکن اس کو مقصد علم اصول میں شمار نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض علماء نے مباحث تقلید و استفتاء کو کتب اصول میں ذکر نہیں کیا۔ ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ترجیح و اجتہاد اصول فقہ کا موضوع نہیں ہیں۔

تیسرا مذہب : اصول فقہ کا موضوع ادلہ و احکام دونوں ہیں۔ یہ صدر الشریعہ اور امام شوکانی کا مذہب ہے۔[2]

تجزیہ :

صدر الشریعہ اور شارح تفتازانی نے اس حوالہ سے جو بحث قائم کی اس کا خلاصہ یہ ہے

1۔ مقدمہ الاشارہ فی اصول الفقہ لابی الولید باجی۔ حاشیہ احمد بن ادریس القرافی، ص ۱۹۲، ۱۹۳، ایڈیشن مکتبہ نزار مصطفی الباز، طبع ۱۹۹۸ء

2۔ التوضیح علی التنقیح ص ۲۵ آخر، طبع ۱۳۰۰ھ، ارشاد الفحول محمد بن علی الشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ، ص ۵، طبع دار الفکر بیروت

"اصول فقہ کے مضامین [illegible] ان کی اصل پر پہنچنے [illegible] ان کے ثبوت کے طریقوں [illegible] ان طریقوں سے ثابت کرنے والے [illegible] ان کی حجیت سے [illegible] ان کے ثبوت کے [illegible] ان کے [illegible] ان کے [illegible] ان

اصولیین کے مابین اختلاف کے اسباب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فقہ اصول فقہ کے موضوع میں فرق

ان دونوں کے فرق کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے:

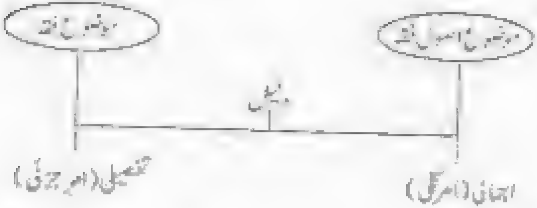

مثلاً "اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ واکتبوا علیکم الصوم وللہ علی الناس حج البیت" ان تمام آیات میں امر وجوب کے معنی میں مشترک ہے تو کہیں گے "الامر للوجوب"۔

ہر وہ دلیل جو کہ واحد پر کلام کرے مثلاً "اقیموا الصلوٰۃ" یہ دلیل امر کے وجوب کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ صرف وجوب صلاۃ کے حکم کو بتاتی ہے۔

دلیل
- نقلی: جس پر کہ ہے کہ بحکم سے [illegible] حکم [illegible] تقدیم میں [illegible] چونکہ [illegible] ہے اگر یہ دلیل مختلف ہوتی تو دونوں کی صحت ایک دوسرے سے اختلاف نہیں کرتے۔
- قطعی: "واسجدوا لربکم" یہاں سجدہ کا حکم دیا قطعی ہے اس لیے کسی نے بھی نفس سجدہ کا انکار نہیں کیا اگر کوئی اس کی مخالفت میں دلیل "ظنی" لائے تو اس میں کل دلیل دوسرے سے اختلاف کی ہوا ہے۔

علم اصول فقہ کا استمداد

اصول فقہ میں علوم کا نام مفعول عربیہ اور احکام شرعیہ سے مستمد ہے تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

علم کا نام ..... اس سے استمداد کی وجہ یہ ہے کہ اصول فقہ کا موضوع اول و صحیح اجمالیہ ہیں اس حیثیت سے کہ ان کی جزئیات سے احکام شرعیہ کا اثبات ہوتا ہے جیسے کہ خبر واحد کا مذہب ہے یا اصول فقہ کا موضوع احکام ہیں اس حیثیت سے کہ ان کا ثبوت یا دلالت ہوتا ہے۔ یا ادلہ و احکام دونوں موضوع ہیں جیسا کہ بعض حنفیہ کا مذہب ہے۔ ان ادلہ یا علم کی حجیت کا اثبات احکام شرعیہ وغیرہ و اجتہاد کی معرفت اور اس کی صفات اور رسول اللہ ﷺ پر نازل کی ہوئی وحی پر موقوف ہے۔ ان سب کی معرفت بغیر علم کلام کے کسی دوسرے علم یا فن سے کما حقہ ممکن نہیں ہے۔

علم لغت عربیہ ..... لغت عربیہ سے استمداد کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و سنت قولیہ اور اقوال صحابہ، جمیع امت محمدیہ کے الفاظ کی دلالت کی معرفت اس پر موقوف ہے۔ مثلاً حقیقت مجاز، علوم خصوص، اطلاق تقیید، منطوق مفہوم کی معرفت لغت عربیہ کے سوا کسی اور سے فن سے نہیں ہو سکتی۔

احکام شرعیہ ..... اس سے مراد احکام شرعیہ کا تصور یعنی حقائق احکام شرعیہ کی معرفت ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے احکام شرعیہ کے اثبات یا نفی کے ہدف تک پہنچا جا سکے۔ اسی لئے علامہ آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے فرمایا:

"لا بد لمن يكون عالما بحقائق الاحكام ليتصور القصد الى اثباتها ونفيها وان يتمكن بذلك من ايضاح المسائل بضروب الادلة وكثرة الشواهد"۔[1]

"ضروری ہے کہ وہ حقائق احکام کا عالم ہو تاکہ ان (احکام شرعیہ) کے اثبات و نفی کے ہدف کو جان سکے اور یہ کہ وہ مسائل کو دلائل اور کثیر شواہد سے واضح کرنے پر قادر ہو سکے"۔

علم اصول فقہ کے تعلم کا حکم

اس علم کا حاصل کرنا دوسرے علوم کی طرح وجوب کفائی ہے۔ امت کے بعض افراد اس کو سیکھ لیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط ہو جائے گا اور جب کوئی شخص درجہ اجتہاد پر فائز ہو جائے تو اس کے لئے اس علم کا حاصل کرنا فرض عین ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

---

[1] سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد بن سالم الثعلبی الآمدی شافعی متوفی ۶۳۱ھ، الاحکام فی اصول الاحکام، ۱/۳۵، مطبعۃ المعارف الکبری القاہرہ، ۱۳۱۶ھ

علم اصول فقہ کا فائدہ

اس علم کے بہت سے فوائد ہو سکتے ہیں۔ چند مندرجہ ذیل ہیں۔

تاریخی فائدہ..... اس کے ذریعہ سے متقدمین فقہاء و مجتہدین سے مستنبط، مستخرج احکام شرعیہ کے اصول، ان کی کیفیت اور ان کے دقائق معلوم ہو جاتے ہیں۔ اس طرح اُمت کا اپنے شاندار ماضی سے رابطہ مستحکم ہو جاتا ہے۔ اور وہ حال کے لئے اپنے اسلاف کے اصول کی روشنی میں مسائل کا حل اور نتائج حاصل کر لیتے ہیں اور مستقبل کے لئے حکمت عملی اور نئے اصول وضع کر لیتے ہیں جن کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ بات اُمت کے لئے قلبی سکون و اطمینان کا باعث ہوتی ہے کہ اس کا حال اپنے ماضی سے مسلسل مربوط ہے۔

علمی و عملی فائدہ..... اس کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ اس کے دلائل کے ذریعہ احکام کے استنباط و استخراج پر قدرت اور ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ یہ فائدہ مجتہد کے لئے ہے اور مقلد کے لئے اس کا تاریخی فائدہ ذکر کیا جا چکا ہے۔ مزید یہ کہ مقلد یہ جان لیتا ہے کہ ائمہ نے جو احکام استنباط کئے ہیں ان کا منبع و ماخذ کیا تھا۔ یہ جان کر اس کو اطمینان قلبی حاصل ہوتا ہے اور ترغیب و تحریک پیدا ہوتی ہے جو عمل، اطاعت اور تسلیم و رضا کا سبب بنتا ہے جس کے نتیجے میں اسے سعادت دارین حاصل ہوتی ہے۔

اجتہادی فائدہ..... نئی تحقیق کرنے والوں کے لئے علم اصول فقہ کا حصول بہت ہی زیادہ مفید و معاون ہوتا ہے۔ اس کے ذریعہ سابق فقہاء کے اقوال ان میں ترجیح و تخریج کی کیفیت کا علم ہو جاتا ہے جو کہ Personal Law اور Common Law کے لئے بہت ضروری ہے۔ کیونکہ قرآن و سنت میں نصوص محدود و متناہی ہیں۔ زمانہ کے تغیرات و حوادث لامحدود اور لامتناہی ہیں اور محدود و متناہی نصوص سے لامحدود و لامتناہی حوادثات کا حل سوائے اجتہاد کے کچھ اور نہیں ہو سکتا اور اجتہاد بغیر قواعد اصول کی معرفت اور بغیر شرعی احکام کی علتوں کے علم اور اس علم میں گہرائی و گیرائی فکر کے نہیں ہو سکتا۔

تقابلی فائدہ..... عقلی نقلی اور اصولی دلائل کے بغیر فائدہ مند تقابل کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور تقابل مذاہب و ادیان عصر حاضر کی سب سے بڑی ضرورت و مطالبہ ہے۔ خواہ یہ تقابل مختلف مذاہب کے شرعی میدان میں ہو یا موجودہ قانون کے مقابلہ میں ہو، ہر میدان میں اصولی قواعد پر ہی اعتماد و اعتبار کیا جا سکتا ہے اور اس کے ذریعہ مختلف آراء میں تقابلی موازنہ کر کے کسی دلیل کو قوی یا ضعیف قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ تقابلی مطالعہ کے لئے اصول بہت ضروری ہیں۔ مختلف خطوں کے جغرافیائی و معاشرتی حالات و احوال بھی تدوین مسائل میں کسی حد تک اثر انداز ہو سکتے ہیں۔

مثلاً Noel J.Coulson اپنی کتاب "Conflict and Tension in Islamic Jurisprudence" میں عورت کا بغیر ولی کی اجازت کے نکاح درست ہونے یا نہ ہونے کے مسئلہ میں باہمی اختلافی نقطہ نظر کے تقابلی مجموعہ میں اس بات کی طرف متوجہ کرتے ہیں کہ دونوں نقطہ ہائے نظر کی بنیاد حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی احادیث مبارکہ ہی تھیں مگر دونوں اتنے ان احادیث مبارکہ سے استنباط فرمایا جن کے ماحول سے زیادہ مطابقت رکھتی تھیں۔ وہ متذکرہ ذیل الفاظ کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

In fact the difference has its roots in the circumstances of origin of the two earliest schools of law, the Makka and the Hanafa. Makki law developed in the traditionally Arab Centre at Medina. The social standards it accepted and reflected were naturally those of the patriarchal Arabian tribe in which, inter alia, the male members of the tribe controlled the marriages of its women. Hanafi law, on the other hand, grew up in the Iraqi Localities of Kufa. Where Persian influence predominated. Abu Hanifa himself was of Persian extraction and always resided in contrast to that of Medina, was almost cosmopolitan. In this setting, where the traditional standards of Arabian tribal life had not the same relevance, it was natural that women could have a relatively higher status and, in particular, the right to contract her own marriage.❶

(درحقیقت حنفی و مالکی مکاتب فکر فقہ میں بنیادی فرق جغرافیائی حالات و ماحول کا ہے جن میں امام مالک اور امام ابو حنیفہ زندگی گذار رہے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مالکی فقہ کے مطابق نکاح کے منعقد ہونے میں عورت کے لئے ولی کی اجازت کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔ لیکن حنفی فقہ کے مطابق ولی کی اجازت ضروری نہیں سمجھی جاتی بلکہ اس معاملہ میں عورت آزاد ہے۔ دراصل مالکی فقہ کا مرکز مدینہ النبی ﷺ تھا جہاں قبائلی نظام اپنی سخت قیود کے ساتھ مروج تھا اور اسی لئے ازدواجی معاملات میں بھی مرد حضرات بااختیار تھے۔ اس کے برعکس فقہ حنفی کی مرکزیت کوفے میں قائم تھی جہاں کے ماحول میں بڑے پیمانے پر عجمی قوموں کے اثرات نمایاں تھے۔ ایرانی معاشرے میں عورت کے لئے اپنی سخت قیود نہیں بنائی گئی تھیں اسی بنا پر ان دونوں عظیم فقہی توجیہات میں فرق ہے۔ الغرض عرب بدو معاشرے سے جہاں عورت اس درجہ حدود و قیود کی پابند نہ تھی اس کو اپنے ازدواجی معاملات میں اس درجہ رعایت دینا کوئی بعید از قیاس بات نہ تھی)۔

وہ سمجھتا ہے کہ مذکورہ بالا حقائق پوری تجزیہ پیش کرتی ہیں مگر متذکرہ بالا فقہ و مسائل میں کارفرما اصولوں کو مختلف خطوں کے جغرافیائی معاشرتی و دیگر ماحولی معاملات کے تناظر سے بالکل الگ نہیں کیا جا سکتا۔

دینی فوائد ..... اصول شرعی احکام اور اس کے دلائل کو سمجھنے و محفوظ کرنے کا ایک طریقہ اور ذریعہ ہیں۔ ساتھ ہی ایک مکلف انسان کو دینی احکام پر آمادہ کرنے کا وسیلہ بھی ہوتے ہیں۔ اس موقع پر اہل اصول فقہ یہ کہتے ہیں کہ اصول فقہ کا ایک فائدہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی معرفت ہے اور یہی معرفت دین و دنیا کی سعادت و کامیابی کی کنجی ہے۔

❶ Noel J Coulson, Conflict and Tension in Islamic Jurisprudence Pg. 20-21 The University of Chicago Press Chicago London 1969

خلاصہ بحث :

الغرض علم اصول فقہ ہر مجتہد کے لئے ضروری علوم میں سے ہے۔ ہر مفتی اور ہر اس طالب علم کے لئے جو افتاء و قضاء کا طالب ہو ضروری ہے کہ اس بات سے آگاہی حاصل کرے کہ احکام کہاں سے اور کس طریقہ سے مستنبط کئے جاتے ہیں اور یہ کہ ہمارا حال اپنے ماضی سے کس طرح مربوط ہے۔ مختلف ادوار میں یہ فن کن نشیب و فراز سے گزرا۔ ارتقائی منازل طے کرتا رہا۔ ایک عالم صرف اتنے سے احکام کی ساعت پر اکتفا نہیں کر سکتا بلکہ وہ اس بات کا بھی متمنی و خواہاں ہوتا ہے کہ اصل منابع و ماخذ تک براہ راست رسائی حاصل کرے اور یہ دیکھے کہ کن ماخذ سے کن اصول کی بنیاد پر کن حالات میں کن کو مستنبط کیا گیا ہے۔۔۔۔ اور متقدمین نے کن حلقوں کو سامنے رکھ کر کن بنیادوں پر اپنے دور کے پیش آمدہ مسائل کو حل کیا تاکہ وہ ان سے منقول حلقوں کو سامنے رکھ کر نئے اصول مرتب کر کے موجودہ دور کے مسائل کا اطمینان بخش حل پیش کر سکے کیونکہ اجتہاد کا دروازہ اس وقت تک بند نہیں ہو سکتا جب تک انسان کرۂ ارضی پر آباد ہے۔

علم اصول فقہ کا واضع

علم اصول فقہ کا واضع کون ہے؟ اس بارے میں تین مشہور آراء ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) اصول فقہ کے واضع امام اعظم صادق رحمہ (متوفی ۱۴۸ھ) اور ان کے والد امام باقر رحمہ ہیں۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) اور ان کے اصحاب اس فن کے واضع ہیں۔

(۳) امام شافعی (متوفی ۲۰۴ھ) اس کے واضع ہیں۔

تینوں آراء کا تحقیقی جائزہ:

پہلی رائے ——— یہ شیعہ امامیہ کا مسلک ہے کہ امام جعفر صادق اور امام باقر نے سب سے پہلے اصول فقہ کی بنیاد رکھی۔ اور یہ الہام کی ایک صورت تھی جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے دونوں بزرگوں پر القاء ہوئی تاکہ لوگوں کو صحیح اسلوب پر تعلیم دے سکیں۔ چونکہ ان کا یہ علم الہامی تھا اس لئے ان کو کسی منہاج و اجتہاد کی ضرورت نہیں تھی اور ان کا کلام دلائل و اسباب کی حیثیت رکھتا تھا۔ اہل سنت والجماعت کا اس بارے میں مختلف مؤقف ہے۔ وہ امام صادق کو مجتہد جانتے ہیں اور مجتہد سے خطا و صواب دونوں ہو سکتی ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ امام صادق نے اپنی فقہ کے کچھ خاص اصول مقرر کر رکھے تھے مگر ان کو مدون نہیں کیا تھا کیونکہ ان کے زمانہ میں تدوین منہاج کا رواج نہیں تھا بلکہ مسائل واقعی میں اخذ کی حد تک کا معمول تھا۔ ہاں البتہ اہل عراق نے مسائل واقعی کے ساتھ متوقع مسائل کا بھی اضافہ کر لیا تھا جس کا نام فقہ تقدیری تھا۔ آیت اللہ الصدر (متوفی ۱۴۰۰ھ) نے فرمایا:

"اعلم ان اول من اسس اصول الفقه ورضع بابه، وفتق مسائله الامام ابو جعفر محمد الباقر ثم من بعده ابنه الامام ابو عبدالله الصادق، وقد اطلعا على اصحابهما القواعد، وجمعوا من ذلك مسائل رفيها المتاخرون على ترتيب المصنفين فيه بروايات مسندة اليهما متصلة الاسناد، وكتب مسائل الفقه المروية عنهما نابديا الى هذا الوقت بحمدالله، منها كتاب اصول آل السيد البرسول رتبا على ترتيب مباحث اصول الفقه الدائرة بين المتاخرين، جمعه السيد الشريف السموءل هاشم بن زين العابدين الحوزاري الاصفهاني رضي الله عنه في نحو عشرين الف بيت كتابة، ومنها الاصول الاصيلة للسيد عبدالله العلامة المحدث عبدالله بن محمد الرضا الحسيني، وهذا الكتاب من احسن ماروى، فيه اصول تبلغ خمسة عشر الف بيت، ومنها الفصول المهمة في اصول الائمة للشيخ المحدث محمد بن الحسن ابن على الحر العاملي صاحب كتاب وسائل الشيعة، وحيث نقول الجلال السيوطي في كتاب الاوائل: اول من صنف في اصول الفقه الشافعي بلا جماع في غير محله ان اراد التدوين والابتكار، وان اراد التصنيف المتعارف، فقد تقدم على الامام الشافعي في التاليف هشام بن الحكم المتكلم المعروف من اصحاب ابي عبدالله الصادق، صنف كتاب الالفاظ ومباحثها،

وهو اهم مصنف لهذا العلم ثم يونس بن عبدالرحمن مولى آل قطبين صنف كتاب اختلاف الحديث ومباحثه، وهو صنف نظير من الحديثين ومسائل التعديل، اقر ترجيح في الحديثين المتضادين، وروى عن الامام موسى الكاظم بن جعفر عليهما السلام، وذكرهما ابو العباس الجاشي في كتابه الرجال والامام الشافعي متأخر عنهما"۔[1]

(اس نے سب سے پہلے اصول فقہ پر لکھا، پھر اس کا بیٹا اور خود ان کے شاگرد اور اس کے مسائل بیان کرنے والے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام ہیں۔ ان دونوں بزرگوں نے اس فن کے قواعد اپنے اصحاب کو املا کرائے اور اپنے مسائل لکھے۔ ان دونوں بزرگوں سے مروی جو کتب مسائل فقہ ہمارے سامنے ہیں ان میں ان کتب اصول کی اسی ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے جو ان دونوں بزرگوں نے املا کرائی تھی۔ پھر ابو الحسن علی بن اسماعیل بن ابی بشر اشعری (متوفی ۳۲۴ھ) نے اس فن پر کتاب لکھی۔ اسی طرح ابو محمد حسن بن موسیٰ نوبختی (متوفی ۳۱۰ھ) نے کتاب "الاصول الاصلیہ" لکھی۔ اس کے مؤلف سید عبدالحلیم الحائری نے ۱۰۳۲ھ میں اختصار کیا۔ ابو عبداللہ حسین بن علی مروزی (متوفی ۳۱۷ھ) نے کتاب "الفصول المہمۃ فی اصول الائمہ" لکھی۔ شیخ مفید محمد بن محمد بن نعمان (متوفی ۴۱۳ھ) نے کتاب "التذکرۃ باصول الفقہ" لکھی۔ جمال الدین ابن طاؤس نے اپنی کتاب "الاقبال" میں تصریح کی ہے کہ اصول فقہ میں امام شافعی پر سبقت لے جانے والے مقدم ہشام بن الحکم جو اصحاب امام صادق میں سے ہیں، ۱۹۰ھ میں پھر یونس بن عبدالرحمن ہیں جنہوں نے امام موسیٰ بن کاظم سے اس علم میں روایت کی)۔

شیخ محمد اسماعیل نے سید حسن صدر کے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا:

"فالظاهر ان الذي يشير اليها السيد حسن الصدر ..... انما هي من قبيل مناهج الاستدلال، وطرق الاستدلال ..... وهذا كانت موجودة حتى في عصر الصحابة، رضي الله تعالى عنهم اجمعين"۔[2]

(تو ظاہر ہے کہ جن کی طرف سید حسن الصدر نے (امام محمد باقر و امام جعفر کے دور سے کا) اشارہ کیا ہے وہ تو مناہج استنباط اور طرق استدلال کے قبیل سے ہے جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے عصر میں موجود تھیں)

مصطفیٰ سعید الخن نے اپنی کتاب "دراسۃ تاریخیۃ للنظریۃ والاصول" میں سید حسن الصدر کا بیان نقل کرنے کے بعد اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"ولكن رأيي ان عدو البداءة في التصنيف في هذا ..... الى غير الشافعي ان هو الا حرق للاجماع، او قريب من ذالك، من غير برهان واضح، ولا دليل مقنع"۔[3]

---

[1] الامام الصادق حياته وعصره، آراؤه وفقهه، محمد ابو زہرہ، ص ۲۶۸/۲۶۹۔ مطبوعہ دار الفکر العربی۔ علم الاصول تاریخہ وتطورہ، علی الفاضل القائمی، ص ۳۳/۳۴۔ (ان میں اقتباس کی پوری عبارت کے ساتھ یہ وضاحت نقل کی گئی ہے۔ مرکز النشر مکتب الاعلام الاسلامی ۱۴۰۵ھ۔ اور اس فن کی تاریخ پر اچھی کتاب خدا بخش کی "اصول الفقہ تاریخہ وارتقاؤہ" ص ۵۱۸/۵۲۰ بالاختلاف الفاظ قم موسسہ النشر الاسلامی طبع اول ۱۴۱۵ھ۔

[2] اصول الفقہ نشأتہ وتطورہ والجامعۃ الیہ، شعبان محمد اسماعیل، ص ۳۵۔ بحوالہ دراسات تاریخیۃ۔

[3] دراسۃ فی بعض المناہج الفقہیۃ واصولہ والاتجاہات التی ظہرت فیہا۔ سعید الخن ص ۱۹۶۔ الشرکۃ المتحدۃ للتوزیع سنہ ندارد

[illegible] کی رائے نقل کی ہے کہ امام جعفر صادق کی وفات کے بعد [illegible] کے خلاف [illegible] کی حفاظت کے قریب ہوا جس کی بنا پر [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی [illegible]

ابو زہرہ نے اس کلام پر حاشیہ دیتے ہوئے اس کا خلاصہ یہ بیان کیا ہے۔

"ان تصریحات سے اس اختلاف کی بھی نفی ہو جاتی ہے جو امام جعفر صادق کی تصنیف کے بارے میں بیان کیا جاتا ہے۔ وہ یہ کہ آپ نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی اور جو کچھ آپ سے روایت کیا جاتا ہے وہ آپ کے شاگردوں کی تصنیف ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ امام صادق اور امام باقر تصنیف کو اصل نہیں سمجھتے تھے بلکہ وہ تو حفظ پر زور دیتے تھے اور ان کے ارشادات کو تصنیف کی صورت میں نہیں لاتے تھے تو ہم کہیں گے کہ یہ بات اس وقت تک درست ہے جب تک کہ ان کے ارشادات کو تصنیف کی صورت میں نہیں لایا جاتا۔ لیکن جب ان کے ارشادات کو تصنیف کی صورت میں لایا جائے تو پھر ان کے اور دوسرے لوگوں کی تصنیف کے درمیان کوئی فرق نہیں رہتا۔ لہٰذا یہ روایات جو تصنیف سے انکار کرتی ہیں، ان کی کوئی حیثیت نہیں۔ یہ بات بھی ذہن میں رہنی چاہیے کہ ان روایات میں تصنیف کی ممانعت کی جو وجہ بیان کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ اس سے تالیف کرنے والوں کی توجہ اصل مقصد سے ہٹ جاتی ہے۔ یہ وجہ ان لوگوں کے بارے میں تو صحیح ہو سکتی ہے جو

(۳) قرآن سنت پر مقدم ہے۔ اگر سنت پر حکم ہے، اگر سنت اس کی مخالفت کرتی ہے اور تطبیق بیان کرتی ہے تو ہم صحابہ کی رائے کو ترجیح دیتے ہیں کیونکہ وہ قرآن و سنت دونوں میں سے ہے۔ ان کا یہی منہج استدلال ہے جس کا وہ التزام فرمایا کرتے تھے۔[1]

دوسری رائے: امام اعظم ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب اصول فقہ کے واضع ہیں۔ ابو الوفا الافغانی نے "اصول السرخسی" کے مقدمہ میں امام اعظم ابو حنیفہ کو اصول فقہ کا بانی اول قرار دیا اور اصول فقہ پر لکھی گئیں ابتدائی کتب اور ان کی تدریجی ترتیب کے حوالے سے تحریر کیا جس میں امام شافعی کی الرسالہ کو ان فن پر لکھی جانے والی پہلی کتاب شمار کیا، فرماتے ہیں

"وأما أول من صنف في علم الأصول فيما علمته فهو امام الائمة وسراج الامة ابو حنيفة النعمان رضي الله عنه حيث بين طرق الاستنباط في "كتاب الرأي" له، وتلاه صاحباه القاضي الامام ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم الانصاري، والامام الرباني محمد بن الحسن الشيباني رحمهما الله، ثم الامام محمد بن ادريس الشافعي رحمة الله صنف الرسالة"[2]

(اور جہاں تک علم کے مطابق اصول فقہ پر پہلی کتاب کا تعلق ہے تو امام ابو حنیفہ نعمان رضی اللہ عنہ نے اصول پر پہلی کتاب "کتاب الرائی" تصنیف کی جس میں استنباط کے طریقے بیان کئے۔ اس کے بعد آپ کے دو شاگردوں قاضی امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم الانصاری اور امام ربانی محمد بن الحسن الشیبانی رحمہما اللہ نے اس فن پر کتب تصنیف کیں، پھر امام محمد ادریس شافعی رحمۃ اللہ نے الرسالہ تصنیف کیا)

محقق کی رائے:

دوسرے خیال کے مطابق اصول فقہ پر پہلی "کتاب" کتاب الرائی" ہے جو امام اعظم کی تصنیف ہے اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب کسی مسئلہ کا حکم یا وجود تلاش کرنے قرآن و سنت میں صراحتاً نظر نہ آئے تو اجتہاد کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور اجتہاد رائے کے ذریعہ سے ہوتا ہے۔ کیونکہ حدیث معاذ میں رسالت مآب ﷺ نے اسی اسلوب کی تعلیم فرمائی۔ اسی بنیاد پر امام ابو حنیفہ نے ایک کتاب بنام "کتاب الرائی" (آدمی کس طرح اپنی رائے قائم کرے) تصنیف کی۔ مسائل میں رائے کا استعمال کس طرح ہوتا ہے یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچی، خانہ بلاؤ نے بغداد پر حملہ کر کے وہاں کے علمی ذخیرے کو دریائے دجلہ میں بہا دیا، اور ممکن ہے یہ کتاب انہی تباہ شدہ کتابوں میں ضائع ہوئی ہو۔ اصول فقہ غالباً اپنے موجودہ مفہوم میں پورے کا پورا اس میں نہیں ہوگا لیکن رائے سے استنباط و کرنے اس کو بنیاد، قوانین کا مفہوم معلوم کرنا، اس کی تاویل کرنا وغیرہ غالباً اس میں بیان کئے گئے ہوں گے۔ امام ابو حنیفہ نے قانون کو جو خدمات انجام دیں وہ سب پر عیاں ہیں۔

امام ابو حنیفہ نے صرف تصنیفی خدمات انجام نہیں دیں بلکہ اس دور کو عام کرنے کے لئے ایک تعلیمی آئینی قانونی جس میں وہ اپنے شاگردوں میں اجتہادی فکر اور آزادی رائے کی صلاحیت پیدا کر دیتے تھے۔ چنانچہ ہر مسئلہ پر ان کے شاگرد

---

[1] عقود سابق ص ۲۶۱ [2] مقدمہ اصول السرخسی۔ ابو الوفا الافغانی ج ۱ ص ۳، لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ ۱۳۷۲ھ، ۱۹۷۲ء

کا دعویٰ کرنے کا اظہار کرتے تھے اور پھر بحث مباحثہ اور غور و خوض کے بعد وہ قول ہوا۔ ابن خلکان اور ابن ندیم کے مطابق امام ابو یوسف نے اصول فقہ پر کتاب الرد علی سیر الاوزاعی لکھی تھی اور ابن خلکان نے ان کو حنفی مذہب پر اصول کی پہلی کتاب کا مصنف مانا ہے لیکن یہ اصول فقہ پر ایک الگ تصنیف تھی یا یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کتاب اوزاعی کی شرح ہو۔ امام ابوحنیفہ نے اپنی کتاب الرد کے لکھنے کے بعد اس پر غور و فکر کیا ہو۔ دوران شرح ہونے والی اور اعتراضات بھی ہوئے ہوں گے۔ اس ساری بحث و تمحیص کو امام ابو یوسف نے اپنی کتاب الاصول میں جمع کر دیا ہو گا مگر امام ابو یوسف کی یہ کتاب ہم تک نہیں پہنچ سکی۔

اگر اپنی تائید میں امام ابوحنیفہ سے ایک دوسرے ممتاز شاگرد امام محمد بن الحسن الشیبانی کو پیش کر سکتے ہیں۔ انہوں نے بھی اس موضوع پر کتاب لکھی تھی جس کا نام "کتاب الاصول" تھا۔ ابن ندیم نے ان کی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔[1]

ابوالحسین المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) نے اپنی کتاب "المعتمد فی اصول الفقہ" میں امام محمد شیبانی کی کتاب اصول کے چند حوالے بیان کئے ہیں۔ مثلاً ابوالحسین لکھتے ہیں۔ امام محمد شیبانی نے کہا کہ اصول فقہ چار چیزیں ہیں: قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس۔[2] اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ چار باتیں امام محمد شیبانی کی کتاب کا خلاصہ ہیں۔ ان بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے متعدد شاگردوں نے کتاب الرد کی شرح کے طور پر اصول فقہ کی کتابیں لکھی ہوں گی۔

ڈاکٹر محمد اللہ اس موقف کی تائید میں فرماتے ہیں کہ

> "اس سے قطع نظر کرنے کی ایک اور وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ امام ابوحنیفہ کی طرف "کتاب السیر" منسوب ہے۔ اگرچہ ساری تفصیلات نے وہ کتاب ہم تک نہیں پہنچ سکیں لیکن اس نام کی کتابیں عموماً تمام مرتبین نے لکھیں۔ مثلاً امام کرخی نے "کتاب السیر الصغیر" اور "کتاب السیر الکبیر" کے نام سے دو کتابیں لکھیں۔ دونوں ہم تک پہنچیں۔ امام ابو بکر نے مختصر السیر لکھی اسی طرح ابو حفص الکبیر نے بھی کتاب السیر لکھی جو مخطوطے کی صورت میں موجود ہے۔ جس طرح امام ابوحنیفہ کی کتاب السیر سے متاثر ہو کر دوسرے فقہاء نے درس کی بنیاد پر ان کے کئی شاگردوں نے کتاب السیر کے نام سے کتابیں تصنیف کیں۔ اسی طرح شاید کتاب الرد کی تدریس کے سلسلہ میں بھی اسی صورت پیش آئی اور ان کے شاگردوں نے اس موضوع پر بھی کتابیں لکھیں۔ ممکن ہے کہ اس کو اصول کا نام بھی خود امام ابوحنیفہ نے دیا ہو۔ بہرحال یہ رہے کہ کتاب الاصول یعنی علم اصول کی جو کتابیں مصادر میں پائی جاتی ہیں ان میں ابتدائی تین کتابیں یعنی امام ابوحنیفہ کی کتاب الرد، امام ابو یوسف، امام محمد شیبانی کی اصول فقہ پر کتاب ہم تک نہیں پہنچیں۔ ہو سکتا ہے ہم تک پہنچی ہے کہ امام محمد شیبانی کی ایک شاگرد امام شافعی کی کتاب ہے۔ ممکن ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مخالفوں نے بھی رد لکھے ہوں اور ان کے جوابات دیئے ہوں اور ان کا جواب دیا ہو۔ لیکن یہ کتابیں نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس پر کوئی کتاب لکھی گئی ہو اب تک نہیں ملی اس کا ذکر نہیں ہوا۔ اس لئے ہم نے فرض کیا کہ اصول فقہ پر پہلی کتاب امام ابوحنیفہ کی کتاب الرد ہے۔[3]

---

[1] طبقات الاطباء و انباء الزمان۔ قاضی احمد بن خلکان متوفی ۶۸۱ھ، ۳ ج ۳۰۳ مصر مطبعہ السعید، الفہرست۔ ابن ابی یعقوب النجلی متوفی ۳۸۰ھ ص ۲۵۱ کراچی نور محمد۔ [2] کتاب الظہر مت۔ ابن الندیم ص ۲۵۸

[3] المعتمد ابو الحسین محمد بن علی الطیب المعتزلی ۱۲۹ ج ۱ دمشق، تحقیقات اسلامی طبع ۲ سنہ ۱۹۸۰ء

[4] مقدمہ رسائل ص ۳۵ مجلس ادارۃ المعارف کے ساتھ

موفق کی احوال ۵۶۸ھ نے کتاب [illegible] میں لکھا ہے:

"ان اسامیہ صنف اول من وضع الکتب فی اصول الفقہ علی مذاہب ابی حنیفۃ [illegible]
[illegible] ذکر فیہ [illegible] ابی حنیفۃ [illegible] کتاب تالیف کی [illegible]
[illegible] الخطیب بغدادی [illegible] ۴۶۳ھ [illegible] نے [illegible] سے لکھا ہے:

"واول من وضع الکتب فی اصول الفقہ علی مذہب ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وشرحہا
وبث علم ابی حنیفۃ فی اقطار الارض"[2]

[illegible] سے پہلے [illegible] اصول فقہ [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]

ابوبکر جوزی (متوفی ۳۳۸ھ) نے شرح الرسالہ میں فرمایا:

"لم یسبق الشافعی احد فی تصانیف الاصول ومعرفتها"۔[1]

(اصول کی تصانیف اور اس کی معرفت میں کسی نے امام شافعی پر سبقت نہیں لی)

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے اپنے مقدمہ میں لکھا:

"وکان اول من کتب فیه الشافعی رضی الله عنه املی فیه رسالته المشهورة تکلم فیها فی الاوامر والنواهی والبیان والخبر والنسخ وحکمه العلة المنصوصة من القیاس"۔[2]

(اس فن میں تالیف کا کام سب سے پہلے امام شافعی نے کیا، انہوں نے تصنیف الرسالہ میں اوامر ونواہی، بیان، خبر، نسخ اور قیاس سے منصوص علت کا حکم، جیسے امور بیان کیے)

ابن برہان نے فرمایا:

"والحق ان الشافعی رتب ابواب هذا العلم وجمع فصوله، ولم یقتصر علی مبحث دون مبحث بل بحث فی الکتاب، وبحث فی السنة وطرق اثباتها ومقامها من القرآن، وبحث الدلالات اللفظیة فتکلم فی العام والخاص والمشترک والمجمل والمفصل، وبحث فی الاجماع وحقیقته ودلالته علمیة لم یعرفه ان احدا سبقه بها، وضبط القیاس، وتکلم الاستحسان، وهٰکذا استرسل فی بیان جمائق هذا العلم ببویة مفصلة، وهو بهذا لم یسبق الا علی التحقیق لم یعلم الی الآن ان احدا سبقه"۔[3]

(حقیقت یہ ہے کہ امام شافعی نے اس علم کے ابواب مرتب فرمائے اور فصول یکجا کیے۔ انہوں نے کسی ایک بحث یا چند بحثوں پر اکتفا نہیں کیا بلکہ قرآن، سنت، اثبات سنت کے طریقے، قرآن کے مقابلے میں حدیث کا مقام پر بحثیں کیں اور لفظی دلالتوں پر بحث کرتے ہوئے عام خاص مشترک مجمل مفصل پر گفتگو فرمائی۔ اجماع اور اس کی حقیقت پر ایسی علمی بحثیں کیں جس کی نظیر کسی دوسرے کے یہاں نہیں ملتی۔ قیاس کے اصول منضبط کیے اور استحسان پر کلام فرمایا۔ اس طرح امام شافعی نے اس علم کے مباحث کو ابواب اور فصول کی صورت میں پوری تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا۔ اس سلسلے میں ان پر کسی کو سبقت حاصل نہیں۔ بلکہ یہ الفاظ کہے جا سکتے کہ تحقیق طور پر اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کسی نے ان سے پہلے یہ کام انجام دیا)

ابن برہان نے مزید لکھا:

"ولا عبرة فی ان یکون البحث فی فروع الفقه وتدوینها مقدما علی تدوین اصول الفقه، لانه اذا کان علم اصول الفقه موازین لضبط الاستنباط ومعرفة الخطا من الصواب فهو علم

---

[1] حوالہ سابق

[2] مقدمہ ابن خلدون۔ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) ص ۴۵۵، طبع دار کتب العلمی بیروت

[3] اصول الفقہ۔ محمد ابوزہرہ ص ۱۶، قاہرہ دار الفکر العربی ۱۳۷۶ھ ۱۹۹۶ء

ضابط ، والصناعة هي الفقه ، وكذلك الشأن في كل العلوم الصناعية . فالنحو متأخر عن المنطق بالقطعي ، والشعراء كانوا يقولون الشعر دون أن يعرفوا قبل أن يضع الخليل بن أحمد ضوابط العروض ، والناس كانوا يتجادلون ويفكرون قبل أن يدون أرسطو علم المنطق . ولقد كان الشافعي جديرا بأن يكون أول من يدون ضوابط الاستنباط فقد أولى علمنا وقبلا باللسان العربي ، حتى عدّه صفوف الكبار من علمائه اللغة ، وأولى علم الحديث فتح على أعظم رجاله ، وأحاط بكل أنواع الفقه في عصره ، وكان عليما باختلاف العلماء من عشر الصحابة الى عشره ، وكان حريصا كل الحرص على أن يعرف أسباب الخلاف ، والوجهات المختلفة التي نحاه اليها أنظار المختلفين وبهذا وغيره توافرت له الأداة لأن يستخرج من المادة الفقهية التي لقنها الموازين التي توزن بها آراء السابقين وتكون أساسا لاستنباط الأحكام ، يراعونها فيقارنون ولا يعاندون ، فعلم اللسان استطاع أن يستنبط القواعد لاستخراج الأحكام الفقهية من نصوص القرآن والسنة ، ودراسته في مكة التي يتوارث فيها علم عبد الله بن عباس الذي سمي ترجمان القرآن عرف الناسخ والمنسوخ ، وضاط لأعمة الجوامع على السنة وناقديه لهم عن علمائها وموازنتها بالقرآن استطاع أن يعرف مقدار السنة من القرآن ، وحالها عند معارضة بعض ظواهرها لظواهر القرآن الكريم . ولقد كانت دراسته لتلقه الرأي والمأثور من آراء الصحابة أساسا لما وضعه من ضوابط للقياس . وهكذا وضع الشافعي قواعد للاستنباط ولم تكن في جملتها ابتداعا ابتدعه ، ولكنها ملاحظ دقيقة لما كان يسلكه الفقهاء الذين اهتدى فيه من مناهج استطاعهم لم يدونوها ، فهو لم يبتدع منهاج الاستنباط ولكن له السبق في أنه جمع أشتات هذه المناهج التي اختارها ، ودونها في علم مستنبط الاجراء . في ذلك مثل أرسطو في تدوينه لمنطق المشائين ، فما كان عمله فيه ابتداعا لأصل المنهاج ، بل كان أبدع في ضبط المنهاج هذا هو نظر الجمهور من الفقهاء في تقرير هو الأسقية للشافعي في تدوين ذلك العلم ، ولا أحد منهم يخالف في ذلك .[1]

---

1. حوالہ سابق ص ۱۴-۱۵

فی کیا ان کا شمار اعتزال ترین ہوا ہے میں کیا یا علم حدیث کا بھی دائرہ حصہ ان کو ہوا ہوا تھا۔ اپنے وقت کے جلیل القدر محدثین سے انہوں نے علم حاصل کیا تھا اور اپنے دور میں فقہی قدر قوموں پر ان کی ہمہ گیر نظر تھی۔ وہ عہد صحابہ سے لے کر اپنے وقت کے علماء کے اختلافی مسائل ازبر رکھتے تھے۔ وہ ہمیشہ اس کی فکر پر مشغول کرتے رہتے تھے کہ اختلاف کے اسباب اور ان علماء کے جن کے بارے میں ان کو علم ہوتا تھا ان کے دلائل کے وزن میں کیا فرق ہے۔ ان جیسے سبب کی بنا پر آپ اس بات کے اہل ہوئے کہ موجود فقہی ذخیرہ کو اپنے سامنے رکھ کر ایسے اصول بنائیں جن کی روشنی میں علماء سے تحقیق کی آزادی بھی ہو اور یہ بھی ہو سکے کہ ان اصولوں کی رعایت سے آئندہ زمانے کے لئے ان کو بھی قدرت پیدا ہو جائے۔ چنانچہ ان کے ذہن کا کمال قدرت رکھتے ہیں جب آپ نے قرآن و سنت کے نصوص سے احکام شرعیہ کے استنباط و استخراج کے آداب واضح فرمائے۔ بلکہ عموماً یہاں قرآن القرآن سے ان کا بیان کا حرف منتقل ہوتا چلا آرہا تھا وہاں اصول علم کے بعد آپ نے نصوص کا علم اور اس طرح احادیث نبویہ سے احکام شرعیہ کے استنباط کے اصول بیان فرمائے۔ ان سے ان کا امتیاز کرنے کے بعد آپ کو معلوم ہوا کہ سنت و قرآن کے مجمل حصے ہیں اور بعض حدیث کا کوئی آیت قرآنی کے خاص منہوم سے متعارض نظر آتا ہے یا عام ہوتا ہے۔ اس لئے انہوں نے قواعد وضع کر دیئے جن کو اصطلاح قیاس کے بارے میں اور بعض کے متعلق ترجیح کے قواعد وضع کئے اس طرح آپ کے ہاتھوں اصول کے قواعد وضع کرنے کا کام انجام پایا۔ یہ وہ ہے کہ ان سے قواعد آپ نے ایجاد کر دیئے تھے بلکہ پہلے سے ائمہ متقدمین کے یہاں جو مناہج استنباط کا کام ظاہر ہوتا تھا۔ امام شافعی نے یہ قواعد وضع کئے۔ جنہ اصول فقہ جس کی تدوین کا سہرا امام شافعی کے سر ہے وہ امام شافعی کی اختراع نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے یہ حیثیت حاصل ہے کہ انہوں نے ان مختلف مناہج استنباط میں جو چھپا ہوا تھا اسے ہمارا کر دیا اور ایک دستور کی صورت میں ان مناہج کو مدون کیا۔ علم اصول فقہ کی تدوین کے سلسلے میں امام شافعی کا یہی وہ ہے ہو ہے ان کے متعلق بیان کرنے کے بارے میں اصطلاحات اور طریقے اصول فقہ کے ایجاد نہیں کئے تھے بلکہ ایجاد ہوئے تھے بلکہ ان کو منضبط کرنے کا کام انجام دیا تھا۔ لہذا اگر ہم یہ کہیں کہ امام شافعی واضع علم ہیں تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ البتہ یہ بات صحیح ہے کہ امام شافعی کی تدوین میں طریقت اصل ہے اس سے ان کی تدوینی اہمیت میں کوئی فرق نہیں آتا ہے۔"

فنی آراء کا تاریخی تناظر میں تحقیقی جائزہ :

حالی رائے میں امام اعظم ابو حنیفہ فی اصول الفقہ کی مدون اول ہیں۔ ہم اس پر تفصیل سے اپنی رائے کا اظہار کیے ہیں امام کے مدون اول ہونے پر دلائل بھی دے چکے ہیں۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ ان کی کتاب ہم تک نہیں پہنچی۔ "بیت الحمد نے امام اعظم صادق اور امام باقر سے متعلق جو بیان دیا ہے اس میں واضح الفاظ "وقد اصلیا علی اصول الفقہ" سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے تو اصحاب اصحاب کو اصلاً روایے تھے کہ خود کوئی تصنیف تھی تھی اور نہ تک امام شافعی کی ولادت سے متعلق ابوزہرہ کا بیان ہے تو اس میں بھی انہوں نے کہا ہے کہ تحقیق طور پر اب تک معلوم نہ ہو سکا کہ کسی نے ان سے پہلے یہ موضوع لکھا ہو۔ ابوزہرہ کی ذاتی رائے میں ایسا ہے ورنہ درحقیقت ڈاکٹر محمد عبید اللہ ۲۲۲ الفاظ کی تحقیق سے یہ ثابت ہے کہ امام ابو حنیفہ نے اور ان کے اصحاب نے اصول پر کتب لکھی تھیں۔ ابن ندیم

ذہن میں آتی ہے تو اس پر اکتفاء نہ کیا جائے بلکہ کچھ غور و فکر کے بعد عمیق تر حقائق کے پیش نظر حکم دیا جائے۔ چنانچہ استحسان سے کام لینے والے حنفی ائمہ محض ظاہری حالات کو کافی نہیں سمجھتے اور لطیف عمیق تر سبب "علم" کرتے ہیں کی بنیاد پر احکام دیتے ہیں"۔[1]

فقہائے مالکیہ نے بھی امام شافعی کے منہاج کو قبول کیا اور امام شافعی سے اختلاف کرتے ہوئے اصول فقہ میں اہل مدینہ کے اجماع، استحسان و مصالح مرسلہ کا بھی اضافہ کیا۔ امام شافعی نے ان تینوں کو باطل قرار دینے کی کوشش کی ساتھ ہی مالکیہ نے ذرائع و سد ذرائع کو بھی اصول فقہ میں شامل کیا۔ اس طرح انہوں نے امام شافعی سے منقول اصول کو کہیں کچھ اختلاف اور کہیں کچھ اضافہ کے ساتھ قبول کیا۔ الغرض چاروں مذاہب کے فقہاء نے امام شافعی کے ثابت کردہ چاروں ادلہ کتاب، سنت اور اجماع و قیاس سے اختلاف نہیں کیا اور یہ متفق علیہ مصادر قرار پائے جبکہ ان پر کچھ اضافے شواضع اور دیگر اکثر فقہاء کے مابین محل اختلاف رہا۔ فقہاء چنانچہ امام شافعی کے ان مقرر کردہ اصولوں کی تشریح و تفصیل اور توضیح کا کام کیا جس کی وجہ سے فقہی اجتہاد کے طویل اور عریض میں ان اصولوں کی نشوونما ترقی تفصیل و توضیح اور تعبیر و تشریح جاری رہی جبکہ غیر شافعی اصولیین نے یہ خدمات انجام دینے کے ساتھ بعض اصولوں کے اضافہ کے اور ان کی بھی توضیح و تشریح کی۔

تقلیدی دور میں اصول فقہ کی تدوین کے طریقے اور رجحانات :

امام شافعی نے جس کام کا آغاز کیا تھا اس کا سلسلہ آگے بڑھتا رہا اور "اصول الفقہ" کے عنوان سے ایک عظیم الشان سرمایہ تیار ہو گیا چنانچہ امام احمد بن حنبل نے "کتاب السنۃ" "کتاب" "العلل" "کتب" "الناسخ والمنسوخ" لکھ کر اس کام کو آگے بڑھایا تقلید کے دور میں اصول بے شک نشوونما پاتے رہے۔ اہل علم نے اصول فقہ کی تدوین کے سلسلہ میں جو طریقے اختیار کئے ان میں سے تین یا خصوص قابل ذکر ہیں۔ ایک طریقہ "علمائے متکلمین" کا ہے۔ دوسرا "علمائے حنفیہ" کا اور تیسرا "متاخرین اہل علم" کا ہے ان میں سے پہلا طریقہ خالص نظریاتی قسم کا تھا جس میں نظری مباحث کو خاصا دخل ہے۔ دوسرا طریقہ فروع سے متاثر تھا اور اس کو اصول حنفیہ کے نام سے پکارا گیا کیونکہ علمائے احناف ہی نے سب سے پہلے اپنے مذہب کے دقائق اور ضبط فروع کے لئے اسے اختیار کیا تھا چنانچہ اس طریق سے انہوں نے اپنے مذہب کے لئے جامع اصول کا استنباط کیا۔ جبکہ تیسرے طریقہ میں پہلے اور دوسرے طریقہ کو یکجا کر دیا گیا ہے۔

اصول فقہ کی تدوین کا پہلا طریقہ : اس طریقہ کا نام "اصول الفقہ" یا "اصول متکلمین" ہے اور یہ طریقہ خالص طور پر نظری تھا جس میں کسی مذہبی اعتبار کے بغیر قواعد کی تحقیق و تنقیح پر زور دیا جاتا تھا بلکہ قواعد کی ادلہ سے تویثق کی جاتی تھی جو قاعدہ بھی دلیل کے لحاظ سے قوی تر ہوتا اسے اختیار کر لیا جاتا چنانچہ بعض شافعی علماء نے امام شافعی سے اصول میں اختلاف کیا مگر فروع میں ان کے تبع رہے مثلاً امام شافعی اجماع سکوتی کو حجت تسلیم نہیں کرتے مگر علامہ آمدی (متوفی ۶۳۱ھ) مسلکاً شافعی ہونے کے باوجود اپنی کتاب "الاحکام" میں اس کو حجت مانتے ہیں وہ فرماتے ہیں۔

---

[1] خطبات بہاولپور، محمد عبید اللہ ص ۱۳۵، پاکستان اسلامک اکیڈمی لاہور، ادارہ تحقیقات اسلامی طبع ثالث ۱۹۹۰ء

"اجماعاً سکوتیاً وھو حجۃ ظنیۃ عند الاکثر"

(اجماع سکوتی ظنی حجت ہے)

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس کی حجیت کو مانتے ہیں اگرچہ فخر الاسلام سے کہ وہ اس کو ظنی حجت قرار دیتے ہیں۔ متاخرین احناف کی طرح ظنی خیال کرتے ہیں۔

شیخ ابوزہرہ فرماتے ہیں:

"الاتجاہ الذی سمی اصول الشافعیۃ او اصول المتکلمین کان الاتجاہ الغالب علیہ الاتجاہ الذی عنی عنایۃ خاصۃ فیہ بتوجیہ الی تحقیق القواعد وتنقیحہ من حیث اعتبارہ من ادلۃ الاحکام الاتجاہ القوی القواعد سواء کان یؤدی الی حکم مذہبی او لا یؤدی"

(اصول شافعیہ یا اصول متکلمین کے نام سے جو اصول مدون ہوئے ان کا غالب رجحان یہ تھا کہ اس میں اصول کی تحقیق و تنقیح پر خاص توجہ دی گئی ہے اور اس کو ادلہ احکام کی حیثیت سے اہمیت دی گئی ہے خواہ اس سے کوئی مذہبی حکم ثابت ہو یا نہ ہو)

شیخ محمد خضری (متوفی ۱۳۴۵ھ) لکھتے ہیں:

"فاما المتکلمون فانہ کان رایھم فی البحث علی طریقۃ علم الکلام تقریر الاحکام من غیر التفات الی موافقۃ فروع المذاھب او مخالفتھا ابدا"

(متکلمین دوران بحث فقہی رائے کو مدنظر رکھتے ہوئے مسائل پیش کرتے ہیں اور فقہی مذہب کے موافق یا مخالف ہونے کا لحاظ نہیں کرتے ہیں)

پہلے خاص نظریاتی طریقہ تدوین میں بعض متکلمین کی شمولیت اور اس کے اثرات

مباحث کے اس طریقہ میں متکلمین میں سے معتزلہ، شافعیہ اور حنفیہ بھی شامل ہوگئے۔ ان میں سے اشاعرہ کے بعض بڑے فقہاء نے چوتھی صدی ہجری میں ظہور پذیر ہونے والے مختلف طریقوں کے ساتھ مل کر اصول فقہ کے ایک نئے طریقہ کی بنیاد ڈالی۔ اس طریقہ کے بانی ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۲۴ھ بعد) کے شاگرد ابوالحسن اشعری (متوفی ۳۷۰ھ) کی طرف منسوب ہے۔ ان کے بعد اس طریقہ کے ساتھ وابستہ ہونے والے فقہاء میں قاضی ابوبکر باقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) اور ابوالمعالی عبدالملک جوینی (متوفی ۴۷۸ھ) کے شاگرد ابوالحسین بصری (متوفی ۴۳۶ھ) نے اپنی مشہور کتاب "المعتمد فی اصول الفقہ" میں اس طریقہ کو اختیار کیا اور تحقیق سے کام لیتے ہوئے اس کو ایک مستقل طریقہ کا نام "طریقۃ متکلمین" دیا۔

متکلمین کی شمولیت کے اثرات کا جائزہ

اس میدان اصول فقہ میں متکلمین کی شمولیت اور اس طریقہ کے بانی ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ فقہی نظریات کی طرح اصول میں اضافہ ہوگیا اور بہت سے فلسفیانہ مباحث پیدا ہوگئے جن کا فقہی

---

۱ الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین آمدی شافعی متوفی ۶۳۱ھ، ۳۳۲/۱، ۲۳۵، دار الکتب العربی ۱۹۶۷ء

۲ اصول الفقہ، محمد ابوزہرہ، ص ۱۹، القاہرہ، دار الفکر العربی ۱۹۹۷ء

۳ اصول الفقہ، شیخ محمد الخضری متوفی ۱۳۴۵ھ، ص ۲۷۰، القاہرہ، دار الحدیث

فی اصول فی تدوین مجلہ احکام عدلیہ مصنفہ علامہ محمد خضری بک آفندی

[illegible] سے متعلق ہے اور مثال اس کی وہ متعلق ہے جو ارادات کے تمام اقسام سے متعلق ہیں کہ متعلق حسن و قبح میں اختلاف کرنے والے کہتے ہیں کہ حسن اور قبح کی طرف متعلق کا اس کے ساتھ ذاتی تعلق ہونے کی تکلیف معدوم جانا ہے؛ جیسا کہ اپنے ہم مسلک امام ابو منصور ماتریدی اس مسئلہ کو حل کرتے ہوئے کہتے ہیں:

"و کشف الغطاء عن ذلک ان لا تکلیف بکون المعدوم مکلفا بالاتیان بالفعل حالة عدمه بل معنی کونه مکلفا حالة عدمه ایجاد الطلب القدیم الازلی تعالی"[1]

(اس مسئلہ کا راز جس کی وجہ سے اشاعرہ نے قائل ہیں کہ معدوم مکلف ہو سکتا ہے حالانکہ وہ عمل مکلف کے ذمے پورا کرنے کا مطالبہ ہے، یہ ہے کہ اس کی تکلیف کا مطلب اللہ تعالیٰ کے ازلی طلب کا وجود ہے)۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کے مباحث خالص فلسفی مباحث ہیں جن پر کسی طریق استنباط کی بنیاد نہیں ڈالی جا سکتی یعنی معدوم کی طرف خطاب کی نسبت کا مطلب ہی سمجھ میں نہیں آتا ہے کہ اس میں اختلاف کی گنجائش ہو۔ اس پہلے طریقہ میں غیر فقہی فلسفیانہ بحث کی دوسری مثال میں بھی علامہ خادمی شافعی (متوفی ۱۱۳۱ھ) کی کتاب "الاحکام" سے متعدد دلیل اقتباس کو پیش کیا جا سکتا ہے:

"اما قبل البدء فقد ذهب القاضی ابو بکر و اکثر اصحابنا و کثیر من المعتزلة الی انه لایسمع علیهم المعصیة کبیرة کانت او صغیرة قبل و لایصح عقلا ارسال من اسلم و امی بعد کفره و بعصمت الرواقض الی امتناع ذلک کله منهم قبل البدء الان ذالک مما یوجب عصمتهم فی المأمور و احتظارهم و الغرة عن الناهیه و هو خلاف مقتضی الحکمة من بعثة الرسل و الدلیل علی ذالک اکثر المعتزلة الا فی الصغائر و الحق ما ذکره القاضی لانه لامنع فی العقل بدل علی عصمتهم عن ذالک"[2]

(قبل از نبوت انبیاء کی عصمت کے متعلق ابو بکر باقلانی اور ہمارے اکثر اصحاب اور معتزلہ کا مسلک یہ ہے کہ ان سے کبیرہ یا صغیرہ کوئی گناہ سرزد ہونا ممکن ہے۔ چنانچہ جس نے کبھی کفر کیا ہو اور پھر اسلام لے آیا ہو اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے نبی یا رسول بنا کر بھیجنا ہے۔ اور روافض عصمت کے ارتکاب قبل از نبوت ممتنع سمجھتے ہیں کیونکہ انبیاء قبل از نبوت کی زندگی مرتب ہوتی ہے تاکہ لوگوں سے ان کی اطاعت کرائی جائے اور ان کے اوامر کی تعمیل کرائی جائے اور یہ بات نبوت کی غرض سے خلاف ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ روافض کے مذکورہ دلائل کا مطلب یہ ہے کہ ان کے نزدیک قبل از نبوت عصمت واجب ہے لیکن ان کا یہ مذہب عقل کے لحاظ سے ایسا کوئی دلیل نہیں ہے جس سے قبل از نبوت عصمت کا ثبوت ہو سکے)۔

ابو منصور ماتریدی (متوفی ۳۳۳ھ) نے اپنی کتاب "التوحید" میں "الفصل الثانی فی حقیقة العلم وحده" کے تحت اور مولانا خادمی (متوفی ۱۱۵۶ھ) نے اپنی کتاب "ارشاد الفحول" میں "المقصد الثانی" کے

---

[1] الاحکام فی اصول الاحکام مصنفہ علامہ محمد خضری بک آفندی شافعی متوفی ۱۲۸۷ھ، طبع اول مطبعہ الشرقیہ ۱۳۱۷ھ ج ۱ ص ۱۲۹/۱۲۰

"المبحث الثالث في خصائص الاحياء" کے تحت ان کی فقہ اور فقہاء کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔[1]

پہلا طریقہ تصنیف (اصول الشافعیہ) کو اختیار کرنے والے علماء کی خصوصیات

"اصول الشافعیہ" یا "اصول متکلمین" سے مراد تصنیف کے وہ طریقے ہیں جو متکلمین اور مؤرخین نے اختیار کیے، جنہوں نے اشاعرہ یا غیر حنفی مذاہب کو اپنایا۔ یہ طریقے عموماً فقہ حنفی کے اصول و فروع سے اختلاف اور دوسرے مذاہب سابقہ کی مخالفت پر مبنی ہیں۔

اس طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات:

- ☆ نظر و جدل کی آزادی ہوتی ہے۔
- ☆ مسائل کی منطقی تحقیق اور عقلی استدلال پر زور دیا جاتا ہے۔
- ☆ اپنے ائمہ و مسلک کی طرفداری اور تعصب سے اجتناب پر زور دیا جاتا ہے۔
- ☆ صرف ایام عجیبہ میں غور و خوض پر اکتفا نہیں کیا جاتا بلکہ علم کلام سے متعلق مسائل بھی اصول فقہ کے ضمن میں مباحث بنا دیا جاتا ہے۔ مثلاً عصمت انبیاء، قبح ذات اور حسن، کسی سے متعلق بحث وغیرہ۔
- ☆ اس طریقے کے علماء نے پیش نظر یہ بات تھی کہ اصول الفقہ سے جو مختصر اور آسان قواعد نکلیں ان کی مدد سے فقہ کے لیے غلط الجھاؤ سے اجتناب کیا جائے۔

طریقہ اصول الشافعیہ یا اصول متکلمین کی بعض اہم و نمایاں کتابیں:

۱۔ اگر بہت اور شافعی ترتیب طرق الاجتہاد، قاضی ابوبکر محمد بن الطیب باقلانی، ابو المعالی عبدالملک بن عبداللہ امام الحرمین الجوینی نے "ارشاد الفحول" اور "البرہان الصغیر" کے نام سے "المختصر الاوسط" اور "البرہان الکبیر" کے نام سے "المختصر الاکبر" لکھی۔

امام شافعی فرماتے ہیں:

وهو اجل كتب الاصول، والذي بين ايدينا منه المختصر الصغير ويقع في مجلدات ويحكى ان اصله كان في اثنى عشر مجلدا وقد طبع منه [illegible]

(یہ اصول کی مشہور ترین کتاب ہے، اس سے متعلق کتاب الاشارۃ [illegible] جو ہمارے پاس ہے وہ مختصر صغیر ہے جو کئی مجلدات پر مشتمل ہے، کہا جاتا ہے کہ اصل کتاب بارہ مجلدات میں تھی اور اس کا [illegible] طبع ہو چکا ہے)

۱: المستدرک من تصانیف الاصولیین، ابو عبداللہ محمد بن محمد بن محمد الطرابلسی شافعی متوفی ۱۳۰۵ھ، ص ۱۳۰، تحقیق ڈاکٹر [illegible]، دار الغرب الاسلامی، بیروت، لبنان، ۱۹۹۶ء

۲: [illegible] متوفی ۱۳۵۰ھ، ۱/۱۵۹، ۱۶۲، المکتبہ الشاملہ ذی الحجہ ۱۴۳۱ھ، الاشارۃ فی اصول الفقہ، تحقیق شعبان محمد اسماعیل، دار الکتب المصریہ

۳: [illegible] (سورہ ۱۲۵ [illegible] ۱۱۶ھ، ص ۳۰، طبع [illegible] ۱۴۰۰ھ

۴: مقدمہ الکوثری من تعلیقات الاصولی علی ابی محمد حسن بن علی بن عبدالقادر السقاف، دار الکوثری، ۱۴۲۰ھ

قاضی ابوالحسین محمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن المنادی (متوفی ۴۳۶ھ) نے "التلخیص" کے نام سے اختصار کیا۔

۷۔ العمد: قاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ)۔

۸۔ شرح الکفایہ: قاضی ابوالطیب طاہر بن عبداللہ طبری شافعی (متوفی ۴۵۰ھ)۔

۹۔ التقریب: ابن الصوفی ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد تمیمی سمعانی شافعی (متوفی ۴۸۹ھ)۔

ابن سمعانی نے ان الفاظ کے ساتھ اس کتاب کی تعریف کی:

لا اعرف فی اصول الفقہ احسن من کتاب التقریب والاجماع

(اصول فقہ میں اس سے بہتر کتاب میرے علم میں نہیں ہے)۔

۱۰۔ العدۃ فی اصول الفقہ: قاضی ابویعلیٰ محمد بن الحسین الفراء حنبلی (متوفی ۴۵۸ھ)۔

۱۱۔ المعتمد فی اصول الفقہ: ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب بصری معتزلی (متوفی ۴۳۶ھ)۔ یہ قاضی عبدالجبار معتزلی (متوفی ۴۱۵ھ) کی کتاب "العمد" کی تلخیص ہے جو قاضی ابن عمد بن احمد بن جعفر المنادی (متوفی ۴۳۶ھ) نے کی تھی۔

۱۲۔ اللمع: ابواسحاق شیرازی شافعی (متوفی ۴۷۶ھ)۔ اس کتاب پر مجد الدین نے حواشی لکھے۔

۱۳۔ المختصر فی اصول الفقہ: ابواسحاق شیرازی (متوفی ۴۷۶ھ)۔

۱۴۔ تذکرۃ العالم والطریق المتعلم: ابوالمظفر احمد بن المظفر بن احمد بن الحسین شافعی (متوفی ۵۰۰ھ)۔

۱۵۔ الرہان: ابوالمعالی عبدالملک بن ابی محمد عبداللہ بن یوسف الجوینی شافعی (متوفی ۴۷۸ھ) ابوالمعالی کے والد ابومحمد جوینی (متوفی ۴۳۸ھ) شافعی مذہب کی طرف مائل تھے ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ) نے ان سے نقل کیا:

"اعلم المتاخرین من اصحاب الامام المطلبی علی الاطلاق"

(متاخرین اصحاب امام مطلبی شافعی میں سب سے بڑے عالم تھے)۔

۱۶۔ المستصفی: حجۃ الاسلام ابوحامد محمد بن محمد غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ)۔

۱۷۔ شفاء الغلیل فی بیان مسالک التعلیل: (ایضاً)۔

۱۸۔ المنخول من تعلیقات الاصول: (ایضاً)۔

اخیر الذکر دونوں کتابیں "المستصفی" سے پہلے کی تصنیف ہیں۔

۱۹۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر: موفق الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ مقدسی شافعی (۶۲۰ھ)۔

---

۱ حیات الشافعی المسمی بالعقد الثمین فی حقوق المشہور بالدین والمذہب الحنفی

۲ الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج ۱، ص ۱۲۰، طبع مطبعہ احمدیہ مجلد الدین ۱۳۱۵ھ

علماء اصول کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والوں کو یہ بات معلوم ہے کہ ان کتابوں کی ترتیب اصول کی حیثیت سے ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ ان کتابوں کی ترتیب کے اعتبار سے ان کی تین قسمیں ہیں:

1. المعتمد — قاضی عبدالجبار معتزلی — 2. العمد — ابو الحسین بصری معتزلی
3. البرہان — امام الحرمین جوینی شافعی — 4. المستصفی — حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی

ان چاروں نے مذہب حنفی کو مدنظر نہیں رکھا ہے۔

امام فخر الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) نے کتاب "المحصول" میں، سیف الدین آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) نے کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" میں، ابن حاجب کردی مالکی (متوفی ۶۴۶ھ) نے کتاب "منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل" میں اور "المحصول" کی تلخیص کرنے والے قرافی نے کتاب "تنقیح الفصول" میں اصول فقہ کی ترتیب حنفیہ کے مطابق نہیں رکھی ہے۔ ان چاروں کتابوں کے مقابلہ میں حنفیہ کی کتابوں کی ترتیب یکساں ہے۔

اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ: اصول فقہ کی تدوین کا دوسرا طریقہ فقہی مسلک کے ماہر علماء کا ہے۔ ان علماء نے اپنے اصول کو اپنے مذہب کی فروع سے مستنبط کیا ہے۔ ان علماء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے وہ اپنے مذہب کی فروع کا مطالعہ کرتے ہیں اور ان فروع سے اصول کو مستنبط کرتے ہیں۔ اس طریقہ کے مطابق اصول فقہ کی تدوین کا آغاز ہوا

التحقیق ... [illegible] ہے اور استنباط فروع کے لئے زیادہ معین و مددگار ہے، کیونکہ وہ ہر مسئلہ کے لئے اس مخصوص طریق کار کی وضاحت نہیں کرتا جس کی وہ پیروی کرتا ہے، پھر ساتھ ساتھ فقہی نکات بھی حل کرتے جاتے ہیں فقہاء کے لئے ان نکات کو از بر کر لینا بغیر محنت کئے بغیر مہارت حاصل ہے اور مسائل فقہ سے اصول فقہ کے قواعد خوب نکالتے ہیں"۔

ابوزہرہ فرماتے ہیں :

"فكانت دراسة الاصول على ذلك النحو صورة لما يبع الفروع المذهبه وحجيجها" [1]

"اصول کا یہ انداز مروجہ مذاہب کے مذہب کے فروع اور دلائل پر قیاس کرنے کی ایک صورت تھا"۔

عبدالوہاب خلاف (متوفی ۱۳۷۵ھ) فرماتے ہیں :

"ولن نستطيع في تحقيق هذه النظرة الحد الاحكام التي استنبطها المجتهدون بناء عليها لامجرد البرهان النظري" [2]

"ہمارے لئے ان قواعد کی تحقیق میں جن سے ائمہ نے مختلف مسائل پر حکم لگائے ہیں ان کا انداز تحقیق صرف نظری نہیں ہوتا"۔

اصول شافعیہ اور اصول حنفیہ میں فرق و امتیاز ——— دونوں طریقوں میں فرق و امتیاز کی بنیاد یہ ہے کہ شافعیہ استنباط کا منہج مقرر کرتے ہیں اور پھر اسی منہاج کی استنباط و استدلال میں پیروی کو اپنے اوپر لازم کرتے ہیں۔

جبکہ حنفی اسلوب میں تسہیل و استدلال کی یہ صورت نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے مسلک کی جزئیات کو مدنظر رکھ کر قواعد اصول کی اس طور پر تخریج کرتے ہیں کہ ان سے فقہی جزئیات کو تائید حاصل ہو جاتی ہے۔

"طریقۃ اصول حنفیہ" کی مثال سے توضیح ——— حنفی فقہاء سے ایک اصولی قاعدہ "ان المشترک لاعموم له" (ایک وقت کے مشترک کے تمام معانی مراد نہیں لئے جا سکتے)۔

مختلف ہے اس قاعدہ اصولیہ کی بنا پر وہ کہتے ہیں کہ :

"وقال محمد اذا وصى لعمر الى بني فلان ولبني فلان موال من اعلى وموال من اسفل فمات بطلت الوصية في حق الفريقين لاستحالة الجمع بينهما وعدم المرجحان" [3]

(امام محمد نے کہا جب ایک شخص نے بنی فلاں کے موالی کے لئے وصیت کی کہ فلاں قبیلے کے موالی کو میری طرف سے یہ یہ دیا جائے۔ قبیلے کے موالی اوپر کے درجہ کے ہیں اور نیچے کے درجہ کے بھی اور تو چونکہ دونوں قبیلوں کے موالی میں وصیت کا جمع ہونا ممکن نہیں اور مرجح بھی کسی کو حاصل نہیں ہو سکتا اس لئے دونوں قبیلوں کے لئے وصیت باطل ہو جائے گی)۔

---

1. اصول الفقہ محمد ابوزہرہ، دار الفکر العربی، ص ۱۲۔
2. علم اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف، ص ۱۸، دار القلم، کویت، ۱۳۹۱ھ
3. احسن الحواشی علی اصول الشاشی، حاشیہ علی اصول الشاشی، مکتبہ امدادیہ ملتان

[illegible] سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ مشترک اپنے جمیع حقوق سے [illegible] ایک دفعہ میں مرادیں ہو سکتا ہے چنانچہ یہ تعین نہیں کہ وصیت کس کے حق میں کی گئی اور قاعدے کے مطابق دونوں میں مرادیں تقسیم کے جائیں گے [illegible] وصیت و فیصلہ فرمایا۔

اب اس قاعدہ اصولیہ "ان المشترک لا یحمل علی [illegible]" کو [illegible] کے مطابق تمام [illegible] قاعدہ اصولیہ سے [illegible] ثابت کریں۔ [illegible] "لا یحمل" [illegible] یہ معاملہ بات نہیں کریں گے [illegible] ایسا ہوا [illegible] ہے [illegible] "لا یحمل" [illegible] "عمومی" [illegible] کی بات [illegible] کو [illegible] ہے [illegible] یہ قاعدہ [illegible] ہے [illegible] ان المشترک عمومہ لا [illegible] یعنی [illegible] ہیں۔

الحقیقہ یہ مقام [illegible] لا [illegible] کے بعد [illegible] اس لئے [illegible] ہو [illegible] اور [illegible] ہیں [illegible] ہے۔

حنفی طریقہ تدوین کی امتیازی خصوصیات

مذکورہ بالا اسلوب کی اگرچہ [illegible] محسوس ہوتی ہے لیکن فقہی [illegible] کا [illegible] میں یہ [illegible] زیادہ موثر ہیں کیوں کہ:

- اس طرز کے تحت اصول اجتہاد فقہی [illegible] سے [illegible] ہیں اور یہ [illegible] مستقل قواعد کی صورت اختیار کر لیتے ہیں جن کو [illegible] قواعد سے موازنہ کیا جا سکتا ہے [illegible] قواعد کی [illegible] زیادہ قواعد کی جانب رجحان کا [illegible] ہو سکتا ہے۔
- اس اسلوب کے تحت اصول بذات خود [illegible] سے ہی [illegible] نہیں رہتے بلکہ [illegible] میں [illegible] اور فروع پر منطبق ہوتے ہیں اس طرح تطبیق سے ان [illegible] میں [illegible] اور قوت پیدا ہوتی ہے۔
- اصول سے اس طریقے پر مطالعہ سے فقہی تدوین [illegible] سے [illegible] اس طریقے میں [illegible] سے نہیں ہوتا بلکہ ان [illegible] اور اصول میں ہوتا ہے اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] پر [illegible] توجہ [illegible] کے بجائے متعدد [illegible] کا [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] کی [illegible] ہوتی ہے۔
- تحقیق ہونے کے اسلوب سے تحریر تدریج کی [illegible] حاصل ہو جاتی ہے اور اس [illegible] کی [illegible] سے [illegible] آمدہ [illegible] مسائل سے [illegible] استدلال [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور [illegible] ہوتا ہے [illegible] ہے [illegible] پیش آمدہ

۱۔ [illegible] ۲ جلد اول [illegible] شرح اصول [illegible] [illegible] ۱۹۳۸ء ص ۱۵ [illegible] ایچ ایم سعید کمپنی [illegible]

[illegible] (اصول) [illegible] قول کے مطابق ہوتا ہے کیونکہ یہ حل بھی انہی اصول و قواعد کے تابع ہے جو اس فقہ کے [illegible] کے نتیجہ پر پہنچنے کے بعد میں آنے والے فقہاء احناف مذاہب سے متقول آراء پر انتخاب کے لئے ان میں توسع اور اضافہ کرتے رہتے ہیں۔[1]

حنفی مذہب کے مطابق کسی جانے والی اصول فقہ کی بعض اہم و بنیادی کتب

1. [illegible] امام محمد بن حسن شیبانی (متوفی ۱۳۲ھ) یہ اس اسلوب کی پہلی کتاب ہے۔
2. اصول الکرخی [illegible] عبید اللہ بن الحسین الکرخی (متوفی ۳۴۰ھ) اس میں ۳۹ قواعد اصول بیان کئے ہیں جس پر فقہ حنفی کا مدار ہے۔
3. [illegible] (اصول الجصاص) ابوبکر احمد بن علی الجصاص رازی (متوفی ۳۷۰ھ) [illegible] اس کتاب میں [illegible] کا مقدمہ ہے۔
4. [illegible] ابو زید عبید اللہ بن عمر الدبوسی حنفی (متوفی ۴۳۰ھ)
5. [illegible] ابو محمد عبد اللہ بن حامد بن حسن رودی (متوفی ۴۳۰ھ)
6. [illegible] ابو الحسین محمد بن علی بن الطیب البصری (متوفی ۴۶۳ھ) یا عبد اللہ بن محمد بن عمر الدبوسی (متوفی ۴۳۰ھ) کے مختصر اصول کا مختصر ہے جو اس کے نام سے اس کی ایک عمدہ شرح تالیف کی ہے۔
7. [illegible] ابو بکر محمد بن احمد الشاشی (متوفی ۴۹۰ھ)
8. [illegible] علاء الدین احمد بن محمد بن احمد الحنفی حنفی (متوفی ۵۴۰ھ) متاخرین کی کتب میں سے ہے [illegible] ہے اور مختصر پر مشتمل ہونے کے باوجود اس میں متقدمین سے اس پر اضافوں کی شرح نہیں مشہور شروح میں سے ہے۔

حنفی طریقہ [illegible] کرنے والے مختلف فقہی مذاہب کے اصولیین :

[illegible] ابو زید دبوسی نے اپنی کتاب حنفی کے مصنف احناف کے یہاں نظر میں آتا جاتا اس طریقہ پر حنفی رہ کی اور حنفی [illegible] کے مختلف تعریف کی ان کے لئے اس میں شش کا سبب اس طریقہ میں پائی جانے والی [illegible] کو قرار دیا ہے۔ [illegible] فقہی مسائل کے چند اصول [illegible] کتاب [illegible] ہے۔ [illegible] اصول کی تائید کے لئے مختلف فقہی مسائل کے [illegible] کتب تالیف کیں۔

1. [illegible] شرح مختصر الکرخی فی الاصول : شہاب الدین محمود بن احمد بغدادی حنفی (متوفی ۶۵۶ھ) انہوں نے [illegible] اس کتاب میں [illegible] اصول کے طرز پر [illegible] اور ان کی طرح ابواب فقہ کے مرتب کی ترتیب بیان کرتے ہیں [illegible] ان کے تحت یہ ترتیب متعین ہوتی ہیں۔

---

1. اصول [illegible] ۳۳ [illegible] ظفر اقبال ۱۳۵ھ

۶۔ تنقیح الفصول علی الاصول ۔۔۔ قرافی کی فقہی (متوفی ۶۸۴ھ) نے اپنی اس تصنیف میں فقہی مذاہب کے اصول پر فقہی نقطہ نظر سے بحث کی ہے۔

۷۔ شیخ الاسلام علاء الدین بخاری (متوفی ۷۳۰ھ) نے اپنے استاد فخر الاسلام بزدوی (متوفی ۴۸۲ھ) کی کتاب اصول کی شرح کشف الاسرار عن اصول البزدوی لکھی جو اصول فقہ حنفی کی مشہور کتابوں میں شمار ہوتی ہے اس میں مصنف نے اپنی تحقیقات بھی پیش کی ہیں۔

۸۔ ابن قیم جوزی حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ) نے بھی اصول فقہ پر کتاب لکھی ہے۔

۹۔ التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول ۔۔۔ اسنوی شافعی (متوفی ۷۷۲ھ) نے اپنے مذہب شافعی کے اصول کی تعریف کے بارے میں لکھتے ہیں

> من هنا يتبين ان طريق الحنفية بعد ان استقر مذهب النعمان وغيره من الاعلام مستقيم الائمة الاربعة، بل الامر محصور انما في مذاهب الثمانية والزيدية، فاذا هيء في اصول الفقه عندهم فقد هيء في كتب هي سراج لحملة يستخرجون الاصول التي تدون بها الفروع عندهم، بل كثير منه كثير في سراج المتكلمين في كثير من الاحيان، وذلك لان كثيرا من فحول [illegible]
>
> كانوا على منهاج المتكلمين۔[1]

[illegible] کے نظام کے بعد [illegible] کے اصول [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

[illegible] نے اصول [illegible] تحقیق کرنے کی کوشش کی ان کا مطالعہ [illegible] سے [illegible] کتاب "اصول البزدوی" اور [illegible] کتاب "الاحکام" سے [illegible] تصنیف ہیں۔[1]

۶۔ تنقیح الاصول اور اس کی شرح التوضیح: عبید اللہ بن مسعود بن تاج الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ احمد (متوفی ۷۴۷ھ) نے "التنقیح" لکھی۔ [illegible] "الاصول" [illegible] "المحصول" [illegible] "تنقیح الاصول" [illegible] "التوضیح" نام سے [illegible] اس پر حواشی لکھے۔

۳۔ مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول: عبدالباب بن عبدالرحمن بن احمد بن محمد ابن الشحنہ الحلبی الحنفی (متوفی ۷۷۹ھ) نے [illegible] کی۔

۴۔ جمع الجوامع: عبدالباب بن عبدالرحمن الحلبی الحنفی (متوفی ۷۷۹ھ) [illegible] کی۔

۵۔ القواعد والفوائد الاصولیہ: ابوالحسن علاء الدین علی بن عباس بن علی البعلی الحنبلی (متوفی ۸۰۳ھ)

۶۔ التحریر فی اصول الفقہ: کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود السیواسی ثم السکندری الحنفی (متوفی ۸۶۱ھ) نے [illegible] کی۔ [illegible] "التحریر" [illegible] "التحریر" [illegible] شارحین میں محمد بن محمد بن محمود بابرتی حنفی شامل ہیں جنہوں نے "شرح التحریر" لکھی۔

۷۔ مرقاۃ الوصول الی علم الاصول: محمد بن حامد الله ولی بن [illegible] (متوفی ۸۸۶ھ)

۸۔ مسلم الثبوت: محب اللہ بن عبدالشکور بہاری (متوفی ۱۱۱۹ھ) [illegible] کی۔ [illegible] "التحریر" [illegible] "جمع الجوامع" [illegible] "المنار" [illegible] "التوضیح" [illegible] "التنقیح" [illegible] "المغنی" [illegible] "المحصول" [illegible] "الاصول" [illegible] "القواعد والفوائد الاصولیہ" [illegible] "مرقاۃ الوصول" [illegible] "مسلم الثبوت" [illegible] "فواتح الرحموت" [illegible] ہیں۔

۹۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من الاصول: محمد بن علی بن محمد الشوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) [illegible] نواب صدیق حسن خان (متوفی ۱۳۰۷ھ) نے "حصول المامول من علم الاصول" کے نام سے [illegible] کی۔

۱۔ [illegible] عبدالحلیم بن عبدالسلام بن تیمیہ حرانی (متوفی ۶۵۲ھ) [illegible] کی۔

۲۔ [illegible] محمد بن مصطفیٰ المراغی قاضی کیرلی (متوفی ۱۳۷۱ھ) [illegible] کی۔

اصول فقہ کی تالیف میں عام طور پر استنباط کے اصول و قواعد کی تشریح اور شریعت کے دلائل کے بیان اور ان سے احکام کے اخذ کے بیان کو زیادہ اہمیت حاصل رہی اور متاخرین اصولیین کی تحریرات میں استنباط کے عمل میں مصادر شریعت کی روایت پر خواہ مخواہ توجہ نہیں دی گئی۔ آخر میں صدرالشریعہ عبیداللہ بن مسعود البخاری (متوفی ۷۴۰ھ) نے "التوضیح فی حل غوامض التنقیح" کے نام سے جو کتاب لکھی جس میں انہوں نے اصول شریعت اور اجتہاد کے مناہج بیان کرنے کے ساتھ شریعت کے مصادر و مقاصد کو زیادہ شرح و بسط کے ساتھ بیان کیا اور ان سے مستنبط احکام کی حکمتوں اور مقاصد پر بھی بحث کی، اس طرز پر تالیف میں ان کی سبقت کا قول کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں ہمارے ان کی کتاب کے تحقیقی تجزیہ پر گفتگو کریں گے۔

بعد کے ادوار میں دیگر علوم کی طرح علم اصول فقہ بھی انحطاط و غفلت کا شکار ہو گیا۔ مصنفین کے مدارس میں علماء نے علوم شرعیہ کو زندہ رکھنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ قدماء کی تصانیف پر شروح، حواشی، مختصرات، تعلیقات وغیرہ کے ذریعہ کچھ اضافے بھی کیے اور پھر اس کا ایک طویل سلسلہ چل نکلا جو صدیوں تک جاری رہا۔ تاہم ہمارے پیش نظر کے لئے یہاں صرف اشارہ کرنا ہے کہ ان مصنفین کی مؤلفات اصولیہ پر تادم تحقیقی تجزیے کے تحت الگ الگ توثیق عنایت سے اپنی استطاعت کے مطابق تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔

آج کے دور میں ان کتب کی مختلف سطحوں پر جامعات میں تحقیق کا کام جاری ہے اگر ہمیں علم ہوسکا تو اس کا ذکر بھی تحقیقی جائزہ میں کریں گے۔ البتہ دور جدید میں مصر، شام، لبنان، سعودی عرب میں علم اصول فقہ پر کام ہوا اور بعض نہایت معیاری کتابیں تصنیف ہوئیں جن میں شیخ محمد خضری (متوفی ۱۳۴۵ھ) کی "اصول الفقہ" اور "تاریخ التشریع الاسلامی" اور علامہ محمد عبدالرحمن الکحالی کی کتاب "تسہیل الوصول الی علم الاصول" اور شیخ عبدالوہاب خلاف (متوفی ۱۳۷۵ھ) کی کتاب "علم اصول الفقہ" اور حسن احمد خطیب کی کتاب "فقہ الاسلام" اور بدران ابوالعینین کی "سلم الوصول لعلم الاصول" اور نیل حسب اللہ کی "التشریع الاسلامی" اور شیخ محمد ابوزہرہ کی "اصول الفقہ" اور محمد سعید رمضان البوطی کی "ضوابط المصلحۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ" اور ڈاکٹر وہبہ الزحیلی کی "نظریۃ الضرورۃ الشرعیۃ" اور مصطفی احمد الزرقاء کی "المدخل" شخصیت کے مؤلفات قابل ذکر ہیں۔ لبنان کے شیخ عبدالوہاب کی "مقدمہ لدراسۃ التشریع فی الاسلام" "مقدمہ فی احیاء علوم الشریعۃ" اور "الاوضاح الشریعۃ فی الفنون العربیۃ" بھی قابل قدر کاوشوں کا ثمر ہیں۔

☆☆☆☆

فصل سوم

عہد رسالت مآب ﷺ عہد خلافت راشدہ اور عہد بنو امیہ میں اصول فقہ کا نشأ و ارتقاء

عہد رسالت مآب ﷺ میں اصول فقہ (اجمالی جائزہ)

عہد رسالت مآب ﷺ میں جن مسائل میں قرآن میں موجود نہ ہوتی تو آپ ﷺ اپنے رب سے رجوع فرماتے اور وحی نازل ہوتی یا آپ ﷺ اجتہاد فرماتے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نزول فرمائی گئی اس کی دلیل اللہ تعالیٰ نے اس میں بیان فرمائی ہے ارشاد فرمایا:

وما كان لنبي ان يغل ومن يغلل يات بما غل يوم القيامة ثم توفى كل نفس ما كسبت وهم لا يظلمون [1]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی شان بیان فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کی شان نہیں کہ آپ ﷺ کسی چیز کو چھپائیں اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ کی ذمہ داری کیا ہے اور آپ ﷺ کی ذمہ داری کیا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ما ننسخ من اية او ننسها نات بخير منها او مثلها [2]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے کہ ہم جس آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت نازل فرماتے ہیں۔

اس آیت کریمہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کی ذمہ داری کیا ہے اور آپ ﷺ کی ذمہ داری کیا نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يسئلونك عن الاهلة قل هي مواقيت للناس والحج [3]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے لوگ چاند کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ﷺ ان کو جواب دیں کہ یہ لوگوں کے لئے اور حج کے لئے وقت کا تعین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ويسئلونك عن المحيض قل هو اذى فاعتزلوا النساء في المحيض [4]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے لوگ حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ﷺ ان کو جواب دیں کہ یہ ایک گندگی ہے تو تم عورتوں سے حیض کے دنوں میں علیحدہ رہو۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يسئلونك عن الخمر والميسر قل فيهما اثم كبير ومنافع للناس [5]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے لوگ شراب اور جوئے کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ﷺ ان کو جواب دیں کہ ان میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ فائدے بھی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

يسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير [6]

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو مخاطب فرمایا ہے کہ آپ ﷺ سے لوگ حرام مہینوں میں جنگ کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو آپ ﷺ ان کو جواب دیں کہ ان مہینوں میں جنگ کرنا بڑا گناہ ہے۔

---

[1] سورۃ آل عمران ۳: ۱۶۱ [2] سورۃ البقرۃ ۲: ۱۰۶ [3] سورۃ البقرۃ ۲: ۱۸۹

[4] سورۃ البقرۃ ۲: ۲۲۲ [5] سورۃ البقرۃ ۲: ۲۱۹ [6] سورۃ البقرۃ ۲: ۲۱۷

[7] امام بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ۶ جلد، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب ما یکرہ من کثرۃ السؤال وتکلف ما لا یعنیہ، حدیث ۷۲۸۹، ص ۱۳۷۲، دار السلام، ریاض، ۱۹۹۸ء۔ صحیح مسلم، مسلم بن حجاج، کتاب الفضائل، باب توقیرہ ﷺ وترک اکثار السؤال عما لا ضرورۃ الیہ

(حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے اپنی امت کے لیے جن امور کو چھوڑا ہے (یعنی جن کے بارے میں کوئی حکم نہیں دیا) تم بھی ان کو چھوڑ دو (ان کے بارے میں کوئی حکم نہیں دوں گا)

ان حدیث کے تحت محدثین نے یہ مسئلہ بیان کیا ہے:

"ما سکتوا عنہ فہو مما عفا عنہ" کا مطلب یہ ہے کہ جن امور کے بارے میں شارع علیہ السلام سے کوئی حکم منقول نہیں ہے وہ امور شارع کی طرف سے معاف ہیں۔ ان امور کے بارے میں کوئی حکم لگانا درست نہیں ہے۔

[illegible] اس حدیث سے یہ مسئلہ بیان کیا

فيذكر فيه ... وما كان من الذي سماه مستفيضا فهو فيما يغلب على القلب أو ينكره على الغلط كان في الاجتماعات [1]

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

[illegible]

محرمات منصوص پر قیاس ہونے کی وجہ سے شراب کی تحریم

فرمان الٰہی ہے:

"ومن ثمرات النخيل والاعناب تتخذون منه سكرا ورزقا حسنا"

اور کھجور اور انگور سے تم شراب بناتے ہو اور اچھا رزق بناتے ہو۔

دوسرا فرمان:

"فيهما اثم كبير ومنافع للناس"

ان دونوں (شراب اور جوا) میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے (بعض) فائدے بھی ہیں۔

تیسرا فرمان:

"لاتقربوا الصلوة وانتم سكارى"

اے ایمان والو! نماز کے قریب نہ جاؤ جب تم نشے کی حالت میں ہو۔

اور پھر آخر میں ارشاد فرمایا:

"انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطن"

اے شراب اور جوا اور بتوں کے تھان اور فال کے تیر یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں۔

اور پھر آخر میں ارشاد فرمایا:

[illegible]

---

۱ النحل ۶۷ ۲ البقرہ ۲۱۹ ۳ النساء ۴۳ ۴ المائدہ ۹۰

یٰایھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰرٰی [illegible] عمر فدعا علیہ للسوء فیھا یاتا ثم قال اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزلت التی فی البقرۃ یسئلونک عن الخمر والمیسر الایۃ، فدعا عمر فقرئت علیہ فدعا علیہ للسوء فیھا یاتا ثم قال اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزلت التی فی النساء یٰایھا الذین اٰمنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکٰرٰی فدعا عمر فقرئت علیہ فدعا علیہ للسوء فیھا یاتا ثم قال اللھم بین لنا فی الخمر بیانا شافیا فنزلت التی فی المائدۃ فدعا عمر فقرئت علیہ فلما بلغ فھل انتم منتھون قال عمر انتھینا انتھینا۔[1]

(حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما، تو سورۃ بقرہ کی آیت نازل ہوئی جس میں شراب کے فوائد بھی بیان کیے گئے ہیں اور نقصانات بھی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی تو آپ نے پھر دعا کی کہ اے اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما، تو سورۃ نساء کی آیت نازل ہوئی جس میں نماز کے اوقات میں شراب پینے سے منع کیا گیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی تو آپ نے پھر دعا کی کہ اے اللہ ہمارے لیے شراب کے بارے میں شافی بیان نازل فرما، تو سورۃ مائدہ کی آیت نازل ہوئی جس میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بلا کر یہ آیت سنائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ ہم باز آئے ہم باز آئے۔)

قرآن کریم کے مطلق کو سرکار دو عالم ﷺ نے مقید فرمایا

چور کی سزا کے بارے میں جب اللہ تعالیٰ کا یہ حکم [illegible] والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما[2] اس آیت مبارکہ میں لفظ "ید" مطلق ہے جس کا اطلاق انگلیوں سے بازو تک ہوتا ہے سرکار ﷺ نے صرف انگلیوں کاٹنے پر عمل فرمایا [illegible] فاقطعوا ایدیھما[3] ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا، [illegible] فاغسلوا وجوھکم والی المرافق[4] میں جس طرح کہنیوں تک ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے اسی طرح آیت سرقہ میں مطلق حکم کو کہنیوں تک ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا گیا ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارق کا ہاتھ کلائی سے کاٹنے کا حکم دیا [illegible] فقطع یدہ من الکوع[5] میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ:

"انہ کان یقطع السارق من المفصل"[6]

(آپ ﷺ چور کا ہاتھ کلائی سے کاٹا کرتے تھے)

آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ نے بھی اس تعلیم پر عمل کیا [illegible] ان السنۃ ﷺ وابابکر وعمر وعثمان کانو یقطعون السارق من المفصل[7]

(حضور ﷺ اور ابوبکر اور عمر اور عثمان چور کے ہاتھ کلائی سے کاٹتے تھے)

اس طرح آیت قرآنی میں مذکور لفظ "قطع" [illegible] "فاقطعوا ایدیھما" [illegible] "وقطع الیدین" [illegible]

---

[1] ابوداؤد الطیالسی فی مسند الشیوخ، عمر بن احمد المعجم الکبیر للطبرانی، [illegible] عمر رضی اللہ عنہ

[2] المائدۃ: ۳۸ [3] یوسف: ۳۱ [4] المائدۃ: ۶

[5] ابن ماجہ، السنن، کتاب الحدود، ۲: ۸۶۸، باب قطع السارق من المفصل، [illegible] اس باب میں اس طرح سے احادیث بھی ہیں۔ [6] [illegible]

ایک چیز ایکا کرتے تھے اور اسی لئے قاضی کی عدالت میں جب آتی تو وہ اپنی حیثیت بھلا کر قاضی کا فیصلہ سنتے اور اس کو نافذ کرتے۔ یہ وہ اصول تھا جس نے آپ ﷺ کے سارق کا ہاتھ کٹنے سے بچا لیا۔ جدا کرنے اس خط قطع میں پائے جانے والے دوسرے اظافات و ستم کر دیا۔

قرآنی احکام میں عموم کی تخصیص :

جہاں موجود دلیل ﷺ نے عمومی احکام میں تخصیص یا استثناء کیا وہاں ان کی چند مثالیں ملاحظہ کریں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جب حالت جنگ میں نماز قصر کرنے کی اجازت دی ارشاد ربانی ہے "لیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا" [1] (اگر تم کافروں کے خوف کی وجہ سے نماز قصر پڑھو تو کوئی حرج نہیں) لیکن آپ ﷺ نے سفر کی ہر حالت میں قصر کو واجب خواہ حالت امن ہو یا جنگ۔

۲۔ قرآن مجید نے ازواج النبی کو دوسری عورتوں سے ممتاز کرنے کے لئے ان پر بعض حصص کے ساتھ میراث کی ادائیگی فرض قرار دیا۔ آپ ﷺ نے اپنی ازواج میں سے کسی کو بھی حصص دینے سے منع فرمایا۔

۳۔ قرآن نے میراث کے لئے الگ الگ وقت معین کئے ہیں ارشاد ربانی ہے "ان الصلوٰۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا" [2] (نماز مؤمنوں پر اوقات معین میں فرض کی گئی ہے) لیکن آپ ﷺ نے سفر کی حالت میں ظہر و عصر کے وقت میں اور مغرب و عشاء کے وقت میں جمع کرنے کی اجازت دی۔

۴۔ قرآن کریم نے دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو لازمی قرار دیا ہے "واستشهدوا شهيدين من رجالكم فان لم يكونا رجلين فرجل وامرأتان" [3] (اور اپنے مردوں میں سے دو مردوں کو گواہ بنا لو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں) لیکن آپ ﷺ نے خزیمہ بن ثابت کی اکیلی گواہی کو قبول فرمایا۔

۵۔ قرآن کریم نے مسلمان مرد کو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دینے کی اجازت دی ارشاد ہوا "فان طلقها فلا تحل له من بعد حتى تنكح زوجا غيره" [4] (اگر آپ نے بیوی کو طلاق دی تو وہ حلال نہ ہوگی اس کے لئے جب تک وہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کر لے) لیکن آپ ﷺ نے ایک ساتھ دی گئی تین طلاقوں کو ایک ہی طلاق شمار کیا۔ "عن ابن عباس قال كان الطلاق على عهد رسول الله وسنة عمر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة" [5] (ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور ابوبکر کے زمانہ میں اور عمر کے زمانہ میں دو سال تک تین طلاقیں ایک طلاق شمار ہوتی تھیں)۔

۱۔ النساء: ۱۰۱۔ ۲۔ صحیح بخاری، کتاب صلوٰۃ الخوف، باب یقصر اذا خاف۔
۳۔ البقرۃ: ۲۸۲۔ ۴۔ صحیح بخاری، کتاب الجہاد، باب فرض الخمس۔
۵۔ صحیح بخاری، کتاب الملک، باب الحبیر بن الملاعن۔ ۶۔ البقرۃ: ۲۳۰
۷۔ سنن ابی داؤد، ابوداؤد سلیمان بن اشعث بن اسحاق ازدی متوفی ۲۷۵ھ، کتاب الطلاق، باب فی نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث۔
۸۔ النساء: ۳۳ ۹۔ سنن ابی داؤد، کتاب الطلاق، باب نسخ المراجعۃ بعد التطلیقات الثلاث۔

۲۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ جب تم نماز کے لیے آؤ تو اطمینان سے آؤ "فاتوها تمشون و اتوها و انتم تسعون و علیکم السکینة فما ادرکتم فصلوا و ما فاتکم فاتموا" جو نماز پا لو پڑھ لو اور جو رہ جائے اسے پورا کر لو۔ (بخاری)

۳۔ آپ نے ایک مرتبہ حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے سے روکا تو ایک صحابی نے عرض کیا "لا احد له الا عابری سبیل حتی تغتسل" یا رسول اللہ میرا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے میں راستہ سے گزرتا ہوا آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا "ادخل" اچھا اندر آ جاؤ۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ نے حالت جنابت میں مسجد میں داخل ہونے کی اجازت دی اور فرمایا "انی لا احل المسجد لحائض و لا جنب" میں مسجد کو حائضہ اور جنبی کے لیے حلال نہیں سمجھتا۔

نفل عبادتوں کے بارے میں تخفیف کی احادیث یہ ہیں:

۱۔ بیت اللہ کا طواف کرنا نفل ہے لیکن جب حضرت ام سلمہ نے شکایت کی کہ میں بیمار ہوں سواری پر طواف کرنا چاہتی ہوں تو آپ نے اس کی اجازت دے دی۔

۲۔ چوپایہ کی قربانی واجب نہیں لیکن آپ نے اپنی بیویوں کی طرف سے گائے کی قربانی کی اجازت دے دی۔

۳۔ مسجد نبوی میں کسی کے گھر سے (چھوٹے) دروازے کی اجازت نہیں تھی لیکن حضرت ابوبکر کو دروازہ رکھنے کی اجازت دے دی۔

۴۔ دوسرے مکانوں کا پانی ناپاک ہے لیکن حضرت ابوطلحہ کے مکان کا پانی پینے کے لئے استعمال کرنے کی اجازت دے دی۔

۵۔ ہجرت سے تین دن کی مسافت سے زیادہ کا سفر ہو تو عورت کو محرم کے ساتھ جانا چاہیے لیکن آپ نے اپنی بیوی کو حج کے لیے بغیر محرم کے روانہ فرمایا۔

۶۔ عورتوں کو جمعہ اور جماعت میں شرکت سے منع فرمایا لیکن ایک صحابیہ کو اجازت دی کہ وہ جماعت میں شریک ہو سکتی ہے۔

---

۱ ایضاً ۲ صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب المسح علی الخفین ۳ ایضاً ۴۳۲

۴ سنن ابوداؤد، مسند احمد بن حنبل، ۳۱۵/۶ ۵ صحیح بخاری، ابواب الطواف، باب طواف النساء مع الرجال بالیل

۶ مسند احمد بن حنبل ۸۵/۱۵ بیروت، المکتب الاسلامی ۷ صحیح مسلم، کتاب الحیض

۸ صحیح بخاری، کتاب الاضاحی، باب قول النبی لاہل مکۃ لا یحلن لہم الخ ۹ صحیح بخاری، کتاب الحج، باب طواف الوداع

۱۰ صحیح بخاری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم ۱۱ سنن ابوداؤد، کتاب الطہارۃ، باب فی الحائض تدخل المسجد، سنن ابن ماجہ، ابواب الطہارۃ، باب ما جاء فی الحائض لا تطوف بالبیت

۱۲ صحیح بخاری، کتاب النکاح، باب الخروج فی الغیرۃ الی مکۃ ۱۳ سنن ابوداؤد، کتاب المناسک، باب فی الرخصۃ فی ذلک

۷۔ ایک صحابی کا استعارہ کو بلا بھی رضامندی سے لفظ کسی سے کہنے کا رواج قرار دیا۔[1]

۸۔ روزہ کے کفارہ کا صدقہ کرنا واجب ہے لیکن ایک صحابی کے لئے ناداری کی وجہ سے روزہ کے کفارہ کا کھانا خود انہیں کے لئے کھا جانا جائز کر دیا۔[2]

۹۔ دو سال کی عمر کے بعد دودھ چھڑانے کا عمر رضاعت ثابت نہیں ہوتا لیکن حضرت ابوبکرہ کے بعد لڑائی میں صفائی بات کہ ایک صحابیہ کا دودھ پینے کی اجازت دینے اور حضرت عبداللہ کو ان کی رضاعی ماں بنا دیا۔[3]

۱۰۔ مردوں کے لئے ریشم بالعموم حرام ہے لیکن حضرت زبیر اور حضرت عبدالرحمن کو خارش کی بنا پر ریشم پہننے کی اجازت دی۔[4]

۱۱۔ عورتوں کے لئے سونا بالعموم حرام ہے لیکن حضرت ام کلثوم کو ان کے عارضہ کو دور کرنے کے لئے سونا پہننے کی اجازت دی۔[5]

۱۲۔ بغیر چھڑے کسی کو مال غنیمت سے حصہ نہیں ملا لیکن حضرت عثمان کو حضرت رقیہ (آپ ﷺ کی صاحبزادی اور تیمارداری میں مشغول رہنے کی بنا پر غزوہ بدر میں شرکت کے بغیر مال غنیمت میں سے حصہ عطا فرمایا۔[6]

۱۳۔ قاضی کے لئے تحائف لینا بالعموم جائز نہیں لیکن حضرت معاذ کو یمن بھیجتے وقت تحائف لینے کی اجازت دی۔[7]

۱۴۔ نبی حضرات کے دوران نماز میں بات کرنا باطل ہو جاتا ہے لیکن ذوالیدین کے دو رکعت کہنے پر آپ ﷺ کا نماز پڑھانا پھر سلام پھیرنا اور خدمات نماز کے بعد آپ سے دریافت کرنا اس امر میں بات چیت کی اجازت دے دی۔[8]

۱۵۔ نکاح کے لئے تم از کم دو مرد گواہ ہونے چاہئیں لیکن حضرت عمر کے عہد خلافت میں ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی کو بھی قبول فرمایا۔[9]

الغرض یہ کچھ شواہد ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ عہد نبوی کی تشریعی کارروائی عہد رسالت مآب ﷺ کے بعد بھی ان کے پیچھے رہنے والے صحابہ کرام کے ذریعہ جاری رہی اور یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہا جب تک کہ فقہ اور اصول فقہ کی باقاعدہ تدوین نہیں ہو گئی۔ اب ہم اس کے بعد کے دور کا مختصر جائزہ پیش کرتے ہیں۔

علامہ شعرانی شافعی (متوفی ۹۷۳ھ) فرماتے ہیں

"ان الشارع ان یسبح ما شاء نظرہ ویحرمہ علی قوم لمصلحۃ"

(شارع علیہ السلام کے لئے یہ جائز ہے کہ جس چیز کو چاہے اپنے نظر سے مباح قرار دے دے اور کسی قوم کے لئے کسی مصلحت کی بنا پر حرام قرار دے دے)[1]

---

1. سنن ابوداؤد، کتاب النکاح، باب فی التزویج علی العسر بحفظ
2. صحیح بخاری امام بخاری، کتاب الصوم، باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیء فتصدق علیہ فلیکفر
3. صحیح مسلم امام مسلم، کتاب الرضاع 3. صحیح بخاری امام بخاری، کتاب الشہادات، باب ماجاء فی شہادۃ المرضعۃ
4. المصنف ابوبکر بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، کتاب الزہد فی الدنیا
5. صحیح بخاری امام بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان بن عفان
6. شرح الزرقانی علی المواہب محمد بن عبدالباقی الزرقانی (۱۰۵۵ھ - ۱۱۲۲ھ) بیروت ۱۳۲۷ھ 7. حوالہ سابق
8. حوالہ سابق 9. میزان الشریعۃ الکبریٰ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ مصطفی البابی مصر ۱۳۵۸ھ

علامہ نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"للشارع طلب المصالح وان يخص من العموم ما شاء"

(شارع (نبی علیہ السلام) کے لیے جائز ہے کہ وہ جس (عام) میں چاہے تخصیص کر دے)۔

علامہ شوکانی مکی (متوفی ۱۲۵۰ھ) نے علامہ نووی (متوفی ۶۷۶ھ) کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد اس پر اعتماد کیا ہے۔

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) فرماتے ہیں:

"ان الصريح في الاحكام انما هو الذي اصلي الله عليه وسلم وانه لايخص بعض امته بحكم ويصح غيره ولو كان بغير حضرته"

(احکام میں صریح وہی ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اور آپ اپنی امت کے کسی فرد کو کوئی حکم دے کر خاص نہیں کرتے ہیں اور دوسروں کا حکم بھی ایسا ہی ہے اگرچہ آپ کی حضوری میں نہ دیا ہو)۔

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں:

"هذا تصريح في خصائصه عليه الصلوة والسلام لايحتمل التخصيص بشيء من امته"

(یہ ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص میں سے ہے اس میں کسی امتی کو شریک نہیں کیا جا سکتا)۔

علامہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۰ھ) فرماتے ہیں:

"ان الصريح منه في تشريع الاحكام"

(بے شک آپ کی طرف سے احکام کی تشریع صریح ہوتی ہے)۔

نواب صدیق حسن بھوپالی (متوفی ۱۳۰۷ھ) لکھتے ہیں:

"وبعضے گفتہ اند کہ احکام منوط بوحی اند صلی اللہ علیہ وسلم ہر چہ خواہد و ہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند ... و بعضے گفتہ اند کہ ہمیشہ گفتہ او ان اصح واظہر است"

---

۱ شرح مسلم للنووی، ۱/۳۰۳ ۲ نیل الاوطار، ۱/۳۰۳ ۳ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۱۳/۱۲۵ ۴ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، ۱/۲۵۰ ۵ فتح الباری شرح صحیح البخاری، ۱۳/۱۲۵ ۶ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح، ۱/۳۱۲ ۷ نیل الاوطار، ۱/۳۰۳ ۸ الحطۃ فی ذکر الصحاح الستۃ، ۱/۳۱۲ ۹ مسک الختام شرح بلوغ المرام، ۱/۱۲۱

[illegible]

[illegible] کہتے ہیں؟ [illegible] سے کہتے تھے پہلا جو سب [illegible] اور [illegible]

[illegible] اس قول سے [illegible] کہ [illegible] شریعت [illegible] ان کو مقرر کرنا [illegible] کی تعمیل [illegible] عبادات [illegible] [illegible] کی [illegible] داخل تھا۔

اصلاحی قانون کا نفوذ اور اثرات

[illegible] سے پتہ چلتا ہے کہ جن [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ جب تک اسلامی قانون [illegible] سے [illegible] [illegible] اسلام کی آمد کے [illegible] [illegible] معاشرہ کے [illegible] [illegible] [illegible]

خرید وفروخت کی بعض صورتیں جنہیں اسلام نے باقی رکھا بیع مقایضہ (BARTER SYSTEM) اور بیع صرف (EXCHANGE OF MONEY) وغیرہ کو باقی تصور کیا۔ بیع سلم جو بیع کی اسلام میں ایک استثنائی صورت ہے قبل از اسلام عرب معاشرہ میں رائج تھی۔ اسلام نے اس کو باقی رکھا۔ بیع سلم کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ رائج قاعدہ کے مطابق معدوم کی بیع ناجائز ہوتی ہے لیکن بعض معاملات مثلاً جوتا بنوانے وغیرہ میں اس کی اجازت ہے کہ چیز موجود نہیں اور بعد میں بھی نہیں ہوگی اس کی قیمت مقرر کر دیتا اور پھر خرید وفروخت کر دینا۔

تو اس طرح ان چند مثالوں سے واضح ہو جاتا ہے کہ اسلام نے اس وقت کے مروجہ تمام رسم ورواج کو صرف اس لئے کہ وہ پہلے کے تھے مسترد نہیں کیا بلکہ ان کو اصولوں کی کسوٹی میں پرکھا اور جو اس میں سے جو اسلامی روح سے متصادم ومتضاد تھے ان کو مسترد کیا جو اس کے موافق تھے ان کو قبول کیا کہیں ترمیم واصلاح کے بعد ان کو قبول کیا۔ ان سب باتوں سے اسلام کے مزاج کا اندازہ ہوتا ہے کہ ہر حکمی ایک نظام اصول سے مربوط ہے۔

مدنی دور میں قانون سازی: حضور اکرم ﷺ کی بعثت کے بعد سے اسلامی قانون سازی کے ایک شعوری ارتقاء کا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے اور اس کا باقاعدہ آغاز مکہ المکرمہ سے مدینہ المنورہ ہجرت کے سفر سے ہوتا ہے۔ ۱۲۲۳ھ میں جب مدینہ المنورہ کو پہلی اسلامی ریاست بننے کا شرف حاصل ہو گیا تو یہیں اسلامی قانون کی بنیاد پڑی۔ قانونی مسائل سے متعلق آیات کا نزول ہوا اور اس زمانہ کی احادیث مبارکہ سے قانونی مسائل کا احاطہ ہوتا ہے۔ جب بھی سوالات ہوتے تو اس کی ایک صورت یہ ہوتی کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی اترتی آپ کو تعلیم مل جاتی مثلاً "یسئلونک عن الخمر، یسئلونک عن الیتامیٰ" وغیرہ اور جن کے سوالات نہیں کئے۔ مثلاً "تحذورکما" ان کے بھی جوابات دیئے۔ جبرئیل امین نے اسی لئے آپ ﷺ کے ساتھ دور تبہ قرآن کا دور بھی کیا۔

اصول فقہ کے ضوابط اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو براہ راست جبرئیل تعلیم فرماتے اور پھر آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ ضوابط تعلیم فرما دیئے اور پھر ان سے منتقل ہوتے ہوئے سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچے۔ اس کا ایک ثبوت یہ بھی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجتہاد کرتے تو آپ ﷺ کے پاس کیس بھیجتے رہتے تھے اور بعض بہت دور دراز سے آکر مسلمان ہوتے تو آپ ﷺ ان کو ضوابط اجتہاد واصول تعلیم فرما دیا کرتے جن کی مدد سے وہ رضائی حاصل کرتے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی اور آپ ﷺ سے اجتہاد کا وقوع بھی ہوا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی اس کی اجازت دی اور آپ کی حیات مبارکہ میں صحابہ کرام نے اجتہاد کیا ان کے اجتہاد کے روبرو آپ ﷺ کے سامنے پیش بھی ہوئیں آپ نے ان کو نہ صرف پسند بھی کیا اور اجتہاد بالخیر الدلالت اجتہاد بالنص اصول کے نقش دوام کا اعلان فرمایا۔ امام ابو اسحاق شافعی (متوفی ۵۰۵ھ) نے اپنی کتاب "التبصرہ" میں فرمایا۔ "ولا یعلم اصول الفقہ الا لاستدلال المنظر فولہ [1] (اور اصول فقہ کا جاننا ضروری ہے کیونکہ اس کے اجتہاد ممکن نہیں ہے)۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا ہوئی:

اہل علم کے نزدیک یہ بات واضح ہے کہ نبی کریم ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا ہوئی۔ اسی لئے بعض تقاضوں میں آپ ﷺ نے اجتہاد فرمایا اور پھر اس مسئلہ کو صحابہ پر منتقل فرما دیا۔ علامہ سندی الحنفی (متوفی ۱۳۶ھ) نے اسی سیاق میں فرمایا:

---

[1] بحوالہ من تعلیقات الاصول، الحسن بن محمد بن محمد المزنی شافعی متوفی ۵۰۵ھ، ص ۲۰۰، دمشق، دار القلم طبعہ ۱۴۰۰ھ، ۱۹۸۰ء

(وما) ينطق عن الهوى ۞ إن هو إلا وحي يوحى ۞ فكان ما ينطق به بطريق الاجتهاد، لأنه يحكم فيه بطريق الوحي، وروي أنه عليه السلام لما قال رسول الله يقضي القضية ويرسل معه ذلك بغير ما كان قضى به عند ذلك حتى لا يخلى حاله، ويستقبل ما نزل به القرآن [1]

(ان ہذا الا وحی یوحی) ان آیات سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے جو کہتے ہیں کہ آپ کا ہر کام وحی سے ہوتا تھا اجتہاد سے نہیں ہوتا تھا اور جو لوگ کہتے ہیں کہ آپ کا اجتہاد بھی ہوتا تھا وہ کہتے ہیں کہ اس آیت سے مراد یہ ہے کہ آپ کا اجتہاد بھی وحی کے تابع ہوتا تھا اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنی رائے سے کوئی بات نہیں کہتا جب تک کہ اس کے بارے میں وحی نہ آجائے۔

آنحضرت ﷺ کی حیات طیبہ میں اجتہاد کا وقوع

چنانچہ اس حدیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ آنحضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں اجتہاد فرمایا۔

ا۔ ازواج مطہرات کے ساتھ رات گزارنے کے لئے آپ کا ہر روز باری باری تشریف لے جانا اور پھر ایک دن کے لئے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اپنی باری حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو ہبہ کر دینا اور آپ کا اس کو قبول فرمانا۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ترجی من تشاء منہن وتؤوی الیک من تشاء (تم ان میں سے جس کو چاہو اپنے سے علیحدہ رکھو اور جس کو چاہو اپنے پاس جگہ دو)۔

اما عبید اللہ بن اللہ فی الحق ان اجتہاد کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

وفيه دليل جواز الاجتهاد له عليه السلام لانه لا يقر على خطأ فدل ذلك على الاجتهاد [2]

(اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ آپ کے لئے اجتہاد جائز تھا کیونکہ آپ غلطی پر برقرار نہیں رہتے تھے)

۲۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں آپ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا فیصلہ فرمایا تھا۔ اس میں اختلاف ہے کہ آپ نے یہ فیصلہ وحی کے ذریعہ فرمایا تھا یا اجتہاد سے کیا تھا جس کو قبول کر لیا گیا اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ما كان لنبي أن يكون له أسرى حتى يثخن في الأرض تريدون عرض الدنيا والله يريد الآخرة والله عزيز حكيم لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما أخذتم عذاب عظيم فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا [3]

(نبی کے لئے مناسب نہیں کہ اس کے قبضہ میں قیدی رہیں جب تک کہ وہ زمین میں خوب خونریزی نہ کر لے تم لوگ دنیا کا مال چاہتے ہو اور اللہ آخرت چاہتا ہے اور اللہ زبردست حکمت والا ہے اگر پہلے سے اللہ کی طرف سے ایک بات لکھی ہوئی نہ ہوتی تو جو کچھ تم نے لیا ہے اس پر تم کو بڑا عذاب پہنچتا سو کھاؤ اس مال غنیمت سے جو تم نے حلال اور پاکیزہ حاصل کیا ہے)

---

[1] آل عمران ۱۵۹ ... [2] ... [3] ...

...ونی المتوفی ۱۳۰۴ھ اپنے ان الفاظ میں فرمایا

...وحکمہ انہ لا یعذب احدا بالعمل بلا اجتہاد[1]

...

...

...

[illegible]

[illegible]

[illegible]

فاستشت یدہ فقبلت وقال عائشہ فالتبت الی فلم تطفات . صنعت الیوم امرا عظیما فقلت وما صانعہ فقال رسول اللہ ﷺ اراایت لو مضمضت من الماء وانت صائمہ اکنت لا بس قال فیمہ ؟

(آپ دن میں ڈنگ جوا میں نے اس حالت میں رہنے کا میں نے روزہ کی حالت میں کنکر کی سے میں نے بوسہ دیا، میں آج میں نے بہت بڑا کام کیا آپ نے پوچھا کیا ہے میں نے روزہ کی حالت میں بوسہ لیا ہے آپ نے فرمایا دیکھئے روزہ کی حالت میں کلی کرنے میں کیا حرج ہے آپ نے فرمایا پھر کیا ہے)

امام بخاری نے اپنی صحیح میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے

ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال یا رسول اللہ ھلکت وقعت علی امراتی وانا صائم . فقال ھل تجد ما تعتق رقبۃ ؟ قال لا . قال فھل تستطیع ان تصوم شھرین متتابعین ؟ قال لا . قال فھل تجد ما تطعم ستین مسکینا ؟ قال لا . ثم جلس فاتی النبی ﷺ بعرق فیہ تمر فقال تصدق بھذا . قال علی افقر منا یا رسول اللہ فما بین لابتیھا اھل بیت احوج الیہ منا . فضحک النبی ﷺ حتی بدت انیابہ ثم قال اذھب فاطعمہ اھلک

(ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں ہلاک ہو گیا ہوں میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر لی ہے آپ نے فرمایا کیا تم ایک غلام آزاد کر سکتے ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم دو مہینے کے روزے رکھ سکتے ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو اس نے کہا نہیں پھر آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اتنے میں کسی شخص نے آپ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش کیا آپ نے فرمایا اسے صدقہ کر دو اس نے کہا یا رسول اللہ کیا میں اپنے سے زیادہ محتاج پر صدقہ کروں مدینہ کے دونوں پتھریلے میدانوں کے درمیان ہمارے گھرانے سے زیادہ محتاج کوئی گھرانا نہیں ہے آپ ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے پھر فرمایا اچھا اسے اپنے گھر والوں کو کھلا دو)

(۱) کیف یقضی اذا عرض لک قضاء . قال اقضی بکتاب اللہ فان لم تجد فی کتاب اللہ قال فبسنۃ رسول اللہ قال فان لم تجد فی سنۃ رسول اللہ قال اجتھد رای ولا الوای)

ے صحیح بخاری، کتاب الصیام باب اذا جامع فی رمضان ولم یکن لہ شیء فتصدق علیہ فلیکفر ۔ ے صحیح بخاری، کتاب الطلاق باب اذا عرض بنفی الولد وصحیح مسلم، کتاب الصیام باب تغلیظ تحریم الجماع فی نہار رمضان علی الصائم

النصر في اتباع السنة. فنصرت رسول الله على عدوه وقال لحسان اهجهم وروح القدس معك
لعابه على رسول الله ﷺ

(ترجمہ) ہے ساتھ اس کے کہ جب مدینہ طیبہ میں آپ تشریف فرما ہوئے تو آپ کے دشمنوں نے آپ کی ہجو کرنا شروع کر دی۔ آپ نے حسان رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کرو اور جبرئیل تمہارے ساتھ ہیں۔ حسان رضی اللہ عنہ نے ان کی ہجو کی تو آپ کو فتح ہوئی۔ اور آپ نے فرمایا کہ حسان کی زبان سے جو کچھ نکلتا ہے وہ میرے دشمنوں پر ایسا پڑتا ہے جیسے تیر۔ اور اس

القضاء بالكتاب والسنة إذا وجد فيهما فإن لم يجد اجتهد رأيه ولا يقلد

(اس فرمان سے آپ نے واضح فرما دیا کہ قاضی کو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے
اسے سے رجوع کرنا چاہیے)

(۲) حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک مرتبہ فرمایا:

لا یرجل یعلم ما فی قولہ فی القرآن ولا السنۃ فقد علم ما قال ... جمیع المناسبین من
العلماء ... فاجتہد رأیہ ... ولا یکفر ... لہ ... ولا یعذر ... لہ ... ولا یعذر ... لہ ...

(اس فرمان سے آپ نے واضح فرما دیا کہ قاضی کو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے
اسے سے رجوع کرنا چاہیے)

(۳) حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک مرتبہ فرمایا:

اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران ... واذا حکم فاجتہد ثم اخطأ فلہ اجر ...

(اس فرمان سے آپ نے واضح فرما دیا کہ قاضی کو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے
اسے سے رجوع کرنا چاہیے)

(۴) حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ حضرت علی نے ایک مرتبہ فرمایا:

ان حکم فریقہ علی حکم سعد بن معاذ فاصاب الذی ... فی سعد فامر علی حکمہ فقضی
بینہما ... فاجتہد ... فاصاب حکم اللہ فقضی بحکم اللہ ... فاجتہد ... فاخطأ حکم اللہ

(اس فرمان سے آپ نے واضح فرما دیا کہ قاضی کو کتاب و سنت کے مطابق فیصلہ کرنا چاہیے
اسے سے رجوع کرنا چاہیے)

---

۱ ... سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب اجتہاد الرأی فی القضاء، ۳۵۹۲، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔

۲ ... مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الفضائل، باب ما ذکر فی علی رضی اللہ عنہ، ۳۲۰۰۲، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔

۳ ... سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب اجتہاد الرأی فی القضاء، ۳۵۹۲، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الاحکام، باب الحاکم یجتہد فیصیب الحق، ۲۳۰۰۲، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔ المعجم الاوسط للطبرانی، باب من اسمہ احمد، ۱۱۱۵، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔

۴ ... سنن ابی داؤد، کتاب الاقضیۃ، باب اجتہاد الرأی فی القضاء، ۳۵۹۲، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔ مصنف ابن ابی شیبۃ، کتاب الاحکام، باب الحاکم یجتہد فیصیب الحق، ۲۳۰۰۲، ص ۱۵۱۳، دار السلام۔

(۲) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں:

"لا يصلين احد العصر الا في بني قريظة"[1]

(بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے کوئی شخص عصر کی نماز نہ پڑھے)

اس روایت میں راوی کہتا ہے کہ "ہم نے نبی ﷺ کے اس فرمان کو سنا اور بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے ہم میں سے بعض لوگوں کو عصر کی نماز کا وقت ختم ہونے کا خدشہ لاحق ہوا، جب اس بارے میں ہم نے آپ ﷺ سے دریافت کیا تو آپ نے ہم میں سے کسی پر بھی ناراضگی کا اظہار نہیں فرمایا۔"

اس حدیث کی روشنی میں نکلنے والے نتائج

اس حدیث کے ایک ہی جملہ سے دو مختلف اور ایک دوسرے کے برعکس نتائج اخذ کیے گئے ہیں۔ ایک گروہ نے اس جملہ سے یہ سمجھا کہ نبی ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عصر کی نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی ﷺ نے ان کی اس بات پر کوئی نکیر نہیں فرمائی جس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عصر کی نماز کو اس کے وقت سے مؤخر کر دیں۔ اس گروہ کے نزدیک اس حدیث کا یہ مفہوم ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا، جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کے خارج کر دینے کا خدشہ لاحق ہوا۔

شیخ ابن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) اور شیخ ابن قیم (م ۷۵۱ھ) نے اس حدیث سے متعلق اس رائے کا اختلاف کیا ہے اور اس کو غلط قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس حدیث کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز پڑھنے سے منع فرمایا تھا، جس کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز کے خارج کر دینے کا خدشہ لاحق ہوا۔ اس لیے نبی ﷺ نے ان کی اس بات پر کوئی نکیر نہیں فرمائی جس سے یہ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا مقصود یہ تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بنو قریظہ پہنچنے سے پہلے عصر کی نماز نہ پڑھیں۔

ان دونوں رائے میں سے راجح رائے کون سی ہے، اس کا فیصلہ ہم اس بحث کے آخر میں کریں گے۔ آپ کے سامنے ان دونوں رائے کے صحیح ہونے کا امکان ہے، اس لیے ہم نے ان دونوں رائے کو ذکر کر دیا ہے۔

(۳) حضرت عبد اللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث جس کے الفاظ یہ ہیں:

خرج رجلان في سفر، فحضرت الصلاة وليس معهما ماء، فتيمما صعيدا طيبا، فصلى أحدهما، ثم وجد الماء في الوقت، فأعاد أحدهما الوضوء والصلاة، ثم أتيا رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكرا ذلك له، فقال للذي لم يعد: أصبت السنة، وأجزأتك صلاتك، وقال للذي توضأ وأعاد: لك الأجر مرتين"[2]

---

[1] صحیح البخاری، کتاب المغازی، باب مرجع النبی ﷺ من الاحزاب

[2] امام الائمہ ابن خزیمہ ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ السلمی النیسابوری (م ۳۱۱ھ) صحیح ابن خزیمہ، دار المکتب الاسلامی، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۹۰ھ، رقم الحدیث ۱۳۹۰ امام ابن حبان ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد التمیمی البستی (م ۳۵۴ھ) صحیح ابن حبان بترتیب الامیر علاء الدین علی بن بلبان الفارسی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۴ھ، رقم الحدیث ۱۳۲۲

[3] سنن ابی داود، کتاب الطہارۃ، باب المتیمم یجد الماء بعد ما یصلی فی الوقت

[illegible]

(۱۱) [illegible] قضى رسول الله ﷺ [illegible] فقضى رسول الله ﷺ فقال لعمر حين ولاه القضاء: كيف تقضي إذا عرض عليك قضاء؟ قال: أقضي بما في كتاب الله. قال: فإن لم يكن في كتاب الله؟ قال: فبسنة رسول الله ﷺ. قال: فإن لم يكن في سنة رسول الله ﷺ؟ قال: أجتهد رأيي ولا آلو. فضرب رسول الله ﷺ على صدره وقال: الحمد لله الذي وفق رسول رسول الله لما يرضي رسول الله.

قضى عمر بن الخطاب في الجنين بغرة عبد أو أمة، فقال الذي قضي عليه: أنغرم من لا أكل ولا شرب ولا نطق ولا استهل ومثل ذلك بطل؟ فقال عمر: أسجع كسجع الأعراب؟ عليك الدية. فقضى عمر في الجنين بغرة عبد أو أمة.

قضى عمر في الجنين بغرة عبد أو أمة، فقال الذي قضي عليه: أنغرم من لا أكل ولا شرب ولا نطق ولا استهل ومثل ذلك بطل؟ فقال عمر: أسجع كسجع الأعراب؟ عليك الدية. فقضى عمر في الجنين بغرة عبد أو أمة.

فلم يزل عمر يقضي بالقضاء حتى جاءه رسول الله ﷺ.

[illegible]

[illegible]

(۹) حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

"احتلمت في ليلة باردة في غزوة ذات السلاسل فاشفقت إن اغتسلت أن أهلك فتيممت ثم صليت بأصحابي الصبح فذكروا ذلك لرسول الله ﷺ فقال يا عمرو صليت بأصحابك وأنت جنب فأخبرته بالذي منعني من الاغتسال وقلت إني سمعت الله يقول ﴿ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما﴾ فضحك رسول الله ﷺ ولم يقل شيئا"[1]

(غزوہ ذات السلاسل کے موقع پر ایک رات میں مجھے احتلام ہوا اگر میں غسل کرتا تو ہلاکت کا خطرہ تھا، میں نے تیمم کر کے ساتھیوں کو صبح کی نماز پڑھائی تو انہوں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: اے عمرو! حالت جنابت میں تم نے ساتھیوں کو نماز پڑھائی؟ میں نے صورت حال بیان کی اور یہ آیت پڑھی: ﴿ولا تقتلوا أنفسكم إن الله كان بكم رحيما﴾ (اور اپنی جانوں کو ہلاک نہ کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے)، پس رسول اللہ ﷺ مسکرائے لیکن کچھ نہیں فرمایا)

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ حضرت عمرو بن العاص کا اجتہاد اور تحریم پر مشتمل قیاس لے آپ کا فیصلہ تسلیم میں بدل گیا۔

استنباط و استخراج مسائل کی صلاحیت رکھنے والے صحابہ اجتہاد کے اہل تھے:

یہاں یہ بات بیان کرنا مناسب ہے کہ اجتہاد اور اس کے نتائج کی حفاظت و اہمیت سے پیش نظر صرف وہی صحابہ کرام یہ خدمات انجام دیتے جو اپنے اندر استنباط و استخراج مسائل کی کچھ صلاحیت پاتے بصورت دیگر جب کسی معاملہ میں اس قسم کی غلطی رسول اللہ ﷺ کے سامنے آتی تو آپ ناپسند فرماتے اور اس کی اجازت نہ دیتے۔ لہٰذا حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

"خرجنا في سفر فأصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه ثم احتلم فسأل أصحابه فقال أهل تجدون لي رخصة في التيمم فإن ماءك بارد وأنت تقدر على الماء فاغتسل فمات فلما قدمنا على النبي ﷺ أخبر بذلك فقال قتلوه قتلهم الله ألا سألوا إذا لم يعلموا فإنما شفاء العي السؤال إنما كان يكفيه أن يتيمم ويعصر على جرحه خرقة ثم يمسح عليها ويغسل سائر جسده"[2]

(ہم لوگ ایک سفر میں نکلے تو ہمارے ایک ساتھی کے سر پر پتھر لگا اور زخم ہو گیا پھر اس کو احتلام ہو گیا انہوں نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کیا میں تم لوگوں سے کہتا ہوں کہ تم میرے لئے تیمم کی رخصت نہیں پاتے جب کہ میرا پانی بہت ٹھنڈا ہے اور تم پانی پر قدرت رکھتے ہو، پس انہوں نے غسل کیا اور اس سے ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کے بعد ہم جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچے اور یہ واقعہ حاضر کیا تو آپ نے فرمایا: ان لوگوں نے اسے قتل کر دیا اللہ انہیں ہلاک کرے۔ تو جب جانتے نہیں تو سیکھ

---

[1] سنن ابی داؤد، کتاب الطہارۃ، باب المجروح یتیمم ثم یخاف البرد ایغتسل

[2] ایضاً، باب فی المجدور یتیمم

[illegible]

حدیث کی روشنی میں لکھنے والا حقیقی رسول اللہ ﷺ نے بخار کے لئے کلونجی کے استعمال کی ہدایت فرمائی تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کو خط لکھا اور وضاحت سے بتایا کہ جس بخار کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ [illegible] کے لئے مفید ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کے فرمودات کو سمجھنے کے لئے خود حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہی کامل نمونہ ہے۔

عہد رسالت میں اجتہاد کی تحریری حیثیت

عہد رسالت میں اجتہاد کی مصادر تشریع میں سے ایک مصدر اجتہاد ہے جو رسول اللہ ﷺ سے اس طرح ثابت ہوتا ہے اور صحابہ کرام کی اجازت اور حیات طیبہ میں جب سے اس کا آغاز ہوا ہے ہم دیکھتے ہیں کہ حیات رسالت مآب ﷺ میں یہ مصادر تشریع میں سے ایک اہم مصدر کی حیثیت رکھتا ہے اور ایک موقع پر حضور ﷺ کا اجتہاد وحی سے مداخلت رکھتا تھا وحی سے اس کی اصلاح ہو جاتی تھی اس مسئلہ میں صحیح سمت کی طرف رہنمائی کر دی جاتی اور صحابہ کرام کے اجتہاد کو صحیح کر دیا جاتا تھا۔

رسالت سے مصدر تشریع چند باتیں ذہن میں رکھیں

عہد رسالت ﷺ میں مسلمانوں کا رجوع فی الکتاب والسنت تھا۔

آپ ﷺ کی وفات پر آپ نے کچھ لکھوانے کا حکم دیا تھا۔

تاہم آپ ﷺ کے سامنے پیش آنے والے مسائل کے لئے اصل مرجع آپ ﷺ ہی تھے۔

عہد رسالت ﷺ میں اجتہاد کو دوسرے چند ایک مقامات کے علاوہ تشریع کا مصدر نہیں سمجھا جاتا تھا۔

اجتہاد کی اجازت تھی لیکن ان میں بھی اکثر مواقع پر آپ ﷺ کو اجتہاد سے خبردار کیا گیا۔

نقص طرز سے غور و فکر کے نتیجے میں صحابہ کے اجتہادات شریعت کا درجہ حاصل نہ کر سکے۔

حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر صحابہ میں اختلاف اور اس کا اجتہاد کی رو سے حل

آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ کے مابین بہت سے امور میں اختلاف ہوا تو آپ ﷺ نے فیصلہ فرمایا اور اختلاف ختم ہو گیا لیکن آپ ﷺ کے وصال کے بعد ان میں اختلاف ہوا تو ان کے حل کا طریقہ حضور ﷺ نے خود تعلیم فرمایا اجتہاد کی صورت میں اپنے حق میں فیصلہ دیا تو اختلاف کے اصول بھی بتا دیئے۔ ذیل میں حضور ﷺ کی وفات کے موقع پر پیش آنے والے اختلافات پیش کئے جا رہے ہیں جن میں اجتہاد کی چند مثالیں موجود ہیں:

۱۔ حقیقت وفات نبی ﷺ میں حضرت عمرؓ کا اجتہاد اور اختلاف :

حضور ﷺ کے انتقال کے بعد سب سے پہلا اختلاف آپ ﷺ کی حقیقت وفات کے سلسلے میں سامنے آیا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا اس بات پر اجتہاد تھا کہ آپ کی وفات نہیں ہوئی ہے بلکہ آپ کو اللہ کی طرف سے بلایا گیا ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلایا گیا تھا۔ آپ نے کہا "لیبعثن اللہ محمد الا رسول" "لیبعثن اللہ محمد وانہ حیون" اللہ تعالیٰ ضرور آپ کو دوبارہ زندہ کرے گا اور آپ زندہ ہیں۔ اسی وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور انہوں نے آپ کو سمجھایا کہ آپ کی وفات ہو چکی ہے اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ نے قرآن کی آیت سے استدلال کی

۔۔۔

عہد خلافت راشدہ میں اصول فقہ

(۴۱.....۱۱ھ)

عہد ابوبکر میں مانعین زکوٰۃ سے جنگ کا اجتہاد

خلافت ابوبکر صدیق کی بیعت خلافت کے بعد بعض قبائل مرتد ہو کر مسیلمہ کذاب، طلیحہ وغیرہ جیسے مدعیان نبوت سے جا ملے۔ کچھ قبائل نے نماز اور زکوٰۃ دونوں سے انکار کر دیا اور کچھ نے صرف ادائیگی زکوٰۃ سے روگردانی اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم ان صلوتك سكن لهم والله سميع عليم﴾ (ان کے مال سے تم زکوٰۃ وصول کرو جس سے تم انہیں ستھرا اور پاکیزہ کر دو اور ان کے لئے دعائے خیر کرو بیشک تمہاری دعا ان کے دلوں کی تسکین ہے اور اللہ سننے جاننے والا ہے) اس آیت کریمہ کی رو سے آیت زیر تشریح میں زکوٰۃ کا مصرف رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہے یعنی تحصیل زکوٰۃ اس کی تعمیل اور ادائیگی کا خطاب صرف آپ ﷺ کی ذات سے تھا۔ حالانکہ یہ خطاب آپ کے بعد آپ کے خلیفہ نائب اور قائم مقام سے بھی تعلق رکھتا ہے کیونکہ حاکم وقت کی تعظیم بجالانی، اقامت حدود، زکوٰۃ کی مستحقین تک پہنچانے وغیرہ کی ذمہ داریاں وہ بھی نبھاتا رہتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کا فیصلہ کیا تاکہ وہ توبہ کر کے ادائیگی زکوٰۃ پر آمادہ ہو جائیں۔ خلیفہ رسول ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جو ابتداء مانعین زکوٰۃ سے جنگ پر تیار نہیں تھے ان دونوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا جس کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوا اور حضرت ابوبکر صدیق کے سامنے بعض اہل عرب کے کفر و طغیان کا منظر پیش ہوا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: "امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فمن قالها فقد عصم مني ماله ونفسه الا بحقه وحسابهم على الله تعالى" (مجھے یہ حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے جنگ کروں یہاں تک کہ وہ لا الہ الا اللہ کہہ دیں جس نے لا الہ الا اللہ کہہ دیا اس نے اپنے جان و مال کی حفاظت کر لی مگر حق کے ساتھ اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے) تو جب یہ لوگ لا الہ الا اللہ کہتے ہیں اس کے بعد ہم ان سے کیسے جنگ کر سکتے ہیں۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس کا جواب دیا۔ فرمایا میں نماز اور زکوٰۃ کے درمیان تفریق کرنے والوں سے جنگ کروں گا اس لئے کہ زکوٰۃ مال کا حق ہے اور وہ بھی کہ جس کو بھی روک دیں جس کی اللہ نے اجازت دی تھی جب بھی میں ان سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرح صدر کیونکر میں نے سمجھ لیا کہ یہی حق اور صحیح ہے۔[1]

تفسیر طبری میں ابن وہب سے روایت ہے کہ ابن زید نے کہا: "لما قبض الله نبيه ﷺ قال من قال منا لا نصلي ولا نزكي ولا نقر بما جاء به محمد ﷺ فقاتلوا حتى يقروا بما جاء به محمد ﷺ فلما رأى ذلك من رأى ق

پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی "فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فاخوانکم فی الدین" اگر وہ توبہ کر لیں نماز پڑھنے لگیں اور زکوٰۃ ادا کرنے لگیں تو تمہارے دینی بھائی ہیں۔ اس طرح انہوں نے نماز کو زکوٰۃ کے ساتھ ملا کر قبولیت اسلام کے لئے ضروری قرار دیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر صدیق پر رحمتوں کی بارش برسائے وہ کتنے بڑے فقیہ تھے۔ اس میں ان کی فقاہت کی تعریف سے زیادہ ان کے دشمنوں کی طرف اشارہ ہے۔

اس کی روشنی میں نکلنے والے نتائج کا تجزیہ :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے ہم خیال اصحاب نے حدیث کے ظاہری الفاظ سے یہ سمجھا کہ محض شہادتین کا اقرار کر لینا اور بیت اللہ کی جانب منہ کر کے نماز پڑھنا اس سے جنگ حرام ہو جاتی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق اور حدیث کے اس کلمہ "الا بحقھا" پر توجہ نہ دی جو زکوٰۃ وغیرہ کی ادائیگی مالی سمجھا جس کے انکار پر حدود قائم کرنے سے جان اور مال کی حفاظت اور محفوظ ہو جاتی ہے۔ دوسری آیات احادیث میں نماز اور زکوٰۃ کو ایک ساتھ بیان کیا ہے اس لئے یہ سمجھنا چاہئے کہ ان کی ادائیگی کا حکم یہاں ہے۔ حکم صلوٰۃ کی طرح مگر زکوٰۃ بھی مؤمن لہٰذا صفحہ زمین سے جنگ کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ حتیٰ موضع الاختلاف میں حضرت ابوبکر صدیق نے مانعین زکوٰۃ سے جنگ کی اور ان سے جنگ اس وقت تک فرض قرار دیا جب تک وہ توبہ کر کے ادائیگی زکوٰۃ کا قبول نہ کر لیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے نظریہ کی تائید کی۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا شرعی مسائل کی تحقیق میں اسلوب :

کان میمون بن مہران قال کان ابو بکر الصدیق اذا ورد علیہ حکم نظر فی کتاب اللہ تعالیٰ فان وجد فیہ ما یقضی بہ قضی بہ وان لم یجد فی کتاب اللہ نظر فی سنۃ رسول اللہ ﷺ فان وجد فیہ ما یقضی بہ قضی بہ فان اعیاہ ذلک سأل الناس ھل علمتم ان رسول اللہ ﷺ قضی فیہ بقضاء فربما قام الیہ القوم فیقول نعم قضی فیہ بکذا وکذا فان لم یجد سنۃ من سنن النبی ﷺ جمع رؤوس الناس واستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علی شیء قضی بہ وکان عمر یفعل ذلک فاذا اعیاہ ان یجد ذلک فی الکتاب والسنۃ سأل ھل کان ابو بکر قضی فیہ بقضاء فان کان لابی بکر قضاء قضی بہ والا جمع الناس واستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علی شیء قضی بہ [2]

[1] میمون بن مہران نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر کے پاس کوئی جھگڑا پیش ہوتا تو کتاب اللہ میں اس کا فیصلہ تلاش کرتے اگر اس کا فیصلہ قرآن کے اندر پاتے تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے اور اگر کتاب اللہ میں نہ پاتے تو اس کے متعلق سنت رسول ﷺ سے فیصلہ کرتے اگر سنت رسول ﷺ میں اس کا فیصلہ پاتے تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے اور اگر سنت رسول ﷺ میں بھی نہ پاتے تو لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ طلب کرتے۔ اگر ان کی رائے کسی معاملہ میں متفق ہوتی تو اس کے مطابق فیصلہ فرماتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی طرح کیا کرتے تھے۔ [1]

---

[1] کنز العمال ج ۱۰ ص ۲۹۴ [2] امام ابوبکر محمد بن ابی سہل السرخسی المتوفی ۴۸۳ھ، دار المعرفۃ بیروت، ۱۴۰۶ھ

خلافت کی ابتدا میں حضرت ابوبکرؓ کے مشاورت پر عمل

حافظ ابن کثیر (متوفی ۷۷۴ھ) نے [illegible] ابن عساکر سے [illegible] ابن شہاب سے [illegible] ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ

ان ابا بکر حمد اللہ ثم قال یا ابا بکر لقد سألت ان یزول فقال واحد لک فی کتاب اللہ شیء او سنۃ عن رسول اللہ ﷺ فذکر لک فقال لم اسمع فقال لبعض اصحابہ ممن حضر من رسول اللہ ﷺ بعضکم السلام فقال لہ فی مرضک حتی قد بعد محمد من مسئلہ مثل ذلک

فاقرہ علیہا ابو بکر رضی اللہ عنہ [1]

[illegible] ابن عباس سے روایت ہے کہ [illegible] ابن شہاب سے [illegible] ابن عساکر سے [illegible] ابن کثیر نے

بعد فاروقی میں مسائل کی تحقیق کا شرعی اسلوب

[illegible] حضرت عمرؓ کے [illegible] سے [illegible] اور [illegible] حضرت ابوبکرؓ سے [illegible] عہد فاروقی کی [illegible] چھ ماہ [illegible] آپ نے [illegible] ۱۳ھ [illegible] آپ [illegible] ۱۳ھ [illegible] ۱۳۹ [illegible] ۱۳۹ [illegible] ۱۳۹

[illegible] کرنے والے حضرات نے اس کی [illegible] سے مسائل کو وقت کے تقاضوں اور حالات کے [illegible] پیش کیا [illegible] اصول فقہ میں اس کا نام [illegible] پڑا [illegible] اس کی [illegible] کتاب و سنت سے کوئی نص یا کوئی اصل [illegible] ان سے [illegible] دیا [illegible] ان مسائل سے نکل کے لئے یہی اسلوب اختیار فرمایا تھا۔

شرعی مسائل کے حل میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا اسلوب :

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے [illegible] سے [illegible] مسائل کو مجلس شوریٰ کی مجلس میں پیش کرتے تھے اور ان [illegible] آراء کے ساتھ [illegible] حضرت عمر کے اس طریقہ کار کی تصریحات کتب آثار میں ملتی ہیں۔ مثلاً مسند [illegible] کی ایک خاص [illegible] میں [illegible] حضرت عمر نے مہاجرین و انصار [illegible] کا مشورہ پوچھا [illegible] نے [illegible] پیش کیا [illegible] حضرت علی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے [illegible] کی [illegible] حضرت عمر نے جو فیصلہ دیا حضرت علی کو اس کی توثیق [illegible] دی۔[1]

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اجتہادات : حضرت عمر ان صحابہ میں سے ہیں جنہوں اجتہاد کا ملکہ حاصل تھا اور [illegible] پاک ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ نے اجتہاد فرمایا۔ آپ کی رائے کے مطابق کئی مرتبہ وحی نازل ہوئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ قرآن و حدیث میں نصوص کی [illegible] میں [illegible] مرتبہ اور [illegible] کے ہوتے ہوئے تبدیل حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اجتہاد فرماتے اور [illegible] کرتے تھے۔ [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] ہوتی تھی [illegible] حضرت [illegible] کے [illegible] پر [illegible] فرمایا تو حضرت عمر نے کہا [illegible] پڑھا [illegible] ہوتے [illegible] مسائل [illegible] مختلف تھی [illegible] موقع پر [illegible] نے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کیا [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کرتے ہوئے [illegible] کیا [illegible] نے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] نے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] تھی [illegible] آپ نے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

[illegible] ''اصحابہ اعلمہ باھور[illegible]

[illegible]

[illegible]

حضرت عمر نے ان سے کہا تم نہیں جانتے ہو کہ ہم ان معاملات میں کیا کرتے ہیں؟ ہم ان معاملات میں ہمیشہ رائے سے کام لیتے ہیں۔ ہم ان معاملات میں رائے سے کام لیتے ہیں۔ ہم ان معاملات میں رائے سے کام لیتے ہیں۔

شوکانی نے اپنی کتاب "ارشاد الفحول" میں اور ابن قیم نے اپنی کتاب "اعلام الموقعین عن رب العالمین" میں اجتہاد سے متعلق احادیث کی تشریح کی ہے۔ ان کی تشریح سے یہ پتا چلتا ہے کہ ان کے اجتہاد کی اصولی حیثیت کیا ہے۔

علامہ شبلی کی رائے میں حضرت عمر نے سب سے پہلے قیاس کیا

قیاس مصدر اصول فقہ میں سے ایک مصدر قرار پاتا ہے۔ اس بات کے ثبوت کے لیے کہ قیاس کا استعمال صحابہ کرام کے زمانے میں ہوا ہے، علامہ شبلی نے اس مصدر کو بنیاد بنایا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے:

"عام لوگوں کا خیال ہے کہ قیاس کے موجد امام ابو حنیفہ ہیں۔ ان کے بعد امام شافعی نے اس کو رواج دیا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ قیاس کا استعمال صحابہ کرام کے زمانے میں ہوا ہے۔ ابن قیم نے اعلام الموقعین میں لکھا ہے کہ حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو جو خط لکھا تھا اس میں یہ ہدایت تھی کہ جو معاملہ پیش ہو اس کا فیصلہ کتاب اللہ سے کرو۔ اگر کتاب اللہ میں نہ ملے تو سنت رسول سے کرو۔ اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو اس کے مشابہ امور پر قیاس کرو۔"[1]

شبلی نے اس سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں قیاس کا استعمال ہوا ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں قیاس کا استعمال ہوا ہے۔ اس سے یہ بھی پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام کے زمانے میں قیاس کا استعمال ہوا ہے۔

حضرت عمر کی شبلی نے یہ حدیث نقل کی ہے:

"حضرت ابوبکر کا معمول تھا کہ جب کوئی مقدمہ پیش ہوتا تو قرآن مجید میں تلاش کرتے۔ اگر اس میں نہ ملتا تو حدیث سے جواب دیتے۔ حدیث بھی نہ ہوتی تو لوگوں سے دریافت کرتے کہ آنحضرت ﷺ نے اس کے متعلق کیا فیصلہ کیا ہے۔ اگر کوئی شخص کہتا کہ آنحضرت ﷺ نے اس کا فیصلہ کیا ہے تو اس کے مطابق فیصلہ کرتے۔"[2]

اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے زمانے میں کیے گئے فیصلوں کے جواب میں قرآن مجید، حدیث اور اجماع سے کام لیا ہے یا قیاس سے کام لیا ہے؟

دوسری بات کی تائید میں حضرت عمر کی جانب سے ابوموسیٰ اشعری کو لکھی گئی تحریر پیش کرتے ہیں۔ اس تحریر میں قیاس کی صاف صاف ہدایت کی گئی تھی۔ حضرت عمر کے قیاس کی مثال سے ضابطہ بنانے والے اصول فقہ کی کتابوں میں قیاس کی یہ تعریف کی گئی ہے: "قیاس الحکم من الاصل الی الفرع بعلۃ متحدۃ" اس تعریف کی روشنی میں حضرت عمر کے فیصلے کی جانچ کی جائے تو اس میں یہ تمام عناصر پائے جاتے ہیں۔ حضرت عمر نے اس معاملے کا حکم قرآن و حدیث سے نہیں پایا تو اس کے مشابہ امور پر قیاس کیا۔ اس طرح حضرت عمر کے فیصلے کو بنیاد بنا کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام کے زمانے میں قیاس کا استعمال ہوا ہے۔ اس طرح حضرت عمر کے فیصلے کو بنیاد بنا کر ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ صحابہ کرام کے زمانے میں قیاس کا استعمال ہوا ہے۔

---

1. شبلی نعمانی، سیرت النعمان، ۲ ۳۳۳، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱۹۸۶ء
2. ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، ۳ ۳۳۱، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

...ہیں ہوتا۔ کوئی شخص کسی کو ہر نجر کر دیتا ہے اور اس سے اس کا مطلوبہ کام کرواتا ہے تو اسے حکم کہتے ہیں۔ مولیٰ کے لئے دو معنی مقرر ہیں:

(۱) جو صدقہ کی وجہ سے آزاد ہوا ہو اور اصل مولیٰ اس کے بارے میں اپنی ذمہ داری ادا کر چکا ہو۔

(۲) مقیس اور مقیس علیہ میں علت مشترک ہو۔

حضرت عمر کی تحریر میں ان دونوں قسموں کی طرف اشارہ موجود ہے جیسا کہ شروع میں ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے: "اعلم ان ما یلتبس علیک فی الکتاب والسنۃ وتعرف الامثال والاشباہ فقس الامور" ان ہدایات میں سے حضرت عمر نے اجتہاد اور قیاس کے مسائل سے اور بہت سے مسائل نکالے جو آج ہمارے سامنے موجود ہیں۔ حضرت عمر نے اجتہاد و قیاس کے اصول قائم کر کے ان کا مطلب یہ کیا کہ صحابہ میں جن لوگوں نے اجتہاد و قیاس کیا ان سے مشورہ لیتے اور جن مسائل میں اجتہاد و قیاس کی ضرورت ہوتی تھی ان پر غور کرتے۔ اجتہاد کے اصول جتنے ہیں ان میں تمام روایتیں یا اخبار احاد موجود ہوتے تھے اس لئے ان کو جمع کر دینا اور ان کی ترتیب کی جانا اور ان کی تدوین کرنا ہے۔ اس لئے اس مقام پر یہ بحث غیر ضروری ہو جاتی ہے کہ ان اصول کی تدوین کس شخص نے کی اور کب کی۔ حضرت عمر سے اصول قائم ہو گئے۔[1]

حضرت عمر کے متعلق بہت سی ایسی مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن سے اصول فقہ کے بہت سے نکات مستنبط ہوتے ہیں۔ فقہ و اصول کے مسائل پر بحث کرنے والے ائمہ و فقہاء نے ان کا حوالہ دیا ہے۔ حضرت عمر کے ان خطوط میں سے جو حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کے نام تحریر فرمائے تھے، ایک خط جو "رسالۃ القضاء" کے نام سے مشہور ہے، اس کے چند اہم اصول یہ ہیں۔ حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری (متوفی ۲۱ھ) کو ۲۰ھ یا ۲۲ھ میں بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔[2] ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے بھی اپنے مقدمہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن قیم نے اپنی کتاب اعلام الموقعین میں اس خط کی پوری تفصیل درج کی ہے۔ بعض مختصر حصے ہم یہاں نقل کرتے ہیں۔

ابن قیم جوزی حنبلی (متوفی ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں:

"یہاں ان جملہ سے ابو عبید (ابو عبید بن سلام) کی مراد ہے۔ وہ (ابو عبید) کہتے ہیں کہ ہمیں ابو عبید سے ابن خلاد نے بیان کیا کہ یہ وہ خط ہے جو حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھا تھا اور جسے ابو موسیٰ نے ابو مریم کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔ ابو مریم چند دنوں بعد واپس آئے۔ اس میں وہ بھی شامل تھے جو حضرت عمر نے ابو موسیٰ کو لکھا تھا۔ یہ دونوں حضرات سے مختلف عبارت ہے۔ [حضرت عمر کی طرف سے ابو موسیٰ کے نام ہدایات]

---

[1] مقدمہ ابن خلدون، ص ۳۲۸۔۳۲۹

[2] حسن المحاضرۃ فی اخبار مصر والقاہرۃ (جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) ج ۱، ص ۱۰۱، طبع تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار احیاء الکتب العربیہ، ۱۳۸۷ھ۔۱۹۶۷ء

[illegible] فان القضاء فريضة محكمة، وسنة متبعة فافهم اذا ادلي اليك [illegible] فانه لا ينفع تكلم فيما لا تدلي اليك مما ورد عليك مما ليس في قرآن ولا سنة ثم قايس الامور عند ذلك واعرف الامثال ثم اعمد فيما ترى الي احبها الي الله واشبهها بالحق [illegible] والسلام عليك ورحمة الله [1]

(اما بعد، قضا کا معاملہ ایک مضبوط فریضہ اور متبع سنت ہے، پس جب تمہارے سامنے [illegible] ایسے معاملات پیش ہوں جن کا حل نہ قرآن میں ہو نہ سنت میں، تو پھر امور کا قیاس کرو اور مثالوں کو پہچانو، پھر اپنی رائے میں جو اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ اور حق سے سب سے قریب تر ہو، اسی پر عمل کرو۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ)

علامہ ابن قیم نے اپنی کتاب "اعلام الموقعین" میں اس خط کو مکمل نقل کیا ہے اور اسے اصول فقہ کا ایک بنیادی ماخذ قرار دیا ہے۔ بعد کے تقریباً تمام بڑے فقہاء نے اس خط کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ مثلاً ابن فرحون مالکی نے اپنی کتاب "تبصرۃ الحکام" میں لکھا ہے کہ اس خط میں بیان کردہ اصول ہی دراصل قاضی کے لیے وہ بنیاد ہیں جس پر وہ اپنے فیصلوں کی عمارت کھڑی کرتا ہے۔ اسی طرح دیگر محققین نے بھی اس خط کی اہمیت کو تسلیم کیا ہے۔ ابن قیم سے اس خط کو نقل کرنے والے متاخر علماء میں سے ایک نمایاں نام شیخ محمد امین شنقیطی کا ہے، جنہوں نے اپنی کتاب "مذکرۃ اصول الفقہ" میں اس خط کو مکمل نقل کیا ہے۔[2]

حضرت عمرؓ کی طرف سے ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھیجے گئے خط کے بارے میں بعض اختلافی آراء:

اس خط کے مندرجات تمام فقہی مذاہب کے اصول سے مطابقت رکھتے ہیں، چنانچہ ان سے کوئی بھی فقیہ اپنی دلیل اور اس کے قیاس سے اپنی قیاس کی تصحیح کرواتا ہے۔ اس لئے مذاہب اربعہ کے علماء نے اس خط کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ مثلاً حنفی محدث محمد بن محمد بن محمود اپنی کتاب "تاریخ الفقہاء فی الاسلام" میں اس خط کو بنیادی حیثیت دیتے ہوئے اس سے متعدد مسائل کا استنباط کیا ہے اور اس کو دقیق اشارے پر مشتمل دستاویز قرار دیا ہے۔

ابن حزم ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) لکھتے ہیں:

"لم يحفظ احد من الصحابة كتابا نصيحا يدل على الفرض الذي هو واجب على المرء في القرآن والسنة وبين [illegible] عليه من الآراء الا في رسالة عمر رضي الله عنه [illegible]"

(صحابہ کرام میں سے کسی کے بارے میں ہمیں یہ معلوم نہیں کہ اس نے [illegible] کے بارے میں کوئی ایسا واضح خط لکھا ہو جو قرآن و سنت کی روشنی میں [illegible] کے لیے واجب ہو، سوائے حضرت عمرؓ کے اس خط کے [illegible])

اس خط کے بارے میں مستشرقین کی آراء:

بعض مستشرقین اس خط کو درست تسلیم نہیں کرتے۔

---

1. اعلام الموقعین، ابن قیم جوزی، مطبع مصطفی محمد، ۱/۸۵، ۸۹، بیروت: دار الجیل، ۱۹۷۳ء
2. تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیۃ ومناہج الاحکام، ابراہیم بن فرحون المالکی، ۱/۱۰، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۵ء
3. مذکرۃ اصول الفقہ، محمد امین بن محمد المختار الجکنی الشنقیطی، ص ۲۵۶، تحقیق: عبد اللہ بن ابراہیم الانصاری، بیروت: المکتبۃ العصریہ، ۲۰۰۰ء

جوزف شاخت JOSEPH SCHACHT نے

The instruction which the caliph Umar is alleged to have given to kadis to are a product of the Third century of Islam. [1]

سخت کے اس بیان کے مطابق یہ سارا تصوری عمدی بھری کے لوگوں کی اختراع ہے مالک سے قول کی کوئی بنیاد نہیں۔ بعینہٖ انجیل کے سربراہ D. S MARGOLIOUTH نے اسٹڈیز اِن مسلم ہسٹری اینڈ کلچر میں لفت عربیہ کے اُستاد "Umar's Instructions to the Cadi" اپنے مقالہ EMILETYAN نے اپنے اس مضمون پر پی ایچ ڈی کے مقالہ Islamic Organisation Publications on page 6 میں اس خط پر شدید تنقید کرتے ہوئے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ [2]

مفتی امجد عباس صاحب اور ڈاکٹر سے محقق محمد حمید اللہ نے ان بے بنیاد اعتراضات کے تفصیل سے جوابات دیے اور اس کتاب کی تقریباً ۳۰ مستند طرق و اسانید سے اس کی صحت کو درست ثابت کیا ہے۔ معمر بن راشد بصری (متوفی ۱۵۳ھ) امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ) نے الموطا کی کتاب الاقضیہ میں امام ابو یوسف (متوفی ۱۸۲ھ) نے کتاب الخراج میں محمد بن حسن الشیبانی (متوفی ۱۸۹ھ) نے کتاب الاصل میں کتاب الصلح کے تحت عبدالرزاق بن ہمام (متوفی ۲۱۱ھ) نے اپنی مصنف میں ابوعبید القاسم بن سلام (متوفی ۲۲۴ھ) نے کتاب ادب القاضی میں اور دیگر بہت سے محدثین نے کثرت اور تواتر کے ساتھ اس خط کا تذکرہ کیا ہے۔ [3]

مذکورہ وثائق کی بناء پر ہم جمہور کا ساتھ دیتے ہوئے مجموعہ میں ابوموسیٰ کے نام مکتوب یا خط حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا لکھا ہوا ہے۔

عراق کی مفتوحہ اراضی کی تقسیم سے نکلنے والا اصول :

حضرت عمر کے دور میں جب عراق کی زمین فتح ہوئی تو صحابہ کے مابین شدید اختلاف پیدا ہوا اور ان زمینوں کے مستقل حل کے بارے میں دو نقطہ ہائے نظر سامنے آئے جس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

اول : بعض حضرات کی رائے تھی کہ ان مفتوحہ زمینوں کو فاتحین میں اس طرح تقسیم کر دیا جائے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے بعض مفتوحہ زمینیں تقسیم فرمائی تھیں۔

دوم : بعض دوسرے حضرات جن میں خود حضرت عمر بھی شریک تھے یہ رائے رکھتے تھے کہ ان زمینوں کو تقسیم نہ کیا جائے بلکہ ان کو سابق باشندگان کے ہی قبضہ میں رہنے دیا جائے جن کی حیثیت مزارع کی ہو۔ زمین کی مالک اسلامی ریاست قرار پائے اور مزارعین سے جزیہ اور خراج وصول کیا جائے جو سرکاری خزانہ کے لئے آمدنی کے مستقل ذرائع ہیں

---

[1] An Introduction to Islamick Law, Joseph Schacht, Pg. 76, 1964.

[2] Omar's Instructions to the Cadis, D. S Margoliouth (In Jazz, London 1910) Pg. 307-26 ؛ مقالہ امیل تیان (Emiletyan) بعنوان Islamic Organisation Publications on page 6 ؛ مقالہ محمد حمید اللہ ۱۰۲-۱۱۳ ؛ قاضی ابوالحسن ماوردی، کتاب الاحکام السلطانیہ، مکتبہ مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، ۱۹۷۳ء، ص ۱۹۰-۱۹۱ ؛ ابوعبید القاسم بن سلام الہروی، کتاب الاموال، تحقیق محمد حامد الفقی، مکتبہ التجاریہ الکبریٰ، مصر، ۱۹۵۳ء، ص ۱۰۱-۱۰۲ ؛ ابویوسف یعقوب بن ابراہیم بن حبیب بن سعد بن حبتہ الانصاری، کتاب الخراج، تحقیق محمد ابراہیم البنا، دارالشعب، قاہرہ، ۱۹۷۹ء، ص ۲۴-۲۵ ؛ ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، باب ۱۵۳، حدیث ۲۹۹۴، ۲۹۹۵، ۲۹۹۶، ۲۹۹۷، ۲۹۹۸، ۲۹۹۹، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۰۲، ۳۰۰۳، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۰۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۳۰۱۱، ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶، ۳۰۱۷، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۰، ۳۰۲۱، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، ۳۰۲۶، ۳۰۲۷، ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ۳۰۳۴، ۳۰۳۵، ۳۰۳۶، ۳۰۳۷، ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱، ۳۰۴۲، ۳۰۴۳، ۳۰۴۴، ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷، ۳۰۴۸، ۳۰۴۹، ۳۰۵۰، ۳۰۵۱، ۳۰۵۲، ۳۰۵۳، ۳۰۵۴، ۳۰۵۵، ۳۰۵۶، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸، ۳۰۵۹، ۳۰۶۰، ۳۰۶۱، ۳۰۶۲، ۳۰۶۳، ۳۰۶۴، ۳۰۶۵، ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، ۳۰۷۱، ۳۰۷۲، ۳۰۷۳، ۳۰۷۴، ۳۰۷۵، ۳۰۷۶، ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹، ۳۰۸۰، ۳۰۸۱، ۳۰۸۲، ۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۰۸۷، ۳۰۸۸، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰، ۳۱۱۱، ۳۱۱۲، ۳۱۱۳، ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۳۱۱۸، ۳۱۱۹، ۳۱۲۰، ۳۱۲۱، ۳۱۲۲، ۳۱۲۳، ۳۱۲۴، ۳۱۲۵، ۳۱۲۶، ۳۱۲۷، ۳۱۲۸، ۳۱۲۹، ۳۱۳۰، ۳۱۳۱، ۳۱۳۲، ۳۱۳۳، ۳۱۳۴، ۳۱۳۵، ۳۱۳۶، ۳۱۳۷، ۳۱۳۸، ۳۱۳۹، ۳۱۴۰، ۳۱۴۱، ۳۱۴۲، ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۹، ۳۱۵۰، ۳۱۵۱، ۳۱۵۲، ۳۱۵۳، ۳۱۵۴، ۳۱۵۵، ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸، ۳۱۵۹، ۳۱۶۰، ۳۱۶۱، ۳۱۶۲، ۳۱۶۳، ۳۱۶۴، ۳۱۶۵، ۳۱۶۶، ۳۱۶۷، ۳۱۶۸، ۳۱۶۹، ۳۱۷۰، ۳۱۷۱، ۳۱۷۲، ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۳۱۸۳، ۳۱۸۴، ۳۱۸۵، ۳۱۸۶، ۳۱۸۷، ۳۱۸۸، ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۳۱۹۲، ۳۱۹۳، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۳۱۹۶، ۳۱۹۷، ۳۱۹۸، ۳۱۹۹، ۳۲۰۰، ۳۲۰۱، ۳۲۰۲، ۳۲۰۳، ۳۲۰۴، ۳۲۰۵، ۳۲۰۶، ۳۲۰۷، ۳۲۰۸، ۳۲۰۹، ۳۲۱۰، ۳۲۱۱، ۳۲۱۲، ۳۲۱۳، ۳۲۱۴، ۳۲۱۵، ۳۲۱۶، ۳۲۱۷، ۳۲۱۸، ۳۲۱۹، ۳۲۲۰، ۳۲۲۱، ۳۲۲۲، ۳۲۲۳، ۳۲۲۴، ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۲۲۷، ۳۲۲۸، ۳۲۲۹، ۳۲۳۰، ۳۲۳۱، ۳۲۳۲، ۳۲۳۳، ۳۲۳۴، ۳۲۳۵، ۳۲۳۶، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸، ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، ۳۲۴۱، ۳۲۴۲، ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷، ۳۲۴۸، ۳۲۴۹، ۳۲۵۰، ۳۲۵۱، ۳۲۵۲، ۳۲۵۳، ۳۲۵۴، ۳۲۵۵، ۳۲۵۶، ۳۲۵۷، ۳۲۵۸، ۳۲۵۹، ۳۲۶۰، ۳۲۶۱، ۳۲۶۲، ۳۲۶۳، ۳۲۶۴، ۳۲۶۵، ۳۲۶۶، ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ۳۲۶۹، ۳۲۷۰، ۳۲۷۱، ۳۲۷۲، ۳۲۷۳، ۳۲۷۴، ۳۲۷۵، ۳۲۷۶، ۳۲۷۷، ۳۲۷۸، ۳۲۷۹، ۳۲۸۰، ۳۲۸۱، ۳۲۸۲، ۳۲۸۳، ۳۲۸۴، ۳۲۸۵، ۳۲۸۶، ۳۲۸۷، ۳۲۸۸، ۳۲۸۹، ۳۲۹۰، ۳۲۹۱، ۳۲۹۲، ۳۲۹۳، ۳۲۹۴، ۳۲۹۵، ۳۲۹۶، ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ۳۲۹۹، ۳۳۰۰، ۳۳۰۱، ۳۳۰۲، ۳۳۰۳، ۳۳۰۴، ۳۳۰۵، ۳۳۰۶، ۳۳۰۷، ۳۳۰۸، ۳۳۰۹، ۳۳۱۰، ۳۳۱۱، ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ۳۳۱۴، ۳۳۱۵، ۳۳۱۶، ۳۳۱۷، ۳۳۱۸، ۳۳۱۹، ۳۳۲۰، ۳۳۲۱، ۳۳۲۲، ۳۳۲۳، ۳۳۲۴، ۳۳۲۵، ۳۳۲۶، ۳۳۲۷، ۳۳۲۸، ۳۳۲۹، ۳۳۳۰، ۳۳۳۱، ۳۳۳۲، ۳۳۳۳، ۳۳۳۴، ۳۳۳۵، ۳۳۳۶، ۳۳۳۷، ۳۳۳۸، ۳۳۳۹، ۳۳۴۰، ۳۳۴۱، ۳۳۴۲، ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۵، ۳۳۴۶، ۳۳۴۷، ۳۳۴۸، ۳۳۴۹، ۳۳۵۰، ۳۳۵۱، ۳۳۵۲، ۳۳۵۳، ۳۳۵۴، ۳۳۵۵، ۳۳۵۶، ۳۳۵۷، ۳۳۵۸، ۳۳۵۹، ۳۳۶۰، ۳۳۶۱، ۳۳۶۲، ۳۳۶۳، ۳۳۶۴، ۳۳۶۵، ۳۳۶۶، ۳۳۶۷، ۳۳۶۸، ۳۳۶۹، ۳۳۷۰، ۳۳۷۱، ۳۳۷۲، ۳۳۷۳، ۳۳۷۴، ۳۳۷۵، ۳۳۷۶، ۳۳۷۷، ۳۳۷۸، ۳۳۷۹، ۳۳۸۰، ۳۳۸۱، ۳۳۸۲، ۳۳۸۳، ۳۳۸۴، ۳۳۸۵، ۳۳۸۶، ۳۳۸۷، ۳۳۸۸، ۳۳۸۹، ۳۳۹۰، ۳۳۹۱، ۳۳۹۲، ۳۳۹۳، ۳۳۹۴، ۳۳۹۵، ۳۳۹۶، ۳۳۹۷، ۳۳۹۸، ۳۳۹۹، ۳۴۰۰، ۳۴۰۱، ۳۴۰۲، ۳۴۰۳، ۳۴۰۴، ۳۴۰۵، ۳۴۰۶، ۳۴۰۷، ۳۴۰۸، ۳۴۰۹، ۳۴۱۰، ۳۴۱۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۳۴۱۷، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۳۴۲۱، ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۳۴۲۴، ۳۴۲۵، ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۳۰، ۳۴۳۱، ۳۴۳۲، ۳۴۳۳، ۳۴۳۴، ۳۴۳۵، ۳۴۳۶، ۳۴۳۷، ۳۴۳۸، ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، ۳۴۴۱، ۳۴۴۲، ۳۴۴۳، ۳۴۴۴، ۳۴۴۵، ۳۴۴۶، ۳۴۴۷، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹، ۳۴۵۰، ۳۴۵۱، ۳۴۵۲، ۳۴۵۳، ۳۴۵۴، ۳۴۵۵، ۳۴۵۶، ۳۴۵۷، ۳۴۵۸، ۳۴۵۹، ۳۴۶۰، ۳۴۶۱، ۳۴۶۲، ۳۴۶۳، ۳۴۶۴، ۳۴۶۵، ۳۴۶۶، ۳۴۶۷، ۳۴۶۸، ۳۴۶۹، ۳۴۷۰، ۳۴۷۱، ۳۴۷۲، ۳۴۷۳، ۳۴۷۴، ۳۴۷۵، ۳۴۷۶، ۳۴۷۷، ۳۴۷۸، ۳۴۷۹، ۳۴۸۰، ۳۴۸۱، ۳۴۸۲، ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۳۴۸۵، ۳۴۸۶، ۳۴۸۷، ۳۴۸۸، ۳۴۸۹، ۳۴۹۰، ۳۴۹۱، ۳۴۹۲، ۳۴۹۳، ۳۴۹۴، ۳۴۹۵، ۳۴۹۶، ۳۴۹۷، ۳۴۹۸، ۳۴۹۹، ۳۵۰۰، ۳۵۰۱، ۳۵۰۲، ۳۵۰۳، ۳۵۰۴، ۳۵۰۵، ۳۵۰۶، ۳۵۰۷، ۳۵۰۸، ۳۵۰۹، ۳۵۱۰، ۳۵۱۱، ۳۵۱۲، ۳۵۱۳، ۳۵۱۴، ۳۵۱۵، ۳۵۱۶، ۳۵۱۷، ۳۵۱۸، ۳۵۱۹، ۳۵۲۰، ۳۵۲۱، ۳۵۲۲، ۳۵۲۳، ۳۵۲۴، ۳۵۲۵، ۳۵۲۶، ۳۵۲۷، ۳۵۲۸، ۳۵۲۹، ۳۵۳۰، ۳۵۳۱، ۳۵۳۲، ۳۵۳۳، ۳۵۳۴، ۳۵۳۵، ۳۵۳۶، ۳۵۳۷، ۳۵۳۸، ۳۵۳۹، ۳۵۴۰، ۳۵۴۱، ۳۵۴۲، ۳۵۴۳، ۳۵۴۴، ۳۵۴۵، ۳۵۴۶، ۳۵۴۷، ۳۵۴۸، ۳۵۴۹، ۳۵۵۰، ۳۵۵۱، ۳۵۵۲، ۳۵۵۳، ۳۵۵۴، ۳۵۵۵، ۳۵۵۶، ۳۵۵۷، ۳۵۵۸، ۳۵۵۹، ۳۵۶۰، ۳۵۶۱، ۳۵۶۲، ۳۵۶۳، ۳۵۶۴، ۳۵۶۵، ۳۵۶۶، ۳۵۶۷، ۳۵۶۸، ۳۵۶۹، ۳۵۷۰، ۳۵۷۱، ۳۵۷۲، ۳۵۷۳، ۳۵۷۴، ۳۵۷۵، ۳۵۷۶، ۳۵۷۷، ۳۵۷۸، ۳۵۷۹، ۳۵۸۰، ۳۵۸۱، ۳۵۸۲، ۳۵۸۳، ۳۵۸۴، ۳۵۸۵، ۳۵۸۶، ۳۵۸۷، ۳۵۸۸، ۳۵۸۹، ۳۵۹۰، ۳۵۹۱، ۳۵۹۲، ۳۵۹۳، ۳۵۹۴، ۳۵۹۵، ۳۵۹۶، ۳۵۹۷، ۳۵۹۸، ۳۵۹۹، ۳۶۰۰، ۳۶۰۱، ۳۶۰۲، ۳۶۰۳، ۳۶۰۴، ۳۶۰۵، ۳۶۰۶، ۳۶۰۷، ۳۶۰۸، ۳۶۰۹، ۳۶۱۰، ۳۶۱۱، ۳۶۱۲، ۳۶۱۳، ۳۶۱۴، ۳۶۱۵، ۳۶۱۶، ۳۶۱۷، ۳۶۱۸، ۳۶۱۹، ۳۶۲۰، ۳۶۲۱، ۳۶۲۲، ۳۶۲۳، ۳۶۲۴، ۳۶۲۵، ۳۶۲۶، ۳۶۲۷، ۳۶۲۸، ۳۶۲۹، ۳۶۳۰، ۳۶۳۱، ۳۶۳۲، ۳۶۳۳، ۳۶۳۴، ۳۶۳۵، ۳۶۳۶، ۳۶۳۷، ۳۶۳۸، ۳۶۳۹، ۳۶۴۰، ۳۶۴۱، ۳۶۴۲، ۳۶۴۳، ۳۶۴۴، ۳۶۴۵، ۳۶۴۶، ۳۶۴۷، ۳۶۴۸، ۳۶۴۹، ۳۶۵۰، ۳۶۵۱، ۳۶۵۲، ۳۶۵۳، ۳۶۵۴، ۳۶۵۵، ۳۶۵۶، ۳۶۵۷، ۳۶۵۸، ۳۶۵۹، ۳۶۶۰، ۳۶۶۱، ۳۶۶۲، ۳۶۶۳، ۳۶۶۴، ۳۶۶۵، ۳۶۶۶، ۳۶۶۷، ۳۶۶۸، ۳۶۶۹، ۳۶۷۰، ۳۶۷۱، ۳۶۷۲، ۳۶۷۳، ۳۶۷۴، ۳۶۷۵، ۳۶۷۶، ۳۶۷۷، ۳۶۷۸، ۳۶۷۹، ۳۶۸۰، ۳۶۸۱، ۳۶۸۲، ۳۶۸۳، ۳۶۸۴، ۳۶۸۵، ۳۶۸۶، ۳۶۸۷، ۳۶۸۸، ۳۶۸۹، ۳۶۹۰، ۳۶۹۱، ۳۶۹۲، ۳۶۹۳، ۳۶۹۴، ۳۶۹۵، ۳۶۹۶، ۳۶۹۷، ۳۶۹۸، ۳۶۹۹، ۳۷۰۰، ۳۷۰۱، ۳۷۰۲، ۳۷۰۳، ۳۷۰۴، ۳۷۰۵، ۳۷۰۶، ۳۷۰۷، ۳۷۰۸، ۳۷۰۹، ۳۷۱۰، ۳۷۱۱، ۳۷۱۲، ۳۷۱۳، ۳۷۱۴، ۳۷۱۵، ۳۷۱۶، ۳۷۱۷، ۳۷۱۸، ۳۷۱۹، ۳۷۲۰، ۳۷۲۱، ۳۷۲۲، ۳۷۲۳، ۳۷۲۴، ۳۷۲۵، ۳۷۲۶، ۳۷۲۷، ۳۷۲۸، ۳۷۲۹، ۳۷۳۰، ۳۷۳۱، ۳۷۳۲، ۳۷۳۳، ۳۷۳۴، ۳۷۳۵، ۳۷۳۶، ۳۷۳۷، ۳۷۳۸، ۳۷۳۹، ۳۷۴۰، ۳۷۴۱، ۳۷۴۲، ۳۷۴۳، ۳۷۴۴، ۳۷۴۵، ۳۷۴۶، ۳۷۴۷، ۳۷۴۸، ۳۷۴۹، ۳۷۵۰، ۳۷۵۱، ۳۷۵۲، ۳۷۵۳، ۳۷۵۴، ۳۷۵۵، ۳۷۵۶، ۳۷۵۷، ۳۷۵۸، ۳۷۵۹، ۳۷۶۰، ۳۷۶۱، ۳۷۶۲، ۳۷۶۳، ۳۷۶۴، ۳۷۶۵، ۳۷۶۶، ۳۷۶۷، ۳۷۶۸، ۳۷۶۹، ۳۷۷۰، ۳۷۷۱، ۳۷۷۲، ۳۷۷۳، ۳۷۷۴، ۳۷۷۵، ۳۷۷۶، ۳۷۷۷، ۳۷۷۸، ۳۷۷۹، ۳۷۸۰، ۳۷۸۱، ۳۷۸۲، ۳۷۸۳، ۳۷۸۴، ۳۷۸۵، ۳۷۸۶، ۳۷۸۷، ۳۷۸۸، ۳۷۸۹، ۳۷۹۰، ۳۷۹۱، ۳۷۹۲، ۳۷۹۳، ۳۷۹۴، ۳۷۹۵، ۳۷۹۶، ۳۷۹۷، ۳۷۹۸، ۳۷۹۹، ۳۸۰۰، ۳۸۰۱، ۳۸۰۲، ۳۸۰۳، ۳۸۰۴، ۳۸۰۵، ۳۸۰۶، ۳۸۰۷، ۳۸۰۸، ۳۸۰۹، ۳۸۱۰، ۳۸۱۱، ۳۸۱۲، ۳۸۱۳، ۳۸۱۴، ۳۸۱۵، ۳۸۱۶، ۳۸۱۷، ۳۸۱۸، ۳۸۱۹، ۳۸۲۰، ۳۸۲۱، ۳۸۲۲، ۳۸۲۳، ۳۸۲۴، ۳۸۲۵، ۳۸۲۶، ۳۸۲۷، ۳۸۲۸، ۳۸۲۹، ۳۸۳۰، ۳۸۳۱، ۳۸۳۲، ۳۸۳۳، ۳۸۳۴، ۳۸۳۵، ۳۸۳۶، ۳۸۳۷، ۳۸۳۸، ۳۸۳۹، ۳۸۴۰، ۳۸۴۱، ۳۸۴۲، ۳۸۴۳، ۳۸۴۴، ۳۸۴۵، ۳۸۴۶، ۳۸۴۷، ۳۸۴۸، ۳۸۴۹، ۳۸۵۰، ۳۸۵۱، ۳۸۵۲، ۳۸۵۳، ۳۸۵۴، ۳۸۵۵، ۳۸۵۶، ۳۸۵۷، ۳۸۵۸، ۳۸۵۹، ۳۸۶۰، ۳۸۶۱، ۳۸۶۲، ۳۸۶۳، ۳۸۶۴، ۳۸۶۵، ۳۸۶۶، ۳۸۶۷، ۳۸۶۸، ۳۸۶۹، ۳۸۷۰، ۳۸۷۱، ۳۸۷۲، ۳۸۷۳، ۳۸۷۴، ۳۸۷۵، ۳۸۷۶، ۳۸۷۷، ۳۸۷۸، ۳۸۷۹، ۳۸۸۰، ۳۸۸۱، ۳۸۸۲، ۳۸۸۳، ۳۸۸۴، ۳۸۸۵، ۳۸۸۶، ۳۸۸۷، ۳۸۸۸، ۳۸۸۹، ۳۸۹۰، ۳۸۹۱، ۳۸۹۲، ۳۸۹۳، ۳۸۹۴، ۳۸۹۵، ۳۸۹۶، ۳۸۹۷، ۳۸۹۸، ۳۸۹۹، ۳۹۰۰، ۳۹۰۱، ۳۹۰۲، ۳۹۰۳، ۳۹۰۴، ۳۹۰۵، ۳۹۰۶، ۳۹۰۷، ۳۹۰۸، ۳۹۰۹، ۳۹۱۰، ۳۹۱۱، ۳۹۱۲، ۳۹۱۳، ۳۹۱۴، ۳۹۱۵، ۳۹۱۶، ۳۹۱۷، ۳۹۱۸، ۳۹۱۹، ۳۹۲۰، ۳۹۲۱، ۳۹۲۲، ۳۹۲۳، ۳۹۲۴، ۳۹۲۵، ۳۹۲۶، ۳۹۲۷، ۳۹۲۸، ۳۹۲۹، ۳۹۳۰، ۳۹۳۱، ۳۹۳۲، ۳۹۳۳، ۳۹۳۴، ۳۹۳۵، ۳۹۳۶، ۳۹۳۷، ۳۹۳۸، ۳۹۳۹، ۳۹۴۰، ۳۹۴۱، ۳۹۴۲، ۳۹۴۳، ۳۹۴۴، ۳۹۴۵، ۳۹۴۶، ۳۹۴۷، ۳۹۴۸، ۳۹۴۹، ۳۹۵۰، ۳۹۵۱، ۳۹۵۲، ۳۹۵۳، ۳۹۵۴، ۳۹۵۵، ۳۹۵۶، ۳۹۵۷، ۳۹۵۸، ۳۹۵۹، ۳۹۶۰، ۳۹۶۱، ۳۹۶۲، ۳۹۶۳، ۳۹۶۴، ۳۹۶۵، ۳۹۶۶، ۳۹۶۷، ۳۹۶۸، ۳۹۶۹، ۳۹۷۰، ۳۹۷۱، ۳۹۷۲، ۳۹۷۳، ۳۹۷۴، ۳۹۷۵، ۳۹۷۶، ۳۹۷۷، ۳۹۷۸، ۳۹۷۹، ۳۹۸۰، ۳۹۸۱، ۳۹۸۲، ۳۹۸۳، ۳۹۸۴، ۳۹۸۵، ۳۹۸۶، ۳۹۸۷، ۳۹۸۸، ۳۹۸۹، ۳۹۹۰، ۳۹۹۱، ۳۹۹۲، ۳۹۹۳، ۳۹۹۴، ۳۹۹۵، ۳۹۹۶، ۳۹۹۷، ۳۹۹۸، ۳۹۹۹، ۴۰۰۰، ۴۰۰۱، ۴۰۰۲، ۴۰۰۳، ۴۰۰۴، ۴۰۰۵، ۴۰۰۶، ۴۰۰۷، ۴۰۰۸، ۴۰۰۹، ۴۰۱۰، ۴۰۱۱، ۴۰۱۲، ۴۰۱۳، ۴۰۱۴، ۴۰۱۵، ۴۰۱۶، ۴۰۱۷، ۴۰۱۸، ۴۰۱۹، ۴۰۲۰، ۴۰۲۱، ۴۰۲۲، ۴۰۲۳، ۴۰۲۴، ۴۰۲۵، ۴۰۲۶، ۴۰۲۷، ۴۰۲۸، ۴۰۲۹، ۴۰۳۰، ۴۰۳۱، ۴۰۳۲، ۴۰۳۳، ۴۰۳۴، ۴۰۳۵، ۴۰۳۶، ۴۰۳۷، ۴۰۳۸، ۴۰۳۹، ۴۰۴۰، ۴۰۴۱، ۴۰۴۲، ۴۰۴۳، ۴۰۴۴، ۴۰۴۵، ۴۰۴۶، ۴۰۴۷، ۴۰۴۸، ۴۰۴۹، ۴۰۵۰، ۴۰۵۱، ۴۰۵۲، ۴۰۵۳، ۴۰۵۴، ۴۰۵۵، ۴۰۵۶، ۴۰۵۷، ۴۰۵۸، ۴۰۵۹، ۴۰۶۰، ۴۰۶۱، ۴۰۶۲، ۴۰۶۳، ۴۰۶۴، ۴۰۶۵، ۴۰۶۶، ۴۰۶۷، ۴۰۶۸، ۴۰۶۹، ۴۰۷۰، ۴۰۷۱، ۴۰۷۲، ۴۰۷۳، ۴۰۷۴، ۴۰۷۵، ۴۰۷۶، ۴۰۷۷، ۴۰۷۸، ۴۰۷۹، ۴۰۸۰، ۴۰۸۱، ۴۰۸۲، ۴۰۸۳، ۴۰۸۴، ۴۰۸۵، ۴۰۸۶، ۴۰۸۷، ۴۰۸۸، ۴۰۸۹، ۴۰۹۰، ۴۰۹۱، ۴۰۹۲، ۴۰۹۳، ۴۰۹۴، ۴۰۹۵، ۴۰۹۶، ۴۰۹۷، ۴۰۹۸، ۴۰۹۹، ۴۱۰۰، ۴۱۰۱، ۴۱۰۲، ۴۱۰۳، ۴۱۰۴، ۴۱۰۵، ۴۱۰۶، ۴۱۰۷، ۴۱۰۸، ۴۱۰۹، ۴۱۱۰، ۴۱۱۱، ۴۱۱۲، ۴۱۱۳، ۴۱۱۴، ۴۱۱۵، ۴۱۱۶، ۴۱۱۷، ۴۱۱۸، ۴۱۱۹، ۴۱۲۰، ۴۱۲۱، ۴۱۲۲، ۴۱۲۳، ۴۱۲۴، ۴۱۲۵، ۴۱۲۶، ۴۱۲۷، ۴۱۲۸، ۴۱۲۹، ۴۱۳۰، ۴۱۳۱، ۴۱۳۲، ۴۱۳۳، ۴۱۳۴، ۴۱۳۵، ۴۱۳۶، ۴۱۳۷، ۴۱۳۸، ۴۱۳۹، ۴۱۴۰، ۴۱۴۱، ۴۱۴۲، ۴۱۴۳، ۴۱۴۴، ۴۱۴۵، ۴۱۴۶، ۴۱۴۷، ۴۱۴۸، ۴۱۴۹، ۴۱۵۰، ۴۱۵۱، ۴۱۵۲، ۴۱۵۳، ۴۱۵۴، ۴۱۵۵، ۴۱۵۶، ۴۱۵۷، ۴۱۵۸، ۴۱۵۹، ۴۱۶۰، ۴۱۶۱، ۴۱۶۲، ۴۱۶۳، ۴۱۶۴، ۴۱۶۵، ۴۱۶۶، ۴۱۶۷، ۴۱۶۸، ۴۱۶۹، ۴۱۷۰، ۴۱۷۱، ۴۱۷۲، ۴۱۷۳، ۴۱۷۴، ۴۱۷۵، ۴۱۷۶، ۴۱۷۷، ۴۱۷۸، ۴۱۷۹، ۴۱۸۰، ۴۱۸۱، ۴۱۸۲، ۴۱۸۳، ۴۱۸۴، ۴۱۸۵، ۴۱۸۶، ۴۱۸۷، ۴۱۸۸، ۴۱۸۹، ۴۱۹۰، ۴۱۹۱، ۴۱۹۲، ۴۱۹۳، ۴۱۹۴، ۴۱۹۵، ۴۱۹۶، ۴۱۹۷، ۴۱۹۸، ۴۱۹۹، ۴۲۰۰، ۴۲۰۱، ۴۲۰۲، ۴۲۰۳، ۴۲۰۴، ۴۲۰۵، ۴۲۰۶، ۴۲۰۷، ۴۲۰۸، ۴۲۰۹، ۴۲۱۰، ۴۲۱۱، ۴۲۱۲، ۴۲۱۳، ۴۲۱۴، ۴۲۱۵، ۴۲۱۶، ۴۲۱۷، ۴۲۱۸، ۴۲۱۹، ۴۲۲۰، ۴۲۲۱، ۴۲۲۲، ۴۲۲۳، ۴۲۲۴، ۴۲۲۵، ۴۲۲۶، ۴۲۲۷، ۴۲۲۸، ۴۲۲۹، ۴۲۳۰، ۴۲۳۱، ۴۲۳۲، ۴۲۳۳، ۴۲۳۴، ۴۲۳۵، ۴۲۳۶، ۴۲۳۷، ۴۲۳۸، ۴۲۳۹، ۴۲۴۰، ۴۲۴۱، ۴۲۴۲، ۴۲۴۳، ۴۲۴۴، ۴۲۴۵، ۴۲۴۶، ۴۲۴۷، ۴۲۴۸، ۴۲۴۹، ۴۲۵۰، ۴۲۵۱، ۴۲۵۲، ۴۲۵۳، ۴۲۵۴، ۴۲۵۵، ۴۲۵۶، ۴۲۵۷، ۴۲۵۸، ۴۲۵۹، ۴۲۶۰، ۴۲۶۱، ۴۲۶۲، ۴۲۶۳، ۴۲۶۴، ۴۲۶۵، ۴۲۶۶، ۴۲۶۷، ۴۲۶۸، ۴۲۶۹، ۴۲۷۰، ۴۲۷۱، ۴۲۷۲، ۴۲۷۳، ۴۲۷۴، ۴۲۷۵، ۴۲۷۶، ۴۲۷۷، ۴۲۷۸، ۴۲۷۹، ۴۲۸۰، ۴۲۸۱، ۴۲۸۲، ۴۲۸۳، ۴۲۸۴، ۴۲۸۵، ۴۲۸۶، ۴۲۸۷، ۴۲۸۸، ۴۲۸۹، ۴۲۹۰، ۴۲۹۱، ۴۲۹۲، ۴۲۹۳، ۴۲۹۴، ۴۲۹۵، ۴۲۹۶، ۴۲۹۷، ۴۲۹۸، ۴۲۹۹، ۴۳۰۰، ۴۳۰۱، ۴۳۰۲، ۴۳۰۳، ۴۳۰۴، ۴۳۰۵، ۴۳۰۶، ۴۳۰۷، ۴۳۰۸، ۴۳۰۹، ۴۳۱۰، ۴۳۱۱، ۴۳۱۲، ۴۳۱۳، ۴۳۱۴، ۴۳۱۵، ۴۳۱۶، ۴۳۱۷، ۴۳۱۸، ۴۳۱۹، ۴۳۲۰، ۴۳۲۱، ۴۳۲۲، ۴۳۲۳، ۴۳۲۴، ۴۳۲۵، ۴۳۲۶، ۴۳۲۷، ۴۳۲۸، ۴۳۲۹، ۴۳۳۰، ۴۳۳۱، ۴۳۳۲، ۴۳۳۳، ۴۳۳۴، ۴۳۳۵، ۴۳۳۶، ۴۳۳۷، ۴۳۳۸، ۴۳۳۹، ۴۳۴۰، ۴۳۴۱، ۴۳۴۲، ۴۳۴۳، ۴۳۴۴، ۴۳۴۵، ۴۳۴۶، ۴۳۴۷، ۴۳۴۸، ۴۳۴۹، ۴۳۵۰، ۴۳۵۱، ۴۳۵۲، ۴۳۵۳، ۴۳۵۴، ۴۳۵۵، ۴۳۵۶، ۴۳۵۷، ۴۳۵۸، ۴۳۵۹، ۴۳۶۰، ۴۳۶۱، ۴۳۶۲، ۴۳۶۳، ۴۳۶۴، ۴۳۶۵، ۴۳۶۶، ۴۳۶۷، ۴۳۶۸، ۴۳۶۹، ۴۳۷۰، ۴۳۷۱، ۴۳۷۲، ۴۳۷۳، ۴۳۷۴، ۴۳۷۵، ۴۳۷۶، ۴۳۷۷، ۴۳۷۸، ۴۳۷۹، ۴۳۸۰، ۴۳۸۱، ۴۳۸۲، ۴۳۸۳، ۴۳۸۴، ۴۳۸۵، ۴۳۸۶، ۴۳۸۷، ۴۳۸۸، ۴۳۸۹، ۴۳۹۰، ۴۳۹۱، ۴۳۹۲، ۴۳۹۳، ۴

[illegible] کے لئے [illegible] کے حوالے سے [illegible] سے اپنے [illegible] کی [illegible] میں [illegible] اور [illegible] کا [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ایک اور مثال سے توضیح [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [

[illegible] ہے جس کی کہ بنیاد پر [illegible] کی صورت میں وہ اپنے [illegible] کر سکے۔ حق قذف [illegible] ثابت [illegible] ہے۔ [illegible] کریم میں بیان کردہ قذف کی سزا [illegible] کوڑے [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] جائے [illegible] کی گواہی [illegible] ہے۔ ''والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعۃ شھداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ'' (اور جو لوگ پاکدامن عورتوں پر تہمت لگائیں پھر چار گواہ نہ لائیں تو ان کو اسی کوڑے مارو)۔ [illegible] ہے کہ [illegible] کی گواہی [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] ہے۔ [illegible] کی [illegible] ہے۔ [illegible] ک

آپ کے اور اپنے درمیان آپ کی بیوی کے خاوند کے درمیان کر حضرت عمر نے حکم دیا کہ عورت کو خاوند کے حوالہ کیا جائے اس کی تین قسمیں کی جاتی ہیں۔

حضرت عمر نے اس کو تین ہوتے ہوئے کی حضرت علی نے صاحب رائے اصول فقہ کی بنیاد ان سے اختیار کیا گیا۔ جب کہ دوسرے اصحاب کی رائے کے آپ سے پہلے تھا۔

حاملہ کی عدت کے متعلق حضرت عبداللہ ابن مسعود کا استدلال

سورۃ الطلاق میں ایک اور قرآن کی عدت جس کے متعلق وفات پا گئی ہے زیادہ اس دن ہوں ہوتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا" (البقرۃ) سے وفات پا جائیں اور اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ چار مہینے دس دن انتظار کریں اگر سورۃ الطلاق کی عورتوں کی عدت بتائی جائے ہوں ہے حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو یہ آیت پہنچی تھی تو انہوں نے حاملہ عورتوں کا مقدمہ آیا جس کا شوہر وفات پا چکا تھا ان کی عدت کے متعلق بحث کرتے ہوئے حضرت عبداللہ مسعود نے سورۃ الطلاق جس کو بھی پڑھا تھا ان کی سورۃ النساء القصریٰ (سورۃ الاحزاب) اجلھن ان یضعن حملھن" (اور حاملہ عورتوں کی عدت یہ ہے کہ ان کو وضع حمل ہو جائے) آپ نے ان آیات سے استدلال کر کے یہ فیصلہ فرمایا کہ

عورت حاملہ کی عدت پر وضع حمل ہے خواہ اس کا شوہر وفات پا گیا ہو یا اس کو طلاق دی ہو اس کی سب عدت ہوگی۔ یہ فیصلہ کرتے ہوئے آپ نے فرمایا "ان الآیۃ التی فی سورۃ النساء القصریٰ (اولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن) نزلت بعد الآیۃ التی فی سورۃ البقرۃ (والذین یتوفون منکم)"[2]

حضرت عبداللہ بن مسعود کے استدلال سے نکلنے والا اصول

آپ نے اپنے فیصلہ میں یہ بتایا کہ جب دو دلیلوں میں تعارض ہو جائے تو ان میں سے ایک کو ترجیح دینے کے لئے ہوتا ہے یا پھر کئی شرائط ہوتی ہیں جن کی تفصیل کر دیا ہے۔ یہ اصول ہے جس کو اسلامی قانون بنانے سارے ہی قانون تسلیم کرتے ہیں۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے "لیختصم فی القرآن لا تختلفوا فیہ فان القرآن لا یختلف بعضہ من بعض ولا تجادلوا فیہ فان الجدال فیہ کفر"[3] (قرآن کے بارے میں جھگڑا نہ کرو کیونکہ قرآن کے بارے میں جھگڑا کفر ہے)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود نے اس مسئلہ میں یہ بھی بتایا کہ قرآن کی آیات کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر پڑھنا چاہیے۔ یہ بھی ایک بنیادی اصول ہے جس کو اسلامی قانون بنانے والے تسلیم کرتے ہیں۔

---

1 صحیح مسلم، کتاب الصیام، باب بیان ان انقضاء عدۃ المتوفی عنہا زوجہا بوضع الحمل وغیرہ ولو بعد الخ

2 البقرۃ: ۲۳۴ 3 الطلاق: ۴

3 کشف الخفاء ومزیل الالباس عما اشتہر من الاحادیث علی السنۃ الناس، حرف الخاء، رقم ۸۳۰، کتاب الطلاق، باب عدۃ الطلاق وتوفی عنہا زوجہا وہی حامل، رقم ۱۱۳۰، کتاب التفسیر، باب والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا

[illegible] ان مثالوں سے واضح ہوتا ہے کہ [illegible] اصول [illegible] ذکر [illegible] اور [illegible] اس [illegible] ان [illegible] اصولوں [illegible] اصول [illegible] ذکر [illegible]

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) فرماتے ہیں:

"ثم نظروا في طرق استدلال الصحابة والتابعين بالكتاب والسنة فإذا هي جارية على الاستدلال بالاقتضاء مهما يتراءى لهم الاقتضاء بالاستقراء ... فإن كثيرا من الدلالات وضعية، وإنما هي عقلية بالاقتضاء وملاحظة نسبة تصريح في المفهوم الذي يسمونه المنطوق، أو غير تصريح في المفهوم الذي يسمونه المفهوم، وشروط في ذلك كله. لا لحق، نصبه لذلك المستدل، وهي التي يعبر عنها بالظن، إن حكم الله تعالى فيه، وإن وجد ذلك، فإنما هو ما غلب على الظن أنه حكم الله تعالى فيه، وإن لم يكن عليه دليل قاطع"[1]

ابن خلدون کے بیان سے واضح ہوتا ہے کہ [illegible] اصول [illegible] ان [illegible] اصولوں [illegible] ان [illegible] اصولوں [illegible] ان [illegible] اصولوں

[illegible]

ڈاکٹر علی شافعی یہ نقطہ اٹھاتے ہیں کہ

وفي الحقيقة ان تاريخ وضع التصنيع الاصولي يذهب الى عهد احمد من عصر الشافعي بكثير، بحيث لايجب ان نقصره فقط عند خلوه الاحناف في السنوات التي تسبق عصر الشافعي، بل الى عصر الصحابة انفسهم والذين اكثروا من فتاويهم وعن هؤلاء اخذت معظم القواعد التي يحتاج اليها في استنباط الاحكام، فاذن عاش واضع فكرة الجامع والمانع، وذكر عن بعض الصحابة الاخرين فكرة السبر والتقسيم [1]

(واضح رہے کہ اصول کی [illegible] سے [illegible] کا تعلق [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کے

عہد بنو امیہ میں اصول فقہ
(۴۱ھ۔۱۳۲ھ)

تابعین میں اصول فقہ (اجتہاد و استدلال)

صحابہ کرام کے فتاوی اور اسلوب اجتہاد و استدلال کو تابعین نے آگے بڑھایا اور جیسے جیسے اسلامی احکام پر فقہی ذخیرہ میں اضافہ ہوتا گیا اصول و قواعد اور ان کے مآخذ پر بھی غور و فکر کی ابتدا ہوتی گئی اس سلسلے کو آگے بڑھانے میں قرآن مجید اور احادیث نبوی ﷺ کے اسلوب بیان اور طرز استدلال نے بنیادی رہنمائی فراہم کی۔ تابعین کے فتاوی مجتہدانہ و اجتہادی شان سے مزین ہیں جن میں بیان کرنے کا جو خصوصی قرآنی اور خصوصی نبوی اسلوب بیان کے مطابق ملتے جلتے انداز پر مشتمل ہے۔ اس دور کے فتاوی کے مطالعہ سے جو اصول و ضوابط سامنے آتے ہیں ان کی بنیاد پر کارفرما قواعد فقہیہ کو پرکھنے سے اس عہد میں قرآن کا اسلوب استقرائی ہے۔

یہاں یہ بات اہم ہے کہ پچھلے ان طے شدہ بنیادی احکام اور مختلف مسائل کو دریافت کیا جانے جو کسی ایک عمومی اصول یا قاعدہ کلیہ کے تحت آتے ہیں ان طے شدہ بنیادی احکام اور مختلف مسائل کا استخراج "الاشباہ والنظائر" یا "الاشباہ والنظائر" کے اپنے اس خاص فنی مفہوم میں سب سے پہلے یہ استخراج حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس خط میں ملتا ہے جو انہوں نے قاضی شریح کو مقدمات کے بارے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھے تھے جو خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد اس اہم پورے صوبے کا نظم و نسق چلا رہے تھے اور جو آج بھی مستقل اور مقدمات کے اس فن سے کام لے کر نظیر کے عمومی اصولوں اور قواعد کلیہ کا پتہ لگایا جاتا ہے۔

دوسری صدی ہجری کے وسط تک اصول فقہ پر کام کی رفتار کا جائزہ

دوسری صدی ہجری کے آخری زمانہ سے لے کر دوسری صدی ہجری کے وسط تک کی مدت میں اس میدان میں تجاوز کا کام ہوا جس کو موضوع پر فنی انتہی رائے قائم کرنا مشکل ہے تاہم اتنا کہا جا سکتا ہے کہ اس دور میں قریب قریب تمام قابل ذکر فقہاء نے اس سرگرمی میں حصہ لیا اور بہت سے اصول کی دریافت میں بعد والوں سے کام آسان بنایا۔ لیکن ان سب کا مالہ و ماعلیہ کے بجائے زیادہ تر توجہ اصول پر مباحثہ اور مناظرہ کی شکل میں تھی جس کی وجہ سے "الرسالۃ" کو چھوڑ کر کوئی ایسی مدون کتاب نہیں ملتی جس میں وہ اصولی نکتے اور قانونی اختلافات کی وہ ساری دنیا اصناف ہوئی ہیں جن کے بارے میں ایک صحیح نقطہ نظر کو اور واضح کرنے کے لئے امام صاحب نے یہ کتاب لکھی۔

اس دور کے عہد میں کام کی رفتار کا ان الفاظ کے ساتھ جائزہ پیش کرتے ہیں

"حتی اذا انقضیٰ الی عصر التابعین و جدۃ الاحتیاط بسبب کثرۃ الحوادث و لعلکم من طائفۃ من التابعین علی القری کمجد بن المسیب و غیرہ بالمدینۃ، و کعلقمۃ و ابراھیم النخعی

[illegible] كتاب الله وسنة رسول الله وأقاويل الصحابة، وكان منهم من يقيس بعض الصحابة على بعض، وفيهم من يقيس قياس القياس. فالطريقة التي كان يسلكها عبد الله بن عباس وغيره من فقهاء العراق كانت تتجه نحو استخراج علل الأحكام وتصحيحها بالطريق السليم، وتطبيق تلك العلل على الفروع المختلفة، وهذا هو المنهج الصحيح. [illegible] ان الاختلاف [illegible] في

ان تعميم منهج الاستنباط في كل مدرسة[1]

[illegible] ان تعميم منهج الاستنباط في كل مدرسة

[illegible] نجد الشيخ محمد أبو زهرة يقول:

الذي نراه أن حصر التفسير في حصر الأسانيد يحد المناهج التي يسلكها المفسرون في مناهج ضيقة، ويمنع تطور التفسير، فواجب الاستنباط وتطبيق معالمها، وتظهر على الأمة الإسلامية في فترات متباعدة، فتحدث أحياناً، فلا يحدث منهج استنباط بالكلية. فالأمة تقرأ القرآن وتحفظه وتحدث بما يحتمل عقلية، وما يحتملون فيه يتجه من أفهامهم إلا ما يخرج عن أفهام الناس لا يحدث في الناس بل يحدث في رجال معينة، وتجده يسير في الناس إلا أن يحدث في غير منهج سير، حتى لقد يقول عنه تلميذه محمد بن الحسن الشيباني: كان الحديث يسير فوجه في الناس فإذا قال استحسن لم يوافقه به أحد، ومالك رضي الله عنه كان يسير على منهاج الأصول والمنهج في الحجاج، فعمل أهل المدينة، وتجد مالكاً في كتابه الموطأ في اشتراطه ما اشترطه في رواية الحديث، وفي نقد الأحاديث، وفي التعبير عن الأحاديث وفي رد بعض الآثار المسندة تجد مالكاً يستند في كل ذلك إلى الأصول والمقرر المعروف من قواعد الذين كونوه حين [illegible]

---

1. [illegible] ص 13

الخلاف فی اداء احدکم عن عشرۃ مع ۔۔۔ وکذا رواہ عبد الرزاق عن الثوری وکذا رواہ عن ابی حنیفۃ عن المسعودی ۔۔۔ وکذلک کان ابو یوسف فی کتاب الخراج وفی روایۃ عنہ عن سیر الاوزاعی بسند حنفی صحیح ۔۔۔ صحیح احیاء العلوم"۔

[illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [illegible] ۔۔۔ [

زہری شہاب الدین احمد بن علی (المتوفی ۸۲۳ھ) [1]

"تحفۃ المحتاج فی الاولیاء المعراج" آپ کا شاہکار علمی کارنامہ ہے۔

"احمد الشنقیطی والصعیدی والاعظمی المغاربۃ والمدینۃ وروی عنہ عدد عظیم من الاساطین
والملک بمصر والشام والحجاز والعراق والیمن وفارس وغیرہا من الاقطار" [2]

آپ نے اپنی آپ بیتی میں بیان کیا ہے کہ آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد ۱۸ سال کی عمر میں
دمشق میں علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ ابن حجر ہیثمی اور علامہ ابن الملقن
جیسے اساطین علم سے علم حاصل کیا۔

حضرت شہاب الدین احمد الزہری نے اپنے علمی و ادبی شیوخ سے متعلق لکھا ہے کہ

"علیکم بدواوین شیوخ شیوخنا کالحافظین احمد بن علی بن حجر العسقلانی وعبد الرحیم بن الحسین العراقی
فانہما اول من شمر عن ساعد الجد فی ہذا الشان وقدم ما یعجز عنہ الاکابر وسہل الصعب علی من جاء بعدہما" [3]

---

[1] محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن احمد بن شہاب الدین ابو عبد اللہ بن ابی السعود بن زہرہ القرشی الزہری

[2] وفیات الاعیان لابن قاضی شہبہ، تاریخ ابن حجر عسقلانی، ج ۱، ص ۱۹۸ تا ۲۵۳، مطبوعہ المجمع العلمی الہند، حیدرآباد، ۱۳۹۰ھ

[3] حوالہ سابق

فصل چہارم

عہد عباسی کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی تجزیہ

(عہد عباسی کے آغاز سے چوتھی صدی ہجری کے اختتام تک)

اس فصل میں آغاز عہد عباسی سے چوتھی صدی تک کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔ دولت عباسیہ میں اصول فقہ پر کتابی کام کا موجد عبدالرحمن محمد مصطفی نے اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "اوعز علم الاصول فی عصر الدولة العباسية" (دولت عباسیہ کے شروع میں علم اصول پر کام کی رفتار میں اضافہ ہو گیا تھا)۔

دوسری صدی ہجری میں علمی و دینی حالت پر ایک سرسری نظر:

جو امیہ کے آخری حکمران مروان بن محمد کے مصر میں قتل اور السفاح کے خلیفہ ہو جانے کے ساتھ اس دور کا خاتمہ ہو جاتا ہے جس کی بنیاد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رکھی تھی۔ بنو امیہ کے چودہ خلفاء نے تقریباً اکیانوے (۹۱) برس تک حکمرانی کی۔ پہلے خلیفہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا دور ہر لحاظ سے منفرد تصور کیا جاتا ہے۔ امن و امان وہ بحال ہوئی جو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت میں منبروں پر برملا گستاخی کرنے کی جو بابا نا رسم کا خاتمہ کیا، وہ لوگوں کے مصائب کی طرف متوجہ ہوئے، قرآن و سنت سے اسلامی منہج کی تعلیم، تعلم کی رجحان سازی کی، عوام الناس دین کے رہنمائی میں فقہ و علم حاصل کرنے لگے۔ محمد بن مسلم بن شہاب الزہری نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کی ہدایت پر پہلی دفعہ سرکاری سطح پر احادیث رسول ﷺ کو جمع کرنے کا کام شروع کیا۔

امویوں حکومت کے خاتمہ پر عبدالرحمن بن معاویہ عباسیوں کے چنگل سے بچ کر ۱۳۸ھ میں اندلس پہنچ گئے، پھر وہاں کے حکمران بن گئے۔ عبدالرحمن الداخل کے نام سے شہرت پائی۔ قرطبہ فتح کر کے سرزمین اندلس کو دعوت دی۔ یہ وہ وقت تھا جب عربی خلیفہ منصور کا نام چہار دانگ عالم میں لیا جاتا تھا۔ منصور کا لقب ستر قریش تھا۔ الداخل نے خطبے سے منصور کا نام نکلوا دیا۔ اندلس واپس کے آس پاس کے علاقوں کی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ بالخصوص عبدالداخل کی اندلس آمد سے بنو امیہ کی حکومت کے ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔

۳۱۸ھ میں الداخل کے انتقال کے بعد ان کے بیٹے ہشام جانشین بنے اور پھر اموی حکمرانوں نے ۴۱۸ھ تک قرطبہ، طلیطلہ، مراکش اور جبل الطارق تک فتوحات حاصل کر لیں۔ تعلیم و تعلم کے فروغ کے لئے ضروری اقدامات کئے۔

---

۱ نشأة الفكر الفلسفي في الإسلام بين المعتزلة والأشاعرة، ص ۱۰۸، دار الكتاب العربي، ۱۹۷۵ء۔

۲ موسوعة التاريخ الإسلامي والحضارة الإسلامية، الجزء الثاني، محمد أحمد الخضري بك، ص ۲۰۷، المكتبة التجارية، بالقاهرة، الطبعة الثانية۔

علماء، آئمہ و مجتہدین کی مجلسوں میں مناظرے بپا ہوتے تھے۔ فقہ، اصول فقہ اور دینی مسائل کی تشریحات پر بحثیں ہوتی تھیں۔ اس کے نتیجے میں اصول فقہ پر بھی خاصی توجہ مرکوز کی جانے لگی۔ اس عرصے میں کئی ایسے اصول وفقہ میں خدمات کے حوالے سے اس صدی کے چند نمایاں نام مندرجہ ذیل ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور ان کے اصحاب۔ مثلاً امام ابو یوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام زفر بن الہذیل اور ان کے اصحاب۔ مثلاً عبداللہ بن وہبؒ، عبدالرحمن بن قاسم، اشہب بن عبدالعزیز، ان کے اصحاب۔ مثلاً اسد بن فرات، ربیع، امام طحاوی، عیسیٰ بن ابان اور ان کے اصحاب۔ اسی طرح امام محمد بن حنبل، ان کے اصحاب۔ مثلاً ابوبکر الاثرم، حرب بن اسماعیل الکرمانی، ابوبکر الخلال، ابوبکر المروزی وغیرہ۔

اس صدی میں مختلف علوم وفنون میں بالخصوص فقہ واصول فقہ میں تالیفات کا آغاز ہوا۔ امام ابو یوسف نے کتاب "الخراج" لکھی جس میں مملکت اسلامیہ کے مالی نظام کی تشریح کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے مکاتیب پر مشتمل کتاب "السیر الصغیر" تالیف کی۔ امام محمد بن حسن الشیبانی نے فقہ، اصول، حدیث پر کتب تالیف کیں۔ امام ابوحنیفہ سے متعلق ان کی کتاب "الفقہ الاکبر فی علم الکلام" اور "العالم والمتعلم" (فقہائے کرام کے ہم عصر کوئی کتاب نہیں پہنچی)۔ اجتہاد و رائے کے بارے "کتاب الحجج علی اہل المدینہ" میں امام ابوحنیفہ کے اصولی مباحث کو جمع کیا ہے جس سے ان کی اصول فقہ میں علمی مہارت بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے اور جو بھی فقہ واصول میں ان کے شاگردوں کی کتب سے فقہ اور اصول، دونوں سے معلومات حاصل ہوتی ہیں۔ دور حقیقت، امام ابوحنیفہ سے ہی مستند ہوتا ہے۔ امام مالک نے "موطا" تالیف کی جو اصول فقہ میں ہے۔ اس پر مشتمل علماء و ائمہ کی دلچسپی بھی تالیفات کے رجحان کے فروغ کا سبب بنی۔ دوسری طرف خلفاء کی خدمات کو سراہتے، انعامات، ہدایات عہدے دیتے، ان کی اس خوشنودی کے نتیجے میں تمام اس دور کے ادباء مالک کی امداد حاصل کرتے ہیں۔ ان دینی علوم کے باب پر محیط وجامع ہیں۔ ان حالات نے مختلف دینی وعلمی مجالس کو جنم دیا جن میں مناظرے پر مشتمل علمی مباحثے پر جنم پاتی ہیں:

۱۔ قدریہ: جن کا نظریہ یہ تھا کہ انسان اپنے اعمال کا خود خالق ہے جو ہوتا ہے اس کے ارادے سے ہوتا ہے۔ اس کے حکم قدریہ میں معبد الجہنی اور غیلان دمشقی وغیرہ شامل ہیں۔ ان کو اموی خلیفہ ہشام عبدالملک نے قتل کروایا۔

۲۔ جبریہ: ان کا نظریہ یہ تھا کہ انسان مجبور محض ہے۔ اس کا ہر عمل جبر کا نتیجہ ہے۔

۳۔ معتزلہ: قدریہ و جبریہ کے اصول کے رد سے متصوف ہوئے۔ امام واصل بن عطاء نے اللہ تعالیٰ کی صفات کی تشریح قرآن کا قول کیا۔ جس کی رو سے قدیم صفات کا انکار کیا۔ اللہ تعالیٰ کے علم، ارادہ، سمع، بصر، کلام وغیرہ کے ہونے کی بنا پر ان کا نام معتزلہ پڑ گیا۔ کہا جاتا ہے کہ واصل ابن عطاء اور عمرو ابن عبید نے حسن بصری کے حلقہ درس سے ایک مسئلہ کے اختلاف پر علیحدگی اختیار کی تھی۔ معتزلہ کا خیال ہے کہ خدا کی ذات کے علاوہ ہر چیز حادث ہے۔ وہ قدیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن حمدون کی تذکرہ نویسی پر ایک طائرانہ نظر

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تیسری صدی ہجری کے چند اہم اصولیین

ابن سعد الحنفی انہوں نے کتاب "الباب المختصر فی علم الاصول" تالیف کی۔ اس کا بھی صرف ایک ہی نسخہ ملتا ہے اور وہ بھی ناقص ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ کے دیباچہ میں مؤلف نے اس کتاب کی تالیف کے اسباب بیان کیے ہیں۔ اس کتاب کی تالیف کے بعد انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت کی ذمہ داری سنبھالی اور اس کام سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے کی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ اس کتاب کی تالیف کے بعد انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت کی ذمہ داری سنبھالی اور اس کام سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے کی تعلیم کی طرف توجہ دی۔ اس کتاب کی تالیف کے بعد انہوں نے اپنی اولاد کی تربیت کی ذمہ داری سنبھالی اور اس کام سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے کی تعلیم کی طرف توجہ دی۔

چوتھی صدی ہجری میں علمی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر

[illegible]

پانچویں صدی ہجری کے چند اہم اصولیین

[illegible]

ابن ابی علی (م ۴۸۸ھ)[2]

[illegible]

---

1. الفتح المبین فی طبقات الاصولیین، عبدالله المصطفی، ج ۱، ص ۲۲۵ تا ۲۲۷۔ اس کتاب کے مصنف نے اس کتاب کی تالیف کے بارے میں تفصیلی بحث کی ہے۔
2. وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ج ۳، ص ۲۸۱؛ ہدیۃ العارفین، اسماعیل پاشا، ج ۱، ص ۳۱۰۔
3. محمد بن ابوبکر بن ابی علی بن بدل الانصاری الحنفی (۶۹۳ھ / ۱۲۹۵ء) نے اپنے والد سے علم حاصل کیا۔

[illegible] من اصحاب الرأي وقولي القضاء بالكتاب والسنة فما لم اجد فيهما نظرت فيما
جاء فيه اصحابه عن الخلفاء و كان قضيته مقلدا[1]

[illegible] اصحاب الرائے کی بات سے ہٹ کر دیکھتا ہوں اور کتاب و سنت سے فیصلہ کرتا ہوں۔
تعبیر راقم کی ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ (۸۰ھ - ۱۵۰ھ)

[illegible] امام اعظم ابوحنیفہؒ کا زمانہ اموی خلافت کا عہد شباب اور عباسی خلافت کا عہد شباب ہے۔ آپ نے اموی خلافت کا دور بھی دیکھا جس میں آپ کی نظر سے کئی راسخ فاضل تابعین کو ظلم و ستم کی حکومت کا شکار ہونا پڑا۔ آپ نے عباسی خلافت کا دور بھی دیکھا جس میں آپ کے بعض شاگرد بھی ظلم و ستم کا شکار ہوئے۔ آپ کی نظر [illegible] کے موقع پر آپ کی فوج کے ساتھ تھے۔ آپ کو [illegible] کے بعد منصور کے عہد خلافت (۱۳۶ھ) میں [illegible] کے حکم سے بغداد لے جایا گیا جہاں آپ قید میں [illegible] کے ساتھ [illegible] میں مصروف رہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ کے اصول اور منہج استنباط

اصول و منہج استنباط میں آپ کی کسی تدوین کی موجودگی کا کہیں علم نہیں ہوسکا اور امام ابوحنیفہؒ سے کوئی روایت [illegible] مگر فقہ حنفی میں جس سے ان کی تشکیل کا پتہ چل سکے۔ اب تک جو اصول مدون ہوئے ہیں وہ ۲۰۰ھ کے بعد کے ہیں جن سے ان اصول میں [illegible] کا پتہ چلتا ہے۔ [illegible] اصول و ضوابط ہیں جن سے [illegible] اصول کو [illegible] کی حیثیت سے [illegible] کی۔ [illegible] امام ابوحنیفہؒ کے [illegible] اصول و ضوابط [illegible] کی تائید میں [illegible] اصول موجود ہیں خواہ وہ فی الواقع [illegible] کے مستنبط ہوں یا نہ ہوں بہرحال [illegible] کے [illegible] ہیں۔ [illegible] کے [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی [illegible] سے [illegible] کی

ترا ذا ر ی ع ل ی ا ر ا لعلا ز ف ھو ا ملی ف ھکذا ا ن ا د حنیفۃ رحمۃ اللہ قال ان الخاص لا یقصر
علی العام ما یجوز ان یصح الخاص عنہ حتی حنیف العربی فی یول مایو کل احمد[1]

(اس عبارت کی اصل کتاب [illegible] ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہ قول کہ خاص عام پر قائم نہیں ہوسکتا
مکمل یہ ہے کہ خاص وہ ہوسکتا ہے جس سے عام ثابت ہو سکے [illegible] ہے)

بروہی اس اصل کلام سے یہ بات ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک خاص عام پر قائم نہیں ہوسکتا جبکہ امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب کرتے ہیں اس عبارت کی اصل عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ خاص کو عام پر قائم ہونا ضروری ہے۔

محققین کی آراء:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات تحقیق کے ساتھ ثابت ہوتی ہے کہ مذکورہ بالا مستشرقین کا امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کی علمی خدمات کے بارے میں رویہ غلط ہے۔

محمد زاہد الکوثری لکھتے ہیں:

"ان ما یشتھی بعض الروایۃ عن ابی حنیفۃ وصاحبیہ۔"[2]

(ابو حنیفہ اور ان کے دو شاگردوں سے جو روایات بعض لوگ چاہتے ہیں)

ابو زہرہ نے امام ابو حنیفہ کے قول اقوال کی تدوین پر جو بحث کی اس کا خلاصہ یہ ہے:

"ان ما جاء فی کتب اصحاب نے اقوال نقل کئے ہیں وہ بعض سے بعض میں بدل گئے ہیں کہ یہ قول ابو یوسف کا ہے یا امام محمد کا اور بعض اقوال میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ قول امام صاحب کا ہے یا نہیں؟ اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ امام صاحب کے اصحاب نے ان اقوال کو امام صاحب سے سنا تھا یہ اقوال امام صاحب کے تلامذہ نے نہیں سنے تھے تو تلامذہ نے ان اقوال کو امام صاحب سے نہیں سنا تھا بلکہ ان کے اصحاب سے سنا تھا اور اصحاب نے ان اقوال کو امام صاحب سے سنا تھا اور اصحاب نے امام صاحب سے ان اقوال کو اپنے اصحا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] واختاره كثير من المتأخرين وذهب الكرخي وبه كثير من الحنفية الى عدم اشتراط ذلك لان الراوي لشدة الحرص على القيام وقالوا انه يدل هذا النقل على ان اصحابنا لم يقبل خبر الواحد فيما عمت به البلوى لانه لو كان صحيحا لقام به حتى قال ابو حنيفة لو ان الراوي تكلف بالقيام [illegible]

[illegible] ان کا مذہب ہے کہ [illegible] کثیر متاخرین نے اختیار کیا ہے اور کرخی اور [illegible] کثیر حنفیہ نے اس کی شرط کو ساقط کر دیا ہے کیونکہ راوی کو [illegible] کی شدید حرص ہوتی ہے اور انہوں نے کہا کہ اس نقل سے معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے اصحاب نے خبر واحد کو اس چیز میں قبول نہیں کیا جس سے عام لوگوں کا واسطہ پڑتا ہے کیونکہ اگر یہ صحیح ہوتا تو ضرور اس پر عمل کیا جاتا حتیٰ کہ ابو حنیفہ نے کہا کہ اگر راوی نے اس کے قیام کا تکلف کیا تو [illegible]

شاہ ولی اللہ کے بیان کردہ اس اصول میں ابو زہرہ کی تحقیق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

"متعدد روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ [illegible] ان قواعد کا استعمال [illegible] اصول کی اشاعت سے قبل [illegible] ان قواعد کی تدوین [illegible] ان اصول کے [illegible] ان اصول کے [illegible] ان اصول کے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

اصل میں آپ کی آراء :

اصل میں آپ نے اس سے مختلف مذہب ابو حنیفہ سے نقل کیا ہے جو یہ ہے کہ آپ فرماتے ہیں

لا اصل عندی ان الخلاف فی صفة الطلاق فیه مصر فاذا کان الرجل طلق امرأته طلقة رجعیة . فاوقع المأمور له طلقة واحدة او ثنتین او ثلاثا فی طهر لم یجامعها فیه او فی حیضة قبل ان تحیض او بعد ما طهرت من حیضة قبل ان تحیض او بعد ما طهرت من حیضة قبل ان تحیض او بعد ما طهرت من

امام مالک (۹۳ھ - ۱۷۹ھ)

مدینہ منورہ کی فقہی اور اصولی تاریخ میں امام مالک کے دور کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب مدینہ منورہ کے علماء کی ایک بڑی تعداد سے امام مالک کو استفادہ کا موقع ملا۔ ان میں سے کئی علماء ایسے تھے جنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا تھا۔ امام مالک نے ان سے براہ راست علم حاصل کیا۔ ان علماء کے فقہی اجتہادات کو امام مالک نے اپنی کتاب "الموطأ" میں جمع کر دیا۔ یہ کتاب فقہ اور اصول فقہ دونوں کے لحاظ سے بہت اہم ہے۔ اس کتاب کی دوسری "المدونة الكبرى" ہے جس کا تعارف ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے۔

الموطأ: امام مالک کی یہ تصنیف مدینہ منورہ کے مختلف راویوں سے مروی ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور روایت یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کی ہے۔ اس کتاب میں امام مالک نے احادیث کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کے فتاویٰ بھی پیش کیے ہیں۔ اس کتاب کی ترتیب فقہی ابواب کے مطابق ہے۔ اس میں امام مالک نے اپنی رائے کو بھی بیان کیا ہے۔ اس کتاب کو امام مالک نے تقریباً چالیس سال کے عرصہ میں مکمل کیا۔ اس کتاب کی ترتیب اور اس میں پیش کیے گئے مسائل کی وجہ سے اس کتاب کو بہت زیادہ مقبولیت حاصل ہوئی۔ اس کتاب کی شرح اور اختصار کے کام بھی بہت زیادہ ہوئے۔ اس کتاب کو امام مالک نے خود تو نہیں لکھا بلکہ ان کے شاگردوں نے ان کے درس کے دوران لکھا۔ اس کتاب کو امام مالک نے بار بار پڑھا اور اس میں اضافے کیے۔ اس کتاب کی تالیف کا سبب کیا تھا؟ اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ امام مالک نے بعض شاگردوں سے اس بارے (شاید کہ) بعض کی کتابیں دیکھیں اور ان کا مطالعہ کیا تو امام مالک کے لئے یہ بھی ان کے مسائل کی حد تک بنائے جا سکیں۔ اس کا تذکرہ دوسرے ساتھیوں سے بھی کیا۔ اس پر لوگوں نے ان مسائل کے تحقیق امام مالک سے روایت کرنے ہوئے اپنے مطلوب فقہی پالیسی اور ان کو اس طرح امام مالک کے بتائے ہوئے فتوے سے ملتے جلتے فتوے دیئے گئے اور ان کا نام "مدونة الكبرى" ہو گیا۔ اس کتاب کو امام مالک نے روایت کیا ہے۔ اس کتاب میں امام مالک کی آراء اور اجتہاد کو جمع کیا ہے جس کا استنباط امام مالک کے فتاویٰ سے کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی روایت کی صورت ہے جس کی شکل میں روایت کی ہے۔ اصحاب امام مالک سے تعلق رکھنے والے ۲۰ سے زائد افراد نے اس کتاب کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور روایت یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کی ہے۔ اس کتاب کی روایت کی صورت ہے جس کی شکل میں روایت کی ہے۔ اصحاب امام مالک سے تعلق رکھنے والے ۲۰ سے زائد افراد نے اس کتاب کو روایت کیا ہے۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور روایت یحییٰ بن یحییٰ اندلسی کی ہے۔

جہاں تک مالکی مذہب کے اصول کی تدوین کی بات ہے تو اس کا معاملہ بھی اپنے استنباط کے وقت مذہب کی طرح ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ امام مالک نے اپنے اصول کو اپنے فتاویٰ میں استعمال کیا ہے۔ ان کے شاگردوں نے ان اصولوں کو جمع

جیسا کہ اس بات کی تصریح "رسالہ" میں ہے۔ اس نے اپنا مذہب لکھا کہ ان دونوں پر بنا ہے
اس اصول استنباط پر بحث چھیڑ دی تھی۔ پھر چند سال بعد اس نے اپنے مذہب سے رجوع کر لیا۔ اس کی
اس قسم کی اور بھی تصریحات ہیں۔ ان کی تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے۔ البتہ ابن حزم کی اس
تحریر سے ان اصولوں کے تعارف سے بڑی مدد ملتی ہے جن کا ابن حزم نے اپنے قول سے بھی
متعدد جگہوں پر اور اس کے بعد ان اصولوں کی وضاحت میں کیا ہے۔

فقہائے مدینہ اور فقہائے عراق کے طریق استنباط میں فرق :

اہل مدینہ اپنے آئمہ استنباط میں اکثر اختلاف کرتے ہیں اور وہ بھی بہت کم مسائل میں۔ اور
امام مالک کے بعد ان کے اختلاف زیادہ تر ان اصولی مسائل میں ہوا ہے جن کا تعلق امام مالک کے
اختیار کردہ طریق استنباط سے ہے۔ مثلاً حدیث میں [illegible] کے حامل [illegible] امام مالک کا
[illegible] ان کے [illegible] سے [illegible] ان کے [illegible] سے [illegible] ان کے [illegible] سے

[illegible]

باقی فقہ کے اصول کی تدوین میں امام ابو حنیفہ کے تلامذہ بالخصوص امام محمد کی بحث کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

[illegible]

[illegible] اور [illegible] کے اصناف طارق کا علم [illegible] اور [illegible] کے [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible] کی گرفتی مواقع پر اپنے استاد امام ابوحنیفہ کی رائے سے [illegible] ابی حنیفۃ رأی ابی لیلیٰ" میں آپ نے وہ مسائل [illegible] ان کے خلاف تھا ان میں سے چند ایک مقام سے [illegible] جاتے ہے [illegible]

[illegible] ابوحنیفہ یا دین رشید کے نام ارسال کیا۔ اس میں [illegible] ان کا زیادہ اعتماد قرآن و اکمل، احادیث نبویہ صحیحہ [illegible] اور صحابہ کے آثار [illegible] اختلاف کرتے ہیں تو اسے حل کرنے کی [illegible] اختلاف معلوم ہوتے ہیں تو وہ خود ان [illegible] ہیں وہ ایک فرضی [illegible]

[illegible] الخراج ما اخرجت الأرض من صنوف [illegible] على ما قد ضمنه من المقاسمات، ولم يرفعهم [illegible] عنه رضي الله عنه عن ارضهم وبحثهم وشجرهم ولم [illegible] قال ابو يوسف: ان عمر رضي الله تعالى عنه راى [illegible] ولم يقل حين وضع خليفا ما وضع من [illegible] ولا يجوز لي ولمن بعدي من [illegible] كان فيما قال لحذيفة وعثمان حين قباه بغير [illegible] "فكما حملتما الأرض ما لا تطيق" دليل على [illegible] الفقهاء نقص مما كان جعله عليهم من [illegible] الأرض حتى لا يجوز النقص منه ولا الزيادة [illegible] الأرض او عجزهم وكيف لا يجوز النقصان [illegible] عمر رضي الله تعالى عنه حملت [illegible] ما لا تطيق وقد قال عمر رضي الله تعالى عنه ايضا: وضعت على [illegible] فيها كثير فضل"۔[2]

[illegible]

[illegible] الخراج، ص ۲۴ [illegible]

لیس لہ ان یقول ھو کذا الا ان یکون ذلک عن الامام لیکون ذلک قولا لہ
بعینہ من حیث ھو ما لیس ھو بعینہ من حیث ان ھو ھو ... واذا قال القائل ان ھذا یکون فی
حسن ظنی احمد ولا احمد فلان ... ان رسول اللہ ... قال ... فالنظر فی ھو ھو والمقابلۃ فاذا ھو
النظر الواجب علی المحدث ... ولیس لہ ان یقلد میتا "[1]

اس عبارت کا سیاق

[illegible] ہے۔ مگر امام ابو حنیفہ آپ کو ان کی [illegible] سے [illegible] کی اجازت نہیں دیتے ... امام ابو یوسف ... لفظ نظر کا استعمال کرتے ہیں ان الفاظ سے [illegible]

امام ابو حنیفہ [illegible] ہے۔ [illegible] ہے [illegible] ہے [illegible] ہے

آپ کی کتاب "الجوامع" ہے جو آپ نے تقریباً ۱۸۰ھ میں تصنیف کی۔ یہ کتاب [illegible] پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے اپنے اختلاف اور قول فیصل والے کا ذکر کیا ہے۔ [illegible] میں ان کی کتاب "الکشف فی اصول الفقہ علی مذہب ابی حنیفہ" [illegible] جس میں انہوں نے مذہب ابی حنیفہ کی اصولی تشریح کی ہے۔

محمد بن حسن الشیبانی حنفی (۱۳۱ھ-۱۸۹ھ)[۵]

آپ کوفہ کے تھے۔ امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد خاص تھے۔ امام ابو یوسف کے ہم عصر تھے۔ [illegible] ان کی کتاب "الحجۃ علی اہل المدینہ" [illegible] ان کی کتاب "الاصل" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الصغیر" [illegible] ان کی کتاب "السیر الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الزیادات" [illegible] ان کی کتاب "المبسوط" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الآثار" [illegible] ان کی کتاب "الرقیات" [illegible] ان کی کتاب "الکیسانیات" [illegible] ان کی کتاب "الہارونیات" [illegible] ان کی کتاب "النوادر" [illegible] ان کی کتاب "الکسب" [illegible] ان کی کتاب "الاکتساب فی الرزق المستطاب" [illegible] ان کی کتاب "السیر الصغیر" [illegible] ان کی کتاب "الزیادات" [illegible] ان کی کتاب "المبسوط" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الآثار" [illegible] ان کی کتاب "الرقیات" [illegible] ان کی کتاب "الکیسانیات" [illegible] ان کی کتاب "الہارونیات" [illegible] ان کی کتاب "النوادر" [illegible] ان کی کتاب "الکسب" [illegible] ان کی کتاب "الاکتساب فی الرزق المستطاب" [illegible]

[illegible] ان کی کتاب "وصف الحجۃ" [illegible] ان کی کتاب "الحجۃ" [illegible] ان کی کتاب "الاصل" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الصغیر" [illegible] ان کی کتاب "السیر الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الزیادات" [illegible] ان کی کتاب "المبسوط" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الآثار" [illegible] ان کی کتاب "الرقیات" [illegible] ان کی کتاب "الکیسانیات" [illegible] ان کی کتاب "الہارونیات" [illegible] ان کی کتاب "النوادر" [illegible] ان کی کتاب "الکسب" [illegible] ان کی کتاب "الاکتساب فی الرزق المستطاب" [illegible]

عبد العزیز بن احمد الحلوائی (۳۳۲ھ-۴۱۹ھ)[۶]

[illegible] ان کی کتاب "الکشف" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الصغیر" [illegible] ان کی کتاب "السیر الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الزیادات" [illegible] ان کی کتاب "المبسوط" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الآثار" [illegible] ان کی کتاب "الرقیات" [illegible] ان کی کتاب "الکیسانیات" [illegible] ان کی کتاب "الہارونیات" [illegible] ان کی کتاب "النوادر" [illegible] ان کی کتاب "الکسب" [illegible] ان کی کتاب "الاکتساب فی الرزق المستطاب" [illegible]

عبد اللہ بن احمد النسفی (۶۲۵ھ-۷۱۰ھ)[۷]

[illegible] ان کی کتاب "المنار" [illegible] ان کی کتاب "الوافی" [illegible] ان کی کتاب "الکافی" [illegible] ان کی کتاب "المستصفی" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الصغیر" [illegible] ان کی کتاب "السیر الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الزیادات" [illegible] ان کی کتاب "المبسوط" [illegible] ان کی کتاب "الجامع الکبیر" [illegible] ان کی کتاب "الآثار" [illegible] ان کی کتاب "الرقیات" [illegible] ان کی کتاب "الکیسانیات" [illegible] ان کی کتاب "الہارونیات" [illegible] ان کی کتاب "النوادر" [illegible] ان کی کتاب "الکسب" [illegible] ان کی کتاب "الاکتساب فی الرزق المستطاب" [illegible]

---

۱ [illegible] ۲ [illegible] ۳ [illegible] ۴ [illegible] ۵ [illegible] ۶ [illegible] ۷ [illegible]

[illegible] ۔ یہ کتاب [illegible] کے لیے [illegible] ہے۔

موافقات الاصولیہ ۔ اصول فقہ پر لکھی گئی اس کتاب میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کے [illegible] ہیں۔

الجوہر النقی فی الاصول الفقہی (متوفی ۱۰۰۰ھ بصرہ) [1]

[illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔ [

(۱) ...

(۲) ...

(۳) ...

...

والسنة والاجماع" ...

...

...

[illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے فکری نمونے مکمل اور آراء تحریر کی پختگی کا درجہ رکھتے ہیں۔ یہاں آپ نے فنی چیزیں معروف اصطلاحات، آراء اور بعض مسائل کے بارے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے جو پختگی کی اور نئے شعور کے حامل ہونے والی معلومات کی روشنی میں پہلے سے پائے جانے والے اصول میں ہوا۔ اس سلسلہ میں آپ کی کتاب "الرسالۃ" خصوصی طور پر قابل ذکر ہے۔ اس کتاب کے مطالعہ سے آپ کی علمی قدر و منزلت اور فضل و شرف کا بھی اندازہ ہوتا ہے اور ان کا بھی جو آپ کی علمی قدر و منزلت کے معترف ہیں۔

امام شافعی کی اصول کی تالیف و تصنیف: سب سے پہلے وہ ہیں جنہوں نے اصول کے اس فن کو مدون کیا جس کے بعض مسائل مختلف فیہ تھے اور جن کے بارے میں اقوال صحابہ اور آثار تابعین مختلف تھے۔ ان میں سے بعض کو قبول کرتے تھے اور بعض کو رد کر دیتے تھے۔ پھر آپ نے اس فن کی تدوین کی اور اس کے قواعد کو مرتب کیا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس فن کی تالیف کی طرف توجہ دی۔ اس کی تحریر و تحقیق کرتے رہے اور اس کے مسائل کو کتاب و سنت کے دلائل سے ثابت کرتے رہے۔ چنانچہ آپ کا رسالہ جو عربیہ اصل اور حقیقت تحقیق و تحریر کا جامع ہے مختلف ادوار میں کتاب و سنت کے دلائل کی طرف رہنمائی کرتا رہا۔ امام شافعی کی مؤلفات دو قسم پر ہیں

(۱) وہ مؤلفات جو براہ راست امام شافعی کی طرف منسوب ہیں، جو خطی نسخوں کی صورت میں موجود ہیں اور آپ کی کتب ہیں۔

(۲) وہ مؤلفات جو امام شافعی کے اصحاب کی طرف منسوب ہیں، اور وہ درحقیقت امام شافعی کی تخلیص ہیں۔ جیسے "مختصر البویطی" اور "المختصر المزنی" اور "الام" اور "الرسالۃ" جو تحقیق اہل علم کے نزدیک ہے کہ امام شافعی نے خود تالیف فرمائی اور اس کے علاوہ بقیہ "الرسالۃ الجدیدۃ" اور "الام" سے جدا گانہ ہیں۔ "الرسالۃ" کا موضوع اصول فقہ ہے اور "الام" کا موضوع صرف "فقہ" ہے۔ امام شافعی نے "الرسالۃ" کا خاص نام "الکتاب" رکھا تھا۔

علم اصول فقہ کا مقام و مدون: آپ سے پہلے کے امام شافعی کی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے علم اصول فقہ کی تدوین کا کام انجام دیا ہے۔ انہوں نے اپنی تصنیف و تالیف سے یہ علم اصول فقہ میں بنیادوں کو مضبوط کیا اور اس کی فنی حیثیت کو متعین کیا۔ اس علم اصول فقہ کی تدوین سے پہلے اس علم کے مسائل کو بعض علماء اپنے اپنے طریقہ پر بیان کرتے تھے۔ وہ اس علم کے مسائل کو مرتب نہیں کرتے تھے۔ صرف اپنے ملکات اور اجتہاد کرتے تھے۔ وہ اس سے کسی اصول اور قاعدہ کی طرف نظر نہیں کرتے تھے۔ امام شافعی کے بعد علماء نے اس علم کی تدوین کی اور انہوں نے اس علم کے اصول و قواعد کو مرتب کیا۔ اس علم کے بارے میں فخر الدین رازی شافعی (متوفی ۶۰۶ھ) امام شافعی کی مدحت اصول فقہ میں اپنے بیان کرتے ہیں

"واعلم ان ائمة الشافعي في علم الاصول كثيرة ومنهاجهم في علم الفقه كثيرة الخلاف من احمد الى علم الجواهر وذلك لان الناس كانوا قبل الشافعي يستدلون ويعترضون بمحض طباعهم السليمة لكن ما كان عندهم قانون مخصوص في كيفية ترتيب الحدود والبراهين فلا جرم كانت كلماتهم مشوشة ومضطربة مجرد القطع اذا لم يبق بالقانون الكلي في ما الفائدة فلما جاء الشافعي ذلك الحبر من الناس مدة مديدة استخرج علم الشافعي ووضع للخلق منه قانونا كليا يرجع اليه في معرفة ترتيب الحدود والبراهين وكذلك لشافعي كان قبل الخليل بن احمد يتكلمون بشعر او كان اعتمادهم على مجرد الطبع فاستخرج الخليل علم العروض فكان ذلك قانونا كليا في معرفة مصالح الشعر في

مجتہدین سے متعلق ایک اہم بحث

مجتہدین سے متعلق ایک اہم بحث

مجتہدین سے متعلق ایک اہم بحث

شافعی کے نظریۂ اصول و مبادی کا خلاصہ

[illegible] اصول کی بنیاد پر [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] ان کے [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں۔ [illegible] کی [illegible] کرتے ہیں۔

[illegible] کی وجہ سے کہ امام شافعی اس اجتہاد کے ضوابط وضع کرتے تھے جو ان کے دور میں رائج تھا۔ علت کے سنگ اور مقررہ [illegible] کی دراست یا ایک فلسفیانہ طریقہ بحث ہے جو اس وقت کے فقہاء کے درمیان رائج تھا وہ احناف کے قریب [illegible] صرف مجتہد پیدا کرتے تھے اور لطف یہ ہے کہ امام شافعی کے بعد ہی اصول سے علت کے طریق استخراج اور اس کے ضوابط اخذ کرنے میں غور و خوض کیا جانے لگا جس کی تطبیق کے وقت باہم اختلاف ہوتے ہیں اور اس سے نئے نئے فروعی مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ قیاس کے سلسلہ میں امام شافعی نے اگرچہ زیادہ تفصیل بحث نہیں کی ہے لیکن امام شافعی کا یہ کارنامہ بہت بڑا ہے کہ انہوں نے قیاس کے ضابطے مقرر کر کے اسے مستحکم کر دیا ہے اور اس سے اقیاس تخریج کرنا سہل ہو گیا ہے۔[1]

امام شافعی کے اصول فقہ کی موافقت و مخالفت میں علماء کے گروہ

اصول فقہ کی اصالتاً موافقت کرنے والے مندرجہ ذیل دو گروہ ہیں

(۱) احناف (۲) حنابلہ

موافقت کرنے والے مندرجہ ذیل دو گروہ ہیں

(۱) اباضیہ (۲) شیعہ امامیہ

امام شافعی کے طریق استنباط سے اتفاق کرنے والے علماء

ایک گروہ متعین امام شافعی کا ہے جنہوں نے آپ کے اصول کی مکمل پیروی کی۔

دوسرا گروہ علمائے احناف کا ہے جو اصالتاً بعد پر ان طریق استنباط کے موافق ہیں جو آئمہ سابقین میں مذکور ہیں مگر تعبیرات میں قدرے مختلف ہیں۔ مثلاً یہ کہ عمومی تخصیص، اخبار آحاد سے یا نہیں، غیر فقیہ متعین کی کچھ تفصیل وغیرہ۔ یہ بطریقہ استنباط بھی امام شافعی کے اصول سے ہٹا ہوا تھا۔ مگر علمائے حنفیہ کی بہ نسبت وہ امام شافعی سے زیادہ اختلاف کرتے تھے۔ حنفی کی تفصیلات سے گو کہ وہ بعض اصول و مبادی میں بھی اختلاف کرتے تھے۔ مثلاً علمائے حنفیہ کھلی دلیل و حجت مانتے تھے مگر امام شافعی اس کے سخت مخالف تھے اور اکثر الاوقات میں بہت سے مقامات پر اس کی تردید بھی کر دیتے ہیں۔

تیسرا گروہ علماء میں سے حنابلہ تھے۔ جنہوں نے امام شافعی کے اصول کو مانا۔ لیکن وہ اجماع صحابہ کے سوا دوسرے اجماع کے قائل نہ تھے۔ اصل بات یہ ہے کہ اصول سے امام شافعی سے ظاہر اصل میں اختلاف تو نہ تھا لیکن امام شافعی کے زاویہ کیف اس مسئلہ کی جزو ہوتے تھے ان سے دور نہیں ہوتے۔ امام شافعی اگر چاہتے بحث مانتے ہیں لیکن وہ ان کے کسی زاویہ کسی مسئلہ میں دخل سے انکار کرتے ہیں۔ جب ان سے ان کا مناظر اجماع سے دلیل پیش کرتا ہے تو وہ اس کے تحقق اور وجود و صحت کو نہیں مانتے ہیں اور اصول فی الجملہ کے سوا کسی مسئلہ میں وہ اجماع کا اعتراف نہیں کرتے۔ لہٰذا امام شافعی اور امام احمد کے مابین اجماع کی حقیقت میں کوئی بہت زیادہ اختلاف نہیں ہے۔

---

[1] الفکر السامی، ص ۳۳۱۔۳۳۳

طریق استنباط سے اختلاف کرنے والے علماء

۱۔ اسی طرح کچھ گروہ ایسے بھی تھے جنہوں نے امام شافعی سے اصول استنباط میں اختلاف کیا۔ مثلاً بعض اکابر مسلمین کے اجماع سے انکار کرتے ہیں اور اپنے فرقے کے علماء کا اجماع حجت مانتے ہیں۔ یہ بھی جمہور مسلمین کی نظر میں گمراہیوں اور باطل خصلت کی وجہ سے معتبر نہیں ہو سکتی۔ یہ نظریہ اصول اور کے سیاق نظر سے پرکھا جائے تو مرغوب نہیں ہو سکتا۔ اس پر اس کی بنیاد ہے۔ باوجود یکہ یہ گروہ حق اجماع میں جمہور مسلمین سے اختلاف رکھتے ہیں مگر بعد تدوین کے قائل تھے کہ کتاب و سنت و اجماع میں وہ مسلمانوں کے ساتھ ہیں۔ صرف بعض احادیث کے قبول کرنے میں انہیں اختلاف ہے اور اس اختلاف کی وجہ یہ ہے جو کہ عامہ اربعہ کے ہاں نہیں پائی جاتی ہے۔

۲۔ اب رہا شیعہ امامیہ کا گروہ تو اس پر خاصت سے متعلق بہت سی احادیث کا انکار کرتا ہے مگر کتاب و سنت کو بطور حجت سے مانتا ہے۔ انہوں نے استنباط فقہی و اجتہاد کے اصول کے اعتبار سے کتاب میں محدود کیا ہے اور کتاب و سنت کے بعد ائمہ کے اقوال ان سے نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے امام معصوم کے سوا کسی کی رائے اور اجتہاد کو نہیں مانتے اور ان کے قول کے مقابلہ میں کسی دلیل کی طرف نظر نہیں اٹھاتے ہیں۔ وہ اول کو صرف اس وقت مانتے ہیں جب امام موجود ہو اور امام معصوم کی موجودگی میں وہ امام کے قول کے تحت ہی ہوگا۔ امام کی تقریر کو واجب سمجھتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اصول کو صرف معصوم ہی سے لینا چاہیے یعنی وہ جو امام کا آخر خدا تک نہ پہنچا ہو۔

اصول شافعی کی تکمیل کی پیروی کرنے والے علماء :

یہ وہ لوگ ہیں جو امام شافعی کے براہ راست شاگرد تھے یا شاگردوں کے شاگرد تھے۔ انہوں نے اجتہاد، استخراج احکام میں امام شافعی کا مضبوط اختیار کیا اور وہ امام شافعی کے اصول کی وضاحت کرتے رہے۔ اصول اور طریق استنباط میں ان کے شیخ رہے۔

مؤلفات :

کتاب الام ——— اس میں ان لوگوں کا ذکر ہے جو براہ راست سے امام شافعی کے شاگرد تھے۔ جیسے بعض علماء مصر، ان کا بھی جو خود احادیث اخذ کرتے تھے یا صرف اس حدیث کو قبول کرتے تھے جو متواتر ہو۔ امام شافعی کے مضبوط دلائل سے ان کا رد کیا۔ امام شافعی ان لوگوں کا بھی رد کرتے ہیں جو اجماع کو حجت نہیں مانتے تھے یا بعض احادیث کو قرآن کے خلاف ہونے کی وجہ سے مسلمہ نہیں مانتے تھے۔ امام شافعی نے ان پر بھی تنقید کی ہے۔ آثار صحابہ کو احادیث پر ترجیح دیتے تھے۔ ان مباحث کو امام مختلف مقامات پر دہراتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ مثلاً کتاب اللہ اور فقہ اہل العراقیین یا الرد علی اس میں کسی احتمال کے ابطال کے سلسلہ میں بعض الجیب اور کارآمد نکتے بھی ہیں۔ اس مسئلہ میں امام شافعی، مالکیوں اور عراقیوں دونوں کا رد کرتے ہیں جبکہ ان تمام لوگوں کا ذکر کرتے ہیں جو استدلال فقہی میں نص سے تجاوز کر جاتے ہیں یا نص پر عمل کرنے کے سلسلہ میں بے صواب سے بہت جاتے ہیں۔ امام شافعی کتاب الام کے مواد کو کتاب ایک مثال پیش نہیں کرتی بلکہ اس کے مطالعہ سے پڑھتے ہیں اس عصر کے اجتہاد اور خاص طور

[illegible] فقہی تفصیلات اور صورتوں کا صحیح اندازہ کر سکے۔ صرف یہی نہیں بلکہ یہ کتاب ہے جس میں مذاہب کے اختلاف کے [illegible] ان کی توجیہ و تنقید کے سلسلہ میں تفصیلی مواد مل سکتا ہے۔ یہ کتاب امام صاحب کی کسی کتاب کا [illegible] ان کے فقہی مذہب کی تدوین کی تاریخ میں بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ اس میں کسی [illegible] کی تائید ہی نہیں بلکہ اس کی نقل و صورت کی وضاحت بھی بڑی خوبی سے کی گئ

امام شافعی اپنی کتاب اختلاف مالک میں اکثر مقامات میں امام مالک سے اور کبھی کبھی ان سے اختلاف کرتے ہیں ان کی روایت کی بعض احادیث سے بھی اختلاف کیا ہے۔ امام شافعی نے اپنی کتاب "ابطال الاستحسان" میں مالکیہ کو یہ برا بھلا کہا ہے کہ انہوں نے اپنی رائے یا اجتہاد جس کی بنیاد قیاس پر تھی اور اس کو اختیار کرنے میں شافعی سے بھی آگے بڑھ گئے ہیں۔ امام شافعی نے کتاب جماع العلم میں بھی یہ بات کہی ہے اور اسی کتاب میں ابوحنیفہ کو اہل حدیث سے نقل کرتے ہیں اور ان کے حفاظ میں سے شمار کیا ہے اور اس کتاب میں ابوحنیفہ کو اہل الرائے کہا ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو حدیث کو رد کرتے ہیں اور اس کے مقابلہ میں اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں۔ امام شافعی نے اس کتاب میں ان کے علاوہ "الرد علی سیر الاوزاعی" بھی لکھی ہے اور یہ سب تصنیفی تعلق امام اوزاعی سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے اندازِ بیان میں جدل بہت نظر آتا ہے۔ جس چیز نے بھی کہ بعض مسائل میں شہرت سے متاثر ہو کر امام شافعی کے مسلک کو چھوڑ کر دوسرا مسلک اختیار کر لیا جیسے داؤد ظاہری وغیرہ۔ اور ابن حزم سے بھی اس بات کی تائید حاصل ہو جاتی ہے۔ انہوں نے فرمایا

"ابو سلیمان داؤد بن خلف الاصبہانی وقد کان من الشافعیہ وقد نقلی الفقہ الشافعی علی اصحاب الشافعی ثم ترک مذہب الشافعی واختار لنفسہ ذلک المذہب الذی لایعتمد الا علی النص، وقد رفض من اصول الشافعی القیاس، کما رفض الشافعی الاستحسان، وقد قیل لہ لم ترکت مذہب الشافعی فقال قرات کتاب ابطال الاستحسان للشافعی فوجدت کل الادلۃ التی یبطل بہا الاستحسان لبطل القیاس" [1]

(ابو سلیمان داؤد بن خلف الاصبہانی شافعیہ میں سے تھے اور اصحاب شافعی سے فقہ اصول فقہ نقل کی مگر بعد میں شافعی مذہب چھوڑ کر اپنا مستقل مذہب اختیار کر لیا جو صرف نص پر مبنی تھا۔ اصول شافعی میں قیاس کو اختیار کیا جس طرح امام شافعی نے استحسان کا انکار کیا ان سے پوچھا گیا کہ آپ نے امام شافعی کا مذہب کیوں ترک کر دیا؟ تو فرمانے لگے کہ میں نے امام شافعی کی کتاب "ابطال الاستحسان" کا مطالعہ کیا تو اس میں جس دلیل سے قیاس کا بطلان ثابت ہوتا تھا اسی دلیل سے انہوں نے استحسان کو باطل کر دیا تھا جس سے مجھے یقین ہو گیا کہ ان سے قیاس بھی غلط ہو جاتا ہے۔)

معلی بن منصور رازی (متوفی ۲۱۱ھ) [2]

انہوں نے امام ابو یوسف (متوفی ۱۹۲ھ) سے ان کی فقہ اصول پر کتب روایت کیں۔ [3]

ابن سعید الاصبغی (۱۲۳ھ/۲۱۵ھ) [4]

اصول فقہ پر انہوں نے ایک کتاب تالیف کی تھی جس کا نام "احاصر فی اصول الفقہ" تھا۔ [5]

---

1. الشافعی، حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ، محمد ابوزہرہ، ص ۳۳۹، مطبوعہ دار الفکر العربی، طبع ثانی ۱۹۷۸ء/۱۳۹۸ھ۔
2. ابو یعلی معلی ابن منصور رازی، بغداد میں دارالافتاء پر فائز تھے۔
3. کتاب الفہرست، ابن الندیم، اخبار ابی یوسف کے تحت میں بیان کیا ہے، ص ۲۵۶، ۲۵۷۔
4. ابن سعید عبدالملک ابن قریب الاصبغی
5. ہدیۃ العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی، ۲۶۳/۱۵، دار الفکر ۱۳۹۲ھ/۱۹۸۲ء۔

بشر بن غیاث المریسی حنفی / معتزلی (۱۳۸ھ/۲۱۸ھ)[1]

فقیہ متکلم اور امام ابو یوسف کے خاص تلامذہ میں سے تھے اصول میں ان کی آراء ہیں جو اصول کی مرجع کتب میں موجود ہیں۔[2]

ابن علیہ حنفی (متوفی ۲۲۰ھ)[3]

محمد بن حسن شیبانی کے تلامذہ میں سے ہیں فقیہ تھے دس برس تک بصرہ کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

(۱) کتاب اثبات القیاس[4] (۲) کتاب خبر الواحد[5] (۳) کتاب اجتماع الرای[6]

نظام معتزلی (۱۸۵ھ/۲۳۱ھ)[7]

علائی المریسی سے تھے۔ فقہ اصول میں ان کی آراء ملتی ہیں۔ چند یہ ہیں کہ انہوں نے اجماع کی حجیت اور احکام شرعیہ میں سے قیاس کا انکار کیا، لفظ کو عدم وجوب ما ذ، نیت کے ساتھ بھی طلاق لکھ کر دینے سے واقع نہیں ہوتی، طلاق مزاح جائز نہیں ہے۔

کتاب "النکت" تالیف کی۔ اس میں اجماع کی عدم حجیت پر کلام کیا، صحابہ کرام پر طعن کیا اور ہر ایک کی طرف عیب منسوب کئے۔[8]

عبداللہ بن مسلمہ القعنبی (متوفی ۲۲۱ھ)[9]

امام مالک کی فقہ اصول اور موطا کو ان سے روایت کیا۔[10]

---

[1] ابو عمر محمد بشر بن غیاث بن ابی کریمہ عبد الرحمن المریسی البغدادی الفقیہ المتکلم (۱۵۵ھ/۸۳۳ء) بغداد میں وفات پائی۔

[2] محمد بن محمد بن محمود، ۱۲/۳۳۳) السلفیۃ القدیمۃ السعودیہ جامعۃ ام القری مکۃ المکرمۃ احیاء التراث الاسلامی (۲۳)، ہدیۃ العارفین اسماء المؤلفین ۱/۱۵۱ اسکیل ۱۵/۱۳۲

[3] یحییٰ بن ابان بن صدقہ۔ متوفی ۸۳۵ء بصرہ میں القضاء ہوا۔

[4] کشف الظنون ۱/۱۰۱ نمبر ۱۵۸ بیروت لبنان ۱۴۰۸ھ/۱۹۸۸ء، معجم المؤلفین، مصادر الدراسۃ الاسلامیۃ ومصادرھا، ۱۲۰۱ء۔

[5] کتاب الفہرست ابن الندیم ص ۲۵۸ بیروت العلمیہ ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء ۶ حوالہ سابق

[6] ابو عمر، محمد بن یسار بن حبان المدنی (۸۰۱ء/۸۳۶ء) بصرہ میں القضاء ہوا۔

[7] تاج الدین فی طبقات الشافعیہ، السبکی، ۱/۲۷۱ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۹ء (۳۱۳) ۸ حوالہ سابق

[8] ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان الاسفرائینی۔

[9] کتاب الفہرست ابن الندیم ص ۲۵۱ اصحاب مالک الذین اخذوا علمہ ورووا عنہ۔

ابو علی مالکی مصری (متوفی ۳۴۵ھ)[1]

فقیہ محدث مالکی عالم اور جلیل القدر مفتی تھے۔ ان کے والد فقہ مالکی کے بڑے عالم تھے۔ ابو علی نے اپنے والد سے فقہ مالکی کا علم حاصل کیا۔ پھر اپنے والد کے ساتھ مصر آ گئے۔ یہاں انہوں نے ابو بکر ابہری اور ابو بکر ادفوی سے فقہ مالکی کا علم حاصل کیا۔ ان کے علاوہ بھی بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ ان کے شاگردوں میں ابو الحسن بن مقسم اور ابو الحسن بن زیاد جیسے بڑے علماء شامل ہیں۔ انہوں نے فقہ مالکی پر کتاب الاصول تالیف کی۔

ابو یحییٰ الشافعی (متوفی ۳۳۱ھ یا ۳۳۲ھ)[2]

امام شافعی کے قدیم اصحاب میں سے ہیں۔ ان کی تصانیف میں سے جو کچھ ہم تک پہنچا ہے وہ کتاب کی صورت میں مرتب نہیں ہوا بلکہ "المختصر" اور "الام" کی شرح کی صورت میں ہے۔ ان کی تصانیف میں سے کتاب الاصول بھی ہے۔

آراء و مؤلفات اصولیہ

ان کی اصول میں آراء ہیں۔ ان کی تالیف سے ہمیں ان کی آراء کا پتہ چلے گا۔ آپ کی مؤلفات میں سے المختصر الکبیر، المختصر الصغیر اور کتاب الشروط ہیں۔ یہ کتاب اگرچہ مختصر ہے لیکن اس میں مؤلف نے بہت سے مقامات پر اصول فقہ سے استدلال کیا ہے۔

ابن سراج حنفی (متوفی ۳۳۳ھ)[3]

امام ابو الحسن کرخی کے شاگرد ہیں۔ بغداد میں قاضی تھے۔ ابن ندیم نے لکھا ہے کہ ولہ کتب فقہ واصول فی الفقہ۔

ابو بکر رشاطی (۱۶۳ھ/۲۴۱ھ)[4]

امام شافعی کے اصحاب میں سے تھے اور ان کے اقوال قدیمہ کے ناقل ہیں۔

ابن ندیم شیعی معتزلی (متوفی ۳۸۵ھ) نے لکھا:

"اخذ عن الشافعی وروی عنہ وخالفہ فی اشیاء واحدث لنفسہ مذہبا انتقاہ من مذہب الشافعی ... واکثر اھل الزیبجان وارمینیۃ یتفقھون علی مذھبہ"۔[5]

(انہوں نے امام شافعی سے اخذ کیا اور ان سے روایت کی اور کئی چیزوں میں ان (کے مذہب) کی مخالفت کی اور مذہب شافعی سے منتخب مذہب بنایا۔ اکثر اہل زیبجان اور ارمینیہ ان کے مذہب کی فقہ کے ماننے والے تھے)

---

1. الانساب السمعانی، ابن القرشی، ابن حجر، ابن العماد الحنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) مصر میں وفات پائی۔
2. تاریخ التراث العربی، فؤاد سزگین، (الرازی ۱۳۳، ۱۳۵، ۱۳۶)، تاریخ الاصولیین، محمد حلمی، ص ۲۱۴، ۲۱۵
3. الانساب السمعانی، ابن القرشی، ابن حجر، ابن العماد الحنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ) بغداد میں وفات پائی۔
4. معجم البلدان، یاقوت الحموی، ۳/۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸،

ابن ابی یعلیٰ (متوفی ۵۲۶ھ) نے طبقات الحنابلہ میں لکھا

قال یقلد حیا ولا یقلد میتا ولا مذهب اهل الرای حتی یقلد الشافعی العراقی وهو اصعبه فاتبعه وهو غیر مقلد لاحد[1]

(زندہ کی تقلید کرے مردہ کی نہیں اور نہ اہل الرائے کے مذہب کی یہاں تک کہ شافعی عراقی کی تقلید کرے اور وہ ان میں سب سے مشکل ہے اور وہ کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے)

اصول میں ان کی آراء :

ان اصول میں آراء ہیں۔ مثلاً احمد رملی اصول الفقہ "میں ان کی یہ رائے نقل کی گئی ہے

والعموم اذا دخله التخصیص بقی فیه حجة فیما عداه وبه قال ابو حنیفة فی مواضع وبه قال ابو الخطاب، واختاره الجرجانی، وحکی عن المعتزلة والاشعریة انه یصیر مجملا، ولا یحتج به والیه ذهب عیسی بن ابان والکرخی[2]

امام ابن حنبل (۱۶۴ھ-۲۴۱ھ)[3]

فقہ حنبلی کے بانی امام احمد بن حنبل نے فقہ اصول میں جو اصول کتاب تحریف کی ہیں ان کے مطابق ان کے شاگردوں نے مذہب کے اصول و ضوابط مرتب کیے اور ان کی روشنی میں اپنے فقہی افکار و آراء کو مرتب کیا۔ امام احمد بن حنبل اپنے فقہی اصول کے بارے میں فرماتے ہیں "اب جو کچھ میں بیان کرتا ہوں وہ میرے فقہی اصول ہیں" ان کے اصول بھی بہت ہیں "اب صرف آپ سے تعلق رکھنے والے ہیں جو کہ ان کے فقہی مذہب کی بنیاد ہیں۔ مثلاً تمسک بکتاب اللہ و بما صح عن رسول اللہ ﷺ سے متعلق

حافظ ابن القیم نے اپنی بات کی وضاحت میں جو مثال دی ہے اس سے مقابلے میں امام احمد کے قول کو ترجیح دینے کا سبب واضح ہو جاتا ہے۔ وہ مثال یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کا یہ قول کہ "میں تمہارے پاس معمولی میراث معمولی طریقے سے تقسیم کرنے کے لیے بھیجا گیا ہوں" اس مسئلہ کے بارے میں ہے کہ اگر میت کے ورثاء میں دادا اور بھائی موجود ہوں تو میراث کی تقسیم کا طریقہ کیا ہوگا۔ اس مثال سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت معاذ کا قول اس مسئلہ کے بارے میں ہے جس میں صحابہ کے مابین اختلاف ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں ان کا قول حجت نہیں ہے۔ اس کے برعکس امام احمد کا قول اس مسئلہ کے بارے میں ہے جس میں صحابہ کے مابین اختلاف نہیں ہے۔ اس لیے اس مسئلہ میں ان کا قول حجت ہے۔

اور دوسری مثال یہ ہے کہ اگر کسی عورت کو تین حیض آنے سے پہلے طلاق دے دی جائے تو اس کی عدت کتنی ہوگی؟ سورہ بقرہ کی آیت ۲۲۸ میں اس کی عدت تین حیض بتائی گئی ہے۔ امام احمد کا فتویٰ اسی پر ہے۔ اس کے لیے انہوں نے ان صحابہ کے فتاویٰ پیش کیے ہیں جنہوں نے اس مسئلہ میں یہی فتویٰ دیا ہے۔ ان کے برعکس امام مالک کا فتویٰ ہے کہ اس عورت کی عدت **اقصی الاجلین** کے مطابق ہوگی۔ چار مہینوں اور تین حیض میں سے جو مدت زیادہ ہوگی اس کے مطابق عدت گزارے گی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اگر عدت کے اندر اندر بچہ پیدا ہو جائے تو عدت ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے اس عورت کی عدت اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک وہ بچہ پیدا نہ ہو جائے۔ اس لیے اس عورت کی عدت وضع حمل تک ہوگی۔

۲۔ صحابہ کے اقوال ——— فقہاء احناف کی دوسری اصل صحابہ کے اقوال ہیں۔ احناف کے نزدیک صحابی کا فتویٰ حجت ہے بشرطیکہ اس فتویٰ کے خلاف کوئی دوسرا فتویٰ ان سے ثابت نہ ہو۔ اگر ایک سے زائد صحابہ کے فتاویٰ ہوں تو احناف ان میں سے جس کو چاہتے ہیں اختیار کر لیتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام میں کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو اجتہاد کے منصب پر فائز نہ ہو۔ اس لیے ان کے اجتہاد کو بھی اجتہاد کا درجہ دیا جائے گا۔ یہ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور امام احمد نے بھی اسے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ صحابی کا فتویٰ ہمارے نزدیک اس وقت حجت ہے جب اس کے خلاف کوئی دوسرا فتویٰ ثابت نہ ہو۔ حافظ ابن القیم فرماتے ہیں

> "امام احمد نے صحابہ کے اقوال کو اس وجہ سے ترجیح دی ہے کہ وہ قیاس کے مقابلے میں ان کے زیادہ قریب ہیں"

۳۔ اختلاف صحابہ کی صورت میں فیصلہ ——— حافظ ابن القیم نے امام احمد کے جس اصول کو ذکر کیا ہے اس کی ایک اصل یہ بھی ہے کہ اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہو تو ان میں سے وہ قول قبول کر لیتے تھے جو کتاب و سنت کے قریب ہو اور اگر یہ صورت نہ ہو تو پھر قیاس کا اختیار کر لیتے تھے۔ یقین کی صورت صحابہ کے اقوال سے خارج ہو جاتی ہے۔

۴۔ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف ——— فقہ حنبلی کی چوتھی اصل یہ ہے کہ وہ حدیث مرسل اور حدیث ضعیف کو قبول کر لیتے تھے۔ اگر مسئلہ میں کوئی دلیل اس کے خلاف نہ ہو تو ان کی صورت میں مرسل اور ضعیف حدیث کو اپنا لیتے تھے۔ یہ بات کہ وہ کون سی حدیث ضعیف ہے جسے وہ قبول کر لیتے تھے اور کون سی نہیں، اس کی تفصیل ہم آگے چل کر بیان کریں گے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] (۲) [illegible] (۳) [illegible] (۴) [illegible]

[illegible]

(۱) [illegible] (۲) حسن مرسل (۳) [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حسین الکرابیسی (متوفی ۲۴۵ھ)

محدث فقیہ اصولی متکلم تھے۔ [illegible] فقہ [illegible] فقہ الشافعی" ابن خطیب (متوفی ۴۶۳ھ) نے تاریخ بغداد میں لکھا ہے

"[illegible]"

اسماعیل بن یحییٰ المزنی شافعی (۱۷۵ھ/۷۹۱ء تا ۲۶۴ھ/۸۷۸ء)

یہ بہت بڑے عالم فقیہ مجتہد تھے۔ [illegible] ان سے متعلق ابن ندیم نے لکھا ہے [illegible]

"[illegible]"

---

۱ ابوالحسین رازی، ابن ابی یعلیٰ، طبقات الحنابلہ، ۱/۵۹

۲ عبدالقادر بن ابی الوفاء محمد بن محمد بن نصر اللہ القرشی، الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ، ۱/۱۳۶۔ حیدرآباد: مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ

۳ تاریخ بغداد، ابن خطیب، ۸/۶۴ (۴۳۵۴)؛ ۸/۶۴ (۴۳۵۵)؛ نیز ملاحظہ ہو ۸/۶۴ (۴۳۵۶)

۴ ابوعبداللہ محمد بن یحییٰ بن اسماعیل بن عبداللہ بن مسلم بن احمد بن [illegible] ۱۵۸

۵ [illegible] ۱۵۸

مؤلفات الصولیہ

۱۔ الامر والنہی علی مذہب الشافعی۔ ۲۔ کتاب القیاس۔[1]

داؤد الظاہری (۲۰۲ھ۔۲۷۰ھ)[2]

ابن خلیفہ اصبہانی ظاہری مذہب کے امام تھے۔ بغداد آئے تو وہیں کے ہو رہے۔ یہیں ان کی علمی صلاحیتوں پر مکمل نشوونما ہوئی۔ ان کے والد خلیفہ بن علی اصبہانی کے بارے میں ابن ندیم کہتے ہیں کہ وہ ابن علیہ کے ہم عصر تھے۔ ابن علیہ کا انتقال ۱۹۳ھ میں ہوا۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خلیفہ کا انتقال ۲۰۰ھ کے بعد ہوا ہوگا۔ داؤد کے والد نے ابتدا میں ابو ثور کلبی سے علم حاصل کیا۔ پھر امام شافعی کے حلقہ درس میں شامل ہو گئے۔ ان کے علاوہ داؤد نے بغداد میں اسحاق بن راہویہ، ابو ثور اور دوسرے علماء سے استفادہ کیا۔ ان کے شاگردوں میں ان کے بیٹے محمد بن داؤد، ابو بکر ابہری اور ابو حامد اسفرائینی کے نام قابل ذکر ہیں۔ داؤد کے بیٹے محمد بن داؤد کا بیان ہے کہ میرے والد نے ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔ اس وقت میری عمر تیس سال تھی۔ ابن ندیم نے ان کی وفات ۲۷۱ھ میں بتائی ہے۔

خطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) لکھتے ہیں

وھو اول من اظہر انحلال الظاہر، ونفی القیاس فی الاحکام کلا، واضطر الیہ فقہاء بلدہ۔[3]

(۔۔۔ پہلے شخص تھے جنہوں نے کلی طور پر قیاس کی نفی کی اور اس کے اپنے شہر کے فقہاء کو اپنے پر مجبور ہونے کا احساس دلایا)

مؤلفات الصولیہ

۱۔ کتاب ابطال القیاس	۵۔ کتاب خبر الواحد
۲۔ کتاب الحجر المرخص للعلم	۶۔ کتاب الحجۃ
۳۔ کتاب الخصوص والعموم	۷۔ کتاب المفسر والمجمل
۴۔ کتاب الاجماع	۸۔ ابطال التقلید[4]

---

۱ فہرست ابن ندیم، ص ۲۷۱، ۲۷۳

۲ ابن ندیم، فہرست، ص ۲۷۱، ۲۷۳ میں بحوالہ البحر المحیط للزرکشی (ج ۱)، ۱۲۱ باب مذکور ہے

۳ ابو عبداللہ محمد بن داؤد بن علی بن خلف الاصبہانی (۲۱۵ھ۔۲۹۷ھ) کی وفات بغداد میں ہوئی۔ وفیات الاعیان، ج ۴، ص ۱۷۷

۴ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ، ج ۸، ص ۳۶۷ (۴۴۷۲)

۵ کتاب العلم ص ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵،

ابن خلفون اور ابن الخشاب سے متعلق مذکورہ بالا کتاب ... کی تالیف کی تھی۔ ابن رشید نے الفتح المبین میں ان کی ... کتاب ... کا ہدف کتاب الاصح ... بطال الخلافہ ... کتاب الاصول ... بیان کی ہے اور اسی طرح ابن الصلاح نے ان کی ... کتاب ... اور طیب ... رحمہ اللہ علیہ اور ذاہبہ ... کتاب الاصول ... اور ... اصول ... ان کی ... پانچ ... صدی ... ان کی ... ذہب ... کتاب ... ان کی ... کتاب ... ان کی ... کتاب ... ان کی

محمد الصغیر بلخی (متوفی ۳۰۰ یا ۳۱۰ھ)[1]

ان اصول فقہ کی کوئی مستقل کتاب نہیں ہے لیکن ان کے اصول کے بارے میں کہا جاتا ہے:

"هو من نقص العقول وانحطاط الهمم"

(یہ عقل کے نقص اور ہمت کے کمزور ہونے کی وجہ سے ہے)[2]

ان کی کتاب "المقالات فی الاصول" کا ذکر ملتا ہے۔[3]

حسن بن زیاد لؤلؤی (متوفی ۲۰۴ھ)[4]

ان کی کوئی کتاب نہیں ہے لیکن امام طحاوی نے ان کا ذکر کیا ہے۔[5]

ابن سماعہ (متوفی ۲۰۵ھ)[6]

انہوں نے "الخلاف فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[7]

ابن سریج شافعی (۲۹۹ھ - ۳۰۰ھ)[8]

یہ اصول فقہ کے بڑے ماہر تھے۔ امام شافعی سے شاگرد تھے۔ انہوں نے مذہب شافعی کی تدوین کی۔ [illegible] یہ سب سے پہلے شخص ہیں جنہوں نے [illegible] کی۔ امام بلخی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ [illegible] ابن سریج [illegible] صاحب الاصول والفروع والاصحاب" [illegible] ان کی تصانیف کی تعداد ۴۰۰ تک بیان کی جاتی ہے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ [illegible] ۲۔ الفصل فی الاصول[9]

کرابیسی ابو علی الحسین بن علی نیشاپوری (۲۷۰ھ یا ۲۸۰ھ)[10]

یہ امام شافعی کے شاگرد تھے۔ [illegible] اور مذہب حنفی کے ایک بلند پایہ عالم تھے۔ ابو العباس اشعری نے آپ سے استفادہ کیا۔

---

[1] [illegible] [2] [illegible] [3] [illegible] [4] [illegible] [5] [illegible] [6] [illegible] [7] [illegible] [8] [illegible] [9] [illegible] [10] [illegible]

مؤلفات اصولیہ فقہ حنفیات میں کتاب تالیف کی جس کا نام "اصول فقہ" رکھا یہ ابواب فقہ پر محیط ہے حنفیات میں یہ ان کی کتاب اصول کا اختصار ہے۔ اس کے مقدمہ میں متعدد ان امور سے مسائل میں اختلاف کیا گیا ہے۔ امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، ابن ابی لیلیٰ، عبداللہ بن حسن العنبری، امام زفر بن الہذیل، امام ابویوسف، امام محمد بن الحسن، عبداللہ بن شبرمہ، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، حسین بن علی الکرابیسی، عیسیٰ بن ابان، عیسیٰ بن ابان الفطان، ابوعبید القاسم بن سلام ہروی ابوثور۔[1]

ابن المنذر الشافعی (متوفی ۳۰۹ھ)[2]

آپ کا شمار مذہب شافعی کے ان مجتہدین میں ہوتا ہے جنہوں نے قواعد اصولیہ میں اپنے امام سے بھی اختلاف کیا ہے۔ ابن السبکی نے کہا:

"المجتهدون الاربعة: محمد بن نصر المروزي، ومحمد بن جرير الطبري، ومحمد بن خزيمة، ومحمد بن المنذر، من اصحابنا، والله يلهمنا درجة الاجتهاد المطلق، (الى بحر جهله ذلك عن كثير منهم من اصحاب الشافعي المحررين على اصوله، المتمذهبين بمذهبه، ولو فاق اجتهادهم اجتهاده)"[3]

(ہمارے اصحاب میں چار مجتہد ہیں محمد بن نصر مروزی، محمد بن جریر طبری، محمد بن خزیمہ، محمد بن المنذر، اللہ تعالیٰ ہمیں درجہ اجتہاد مطلق عطا فرمائے۔ ان کے اجتہاد نے ان کو شافعی رہتے ہوئے اصول شافعی کی پیروی کرنے سے خارج نہیں کیا۔ اگرچہ ان کا اجتہاد امام شافعی کے اجتہاد سے بڑھا ہوا ہے۔)

ابن ذنبلی نے کہا:

"وكان لا يقلد احدا"[4]

(وہ ابن المنذر اجتہاد میں کسی کی تقلید نہیں کرتے تھے۔)

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ کتاب اثبات القیاس ۲۔ کتاب الاجماع[5]

ابن خلکان نے کہا "کتاب الاجماع وهو صغير" (کتاب الاجماع ایک مختصر کتاب ہے)[6]

---

[1] الفتح المبین، المراغی، ۱/۱۹۷

[2] ابوبکر محمد بن ابراہیم بن المنذر النیشاپوری متوفی ۳۱۹ھ مکہ میں وفات پائی۔ صاحب خلیفہ نے کشف الظنون ۱۳۸۵/۲ میں ۳۱۸ھ تاریخ وفات ذکر کی ہے۔ [3] الفتح المبین، المراغی، ۱/۱۹۸

[4] تذکرۃ الحفاظ، ابوعبداللہ شمس الدین الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) ۳/۸۳۱، بیروت: داراحیاء التراث العربی مؤسسہ

[5] کتاب الفہرست، ابن الندیم، ص ۲۹۹، کشف الظنون، صاحب خلیفہ، متوفی ۱۰۶۷ھ، ۱۳۸۵/۲، تذکرۃ الحفاظ، امام الذہبی ۳/۸۳۱

[6] وفیات الاعیان، ابن خلکان، متوفی ۶۸۱ھ، ۱/۴۱

۲۱۔ ابو الحسین البصری (م ۴۳۶ھ / ۱۰۴۴ء)[1]

شیعی مذہب کے عظیم متکلم اور مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ نقض رسالۃ الشافعی ۲۔ نقض اجتہاد الرائی علی ابن الراوندی

۳۔ کتاب الخصوص والعموم ۴۔ کتاب ابطال القیاس[2]

۲۲۔ ابو القاسم الکعبی معتزلی (متوفی ۳۱۹ھ)[3]

بلخی معتزلہ کے رئیس ہیں۔ اصول فقہ میں آپ کی کسی کتاب کا سراغ نہیں ہو سکا البتہ اصول میں آپ کی آراء بہت سی کتب اصولیہ میں موجود ہیں۔ مثلاً علامہ آمدی شافعی متوفی نے اپنی کتاب "الاحکام" میں الاصل الثانی کی پانچویں فصل "فی الصحاح وما یتعلق بہ من المسائل" میں "المسالۃ الثانیہ" میں ان کی رائے نقل کی۔

"اتفق الفقہاء والاصولیون لمالہ علی ان الصحاح غیر مامور بہ، خلافا للکعبی وتلامذتہ من المعتزلۃ فی قولہم انہ لامباح فی الشرع، بل کل فعل یقع فہو واجب"۔[4]

(بلخی الفقہاء واصولیین کا اس پر اتفاق ہے کہ صحاح غیر مامور بہ ہے۔ اس بارے میں کعبی کا اختلاف ہے جو معتزلی موافقت میں ہے۔ جن کا قول ہے کہ شرع میں کوئی فعل مباح نہیں بلکہ ہر فعل جو ضروری قرار دیا جاتا ہے (اس پر عمل) واجب ہے)۔

اس کے چند مقامات کی دلیل کا ذکر ہے۔

اسی طرح علامہ بدخشی "الاصل الثانی" کے باب الثانی (فی التواتر) کے المسالۃ الثالثہ میں خبر تواتر سے حاصل علم کے ضروری یا نظری ہونے میں ان کی رائے بیان کرتے ہیں

"ذہب الجمہور من الفقہاء والمتکلمین من الاشاعرۃ والمحققین علی ان العلم الحاصل عن خبر التواتر ضروری، وقال الکعبی وابو الحسین البصری من المعتزلۃ والدقاق من اصحاب الشافعی انہ نظری"۔[5]

(جمہور متکلمین جن میں فقہاء بھی شامل ہیں اس پر متفق ہیں کہ خبر تواتر سے حاصل علم ضروری ہے مگر معتزلہ میں سے کعبی اور ابو الحسین البصری اور اصحاب الشافعی میں سے دقاق کہتے ہیں کہ وہ نظری ہے)۔

---

[1] ابو الحسین محمد بن علی بن الطیب البصری المعتزلی، اصول فقہ میں آپ کی کتاب المعتمد (طبع اولی ۱۳۸۵ھ / ۱۹۶۵ء) ہے۔

[2] ابو الحسین البصری اور اصحاب الشافعی میں سے، تفصیل کے لئے دیکھئے: ابن الندیم، الفہرست، ص ۲۱۰۔ ۲۱۱، طبع ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۰ء، بیروت دار المعرفۃ، طبعۃ ثالثہ ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء، مجلۃ الفکر الاسلامی، ایران، المجلد ۲، ۱۳۶۲ھ، ص ۵۱۔ ۵۳

[3] ابو القاسم عبد اللہ بن احمد بن محمود الکعبی البلخی متوفی ۳۱۹ھ، شیخ ابو ہاشم الجبائی کے معاصر تھے۔ کشف الظنون میں ان کا نام احمد بن عبد اللہ مذکور ہے، یہ ان کے والد تھے جن کا نام محمود ہے۔ ابن خلکان نے ان کا نام محمد بن احمد بن محمود بتایا ہے۔ ۳۱۹ھ میں فوت ہوئے۔

[4] علامہ سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد التغلبی الحنبلی الآمدی متوفی ۶۳۱ھ، ۸۹۲۱ء، بیروت، دار الفکر ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۶ء، ج ۲ ص ۱۷۲

[5] ایضاً

ابو ہاشم الجبائی المعتزلی (۲۴۷ھ / ۳۲۱ھ)

شیوخ معتزلہ میں سے ہیں۔ معتزلہ کے طائفہ "البہشمیہ" کی طرف ان کی نسبت کی جاتی ہے۔ اصول فقہ ان کی خاص آراء ہیں۔ مختلف علوم پر بہت سی کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب الاجتہاد ۲۔ کتاب فقہ ۳۔ کتاب تدبیر الممالک

اصول میں آپ کی آراء میں سے ہے :

"ان امتثال الامر لایوجب الاجزاء، وقال الجمہور انہ یوجب الاجزاء، بمعنی عدم وجوب القضاء، واستدل الجبائی بوجوب المضی فی الحج الفاسد، مع وجوب قضائہ، وقال ان الاجزاء عند امتثال الامر مستفاد من عدم دلیل یدل علی الاعادۃ لا من امتثال الامر نفسہ" [1]

ابو الحسن الاشعری (۲۶۰ھ / ۳۲۴ھ) [2]

ان کے فقہی مذہب کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ فقہاء شافعیہ ان کو شافعی اور فقہاء مالکیہ ان کو مالکی شمار کرتے ہیں۔ زیادہ قریب قیاس یہ بات ہے کہ وہ مجتہد فی المذہب تھے۔ اختلاف روایات کے ساتھ آپ کی دو کتب کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الحث القیاس ۲۔ کتاب الخلاف الظاہر فی الاسماء والاحکام

۳۔ کتاب الخواص والعام [3]

اسحاق الشاشی حنفی (۲۴۴ھ / ۳۲۵ھ) [4]

فقیہ واصولی تھے۔ مصر تشریف لائے اور وہیں کے ہو رہے۔ حنفی مسلک کے پیروکار تھے۔ ان کے مشہور اور بڑے شاگرد ابو جعفر طحاوی تھے اور محمد بن حسن کی "الجامع الکبیر" زید بن اسامہ عن ابی حنیفہ الجوزانی سے روایت کیا کرتے تھے [5]۔

---

[1] ابو ہاشم عبد السلام بن محمد بن عبد الوہاب بن سلام بن خالد بن حمران بن ابان الجبائی (۲۴۷ھ / ۹۱۱ء / ۳۲۱ھ / ۹۳۳ء) بصرہ میں وفات پائی۔

[2] کتاب الفہرست، ابن الندیم، ص ۲۲۲، طبع العین، الزرکلی، ۱۷۶/۴، معجم المؤلفین، کحالہ، ۲۰۴/۱۲ (۲۰۴/۱۲)

[3] علی بن اسماعیل بن ابی بشر اسحاق بن سالم بن اسماعیل بن عبد اللہ (۲۶۰ھ / ۸۷۳ء / ۳۲۴ھ / ۹۳۵ء) بصرہ میں وفات پائی۔

[4] الاعلام، الزرکلی، ۱۷۶/۱۷۵/۱

[5] ابو یوسف اسحاق بن ابراہیم بن حماد الازدی البصری (۲۵۸ھ / ۸۷۲ء / ۳۳۱ھ / ۹۴۲ء) مصر میں وفات پائی۔

[6] الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، محی الدین ابی محمد عبد القادر بن ابی الوفاء محمد بن محمد بن سالم بن ابی الوفاء القرشی الحنفی المصری، ۲۵۵/۱، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴

اصول الشاشی کس نے تالیف کی ؟

[illegible]

☆ اس کتاب کے مصنف اسحاق بن ابراہیم ابو یعقوب [illegible] (متوفی ۳۴۴ھ) ہیں۔

ان کے المرغینانی نے الفتح المبین (الفہرست ص ۱۰۰) [illegible] (صفحہ مذکور نہیں) الجواہر المضیۃ ۱ جلد (صفحہ مذکور نہیں) نقل کیا اور [illegible] الجواہر المضیۃ ۱/۱۳۶، الفوائد البہیۃ ص ۳۲ نقل کیا مگر صاحب الجواہر المضیۃ [illegible] الفوائد البہیۃ (ص ۳۲) والے اسحاق بن ابراہیم الشاشی کے حالات بتائے مگر اصول [illegible] کتاب کا ذکر نہیں کیا۔

☆ اس کے مصنف احمد بن محمد بن اسحاق الہیثل [illegible] ہیں۔

یہ کتاب ان نسبت کے ساتھ میراث سے متعلق ہے [illegible] کتاب کی ان کی طرف نسبت کے لئے الجواہر المضیۃ (۱/۲۲۱) الفوائد البہیۃ [illegible] اور تمیمی کی طبقات الفقہاء (ص ۱۴۳) کے حوالے دیئے گئے ہیں مگر درحقیقت ان [illegible] کی اصول فقہ میں کوئی کتاب ہے اور ہدیۃ العارفین (۱/۹۲) میں بغدادی نے ان کی صرف ایک کتاب "الخصوص فی اصول الدین اعنی اصول الفقہ" ہے اور کتاب "الخصوص" کو کتاب "الفصول الشاشی" کی شرح الفوائد البہیۃ ص ۲۳۶ میں مذکور ہے۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ ان کا نام بدر الدین الشاشی [illegible] تھا اور [illegible] زندہ تھے۔ اس کا ذکر [illegible] نے فہرس پشاور کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

☆ اس کے مصنف کا نام ابو بکر محمد بن احمد بن الحسین بن [illegible] اور [illegible] سے ملقب اور السغدی سے معروف ہیں۔ خلدن میں فہرس المخطوطات العربیہ کے [illegible] ان کا نسب ۲۰۵ھ، ۲۰۶ھ [illegible] ۳۰۱ھ) مگر ان کے مصنف نے یہ نہیں بتایا کہ "اصول الشاشی" [illegible] کتاب ہے۔ [illegible] کتاب کے [illegible] مقدمہ والسلام علی نبی حنیفۃ واصحابہ" سے [illegible] ہوتا ہے کہ [illegible] نے [illegible] کتاب لکھی ہے۔ [illegible] الفوائد البہیۃ (ص ۳۳۵) میں ان کا کوئی مصنف [illegible] ہے [illegible] شاشی سے مشہور ہیں ان میں سے ابو بکر محمد بن علی المقفال الکبیر الشاشی (متوفی ۳۶۶ھ یا ۳۳۶ھ) ہیں۔ [illegible] ایک کتاب کے مصنف بھی ہیں اور دوسرے ابو الحسن محمد بن احمد بن الحسین الشاشی (متوفی ۳۷۰ھ) ان کو [illegible] سے متاخر بتاتے ہیں۔

☆ اس کتاب کے مصنف بھی علماء حنفیہ الشاشی ہیں جو [illegible] صنف کے [illegible] صاحب "حلیۃ العقیدۃ" کے [illegible] اور [illegible] نے فہرس پاکی پوری سے بھی نقل کیا ہے۔ مصنف اصول الشاشی اپنی کتاب کی پہلی فصل کے [illegible] پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "وروی ابو نصر [illegible] سمعت اصحاب الشافعی

فی کتاب المسمی بالمناظر" الخ ابن الصباغ کی وفات ۴۷۷ھ میں ہوئی اس پر مجلد ضخیم سے تبصرہ (بروکلمان ۱/۳۷۴) اس نے مؤلف اسحاق بن ابراہیم کی تاریخ وفات میں شک نہیں، اس کا مطلب ہے کہ مؤلف نے اس کتاب کی نسبت اسحاق بن ابراہیم الشاشی کرنے میں شک نہیں، بلکہ صرف تاریخ وفات میں شک ہے۔

لیکن دوسری طرف بروکلمان کو اس بات کا یقین ہے کہ یہ کتاب اسحاق بن ابراہیم الشاشی (متوفی ۳۴۵ھ) کی نہیں ہے اور خود بھی دو قول ذکر کرکے کسی کی تعیین نہیں کی۔ ایک قول مصنف فہرس پیش کرتا ہے کہ اس کے مصنف ہبۃ اللہ بن الشاشی ہیں اور دوسرا قول صاحب حدائق الحنفیہ کا ہے کہ القاسم بن الشاشی ہیں۔

☆ ایک قول یہ بھی ہے کہ استاذ احمد حمید الدین الشاشی (متوفی ۷۴۸ھ) مراد ہیں۔ مکتبہ راغب پاشا (۷۸۳/۲۴) کی فہرس المخطوطات الدینیۃ سے یہی پتہ چلتا ہے۔

مظہر بقائی کا دعوی پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں: میرے خیال کے مطابق اصول الشاشی جو اسحاق بن ابراہیم الشاشی کی طرف منسوب ہے وہ اصول الشاشی متداول کے علاوہ کوئی دوسری کتاب ہے۔ کیونکہ اسحاق بن ابراہیم ابو یعقوب الفراساني (متوفی ۳۴۵ھ) کی اصول الشاشی کا ایک خطی نسخہ مکتبہ دیال سنگھ لاہور پاکستان میں نمبر ۵۳۴ تحت موجود ہے اس میں آغاز یوں ہے:

ابتدائیہ: "الحمد لله حمد الله على نواله والصلاة على رسوله محمد وآله" الخ

اور اس کا اختتام اس طرح ہے: "ومعنى الافراد أن يحضر كل مسمى بانفراده، ليس معه غيره لمت"۔ اس کا ایک اور نسخہ نمبر ۱۲۷ کے تحت موجود ہے۔

ابتدائیہ: "حمد الله على نواله والصلوة على رسوله محمد وآله" الخ

اختتامیہ: "ليس معه غيره، والله اعلم بالصواب، واليه المرجع والمآب"

اب اصول الشاشی متداول مطبوعہ کے ابتدائی و اختتامی کلمات ملاحظہ کیجئے:

ابتدائیہ: "الحمد لله الذي اعلى منزلة المؤمنين بكل برهان خطابه" الخ

نہایہ: "الفضل ما بدأ اسمك، ولا حصن لها قائل" لانه كالتمام فالاحسن عليه والله تعالى اعلم بالصواب"

اب جب اصول الشاشی منسوب اسحاق الشاشی اور اصول الشاشی متداول کے ابتدائیہ اور اختتامیہ اختلاف واضح ہو گیا تو اس سے پتہ چلا کہ یہ ایک عنوان "اصول الشاشی" پر دو علیحدہ علیحدہ کتابیں ہیں اور اسی طرح "اصول الشاشی" ابن الصباغ (متوفی سنہ ۴۷۷ھ) کا ذکر کرتے ہیں۔ اس طرح یہ ممکن نہیں ہے کہ یہ اسحاق بن ابراہیم کی کتاب ہو جس کا انتقال ۳۴۵ھ میں ہوا۔[1]

---

[1] معجم الاصولیین۔ کہ مظہر بقا مقدمہ کتاب میں اس کا ذکر

اصول الشاشی متداول کا مصنف کون ہے ؟

مولانا نعمانی الفوائد البہیہ (ص ۲۳۴) میں لکھتے ہیں : الشاشی سے دو شخص مراد ہیں جمل الشاشی مشہور ہے حنفی (المذہب) ابوعلی احمد بن محمد بن اسحاق ——— بعض کا خیال ہے کہ یہ کتاب دوسرے شاشی حنبلی ابوبکر محمد بن احمد بن اسحاق کی ہے جو ابوعبداللہ بن بطہ کے شاگرد ہیں۔ بہرحال اصول میں اصول الشاشی کی جو کتاب مدارس میں متداول و مشہور ہے اس کا آغاز یوں ہے :

"الحمد لله الذي اعلى منزلة العلم بسير بحظه" الخ

بعض علماء کا خیال ہے کہ اس کتاب کو "کتاب الفیصل" کہنے والے مصنف کے شاگرد ظہیر الدین محمد بن احمد بن عبدالعزیز السمرقندی ہیں جنہوں نے مصنف کی وفات کے وقت مصنف کی کچھ کتابیں حاصل کی تھیں۔ ان میں سے الفصول اسد الطریقہ نے ابوعلی الشاشی اور اسحاق بن ابراہیم الشاشی کا قول بتایا ہے لیکن اس کتاب کی نسبت ان دونوں میں سے کسی کی طرف نہیں کی اس کے برخلاف ان کو ظہیر الدین الشاشی کی طرف منسوب کیا اور اسی کو کشف الظنون سے نقل کیا ہے۔ واللہ اعلم کا مطلب یہ کہ انہیں یہ حوالہ کشف الظنون میں ملا اور صاحب کشف الظنون نے الفصول اسد الطریقہ اور پھر صاحب عدل الحصہ" نے بتایا ہے اور یہی مقلد یا قرین ہے کہ اصول الشاشی کے مصنف کی حیثیت میں ظہیر الدین ہی زیادہ قوی دعوے دار ہیں۔ واللہ اعلم بالصواب۔ ان مذکورہ بالا تین کتب کے علاوہ یہ کتاب [illegible] متداول ہے۔

اصول الشاشی کی شروح :

۱۔ العدل : صفی اللہ بن نصیر البندنیجی کی شرح ہے اور مقدمہ ابن خلدون میں لکھا ہے

"لقد شرحه كثير من الرجال ، واشتغل بحله جم غفير من سيرة وباب الكمال"

(بہت سے لوگوں نے اس کی شرح لکھی اور بہت سے اہل علم نے اس کے حل میں مشغول رہے)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اصول الشاشی کی بہت سی شروح لکھی گئی ہیں مگر ان میں سے اکثر شروح ناپید ہیں۔

۲۔ ابوالحسن احمد بن محمد الخبازی المعروف بشمس الدین الشاشی متوفی ۶۴۷ھ نے بھی اس کی ایک شرح لکھی۔

اصول الشاشی پر حواشی :

۱۔ فصول الحواشی : شیخ الاسلام احمد نیلوی حنفی (متوفی ۹۲۳ھ) نے اس کے حواشی لکھے ہیں۔

۲۔ فصول الحواشی لاصول الشاشی : یہ مولانا عین الدین کی تصنیف ہے یہ کتاب ۱۳۰۲ھ میں دہلی سے چھپی۔ بعض نے ۱۳۰۱ھ میں "فصول الحوادث" کا مجموعہ بھی جو ان کا حاشیہ ہے۔

۳۔ حصول الحواشی علی اصول الشاشی : یہ حاشیہ شیخ محمد حسن کا ہے جس کی کنیت ابوالحسن بن محمد اسعد ہے۔ یہ لکھنؤ سے ۱۳۰۲ھ میں طبع ہو چکی ہے۔

۴۔ عمدۃ الحواشی علی اصول الشاشی — شیخ نجیم الدین احمد کنبوہی اپنے آقا سے ۱۳۰۲ھ میں پڑھ چکے تھے۔

۵۔ احسن الحواشی علی اصول الشاشی — شیخ عبدالرحمٰن دہلی سے شیخ صوفی۔

۶۔ عمدۃ الحواشی علی اصول الشاشی — عباس علی خان (۱۳۰۵ھ میں زندہ تھے) اصول کے محقق ہوئے ہیں۔[1]

اس کتاب کی اردو شروح بھی لکھی جا چکی ہیں ان میں چند مشہور مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ عون الفواشی — محمد اکبر خان (پیدائش ۱۸۵۶ء، ۱۲۹۳ھ) نے اپنی یہ محشی اردو زبان میں ۱۹۰۸ء میں لکھنا شروع کی۔ بعد میں مولانا عبدالحق اور مولانا عبدالحلیم نے اس کتاب میں کچھ ترمیم و اضافہ کیا۔ یہ حواشی متن کے ساتھ ایک مستقل انداز میں ہیں۔ حال ہی میں متن اور حواشی کو ایک جلد میں شائع کیا گیا ہے۔ اس کا نام "عمدۃ الاصول شرح اصول الشاشی" رکھا گیا ہے۔ مولانا عبدالحلیم صدیقی نے اس کا دخل اصول کی نے اس کتاب پر کتاب لکھی ہے۔

۲۔ خلاصۃ الحواشی — محمد ابراہیم [illegible]

ہم حال نظام الدین الشاشی نے اس کتاب میں اصول شاشی کے اہم فنی مسائل کو اصول کے طالب علموں کی بہت خوبی سے بیان کیا ہے اور یہ کتاب اصول کے مبتدی طلبہ کے لئے بہت مفید ہے۔

ابن الاخشید معتزلی (۲۷۰ھ۔۳۲۲ھ)[2]

آپ معتزلہ کے فاضل زاہد و صالح تھے۔ اصول میں آپ کی یہ کتاب ہے:

۱۔ کتاب الاصول — ۲۔ کتاب [illegible] (نامکمل)[3]

ابن الخلال قاضی ۔معتزلی (متوفی ۳۳۲ھ تقریباً)[4]

مذکور الذکر ابن الاخشید کے شاگرد ہیں۔ انہوں نے "کتاب الاصول" لکھی تھی۔[5]

الاصطخری الشافعی (۳۴۳ھ۔۳۲۸ھ)[6]

فقیہ اور اصولی تھے۔ اصول فقہ میں آپ کی کتاب [illegible] مشہور ہے۔ اس کتاب میں [illegible] کے بارے میں پیش کی ہیں۔ شاید اسی کتاب "الاصطخری" میں جب ان سے حضور ﷺ نے [illegible] فعال [illegible]

---

۱ نزہۃ الخواطر، ص ۱۳، ۶، الفہرس الابجدی ۱/۲۷۱، ۱۲۲

۲ ابوبکر احمد بن علی بن محمد (کنیت) الاخشید، ابن الاخشید، ابن الخلال (۱۸۳ھ۔۹۳۶ء)

۳ کتاب الظہر ست، ابن الندیم ص ۲۲۰۔ ۲۲۱، ہدیۃ العارفین تاصل، ایضاح المکنون ۱/۵

۴ ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بن عبداللہ بن یحییٰ بن خلال — ذکر کتاب الظہر ست، ابن الندیم ص ۲۲۱، ۱۲۲

۵ ابوالحسین عبدالرحمٰن بن محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن مندہ (۳۱۶ھ۔۳۹۵ھ) اصفہان میں وفات پائی۔ تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۱/۲۲۹۔۲۳۰

ادوار اصول فقہ کے تحقیق میں وجوب پر دلالت کرنے والے امر سے خالی ہونے کی صورت میں اصولیین کے مختلف مؤقف ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ ان کے بارے میں ذکر کرتے ہیں اور انہوں نے کہا: "جمہور [یعنی] نے جن افعال کی تحقیق میں وجوب اختیاری اور وجوب پر دلالت کرنے والے امر سے بھی خالی ہوں تو ان میں صریح الاصطخری اور ابن سریج اور ابن قاسم اور ان کے اصحاب اور اکثر متکلمین سے ایک جماعت کا مذہب ہے کہ وہ افعال ان [یعنی] علم اور عمل کے حق میں واجب کی حیثیت رکھتے ہیں کیونکہ ان کی حیثیت نص والے احکام کی ہے۔"

ابو بکر الصیرفی الشافعی (متوفی ۳۳۰ھ)[2]

ابن خلکان نے لکھا:

"کان من اجلة الشافعیة واحد الفقهاء عن ابی العباس بن سریج واشتهر بالجدل فی النظر والقیاس وعلله الاصول وله فی اصول الفقه کتاب لم یسبق الی مثله۔"[3]

(آپ شافعیہ میں سے ایک اور بڑے فقہاء میں سے تھے ابو العباس ابن سریج سے علم حاصل کیا اور جدل، نظر اور قیاس میں شہرت پائی اور ان کی اصول فقہ میں ایک کتاب ہے جس کی مثل نہیں لکھی گئی۔)

ان کے بعد ابن خلکان ابو بکر القفال کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"وحکی ابو بکر القفال فی کتابه الذی صنفه فی الاصول ان ابا بکر الصیرفی فی علم العالم بالاصول بعد الشافعی۔"[4]

(ابو بکر القفال نے اپنی اصول کی کتاب میں بیان کیا ہے کہ ابو بکر الصیرفی امام شافعی کے بعد علم اصول کے عالم تھے۔)

مؤلفات اصول:

۱۔ کتاب البیان فی دلائل الاعلام علی اصول الاحکام

۲۔ شرح الرسالة للشافعی ۳۔ کتاب فی الاجماع[5]

قاضی ابو الفرج مالکی (متوفی ۳۳۱ھ)[6]

فقیہ اصولی و قاضی تھے۔ طرسوس، انطاکیہ، المصیصہ، اشروسنہ میں منصب قضاء پر فائز رہے۔ آخر عمر میں بغداد میں سکونت اختیار کی۔ اصول فقہ پر انہوں نے "کتاب النصیحہ" تالیف کی۔[7]

---

۱ الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین الآمدی، متوفی ۶۳۱ھ، ۱/۲۲۱، طبع دار الفکر، ۱۴۱۷ھ

۲ تاریخ العلماء النحویین، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن الاشبیلی المعروف بابن الفرضی، متوفی ۴۰۳ھ، ۱/۲۸۱، طبع مکتبۃ الخانجی، القاہرہ، ۱۴۰۸ھ

۳ وفیات الاعیان، ابن خلکان، متوفی ۶۸۱ھ، ۱/۴۵۸

۴ حوالہ سابق

۵ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مصطفی بن عبد اللہ القسطنطینی المعروف بحاجی خلیفہ، متوفی ۱۰۶۷ھ، ۱/۶۳۵، طبع مکتبۃ المثنی، بغداد، ۱۹۴۱ء

۶ الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، ابو الوفاء برہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد بن فرحون المالکی، متوفی ۷۹۹ھ، ۱/۲۳۶، طبع دار التراث للطبع والنشر، القاہرہ

۷ کتاب النصیحہ، ابن الندیم، متوفی ۳۵۳ھ، بحوالہ الحاکم النیسابوری اور ان کی تاریخ، ڈاکٹر عبد الرحمن بن یحیی الیمانی، ۱/۱۵۵

محمد ابن البرذاری الشافعی (متوفی ۳۳۱ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الرد فی اصول الفقہ

۲۔ العدۃ الاصح فی اصول الفقہ جس کا ذکر ابن ندیم نے کتاب "التعلیقۃ فی اصول الفقہ" میں کیا ہے۔ اس کا ذکر ابن خیر نے بھی کیا ہے۔

"محمد الله ضریر البصیر" کہتے ہیں کہ میں نے اس کو دیکھا ہے جو نظم و جمع عمدہ ہے خلاف اور دلائل سے۔[2]

ابو منصور عبدالرزاق حنفی (متوفی ۳۳۳ھ)[3]

ابو منصور عبدالرزاق حنفی نے ابوبکر رازی سے اصول پڑھے اور ان کے بعد ان کی جگہ پر درس دینے لگے۔ آپ نے کتاب "اصول الشاشی" کی شرح لکھی۔[4]

محمد بن جعفر الشیرازی الشافعی (متوفی ۳۳۵ھ)[5]

فقہ کے اصول پر مؤلفات یہ ہیں :

۱۔ دلائل الاجتہاد علی اصل الاجتہاد ۲۔ شرح رسالۃ الامام الشافعی[6]

محمد بن احمد ابن السوائی الشافعی (متوفی ۳۳۵ھ)[7]

اصول فقہ میں کتاب "الاصول الصغیر" کی تالیف کی۔[8]

ظہیر الدین الشاشی حنفی (متوفی ۳۳۶ھ)[9]

یہ حسن اصول سے تھے۔ آپ نے اصول کی دقت سے بحث کی اور ان کے اصحاب نے خصوصی اصول۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "اصول الشاشی" لکھی جس پر سراج الدین حنفی (متوفی ۳۳۵ھ) نے شرح لکھی جو بحث کی جا چکی ہے۔

---

۱ شمس الدین محمد بن البرذاری حنفی

۲ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ج ۱، ص ۱۱۵۱ ۳ ابو المعالی مسعود بن محمد متوفی ۸۳۳ھ

۴ کشف الظنون، حاجی خلیفہ، ج ۱، ص ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳، الجواہر المضیۃ، ج ۱، ص ۳۹۲، ابن احمد ابو الوفاء محمد بن محمد بن حسنی المعروف بقرشی، ج ۱، ص ۳۹۲، طبقات الحنفیہ، ج ۱، ص ۳۹۲، دار المعارف العثمانیہ، حیدر آباد دکن، ۱۳۳۲ھ

۵ محمد بن الحسن بن احمد بن یعقوب بن مقلا، ابو عبداللہ الشیرازی الفقیہ الشافعی

۶ حسن المحاضرہ، ج ۱، ص ۳۹۲ ۷ ابو بکر محمد بن احمد بن الفرج بن سلیمان الاسوائی الاصولی

۸ ہدیۃ العارفین، ج ۲، ص ۳۹۲ ۹ ابو علی الحسن بن محمد بن اسحاق متوفی ۴۵۵ھ

۱۰ تاج التراجم، ابو الفداء زین الدین قاسم بن قطلوبغا (۷۹۳ھ - ۸۷۹ھ)، بغداد، مکتبۃ المثنی

ابن القاص الطبری الشافعی (متوفی ۳۳۵ھ)[1]

قاضی صاحب نے ابوعلی بن ابی ہریرہ کے شاگرد ابوالعباس احمد بن احمد بن القاص الطبری الشافعی کا ذکر کیا ہے۔ آپ نے ۳۳۵ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تصانیف میں سے ابن القاص سے مشہور ہیں۔ بقول ابن خلکان ان کی تعداد پانچ سو تک پہنچتی ہے۔

مؤلفات اصولیہ:

ماہنی خلیفہ نے ان کی ایک کتاب "التلخیص فی شروح الفروع" کا ذکر کیا ہے۔ یہ اصول فقہ پر ایک مختصر کتاب ہے۔ ان کے الفاظ یہ ہیں:

"التلخیص فی الفروع ... وھو مختصر ذکر فی کل باب فصلین مختصرا ومحررا لہ امور اغفلت ایراد الجمیع علی حد ظاہرہ وھو اجمع کتاب فی ان للاصول والفروع علی صغر حجمہ ..."

التلخیص فی الفروع ایک مختصر کتاب ہے جس کے ہر باب میں دو فصلیں ہیں جو مختصر اور محرر ہیں۔ جن میں خلیفہ کا مقصد ان کے ہر ایک کتاب کے ظاہر کے مطابق جمع کرنے سے غفلت برتنا ہے۔ اور یہ اصول اور فروع میں اس کے چھوٹے حجم کے باوجود سب سے جامع کتاب ہے۔

(ہمارے پاس اس کتاب کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اس کتاب سے ہم نے استفادہ کیا ہے)

ماہنی خلیفہ نے ان کی مندرجہ ذیل کتب کا ذکر کیا ہے:

۱۔ ابوعبداللہ محمد بن علی بن الفضل الباقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) کے اصول پر ایک نظم۔

۲۔ ابوالحسین بن سمعون کے اصول پر ایک نظم۔

۳۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن الفضل الباقلانی (متوفی ۴۱۹ھ) نے ایک مجلد میں اس کی شرح لکھی۔ اس نے اس کا نام "..." رکھا ہے۔ (آپ نے اصول پر بھی کتاب التقریب لکھی ہے)

ابوعلی الجبائی (متوفی ۳۰۳ھ)[2]

آپ معتزلہ کے سربراہوں میں سے ایک اور ابوہاشم کے والد ہیں۔ آپ بڑی بلند پایہ علمی شخصیت کے مالک تھے۔ آپ نے کتاب "الجامع فی الاصول" تصنیف کی۔

---

1. ابوالعباس احمد بن احمد بن القاص الطبری (متوفی ۳۳۵ھ) ابن القاص سے مراد ہے۔ ان کی ولادت ۲۴۵ھ میں ہوئی۔ ان کی وفات ۳۳۵ھ میں ہوئی۔ ان کی عمر ۹۰ سال تھی۔ (وفیات الاعیان ۱/۱۱۱، تاریخ بغداد ۵/۲۱۱)
2. شذرات الذہب ۲/۲۰۳، الفہرست ص ۲۱۱، الفرق بین الفرق ص ۱۱۲، الملل والنحل ۱/۸۱، الانساب للسمعانی ۱۲/۱۵۱، الکامل لابن الاثیر ۸/۱۵

ابراهيم الحداد الرادي (متوفى ٣٠٠هـ)[1]

فخر العلماء شمس الائمہ ابو بکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی ——— ۴۸۳ھ

ابو اسحاق النصروي الناصر (متوفى ٣٣٠هـ)[2]

ان سوانح کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب حضرات تیسری صدی ہجری کے آخری زمانہ میں اور چوتھی صدی ہجری کے پہلے عشرہ میں متوفی ہوئے۔ مجلس علمی میں ان کی شرکت کے امکانات ہیں۔ ان سوانح کے مطالعہ سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ ان حضرات کے مشترک مجلس سے جو اصول مرتب ہوئے ان کی تحمیل کے مقامات حسب ذیل ہیں:

۱۔ بغداد ۲۔ مصر ۳۔ نیشاپور

ابو الحسن الكرخي حنفي (٢٦٠ھ-٣٤٠ھ)[3]

ابو الحسن الکرخی کی اصول فقہ سے متعلق دو کتابیں ہیں۔ ان مجلس التدوین اصول حنفیہ میں امام کرخی کی ان دونوں کتابوں کے اصول سے استفادہ کیا گیا ہے۔ ان کی پہلی کتاب "رسالۃ فی الاصول" ہے جو ان کی تصانیف کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہے۔ اس کتاب کا ذکر ابن ندیم نے بھی کیا ہے۔[4] اس کتاب کے مخطوطہ کا پتہ نہیں چل سکا۔ دوسری کتاب "اصول الکرخی" ہے جو مطبوعہ ہے۔ اس کتاب میں ۳۹ اصول مذکور ہیں۔ اس کتاب کا ذکر بھی ابن ندیم نے کیا ہے۔[5]

کتاب "اصول الکرخی" کا تحقیقی جائزہ: یہ کتاب قدیم حنفی فقیہ امام ابو الحسن کرخی نے مرتب کی ہے۔ اس میں قواعد اصولیہ حنفیہ کی ایک مختصر مجموعہ مذکور ہے۔ اس کتاب کی تحقیق میں ہم نے تین مخطوطات سے استفادہ کیا ہے۔ ان میں سے پہلا مخطوطہ ۱۳۹۵ھ میں مرتب کیا گیا تھا۔ اس کے بعد دوسرا مخطوطہ ۱۴۰۲ھ میں مرتب کیا گیا۔ تیسرا مخطوطہ ۱۴۰۳ھ میں مرتب کیا گیا۔ ان تینوں مخطوطات کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں اصول کی تعداد ۳۹ ہے۔ ان اصول کی ترتیب میں بھی کوئی فرق نہیں ہے۔ ان تینوں مخطوطات کے مطالعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ ان میں اصول کی عبارت

وہ اس کے بعد لکھتے ہیں

"وہری الناظر فی قواعد الامام الکرخی عندہ ان بعضہا لیس من قبیل القواعد الفقہیۃ الذی حدہ القاعدۃ، وانما ہو من قبیل الافکار التوجیہیۃ (حاول) المذہب فی تعلیل المسائل، فکون الکرخی مثلا یقول ان الاصل ان کل ایۃ تخالف قول اصحابنا فانہا تحمل علی النسخ او علی الترجیح او علی التاویل من حیث التوفیق"[1]

(یہ بات ناظر فی قواعد میں پوشیدہ ہے کہ ان میں سے بعض قواعد ایسے قبیل سے نہیں ہیں جو قاعدہ فقہیہ کی حد ہے بلکہ یہ مذہب کی مسائل میں علت بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں، مثلاً کرخی کا یہ کہنا کہ اصل یہ ہے کہ ہر وہ آیت جو ہمارے اصحاب کے قول کے خلاف ہو تو اس کو منسوخ یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا یا اس کی تاویل اس طرح کی جائے گی کہ وہ ہمارے قول کے موافق ہو جائے)

اصول استحسان کا یہ اصول بھی جو ہمارے متاخرین کے ہاں بہت مقبول ہے، کرخی ہی کی پیش کردہ ہے۔ کرخی کے بعد ایک دوسرے اصولی ابو زید دبوسی نے اس کو باقاعدہ طور پر پیش کیا۔ کرخی کے ہاں یہ اصول کی حیثیت نہیں رکھتا بلکہ وہ اس کو ایک شخص کی ذاتی رائے کے طور پر پیش کرتے ہیں جس کی اہمیت اس سے زیادہ نہیں ہے کہ وہ اس کو اپنے شاگردوں کے سامنے بیان کرتے ہیں تاکہ ان کے تصورات کو سمجھنے میں کسی ذہنی الجھن کا شکار نہ ہوں۔ اس کے برعکس دبوسی اس اصول کو مستقل بالذات اصول کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ وہ اس کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اقل من مسالہ ان من تحری عند الاشتباہ واستفراغ الوسع حد عدہ لان التوجہ فی ادائہ تعالی قولہ وجوہکم شطرہ"[2]

(اس نے مسئلہ کی تعریف یہ کی ہے کہ جو شخص اشتباہ کے وقت اپنی پوری کوشش کرے تو وہ اس کے لیے کافی ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے فولوا وجوہکم شطرہ)

(اشتباہ میں رخ پھیرنا تمہاری طرف اس کی وجہ سے معلوم ہوا)

ان کی مثال جیسے اللہ تعالیٰ کا قول فولوا وجوہکم شطرہ سے استدلال کیا ہے۔ اس آیت سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا ہے۔

ترجیح کی مثال میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قول والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا الخ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عدت متوفی عنہا زوجہا کا حکم ہے جو چار ماہ دس دن ہے۔ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ عدت ہر حاملہ اور غیر حاملہ کے لیے عام ہے جو متوفی عنہا زوجہا ہو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اولات الاحمال اجلہن ان یضعن حملہن[3] اس آیت سے خاص ہے حاملہ عورت کی عدت

---

1. دبوسی، ص ۱۰۰
2. دبوسی، ص ۱۸
3. البقرہ: ۱۵۰
4. الحشر: ۵۹
5. البقرہ: ۲۳۴
6. الطلاق: ۴

[illegible] کے بعد [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ابوبکر الصفی التالقی (۳۵۸ھ - ۴۳۰ھ)[1]

[illegible]

ابو بکر بن دی الخارجی (متوفی ۳۰۰ھ - ۳۵۰ھ)[2]

عالم افقیہ اصولی تھے۔ ابن ندیم نے لکھا:

"رایته فی سنة اربعین و ثلثمائة، وکان بی اضایظهر ضعف الاعتقاد، وکان خارجیا واحد فقهائهم، وقال لی: ان له فی الفقه عدة کتب، ذکر منها: کتاب الاحتجاج علی المخالفین، کتاب الجامع فی اصول الفقه"[3]

(میں نے ان کو ۳۴۰ھ میں دیکھا، خارجیوں کے اصل عقائد میں ضعف ظاہر ہوتا تھا، وہ خارجی فقہاء میں سے تھے اور مجھ سے کہا کہ فقہ میں ان کی کئی کتب ہیں جن میں سے کچھ کا ذکر کیا: کتاب الاحتجاج علی المخالفین، کتاب الجامع فی اصول الفقہ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

محمد بن سعيد الشافعي (متوفى ٣٣٣هـ)[1]

[illegible]

القشيري والكي (متوفى ٣٣٣هـ)[2]

[illegible]

مؤلفات الأصولي:

١- [illegible] ٢- [illegible]

[illegible]

١- كتاب الخبار ٢- [illegible] ٣- كتاب [illegible]

ابن أبي هريرة الشافعي (متوفى ٣٣٣هـ)[3]

[illegible]

١- "الواجب [illegible] الأمر الجازم الذي لا يجوز تركه بحال"

٢- "أن الأمر المطلق للفور"

٣- "أن فعل النبي صلى الله عليه وسلم إذا كان على جهة القربة ولم يكن بيان لمجمل أو امتثالا لأمر بإيجاب فهو على الوجوب"

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

ابو الولید القرشی الشافعی (۲۷۷ھ/۳۰۹ھ)[1]

محدث، حافظ اور فقیہ تھے انہوں نے امام شافعی کے "الرسالہ" کی ایک مبوب شرح لکھی تھی۔

حسین (حسن) ابن قاسم شافعی (متوفی ۳۵۰ھ)[2]

بوعلی بن ابی ہریرہ (متوفی ۳۴۵ھ) وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔ بغداد کے شیوخ الشافعیہ میں سے تھے۔ اپنے شیخ کی وفات کے بعد ان کی مسند سنبھالی۔ تاریخ بغداد میں ہے "(صنف) کتابا فی اصول الفقہ" (انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی)۔[3]

محمد بن عبداللہ البودعی الخارجی (متوفی ۳۵۰ھ)

ان کی تاریخ وفات ابن ندیم نے ۳۳۰ھ تقریباً بتائی ہے تفصیلات کے لئے وہاں رجوع کریں۔

احمد الفارسی شافعی (متوفی ۳۵۰ھ)[4]

متقدمین کبار ائمہ شافعیہ میں سے ہیں ان سے ابن سریج نے فقہ حاصل کیا۔ انہوں نے اصول فقہ میں "الدعوۃ" نامی کتاب تالیف کی۔[5]

علی بن موسیٰ القمی حنفی (متوفی ۳۵۰ھ)

مشہور فقہائے عراقیین اور فاضل علماء متکلمین میں سے ہیں۔ کتب شافعی اور ان کی تحقیق پر کلام کیا۔ انہوں نے "کتاب اثبات القیاس والاجتہاد وخبر الواحد" تالیف کی تھی۔

---

[1] ابو الولید حسان بن محمد بن احمد بن یاسر القرشی الاموی الفقیہ بغدادی الشافعی (۲۷۰ھ/۹۲۰ء)

[2] تکملہ اصفہان بشیر (۲۳۱/۲) (۲۶۱)

[3] ابو علی حسین بن قاسم الطبری حنفی المتوفی ۳۶۱ھ بغداد میں وفات پائی۔ ان کے ۳۶۱ھ میں وفات کی اشتباہ ہے۔ ابن خلکان نے وفیات الاعیان (۲۰۱/۱) میں اس اشتباہ کو بیان کیا۔ ذہبی نے طبقات الفقہاء ابن اسعد الحسنی کی طرح ۳۵۰ھ میں وفات بتائی ہے۔ ابن خلکان نے ۳۰۹ھ میں وفات بتائی ہے جو صحیح نہیں ہوسکتی کیونکہ شیوخ میں سے ان کے حالات میں لکھا کہ انہوں نے ابن ابی ہریرہ سے پڑھا اور ان کی وفات کے بعد ان کی مسند پر بیٹھے۔ ابن ابی ہریرہ کا انتقال ۳۴۵ھ میں ہوا ان لئے ۳۵۰ھ تاریخ وفات کا قول درست معلوم ہوتا ہے۔ تاریخ بغداد (۸/۸۷) (۳۹۸) سیر اعلام النبلاء (۱۵/۸۷) (۳۸۱) وفیات الاعیان لابن خلکان (۲۰۱/۱)

[4] تاریخ بغداد (۸/۸۷) (۳۹۸) وفیات الاعیان لابن خلکان (۲۰۱/۱)

[5] احمد بن عمر (احسین) ابن بکیر الفارسی ثم البغدادی، ۵۶ھ۔

[6] ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بغدادی (۳۹۲ھ) ان میں "تلخیص فی اصول الفقہ" کے بھی آپ کی تصنیف بتایا ہے اور تاریخ وفات ۳۹۱ھ بتائی۔ معجم الادباء لیس۔ مظہر (۱۰۵/۱۲)

[7] ابو الحسن علی بن عیسیٰ بن علی الکاتب المقتدر ابن الناصر ۳۶۰ھ

ابن القطان شافعی (متوفی ۳۵۹ھ)[1]

[illegible] سے بغداد جا کر ابو اسحاق المروزی سے فقہ حاصل کی۔ فقہ اور اصول میں آپ کا شمار جلیل القدر ائمہ میں ہوتا ہے۔ خطیب بغدادی نے لکھا ہے کہ آپ نے مختصر فی اصول الفقہ اور [illegible] تصنیف کی تھیں۔

حسین النجار حنفی (متوفی ۳۶۰ھ یا ۳۵۹ھ)[2]

یہ ابن شاذان بزار کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے اصول فقہ پر ایک کتاب تصنیف کی تھی۔

ابن برهان الشافعی (متوفی ۳۶۱ھ)

عراق خلیفہ سے ان کی تاریخ وفات ۳۶۰ھ ہے۔ فقہ اور اصول فقہ پر ان کی کتاب کا ذکر [illegible] نے کیا ہے۔ ان کی تاریخ وفات ۳۵۰ھ لکھی ہے جو صحیح نہیں معلوم ہوتا۔

ابو حامد المروروزی الشافعی (۳۶۲ھ)[3]

فقیہ اصولی تھے۔ ابو اسحاق المروزی سے فقہ حاصل کی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے "الجامع فی اصول الفقہ" کے مصنف ابو حامد المروروزی ہیں۔ [illegible] نے لکھا ہے کہ ان کی ایک تصنیف "کتاب الاشراف فی اصول الفقہ" ہے۔

ابو بکر القفال الکبیر الشاشی الشافعی (۲۹۱ھ/۳۶۵ھ)[4]

فقہ اور اصول فقہ کے بہت بڑے عالم تھے۔ عراق، شام، خراسان وغیرہ کے علمی اسفار کئے۔ ماوراء النہر کے بعض علاقوں میں جہاں مذہب ابو حنیفہ پھیلا ہوا تھا، اپنی تحریر و تقریر سے مذہب شافعی کی ترویج و اشاعت میں بڑا کارنامہ انجام دیا۔ بعض روایات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ پہلے مذہب اعتزال کی جانب جھکاؤ رکھتے تھے بعد میں مذہب اہل السنت والجماعت کی طرف رجوع کر لیا۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح الرسالۃ للامام شافعی ۲۔ کتاب فی اصول الفقہ ۳۔

مزید تفصیلات کے لئے تاریخ وفات ۳۳۵ھ کے تحت بھی دیکھئے، کیونکہ ان کی تاریخ وفات میں اختلاف ہے۔

۱۔ [illegible] متوفی ۴۷۸ھ ۲۔ [illegible] (۳۳۶ھ)

۳۔ [illegible] متوفی ۴۰۱ھ

۴۔ [illegible] ۲۰۳)

۵۔ [illegible] متوفی ۴۷۵ھ

۶۔ [illegible] ۱۸۱، ۱۹

۷۔ [illegible] ۳۵۸ھ [illegible] تصنیف کے لئے ۳۳۵ھ تاریخ وفات ملاحظہ کیجئے۔ ۳۵۸ھ میں ولادت اور وفات ہوئی۔

۸۔ [illegible] ۲۰۱، ۲۰۲

احمد الفرا بقی الشافعی (متوفی ۳۸۸ھ)[1]

[illegible]

ابو الطیب بن احمد الطاہری (متوفی ۳۹۰ھ)[2]

[illegible]

ابو بکر الجصاص حنفی (۳۰۵ھ-۳۷۰ھ)[3]

[illegible]

مؤلفات الاصولیہ [illegible] "الفصول فی الاصول" کا تعارف۔

کتاب "الفصول فی الاصول" کا تحقیقی جائزہ

[illegible]

قال المصنف رحمہ اللہ تعالیٰ: [illegible]

[illegible]

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

اس مقدمہ کی پہلی سطر قابل غور ہے جس میں مذکور ہے کہ ہم اس کتاب کے شروع میں مقدمہ پیش کر رہے ہیں جو ان اصول کے ذکر پر مشتمل ہے ۔ شاید اس مقدمہ سے مراد آپ کا "اصول فقہ" پر لکھا گیا سابقہ محاضرہ ہے "ادلۃ عامۃ القرآن" پر جو تمہید پیش کی اس میں بھی مذکور ہے ۔۔۔۔۔ وہ لکھتے ہیں

"المراد بهذه المقدمة الكتاب الذي الفته في اصول الفقه"

اس مقدمہ سے مراد وہ کتاب ہے جو اصول سے متعلق میں نے تالیف کی ہے

اصل فقہ "ادلۃ عامۃ القرآن" کے آخری تصنیف ہونے پر دو دلیلیں :

۱ بصائر اصول الفقہ میں کثرت سے مسائل فقہیہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کا تعلق کے ساتھ ذکر کرنا ہے کہ فقہاء کی تصریحات اور ان کی مختلف بحثوں میں متعدد ہوتی ہیں جبکہ یہ بات ثابت و معلوم ہوئی ہے کہ آپ نے اصول فقہ

۲ بصائر "ادلۃ عامۃ القرآن" میں جن مسائل اصولیہ کو پیش کرتے ہیں ان کی تفصیل کو دوسرے "اصول فقہ" میں مدون کرتے ہیں مگر دوسری طرف جب وہ شروح و مختصرات میں مسائل اصول الفقہ یا تمہید پیش کرتے ہیں تو ان میں "اصول فقہ" یا "ادلۃ عامۃ القرآن" سے کچھ نقل نہیں ہوتا جس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ یہ آخری رسالہ کی حیثیت رکھتا ہے

کتاب "اصول الفقہ" کی امتیازی خصوصیت :

ابوبکر جصاص نے یہ کتاب اپنے شیخ ابوالحسن کرخی (متوفی ۳۴۰ھ) کی وفات کے بعد تصنیف کی ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ جب وہ کسی مسئلہ میں اپنے شیخ کی آراء کا ذکر کرتے ہیں تو کبھی کبھی ان کے الفاظ استعمال کرتے ہیں جن سے عام طور ہوتا ہے ۔ مثلاً اس کتاب کے تیسرے باب (فی معنی الجمل) کی پہلی فصل میں فرماتے ہیں

"وقد كان شيخنا ابو الحسن الكرخي رحمه الله يقول مراده في قوله تعالى ... السارق والسارقة فاقطعوا يديهما" ۔[1]

اور اسی طرح وہ ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں

"انه (من المجمل) لا يصح الاحتجاج بعمومه" ۔[2]

اس کے علاوہ متعدد مقامات پر وہ "كان شيخنا" اور "كان رحمه الله" کے الفاظ کے ساتھ اپنے شیخ کا تذکرہ کرتے ہیں ۔ "قد" اور "كان" ماضی کے لئے آتے ہیں ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کی وفات ہو چکی تھی تو اول کہنا مناسب ہوتا "وراى شيخنا كذا" یا "يقول شيخنا كذا" ۔

مذکورہ باتوں کی روشنی میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ یہ امام جصاص کی آخری تالیف ہے جو انہوں نے شیخ کرخی کی وفات کے بعد مستقل پر مجلود افروز ہونے کے بعد لکھی اور یہ آپ کی حیات علمی کی تکمیل یعنی ۳۴۰ھ کے قریب کا زمانہ ہے اور یہ کتاب "اصول الفقہ" اس اعتبار سے بھی اہمیت کی حامل ہے کہ یہ علم اصول فقہ کی پہلی باقاعدہ مدون کتاب ہے

---

۱ ایضاً ۲ الرازی ۳۸ ۳ اصول الفقہ کی یہ تعلیل ابن الاصول ، احمد بن علی الرازی الجصاص ، ۱۸۰ تحقیق الدکتور عجیل جاسم النشمی ، کویت ، وزارۃ الاوقاف والشئون الاسلامیہ ۱۴۱۴ھ / ۱۹۹۴ء ۴ ایضاً سابق ، ۱۸۰ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴ ، ۱۸۵

کتاب "اصول الفقہ" کے ماخذ و مصادر :

امام جصاص نے اس کتاب کے مضمون میں جن مصادر سے مدد لی ہے وہ دو طرح کے ہیں :

۱۔ جصاص کے شیوخ اور ان کی کتب۔

۲۔ وہ اصولی کتب جو ان سے پہلے لکھی گئیں اور جصاص کو دستیاب ہوئیں۔

۱۔ جصاص کے شیوخ و کتب : امام جصاص نے اپنی علمی سند کے بارے میں خود بتایا ہے کہ انہوں نے فقہ حنفی کے بڑے شیوخ ابوسہل زجاج، ابوعلی الحسن بن علی بن محمد بن صباح الجرجرائی اور ابوالحسن کرخی سے فقہ اور اصول کی تعلیم حاصل کی۔ جصاص کی مؤلفات فقہ حنفی کے بڑے ائمہ کے مرتبہ ساتھ ہی ان کی اصولی بصیرت پر بھی دلالت کرتی ہیں۔ جس نے ہر مسئلہ میں مذہب حنفی کے اصول واضح کرنے میں بہت مدد دی ہے۔

۲۔ کتب اصولیہ و دیگر کتب جن سے استفادہ کیا گیا : وہ اپنے زمانے کی کتب اصولیہ اور دیگر فنون کی کتب سے بالعموم اور اپنے اصحاب کی مؤلفات سے بالخصوص مستفید ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ اپنی اس کتاب میں محمد بن الحسن الشیبانی کی کتاب "الجامع الکبیر" سے بعض اصولی مسائل نقل کرتے ہیں۔ مثلاً "باب القول فی التخصیص العام بالقیاس" میں نقل کرتے ہیں :

"قال محمد بن الحسن فی الجامع الکبیر اذا قال رجل ان فعلت فعبدی حر وقال عنیت شهرا من سنة لم یصدق فی القضاء ولا فیما بینه وبین الله تعالیٰ"[1]

(امام) محمد بن الحسن اپنے جامع کبیر میں فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کہے کہ اگر میں نے یہ کام کیا تو میرا غلام آزاد ہے اور کہا کہ میری نیت ایک مہینہ کی تھی تو [illegible]

امام جصاص اس سے گذشتہ اصولی مسئلہ کو یوں بیان فرماتے ہیں

"ولو کان قال ان فعلت غدا صدق فیما بینه وبین الله تعالیٰ لان العمل الذی یوجبه مذکور وهو لفظ فصلت به الخصوص فیها"[2]

اور الشیبانی کی اس کتاب سے انہوں نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ ان کی شرح کتب اصول میں بھی اپنے شیخ کرخی کے بعد جصاص ہی ہیں جن کی طرف اصولی مسائل میں رجوع کیا جاتا ہے۔ [illegible] کتاب سے ظاہر ہوتا ہے [illegible] بعض اصولی مسائل نقل کرتے ہیں چنانچہ جصاص کہتے ہیں : "وقد قال عیسیٰ بن ابان رحمة الله فی الجامع الصغیر" [illegible] اور کبھی فرماتے ہیں : "وقال (عیسیٰ) فی الجامع الکبیر"[3]

---

[1] حوالہ سابق، ۱/۲۳۶ "باب القول فی تخصیص العمیة بالقیاس"۔
[2] حوالہ سابق، ۱/۲۳۶۔ [3] حوالہ سابق، ۱/۵۱۶۔ [4] حوالہ سابق، ۱/۵۹۸۔

[illegible] جصاص کا امام شافعی کی کتاب "الرسالہ" پر [illegible] "الرسالہ" سے انھیں [illegible] نظر آتے ہیں اور بعض جگہ خصوصاً باب "البیان" میں [illegible] جصاص نے امام شافعی سے [illegible] کیے ہیں [illegible] کے [illegible] اضافات [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ان سے [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] جصاص نے [illegible] کیے ہیں [illegible] ان سے [illegible] ہوتی ہیں۔ [illegible] اضافات [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ان ک

[illegible] جصاص کا امام شافعی کی کتاب "الرسالہ" پر مواقفہ [illegible] "الرسالہ" سے اکثر مقامات پر اختلاف کرتے ہیں اور بعض جگہ تصحیح اور [illegible] کی ہے۔ [illegible] کے اصحاب اختیار کیا ہے اور [illegible] میں امام شافعی سے موافقت کیا ہے۔ جصاص نے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

"اما بعد حمد اللہ، والصلاۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: فہذہ فصول وابواب فی اصول الفقہ" لتسہیل علی معرفۃ طریق استنباط معانی القرآن واستخراج دلالاتہ، واحکام الحاظہ، وما یتصرف علیہ احوال کلام العرب، والاسماء اللغویۃ، والعبارات الشرعیۃ۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہمارے مقاصد کو پورا فرمائے اور ہمارے ذخیرہ کو بڑھائے۔ اور ہمارے لئے اور ہمارے ساتھیوں کے لئے اس کو ذخیرہ آخرت بنائے۔ [1]

کتاب "الفصول" کی بعض مطبوعہ یا مخطوطہ نسخوں میں [illegible] بعض نسخوں میں مطبوعہ یا مخطوطہ نسخوں میں [illegible] محمد حسن الشنقیطی کی تحقیق کا خلاصہ ہے کہ صحیح عنوان مندرجہ ذیل خصوص مراقط یا تم شدہ ہیں:

۱۔ [illegible] ۲۔ کیا لفظ عموم کی معانی کو شامل ہوتا ہے؟

۳۔ کیا لفظ عموم ہونے میں تقیید ہوتا ہے؟ ۴۔ عام کا موجب قطعی ہے یا غیر قطعی؟

اور یہ عنوان ہی سب سے زیادہ صحیح اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔

۱۔ عام کی تعریف:

اس بحث میں اور کسی نے بھی اس سے عام کی تعریف نہیں کی ہے

سوی الباجی وابن حمدان حیث عرفا العام بالاسم والمعنی [2]

"وهذا حد" : [illegible] اس تعریف پر اعتراض کیا ہے [illegible] لیکن ابن حمدان سے اس تعریف پر کوئی اعتراض نہیں کیا ہے۔ اسی طرح ابن برہان نے بھی اس تعریف پر اعتراض کیا ہے [illegible] اس سے ہوتی ہے [illegible] ابن برہان نے اپنی کتاب "الوصول الی الاصول" (۵۳۲ھ) میں اس تعریف کو بعض کی طرف منسوب کیا ہے [illegible] اس تعریف کو صحیح قرار دیا ہے۔ [3]

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ تعریف [illegible] کسی نے بعض کی طرف منسوب نہیں کیا ہے۔ یہاں مطلوب نسخے میں [illegible] کسی نے کہا ہے کہ [illegible] ان حضرات نے [illegible] منسوب کیا ہے [illegible] امام شافعی نے اکثر یا کل بعض ان میں سے ہیں [illegible] ابن حمدان نے [illegible] اور ابن برہان نے [illegible] کہ [illegible] بعض نسخے [illegible] بعض [illegible] کہ [illegible] شاید یہ قول ابن حمدان جس میں العالی کی قید ہے۔

---

[1] عوالم سابق ۳/۱

[2] اصول السرخسی، ۱/۱۳۲ [illegible] اصول فقہ کا نام [illegible] اصول الفصول فی الاصول، الجلد ص ۱۳۲ [illegible]

[3] [illegible] الوصول الی اصول [illegible] ۱۳۲ الفصول فی الاصول الجلد ص ۱۳۲ دیکھئے۔

[4] [illegible] ابن حمدان [illegible] کہ [illegible] ہوتا ہے۔

[5] کشف الاسرار للبخاری، ۱/۱۳۲ [illegible] اصول الفصول [illegible]

[6] کشف الاسرار للبخاری، ۱/۱۳۲ [illegible]

۲۔ لفظ العموم هل يفيد الاستغراق؟ [illegible]

[illegible] ۱۔ [illegible] ۲۔ [illegible] ۳۔ [illegible] ۴۔ [illegible] ۵۔ [illegible] ۶۔ [illegible] ۷۔ [illegible] ۸۔ [illegible] ۹۔ [illegible] ۱۰۔ [illegible]

۳۔ لفظ العموم هل هو حقيقة في الاحكام [illegible]

[illegible] ۱۔ [illegible] ۲۔ [illegible] ۳۔ [illegible] ۴۔ [illegible] ۵۔ [illegible] ۶۔ [illegible] ۷۔ [illegible] ۸۔ [illegible] ۹۔ [illegible] ۱۰۔ [illegible]

۴۔ موجب العام هل يقطع [illegible]

[illegible] ۱۔ [illegible] ۲۔ [illegible] ۳۔ [illegible] ۴۔ [illegible] ۵۔ [illegible] ۶۔ [illegible] ۷۔ [illegible] ۸۔ [illegible] ۹۔ [illegible] ۱۰۔ [illegible]

---

۱ اصول السرخسی ۱/۱۲۵

۲ اصول السرخسی ۱/۱۲۵-۱۲۶

۳ حاشیہ سلم العلوم علی شرح نہایۃ السؤل شیخ محمد بخیت المطیعی ۲/۱۲۶

۴ احکام الآمدی ۲/۱۲۵؛ ارشاد الفحول [illegible]؛ کشف الاسرار [illegible]

۵ [illegible] ۱/۲۳۲

۶ [illegible] ۱۰

۷ [illegible] ۲۵

۸ [illegible] ۲۵

۹ [illegible] ابو بکر جصاص ۱/۳۵

[illegible] الجمهور من الفقهاء والمتكلمين منهم
[illegible] الشافعي [illegible] وذهب الشيخ أبو منصور ومن تابعه من
[illegible] إلى أنه [illegible] أبي هبيرة والحسن الكرخي وأبو بكر
[illegible] الشافعي [illegible] الإمام أبو زيد
[illegible] الشيخ الدبوسي [1]

[illegible] کے بعد [illegible] کے [illegible] کے [illegible] کے

ابو عبداللہ الشیرازی الشافعی (متوفی ۳۷۱ھ)

امیر کہلائے کیونکہ چوتھی صدی ہجری کے امیر الدولہ کے دور میں قاضی رہے تھے۔ ابو الحسن الشیرازی بھی ان کے اساتذہ میں سے تھے اور ۳۷۱ھ میں قاضی ہرات کا عہدہ سنبھالا۔ آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ آپ کی مصروفیات کی وجہ سے ان کی قدر تصنیف قلیل تھی۔ صرف ایک کتاب "التصریح فی الاصول" تالیف کی۔

مؤلفات الصولیہ: انہوں نے "التصریح فی الاصول" تالیف کی۔

ابو الحسن التمیمی الجدلی (م ۳۱۰ھ یا ۳۱۱ھ)

فقیہ اصولی متکلم تھے۔ کہا جاتا ہے کہ تمیم بن مقبل کی اولاد سے تھے۔ ابن خلیب نے کہا کہ وہ تصنیف فی الفقہ والاصول تھے۔ ان کی اصول و فقہ میں متعدد تصانیف ہیں۔

ابوبکر الابھری المالکی (۲۹۸ھ یا ۳۷۵ھ)

ابھر شہر تھے۔ بغداد میں قاضی القضاۃ کا منصب قبول کیا۔ آپ نے ابھر میں مذہب مالکی سے تعلیم حاصل کی۔ بغداد میں متکلمین اور فقہاء سے ملاقات کی۔ آپ سے متعدد علماء نے علم حاصل کیا۔ ان میں ابو ذر الہروی، ابو بکر الجوزقی آپ سے شیخ ہیں۔

مؤلفات الصولیہ:

ابن عدم نے کہا کہ آپ نے اصول فقہ پر ایک کتاب لکھی جو تعلیق کی صورت میں ہے۔ انہوں نے کتاب "الاصول فی الفقہ" تالیف کی۔ ۲۔ کتاب "احکام اہل المدینہ" تحریر کی۔

الخلال بصری (متوفی ۳۷۶ھ) انہوں نے "کتاب الاصول" تالیف کی۔

الصاحب بن عباد الشیعی (۳۲۵ھ۔۳۸۵ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں "بیع الغائب فی الاصول" تالیف کی۔

ابو القاسم الکعبی الشافعی (متوفی ۳۸۶ھ)

اصول فقہ میں کتاب "القیاس والعلل" تالیف کی۔

---

۱ ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ الطحاوی ازدی (متوفی ۳۲۱ھ، صاحب التصانیف الجلیلۃ، حنفی، ۷۲/۲، عدد الجواہر المضیۃ ۱/۱۰۷، عدد الفوائد البہیۃ ۱/۷۰، تاریخ بغداد ۵/۲۷۹

ابن ابی زید القیروانی المالکی (۳۱۰ھ-۳۸۶ھ)[1]

ابن ابی زید کا شمار مالکی مذہب کے بڑے ائمہ میں ہوتا ہے۔ یہ وہ شخص تھے جنہوں نے اصول اور فروع کے اعتبار سے مالکی مذہب کو مدون کیا۔ ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ نے مالکی مذہب کی تدوین کے بارے میں تقریباً چالیس کتابیں لکھی تھیں جن سے بعد میں آنے والوں نے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ: ان کی کئی تصانیف ہیں جن میں انہوں نے اصول کے مسائل کو بیان کیا ہے۔ ان میں سے صرف تین کتابیں ہم تک پہنچی ہیں۔ ان میں سے ایک اصول فقہ پر لکھی گئی کتاب ہے جس کا نام "الرسالۃ" ہے۔ یہ مالکی اصول فقہ کی سب سے پہلی کتاب ہے جو ۳۳۶ھ میں مکمل ہوئی۔ یہ کتاب بارہا چھپ چکی ہے۔

المعتمد فی الفروع والقاضی الحسین (۳۰۵ھ-۳۶۲ھ)[2]

حسین بن علی بن محمد بن خلف طبری کا تعلق طبرستان سے تھا۔ انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد محمد بن خلف سے حاصل کی۔ محمد بن خلف اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے شافعی مذہب کو اختیار کیا تھا۔ حسین نے بھی اپنے والد کی طرح شافعی مذہب اختیار کیا۔ یہ بھی اپنے زمانے کے بہت بڑے عالم تھے۔ انہوں نے اصول فقہ پر کئی کتابیں لکھیں۔ ان میں سے صرف ایک کتاب "المعتمد فی الفروع والقاضی الحسین" کا ذکر ملتا ہے۔

مؤلفات اصولیہ: ان کی کتابوں میں سے انہوں نے اصول فقہ پر دو کتابوں کا ذکر کیا ہے جب کہ کشف الظنون میں ان کی صرف ایک کتاب (المعتمد) کا ذکر ہے۔

۱۔ "کتاب التحریر والنظر والمستصفی فی اصول الفقہ"

۲۔ "کتاب التجرید والتقریب فی اصول الفقہ"[3]

ابو نصر البخاری (متوفی ۳۵۳ھ)[4]

ان کا شمار بھی ان علماء میں ہوتا ہے جنہوں نے مذہب میں امام کے اصول کو مدون کیا۔ انہوں نے اصول میں یہ طریقہ اختیار کیا کہ پہلے اصول کو بیان کرتے اور پھر اس کی تائید میں دلائل پیش کرتے۔ انہوں نے بغداد میں تدریس کے فرائض انجام دیئے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں اپنے اساتذہ کا ذکر کیا ہے۔ لکھتے ہیں

واخبر اصحابنا فی جملہ النقلۃ والاصحاب ... وھو من فرسان الکلام فی الاصول، وکان یقول

الدھر علی الحضر، ویطوف الافاق"[5]

۱۔ ابو محمد عبداللہ بن ابی زید بن عبدالرحمن بن القیروانی المالکی، ولادت ۳۱۰ھ، وفات ۳۸۶ھ۔ تفصیل کے لئے دیکھئے: شجرۃ النور الزکیہ ۱/۸۵، الاعلام ۴/۱۳۱، معجم المؤلفین ۶/۱۳۱۔

۲۔ ابو عبداللہ الحسین بن علی بن محمد بن خلف الطبری ثم البغدادی الشافعی المعتزلی (۳۰۵ھ-۳۶۲ھ)، مشہور بالقاضی الحسین۔ دیکھئے: تاریخ بغداد ۸/۷۲، وفیات الاعیان ۲/۲۵۴، سیر اعلام النبلاء ۱۶/۵۶۷، تاج التراجم ۱/۷۰، شذرات الذہب ۳/۶۰، الاعلام ۲/۲۵۴، معجم المؤلفین ۴/۲۳۲۔

۳۔ کشف الظنون ۱/۵۲۷، ۲/۱۰۱۲۔

۴۔ ابو نصر احمد بن محمد بن عبداللہ البخاری الحنفی، متوفی ۳۵۳ھ۔

۵۔ لسان المیزان ابن حجر العسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ، طرف (۱۵۸۰)، ۱/۳۰۰، (۱۲۵۸)، حیدرآباد دکن، الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ، ص ۲۲۸، مکتبہ السعادۃ، مصر، تاج التراجم، ابن قطلوبغا، متوفی ۸۷۹ھ، ص ۱۵۵، (۲۴)، مکتبہ المثنی بغداد، ۱۹۶۲ء، ۱/۱۵۱، (۳۰۳)۔

اسماعیل الاسماعیلی الشافعی (۳۶۳ھ / ۹۷۴ء)

[illegible] اصول فقہ [illegible]

[illegible] اصول فقہ [illegible] "کتاب کبیر فی اصول الفقہ" [illegible] اصول فقہ کی ایک ضخیم کتاب ہے۔[1]

ابو محامد الغزالی الشافعی مالکی (متوفی ۴۰۵ھ / ۱۰۱۴ء)[2]

[illegible] اصول فقہ [illegible] اصول فقہ کی ایک مبسوط کتاب تالیف کی۔

سعد القرویانی المالکی (متوفی ۴۰۸ھ)[3]

[illegible] اصول فقہ [illegible] "الوصول سبیل العقول" [illegible] اصول فقہ کی ایک کتاب "الدلائل والاعلام" [illegible] "کتاب السلالات فی الاصول" تالیف کی۔[4]

ابو الحسن القرشی (متوفی ۴۰۸ھ بعد)[5]

[illegible] اصول فقہ میں کتاب "الرد علی اہل الظاہر" تالیف کی۔[6]

---

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]
4. [illegible]
5. [illegible]
6. [illegible]

فصل پنجم

عہدِ عباسیہ کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصول فقہ پر خدمات کا تحقیقی جائزہ

(پانچویں صدی ہجری کے آغاز سے ساتویں صدی ہجری کے اوائل تک)

فنی اور سیاقی صورت حال کا مختصر جائزہ :

[illegible] مشہور ہیں۔ یہ مشرق مغرب میں پھیل گئے اور ان کی حکومتیں قائم ہوئیں جن سے آگے [illegible] ان کے [illegible] ان کے [illegible] ان ک

۵۔ مراکش میں دولت مرینیہ قائم ہوئی جس کا بانی یوسف یعقوب بن عبدالحق کے ہاتھ سے قائم ہوئی۔ (۶۵۶ھ۔۱۲۷۵ء)

۶۔ مصر میں دولت ممالیک بحریہ قائم ہوئی۔ منصور نور الدین علی ابن المعز عزالدین ایبک اس کے بانی تھے۔ (۶۵۵ھ۔۱۲۵۸ء)

۷۔ نجد میں دولت رسولیہ قائم ہوئی جس کے بانی مظفر بن یوسف بن منصور عمر بن علی بن رسول تھے۔ (۶۲۷ھ۔۱۲۲۹ء)

۸۔ مغرب میں دولت بنی عبدالواد قائم ہوئی جس کی حکومت تھی۔ (۶۳۶ھ۔۱۲۸۰ء)

۹۔ یمن میں دولت رسولیہ قائم ہوئی جس کے بانی ملک المظفر شمس الدین یوسف بن عمر بن علی تھے۔ (۶۲۷ھ۔۱۲۲۹ء)

۱۰۔ فارس میں دولت اتابکیہ سلغریہ قائم ہوئی جس کے بانی ابوبکر بن سعد بن زنگی بن مودود اس کے بانی تھے۔ (۶۲۳ھ۔۱۲۲۵ء)

۱۱۔ ہندوستان میں دولت ممالیک بحریہ قائم ہوئی۔ دہلی میں بلبن بزار سب اس کے بانی تھے۔ (۶۵۰ھ۔۱۲۵۷ء)

۱۲۔ کرمان میں دولت قتلغ خانیہ قائم ہوئی جس کے بانی قتلغ خاتون تھے۔ (۶۵۵ھ۔۱۲۸۱ء)[1]

لیکن یہاں یہ بات صحیح رہنا چاہئے کہ علمی علامات ان انتخابات میں سیاسی حالات سے متاثر نہ رہے بلکہ وہ ترقی کرتے رہے خصوصاً مشرقی ممالک جو قبائل کے زمانے میں مصر اور فاطمی حکومت کے زمانے میں بڑے بڑے علماء اور مفکرین اور اسلامی شریعت اسلامی میں تعلیم الفقہ کی خدمات انجام دیئے ایسے اس کا اعتراف ضروری ہے کہ شریعت میں استقلال کی روش بہت ہی ضعیف ہی وجہ سے گزرنا ہوئی تھی اور وہ روح غالب جو ائمہ ابوحنیفہ، داؤد بن علی، محمد بن جریر طبری وغیرہ کے ہاتھوں تیار کیا گیا تھا ختم ہوگئی تھی اس میں بڑا مصنوعی اثر ہے کے بعد باقی نہ رہا امام ابوحنیفہ نے اپنے اسلاف سے اخذ کیا تھا اس کو بھی آدمی سمجھتے ہیں اور تم بھی آدمی ہیں اور وہ روح جو امام مالک نے کام کردی تھی۔ بجز رسول اللہ ﷺ کے کسی کی بات کو بغیر دلیل کے قبول نہ کرنا اور ان کے قبول کرنے یا نہ کرنے میں بھی وہ روح کام کردی تھی جس نے امام شافعی کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ وہ اپنے قدیم اقوال کو ترک کردیں اور ان کے قبول میں بھی وہ روح کام کردی تھی جس نے امام احمد بن حنبل

۲۲۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن حماد بن زید الازدی البصری المعروف بالمروزی، ثم البغدادی، الحنفی، القاضی، المتوفی ۳۳۴ھ۔ ان کی تصانیف میں اصول الفقہ، اصول الشاشی، اور اصول الکرخی کی شرح شامل ہیں۔

۲۳۔ ابو زید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ الدبوسی، الحنفی، القاضی، المتوفی ۴۳۰ھ۔ ان کی تصانیف میں تاسیس النظر اور تقویم الادلہ فی اصول الفقہ شامل ہیں۔

۲۴۔ ابو الحسین محمد بن علی بن الطیب البصری، المعتزلی، المتوفی ۴۳۶ھ۔ ان کی تصانیف میں المعتمد فی اصول الفقہ اور تصفح الادلہ فی الخلاف بین الفقہاء شامل ہیں۔

۲۵۔ ابو یعلیٰ محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد بن الفراء، الحنبلی، القاضی، المتوفی ۴۵۸ھ۔ ان کی تصانیف میں العدۃ فی اصول الفقہ اور الکفایۃ فی علم الروایۃ شامل ہیں۔

۲۶۔ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری، الشافعی، الماوردی، المتوفی ۴۵۰ھ۔ ان کی تصانیف میں الحاوی الکبیر، الاقناع فی الفقہ، اور اعلام النبوۃ شامل ہیں۔

۲۷۔ ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری، الشافعی، الماوردی، المتوفی ۴۵۰ھ۔ ان کی تصانیف میں الحاوی الکبیر، الاقناع فی الفقہ، اور اعلام النبوۃ شامل ہیں۔

تنقیدی رجحانات کی عکاسی پر دو کتابوں کے اسالیب سے مثالیں

۱۔ ابن عبد الوہاب نحلی نے اصول فقہ کی کتاب "التبصرۃ" میں ان اصول پر بحث کی ہے جس میں وہ حنفی اصول اور شافعی اصول کے درمیان موازنہ کرتے ہیں۔ مثلاً، وہ حنفی اصول کی تعریف کرتے ہیں جو کہ [illegible] اور شافعی اصول کی تعریف کرتے ہیں جو کہ [illegible]۔ نحلی نے اپنی کتاب میں [illegible] کے درمیان موازنہ کیا ہے۔ نحلی نے اپنی کتاب میں [illegible] سے استدلال کیا ہے۔

۲۔ ابو الحسین محمد بن علی بن الطیب البصری نے اپنی کتاب "المعتمد فی اصول الفقہ" میں حنفی اصول کی تنقید کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ [illegible]۔ وہ کہتے ہیں کہ [illegible]۔ وہ کہتے ہیں کہ [illegible]۔ وہ کہتے ہیں کہ [illegible]۔

چھٹی صدی ہجری کے چند اصولیین اور ان کے علمی مراکز پر ایک طائرانہ نظر:

محمد بن الحسن بن محمد بن فرقد الشیبانی، ابو عبد اللہ بلخی، ابو الحسن عبید اللہ بن حسین الکرخی، ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص، ابو زید عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ الدبوسی، ابو الحسین محمد بن علی بن الطیب البصری، ابو یعلیٰ محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد بن الفراء الحنبلی القاضی، ابو الحسن علی بن محمد بن محمد بن حبیب البصری الشافعی الماورد

- امام ابو علی حسین بن خرّاسان (المتوفی ۴۰۶ھ) نے بغداد میں درس دیا۔ ان کی علمی مرکزیت نیشاپور، بغداد اور بخارا تھا۔ وہ دمشق، بیت المقدس، مراکش وغیرہ میں بھی آتے جاتے رہے۔
- ان کی تاریخ پیدائش و وفات معلوم نہیں ہو سکی۔ البتہ ان کا مرکز علمی بغداد تھا۔
- انہوں نے بغداد میں خدمات انجام دیں۔
- مصر، الجزیرہ، شام، عراق، خراسان اور ماوراء النہر کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔
- ابن رشید نے ان کو مذہب میں شیخ لکھا۔ "بغیۃ المستفید و بغیۃ المقتصد" کے بھی مؤلف ہیں۔
- ان کتاب میں وہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہیں۔ ان پر یہ بحث ہوئی۔

اصولیین کا تعارف و خدمات :

ابو القاسم اسماعیل البیہقی (متوفی ۴۰۲ھ)[1]

اصول میں اپنے وقت کے امام تھے۔

مؤلفات اصولیہ — انہوں نے اصول فقہ میں "الشامل" نامی کتاب لکھی جو تیرہ جلدوں پر مشتمل ہے۔[2]

ابو عبد اللہ الدورقی حنبلی (متوفی ۴۰۳ھ)[3]

سلطان الاسلام میں قضا کی ذمہ داری نبھائی۔ کچھ باتیں حنابلہ کے مذہب فقہ پر مختلف تھے۔

مؤلفات اصولیہ — انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔[4]

قاضی ابو بکر الباقلانی المالکی (متوفی ۴۰۳ھ)[5]

اصولی متکلم تھے۔ مذہب اہل السنت کے متکلمین میں سے تھے اور اشعری طریقہ سے وابستہ تھے اور امام ابو الحسن اشعری پر فائز تھے۔ ان کے بارے میں کہا گیا:

"وانتهت اليه الرياسة في مذهبه وكان موصوفا بجودة الاستنباط"

(ان سے مذہب میں ریاست ان پر ختم ہوئی تھی، استنباط میں عمدہ صلاحیت رکھنے کی صفت سے متصف تھے۔)

---

[1] عبد الرحمٰن بن محمد بن حسین بن عبد اللہ نیشاپوری، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۳، ص ۱۳۲۔ [2] حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۰۱۷۔ [3] عبد الحی بن احمد بن محمد العکری الحنبلی، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ج ۳، ص ۱۳۲۔ [4] ابو الحسن محمد بن عبد الحسین بن محمد بن خلف بن مروان ابن الفراء البغدادی الحنبلی، طبقات الحنابلہ، ج ۲، ص ۲۱۔ [5] ابو بکر محمد بن الطیب بن محمد بن جعفر بن القاسم الباقلانی البصری ثم البغدادی المالکی، متوفی ۴۰۳ھ، تاریخ بغداد، ج ۵، ص ۳۷۹، رقم ۲۷۱۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۳، ص ۳۸۰، رقم ۳۵۲، الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، ج ۲، ص ۲۶۵، رقم ۷۶۲، شذرات الذہب، ج ۳، ص ۱۶۵۔

ابن کثیر کے مطابق یہ اپنی زندگی کے طویل عرصہ اس وقت تک نہیں سوتے جب تک بیس صفحات نہیں لکھ لیتے جس کی وجہ سے بہت سی کتب تصنیف ہو گئیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اعالی اجماع اهل المدینه ۲۔ التقریع فی اصول الفقه

۳۔ التمهید فی اصول الفقه ۴

حسن نیشاپوری الشافعی (متوفی ۴۰۵ھ)[۲]

اصول فقہ مکمل عربی میں لکھا۔ طریق صوفیہ پر چلتے اپنے زمانے کے زاہد اور عالم تھے مذہب ابو القفال اور الحضرمی وغیرہ سے حاصل کیا۔[۳]

ابن فورک الشافعی الاشعری (متوفی ۴۰۶ھ)[۵]

فقیہ، متکلم، اصولی، ادیب، نحوی، واعظ تھے۔ عراق میں اقامت اختیار کی وہاں علی بن حسن ابا علی سے اصول مذہب کی تعلیم حاصل کی تکمیل تعلیم کے بعد نیشاپور آئے جہاں امیر ناصر الدولہ ابو المظفر محمد نے ان کے لئے مدرسہ تعمیر کروایا وہیں تدریس انجام دی۔ اصول فقہ، اصول الدین اور معانی القرآن پر تقریباً سو کتابیں تصنیف کیں۔ ہدیۃ العارفین میں مذکور ہے کہ انہوں نے القاضی کی اصول میں کتاب "اوائل الادلة" کی شرح لکھی۔

اصول میں آراء الاسنوی نے منیاج البیضاوی کی شرح کرتے ہوئے ان کی آراء نقل کی ہیں۔ سیف الدین الآمدی نے الاحکام میں اور ابن السبکی نے رفع الحواج میں ان کی آراء نقل کیں۔ ان کے علاوہ دیگر اصولیین نے بھی ان کی آراء نقل کی ہیں۔[۴]

ابو حامد الاسفرائینی الشافعی (۳۴۴ھ/۴۰۶ھ)[۶]

فقیہ اصولی تھے، اپنے زمانہ کے امام تھے۔ مسجد عبداللہ بن المبارک میں تدریس و افتاء کے لئے بیٹھتے تو آپ کے حلقہ درس تشنگان علم سے بھرا رہتا جن کی تعداد تین سو سے سات سو تک ہوتی۔ ابن خطیب نے لکھا کہ وہ کہتے تھے "لو رآه الشافعی لفرح به" (اگر امام شافعی انہیں دیکھ لیتے تو ضرور خوش ہوتے)۔

۱۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ابن خلکان (۶۰۸ھ تا ۶۸۱ھ) مصر مطبعۃ السعادۃ الاولی ۱۳۱۰ھ، تاج التراجم ابن قطلوبغا ۱۹۲۔۱۹۳

۲۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، مولفہ حاجی خلیفہ مصطفی بن عبداللہ القسطنطینی (متوفی ۱۰۶۷ھ) ۱۹۴۱ء، ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، مولفہ اسماعیل پاشا البغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ) ۱۹۴۵ء۔ ۳۔ ایضاً حسن بن علی بن محمد فاتک نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ)

۴۔ ابو بکر محمد بن الحسن بن فورک الانصاری الاصبہانی (متوفی ۴۱۵ھ) مراکش میں وفات اور نیشاپور میں تدفین ہوئی، اعلام بوزیات ۱۸۱، معجم المؤلفین ۱۲/۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳،

مؤلفات اصولیہ اور آراء ——— آپ نے اصولی فقہ پر کتاب تصنیف کی [illegible] آپ کی آراء اقوال ہے میں جن پر بہت سے مسائل میں اعتماد کیا گیا ہے۔

ابو الحسن الکرخی الشیعی (۴۰۱ھ تک زندہ تھے)

رے میں دار ہوئے تھے فقیہ محدث تھے۔

مؤلفات اصولیہ ——— انہوں نے اصول میں کتاب "الفصول" تصنیف کی۔

ابو الواحد بن محمد المقدسی حنبلی (متوفی ۴۰۹ھ)

فقیہ اصولی اور واعظ تھے ذہب اور شام کے علمی اسفار کیے۔

مؤلفات اصولیہ ——— ابو یعلی حنبلی نے طبقات الحنابلہ میں لکھا

"وله تصنيف في الفقه وفي غير ذلك من الأصول"

(فقہ، اعظا اور اصول میں ان کی تصنیف ہیں)

احمد بن شاکر القطان الشافعی (متوفی ۴۰۷ھ)

اصول فقہ میں "محاسن المطارحات" تالیف کی۔

احمد بن الحائک الشافعی (۳۲۸ھ۔۴۱۵ھ)

مؤلفات اصولیہ ——— انہوں نے اصول میں کتاب "تحریر [illegible]" تالیف کی۔

قاضی القضاۃ عبد الجبار المعتزلی (۳۵۹ھ۔۴۱۵ھ)

فقیہ اصولی متکلم مفسر اپنے زمانے کے اصول میں مذہب معتزلہ کے [illegible] تھے [illegible] نے اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے عمر رضا کحالہ نے لکھا [illegible] "المحيط في الأصول" و "المجموعة في الأصول"۔

---

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

۵ [illegible]

صاحب الرسالۃ المستطرفۃ نے لکھا:

"ذی التصانیف السائرۃ وذکرہ شائع فی الاعصار"

(بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں اور اصول میں ان کا ذکر شائع ہے)۔

ان کا شمار بصرہ کے معتزلہ اور اصحاب ابی ہاشم میں ہوتا ہے ابوالحسن بصری آپ کے شاگرد تھے۔ اصول فقہ میں مندرجہ ذیل کتب تالیف کیں۔

۱۔ "المعتمد" یہ کتاب اصول فقہ کا ایک مبسوط ہے اس کتاب میں ابوالحسین نے اپنے اساتذہ کے ذکر کردہ مختلف طریقوں سے جوابات دیئے ہیں۔ اس کتاب کی بدولت ان بہت سی اصولیین کی آراء محفوظ ہوگئی ہیں جن کی کتب ہیچ ہوچکی ہیں۔ "العمد" اصول فقہ پر آپ کی پہلی کتاب ہے۔ جس میں انہوں نے اپنی کتاب "المعتمد" میں دی "کتاب الشرعیات" سے بہت سا مواد شامل کیا ہے۔ المعتمد کو امام حرم کی کتاب "البرہان" کا بہترین سوال کی جواب جدوجہد کے بعد مکمل کیا جو تیرہ ہزار اوراق اور بیس کے قریب جلدوں پر محیط تھی۔ اس کی تالیف کا آغاز ۴۸۰ھ میں ہوا۔ اختتام ۴۸۶ھ میں ہوا۔ اس کی چودہ جلدیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں۔ "المعتمد" اصول فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل کی کتاب تسلیم کی جاتی ہے اور جو کتب اس سے ماخوذ ہوئی ہے۔ اگرچہ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قاضی عبدالجبار نے اپنے ہمعصر ابوبکر محمد بن الطیب الباقلانی (متوفی ۴۰۳ھ) کے بھی فن اصول فقہ کے تمام ابواب پر مشتمل ایک کتاب لکھی تھی اب وہ مفقود ہے۔ اس کی تلخیص امام الحرمین نے کی جو موجود ہے۔ امام عبدالرحیم بن رزق شافعی (متوفی ۴۳۰ھ) اصولیین اور ان کی کتب کو ترجیح دیتے تھے تاخیر میں پیش کرتے ہوئے قاضی باقلانی، قاضی (متوفی ۴۰۳ھ) اور قاضی عبدالجبار معتزلی کی خدمات کو ان الفاظ سے سراہتے ہیں

"وجاء من بعدہ ابی الطیب فبسطوا واوضحوا واسطبوا وشرحوا حتی جاء القاضیان قاضی السنۃ ابوبکر بن الطیب وقاضی المعتزلۃ عبدالجبار فرسما المعالم ورفعا الاشکال"۔[3]

(اور جو امام شافعی کے بعد آئے انہوں نے اس علم کی شرح البسط کے ساتھ تحسین وترجیح کی یہاں تک کہ دو قاضی، قاضی السنۃ ابوبکر بن الطیب اور قاضی المعتزلہ عبدالجبار آئے ان دونوں حضرات نے علمیات کو وسیع بحث، مشکلات کو حل کیا اور اشکال کی تفصیل بیان کی اور اس میں پائے جانے والے اشکال کو دور کیا)۔

۱۔ شیخ بغداد، خطیب بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی الشافعی (۳۹۲ھ-۴۶۳ھ) مشہور کتب اسماء المؤلفین، ہدیۃ العارفین، معجم المؤلفین، الاعلام للزرکلی، معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ، تاریخ بغداد، تذکرۃ الحفاظ، شذرات الذہب، الوافی بالوفیات، طبقات الشافعیۃ الکبری، طبقات الشافعیۃ لابن قاضی شہبہ، طبقات الشافعیۃ للاسنوی، طبقات الشافعیۃ لابن ہدایۃ اللہ، طبقات الشافعیۃ للعبادی، طبقات الشافعیۃ لابن کثیر، طبقات الشافعیۃ للسبکی، طبقات الشافعیۃ للاہدل، طبقات الشافعیۃ للمراغی، طبقات الشافعیۃ للحسینی، طبقات الشافعیۃ للمدغری، طبقات الشافعیۃ للشہبی، طبقات الشافعیۃ للعبادی

اس پر تحقیق :

اس کے تین ابواب الاجماع والقیاس والاجتہاد پر ہیں جبکہ باقی حصہ دلائل الفقہ والی بحث پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی تحقیق پیش کی ہے دراسات اسلامیہ میں دراسات علیا میں ایم فل سطح حاصل کیا۔ اس تحریر کا اصل مقصد کتاب "المعتمد" کے دوسرے حصے پر ڈاکٹر عبدالحمید زید کی تحقیق پیش کرنا ہے۔[1]

ابن فلوجان (متوفی ۸۰۸ھ) نے عبدالجبار معتزلی کی اصول فقہ پر اس کتاب کا خلاصہ تیار کیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ایک الگ کتاب ہو تو "المعتمد" سے بھی پہلے تالیف کی ہو۔ اس کی شرح ابوالحسین بصری نے کی ہے جو ان کے ذہن میں اس کتاب کی اہمیت و افادیت سے بالکل واضح ہے۔ پھر بھی ابوالحسین بصری معتزلی نے "المعتمد" کے مقدمہ میں "المعتمد" کے اسلوب بیان کے بارے میں کہا ہے کہ عبدالجبار کی کتاب "العمد" کی میں نے شرح لکھی اب اس کے بعد "المعتمد" کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"الی ملکت فی "الشرح" "مسلک الکتاب فی ترتیب ابوابہ وتکریر بعض مسائلہ ،
وشرح ابواب لاتتعلق باصول الفقہ من دقیق الکلام "[2]

(شرح العمد) اس میں میں نے کتاب کے ابواب کی ترتیب کے طریقے کو اختیار کیا ہے اور اس کے بعض مسائل میں تکرار کیا ہے اور کئی ابواب کی شرح دقیق کلام کی وجہ سے اصول الفقہ سے متعلق نہیں تھی۔

۱۔ الہدایہ : اس کتاب کو قاضی عبدالجبار نے شرعیات میں شامل کیا ہے جبکہ ابوالحسین بصری نے "المعتمد" میں معتزلہ کی اس سے استفادہ کیا ہے۔[3]

۲۔ الشرح یا شرح العمد : ابوالحسین بصری نے اپنی کتاب "المعتمد" میں تحریر کیا ہے اس متعلقات پر اس سے نقل کیا ہے اور وہ ان الفاظ کے ساتھ نقل کرتے ہیں :

"قال قاضی القضاۃ فی الشرح "[4]

۳۔ الدرس : ابوالحسین اپنی کتاب "المعتمد" میں "الدرس" کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "قال قاضی القضاۃ فی الدرس" (قاضی القضاۃ نے "الدرس" میں کہا) اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں پہلا یہ کہ قاضی القضاۃ کی "الدرس" نامی کتاب تھی اس میں کہا۔ یا یہ بھی ممکن ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ دوران تعلیم "الدرس" میں کہا اور بعد میں اسے من کر نقل کر لیا ہو۔[5]

۱۔ تحقیق، مقدمہ، ص ۱۵۵/۲ ۲۔ حوالہ سابق۔

۳۔ احمد بن فلوجان بن عبدالرحمن بن محمد بن فلوجان متوفی ۸۰۸ھ، ص ۵۵ ۔ ۵۶ ۔ ۵۷ ۔ ۵۸ ۔ ۵۹ ۔ ۶۰ ۔ ۶۱ ۔ ۶۲ ۔ ۶۳ ۔ ۶۴ ۔ ۶۵ ۔ ۶۶ ۔ ۶۷ ۔ ۶۸ ۔ ۶۹ ۔ ۷۰ ۔ ۷۱ ۔ ۷۲ ۔ ۷۳ ۔ ۷۴ ۔ ۷۵ ۔ ۷۶ ۔ ۷۷ ۔ ۷۸ ۔ ۷۹ ۔ ۸۰ ۔ ۸۱ ۔ ۸۲ ۔ ۸۳ ۔ ۸۴ ۔ ۸۵ ۔ ۸۶ ۔ ۸۷ ۔ ۸۸ ۔ ۸۹ ۔ ۹۰ ۔ ۹۱ ۔ ۹۲ ۔ ۹۳ ۔ ۹۴ ۔ ۹۵ ۔ ۹۶ ۔ ۹۷ ۔ ۹۸ ۔ ۹۹ ۔ ۱۰۰ ۔ ۱۰۱ ۔ ۱۰۲ ۔ ۱۰۳ ۔ ۱۰۴ ۔ ۱۰۵ ۔ ۱۰۶ ۔ ۱۰۷ ۔ ۱۰۸ ۔ ۱۰۹ ۔ ۱۱۰ ۔ ۱۱۱ ۔ ۱۱۲ ۔ ۱۱۳ ۔ ۱۱۴ ۔ ۱۱۵ ۔ ۱۱۶ ۔ ۱۱۷ ۔ ۱۱۸ ۔ ۱۱۹ ۔ ۱۲۰ ۔ ۱۲۱ ۔ ۱۲۲ ۔ ۱۲۳ ۔ ۱۲۴ ۔ ۱۲۵ ۔ ۱۲۶ ۔ ۱۲۷ ۔ ۱۲۸ ۔ ۱۲۹ ۔ ۱۳۰ ۔ ۱۳۱ ۔ ۱۳۲ ۔ ۱۳۳ ۔ ۱۳۴ ۔ ۱۳۵ ۔ ۱۳۶ ۔ ۱۳۷ ۔ ۱۳۸ ۔ ۱۳۹ ۔ ۱۴۰ ۔ ۱۴۱ ۔ ۱۴۲ ۔ ۱۴۳ ۔ ۱۴۴ ۔ ۱۴۵ ۔ ۱۴۶ ۔ ۱۴۷ ۔ ۱۴۸ ۔ ۱۴۹ ۔ ۱۵۰ ۔ ۱۵۱ ۔ ۱۵۲ ۔ ۱۵۳ ۔ ۱۵۴ ۔ ۱۵۵ ۔ ۱۵۶ ۔ ۱۵۷ ۔ ۱۵۸ ۔ ۱۵۹ ۔ ۱۶۰ ۔ ۱۶۱ ۔ ۱۶۲ ۔ ۱۶۳ ۔ ۱۶۴ ۔ ۱۶۵ ۔ ۱۶۶ ۔ ۱۶۷ ۔ ۱۶۸ ۔ ۱۶۹ ۔ ۱۷۰ ۔ ۱۷۱ ۔ ۱۷۲ ۔ ۱۷۳ ۔ ۱۷۴ ۔ ۱۷۵ ۔ ۱۷۶ ۔ ۱۷۷ ۔ ۱۷۸ ۔ ۱۷۹ ۔ ۱۸۰ ۔ ۱۸۱ ۔ ۱۸۲ ۔ ۱۸۳ ۔ ۱۸۴ ۔ ۱۸۵ ۔ ۱۸۶ ۔ ۱۸۷ ۔ ۱۸۸ ۔ ۱۸۹ ۔ ۱۹۰ ۔ ۱۹۱ ۔ ۱۹۲ ۔ ۱۹۳ ۔ ۱۹۴ ۔ ۱۹۵ ۔ ۱۹۶ ۔ ۱۹۷ ۔ ۱۹۸ ۔ ۱۹۹ ۔ ۲۰۰ ۔ ۲۰۱ ۔ ۲۰۲ ۔ ۲۰۳ ۔ ۲۰۴ ۔ ۲۰۵ ۔ ۲۰۶ ۔ ۲۰۷ ۔ ۲۰۸ ۔ ۲۰۹ ۔ ۲۱۰ ۔ ۲۱۱ ۔ ۲۱۲ ۔ ۲۱۳ ۔ ۲۱۴ ۔ ۲۱۵ ۔ ۲۱۶ ۔ ۲۱۷ ۔ ۲۱۸ ۔ ۲۱۹ ۔ ۲۲۰ ۔ ۲۲۱ ۔ ۲۲۲ ۔ ۲۲۳ ۔ ۲۲۴ ۔ ۲۲۵ ۔ ۲۲۶ ۔ ۲۲۷ ۔ ۲۲۸ ۔ ۲۲۹ ۔ ۲۳۰ ۔ ۲۳۱ ۔ ۲۳۲ ۔ ۲۳۳ ۔ ۲۳۴ ۔ ۲۳۵ ۔ ۲۳۶ ۔ ۲۳۷ ۔ ۲۳۸ ۔ ۲۳۹ ۔ ۲۴۰ ۔ ۲۴۱ ۔ ۲۴۲ ۔ ۲۴۳ ۔ ۲۴۴ ۔ ۲۴۵ ۔ ۲۴۶ ۔ ۲۴۷ ۔ ۲۴۸ ۔ ۲۴۹ ۔ ۲۵۰ ۔ ۲۵۱ ۔ ۲۵۲ ۔ ۲۵۳ ۔ ۲۵۴ ۔ ۲۵۵ ۔ ۲۵۶ ۔ ۲۵۷ ۔ ۲۵۸ ۔ ۲۵۹ ۔ ۲۶۰ ۔ ۲۶۱ ۔ ۲۶۲ ۔ ۲۶۳ ۔ ۲۶۴ ۔ ۲۶۵ ۔ ۲۶۶ ۔ ۲۶۷ ۔ ۲۶۸ ۔ ۲۶۹ ۔ ۲۷۰ ۔ ۲۷۱ ۔ ۲۷۲ ۔ ۲۷۳ ۔ ۲۷۴ ۔ ۲۷۵ ۔ ۲۷۶ ۔ ۲۷۷ ۔ ۲۷۸ ۔ ۲۷۹ ۔ ۲۸۰ ۔ ۲۸۱ ۔ ۲۸۲ ۔ ۲۸۳ ۔ ۲۸۴ ۔ ۲۸۵ ۔ ۲۸۶ ۔ ۲۸۷ ۔ ۲۸۸ ۔ ۲۸۹ ۔ ۲۹۰ ۔ ۲۹۱ ۔ ۲۹۲ ۔ ۲۹۳ ۔ ۲۹۴ ۔ ۲۹۵ ۔ ۲۹۶ ۔ ۲۹۷ ۔ ۲۹۸ ۔ ۲۹۹ ۔ ۳۰۰ ۔ ۳۰۱ ۔ ۳۰۲ ۔ ۳۰۳ ۔ ۳۰۴ ۔ ۳۰۵ ۔ ۳۰۶ ۔ ۳۰۷ ۔ ۳۰۸ ۔ ۳۰۹ ۔ ۳۱۰ ۔ ۳۱۱ ۔ ۳۱۲ ۔ ۳۱۳ ۔ ۳۱۴ ۔ ۳۱۵ ۔ ۳۱۶ ۔ ۳۱۷ ۔ ۳۱۸ ۔ ۳۱۹ ۔ ۳۲۰ ۔ ۳۲۱ ۔ ۳۲۲ ۔ ۳۲۳ ۔ ۳۲۴ ۔ ۳۲۵ ۔ ۳۲۶ ۔ ۳۲۷ ۔ ۳۲۸ ۔ ۳۲۹ ۔ ۳۳۰ ۔ ۳۳۱ ۔ ۳۳۲ ۔ ۳۳۳ ۔ ۳۳۴ ۔ ۳۳۵ ۔ ۳۳۶ ۔ ۳۳۷ ۔ ۳۳۸ ۔ ۳۳۹ ۔ ۳۴۰ ۔ ۳۴۱ ۔ ۳۴۲ ۔ ۳۴۳ ۔ ۳۴۴ ۔ ۳۴۵ ۔ ۳۴۶ ۔ ۳۴۷ ۔ ۳۴۸ ۔ ۳۴۹ ۔ ۳۵۰ ۔ ۳۵۱ ۔ ۳۵۲ ۔ ۳۵۳ ۔ ۳۵۴ ۔ ۳۵۵ ۔ ۳۵۶ ۔ ۳۵۷ ۔ ۳۵۸ ۔ ۳۵۹ ۔ ۳۶۰ ۔ ۳۶۱ ۔ ۳۶۲ ۔ ۳۶۳ ۔ ۳۶۴ ۔ ۳۶۵ ۔ ۳۶۶ ۔ ۳۶۷ ۔ ۳۶۸ ۔ ۳۶۹ ۔ ۳۷۰ ۔ ۳۷۱ ۔ ۳۷۲ ۔ ۳۷۳ ۔ ۳۷۴ ۔ ۳۷۵ ۔ ۳۷۶ ۔ ۳۷۷ ۔ ۳۷۸ ۔ ۳۷۹ ۔ ۳۸۰ ۔ ۳۸۱ ۔ ۳۸۲ ۔ ۳۸۳ ۔ ۳۸۴ ۔ ۳۸۵ ۔ ۳۸۶ ۔ ۳۸۷ ۔ ۳۸۸ ۔ ۳۸۹ ۔ ۳۹۰ ۔ ۳۹۱ ۔ ۳۹۲ ۔ ۳۹۳ ۔ ۳۹۴ ۔ ۳۹۵ ۔ ۳۹۶ ۔ ۳۹۷ ۔ ۳۹۸ ۔ ۳۹۹ ۔ ۴۰۰ ۔ ۴۰۱ ۔ ۴۰۲ ۔ ۴۰۳ ۔ ۴۰۴ ۔ ۴۰۵ ۔ ۴۰۶ ۔ ۴۰۷ ۔ ۴۰۸ ۔ ۴۰۹ ۔ ۴۱۰ ۔ ۴۱۱ ۔ ۴۱۲ ۔ ۴۱۳ ۔ ۴۱۴ ۔ ۴۱۵ ۔ ۴۱۶ ۔ ۴۱۷ ۔ ۴۱۸ ۔ ۴۱۹ ۔ ۴۲۰ ۔ ۴۲۱ ۔ ۴۲۲ ۔ ۴۲۳ ۔ ۴۲۴ ۔ ۴۲۵ ۔ ۴۲۶ ۔ ۴۲۷ ۔ ۴۲۸ ۔ ۴۲۹ ۔ ۴۳۰ ۔ ۴۳۱ ۔ ۴۳۲ ۔ ۴۳۳ ۔ ۴۳۴ ۔ ۴۳۵ ۔ ۴۳۶ ۔ ۴۳۷ ۔ ۴۳۸ ۔ ۴۳۹ ۔ ۴۴۰ ۔ ۴۴۱ ۔ ۴۴۲ ۔ ۴۴۳ ۔ ۴۴۴ ۔ ۴۴۵ ۔ ۴۴۶ ۔ ۴۴۷ ۔ ۴۴۸ ۔ ۴۴۹ ۔ ۴۵۰ ۔ ۴۵۱ ۔ ۴۵۲ ۔ ۴۵۳ ۔ ۴۵۴ ۔ ۴۵۵ ۔ ۴۵۶ ۔ ۴۵۷ ۔ ۴۵۸ ۔ ۴۵۹ ۔ ۴۶۰ ۔ ۴۶۱ ۔ ۴۶۲ ۔ ۴۶۳ ۔ ۴۶۴ ۔ ۴۶۵ ۔ ۴۶۶ ۔ ۴۶۷ ۔ ۴۶۸ ۔ ۴۶۹ ۔ ۴۷۰ ۔ ۴۷۱ ۔ ۴۷۲ ۔ ۴۷۳ ۔ ۴۷۴ ۔ ۴۷۵ ۔ ۴۷۶ ۔ ۴۷۷ ۔ ۴۷۸ ۔ ۴۷۹ ۔ ۴۸۰ ۔ ۴۸۱ ۔ ۴۸۲ ۔ ۴۸۳ ۔ ۴۸۴ ۔ ۴۸۵ ۔ ۴۸۶ ۔ ۴۸۷ ۔ ۴۸۸ ۔ ۴۸۹ ۔ ۴۹۰ ۔ ۴۹۱ ۔ ۴۹۲ ۔ ۴۹۳ ۔ ۴۹۴ ۔ ۴۹۵ ۔ ۴۹۶ ۔ ۴۹۷ ۔ ۴۹۸ ۔ ۴۹۹ ۔ ۵۰۰ ۔ ۵۰۱ ۔ ۵۰۲ ۔ ۵۰۳ ۔ ۵۰۴ ۔ ۵۰۵ ۔ ۵۰۶ ۔ ۵۰۷ ۔ ۵۰۸ ۔ ۵۰۹ ۔ ۵۱۰ ۔ ۵۱۱ ۔ ۵۱۲ ۔ ۵۱۳ ۔ ۵۱۴ ۔ ۵۱۵ ۔ ۵۱۶ ۔ ۵۱۷ ۔ ۵۱۸ ۔ ۵۱۹ ۔ ۵۲۰ ۔ ۵۲۱ ۔ ۵۲۲ ۔ ۵۲۳ ۔ ۵۲۴ ۔ ۵۲۵ ۔ ۵۲۶ ۔ ۵۲۷ ۔ ۵۲۸ ۔ ۵۲۹ ۔ ۵۳۰ ۔ ۵۳۱ ۔ ۵۳۲ ۔ ۵۳۳ ۔ ۵۳۴ ۔ ۵۳۵ ۔ ۵۳۶ ۔ ۵۳۷ ۔ ۵۳۸ ۔ ۵۳۹ ۔ ۵۴۰ ۔ ۵۴۱ ۔ ۵۴۲ ۔ ۵۴۳ ۔ ۵۴۴ ۔ ۵۴۵ ۔ ۵۴۶ ۔ ۵۴۷ ۔ ۵۴۸ ۔ ۵۴۹ ۔ ۵۵۰ ۔ ۵۵۱ ۔ ۵۵۲ ۔ ۵۵۳ ۔ ۵۵۴ ۔ ۵۵۵ ۔ ۵۵۶ ۔ ۵۵۷ ۔ ۵۵۸ ۔ ۵۵۹ ۔ ۵۶۰ ۔ ۵۶۱ ۔ ۵۶۲ ۔ ۵۶۳ ۔ ۵۶۴ ۔ ۵۶۵ ۔ ۵۶۶ ۔ ۵۶۷ ۔ ۵۶۸ ۔ ۵۶۹ ۔ ۵۷۰ ۔ ۵۷۱ ۔ ۵۷۲ ۔ ۵۷۳ ۔ ۵۷۴ ۔ ۵۷۵ ۔ ۵۷۶ ۔ ۵۷۷ ۔ ۵۷۸ ۔ ۵۷۹ ۔ ۵۸۰ ۔ ۵۸۱ ۔ ۵۸۲ ۔ ۵۸۳ ۔ ۵۸۴ ۔ ۵۸۵ ۔ ۵۸۶ ۔ ۵۸۷ ۔ ۵۸۸ ۔ ۵۸۹ ۔ ۵۹۰ ۔ ۵۹۱ ۔ ۵۹۲ ۔ ۵۹۳ ۔ ۵۹۴ ۔ ۵۹۵ ۔ ۵۹۶ ۔ ۵۹۷ ۔ ۵۹۸ ۔ ۵۹۹ ۔ ۶۰۰ ۔ ۶۰۱ ۔ ۶۰۲ ۔ ۶۰۳ ۔ ۶۰۴ ۔ ۶۰۵ ۔ ۶۰۶ ۔ ۶۰۷ ۔ ۶۰۸ ۔ ۶۰۹ ۔ ۶۱۰ ۔ ۶۱۱ ۔ ۶۱۲ ۔ ۶۱۳ ۔ ۶۱۴ ۔ ۶۱۵ ۔ ۶۱۶ ۔ ۶۱۷ ۔ ۶۱۸ ۔ ۶۱۹ ۔ ۶۲۰ ۔ ۶۲۱ ۔ ۶۲۲ ۔ ۶۲۳ ۔ ۶۲۴ ۔ ۶۲۵ ۔ ۶۲۶ ۔ ۶۲۷ ۔ ۶۲۸ ۔ ۶۲۹ ۔ ۶۳۰ ۔ ۶۳۱ ۔ ۶۳۲ ۔ ۶۳۳ ۔ ۶۳۴ ۔ ۶۳۵ ۔ ۶۳۶ ۔ ۶۳۷ ۔ ۶۳۸ ۔ ۶۳۹ ۔ ۶۴۰ ۔ ۶۴۱ ۔ ۶۴۲ ۔ ۶۴۳ ۔ ۶۴۴ ۔ ۶۴۵ ۔ ۶۴۶ ۔ ۶۴۷ ۔ ۶۴۸ ۔ ۶۴۹ ۔ ۶۵۰ ۔ ۶۵۱ ۔ ۶۵۲ ۔ ۶۵۳ ۔ ۶۵۴ ۔ ۶۵۵ ۔ ۶۵۶ ۔ ۶۵۷ ۔ ۶۵۸ ۔ ۶۵۹ ۔ ۶۶۰ ۔ ۶۶۱ ۔ ۶۶۲ ۔ ۶۶۳ ۔ ۶۶۴ ۔ ۶۶۵ ۔ ۶۶۶ ۔ ۶۶۷ ۔ ۶۶۸ ۔ ۶۶۹ ۔ ۶۷۰ ۔ ۶۷۱ ۔ ۶۷۲ ۔ ۶۷۳ ۔ ۶۷۴ ۔ ۶۷۵ ۔ ۶۷۶ ۔ ۶۷۷ ۔ ۶۷۸ ۔ ۶۷۹ ۔ ۶۸۰ ۔ ۶۸۱ ۔ ۶۸۲ ۔ ۶۸۳ ۔ ۶۸۴ ۔ ۶۸۵ ۔ ۶۸۶ ۔ ۶۸۷ ۔ ۶۸۸ ۔ ۶۸۹ ۔ ۶۹۰ ۔ ۶۹۱ ۔ ۶۹۲ ۔ ۶۹۳ ۔ ۶۹۴ ۔ ۶۹۵ ۔ ۶۹۶ ۔ ۶۹۷ ۔ ۶۹۸ ۔ ۶۹۹ ۔ ۷۰۰ ۔ ۷۰۱ ۔ ۷۰۲ ۔ ۷۰۳ ۔ ۷۰۴ ۔ ۷۰۵ ۔ ۷۰۶ ۔ ۷۰۷ ۔ ۷۰۸ ۔ ۷۰۹ ۔ ۷۱۰ ۔ ۷۱۱ ۔ ۷۱۲ ۔ ۷۱۳ ۔ ۷۱۴ ۔ ۷۱۵ ۔ ۷۱۶ ۔ ۷۱۷ ۔ ۷۱۸ ۔ ۷۱۹ ۔ ۷۲۰ ۔ ۷۲۱ ۔ ۷۲۲ ۔ ۷۲۳ ۔ ۷۲۴ ۔ ۷۲۵ ۔ ۷۲۶ ۔ ۷۲۷ ۔ ۷۲۸ ۔ ۷۲۹ ۔ ۷۳۰ ۔ ۷۳۱ ۔ ۷۳۲ ۔ ۷۳۳ ۔ ۷۳۴ ۔ ۷۳۵ ۔ ۷۳۶ ۔ ۷۳۷ ۔ ۷۳۸ ۔ ۷۳۹ ۔ ۷۴۰ ۔ ۷۴۱ ۔ ۷۴۲ ۔ ۷۴۳ ۔ ۷۴۴ ۔ ۷۴۵ ۔ ۷۴۶ ۔ ۷۴۷ ۔ ۷۴۸ ۔ ۷۴۹ ۔ ۷۵۰ ۔ ۷۵۱ ۔ ۷۵۲ ۔ ۷۵۳ ۔ ۷۵۴ ۔ ۷۵۵ ۔ ۷۵۶ ۔ ۷۵۷ ۔ ۷۵۸ ۔ ۷۵۹ ۔ ۷۶۰ ۔ ۷۶۱ ۔ ۷۶۲ ۔ ۷۶۳ ۔ ۷۶۴ ۔ ۷۶۵ ۔ ۷۶۶ ۔ ۷۶۷ ۔ ۷۶۸ ۔ ۷۶۹ ۔ ۷۷۰ ۔ ۷۷۱ ۔ ۷۷۲ ۔ ۷۷۳ ۔ ۷۷۴ ۔ ۷۷۵ ۔ ۷۷۶ ۔ ۷۷۷ ۔ ۷۷۸ ۔ ۷۷۹ ۔ ۷۸۰ ۔ ۷۸۱ ۔ ۷۸۲ ۔ ۷۸۳ ۔ ۷۸۴ ۔ ۷۸۵ ۔ ۷۸۶ ۔ ۷۸۷ ۔ ۷۸۸ ۔ ۷۸۹ ۔ ۷۹۰ ۔ ۷۹۱ ۔ ۷۹۲ ۔ ۷۹۳ ۔ ۷۹۴ ۔ ۷۹۵ ۔ ۷۹۶ ۔ ۷۹۷ ۔ ۷۹۸ ۔ ۷۹۹ ۔ ۸۰۰ ۔ ۸۰۱ ۔ ۸۰۲ ۔ ۸۰۳ ۔ ۸۰۴ ۔ ۸۰۵ ۔ ۸۰۶ ۔ ۸۰۷ ۔ ۸۰۸ ۔ ۸۰۹ ۔ ۸۱۰ ۔ ۸۱۱ ۔ ۸۱۲ ۔ ۸۱۳ ۔ ۸۱۴ ۔ ۸۱۵ ۔ ۸۱۶ ۔ ۸۱۷ ۔ ۸۱۸ ۔ ۸۱۹ ۔ ۸۲۰ ۔ ۸۲۱ ۔ ۸۲۲ ۔ ۸۲۳ ۔ ۸۲۴ ۔ ۸۲۵ ۔ ۸۲۶ ۔ ۸۲۷ ۔ ۸۲۸ ۔ ۸۲۹ ۔ ۸۳۰ ۔ ۸۳۱ ۔ ۸۳۲ ۔ ۸۳۳ ۔ ۸۳۴ ۔ ۸۳۵ ۔ ۸۳۶ ۔ ۸۳۷ ۔ ۸۳۸ ۔ ۸۳۹ ۔ ۸۴۰ ۔ ۸۴۱ ۔ ۸۴۲ ۔ ۸۴۳ ۔ ۸۴۴ ۔ ۸۴۵ ۔ ۸۴۶ ۔ ۸۴۷ ۔ ۸۴۸ ۔ ۸۴۹ ۔ ۸۵۰ ۔ ۸۵۱ ۔ ۸۵۲ ۔ ۸۵۳ ۔ ۸۵۴ ۔ ۸۵۵ ۔ ۸۵۶ ۔ ۸۵۷ ۔ ۸۵۸ ۔ ۸۵۹ ۔ ۸۶۰ ۔ ۸۶۱ ۔ ۸۶۲ ۔ ۸۶۳ ۔ ۸۶۴ ۔ ۸۶۵ ۔ ۸۶۶ ۔ ۸۶۷ ۔ ۸۶۸ ۔ ۸۶۹ ۔ ۸۷۰ ۔ ۸۷۱ ۔ ۸۷۲ ۔ ۸۷۳ ۔ ۸۷۴ ۔ ۸۷۵ ۔ ۸۷۶ ۔ ۸۷۷ ۔ ۸۷۸ ۔ ۸۷۹ ۔ ۸۸۰ ۔ ۸۸۱ ۔ ۸۸۲ ۔ ۸۸۳ ۔ ۸۸۴ ۔ ۸۸۵ ۔ ۸۸۶ ۔ ۸۸۷ ۔ ۸۸۸ ۔ ۸۸۹ ۔ ۸۹۰ ۔ ۸۹۱ ۔ ۸۹۲ ۔ ۸۹۳ ۔ ۸۹۴ ۔ ۸۹۵ ۔ ۸۹۶ ۔ ۸۹۷ ۔ ۸۹۸ ۔ ۸۹۹ ۔ ۹۰۰ ۔ ۹۰۱ ۔ ۹۰۲ ۔ ۹۰۳ ۔ ۹۰۴ ۔ ۹۰۵ ۔ ۹۰۶ ۔ ۹۰۷ ۔ ۹۰۸ ۔ ۹۰۹ ۔ ۹۱۰ ۔ ۹۱۱ ۔ ۹۱۲ ۔ ۹۱۳ ۔ ۹۱۴ ۔ ۹۱۵ ۔ ۹۱۶ ۔ ۹۱۷ ۔ ۹۱۸ ۔ ۹۱۹ ۔ ۹۲۰ ۔ ۹۲۱ ۔ ۹۲۲ ۔ ۹۲۳ ۔ ۹۲۴ ۔ ۹۲۵ ۔ ۹۲۶ ۔ ۹۲۷ ۔ ۹۲۸ ۔ ۹۲۹ ۔ ۹۳۰ ۔ ۹۳۱ ۔ ۹۳۲ ۔ ۹۳۳ ۔ ۹۳۴ ۔ ۹۳۵ ۔ ۹۳۶ ۔ ۹۳۷ ۔ ۹۳۸ ۔ ۹۳۹ ۔ ۹۴۰ ۔ ۹۴۱ ۔ ۹۴۲ ۔ ۹۴۳ ۔ ۹۴۴ ۔ ۹۴۵ ۔ ۹۴۶ ۔ ۹۴۷ ۔ ۹۴۸ ۔ ۹۴۹ ۔ ۹۵۰ ۔ ۹۵۱ ۔ ۹۵۲ ۔ ۹۵۳ ۔ ۹۵۴ ۔ ۹۵۵ ۔ ۹۵۶ ۔ ۹۵۷ ۔ ۹۵۸ ۔ ۹۵۹ ۔ ۹۶۰ ۔ ۹۶۱ ۔ ۹۶۲ ۔ ۹۶۳ ۔ ۹۶۴ ۔ ۹۶۵ ۔ ۹۶۶ ۔ ۹۶۷ ۔ ۹۶۸ ۔ ۹۶۹ ۔ ۹۷۰ ۔ ۹۷۱ ۔ ۹۷۲ ۔ ۹۷۳ ۔ ۹۷۴ ۔ ۹۷۵ ۔ ۹۷۶ ۔ ۹۷۷ ۔ ۹۷۸ ۔ ۹۷۹ ۔ ۹۸۰ ۔ ۹۸۱ ۔ ۹۸۲ ۔ ۹۸۳ ۔ ۹۸۴ ۔ ۹۸۵ ۔ ۹۸۶ ۔ ۹۸۷ ۔ ۹۸۸ ۔ ۹۸۹ ۔ ۹۹۰ ۔ ۹۹۱ ۔ ۹۹۲ ۔ ۹۹۳ ۔ ۹۹۴ ۔ ۹۹۵ ۔ ۹۹۶ ۔ ۹۹۷ ۔ ۹۹۸ ۔ ۹۹۹ ۔ ۱۰۰۰ ۔ ۱۰۰۱ ۔ ۱۰۰۲ ۔ ۱۰۰۳ ۔ ۱۰۰۴ ۔ ۱۰۰۵ ۔ ۱۰۰۶ ۔ ۱۰۰۷ ۔ ۱۰۰۸ ۔ ۱۰۰۹ ۔ ۱۰۱۰ ۔ ۱۰۱۱ ۔ ۱۰۱۲ ۔ ۱۰۱۳ ۔ ۱۰۱۴ ۔ ۱۰۱۵ ۔ ۱۰۱۶ ۔ ۱۰۱۷ ۔ ۱۰۱۸ ۔ ۱۰۱۹ ۔ ۱۰۲۰ ۔ ۱۰۲۱ ۔ ۱۰۲۲ ۔ ۱۰۲۳ ۔ ۱۰۲۴ ۔ ۱۰۲۵ ۔ ۱۰۲۶ ۔ ۱۰۲۷ ۔ ۱۰۲۸ ۔ ۱۰۲۹ ۔ ۱۰۳۰ ۔ ۱۰۳۱ ۔ ۱۰۳۲ ۔ ۱۰۳۳ ۔ ۱۰۳۴ ۔ ۱۰۳۵ ۔ ۱۰۳۶ ۔ ۱۰۳۷ ۔ ۱۰۳۸ ۔ ۱۰۳۹ ۔ ۱۰۴۰ ۔ ۱۰۴۱ ۔ ۱۰۴۲ ۔ ۱۰۴۳ ۔ ۱۰۴۴ ۔ ۱۰۴۵ ۔ ۱۰۴۶ ۔ ۱۰۴۷ ۔ ۱۰۴۸ ۔ ۱۰۴۹ ۔ ۱۰۵۰ ۔ ۱۰۵۱ ۔ ۱۰۵۲ ۔ ۱۰۵۳ ۔ ۱۰۵۴ ۔ ۱۰۵۵ ۔ ۱۰۵۶ ۔ ۱۰۵۷ ۔ ۱۰۵۸ ۔ ۱۰۵۹ ۔ ۱۰۶۰ ۔ ۱۰۶۱ ۔ ۱۰۶۲ ۔ ۱۰۶۳ ۔ ۱۰۶۴ ۔ ۱۰۶۵ ۔ ۱۰۶۶ ۔ ۱۰۶۷ ۔ ۱۰۶۸ ۔ ۱۰۶۹ ۔ ۱۰۷۰ ۔ ۱۰۷۱ ۔ ۱۰۷۲ ۔ ۱۰۷۳ ۔ ۱۰۷۴ ۔ ۱۰۷۵ ۔ ۱۰۷۶ ۔ ۱۰۷۷ ۔ ۱۰۷۸ ۔ ۱۰۷۹ ۔ ۱۰۸۰ ۔ ۱۰۸۱ ۔ ۱۰۸۲ ۔ ۱۰۸۳ ۔ ۱۰۸۴ ۔ ۱۰۸۵ ۔ ۱۰۸۶ ۔ ۱۰۸۷ ۔ ۱۰۸۸ ۔ ۱۰۸۹ ۔ ۱۰۹۰ ۔ ۱۰۹۱ ۔ ۱۰۹۲ ۔ ۱۰۹۳ ۔ ۱۰۹۴ ۔ ۱۰۹۵ ۔ ۱۰۹۶ ۔ ۱۰۹۷ ۔ ۱۰۹۸ ۔ ۱۰۹۹ ۔ ۱۱۰۰ ۔ ۱۱۰۱ ۔ ۱۱۰۲ ۔ ۱۱۰۳ ۔ ۱۱۰۴ ۔ ۱۱۰۵ ۔ ۱۱۰۶ ۔ ۱۱۰۷ ۔ ۱۱۰۸ ۔ ۱۱۰۹ ۔ ۱۱۱۰ ۔ ۱۱۱۱ ۔ ۱۱۱۲ ۔ ۱۱۱۳ ۔ ۱۱۱۴ ۔ ۱۱۱۵ ۔ ۱۱۱۶ ۔ ۱۱۱۷ ۔ ۱۱۱۸ ۔ ۱۱۱۹ ۔ ۱۱۲۰ ۔ ۱۱۲۱ ۔ ۱۱۲۲ ۔ ۱۱۲۳ ۔ ۱۱۲۴ ۔ ۱۱۲۵ ۔ ۱۱۲۶ ۔ ۱۱۲۷ ۔ ۱۱۲۸ ۔ ۱۱۲۹ ۔ ۱۱۳۰ ۔ ۱۱۳۱ ۔ ۱۱۳۲ ۔ ۱۱۳۳ ۔ ۱۱۳۴ ۔ ۱۱۳۵ ۔ ۱۱۳۶ ۔ ۱۱۳۷ ۔ ۱۱۳۸ ۔ ۱۱۳۹ ۔ ۱۱۴۰ ۔ ۱۱۴۱ ۔ ۱۱۴۲ ۔ ۱۱۴۳ ۔ ۱۱۴۴ ۔ ۱۱۴۵ ۔ ۱۱۴۶ ۔ ۱۱۴۷ ۔ ۱۱۴۸ ۔ ۱۱۴۹ ۔ ۱۱۵۰ ۔ ۱۱۵۱ ۔ ۱۱۵۲ ۔ ۱۱۵۳ ۔ ۱۱۵۴ ۔ ۱۱۵۵ ۔ ۱۱۵۶ ۔ ۱۱۵۷ ۔ ۱۱۵۸ ۔ ۱۱۵۹ ۔ ۱۱۶۰ ۔ ۱۱۶۱ ۔ ۱۱۶۲ ۔ ۱۱۶۳ ۔ ۱۱۶۴ ۔ ۱۱۶۵ ۔ ۱۱۶۶ ۔ ۱۱۶۷ ۔ ۱۱۶۸ ۔ ۱۱۶۹ ۔ ۱۱۷۰ ۔ ۱۱۷۱ ۔ ۱۱۷۲ ۔ ۱۱۷۳ ۔ ۱۱۷۴ ۔ ۱۱۷۵ ۔ ۱۱۷۶ ۔ ۱۱۷۷ ۔ ۱۱۷۸ ۔ ۱۱۷۹ ۔ ۱۱۸۰ ۔ ۱۱۸۱ ۔ ۱۱۸۲ ۔ ۱۱۸۳ ۔ ۱۱۸۴ ۔ ۱۱۸۵ ۔ ۱۱۸۶ ۔ ۱۱۸۷ ۔ ۱۱۸۸ ۔ ۱۱۸۹ ۔ ۱۱۹۰ ۔ ۱۱۹۱ ۔ ۱۱۹۲ ۔ ۱۱۹۳ ۔ ۱۱۹۴ ۔ ۱۱۹۵ ۔ ۱۱۹۶ ۔ ۱۱۹۷ ۔ ۱۱۹۸ ۔ ۱۱۹۹ ۔ ۱۲۰۰ ۔ ۱۲۰۱ ۔ ۱۲۰۲ ۔ ۱۲۰۳ ۔ ۱۲۰۴ ۔ ۱۲۰۵ ۔ ۱۲۰۶ ۔ ۱۲۰۷ ۔ ۱۲۰۸ ۔ ۱۲۰۹ ۔ ۱۲۱۰ ۔ ۱۲۱۱ ۔ ۱۲۱۲ ۔ ۱۲۱۳ ۔ ۱۲۱۴ ۔ ۱۲۱۵ ۔ ۱۲۱۶ ۔ ۱۲۱۷ ۔ ۱۲۱۸ ۔ ۱۲۱۹ ۔ ۱۲۲۰ ۔ ۱۲۲۱ ۔ ۱۲۲۲ ۔ ۱۲۲۳ ۔ ۱۲۲۴ ۔ ۱۲۲۵ ۔ ۱۲۲۶ ۔ ۱۲۲۷ ۔ ۱۲۲۸ ۔ ۱۲۲۹ ۔ ۱۲۳۰ ۔ ۱۲۳۱ ۔ ۱۲۳۲ ۔ ۱۲۳۳ ۔

ابو عمر الطلمنکی المالکی (متوفی ۴۲۹ھ)[1]

فقہ، اصول اور حدیث تینوں علوم کے امام تھے۔ آپ نے اصول پر بھی قلم اٹھایا۔

مؤلفات اصولیہ: "کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول" تالیف کی۔[2]

ابن رامین البغدادی الشافعی (متوفی ۴۳۰ھ)[3]

بصرہ میں مقیم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: "تصنیف فی الاصول" آپ کی تالیف ہے۔[4]

ابو زید دبوسی الحنفی (متوفی ۴۳۰ھ)[5]

ابو زید نے علمِ فقہ میں اپنے والد ابو عبداللہ دبوسی سے تلمذ حاصل کیا۔ امام کرخی کی طرح امام ابو زید دبوسی نے بھی امام ابو حنیفہ سے اصول اخذ کیے۔ تاہم دبوسی نے کئی مقامات پر امام کرخی کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔ مختلف مسائل میں امام ابو حنیفہ کے دلائل کو ترجیح دینے کے لیے انہوں نے اصول فقہ کی بنیاد رکھی۔ ابو زید دبوسی نے اپنے والد کے بہت سے دلائل کو رد کیا اور کرخی فقہاء کے طریقہ استدلال اور قانون بنانے کے اصول کو اپنایا۔ ابن نجیم نے کہا:

"وھو اول من وضع علم الخلاف وابرزہ الی الوجود"[6]

(اصول نے [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تاسیس النظر ۲۔ الاسرار فی الاصول والفروع

۳۔ الامالی فی الاصول ۴۔ تقویم الادلۃ فی الاصول

تاسیس النظر کا تحقیقی تجزیہ :

اس کتاب میں ابوالحسن الکرخی اور ابوبکر جصاص کے بیان کردہ مقامات کو قدرے تفصیل سے سمجھا گیا ہے اور فقہی ابواب کا اسلوب اختیار کرتے ہوئے اصول کے ضمن میں مسائل جزئیہ کو تفریعات اور فقہی نکات پر مشتمل قواعد اور مسائل دیئے گئے ہیں۔ دبوسی نے اس کتاب کو مندرجہ ذیل نو اجزاء میں تقسیم کیا :

۱۔ امام ابوحنیفہ اور ان کے دو مشہور شاگردوں ابو یوسف یعقوب اور امام محمد بن حسن الشیبانی کے مابین فقہی اختلاف آراء کی اساس کو بیان کیا ہے۔ اس حصہ میں وہ قواعد اصول مذکور ہیں جن سے امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگردوں کے نقطہ نظر کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

۲۔ امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں امام محمد نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۳۔ امام ابوحنیفہ اور امام محمد کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں امام ابو یوسف نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۴۔ امام ابو یوسف اور امام محمد کے مابین پائی جانے والی اختلافی آراء کے اصول و قواعد بیان کئے۔

۵۔ تین حنفی فقہاء امام محمد، امام حسن بن زیاد اللؤلؤی (اصل کتاب سے ایک اہم سیاق ہے) ان کی فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں ان سے ان کے ایک اور دو معاصرین امام زفر نے اختلاف کیا ہے۔

۶۔ حنفی فقہاء (امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام محمد اور امام زفر وغیرہ) کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں امام مالک نے ان سے اختلاف کیا ہے۔

۷۔ تین حنفی فقہاء امام محمد، امام زفر اور امام حسن بن زیاد کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کے معاصر قاضی ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۴۸ھ) کی آراء و اقوال سے اختلاف کیا ہے۔

۸۔ مذکورہ بالا حنفی فقہاء کی ان فقہی آراء کے اصول و قواعد جن میں انہوں نے امام محمد بن ادریس الشافعی کی رائے سے اختلاف کیا ہے۔

۹۔ متفرق اختلافی اقوال و آراء کے اصول و قواعد۔

ان نو اجزاء میں سے ہر ایک جز کو مختلف ابواب کے تحت تقسیم کیا گیا ہے۔ ہر باب میں اس موضوع سے متعلق وہ سب ملتے جلتے امور سے متعلق اصولی تکلیات بیان کئے گئے ہیں ہر اصل اور کلیہ کی مثالیں اور تطبیقی نظائر بھی دی گئی ہیں تاکہ قارئین کی منشاء مزید واضح ہو سکے۔ امام دبوسی نے "اصل" کا لفظ اصولی مفہوم میں استعمال کیا ہے جس میں قواعد، ضوابط اور اصول سب شامل تھے۔[1]

---

[1] تاسیس النظر، دبوسی، عبید اللہ بن عمر بن عیسیٰ ابو زید الحنفی المتوفی ۴۳۰ھ، ص ۳، مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ، قاہرہ، مصر۔

١۔ الاسرار في الاصول والفروع :

٢۔ الانوار في الاصول :

٣۔ تقويم الادلة في الاصول :

جامع الاثر نے کہا اصول شرعیہ کا قانون کی لائبریری میں اس پر چند تحقیقات :

١۔

٢۔

مؤلفات اصولیہ :

١۔ ٣۔ كتاب القياس الشرعي

٢۔ ٥۔ تصحيح الادلة في اصول الفقه ٦۔ شرح العمد

(۱) کتاب المعتمد کا تحقیقی تجزیہ: اصول فقہ کی ارتقائی تاریخ میں کتاب "المعتمد" کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اس کتاب کو ابوالحسین البصری المعتزلی نے "الاحکام" میں اپنی مختلف آراء کو بیان کرنے کے لئے بنیاد بنایا ہے۔ یہ کتاب معتزلہ کے اصول فقہ کے مکمل نظام کو پیش کرتی ہے۔ اس کتاب کے مخطوطے کی تین نقول دستیاب ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس کتاب کے اصل متن کو بہت ہی احتیاط کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہے۔ ان کے اس کام کی تصدیق اس کتاب میں موجود مقدمے سے بھی ہوتی ہے جو کہ ابوالحسین البصری نے خود لکھا ہے۔ اس مقدمہ میں انہوں نے اس کتاب کی ترتیب کے بارے میں بتایا ہے۔ مقدمہ المعتمد میں ابوالحسین البصری نے اس کتاب کی ترتیب کے بارے میں لکھا ہے:

والذي دعاني الى تاليف هذا الكتاب في اصول الفقه بعد شرحي كتاب المعتمد لطلب فاضي عبد الجبار، واستقصاء القول فيه الى ان سئلت ان اشرح مسائل الكتاب في مجلس واحد، وتكرار كثير من مسائله وشرح ابوابه لا تتطل باصول الفقه من دقيق الكلام فاحببت ان اؤلف كتابا، ارتبه ابوابه غير مكرر فيه ما يحتاج الحكم فيها بالقرائن الى دقيق الكلام، ويعدل فيه القارئ لطلب الابواب في اصول الفقه، وان كان عارفا بالكلام فقد عرفها على ثم استقصاء وليس يستغنى من هذه الابواب شيئا، وان كان عارف بالكلام، صعب عليه تقصيها، ولم يشرح له فكان الاولى حذف هذه الابواب من اصول الفقه [2]

(ترجمہ) "کتاب المعتمد" کی شرح لکھنے کے بعد میں نے کتاب "المعتمد" لکھنے کی طرف توجہ دی تھی جس کتاب المعتمد کی ترتیب ابواب اور بہت سے مسائل میں قاضی عبدالجبار کی ترتیب کے مطابق تھی اور میں نے اس کتاب کی شرح کرتے وقت اس کتاب کے طریقہ پیش نظر رکھا۔۔۔ میں نے چاہا کہ ایسی کتاب تالیف کروں جس میں بار بار ابواب مرتب کئے گئے ہوں اور ان ابواب پر پہنچ کر ہوں جو دقت کلام کے بغیر اصول فقہ میں بحث سے جانے کی نشاندہی میں کچھ ہیں۔۔۔ اور یہ بھی ہے کہ اصول فقہ کا قاری اگر علم کلام کا عارف ہے تو وہ ان کی گہرائی سے پہلے ہی واقف ہے اس کے لئے یہ استفادہ کی بات نہیں ہوگی اور اگر وہ علم کلام کا عارف نہیں ہے تو ان کی تشریح کرنا بھی اس کے لئے مشکل ہوگا اور اس کے لئے ان ابواب کا اصول فقہ سے حذف کرنا ہی بہتر ہوگا۔۔۔ لہذا ان ابواب کا اصول فقہ سے حذف کرنا ہی بہتر ہوگا۔

ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ "المعتمد" میں انہوں نے بعض ان مسائل کو حذف کر دیا تھا جن کا تعلق اصول فقہ سے کم اور متکلمین سے زیادہ تھا اس طرح انہوں نے کچھ مسائل کو اضافہ بھی کیا جو "المعتمد" میں نہیں پائے گئے تھے۔ اس طرح اصول فقہ کے تقریباً تمام موضوعات کو ہی زیر بحث لائے ہیں اور اس میں کسی بھی قسم کی کوئی کمی نہیں کی ہے۔

---

1. ابو الحسین محمد بن علی الطیب البصری المعتزلی، کتاب المعتمد فی اصول الفقہ، ج ۱، ص ۱، تحقیق خلیل المیس، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۳ء۔
2. المعتمد فی اصول الفقہ، ابو الحسین بصری معتزلی، ج ۱، ص ۳، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۳ء۔

حسن وقبح کے بارے میں ان کے خیالات معتزلی عقائد کی طرح ہیں۔ حسن و قبح کی بحث کو اصول فقہ میں شامل کرنے کا سہرا بھی انہی کے سر ہے۔ اس کا ربط پیدا کرنے کی خواہش اور کوشش کرتے ہیں۔ مختلف آراء و اقوال پیش کرتے ہیں۔ جن کی تائید میں قاضی عبدالجبار اپنی رائے بھی ذکر کرتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ان کا مقصد اپنے مذہب کی تائید اور تقویت پہنچانا ہوتا ہے۔ اشعریہ سے مناظرانہ انداز میں گفتگو کرتے ہیں۔ کبھی کبھی مختلف کرتے ہیں اور جواب دیتے ہیں "لک ان تقول لا دلیل علی ذالک" میں ان کی "تفلسفانہ" پالیسی بہت صاف طور پر جھلکتی ہوئی ہے[1]۔ اپنی اور دوسروں کی رائے سے برابری کی بنیاد پر استدلال کرتے ہیں۔ تحلیلی اسلوب سے اجتناب کرتے ہیں ان کا اسلوب استدلالی ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ کبھی مرجع معتزلی کی بھی مخالفت کر جاتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے مسائل فی العموم اذا تعلقہ تقیید بشرط۔ او استثناء۔ او صفۃ او حکم کے مسئلہ میں انہوں نے کیا کہ ابوہاشم کی رائے سے اختلاف کیا۔

بلاشبہ یہ کتاب ان کی عمدہ تالیفات و خدمات میں سے ایک اہم کتاب شمار کی جاتی ہے جو فن اصول فقہ کا قابل فخر علمی سرمایہ ہے۔

کتاب "المعتمد" کے بارے میں ابن خلدون کی رائے ہے وہ لکھتے ہیں:

"کتاب المعتمد لعبد الجبار و شرحہ المعتمد لابی الحسین البصری"[2]

(المعتمد عبدالجبار کی کتاب ہے اور "المعتمد" اس کی شرح جو ابوالحسین بصری کی تالیف ہے)

مگر ہمیں ابن خلدون کی اس بات سے اتفاق نہیں ہے کہ "المعتمد" عبدالجبار معتزلی کی کتاب ہے بلکہ "المعتمد" اس کی شرح ہے کیونکہ "المعتمد" اب چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے جس سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ یہ کتاب شرح نہیں ہے بلکہ ایک مستقل مختصر کتاب ہے۔ اور المعتمد کے مقدمہ سے جو عبارت ہم نے اوپر نقل کر چکے ہیں اس سے بھی اس کتاب کے مختصر تصنیف ہونے کا پتہ چلتا ہے۔

"المعتمد" کے بارے میں ابوالخطاب الکلوذانی فرماتے ہیں:

"ان المعتمد مختصر العمد"[3]

(المعتمد (دراصل) العمد کا اختصار ہے)

مگر ہمیں اس رائے سے بھی اتفاق نہیں کیونکہ دونوں کتابوں کے ابواب کی ترتیب اور مسائل ایک دوسرے سے جداگانہ ہیں اور دونوں میں مسائل کی کمی بیشی بھی پائی جاتی ہے۔

فواد سزگین نے اپنی کتاب تاریخ التراث العربی میں "المعتمد" کو اصول العمدین کی کتاب بتایا ہے[4] جو یہ بات بھی درست معلوم نہیں ہوتی۔

"المعتمد" کے اثرات کا مختصر جائزہ:

یہ کتاب بعد کے تقریباً سبھی خصوصاً معتزلی اصولیوں پر مسلسل اثر انداز ہوتی رہی بلکہ اس کتاب نے ان کے لئے ایک اساس و بنیاد کی فراہمی کا کام کیا۔ مثلاً ابوالخطاب الکلوذانی اپنی کتاب "التمہید" کے مقدمہ میں اس "المعتمد" کو

---

1. حوالہ سابق ملاحظہ کریں ۱/۳۷۸۔۱۹۲۔ 2. حوالہ سابق ۱/۳۷۸۔
3. مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ ص ۵۵۶ طبع دار الکتب العلمیہ۔
4. التمہید، ابوالخطاب الکلوذانی ۱/۱۹۷، ۲/۱۰۷، بتحقیق مفید محمد ابوعمشہ و محمد علی بن ابراہیم، طبع مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی، جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ، ۱۴۰۶ھ۔
5. تاریخ التراث العربی، فواد سزگین ۱/۴۲۱، مکتبہ الخانجی، مصر عنہ فی فہرس مخطوطات الظاہریہ ۱/۱۱۶، طبع ۱۹۷۰ء۔۱۹۸۳ء۔

آپ کا طریقہ کو اپناتے ہیں اور ان کے محمد بن علی ابو الحسین بصری اور ان کے شیخ عبد الجبار کی کتاب "المعتمد" کو اہمیت دیتے ہوئے اس پر تعلیق تحریر کرتے ہیں، حاجی خلیفہ فرماتے ہیں:

"(المعتمد) وهو كتاب كبير رتبه احمد فخر الدين الرازي كتاب المحصول وللقاضي ابي يعلى محمد بن الحسين بالفراء الحنبلي [1]

"المعتمد" ایک بڑی کتاب ہے فخر الدین رازی نے کتاب "المحصول" اور قاضی ابو یعلی محمد بن الحسین الفراء الحنبلی (متوفی ۴۵۸ھ) نے بھی اس سے استفادہ کیا)

کشف الظنون کے حاشیہ میں تحریر درج ہے کہ "(وهو المعتمد) شرح المعتمد للقاضي عبد الجبار بن احمد صاحب التنبيه (ولي الدين) لقب (ابو زرعة) المعتمد، قاضی عبد الجبار کی المعتمد کی شرح ہے اور اس پر ولی الدین نے بہت سی باتوں کا اضافہ کیا ہے)۔

(۲) زيادات المعتمد یہ ایک مختصر فقہی مسائل کی کتاب ہے جس کا مصنف ایک نحوی ہے جو قسطنطنیہ میں ۷۱۰ھ کے لگ بھگ موجود تھا، اس میں اصول فقہ کے ان مسائل کو بیان کیا ہے جو "المعتمد" میں بیان نہیں کئے گئے تھے اور ان مسائل کی تحقیق ابو الحسین بصری سے متعلق بعض مسائل مثلاً واجب المخیر، اقتضاء الامر المطلق والنهي کو بیان کیا ہے علاوہ ازیں ان دوسرے مسائل کو بھی بیان کیا جو دوسرے خصوصاً الدلیل والعلل کی حجیت، نسخ، اجماع اور الفاظ سے متعلق تھے۔

(۳) كتاب القياس الشرعي یہ کتاب "المعتمد" سے قبل کی تالیف ہے مگر ابن السبکی نے اس کو "المعتمد" کی فصل قرار دیا ہے اس کتاب کے نسخے قسطنطنیہ کی "لالہ لی" نامی لائبریری سے حاصل کر کے "المعتمد" کے ساتھ شائع کیا گیا ہے۔ مطبوعہ کتاب میں اس کتاب کے پہلے صفحے پر تحریر کر دیا گیا ہے (وقد جعله قبل كتاب المعتمد، كما يظهر من الاشارات العديدة اليه في كتاب المعتمد) یہ کل بیس صفحات پر مشتمل کتاب ہے۔

(۴) غرر الادلة في اصول الفقه [2]

(۵) تصفح الادلة في اصول الفقه [3]

یہ کتاب ابن السبکی کے بیان کے مطابق علامہ بدر الدین حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) نے اپنی کتاب کشف القناع میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے مذکورہ بالا دونوں کتب کی موجودگی ان کے مشتملات کے بارے میں کسی طرح بھی ممکن نہیں ہو سکا۔

(۶) شرح المعتمد یہ ابو الحسین کی اصول فقہ پر پہلی تالیف ہے، جو انہوں نے اپنے شیخ عبد الجبار کی زندگی میں ہی تالیف کر لی تھی اس کے علاوہ مزید دو کتب "المعتمد" اور "كتاب القياس الشرعي" بھی ان کی زندگی میں تالیف کیں۔

---

[1] كشف الظنون، ج ۲، صفحہ ۱۹۳۲۔ [2] حوالہ سابق۔

[3] المعتمد في اصول الفقه، ابو الحسین محمد بن علی طیب بصری متوفی ۴۳۶ھ، ۲ جلد، دار الکتب العلمیہ ۱۹۸۳ء۔

[4] شرح مختصر الروضہ، نجم الدین سلیمان بن عبد القوی طوفی، ۱۹۸۷ء۔

[5] كشف القناع عن اسرار الاختصار، ابو البقاء بدر الدین ابی الحسن علی متوفی ۸۵۵ھ، ص ۳۱۵، جلد دوم، مخطوطہ عبد الجبار ۱۹۸۷ء۔

اس اپنی کتاب سے متعلق فرماتے ہیں کہ ابو الحسین بصری اپنے شیخ ابو [illegible] کی [illegible] ہوئے [illegible] ابو [illegible] کا اپنے شیخ امام الحرمین سے [illegible] ان کی [illegible] اصول [illegible] [illegible] اپنے [illegible] سے نقل کرتے ہیں اور [illegible] [illegible] [illegible]

کتاب کی افادیت اجاگر کرنے والے چند امور

۱۔ شرح المعتمد: اس شرح کا بنیادی مقصد کتاب کی شرح ہے جس میں مسائل اور ان سے متعلق دیگر جامع تشریحی امور کی وضاحت کی گئی ہے۔ مؤلف کی دیگر تصانیف سے بھی اس کتاب کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ اس کتاب کے اصول و ضوابط اور اس کی خصوصیات کے بارے میں بھی مؤلف نے خود ہی وضاحت کر دی ہے۔

۲۔ اس کتاب کے اصول و ضوابط کو مؤلف نے خود ہی بیان کیا ہے جس سے اس کتاب کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔

۳۔ شرح المعتمد: اصول فقہ کی اس کتاب کے بارے میں زیادہ تر یہ کہا جاتا ہے کہ اس سے معتزلہ اصولیین کی آراء کو اولیت دی گئی ہے اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ یہ اصولیین خود بھی معتزلی تھے اور دوسرا یہ کہ ان کا معتزلہ اصولیین سے دور کا بھی تعلق نہیں تھا اس لئے انہوں نے غیر جانبداری سے ان کے اقوال و آراء کو نقل کیا تھا۔

مختلف مذاہب کے وہ علماء جن کے اقوال اس میں محفوظ ہیں:

اس کتاب میں مؤلف نے اس کتاب میں مختلف مذاہب کے علماء کے اقوال کو بیان کیا ہے جو اس کتاب کی اہمیت کو اور بڑھا دیتے ہیں۔ ان علماء کے نام درج ذیل ہیں۔

معتزلہ بغداد جن کی آراء محفوظ ہوئیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

المعتمد: اس کتاب کے مؤلف کے بارے میں مختلف لوگوں نے مختلف طرح کی رائے دی ہے۔ ابو الحسین بصری کے مستفیدین میں سے ہیں۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ "المعتمد" اصول فقہ کی ارکان میں سے ایک رکن ہے۔ لکھتے ہیں:

> وكان من حسن حظ هذا الكتاب أن عكف عليه المتكلمون كتاب ابن عدي لابن الجبائي والمستصفى للغزالي وغيرهما من الأمهات وكتاب العمد للقاضي عبد الجبار وشرحه المعتمد لأبي الحسين البصري وغيرهما من المطولات وكتاب ابن برهان العكبري المسمى بالوجيز [illegible]

---

۱ شرح المعتمد لأبي الحسين البصري، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى، ۱۴۰۳ھ، ص ۱۳۵۔

۲ عبد الرحمن بن محمد بن أحمد بن خلكان، وفيات الأعيان وأنباء أبناء الزمان، ج ۳، ص ۲۵۵، دار الثقافة، بيروت، لبنان۔

شہید قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی نے کتاب "تقریب ابن العلوان" تک کتب بینی کی ہے۔ یہ کتاب بھی اور اس کے علاوہ ان کی دیگر تصانیف ابواسحاق الشیرازی اور فخر الدین الرازی کی کتب کی طرح عصر حاضر میں ناپید ہیں۔

شیخ عبدالقادر بن احمد بن عبدالعزیز حسین بغدادی نے شرح المعتمد کے پیش لفظ میں ابوالحسین کی اس کتاب کی ۱۹۰ مقامات پر کی گئی مخالفت کی عبارات نقل کی ہیں۔ یعنی بھی ان کا شیخ عبدالجبار کی رائے کو بھی ان کا شیخ ابی ہاشم کی مخالفت کرتے ہوئے ان کا رد کرتے ہیں۔ المعتمد میں بھی المعتمد کا حوالہ دیتے ہوئے نقل کرتے ہیں اور بھی "المعتمد" کا رد کرتے ہوئے اس میں سے نقل کرتے ہیں۔ صرف ۹ مقامات پر "المعتمد" کا دفاع کیا ہے۔[1]

بعد کے لوگوں میں سے ابوالحفاظ الکلوذانی حنبلی نے اپنی کتاب "التمہید" میں ابوالحسین بصری اور ان کے شیخ عبدالجبار کی آراء سے اختلاف کیا ہے۔ انہوں نے یہ بیشتر مقامات وہ لیے ہیں جن کو کتب سے انہوں نے اختلاف کیا ہے اور ۱۲ مقامات میں تو قاضی القضاۃ عبدالجبار کی رائے سے اختلاف میں ابوالحسین بصری کو بھی ساتھ لیتے ہیں۔[2]

امام احمد بن یحییٰ نے اپنی کتاب الجوہر النضید میں ۱۰ مقامات میں عبدالجبار بن احمد کا رد کرتے ہیں یا کہتے ہیں "المعتمد" اور "شرح المعتمد" سے حوالہ دیتے ہیں۔ ابن الوزیر نے "شرح ابن الوزیر" "شرح الکوکب الدری" میں خاص طور پر ۱۰ سے زائد مقامات میں ان دونوں کی آراء پر چند اعتراضات کیے ہیں۔[3]

ابن حجر شہاب الدین ابوالعباس احمد بن اسماعیل بن عبدالحق القرافی (متوفی ۹۸۴ھ) نے اپنی کتاب "نفائس الاصول فی شرح المحصول" میں "شرح المعتمد" سے ۱۰ مقامات پر اختلاف کیا ہے اور ۱۰ مقامات میں "المعتمد" سے نقل و استفادہ کیا ہے۔[4]

ان سب سے زیادہ استفادہ عبدالعزیز بن محمد بن عبدالعزیز النخلی الحنفی نے اپنی کتاب "النور المحیط" میں کیا ہے جس میں "المعتمد" سے ۳ مقامات سے اختلاف کیا اور ۲۱ مقامات پر حوالہ ذکر کیا ہے۔[5]

الشریف مرتضیٰ الشیعی (۳۵۵ھ۔۴۳۶ھ)[6]

انہوں نے کتاب "الذخیرۃ فی الاصول" تالیف کی۔[7]

حسین البصری (۳۵۱ھ۔۴۳۶ھ)[8]

کبار فقہاء میں شمار کیے گئے ہیں۔

---

[1] شرح العمد، ابوالحسین بصری، محقق، ج ۱، ص ۱۰، ناشر: مکتبۃ العلوم، القاہرہ۔ [2] حوالہ سابق، ص ۲۸۔

[3] الجوہر النضید فی اصول الفقہ، امام احمد بن ابوالقاسم عبداللہ بن عبدالعلیم بن یوسف البحرانی، متوفی ۸۲۸ھ، ص ۲۱۵، الکوکب الدری، ص ۱۵۱، مخطوط، ۱۰۱، مکتبۃ امام زیدیہ، یمن، جلد ۱، ص ۱۳۳۔ [4] شرح العمد، ابوالحسین بصری، محقق، ج ۱، ص ۲۹۸۔ [5] حوالہ سابق۔

[6] حوالہ سابق، ج ۱، ص ۲۹، ۱۸۴۔ [7] ابوالقاسم علی بن ابی احمد الحسین بن موسیٰ بن محمد بن موسیٰ بن ابراہیم، الشریف المرتضیٰ ذوالمجدین العلوی البغدادی، متوفی ۴۳۶ھ (۱۰۴۴ء) ابوالحسن بصری نے اپنے استاد ابوعبداللہ البصری کی وفات کے بعد اس طرح تذکرہ کیا ہے "علی بن الحسین بن علی الحسینی البصری"۔

[8] ضیاء الدین یحییٰ بن ابی الخیر بن سالم، متوفی ۵۵۸ھ، ابوعبداللہ الحسین بن علی بن محمد بن جعفر القاضی البصری (۹۲۲ء/۱۰۲۵ء)۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مسائل الخلاف فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ اس پر ابو الحسن علی بن احمد الواحدی نے تحقیق کی اور یہ مجلد ۱۰ میں ۱۴۰۶ھ میں بیروت سے شائع ہوئی۔ ۱۴۰۶ھ میں ہی دار الفرقان عمان سے اصول فقہ میں ان کی کتاب "المعتمد" میں ان کی دیگر کتب کے ساتھ شائع ہوئی۔

ابن الحسن القزویني المالکي (۳۵۸ھ - ۴۳۶ھ)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی جو دو اجزاء پر مشتمل تھی۔

ابو محمد جوینی (متوفی ۴۳۸ھ)

امام الحرمین ابو المعالی عبد الملک بن عبد اللہ صاحب البرہان فی اصول الفقہ ان کے بیٹے اور شاگرد امام غزالی کی کتاب "الرسالۃ" کی شرح لکھی۔

ابو الولید حسان خیشاپوری (متوفی ۴۳۹ھ)

انہوں نے امام شافعی کی کتاب "الرسالہ" کی شرح لکھی۔

ابراہیم التونسی القیروانی (متوفی ۴۴۳ھ)

فقیہ اصولی اور محدث تھے۔ ان کی کوئی تصنیف نہیں ملتی۔

ابو فتح الرازی الشافعی (متوفی ۴۴۷ھ)

فقیہ اصولی حنفی اور محدث تھے۔ [illegible] کی وجہ سے ملک چھوڑ کر یمن چلے گئے۔ وہیں تک کہ مذہب میں امام بن گئے۔ اپنے شیخ ابو حامد کی وفات کے بعد ان کی جگہ مسند تدریس سنبھالا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے خلافیات [illegible]

---

۱ تاریخ بغداد، الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ، ۸/۱۸۰، ط ۱۴۱۷ھ۔ ۲ الفہرست، ابن ندیم، ص ۲۰۰۔ ۳ الوافی بالوفیات، صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی متوفی ۷۶۴ھ، ۱۷/۳۰۰۔ ۴ الجواہر المضیئہ فی طبقات الحنفیہ، محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی الوفاء القرشی متوفی ۷۷۵ھ، ۱/۲۱۲۔

۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۱۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۱۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۱۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۱۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۱۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۱۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۱۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۱۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۱۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۱۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۲۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۲۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۲۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۲۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۲۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۲۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۲۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۲۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۲۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۲۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۳۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۳۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۳۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۳۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۳۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۳۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۳۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۳۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۳۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۳۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۴۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۴۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۴۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۴۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۴۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۴۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۴۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۴۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۴۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۴۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۵۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۵۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۵۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۵۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۵۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۵۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۵۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۵۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۵۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۵۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۶۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۶۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۶۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۶۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۶۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۶۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۶۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۶۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۶۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۶۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۷۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۷۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۷۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۷۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۷۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۷۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۷۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۷۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۷۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۷۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۸۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۸۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۸۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۸۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۸۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۸۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۸۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۸۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۸۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۸۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۹۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۹۱ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۹۲ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۹۳ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۹۴ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۹۵ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

۹۶ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان، ابن خلکان، ۳/۲۷۵۔ ۹۷ امام الحرمین، عبد الملک بن عبد اللہ بن یوسف بن عبد اللہ بن یوسف الجوینی النیسابوری، ۱۹/۴۶۸۔

۹۸ ابو محمد حسان بن احمد بن حسان الفارسی متوفی ۴۳۹ھ، ص ۲۹۲، ۱۵۱) تحقیق: محمد علی حسان الجبالی، ۲۰۰۲ء، مکتبہ الامام البخاری، مصر۔ ۹۹ ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق الحربی متوفی ۲۸۵ھ، تاریخ بغداد، ۶/۳۰۔ ۱۰۰ ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن عبد الملک بن ابی الاصبغ القرشی الدمشقی، ابن القزویني کی ابن الحسن سے معروف تھے۔

"وله في اصول الفقه كتاب وقفت عليه"

(اور اصول فقہ میں آپ کی ایک کتاب ہے جس پر میں مطلع ہوا)

اس کتاب کی تفصیلات نہیں مل سکیں۔

ابوالطیب الطبری الشافعی (۳۴۸ھ - ۴۵۰ھ)[1]

آپ اصول فقہ کی تقریباً ہر شاخ پر مہارت رکھتے تھے۔ مصنف الخطیب بغدادی (متوفی ۴۶۳ھ) اور دیگر اہل علم نے آپ سے اکتساب علم کیا۔ آپ نے ۳۰۰ھ میں حنفی فقیہ ابوالحسن کرخی کی وفات کے بعد بغداد میں حنفی مسلک کی قیادت سنبھالی اور تقریباً ۵۰ سال اس منصب پر فائز رہے۔ آپ کی وفات ۴۵۰ھ میں ہوئی۔

مؤلفات اصولیہ صاحب ہدیۃ العارفین نے لکھا

"وله تعليق كبير في الأصول والمذهب والخلاف والجدل كتب كثيرة"[2]

(اور ان کا اصول فقہ، مذہب، خلاف اور جدل میں ایک بڑا تعلیقی کام ہے، نیز بہت سی کتب ہیں)

تذکرات الخطیب میں ہے

"وصنف في الخلاف والمذهب والأصول والجدل كتبا كثيرة ليس لأحد مثلها"[3]

(انہوں نے خلاف، مذہب، اصول اور جدل میں بہت کتب تصنیف کیں، ان جیسی کوئی اور نہیں)

عبدالجبار الاسکاف (متوفی ۴۵۲ھ)[4]

آپ اصول فقہ میں اپنے زمانے کے اہل علم میں سے تھے۔ ابوالحسن الخیاطی سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی اور ان سے مختلف مسائل پر بحث کی۔

مؤلفات اصولیہ انہوں نے اصول فقہ، جدل اور اصول الدین میں کتب تصنیف کیں۔[5]

---

۱ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۷۸ (۶۷۳۹)۔

۲ ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۴۸۹، نیز دیکھیے طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۴، ص ۳۵۸، الفہرست، ص ۲۸۱، اور معجم الادباء، ج ۱۱، ص ۱۲۱۔

۳ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۷۸۔

۴ تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۴۷۸ (۶۷۳۹)، تذکرات الخطیب، ص ۳۰۰، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، ج ۴، ص ۳۵۸، الفہرست، ص ۲۸۱، معجم الادباء، ج ۱۱، ص ۱۲۱، الوافی بالوفیات، ج ۱۷، ص ۱۲۱ (۳۵۳)۔

۵ ابوالحسن عبدالجبار بن احمد بن خلیل بن عبدالجبار الاسکاف، متوفی ۴۵۲ھ۔

۶ ہدیۃ العارفین، ج ۱، ص ۴۸۹، کشف الظنون، ج ۱، ص ۱۵۸، معجم المؤلفین، ج ۵، ص ۱۵۸ (۱۲۵۳)۔

الماوردی الشافعی (۳۶۴ھ۔۴۵۳ھ)[1]

فقیہ، اصولی تھے بغداد میں ایوعاملا اعتزالی بھی آپ کے شیوخ میں سے ہیں لیکن عبادت کے ساتھ ساتھ شافعی کے اصول و فروع میں یدطولیٰ رکھتے تھے کئی شہروں میں قاضی رہے۔ ابو ملا ملی ایک جماعت نے آپ سے استفادہ فیض کیا۔

مؤلفات اصولیہ ——— اصول فقہ، حدیث، تفسیر، سیرت، ادب، کلام میں ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔[2]

ابوالقاسم البکری المالکی (متوفی ۴۵۲ھ)[3]

اندلس میں بلنسیہ سے تعلق تھا فقیہ، اصولی اور اہل النظر والاحتجاج تھے۔ اصول فقہ میں ترجیح کے لئے طرق بیان کئے شہر بلنسیہ کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ ——— الحراقی نے لکھا:

"له مؤلفات حسنة في هذا الباب"

(ان کی اس موضوع پر عمدہ مؤلفات ہیں)[4]

ابن حزم ظاہری (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ)[5]

فقیہ، مفسر، محدث، اصولی، متکلم، محقق، ادیب، شاعر اور مؤرخ تھے۔ ابن حزم ظاہری فقہ نے ظہور میں تھے اصول نے داؤد اصبہانی کی فقہ و از سر نو مدون کیا۔ اسے فقہی شاہ پاروں کا مخزن کہا اس میں اجتہاد پیدا کیا اس سے فرماتے ہیں وہ میں داخل ہوئے۔ زبردست دلائل و براہین سے مخالفین کا رد کیا۔ ظاہری فقہ کے نظریات کی تائید میں افضل ترین نکتے سے استشہاد کیا۔ ابن حزم نے ابتداء میں فقہ شافعی کا مطالعہ اور اس پر عمل کیا، پھر شافعی فقہ کے ساتھ زیادہ وقت گزارا پھر ظاہری فقہ کے امام بنے داؤد اصبہانی کی طرح جواز مرشد شافعی سے شاگرد تھے اصول میں بھی شافعی کی طرف رجوع کرتے گئے ان کا نظریہ یہ تھا کہ امر وجوبی ہوتا ہے جو قیاس و آثار سے ثابت ہیں۔ حرام کی حد مقرر کی میں اصحاب الفیل کے مطابق احکام ثابت ہوں گے۔ ابن حزم بھی رہتے تھے جواز ظاہری سے کہ اگر شافعی نے استحسان کے بطلان پر جو دلائل دیئے ہیں انہیں سے قیاس کا بطلان ہوتا ہے۔

ابن حزم کے اصولی منہج کا تحقیقی تجزیہ:

ابن حزم نے فقہی اصول وضع کئے اور امام شافعی کی طرح اپنے طرز استنباط و طریق اجتہاد کو اپنے اصول فروع میں محدود و مخصوص رکھا اور ان کے اکثر و بیان میں طوالت سے ۵ سو ابواب اصول انہوں نے اپنی مشہور کتاب "الاحکام فی

---

[1] ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی (۳۶۴ھ/۹۷۴ء) بصرہ میں ولادت اور بغداد میں وفات ہوئی۔

[2] تاریخ بغداد، الخطیب البغدادی، ۱۲/۱۴۴، ۱۴۱۔ [3] ابوالقاسم خلف بن احمد بن عبدالملک البکری متوفی ۴۵۲ھ، بلنسیہ سے تعلق رکھتے تھے

[4] ابن بشکوال، ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ، ص ۱۸۵، الدیباج المذہب، ۱/۴۴۲، معجم الادباء، ۱۰/۲۰۲، معجم البلدان یاقوت حموی ۲/۴۷۹۔

[5] ابومحمد علی احمد بن سعید بن حزم بن غالب بن صالح بن خلف (۳۸۴ھ/۹۹۴ء) الاندلس میں ولادت ۴۵۶ھ وفات ہوئی۔ الاحکام فی اصول الاحکام، ابن حزم ظاہری متوفی ۴۵۶ھ، ۱/۳۰۳ (۳۰۴)۔

اصول الاحکام" میں بیان کیا۔ اس کتاب المحلی کتاب کے بارے میں آپ نے خاص طور پر قواعد میں ایک مختلف انداز اپنایا جس میں وہ قیاس و استحسان کو تسلیم نہیں کرتے اور ان پر سخت تنقید کرتے ہیں۔ انہوں نے مسائل میں اجتہاد کی فروعات کو بھی قطعی مسائل و مختلف شاخوں میں تقسیم کیا ان سے اجتہاد میں ایک طرح کا استنباط بھی پایا جاتا ہے طرز و صنف نصوص و اجتہاد کی مساوی قرار دیتے ہیں۔ انہوں نے اصول مدون کرنے کے بعد ان کی روشنی میں فروعات اخذ کیں جن کی بنیاد نکالنے سے وہ تقلید اور اجتہاد بالرائے کو نہیں مانتے تھے تقلید کی مذمت کرتے ہوئے اپنی کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں۔

لایحل لاحد ان یقلد احدا لاحیا ولا میتا وعلی کل احد من الاجتہاد حسب طاقتہ[1]

(کسی شخص کے لئے نہ تو کسی زندہ کی تقلید کرنا جائز ہے نہ مردہ کی ہر شخص پر اپنی حیثیت کے مطابق اجتہاد لازم ہے)

اسی طرح تقلید کی مذمت میں مزید فرماتے ہیں

"والمجتہد المخطی المقصر عند اللہ تعالی من المقلد المصیب ھذا فی اھل الاسلام خاصۃ واما فی غیر اھل الاسلام فالاعذر للمجتہد المستدل و لا للمقلد، و کلاھما ھالک، سواء بسواء ھذا ذکرناہ انفا بالاسناد من قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا اجتہد الحاکم فاخطا فلہ اجر وذہ اللہ التقلید جملۃ فالمقلد عاص والمجتہد ماجور"[2]

(تقلید کرنے والے مقلد سے غلطی کرنے والا مجتہد اللہ کے ہاں زیادہ فضل ہے اور یہ اہل اسلام کا خاص ہے اور غیر اہل اسلام کے ہاں تو اجتہاد کرنے والے مجتہد معذور ہے اور نہ ہی مقلد اور دونوں ہلاک ہونے والے ہیں اس پر جو ہم نے حضور ﷺ کے قول سے سند کے ساتھ پہلے پیش کی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جب حاکم اجتہاد کرے اور غلطی کرے اس کے لئے ایک اجر ہے اور اللہ تعالیٰ نے تقلید کی مذمت فرمائی تو مقلد گناہ گار ہے اور مجتہد اجر دیا جاتا ہے)

ظاہریہ کے منہج کا ائمہ اربعہ کے منہج سے تقابل :

اس تمہید سے ظاہریہ کا استنباط ائمہ اربعہ کے منہج سے مختلف نظر آتا ہے ظاہری فقہاء کتاب و سنت پر اعتماد کرتے ہیں اور ان کے علل تلاش نہیں کرتے تاکہ ہر مسئلہ میں ان پر قیاس کیا جائے جیسا کہ ائمہ اربعہ کرتے تھے کہ ایک مخصوص انداز سے اور ان کی اصولوں پر ان کی تشریح ہے۔ اس لئے ہر مکتب فقہ نے ائمہ اربعہ نصوص کو پڑھ کر ان سے احکام اخذ کرتے ہیں پھر اس پر اضافہ نہیں کرتے یا نصوص سے حکمت نکالتے ہیں اور جہاں وہ حکمت پائی جاتی ہے وہاں وہی حکم جاری کر دیتے ہیں اس طرح حالت میں قیاس پیدا ہو جاتا ہے اور جہاں نص نہیں ہوتی وہاں بھی اس کا حکم جاری کر دیا جاتا ہے اس کی صورت اس فقہی قیاس کی ہو جاتی ہے جس پر فقہاء کے ائمہ اربعہ کا تعامل ہے۔

جس لوگوں کا خیال یہ ہے کہ علماء کو لوگوں کو ہمیشہ تقلید کرنا چاہئے ان کی تردید کرتے ہوئے اپنی کتاب "المحلی" میں فرماتے ہیں :

---

1. المحلی، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری متوفی ۴۵۶ھ، ۱۰/۴۶۶ مسئلہ نمبر ۱۹۳۳، تحقیق احمد محمد شاکر، المکتب التجاری للطباعۃ والنشر والتوزیع۔
2. حوالہ سابق (۱/۶۹ مسئلہ نمبر ۱۰۸)۔

فصل لیس اجماع التقلید للعامی اجماعا من قلد عالما فان قال کان کل عالم مصر قلنا فان کان فی مصر عالمان مختلفان کیف یصنع اباحد ایهما شاء فیقلد ایهما حضره او حتی یعلم ان یکون حکمهما مختلفان فی مسئلة واحدة حرام حلال معا عند الله تعالی هذا العجب کله ان یکون فرض للعامی الذی صفاته صفة الأصولیین تقلید مالک ولیس تقلید الشافعی واجبا ان تقلید ابی حنیفة واللیث حرام عند الله تعالی هذا فرض لا یسع احدا دین الله تعالی هذا امر الله تعالی هذا خط فی الدین واحد یحکمه الله تعالی قلیس کذا ولو کان من عند غیر الله لوجدوا فیه اختلافا کثیرا ولکن العامی والأسود المحلوب من غنمه وهو هو منلهم الا السلیم فقد عرف بلاشک ما الاسلام الذی دخل فیه واله الا الله لا الله غیره وان محمدا رسول الله

الیه وانه قد دخل فی الدین الذی اتی به محمد رسول الله صلی الله علیه وسلم"[1]

(جو شخص اپنے عالم کی تقلید کرتا ہے اس کا یہ عمل اجماع نہیں ہے جو شخص کسی عالم کی تقلید کرتا ہے اگر کہا جائے کہ ہر عالم مصر ہے تو ہم کہیں گے کہ اگر کسی شہر میں دو عالم ہوں جو مختلف آراء رکھتے ہوں تو ایسی صورت میں کسی ایک کی تقلید کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو ایک ہی مسئلہ میں دو مختلف اور متضاد احکام کیسے حلال اور حرام ہو سکتے ہیں؟ ایک ہی مسئلہ میں ایک عالم اور مفتی کی تقلید کرنا فرض ہے اور دوسرے کی تقلید حرام ہے یہ کیسا عجیب دعویٰ ہے امام مالک کی تقلید فرض ہے اور امام شافعی کی تقلید حرام ہے یہ کیسا عجیب دعویٰ ہے امام ابو حنیفہ کی تقلید واجب ہے اور امام لیث کی تقلید حرام ہے یہ کیسا عجیب دعویٰ ہے یہ اللہ تعالیٰ کا دین ہے یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے یہ اللہ تعالیٰ کا خط ہے اس میں ایک ہی حکم ہے اگر یہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف ہوتا لیکن عام آدمی اور سیاہ فام غلام جس کا مالک اس کا دودھ دوہتا ہے وہ بھی اسلام کو سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ اسلام کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو دین محمد اللہ کے رسول لے کر آئے ہیں اس میں داخل ہو گیا ہے۔)

ابن حزم کے فقہی اصول :

ابن حزم کے مطابق چار اصول ایسے ہیں جن سے خروج کی شرعی حکم معتبر نہیں مانا جاتا۔

1. قرآن کریم۔
2. حدیث رسول ﷺ جو دو اصل خدائی جانب سے ہوتی ہے جو خبر ثقہ اس سے روای قابل اعتماد ہوں یا صحیح متواتر ہو۔
3. علمائے اُمت کا اجماع۔
4. ان میں سے کوئی دلیل جس میں صرف ایک ہی احتمال پایا جاتا ہو۔

ابن حزم قیاس و استحسان کو باطل قرار دیتے ہیں اور اجتہاد و نظر ذرائع بھی نہیں مانتے۔

---

[1] الاحکام فی اصول الفقہ، ابن حزم ظاہری اندلسی متوفی ۴۵۶ھ تحقیق احمد الجاوی ص ۳ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء

[2] الاحکام فی اصول الاحکام، ابن حزم ظاہری اندلسی متوفی ۴۵۶ھ تحقیق احمد محمد شاکر کراچی جامعہ سلفیہ ۱۴۰۴ھ

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام فی اصول [illegible]

۲۔ [illegible] فی اصول الفقہ الظاہری

۳۔ ابطال القیاس او الرد علی [illegible]

مسائل اصول الفقہ

[illegible]

مراتب الاجماع :

ان کی ایک تصنیف اس نام سے بھی مذکور ہے۔

الاحکام فی اصول الفقہ الظاہری

[illegible]

ابطال القیاس او الرد علی [illegible]

[illegible]

---

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

احمد البیہقی شافعی (م [illegible] ھ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مؤلفات اصولیہ

العدۃ فی اصول الفقہ ۲ مختصر العدۃ ۳ الکفایۃ فی اصول الفقہ ۴ مختصر الکفایۃ

ابراہیم السروی (۳۵۸ھ۔۴۵۸ھ)[1]

یہ ابراہیم بن احمد الاسفرائینی سے آٹھ واسطوں سے شیخ طوسی کے استاد ہیں۔ اصول فقہ کی خدمت انجام دی۔

مؤلفات اصولیہ (کتب) کے نام یہ ہیں۔

۱ الخصائص کتاب فی المذھب و الخلاف و الاصول و الفرائض[2]

(اختلاف، اصول اور فرائض میں ان کی متعدد کتابیں ہیں۔)

ابوحاتم القزوینی الشافعی (متوفی ۴۱۴ھ)[3]

یہ ابوحاتم احمد بن حمدان بن احمد القزوینی الرازی ہیں۔ فقہ اور اصول فقہ میں ان کی متعدد تصانیف ہیں جن میں کتاب التحریر، کتاب الجدل اور کتاب الحج بھی شامل ہیں۔[4]

ابوالفضل عبدالرحیم الشیخی (متوفی تقریباً ۴۶۵ھ)[5]

منہاج الراغبین فی الاصول آپ کی تصانیف میں سے ایک ہے۔[6]

محمد بن حسن الطوسی الشیخی (۳۸۵ھ۔۴۶۰ھ)

یہ شیخ الطائفہ کے لقب سے مشہور ہیں۔

مؤلفات اصولیہ

۱ کتاب العدۃ فی الاصول ۲ منتہی السول فی شرح الفصول[7]

عبدالرحمن الخوارنی (۳۹۸ھ۔۴۶۱ھ)[8]

فقہ، اصول اور حدیث کے بڑے اساتذہ میں سے تھے۔

---

۱ شیخ الاسلام، ص ۳۵۔ ۲ ایضاح سبیل بن محمد بن موسیٰ بن داؤد الطوسی (۴۷۸ھ/۱۰۸۶ء)۔

۳ تذکرۃ الاصولیین، مخطوطہ ۱۲۴/۱ (۳۵)۔

۴ امام ابوحاتم احمد بن حمدان بن یوسف بن احمد بن حمدان، نسائی القزوینی الرازی۔

۵ جامع المعقول والمنقول، ص ۲۰۶۔ ۶ ابوالفضل عبدالرحیم بن عبدالرحمن بن عبدالرحیم الشیخی۔

۷ ایضاً ایضاح سبیل بن محمد، ص ۵۳۔ ۸ ابوالقاسم عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن بن خورزاد الخوارنی الرازی (۳۹۸ھ/۱۰۰۷ء) خوارزم (مرو) میں وفات پائی۔ الاعلام بوفیات الاعلام، ۳۰۵/۱ (۳۰۳)۔

مؤلفات اصولیہ ابن خلکان نے لکھا

"وصنف في الأصول والمذهب والخلاف"

(اور اصول میں مذہب اور خلاف میں تین کتابیں لکھیں۔)[1]

حسین المروزی القاضی (متوفی ۴۶۲ھ)[2]

فقیہ اصولی تھے۔ ابو عمر القلل المروزی سے فقہ تحصیل کی۔

مؤلفات اصولیہ ابن خلکان نے لکھا "صنف في الأصول والفروع والخلاف"[3]

عز الدین علی الشعیق (متوفی ۴۶۳ھ)[4]

فقیہ اصولی تھے۔ ابو نصر الوائلی اور ابو یعلی سے پڑھا اور ان سے شاگرد ابو نصر القشیری نے فقہ حاصل کی تھی۔

مؤلفات اصولیہ ابن عساکر نے لکھا "الغرض في أصول الفقه" تالیف کی۔[5]

الخطیب البغدادی (۳۹۲ھ۔۴۶۳ھ)[6]

ابن خلکان نے لکھا

"وكان فقيها فقعد عليه الحديث والتاريخ"

(اور آپ فقیہ تھے لیکن حدیث اور تاریخ کا غلبہ ہو گیا۔)

رضا کار سنان والا صولی تھا ہوتے۔ مذہب شافعی پر فقہ حاصل کی۔ مشہور کتاب تاریخ بغداد کے مصنف ہیں "الفقیہ والمتفقہ" بھی تالیف کی۔[7]

عبد الکریم القشیری (۳۷۶ھ۔۴۶۵ھ)[8]

صوفی مفسر فقیہ محدث متکلم اور شاعر کی طرف سے وہ تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم امام حرمین جوینی سے حاصل کی اور اس میں کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التقصیر في الأصول" تالیف کی۔[9]

---

۱ وفیات الاعیان ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ ۱/۲۷۰۔ ۲ حسین بن محمد بن احمد بن علی ابو عبد اللہ المروزی القاضی متوفی ۴۶۲ھ۔

۳ طبقات الاصولیین مکہ مکرمہ ۱/۲۷۰ (۳۳۳)۔ ۴ علی بن عبد العزیز بن الحسن بن احمد بن عبد اللہ ابو الحسن الشعیق الوائلی البغدادی متوفی ۴۶۳ھ۔

۵ طبقات الاصولیین مکہ مکرمہ ۱/۲۷۰ (۳۳۹) کذا فی ابن عساکر الفقیہ ۱۴۰۰ھ ۱۳۰۰ھ (۱۳۳۳)۔

۶ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی الخطیب البغدادی ۳۹۲ھ ۴۶۳ھ۔ ۷ وفیات الاعیان ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ ۱/۲۷۰ (۹۰) ۱۴۰۰ھ ۱۳۰۰ھ (۱۳۳۳)۔

۸ عبد الکریم بن ہوازن بن عبد الملک بن طلحہ بن محمد النیشاپوری ۳۷۶ھ ۴۶۵ھ۔ ۹ ہدیۃ العارفین ۱/۶۰۰۔

ابو المظفر الاسفرائینی شافعی (متوفی ۴۷۱ھ)[1]

فقہ اصول، مغازی اور سیرت کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول میں آپ نے کتاب تصنیف کی۔[2]

ابو الولید الباجی مالکی (۴۰۳ھ - ۴۷۴ھ)[3]

فقہ، اصول، حدیث اور رجال کے بڑے عالم تھے۔ حصول علم کے لئے بغداد، دمشق، موصل، رصافہ، کوفہ، حلب اور حجاز کا سفر کیا۔ ۴۲۶ھ میں اندلس واپس آئے۔ اصول کی تعلیم وہاں کے قاضی ابو المظفر السمعانی سے حاصل کی۔ قاضی سے اختلاف کی وجہ سے وہاں سے چل دیئے۔ اندلس کے امراء نے اہم مناصب پیش کئے لیکن علمی میدان میں اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کے لئے انہوں نے قضا کے عہدے کو قبول نہ کیا۔ الحمیدی نے ابن بشکوال سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا کہ میں نے قاضی عبد الوہاب کے بعد سوائے ابو الولید الباجی کے کسی کو نہیں دیکھا جو علم اور مناظرہ (کا ماہر) تھا۔ مختلف فنون پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ احکام الفصول فی احکام الاصول۔ یہ کتاب عبد المجید ترکی کی تحقیق سے ۱۴۰۷ھ میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ کتاب الحدود۔ یہ رسالہ راقم کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۹۲ھ میں چھپ چکا ہے۔

۳۔ کتاب اصابۃ الاغفال والسہو۔ یہ کتاب ۱۴۰۴ھ میں الاستغناء کے اختصار کے ساتھ یہ کتاب مکتبہ نزار مصطفی الباز ریاض سے عادل احمد عبد الموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۱۸ھ / ۱۹۹۸ء میں دوسری مرتبہ شائع ہوئی۔ اس سے قبل ۱۳۲۵ھ میں حیدر آباد دکن سے یہ کتاب پہلی مرتبہ شائع ہوئی تھی۔ اسی طرح یہ کتاب ابن ہشام الانصاری متوفی ۷۶۱ھ کی تصحیح و تعلیق کے ساتھ مصطفی البغدادی اور مصطفی ناجی کے مساعدت سے مرکز البحث العلمی و احیاء التراث الاسلامی ریاض سے بھی شائع ہو چکی ہے۔[4]

کتاب "الاشارۃ" کے شارحین۔

۱۔ ابو الحسن علی بن احمد بن سعید الرستغفنی الدیبی الحنفی، متوفی ۴۸۹ھ۔[5]

۱۔ ابو المظفر شاہ پور بن طاہر بن محمد الاسفرائینی الشافعی متوفی ۴۷۱ھ۔

۲۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون، بحوالہ نظر ۲/۱۳۹۰ (۳۶۸۴) انہوں نے بحوالہ سیر اعلام النبلاء ۱۸/۳۰۸ (۱۹۹) اور طبقات ابن قاضی شہبہ ۱/۲۱۱ ذکر کیا۔

۳۔ ابو الولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب بن وارث التجیبی القرطبی الباجی (۴۰۳ھ / ۱۰۱۲ء) اندلس میں ولادت، وفات پائی۔ تذکرۃ الحفاظ، ذہبی ۳/۱۱۷۴ (۱۱۱۰)۔ ۴۔ کشف الظنون، ابن الدین الحنفی ص ۳۸۹۔

۵۔ ہدیۃ العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی ۱/۴۳۱۔ نصیر الدین الحنفی الدیبی ص ۱۹۰۔ الفوائد البہیۃ، لکھنوی ص ۱۱۰۔

۶۔ العین، ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ ص ۱۰۰۔ نیز کشف الظنون، الفوائد البہیۃ ص ۱۰۸۔

۲۔ ابو الحسن ابراہیم بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن ہارون الشمنی المالکی متوفی ۸۰۰ھ نے

۳۔ ابو العباس احمد بن عبد الرحمن بن مجثی، مکی متوفی ۸۰۵ھ یا ۸۹۳ھ یا ۹۶۳ھ المرادی نے مختصر "توضیح الاشارات لمسائل فی الاصول" (انہوں نے باجی کی اصول میں کتاب الاشارات کی شرح لکھی)۔ حالانکہ باجی کی الاشارات سے ہم سے اصول میں کوئی کتاب نہیں شاید کاتب کی غلطی سے الاشارۃ کے بجائے الاشارات ہو گیا ہو۔[2]

ابو اسحاق الشیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ)[3]

آپ اصول حدیث میں امام تھے۔ بغداد جا رہا تھا کہ راستہ میں آپ کی تصنیف التبصرہ پر نظر پڑی۔ میں نے ان سے ملنے کا ارادہ کیا۔ جب وہاں پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ فوت ہو گئے۔ وہاں انہوں نے اپنے استاذ ابو الطیب کی کتاب فقہ میں "المجرد" اور مشہور کتاب "طبقات الفقہاء" کے بھی مصنف ہیں۔ مختصر، عمدہ اور سہل ان کی تصانیف ہیں۔ نظام الملک نے ان کی تدریس کے لئے مدرسہ نظامیہ بغداد قائم کیا۔ خطیب بغدادی، ابو الحسن بن الفراء اور ابو الوفاء بن عقیل نے ان سے استفادہ کیا۔ شیرازی نے بہت سی کتابیں تصنیف و تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

(۱) **اللمع**: یہ کتاب ان بنیادی کتب پر مشتمل ہے جو ذہین طلباء کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ اختصار، جامعیت، اور تحریر دقیق۔ اس کتاب کی شرح ابو الولید الباجی نے "الاشارۃ فی اصول الفقہ" کے نام سے لکھی۔ اس کا مخطوطہ ظاہریہ، دمشق، مکتبہ مرکزیہ جامعہ ام القری مکہ مکرمہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب فی مرتبہ چھپ چکی ہے۔ بتاریخ ۱۳۲۹ھ، ۱۳۵۷ھ، ۱۹۲۹ء، ۱۹۵۷ء میں چھپی اور یہ بات ۱۹۶۵ء میں عبد المعطی امین قلعجی کی تحقیق اور صدیق فرحان کی تحقیق کے ساتھ چھپی۔ اس طرح کتاب کی شرح ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الشیرازی نے لکھی۔ یہ شرح عبد الرحمن بن عبد اللہ الشعلان کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۸۸ء۔ ۱۹۱۸ء شائع ہوئی۔[4]

(۲) **شرح اللمع یا الوصول الی مسائل الاصول**: شیرازی کی یہ شرح عبد المجید ترکی کی تحقیق سے ۷ جلدوں میں ۱۹۸۸ء۔ ۱۹۱۸ء میں چھپ چکی ہے۔ اس سے پہلے عبد العزیز بن عبد الرحمن العجیلی کی تحقیق سے ۲ جلدوں میں ۱۹۸۶ء میں چھپ چکی ہے۔ اس کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔[5]

---

۱ طبقات الشافعیہ ۱/۳۰۰۔ ۲ عنوان مخطوط ۳/۳۴۲۔

۳ ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف بن عبد اللہ ۳۰۳ھ۔ ۱۰۸۳ء۔ شیرازی فیروز آباد میں پیدا ہوئے اور بغداد میں وفات پائی۔

۴ کشف الظنون حاجی خلیفہ ۱/۵۲۲، ۲/۱۳۳۸، ۱۹۳۱ء، ۱۹۴۱ء، ۱۹۴۳ء، ۱۹۴۵ء، ۱۹۴۷ء، ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۰ء، ۱۹۵۱ء، ۱۹۵۲ء، ۱۹۵۳ء، ۱۹۵۴ء، ۱۹۵۵ء، ۱۹۵۶ء، ۱۹۵۷ء، ۱۹۵۸ء، ۱۹۵۹ء، ۱۹۶۰ء، ۱۹۶۱ء، ۱۹۶۲ء، ۱۹۶۳ء، ۱۹۶۴ء، ۱۹۶۵ء، ۱۹۶۶ء، ۱۹۶۷ء، ۱۹۶۸ء، ۱۹۶۹ء، ۱۹۷۰ء، ۱۹۷۱ء، ۱۹۷۲ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۴ء، ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۶ء، ۱۹۷۷ء، ۱۹۷۸ء، ۱۹۷۹ء، ۱۹۸۰ء، ۱۹۸۱ء، ۱۹۸۲ء، ۱۹۸۳ء، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۵ء، ۱۹۸۶ء، ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء، ۱۹۸۹ء، ۱۹۹۰ء، ۱۹۹۱ء، ۱۹۹۲ء، ۱۹۹۳ء، ۱۹۹۴ء، ۱۹۹۵ء، ۱۹۹۶ء، ۱۹۹۷ء، ۱۹۹۸ء، ۱۹۹۹ء، ۲۰۰۰ء، ۲۰۰۱ء، ۲۰۰۲ء، ۲۰۰۳ء، ۲۰۰۴ء، ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۷ء، ۲۰۰۸ء، ۲۰۰۹ء، ۲۰۱۰ء، ۲۰۱۱ء، ۲۰۱۲ء، ۲۰۱۳ء، ۲۰۱۴ء، ۲۰۱۵ء، ۲۰۱۶ء، ۲۰۱۷ء، ۲۰۱۸ء، ۲۰۱۹ء، ۲۰۲۰ء، ۲۰۲۱ء، ۲۰۲۲ء، ۲۰۲۳ء، ۲۰۲۴ء، ۲۰۲۵ء، ۲۰۲۶ء، ۲۰۲۷ء، ۲۰۲۸ء، ۲۰۲۹ء، ۲۰۳۰ء، ۲۰۳۱ء، ۲۰۳۲ء، ۲۰۳۳ء، ۲۰۳۴ء، ۲۰۳۵ء، ۲۰۳۶ء، ۲۰۳۷ء، ۲۰۳۸ء، ۲۰۳۹ء، ۲۰۴۰ء، ۲۰۴۱ء، ۲۰۴۲ء، ۲۰۴۳ء، ۲۰۴۴ء، ۲۰۴۵ء، ۲۰۴۶ء، ۲۰۴۷ء، ۲۰۴۸ء، ۲۰۴۹ء، ۲۰۵۰ء، ۲۰۵۱ء، ۲۰۵۲ء، ۲۰۵۳ء، ۲۰۵۴ء، ۲۰۵۵ء، ۲۰۵۶ء، ۲۰۵۷ء، ۲۰۵۸ء، ۲۰۵۹ء، ۲۰۶۰ء، ۲۰۶۱ء، ۲۰۶۲ء، ۲۰۶۳ء، ۲۰۶۴ء، ۲۰۶۵ء، ۲۰۶۶ء، ۲۰۶۷ء، ۲۰۶۸ء، ۲۰۶۹ء، ۲۰۷۰ء، ۲۰۷۱ء، ۲۰۷۲ء، ۲۰۷۳ء، ۲۰۷۴ء، ۲۰۷۵ء، ۲۰۷۶ء، ۲۰۷۷ء، ۲۰۷۸ء، ۲۰۷۹ء، ۲۰۸۰ء، ۲۰۸۱ء، ۲۰۸۲ء، ۲۰۸۳ء، ۲۰۸۴ء، ۲۰۸۵ء، ۲۰۸۶ء، ۲۰۸۷ء، ۲۰۸۸ء، ۲۰۸۹ء، ۲۰۹۰ء، ۲۰۹۱ء، ۲۰۹۲ء، ۲۰۹۳ء، ۲۰۹۴ء، ۲۰۹۵ء، ۲۰۹۶ء، ۲۰۹۷ء، ۲۰۹۸ء، ۲۰۹۹ء، ۲۱۰۰ء، ۲۱۰۱ء، ۲۱۰۲ء، ۲۱۰۳ء، ۲۱۰۴ء، ۲۱۰۵ء، ۲۱۰۶ء، ۲۱۰۷ء، ۲۱۰۸ء، ۲۱۰۹ء، ۲۱۱۰ء، ۲۱۱۱ء، ۲۱۱۲ء، ۲۱۱۳ء، ۲۱۱۴ء، ۲۱۱۵ء، ۲۱۱۶ء، ۲۱۱۷ء، ۲۱۱۸ء، ۲۱۱۹ء، ۲۱۲۰ء، ۲۱۲۱ء، ۲۱۲۲ء، ۲۱۲۳ء، ۲۱۲۴ء، ۲۱۲۵ء، ۲۱۲۶ء، ۲۱۲۷ء، ۲۱۲۸ء، ۲۱۲۹ء، ۲۱۳۰ء، ۲۱۳۱ء، ۲۱۳۲ء، ۲۱۳۳ء، ۲۱۳۴ء، ۲۱۳۵ء، ۲۱۳۶ء، ۲۱۳۷ء، ۲۱۳۸ء، ۲۱۳۹ء، ۲۱۴۰ء، ۲۱۴۱ء، ۲۱۴۲ء، ۲۱۴۳ء، ۲۱۴۴ء، ۲۱۴۵ء، ۲۱۴۶ء، ۲۱۴۷ء، ۲۱۴۸ء، ۲۱۴۹ء، ۲۱۵۰ء، ۲۱۵۱ء، ۲۱۵۲ء، ۲۱۵۳ء، ۲۱۵۴ء، ۲۱۵۵ء، ۲۱۵۶ء، ۲۱۵۷ء، ۲۱۵۸ء، ۲۱۵۹ء، ۲۱۶۰ء، ۲۱۶۱ء، ۲۱۶۲ء، ۲۱۶۳ء، ۲۱۶۴ء، ۲۱۶۵ء، ۲۱۶۶ء، ۲۱۶۷ء، ۲۱۶۸ء، ۲۱۶۹ء، ۲۱۷۰ء، ۲۱۷۱ء، ۲۱۷۲ء، ۲۱۷۳ء، ۲۱۷۴ء، ۲۱۷۵ء، ۲۱۷۶ء، ۲۱۷۷ء، ۲۱۷۸ء، ۲۱۷۹ء، ۲۱۸۰ء، ۲۱۸۱ء، ۲۱۸۲ء، ۲۱۸۳ء، ۲۱۸۴ء، ۲۱۸۵ء، ۲۱۸۶ء، ۲۱۸۷ء، ۲۱۸۸ء، ۲۱۸۹ء، ۲۱۹۰ء، ۲۱۹۱ء، ۲۱۹۲ء، ۲۱۹۳ء، ۲۱۹۴ء، ۲۱۹۵ء، ۲۱۹۶ء، ۲۱۹۷ء، ۲۱۹۸ء، ۲۱۹۹ء، ۲۲۰۰ء، ۲۲۰۱ء، ۲۲۰۲ء، ۲۲۰۳ء، ۲۲۰۴ء، ۲۲۰۵ء، ۲۲۰۶ء، ۲۲۰۷ء، ۲۲۰۸ء، ۲۲۰۹ء، ۲۲۱۰ء، ۲۲۱۱ء، ۲۲۱۲ء، ۲۲۱۳ء، ۲۲۱۴ء، ۲۲۱۵ء، ۲۲۱۶ء، ۲۲۱۷ء، ۲۲۱۸ء، ۲۲۱۹ء، ۲۲۲۰ء، ۲۲۲۱ء، ۲۲۲۲ء، ۲۲۲۳ء، ۲۲۲۴ء، ۲۲۲۵ء، ۲۲۲۶ء، ۲۲۲۷ء، ۲۲۲۸ء، ۲۲۲۹ء، ۲۲۳۰ء، ۲۲۳۱ء، ۲۲۳۲ء، ۲۲۳۳ء، ۲۲۳۴ء، ۲۲۳۵ء، ۲۲۳۶ء، ۲۲۳۷ء، ۲۲۳۸ء، ۲۲۳۹ء، ۲۲۴۰ء، ۲۲۴۱ء، ۲۲۴۲ء، ۲۲۴۳ء، ۲۲۴۴ء، ۲۲۴۵ء، ۲۲۴۶ء، ۲۲۴۷ء، ۲۲۴۸ء، ۲۲۴۹ء، ۲۲۵۰ء، ۲۲۵۱ء، ۲۲۵۲ء، ۲۲۵۳ء، ۲۲۵۴ء، ۲۲۵۵ء، ۲۲۵۶ء، ۲۲۵۷ء، ۲۲۵۸ء، ۲۲۵۹ء، ۲۲۶۰ء، ۲۲۶۱ء، ۲۲۶۲ء، ۲۲۶۳ء، ۲۲۶۴ء، ۲۲۶۵ء، ۲۲۶۶ء، ۲۲۶۷ء، ۲۲۶۸ء، ۲۲۶۹ء، ۲۲۷۰ء، ۲۲۷۱ء، ۲۲۷۲ء، ۲۲۷۳ء، ۲۲۷۴ء، ۲۲۷۵ء، ۲۲۷۶ء، ۲۲۷۷ء، ۲۲۷۸ء، ۲۲۷۹ء، ۲۲۸۰ء، ۲۲۸۱ء، ۲۲۸۲ء، ۲۲۸۳ء، ۲۲۸۴ء، ۲۲۸۵ء، ۲۲۸۶ء، ۲۲۸۷ء، ۲۲۸۸ء، ۲۲۸۹ء، ۲۲۹۰ء، ۲۲۹۱ء، ۲۲۹۲ء، ۲۲۹۳ء، ۲۲۹۴ء، ۲۲۹۵ء، ۲۲۹۶ء، ۲۲۹۷ء، ۲۲۹۸ء، ۲۲۹۹ء، ۲۳۰۰ء، ۲۳۰۱ء، ۲۳۰۲ء، ۲۳۰۳ء، ۲۳۰۴ء، ۲۳۰۵ء، ۲۳۰۶ء، ۲۳۰۷ء، ۲۳۰۸ء، ۲۳۰۹ء، ۲۳۱۰ء، ۲۳۱۱ء، ۲۳۱۲ء، ۲۳۱۳ء، ۲۳۱۴ء، ۲۳۱۵ء، ۲۳۱۶ء، ۲۳۱۷ء، ۲۳۱۸ء، ۲۳۱۹ء، ۲۳۲۰ء، ۲۳۲۱ء، ۲۳۲۲ء، ۲۳۲۳ء، ۲۳۲۴ء، ۲۳۲۵ء، ۲۳۲۶ء، ۲۳۲۷ء، ۲۳۲۸ء، ۲۳۲۹ء، ۲۳۳۰ء، ۲۳۳۱ء، ۲۳۳۲ء، ۲۳۳۳ء، ۲۳۳۴ء، ۲۳۳۵ء، ۲۳۳۶ء، ۲۳۳۷ء، ۲۳۳۸ء، ۲۳۳۹ء، ۲۳۴۰ء، ۲۳۴۱ء، ۲۳۴۲ء، ۲۳۴۳ء، ۲۳۴۴ء، ۲۳۴۵ء، ۲۳۴۶ء، ۲۳۴۷ء، ۲۳۴۸ء، ۲۳۴۹ء، ۲۳۵۰ء، ۲۳۵۱ء، ۲۳۵۲ء، ۲۳۵۳ء، ۲۳۵۴ء، ۲۳۵۵ء، ۲۳۵۶ء، ۲۳۵۷ء، ۲۳۵۸ء، ۲۳۵۹ء، ۲۳۶۰ء، ۲۳۶۱ء، ۲۳۶۲ء، ۲۳۶۳ء، ۲۳۶۴ء، ۲۳۶۵ء، ۲۳۶۶ء، ۲۳۶۷ء، ۲۳۶۸ء، ۲۳۶۹ء، ۲۳۷۰ء، ۲۳۷۱ء، ۲۳۷۲ء، ۲۳۷۳ء، ۲۳۷۴ء، ۲۳۷۵ء، ۲۳۷۶ء، ۲۳۷۷ء، ۲۳۷۸ء، ۲۳۷۹ء، ۲۳۸۰ء، ۲۳۸۱ء، ۲۳۸۲ء، ۲۳۸۳ء، ۲۳۸۴ء، ۲۳۸۵ء، ۲۳۸۶ء، ۲۳۸۷ء، ۲۳۸۸ء، ۲۳۸۹ء، ۲۳۹۰ء، ۲۳۹۱ء، ۲۳۹۲ء، ۲۳۹۳ء، ۲۳۹۴ء، ۲۳۹۵ء، ۲۳۹۶ء، ۲۳۹۷ء، ۲۳۹۸ء، ۲۳۹۹ء، ۲۴۰۰ء، ۲۴۰۱ء، ۲۴۰۲ء، ۲۴۰۳ء، ۲۴۰۴ء، ۲۴۰۵ء، ۲۴۰۶ء، ۲۴۰۷ء، ۲۴۰۸ء، ۲۴۰۹ء، ۲۴۱۰ء، ۲۴۱۱ء، ۲۴۱۲ء، ۲۴۱۳ء، ۲۴۱۴ء، ۲۴۱۵ء، ۲۴۱۶ء، ۲۴۱۷ء، ۲۴۱۸ء، ۲۴۱۹ء، ۲۴۲۰ء، ۲۴۲۱ء، ۲۴۲۲ء، ۲۴۲۳ء، ۲۴۲۴ء، ۲۴۲۵ء، ۲۴۲۶ء، ۲۴۲۷ء، ۲۴۲۸ء، ۲۴۲۹ء، ۲۴۳۰ء، ۲۴۳۱ء، ۲۴۳۲ء، ۲۴۳۳ء، ۲۴۳۴ء، ۲۴۳۵ء، ۲۴۳۶ء، ۲۴۳۷ء، ۲۴۳۸ء، ۲۴۳۹ء، ۲۴۴۰ء، ۲۴۴۱ء، ۲۴۴۲ء، ۲۴۴۳ء، ۲۴۴۴ء، ۲۴۴۵ء، ۲۴۴۶ء، ۲۴۴۷ء، ۲۴۴۸ء، ۲۴۴۹ء، ۲۴۵۰ء، ۲۴۵۱ء، ۲۴۵۲ء، ۲۴۵۳ء، ۲۴۵۴ء، ۲۴۵۵ء، ۲۴۵۶ء، ۲۴۵۷ء، ۲۴۵۸ء، ۲۴۵۹ء، ۲۴۶۰ء، ۲۴۶۱ء، ۲۴۶۲ء، ۲۴۶۳ء، ۲۴۶۴ء، ۲۴۶۵ء، ۲۴۶۶ء، ۲۴۶۷ء، ۲۴۶۸ء، ۲۴۶۹ء، ۲۴۷۰ء، ۲۴۷۱ء، ۲۴۷۲ء، ۲۴۷۳ء، ۲۴۷۴ء، ۲۴۷۵ء، ۲۴۷۶ء، ۲۴۷۷ء، ۲۴۷۸ء، ۲۴۷۹ء، ۲۴۸۰ء، ۲۴۸۱ء، ۲۴۸۲ء، ۲۴۸۳ء، ۲۴۸۴ء، ۲۴۸۵ء، ۲۴۸۶ء، ۲۴۸۷ء، ۲۴۸۸ء، ۲۴۸۹ء، ۲۴۹۰ء، ۲۴۹۱ء، ۲۴۹۲ء، ۲۴۹۳ء، ۲۴۹۴ء، ۲۴۹۵ء، ۲۴۹۶ء، ۲۴۹۷ء، ۲۴۹۸ء، ۲۴۹۹ء، ۲۵۰۰ء، ۲۵۰۱ء، ۲۵۰۲ء، ۲۵۰۳ء، ۲۵۰۴ء، ۲۵۰۵ء، ۲۵۰۶ء، ۲۵۰۷ء، ۲۵۰۸ء، ۲۵۰۹ء، ۲۵۱۰ء، ۲۵۱۱ء، ۲۵۱۲ء، ۲۵۱۳ء، ۲۵۱۴ء، ۲۵۱۵ء، ۲۵۱۶ء، ۲۵۱۷ء، ۲۵۱۸ء، ۲۵۱۹ء، ۲۵۲۰ء، ۲۵۲۱ء، ۲۵۲۲ء، ۲۵۲۳ء، ۲۵۲۴ء، ۲۵۲۵ء، ۲۵۲۶ء، ۲۵۲۷ء، ۲۵۲۸ء، ۲۵۲۹ء، ۲۵۳۰ء، ۲۵۳۱ء، ۲۵۳۲ء، ۲۵۳۳ء، ۲۵۳۴ء، ۲۵۳۵ء، ۲۵۳۶ء، ۲۵۳۷ء، ۲۵۳۸ء، ۲۵۳۹ء، ۲۵۴۰ء، ۲۵۴۱ء، ۲۵۴۲ء، ۲۵۴۳ء، ۲۵۴۴ء، ۲۵۴۵ء، ۲۵۴۶ء، ۲۵۴۷ء، ۲۵۴۸ء، ۲۵۴۹ء، ۲۵۵۰ء، ۲۵۵۱ء، ۲۵۵۲ء، ۲۵۵۳ء، ۲۵۵۴ء، ۲۵۵۵ء، ۲۵۵۶ء، ۲۵۵۷ء، ۲۵۵۸ء، ۲۵۵۹ء، ۲۵۶۰ء، ۲۵۶۱ء، ۲۵۶۲ء، ۲۵۶۳ء، ۲۵۶۴ء، ۲۵۶۵ء، ۲۵۶۶ء، ۲۵۶۷ء، ۲۵۶۸ء، ۲۵۶۹ء، ۲۵۷۰ء، ۲۵۷۱ء، ۲۵۷۲ء، ۲۵۷۳ء، ۲۵۷۴ء، ۲۵۷۵ء، ۲۵۷۶ء، ۲۵۷۷ء، ۲۵۷۸ء، ۲۵۷۹ء، ۲۵۸۰ء، ۲۵۸۱ء، ۲۵۸۲ء، ۲۵۸۳ء، ۲۵۸۴ء، ۲۵۸۵ء، ۲۵۸۶ء، ۲۵۸۷ء، ۲۵۸۸ء، ۲۵۸۹ء، ۲۵۹۰ء، ۲۵۹۱ء، ۲۵۹۲ء، ۲۵۹۳ء، ۲۵۹۴ء، ۲۵۹۵ء، ۲۵۹۶ء، ۲۵۹۷ء، ۲۵۹۸ء، ۲۵۹۹ء، ۲۶۰۰ء، ۲۶۰۱ء، ۲۶۰۲ء، ۲۶۰۳ء، ۲۶۰۴ء، ۲۶۰۵ء، ۲۶۰۶ء، ۲۶۰۷ء، ۲۶۰۸ء، ۲۶۰۹ء، ۲۶۱۰ء، ۲۶۱۱ء، ۲۶۱۲ء، ۲۶۱۳ء، ۲۶۱۴ء، ۲۶۱۵ء، ۲۶۱۶ء، ۲۶۱۷ء، ۲۶۱۸ء، ۲۶۱۹ء، ۲۶۲۰ء، ۲۶۲۱ء، ۲۶۲۲ء، ۲۶۲۳ء، ۲۶۲۴ء، ۲۶۲۵ء، ۲۶۲۶ء، ۲۶۲۷ء، ۲۶۲۸ء، ۲۶۲۹ء، ۲۶۳۰ء، ۲۶۳۱ء، ۲۶۳۲ء، ۲۶۳۳ء، ۲۶۳۴ء، ۲۶۳۵ء، ۲۶۳۶ء، ۲۶۳۷ء، ۲۶۳۸ء، ۲۶۳۹ء، ۲۶۴۰ء، ۲۶۴۱ء، ۲۶۴۲ء، ۲۶۴۳ء، ۲۶۴۴ء، ۲۶۴۵ء، ۲۶۴۶ء، ۲۶۴۷ء، ۲۶۴۸ء، ۲۶۴۹ء، ۲۶۵۰ء، ۲۶۵۱ء، ۲۶۵۲ء، ۲۶۵۳ء، ۲۶۵۴ء، ۲۶۵۵ء، ۲۶۵۶ء، ۲۶۵۷ء، ۲۶۵۸ء، ۲۶۵۹ء، ۲۶۶۰ء، ۲۶۶۱ء، ۲۶۶۲ء، ۲۶۶۳ء، ۲۶۶۴ء، ۲۶۶۵ء، ۲۶۶۶ء، ۲۶۶۷ء، ۲۶۶۸ء، ۲۶۶۹ء، ۲۶۷۰ء، ۲۶۷۱ء، ۲۶۷۲ء، ۲۶۷۳ء، ۲۶۷۴ء، ۲۶۷۵ء، ۲۶۷۶ء، ۲۶۷۷ء، ۲۶۷۸ء، ۲۶۷۹ء، ۲۶۸۰ء، ۲۶۸۱ء، ۲۶۸۲ء، ۲۶۸۳ء، ۲۶۸۴ء، ۲۶۸۵ء، ۲۶۸۶ء، ۲۶۸۷ء، ۲۶۸۸ء، ۲۶۸۹ء، ۲۶۹۰ء، ۲۶۹۱ء، ۲۶۹۲ء، ۲۶۹۳ء، ۲۶۹۴ء، ۲۶۹۵ء، ۲۶۹۶ء، ۲۶۹۷ء، ۲۶۹۸ء، ۲۶۹۹ء، ۲۷۰۰ء، ۲۷۰۱ء، ۲۷۰۲ء، ۲۷۰۳ء، ۲۷۰۴ء، ۲۷۰۵ء، ۲۷۰۶ء، ۲۷۰۷ء، ۲۷۰۸ء، ۲۷۰۹ء، ۲۷۱۰ء، ۲۷۱۱ء، ۲۷۱۲ء، ۲۷۱۳ء، ۲۷۱۴ء، ۲۷۱۵ء، ۲۷۱۶ء، ۲۷۱۷ء، ۲۷۱۸ء، ۲۷۱۹ء، ۲۷۲۰ء، ۲۷۲۱ء، ۲۷۲۲ء، ۲۷۲۳ء، ۲۷۲۴ء، ۲۷۲۵ء، ۲۷۲۶ء، ۲۷۲۷ء، ۲۷۲۸ء، ۲۷۲۹ء، ۲۷۳۰ء، ۲۷۳۱ء، ۲۷۳۲ء، ۲۷۳۳ء، ۲۷۳۴ء، ۲۷۳۵ء، ۲۷۳۶ء، ۲۷۳۷ء، ۲۷۳۸ء، ۲۷۳۹ء، ۲۷۴۰ء، ۲۷۴۱ء، ۲۷۴۲ء، ۲۷۴۳ء، ۲۷۴۴ء، ۲۷۴۵ء، ۲۷۴۶ء، ۲۷۴۷ء، ۲۷۴۸ء، ۲۷۴۹ء، ۲۷۵۰ء، ۲۷۵۱ء، ۲۷۵۲ء، ۲۷۵۳ء، ۲۷۵۴ء، ۲۷۵۵ء، ۲۷۵۶ء، ۲۷۵۷ء، ۲۷۵۸ء، ۲۷۵۹ء، ۲۷۶۰ء، ۲۷۶۱ء، ۲۷۶۲ء، ۲۷۶۳ء، ۲۷۶۴ء، ۲۷۶۵ء، ۲۷۶۶ء، ۲۷۶۷ء، ۲۷۶۸ء، ۲۷۶۹ء، ۲۷۷۰ء، ۲۷۷۱ء، ۲۷۷۲ء، ۲۷۷۳ء، ۲۷۷۴ء، ۲۷۷۵ء، ۲۷۷۶ء، ۲۷۷۷ء، ۲۷۷۸ء، ۲۷۷۹ء، ۲۷۸۰ء، ۲۷۸۱ء، ۲۷۸۲ء، ۲۷۸۳ء، ۲۷۸۴ء، ۲۷۸۵ء، ۲۷۸۶ء، ۲۷۸۷ء، ۲۷۸۸ء، ۲۷۸۹ء، ۲۷۹۰ء، ۲۷۹۱ء، ۲۷۹۲ء، ۲۷۹۳ء، ۲۷۹۴ء، ۲۷۹۵ء، ۲۷۹۶ء، ۲۷۹۷ء، ۲۷۹۸ء، ۲۷۹۹ء، ۲۸۰۰ء، ۲۸۰۱ء، ۲۸۰۲ء، ۲۸۰۳ء، ۲۸۰۴ء، ۲۸۰۵ء، ۲۸۰۶ء، ۲۸۰۷ء، ۲۸۰۸ء، ۲۸۰۹ء، ۲۸۱۰ء، ۲۸۱۱ء، ۲۸۱۲ء، ۲۸۱۳ء، ۲۸۱۴ء، ۲۸۱۵ء، ۲۸۱۶ء، ۲۸۱۷ء، ۲۸۱۸ء، ۲۸۱۹ء، ۲۸۲۰ء، ۲۸۲۱ء، ۲۸۲۲ء، ۲۸۲۳ء، ۲۸۲۴ء، ۲۸۲۵ء، ۲۸۲۶ء، ۲۸۲۷ء، ۲۸۲۸ء، ۲۸۲۹ء، ۲۸۳۰ء، ۲۸۳۱ء، ۲۸۳۲ء، ۲۸۳۳ء، ۲۸۳۴ء، ۲۸۳۵ء، ۲۸۳۶ء، ۲۸۳۷ء، ۲۸۳۸ء، ۲۸۳۹ء، ۲۸۴۰ء، ۲۸۴۱ء، ۲۸۴۲ء، ۲۸۴۳ء، ۲۸۴۴ء، ۲۸۴۵ء، ۲۸۴۶ء، ۲۸۴۷ء، ۲۸۴۸ء، ۲۸۴۹ء، ۲۸۵۰ء، ۲۸۵۱ء، ۲۸۵۲ء، ۲۸۵۳ء، ۲۸۵۴ء، ۲۸۵۵ء، ۲۸۵۶ء، ۲۸۵۷ء، ۲۸۵۸ء، ۲۸۵۹ء، ۲۸۶۰ء، ۲۸۶۱ء، ۲۸۶۲ء، ۲۸۶۳ء، ۲۸۶۴ء، ۲۸۶۵ء، ۲۸۶۶ء، ۲۸۶۷ء، ۲۸۶۸ء، ۲۸۶۹ء، ۲۸۷۰ء، ۲۸۷۱ء، ۲۸۷۲ء، ۲۸۷۳ء، ۲۸۷۴ء، ۲۸۷۵ء، ۲۸۷۶ء، ۲۸۷۷ء، ۲۸۷۸ء، ۲۸۷۹ء، ۲۸۸۰ء، ۲۸۸۱ء، ۲۸۸۲ء، ۲۸۸۳ء، ۲۸۸۴ء، ۲۸۸۵ء، ۲۸۸۶ء، ۲۸۸۷ء، ۲۸۸۸ء، ۲۸۸۹ء، ۲۸۹۰ء، ۲۸۹۱ء، ۲۸۹۲ء، ۲۸۹۳ء، ۲۸۹۴ء، ۲۸۹۵ء، ۲۸۹۶ء، ۲۸۹۷ء، ۲۸۹۸ء، ۲۸۹۹ء، ۲۹۰۰ء، ۲۹۰۱ء، ۲۹۰۲ء، ۲۹۰۳ء، ۲۹۰۴ء، ۲۹۰۵ء، ۲۹۰۶ء، ۲۹۰۷ء، ۲۹۰۸ء، ۲۹۰۹ء، ۲۹۱۰ء، ۲۹۱۱ء، ۲۹۱۲ء، ۲۹۱۳ء، ۲۹۱۴ء، ۲۹۱۵ء، ۲۹۱۶ء، ۲۹۱۷ء، ۲۹۱۸ء، ۲۹۱۹ء، ۲۹۲۰ء، ۲۹۲۱ء، ۲۹۲۲ء، ۲۹۲۳ء، ۲۹۲۴ء، ۲۹۲۵ء، ۲۹۲۶ء، ۲۹۲۷ء، ۲۹۲۸ء، ۲۹۲۹ء، ۲۹۳۰ء، ۲۹۳۱ء، ۲۹۳۲ء، ۲۹۳۳ء، ۲۹۳۴ء، ۲۹۳۵ء، ۲۹۳۶ء، ۲۹۳۷ء، ۲۹۳۸ء، ۲۹۳۹ء، ۲۹۴۰ء، ۲۹۴۱ء، ۲۹۴۲ء، ۲۹۴۳ء، ۲۹۴۴ء، ۲۹۴۵ء، ۲۹۴۶ء، ۲۹۴۷ء، ۲۹۴۸ء، ۲۹۴۹ء، ۲۹۵۰ء، ۲۹۵۱ء، ۲۹۵۲ء، ۲۹۵۳ء، ۲۹۵۴ء، ۲۹۵۵ء، ۲۹۵۶ء، ۲۹۵۷ء، ۲۹۵۸ء، ۲۹۵۹ء، ۲۹۶۰ء، ۲۹۶۱ء، ۲۹۶۲ء، ۲۹۶۳ء، ۲۹۶۴ء، ۲۹۶۵ء، ۲۹۶۶ء، ۲۹۶۷ء، ۲۹۶۸ء، ۲۹۶۹ء، ۲۹۷۰ء، ۲۹۷۱ء، ۲۹۷۲ء، ۲۹۷۳ء، ۲۹۷۴ء، ۲۹۷۵ء، ۲۹۷۶ء، ۲۹۷۷ء، ۲۹۷۸ء، ۲۹۷۹ء، ۲۹۸۰ء، ۲۹۸۱ء، ۲۹۸۲ء، ۲۹۸۳ء، ۲۹۸۴ء، ۲۹۸۵ء، ۲۹۸۶ء، ۲۹۸۷ء، ۲۹۸۸ء، ۲۹۸۹ء، ۲۹۹۰ء، ۲۹۹۱ء، ۲۹۹۲ء، ۲۹۹۳ء، ۲۹۹۴ء، ۲۹۹۵ء، ۲۹۹۶ء، ۲۹۹۷ء، ۲۹۹۸ء، ۲۹۹۹ء، ۳۰۰۰ء، ۳۰۰۱ء، ۳۰۰۲ء، ۳۰۰۳ء، ۳۰۰۴ء، ۳۰۰۵ء، ۳۰۰۶ء، ۳۰۰۷ء، ۳۰۰۸ء، ۳۰۰۹ء، ۳۰۱۰ء، ۳۰۱۱ء، ۳۰۱۲ء، ۳۰۱۳ء، ۳۰۱۴ء، ۳۰۱۵ء، ۳۰۱۶ء، ۳۰۱۷ء، ۳۰۱۸ء، ۳۰۱۹ء، ۳۰۲۰ء، ۳۰۲۱ء، ۳۰۲۲ء، ۳۰۲۳ء، ۳۰۲۴ء، ۳۰۲۵ء، ۳۰۲۶ء، ۳۰۲۷ء، ۳۰۲۸ء، ۳۰۲۹ء، ۳۰۳۰ء، ۳۰۳۱ء، ۳۰۳۲ء، ۳۰۳۳ء، ۳۰۳۴ء، ۳۰۳۵ء، ۳۰۳۶ء، ۳۰۳۷ء، ۳۰۳۸ء، ۳۰۳۹ء، ۳۰۴۰ء، ۳۰۴۱ء، ۳۰۴۲ء، ۳۰۴۳ء، ۳۰۴۴ء، ۳۰۴۵ء، ۳۰۴۶ء، ۳۰۴۷ء، ۳۰۴۸ء، ۳۰۴۹ء، ۳۰۵۰ء، ۳۰۵۱ء، ۳۰۵۲ء، ۳۰۵۳ء، ۳۰۵۴ء، ۳۰۵۵ء، ۳۰۵۶ء، ۳۰۵۷ء، ۳۰۵۸ء، ۳۰۵۹ء، ۳۰۶۰ء، ۳۰۶۱ء، ۳۰۶۲ء، ۳۰۶۳ء، ۳۰۶۴ء، ۳۰۶۵ء، ۳۰۶۶ء، ۳۰۶۷ء، ۳۰۶۸ء، ۳۰۶۹ء، ۳۰۷۰ء، ۳۰۷۱ء، ۳۰۷۲ء، ۳۰۷۳ء، ۳۰۷۴ء، ۳۰۷۵ء، ۳۰۷۶ء، ۳۰۷۷ء، ۳۰۷۸ء، ۳۰۷۹ء، ۳۰۸۰ء، ۳۰۸۱ء، ۳۰۸۲ء، ۳۰۸۳ء، ۳۰۸۴ء، ۳۰۸۵ء، ۳۰۸۶ء، ۳۰۸۷ء، ۳۰۸۸ء، ۳۰۸۹ء، ۳۰۹۰ء، ۳۰۹۱ء، ۳۰۹۲ء، ۳۰۹۳ء، ۳۰۹۴ء، ۳۰۹۵ء، ۳۰۹۶ء، ۳۰۹۷ء، ۳۰۹۸ء، ۳۰۹۹ء، ۳۱۰۰ء، ۳۱۰۱ء، ۳۱۰۲ء، ۳۱۰۳ء، ۳۱۰۴ء، ۳۱۰۵ء، ۳۱۰۶ء، ۳۱۰۷ء، ۳۱۰۸ء، ۳۱۰۹ء، ۳۱۱۰ء، ۳۱۱۱ء، ۳۱۱۲ء، ۳۱۱۳ء، ۳۱۱۴ء، ۳۱۱۵ء، ۳۱۱۶ء، ۳۱۱۷ء، ۳۱۱۸ء، ۳۱۱۹ء، ۳۱۲۰ء، ۳۱۲۱ء، ۳۱۲۲ء، ۳۱۲۳ء، ۳۱۲۴ء، ۳۱۲۵ء، ۳۱۲۶ء، ۳۱۲۷ء، ۳۱۲۸ء، ۳۱۲۹ء، ۳۱۳۰ء، ۳۱۳۱

کتاب اللمع کے شیرازی کے علاوہ شارحین :

(تاریخ وفات کی ترتیب کے ساتھ) اندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ ابوالحسن عبداللہ بن احمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف البغدادی الحنفی متوفی ۵۳۳ھ معروف بابن الخباب انہوں نے تکمیل شرح لکھی۔[1]

۲۔ کمال الدین مسعود بن علی الحصنی متوفی ۶۰۴ھ۔[2]

۳۔ عبدالعزیز بن احمد بن زین الکحلی متوفی ۶۱۳ھ تلمیذ انہوں نے غایۃ المطلب والسامل علی شرح اللمع فی الاصول کے نام سے شرح لکھی۔[3]

۴۔ عبداللہ الخضری الحنفی متوفی ۶۱۱ھ نے المسمع فی شرح اللمع تالیف کی۔[4]

۵۔ یحیی بن احمد بن یوسف الکحلی الحنفی متوفی ۶۲۰ھ۔[5]

۶۔ ضیاء الدین ابومحمد عثمان بن عیسی الحلیانی الخضری متوفی ۶۲۲ھ نے دو جلدوں میں شرح لکھی۔[6]

۷۔ قاضی احمد بن قیس بن عثمان الحنفی الاذنی متوفی ۶۳۰ھ نے "شرح مشکل اللمع" تالیف کی۔[7]

۸۔ سلیمان بن شعیب بن محمد الکیجی القاہری متوفی ۹۱۲ھ۔[8]

۹۔ شیخ علی بن ابن الحنفی نے "موقعۃ المستراق" کے نام سے شرح لکھی ۹۰۲ھ میں قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

(۳) القصر فی اصول الفقہ ۔ یہ کتاب دار الفکر، دمشق سے ۱۹۸۳ء میں محمد حسن ہیتو کی تحقیق سے شائع ہوئی ہے۔ اس کا طویل مقدمہ بعنوان "الامدی المنسی زی حیاتہ وارائہ الاصولیہ" مستقل کتاب کی صورت میں دمشق سے ۱۹۸۶ء میں چھپ چکا ہے۔[9]

حاجی خلیفہ نے کہا کہ ابوالفتح عثمان بن جنی نے اس کی شرح لکھی تھی[10] مگر عبدالحمید ترکی نے شرح اللمع میں اس کی نسبت کی صحت میں شک کیا ہے اور کہا کہ ابن جنی کا انتقال امام شیرازی کی وفات سے پہلے ۳۹۲ھ میں ۱۹۸۱ء میں ہوا تھا یہ بھی لکھا کہ اصلی کوشش یہ ہی مخالف شرح کی نسبت کے بارے میں ہوا تھا[11] جب کہ محقق اصولیین نے اس کی سند کے حوالے سے یہ بات ان کو طبقات الشافعیہ الکبری میں نہیں ملی۔[12]

---

[1] کشف الظنون، حاجی خلیفہ ۱/۵۱۲، ہدیۃ العارفین، اسماعیل پاشا بغدادی ۱/۳۵۵۔

[2] ایضاح المکنون ۲/۱۳۲، ۱۳۱، اسماعیل پاشا بغدادی ۲/۱۰۱۔

[3] ایضاح المکنون ۲/۳۶۲، ہدیۃ العارفین ۱/۵۳۸۔ [4] ہدیۃ العارفین ۱/۵۹۴۔

[5] ایضاح المکنون ۲/۳۱۰، ہدیۃ العارفین ۲/۶۱۹۔

[6] کشف الظنون ۲/۱۲۲۰، ہدیۃ العارفین ۱/۵۳۷، معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ ۱۳/۱۲۲ (۱۸)۔

[7] ایضاح المکنون ۲/۳۱۰۔ [8] نظم العقیان، السیوطی ۶۷، معجم المؤلفین، عمر رضا کحالہ ۱۳/۱۹۵ (۳۰۹)۔

[9] کشف الفتاح الترکی، عبدالحمید بن یحیی متوفی ۸۵۵ھ ۱/۳۱۴۔ [10] کشف الظنون، ورق خطی ۱/۹۳۳، ۱۵۲۰/۲۔

[11] تحقیق مقدمہ شرح اللمع للشیرازی، عبدالمجید ترکی ص ۵۳، دار الغرب الاسلامی ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء۔

(۴) کتاب القیاس۔ المحقق المتخص فی الجدل۔ محمد یوسف اخوند جان تیزاقی نے اس کتاب کا ذکر کیا ہے کہ شیرازی نے خود تین جلدوں میں اس کتاب کو شرح المع کے باب "الکلام علی معنی الخطاب وھو الفصل" کی بحث "الواضح والمجمل والمفسر" اور باب القیاس میں لکھا۔ محقق تیزاقی نے یہ بھی کہا کہ کتب خانہ رس اجتماعات و ... میں اس کتاب سے کوئی ان کو نہیں ہوئی ہے۔[1]

(۵) الحدود والحقائق فی الاصول[2]

(۶) المختصر فی اصول مذھب الشافعی

ابتدا: الحمد للہ حق حمدہ وصلاۃ علی محمد خیر خلقہ وعلی الہ وصحبہ[3]

(۷) الملخص فی الجدل

الملخص فی الجدل کا تحقیقی تجزیہ

"الملخص" کا انداز تین ابواب پر مشتمل ہے جو کہ اصول فقہ میں اس کتاب کا مقام بھی ہے۔ فروع فقہ میں خلافیات اور مناظرہ کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کا استعمال "آداب البحث" بتاتا ہے۔ اس تحقیق کے باوجود خلافیات جس کا تعلق فروع فقہ سے ہے اس میں اصول فقہ "الجدل" کی کشمکش بھی پائی جاتی ہے اور اس سے مدد بھی لی جاتی ہے۔ الجدل میں خلافیات مزید پختہ ہو جاتا ہے۔ امام شیرازی نے اس کتاب "الملخص" میں مخالف کے مسائل جمع کیے کر کے پیش کرتے ہیں اور ان سے متعلق اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں اپنے مذہب یا اپنی رائے کو ترجیح دیتے ہیں مخالفین کی آراء کا جواب دلائل سے بیان کرتے ہیں۔ اس طرح وہ قرآن سے احادیث کی تاویل کے قضایا، اجماع، عموم، خصوص، مجمل، مبین، ناسخ منسوخ، احادیث اور ان کے طرق کی نقد، ان کی صحت سے اثبات، رجحان اور ان کے اثبات دلیل میں کلام کرتے ہیں، اجتہاد کے کیفیت شرعیہ سے اور ان کے نظریات میں اقوال مجتہدین کی آراء و نظریات اور ان کے دلائل اجماع متقدمین و متاخرین میں قیاس کے ارکان جعلی فرع، حکم اور علت پر بحث کرتے ہیں۔ اصول اربعہ اساسیہ کے بعد کے اصل جس مثلاً احسن الاحسن اور احسن کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔

محمد یوسف اخوند جان تیزاقی نے اس پر تحقیق کی اور پاکستان کے شہر لاہور سے ۱۹۸۲ء میں ایم۔اے کی ڈگری حاصل کی۔[4]

(۸) المعونۃ فی الجدل۔ یہ کتاب الملخص فی الجدل کی تلخیص ہے جو محمد مجید ترکی کی تحقیق کے ساتھ ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء میں طبع ہو چکی ہے۔[5]

---

[1] حوالہ بالا۔ اس میں محقق "الملخص" اخوند جان تیزاقی کے حوالے سے محقق مقدمہ علی شرح اللمع عبدالمجید ترکی ص ۱۳۔

[2] کشف الظنون، حاجی خلیفہ ۱/۵۸۱ ۔ ج حوالہ سابق۔

[3] حوالہ بالا۔ کشف الظنون، اسماعیل پاشا بغدادی ص ۲۹۴، محقق مقدمہ علی شرح اللمع عبدالمجید ترکی ص ۹۱، ۹۲، حوالہ سابق۔

[4] محقق مقدمہ علی شرح اللمع عبدالمجید ترکی ص ۹۸۔ ۹۹ انھیں ان کی نویں مخطوطات المکتبۃ الاوقاف بغداد میں ۸۰۱۰ کے حوالے سے ذکر ہے۔ کشف الظنون حاجی خلیفہ ۲/۱۸۱۳۔

کتاب الوصول فی مسائل الاصول پر تنقید

حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا نام "الوصول الی معرفۃ الاصول" لکھا ہے۔ [illegible] اس کتاب کے [illegible] اس کتاب کا [illegible] اس کتاب کے [illegible] اس کتاب کے [illegible] اس کتاب کے

ابن العباس الناشئ (٣٠٠هـ - ٣٧٠هـ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جب انہوں نے غیر ملکی تسلط کی مخالفت کی اور سنیوں سے مذمت کروائی تو آپ ترک وطن کر کے بغداد چلے گئے۔ یہاں سے ۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء میں واپس نیشاپور آئے اور مدرسہ نظامیہ بغداد کی طرز پر مدرسہ نظامیہ نیشاپور کی بنیاد رکھی۔ یہاں آپ چار سال تک درس دیتے رہے اسی وجہ سے ان کا لقب امام الحرمین پڑ گیا بعد میں نظام الملک کے دور میں دوبارہ نیشاپور آئے اور مرتے دم تک یہاں مدرسہ نظامیہ میں پڑھاتے رہے جس کا نام بغداد کے مشہور مدرسہ کے نام پر مدرسہ نظامیہ رکھا گیا۔[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ البرہان ۲۔ الورقات ۳۔ تلخیص التقریب والارشاد فی اصول الفقہ
۴۔ اللمعۃ فی الاصول[2] ۵۔ الشامل فی الاصول[3]

کتاب "البرہان" کا تحقیقی جائزہ :

امام الحرمین اپنی اس کتاب کا آغاز "تصنیف الکتاب" سے کرتے ہیں جس میں مبادیات علم اصول فقہ بیان کرتے ہیں اور ہر اس شخص کے لئے اس علم کی پڑھائی کو لازمی قرار دیتے ہیں جو فنون علوم کے کسی فن میں مہارت کا ارادہ رکھتا ہو وہ کہتے ہیں۔

حق علی کل من یحاول الخوض فی فن من فنون العلوم :

(۱) ان یحیط بالمقصود منہ (ب) وبالمراد الذی یستمد منہا ذلک الفن۔

(ج) "وحقیقتہ وحدہ ان امکنت عبارۃ سدیدۃ علی صاحۃ الحد، وان عسر فعلیہ ان یحاول الدرک بمسالک التقسیم"۔[4]

(فنون علوم کے کسی فن میں مہارت حاصل کرنے کے لئے ان (مندرجہ ذیل) باتوں کا جاننا ضروری ہے کہ اس فن سے متعلق منہ کا احاطہ، اور اس میں جن مواد سے استمداد کیا جاتا ہے (ان کا بھی احاطہ) اور اس کی حقیقت و تعریف اگر آسان ہو تو عبارت میں ممکن ہو تو بیان کرے اور دشوار ہونے کی صورت میں تقسیم کے مسالک پر درک کی بھرپور کوشش کرے۔)

اس طریقہ کو اپنانے کی وجہ بتاتے ہوئے فرماتے ہیں :

"کی یکون الاقدام علی تعلمہ مع حظ من العلم التحصیلی بالعلم الذی یحاول الخوض فیہ"۔[5]

(تاکہ اس علم کی بابت (اتنا درس لے) جو جاننا چاہے جس کے بارے میں شروع کرنا اور غور و خوض کا ارادہ کیا گیا ہے۔)

آپ اسی منہج کی اپنی اس کتاب میں پیروی کرتے ہوئے اصول فقہ کی تعریف اس کے مصادر اور مقصود کو ذکر کرتے ہیں اور پھر دیگر مقدمات لاتے ہیں احکام شرعیہ کی تعریف پیش کرتے ہیں۔ مصنف کے اس شبہ پر مناقشہ کرتے ہیں جس میں انہوں نے "تقبیح" و "تحسین" اور اس کا ادراک عقلی یا شرعی ان سب کو اصول فقہ کی بحث میں شامل

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۵ ص ۱۰۱ بحوالہ دائرہ معارف پنجاب ۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۱ء۔
[2] حدیث الحاجی فی اصول الفقہ، اسماعیل باشا البغدادی ج ۱ ص ۵۱۵۔ [3] حوالہ سابق۔
[4] البرہان فی اصول الفقہ، امام الحرمین الجوینی متوفی ۴۷۸ھ/۱۰۸۵ء، مکتبہ امام الحرمین ۱۹۹۲ء۔
[5] حوالہ سابق۔

[illegible] اور وجوب شکر پر استدلال سے روکتا ہے کہ ان کے مذہب کے مطابق ان کا کوئی وجوب نہیں ہوتا ہے۔ اس کے بعد تکلیف مالا یطاق اور تکلیف کون سے اور "الا بطریق التکلیف" کو انہوں نے علوم کی کس قسم کے ساتھ خاص کیا ہے (ضروریات اور نظریات) اور بیان کیا۔ اس طرح امام الحرمین نے ایک نیا اسلوب اپنایا اور ابتدا ہی میں عقل کے بارے میں مقبول قول پیش کر دیا کہ یہ ایک عقل ہی علوم کے حقائق تک رسائی کا ذریعہ ہے۔ اس کے بعد عقلی مباحث میں سے مقبول تعریفات پیش کرنے اس کے اقسام بیان کیا اور پھر کہا کہ عقل کی کوئی حتمی تعریف نہیں ہے۔ پھر جہل، علم، شک، اور تقلید کی فرق وار تعریف کی۔ پھر علوم کے حصول کے ذرائع بیان کیا۔ عقل مشکک اور اس کا موقف بیان کیا۔ پھر کتاب کی وضاحت کی چھ علوم کے مدارک اور وسائل پر کلام کیا اس کو ایک فصل کے تحت لائے۔ علوم میں سے ضروریات پر گفتگو کی اور ان کے مطالعہ کو عقل سے متعلق قرار دیا۔

"ان الحق بعضہ مدرج علی ھذہ الصفۃ الکلی" [2]

(حق کا کچھ حصہ اس کلی وصف سے متصف ہوتا ہے)

پھر ایک فصل کے تحت صرف یہ بیان کیا کہ عقل ہی حق کا ذریعہ ہے اور اس کو حق سے اور حق ہی اس کا ادراک کرتا ہے اور اس کا ادراک دو طرح سے ہوتا ہے (اصل وضع) اور تعلق ہیں۔ تعلق ہی ان میں سے ایک کی انواع بیان کیں۔

آخر میں یہ مقدمات اس فصل پر ختم ہوتے ہیں

"فصل علی مقدار ما یحتاج الیہ العقول لنسب الحاجۃ الیہ فی مسائل الاصول" [3]

اس فصل میں واضح کیا کہ وہ شی جس میں عقل کا تعلق درست نہیں ہے۔ جس اشیاء کا ادراک اور عدم عقل پر موقوف ہے اور جس کا نہیں ہوتا ہے۔

"ان العقول لا تتحول فی کل شئی بل تقف فی اشیاء وتنفذ فی اشیاء"

ابہام سے بنیادی موضوعات کا مختصر تعارف

امام الحرمین ان مقدمات سے فراغت پانے کے بعد کتاب کے اصل موضوعات یعنی اصول فقہ اور اس کے ابواب کی طرف آتے ہیں اختصار کے ساتھ ان کو بیان کرتے ہیں۔

۱۔ البیان :- کتاب کی اس قسم میں بیان کے مسائل کو ابواب اور فصول میں پیش کیا بیان سے مراد وہ دلالت ہے جس سے بعد بیان وضعی اور حسی کی طرف تقسیم کر دیا۔ کتاب البیان میں امام موصوف کے مسائل متعلق بہ بیان کو بیان کیا "الاصل فی الاصول" اور ان کے شرعی ثابت ہونے پر کلام کیا۔ تاویل کے طریقے بیان کئے پھر ارشاد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں خبر متواتر کی شرائط اور عمل کے وجوب میں خبر واحد کے مفید ہونے اور روایت و رواۃ اور ان کی صفات جرح و تعدیل وغیرہ پر کلام کیا۔

۱۔ الورقات فقرہ ۱۳۰ بعد حاشیہ۔ ۲۔ الورقات فقرہ ۱۵۵ بعد حاشیہ۔
۳۔ الورقات فقرہ ۔۵۳۔ ۴۔ الورقات فقرہ ۔۵۳ بعد حاشیہ۔

ثانیاً۔ الاجماع : اس میں اجماع کے وقوع کے بارے میں تصریحات پر بحث کرتے ہوئے اس کے ممکن الوقوع ہونے کا ذکر کیا گیا ہے :

"ولكنه في زمننا ليس بهين"۔[1]

(لیکن یہ (اجماع) ہمارے زمانے میں آسان نہیں ہے)

وہ اجماع کی بحث کو مندرجہ ذیل چار فنون میں سمیٹتے ہیں :

(ا) اجماع کرنے والی کی تعداد و صفات :

اجماع میں عوام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے لیکن ارباب حل و عقد کا اعتبار ہے اور اصحاب الاصول کے اجماع کے بارے میں اختلاف ہے امام الحرمین کا موقف ہے کہ "ان لا اعتبار بهم"[2] (ان (اصحاب الاصول) کا اجماع معتبر نہیں)۔ امام الحرمین نے یہاں بعض کی مخالفت کی ہے وہ اصحاب الاصول کے اجماع کو معتبر مانتے ہیں کہ بعض کی تعداد کے بارے میں اختلاف ہے امام الحرمین کا نقطہ نظر یہ ہے کہ :

"انه يجوز ان يحفظ عددهم عن عدد التواتر، بل يجوز صدور الزمن عن العلماء، فيمكن ان يكون اجماع المحصلين عن مبلغ التواتر حجة، لهذا لا برهان، فان مأخذ الاجماع مستند الى ظرف عادة"۔[3]

(اگر اہل حل کرنے والوں کی تعداد تواتر سے کم ہو تو بھی اجماع ہو جاتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ علماء کے سارے زمانے کا بھی اجماع ہو جائے اور اس میں زیادتی ہو تو وہ عادت کے خلاف ہونے کی بنا پر درست نہیں ہوگا۔)

اجماع کرنے والوں کے اوصاف کے بارے میں ان کا قول ہے :

"ان كل ما لا يعتبر في احاد المحصلين، فهو غير معتبر في المجمعين"۔

(ہر وہ شخص جو تحقیق کی بنا پر ہونے والے اتفاق اجماع میں اس کی شمولیت معتبر نہیں ہوتی۔)

(ب) اجماع کے لئے کون سا زمانہ معتبر ہے؟

امام الحرمین نے قاضی ابو اسحاق کی ادلہ کو اس کے ساتھ بالتفصیل پیش کیا اور ان پر بحث کی اور کہا :

"فالذي اختاره استمرار طرق الحق في المسالك كلها"۔[4]

(ہم نے تمام مسالک میں حق کے استمرار کو اختیار کیا ہے۔)

اس کے بعد امام الحرمین نے اس بارے میں اپنی رائے پیش کی۔

(ج) کیفیت اجماع قولی/سکوتی :

اس بارے میں شافعی اور امام ابو حنیفہ کے اقوال پیش کئے پھر امام شافعی کے قول کو قوی قرار دیتے ہوئے کہا کہ اجماع سکوتی کا کوئی اعتبار نہیں اور کہا :

---

[1] حوالہ سابق (البرہان) : ۶۰۰۔ [2] حوالہ سابق (البرہان) : ۶۰۹۔ [3] حوالہ سابق (البرہان) : ۶۱۰۔
[4] حوالہ سابق (البرہان) : ۶۱۹۔ [5] حوالہ سابق (البرہان) : ۶۲۰۔

"فانه لا ینسب لساکت قول"[1]

(بلاشبہ کسی خاموش شخص سے قول منسوب نہیں کیا جاسکتا۔)

(ب) کس چیز پر اجماع کا انعقاد کیا جاسکتا ہے اور کس چیز پر اس کا انعقاد نہیں ہوسکتا :

اس بحث کے ساتھ ہی جزء اول مکمل ہوتا ہے۔

ثالثاً۔ القیاس : دوسرے جزء کا آغاز قیاس سے ہوتا ہے اس کو تفصیلاً تقریباً دو صفحات میں بیان کیا جس میں مسائل قیاس، اس کی انواع اور اس کے مراتب وغیرہ ذکر کئے۔

رابعاً۔ استدلال : استحسان اور مصالح مرسلہ پر عمل کرنے سے متعلق مختلف آراء پیش کیں اس بارے میں تین مذاہب کا ذکر کیا۔

۱۔ ان کی نفی کرنے والے یعنی قاضی اور اصحاب مظاہر کا گروہ۔

۲۔ اس کے قائلین یعنی امام مالک۔

۳۔ اجتہاد یا استدلال کو شرط کے ساتھ جائز کہنے والے یعنی امام شافعی۔

امام الحرمین نے ان تینوں آراء میں سے امام شافعی کی رائے کو پسندیدہ بتایا ہے۔

خامساً۔ النسخ : اس کے تحت "النسخ" کے معنی بیان کئے اس کے وقوع اور شرعاً وقوع کے جواز کو ثابت کیا "نسخ الکتاب بالسنة" اور "نسخ السنة بالکتاب" دونوں کو درست تسلیم کیا یہاں امام الحرمین امام شافعی کی مخالفت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "نسخ الکتاب بالسنة" ممنوع ہے۔

عبدالعظیم محمود الدیب نے "البرھان" پر تحقیق کی ان کی تحقیق کے مطابق یہ کتاب جو دو جلدات پر مشتمل ہے جو طبع ہوچکی ہے مکمل ہے۔

اس کتاب کے نامکمل ہونے پر عبدالعظیم کے دلائل :

- امام الحرمین نے اپنے جہان کے خاتمہ میں "الاجتہاد" اور "الفتوی" جو اس کتاب میں شامل بتایا گروہ مطبوعہ کتاب میں موجود نہیں ہے۔ امام الحرمین فرماتے ہیں

"تم الکتاب، وقد سجر بحمد الله وحسن توفیقه الغرض من هذا المجموع فی الاصول وبعون ربنا یسر بعد ذلک، مستعین بالله تعالی، کتابا جامعا فی الاجتهاد والفتوی، یقع مضمنا براسه وتتمة لهذا المجموع".

اس کتاب کے نامکمل رہنے پر دوسری دلیل یہ ہے کہ امام الحرمین نے کتاب التوبیات کے آخر میں جو بیان فرمایا اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کتاب کے ختم کے بعد باب الفتوی اور صفات المفتین والاستفتاء اور اوصاف المجتہدین کا ذکر کیا گیا ہوگا۔[2]

---

[1] حوالہ سابق فقرہ : ۲۲۳، ۲۲۲۔ [2] حوالہ سابق فقرہ : ۲۳۷۔

۔ المحصول لامام الحرمین کی کتاب البرہان کا خلاصہ ہے اس میں امام ابہاج اجتہاد والفتوی کی بھی وجود ہے، امام رازی اپنی کتاب کے آخر میں فرماتے ہیں

هذا انتهاء المحصول من تعليق الاصول بعد حذف الفضول، وتحليق كل مسألة بما هي الفضول، مع الاقبال على التحقيق، الزراها قد تنقاء القليل، والا قتصار على ما ذكره امام الحرمين رحمه الله في تذليله من غير تسفل وتزيد في المعنى وتحليل، ومن تكلف في تهذيب كل كتاب بتقسيم فصول، وتبويب ابواب ... الخ"

اس سے یہ معلوم ہوا کہ المحصول کے مسائل امام رازی نے ترتیب اور مشتملات کتاب برہان کی صورت پر مرتب کئے تھے اور المحصل میں "احکام الاجتہاد والفتوی" کا جو باب ہے وہ بھی امام رازی نے برہان ہی سے لیا ہے اور اس میں مذکور مضامین بھی برہان کے مضامین میں شامل رہے ہوں گے اور اس کا اجزاء ہوں گے۔

کتاب "البرہان" کی اہمیت ومنزلت

بلاشبہ تاریخ اصول میں یہ کتاب بڑی اہمیت کی حامل ہے اور اصولی اس کتاب کو اہم کتب میں شمار کیا ہے اس میں ان اصولیین کی آراء بھی محفوظ ہو گئیں جن کی کتب ناپید ہو چکی ہیں۔ مثلاً امام الحرمین کے پیش امام باقلانی کی رائے پیش کرتے ہیں ان کی پوری ان کی کتب "الارشاد التقریب اصول الکبیر اصول الصغیر المفتح فی اصول الفقہ" وغیرہ کتب مسائل اصولیہ سے خالی ہیں جبکہ ان کتابوں میں صرف تین کتابیں ہیں مگر ان کتابوں میں سے کوئی کتاب اصلاً نہیں ملتی۔ اس طرح امام الحرمین نے اپنے والد کی کتاب "مجموعات" سے پیش کردہ دلائل و شعری کی "اجوبۃ المسائل الشرعیۃ" سے اور بعض دیگر اصولیوں "المعتمد" اور "شرح المعتمد" سے اور ابن القاص کی کتاب "الامتیاز" سے پیش کی ہیں۔ ان میں سے "المعتمد" کے علاوہ تمام کتب ناپید ہیں۔ اس طرح اہل سنت کی اصول فقہ پر لکھی گئی کتاب جو اسے "اصل الاصول" یا "رسالۃ المناظر" جیسا بھی مشہور ہے تصنیف کی گئی وہ بھی مفقود ہیں ہوئی۔ یہ کتاب نے عقیدہ کے اعتبار سے لکھی گئی۔ آخر میں صدی ہجری کے تمام اہم اصولی مباحث برہان سے ہی لئے گئے ہیں اور بعد میں آنے والوں نے بھی اس کا اعتراف کیا ہے[1]۔

"ان هذا الكتاب رحمه الله من اصول الفقه على اسلوب غريب، لم يقتد به احد"

(بلاشبہ یہ کتاب امام الحرمین نے اصول فقہ میں اسلوب غریب پر لکھی جس کی کسی نے اقتدا نہیں کی)

اصول فقہ میں ارکان اربعہ کتب میں "البرہان" کی اہمیت

کتاب "البرہان" اصول فقہ کی ان چار کتابوں میں سے ایک ہے جن پر کتب اصول فقہ کی عمارت قائم ہے جو حنفی مکتب فکر سے تعلق رکھتی ہیں ان کی طرف رجوع کیا جاتا ہے۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) کتب اصول فقہ میں "البرہان" کی حیثیت کو یوں بیان کرتے ہیں

---

[1] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو، محمود محمد الطناحی ۱۹۷۶ء ناشر: دار احیاء الکتب العربیہ فیصل عیسیٰ البابی الحلبی حصہ سوم

وكان من أحسن ما كتب فيه المتكلمون كتاب البرهان لإمام الحرمين والمستصفى للغزالي وهما من الأشعرية وكتاب العمد لعبد الجبار وشرح العمدة لأبي الحسين البصري وهما من المعتزلة وكانت الأربعة قواعد هذا الفن وأركانه ثم اختصر هذه الكتب الأربعة طوائف من المتكلمين المتأخرين وهما الإمام فخر الدين بن الخطيب في كتاب المحصول وسيف الدين الآمدي في الكتاب الأحكام واختلف طريقهما في الكتب من التحقيق والاستدلال فإن الخطيب أهمل الوجوه الاستدلالية من الأدلة والاحتجاج والآمدي توسع بتحقيق المذاهب وتفريع المسائل"[1]

[illegible] كتب [illegible] كتاب [illegible] "المحصول" [illegible] كتاب [illegible] كتاب [illegible] كتاب

کتاب البرہان کی شروح :

۱. ایضاح المحصول من برهان الاصول : ابو عبداللہ محمد بن علی بن عمر التمیمی المازری (متوفی ۵۳۶ھ) نے یہ شرح لکھی۔[1]

۲. التحقیق والبیان فی شرح البرهان : ابوالحسن علی بن اسماعیل بن علی (حسین) بن عطیہ الابیاری المصری المالکی (متوفی ۶۱۶ھ) نے اس ہم سے شرح لکھی۔[2]

نوٹ : اس شرح میں "البرهان" کے صرف ان مقامات اور عبارات کی شرح کی گئی ہے جہاں شارح نے شرح و تعلیق کی ضرورت محسوس کی۔

۳. کفایۃ طالب البیان شرح البرهان : یہ شرح ابوزکریا یحییٰ بن علی التبریزی المعروفی (متوفی ۶۲۰ھ) کی تالیف ہے اس میں مازری اور ابیاری کے کلام کو جمع کیا اور اس میں اضافہ کیا۔[3]

الغرض پانچویں صدی ہجری کے آخر میں امام الحرمین جوینی نے ارسطو کے اسلوب پر اصول فقہ میں کتاب "البرهان" تالیف کی امام غزالی شافعی جوینی کے شاگرد ہیں انہوں نے بھی اصول فقہ کی تالیف میں اپنے استاذ کا منہاج اختیار کیا۔ ان کا منہاج حیات کی بہترین اصولی کتاب "البرهان فی اصول الفقه" میں ملتی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ غزالی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اشعری اصول کی بنیاد پر ایک اسلوب قضائی مرتب کرنے کی کوشش کی تھی۔[4]

"الورقات" کا تحقیقی تجزیہ

امام سبکی نے امام الحرمین سے متعلق ایک طویل جملہ نقل کیا اور علی الاعلان کہا کہ ان کی دو اصولی تصنیفات کی کوئی توجیہ سوائے مجرد دیکھنے کے اور کسی طرح ممکن نہیں ان کی کتب اصول فقہ اور علم کلام کے درمیان جمع ہوئی ہیں ایک کتاب الورقات فی اصول الفقہ کی شرحیں تیرھویں صدی ہجری تک برابر لکھی جاتی رہیں۔ سبکی نے اس کتاب کے مشہور ہونے کا ذکر کیا ہے اور اس کو لصعر الامة (امت کی چھاتی) کا نام دیا ہے۔ امام سبکی نے ان تحفظات کی طرف بھی توجہ دلائی جو الحرمین نے امام اشعری اور امام مالک کے بارے میں درج کئے ہیں یہ تحفظات ایسے ہیں جن کی وجہ سے ان کی شرعی تصنیف کو بالخصوص مالکیوں کے ہاں زیادہ قبولیت نہیں مل سکی۔[5]

الورقات پر شروح و حواشی لکھنے والے علماء : (تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے ساتھ)

(۱) تاج الدین عبدالرحمن بن ابراہیم بن سباع الفرکاح شافعی متوفی ۶۹۰ھ۔[6]

(۲) جلال الدین محمد بن احمد المحلی شافعی متوفی ۸۶۳ھ۔[7]

---

[1] ایضاح المکنون ۲/۱۵۴، ہدیۃ العارفین ۲/۸۸، الدیباج ۲/۱۰۰، کشف الظنون ۲/۱۹۹۴، سیر ۲۱/۱۰۴، شذرات ۵/۱۰۴، الفکر السامی ۲/۱۳۷، الاعلام للزرکلی ۷/۲۶۔

[2] الدیباج ۲/۱۰۰، کشف الظنون ۲/۱۹۹۴، الفکر السامی ۲/۳۰۶، نفح الطیب ۲/۵۰۱۔

[3] البرهان فی اصول الفقہ، امام الحرمین الجوینی متوفی ۴۷۸ھ، ص ۵۸، مقدمہ از عبدالعظیم الدیب، طبعہ ۱۴۱۸ھ۔

[4] اثر وصاحب اسلوب، ۱/۵۳۱، ۲/۱۱۰۷، اصول کافی کا مقدمہ ۱۹۷۰ء۔ [5] حوالہ سابق بالفاظ کے حذف واضافہ کے ساتھ۔

[6] ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۵، نفح الطیب ۲/۵۰۱، الفکر السامی ۲/۳۰۶، تاج التراجم ۱۵۰، شذرات ۵/۱۰۴، الاعلام ۴/۲۰۹)۔

[7] ہدیۃ العارفین ۲/۱۰۷، نفح الطیب ۲/۵۰۱، الفکر السامی ۲/۳۰۶۔

جلال الدین محلی کی شرح پر حواشی :

۱۔ شہاب الدین احمد بن احمد بن عبدالحق السنباطی مصری شافعی متوفی ۹۹۰ھ[1]

۲۔ احمد بن احمد بن سالم النفراوی المصری متوفی ۱۱۲۶ھ[2]

۳۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن عبدالحق الدمیاطی متوفی ۱۱۷۰ھ[3]

۴۔ احمد بن عبداللطیف الخطیب الحلوانی الشافعی نے حاشیہ النفحات علی شرح الورقات کے نام سے حاشیہ لکھا۔ شرح محلی اور حاشیہ النفحات دونوں ایک ساتھ مصطفی البابی حلبی مصر سے ۱۳۵۷ھ/۱۹۳۸ء میں چھپ چکے ہیں۔

(۴) سراج الدین عمر بن احمد بن محمد المصری البلیسنی شافعی متوفی ۸۷۸ھ نے التضحیات فی شرح الورقات کے نام سے شرح لکھی۔[4]

(۴) کمال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن شافعی متوفی ۸۷۴ھ معروف بہ امام کاملیہ۔[5]

(۵) زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ۔[6]

(۶) بن قاوان حسین بن احمد بن محمد بن احمد کیلانی مکی شافعی متوفی ۸۸۹ھ۔[7]

(۷) ابوعبداللہ محمد بن محمد الطالب متوفی ۹۵۴ھ نے "قرۃ العین" کے نام سے شرح لکھی۔[8]

(۸) احمد شہاب الدین الرملی المصری الانصاری شافعی متوفی بعد ۹۵۰ھ نے "غایۃ المامول فی شرح ورقات الاصول" کے نام سے شرح لکھی۔ ۹۲۰ھ میں تالیف سے فراغت پائی۔[9]

(۹) شرف الدین یونس بن عبدالوہاب بن احمد بن ابوبکر الدشتی العباسی شافعی متوفی ۹۸۰ھ۔[10]

(۱۰) شہاب الدین بن قاسم العبادی قاہری شافعی متوفی ۹۹۴ھ نے "حاشیہ علی شرح الورقات" لکھا۔

نوٹ : شرح ورقات پر العبادی کی دو شرحیں یا دو حاشیہ ہیں "الکبیر" "ابوالضغیر" "شرح الکلی" سے "ارشاد الفحول" کے حاشیہ پر اور اسی طرح الاسترآبی کی شرح التنقیح کے حاشیہ پر مکتبہ المحمدیہ قاہرہ سے ۱۳۰۶ھ میں چھپ چکی ہے۔[11]

(۱۱) ابوالخیر بن محمد ابوالسعادات بن الحب محمد بن فضل محمد الحسین الطبری المکی (۱۰ویں صدی ہجری کے عالم) نے شرح الورقات لکھی۔[12]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۶/۵۷۳۔ ۲۔ مفتاح الاصولیین بحر محقر ۱/۸۲، ۸۵ (۵۳)۔

۳۔ ایقاظ الہمم ۳۰۰، مفتاح الاصولیین ۱/۱۹۹، ۲۰۰ (۱۳۸) ۴۔ ایضاح المکنون ۲/۷۰۳، ہدیۃ العارفین ۵/۹۳۔

۵۔ کشف الظنون حاجی خلیفہ ۲/۱۵۸، ہدیۃ العارفین ۶/۲۰۲، ایقاظ الہمم ۳۰۰۔ ۶۔ ہدیۃ العارفین ۵/۸۳۰۔

۷۔ مفتاح الاصولیین بحر محقر ۱/۹۲ (۲۹۷)

۸۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۴، ایقاظ الہمم ۳۰۰، الاعلام الزرکلی ۳/۵۷، ایضاح المکنون ۲/۷۰۳۔

۹۔ مفتاح الاصولیین ۱/۶۹، ۷۰ (۴۲)۔ ۱۰۔ ہدیۃ العارفین ۶/۵۷۳۔

۱۱۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۳۰، ایقاظ الہمم ۳۰۰، الاعلام الزرکلی ۳/۱۸۱، مفتاح الاصولیین ۱/۱۷۷، ۱۷۸ (۱۳۶)۔

۱۲۔ مفتاح الاصولیین ۱/۹۸ (۳۴۶)۔

(۲) محمد بن رشید اور ان کے بھتیجے سعید الخطابی رومی متوفی ۱۰۱۴ھ نے۔

۱۔ تحاریر و تقاریر المصطفیٰ فی شرح الورقات اور

۲۔ جامع المختصرات من فرائد الورقات تالیف کیں۔[1]

(۳) ابو الحسن احمد بن محمد بن علی بن العلاء المحشکفی شافعی متوفی ۱۰۳۲ھ معروف بابن العلاء نے الورقات میں شرحیں لکھیں:

۱۔ کفایۃ الرفاۃ الی معرفۃ شرف الورقات (مختصر شرح)

۲۔ تحاریر المصطفیٰ و تقاریر المصطفیٰ (متوسط شرح)

۳۔ جامع المختصرات من فرائد الورقات (مطول شرح)[2]

(۱۴) علامہ محمد امین بن محمد بن ابو الحامد الدمشقی المحبی متوفی ۱۱۱۱ھ نے "المصطفیٰ المصرتفیات الی الورقات" کے نام سے شرح لکھی۔[3]

(۱۵) حسین بن حسین بن قاسم بن محمد بن حسن الحسنی المصری متوفی ۱۱۱۴ھ۔[4]

(۱۶) علامہ احمد بن قاسم بن احمد بن ابو القاسم العبادی مکی متوفی ۱۱۲۰ھ۔[5]

(۱۷) محمد بن عبد الرحمن الصوفی مکی متوفی ۱۱۹۳ھ نے تالیف کی۔[6]

الورقات کو نظم کرنے والے علماء:

(۱) شرف الدین یحییٰ بن احمد بن علی بن احمد بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن موسیٰ بن رضوان عسیلہ العجیمی مکی متوفی ۸۹۰ھ نے اپنی "تسہیل النظرات فی الورقات" کو نظم کیا۔[7]

(۲) شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن رجب الطوفی قاہری شافعی متوفی ۸۹۳ھ۔[8]

(۳) ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن محمد بن ابو بکر بن علی بن ابو العز بن ابن ابی شریف شافعی متوفی ۹۲۳ھ۔[9]

(۴) ابن الامین ابو عبد اللہ محمد بن ابو الفتح محمد بن احمد بن محمد الحسینی المکی الشافعی المعروف بالمفتی متوفی ۱۰۳۵ھ۔[10]

(۵) عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ بن شعیب الدبوانی شافعی (متوفی ۱۰۴۳ھ)۔[11]

(۶) ابو عبد اللہ محمد بن قاسم بن محمد بن علی مکی متوفی ۱۰۴۸ھ۔[12]

---

[1] صفحۃ الاعلام، ۲/۱۰۵۔ [2] کشف الظنون، ۲/۱۵۲۳ (۵)۔
[3] کشف الظنون، ۲/۱۵۲۳ (۵)۔ [4] صفحۃ الاعلام، ۲/۲۹۰، کشف الظنون، ۲/۱۵۲۳ (۵)۔
[5] خلاصۃ الاثر، ۳/۱۳۰۔ [6] صفحۃ الاعلام، ۲/۳۲۹۔
[7] صفحۃ الاعلام، ۲/۱۳۵۔ [8] کشف الظنون، ۲/۱۵۵۳ (۱۹)۔
[9] صفحۃ الاعلام، ۲/۱۳۵۔ [10] خلاصۃ الاثر، ۳/۱۵۱۔ [11] صفحۃ الاعلام، ۲/۳۱۰۔

(۷۰) عبدالعزیز بن عبدالعزیز بن عبدالمنعم الحنبلی البغدادی (متوفی ۷۲۲ھ) نے نظم اور رقات لطائف الحرمین اور شرح نظم اور رقات تالیف کی۔[1]

(۸۱) ابوالعباس احمد بن یحییٰ الشنقیطی المالکی متوفی ۷۳۰ھ نے "ازھرۃ نظم فیھا ورقات امام الحرمین" تالیف کی۔[2]

شرف الدین العمریطی (متوفی ۸۹۰ھ) کے نظم کی شرح

شرف الدین نے تسہیل الطرقات فی نظم الورقات سے موسوم اس منظومہ کی شرح بعد میں خود نظم سے ایک سال پہلے لکھ دی تھی۔ سید محمد بن علوی مالکی نے اس نظم کی شرح لکھی اور یہ دونوں ایک ساتھ دار الفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، المکتبۃ التجاریۃ المصطفیٰ، مکۃ المکرمۃ سے ۱۴۰۱ھ میں شائع ہوئی۔

کتاب "التخلیص" کا تحقیقی تجزیہ

"التقریب والارشاد فی ترتیب طریق الاجتہاد" قاضی ابوبکر باقلانی متوفی ۴۰۳ھ کی تصنیف ہے۔ انہوں نے خود "الارشاد الصغیر"، "الارشاد المتوسط"، "الارشاد الکبیر" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔ اصول کے طلبہ میں ایک عجیب کتاب تھی۔ کتاب الارشاد کا دو بار تحقیقی جائزہ پیش کیا جا چکا ہے۔ پہلا جائزہ ۱۹۷۹ء میں سید ربیع ہاشم کی تحقیق کتاب کے مقدمہ میں پیش کیا گیا تھا۔ دوسرا جائزہ ۱۹۹۸ء میں عبدالحمید علی ابوزنید کی تحقیق کتاب کے مقدمہ میں پیش کیا گیا ہے۔ امام الحرمین نے "التلخیص" قاضی باقلانی کی تینوں کتابوں کا اختصار ہے۔

عبدالرحمن المتولی الشافعی (۳۲۶ھ ـ ۴۷۸ھ)[3]

فقیہ، اصولی، متکلم، مفتی تھے۔ مدرسہ نظامیہ بغداد میں مدرس رہے۔

مؤلفات اصولیہ: خطیب نے اس کتاب کو تین مقامات پر ذکر کیا۔ "العدۃ فی الاصول" اس کا آغاز الحمد للہ رب العلمین الخ سے ہوتا ہے۔[4]

ابوالحسن القبر وانی المالکی (متوفی ۴۷۹ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "الفصول فی معرفۃ الاصول" تالیف کی۔[6]

احمد الخراعی الشیعی (متوفی ۴۸۰ھ تقریباً)[7]

انہوں نے کتاب "المفتاح فی الاصول" تالیف کی۔[8]

---

۱ کشف الظنون ۲/۱۳۳۱۔ ۲ نیل الابتہاج ۱/۱۰۳ (۶۸)۔

۳ ابومحمد سعید احمد الرحمن بن احسان بن علی بن ابراہیم الفیروزی (۱۰۳۵ھ/۱۰۹۶ء) نیشاپور میں پیدا ہوئے اور وہیں تعلیم و تعلم میں مشغول رہے۔

۴ کشف الظنون ۱/۱۵۲، ۲/۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۸۔

۵ ابوالاصبغ عبدالرحمن بن قاسم بن خالد بن جابر بن عبدالرحمن القیسی المصری المعروف بالقبر وانی۔

۶ ھدیۃ العارفین ۱/۵۹۳، ایضاح المکنون ۲/۱۵۳۔ ۷ احمد بن حسن بن احمد الخراعی النیشاپوری الحسن۔

۸ ھدیۃ العارفین ۱/۸۰۔

شافعی بن صالح جبلی (متوفی ۱۲۸۰ھ)

ابن رجب حنبلی نے اپنی کتاب "الذیل علی طبقات الحنابلة" میں ان کے متعلق لکھا:

"وکتب مطہم تصانیفه فی الاصول والفروع"[1]

(فروع واصول میں ان کی قابل قدر تصانیف ہیں)

فخر الاسلام البزدوی الحنفی (۴۰۰ھ۔۴۸۲ھ)[2]

فروع واصول، فقہ، حدیث، تفسیر، کلام وغیرہ تمام علوم میں اپنی ذہانت سے حاصل کر کے مرجع خلائق ہے۔ عبدالحی لکھنوی نے آپ کے متعلق لکھا:

"البزدوی الامام الکبیر الجامع بین اشتات العلوم امام الدین فی الفروع والاصول"[3]

(بزدوی امام کبیر مختلف علوم میں جامع فروع واصول میں دنیا کے امام ہیں۔)

سرقند میں علم حاصل کیا مذہب حنفی کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: عبدالحی لکھنوی نے لکھا:

"له تصانیف کثیرة معتبرة وکتاب کبیر فی اصول الفقه مشهور باصول البزدوی معتمد"[4]

(ان کی بہت سی معتبر تصانیف ہیں۔۔۔ اور اصول فقہ میں ایک بڑی کتاب (اس فن میں) معتمد و معتبر ہے جو اصول بزدوی سے مشہور ہے۔)

(۱) کنز الوصول الی معرفة الاصول کا تحقیقی جائزہ:

آپ کی بہت سی کتب میں سے اصول فقہ پر یہ کتاب "اصول البزدوی" بعض دینی مدارس میں پڑھائی جاتی ہے۔ یہ کتاب ایک ایسا متن ہے جس کی عبارتوں کو سمجھنا گویا لوہے کے چنے چبانا ہے۔ بزدوی کے متن کی کیفیت کو عبدالعلی نے شرح مسلم الثبوت کے مقدمہ میں اس طرح بیان کیا:

"لو وردت حل بعض عبارات الامام الاجل والشیخ الاکمل رئیس الائمة وافاضل فخر الاسلام والمسلمین لثبة اغر من الصبح الصادق واسمه یغیر عن علوه علی کل حاذق ذلک الامام الاسمی فخر الاسلام والمسلمین علی البزدوی برد الله مرقده وذلک

---

[1] (ذیل) شیخ بن صالح بن حامد بن ابی عبداللہ الحنبلی متوفی ۱۳۳۰ھ کے بعد بغداد کے دیہی وفات پائی۔ کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ ابن رجب، ابوالفرج عبدالرحمن بن شہاب الدین احمد زین الدین بغدادی ثم دمشقی الحنبلی (۷۳۶ھ۔۷۹۵ھ) ۳/۲۹۶ (۳۳) پروت دار المعرفۃ بیروت۔

[2] فخر الاسلام ابوالحسن علی بن محمد بن الحسین بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ زیج ابجد ۱۰/۱۰/۱۰۱۰ھ۔

[3] الفوائد البہیہ، عبدالحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ ص ۱۳۴۔

[4] الفوائد البہیہ ص ۱۳۴، کشف الظنون ۲/۱۳۶۳، ہدیۃ العارفین ۱/۴۸۸، الفتح الکبیر ۱/۴۴۳۔

الصدرات كما بها صحور مركوزة فيها الجواهر و اوراق مسورة فيها الزواهر تحيرت اصحاب الاذهان الشاقبة في اخذ معانيها وقع الغائصون في بحارها بالاصداف عن لا ليها ولا استحي من الحق وأقول قول الصديق ان حل كلامه عظيم لايقدر على حله الامن نال فضله تعالى الجسيم والقى الله تعالى وله قلب سليم"۔ [1]

(اور یہ عبارتیں گویا کہ ایسی ہیں جن میں جواہر جڑے ہوئے ہیں یا ایسے ہیں جن میں شمشے پھیلے ہوئے ہیں۔ روشن ذہن والوں کو ان کے معانی حاصل کرنے میں حیرانی ہوئی ہے ان عبارتوں کے سمندر میں غوطہ لگانے والے جانے ہوئے سیپوں پر قناعت کر رہے ہیں اور میں حق کے اظہار میں شرمایا نہیں اور میں کہتا ہوں کیونکہ ان کی باتیں عالی عظیم ہیں کوئی ان کے حل پر قدرت نہیں رکھتا سوائے اس کے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم کی وجہ سے قلب سلیم کی نعمت عطا فرمائے۔)

فخر الاسلام بزدوی نے جس طرح ایک مشکل عبارت کے اسلوب کو اپنایا تو ان کی عبارت کے فہم میں صعب و عسر نہ رہا، پر ان کا لقب ابوالعسر پڑ گیا۔ مگر دوسری طرف ان کے ایک حقیقی بھائی جن کا نام محمد تھا انہوں نے بھی اصول اور فروع میں کتب تالیف کیں مگر اپنے بھائی فخر الاسلام کے برعکس انہوں نے نہایت سلیس صاف اور واضح عبارتوں میں بات کرنے کے اسلوب کو اختیار کیا اور یہ ان کا اسلوب اہل علم کو آسان لگا کہ ان کا لقب ابوالیسر رکھ دیا، ہو سکتا ہے فخر الاسلام سے تفہیم اور اس اسلوب کو متعارف کرانے کی غرض سے ایسا کیا ہو اور پھر ان ہی کے مشورہ سے ان کے بھائی نے نہایت سلیس، صاف اور واضح عبارات میں اصول فقہ کے مسائل کو پیش کیا تا کہ دونوں طریقوں پر اصول فقہ میں تعدد کا شرف ان کے خاندان کو حاصل ہو جائے۔

طاش کبری زادہ نے لکھا:

"(للامام فخر الاسلام البزدوی الخ مشهور بابی العسر ليسر تصنيفاته كما ان فخر الاسلام مشهور بابی العسر لعسر تصنيفاته"۔ [2]

(امام فخر الاسلام کے ایک بھائی ہیں جو اپنی تصنیفات کے اسلوب میں آسانی کی وجہ سے ابوالیسر کہلائے جس طرح کہ فخر الاسلام اپنی تصانیف میں مشکل کے باعث ابوالعسر سے مشہور ہوئے۔)

کتاب "اصول بزدوی" کے شارحین:

1. علی بن محمد بن علی نجم الدین ابو الحسن البزدوی الحنفی متوفی ۶۲۷ھ۔ [3]
2. حسین بن علی بن الحجاج بن علی حسام الدین السغناقی الحنفی متوفی ۷۱۱ھ یا ۷۱۴ھ۔ [4]
3. جلال الدین بن شمس الدین الخوارزمی الکرمانی متوفی ۷۴۵ھ نے "الشافی" کے نام سے شرح لکھی مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ [5]

---

[1] فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت بحب اللہ بن عبد الشکور، عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاری حنفی دوسری صدی ہجری کے اواخر، ۱/۵، مصر طبعہ ۱۳۲۲ھ۔ [2] مفتاح السعادۃ، طاش کبری زادہ متوفی ۹۶۲ھ۔ [3] الفوائد البهیہ، ۱/۱۴۵، الجواہر المضیہ ۲/۳۲۱، کشف الظنون ۱/۱۰۱، ۲/۱۰۲۶، ۱۰۲۷۔

[4] هدیۃ العارفین، ۱/۲۱۴/۵، الجواہر المضیہ ۱/۱۶۷، معجم المؤلفین ۳/۲۷۱، ۲/۲۶۷۔

[5] اتحاف البهیہ، عبد الحی لکھنوی متوفی ۱۳۰۴ھ ص ۵۸، ۵۹، معجم المؤلفین ۱۲/۲۸۰ (۲۳۸)۔

۷۔ زاد الفقہ فخر الدین احمد بن محمد بن یوسف بخاری الترجمانی متوفی ۷۴۱ھ۔[1]

۸۔ قوام الدین محمد بن محمد بن احمد اتقانی الجامی متوفی ۷۵۸ھ نے "منار الاصول" کے نام سے شرح لکھی۔[2]

۹۔ قوام الدین ابو نصر کاکی بن احمد الحنفی متوفی ۷۵۸ھ نے "المنتخب" کے نام سے شرح لکھی۔[3]

۱۰۔ حسام الدین محمد بن محمد بن محمد بن حسین سغناقی متوفی ۷۶۲ھ نے "الکفایہ" کے نام سے شرح لکھی۔[4]

۱۱۔ عبید اللہ بن فخر الشریعہ محمود بن صدر الشریعہ اول بخاری متوفی ۷۴۷ھ۔[5]

۱۲۔ شہاب الدین احمد بن ابو العباس احمد الرومی بن مسند آبادی الحنفی متوفی ۷۶۹ھ جو شہاب الدین حلبی الحنفی کے نام سے مشہور ہیں نے "الکافی من الاصول الدوری" لکھی ہے۔[6]

۱۳۔ محمد بن احمد بن محمد بن عبد الحسن الارزنجانی الحنفی ابن ۷۷۰ھ زندہ تھے۔[7]

۱۴۔ امام محمد بن محمد بن محمد بن محمود بخاری حنفی متوفی ۷۷۸ھ نے "اصول فخر الاسلام بزدوی" کی شرح "التحریر فی شرح اصول البزدوی" لکھی۔[8]

۱۵۔ عبد اللہ بن احمد بن محمود حافظ الدین نسفی متوفی ۷۱۰ھ۔[9]

۱۶۔ شمس الائمہ محمد بن احمد بن ابی سہل سرخسی حنفی متوفی ۴۹۰ھ۔[10]

۱۷۔ فخر الدین احمد بن عبد اللہ بن احمد بن عبد العزیز بزدوی حنفی متوفی ۷۳۰ھ۔[11]

۱۸۔ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبد اللہ الزرکشی الشافعی متوفی ۷۹۴ھ۔[12]

۱۹۔ عبد العزیز بن احمد بخاری متوفی ۷۳۰ھ نے "کشف الاسرار" کے نام سے شرح لکھی جو اصول بزدوی کی شرح ہونے کے ساتھ ساتھ اصول فقہ کی بھی جامع شرح ہے۔[13]

اصول بزدوی پر تعلیقہ :

۲۰۔ جلال الدین بن احمد بن یوسف بن صالح بن رمضان التتوی متوفی ۹۳۰ھ نے تعلیقہ علی اصول البزدوی لکھی۔[14]

---

1. ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۶، فتح المغیث ۳/۳۰۰، کشف الظنون ۱/۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱

تالیف کی۔ کشف الکون اور حدیقۃ الاذہان کے نام سے کتابیں لکھیں۔ "تعلیقۃ علی شرح الاربعین للاصول البزدوی" تالیف کیا۔[1]

اصول بزدوی کی احادیث کی تخریج:

ابو الحسن عبد القادر بن محمد بن نصر القرشی متوفی ۷۷۵ھ نے "تخریج الاحادیث من اصول البزدوی" تالیف کی۔[2]

(۲) شرح تقویم الادلۃ:

علاء الدین سمرقندی نے اصول فقہ میں دبوسی کی کتاب "تقویم الادلۃ" کی شرح لکھی۔

ابو العباس الجرجانی شافعی (متوفی ۴۸۲ھ)

انہوں نے "الضمانات فی اصول" تالیف کی۔[3]

شمس الائمہ السرخسی حنفی (متوفی ۴۸۳ھ)[4]

مشہور مجتہد، مناظر، اصولی اور محدث تھے۔ ان کی تصانیف فقہ و اصول پر محیط ہیں انہوں نے فقہ کی مشہور مختصر کتاب "المبسوط" اپنے قلعہ میں املا کروائی جو اس وقت املا کروائی جب انہیں ایک کنویں میں قید کر دیا گیا تھا۔ اس زمانے میں ان کے تلامذہ کاغذ کی عدم دستیابی پر ٹہنیاں جلا کر کوئلے سے اور ہڈیوں کے ٹکڑوں پر لکھتے جاتے اور یاد کرتے رہتے۔ محمد بن حسن کو "شمس الکبیر" کہا کرتے۔

(۱) اصول السرخسی: انہوں نے "اصول السرخسی" تالیف کی۔[5]

احمد الاسبیجابی (متوفی ۴۸۳ھ بعدہ)

فقہ و اصول پر آپ کی الوکی مصنفات ہیں۔[6]

یعقوب بن ابراہیم حنبلی (متوفی ۴۸۶ھ)

فقیہ اصولی تھے ۴۰۰ھ کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ "عمدۃ الادلۃ" میں مصنف قاضی ابو یعلی حنبلی نے "اصول الدین" میں لکھا۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۵۳۶، معجم المؤلفین ۲/۲۰۸، کشف الظنون ۲/۱۸۷۰ (۱۰۳۴)۔

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۵۳۶۔

[3] ابو العباس احمد بن محمد بن احمد، ہدیۃ العارفین ۱/۸۰۔

[4] ابو محمد عبد العزیز بن احمد بن اسماعیل بخاری حنفی ۱۰۰۰ھ۔

[5] ہدیۃ العارفین ۲/۶۰۷، الفوائد البہیۃ ص ۱۵۸، الجواہر المضیۃ ۱/۲۶۴۔ ۲۶۵۔

[6] کشف الظنون ۱/۱۰۱ (۱۰۱)۔

"وصنف كتبا في الاصول والفروع"[1]

(اور انہوں نے اصول و فروع پر کتب تصنیف کیں۔)

ابوالفرج عبدالواحد بن محمد شیبی (متوفی ۳۸۶ھ)

فقیہ بغداد اپنے وقت کے شیخ الشام تھے ابن رجب نے لکھا:

"كان اماماً عارفاً بالفقه والاصول"

(وہ فقہ اصول کے عارف اور امام تھے۔)

اور یہ لکھتے ہیں

"وللشيخ ابي الفرج تصانيف مفيدة في الفقه والاصول منها" ... ومختصر في الحدود وفي اصول الفقه ..."[2]

(اور شیخ ابوالفرج کی فقہ اصول میں کئی تصانیف ہیں ان میں ... ومختصر في الحدود وفي اصول الفقه بھی شامل ہیں۔)

قاضی ابوبکر الشاشی (۳۰۰۔۳۸۸ھ)

بغداد میں ابوالطیب الصعلوکی وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ صاحب الفتح المبین نے ان کو بھی اصولیین میں سے شمار کیا ہے مگر ان کی اصولی خدمات و کتب کا ذکر نہیں کیا۔[3]

ابویوسف القزوینی المعتزلی (۳۹۲ھ۔۳۸۸ھ)

عبدالجبار بن احمد الہمدانی ان کے استاد ہیں مختلف موضوعات میں مہارت حاصل کی یہاں تک کہ اپنے زمانے کے شیخ معتزلہ بن گئے۔ صاحب الفتح المبین نے ان کو بھی اصولیین میں شمار کیا مگر ان کی اصولی خدمات و کتب کا ذکر نہیں کیا۔[4]

رزق اللہ التمیمی حنبلی (۴۰۱ھ۔۳۸۸ھ)

فقیہ اصولی اور واعظ تھے۔

مؤلفات اصولیہ: حنفی نے بنی پالوفیت میں کہا: "كان فقيها فاضلا في المذهب وله مصنفات حسنة في ذلك"[5]

---

[1] قاضی ابوعلی یعقوب بن ابراہیم بن سلیمان البرزلی تمیمی بغدادی وفات پائی۔ طبقات الحنابلہ، قاضی ابوالحسین محمد بن ابی یعلی ۲/۲۹۵۔۳۱۲ (۶۸۳) بیروت دارالمعرفۃ سنہ۔

[2] عبدالواحد بن محمد بن بن احمد بن عبدالله بن بشیر ابوالفرج الاصفہانی ثم الدمشقی الشیخی الواعظ الشافعی دمشق میں وفات پائی۔ کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ، ابن رجب حنبلی متوفی ۷۹۵ھ ۲/۱۸۔۲۱ (۲) بیروت دار المعرفۃ سنہ۔

[3] ابوبکر محمد بن عبدالله بن احمد بن الحسین بن بشار ابوبکر الشاشی (۳۰۰ھ/۹۱۲ء) شاشی میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی۔ الفتح المبین ۱/۲۸۶۔

[4] ابویوسف عبدالسلام بن محمد بن یوسف بن بندار (۳۰۱ھ/۹۱۳ء) قزوین میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی۔ الفتح المبین ۱/۲۹۶۔

[5] ابوالحسن رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عبدالعزیز التمیمی (۳۰۰ھ/۹۱۳ء) بحکم المصلحین ۲/۳۱۲ (۳۳۲)۔

ابو المظفر السمعانی الحنفی ثم الشافعی (متوفی ۴۸۹ھ)

اپنے والد سے مذہب ابو حنیفہ پر فقہ حاصل کیا پھر مذہب شافعی کی طرف منتقل ہو گئے پھر ابو اسحاق الشیرازی، ابن الصباغ سے زانوئے تلمذ طے کیا۔ بہت سے فنون میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ سنی العقیدہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ : القواطع فی اصول الفقہ[1]

عبدالوہاب البغدادی الشافعی (۴۱۴ھ۔ پانچویں صدی ہجری کے آخر میں وفات پائی)۔

فقیہ اصولی تھے۔ اصول فقہ پر کئی کتب تالیف کیں۔[2]

ابوالقاسم الباجی المالکی (متوفی ۴۹۳ھ)

اپنے والد سلیمان القاضی سے فقہ حاصل کیا۔ اپنے والد کے کہنے پر گھر چھوڑ کر حصول علم کے لئے بغداد، البصرہ، یمن اور حجاز مقدس کے سفر کیے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "سر النظر فی علمی الاصول والخلاف" تالیف کی۔[3]

عبدالوہاب بن احمد حنبلی (متوفی پانچویں صدی ہجری)

خطیب، واعظ، فقیہ اور اصولی تھے۔ بغداد میں تعلیم حاصل کی، قاضی ابویعلیٰ سے فقہ حاصل کیا خود ان کو بھی بغداد کے قاضی بھی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : ابن رجب حنبلی نے اپنی طبقات میں ذکر کیا کہ انہوں نے کتاب اصول الفقہ تالیف کی۔[4]

الکیا الھراسی شافعی (۴۵۰ھ۔ ۵۰۴ھ)[5]

فقیہ، اصولی اور مفسر تھے۔ امام الحرمین کے شاگرد تھے۔ امام الحرمین کے حلقہ درس میں چار سو طلباء تعلیم پاتے تھے۔ ان میں سے تین شخص سب سے ممتاز تھے کیا الہراسی، احمد بن محمد ابو حامد الغزالی، طبرستان سے غیث پور نیشاپور اور عراق کے سفر کئے مدرسہ نظامیہ (بغداد) میں تدریس کی فقہ، اصول، جدل میں مہارت تامہ۔ گھنٹے دولت سلجوقیہ میں مجد الملک بن ملک طغرل کے عہد میں قاضی رہے صاحب ارشاد الفحول امام شوکانی نے بہت سے مقامات میں ان سے نقل کیا ہے۔

---

[1] ابو المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد بن محمد سمعانی مروزی ۴۸۵ھ مرو میں ولادت و وفات ہوئی۔ کشف الظنون ۲/ ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱،

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التعلیق فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[1]

حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی، متصوف شافعی اور ادیب تھے۔ امام الحرمین کے تین ممتاز شاگردوں میں سے ایک تھے اور ان کے حلقہ درس کے معید تھے۔ اس زمانے میں دستور تھا کہ یہاں "اصول فقہ" کا جب دو درس دے چکتے تو سب سے لائق شاگرد باقی طلبہ کو درس دیتا۔ استاد کے بتائے ہوئے مضامین کو پھر طلبہ کے آگے تین روز تک دہراتا۔ وہ معید کہلاتا تھا۔

مؤلفات اصولیہ : علامہ شبلی نعمانی نے اصول فقہ پر ان کی مندرجہ ذیل تصانیف کا ذکر کیا ہے :

(۱) المنخول	(۲) المستصفی	(۳) شفاء الغلیل
(۴) منتحل فی علم الجدل	(۵) تحسین المآخذ	(۶) ماخذ فی الخلافیات
(۷) مفصل الخلاف فی اصول القیاس		

الفرائی نے المنخول فی الاصول کا ذکر کیا ہے۔ صاحب کشف الظنون نے ابو منصور جمال الدین حسن بن یعقوب بن الحسن الشیبی متوفی ۶۲۹ھ کی علمی خدمات کے تذکرہ میں لکھا کہ انہوں نے "شرح عنایۃ الوصول فی الاصول لمنخول حجۃ الاسلام" تحریر کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ عنایۃ الوصول فی الاصول دراصل کتاب ہی امام غزالی نے تالیف کی تھی جس کی ابو منصور نے شرح لکھی۔[3]

"المنخول من تعلیقات الاصول" کا تحقیقی تجزیہ

علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں :

امام صاحب کے نام سے جو تصنیفات مشہور ہیں ان میں سے بعض ایسی بھی ہیں جن کی نسبت محقق بزرگوں کا بیان ہے کہ درحقیقت وہ امام صاحب کی تصنیف نہیں اس قسم کی چوتھی کتاب ہے "المنخول ۔۔۔ یہ کتاب (المنخول) اصول فقہ کی ہے۔ کشف الظنون میں اس کو ابو حنیفہ نسفی سے منسوب کیا ہے اور قلائد العقیان کے مصنف کا قول نقل کیا ہے کہ وہ امام غزالی کی (کتاب) نہیں بلکہ محمود معتزلی کی تصنیف ہے۔ شمس الائمہ کردری نے اس کتاب کا رد بھی لکھا ہے۔ اس کتاب میں امام ابوحنیفہ کی نہایت تحقیر سے حرف گیری کی ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ امام ابوحنیفہ کے مسائل کی صحت پر ۹۰ دلیلیں ہیں جو کہ امام صاحب نے احیاء العلوم میں امام ابوحنیفہ کی نہایت مدح کی ہے اس کے علاوہ اور بہت کچھ کہا ہے امام صاحب کی شان سے بھی بعید ہے اس لئے یہ خیال کیا گیا کہ وہ امام غزالی کی تصنیف نہیں ہو سکتی لیکن حقیقت یہ ہے کہ صرف اس دلیل کی بنا پر یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا اور رجال و تاریخ کی تمام کتابوں میں وہ امام صاحب ہی کی طرف منسوب کی گئی ہے۔ تاہم امام صاحب کے ابتدائی حالات جس نے غور سے پڑھے وہ کہہ سکتا ہے کہ ابتداء میں امام صاحب کا مزاج کس قدر

---

[1] صیانۃ الحنفیین ۱۹۲/۵، کشف الظنون ۱۷۳۳/۲، الفتح المبین ۸۰/۲۔

[2] الجامع حجۃ الاسلام محمد بن محمد بن احمد الغزالی الطوسی (۴۵۰ھ/۱۰۵۸ء) خراسان میں ولادت و وفات ہوئی۔ وفیات الاعیان، ابن خلکان متوفی ۶۸۱ھ/۱۲۸۲ء ۳۴۶/۴، کشف الظنون ۱۰۵۲/۲، ۱۱۹۴/۲، ایضاح المکنون ۲۹۸/۳، ہدیۃ العارفین ۲۱۶/۲، الفتح المبین ۸/۲۔

[3] الغزالی، شبلی نعمانی ص ۳۴۲ کراچی، ۱۹۷۶ء، مکتبہ علمیہ، نیز دیکھئے صیانۃ الحنفیین ۱۹۲/۵، کشف الظنون ۱۹۲/۲، ۱۷۳۳، الفتح المبین ۹۲/۲، (۲۹۵)۔

[illegible] ... [illegible] ... [illegible] ... [

لیکن "المنخول" کے مطالعہ سے یہ چلتا ہے کہ یہ کتاب امام الحرمین کی وفات کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس کی چند مثالوں سے وضاحت یہ ہے۔ مثلاً "المنخول" کی عبارت ہے :

"الا ان المختار انه لا یحتج به، لان العقل لا یحیل ذلک فی المعقولات والشبهة متخیلة، والقلوب مائلة الی التقلید واتباع الرجل المعروق فیها اذا قال قولاً"۔

اس کے بعد فرماتے ہیں : "هذا هو المختار رحمه الله"۔[1]

اس میں "رحمہ اللہ" سے ظاہر ہوتا ہے کہ المنخول کی تالیف کے وقت امام الحرمین زندہ نہیں تھے۔

دوسری مثال کے لئے "المنخول" کی اس عبارت کو پیش کرتے ہیں :

"والتزام مالیه سلف، الدلیل او الاقتصار علی ما ذکره امام الحرمین رحمه الله فی تعلیقه من غیر تبدیل"

اس عبارت میں "رحمہ اللہ" سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اس وقت امام الحرمین زندہ نہیں تھے۔

المنخول میں امام غزالی کی اسلوب :

اس کتاب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں امام غزالی ایک مستقل شخصیت کے روپ میں نظر نہیں آتے بلکہ ان کی حیثیت زیادہ تر اپنے استاد کی آراء کے ناقل و حامی کی نظر آتی ہے۔ اس میں اپنے استاد کے افکار کو مدون کرتے ہیں ان کی تعلیق کو بغیر زیادتی و کمی کے من و عن بیان کر دیتے ہیں اور ان کی آراء کے متبع رہتے ہیں اور دوران "المنخول" کے آخر میں اس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں :

"وهذا تمام القول فی الکتاب، وهو تمام المنخول من تعلیق الاصول، بعد حذف الفضول، وتحقیق کل مسألة بمناهیة العقول مع الاقلاع عن التطویل، والتزام مالیه سلف الدلیل، والاقتصار علی ما ذکره امام الحرمین رحمه الله فی تعلیقه، من غیر تبدیل وتزیید فی المعنی وتقلیل، سوی ترتیب کل کتاب بتقسیم فصول، وتبویب ابواب، ورعایة تسهیل المطالعة عند مسیس الحاجة الی المراجعة"۔

(اس پر کتاب "المنخول من تعلیق الاصول" مکمل ہوتی ہے اس میں غیر ضروری کا حذف اور ہر مسئلہ کی عقول کی ماہیت کے لحاظ سے تحقیق ہے ممانعت سے اجتناب اور جو کچھ سلف الدلیل میں ہے اس سے التزام کیا ہے اور امام الحرمین رحمہ اللہ علیہ نے جو کچھ اپنے تعلیقہ میں فرمایا ہے میں نے اس کے متن میں تبدیلی، زیادتی و کمی کے بغیر اس کا اختصار کیا ہے اس کے کہ ہر کتاب کی تقسیم فصول اور تبویب ابواب میں کافی تحریف کرنے کے اس امر کا لحاظ ہے کہ مطالعہ کے وقت مراجعت میں آسانی ہو سکے۔)

---

[1] المنخول من تعلیقات الاصول، امام غزالی، تحقیق محمد حسن ہیتو، ص ۱۲۳، دمشق دار الفکر طبع ثانی ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء

[2] حوالہ سابق ص ۱۷۰

مگر امام الحرمین سے اس عقیدہ و پیروی نے انہیں اپنی رائے کے اظہار سے نہیں روکا اور وہ کئی مسائل میں ان سے اختلاف بھی کرتے ہیں اور ان کے مسلک کے خلاف کو بھی اختیار کرتے ہیں۔ مثلاً امام الحرمین شرعی طور پر وہ ملتوں کو ایک معمول بہ ذریعہ کو مطلقاً مقنع قرار دیتے ہیں باوجود اس کے کہ عقل اس کو جائز مانتی ہے۔ امام حرمین امام الحرمین سے اس مسلک کے خلاف کو اختیار کرتے ہیں اور کہتے ہیں:

"والمختار ان العقل لایدرجم علی حکم واحد"[1]

(اور اس بارے میں مذہب مختار یہ ہے کہ عقل کسی حکم واحد پر قطعی دلیل نہیں ہوتی۔)

پھر اس بارے میں مخالفین کے دلیل دلائل دیئے۔

المنخول پر ایک ناقدانہ نظر:

المنخول کی ایک حیثیت مسلم ہے اس کی اہمیت و افادیت سے کسی صورت انکار نہیں اور وہ سب کتاب قابل من و ستائش ہیں لیکن پھر بھی اس کتاب میں بعض کمی پائی جاتی ہے جس کی نشاندہی ضروری ہے جس کا مختصر تجزیہ نہیں بلکہ دقیق تحقیق ہے۔

۱۔ امام غزالی نے اپنی دوسری کتب مثلاً المصطفیٰ میں ان بہت سی آراء کو بیان کرنے سے اجتناب کیا جو انہوں نے "المنخول" میں بیان کی تھیں ان آراء کو ہم المصطفیٰ کے تحقیقی تجزیہ میں پیش کریں گے۔

امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی طرف بعض اقوال کی بلاحوالہ نسبت:

۲۔ امام غزالی نے "المنخول" میں امام مالک کی طرف یہ قول منسوب کیا کہ انہوں نے مصالح مرسلہ کی بنا پر اس حد تک وسعت دی کہ وہ تباہی امت کی اصلاح کی خاطر ایک شخص کا قتل جائز کہا اس طرح ایک اور قول میں ان کی طرف یہ منسوب ہے کہ امام مالک کے نزدیک تعزیر میں قتل کی حد بھی وضع کی جا سکتی ہے اور یہ کہ ضرورت مصلحت کے پیش نظر انتہائی شدت کے ساتھ مطالبہ درست ہو جاتا ہے۔ لیکن انہوں نے ان اقوال کے ماخذ کا حوالہ نہیں دیا اور نہ ہی کتب مالکیہ میں تو اس کے یہ عکس ثابت ہے۔[2]

۳۔ اسی طرح المنخول میں امام ابوحنیفہ کی طرف یہ قول منسوب ہے "ان مطلق الامر یفید التکرار"[3] (بے شک امر مطلق تکرار کا فائدہ دیتا ہے) مگر امام ابوحنیفہ سے اس کا اختلاف ثابت ہے امام سرخسی نے فرمایا:

"الصحیح من مذهب علمائنا ان صیغة الامر لاتوجب التکرار ولاتحتمله"[4]

(اور صحیح بات یہ ہے کہ تمام علماء کا مذہب ہے کہ امر کا صیغہ نہ موجب تکرار ہے اور نہ اس کا احتمال رکھتا ہے۔)

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۵۳۔ [2] حوالہ سابق ص ۳۵۲۔ [3] حوالہ سابق ص ۳۷۔

[4] ابی بکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی متوفی ۴۹۰ھ، اصول السرخسی، تحقیق ابوالوفاء الافغانی مطبع لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ، الکتاب العربی ۱۳۷۲ھ۔

پھر یہ مطلوب کے بعد فرماتے ہیں :

"قال الشافعي مطلقة لا يوجب التكرار ولكن يحتمله ... وقال بعضهم مطلقة يوجب التكرار الآن يقوم دليل يمنع منه"[1]

(امام شافعی نے فرمایا کہ امر مطلق تکرار کو واجب نہیں کرتا لیکن اس کا احتمال رکھتا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ امر مطلق تکرار کو واجب کرتا ہے جب تک اس کے خلاف پر دلیل قائم نہ ہو جائے)

امام غزالی احناف کی طرف قول منسوب کرنے کے بعد اصول کے بارے میں اپنا مختار قول پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ قول تو خود فقہ مذہب حنفی کے خلاف ہے اور ان امام کا قول بھی اس بارے میں مذہب حنفی کی تائید نہیں کرتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

"الصيغة الآمرة باعتبار اللغة المجردة لمطلق الطلب، لا تفيد مرة ولا تكرارا، ولا يحتمله، وهو المختار عند الحنفية"[2]

(امر کا صیغہ اپنی لغت کے اعتبار سے مطلق طلب کے لئے ہے جو نہ مرۃ پر دلالت کرتا ہے نہ تکرار پر اور نہ ہی احتمال کا ہے اور یہی بات احناف کے نزدیک مختار ہے)

اسی طرح امام غزالی اپنی کتاب "المحصول" میں امام مالک کی طرف یہ قول منسوب کرتے ہیں کہ وہ "صيغ القرآن مالمسنة" کے اعتقاد رکھتے ہیں حالانکہ یہ بات بھی امام مالک کے خلاف معروف ہے امام مالک کا اپنا مذہب یہ ہے کہ وہ "صيغ القرآن بالسنة" کا اعتقاد رکھتے ہیں مگر اس کا صحیح مفہوم نہیں سمجھتے۔ تاہم اس وجہ سے بھی امام غزالی نے "المستصفی" میں ان کا قول نہ دہرانا نقل نہیں کیا ہے

"المحصول" کا مقدمہ "المستصفی" کے مقدمہ الکتاب کی طرح تحقیقی انداز پر نہیں ہے۔

"المستصفی" میں تو امام غزالی یہ لکھ رہے تھے :

"من لا يحيط بها لا ثقة له بمعلوماته"[3]

(جو ان اصطلاحات کا احاطہ نہیں کرتا اس کا اپنے علم پر اعتماد نہیں ہے)

مگر انہوں نے المحصول میں اس طرح نہیں کیا ہے۔

اصول فقہ میں علم الکلام و دیگر علوم داخل ہونے کی وجہ :

امام غزالی اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"واعلم أكثر فيه المتكلمين من الأصوليين لغلبة الكلام على طباعهم فحملهم على خلطه بعلمه الفقه كما حمل النحاة والمحو بعض الأصوليين على مزجه بعلمه

---

1. حوالہ سابق۔ 2. الحریری، اصول الفقہ، کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید، ابن ہمام الدین الاسکندری الحنفی متوفی ۸۶۱ھ، ص ۱۳۲، مصر مصطفی البابی الحلبی ۱۳۵۱ھ۔
3. المستصفی، امام غزالی، مقدمۃ الکتاب، ادارۃ القرآن کراچی، ادارۃ القرآن ۱۴۰۷ھ، ص ۱۸۔

من النحو بالاصول ، فلذكر والده من معاني الحروف ومعاني الاخراجه جملة في من عليه النحو خاصة ، وكما حمل حب الفقه جماعة من فقهاء ما وراء النهر ، كقاضي زيد رحمه الله تعالى وامثاله على مسائل كثيرة من تفاريع الفقه بالاصول ، وان اوردوها في معرض المثال "۔[1]

(ترجمہ) شیخ اصولی متکلمین نے ان کے طریق پر علم کلام کے غلبہ کے باعث اس فن (اصول فقہ) کو اس کے علاوہ اس کے موضوع سے خارج کر دیا۔ جس طرح کے تحت نحو کے علماء نے کیا کہ نحو اصول میں سے ہے اور ان میں معانی الحروف اور معانی الاعراب کی بحث کو شامل کر دیا جس کا تعلق علم نحو سے تھا۔ اس طرح فقہ کے علماء نے بھی ماوراء النہر کے فقہاء کی جماعت جیسے قاضی زید رحمہ اللہ اور ان کے مقلدین نے بھی بہت سے مسائل میں فقہی تفریعات سے اصول کو نکالے اور مثالیں پیش کرنے میں کیا)

المنخول میں امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف میں سخت سب و لہجہ اختیار کیا :

امام غزالیؒ نے "المنخول" کے آخر میں ایک فصل کے تحت مذہب امام ابوحنیفہ کی، مگر مذاہب پر تنقید کی اور اس کی جبران کی اور پھر امام ابوحنیفہ کے مذہب کا بطلان کیا۔ جس کی تفصیلات انہوں نے اپنی کتاب "المسالک المنالت فی الکلام علی مخالفات مالک وابی حنیفة رحمہ اللہ" کے تحت حل ہوئے ہیں۔ جس کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے غیر مجتہد کہا اور کہا کہ سخت سے قابل ہیں اور کہا کہ انہوں نے جو مسائل قطعی بیان کئے وہ غلط ہیں۔ امام غزالیؒ نے یہ سب اپنے اعتقاد امام اعظم کے تنگ دلی میں کیا، کیونکہ انہوں نے بھی اپنی کتاب "تعصب تحقیق" میں اپنا ہی کیا تھا۔

یہ بات بھی واضح ہے کہ امام غزالیؒ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے مذہب کی حمایت میں تعصب کا اظہار کیا بلکہ ان سے قبل اور بعد میں کسی سے ایک فرد ہیں جن کی تعداد لاکھوں ہے اور ان کا عقیدہ بھی کافی ہیں۔

امام غزالیؒ کا رجوع :

یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ امام غزالیؒ نے زندگی کے آخر میں مذہب ابوحنیفہ سے متعلق ان اعتقادات سے رجوع کر لیا تھا جس کا اظہار ان کی کتاب "المستصفی" اور "احیاء علوم الدین" سے ہوتا ہے جس میں انہوں نے اپنے پہلے شدید سخت موقف سے رجوع کر لیا تھا۔ احیاء علوم الدین میں آپ نے فرمایا

(سمعن الآن ذكر من احوال فقهاء الاسلام متعلقه بان ما ذكرته ليس حقا فيهم، بل هو علم فيهم اظهر الاقتداء بهم متحللا لمذاهبهم، وهو مخالف لسيرتهم في اعتقادهم وسيرتهم، فالفقهاء الذين هم زعماء الفقه وقادة الخلق، اعني الذين اكثر اتباعهم في المذهب، حبسة الشافعي ومالك، واحمد بن حنبل، وابو حنيفة، وسفيان الثوري رحمهم الله تعالى، وكل واحد منهم كان عالما وداعيا عالما بعلوم الاخرة، وفقيها في مصالح الخلق في الدنيا، ومريدا نفعه وجه الله تعالى، فهذه خمس خصال، النبي وفقهاء العصر من جملتها على خصلة واحدة، وهي التشمير والمبالغة في تفاريع الفقه"

[1] الاحیاء ص ۔

اس کے بعد فرمایا:

"واما ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ، فلقد کان ایضا عابدا زاهدا عارفا باللہ تعالیٰ، خائفا منه، مریدا وجه اللہ تعالیٰ بعلمه۔"[1]

(اور رہا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ تو بلاشبہ وہ بھی عابد، زاہد، اللہ تعالیٰ کا عارف، اس سے ڈرنے والا اور اپنے علم سے اللہ کی خوشنودی کا ارادہ رکھنے والے تھے۔)

شیخ زاہد کوثری نے اپنی کتاب میں امام طحاوی سے جو نقل کیا ہے اس میں انہوں نے امام ابوحنیفہ کی شان سے متعلق جو مناسب باتیں تھیں اور ان کو جو پسند تھے سے زیادہ اہمیت دی ہے اور اشارہ بھی کیا ہے کہ امام طحاوی نے اپنی اس رائے سے رجوع کر لیا تھا اور انہوں نے المحاضرات میں امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ ان کی آخری رائے تھی۔[2]

النقول میں حد درجہ اختصار ہے:

المحاضرات کے جواب میں ان کے حد درجہ اختصار ہے کہ اس اشارے سے معلوم ہوتے ہیں جو مشغل القلب ہونے کی وجہ سے کبھی اوقات اضطراب اتنا کامل اور آسان نہیں ہوتا ہے کہ اس میں کوئی دشواری پیش نہیں ہوتی۔

ایک "حدیث" سے متعلق امام طحاوی کا موقف:

امام طحاوی حدیث مشہور کے بیان میں کہ جب تین آدمی کسی بات پر جمع ہوں تو ان کی رائے کو قبول کیا جائے گا، اس کے بارے میں آیت زیر بحث "استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعین مرة فلن یغفر الله لهم"[3] کو پیش کرتے ہوئے ان الفاظ کے ساتھ اپنے نقطہ نظر کا اظہار فرماتے ہیں:

"فلعلی ان ساعمل فی اٰیة الاستغفار کذب فضلا ان اقرر به الخاص فی تحقیق الباس من المغفرة، فکیف بظن یرسل ولا یغنی عنه من الحق شیئا۔"[4]

(آیت استغفار کے بارے میں جو حدیث ہے میں اس کو کیسے صحیح قرار دے سکتا ہوں جبکہ آیت کا مضمون ان کے بارے میں مغفرت کی امید سے ناامید ہونے کی نفی کرتا ہے تو پھر ظن کے بارے میں کیا کہا جا سکتا ہے جو حق کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آ سکتا۔)

"صلوا علی من مات" کے حدیث ہونے کے بارے میں امام طحاوی کو دعویٰ ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے اور بخاری و مسلم نے اس کی تخریج کی ہے۔[5]

---

1. اخبار ابوحنیفہ واصحابہ للصیمری، ابو عبداللہ حسین بن علی بن محمد صیمری متوفی ۴۳۶ھ، تحقیق ابوالوفا افغانی، ناشر لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن، طبع اول ۱۳۹۵ھ، ص ۱۳۔
2. تحقیق الکلام بما یتعلق بالامام للشیخ ابوالوفا افغانی، ناشر لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد دکن، طبع ثانی ۱۳۹۸ھ، ص ۱۳۔
3. التوبہ: ۸۰۔
4. المحاضرات من مقدمات الاصول، ابوزہرہ، ص ۵۰۵ تا ۵۰۶۔
5. صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من الصلاۃ علی المنافقین والاستغفار للمشرکین، حدیث نمبر ۱۲۶۶، صحیح مسلم، امام مسلم، کتاب فضائل الصحابہ، باب من فضائل عبداللہ بن ابی بن سلول، حدیث نمبر ۶۲۷۴، ۶۲۷۵، ۶۲۷۶، ۶۲۷۷، ۶۲۷۸، ۶۲۷۹، ۶۲۸۰، ۶۲۸۱، ۶۲۸۲، ۶۲۸۳، ۶۲۸۴، ۶۲۸۵، ۶۲۸۶، ۶۲۸۷، ۶۲۸۸، ۶۲۸۹، ۶۲۹۰، ۶۲۹۱، ۶۲۹۲، ۶۲۹۳، ۶۲۹۴، ۶۲۹۵، ۶۲۹۶، ۶۲۹۷، ۶۲۹۸، ۶۲۹۹، ۶۳۰۰، ۶۳۰۱، ۶۳۰۲، ۶۳۰۳، ۶۳۰۴، ۶۳۰۵، ۶۳۰۶، ۶۳۰۷، ۶۳۰۸، ۶۳۰۹، ۶۳۱۰، ۶۳۱۱، ۶۳۱۲، ۶۳۱۳، ۶۳۱۴، ۶۳۱۵، ۶۳۱۶، ۶۳۱۷، ۶۳۱۸، ۶۳۱۹، ۶۳۲۰، ۶۳۲۱، ۶۳۲۲، ۶۳۲۳، ۶۳۲۴، ۶۳۲۵، ۶۳۲۶، ۶۳۲۷، ۶۳۲۸، ۶۳۲۹، ۶۳۳۰، ۶۳۳۱، ۶۳۳۲، ۶۳۳۳، ۶۳۳۴، ۶۳۳۵، ۶۳۳۶، ۶۳۳۷، ۶۳۳۸، ۶۳۳۹، ۶۳۴۰، ۶۳۴۱، ۶۳۴۲، ۶۳۴۳، ۶۳۴۴، ۶۳۴۵، ۶۳۴۶، ۶۳۴۷، ۶۳۴۸، ۶۳۴۹، ۶۳۵۰، ۶۳۵۱، ۶۳۵۲، ۶۳۵۳، ۶۳۵۴، ۶۳۵۵، ۶۳۵۶، ۶۳۵۷، ۶۳۵۸، ۶۳۵۹، ۶۳۶۰، ۶۳۶۱، ۶۳۶۲، ۶۳۶۳، ۶۳۶۴، ۶۳۶۵، ۶۳۶۶، ۶۳۶۷، ۶۳۶۸، ۶۳۶۹، ۶۳۷۰، ۶۳۷۱، ۶۳۷۲، ۶۳۷۳، ۶۳۷۴، ۶۳۷۵، ۶۳۷۶، ۶۳۷۷، ۶۳۷۸، ۶۳۷۹، ۶۳۸۰، ۶۳۸۱، ۶۳۸۲، ۶۳۸۳، ۶۳۸۴، ۶۳۸۵، ۶۳۸۶، ۶۳۸۷، ۶۳۸۸، ۶۳۸۹، ۶۳۹۰، ۶۳۹۱، ۶۳۹۲، ۶۳۹۳، ۶۳۹۴، ۶۳۹۵، ۶۳۹۶، ۶۳۹۷، ۶۳۹۸، ۶۳۹۹، ۶۴۰۰، ۶۴۰۱، ۶۴۰۲، ۶۴۰۳، ۶۴۰۴، ۶۴۰۵، ۶۴۰۶، ۶۴۰۷، ۶۴۰۸، ۶۴۰۹، ۶۴۱۰، ۶۴۱۱، ۶۴۱۲، ۶۴۱۳، ۶۴۱۴، ۶۴۱۵، ۶۴۱۶، ۶۴۱۷، ۶۴۱۸، ۶۴۱۹، ۶۴۲۰، ۶۴۲۱، ۶۴۲۲، ۶۴۲۳، ۶۴۲۴، ۶۴۲۵، ۶۴۲۶، ۶۴۲۷، ۶۴۲۸، ۶۴۲۹، ۶۴۳۰، ۶۴۳۱، ۶۴۳۲، ۶۴۳۳، ۶۴۳۴، ۶۴۳۵، ۶۴۳۶، ۶۴۳۷، ۶۴۳۸، ۶۴۳۹، ۶۴۴۰، ۶۴۴۱، ۶۴۴۲، ۶۴۴۳، ۶۴۴۴، ۶۴۴۵، ۶۴۴۶، ۶۴۴۷، ۶۴۴۸، ۶۴۴۹، ۶۴۵۰، ۶۴۵۱، ۶۴۵۲، ۶۴۵۳، ۶۴۵۴، ۶۴۵۵، ۶۴۵۶، ۶۴۵۷، ۶۴۵۸، ۶۴۵۹، ۶۴۶۰، ۶۴۶۱، ۶۴۶۲، ۶۴۶۳، ۶۴۶۴، ۶۴۶۵، ۶۴۶۶، ۶۴۶۷، ۶۴۶۸، ۶۴۶۹، ۶۴۷۰، ۶۴۷۱، ۶۴۷۲، ۶۴۷۳، ۶۴۷۴، ۶۴۷۵، ۶۴۷۶، ۶۴۷۷، ۶۴۷۸، ۶۴۷۹، ۶۴۸۰، ۶۴۸۱، ۶۴۸۲، ۶۴۸۳، ۶۴۸۴، ۶۴۸۵، ۶۴۸۶، ۶۴۸۷، ۶۴۸۸، ۶۴۸۹، ۶۴۹۰، ۶۴۹۱، ۶۴۹۲، ۶۴۹۳، ۶۴۹۴، ۶۴۹۵، ۶۴۹۶، ۶۴۹۷، ۶۴۹۸، ۶۴۹۹، ۶۵۰۰، ۶۵۰۱، ۶۵۰۲، ۶۵۰۳، ۶۵۰۴، ۶۵۰۵، ۶۵۰۶، ۶۵۰۷، ۶۵۰۸، ۶۵۰۹، ۶۵۱۰، ۶۵۱۱، ۶۵۱۲، ۶۵۱۳، ۶۵۱۴، ۶۵۱۵، ۶۵۱۶، ۶۵۱۷، ۶۵۱۸، ۶۵۱۹، ۶۵۲۰، ۶۵۲۱، ۶۵۲۲، ۶۵۲۳، ۶۵۲۴، ۶۵۲۵، ۶۵۲۶، ۶۵۲۷، ۶۵۲۸، ۶۵۲۹، ۶۵۳۰، ۶۵۳۱، ۶۵۳۲، ۶۵۳۳، ۶۵۳۴، ۶۵۳۵، ۶۵۳۶، ۶۵۳۷، ۶۵۳۸، ۶۵۳۹، ۶۵۴۰، ۶۵۴۱، ۶۵۴۲، ۶۵۴۳، ۶۵۴۴، ۶۵۴۵، ۶۵۴۶، ۶۵۴۷، ۶۵۴۸، ۶۵۴۹، ۶۵۵۰، ۶۵۵۱، ۶۵۵۲، ۶۵۵۳، ۶۵۵۴، ۶۵۵۵، ۶۵۵۶، ۶۵۵۷، ۶۵۵۸، ۶۵۵۹، ۶۵۶۰، ۶۵۶۱، ۶۵۶۲، ۶۵۶۳، ۶۵۶۴، ۶۵۶۵، ۶۵۶۶، ۶۵۶۷، ۶۵۶۸، ۶۵۶۹، ۶۵۷۰، ۶۵۷۱، ۶۵۷۲، ۶۵۷۳، ۶۵۷۴، ۶۵۷۵، ۶۵۷۶، ۶۵۷۷، ۶۵۷۸، ۶۵۷۹، ۶۵۸۰، ۶۵۸۱، ۶۵۸۲، ۶۵۸۳، ۶۵۸۴، ۶۵۸۵، ۶۵۸۶، ۶۵۸۷، ۶۵۸۸، ۶۵۸۹، ۶۵۹۰، ۶۵۹۱، ۶۵۹۲، ۶۵۹۳، ۶۵۹۴، ۶۵۹۵، ۶۵۹۶، ۶۵۹۷، ۶۵۹۸، ۶۵۹۹، ۶۶۰۰، ۶۶۰۱، ۶۶۰۲، ۶۶۰۳، ۶۶۰۴، ۶۶۰۵، ۶۶۰۶، ۶۶۰۷، ۶۶۰۸، ۶۶۰۹، ۶۶۱۰، ۶۶۱۱، ۶۶۱۲، ۶۶۱۳، ۶۶۱۴، ۶۶۱۵، ۶۶۱۶، ۶۶۱۷، ۶۶۱۸، ۶۶۱۹، ۶۶۲۰، ۶۶۲۱، ۶۶۲۲، ۶۶۲۳، ۶۶۲۴، ۶۶۲۵، ۶۶۲۶، ۶۶۲۷، ۶۶۲۸، ۶۶۲۹، ۶۶۳۰، ۶۶۳۱، ۶۶۳۲، ۶۶۳۳، ۶۶۳۴، ۶۶۳۵، ۶۶۳۶، ۶۶۳۷، ۶۶۳۸، ۶۶۳۹، ۶۶۴۰، ۶۶۴۱، ۶۶۴۲، ۶۶۴۳، ۶۶۴۴، ۶۶۴۵، ۶۶۴۶، ۶۶۴۷، ۶۶۴۸، ۶۶۴۹، ۶۶۵۰، ۶۶۵۱، ۶۶۵۲، ۶۶۵۳، ۶۶۵۴، ۶۶۵۵، ۶۶۵۶، ۶۶۵۷، ۶۶۵۸، ۶۶۵۹، ۶۶۶۰، ۶۶۶۱، ۶۶۶۲، ۶۶۶۳، ۶۶۶۴، ۶۶۶۵، ۶۶۶۶، ۶۶۶۷، ۶۶۶۸، ۶۶۶۹، ۶۶۷۰، ۶۶۷۱، ۶۶۷۲، ۶۶۷۳، ۶۶۷۴، ۶۶۷۵، ۶۶۷۶، ۶۶۷۷، ۶۶۷۸، ۶۶۷۹، ۶۶۸۰، ۶۶۸۱، ۶۶۸۲، ۶۶۸۳، ۶۶۸۴، ۶۶۸۵، ۶۶۸۶، ۶۶۸۷، ۶۶۸۸، ۶۶۸۹، ۶۶۹۰، ۶۶۹۱، ۶۶۹۲، ۶۶۹۳، ۶۶۹۴، ۶۶۹۵، ۶۶۹۶، ۶۶۹۷، ۶۶۹۸، ۶۶۹۹، ۶۷۰۰، ۶۷۰۱، ۶۷۰۲، ۶۷۰۳، ۶۷۰۴، ۶۷۰۵، ۶۷۰۶، ۶۷۰۷، ۶۷۰۸، ۶۷۰۹، ۶۷۱۰، ۶۷۱۱، ۶۷۱۲، ۶۷۱۳، ۶۷۱۴، ۶۷۱۵، ۶۷۱۶، ۶۷۱۷، ۶۷۱۸، ۶۷۱۹، ۶۷۲۰، ۶۷۲۱، ۶۷۲۲، ۶۷۲۳، ۶۷۲۴، ۶۷۲۵، ۶۷۲۶، ۶۷۲۷، ۶۷۲۸، ۶۷۲۹، ۶۷۳۰، ۶۷۳۱، ۶۷۳۲، ۶۷۳۳، ۶۷۳۴، ۶۷۳۵، ۶۷۳۶، ۶۷۳۷، ۶۷۳۸، ۶۷۳۹، ۶۷۴۰، ۶۷۴۱، ۶۷۴۲، ۶۷۴۳، ۶۷۴۴، ۶۷۴۵، ۶۷۴۶، ۶۷۴۷، ۶۷۴۸، ۶۷۴۹، ۶۷۵۰، ۶۷۵۱، ۶۷۵۲، ۶۷۵۳، ۶۷۵۴، ۶۷۵۵، ۶۷۵۶، ۶۷۵۷، ۶۷۵۸، ۶۷۵۹، ۶۷۶۰، ۶۷۶۱، ۶۷۶۲، ۶۷۶۳، ۶۷۶۴، ۶۷۶۵، ۶۷۶۶، ۶۷۶۷، ۶۷۶۸، ۶۷۶۹، ۶۷۷۰، ۶۷۷۱، ۶۷۷۲، ۶۷۷۳، ۶۷۷۴، ۶۷۷۵، ۶۷۷۶، ۶۷۷۷، ۶۷۷۸، ۶۷۷۹، ۶۷۸۰، ۶۷۸۱، ۶۷۸۲، ۶۷۸۳، ۶۷۸۴، ۶۷۸۵، ۶۷۸۶، ۶۷۸۷، ۶۷۸۸، ۶۷۸۹، ۶۷۹۰، ۶۷۹۱، ۶۷۹۲، ۶۷۹۳، ۶۷۹۴، ۶۷۹۵، ۶۷۹۶، ۶۷۹۷، ۶۷۹۸، ۶۷۹۹، ۶۸۰۰، ۶۸۰۱، ۶۸۰۲، ۶۸۰۳، ۶۸۰۴، ۶۸۰۵، ۶۸۰۶، ۶۸۰۷، ۶۸۰۸، ۶۸۰۹، ۶۸۱۰، ۶۸۱۱، ۶۸۱۲، ۶۸۱۳، ۶۸۱۴، ۶۸۱۵، ۶۸۱۶، ۶۸۱۷، ۶۸۱۸، ۶۸۱۹، ۶۸۲۰، ۶۸۲۱، ۶۸۲۲، ۶۸۲۳، ۶۸۲۴، ۶۸۲۵، ۶۸۲۶، ۶۸۲۷، ۶۸۲۸، ۶۸۲۹، ۶۸۳۰، ۶۸۳۱، ۶۸۳۲، ۶۸۳۳، ۶۸۳۴، ۶۸۳۵، ۶۸۳۶، ۶۸۳۷، ۶۸۳۸، ۶۸۳۹، ۶۸۴۰، ۶۸۴۱، ۶۸۴۲، ۶۸۴۳، ۶۸۴۴، ۶۸۴۵، ۶۸۴۶، ۶۸۴۷، ۶۸۴۸، ۶۸۴۹، ۶۸۵۰، ۶۸۵۱، ۶۸۵۲، ۶۸۵۳، ۶۸۵۴، ۶۸۵۵، ۶۸۵۶، ۶۸۵۷، ۶۸۵۸، ۶۸۵۹، ۶۸۶۰، ۶۸۶۱، ۶۸۶۲، ۶۸۶۳، ۶۸۶۴، ۶۸۶۵، ۶۸۶۶، ۶۸۶۷، ۶۸۶۸، ۶۸۶۹، ۶۸۷۰، ۶۸۷۱، ۶۸۷۲، ۶۸۷۳، ۶۸۷۴، ۶۸۷۵، ۶۸۷۶، ۶۸۷۷، ۶۸۷۸، ۶۸۷۹، ۶۸۸۰، ۶۸۸۱، ۶۸۸۲، ۶۸۸۳، ۶۸۸۴، ۶۸۸۵، ۶۸۸۶، ۶۸۸۷، ۶۸۸۸، ۶۸۸۹، ۶۸۹۰، ۶۸۹۱، ۶۸۹۲، ۶۸۹۳، ۶۸۹۴، ۶۸۹۵، ۶۸۹۶، ۶۸۹۷، ۶۸۹۸، ۶۸۹۹، ۶۹۰۰، ۶۹۰۱، ۶۹۰۲، ۶۹۰۳، ۶۹۰۴، ۶۹۰۵، ۶۹۰۶، ۶۹۰۷، ۶۹۰۸، ۶۹۰۹، ۶۹۱۰، ۶۹۱۱، ۶۹۱۲، ۶۹۱۳، ۶۹۱۴، ۶۹۱۵، ۶۹۱۶، ۶۹۱۷، ۶۹۱۸، ۶۹۱۹، ۶۹۲۰، ۶۹۲۱، ۶۹۲۲، ۶۹۲۳، ۶۹۲۴، ۶۹۲۵، ۶۹۲۶، ۶۹۲۷، ۶۹۲۸، ۶۹۲۹، ۶۹۳۰، ۶۹۳۱، ۶۹۳۲، ۶۹۳۳، ۶۹۳۴، ۶۹۳۵، ۶۹۳۶، ۶۹۳۷، ۶۹۳۸، ۶۹۳۹، ۶۹۴۰، ۶۹۴۱، ۶۹۴۲، ۶۹۴۳، ۶۹۴۴، ۶۹۴۵، ۶۹۴۶، ۶۹۴۷، ۶۹۴۸، ۶۹۴۹، ۶۹۵۰، ۶۹۵۱، ۶۹۵۲، ۶۹۵۳، ۶۹۵۴، ۶۹۵۵، ۶۹۵۶، ۶۹۵۷، ۶۹۵۸، ۶۹۵۹، ۶۹۶۰، ۶۹۶۱، ۶۹۶۲، ۶۹۶۳، ۶۹۶۴، ۶۹۶۵، ۶۹۶۶، ۶۹۶۷، ۶۹۶۸، ۶۹۶۹، ۶۹۷۰، ۶۹۷۱، ۶۹۷۲، ۶۹۷۳، ۶۹۷۴، ۶۹۷۵، ۶۹۷۶، ۶۹۷۷، ۶۹۷۸، ۶۹۷۹، ۶۹۸۰، ۶۹۸۱، ۶۹۸۲، ۶۹۸۳، ۶۹۸۴، ۶۹۸۵، ۶۹۸۶، ۶۹۸۷، ۶۹۸۸، ۶۹۸۹، ۶۹۹۰، ۶۹۹۱، ۶۹۹۲، ۶۹۹۳، ۶۹۹۴، ۶۹۹۵، ۶۹۹۶، ۶۹۹۷، ۶۹۹۸، ۶۹۹۹، ۷۰۰۰، ۷۰۰۱، ۷۰۰۲، ۷۰۰۳، ۷۰۰۴، ۷۰۰۵، ۷۰۰۶، ۷۰۰۷، ۷۰۰۸، ۷۰۰۹، ۷۰۱۰، ۷۰۱۱، ۷۰۱۲، ۷۰۱۳، ۷۰۱۴، ۷۰۱۵، ۷۰۱۶، ۷۰۱۷، ۷۰۱۸، ۷۰۱۹، ۷۰۲۰، ۷۰۲۱، ۷۰۲۲، ۷۰۲۳، ۷۰۲۴، ۷۰۲۵، ۷۰۲۶، ۷۰۲۷، ۷۰۲۸، ۷۰۲۹، ۷۰۳۰، ۷۰۳۱، ۷۰۳۲، ۷۰۳۳، ۷۰۳۴، ۷۰۳۵، ۷۰۳۶، ۷۰۳۷، ۷۰۳۸، ۷۰۳۹، ۷۰۴۰، ۷۰۴۱، ۷۰۴۲، ۷۰۴۳، ۷۰۴۴، ۷۰۴۵، ۷۰۴۶، ۷۰۴۷، ۷۰۴۸، ۷۰۴۹، ۷۰۵۰، ۷۰۵۱، ۷۰۵۲، ۷۰۵۳، ۷۰۵۴، ۷۰۵۵، ۷۰۵۶، ۷۰۵۷، ۷۰۵۸، ۷۰۵۹، ۷۰۶۰، ۷۰۶۱، ۷۰۶۲، ۷۰۶۳، ۷۰۶۴، ۷۰۶۵، ۷۰۶۶، ۷۰۶۷، ۷۰۶۸، ۷۰۶۹، ۷۰۷۰، ۷۰۷۱، ۷۰۷۲، ۷۰۷۳، ۷۰۷۴، ۷۰۷۵، ۷۰۷۶، ۷۰۷۷، ۷۰۷۸، ۷۰۷۹، ۷۰۸۰، ۷۰۸۱، ۷۰۸۲، ۷۰۸۳، ۷۰۸۴، ۷۰۸۵، ۷۰۸۶، ۷۰۸۷، ۷۰۸۸، ۷۰۸۹، ۷۰۹۰، ۷۰۹۱، ۷۰۹۲، ۷۰۹۳، ۷۰۹۴، ۷۰۹۵، ۷۰۹۶، ۷۰۹۷، ۷۰۹۸، ۷۰۹۹، ۷۱۰۰، ۷۱۰۱، ۷۱۰۲، ۷۱۰۳، ۷۱۰۴، ۷۱۰۵، ۷۱۰۶، ۷۱۰۷، ۷۱۰۸، ۷۱۰۹، ۷۱۱۰، ۷۱۱۱، ۷۱۱۲، ۷۱۱۳، ۷۱۱۴، ۷۱۱۵، ۷۱۱۶، ۷۱۱۷، ۷۱۱۸، ۷۱۱۹، ۷۱۲۰، ۷۱۲۱، ۷۱۲۲، ۷۱۲۳، ۷۱۲۴، ۷۱۲۵، ۷۱۲۶، ۷۱۲۷، ۷۱۲۸، ۷۱۲۹، ۷۱۳۰، ۷۱۳۱، ۷۱۳۲، ۷۱۳۳، ۷۱۳۴، ۷۱۳۵، ۷۱۳۶، ۷۱۳۷، ۷۱۳۸، ۷۱۳۹، ۷۱۴۰، ۷۱۴۱، ۷۱۴۲، ۷۱۴۳، ۷۱۴۴، ۷۱۴۵، ۷۱۴۶، ۷۱۴۷، ۷۱۴۸، ۷۱۴۹، ۷۱۵۰، ۷۱۵۱، ۷۱۵۲، ۷۱۵۳، ۷۱۵۴، ۷۱۵۵، ۷۱۵۶، ۷۱۵۷، ۷۱۵۸، ۷۱۵۹، ۷۱۶۰، ۷۱۶۱، ۷۱۶۲، ۷۱۶۳، ۷۱۶۴، ۷۱۶۵، ۷۱۶۶، ۷۱۶۷، ۷۱۶۸، ۷۱۶۹، ۷۱۷۰، ۷۱۷۱، ۷۱۷۲، ۷۱۷۳، ۷۱۷۴، ۷۱۷۵، ۷۱۷۶، ۷۱۷۷، ۷۱۷۸، ۷۱۷۹، ۷۱۸۰، ۷۱۸۱، ۷۱۸۲، ۷۱۸۳، ۷۱۸۴، ۷۱۸۵، ۷۱۸۶، ۷۱۸۷، ۷۱۸۸، ۷۱۸۹، ۷۱۹۰، ۷۱۹۱، ۷۱۹۲، ۷۱۹۳، ۷۱۹۴، ۷۱۹۵، ۷۱۹۶، ۷۱۹۷، ۷۱۹۸، ۷۱۹۹، ۷۲۰۰، ۷۲۰۱، ۷۲۰۲، ۷۲۰۳، ۷۲۰۴، ۷۲۰۵، ۷۲۰۶، ۷۲۰۷، ۷۲۰۸، ۷۲۰۹، ۷۲۱۰، ۷۲۱۱، ۷۲۱۲، ۷۲۱۳، ۷۲۱۴، ۷۲۱۵، ۷۲۱۶، ۷۲۱۷، ۷۲۱۸، ۷۲۱۹، ۷۲۲۰، ۷۲۲۱، ۷۲۲۲، ۷۲۲۳، ۷۲۲۴، ۷۲۲۵، ۷۲۲۶، ۷۲۲۷، ۷۲۲۸، ۷۲۲۹، ۷۲۳۰، ۷۲۳۱، ۷۲۳۲، ۷۲۳۳، ۷۲۳۴، ۷۲۳۵، ۷۲۳۶، ۷۲۳۷، ۷۲۳۸، ۷۲۳۹، ۷۲۴۰، ۷۲۴۱، ۷۲۴۲، ۷۲۴۳، ۷۲۴۴، ۷۲۴۵، ۷۲۴۶، ۷۲۴۷، ۷۲۴۸، ۷۲۴۹، ۷۲۵۰، ۷۲۵۱، ۷۲۵۲، ۷۲۵۳، ۷۲۵۴، ۷۲۵۵، ۷۲۵۶، ۷۲۵۷، ۷۲۵۸، ۷۲۵۹، ۷۲۶۰، ۷۲۶۱، ۷۲۶۲، ۷۲۶۳، ۷۲۶۴، ۷۲۶۵، ۷۲۶۶، ۷۲۶۷، ۷۲۶۸، ۷۲۶۹، ۷۲۷۰، ۷۲۷۱، ۷۲۷۲، ۷۲۷۳، ۷۲۷۴، ۷۲۷۵، ۷۲۷۶، ۷۲۷۷، ۷۲۷۸، ۷۲۷۹، ۷۲۸۰، ۷۲۸۱، ۷۲۸۲، ۷۲۸۳، ۷۲۸۴، ۷۲۸۵، ۷۲۸۶، ۷۲۸۷، ۷۲۸۸، ۷۲۸۹، ۷۲۹۰، ۷۲۹۱، ۷۲۹۲، ۷۲۹۳، ۷۲۹۴، ۷۲۹۵، ۷۲۹۶، ۷۲۹۷، ۷۲۹۸، ۷۲۹۹، ۷۳۰۰، ۷۳۰۱، ۷۳۰۲، ۷۳۰۳، ۷۳۰۴، ۷۳۰۵، ۷۳۰۶، ۷۳۰۷، ۷۳۰۸، ۷۳۰۹، ۷۳۱۰، ۷۳۱۱، ۷۳۱۲، ۷۳۱۳، ۷۳۱۴، ۷۳۱۵، ۷۳۱۶، ۷۳۱۷، ۷۳۱۸، ۷۳۱۹، ۷۳۲۰، ۷۳۲۱، ۷۳۲۲، ۷۳۲۳، ۷۳۲۴، ۷۳۲۵، ۷۳۲۶، ۷۳۲۷، ۷۳۲۸، ۷۳۲۹، ۷۳۳۰، ۷۳۳۱، ۷۳۳۲، ۷۳۳۳، ۷۳۳۴، ۷۳۳۵، ۷۳۳۶، ۷۳۳۷، ۷۳۳۸، ۷۳۳۹، ۷۳۴۰، ۷۳۴۱، ۷۳۴۲، ۷۳۴۳، ۷۳۴۴، ۷۳۴۵، ۷۳۴۶، ۷۳۴۷، ۷۳۴۸، ۷۳۴۹، ۷۳۵۰، ۷۳۵۱، ۷۳۵۲، ۷۳۵۳، ۷۳۵۴، ۷۳۵۵، ۷۳۵۶، ۷۳۵۷، ۷۳۵۸، ۷۳۵۹، ۷۳۶۰، ۷۳۶۱، ۷۳۶۲، ۷۳۶۳، ۷۳۶۴، ۷۳۶۵، ۷۳۶۶، ۷۳۶۷، ۷۳۶۸، ۷۳۶۹، ۷۳۷۰، ۷۳۷۱، ۷۳۷۲، ۷۳۷۳، ۷۳۷۴، ۷۳۷۵، ۷۳۷۶، ۷۳۷۷، ۷۳۷۸، ۷۳۷۹، ۷۳۸۰، ۷۳۸۱، ۷۳۸۲، ۷۳۸۳، ۷۳۸۴، ۷۳۸۵، ۷۳۸۶، ۷۳۸۷، ۷۳۸۸، ۷۳۸۹، ۷۳۹۰، ۷۳۹۱، ۷۳۹۲، ۷۳۹۳، ۷۳۹۴، ۷۳۹۵، ۷۳۹۶، ۷۳۹۷، ۷۳۹۸، ۷۳۹۹، ۷۴۰۰، ۷۴۰۱، ۷۴۰۲، ۷۴۰۳، ۷۴۰۴، ۷۴۰۵، ۷۴۰۶، ۷۴۰۷، ۷۴۰۸، ۷۴۰۹، ۷۴۱۰، ۷۴۱۱، ۷۴۱۲، ۷۴۱۳، ۷۴۱۴، ۷۴۱۵، ۷۴۱۶، ۷۴۱۷، ۷۴۱۸، ۷۴۱۹، ۷۴۲۰، ۷۴۲۱، ۷۴۲۲، ۷۴۲۳، ۷۴۲۴، ۷۴۲۵، ۷۴۲۶، ۷۴۲۷، ۷۴۲۸، ۷۴۲۹، ۷۴۳۰، ۷۴۳۱، ۷۴۳۲، ۷۴۳۳، ۷۴۳۴، ۷۴۳۵، ۷۴۳۶، ۷۴۳۷، ۷۴۳۸، ۷۴۳۹، ۷۴۴۰، ۷۴۴۱، ۷۴۴۲، ۷۴۴۳، ۷۴۴۴، ۷۴۴۵، ۷۴۴۶، ۷۴۴۷، ۷۴۴۸، ۷۴۴۹، ۷۴۵۰، ۷۴۵۱، ۷۴۵۲، ۷۴۵۳، ۷۴۵۴، ۷۴۵۵، ۷۴۵۶، ۷۴۵۷، ۷۴۵۸، ۷۴۵۹، ۷۴۶۰، ۷۴۶۱، ۷۴۶۲، ۷۴۶۳، ۷۴۶۴، ۷۴۶۵، ۷۴۶۶، ۷۴۶۷، ۷۴۶۸، ۷۴۶۹، ۷۴۷۰، ۷۴۷۱، ۷۴۷۲، ۷۴۷۳، ۷۴۷۴، ۷۴۷۵، ۷۴۷۶، ۷۴۷۷، ۷۴۷۸، ۷۴۷۹، ۷۴۸۰، ۷۴۸۱، ۷۴۸۲، ۷۴۸۳، ۷۴۸۴، ۷۴۸۵، ۷۴۸۶، ۷۴۸۷، ۷۴۸۸، ۷۴۸۹، ۷۴۹۰، ۷۴۹۱، ۷۴۹۲، ۷۴۹۳، ۷۴۹۴، ۷۴۹۵، ۷۴۹۶، ۷۴۹۷، ۷۴۹۸، ۷۴۹۹، ۷۵۰۰، ۷۵۰۱، ۷۵۰۲، ۷۵۰۳، ۷۵۰۴، ۷۵۰۵، ۷۵۰۶، ۷۵۰۷، ۷۵۰۸، ۷۵۰۹، ۷۵۱۰، ۷۵۱۱، ۷۵۱۲، ۷۵۱۳، ۷۵۱۴، ۷۵۱۵، ۷۵۱۶، ۷۵۱۷، ۷۵۱۸، ۷۵۱۹، ۷۵۲۰، ۷۵۲۱، ۷۵۲۲، ۷۵۲۳، ۷۵۲۴، ۷۵۲۵، ۷۵۲۶، ۷۵۲۷، ۷۵۲۸، ۷۵۲۹، ۷۵۳۰، ۷۵۳۱، ۷۵۳۲، ۷۵۳۳، ۷۵۳۴، ۷۵۳۵، ۷۵۳۶، ۷۵۳۷، ۷۵۳۸، ۷۵۳۹، ۷۵۴۰، ۷۵۴۱، ۷۵۴۲، ۷۵۴۳، ۷۵۴۴، ۷۵۴۵، ۷۵۴۶، ۷۵۴۷، ۷۵۴۸، ۷۵۴۹، ۷۵۵۰، ۷۵۵۱، ۷۵۵۲، ۷۵۵۳، ۷۵۵۴، ۷۵۵۵، ۷۵۵۶، ۷۵۵۷، ۷۵۵۸، ۷۵۵۹، ۷۵۶۰، ۷۵۶۱، ۷۵۶۲، ۷۵۶۳، ۷۵۶۴، ۷۵۶۵، ۷۵۶۶، ۷۵۶۷، ۷۵۶۸، ۷۵۶۹، ۷۵۷۰، ۷۵۷۱، ۷۵۷۲، ۷۵۷۳، ۷۵۷۴، ۷۵۷۵، ۷۵۷۶، ۷۵۷۷، ۷۵۷۸، ۷۵۷۹، ۷۵۸۰، ۷۵۸۱، ۷۵۸۲، ۷۵۸۳، ۷۵۸۴، ۷۵۸۵، ۷۵۸۶، ۷۵۸۷، ۷۵۸۸، ۷۵۸۹، ۷۵۹۰، ۷۵۹۱، ۷۵۹۲، ۷۵۹۳، ۷۵۹۴، ۷۵۹۵، ۷۵۹۶، ۷۵۹۷، ۷۵۹۸، ۷۵۹۹، ۷۶۰۰، ۷۶۰۱، ۷۶۰۲، ۷۶۰۳، ۷۶۰۴، ۷۶۰۵، ۷۶۰۶، ۷۶۰۷، ۷۶۰۸، ۷۶۰۹، ۷۶۱۰، ۷۶۱۱، ۷۶۱۲، ۷۶۱۳، ۷۶۱۴، ۷۶۱۵، ۷۶۱۶، ۷۶۱۷، ۷۶۱۸، ۷۶۱۹، ۷۶۲۰، ۷۶۲۱، ۷۶۲۲، ۷۶۲۳، ۷۶۲۴، ۷۶۲۵، ۷۶۲۶، ۷۶۲۷، ۷۶۲۸، ۷۶۲۹، ۷۶۳۰، ۷۶۳۱، ۷۶۳۲، ۷۶۳۳، ۷۶۳۴، ۷۶۳۵، ۷۶۳۶، ۷۶۳۷، ۷۶۳۸، ۷۶۳۹، ۷۶۴۰، ۷۶۴۱، ۷۶۴۲، ۷۶۴۳، ۷۶۴۴، ۷۶۴۵، ۷۶۴۶، ۷۶۴۷، ۷۶۴۸، ۷۶۴۹، ۷۶۵۰، ۷۶۵۱، ۷۶۵۲، ۷۶۵۳، ۷۶۵۴، ۷۶۵۵، ۷۶۵۶، ۷۶۵۷، ۷۶۵۸، ۷۶۵۹، ۷۶۶۰، ۷۶۶۱، ۷۶۶۲، ۷۶۶۳، ۷۶۶۴، ۷۶۶۵، ۷۶۶۶، ۷۶۶۷، ۷۶۶۸، ۷۶۶۹، ۷۶۷۰، ۷۶۷۱، ۷۶۷۲، ۷۶۷۳، ۷۶۷۴، ۷۶۷۵، ۷۶۷۶، ۷۶۷۷، ۷۶۷۸، ۷۶۷۹، ۷۶۸۰، ۷۶۸۱، ۷۶۸۲، ۷۶۸۳، ۷۶۸۴، ۷۶۸۵، ۷۶۸۶، ۷۶۸۷، ۷۶۸۸، ۷۶۸۹، ۷۶۹۰، ۷۶۹۱، ۷۶۹۲، ۷۶۹۳، ۷۶۹۴،

[illegible] کی تصنیف کی تھی اور ابو داؤد کی [illegible] کی تصنیف کی تھی اس نے اس کی تمام [illegible] کی تصنیف کی تھی [illegible] کی تصنیف کی تھی [illegible] کی تصنیف کی تھی

کتاب "المستصفی" پر تحقیقی تجزیہ :

یہ کتاب اصول فقہ کے ان چار کتب میں سے ایک ہے جن پر امت کے علماء نے سب سے زیادہ توجہ دی۔ ابن خلدون نے اسے اصول فقہ کی بنیادی کتاب میں شمار کیا ہے۔[1] امام غزالی نے اپنی عمر کے آخری زمانہ میں اس کو تالیف کیا جس سے آپ کا علمی تجربہ کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ آپ نے بغداد، بغداد میں دوبارہ قیام اور پھر طوس کا آغاز کیا تو یہ کتاب تالیف کی۔ اس کتاب کے مقدمہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپ فرماتے ہیں :

"ثم سألني الله تعالى الى معاودة التدريس والافادة، فالتزم على طائفة من طلبته من محصلي علم الفقه تصنيفا في اصول الفقه"[2]

(پھر اللہ تعالیٰ نے مجھ سے درس و افادہ کا کام لینا چاہا تو میں نے اپنے طلباء میں سے علم فقہ کے حاصل کرنے والے ایک گروہ کے لئے اصول فقہ پر تصنیف پیش کی۔)

امام غزالی "المستصفی" کی امتیازی خصوصیات یوں بیان فرماتے ہیں :

یہ کتاب حد درجہ اختصار اور طبیعت پر گراں گزرنے والی طوالت سے پاک ہے اس میں ان دونوں کے درمیانی راستہ کو اختیار کیا گیا ہے۔ اس کی تدوین کا سبب یہ بنا کہ طلباء نے اس کا اہتمام کیا جس میں المحصول کی طرح تعدد اور اختصار نہیں اور نہ ہی "تہذیب الاصول" کی طرح طوالت ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں

"الصرف عطف طائفة من محصلي علم الفقه تصنيفا في اصول الفقه، اصرف العناية فيه الى التقليل من الترتيب والتحقيق، والى التوسط بين الاخلال والاملال على وجه يقع في الفهم دون كتاب "تهذيب الاصول" لطوله، الى الاستقصاء والاستكثار، وفي كتاب "المحصول" لميله الى الايجاز والاختصار، لاجنيح الى ذلك مسعفا بالله، وجمعت فيه بين الترتيب والتحقيق لتفهم المعاني"[3]

(اس مختصر کتاب کے اصول فقہ میں لکھنے کی طرف طلباء کی ایک جماعت نے مجھے توجہ دلائی تو میں نے اپنی توجہ تحقیق و ترتیب پر مرکوز کی اور طوالت و اختصار کے درمیان ایسا راستہ اختیار کیا جو فہم پر بوجھ نہ ہو نہ تو تہذیب الاصول کی طرح طویل ہے اور نہ ہی المحصول کی طرح مختصر۔ اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے میں نے اس کی طرف توجہ کی اور اس میں ترتیب و تحقیق کو جمع کر دیا۔)

امام غزالی "المستصفی" میں مستقل شخصیت کے حامل نظر آتے ہیں :

امام غزالی اس میں ایک مستقل امام شخصیت کے حامل نظر آتے ہیں جس میں وہ اپنی ذات کو امام الحرمین سے علیحدہ نہیں کرتے بلکہ ان کی تائید کرتے ہیں یا ان کے نظریہ پر رد کرتے ہیں تو اس میں ادب کے دائرہ

---

1. مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون حضرمی، ص ۵۵۵۔
2. المستصفی، امام غزالی، متوفی ۵۰۵ھ، دار صادر بیروت لبنان، ۱۳۵۸ھ، ص ۲۵۔
3. حوالہ سابق۔

ہمارے ہیں ورنہ وہ اس کی جگہ دوسرے اقوال لے آتے ہیں اور اپنے کو بھی بنا دیتے ہیں یعنی اس کتاب میں وہ "المحصول" کی طرح اپنے استاد امام الحرمین کی آراء و اقوال سے چنے نظر نہیں آتے بلکہ آزاد ہے ہیں۔ محمد مخزنی نے "المستصفی" کے اسلوب پر ان الفاظ کے ساتھ تبصرہ فرمایا ہے:

"وعبارة المستصفى واقية على حيث اسلوبها العربي ولم يكن الغزالي ممن يتسع على الفرطاس فيراه كما قال يطلق فيه العنان حتى يبلغ غاية ما يريد . ولم يكن قد جاء في زعيمهم حرور التلخيص والاختصار لان ضميمه الوحيد كان تادية المعنى الى فكر السامع طال لكلام او قصر"[1]

(اسلوب کے اعتبار سے کتاب "المستصفی" کی عبارت بہت بچاؤ پیدا کرنے والی ہے، غزالی ان لوگوں میں نہیں تھے جو کاغذ پر لکھتے وقت قلم کو چھوڑ دیتے اور جو چاہتے لکھ دیتے بلکہ وہ اس کو روکے رکھتے تھے یہاں تک کہ مقصد تک پہنچ جاتے۔ ان کا مقصد تلخیص اور اختصار نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کی بات سننے والے کے ذہن تک پہنچ جائے خواہ کلام طویل ہو یا مختصر۔)

المستصفی کی تقسیم امام غزالی نے المستصفی کو ایک مقدمہ اور چار اقطاب پر مرتب کیا ہے مقدمہ تعریف اصول فقہ اور چار اقطاب مقصود کے ساتھ مشتمل ہیں امام ممدوح نے اس کی تقسیم اور اس کا بیان فرمایا ہے:

"اعلم انک اذا قسمت ان نظر الاصولی فی وجوہ دلالۃ الادلۃ السمعیۃ علی الاحکام الشرعیۃ، لم یخف علیک ان المقصود معرفۃ کیفیۃ اقتناص الاحکام من الادلۃ، ثم فی الادلۃ واقسامہا، ثم فی کیفیۃ اقتناص الاحکام من الادلۃ ثم فی صفات المقتنص الذی لہ ان یقتنص الاحکام فان الاحکام ثمرات، وکل ثمرۃ فلہا صفۃ وحقیقۃ فی نفسہا ولہا مثمر مثمر وطریقہ الاستثمار والثمرۃ ہی الاحکام، اعنی الوجوب، والحظر، والندب، والکراھۃ والاباحۃ، والحسن والقبح، والقضاء، والاداء، والصحۃ والفساد، وغیرھا والثمر ہی الادلۃ وہی ثلاثۃ الکتاب والسنۃ، والاجماع فقط وطرق الاستثمار ہی: وجوہ دلالۃ الادلۃ وہی اربعۃ اذ الاقوال اما ان تدل علی الشیء بصیغتہا ومنطوقہا، وبفحواھا ومفہومہا، وبالتضمنہا وضرورتہا، او مسکوت عنہا ومعناھا المستنبط منہا، والمثمر ہو المجتہد، ولابد من معرفۃ صفاتہ، شروطہ واحکامہ، فاذن الاصول تدور علی اربعۃ اقطاب۔

القطب الاول: فی الاحکام وما تدعیہا اولی، لانہا الثمرۃ المطلوبۃ، القطب الثانی: فی الادلۃ، وہی الکتاب والسنۃ والاجماع، وبہا التتمۃ القطب الثالث: فی طریق الاستثمار، وہو وجوہ دلالۃ الادلۃ، القطب الرابع: فی المستثمر، وہو المجتہد الذی یحکم بنفسہ، وبقابلیۃ المقلد الذی یلزمہ اتباعہ، فیجب ذکر شروط المقلد والمجتہد وصفاتہما"[2]

---

[1] اصول فقہ: محمد الخضری، ص ۸، قاہرہ دار الحدیث، س ن۔

[2] المستصفی: ابو حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی متوفی ۵۰۵ھ، ۱ جلد، کراچی ادارۃ القرآن، س ن، ص ۱۳۰ تا ص ۱۹۸۔

[illegible] ہے [illegible] ہیں [illegible] اصول کی [illegible] پر [illegible] کے [illegible] کے [illegible] ہیں [illegible] ہیں [illegible] ہیں

المستصفی کے منطقی مقدمہ کا تجزیہ :

امام غزالی کتاب کے مقدمہ میں اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کسی بھی علم کے بنیادی اور صحیح معرفت حاصل نہیں ہو سکتی جب تک منطق سے واقف نہ ہو لیکن ان کے بعد منطق کے ضروری اجزاء کو لکھتے ہیں جو آپ کے خیال میں ضروری تھے۔ اس مقدمہ میں آپ نے معتزلہ سے متاثر ہونے کے باوجود اہل سنت والجماعت کی حدود کا لحاظ رکھا اور یہاں اثبات کے تحت ثابت کیا کہ اس میں آپ نے معتزلہ کے نظریات سے تجاوز کیا ہے۔ ان شاء اللہ ہم اس کے بارے میں تفصیل سے پڑھیں گے۔ یہ جو علامہ غزالی اس کے ایک شعبہ پر اتنی تحقیق اور چھان بین کا اہتمام کیا تھا۔ حتیٰ کہ منطق بھی فلسفہ کے ایک شاخ ہے بلکہ اگر یہ کہا جائے تو درست ہوگا کہ یہ علم اپنے ہلیری جو تشبیہ دی ہے اس میں منطق کا یہ وہ حصہ ہے۔

امام غزالی کا "المستصفی" میں مسائل بیان کرنے میں عدم توازن :

امام غزالی اس کتاب کے مسائل بیان کرنے میں توازن نہیں رکھ پائے بعض مسائل اور ان کے اعتراضات و جوابات اور ثبوتات کے دلائل میں بھی طویل بحث کرتے ہیں مثلاً قیاس کے ماخذ میں تشبیہ کے بارے میں کہ دلالہ کے وقت ان کی کیا حیثیت ٹھہرتی ہے۔ جب کہ بعض مسائل کے بیان میں وہ اختصار سے کام لیتے ہیں مثلاً مطلق و مقید کی مکمل بحث اس کے مسائل و شروط کو صرف نو صفحات میں بیان کر دیا۔

المستصفی میں امام الحرمین کی تقلید میں کمی نظر آتی ہے :

اس کتاب کا ایک امتیاز یہ بھی ہے کہ امام غزالی نے المستصفی میں امام الحرمین کی ان تمام آراء کو رد کر دیا جس پر انہوں نے "المحصول" میں امام الحنفیہ کی بعض مثالوں میں صفت کے مفہوم سے احتجاج جائز ہونے میں امام صاحب کا مسلک اختیار کرتے ہوئے مذکورہ بالا رائے کو ترجیح دی ہے بلکہ اس مذہب کے دفاع میں اور مفکرین کے رد میں دلائل دیئے۔ لیکن المستصفی میں انہوں نے اس رائے کے بجائے یہ موقف اختیار کیا کہ صفت کے مفہوم سے احتجاج نہیں ہوتا۔

المستصفی میں گروہ نشینی کے زمانہ میں آراء میں تبدیلی :

امام غزالی نے "المستصفی" میں ان آراء سے بھی رجوع کیا جو گروہ نشینی کے زمانے میں اختیار کی تھیں جب آپ عبادت و ریاضت میں مشغول تھے اور تصوف کا غلبہ تھا مثلاً اجتہاد میں "مسألة التكليف بالمحال" کے جواز کا قول کیا ہے کہ "المستصفی" میں اس کے عدم جواز کا قول کیا۔

المستصفی کا زمانہ تالیف : امام غزالی نے اپنی وفات سے ایک سال قبل یعنی ۵۰۴ھ میں اس کتاب کو تصنیف کیا۔

ا) انکوں من تصانیف الاصول۔ امام غزالی حنفی ۵۰۵ھ میں ۱۵ مصنفات طلائی و زمانی مفہوم المستصفی کے ضمن میں بیان کیا۔

المستصفی کے شارحین :

(۱) ابن ابی الحسین بن عبدالعزیز محمد مالکی متوفی ۹۷۹ھ نے شرح المستصفی للغزالی تالیف کی۔[1]

(۲) ابوالمظفر احمد بن محمد بن احمد عبدالرحمن بن مصعب الغرناطی متوفی ۹۹۹ھ نے شرح لکھی۔ ابن فرحون نے الدیباج میں اس کے لئے "شرحا حسنا" (عمدہ شرح) کے الفاظ لکھے ہیں۔[2]

(۳) حافظ ابوعلی الحسن (الحسین) بن عبدالعزیز بن محمد الوقشی الیحصبی الغرناطی متوفی ۹۹۹ھ معروف بابن الوقشی۔[3]

المستصفی کے اختصار و حواشی: اہل مغرب و اندلس نے امام غزالی کی المستصفی کی خوب قدر دانی کی اس نے اختصارات بھی کئے چند حسب ذیل ہیں

۱۔ علی بن ابی القاسم ابن البقوں متوفی ۷۰۵ھ نے "المقتصف الاعلی فی اختصار المستصفی" سے اختصار کیا۔[4]

۲۔ ابوالولید محمد بن رشد الحفید متوفی ۵۹۵ھ نے "الضروری فی اصول الفقہ" یا "مختصر المستصفی" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔[5]

۳۔ محمد بن عبدالحق الحرالی متوفی ۶۳۵ھ نے "مستصفی المستصفی" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔[6]

(۴) ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد الازدی الاشبیلی المالکی متوفی ۶۷۲ھ یا ۶۵۱ھ معروف بابن الرمیمی نے "مختصر المستصفی" اور "حواشیہ علی مشکلات المستصفی" تالیف کیں۔[7]

المستصفی پر تعلیقہ۔ ابوالحسن علی بن محمد بن اسمٰعیل بن عبدالکریم الازدی الاشبیلی متوفی ۶۳۹ھ نے امام غزالی کی المستصفی پر تعلیقات لکھے۔[8]

ابوالخطاب الکلوذانی حنبلی (۴۳۲ھ۔۵۱۰ھ)[9]

فقیہ اصولی، فرضی، ادیب شاعر تھے۔ قاضی ابویعلی سے فقہ حاصل کیا۔ اعلیٰ درجہ کی ایسی ذہانت پائی جو بہت کم کتاب فہم کیا۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۳، ابن ابی کا نام ابن عمر مرقوم ہے۔ حسین بن عبداللہ بن عبدالعزیز بن محمد بکر الاصفہانی (۳۰۵ھ)۔

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۵، ایضاح المکنون ۲/۵۷۶، الدیباج ۲/۲۷۶، ابن فرحون مالکی متوفی ۹۹۹ھ۔ نیل الابتہاج بتطریز الدیباج ۱/۹۸، بکر ابن حماد الاصفہانی ۱/۱۹۸، (۳۷۶)۔

[3] ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۵۔

[4] تحقیق مقدمہ علی مختصر المستصفی لابن رشد، صلاح الدین علوی ص ۱۸، ابن رشد سلسلہ ابناء العرب القاہرہ ۱۹۹۳ء۔ [5] حوالہ سابق۔

[6] حوالہ سابق۔ [7] ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۵، ایضاح المکنون ۲/۵۷۶، بکر ابن حماد الاصفہانی ۱/۱۹۷ (۳۷۰)۔

[8] ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۵، الدیباج ص ۲۰۵، ۲۰۶، نیل الابتہاج ۲/۲۱۲۔

[9] محفوظ بن احمد بن حسن بن احمد الکلوذانی ۴۳۲ھ (۱۰۴۰ء) بغداد میں پیدا ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التمہید فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[1]

ابوبکر الاسار بندی الحنفی (متوفی ۵۱۲ھ)

مؤلفات اصولیہ : ۱۔ الاصول فی الفقہ ۲۔ مختصر تقویم الادلۃ للدبوسی[2]

ابوالوفاء بن عقیل حنبلی (۴۳۱ھ-۵۱۳ھ)[3]

فقیہ، اصولی، واعظ اور متکلم تھے۔ ابویعلی بن الفراء سے فقہ حاصل کیا اور ابوالولید الباجی سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔ علوم فنون اور ان کی تصنیف و تالیف کے میدان میں قوی الحجۃ تسلیم کیے جاتے تھے۔ شروع میں مذہب معتزلی کے طالب میاں رہ چکے تھے بعد میں اس رجحان سے توبہ کر کے مذہب حنابلہ کی فقہ میں منہمک ہو گئے مگر اس کے باوجود ان کے عقیدہ میں مذہب معتزلہ کا اثر باقی رہا۔ اپنے زمانہ کے قطب الاعلام اور شیخ الاسلام تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الواضح فی اصول الفقہ" تالیف کی یہ کتاب تین مجلدات میں ہے اس کے علاوہ ایک کتاب "الفصول" بھی تالیف کی جس میں فقہ، اصول فقہ، علم الکلام اور بہت سے علوم سے کثیر و عظیم فوائد جمع کیے۔ حافظ الذہبی نے اس کتاب سے تحقیق کیا۔

"لاتصنیف فی الدنیا اکثر من ھذا الکتاب" (اس دنیا میں اس تصنیف سے بڑی کوئی کتاب نہیں)۔[4]

عبدالرحیم القشیری الشافعی (متوفی ۵۱۴ھ)[5]

فقیہ، اصولی، مفسر اور ادیب تھے اپنے والد سے علم الاصول وغیرہ کی تعلیم حاصل کی پھر ان کی وفات کے بعد امام حرمین کی صحبت اور ان کے درس میں ہمیشہ شریک رہے یہاں تک کہ فقہ، اصولی وخلاف میں اعلیٰ مقام حاصل کر لیا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں کہیں ان کی کسی تصنیف کا علم نہیں ہو سکا (واللہ اعلم)۔[6]

احمد بن عثمان الفیحی (متوفی ۵۱۷ھ)

انہوں نے کتاب "قواعد الادلۃ وشواھد الاحکام" تالیف کی۔[7]

---

[1] عیون الانباء ۳۱۱/۱، ھدیۃ العارفین ۲/۴۷۰، معجم المؤلفین ۱۱/۱۔

[2] ابوبکر بن حسین بن محمد بن عبداللہ الاسار بندی (م ۵۱۲ھ) سے تحقیق کیجیے ھدیۃ العارفین ۸۳/۶۔

[3] ابوالوفاء علی بن عقیل بن محمد بن عقیل بن احمد الظفری (۴۳۱ھ-۵۱۳ھ) بغداد میں وفات پائی۔

[4] ایضاح المکنون ۸۵/۳، ھدیۃ العارفین ۶۹۵/۵، معجم المؤلفین ۱۳۱/۱۲، اس میں علامہ ابن عقیل کا قول منقول ہے۔

[5] ابوالقاسم عبدالرحیم بن ہوازن بن عبدالملک القشیری کی وفات ۴۱۴ھ۔

[6] کشف الظنون ۱۰۱۴/۲ (۳۳)، شذرات الذہب، جمع مجد الدین ابن العماد الحنبلی متوفی ۱۰۸۹ھ ۳۵/۴۔

[7] ابوالحسن احمد بن عثمان بن فرج التمیمی البغدادی الفیحی، ھدیۃ العارفین ۸۲/۵۔

ابن البرہان الشافعی (متوفی ۴۷۹ھ-۵۲۰ھ)[1]

فقیہ، اصولی اور محدث تھے۔ ابتداء میں حنبلی المذہب تھے پھر شافعی مذہب اختیار کر لیا۔ امام شاشی، امام غزالی، الکیا الہراسی سے تفقہ حاصل کیا۔ ابن خلکان، ابن العماد، ابن کثیر، ابن تغری بردی، ابن جوزی، ابن السبکی اور ابن کثیر نے آپ کے اصول فقہ میں تبحر علمی اور تقدم کا اعتراف کیا ہے۔ عبدالعزیز علی البخاری کی تحقیق کے مطابق انہوں نے اصول فقہ میں چار کتابیں تصنیف کی تھیں۔

"ومنها الوجيز في مجلدين لم أر مثله في كثرة الفنون في كتب المتأخرين ان كتاب ابن برهان كاف عن اكثر كتب اصول الفقه"[2]

(متاخرین کی کتب میں ان سے زیادہ علوم پر مشتمل کتاب نہیں دیکھی، ابن برہان کی یہ کتاب اصول فقہ میں بہت سی کتب سے بے نیاز کر دیتی ہے۔)

مذکورہ بالا عبارت میں ان کی حافظہ کی بہت اچھی قوت کا ذکر ہے کہ جو چیز ایک مرتبہ ان کے سامنے آ جاتی یا ہو جاتی وہ آپ کے ذہن پر نقش کالحجر ہو جاتی۔ آپ کے تلامذہ میں القاسم ابو الحسین هبة الله بن الحسن هبة الله بن عبد الله متوفی ۵۲۳ھ، ثم ف ابن ابو السعید عبداللہ بن محمد بن حبیب اللہ اصطخری متوفی ۵۲۸ھ اور ابو الفتح احمد بن صافی بن عبداللہ شافعی نحوی اصولی ادیب متوفی ۵۲۸ھ جیسے شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ الاسط ۲۔ الوسیط ۳۔ الاوسط ۴۔ الوجیز
۵۔ الوصول الی علم الاصول ۶۔ المعجز[3]

(۱) کتاب الوجیز کا تحقیقی تجزیہ:

تقریباً تمام اصولی علماء نے ان کتب اور ان کے مصنفین کا ذکر کیا ہے۔ امام شوکانی نے ارشاد الفحول میں کئی مقامات میں ان کا بیان کیا اور تقریباً تین مقامات میں الوجیز سے نقل کیا ہے۔ امام جمال الدین اسنوی نے نہایۃ السول میں ابن برہان سے ایک درجن مقامات پر اور بدخشی نے مناہج العقول میں الوجیز سے نقل کیا ہے۔ اسی طرح عبدالعزیز بن عبداللہ البخاری نے اپنی کتاب البرهان فی علوم القرآن میں کئی جگہوں میں ان سے نقل کیا ہے۔

۱۔ ابن برہان ابو الفتح احمد بن علی بن محمد الاسدی (۴۸۹ھ/۱۰۹۶ء) بغداد میں ولادت ہوئی۔ الفتح المکین ۲/۱۱۰، میں تاریخ ولادت ۴۸۰ھ، کشف الظنون ۱/۲۰۸ میں ۴۸۹ھ مذکور ہے۔

۲۔ تحقیق مقدمہ علی الوصول الی اصول عبدالعزیز البخاری ۱/۲۰ طبع ریاض، مکتبۃ المعارف ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۳۔ کشف الظنون ۱/۲۰۸، ۲/۱۶۳۱، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۶۲، ۲۹۶۳، ۲۹۶۴، ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، ۲۹۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۲۹۷۰، ۲۹۷۱، ۲۹۷۲، ۲۹۷۳، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹، ۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۲، ۲۹۸۳، ۲۹۸۴، ۲۹۸۵، ۲۹۸۶، ۲۹۸۷، ۲۹۸۸، ۲۹۸۹، ۲۹۹۰، ۲۹۹۱، ۲۹۹۲، ۲۹۹۳، ۲۹۹۴، ۲۹۹۵، ۲۹۹۶، ۲۹۹۷، ۲۹۹۸، ۲۹۹۹، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۰۲، ۳۰۰۳، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۰۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۳۰۱۱، ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶، ۳۰۱۷، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۰، ۳۰۲۱، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، ۳۰۲۶، ۳۰۲۷، ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ۳۰۳۴، ۳۰۳۵، ۳۰۳۶، ۳۰۳۷، ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱، ۳۰۴۲، ۳۰۴۳، ۳۰۴۴، ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷، ۳۰۴۸، ۳۰۴۹، ۳۰۵۰، ۳۰۵۱، ۳۰۵۲، ۳۰۵۳، ۳۰۵۴، ۳۰۵۵، ۳۰۵۶، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸، ۳۰۵۹، ۳۰۶۰، ۳۰۶۱، ۳۰۶۲، ۳۰۶۳، ۳۰۶۴، ۳۰۶۵، ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، ۳۰۷۱، ۳۰۷۲، ۳۰۷۳، ۳۰۷۴، ۳۰۷۵، ۳۰۷۶، ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹، ۳۰۸۰، ۳۰۸۱، ۳۰۸۲، ۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۰۸۷، ۳۰۸۸، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰، ۳۱۱۱، ۳۱۱۲، ۳۱۱۳، ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۳۱۱۸، ۳۱۱۹، ۳۱۲۰، ۳۱۲۱، ۳۱۲۲، ۳۱۲۳، ۳۱۲۴، ۳۱۲۵، ۳۱۲۶، ۳۱۲۷، ۳۱۲۸، ۳۱۲۹، ۳۱۳۰، ۳۱۳۱، ۳۱۳۲، ۳۱۳۳، ۳۱۳۴، ۳۱۳۵، ۳۱۳۶، ۳۱۳۷، ۳۱۳۸، ۳۱۳۹، ۳۱۴۰، ۳۱۴۱، ۳۱۴۲، ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۹، ۳۱۵۰، ۳۱۵۱، ۳۱۵۲، ۳۱۵۳، ۳۱۵۴، ۳۱۵۵، ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸، ۳۱۵۹، ۳۱۶۰، ۳۱۶۱، ۳۱۶۲، ۳۱۶۳، ۳۱۶۴، ۳۱۶۵، ۳۱۶۶، ۳۱۶۷، ۳۱۶۸، ۳۱۶۹، ۳۱۷۰، ۳۱۷۱، ۳۱۷۲، ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۳۱۸۳، ۳۱۸۴، ۳۱۸۵، ۳۱۸۶، ۳۱۸۷، ۳۱۸۸، ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۳۱۹۲، ۳۱۹۳، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۳۱۹۶، ۳۱۹۷، ۳۱۹۸، ۳۱۹۹، ۳۲۰۰، ۳۲۰۱، ۳۲۰۲، ۳۲۰۳، ۳۲۰۴، ۳۲۰۵، ۳۲۰۶، ۳۲۰۷، ۳۲۰۸، ۳۲۰۹، ۳۲۱۰، ۳۲۱۱، ۳۲۱۲، ۳۲۱۳، ۳۲۱۴، ۳۲۱۵، ۳۲۱۶، ۳۲۱۷، ۳۲۱۸، ۳۲۱۹، ۳۲۲۰، ۳۲۲۱، ۳۲۲۲، ۳۲۲۳، ۳۲۲۴، ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۲۲۷، ۳۲۲۸، ۳۲۲۹، ۳۲۳۰، ۳۲۳۱، ۳۲۳۲، ۳۲۳۳، ۳۲۳۴، ۳۲۳۵، ۳۲۳۶، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸، ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، ۳۲۴۱، ۳۲۴۲، ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷، ۳۲۴۸، ۳۲۴۹، ۳۲۵۰، ۳۲۵۱، ۳۲۵۲، ۳۲۵۳، ۳۲۵۴، ۳۲۵۵، ۳۲۵۶، ۳۲۵۷، ۳۲۵۸، ۳۲۵۹، ۳۲۶۰، ۳۲۶۱، ۳۲۶۲، ۳۲۶۳، ۳۲۶۴، ۳۲۶۵، ۳۲۶۶، ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ۳۲۶۹، ۳۲۷۰، ۳۲۷۱، ۳۲۷۲، ۳۲۷۳، ۳۲۷۴، ۳۲۷۵، ۳۲۷۶، ۳۲۷۷، ۳۲۷۸، ۳۲۷۹، ۳۲۸۰، ۳۲۸۱، ۳۲۸۲، ۳۲۸۳، ۳۲۸۴، ۳۲۸۵، ۳۲۸۶، ۳۲۸۷، ۳۲۸۸، ۳۲۸۹، ۳۲۹۰، ۳۲۹۱، ۳۲۹۲، ۳۲۹۳، ۳۲۹۴، ۳۲۹۵، ۳۲۹۶، ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ۳۲۹۹، ۳۳۰۰، ۳۳۰۱، ۳۳۰۲، ۳۳۰۳، ۳۳۰۴، ۳۳۰۵، ۳۳۰۶، ۳۳۰۷، ۳۳۰۸، ۳۳۰۹، ۳۳۱۰، ۳۳۱۱، ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ۳۳۱۴، ۳۳۱۵، ۳۳۱۶، ۳۳۱۷، ۳۳۱۸، ۳۳۱۹، ۳۳۲۰، ۳۳۲۱، ۳۳۲۲، ۳۳۲۳، ۳۳۲۴، ۳۳۲۵، ۳۳۲۶، ۳۳۲۷، ۳۳۲۸، ۳۳۲۹، ۳۳۳۰، ۳۳۳۱، ۳۳۳۲، ۳۳۳۳، ۳۳۳۴، ۳۳۳۵، ۳۳۳۶، ۳۳۳۷، ۳۳۳۸، ۳۳۳۹، ۳۳۴۰، ۳۳۴۱، ۳۳۴۲، ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۵، ۳۳۴۶، ۳۳۴۷، ۳۳۴۸، ۳۳۴۹، ۳۳۵۰، ۳۳۵۱، ۳۳۵۲، ۳۳۵۳، ۳۳۵۴، ۳۳۵۵، ۳۳۵۶، ۳۳۵۷، ۳۳۵۸، ۳۳۵۹، ۳۳۶۰، ۳۳۶۱، ۳۳۶۲، ۳۳۶۳، ۳۳۶۴، ۳۳۶۵، ۳۳۶۶، ۳۳۶۷، ۳۳۶۸، ۳۳۶۹، ۳۳۷۰، ۳۳۷۱، ۳۳۷۲، ۳۳۷۳، ۳۳۷۴، ۳۳۷۵، ۳۳۷۶، ۳۳۷۷، ۳۳۷۸، ۳۳۷۹، ۳۳۸۰، ۳۳۸۱، ۳۳۸۲، ۳۳۸۳، ۳۳۸۴، ۳۳۸۵، ۳۳۸۶، ۳

۱۔ کتاب الوسیط کا تحقیقی جائزہ

(۲) کتاب البسیط :

(۴) کتاب الوسیط :

(۵) کتاب العجیز :

"المحکم من ... في الصغير في الأنفاس في فقه الشافعي المجرد في ... الإمام ... في الفقه
وهي مساة الاختصاص كثيرة..."

(۱۱) کتاب الوصول الی الاصول کا تحقیقی جائزہ

هذا كتاب مختصر في أصول الفقه نسير على المبتدي حفظه وتسهله وهو يشتمل
الأصل والفرع والمقدمة والخاتمة وحصر الكلام في فصول ...

بہرحال کتاب "الوصول" اصول فقہ کے جمیع ابواب اور متعلقہ مسائل پر مشتمل ایک مکمل کتاب ہے اس کا مطالعہ کرنا تو قاری کے فہم پر منحصر ہوتا ہے اور یہ بھی اس کی طوالت کا مناسب پیمانہ ہے کہ وہ اسے ایک جگہ کے تمام مقامات پر اپنے استاذ امام غزالی کا نام لئے بغیر ان سے نقل کرتے ہیں وہ امام غزالی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں

قدس الغزالي قدس الله روحه الى انها سوان باطلي

اس عبارت سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے یہ کتاب امام غزالی کی وفات کے بعد تالیف کی تھی۔ وہ امام غزالی سے متاثر نظر آتے ہیں یہی وجہ ہے کہ قاری اس کتاب کا اسلوب ترتیب "المحصول" سے بہت قریب پاتا ہے۔ ابن حزم، البرہان کی البرہان سے بھی متاثر لگتے ہیں۔ ان دونوں امام الحرمین اور اپنے دوسرے استاذ ابوذر کی تالیفات سے نقل کرتے ہیں کبھی کبھی "قیل فیہ" کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ وہ امام الحرمین کی شدت سے صرف اس وقت بچتے ہیں جب یہ دونوں مسئلہ اصول فقہ سے متعلق رہتا ہو تو وہ اسے بیان نہیں کرتے جیسے الکلام فی مدارک العلوم و اقسامہا و احکامہا و طرق المعروف وغیرہ اور بعض چیزوں کے اصول فقہ سے متعلق ہی بتا کر ان کا تذکرہ نہیں کرتے ہیں جیسے لغوی مسائل یا حقیقت مجاز الجمل کی بعض اقسام۔ ابن برہان اپنے استاذ امام الحرمین کی طرح

استاذ ابواسحاق

اسفرائینی اور قاضی ابوبکر باقلانی کی آراء پر اعتماد کرنے میں مساوی درجہ کا نظر آتے ہیں۔

قاضی ابوالولید بن رشد مالکی (۴۵۵ھ-۵۲۰ھ)[1]

اپنے زمانے میں اندلس و مغرب کے زعیم فقہاء میں سے تھے علوم تالیف پر قدرت رکھتے اصول، فروع، نظر اور بہت سے علوم میں دسترس تھی۔ روایت و درایت کو خوب ضم کرتے تھے، اور بہت جیاد کرنے والے شخص تھے ۵۱۷ھ میں قرطبہ کے قاضی بنائے گئے۔ ابوالمطرف بن رزق سے تفقہ حاصل کیا۔ قاضی عیاض آپ سے تلامذہ میں سے ہیں کثیر تصانیف تھیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "البیان والتحصیل لما فی المستخرجۃ من التوجیہ والتعلیل" تالیف کی یہ ایک ضخیم کتاب ہے جو بیس سے زائد جلدات پر مشتمل ہے۔[2]

ابوبکر الطرطوشی مالکی (۴۵۱ھ-۵۲۰ھ)[3]

مالکی فقیہ تھے۔ اندلس میں ابوالولید باجی سے زانو تلمذ طے کیا، حجاز، مقدس، بغداد، مصر، شام اور اسکندریہ علمی دورے کئے اور الفقیہ شافعیہ ابوبکر الشاشی الہیکی الشروحی وغیرہ سے اکتساب فیض کیا۔ تحقیق مسائل الخلاف اصول فقہ الخ فقہ وغیرہ میں یہ طولی رکھتے زاہد متقی اور متواضع تھے۔ قاضی عیاض آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔

---

1. ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی (۱۰۶۳/۴۵۵ھ-۱۱۲۶/۵۲۰ھ) قرطبہ میں ولادت ہوئی۔
2. الدیباج، ابن فرحون، مالکی متوفی ۷۹۹ھ ص ۲۷۳ بعد پتہ الاعلام زرکلی ۷/۵۰، ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۸، معجم المؤلفین ۱۲/۲۵۰۔
3. ابوبکر محمد بن الولید بن محمد بن خلف بن سلیمان بن ایوب القرشی الفہری الاندلسی الطرطوشی (۱۰۵۹/۴۵۱ھ-۱۱۲۶/۵۲۰ھ) ابن ابی رندقہ سے معروف ہے اندلس میں ولادت اور اسکندریہ میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مسائل الخلاف" اور "مسائل اصول فقہ" پر تعلیقہ تالیف کیا۔[1]

ابن السید البطلیوسی مالکی (۴۴۴ھ۔۵۲۱ھ)[2]

نحوی، ادیب، شاعر، محدث اور اصولی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التنبیہ علی الاسباب المؤجبۃ لاختلاف الفقہاء فی الاصول" تالیف کی۔[3]

حسین الطاہر مشی (۴۳۹ھ۔۵۲۲ھ)[4]

علامہ فاضل، اثنا عشری، ابوعبداللہ الحسین بن منصور الحلی سے فقہ اخذ کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی جو اس نام قرآن کی آیت ربانی میں ۲۳۳ نمبر سے لی گئی ہے۔[5]

الباجی المالکی (متوفی ۵۲۳ھ)[6]

فقیہ اصولی، مفسر، محدث، عالم چاہتی تھے۔ طلبہ کثیر تعداد میں ان کے لئے مشرق کا رخ کیا۔ ابوالولید باجی اور ان کے ہمعصروں نے فقہ مالکی کو تالیف لائے۔ ابوعبداللہ مازری نے ان کی خدمت میں آخر عمر تک رہے۔ انہوں نے کتاب پڑھی۔ ان لوگوں میں مہارت حاصل تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المدخل الی الاصول" تالیف کی جو ہدایۃ الحاوریین میں ان کی کتاب کا نام "المعروف فی اصول الفقہ" مذکور ہے۔[7]

ابوالحسن التمیمی مالکی (متوفی ۵۲۶ھ بعد و)[8]

علامہ عراقی، مذہب کے حافظ تھے۔ اصول فقہ، حدیث اور لغت عربیہ میں امام تھے۔ مالکی مذہب سے متعلق مسائل سے تعلیم سے (جس) وقت تک کی بہترین طریقہ کار کرتے۔

انہوں نے کتاب "انوار البدیعۃ الی اسرار الشریعۃ، التنبیہ علی الفہد یب الشہ علی صاحبی الوجیز" تالیف کی۔ ابوحامد الغزالی کی قواعد اصول فقہ سے فروع کا استنباط کرتے تھے۔ اپنی اس کتاب میں استنباط کے ان کی تنقیح کی ہے۔ چونکہ شیخ تقی الدین بن دقیق العید نے استنباط کے اس طریقہ کو خوب پسند

---

[1] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[2] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[3] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[4] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[5] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[6] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[7] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

[8] ابوالحسن علی بن اسماعیل بن سیدہ مرسی متوفی ۴۵۸ھ، ۱۰۶۶ء، وفیات الاعیان، ابن خلکان (۲/۲۵۹)، ۳۸۰، الدیباج، ابن فرحون ص ۲۵۱، معجم المؤلفین (۶/۲۵۹)۔

کہا ہے، کیونکہ فروع کی تخریج تو اصول سے جدا اور بعید نہیں ہوتی اور ابو طاہر نے اس کتاب میں تخلید کی زیادہ بحث کے اسلوب کو نہیں اختیار کیا۔ آپ شہید کیے گئے آپ کی تاریخ وفات معلوم نہیں ہو سکی صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ آپ نے اپنی کتاب "المختصر" کی تکمیل کی تاریخ ۵۲۶ھ ذکر کی ہے اس سے اندازہ لگایا گیا ہے کہ ۵۲۶ھ کے بعد ہی آپ کا انتقال ہوا ہوگا۔[1]

القراء محمد بن محمد الحنبلی (۴۷۵ھ۔۵۲۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المعتمد فی الاصول" تالیف کی۔[2]

ابوالحسن بن الزاغونی حنبلی (۴۵۵ھ۔۵۲۷ھ)[3]

فقیہ، اصولی، محدث، نحوی، لغوی اور واعظ تھے ابن جوزی آپ کے اساتذہ اور ابن عساکر آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔ اپنے زمانے کے شیخ الحنابلہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نور البیان فی الاصول یہ کتاب چند کلمات پر مشتمل ہے۔

۲۔ مجموعات فی المذہب والاصول۔[4]

احمد بن ابی الصلت الاندلسی (متوفی ۴۶۰ھ۔۵۲۹ھ)

عالم، ادیب، حکیم، شاعر اور محدث تھے انہوں نے کتاب "الانتصار فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[5]

ابوالحسن الکرجی شافعی (۴۵۵ھ۔۵۳۲ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الفرائع فی علم الشرائع۔ ۲۔ سد الذرائع۔ یہ مذکورہ کتاب "الفرائع" کی شرح ہے۔

۳۔ الفصول فی احکام اصول الفصول۔[6]

---

[1] علامہ ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدالملک المتوفی ۶۱۹ھ، عنوان ۱۳۲۵ھ، تاریخ الاسلام ۳/۲۔

[2] محمد بن محمد بن حسین بن محمد بن محمد بن خلف بن احمد بن عبداللہ بن حاتم بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن حاتم بن شمائل ابن ذی الجوشن الضبعی، ابوالحسین، ابن الفراء، صاحب طبقات الحنابلہ ۲/۱۹۔

[3] ابوالحسن علی بن عبید اللہ بن نصر بن عبید اللہ بن محمد بن کامل بن سوسنی الزاغونی (۴۶۲ھ/۱۰۶۹ء۔۵۲۷ھ/۱۱۳۳ء) ابن زاغونی سے معروف تھے۔ اخبار و حکایات۔ ابن جوزی، المنتظم ۱۰/۱۶۹، الاعلام ۴/۳۲۔

[4] احمد بن عبدالرحیم بن ابی الصلت بن عبداللہ الاندلسی ثم المرسی، ابوالعباس (۴۶۰ھ/۱۰۶۸ء۔۵۲۹ھ/۱۱۳۴ء) مرسیہ میں پیدا ہوئے اور اشبیلیہ میں وفات پائی ان کی تاریخ ولادت ۴۶۸ھ بھی بیان کی گئی ہے۔ الصلہ لابن بشکوال ۱/۳۳۔ (۳۲۷) الاعلام ۱/۲۰۰۔

[5] ابوالحسن محمد بن عبدالملک بن محمد بن احمد بن علی بن طاہر بن بکر بن ابی طاہر اصبہانی ثم احسان کے باشندے پہلے شہر بن کی طرف نسبت سے کرجی کہلائے ہیں۔ سیر اعلام النبلاء ۶/۸۰۔

ابن الخشاب شافعی (متوفی ۵۶۳ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ابو اسحاق الشیرازی کی "اللمع" کی شرح لکھی۔[2]

عبد العزیز النسفی حنفی (متوفی ۵۶۳ھ)[3]

علم النظر، فقہ، اصول میں یدطولی رکھتے تھے۔ بخارا میں منصب قضاء پر فائز رہے۔ بخارا میں ابو المفاخر عبد الرحیم بن عمر سے تفقہ حاصل کیا۔ امام الحرمین ابو القاسم محمد بن عبد اللہ سے آپ نے روایت کی ہے۔

مؤلفات اصولیہ : "کفایۃ الفحول فی علم الاصول"۔[4]

امام المازری مالکی (۴۵۳ھ۔۵۳۶ھ)[5]

ادیب، حافظ، طبیب، فقیہ، اصولی، ریاضی متکلم تھے۔ ابن فرحون نے لکھا کہ اقطار ارض میں کوئی مالکی ان کے رتبے میں ان سے زیادہ فقیہ نہ تھا۔ آپ نے ابو الحسن اللخمی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ بے شمار حضرات نے آپ سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ابو المعالی کی کتاب "البرہان" کی شرح لکھی اور اس کا نام "ایضاح المحصول من برہان الاصول" رکھا۔ اس کے علاوہ مذہب اللیث کی کتاب "التلقین" کی بھی ایک عمدہ شرح لکھی یہ دونوں شروح آپ کے مرتبہ اجتہاد پر فائز ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔[6]

صدر الشہید حنفی (۴۸۳ھ۔۵۳۶ھ)[7]

فقیہ، اصولی تھے فروع و اصول میں امام اور معقول و منقول میں بلند مقام رکھتے تھے اپنے والد سے تفقہ حاصل کیا اور اپنے والد کی زندگی ہی میں خراسان میں بڑا نظر مجتہد فقیہ بن گئے اور شہرت حاصل کرلی حاسدین نے آپ کو فضیلت کے باوجود حنفی تھے بعض لوگوں کو ان کے شافعی المذہب ہونے کا وہم ہوا صاحب الہدایہ آپ کے تلامذہ میں سے ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : فقہ، اصول وغیرہ میں آپ کی مؤلفات ہیں، منتخب الاصول حسام الدین وغیرہ۔[8]

---

[1] محمد بن احمد بن عبد القاہر بن محمد بن یوسف البغدادی، ابن الخشاب سے معروف تھے۔

[2] ہدیۃ العارفین ۲/۳۵۵۔ [3] عبد العزیز بن احمد بن نصر بن ابراہیم بخاری متوفی ۱۱۳۰ء، قاضی نسف سے معروف تھے۔

[4] کشف الظنون ۲/۱۳۷۴، ہدیۃ العارفین ۵/۵۷۸، الفوائد البہیہ ص ۱۹۸، مفتاح الجنین ۲/۳۵۰، اس میں تاریخ وفات ۵۶۳ھ مذکور ہے۔

[5] ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عمر تمیمی المازری (۱۰۹۱ء/۱۱۴۳ء) جزیرہ صقلیہ کے عالم شہر مازر میں پیدا ہوئے اور افریقہ میں وفات پائی۔

[6] ایضاح المکنون ۳/۱۵۶، ہدیۃ العارفین ۶/۸۸، الدیباج ص ۲۷۵، ۲۷۶، مفتاح الجنین ۲/۳۵۰۔

[7] ابو المعالی عبد العزیز بن عمر بن عبد العزیز بن مازۃ (۱۰۹۰ء/۱۱۰۳ء) صدر الشہید سے مشہور تھے صدر قدر کے شہید اور بخارا میں مدفون ہوئے۔

[8] ہدیۃ العارفین ۵/۸۳۶، الجواہر المضیۃ، محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی الوفاء قرشی متوفی ۷۷۵ھ/۱۳۷۳ء ۱/۳۹۸، ۳۹۹ (۱۰۹۱) الفوائد البہیہ ص ۱۲۰، کشف الظنون متوفی ۱۳۶۷ھ ص ۱۲۹، مفتاح الجنین ۲/۳۵۰۔

محمود بن زید الاشی حنفی ماتریدی (۵۳۹ھ بعدہ)[1]

ماوراء النہر کے ایک شہر اشی کی طرف نسبت سے الاشی کہلاتے ہیں اس سے یہ بھی اندازہ ہوتا ہے آپ کی تعلیم و تعلم ماوراء النہر یا بالخصوص سمرقند کے قریب فرغانہ میں ہوئی ہوگی۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "اصول الاشی" تالیف کی۔

کتاب "اصول الاشی" کا تحقیقی جائزہ :

"اصول الاشی" یا "کتاب الاشی فی اصول الفقہ" جو کہ تحریف سے "اصول اللامشی" کے نام سے اس کتاب کا تعارف کیا گیا ہے[2] یہ ان کتب میں سے ہے جو کہ اصول فقہ کی ان کتب میں شمار کی جاتی ہیں جو کہ اصول فقہ کی "مصادر متقدمہ" یا "مصادر سمرقندیہ" یا "مصادر ماوراء النہر" کا درجہ رکھتی ہیں[3] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی تعلیم و تعلم کا سلسلہ اسی علاقے سے وابستہ ہوگا اس لئے ان کی نسبت پر وہاں کا اثر غالب تھا اسی طرح وہ اکثر مسائل میں مشائخ عراق یا مشائخ بغداد (حنفی) کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

مختلف آراء ہونے کی صورت میں الاشی کی ترجیح :

کسی مسئلہ میں مختلف اقوال وآراء ہونے کی صورت میں وہ اپنے شہر کے مشائخ کی آراء کو بالعموم اور اپنے بالخصوص ترجیحی رائے دیا کرتے ہیں مثلاً وجوب الاعتقاد کے مسئلہ میں وہ مختلف اقوال کی آراء پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں :

"اختلف اصحابنا فی وجوب الاعتقاد۔ قال مشائخ العراق "حکمہ وجوب العمل والاعتقاد قطعا" وقال مشائخ سمرقند ونبیھم الشیخ ابو منصور (محمد بن محمد بن محمد ماتریدی سمرقندی) رحمہ اللہ، حکمہ وجوب العمل ظنا وجوب الاعتقاد علی سبیل الابھام، وھو الوجوب او السدب عینا لکن یعتقد ان مراد اللہ تعالی منہ حق وباتی بالفعل لامحالۃ حتی لا یتم مالتارک لہ کان راضیا"[4]

یہاں مشائخ عراق سے مقصود ان کے کبار فقہاء کا اعتقاد ہے مسئلہ میں آراء پیش کرنے کے بعد پھر کہا

"والصحیح ماقالہ مشائخ سمرقند"[5]

انہوں نے صرف قول راجح بیان کرنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ان سے دلائل کو ذکر کر کے اقوال میں سے صحیح مسلک کو بیان کیا اسی طرح "تحصیص الکتاب بخبر الواحد" کے مسئلہ میں بھی وہ اسی طرح مشائخ کا اختلاف بیان کرتے ہیں ان کی آراء پیش کرنے کے بعد کہتے ہیں "وھو الجواب الاصح عندی قول مشائخ سمرقند"[6]

---

1. ابوالمعین محمود بن زید الاشی حنفی ۱۱۳۷ء میں زندہ تھے۔ 2. کشف الظنون ۱/۱۱۳۔
3. کتاب الاشی فی اصول الفقہ، محمود بن زید الاشی حنفی ماتریدی تحقیق عبدالمجید ترکی ص ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰۔
4. حوالہ سابق ۱۹۰۔ 5. حوالہ سابق ۱۹۱۔ 6. حوالہ سابق ص ۱۳۳۔

الواضح بعض اوقات اقوال میں ترجیح دیئے بغیر چھوڑ دیتے ہیں :

بلکہ وہ بعض اوقات اقوال کا مطالعہ کرتے ہیں اور جب وہ اپنے شیخ کے مشائخ کی بیان کردہ ترجیح سے قبل ترجیح دیتے ہیں تو بعض مرتبہ وہ ان اقوال میں ترجیح دیئے بغیر اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ ان میں جو ترجیح کا لائق ہیں پاتے ہوں یا یہ کہ اس کا مطالعہ یہ ہوتا ہو کہ اس وقت میں اس کو ترجیح حاصل نہیں ہے تو وہ اس کا التزام نہیں کرتے۔

مثال سے وضاحت : یہ کہ تمام اقوال میں سے جس کو چاہے ترجیح دے دیتے ہیں مثلاً وہ احتمالات جو قاضی ابو یعلی نے "العدۃ" کے ثبوت اجتہاد کے مسئلہ میں ذکر کئے ہیں وہ شیخ ابو محمد عبدالوہاب بن علی بن نصر مالکی سے نقل کرتے ہیں اور شیخ ابو الحسن الرستمغفی وغیرہ شامل ہیں کی آراء اور امام ابو حنیفہ کی رائے پیش کرتے ہیں مگر ان میں وہ کسی قول یا رائے کو ترجیح نہیں دیتے بلکہ آراء ذکر کرتے اسی طرح چھوڑ دیتے ہیں تاکہ قاری خود قول راجح تلاش کرے اور خود ترجیح کا تعین کرے۔[1]

الواضح کے نزدیک احناف کے مراتب :

اس کتاب میں وہ حنفی کے حنفی امام ابو حنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ ۷۶۷ء) ان کے شاگرد یعنی بن ابان حنفی (متوفی ۲۲۱ھ ۸۳۶ء) ہلال الرائی (متوفی ۲۴۵ھ ۸۵۹ء) اور ابو بکر جصاص (متوفی ۳۷۰ھ) ان سب کا ذکر کرتا ہے۔ الکرخی فی اصول الفقہ میں بھی ان کی آراء حنفی کیا گران سب باتوں کے باوجود ابن الفراء حنفی مشائخ کی فضیلت و برتری کی آراء اور ممتاز نظریات کے بیان مراتب کی ترتیب یوں نظر آتی ہے۔ ماتریدی عقیدے کے ناصر ابو المعین النسفی (متوفی ۵۰۸ھ ۱۱۱۴ء) کی رائے وہ پیش کرتے ہیں پھر ماتریدی کے شاگرد "الرستمغفنی" پھر ابن الوانی میں الحنفی (متوفی ۵۰۸ھ ۱۱۱۴ء) ذکر کیے ہیں۔[2] اور یہ بھی احتمال ہے کہ السمعی، لامشی کے شیوخ میں سے ہوں ان کتاب میں الامشی نے بعض اوقات ابو حامد الاسفرائینی کا ذکر بھی کیا ہے۔[3]

ابن حنبلی الواعظ (متوفی ۵۳۶ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ البرھان فی الاصول ۲۔ کتاب المفردات فی الاصول

۳۔ کتاب المنتخب فی الاصول۔[5]

جار اللہ الزمخشری شافعی (۴۶۷ھ۔ ۵۳۸ھ)[6]

ادیب اور لغت تھے۔

[1] حوالہ سابق ص ۳۰۲۔ [2] حوالہ سابق اور مزید تفصیلات کے لئے اس کتاب کا فہرس ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰،

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المنہاج فی الاصول" تالیف کی۔[1]

علاء الدین السمرقندی حنفی (متوفی ۵۴۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ایضاح القواعد الباب فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[2]

قاضی ابوبکر بن العربی مالکی (۴۶۸ھ۔۵۴۳ھ)[3]

فقیہ، محدث، مفسر، اصولی، ادیب، متکلم تھے۔ اشبیلیہ، اندلس، بغداد، دمشق، مصر، مکہ، المکرمہ میں تعلیم حاصل کی اور اصولیین سے تحصیل علم کیا۔ ابوبکر الطرطوشی، ابوحامد غزالی، ابومحمد الجبانی وغیرہ آپ کے بعض اساتذہ ہیں۔ آپ کے تلامذہ کا شمار محدثین میں، قاضی عیاض، ابن خلکان آپ کے شاگرد میں شامل ہیں۔ اشبیلیہ کے قاضی رہے اس عہدے پر رہتے ہوئے عدل و انصاف کی بالادستی قائم کی آپ بہت سی مصنفات کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المحصول فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[4]

فخر الدین الرازی شافعی (متوفی ۵۴۳ھ)

محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التیمی البکری ان کی کتب کے بارے میں متوفی ۹۰۶ھ میں وفیات حدیۃ العارفین میں ان کی تاریخ وفات ۵۴۳ھ مذکور ہے۔[5]

ابو المحاسن البیہقی (متوفی ۵۴۴ھ)[6]

ادیب، شاعر، اصولی، مفسر تھے ان کے فقہی مذہب کے بارے میں کچھ معلوم نہیں تاہم ابوالمحاسن مذکورہ علوم میں اپنے زمانے میں امتیاز مقام رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ حیل الالباب۔ ۲۔ الواو الطوالع (مطبوعہ)

۳۔ التلخیص فی الاصول۔[7]

ابوالفتح شہرستانی متکلم اشعری (۴۶۹ھ۔۵۴۸ھ)

انہوں نے کتاب "الاقطار فی الاصول الفقہ" تالیف کی۔[8]

۱۔ کشف الظنون ۱/۱۷۰، ہدیۃ العارفین ۶/۱۔ ۲۔ ابوبکر علاء الدین محمد بن احمد السمرقندی حنفی ہدیۃ العارفین ۶/۱۔

۳۔ ابوبکر قاضی محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن احمد المعافری الاشبیلی (۴۶۸ھ/۱۰۷۶ء۔ ۵۴۳ھ/۱۱۴۸ء) ابن العربی کے مشہور تھے، اندلس میں ولادت ہوئی، علم کی تلاش میں بغداد، دمشق، مصر، مکہ المکرمہ کا سفر کیا۔ ۴۔ ایضاح المکنون ۲/۲۳۳، ہدیۃ العارفین ۲/۱۰۷، الاعلام ۶/۲۳۸، معجم المؤلفین ۱۲/۱۳۳، فہرس الفہارس ۱/۳۶۷، الوافی بالوفیات ۴/۱۶۴، شذرات الذہب ۴/۱۲۰۔

۵۔ ہدیۃ العارفین ۶/۱۷۰۔

۶۔ فخر الدین ابوالمحاسن مسعود بن علی بن احمد بن العباس الاصولی البیہقی متوفی ۴۳۶ھ نیشاپور میں ولادت ہوئی۔

۷۔ ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۹، کشف الظنون ۲/۱۷۰۔

۸۔ ابوالفتح محمد بن ابوالقاسم عبدالکریم بن ابوبکر احمد الشہرستانی المتکلم الاشعری ہدیۃ العارفین ۶/۱۰۔

ابو محمد بن عبداللہ الشلبی مالکی (۴۸۴ھ۔۵۵۱ھ)

فقیہ، اصولی اور رجال الحدیث کے حافظ تھے مسائل خلاف علم عربیہ و ادبیات میں تبحر تھے۔ نو برس تک اپنے شہر شلب کے قاضی رہے اور عدل و انصاف میں اعلیٰ مثال قائم کی۔ مکۃ المکرمۃ، مصر، عراق، شام اور ان سے ملحقہ دور دراز کے علاقوں میں ان کی اصول فقہ پر لکھی کتاب کا مرتبہ نہیں ہوا۔ [1]

علاء الدین ابوبکر حنفی (۴۸۸ھ۔۵۵۲ھ)

فقیہ تھے انہوں نے اصول فقہ میں مندرجہ ذیل کتب تالیف کیں:

۱۔ بذل النظر فی الاصول۔

۲۔ حصر المسائل وقصر الدلائل فی شرح مقدمۃ السغنی۔ [2]

ابن اخی الشافعی (۴۸۲ھ۔۵۵۲ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔ [3]

ابوبکر القلیعی مالکی (متوفی ۵۵۳ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "نور الحجۃ و ابصاح المحجۃ" تالیف کی۔ [4]

علاء الدین حنفی (متوفی ۵۵۳ھ)

فقیہ، اصولی تھے انہوں نے کتاب "میزان الاصول فی نتائج العقول" تالیف کی جس کا آغاز "الحمد للہ ذی العزۃ و الجلال" الخ سے ہوتا ہے۔ [5]

ابوبکر ظہیر بلخی (متوفی ۵۵۳ھ)

فروع و اصول میں فاضل امام تھے معقول و منقول میں کامل عالم تھے۔ نجم الدین عمر النسفی، صدر الاسلام ابوالیسر محمد البزدوی، ضیاء الدین احمد خبازی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ مجدد وقت تھے۔ [6]

ابن الظفری مالکی (متوفی ۵۵۳ھ) [7]

محدث، فقیہ، متکلم، اصولی تھے۔ اہل غرناطہ میں سے ہیں مختلف علوم میں آپ کی تالیفات ہیں۔

۱۔ ابو محمد عبداللہ بن عیسیٰ الشلبی (۱۰۱۱ء/۴۰۲ھ) اندلس میں ۱۰۱۱ء/۴۰۲ھ اور قرطبہ میں وفات ہوئی، الصلۃ لابن بشکوال ۳۴۲/۲۔

۲۔ ابوبکر محمد بن احمد بن محمد بن حسن بن حمزہ الاسعردی، ماہر بن السمر القرشی الحنفی، الجواہر المضیۃ ۹۲/۲۔

۳۔ ابوالحسن محمد بن المبارک بن محمد بن عبداللہ الباقلانی، ابن الکل الحنفی، الجواہر المضیۃ ۹۳/۲۔

۴۔ ابوبکر محمد بن احمد بن عبداللہ القلیعی الاشبیلی، اندلس سے تعلق تھا، الجواہر المضیۃ ۹۳/۲۔

۵۔ ابوبکر محمد بن احمد علاء الدین السمرقندی، کشف الظنون ۱۸۱۹/۲۔

۶۔ ابوالمعین میمون بن محمد بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن ابن الحکاک النسفی الحنفی، متوفی ۱۱۵۸ء، ابن نقطہ کے مطابق ۵۵۸ھ غرناطہ میں وفات پائی۔

۷۔ ابوالحسن علی بن محمد بن عبدالرحمٰن ابن الحکاک النسفی الحنفی، متوفی ۱۱۵۸ء، ابن نقطہ کے مطابق ۵۵۸ھ غرناطہ میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مصادر الحقائق فی اصول الفقہ" تالیف کی جو ضائع ہو چکی ہے۔[1]

ابن شبیر حنبلی (متوفی ۵۲۰ھ)

انہوں نے کتاب "الاجماع والاختلاف" تالیف کی۔[2]

ابوالمظفر ابیوردی حنفی (متوفی ۵۶۲ھ)[3]

فقہ، اصول، نحو اور دیگر علوم میں بلند مقام رکھتے تھے۔ ان کی علمی عظمت کی وجہ سے شمس الائمہ، برہان الامۃ اور فخر الاسلام کا لقب دیا گیا۔ زہد و تقویٰ میں بہت ممتاز تھے۔ سلطان صلاح الدین کے زمانے میں نیشاپور کے قاضی رہے۔ مختلف علوم پر آپ کی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔[4]

عبدالعزیز النسفی حنفی (متوفی ۵۶۳ھ)

ان کی وفات ۵۳۳ھ میں ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

ابوالحسن البیہقی (۴۹۹ھ۔۵۶۵ھ)

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ کتاب اصول الفقہ
۲۔ حلاء عقد الکتاب فی الاصول
۳۔ الصحیح فی الاصول۔[5]

ابوالحسن الاندلسی (متوفی ۵۶۷ھ)

فقہ، اصول فقہ میں "الکتاب فی اصول الفقہ" تالیف کی جس کا آغاز "الحمد للہ الذی اسبغ النعم علینا بالہ وجلہ الخ" سے ہوتا ہے۔ "الکتاب فی اصول الفقہ" کے نام سے محمد بن احمد سرقسطی نے بھی ایک کتاب لکھی تھی مگر صحیح طور پر ان کے حالات و وفات کا پتہ نہیں چل سکا۔[6]

۱۔ الذہبی، سیر اعلام النبلاء، ۲۰/۳۰۳، فتح المغیث ۱/۳۳۲، کشف الظنون ۲/۱۶۷۰۔

۲۔ ابن رجب، الذیل علی طبقات الحنابلہ، ۱/۲۵۸، کشف الظنون ۱/۹۰۔

۳۔ ابوالمظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار بن احمد السمعانی التمیمی المروزی الحنفی، ۴۲۶ھ میں پیدا ہوئے اور ۴۸۹ھ میں وفات پائی۔ (کشف الظنون ۱/۱۱۰، ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۵، معجم المؤلفین ۱۲/۲۵۰، الجواہر المضیۃ ۲/۴۹۲، الفوائد البہیۃ ۲۱۸، الفتح المبین ۱/۲۰۳)

۴۔ ابوالحسن علی بن ابی القاسم عزیز بن محمد بن حسین بن حسان بخاری حنفی، ہدیۃ العارفین ۱/۷۶۴۔

۵۔ ابوالحسن علی بن عبداللہ بن عثمان بن عمر الانصاری الاندلسی، ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۰، کشف الظنون ۱/۱۵۳۔

ضیاء الدین القرطبی مالکی (متوفی ۵۶۷ھ)

انہوں نے کتاب "دلائل الاحکام" تالیف کی۔[1]

ابن صافی ملک النحاۃ شافعی (۴۸۹ھ۔۵۶۸ھ)[2]

فقہی فقیہ اصولی متکلم واعظ مبلغ مقرری اور شارح تھے ابو احمد عبد الاشہلی سے فقہ اور ابو زکی یحیان سے اصول فقہ تعلیم حاصل کی جو "الوجیز" اور "الوسیط فی اصول الفقہ" کے مصنف ہیں اس علم کے لئے خراسان آسان اور قرۃ واحد کے اسفار کئے۔

مؤلفات اصولیہ ——— انہوں نے کتاب "الحاکم فی اصول الفقہ" تالیف کی ابن خلکان میں اس طرح ہے: "ولہ الفقہ الحاکم وہو فی اصول الفقہ واصول الدین مختصر ای" ابن خلکان نے لکھا ہے کہ "لہ مصنفات کثیرۃ فی الفقہ والاصول"۔[3]

احمد الکرمینی (متوفی ۵۷۰ھ)[4]

الفوائد البہیۃ میں ہے "کان فقیہا فاضلا اصولیا عالما حسن الطریقہ۔ لہ معرفۃ تامۃ بالفروع والاصول"۔

ضیاء الدین ابن الاستاذ الحسن فقہی سے فقہ کی تعلیم حاصل کی آپ نے فقہ میں کتب لکھیں لیکن ہمیں اصول فقہ میں کوئی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔[5]

عبد الرحمن ابن الانباری (۵۱۳ھ۔۵۷۰ھ)[6]

ابو منصور بن الجواز سے فقہ اور ظہیر بغداد میں فقہ حاصل کی ابو حنیفہ بن شجرہ سے موفق عبد اللطیف کے حوالے سے لکھا ان کی ایک سو تیس تصانیف ہیں[7] ان میں سے اکثر فقہ اصول اور تصوف میں ہیں مگر انہوں نے اصول فقہ میں کسی کتاب کا نام ذکر نہیں کیا۔[8]

ابن فجۃ شافعی (متوفی ۵۷۲ھ)

انہوں نے "نور الحجۃ فی ایضاح المحجۃ فی الاصول" تالیف کی۔[9]

---

[1] ابو محمد عبد الحق بن عبد الرحمن بن محمد بن عبد اللہ الازدی القرطبی ضیاء الدین (وفیات الاعیان ۳/۶۷)۔

[2] ابو الحسن بن صافی بن عبد اللہ بن نزار بن الحسن (۴۹۵ھ/۱۱۰۲ء) بغداد میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی ملک النحاۃ سے مشہور تھے۔ (کشف الظنون ۲/۱۳۴۱، ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۵، الفتح المبین ۲/۳۰، الفوائد البہیۃ ۲۲۳، معجم المؤلفین ۳/۲۲۳)۔

[3] وفیات الاعیان ابن محمد بن حسین جمال الدین ابو الحسن نیشاپوری حنفی ۲/۱۲۷ھ۔

[4] کشف الظنون ۲/۱۳۵۲، میں ۵۳۶ھ وفات ۵۳۶ھ درج ہے الفوائد البہیۃ ص ۲۵ الجواہر المضیۃ ۱/۱۳۳، معجم المؤلفین ۲/۱۹۱)۔

[5] ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد بن عبید اللہ بن سعید کمال الدین ابن الانباری (۱۱۸/۴، ۱۱۸۷ء)۔

[6] کشف الظنون ۱/۱۳۵۱، ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۹، وفیات الاعیان ابن خلکان ۱/۲۷۹، معجم المؤلفین ۶/۱۸۵ (۲۲۳)۔

[7] ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد بن عبید اللہ بن سعید کمال الدین ابن الانباری (۱۱۸/۴، ۱۱۸۷ء)۔

[8] کشف الظنون ۲/۱۳۵۱، ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۹، وفیات الاعیان ابن خلکان ۱/۲۷۹، معجم المؤلفین ۶/۱۸۵ (۲۲۳)۔

[9] ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد بن عبید اللہ بن سعید کمال الدین ابن الانباری (۱۱۸/۴، ۱۱۸۷ء)۔

صدقہ بن حداد (۴۷۷ھ۔۵۷۳ھ)[1]

فقیہ، اصولی، متکلم، ادیب، خطیب، مناظر اور شاعر تھے۔ ابن عقیل اور ابن زاغونی سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ: صاحب شذرات نے لکھا "وله مصنفات جمة في الأصول" (اصول میں بہت سی تصانیف ہیں)۔[2]

احمد الکلوذانی (متوفی ۵۸۰ھ)[3]

فقیہ اصولی عارف تھے۔ علی بن ابوبکر بن احمد فرغونہ سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ: ان کی اصول فقہ پر کتاب ہے جس کا نام "کتاب الانتصار" ہے۔[4]

حسن المسیلی (متوفی ۵۸۰ھ تقریباً)[5]

فقیہ، اصولی، متکلم تھے۔ یوحنا خزاں سے مشابہت رکھنے کی وجہ سے "یوحنا الصفیر" کہلاتے تھے جیسا کہ گزرا۔

مؤلفات اصولیہ: "السراج في الرد على منكر القياس"۔[6]

ابوطاہر الاسکندرانی مالکی (متوفی ۵۸۱ھ)

اصول میں کتاب "عمدة السالك" تالیف کی۔[7]

ابن زہرہ حلبی امامی (۵۱۱ھ۔۵۸۵ھ)[8]

فقیہ، اصولی اور علی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ امامیہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: "غنية النزوع إلى علمي الأصول والفروع" (اس میں اصولیین کے مسائل اور ان سے متعلق کئی مباحث کی ہیں کتاب فقہ پر ہے جو چار ابواب پر مشتمل ہے)۔[9]

ابوثابت الدیلمی (۵۸۹ھ زندہ تھے)

انہوں نے "التلخيص من الأصول" تالیف کی۔[10]

۱۔ ابوالفرج صدقہ بن حسین بن حسن بن حسین بن حسن بن محمد بغدادی حنبلی (۴۷۷ھ) علماء بغداد میں سے تھے۔ ثقات میں شمار ہوتے تھے۔

۲۔ شذرات الذہب ۴/۱۲۶ (بحوالہ ابن رجب)۔ ۳۔ احمد بن احسن بن کلوذانی متوفی ۵۸۴ھ۔

۴۔ معجم مصنفین ۱/۱۹۶، ۱۹۷۔

۵۔ ابوالحسن بن علی بن حسن بن یحییٰ مسیلی متوفی ۵۸۵ھ تقریباً۔ علوم عربیہ میں مہارت رکھتے تھے۔ ۶۔ معجم مصنفین ۱/۳۴۰ (بحوالہ ابن رجب)۔

۷۔ ابوطاہر اسماعیل بن عبداللہ بن اسماعیل بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن عبدالرحمن بن قاسم عبدی اسکندرانی مالکی۔ ۸۔ ابوالحسن یحییٰ بن حسن بن ابی الفرج ہبۃ اللہ بن حسن بن زہرہ الحلبی (ابن زہرہ) گزرچکی۔

۹۔ ایضاح المکنون ۲/۵۱۰، ۵۱۱، ہدیۃ العارفین ۲/۶۳۳، معجم مصنفین ۱/۵۰۳ (۳۱۹) الوسائل الرسمیۃ ۲/۳۰۵ (۳۲۵)۔

۱۰۔ ابوثابت محمد بن محمد بن عبداللہ الدیلمی الصوفی ہدیۃ العارفین ۲/۳۱۰۔

احمد الطاقانی شافعی (متوفی ۵۸۹ھ)[1]

مذہب: شافعی۔ اہم اصول: حدیث، تفسیر اور فقہ میں امام تھے۔ اصول میں شافعی سے متاثر تھے اپنے شاگردوں سے زبانی پڑھاتے تھے۔ ان کی تدریس کی خدمت میں ۲۰ کامل عالم تیار کیے ان کے دو بیٹے بھی عالم بن گئے۔ بغداد میں وفات پائی۔ نے بھی بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں پڑھایا۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ پر ہمیں ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔[2]

احمد الغزنوی حنفی (متوفی ۵۹۳ھ)[3]

نام: احمد، اصولی تھے۔ محمد بن یوسف سوسنی کشی اور ابو حامد بن صاحب الینابیع سے فقہ حاصل کی اور ابو الحسن سغدائی سے اصول پڑھے۔ ۵۸۰ھ میں ایک بڑی جماعت کے ساتھ سے استفادہ کیا۔[4]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تحریر کی۔[5]

ابو الولید محمد بن رشد الحفید مالکی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ)[6]

نام: محمد، اصولی تھے۔ قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔ قرطبہ میں تقرر ہوا۔ مراکش آباد اصلاحی۔ مالکی مذہب سے تھے۔ ابن رشد ان سے ۱۵ سال بڑے تھے۔ ان سے ملاقات بھی کی۔ ان کے بیٹے بھی مقرر ہوئے تھے۔ ابن رشد ابو الحسن بن رشد سے متاثر تھے۔ ان سے فلسفہ، طب، فلکیات اور فقہ کے مسائل سے متعلق تھے۔ ابن رشد شریعت اسلامی کے اشعری شریعہ پر تعلیم دیتے تھے اور فقہی اصولی امام مالک کے طریقے پر تحصیل کی اس کے قائل تھے۔ ابن رشد نے فلسفہ اور فلسفیانہ بیانات میں مہارت پائی جاتی ہے اور یہ بھی درست ہے۔ ابن رشد نے شاعری میں اشعار بھی پڑھے ہیں۔ امتیازات سے ہیں ابن رشد کے شاگردوں اور ان کی اصول پر گفتگو سے جہاں تک ممانعت کا تعلق ہے تو اس سے پتہ چلتا ہے کہ ابن رشد نے بعض [illegible] کی حمد سے قبل کوئی کتاب لکھی۔[7]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ مختصر المستصفی یا "الضروری فی اصول الفقہ"

۲۔ کشف مناہج الادلہ بمناہج الادلۃ فی الاصول[8]

۱۔ ابو احمد محمد بن احمد بن یوسف بن محمد بن الحسن القرطبی المتوفی ۵۸۹ھ، قرطبہ میں ولادت ہوئی۔

۲۔ الحکم (جلد ۱، ص ۲۰۱)۔

۳۔ احمد بن محمد بن عبد العزیز الغزنوی المتوفی ۵۹۳ھ، غزنہ میں ولادت ہوئی۔ (شرح) میں وفات پائی۔

۴۔ طبقات الشافعیہ ۴، ۸۹، ۹۰، تاج التراجم ۱۲۰، ۱۲۱، (ح ۱۲۲) الوافی بالوفیات ۲، ۲۰، الجواہر المضیئہ ۱، ۲۳۳ (ح ۱۰۶)۔

۵۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابو الفضل بن احمد بن رشد قاضی الجماعہ (۱۱۲۶ء، ۱۱۹۸ء) کو فقیہ فلسفی سے مشہور تھے بادشاہ میں ولادت و تعلیم ہوئی مراکش میں [illegible] ۲۔ تاریخ الاسلام، وفیات ۵۹۱ھ، ۵۹۵ھ، ۵۹۸ھ کے تحت کے ساتھ تاریخ قضاۃ الاندلس، ابن حسن النباھی المالکی المتوفی ۷۹۲ھ، ص ۱۰۰ تحقیق لیوی پروونسال، ۱۹۴۸ء، وفیات الاعیان ۱۳۵۵ھ، ۱۹۳۵ء۔

۶۔ ابو الولید محمد بن احمد بن رشد حفید ۵۲۰ھ میں "کشف مناہج الادلہ فی عقائد الملۃ" کتاب تحریر کی کتاب "بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد" ۱۳۲۹ھ، ۱۹۱۱ء، "الضروری فی اصول الفقہ" "مختصر المستصفی" ابن حزم کی المتوفی ۴۵۶ھ، ص ۲۰۸، ۲۰۹۔

"کتاب مختصر المستصفی یا الضروری فی اصول الفقہ" کا تحقیقی تجزیہ

ابن رشد نے "مختصر المستصفی" کے مقدمہ میں اس کتاب کے لکھنے کا سبب بیان کیا اور کہا:

"فان غرضی فی هذا الکتاب ان اثبت نفسی، علی جهة التذکرة، من کتاب ابی حامد رحمه الله فی اصول الفقه المسلک بالمستصفی حصلة کافیة بحسب الامر الضروری فی هذه الصناعة"[1]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ابن رشد کا مقصد یہ تھا کہ وہ امام غزالی کی اصول فقہ میں کتاب "المستصفی" پر ایک ایسا قابل ذکر کام کریں جس میں صرف اس فن کے ضروری امور شامل ہوں۔

اسی مقدمہ میں مزید لکھتے ہیں:

"لکنی رایتنا نحتاج فی ذلک علی عادة المتکلمین فی هذه الصناعة، ونحتاج فی تفهیمها الی الترتیب الواقع فی هذا الکتاب "الکتاب المستصفی لابی حامد"[2]

کتاب مکمل کرنے کے بعد ایک مرتبہ پھر اپنے اس مختصر پر تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذا انتهی غرضنا فی هذا الاختصار، وهو تنبیه المحصل من جهة حذف التطویل، والمخترع من جهة التنبیه والتکمیل"[3]

(اور یہاں اس اختصار میں ہمارا مقصد پورا ہوا اور وہ ہے "محصل" کو اس کتاب سے طوالت کے اسباب سے آگاہ کرنے کے مشابہ ہونا اور "مخترع" کو تنبیہ اور تکمیل کرنے سے آگاہ کرنے کے مشابہ ہونا (اضافہ از ناقل))

ابن رشد کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول سے متعلق ان کی اپنی تصنیف کا مقصد امام غزالی کی اس کتاب پر اضافہ کرنے، اس کی تہذیب و تکمیل کرنے اور ابن رشد نے اپنی اس مختصر میں طریقہ "متکلمین" اور طریقہ "المتاخرین" کے بجائے ایک تیسرا طریقہ اپنایا جس کو "طریقة الملائمة" کا نام دیا جاتا ہے۔

ابن رشد اور امام غزالی کی مابین قدر مشترک امور:

اس کتاب کے حوالے سے وہ بنیادی امور جن میں دونوں کی مختلف آراء ہیں:

۱۔ ابن رشد نے منطق کو اصول فقہ میں داخل کرنے کی وجہ سے امام غزالی پر اعتراض کیا۔

۲۔ فقہی نظریات و افکار کے اظہار میں دونوں ایک دوسرے سے بہت مختلف طریقہ اختیار کرتے ہیں۔

ابن رشد اپنے "المختصر" میں امام غزالی کے مقدمہ منطقیہ کو چھٹے سے غلط قرار دیتے ہیں اور اس کی وجہ ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

---

[1] "الضروری فی اصول الفقہ" یا "مختصر المستصفی" مؤلفہ ابو الولید محمد بن رشد حفید، مع تحقیق جمال الدین علوی، الدار العربیہ للکتاب، طرابلس، لیبیا، ۱۹۸۲ء۔ [2] حوالہ سابق، ص ۳۷۔ [3] حوالہ سابق، ص ۳۶۔

"ثم حامد فقدم قبل ذلک مقدمة منطقية زعم انه ادعاه الی القول فی ذلک نظر المتکلمین فی هذه المساعدة فی أمور منطقية، کحدودهم فی حد العلم وغیره ذلک. ونحن نترک کل شیء الی موضعه، فان من رام ان یتعلم أشیاء کثیرة من واحد فی وقت واحد لم یمکنه ان یتعلم ولا واحداً منها"[1]

(امام غزالی نے اس سے قبل ایک مقدمہ منطقیہ پیش کیا اور یہ گمان کیا کہ اس مقدمہ منطقیہ میں متکلمین کے نظریہ کی مدد ہے اس کام میں جس کا انہوں نے دعویٰ کیا ہے مثلاً علم وغیرہ کی حدود میں اور ہم چاہتے ہیں کہ ہر چیز اپنے موقع پر ہو کیونکہ جو شخص ایک وقت میں بہت سے علوم کو ایک ہی شخص سے حاصل کرنا چاہے تو اس کے لئے ممکن نہیں ہوگا اور وہ ایک بھی نہیں سیکھ سکے گا۔)

ابن رشد کے اعتراض کا جواب :

ابن رشد کے قول سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام غزالی نے اصول فقہ میں منطق کو داخل کر دیا اس لئے ابن رشد نے اپنی کتاب میں اس کو اپنی کتاب سے خارج کر دیا مگر حقیقت یہ ہے کہ امام غزالی نے اس مقدمہ منطقیہ کو اصول میں داخل نہیں کیا بلکہ اس مقدمہ کو اس موضوع سے متعلق ضروری قرار دیا اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیا کہ جو اس علم کو حاصل کرنا چاہے وہ اس کتاب کے اس حصہ سے استفادہ کرے۔ امام غزالی "المستصفی" میں ان الفاظ کے ساتھ اس کا اظہار فرماتے ہیں :

"ولیست هذه المقدمة من جملة علم الاصول، ولا من مقدماته الخاصة به، بل هی مقدمة للعلوم کلها، ومن لا یحیط بها فلا ثقة له بعلومه اصلاً، فمن شاء ان لا یکتب هذه المقدمة فلیبدأ بالکتاب من القطب الاول، فان ذلک هو اول اصول الفقه و حاجة جمیع العلوم النظریة الی هذه المقدمة کحاجة اصول الفقه"[2]

ابن رشد نے مقدمہ منطقیہ کے علاوہ دیگر متعلقات کو بھی خارج از بحث قرار دیا :

ابن رشد نے اصول فقہ سے صرف منطق کے نکات پر اکتفا نہیں کیا بلکہ دیگر متعلقات کو بھی اسی سے خارج کیا کتاب اور سنت وہ پہلا قطب ہے جس سے آپ نے بحث کی ہے۔ اس قطب میں بھی آپ نے وہ چیز بیان نہیں کی جس کا تعلق اس فن سے ہے اور ابن رشد نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ معجزہ سے متعلق تفصیل کے حوالہ اور وجوہ بیان نہیں کئے باوجود اس کے امام غزالی اور دیگر اصولیین نے ان کو اسی فن میں شامل سمجھا ہے۔

علوم و معارف کی تقسیم میں ابن رشد کا امام غزالی سے اختلاف :

ابن رشد کہتے ہیں "ان المعارف و العلوم ثلاثة اصناف" (یا شیء علوم و معارف تین اصناف پر ہیں۔)[3]

جب کہ امام غزالی علوم کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں

"العلم ان العلوم تنقسم الی عقلیة کالطب، والحساب والهندسة ولیس ذلک من غرضنا، الی دینیة کالکلام، والفقه، اصوله، وعلم الحدیث، وعلم التفسیر وعلم الباطن الذی یعلم

---

[1] ایضاً ص ۳۰۳۔ [2] المستصفی امام غزالی متوفی ۵۰۵ھ ناشر کراچی ادارۃ القرآن ص ۳۰۔
[3] تفسیر المستصفی ابن رشد ص ۳۶۔

القلب وتطهيره عن الاخلاق الذميمة ؛ وكل واحد من العقلية الدينية يفضي الى كلية وجزئية "[1]

(ان میں پہلی دو کا تعلق عقل سے ہے جس کے ذریعے حسن و قبح کا ادراک ہوتا ہے اور تیسری کا تعلق دل سے ہے جو مقدمات کے ترتیب دینے کی طرف راہنمائی کرتی ہے اور آخری کا تعلق روح سے ہے جو دل کو برے اخلاق سے پاک کرتی ہے۔ یہ علوم عقلیہ اور دینیہ میں سے ہر ایک علم کلیہ اور جزئیہ پر مشتمل ہے)

ابن رشد کی "مختصر" میں تقسیم :

ابن رشد اپنی کتاب مختصر المستصفی کی تقسیم کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ چار اجزاء پر مشتمل ہے

"الاول يختص النظر في الاحكام والثاني في اصول الاحكام والثالث في ادلة المستعملة في استنباط حكم حكم عن اصل اصل ، وكيف استعمالها والرابع يختص النظر في شروط المجتهد وهو الفقيه"[2]

(پہلا جزء احکام کے بیان میں اور دوسرا اصول الاحکام میں سے ہے اور تیسرا ان استدلالوں میں سے ہے جن کا حکم سے اصل کا اصل سے استنباط کرتے وقت کچھ لحاظ رکھا جاتا ہے اور اس کی شرائط سے متعلق ہے۔ اور چوتھا مجتہد کی شرائط سے متعلق ہے۔)

ابن رشد آگے چل کر لکھتے ہیں

"والنظر الخاص بصناعة الاصوليين انما هو في الجزء الثالث من هذا الكتاب"[3]

(اس کتاب کے تیسرے جزء میں اصولیین سے خاص بحثیں ہیں)

ابن رشد "مختصر" کے تیسرے جزء کی ابتدا میں لکھتے ہیں

"وهذا الجزء هو الذي النظر فيه اخص بهذا العلم"[4]

(اور یہ جزء جس میں غور و فکر ہے اس علم سے بہت خاص نسبت رکھتا ہے)

ابن رشد نے امام غزالی کے "القول الثالث" کے بجائے آخری اجزاء کے الفاظ استعمال کئے ہیں امام غزالی نے تین مقدموں اور چار جواب پر مشتمل ہے۔ پہلا مقدمہ قیاس کی تعریف میں ہے، دوسرا مقدمہ عمل میں لانے الاجتہاد کے حصر میں ہے۔ پہلا باب منکرین قیاس کے دلائل کے اثبات میں ہے اور دوسرا اصل کے اثبات کے طریق میں ہے تیسرا قیاس میں اور چوتھا قیاس کے ارکان اور شروط میں ہے۔[5]

المختصر اور المستصفی کے مضامین میں مابین موازنہ

ابن رشد کے المختصر امام غزالی کی المستصفی کے مضامین کے ساتھ جس ذوقی نظر کی بنا پر موازنہ کیا ہے صرف وہ مثالوں پر اکتفا کرتے ہیں جو ان کی دانست کرنے کے مراتب کے مسائل سے متعلق ہیں

---

1. المستصفی، امام غزالی، ۱/۳۱۔
2. مختصر المستصفی، ابن رشد، ص ۳۶۔
3. حوالہ سابق ص ۳۶۔
4. حوالہ سابق ص ۱۰۱۔
5. المستصفی، امام غزالی، ۱/۵۳۔

المستصفی سے امام غزالی کا قول

حد الظاہر : ھو اللفظ الذی یغلب علی الظن فھم معنی منہ من غیر قطع، فھو بالاضافۃ الی ذلک المعنی المغلب ظاہر ونص۔[1]

"مختصر المستصفی" سے ابن رشد کا قول

"والظاہر... من جھۃ الصیغۃ لمسمیان : احدھما الالفاظ المنقولۃ من اول الامر علی شیء ثم استعیرت لغیرہ لتشابہ بینھما اوتعلق بوجہ من الوجوہ فصار تعلق بوجہ وامّا القسم الثانی من اقسام الالفاظ الظاھرۃ فھی المبدلۃ وھی ھنا المبدلۃ ابدال الکلی مکان الجزئی، والجزء مکان الکلی، وعلی التحقیق فالتبدیل یلحق جمیع الفاظ المستعارۃ ... وھذہ الالفاظ الظاھرۃ لھا مراتب فی الظھور، وکلما کان اللفظ اظھر احتیج فی تاویلہ الی دلیل اقوی، وبالعکس متی کان اللفظ قلیل الظھور اصرف الی التاویل بایسر دلیل ..... وبالجملۃ فمراتب الظھور فی الالفاظ الظاھر بحسب کثرۃ الاستعمال وقلتہ، فان بلغت کثرۃ الاستعمال فی المعنی الذی استعیر لہ ان یعادل استعمالہ فی المعنی الاول بقی اللفظ بین الاول والثانی مشترکا ومجملا ومھما نقصت کثرۃ الاستعمال فی الثانی کان اظھر فی الاول"۔[2]

"والملفظ ..... الما یصیر دالا مفھومہ عندما تحذف بعض اجزائہ، اوزید فیہ اویستعار ویبدل، ولذلک لا تکون دلالتہ عند ذلک الامن جھۃ القرائن، فان کانت القرینۃ غیر منفصلۃ وقاطعۃ علی مفھومہ سمی ایضا ھنا نصا، وان کانت ظنیۃ اکثریۃ سمی ایضا ظاھرا، ان کانت ظنیۃ غیر حتی جھۃ سمی مجملا وطلب دلیلہ من موضع اخر"۔[3]

المستصفی سے امام غزالی کا قول

حد الظاہر : ھو اللفظ الذی یغلب علی الظن فھم معنی منہ من غیر قطع، فھو بالاضافۃ الی ذلک المعنی المغلب ظاہر ونص۔[1]

"مختصر المستصفی" سے ابن رشد کا قول

"والظاہر... من جھۃ الصیغۃ لمسمیان : احدھما الالفاظ المنقولۃ من اول الامر علی شیء ثم استعیرت لغیرہ لتشابہ بینھما اوتعلق بوجہ من الوجوہ فصار تعلق بوجہ وامّا القسم الثانی من اقسام الالفاظ الظاھرۃ فھی المبدلۃ وھی ھنا المبدلۃ ابدال الکلی مکان الجزئی، والجزء مکان الکلی، وعلی التحقیق فالتبدیل یلحق جمیع الفاظ المستعارۃ ... وھذہ الالفاظ الظاھرۃ لھا مراتب فی الظھور، وکلما کان اللفظ اظھر احتیج فی تاویلہ الی دلیل اقوی، وبالعکس متی کان اللفظ قلیل الظھور اصرف الی التاویل بایسر دلیل ..... وبالجملۃ فمراتب الظھور فی الالفاظ الظاھر بحسب کثرۃ الاستعمال وقلتہ، فان بلغت کثرۃ الاستعمال فی المعنی الذی استعیر لہ ان یعادل استعمالہ فی المعنی الاول بقی اللفظ بین الاول والثانی مشترکا ومجملا ومھما نقصت کثرۃ الاستعمال فی الثانی کان اظھر فی الاول"۔[2]

"والملفظ ..... الما یصیر دالا مفھومہ عندما تحذف بعض اجزائہ، اوزید فیہ اویستعار ویبدل، ولذلک لا تکون دلالتہ عند ذلک الامن جھۃ القرائن، فان کانت القرینۃ غیر منفصلۃ وقاطعۃ علی مفھومہ سمی ایضا ھنا نصا، وان کانت ظنیۃ اکثریۃ سمی ایضا ظاھرا، ان کانت ظنیۃ غیر حتی جھۃ سمی مجملا وطلب دلیلہ من موضع اخر"۔[3]

---

[1] الورقات : صفحہ ۔

[2] المستصفی : امام غزالی، ۲/۳۶۱

[3] مختصر المستصفی : ابن رشد، ص ۱۸۸۔

[4] مختصر المستصفی : ابن رشد، ص ۱۸۸۔

مختصر المستصفی کی تالیف کا زمانہ :

ابن رشد نے اس کتاب کو ۵۵۴ھ میں تالیف کیا۔ یہ ان کی ابتدائی تالیفات میں سے ہے۔ اس کتاب کا ذکر ابن رشد نے اپنی ایک اور کتاب بدایۃ المجتہد میں کیا اور کہا

"وقد تكلمنا في العمل (عمل اهل المدينة) وفرعنا في كتابنا في الكلام الفقهي، وهو الذي يدعى باصول الفقه"[1]

(اور ہم نے اپنی فقہی کتاب میں فقہی مسائل پر گفتگو کے دوران عمل اہل مدینہ اور اس کے اثرات کا جائزہ لیا ہے)

مختصر المستصفی کی تلخیص :

محمد بن علی بن مفیلہ نے ابن رشد کی مختصر المستصفی کی ۶۰۶ھ میں تلخیص کی ہے۔[2]

(۲) الکشف عن مناهج الادلة فی عقائد الملة کا تحقیقی تجزیہ :

"الکشف عن مناهج الادلة فی عقائد الملة" یہ کتاب دراصل ابن رشد کی ایک اور کتاب "فصل المقال فی مابین الحکمة والشریعة من الاتصال" کی تکمیل ہے۔ اور اس کے بعض مسائل وہاں میں وضاحت نہ کی گئی ہے، چند ایسے امور پر روشنی ڈالی ہے جن سے انہوں نے اس سے قبل یا تو قصداً گریز کیا تھا یا ان سے بحث نہ کرنے کی وجہ سے یا بحث کی تکمیل اور بعض مقامات پر طوالت پسندی کی عادت کے تحت سہواً غفلت ہوئی تھی۔ اس کے متعلق مقدمہ میں تصریح کر دی گئی ہے لیکن اس کی اصل غایت مسئلہ تاویل کی تحقیق قرار دی ہے جس پر "فصل المقال" میں اصول و فروع پر غور و تحقیق سے بحث علمی طور پر بحث کی گئی تھی۔[3]

لطفی جمعہ امام غزالی کی تالیفات پر ابن رشد کی ایک عمومی نظر اور ان پر ایک مختصر تنقید کے تحت لکھتے ہیں :

ابن رشد نے اپنی تصانیف "تهافة التهافة و کشف مناهج الادلة" کے آخر میں امام غزالی پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے کہ انہوں نے عوام کے لئے مسائل حکمت کی تصریح کر دی۔ قرآن پاک کی آیتوں کی تاویل کی ہے جو فرمایا ہے وہ بولی ہیں ان کا اظہار کرتے ہوئے ابن رشد کہتا ہے۔ "سب سے پہلے جن لوگوں نے اس دروازے کو اعظم (شاہ راہ شریعت ظاہری) میں (دروازہ بدل کی دو خوارج اور معتزلہ ہیں اور ان کے بعد ان ابو حامد نے تو اس اصل کو ہی منہدم کر دیا۔ اور دوسرے مقام پر غزالی کہتے ہیں کہ "حکماء کے علوم فلسفیہ تحقیق قیاس پر مبنی ہیں۔ مخالف دین ہے۔" انہوں نے اپنی کتاب "المنقذ من الضلال" میں حکماء پر بہت کچھ لکھا ہے ہیں اور لکھا ہے کہ "حقیقی معرفت خلوت اور فکر کے ذریعے حاصل ہو سکتی ہے اور یہ انبیاء کے علمی مرتبہ کے مماثل ہے"۔ اسی طرح قول ان کی کتاب "کیمیائے سعادت" میں پایا جاتا ہے۔ اس تشویش اور خلط ملط کی وجہ سے دو فرقے پیدا ہو گئے ایک وہ جس کا نصب العین فکر و حکمت کی مذمت قرار دیا اور دوسرا جس نے شریعت کی تاویل کی اور اس کو فلسفے سے مطابق کرنے کی کوشش کی یا ایسے مواد

---

[1] بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، قاضی ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن رشد، ص ۱۰، ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ، ۱۳۶۹ھ/۱۹۶۰ء۔

[2] مختصر المستصفی، ابن رشد، ص ۳۹۔

[3] تاریخ فلاسفۃ الاسلام، لطفی جمعہ، ص ۱۸۰، الفاظ کی تغیر کے ساتھ۔ مترجم میر ولی الدین۔ کراچی نیشنل کمیٹی، ۱۹۶۸ء۔

[illegible] ہے تو یہ کہ شریعت سے عام طور پر متعلق امور میں اور خصوصاً اس میں [illegible] کی مخالفت کو واضح کیا جائے۔ [illegible] ان کی تردید سے ان پر حجت کے قائم ہو جانے کا گمان نہیں اس کی تردید سے لئے کوئی دلیل قائم کرنا [illegible] ہوگی۔[1]

کشف مناهج الادلة کی تالیف کا زمانہ

ابن رشد نے اپنی کتاب کو [illegible] میں تالیف کیا جس کتاب کی طرف انہوں نے [illegible] کی تالیف کے بعد ہی توجہ کی ہوگی۔ [illegible] کے [illegible] کی طرف توجہ کی اس کتاب کی [illegible] کے [illegible] کی تالیف میں [illegible] کے بعد لکھنے والے [illegible] کے [illegible] کرتا ہے۔[2]

> [illegible] کے [illegible] کتاب "فصل المقال" اور "کشف عن مناهج الادلة" کے ضمن میں لکھتے ہیں [illegible] "فصل المقال" میں [illegible] کی [illegible] کی [illegible] کی

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ منهاج الوصول الى علم الاصول

۲۔ تقریر القواعد وتحریر الفوائد فی اصول مذهب الامام احمد بن حنبل

۳۔ تقریر الاصول فی شرح التحریر [1]

ابن عتیق قرطبی مالکی (۵۲۳ھ۔۵۹۸ھ) [2]

فقیہ اصولی مقرری اور محدث تھے، بڑے بڑے علماء سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ : اصول میں آپ نے کتاب تالیف کی۔ [3]

العنسی الزیدی (متوفی ۶۰۰ھ تقریباً)

انہوں نے "السراج الوهاج المنیر من الاستقامة والاعوجاج فی الاصول" تالیف کی۔ [4]

اسعد العجلی الاصفہانی شافعی (۵۱۵ھ۔۶۰۰ھ) [5]

فقیہ، اصولی، زاہد تھے، اپنے ہاتھوں کمائی کھاتے تھے، علی اصفہانی ان سے اخذ کرتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نکت الفصول فی بیان الاصول" تالیف کی۔

اس کا ایک نسخہ بغداد میں مکتبۃ الاوقاف میں ہے جس کا نمبر (۲۱۲۶) ہے۔ اس کا آغاز یوں ہوتا ہے "محمود من تتابع نعمائه الخ"۔ [6]

---

۱ کشف الظنون ۲/۱۸۷۸، ہدیۃ العارفین ۵/۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، نیز دیکھئے ابن خلکان ۱/۳۸۰، ۳۸۱، نیز دیکھئے الفکر السامی ۲/۳۳۳، ۳۳۴، الفتح المبین ۲/۳۲، ۳۳، تاریخ اصول الفقہ ۱۸۱، ۱۸۲۔

۲ ابوالحسن علی بن عتیق الانصاری القرشی الاندلسی (۵۲۳ھ۔۵۹۸ھ) الاندلس میں ولادت پائی۔

۳ الفتح المبین ۲/۳۲۔ ۴ تاریخ احمد العلمی السیاسی الدینی عصر بنی المرین ۲۵۶۔

۵ ابوالفتح مکتب الدین اسعد بن ابوالفضائل محمود بن اسعد العجلی الاصفہانی (۵۱۵ھ۔۶۰۰ھ) اصفہان میں ولادت پائی۔

۶ معجم الاصولیین مخطوط ۱۵۲ (۲۷ب)۔

باب دوم

تقلیدی رجحانات کے فروغ کے بعد اصول فقہ میں کام کی رفتار کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ

فصل اوّل : ساتویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

فصل دوم : آٹھویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

فصل سوم : نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فصل چہارم : دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فصل پنجم : گیارھویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فصل ششم : بارھویں، تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فصل اول

ساتویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

ساتویں صدی ہجری میں سیاسی، علمی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

عباسی خلیفہ ظاہر باامراللہ (۵۲۲ھ۔۶۲۳ھ) کے بعد مستنصر باللہ (۶۲۳ھ۔۶۴۰ھ) کا زمانہ آیا۔ جس میں سیاسی اتفاقات رونما ہوئے۔ ایک بیت المقدس پر صلیبیوں کا عارضی قبضہ ہو گیا، دوسرے یہ کہ مشرق پر تاتاریوں کی یلغار ہوئی۔ جس نے سارے مشرق کو ویران کر ڈالا۔ اسی کے نتیجہ میں خوارزمی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ بیت المقدس کا اصل محافظ ایوبی خاندان تھا۔ صلاح الدین کی آنکھ بند ہوتے ہی اس کے جانشینوں میں خانہ جنگی کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا جس کی وجہ سے ایوبی بیت المقدس کی حفاظت سے قاصر ہو گئے۔

عباسی خلیفہ مستنصر نے دینی علمی یادگاروں میں سے ایک مدرسہ مستنصریہ چھوڑا جس کے وصف سے بیان قاصر ہے۔ اس مدرسہ کے قیام سے قبل بغداد کا سب سے بڑا مدرسہ نظامیہ تھا۔ لیکن وہ نظام الملک طوسی کی یادگار تھا اس میں چاروں مذاہب کے طلبہ تعلیم پاتے۔ مستنصر نے حنبلی دین کو مقرب رکھا۔ بیت الحکمۃ کی اشاعت کی فنون داخل باب کیا۔ آخری عباسی خلیفہ مستعصم باللہ (۶۴۰ھ۔۶۵۵ھ) کی نااہلی اور اس کے شیعہ وزیر ابن علقمی کی بہت بلد کی حالت بہت ابتر ہو گئی۔ ۶۵۵ھ میں ہلاکو نے بغداد پر فوج کشی کر دی۔ ۱۰ ماہ کی تاتاریوں نے اس کلیتہً ویران شہر کو لوٹ کر ویران کر ڈالا۔

ان تمہید کا بیان ہے کہ صرف شاہی محلات سے انہوں نے جتنی دولت اور جس قدر سازوسامان لوٹا اس کا اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ عباسی کتب خانہ کی تمام کتابوں کو جو صدیوں کا سرمایہ تھیں دجلہ میں بہا دیا گیا۔ مستولین کی خود بافندہ دستور العمل لاکھ تھا۔ بغداد سے عباسی خلافت ختم ہونے کے بعد مصر میں قائم ہوئی جو ڈھائی صدیوں سے زائد عرصہ قائم رہی لیکن اس کے خلفاء محض تبرکاً تھے۔ اصل حکومت ممالیک کی تھی۔

مستنصر باللہ عباسی جو تاتاریوں کی قید سے چھوٹ کر عرب سرداروں کی حمایت کے بعد ۶۵۹ھ میں مصر آئے تو اس خاندان مملوک کے چوتھے فرمانروا الملک الظاہر بیبرس بن قلاوری کی حکومت تھی۔ شیخ الاسلام عزالدین عبدالسلام، قاضی تاج الدین، سلطان بیبرس اور دوسرے ارکان سلطنت وفد کی صورت میں اس کے ہاتھوں پر بیعت کی اور نیائے اسلام میں احیاء خلافت کا اعلان کر دیا۔ ان کا دور ۶۵۹ھ تا ۶۶۱ھ پر مشتمل رہا۔ ان کے بعد ان میں مقیم عباسی خاندان کے ایک اور رکن ابوالعباس احمد کو بیعت کر کے ۶۶۱ھ میں خلیفہ بنا لیا۔ بیعت خلافت

کے بعد اس نے معمول کے مطابق کام جاری رکھا جس کو خلافت عطا کی اور امور مملکت کا مختار بنا دیا۔ مگر جلد ہی دونوں میں اختلافات ہو گئے۔ ظاہر نے ۶۲۳ھ میں اس کو نظر بند کر دیا اور ۶۲ برس تک نظر بند رہے۔[1]

ان تمام حالات کے باوجود ملوک سلاطین اس حقیقت ثابتہ سے بخوبی آگاہ تھے کہ علم سلطنت کا ستون ہے۔ اس سے انہوں نے علوم وفنون کی ترویج واشاعت کا بیڑا اٹھایا۔ علماء کو تقرب بخشا۔ وہ اس امر سے بھی واقف تھے۔ ایک جدید سلطنت کے باقی ہیں اور ان کی سلطنت کو جاری رکھنا اسی صورت میں ممکن ہے جب تک وہ علوم وفنون کو پھیلائیں اور دین اسلام کے حامی ومحافظ کی حیثیت سے لوگوں کے سامنے آئیں۔ یہی تحریک کو چلانے میں علماء فضلاء نے مصنفین کا ہاتھ بٹایا۔ خلوص بندگی کے نتیجہ میں جو علمی ورثہ ضائع ہوا اور جس میں بہت سے علماء کرام اور بیش قیمت کتب کا ایک بڑا ذخیرہ پیدا ہو چکا تھا۔ اس کی ترویج واشاعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس سے ظاہر ہے کہ علوم وفنون کی نشر واشاعت کے متعدد اسباب اس دور میں جمع ہو گئے تھے جو بہت مفید ثابت ہوئے اور مختلف علوم وفنون پر کتب سے الماریاں بھر گئیں۔ علم فن کی جو یہ خصوصیت رہی ہے کہ وہ مخلص علماء کے ذریعہ ہی پھلتا پھولتا اور عہد بعہد کے قصور کو پورا کرتا ہے اور تاریخ اسلام کے دور میں بھی یہی ہوا۔ اس بھی حاصل نے ہر دور اور ہر صدی میں کئی نامور اصولیین پیدا کئے جنہوں نے کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ چند نام مندرجہ ذیل ہیں۔

- ابن قداد حنبلی۔ متوفی ۶۲۰ھ جو شام سے تعلق رکھتے تھے۔ دمشق و بغداد آپ کے علمی کی نشر واشاعت کا مرکز تھے۔ اصول فقہ میں کتاب "روضۃ الناظر وجنۃ المناظر" کے مؤلف ہیں۔
- ابن صاحب حنفی متوفی ۶۵۶ھ مصر میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ، اسکندریہ اور شام میں آپ کی خدمات انجام دیں۔ اصول فقہ میں مشہور کتاب "مختصر منتہی السول والامل" کے بھی مصنف تھے۔
- سیف الدین آمدی شافعی متوفی ۶۳۱ھ جو بغداد، مصر، بغداد، حلب اور شام میں آپ نے علمی خدمات انجام دیں۔ اصول میں کتاب "الاحکام فی اصول الاحکام" تالیف کی۔
- امام قرافی مالکی متوفی ۶۸۴ھ مصر میں پیدا ہوئے۔ اصولی خدمات میں ایک یادگار کتاب "انسوار البروق فی انواء الفروق" بھی ہے جو چار جلدوں پر مشتمل ہے۔
- قاضی بیضاوی شافعی متوفی ۶۸۵ھ فارس میں پیدا ہوئے۔ ایک عمدہ متن تالیف کیا جو "منہاج الوصول فی علم الاصول" کے نام سے بعد زمانے کے علماء کا مرکز رہا۔ اس پر کثرت سے شروح وحواشی وغیرہ لکھے گئے۔

ساتویں صدی ہجری میں کثرت سے اصول فقہ پر کتب تالیف کی گئیں۔ ہمیں اس بات کا بھی اعتراف کرنا چاہئے کہ اس دور میں تقلید واجتہاد کی کمی کے باعث زیادہ تر اصول فقہ پر لکھی جانے والی کتب سابقین کی کتب کا ملخص شروح وحواشی تعلیقات منظوم اور تلخیص وغیرہ پر مشتمل تھیں۔ اس دور میں مجتہد نہ ہونے کے برابر تھے۔ اسی نے

---

[1] تاریخ اسلام۔ شاہ معین الدین احمد ندوی ص ۳۵۹۔ ۶۰ حاشیہ ص ۳۶۱ تا ۳۶۲ ملخص

[2] حیات حافظ ابن قیم۔ احمد المعلم حبر علام احمد حریری ص ۳۸۔ بعض کلمات کی تغییر واضافہ کے ساتھ۔ کراچی مکتبہ قاسمی پبلشرز ۱۹۸۹ء

مجتہدین کی کتب کے انداز اور ان کے مبانی کے فہم کی طرف زیادہ توجہ دی جانے لگی۔ جیسا کہ اس صدی کے اصولیین کی خدمات اور ان کی مؤلفات اصولیہ پر تحقیقی تجزیہ میں ذکر کیا جائے گا۔

اصولیین اور ان کی خدمات :

سیف الدین مسعود بن علی الحنفی (متوفی ۶۰۴ھ)

انہوں نے ابو اسحاق شیرازی کی کتاب "اللمع" کی شرح لکھی۔[1]

فخر الدین الرازی شافعی (۵۴۴ھ/۶۰۶ھ)[2]

فقیہ، اصولی، متکلم، مفسر، ادیب، شاعر، حکیم، طبیب اور فلکی تھے۔ ہرات میں پیدا ہوئے۔ وہیں ممتاز مقام رکھتے۔ فقہ اصول کلام حکمت اپنے والد سے حاصل کی۔ حصول علم کے لئے خوارزم، سمرقند، ماوراء النہر اور خراسان کے سفر کئے۔

مؤلفات اصولیہ :

(۱) ابطال القیاس	(۲) احکام الاحکام
(۳) الجدل	(۴) ردالجدل
(۵) الطریقۃ فی الجدل	(۶) الطریقۃ العلائیۃ فی الخلاف
(۷) عشرۃ الاف نکتۃ فی الجدل	(۸) المحصل فی اصول الفقہ
(۹) المعالم فی اصول الفقہ	(۱۰) "المنتخب" یا "منتخب المحصول"
(۱۱) النہایۃ البہائیۃ فی المباحث القیاسیۃ	(۱۲) اسرار التنزیل وانوار التاویل
(۱۳) کتاب احکام الاحکام	(۱۴) المحصول فی علم اصول الفقہ

اصول فقہ پر امام رازی کی کتب کا تعارف و تحقیقی تجزیہ :

(۱) ابطال القیاس :

قفطی نے اس کتاب کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ کتاب مکمل ہو گئی۔[3] امام رازی نے اپنی کتاب "المعالم فی اصول الفقہ" میں اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں پہلے قیاس کی نفی پر دلائل دیئے ہیں اور پھر ان کے جوابات دینے کے بعد لکھا:

"ولما کتب مصرد فی مسالۃ القیاس، فحص (اللہ) لاستقصاء فی القیاس ورجع الیہ"[4]

اس عبارت میں ہمارے لئے ایک علمی نکتہ ہے جو قیاس میں غور و فکر اور بحث و مباحثہ ہوا اس کی طرف رجوع کرنے

---

[1] معجم الاصولیین، محمد بکر، ۲/۳۶ (۱۸)

[2] ابو عبداللہ محمد بن عمر بن حسین بن حسن بن علی التمیمی البکری الفرعی الطبرستانی الرازی (۵۴۴ھ-۶۰۶ھ) ہرات میں پیدا ہوئے۔ وہیں وفات ہوئی۔

[3] القفطی، اخبار الحکماء ص ۱۹۳، عیون الانباء، ابن ابی اصیبعہ (۳۳-۲۹)، الوافی بالوفیات ۳/۱۵۵۔

[4] المعالم فی اصول الفقہ۔ امام رازی متوفی ۶۰۶ھ ص ۱۹۵۔ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۱۲ھ-۱۹۹۲ء۔

کتاب "ابطال القیاس" کے عنوان سے مغالطہ :

کتاب کے اس عنوان سے بعض لوگوں کو مغالطہ ہوا کہ امام رازی کی یہ کتاب بحیت قیاس کے انکار پر ہے۔ مولانا عبدالسلام ندوی نے اپنی کتاب "امام رازی" میں لکھا کہ کتاب قیاس کے بطلان میں ہے اور تامل ہے اور اسی طرح ڈاکٹر محمد حسن الحمدی نے اپنی کتاب "امام فخر الدین رازی" میں لکھا

"الرازی ممن ینفون القیاس ، ولا یقولون به مصدرا من مصادر التشریع فان له رسالة فی ابطال القیاس ، کما یظهر فی مواضع من تفسیره انکاره للقیاس ، من ذلک ما جاء عند تفسیره لقوله تعالی وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله من سورة الشوری ، فقد قال احتج نفاة القیاس بهذه الآیة ، فقالوا . قوله تعالی وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله اما ان یکون المراد ، فحکمه مستفاد من نص الله علیه أو المراد ، فحکمه مستفاد من القیاس علی نص الله علیه ، والثانی باطل . لانه یقتضی کون کل الاحکام مثبتة بالقیاس وانه باطل . لیتعین الاول ، فوجب کون کل الاحکام مثبتة بالنص ، وذلک ینفی العمل بالقیاس" [۱]

مذکورہ بالا اقتباس کا خلاصہ :

امام رازی ان لوگوں میں سے ہیں جو قیاس کے شرعی حجت ہونے کی نفی کرتے ہیں اور قیاس کو مصدر تشریع کا مصدر نہیں سمجھتے اور یہ بات قیاس کے بطلان میں ہے۔ اس طرح ان کی تفسیر میں کئی مقامات سے قیاس کا انکار ظاہر ہوتا ہے۔

مگر درست بات یہ ہے کہ اس بارے میں امام رازی کا موقف واضح ہے وہ قیاس کو حجت تسلیم کرتے ہیں۔ "المحصول" میں وہ قیاس کے بارے میں مذہب مختلف مذاہب ان کے دلائل کے ساتھ پیش کرتے ہیں [۲] میں اپنا مسلک وموقف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"والمذهب الذی هو الحق وهو قول الجمهور من علماء الصحابة والتابعین : ان القیاس حجة فی الشرع" [۳]

(میرا مذہب جس پر اکثر صحابہ و تابعین کے علماء کا فیصلہ ہے وہ یہ کہ بلاشبہ قیاس شرعی میں حجت ہے)

امام رازی کی تفسیر سے بھی قیاس کا شرعی حجت ہونا ہی ظاہر ہوتا ہے۔ مختار وہی آیت مبارکہ "فاعتبروا یا اولی الابصار" [۴] کے تحت فرماتے ہیں :

---

۱ امام رازی کے مولانا عبدالسلام ندوی ص ۲۳۰، علم کتر محمد عبدالحق پریس ۱۹۵۰ء ۱۳۶۹ھ مصنف : الحسنین نمبر ۵۵

۲ امام فخر الدین رازی حیات افکار و علی محمد حسن الحمدی ص ۱۹۰، اکتاب الثالث، بعض اولی الظنون الاسلامیہ ۱۳۸۸ھ ۱۹۶۹ء

۳ المحصول فی علم الاصول۔ امام فخر الدین محمد بن عمر بن حسین رازی متوفی ۶۰۶ھ ۲/۳۶ دوت دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۸ھ ۱۹۸۸ء

۴ الحشر : ۲

"انظر اما قد تمسک بهذه الآية في كتاب "المحصول من اصول الفقه" على ان القياس حجة فلا نذكره هاهنا"[1]

(دیکھو کہ کیا انہوں نے کتاب "المحصول من اصول الفقہ" میں اس آیت سے تمسک کیا کہ قیاس حجت ہے تو اس لئے ہم اسے یہاں ذکر نہیں کریں گے)

(۲) احکام الاحکام :

اس کتاب کا کئی جگہ تذکرہ ملتا ہے مگر شاید اب یہ کتاب مفقود ہو چکی ہے۔[2]

(۳) الجدل :

اس کتاب کا بھی کئی حضرات نے ذکر کیا ہے۔ قفطی نے "مباحث الجدل" کے نام سے اور فیروز کوہی (متوفی ۸۱۷ھ) نے "الجدل و الکاشف عن اصول الدلائل و فصول العلل" کے نام سے ذکر کیا ہے۔[3]

(۴) ردالجدل :

اس کتاب کو صرف جمیل العظم نے علوة الجوهر میں ذکر کیا ہے۔

(۵) الطريقة في الجدل :

ابن السعاء اور وفیات الاعیان میں اس کتاب کا ان الفاظ کے ساتھ ذکر کیا گیا۔ "وله طريقة في الخلاف" کشف الظنون میں ہے "الطريقة في الخلاف و الجدل" کے نام سے ذکر کیا گیا ہے۔[4]

(۶) الطريقة العلائية في الخلاف :

ابن ابی اصیبعہ اور قفطی نے اس کتاب کو چار مجلدات میں بتایا ہے۔ قفطی نے ساتھ ہی اس فن پر ان کی دیگر دو مسابقت کا بھی ذکر کیا ہے۔ صفدی نے بھی مسابقت کے ذکر کیا۔ ابن بلی نے اس کتاب کا نام لئے بغیر اس فن میں ان کی مسابقت کا ذکر کیا۔ بعد ازاں جمیل العظم نے بھی اس کتاب کا ذکر کیا ہے۔ بہر حال اس فن میں ان کی مسابقت کا ذکر کیا جائے یا نہیں اس سے ان کی عظمت میں کچھ فرق نہیں پڑتا کیونکہ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ وہ اس فن میں ایک جداگانہ اسلوب کے حامل ایک ممتاز شخصیت تھے جنہیں اس فن میں ید طولیٰ حاصل تھا۔

---

[1] تفسیر الفخر الرازی المشهور بالتفسیر الکبیر و مفاتیح الغیب ، امام فخر الدین رازی (۵۴۳ھ - ۶۰۶ھ یا ۶۰۴ھ) ۲۵/۲۱ ، دار الفکر طبع ثالث ۱۴۰۵ھ - ۱۹۸۵ء۔

[2] اخبار الحکماء قفطی ، ص ۱۹۲ ، عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ ۲/۳۰ ۔ الوافی بالوفیات صفدی ۳/۲۵۵ ، بغیۃ الوعاۃ للسیوطی ۲/۱۸۷

[3] اخبار الحکماء ۔ قفطی ص ۱۹۲ ، عیون الانباء ابن ابی اصیبعہ ۲/۳۰

[4] اخبار الحکماء ۔ قفطی ص ۱۹۲ ، وفیات الاعیان ، ابن خلکان ۲/۳۰۷ ، ۳۰۸ ، مفتاح السعادۃ ، مفتاح کبری زادہ ۲/۲۱۸ ، کشف الظنون ۳/۱۳۲۰

[5] کتاب الوافی ۔ اصل کی ۳/۲۵۵ ، بغیۃ الوعاۃ للسیوطی ۲/۱۸۷ ، عیون الانباء ۲/۳۰ ، اخبار الحکماء ص ۱۹۲ ، نفح الطیب ص ۱۵۳

(۷) عشرة الاف نكته في الجدل :[1]

(۸) المحصل في اصول الفقه :

محقق "المحصول" ڈاکٹر جابر فیاض علوانی نے اس کتاب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا

"انفرد بذكره البغدادي في هدية العارفين (٢/ ١٠٨) ولعله وهم منه - او تصحيف للفظ المحصول"[2]

(ا۔ "المحصل في اصول الفقه" کو صرف بغدادی نے ہدیۃ العارفین (۲/ ۱۰۸) میں ذکر کیا ہے اور ممکن ہے کہ یہ وہم ہو یا کہ لفظ محصول کی تصحیف ہوگئی ہو۔)

محقق "المحصول" کے بیان کا تجزیہ یہ ممکن ہے کہ محقق المحصول نے جابر فیاض علوانی نے بغدادی پر جس وہم یا غلطی کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ثانیاً ان کی اپنی غلطی ہو۔ انہوں نے بغدادی کی کتاب کے صرف ایک حوالہ (۲/ ۱۰۸) سے اس کو ذکر کیا اور ان کا وہم بتایا۔ مگر اس کی تائید بغدادی کے ایک دوسرے حوالہ (۱/ ۶۶۱) سے بھی ہو سکتی ہے۔ جس میں انہوں نے کہا کہ عبدالرحیم بن رضی الدین محمد بن یونس الموصلی متوفی ۶۴۲ھ معروف بہ ابن منعۃ نے امام رازی کی اصول فقہ پر دو کتابوں کا اختصار کیا۔ ان میں سے ایک کا نام "مختصر المحصول" اور دوسری کا نام "مختصر المحصل" لکھا۔ اس کے علاوہ بغدادی نے تیسری جگہ (۱/ ۳۰۰) ذکر کیا کہ نجم الدین سلیمان بن عبدالقوی بن عبدالکریم بن سعید ابو الربیع الطوفی الصرصری البغدادی الحنبلی متوفی ۷۱۶ھ نے مختصر المحصل للفخر الدین رازی فی الاصول تالیف کی۔ اس سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ امام رازی نے المحصل نامی کتاب اصول فقہ میں تالیف کی تھی۔ مزید یہ کہ المراغی نے ۱/ ۱۵۰ میں لکھا ہے۔ تاج الدین احمد بن الحسن بن ابراہیم بن مصطفیٰ بن سلیمان، ابن ترکمانی متوفی ۷۴۳ھ نے "تعليقه على المحصل للامام فخر الدين الرازي" تالیف کیا۔ اس سے بھی اس بات کی تائید ہو جاتی ہے کہ امام رازی نے المحصل نامی کتاب تالیف کی تھی۔ مگر یہ مظہر بقاعی نے اپنی کتاب نظم الدرر السمطین کے حاشیہ میں (۱/ ۱۵۹-۱۶۰) اس "تعليقة المحصل" کو تاج الدین کی طرف منسوب کرنے پر المراغی کو غلطی پر قرار دیا مگر "المحصل" نامی کتاب کا انکار نہیں کیا۔

(۹) المعالم في اصول الفقه :

مقبلی نے "المعالم في الاصلين" کے نام سے اس کتاب کا ذکر کیا۔ ابن خلکان نے کہا "وهي اصول الفقه المحصول و المعالم"۔[3] طاش کبری زادہ اور حاجی خلیفہ نے بھی اس کا ذکر کیا۔[4]

---

[1] اس کتاب کو صرف فہرس ہورتانی (۹۸۰ھ) میں ذکر کیا گیا ہے۔

[2] ہدیۃ العارفین ۲/ ۱۰۸، تحقیق مقدمہ علی المحصول، طہ جابر فیاض علوانی، ص ۳۹

[3] وفیات الاعیان ۱۹۱/۴، وفیات الاعیان، ابن خلکان ۱/ ۳۵۲، ۳۵۶

[4] مفتاح السعادۃ و مصباح السیادۃ ۱/ ۵۹۹، کشف الظنون ۲/ ۱۷۲۶، ۱۷۲۷

المعالم کے شارحین :

۱۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن خلف بن رائع المقدسی حنبلی ثم شافعی متوفی ۶۳۸ھ[1]

۲۔ شرف الدین ابوالمجد عبداللہ بن محمد بن علی الحضرمی معروف بہ ابن تیمیہ[2] (متوفی ۶۸۳ھ)

۳۔ ابوالحسن شرف الدین علی بن حسین بن علی بن احمد الاسنوی (متوفی ۷۵۷ھ)[3]

۴۔ شرف الدین بن ابراہیم بن اسحاق الجعبری (متوفی ۷۳۲ھ)[4]

المعالم کا اختصار :

۱۔ علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی شافعی متوفی ۷۲۹ھ نے "اختصار المعالم فی الاصول" تالیف کی۔[5]

۲۔ نجم الدین الطوفی نے بھی اس کا اختصار کیا۔

المعالم کا رد اور جواب رد میں کتاب۔ المعالم کے رد پر کتاب ابوالمظفر احمد بن عبداللہ بن محمد بن احمد بن حسین ابن تیمیہ متوفی ۷۵۹ھ نے "الاشعلی کتاب المعالم للامام فخر الدین رازی" تالیف کی۔[6]

المعالم کے رد کے جواب میں کتاب۔ ابواسحاق ابراہیم بن محمد الغرناطی الانصاری الجزری الاندلسی متوفی ۷۰۱ھ نے "رفع المعالم من کتاب المعالم" کے نام سے کتاب لکھی۔ دراصل یہ کتاب ابوالمظفر بن تیمیہ کی کتاب "الرد علی کتاب المعالم" کا جواب ہے جس میں ابوالمظفر نے امام رازی کی "المعالم" پر اعتراضات کئے۔ ابواسحاق الغرناطی نے یہ کتاب لکھ کر امام رازی کا دفاع کیا اور ان پر اعتراضات کے جوابات دیئے۔ کتاب کے عنوان سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے۔[7]

المعالم میں امام رازی کا اسلوب اور مشتملات کتاب۔ امام رازی "المعالم" میں حتی الوسع اختصار و وقت سے کام لیتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ اس عبارت میں مطلوب بھی مکمل ادا ہو جائے اس کو کوئی پہلو چھوٹنے نہ پائے۔ یہ کتاب اس لحاظ سے ابواب پر مشتمل ہے۔

پہلا باب :۔ مقدمات کے بیان میں ہے اس کے تحت نو مسائل لائے ہیں۔ پہلا مسئلہ تصورات الفاظ میں ہے۔

دوسرا باب :۔ ادلہ و ادلہ کے بیان میں ہے اس کے تحت میں بیس مسائل پیش کئے۔ پہلا مسئلہ یہ ہے

---

[1] الذیل علی طبقات الحنابلہ ۵/۲۵۰، ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۰، معجم المؤلفین ۱/۱۱۱ (۱۵۵)

[2] کشف الظنون ۲/۱۶۲۰۔ [3] کشف الظنون ۲/۱۶۲۷، ہدیۃ العارفین ۱/۷۲۳

[4] کشف الظنون ۲/۱۶۲۷۔ [5] کشف الظنون ۲/۱۶۲۷، ۱۱۷۲، نفح الطیب ۲/۱۳۲

[6] الدرر الکامنہ ۱/۱۵۳، ۱۵۴، نفح الطیب ۲/۱۱۵، ۱۱۶، معجم المؤلفین ۱/۱۵۸ (۱۱۰)

[7] الدرر الکامنہ ۱/۱۳۹، ۱۵۰، معجم المؤلفین ۱/۱۳۸ (۲۳)

"الامر هو اللفظ الدال على طلب الفعل على سبيل الاستعلاء"

(امر وہ لفظ ہے جو بلند مرتبہ جان کر مخاطب پر فعل کا طلب کرنا ظاہر کرے)۔

تیسرا باب : عام خاص کے بیان میں ہے جس کے تحت دس مسائل ذکر کیے۔ پہلا مسئلہ مطلق و عام کے مابین فرق میں ہے۔

چوتھا باب : مجمل و مبین کی بحث میں ہے۔

پانچواں باب : افعال میں ہے جو دو نفسوں پر مشتمل ہے۔

چھٹا باب : نسخ سے متعلق ہے۔ اس کے تحت چار مسائل ذکر کیے۔ پہلا مسئلہ اس میں ہے کہ نسخ کے جواز پر مسلمانوں کا اتفاق ہے البتہ یہود نے اس کی مخالفت کی ہے۔

ساتواں باب : اجماع سے متعلق ہے اس کے تحت میں چار مسائل بیان کیے۔ پہلا مسئلہ میں بیان کیا کہ امت کا اجماع حجت ہے۔ اس امر اخوارزمی کا اس پر اختلاف ہے۔

آٹھواں باب : اخبار کے بیان میں ہے جو دس مسائل پر مشتمل ہے۔ پہلا مسئلہ میں ہے کہ جسم کے مطابق خبر صدق و کذب کا احتمال رکھتی ہے برخلاف ابراہیم نظام کے جو کہ یہ باطل ہے۔

نواں باب : قیاس کی بحث میں ہے جو آٹھ مسائل پر محیط ہے۔

دسواں باب : کتاب کا آخری باب اس حکم کے بقیہ مباحث پر کلام کے لیے مختص ہے جس میں صرف تین مسائل ہیں۔[1]

المعالم کے ناقلین :

متقدمین مصنفین نے اپنی کتب میں المعالم سے نقل کیا۔ ان میں سے ایک امام اسنوی تھے جنہوں نے اپنی کتاب "نهاية السول" کے نسبت سے مقامات میں ان سے نقل کیا ہے۔

یہ کتاب "المعالم في اصول الفقه"۔ شیخ عادل احمد عبدالموجود اور شیخ علی محمد معوض کی تحقیق تعلیق کے ساتھ ۱۹۹۴ء ۱۴۱۴ھ میں دارالعلم المعرفۃ، بیروت سے چھپ چکی ہے۔

(۱۰) "المنتخب" یا "منتخب المحصول" :

اس کتاب کی امام رازی کی طرف نسبت میں دو آراء ہیں۔ صفدی، ابن اھنو، ابن قاضی شہبہ، داؤد بن سلیمان خلیفہ اور نبیل عظیم کے مطابق یہ امام رازی کی کتاب ہے[2]۔ چار مقامات پر اس کے نسخ مخطوطے کی صورت

---

[1] المعالم في اصول الفقه، امام فخر الدین رازی، متوفی ۶۰۶ھ، تحقیق و تعلیق شیخ عادل احمد عبدالموجود، شیخ علی محمد معوض، ۱۴۱۴ھ، دارالعلوم المعرفۃ ۱۹۹۴ء ۱۴۱۴ھ

[2] الوافی بالوفیات، ۲/۲۵۵، شذرات الذہب، ابن العماد الحنبلی، متوفی ۱۰۸۹ھ، ایضاً، ۱/۱۲۱۹، کشف الظنون، ۲/۱۹۱۹، ھدیۃ العارفین، ۲/۱۰۸، عقود الجواہر، ص ۱۵۲، طبقات ابن قاضی شہبہ، ابن قاضی شہبہ، چند عنوانات مختلف، ۲/۲۹ تا ۳۰۔

ہیں موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مخطوطہ الازہر میں (۱۷۵) ۲۱۰۱ نمبر کے تحت موجود ہے۔ ۶۵۳ھ میں اس کو نقل کیا گیا تھا، دار الکتب المصریہ (۱۱۵) میں ہے جو ۷۰۰ھ کا تحریر کردہ ہے۔ اس کے علاوہ فاتح اور ظاہریہ جیسے میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔ کتاب کا آغاز "الحمد لله على نعمائه ..." سے ہوتا ہے۔ دیباچہ کے بعد اس کتاب کے انتساب و ترتیب سے متعلق فرماتے ہیں:

"هذا مختصر في اصول الفقه انتخبته من كتاب المحصول ورتبته على مقدمة وفصول. اما المقدمة الاولى ففي تعريف اصول الفقه، اعلم ان الاصل هو المحتاج اليه، واما الفقه فهو علم اصل اللغة عبارة عن فهم غرض المتكلم من كلامه ..."

(یہ اصول فقہ کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جسے میں نے (اپنی) کتاب المحصول سے منتخب کیا ہے اور اسے ایک مقدمہ اور چند فصلوں پر مرتب کیا ہے۔ پہلا مقدمہ اصول فقہ کی تعریف میں ہے۔ "جان لو کہ اصل وہ ہے جس کی طرف احتیاج ہوتی ہے اور اصل لغت میں متکلم کے کلام سے اس کی غرض سمجھ لینے کا نام ہے۔")

فاتح اور ظاہریہ کے نسخوں میں مجموعہ کا نام "حاصل المحصول" کا اضافہ ہے۔ اس کتاب کے پہلے صفحہ پر عنوان اس طرح تحریر ہے۔ کتاب "منتخب المحصول في الاصول" اور ایک جانب "حاصل محصول" لکھا ہے۔ ابن بکل نے بھی اقوال ذکر کرنے کے بعد کہا کہ بعض لوگوں کی رائے ہے کہ یہ امام رازی کی تصنیف نہیں بلکہ کسی شاگرد کی تصنیف ہے۔ امام قرافی نے بھی اسی رائے پر اتفاق کرتے ہوئے لکھا

"قد نقل عن تلميذ الامام شمس الدين خسرو شاهي ... انه اكمله ضياء الدين حسين"[1]

(یہ کتاب امام رازی کے شاگرد شمس الدین خسرو شاہی کی ہے جسے بعد میں ضیاء الدین حسین نے مکمل کیا)

المنتخب کی شرح:

شہاب الدین الخفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ نے تفسیر بیضاوی پر اپنے حاشیہ میں لکھا کہ قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر البیضاوی (متوفی ۶۹۱ یا ۶۸۵ھ) نے "شرح المنتخب للرازی" تالیف کی۔[2]

(۱۱) النهاية البهائية في المباحث القياسية:

صفدی نے اس کتاب کا ذکر کیا[3] اور شاید امام رازی نے "المعالم" کی مندرجہ ذیل عبارت میں اسی کتاب کی طرف اشارہ کیا ہو:

"وله كتاب مفرد في مسئلة القياس فمن اراد الاستقصاء في القياس راجع اليه"[4]

(انہوں نے مستقل ایک علیحدہ کتاب لکھی ہے، جو قیاس میں غور و فکر کا ارادہ رکھتا ہو اس کی طرف رجوع کرے)

---

[1] الوفیات، ابن شاکر ۵/ ۳۶ [2] تحقیقی مقدمہ علی المحصول امام رازی، طبع جابر فیاض عوائی، ص ۵۱۔ بحوالہ الخفاجی مذکور ہے۔ [3] مقدمہ حاشیہ الشہاب الخفاجی علی تفسیر بیضاوی، شیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ ملقب شہاب الدین الخفاجی مصری حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ، ۴/ مطبوعہ مصر۔ [4] الوافی بالوفیات ۴/ ۲۵۵

[5] معالم فی اصول الفقہ امام رازی، متوفی ۶۰۶ھ ص ۱۶۵

(۱۲) اسرار التنزیل وانوار التاویل :

تفصیل کے اخبار الحکماء میں لکھا ہے کہ یہ قرآن مجید کی ایک بہترین تفسیر ہے لیکن کشف الظنون میں لکھا ہے کہ امام صاحب نے اس کتاب کا نام بیان کیا ہے کہ اس سے چار حصے ہیں پہلا حصہ اصول میں دوسرا فروع میں تیسرا اخلاق میں اور چوتھا حصہ جہاد میں ہے لیکن یہ کتاب اس کتاب سے مختلف ہے جو امام صاحب نے پہلے لکھی تھی اور پھر اس کتاب سے پہلے کتاب کا حصہ اول پڑھا اس سے یہ کتاب بہت اچھی ہے اور بہت صحیح ہے۔[1]

ایک غلط فہمی کا ازالہ :

صدیق حسن خان صاحب نے اپنی کتاب میں امام رازی کی کتاب "نہایۃ العقول" سے متعلق لکھا ہے کہ یہ کتاب حسن ہے اور عبارت سہل ہے مراد کلام میں امام صاحب کی اور ہدایت دی ہے اس میں اس کتاب کو بھی شامل کیا ہے لیکن کشف الظنون میں اس کا نام یہ لکھا ہے "نہایۃ العقول فی دراسۃ الاصول" اور اس کی شرح تیسری ہے چوتھی اصول فقہ میں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ کتاب اصول فقہ میں ہے کشف الظنون کا صحیح نسخہ اور معیار استعمال ہے اس میں صاحب نے ساتھ اس کتاب کو "اصول الدین" کی کتاب بتایا ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس جو نسخہ ہو اس میں اس طرح مذکور ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ مصنف کو سہو ہوا ہو۔[2]

(۱۳) کتاب احکام الاحکام :

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ کتاب کس طرح سے ہے شاید یہ اصول فقہ میں ہو۔[3]

(۱۴) المحصول فی علم اصول الفقہ :

امام رازی کی یہ کتاب اصول فقہ کی اہم کتب میں سے ہے اور اس کو شہرت بھی حاصل رہی۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ امام رازی نے اس فن میں سابقین سے جو کچھ مواد حاصل تھا ان سب کو اس کتاب میں جمع کر دیا اور امام رازی کے بعد جو بھی فن میں لکھا گیا وہ اس سے منتخب اور محصول تھا۔ بالفاظ دیگر "المحصول" اصول فقہ کی ان اہم ترین کتب سے ہے۔ خود ہے خود امام رازی نے بھی تحریر کئے صحیح اسلوب اور ترتیب و تہذیب سے اس طرح پر لکھی گئیں تھیں۔ امام رازی نے اصول فقہ کے مواد کو یا تو انتخاب کیا یا پھر اپنی آراء کا اضافہ کیا اور پھر ان افکار و آراء کے بہترین تجزیہ کیا۔

"المحصول" کا زمانہ تالیف :

امام رازی ۶۰۰ھ میں اس کتاب کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر قریب پینتیس (۳۵) سال تھی۔ یہ کتاب اپنی تالیف کے زمانے سے عصر حاضر تک ہر دور میں بہت اہمیت کی حامل رہی۔ یہ کتاب طبع چار فرم

---

[1] کشف الظنون ۱/۸۳۱، ایضاح المکنون بذیل کشف الظنون ۱/۱۹، امام رازی، محمد عبدالسلام ندوی ص ۳۲

[2] امام رازی، عبدالسلام ندوی ص ۳۲، کشف الظنون ۲/۱۹۹۸

[3] امام رازی، عبدالسلام ندوی ص ۳۳

مولیٰ کی تحقیق کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء میں جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، المملکۃ السعودیہ سے شائع ہوئی۔ اس کے علاوہ عادل احمد عبدالموجود اور علی محمد معوض کی تحقیق کے ساتھ بھی کتب خانہ نزار مصطفیٰ الباز، المملکۃ السعودیہ سے ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۸ء میں چھ جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

المحصول کی ترتیب میں امام قرافی کے اشکالات و جوابات :

امام قرافی نے اس کی ترتیب میں اشکالات ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "المحصول" کے مصنف کا یہ عمل معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فعل "حصل" ہے تو اس کا مفعول نہیں آتا۔ لہٰذا اس اعتبار سے "محصول" کہنا درست نہیں کیونکہ فعل "حصل" (بالتشدید) کا جو مفعول ہوتا ہے تو اس کا مفعول ہونا "محصّر" "محصّل" آتا ہے اس طرح قرافی نے اور بھی دیگر اشکال پیش کیے اور پھر ان کے جوابات بھی خود ہی ذکر کر دیے۔[1]

۲) "المحصول" پر طہ جابر علوانی کی تحقیق کا خلاصہ :

پہلے صفحہ مخطوطہ کے دائیں جانب پر آتے ہیں جہاں "المعقود و المیسر و سمی العقد و البیع" کے بعد یہ عبارت "لیس له معقود رای" اس کا مطلب عقد رائی ہوتا ہے۔ کتاب کا عنوان المحصول ہے، یہ اصول الفقہ کی مبادیات اس میں شامل نہیں ہے اور "محصول" صحیح ہے اس طرح اشکال ختم ہو گیا۔ دوسرا عنوان "المحصول فی اصول الفقہ" درست ہونے کی اور بھی کئی وجوہات ہیں۔ مشہور امام رازی نے تفسیر کبیر میں "المحصول" کا تین جگہ مختلف انداز سے ذکر کیا ہے۔ پہلی جگہ "المحصول فی علم الفقہ" دوسری جگہ "المحصول فی علم الاصول" اور تیسری جگہ "المحصول من اصول الفقہ" کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام رازی نے اپنی دوسری کتاب "الاربعین" میں دو مرتبہ ذکر کیا پہلی جگہ "المحصول فی علم الاصول" اور دوسری جگہ "المحصول فی الاصول" کے نام سے ذکر کیا جبکہ "المنتخب" نے تیسری جگہ "المحصول" کا تذکرہ کرنے پر اتفاق کیا ہے۔ اسی طرح "نہایۃ العقول" اور "المعالم فی اصول الفقہ" میں "المحصول فی اصول الفقہ" کے نام سے ذکر کیا۔ بہرحال کتاب کا نام "المحصول فی اصول الفقہ" ہی ہے۔ قرافی کی بات درست مانی جائے تو صحیح "المحصول" ہی لکھنا درست ہوگا۔ لہٰذا اس تحریر کا اشکال باقی رہا۔[2]

---

1. المحصول فی علم الاصول، امام فخر الدین رازی، تحقیق و تدریس : طہ جابر فیاض علوانی، ۱/۵۳، نیز اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب نے اس پر تفصیلی بحث کی ہے۔ جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ ۔ ۱۹۷۹ء۔

2. نفائس الاصول فی شرح المحصول، شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمن المالکی المصری القرافی، تحقیق و تعلیق : عادل احمد عبدالموجود و علی محمد معوض، ۱/۱۰۳، البحث الثالث فی سبب الکتاب بالمحصول، الریاض مکۃ المکرمۃ : مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، طبع اولیٰ ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء۔

3. بحثاً مقدمہ علی المحصول، طہ جابر فیاض علوانی، ۵۸ ۔ ۵۹ ملخص

"المحصول" کا ذکر کرنے والے مؤرخین :

اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر تقریباً تمام مورخین جنہوں نے امام رازی کے حالات و تصانیف ذکر کیں اس کتاب کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ مثلاً ابن خلدون، طاش کبری زادہ، حاجی خلیفہ، بغدادی، بدرالدین مئی وغیرہ۔[1]

وہ مصادر جن سے امام رازی نے "المحصول" میں استمداد کیا :

علم اصول فقہ کی تاریخ لکھنے والوں کا اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ امام شافعی کی کتب اصول فقہ کے بعد چار اہم ترین کتب یہ ہیں :

۱۔ البرہان : از امام الحرمین ۲۔ المستصفی : از امام غزالی

۳۔ العمد : قاضی عبدالجبار اور اس کی شرح العمدہ از ابوالحسین

۴۔ المعتمد : از ابوالحسین بصری۔ یہ کتاب العمد کی شرح کا اختصار ہے۔

یہ چاروں کتب متکلمین کے طرز پر تالیف کی گئیں تھیں اور اس علم کے مسائل و مباحث کا احاطہ کرتی تھیں یہ لئے ان مسائل و مباحث کو اس علم کے قواعد اور ارکان کا درجہ حاصل ہے۔[2] امام رازی نے ان چاروں کتب میں سے امام غزالی کی المستصفی اور ابوالحسین بصری کی المعتمد کی مدد سے المحصول تالیف کی اور ان دونوں سے بہت کے صفحے اور ان کی عبارتیں لفظ بلفظ نقل کر دیں۔[3] لیکن اس کے ساتھ انہوں نے دوسری کتب سے بھی استفادہ کیا ہے امام غزالی کی المستصفی سمیت ہر مصنف اور ہر کتاب سے متعلق اپنی ناقدانہ رائے رکھتے تھے اور مناسب مواقع پر اپنی تنقیدی رائے کا اظہار بھی کر دیتے تھے۔ چنانچہ ایک موقع پر جب مسعودی نے ان کے سامنے امام غزالی کی المستصفی کے بارے میں اس رائے کا اظہار کیا کہ یہ کتاب ان کی دوسری کتاب شفاء الغلیل میں پائے جانے والے عیوب سے پاک ہے، اس پر انہوں نے کہا :

"میں ایک بار حرمین میں گیا تو کتاب امام غزالی کے مسودہ میں ظہیر الدولہ جب لوگ میرے پاس جمع ہوئے تو میں نے کہا کہ تم لوگوں نے مستصفی کے پڑھنے میں اپنی عمریں ختم کر دیں ہیں تو تم میں سے کوئی شخص اس پر قادر ہے کہ مستصفی سے اول سے آخر تک کوئی دلیل بیان کرے اور اس کو میرے سامنے امام غزالی کے بیان کے مطابق ثابت کرے اور اس میں کوئی ایسی بات نہ نکالے جو اس سے الگ ہو تو میں اس کو سو دینار دوں گا۔ اس پر دوسرے روز نحو کی کتابوں کا ایک بہت بڑی جس کا نام امیر اشرف تھا، یا اور دوسرے منصب میں نماز پڑھنے سے متعلق گفتگو کی۔ کیونکہ اس کے خیال میں اس مسئلہ کے متعلق امام غزالی کا بیان نہایت کمزور تھا، لیکن میں نے ان سے کہا کہ اس مسئلہ میں امام غزالی کا بیان نہایت ضعیف ہے اور جب میں نے اس کو ثابت کیا تو وہ بالکل چپ ہو گیا اور کہا کہ میرا خیال تھا کہ جب میں آپ کے

---

[1] مقدمہ ابن خلدون۔ ص ۴۵۵، مفتاح السعادۃ ۲/ ۱۱۸، ایضاح المکنون ۲/ ۵۶۹، ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۳۲۔

[2] مقدمہ ابن خلدون۔ ص ۴۵۵ [3] کشف الظنون ۲/ ۱۹۱۶

ہاتھ اس مسئلہ کو ثابت کروں گا تو سارا دن سوچتا رہے گا لیکن اب معلوم ہوا کہ ان سوچ بچاروں کا حاصل کیا تھا۔ میں نے مسودوں سے اس واقعہ کو بیان کیا تو وہ اور پریشان ہوئے پھر میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے سامنے مصنف کا ایک درجنہ پیش کرتا ہوں اور پھر چند منٹ میں ثابت کرتا ہے کہ امام غزالی پر کیے ہیں"

امام رازی کا بنایا ہوا بیان امام غزالی کی "المستصفی" سے تحقیق تھا لیکن خود امام رازی کی تصانیف سے خلق ابن تیمیہ نے "لسان المیزان" میں جو تبصرہ کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔ وہ فرماتے ہیں کہ

ہم علوم و معارف کے ان امام رازی کی کتابیں مشہور و متداول ہیں ان کی بعض باتیں قبول اور بعض پر جس قدر زیادتی ہے۔ ان پر یہ امام انکار کیا جاتا تھا۔ وہ اعتراضات تو نہایت قوی کرتے ہیں لیکن ان کے جوابات میں وہ بھی اسے ہیں جہاں تک کہ بعض اوقات ان کے اعتراضات قائم ہوتے ہیں اور جوابات اوھار۔[1]

خلاصہ کلام :

بہر حال کوئی انسان بشری کمزوریوں سے پاک نہیں ہے مگر جس قدر تعمیر نفی، ثبت اور تخلیقی سوچ و عمل نظر آتی ہے اور جو کام کرتا ہے اس سے غلطیاں بھی ہو سکتی ہیں اور جو نکتہ چینی نہ ہو ظاہر ہے اس کی غلطی بھی نہیں پکڑی جا سکتی۔ اس لئے اسلاف کے ہزاروں صفحات پر مشتمل کام میں چند باتیں تلاش کر لینے سے ان کی عظمت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کی نیت بہتر تھی اور ہر قسم کا شک و شبہ نہیں کیا جا سکتا اسلاف نے اللہ کی رضا کی خاطر سب کچھ کیا۔ اصول الاصول کی تصنیف نے کتب متقدمین سے کافی حد تک بے نیاز کر دیا کیونکہ اس میں وہ سب کچھ موجود ہے جس کی اصول کے پڑھنے پڑھانے والوں کو طلب و ضرورت ہوتی ہے۔ اس کتاب پر کثرت سے شروح تعلیقات لکھے گئے۔ جو اپنی معلومات کے مطابق ان کو ذیل میں بیان کریں گے۔

"المحصول" کی شروح :

المحصول کی چند شروح مندرجہ ذیل ہیں جن کا جائزہ ہم پیش کریں گے :

1. **نفائس الاصول فی الاصول فی شرح المحصول** : شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس القرافی المالکی متوفی ۶۸۴ھ نے یہ شرح لکھی۔ مصنف شارح نے متقدمین و متاخرین کی مختلف مذاہب پر جس انداز سے استفادہ کیا ہے۔[2]
2. **الکاشف عن المحصول** : شمس الدین محمود بن محمد الاصبہانی (متوفی ۷۴۸ یا ۷۴۹ھ) نے یہ شرح تالیف کی۔ یہ تاج الدین ارموی صاحب المحصول کے شاگرد تھے۔ انکا کشف ایک مبسوط علمی شرح ہے اس کی تالیف میں انہوں نے جس قدر ممکن تھا متعلقہ کتب اصول سے استفادہ کیا۔ حاجی خلیفہ نے بھی کے حوالے سے نقل کیا کہ وہ اس شرح کی تکمیل سے قبل ہی انتقال کر گئے تھے۔[3]

---

[1] بیان تلبیس ابن جوزی ص ۲۲۳، بحوالہ امام رازی بحیثیت اسلام مفکر ص ۲۱

[2] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵، الدیباج ص ۲۸۹، نفح الطیب ۴/۸۶، ۹۶ [3] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵، نفح الطیب ۲/۱۰۹۱

۳۔ **نهاية الوصول الى علم الاصول** : محمد بن عبدالرحیم بن محمد شیخ صفی الدین الہندی ارموی شافعی (متوفی ۷۱۵ھ) اس کے شارح ہیں[1]۔ یہ سراج الدین ارموی متوفی ۶۸۲ھ صاحب التحصیل کے شاگرد اور کتاب "نهاية الوصول في دراية الاصول" کے مؤلف صالح بن یوسف ارسعونی سام الشریح کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدات میں مکتبۃ التجاریہ مکہ سے چھپ چکی ہے۔

۴۔ قرافی نے تنقیحات کی "المحصول" پر ایک شرح کا ذکر کیا ہے۔

۵۔ قاضی العسکر محمد بن حسین بن محمد شمس الدین اردبیلی شافعی نے بھی المحصول کی شرح لکھی تھی[2]۔

"المحصول" پر تعلیقات :

(۱) عزالدین عبدالحمید بن ہبۃ اللہ المدائنی المعتزلی (متوفی ۶۵۵ھ) نے اس پر تعلیقہ لکھا۔[3]

(۲) تاج الدین ترکانی احمد بن عثمان بن صبیح الجوزجانی (متوفی ۶۳۳ھ) نے بھی تعلیقہ لکھا۔[4]

"المحصول" کے اختصارات :

۱۔ **المنتخب** : یہ اختصار امام رازی کی طرف منسوب ہے۔ اس میں امام رازی کی مصنفات اصولیہ سے بحث کر چکے ہیں۔[5]

۲۔ **الحاصل من المحصول** : تاج الدین ابی عبداللہ محمد بن حسین الارموی متوفی ۶۵۲ھ یا سراج الدین ارموی کی بھی "الحاصل" قاضی بیضاوی کی "منهاج الوصول" کا ماخذ ہے۔ یہ کتاب جدہ قاف یونیورسٹی سے عبدالسلام محمود ابوناجی کی تحقیق کے ساتھ ۱۹۹۲ء میں چھپ چکی ہے۔

الحاصل پر تنقیدات :

بعد میں ابوعبداللہ بن محمد بن عبدالنور التونسی مالکی (متوفی ۷۲۲ھ) نے دو جلدوں میں تنقیدات لکھ کر اس کا رد تالیف کیا۔[6]

۳۔ **التحصيل** : سراج الدین ابوالثناء محمود بن ابوبکر الارموی (متوفی ۶۸۲ھ) نے اس نام سے اختصار لکھا[7] جو عبدالحمید علی ابوزنید کی تحقیق کے ساتھ بیروت موسسۃ الرسالہ سے ۱۴۰۸ھ-۱۹۸۸ء میں پہلی بار شائع ہوا۔

---

[1] تحقیق مقدمہ علی التحصیل لابوالعلی عبدالحمید علی ابوزنید، ص ۳۹۔ ہدیۃ العارفین ۶/۱۴۳، الفتح المبین ۲/۱۱۵

[2] ہدیۃ العارفین ۶/۱۲۵ [3] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵

[4] تحقیق مقدمہ علی التحصیل لابوالعلی۔ نیز دیکھئے جابر قیاض العوانی، ص ۶۰۔ نیز الفاس للقرافی ۱/۱۳۰ کا حوالہ ہے۔

[5] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵، ہدیۃ العارفین ۵/۱۰۹، نفح الطیب ۱/۴۴۹، ۴۵۱ (۴۴۰)۔ اس میں ان کا نام احمد بن حسن بن ابراہیم مذکور ہے۔

[6] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵ [7] الفتح المبین ۲/۱۲۷ [8] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵، الفتح المبین ۲/۱۲۷

تحصیل کا اختصار : بدرالدین الشنتری (متوفی ۷۳۲ھ) نے "حل عقد المحصول" کے نام سے اس کا اختصار کیا۔[1]

تحصیل کی شرح : ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن یوسف بن عبداللہ غزنی شافعی (متوفی ۷۱۰ھ) نے تین مجلدات پر مشتمل "التحصیل" تالیف کی۔[2]

۴۔ تنقیح الفصول : شہاب الدین ابوالعباس احمد بن ادریس القرافی (متوفی ۶۸۴ھ) نے المحصول کا اختصار اور اصول نے خاص اصول کے نام سے المحصول کی شرح بھی لکھی تھی جس کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ "تنقیح الفصول" درحقیقت ان کی فقہ پر کتاب "الذخیرۃ" کا مقدمہ ہے۔[3]

التنقیح کے شارحین :

(۱) امام قرافی نے خود "شرح تنقیح الفصول" تالیف کی۔[4]

(۲) ابوالعباس احمد بن محمد بن عثمان الازدی مراکشی (متوفی ۷۳۰ھ) نے بھی اس کی شرح لکھی تھی۔ "کتاب التنقیح مختصر پر چھپ چکی ہے۔ پہلی مرتبہ ۱۳۰۶ھ اور دوسری مرتبہ ۱۳۰۷ھ میں شائع ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں مرتبہ طہ عبدالرؤف سعدی کی تبویب تنسیق و تحقیق کے ساتھ ۱۳۹۳ھ میں ۹۴ صفحات میں شائع ہوئی۔ "المکتبۃ العلمیۃ" لاہور نے شائع کی۔

۵۔ تنقیح المحصول : امین الدین حفظ الرحمٰن محمد اخوزادی (متوفی ۷۳۳ھ) نے "لطائف الاسرار فی التنقیح" کے نام سے مشہور ہیں انہوں نے اس نام سے اختصار لکھا۔ طاہر صوفی نے ۱۹۷۵ء میں المحصول پر اپنے تحقیقی مقدمہ میں لکھا کہ یہ عبدالملک عبدالعزیز کا ایک طالب علم ہے جس پر تحقیق میں معروف ہے۔ جمال الدین عبدالرحیم اسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) نے اپنی کتاب "نھایۃ السول" میں اس سے بہت نقل کیا ہے۔ التنقیح کا ایک مخطوطہ جامعہ احمد الثالث میں ۳۴۳۶ نمبر پر موجود ہے اسی طرح ایک دار الکتب ظاہریہ دمشق میں ہے۔[5]

۶۔ محمد بن یوسف بن عبدالرحمٰن الاردبیلی (متوفی ۷۴۸ھ) نے بھی اس کا ایک اختصار لکھا تھا جو کمال الدین موسیٰ بن یونس[6] سراج الدین ارموی (۶۸۲ھ) صاحب "التحصیل" کے بھائی تھے۔ یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ کمال الدین نے جدل میں بھی ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "التحصیل" تھا دونوں "المحصول" کا اختصار ایک ایک کتابیں ہیں۔[7]

---

[1] طبقات الشافعیہ ابن کثیر ۵/۱۵۵ طبقات الشافعیہ اسنوی ۲/۱۵۵ [2] الفتح المبین ۲/۱۰۱

[3] الدیباج ص ۱۲۱، ۱۲۶، الفتح المبین ۲/۱۰۲

[4] ہدیۃ العارفین ۵/۲۰۳، الفتح المبین ۲/۱۳۳، معجم الاصولیین ۲/۱۶۳، ۱۶۵

[5] تحقیق طاہر علی المحصول للامام رازی عمل پاکستان ص ۹۳ تحقیق مقدمہ علی التحصیل للارموی عبدالحمید ابوزنید ص ۱۰۰

[6] تحلیلی بلد مدعلی التحصیل للارموی عبدالحمید ابوزنید ص ۷۹

حاجی خلیفہ نے مذکورہ بالا مشہور مختصرات کے علاوہ دو اور بھی ذکر کیا ہے، وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) مختصر تاج الدین احمد الہیم بن محمد الموصلی (متوفی ۶۰۰ھ یا ۶۱۰ھ) یہ کمال الدین بن یونس[1] اور قاضی سراج الدین ارموی کے استاد تھے۔

(۲) مختصر نجم الدین سلیمان بن عبد القوی الطوفی الحنبلی متوفی ۷۱۶ھ[2]

(۳) مختصر الباجی : اس کا نام "خلاصۃ الوصول" ہے یہ علاء الدین علی بن محمد بن خطاب المعروف باجی شافعی (متوفی ۷۱۴ھ) کی تصنیف ہے۔[3]

مختصر الباجی : کی شرح تاج الدین ابن ابن الکرمانی احمد بن عثمان ابراہیم (متوفی ۷۴۳ھ) نے اس مختصر پر لکھی۔ جسے انہوں نے پہلے انواع پر مرتب کیا۔[4]

(۴) شمس الدین محمد بن یوسف الاذری (متوفی ۷۱۶ھ) نے ایک مختصر لکھا جو المحصول کے مسائل پر کئے گئے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل تھا۔ اسنوی نے شرح المختصر الاذری تین جلدوں میں لکھی۔ یہ کہا کہ انہوں نے "الجوبۃ علی مسائل من المحصول" تالیف کی اور یہ تین جلدوں پر مشتمل ہے۔[5]

(۵) خواجہ ابو علی نے مجد الدین بن وقیق العید القشیر کی طرف ایک مختصر منسوب کیا اور اسے المحصول لکھے گئے بہترین مختصرات میں سے ایک شمار کیا ہے۔

(۶) امین الدین مظفر بن محمد الحنبلی الاربلی (متوفی ۶۹۹ھ) نے المحصول کا ایک مختصر لکھا جو ۱۲۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ کتب خانوں میں اس کے کئی نسخے موجود ہیں۔ کتب خانہ ظاہریہ دمشق میں ۱۳۹ اوراق سے مشتمل اور الکتب الاعظمیہ بغداد میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔

(۷) تلخیص المحصول لتہذیب الاصول : محقق تحصیل نے اپنے مقدمہ میں اس مختصر کا ذکر کیا اور کہا کہ اس کے مؤلف کا علم نہیں ہو سکا۔ یہ کتاب ایک قلمی مخطوطہ کی شکل میں ہے جو ظاہریہ دمشق میں (۱۱۵) ۳۴۹۳ نمبر پر موجود ہے۔ یہ مخطوطہ ۱۸۰ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے

"رب تمم بخیر اما بعد : احمد اللہ رب العالمین و الصلاۃ السلام علی عبدہ خاتم النبیین و علی آلہ و صحبہ و سلم الطاہرین الطیبین۔ فان اصول الفقہ من اشرف العلوم الشرعیۃ الغامضۃ فیہ مجال السبح الدقیق و مضمع الاتقان و التحقیق۔ و ہو المتوسط بین الحکمۃ النظریۃ التی ہی علم الکلام و بین الحکمۃ العملیۃ السیاسیۃ التی ہی الفقہ۔ فمن لم یطلع علیہ لم یتمکن من استنباط الاحکام۔ و لا یوثق باجتہادہ"

(رب تمم بخیر۔ اما بعد : احمد اللہ رب العالمین ... [illegible] ... فمن لم یطلع علیہ لم یتمکن من استنباط الاحکام۔ و لا یوثق باجتہادہ)

[illegible] ... ن کلمات تک ہے۔ اس کا اختتام [illegible] ... (باقی صفحہ نمبر ۱۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

---

۱ کشف الظنون ۲/۱۹۷۶
۲ کشف الظنون ۲/۱۹۱۹ ، ہدیۃ العارفین ۵/۴۷۵ ، الفتح المبین ۲/۱۳۱
۳ کشف الظنون ۲/۱۸۳۴ ، الطبقات السبکیہ ۱/۳۴۹ (۳۵۰)
۴ کشف الظنون ۲/۱۸۳۴ ، نفح الطیب ۲/۱۴۷
۵ کشف الظنون ۲/۱۸۳۴

کے بعد فرماتے ہیں :

"وقد وجدت الكتب المؤلفة في هذا الفن غير خالية عن الانحراف عن الحق ، وان كتاب المحصول هو المتداول في زماننا ، وهو وان نقل اكثره في الكتاب المحمد بالمستصفى والبرهان ، ولكن الانحراف فيه تصريحاً اكثر ، فاحببت ان انظر في هذا الامر ، واظهر ما فيه من الانحراف وسميت كتابي هذا : تلخيص المحصول لتهذيب الاصول"[1]

اس فن میں لکھی جانے والی کتب الحق سے خالی نہیں پائی اور کتاب المحصول ہمارے زمانہ میں متداول ہے اگرچہ اس کا اکثر حصہ کتب المستصفی اور البرہان سے منقول ہے لیکن اس میں تصریحاً انحراف زیادہ ہے اس لئے میں نے چاہا کہ اس امر میں غور کروں اور انحراف کی نشاندہی کروں اور اس کا نام "تلخیص المحصول لتہذیب الاصول" رکھا۔

اس کتاب کے مقدمہ سے امام رازی پر صاحب حاصل ان سے متقدمین اصولیین کی تعریف کے نظریہ "الشرعیۃ" کو حل کرنے پر امام رازی نے تعریف فقہ میں قواعد کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ "الشرعیۃ" احتراز عن العلم بالاحکام العقلیۃ (شرعی کی قید سے وہ احکام جن کا طریق عقل سے معلوم ہوتا ہے خارج ہو گئے) اس پر صاحب حاصل نے اعتراض کیا کہ عقل کے ذریعے سے احکام کا ادراک ان کو شرعی ہونے سے نہیں نکالتا تو اس قید کی کیا ضرورت ہے۔ صاحب تحصیل نے اپنی کتاب میں "العلمیۃ" کی قید کا فائدہ یہ بتایا کہ اس سے وہ احکام خارج ہو گئے جن کا علم ضروری طور پر حاصل ہوتا ہے۔[2]

نوٹ : تحصیل کے نام سے اصول فقہ پر دیگر مصنفین نے بھی کتب تالیف کی ہیں چند ایک یہ ہیں :

1. قاضی ابوبکر بن العربی (متوفی ۵۴۳ھ) نے تحصول کے نام سے اصول فقہ پر ایک کتاب لکھی۔[3]
2. سید محسن بن حسن الامین العاملی الجبل عاملی شیعی (متوفی ۱۳۷۱ھ) نے "غایۃ الاصول" کی شرح لکھی جس کا نام "المحصول" رکھا۔[4]
3. امام منصور عبدالقادر بن طاہر البغدادی شافعی (متوفی ۴۲۹ھ) نے "التحصیل" کے نام سے اصول فقہ کی کتاب لکھی۔[5]

المحصول للرازی اور الاحکام للآمدی کے طریقوں میں تطبیق :

ابن کمال الدین احمد بن محمد الحنفی الحنفی (متوفی ۹۴۰ھ) نے امام رازی کی المحصول امام آمدی کی الاحکام کے طریق میں تحقیق کر کے اپنی کتاب میں سمجھایا۔ ابن کمال نے کہا کہ یہ کتاب مؤلف نے خطا میں ان کے

---

[1] تلخیص مقدمہ علی المحصول للاورموی ۔ عبدالحمید الانزہ ص ۲۱

[2] مزید تفصیلی اضافہ کے ساتھ دیکھئے الفتح المبین ۲/۹۸، ۳۰

[3] کشف الظنون ۱/۴۰۱ ۔ [4] الفتح المبین ۱/۲۳۴، ۲۳۵ ۔ [5] کشف الظنون ۱/۴۰۲

پائی جاتی ہے۔ احمد بن کمال دراصل عزالدین بن عبدالسلام اور ابوعمرو عثمان بن صلاح کے شاگرد تھے۔ ابن عبدالسلام ابن تیمیہ کے استاد تھے۔[1]

عمادالدین الاردبیلی الشافعی (۵۳۵ھ۔۶۰۸ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور نظار تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی اور اپنے وقت کے جید علماء سے علم حاصل کیا۔ موصل کے متعدد مدارس میں تدریس کی۔ عزالدین موصل کے ۵۹۲ھ میں قاضی رہے۔ نورالدین ارسلان شاہ اور موصل کے دیگر امراء سے قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اسی وقت ان سے مشورہ طلب کرتا تھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے امام الحرمین کی المحصول کا اختصار کیا اور جدل میں التحصیل نامی کتاب لکھی۔[3]

اسماعیل بغدادی الازجی (متوفی ۵۴۹ھ۔۶۱۰ھ)[4]

فقیہ اصولی، نحوی، متکلم تھے۔ فقہ بغداد کے ابوالفتح بن منی سے حاصل کی۔ اپنے شیخ کے بعد ملاحیہ میں درس دیتے رہے۔ جامع قصر میں خطباء ان سے پہلے مدرسہ کے لئے جمع ہوتے۔ عمدہ کلام، عبارات پر قدرت رکھنے کے علاوہ فصیح اللسان اور بلند آواز کے مالک تھے۔ انہوں نے کتاب "جنۃ الناظر وجنۃ المناظر" جدل میں، "التعلیقہ" اور "المفردات الخلافیہ" میں تالیف کی۔[5]

المسانح الهروی (متوفی ۶۱۱ھ)[6]: آپ نے کتاب الاصول تالیف کی۔[7]

عبداللہ ابن اسعد الوزیری الیمنی (متوفی ۶۱۳ھ تقریباً)

آپ نے کتاب "غایۃ الطلب والمامول فی شرح اللمع فی الاصول" تالیف کی۔[8]

حسن الهلکی (متوفی ۶۱۳ھ): فقیہ اصولی تھے انہوں نے کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی۔[9]

ابن زجاجیہ شافعی (متوفی ۶۱۵ھ): آپ نے کتاب "الغریعۃ فی احکام الشریعۃ" تالیف کی۔[10]

---

1. اعلام النبلاء ۲۲/۹۶
2. ابوحامد محمد بن یونس بن محمد بن حمدان بن محمد بن احمد، عمادالدین، عراق میں ولادت و وفات ہوئی۔
3. کشف الظنون ۲/۱۵۸۵
4. اسماعیل بن محمد بن عبدالرحمن بن احمد بن محمد بن اسماعیل، ابوالفضل التیمی الاصفہانی (۴۵۳ھ۔۵۳۵ھ)، ابن ابی الوفاء، ابن العلاف، الحافظ ابن القاضی سے مشہور ہے۔
5. شذرات الذہب ۵/۱۵، ۲۱، ۲۲، معجم المؤلفین ۲/۲۶۳ (۲۰۸)
6. ابوالحسن علی بن ابی بکر بن علی بن محمد الہروی سے مشہور تھے، ہدیۃ العارفین ۱/۷۰۵
7. ایضاح المکنون ۳/۱۳۳، ہدیۃ العارفین ۱/۵۵۸
8. حسن بن ابوبکر بن محمد بن عبدالرحمن، عزالدین الہلکی متوفی ۶۱۳ھ، معجم المؤلفین ۴/۲۷۲ (۳۹۳)، کحالہ، معجم المؤلفین ۳/۱۸۵ اور دار الکتب مصر میں ۶۰۹ نمبر پر موجود ہے۔
9. احمد الزجاجیہ بن علی بن ابی احمد الدمشقی، ہدیۃ العارفین ۱/۷۱

ابو رمضان الحنفی : (۶۱۶ھ بعد وہ) آپ حلب میں واقع مدرسہ حلاویہ میں مدرس تھے۔ آپ نے کتاب "الجامع فی معرفۃ الاصول" تالیف کی اور اس کی تالیف سے ۶۱۶ھ میں فارغ ہوئے۔[1]

عبداللہ العکبری الحنبلی (متوفی ۵۳۸ھ۔۶۱۶ھ) آپ نے کتاب "المصنع فی شرح الجمع" تالیف کی۔[2]

ابو الحسن الابیاری مالکی (متوفی ۵۵۷ھ۔۶۱۹ھ)[3]

آپ اصول، حدیث اور مذاہب الاربعہ کے عالم تھے۔ آپ ان کے پاس اسکاس کے لئے حاضر ہوتے۔ ابن خلکان آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ امام عبدالعزیز بن عبدالمنعم بن عبدالعزیز معروف ابن منجی تنوخی شافعی دمشقی نے بھی آپ سے علم اصول میں استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے ابوالحسن کی کتاب "البرہان" کی شرح لکھی۔

ابن منجی نے لکھا :

"وہی تکملۃ علی کتاب محمود الذی جمع فیہ بین المختصر و الجامع لابن یونس و الصفیہ لابی اسحاق . تکملۃ حسنۃ حقا تدل علی فرط فی الفقہ و اصولہ"[4]

ابن فرحون نے کتاب "الدیباج المذہب" میں انہوں نے ۶۱۹ھ میں وفات پائی۔ یاقوت حموی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (مفتوح الاصول ان کے علم اصول میں مہارت پر دلالت کرتی ہے)

ابن یدران الشیعی (متوفی ۶۱۹ھ) : آپ نے کتاب "تحفۃ المدوح الی علم الاصول و النحو" تالیف کی۔[5]

ابن قدامہ المقدسی حنبلی (متوفی ۵۴۱ھ۔۶۲۰ھ)[6]

آپ اصول اور فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔ شذرات میں ہے "انتہی الیہ معرفۃ المذہب و الخلاف و الاصول" آپ کی اصول فقہ میں ایک مشہور کتاب "المغنی فی شرح مختصر الخرقی" ہے جو دس جلدوں میں تالیف کی۔ آپ ۸۰ سال کی عمر میں ۶۲۰ھ میں عید الفطر کے دن ہوا۔ آپ کے جنازہ سے بہت بڑی تعداد نے شرکت کی۔

---

[1] ابن العماد، شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ج ۵، ص ۲۵۳

[2] عبدالرحمن بن عبداللہ بن حسین بن عبداللہ بن حسین بن احمد بن محمد بن عقیل ظفری، ہدیۃ العارفین، ج ۵، ص ۳۸۱

[3] ابو الحسن علی بن اسماعیل بن علی بن عبدالغنی ابیاری، حسن المدرس (۱۱۶۱ھ۔۱۲۳۱ھ) ابیار نامی جگہ میں پیدا ہوئے۔

[4] الدیباج، ص ۲۰۹، نفح الطیب، ج ۲، ص ۵۶۲

[5] ابو المحاسن عبدالرحمن بن سلیم بن عبدالغنی مقدسی، ہدیۃ العارفین، ج ۵، ص ۳۸۲

[6] موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ بن مقدام ابن نصر بن عبداللہ المقدسی الدمشقی (۱۱۴۷ھ۔۱۲۲۳ء)، تفصیلات میں دیکھئے ابن خلکان، ج ۲، ص ۱۱۔

الدرائی نے ان کے اجتہاد و وفات کی خصوصیت سے متعلق بعض علماء کے اقوال پیش کئے جو مندرجہ ذیل ہیں :

شیخ الاسلام تقی الدین احمد بن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) محمد بن مفلح بن محمد الحنبلی نے فرمایا :

"ما دخل القضاء بعد الأوزاعي أفقه من الشيخ الموفق"

(ہمارے شیخ موفق سے زیادہ فقیہ کوئی قاضی نہیں ہوا)

ابوبکر محمد بن صدقہ بن خلیفہ البغدادی نے فرمایا :

"ما انتهت إلى أحد رحلتنا أدرك درجة الاجتهاد إلا الموفق"

(ہمارے زمانہ میں شیخ موفق کے کسی اور کے پاس نہیں ہوئی جو اجتہاد کے اس مرتبہ پر پہنچا ہو)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "روضة الناظر وجنة المناظر" تالیف کی جو حنبلی مذہب کے اصول فقہ کا اہم ماخذ ہے۔ یہ کتاب پہلی بار ۱۳۴۲ھ/۱۹۲۳ء سے اب تک کئی بار چھپ چکی ہے۔ اس کتاب کا آغاز مقدمات منطقیہ سے ہوتا ہے پھر حکم شرعی، اقسام اور پھر ادلہ احکام پر گفتگو کی ہے۔ ان کی یہ کتاب سہولت ابواب اور جامعیت کے اعتبار سے بہت مختصر فی اصول ہے۔ بعض شراح نے قبل از قول بعض اشیاء اور مصالح مرسلہ کی بحث کے بعد تعارضات، مجاز، نص، ظاہر، مجمل، عموم و خصوص وغیرہ پر بحث کی۔ قیاس، اجماع، قلیل کو بیان کیا۔

روضۃ الناظر کی شرح و اختصار :

۱۔ شیخ عبدالقادر بن احمد بن مصطفیٰ بدران دمشقی نے "نزهة الخاطر العاطر" کے نام سے شرح لکھی جو روضۃ الناظر کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

۲۔ نجم الدین طوفی صرصری (متوفی ۷۱۶ھ) نے "مختصر روضة الموفق في الأصول على طريقة أهل الحديث" کے نام سے اختصار کیا۔[1]

طوفی کے اختصار کی شرح :

۳۔ احمد بن حمدان بن محمد العتقانی (متوفی ۸۰۶ھ) نے شرح مختصر الطوفی تالیف کی۔[2]

۴۔ بہاء الدین علی (متوفی مذکور) نے اس پر تائید کتاب تالیف کی۔[3]

ابوعمران موسیٰ الیمان شافعی (متوفی ۶۲۰ھ)

فقیہ اور صوفی تھے۔ انہوں نے ابواسحاق شیرازی کی کتاب "اللمع" کی شرح لکھی۔[4]

---

[1] الفتح السبكي ۳/۱۵۳۰ [2] معجم الأصوليين ۱/۸۰۸-۸۱۴ (۵۰)

[3] الفتح السبكي ۳/۱۵۳۲، ۱۵۳۵، ۱۵۳۸، شذرات الذهب ۵/۸۸-۹۲، روضة الخاطر، مقدمہ نزهة الخواطر، الوافي بالوفيات ۲/۱۵۰، محمد البدراني ۳/۱۳۳، عيد ابن الجيلاني ۱۳/۹۹-۱۰۳، الإعلام ۲/۱۸۱-۱۸۲

[4] أبو عمران موسى بن أحمد بن موسى بن سوق الضنهاجي اليمني، الجامع المكتوم ۲/۳۰، بغية الوعاة ۲/۳۴۹

۱۔ الخصفی حنفی (متوفی ۶۴۰ھ تقریباً) [1]

آپ ابو المعالی محمد بن محمود بن محمد الخوارزمی الخطیب اور حنفی فقیہ الاپغانی کے بھی استاد تھے۔ انہوں نے "فصول فی علم الاصول" تالیف کی۔ [2]

۲۔ قفر الواری شافعی (۵۵۸ھ۔۶۲۱ھ) [3]

فقیہ، اصولی اور متکلم تھے۔ بغداد میں ابو الفتح ابن فضلان سے تفقہ حاصل کیا۔ مدرسہ نظامیہ میں مدرس مقرر ہوئے۔ اس کے بعد بغداد، خوارزم اور شام کے مختلف علاقوں میں قیام کیا۔ دمشق میں قیام کے دوران تدریس و افتاء میں مشغول رہے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے امام رازی کی "المحصول" کا "التلخیص" کے نام سے اختصار لکھا۔ [4]

۳۔ تاج الدین الفارانی شافعی (متوفی ۶۲۲) [5]

انہوں نے ابو اسحاق شیرازی کی کتاب "اللمع" کی دو جلدوں میں شرح لکھی۔ [6]

۴۔ فخر الفارسی شافعی (متوفی ۶۲۳ھ) [7]

فقیہ، اصولی، صوفی، علوم عربیہ کے عارف اور ادیب تھے۔ اصفہان میں پیدا ہوئے اور وہیں مقیم رہے۔ ابن صلاح کے ہمعصر تھے۔ ابن صلاح کو "شیخنا" کہتے تھے۔ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "عطیۃ الفقیر وعطیۃ الفقیر" تالیف کی۔ [8]

۵۔ عبد الکریم الرافعی شافعی (۵۵۷ھ۔۶۲۳ھ) [9]

ابن الاہدل نے لکھا:

"كان او حد عصره في العلوم الدينية اصولاً وفروعاً ومجتهد زمانه في المذهب"

(اپنے عہد کے منفرد عالم دین تھے، اصول و فروع میں اپنے زمانے میں مجتہد کا مقام رکھتے تھے)

نام نگار نے لکھا:

"كان الامام الرافعي متضلعاً من علوم الشريعة تفسيراً وحديثاً واصولاً"

(امام رافعی علوم شرعیہ، تفسیر، حدیث اور اصول میں کامل دسترس رکھتے تھے)

---

۱ محمد بن محمد بن حسن ابی العباس، نجم الدین مشقی، المقدسی الخصفی متوفی ۶۴۳ھ۔ تقریباً

۲ کشف الظنون ۲/۱۲۶۱، اس میں "الحصفی" کے اضافے کے ساتھ مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۰، الجواہر المضیہ ۲/۲۶۹، خلاصۃ الذہب ص ۱۸۵، اس میں ان کا نام "ابو طاہر" لکھا ہے۔

۳ مقترن اسماعیل بن علی الواری الخوارزمی، تاج الدین (۶۲۳ھ۔۱۲۲۳ء) شیرازی میں وفات پائی۔

۴ بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۵۵، معجم البلدان ۸/۲۵۸ ۵ (ضیاء الدین ابو محمد حسن بن علی بن یحییٰ بن ہبۃ اللہ بن عبد الکریم ابن عبد اللہ بن سعید ابن عبد اللہ الشیبانی الواری)۔ ۶ کشف الظنون ۲/۱۵۶۲، ہدیۃ العارفین ۲/۵۳۵، معجم المؤلفین ۱۰/۳۲۱ (۱۸)

۷ ابو المعالی محمد بن ابراہیم بن احمد التمیر، فخر الدین مقری متوفی ۱۲۲۵ء۔ اصفہان میں وفات پائی۔

۸ خلاصۃ الذہب ص ۱۱۱، الدرج المنیف ۲/۵۵، الدارس ۱/۳۸۲، ۸۲۱

قاضی شہبہ نے کہا کہ امام ذہبی نے اپنی چالیس (۴۰) تالیفات میں یہ فرمایا:

"هو شيخنا امام الدين ، وناصر السنة صدقا ، كان او حد عصره في العلوم ، الذهبة اصولا وفروعا ، محققها ، ومجتهدها في الضعف ، وقريد زمانه في التفسير ، وكان له مجلس يقرئ فيه التفسير وتصحيح الحديث"[1]

مؤلفات اصولیہ: اصول پر ان کی کوئی کتاب کا نہیں ملتی ہے۔

محمد بن ابوبکر الاربلی (متوفی ۶۲۷ھ)

مشائخ معتزلہ میں سے تھے۔ انہوں نے ابن حاجب کی کتاب "منتهى السول والامل" کی شرح لکھی۔[2]

قاضی احمد بن منجلی العدنی شافعی (۵۵۶ھ/۶۳۰ھ)[3]

فقیہ، اصولی، مفسر اور قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ: ابن منجلی نے کتاب "التلخيص" کی شرح لکھی جس کا نام "شرح مشكل التلخيص" ہے۔ یہ شرح ابھی تک مخطوطات میں پائی جاتی ہے۔ "شرح مشكل التلخيص لابي اسحاق الشيرازي في الفروع" مقدمہ کے اپنے الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کے خیال میں یہ بات درست نہیں ہے اور اس بات کو انہوں نے صحیح نہیں سمجھا۔ اس لئے انہوں نے اس کی وضاحت کی ہے۔ "شرح المشكل في غريب اللمع وكلاهما في اصول الفقه"[4]

صدر الشریعہ الاکبر حنفی (متوفی ۶۳۵ھ)[5]

اصول فقہ میں مشہور ہے۔ "توضيح التنقيح" کا لقب "كافلة في الاصول والفروع" (اصول و فروع میں کافی) تھا۔ اپنے والد جمال الدین عبید اللہ سے تحصیل علم کی۔ آپ کے بیٹے محبوب الشریعہ سے آپ نے تعلیم پائی۔

مؤلفات اصولیہ: آپ نے کتاب "تنقيح الفصول في فروع الفصول" تالیف کی۔ رضا علی نے اس فروع والی کتاب کا نام "تنقيح الفصول" بتایا ہے۔ حاجی خلیفہ نے کتاب کا نام اس طرح لکھا ہے۔ "تنقيح الفصول في فروق الفصول والاصول" اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب اصول پر بھی ہے۔[6]

---

1. عبد الحی بن احمد بن محمد بن العماد العکری الحنبلی (۱۰۳۲ھ) شذرات الذہب فی اخبار من ذہب، ۸/۱۳۲۶ (۳۵۸) طبقات قاضی ابن قاضی شہبہ، ۱/۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰
2. محمد بن ابوبکر بن احمد الاربلی کا ذکر دمشق میں ملتا ہے۔ ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۶ میں ہے کہ ۶۲۷ھ میں وفات پائی۔
3. قاضی احمد بن یحییٰ بن منجلی بن بدران التمیمی الدارمی العدنی (۵۶۱ھ/۱۱۶۵ء) عدن (یمن) میں وفات پائی۔
4. ایضاح المکنون ۲/۲۰۱، ہدیۃ العارفین ۱/۱۸۲، معجم المؤلفین ۱۳/۱۸۲، کحالہ، معجم المؤلفین ۱۳/۱۸۲
5. شمس الدین احمد بن شہاب الدین عبید اللہ بن ابی الفتح بن احمد بن محمد الحنفی المعروف بالاکبر المتوفی ۶۳۵ھ
6. کشف الظنون ۱/۴۶۱، ہدیۃ العارفین ۱/۹۵۰۔ اس میں تاریخ وفات ۶۳۰ھ لکھا ہوا ہے۔ الفوائد البہیہ ص ۲۵، معجم المؤلفین ۱۳/۱۵۹، (۱۱)

سیف الدین الآمدی شافعی (۵۵۱ھ/۶۳۱ھ)[1]

آپ اصول کے شیوخ میں سے تھے۔ شروع میں حنبلی تھے پھر بغداد میں شافعی مسلک اپنایا۔ شام میں افرقۃ اصفر کی کے مدرسہ میں معید رہے۔ امام شافعی کے مقبرے سے متصل ہے۔ پھر جامع اموی کی خطابت و تدریس سپرد ہوئی۔ صدر مدرس رہے۔ آخر عمر تک صدارت پر فائز رہے۔ شام، مصر اور مشرق کے بعض علاقے دورہ کئے۔ دمشق میں فلسفہ پڑھانے کی وجہ سے حنابلہ کی طرف سے معزول کئے گئے۔ تقریباً تیس کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: (۱) الاحکام فی اصول الاحکام (۲) منتہی السول فی علم الاصول[2]

الاحکام فی اصول الاحکام کا تحقیقی تجزیہ:

ابن خلدون (متوفی) نے مؤلفات اصولیہ کے تذکرہ میں اس کتاب کی اہمیت کو اس طرح بیان کیا ہے۔ انہوں نے ابوالحسین کی المعتمد، امام الحرمین کی البرہان، ابوحامد الغزالی کی المستصفی، عبدالوہاب کی المقدمۃ اور ابوالحسین البصری کی کتاب المعتمد" کا ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے کہ متاخرین نے ان کتابوں کو اپنا ماخذ بنایا ہے۔

ثم لخص هذه الكتب الاربعة فحلال من المتكلمين المتاخرين وهما الامام فخر الدين بن الخطيب في كتاب المحصول وسيف الدين الامدي في كتاب الاحكام واختلفت طرقهما في العبارة بين التحقيق والجدل فابن الخطيب اميل الى الاستكثار من الادلة والاجتماع والامدي موفع بتحقيق المذاهب و تقريع المسائل[3]

ان کے بعد آنے والے متکلمین میں سے امام فخر الدین ابن الخطیب نے کتاب المحصول میں اور سیف الدین آمدی نے کتاب الاحکام میں ان چاروں کتابوں کو خلاصہ کیا ہے۔ ان دونوں کی طرز تحریر میں فرق ہے۔ ابن الخطیب تحقیق اور بحث میں آپس سے مختلف دلائل اور اجتماع کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں اور آمدی تحقیق کو ترجیح دیتے ہیں۔ مذاہب کی تحقیق اور مسائل کی تنقیح میں آمدی کا طریقہ زیادہ بہتر ہے۔

ابن خلدون شافعی مذہب میں ان کی تصنیفات کا بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

واختصر كتاب المنتهى الغزالي سماه مقدمات وقواعد في كتاب صغير سماه الصفحات وكذلك فعل البيضاوي في كتاب المنهاج وعلى المنوال يذهب الكتابين ويسرحيه كثير من الناس واما كتاب الاحكام للامدي وهو اكبر تحقيقا في المسائل المحتشه ابن عسر بن الحاجب في كتابه المعروف بالمختصر الكبير له اختصره في كتاب اخر سماه لبابه الحاصل وعلى اهل المشرق والمغرب به وبمطالعته و شرحه وحصلت وبذة طريقة المتكلمين في هذا الفن في هذه المختصرات[4]

---

[1] ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد بن سالم التغلبی (۵۵۱ھ/۱۱۵۶ء) دمشق میں وفات پائی۔
[2] ابن خلکان، ۳/۲۹۴-۲۹۵۔ کشف الظنون، ۱/۱۷۔ ہدیۃ العارفین، ۱/۶۵۸۔ الاعلام، ۴/۳۰۔ دائرۃ المعارف حیدرآباد، ۱/۳۵۰۔ آردو دائرۃ المعارف لاہور ۱۹۶۳ء، ۱۳/۳۱۲۔
[3] مقدمہ ابن خلدون، ص ۴۵۵ [4] حوالہ سابق، ص ۴۵۵، ۴۵۶

[illegible] ان اصولوں کو ایک مستقل فن کی حیثیت دی اور اس پر ایک مستقل کتاب لکھی۔ اس کتاب کی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہوتی ہے کہ بعد کے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں اور اس کی تلخیص کی۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ بعد کے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں اور اس کی تلخیص کی۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ بعد کے علماء نے اس کی شرحیں لکھیں اور اس کی تلخیص کی۔

[illegible] اس کتاب کے متعلق علامہ ابن حزم نے لکھا

وسمیته: کتاب الاحکام فی اصول الاحکام وقد جعلته مشتملا علی اربع قواعد الاولی فی تحقیق مفهوم اصول فقهه والثانیة فی تحقیق الدلیل السمعی واقسامه، وما یتصل به من لوازمه واحکامه الثالثة فی احکام المجتهدین، واحوال المفتی والمستفتین الرابعة فی ترجیحات طرق المطلوبات [illegible]

(اور میں نے اپنی اس کتاب کا نام "کتاب الاحکام فی اصول الاحکام" رکھا ہے اور اس کو چار قواعد پر مشتمل بنایا ہے پہلا اصول فقہ کے مفہوم کی تحقیق میں ہے دوسرا [illegible] دلیل سمعی کی تحقیق اور اس کی اقسام اور اس سے متعلق احکام کی تحقیق میں ہے تیسرا [illegible] مجتہدین کے احکام، مفتیوں اور مستفتیوں کے احوال میں ہے، چوتھا [illegible] مطلوبات کے طرق میں ترجیح [illegible])

الاحکام میں انہوں نے اول کلامی و عقلی مباحث بیان کئے۔ لفظ کی انواع، ادلہ کی حقیقت، کلام پر مباحث فقہ اور احکام شرعیہ اور حکم کی اقسام اور ادلہ احکام پر مشتمل ہے۔ پھر عام، خاص، روایات، مطلق، مقید، تخصیص اور ان کی انواع پر بحث کی۔ منطوق، مفہوم، نسخ، اجماع، مفہوم پھر قیاس، اس کی اقسام، مباحث اور پھر اجتہاد، فتویٰ، مفتی کے اوصاف، مستفتی کے وظائف، قیاس سے اثبات پر بحث کی۔ پھر اصحابہ، تابعین، اجماع، اختلاف، اجماع مرسل، استحسان، اجتہاد و تقلید پر گفتگو کی۔

الاحکام کی تالیف کا زمانہ: آمدی ۶۲۵ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ یہ ان کی عمر کے آخری زمانے میں جب عمر، شعور کی پختگی اور تجربہ اپنے کمال پر تھا، یہ ان زمانے کی تالیف ہے۔

الاحکام کی تلخیصات:

۱۔ ابوعمر بن الحاجب نے اپنی کتاب "مختصر الکبیر" میں اس کا خلاصہ لکھا۔[1]

۲۔ صفی الدین حنفی نے علامہ شیرازی کے حوالے سے لکھا کہ ابن حاجب نے اس کتاب کی تلخیص لکھی جس کا نام مختصر رکھا تھا۔[2]

---

[1] الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین آمدی، ۱/۸، مطبعہ السعادۃ، بجوار محافظہ مصر، طبع اول، ۱۹۱۴ء۔

[2] کشف الظنون، ۱/۱۰۱ [3] مقدمہ ابن الحاجب، ص ۳۵۵ [4] کشف الظنون، ۱/۱۰۱

الاحکام پر تحقیق۔ یہ کتاب عبدالرزاق حسفی کی تحقیق سے دمشق المکتب الاسلامی سے چھپی۔ پہلی مرتبہ ۱۳۸۷ھ میں بیروت سے اور دوسری مرتبہ ۱۴۰۲ھ میں بیروت سے دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔ محقق عبدالرزاق حسفی نے آمدی کی کتاب کے اسلوب کے متعلق لکھا:

"اقول ان الآمدی درس الفلسفة باقسامها المختلفة وتوغل فيها وتشعب بها روحه حتى ظهر اثر ذلك في تاليفه، ومن قرأ كتبه وخاصة ما الفه في علم الكلام واصول الفقه يتبين له ما ذكرت، كما يتبين له ميله الى كثرة التعارضة كثير الجدل واسع الخيال للتدقيقات في تفصيل المسائل، والترديد والسبر والتقسيم في الادلة الى درجة قد تنتهي بالقارئ احيانا الى الحيرة"[1]

(میں کہتا ہوں کہ آمدی کو فلسفہ کی مختلف اقسام میں عمل دخل حاصل تھا۔ یہ بات ان کی روح میں رچ بس گئی تھی اور اس کا اثر ان کی تالیف میں نمایاں نظر آتا ہے اور جو شخص علم کلام و اصول فقہ میں ان کی کتب کو پڑھتا ہے اس بات کا حصول کر لیتا ہے۔ اسی طرح ان کی تالیف سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ زیادہ مناظرہ، بحث، جدل، مسائل کی تفصیل میں دقیق طریق پیش کرنے والے، دلائل میں سبر و تقسیم کے بہت شوقین تھے اور اس تقسیم میں کبھی کبھار قاری کو بوجھل کر دیتے تھے)

ابوالمؤید موفق بن محمد الحنفی (متوفی ۵۷۹ھ۔ ۶۳۴ھ)[2]

فقہ الصوفی ہمارے مناظر رہے تھے۔ خوارزم کے ادیب تھے۔

مؤلفات اصولیہ ——— انہوں نے کتاب "الفصول في علم الاصول" تالیف کی۔ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا ذکر کرنے کے بعد کہا کہ طاہر بن محمد حنفی اور ابن عقیل نے بھی اسی نام سے کتب تالیف کی تھیں۔[3]

سید یحییٰ بن محسن الزیدی (متوفی ۶۳۶ھ)

انہوں نے کتاب "المنتخب في الاصول" تالیف کی۔[4]

احمد النحوي شافعی (متوفی ۵۸۳ھ۔ ۶۳۷ھ)[5]

آذربائیجان کے علاقے نحوی میں تعلیم حاصل کی جو خراسان میں کرام فخر الدین کے ساتھ قطب مصری سے اصول کی تعلیم حاصل کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام فخر الدین سے اصول کی تعلیم حاصل کی تھی۔ جمال الدین مصری کے بعد شام میں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز رہے۔

---

1. تحقیق عبدالرزاق حسفی۔ عبدالرزاق حسفی نے "از دمشق المکتب الاسلامی ۱۳۸۷ھ"
2. ابوالمؤید موفق بن حسن ابن سعید محمد بن علی الخوارزمی (۵۸۳ھ۔ ۶۳۶ھ) خوارزم میں ولادت اور وہیں وفات پائی۔
3. کشف الظنون ۲/۱۱۸۱، ہدیۃ العارفین ۲/۴۸۳، معجم المؤلفین ۱۳/۵۵
4. یحییٰ بن محسن بن کلاوۃ بن محمد۔ معجم الزیدی الیمنی ایضاح المکنون ۳/۵۲۸
5. ابوالعباس احمد بن خلیل بن سعادۃ بن جعفر بن عیسیٰ بن محمد شمس الدین النحوی (۵۸۳ھ۔ ۶۳۷ھ) آذربائیجان کے شہر نحوی سے تعلق تھا۔

مؤلفات اصولیہ : شذرات الذہب میں ہے "وله كتاب في اصول الفقه"[1]

ابوالحسن الحرالی مالکی (متوفی ۶۳۷ھ)[2]

فقیہ، اصولی، نظار، مفسر، محقق، ادیب تھے۔ تحصیل علم مغرب کے مشرق کا سفر کیا۔ مدت تک الدیار رہے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : الشیخ السبکی میں ہے

"وله مصنفات في الاصول والمنطق والطبعات والالهيات والفرائض"

(ان میں اصول، منطق، الٰہیات، طبعیات اور فرائض میں تصنیفات ہیں)

آپ کے بارے میں شیخ ابوالعباس القرطبی کا بیان ہے

"تعلما عليه تفسير الفاتحة في مجموعة اسفير - فكان بالغني في التعليم قوانين تتعلق في علم التفسير صونة اصول الفقه في الاحكام"[3]

(ان سے ان کے بیٹے ابوالعباس احمد نے سورۃ فاتحہ کی تفسیر سفر میں پڑھی۔ آپ تعلیم میں ایسے قوانین کا لحاظ رکھتے تھے جو تفسیر میں اصول فقہ کے احکام کا لحاظ رکھتے ہیں)

جمال الدین الحصیری حنفی (متوفی ۵۴۶ھ یا ۶۳۷ھ)[4]

فقیہ، اصولی، متکلم تھے۔ ان کے والد تاجر تھے جو حصیر (چٹائی) کا کام پیشہ سے وابستہ تھے، اس نے تحصیل علم شروع کیا۔ حسن بن منصور قاضی خان سے تفقہ حاصل کیا۔ طلب علم و تحصیل کمال کے لئے نیشاپور، حلب، شام، بغداد، دمشق کے سفر کئے۔ ان کا قول ہے "وصار الي دمشق فصنف كتاب الهداية الحنفية به مذهب حنفی کی ریاست ان پر ختم ہوئی تھی۔ زندگی بھر تدریس، تصنیف، افتاء و قضاء کی خدمات انجام دیتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ : ان کتابوں میں سے ایک کتاب ہے "وله كتاب الطريقة الحصيرية في الخلاف بين الحنفية والشافعية"[5]

ابوالعباس المقدسی شافعی (متوفی ۶۳۸ھ)[6]

فقیہ، اصولی تھے۔ دمشق کا سفر کیا، وہیں کے ہو رہے تھے، وہیں تک کے تعلیم دی کے اخیر تک مدرسہ میں تدریس کی۔ صحت کے ضعف میں آپ کا ہاتھ شل ہو گیا تھا پھر بلغم پر پہنچا۔ نکبت سے اور اوقاتیجوں پر گزرتی رہی۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۵/۴۲۷، الوافی بالوفیات، الصفدی ۶/۳۷۵، شذرات الذہب ۵/۱۸۳، کشف الظنون ۱/۱۰۱، الفتح المبین ۲/۱۷۱، الاعلام ۲/۲۷۳

[2] ابوالحسن علی بن احمد بن احسن بن ابراہیم التجیبی الحرالی الاندلسی المراکشی متوفی ۶۳۷ھ، مراکش میں ۵۷۱ھ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔

[3] شذرات الذہب ۵/۱۸۳، الفتح المبین ۲/۱۰۷، کشف الظنون ۲/۱۰۷۰

[4] ابومحمد محمود بن احمد بن عبدالعزیز بن برہان بن تاج الدین عبدالملک بن عمر بن عبدالعزیز بخاری الحصیری، جمال الدین (۵۵۱ھ - ۶۳۶ھ) بخارا میں پیدا ہوئے اور وہیں سے تفقہ حاصل کیا۔

[5] الاعلام، خیر الدین الزرکلی ۷/۱۷۶، معجم المطبوعات العربیۃ ۱۳۴۷ھ - ۱۹۲۸ء، ایضاح المکنون ۲/۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، الفوائد البہیۃ ص ۲۰۵، کشف الظنون ۲/۱۰۶۱، ابن کثیر ۱۳/۱۵۲

[6] ابوالعباس احمد بن عمر بن طلب بن سالم المقدسی الصالحی ثم الدمشقی الشافعی متوفی ۶۳۸ھ

مؤلفات اصولیہ : آپ نے "شرح المحصول" تالیف امام فخر الدین رازی کی اصول فقہ کی کتاب "المحصول" کی شرح لکھی ہے۔[1]

سیف الدین آمدی (۵۵۱ھ۔۶۳۱ھ)[2]

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب، مناظر، مؤرخ، مفسر، متکلم، منطقی، فلسفی اور اصول میں تبحر علمی حاصل تھا۔ ان فنون کے ان جیسا ملک کا قول ہے کہ انہوں نے ان کے متعلق کہا ہے کہ

"كان من افضل اهل عصره تفننا في العلوم، وبراعة في المنثور والمنظوم،
واوفر النصيب من الفقه والاصول"

(اپنے زمانے کے افضل ترین لوگوں میں سے تھے، علوم میں تفنن، نثر و نظم میں مہارت اور فقہ و اصول کا بہت بڑا حصہ رکھتے تھے)

مؤلفات اصولیہ : ابن الرحون نے لکھا :

"وله تعاليق جليلة على كتاب المستصفى في اصول الفقه"[3]

(المستصفی فی اصول الفقہ پر ان کی بہت جلیل تعلیقات ہیں)

ابراہیم الزیدی (متوفی ۶۳۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : ان کی تصنیف اصول پر تالیف ہیں۔[4]

ابن الصلاح شافعی (متوفی ۵۷۷ھ۔۶۴۳ھ)[5]

فقیہ، اصولی، مفسر، محدث اور لغوی تھے۔ اپنے والد سے علم سیکھا، جن کا شمار بڑے بڑے زہاد میں ہوتا تھا۔ موصل، بغداد، خلاط پھر دمشق اور قدس وغیرہ کی طرف سفر کئے اور وہاں کے مشہور علماء سے علم حاصل کیا۔ شیخ ابو الحسن بن الصباغ، احمد بن سید الدین بن عساکر اور ابن طبقان نے ان سے روایت کیا ہے۔[6]

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا البتہ اصول فقہ میں ان کی آراء ملتی ہیں۔ مثلاً :

۱۔ قوله : ان الصحابي اذا قال : عن النبي كذا : فهو محمول على السماع

۲۔ اذا قال الصحابي : كنا نفعل كذا في عهده صلى الله عليه وسلم كان حجة

---

[1] ایضاح المکنون ۲/۱۸۹، ہدیۃ العارفین ۱/۹۳۵، شذرات الذہب ۵/۱۸۹، الاعلام للزرکلی ۲/۱۲۵ (۱۲۵)

[2] الاعلام لابن کمال پاشا بحوالہ الاعلام للزرکلی ۲/۱۲۵ (۱۲۵)، الوافی بالوفیات ۲/۱۳۳ (۱۳۳)

[3] ہدیۃ العارفین ۱/۷۳۵، الدیباج المذہب ۲/۲۰۵، الفتح المبین ۲/۲۲، کشف الظنون ۲/۱۳۳۰ (۱۳۳۰)، معجم المطبوعات ۲/۱۸۵

[4] معجم المؤلفین ۱/۳۰۰، عمر رضا کحالہ، مکتبۃ المثنی بیروت

[5] ابن الصلاح ابو عمرو عثمان بن عبد الرحمن بن عثمان بن موسیٰ بن ابی نصر الکردی الشہرزوری الشرخانی تقی الدین متوفی ۶۴۳ھ، فقہ و حدیث کے امام، مفتی دمشق تھے۔ [6] الفتح المبین ۲/۶۲-۶۳

حسام الدین الاخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ)[1]

فقہ اور اصول دونوں میں امام تھے علامہ حسام الدین محمد بن محمد بن عمر اخسیکثی حنفی ہیں سے تھے[2] آپ فرغانہ میں تیرہویں صدی کے نصف اخیر میں اخسیکث کے باشندے تھے[3] آپ کا اصل نام حسام الدین ہے لقب سے مشہور ہیں کبھی کبھی ابن امام لقب بھی کہا جاتا ہے۔

المنتخب الحسامی کا تعارف :

ان کی تصانیف میں سے "المنتخب الحسامی" اصول فقہ کی اہم کتاب ہے جس کا شمار جامع اور مشکل متون میں ہوتا ہے۔ بہت سے مسائل کو مختصر عبارت میں بیان کرنے "مختصر" کا علم واقعی بنا دیا ہے۔ اس نے ان پر کثرت سے شروح و تعلیقات لکھی گئی ہیں۔ الفوائد البہیہ میں ہے

"له المختصر في اصول الفقه المعروف بالمنتخب الحسامي"

(اصول فقہ میں ان کا ایک مختصر ہے جو "المنتخب الحسامی" سے معروف ہے)

دوسرا لکھتے ہیں :

"وقد طالعت مختصره المعروف بالمنتخب الحسامي سماه الى لقبه حسام الدين وهو مختصر متداول معتبر عند الاصوليين قد شرحه جمع غفير من الفقهاء الكاملين"[4]

(میں نے ان کے مختصر کا جو ان کے لقب حسام الدین کی جانب سے "المنتخب الحسامی" سے معروف ہے مطالعہ کیا ان کی کتاب اصولیین کے یہاں ایک متداول (مروج) اور معتبر مختصر ہے۔ فقہاء کاملین میں سے ایک جماعت نے اس کی شرحیں لکھیں)

صاحب هدية العارفين نے بھی یہی لکھا کہ یہ کتاب علماء کے یہاں مشہور ہے۔

منتخب کے شارحین اس کتاب پر زیادہ تر عربی فارسی اور اردو میں شرحیں لکھی گئیں۔ ان میں سے مختصر مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ محمد بن محمد بن حسین ابو الفضل نورالدین حنفی نے شرح لکھی اور اس کی تالیف ۷۵۳ھ میں فارغ ہوئے۔

اس شرح پر حاشیہ — الحمد منصور احمد ابن یزید القانی حنفی متوفی ۸۰۵ھ نے اس پر حاشیہ لکھا۔[5]

۲۔ مؤید الدین ابو محمد منصور بن احمد بن یزید الخوارزمی القانی حنفی متوفی ۸۰۵ھ[6]

۳۔ شیخ حسام الدین حسین بن علی صغناقی متوفی ۷۱۰ھ یا ۷۱۴ھ نے "الوافی" کے نام سے شرح لکھی۔[7]

---

۱ محمد بن محمد حنفی ۱۲۲۰ھ ۲ نظم الفوائد البهية ص ۱۸۸، الجوهر المضيه ۲/ ۱۰۰، هدية العارفين ۲/ ۱۲۲

۳ الطباع المكنون ۳/ ۵۲۹، هدية العارفين ۲/ ۱۲۸ ۴ هدية العارفين ۲/ ۴۷۳

۵ هدية العارفين ۲/ ۳۱۳، الشقائق النعمانية ۱/ ۱۱۲، معجم المؤلفين ۱۲/ ۲۰۷، ۲۰۸ (۳۰۷)

۲۔ [illegible] السمنی متوفی ۱۰۰۰ھ نے دو شرحیں تالیف کیں۔ پہلی شرح مختصر ہے اور دوسری شرح مطول ہے۔

۳۔ شیخ [illegible] بجوری متوفی ۱۲۷۷ھ نے "التحفیل" یا "تحفۃ التحقیق" کے نام سے شرح لکھی۔

۴۔ [illegible] شافعی متوفی ۱۰۰۰ھ۔

۵۔ شیخ قوام الدین کاکی بن اسماعیل اتقانی حنفی متوفی ۷۵۸ھ نے "الحسینی" کے نام سے شرح لکھی۔

۶۔ صدر الدین بن قاضی بدایون بن شیخ محمد الحسینی قنوجی بدایونی متوفی ۸۰۲ھ۔

۷۔ صدر الدین بن قاضی خیر آبادی سندی حنفی متوفی ۸۸۲ھ۔

حواشی و رد شرح:

۱۔ [illegible] بن [illegible] دلجوی متوفی ۷۵۰ھ یا ۷۵۲ھ۔

۲۔ عبد الحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی حنفی متوفی ۱۰۶۷ھ۔

حواشی پر تعلیقہ: تاج الدین احمد شاہ بن بہاء الدین بن عوض تمانی متوفی ۱۰۰۰ھ نے "الکشف" پر تعلیقہ لکھا۔

پندرہویں صدی ہجری تک شرح پر حواشی:

نظم العلامی علی شرح الحسامی	مولانا عزیز اللہ بن محمد احسن بن محمد محب اللہ لکھنوی (متوفی ؟)
شرح الحسامی	شیخ یعقوب بن یوسف الطبانی (مصری) (متوفی ؟)
العلمی شرح الحسامی	مولانا عبد الحق بن امیر حیدر دہلوی متوفی ۱۳۳۰ھ
تعلیق الحسامی علی الحسامی	لیس بن مولانا فخر الاسلام شاہجہانپوری
حاشیہ علی الحسامی	قاضی عبد النبی احمد نگری متوفی ۱۱۴۳ھ۔

۱۔ [illegible] ۲۔ [illegible] ۳۔ [illegible] ۴۔ [illegible] ۵۔ [illegible] ۶۔ [illegible] ۷۔ [illegible]

ابن الحاجب مالکی (۵۷۰ھ۔۶۴۶ھ)[1]

فقیہ، اصولی، متکلم، نحوی، محقق، شاعر اور ادیب تھے۔ شام و دمشق سے کئی سفر کیے۔ ۶۱۷ھ میں اسکندریہ آئے اور تدریسی خدمات انجام دینے لگے۔ اسی زمانہ میں دمشق کے سلطان صالح اسماعیل نے ایک شیخ تعیین کے حوالے کرنا چاہا اس پر ابن حاجب اور شیخ عزالدین ابن عبدالسلام متوفی ۶۶۰ھ نے تحریر پیش کی اور اس سے انکار کیا، سلطان ناراض ہوا اور ان کے لئے دعا خطیب سے نکال دیا۔ ۶۲۸ھ میں واپس قاہرہ آ کر تدریس و تالیف میں مشغول ہو گئے۔ ابن حاجب نے اصول فقہ کی تعلیم شرح اسم بان لمحسوبی ابوالحسن الابیوردی مکمل اصول متوفی ۶۱۸ھ سے حاصل کی۔ امام شہاب الدین قرافی اصولی متوفی ۶۸۴ھ صاحب التنقیح فی مختصر المحصول لفخر الرازی، نفائس الاصول شرح المحصول للرازی اور قاضی عضد الدین ایجی اصولی متوفی ۷۵۶ھ جنہوں نے اصول فقہ میں شرح مختصر ابن حاجب کے شارحین میں شامل ہیں۔ الدیباج میں شیخ امام شہاب الدین محقق حنفی یمانی شامی کے حوالے سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنی کتاب "الذیل علی الروضتین" میں لکھا

"کان ابن الحاجب رئیسا فی الکمال فی العلم والعمل مارعا فی العلوم الاصولیة والتحقیق علم العربیة ..... "

(ابن حاجب ارکان دین میں سے ایک رکن تھے جو اصول اور تحقیق علم العربیہ ..... میں مہارت تامہ رکھتے تھے)

اور آگے لکھتے ہیں:

"وصف مختصرا فی اصول الفقه ثم اختصره"

(انہوں نے اصول فقہ میں ایک مختصر تصنیف پھر خود ہی اس کا اختصار کر دیا)

ورقال الدین الدماطینی سے منقول ہے۔

"لیس للشافعیة مثل مختصر ابن الحاجب للمالکیة"

(ابن حاجب مالکی کی مختصر جیسی شافعیہ کے پاس کوئی مختصر نہیں ہے)

مؤلفات اصولیہ

(۱) منتهى السول والامل فی علم الاصول والجدل

(۲) مختصر منتهى السول والامل[2]

ابن حاجب نے پہلے منتہی السول والامل تالیف کی اور پھر اس کا اختصار کیا جو "مختصر ابن حاجب" سے مشہور ہے۔ دونوں کتابیں ہر زمانے میں شارحین وغیرہ کے لئے توجہ کا مرکز رہیں اور ان پر کثرت سے شرحین، حواشی، تعلیقات وغیرہ لکھے جاتے رہے۔ تاریخ وفات کی رعایت ترتیب کے ساتھ ان کو ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے

---

[1] ابوعمرو عثمان ابن عمر بن ابوبکر بن یونس حاجبی الدین ۱۷۰ھ، مصر میں ولادت ہوئی۔

[2] فوات الوفیات ۲/۱۵۔۶۶، ۲/۱۵۲، ۲/۱۵۳، ۲/۱۵۴، ۲/۱۵۵، ۲/۱۵۶، ۲/۱۵۷، ۲/۱۵۸، الدیباج ۲/۱۵۹، ۲/۱۶۰، ۲/۱۶۱، ۲/۱۶۲، ۲/۱۶۳، ۲/۱۶۴، ۲/۱۶۵، ۲/۱۶۶، ۲/۱۶۷، ۲/۱۶۸، ۲/۱۶۹، ۲/۱۷۰، ۲/۱۷۱، ۲/۱۷۲، ۲/۱۷۳، ۲/۱۷۴، ۲/۱۷۵، ۲/۱۷۶، ۲/۱۷۷، ۲/۱۷۸، ۲/۱۷۹، ۲/۱۸۰، ۲/۱۸۱، ۲/۱۸۲، ۲/۱۸۳، ۲/۱۸۴، ۲/۱۸۵، ۲/۱۸۶، ۲/۱۸۷، ۲/۱۸۸، ۲/۱۸۹، ۲/۱۹۰، ۲/۱۹۱، ۲/۱۹۲، ۲/۱۹۳، ۲/۱۹۴، ۲/۱۹۵، ۲/۱۹۶، ۲/۱۹۷، ۲/۱۹۸، ۲/۱۹۹، ۲/۲۰۰، ۲/۲۰۱، ۲/۲۰۲، ۲/۲۰۳، ۲/۲۰۴، ۲/۲۰۵، ۲/۲۰۶، ۲/۲۰۷، ۲/۲۰۸، ۲/۲۰۹، ۲/۲۱۰، ۲/۲۱۱، ۲/۲۱۲، ۲/۲۱۳، ۲/۲۱۴، ۲/۲۱۵، ۲/۲۱۶، ۲/۲۱۷، ۲/۲۱۸، ۲/۲۱۹، ۲/۲۲۰، ۲/۲۲۱، ۲/۲۲۲، ۲/۲۲۳، ۲/۲۲۴، ۲/۲۲۵، ۲/۲۲۶، ۲/۲۲۷، ۲/۲۲۸، ۲/۲۲۹، ۲/۲۳۰، ۲/۲۳۱، ۲/۲۳۲، ۲/۲۳۳، ۲/۲۳۴، ۲/۲۳۵، ۲/۲۳۶، ۲/۲۳۷، ۲/۲۳۸، ۲/۲۳۹، ۲/۲۴۰، ۲/۲۴۱، ۲/۲۴۲، ۲/۲۴۳، ۲/۲۴۴، ۲/۲۴۵، ۲/۲۴۶، ۲/۲۴۷، ۲/۲۴۸، ۲/۲۴۹، ۲/۲۵۰، ۲/۲۵۱، ۲/۲۵۲، ۲/۲۵۳، ۲/۲۵۴، ۲/۲۵۵، ۲/۲۵۶، ۲/۲۵۷، ۲/۲۵۸، ۲/۲۵۹، ۲/۲۶۰، ۲/۲۶۱، ۲/۲۶۲، ۲/۲۶۳، ۲/۲۶۴، ۲/۲۶۵، ۲/۲۶۶، ۲/۲۶۷، ۲/۲۶۸، ۲/۲۶۹، ۲/۲۷۰، ۲/۲۷۱، ۲/۲۷۲، ۲/۲۷۳، ۲/۲۷۴، ۲/۲۷۵، ۲/۲۷۶، ۲/۲۷۷، ۲/۲۷۸، ۲/۲۷۹، ۲/۲۸۰، ۲/۲۸۱، ۲/۲۸۲، ۲/۲۸۳، ۲/۲۸۴، ۲/۲۸۵، ۲/۲۸۶، ۲/۲۸۷، ۲/۲۸۸، ۲/۲۸۹، ۲/۲۹۰، ۲/۲۹۱، ۲/۲۹۲، ۲/۲۹۳، ۲/۲۹۴، ۲/۲۹۵، ۲/۲۹۶، ۲/۲۹۷، ۲/۲۹۸، ۲/۲۹۹، ۲/۳۰۰، ۲/۳۰۱، ۲/۳۰۲، ۲/۳۰۳، ۲/۳۰۴، ۲/۳۰۵، ۲/۳۰۶، ۲/۳۰۷، ۲/۳۰۸، ۲/۳۰۹، ۲/۳۱۰، ۲/۳۱۱، ۲/۳۱۲، ۲/۳۱۳، ۲/۳۱۴، ۲/۳۱۵، ۲/۳۱۶، ۲/۳۱۷، ۲/۳۱۸، ۲/۳۱۹، ۲/۳۲۰، ۲/۳۲۱، ۲/۳۲۲، ۲/۳۲۳، ۲/۳۲۴، ۲/۳۲۵، ۲/۳۲۶، ۲/۳۲۷، ۲/۳۲۸، ۲/۳۲۹، ۲/۳۳۰، ۲/۳۳۱، ۲/۳۳۲، ۲/۳۳۳، ۲/۳۳۴، ۲/۳۳۵، ۲/۳۳۶، ۲/۳۳۷، ۲/۳۳۸، ۲/۳۳۹، ۲/۳۴۰، ۲/۳۴۱، ۲/۳۴۲، ۲/۳۴۳، ۲/۳۴۴، ۲/۳۴۵، ۲/۳۴۶، ۲/۳۴۷، ۲/۳۴۸، ۲/۳۴۹، ۲/۳۵۰، ۲/۳۵۱، ۲/۳۵۲، ۲/۳۵۳، ۲/۳۵۴، ۲/۳۵۵، ۲/۳۵۶، ۲/۳۵۷، ۲/۳۵۸، ۲/۳۵۹، ۲/۳۶۰، ۲/۳۶۱، ۲/۳۶۲، ۲/۳۶۳، ۲/۳۶۴، ۲/۳۶۵، ۲/۳۶۶، ۲/۳۶۷، ۲/۳۶۸، ۲/۳۶۹، ۲/۳۷۰، ۲/۳۷۱، ۲/۳۷۲، ۲/۳۷۳، ۲/۳۷۴، ۲/۳۷۵، ۲/۳۷۶، ۲/۳۷۷، ۲/۳۷۸، ۲/۳۷۹، ۲/۳۸۰، ۲/۳۸۱، ۲/۳۸۲، ۲/۳۸۳، ۲/۳۸۴، ۲/۳۸۵، ۲/۳۸۶، ۲/۳۸۷، ۲/۳۸۸، ۲/۳۸۹، ۲/۳۹۰، ۲/۳۹۱، ۲/۳۹۲، ۲/۳۹۳، ۲/۳۹۴، ۲/۳۹۵، ۲/۳۹۶، ۲/۳۹۷، ۲/۳۹۸، ۲/۳۹۹، ۲/۴۰۰، ۲/۴۰۱، ۲/۴۰۲، ۲/۴۰۳، ۲/۴۰۴، ۲/۴۰۵، ۲/۴۰۶، ۲/۴۰۷، ۲/۴۰۸، ۲/۴۰۹، ۲/۴۱۰، ۲/۴۱۱، ۲/۴۱۲، ۲/۴۱۳، ۲/۴۱۴، ۲/۴۱۵، ۲/۴۱۶، ۲/۴۱۷، ۲/۴۱۸، ۲/۴۱۹، ۲/۴۲۰، ۲/۴۲۱، ۲/۴۲۲، ۲/۴۲۳، ۲/۴۲۴، ۲/۴۲۵، ۲/۴۲۶، ۲/۴۲۷، ۲/۴۲۸، ۲/۴۲۹، ۲/۴۳۰، ۲/۴۳۱، ۲/۴۳۲، ۲/۴۳۳، ۲/۴۳۴، ۲/۴۳۵، ۲/۴۳۶، ۲/۴۳۷، ۲/۴۳۸، ۲/۴۳۹، ۲/۴۴۰، ۲/۴۴۱، ۲/۴۴۲، ۲/۴۴۳، ۲/۴۴۴، ۲/۴۴۵، ۲/۴۴۶، ۲/۴۴۷، ۲/۴۴۸، ۲/۴۴۹، ۲/۴۵۰، ۲/۴۵۱، ۲/۴۵۲، ۲/۴۵۳، ۲/۴۵۴، ۲/۴۵۵، ۲/۴۵۶، ۲/۴۵۷، ۲/۴۵۸، ۲/۴۵۹، ۲/۴۶۰، ۲/۴۶۱، ۲/۴۶۲، ۲/۴۶۳، ۲/۴۶۴، ۲/۴۶۵، ۲/۴۶۶، ۲/۴۶۷، ۲/۴۶۸، ۲/۴۶۹، ۲/۴۷۰، ۲/۴۷۱، ۲/۴۷۲، ۲/۴۷۳، ۲/۴۷۴، ۲/۴۷۵، ۲/۴۷۶، ۲/۴۷۷، ۲/۴۷۸، ۲/۴۷۹، ۲/۴۸۰، ۲/۴۸۱، ۲/۴۸۲، ۲/۴۸۳، ۲/۴۸۴، ۲/۴۸۵، ۲/۴۸۶، ۲/۴۸۷، ۲/۴۸۸، ۲/۴۸۹، ۲/۴۹۰، ۲/۴۹۱، ۲/۴۹۲، ۲/۴۹۳، ۲/۴۹۴، ۲/۴۹۵، ۲/۴۹۶، ۲/۴۹۷، ۲/۴۹۸، ۲/۴۹۹، ۲/۵۰۰، ۲/۵۰۱، ۲/۵۰۲، ۲/۵۰۳، ۲/۵۰۴، ۲/۵۰۵، ۲/۵۰۶، ۲/۵۰۷، ۲/۵۰۸، ۲/۵۰۹، ۲/۵۱۰، ۲/۵۱۱، ۲/۵۱۲، ۲/۵۱۳، ۲/۵۱۴، ۲/۵۱۵، ۲/۵۱۶، ۲/۵۱۷، ۲/۵۱۸، ۲/۵۱۹، ۲/۵۲۰، ۲/۵۲۱، ۲/۵۲۲، ۲/۵۲۳، ۲/۵۲۴، ۲/۵۲۵، ۲/۵۲۶، ۲/۵۲۷، ۲/۵۲۸، ۲/۵۲۹، ۲/۵۳۰، ۲/۵۳۱، ۲/۵۳۲، ۲/۵۳۳، ۲/۵۳۴، ۲/۵۳۵، ۲/۵۳۶، ۲/۵۳۷، ۲/۵۳۸، ۲/۵۳۹، ۲/۵۴۰، ۲/۵۴۱، ۲/۵۴۲، ۲/۵۴۳، ۲/۵۴۴، ۲/۵۴۵، ۲/۵۴۶، ۲/۵۴۷، ۲/۵۴۸، ۲/۵۴۹، ۲/۵۵۰، ۲/۵۵۱، ۲/۵۵۲، ۲/۵۵۳، ۲/۵۵۴، ۲/۵۵۵، ۲/۵۵۶، ۲/۵۵۷، ۲/۵۵۸، ۲/۵۵۹، ۲/۵۶۰، ۲/۵۶۱، ۲/۵۶۲، ۲/۵۶۳، ۲/۵۶۴، ۲/۵۶۵، ۲/۵۶۶، ۲/۵۶۷، ۲/۵۶۸، ۲/۵۶۹، ۲/۵۷۰، ۲/۵۷۱، ۲/۵۷۲، ۲/۵۷۳، ۲/۵۷۴، ۲/۵۷۵، ۲/۵۷۶، ۲/۵۷۷، ۲/۵۷۸، ۲/۵۷۹، ۲/۵۸۰، ۲/۵۸۱، ۲/۵۸۲، ۲/۵۸۳، ۲/۵۸۴، ۲/۵۸۵، ۲/۵۸۶، ۲/۵۸۷، ۲/۵۸۸، ۲/۵۸۹، ۲/۵۹۰، ۲/۵۹۱، ۲/۵۹۲، ۲/۵۹۳، ۲/۵۹۴، ۲/۵۹۵، ۲/۵۹۶، ۲/۵۹۷، ۲/۵۹۸، ۲/۵۹۹، ۲/۶۰۰، ۲/۶۰۱، ۲/۶۰۲، ۲/۶۰۳، ۲/۶۰۴، ۲/۶۰۵، ۲/۶۰۶، ۲/۶۰۷، ۲/۶۰۸، ۲/۶۰۹، ۲/۶۱۰، ۲/۶۱۱، ۲/۶۱۲، ۲/۶۱۳، ۲/۶۱۴، ۲/۶۱۵، ۲/۶۱۶، ۲/۶۱۷، ۲/۶۱۸، ۲/۶۱۹، ۲/۶۲۰، ۲/۶۲۱، ۲/۶۲۲، ۲/۶۲۳، ۲/۶۲۴، ۲/۶۲۵، ۲/۶۲۶، ۲/۶۲۷، ۲/۶۲۸، ۲/۶۲۹، ۲/۶۳۰، ۲/۶۳۱، ۲/۶۳۲، ۲/۶۳۳، ۲/۶۳۴، ۲/۶۳۵، ۲/۶۳۶، ۲/۶۳۷، ۲/۶۳۸، ۲/۶۳۹، ۲/۶۴۰، ۲/۶۴۱، ۲/۶۴۲، ۲/۶۴۳، ۲/۶۴۴، ۲/۶۴۵، ۲/۶۴۶، ۲/۶۴۷، ۲/۶۴۸، ۲/۶۴۹، ۲/۶۵۰، ۲/۶۵۱، ۲/۶۵۲، ۲/۶۵۳، ۲/۶۵۴، ۲/۶۵۵، ۲/۶۵۶، ۲/۶۵۷، ۲/۶۵۸، ۲/۶۵۹، ۲/۶۶۰، ۲/۶۶۱، ۲/۶۶۲، ۲/۶۶۳، ۲/۶۶۴، ۲/۶۶۵، ۲/۶۶۶، ۲/۶۶۷، ۲/۶۶۸، ۲/۶۶۹، ۲/۶۷۰، ۲/۶۷۱، ۲/۶۷۲، ۲/۶۷۳، ۲/۶۷۴، ۲/۶۷۵، ۲/۶۷۶، ۲/۶۷۷، ۲/۶۷۸، ۲/۶۷۹، ۲/۶۸۰، ۲/۶۸۱، ۲/۶۸۲، ۲/۶۸۳، ۲/۶۸۴، ۲/۶۸۵، ۲/۶۸۶، ۲/۶۸۷، ۲/۶۸۸، ۲/۶۸۹، ۲/۶۹۰، ۲/۶۹۱، ۲/۶۹۲، ۲/۶۹۳، ۲/۶۹۴، ۲/۶۹۵، ۲/۶۹۶، ۲/۶۹۷، ۲/۶۹۸، ۲/۶۹۹، ۲/۷۰۰، ۲/۷۰۱، ۲/۷۰۲، ۲/۷۰۳، ۲/۷۰۴، ۲/۷۰۵، ۲/۷۰۶، ۲/۷۰۷، ۲/۷۰۸، ۲/۷۰۹، ۲/۷۱۰، ۲/۷۱۱، ۲/۷۱۲، ۲/۷۱۳، ۲/۷۱۴، ۲/۷۱۵، ۲/۷۱۶، ۲/۷۱۷، ۲/۷۱۸، ۲/۷۱۹، ۲/۷۲۰، ۲/۷۲۱، ۲/۷۲۲، ۲/۷۲۳، ۲/۷۲۴، ۲/۷۲۵، ۲/۷۲۶، ۲/۷۲۷، ۲/۷۲۸، ۲/۷۲۹، ۲/۷۳۰، ۲/۷۳۱، ۲/۷۳۲، ۲/۷۳۳، ۲/۷۳۴، ۲/۷۳۵، ۲/۷۳۶، ۲/۷۳۷، ۲/۷۳۸، ۲/۷۳۹، ۲/۷۴۰، ۲/۷۴۱، ۲/۷۴۲، ۲/۷۴۳، ۲/۷۴۴، ۲/۷۴۵، ۲/۷۴۶، ۲/۷۴۷، ۲/۷۴۸، ۲/۷۴۹، ۲/۷۵۰، ۲/۷۵۱، ۲/۷۵۲، ۲/۷۵۳، ۲/۷۵۴، ۲/۷۵۵، ۲/۷۵۶، ۲/۷۵۷، ۲/۷۵۸، ۲/۷۵۹، ۲/۷۶۰، ۲/۷۶۱، ۲/۷۶۲، ۲/۷۶۳، ۲/۷۶۴، ۲/۷۶۵، ۲/۷۶۶، ۲/۷۶۷، ۲/۷۶۸، ۲/۷۶۹، ۲/۷۷۰، ۲/۷۷۱، ۲/۷۷۲، ۲/۷۷۳، ۲/۷۷۴، ۲/۷۷۵، ۲/۷۷۶، ۲/۷۷۷، ۲/۷۷۸، ۲/۷۷۹، ۲/۷۸۰، ۲/۷۸۱، ۲/۷۸۲، ۲/۷۸۳، ۲/۷۸۴، ۲/۷۸۵، ۲/۷۸۶، ۲/۷۸۷، ۲/۷۸۸، ۲/۷۸۹، ۲/۷۹۰، ۲/۷۹۱، ۲/۷۹۲، ۲/۷۹۳، ۲/۷۹۴، ۲/۷۹۵، ۲/۷۹۶، ۲/۷۹۷، ۲/۷۹۸، ۲/۷۹۹، ۲/۸۰۰، ۲/۸۰۱، ۲/۸۰۲، ۲/۸۰۳، ۲/۸۰۴، ۲/۸۰۵، ۲/۸۰۶، ۲/۸۰۷، ۲/۸۰۸، ۲/۸۰۹، ۲/۸۱۰، ۲/۸۱۱، ۲/۸۱۲، ۲/۸۱۳، ۲/۸۱۴، ۲/۸۱۵، ۲/۸۱۶، ۲/۸۱۷، ۲/۸۱۸، ۲/۸۱۹، ۲/۸۲۰، ۲/۸۲۱، ۲/۸۲۲، ۲/۸۲۳، ۲/۸۲۴، ۲/۸۲۵، ۲/۸۲۶، ۲/۸۲۷، ۲/۸۲۸، ۲/۸۲۹، ۲/۸۳۰، ۲/۸۳۱، ۲/۸۳۲، ۲/۸۳۳، ۲/۸۳۴، ۲/۸۳۵، ۲/۸۳۶، ۲/۸۳۷، ۲/۸۳۸، ۲/۸۳۹، ۲/۸۴۰، ۲/۸۴۱، ۲/۸۴۲، ۲/۸۴۳، ۲/۸۴۴، ۲/۸۴۵، ۲/۸۴۶، ۲/۸۴۷، ۲/۸۴۸، ۲/۸۴۹، ۲/۸۵۰، ۲/۸۵۱، ۲/۸۵۲، ۲/۸۵۳، ۲/۸۵۴، ۲/۸۵۵، ۲/۸۵۶، ۲/۸۵۷، ۲/۸۵۸، ۲/۸۵۹، ۲/۸۶۰، ۲/۸۶۱، ۲/۸۶۲، ۲/۸۶۳، ۲/۸۶۴، ۲/۸۶۵، ۲/۸۶۶، ۲/۸۶۷، ۲/۸۶۸، ۲/۸۶۹، ۲/۸۷۰، ۲/۸۷۱، ۲/۸۷۲، ۲/۸۷۳، ۲/۸۷۴، ۲/۸۷۵، ۲/۸۷۶، ۲/۸۷۷، ۲/۸۷۸، ۲/۸۷۹، ۲/۸۸۰، ۲/۸۸۱، ۲/۸۸۲، ۲/۸۸۳، ۲/۸۸۴، ۲/۸۸۵، ۲/۸۸۶، ۲/۸۸۷، ۲/۸۸۸، ۲/۸۸۹، ۲/۸۹۰، ۲/۸۹۱، ۲/۸۹۲، ۲/۸۹۳، ۲/۸۹۴، ۲/۸۹۵، ۲/۸۹۶، ۲/۸۹۷، ۲/۸۹۸، ۲/۸۹۹، ۲/۹۰۰، ۲/۹۰۱، ۲/۹۰۲، ۲/۹۰۳، ۲/۹۰۴، ۲/۹۰۵، ۲/۹۰۶، ۲/۹۰۷، ۲/۹۰۸، ۲/۹۰۹، ۲/۹۱۰، ۲/۹۱۱، ۲/۹۱۲، ۲/۹۱۳، ۲/۹۱۴، ۲/۹۱۵، ۲/۹۱۶، ۲/۹۱۷، ۲/۹۱۸، ۲/۹۱۹، ۲/۹۲۰، ۲/۹۲۱، ۲/۹۲۲، ۲/۹۲۳، ۲/۹۲۴، ۲/۹۲۵، ۲/۹۲۶، ۲/۹۲۷، ۲/۹۲۸، ۲/۹۲۹، ۲/۹۳۰، ۲/۹۳۱، ۲/۹۳۲، ۲/۹۳۳، ۲/۹۳۴، ۲/۹۳۵، ۲/۹۳۶، ۲/۹۳۷، ۲/۹۳۸، ۲/۹۳۹، ۲/۹۴۰، ۲/۹۴۱، ۲/۹۴۲، ۲/۹۴۳، ۲/۹۴۴، ۲/۹۴۵، ۲/۹۴۶، ۲/۹۴۷، ۲/۹۴۸، ۲/۹۴۹، ۲/۹۵۰، ۲/۹۵۱، ۲/۹۵۲، ۲/۹۵۳، ۲/۹۵۴، ۲/۹۵۵، ۲/۹۵۶، ۲/۹۵۷، ۲/۹۵۸، ۲/۹۵۹، ۲/۹۶۰، ۲/۹۶۱، ۲/۹۶۲، ۲/۹۶۳، ۲/۹۶۴، ۲/۹۶۵، ۲/۹۶۶، ۲/۹۶۷، ۲/۹۶۸، ۲/۹۶۹، ۲/۹۷۰، ۲/۹۷۱، ۲/۹۷۲، ۲/۹۷۳، ۲/۹۷۴، ۲/۹۷۵، ۲/۹۷۶، ۲/۹۷۷، ۲/۹۷۸، ۲/۹۷۹، ۲/۹۸۰، ۲/۹۸۱، ۲/۹۸۲، ۲/۹۸۳، ۲/۹۸۴، ۲/۹۸۵، ۲/۹۸۶، ۲/۹۸۷، ۲/۹۸۸، ۲/۹۸۹، ۲/۹۹۰، ۲/۹۹۱، ۲/۹۹۲، ۲/۹۹۳، ۲/۹۹۴، ۲/۹۹۵، ۲/۹۹۶، ۲/۹۹۷، ۲/۹۹۸، ۲/۹۹۹، ۲/۱۰۰۰، ۲/۱۰۰۱، ۲/۱۰۰۲، ۲/۱۰۰۳، ۲/۱۰۰۴، ۲/۱۰۰۵، ۲/۱۰۰۶، ۲/۱۰۰۷، ۲/۱۰۰۸، ۲/۱۰۰۹، ۲/۱۰۱۰، ۲/۱۰۱۱، ۲/۱۰۱۲، ۲/۱۰۱۳، ۲/۱۰۱۴، ۲/۱۰۱۵، ۲/۱۰۱۶، ۲/۱۰۱۷، ۲/۱۰۱۸، ۲/۱۰۱۹، ۲/۱۰۲۰، ۲/۱۰۲۱، ۲/۱۰۲۲، ۲/۱۰۲۳، ۲/۱۰۲۴، ۲/۱۰۲۵، ۲/۱۰۲۶، ۲/۱۰۲۷، ۲/۱۰۲۸، ۲/۱۰۲۹، ۲/۱۰۳۰، ۲/۱۰۳۱، ۲/۱۰۳۲، ۲/۱۰۳۳، ۲/۱۰۳۴، ۲/۱۰۳۵، ۲/۱۰۳۶، ۲/۱۰۳۷، ۲/۱۰۳۸، ۲/۱۰۳۹، ۲/۱۰۴۰، ۲/۱۰۴۱، ۲/۱۰۴۲، ۲/۱۰۴۳، ۲/۱۰۴۴، ۲/۱۰۴۵، ۲/۱۰۴۶، ۲/۱۰۴۷، ۲/۱۰۴۸، ۲/۱۰۴۹، ۲/۱۰۵۰، ۲/۱۰۵۱، ۲/۱۰۵۲، ۲/۱۰۵۳، ۲/۱۰۵۴، ۲/۱۰۵۵، ۲/۱۰۵۶، ۲/۱۰۵۷، ۲/۱۰۵۸، ۲/۱۰۵۹، ۲/۱۰۶۰، ۲/۱۰۶۱، ۲/۱۰۶۲، ۲/۱۰۶۳، ۲/۱۰۶۴، ۲/۱۰۶۵، ۲/۱۰۶۶، ۲/۱۰۶۷، ۲/۱۰۶۸، ۲/۱۰۶۹، ۲/۱۰۷۰، ۲/۱۰۷۱، ۲/۱۰۷۲، ۲/۱۰۷۳، ۲/۱۰۷۴، ۲/۱۰۷۵، ۲/۱۰۷۶، ۲/۱۰۷۷، ۲/۱۰۷۸، ۲/۱۰۷۹، ۲/۱۰۸۰، ۲/۱۰۸۱، ۲/۱۰۸۲، ۲/۱۰۸۳، ۲/۱۰۸۴، ۲/۱۰۸۵، ۲/۱۰۸۶، ۲/۱۰۸۷، ۲/۱۰۸۸، ۲/۱۰۸۹، ۲/۱۰۹۰، ۲/۱۰۹۱، ۲/۱۰۹۲، ۲/۱۰۹۳، ۲/۱۰۹۴، ۲/۱۰۹۵، ۲/۱۰۹۶، ۲/۱۰۹۷، ۲/۱۰۹۸، ۲/۱۰۹۹، ۲/۱۱۰۰، ۲/۱۱۰۱، ۲/۱۱۰۲، ۲/۱۱۰۳، ۲/۱۱۰۴، ۲/۱۱۰۵، ۲/۱۱۰۶، ۲/۱۱۰۷، ۲/۱۱۰۸، ۲/۱۱۰۹، ۲/۱۱۱۰، ۲/۱۱۱۱، ۲/۱۱۱۲، ۲/۱۱۱۳، ۲/۱۱۱۴، ۲/۱۱۱۵، ۲/۱۱۱۶، ۲/۱۱۱۷، ۲/۱۱۱۸، ۲/۱۱۱۹، ۲/۱۱۲۰، ۲/۱۱۲۱، ۲/۱۱۲۲، ۲/۱۱۲۳، ۲/۱۱۲۴، ۲/۱۱۲۵، ۲/۱۱۲۶، ۲/۱۱۲۷، ۲/۱۱۲۸، ۲/۱۱۲۹، ۲/۱۱۳۰، ۲/۱۱۳۱، ۲/۱۱۳۲، ۲/۱۱۳۳، ۲/۱۱۳۴، ۲/۱۱۳۵، ۲/۱۱۳۶، ۲/۱۱۳۷، ۲/۱۱۳۸، ۲/۱۱۳۹، ۲/۱۱۴۰، ۲/۱۱۴۱، ۲/۱۱۴۲، ۲/۱۱۴۳، ۲/۱۱۴۴، ۲/۱۱۴۵، ۲/۱۱۴۶، ۲/۱۱۴۷، ۲/۱۱۴۸، ۲/۱۱۴۹، ۲/۱۱۵۰، ۲/۱۱۵۱، ۲/۱۱۵۲، ۲/۱۱۵۳، ۲/۱۱۵۴، ۲/۱۱۵۵، ۲/۱۱۵۶، ۲/۱۱۵۷، ۲/۱۱۵۸، ۲/۱۱۵۹، ۲/۱۱۶۰، ۲/۱۱۶۱، ۲/۱۱۶۲، ۲/۱۱۶۳، ۲/۱۱۶۴، ۲/۱۱۶۵، ۲/۱۱۶۶، ۲/۱۱۶۷، ۲/۱۱۶۸، ۲/۱۱۶۹، ۲/۱۱۷۰، ۲/۱۱۷۱، ۲/۱۱۷۲، ۲/۱۱۷۳، ۲/۱۱۷۴، ۲/۱۱۷۵، ۲/۱۱۷۶، ۲/۱۱۷۷، ۲/۱۱۷۸، ۲/۱۱۷۹، ۲/۱۱۸۰، ۲/۱۱۸۱، ۲/۱۱۸۲، ۲/۱۱۸۳، ۲/۱۱۸۴، ۲/۱۱۸۵، ۲/۱۱۸۶، ۲/۱۱۸۷، ۲/۱۱۸۸، ۲/۱۱۸۹، ۲/۱۱۹۰، ۲/۱۱۹۱، ۲/۱۱۹۲، ۲/۱۱۹۳، ۲/۱۱۹۴، ۲/۱۱۹۵، ۲/۱۱۹۶، ۲/۱۱۹۷، ۲/۱۱۹۸، ۲/۱۱۹۹، ۲/۱۲۰۰، ۲/۱۲۰۱، ۲/۱۲۰۲، ۲/۱۲۰۳، ۲/۱۲۰۴، ۲/۱۲۰۵، ۲/۱۲۰۶، ۲/۱۲۰۷، ۲/۱۲۰۸، ۲/۱۲۰۹، ۲/۱۲۱۰، ۲/۱۲۱۱، ۲/۱۲۱۲، ۲/۱۲۱۳، ۲/۱۲۱۴، ۲/۱۲۱۵، ۲/۱۲۱۶، ۲/۱۲۱۷، ۲/۱۲۱۸، ۲/۱۲۱۹، ۲/۱۲۲۰، ۲/۱۲۲۱، ۲/۱۲۲۲، ۲/۱۲۲۳، ۲/۱۲۲۴، ۲/۱۲۲۵، ۲/۱۲۲۶، ۲/۱۲۲۷، ۲/۱۲۲۸، ۲/۱۲۲۹، ۲/۱۲۳۰، ۲/۱۲۳۱، ۲/۱۲۳۲، ۲/۱۲۳۳، ۲/۱۲۳۴، ۲/۱۲۳۵، ۲/۱۲۳۶، ۲/۱۲۳۷، ۲/۱۲۳۸، ۲/۱۲۳۹، ۲/۱۲۴۰، ۲/۱۲۴۱، ۲/۱۲۴۲، ۲/۱۲۴۳، ۲/۱۲۴۴، ۲/۱۲۴۵، ۲/۱۲۴۶، ۲/۱۲۴۷، ۲/۱۲۴۸، ۲/۱۲۴۹، ۲/۱۲۵۰، ۲/۱۲۵۱، ۲/۱۲۵۲، ۲/۱۲۵۳، ۲/۱۲۵۴، ۲/۱۲۵۵، ۲/۱۲۵۶، ۲/۱۲۵۷، ۲/۱۲۵۸، ۲/۱۲۵۹، ۲/۱۲۶۰، ۲/۱۲۶۱، ۲/۱۲۶۲، ۲/۱۲۶۳، ۲/۱۲۶۴، ۲/۱۲۶۵، ۲/۱۲۶۶، ۲/۱۲۶۷، ۲/۱۲۶۸، ۲/۱۲۶۹، ۲/۱۲۷۰، ۲/۱۲۷۱، ۲/۱۲۷۲، ۲/۱۲۷۳، ۲/۱۲۷۴، ۲/۱۲۷۵، ۲/۱۲۷۶، ۲/۱۲۷۷، ۲/۱۲۷۸، ۲/۱۲۷۹، ۲/۱۲۸۰، ۲/۱۲۸۱، ۲/۱۲۸۲، ۲/۱۲۸۳، ۲/۱۲۸۴، ۲/۱۲۸۵، ۲/۱۲۸۶، ۲/۱۲۸۷، ۲/۱۲۸۸، ۲/۱۲۸۹، ۲/۱۲۹۰، ۲/۱۲۹۱، ۲/۱۲۹۲، ۲/۱۲۹۳، ۲/۱۲۹۴، ۲/۱۲۹۵، ۲/۱۲۹۶، ۲/۱۲۹۷، ۲/۱۲۹۸، ۲/۱۲۹۹، ۲/۱۳۰۰، ۲/۱۳۰۱، ۲/۱۳۰۲، ۲/۱۳۰۳، ۲/۱۳۰۴، ۲/۱۳۰۵، ۲/۱۳۰۶، ۲/۱۳۰۷، ۲/۱۳۰۸، ۲/۱۳۰۹، ۲/۱۳۱۰، ۲/۱۳۱۱، ۲/۱۳۱۲، ۲/۱۳۱۳، ۲/۱۳۱۴، ۲/۱۳۱۵، ۲/۱۳۱۶، ۲/۱۳۱۷، ۲/۱۳۱۸، ۲/۱۳۱۹، ۲/۱۳۲۰، ۲/۱۳۲۱، ۲/۱۳۲۲، ۲/۱۳۲۳، ۲/۱۳۲۴، ۲/۱۳۲۵، ۲/۱۳۲۶، ۲/۱۳۲۷، ۲/۱۳۲۸، ۲/۱۳۲۹، ۲/۱۳۳۰، ۲/۱۳۳۱، ۲/۱۳۳۲، ۲/۱۳۳۳، ۲/۱۳۳۴، ۲/۱۳۳۵، ۲/۱۳۳۶، ۲/۱۳۳۷، ۲/۱۳۳۸، ۲/۱۳۳۹، ۲/۱۳۴۰، ۲/۱۳۴۱، ۲/۱۳۴۲، ۲/۱۳۴۳، ۲/۱۳۴۴، ۲/۱۳۴۵، ۲/۱۳۴۶، ۲/۱۳۴۷، ۲/۱۳۴۸، ۲/۱۳۴۹، ۲/۱۳۵۰، ۲/۱۳۵۱، ۲/۱۳۵۲، ۲/۱۳۵۳، ۲/۱۳۵۴، ۲/۱۳۵۵، ۲/۱۳۵۶، ۲/۱۳۵۷، ۲/۱۳۵۸، ۲/۱۳۵۹، ۲/۱۳۶۰، ۲/۱۳۶۱، ۲/۱۳۶۲، ۲/۱۳۶۳، ۲/۱۳۶۴، ۲/۱۳۶۵، ۲/۱۳۶۶، ۲/۱۳۶۷، ۲/۱۳۶۸، ۲/۱۳۶۹، ۲/۱۳۷۰، ۲/۱۳۷۱، ۲/۱۳۷۲، ۲/۱۳۷۳، ۲/۱۳۷۴، ۲/۱۳۷۵، ۲/۱۳۷۶، ۲/۱۳۷۷، ۲/۱۳۷۸، ۲/۱۳۷۹، ۲/۱۳۸۰، ۲/۱۳۸۱، ۲/۱۳۸۲، ۲/۱۳۸۳، ۲/۱۳۸۴، ۲/۱۳۸۵، ۲/۱۳۸۶، ۲/۱۳۸۷، ۲/۱۳۸۸، ۲/۱۳۸۹، ۲/۱۳۹۰، ۲/۱۳۹۱، ۲/۱۳۹۲، ۲/۱۳۹۳، ۲/۱۳۹۴، ۲/۱۳۹۵، ۲/۱۳۹۶، ۲/۱۳۹۷، ۲/۱۳۹۸، ۲/۱۳

منتہی السول والامل کا تحقیقی تجزیہ :

منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل کے شارحین وحواشی نگار :

۱۔ بدرالدین بن مظفر بن یوسف الحلی الرافضی الشافعی متوفی ۷۲۶ھ نے "نہایۃ الوصول والیصباح السبل" کے نام سے شرح تالیف کی۔[1]

۲۔ شمس الدین محمد بن المظفر الخطیب الخونجی شافعی متوفی ۷۳۵ھ۔[2]

۳۔ ابوالضیاء الخلیل بن اسحاق بن موسیٰ الجندی المصری متوفی ۷۷۶ھ نے "التوضیح" کے نام سے شرح لکھی۔[3]

۴۔ محمد بن حسن بن عبداللہ الحسینی الواسطی شافعی متوفی ۷۸۰ھ۔[4]

۵۔ اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود البابرتی متوفی ۷۸۶ھ نے "القول والودود" کے نام سے شرح لکھی۔[5]

۶۔ شمس الدین محمد بن عبداللہ المعروف بابن خونجی شافعی متوفی ۷۹۲ھ۔[6]

۷۔ سعید بن محمد بن محمد بن محمد التفتازانی السمرقندی مالکی متوفی ۷۹۳ھ۔[7]

۸۔ ابوالفتح جمال الدین ناصر الدین بن محمد المستوفی الحنفی متوفی ۸۱۲ھ۔[8]

۹۔ ابویوسف شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان بن قیم بن مقدم الساباطی المصری مالکی متوفی ۸۳۳ھ نے "توضیح المعقول وتحریر المنقول" کے نام سے شرح تالیف کی۔[9]

۱۰۔ الاسنوی شہاب الدین احمد بن اسماعیل المصری متوفی ۸۸۸ھ۔[10]

۱۱۔ ابوالفتح بہاء الدین محمد بن ابوبکر بن علی المشہدی شافعی متوفی ۸۹۸ھ۔[11]

۱۲۔ جلال الدین ابوالفتح محمد بن احمد المحلی مصری مالکی متوفی ۹۲۶ھ۔[12]

۱۳۔ جلال الدین حسن بن احمد الیمنی زیدی متوفی ۹۶۹ھ نے "تلویح النبیہ فی شرح المنتہی فی منتہی السول والامل لابن حاجب" تالیف کی۔[13]

---

۱ کشف الظنون ۱۸۵۵/۲ ، ایضاح المکنون ۵۷۲/۲ ۲ ہدیۃ العارفین ۱۵۳/۲
۳ ہدیۃ العارفین ۳۵۲/۵ ۴ ایضاح المکنون ۵۷۲/۲
۵ ہدیۃ العارفین ۶۷۱/۲ ، الفتح المکین ۲۰۲/۲ ۶ ایضاح المکنون ۵۷۲/۲
۷ ہدیۃ العارفین نے ۱۲۱/۲ (۳۵۸) کے حاشیہ میں ایضاح المکنون ۵۷۲/۲ کے حوالے سے لکھا مگر حواشی کے ۱۲۱/۲ پر ۱۲۲ پر موجود نہیں ملا۔
۸ ہدیۃ العارفین ۳۹۳/۲ ، ایضاح المکنون ۵۷۲/۲
۹ ہدیۃ العارفین ۱۹۲/۲ ۱۰ ایضاح المکنون ۵۷۲/۲ ۱۱ ہدیۃ العارفین ۸۳۱/۲ ، ایضاح المکنون ۵۷۲/۲
۱۲ ہدیۃ العارفین ۲۲۸/۲ ، ایضاح المکنون ۵۷۲/۲ ۱۳ ہدیۃ العارفین ۴۱۵/۵ ، ایضاح المکنون ۵۷۲/۲

۱۳۔ عبدالرحمٰن بن عیسیٰ اشقی متوفی ۱۱۰۰ھ صاحب قسطاس الاصول[1]

۱۵۔ اسماعیل بن مصطفیٰ اسکوبی الحنفی متوفی ۱۱۳۳ھ[2]

۱۶۔ فضیل بن احمد بن عبداللہ القراوی الحنفی متوفی ۱۲۳۳ھ[3]

عزیز شارحین :

۱۷۔ الاشطلی سلیمان بن ..... متوفی سنہ

۱۸۔ قاسم الحلبانی متوفی سنہ

۱۹۔ نجب الدین ابوالثناء محمود بن محمد بن احمد الغزنوی متوفی سنہ

۲۰۔ سید محمد بن صالح الحسینی الفوعانی الادبی متوفی سنہ[4]

متنِ اصول پر حاشیہ لکھنے والے علماء :

۱۔ زین محمد حبیب اللہ بن الشیخ عبدالشکور المکی الحنفی متوفی ۹۷۴ھ نے "اتحاف ذوی البصائر فی تصحیح ابن الحاجب" کے نام سے حاشیہ لکھا۔[5]

۲۔ شمس الدین احمد بن اسماعیل کیدری حنفی متوفی ۸۸۶ھ[6]

۳۔ حسین بن عبدالصمد الیاسوفی الحنفی متوفی ۸۸۴ھ یا ۸۹۱ھ[7]

۴۔ حسین بن علی الابیوردی الحنفی متوفی ۹۳۳ھ اپنی کتاب میں رقمطراز ہے "وعلی شرح السید الشریف الجرجانی للمختصر المنتهی السؤل والامل حاشیة للسید حسن الفرهی الشهید بطهران السنوی ۹۰۰ھ"[8]

محمد ہاشم کاشفی معلمات نے مفتاح شرح جرجانی نے اپنی شرح "منتهی السؤل والامل" کے بارے میں لکھا ہے "شرح مختصر المنتهی" اپنے کی قول شرح سید شریف العصد المختصر المنتهی پر ان کا حاشیہ ہے صاحب کشف الظنون نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

۵۔ فضیل بن احمد تیکی زادہ الخضیری الحنفی متوفی ۱۲۳۰ھ

---

۱ ایضاح المکنون ۳/۵۲۷ ۲ ایضاح المکنون ۳/۵۲۷، کشف الظنون ۲/۱۱۴۱ (۱۰۰۸) میں بحوالہ نجم ابن فہد ۱۱۹۵ھ بحوالہ ہدیۃ العارفین ۱/۲۲۱ مؤلف ادب اور حاشیہ کی نسبت ہدیۃ العارفین میں ہے کہ لوگوں نے حاشیہ علی شرح العصد و حاشیہ ابن الحاجب "بل شرح المختصر" تالیف ہی تصور کیا ہے ہدیۃ العارفین ۱/۲۲۱ میں یہ حوالہ نہیں مل سکا۔

۳ ایضاح المکنون ۳/۵۲۷، کشف الظنون ۲/۱۱۴۱، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲

مختصر المنتہی کا تحقیقی تجزیہ :

[illegible] سے پہلے "منتہی السول" تالیف کی اور پھر تقریباً ایک چوتھائی صدی کے بعد [illegible] "مختصر المنتہی" کی ترتیب پر مختصر کیا۔ ساتھی خلیفہ نے قطب الدین محمود شیرازی متوفی ۷۱۰ھ سے "مختصر المنتہی" تالیف کرنے کی وجہ دو خوبصورت الفاظ میں بیان کی ہے :

"لما رایت قصور الهمم عن الاکثار وعلیها فی الابحار والاختصار صنفت مختصراً فی فنون الطلب ثم اختصرته علی وجه بدیع ربحصر فی المبادی والادلة السمعیة والاجتهاد والترجیح" [1]

جب میں نے ہمت کی کمزوری کے علاوہ اس کے اور اس میں بہت زیادہ غور و فکر کی ضرورت دیکھی تو میں نے اختصار کی طرف پایا تو میں نے اصول فقہ میں ایک مختصر تصنیف کی پھر میں نے ایک نئے انداز سے اس کا اختصار کیا جس میں مبادی، ادلہ سمعیہ، اجتہاد اور ترجیح سب شامل ہیں۔

اپنی اس مختصر کی تعریف میں لکھتے ہیں :

"وهو مختصر غریب فی حسنه بدیع فی فنه لغایة ابحاره یضاهی الالفاظ ومحسن ایجازه یحاکی الاعجاز احتوی علی فضلاء الفضلاء" [2]

یہ مختصر ایک عمدہ کتاب ہے اور اس فن میں اچھی اختصار سے بلاغت کے اعتبار سے اور اس کا اختصار بہترین ہے اس کا اسلوب بیان سے یہ ہے کہ اس میں بہت سے فضلاء کے فضل کو جمع کیا گیا ہے۔

مختصر المنتہی پر شروح، حواشی، وحواشی الحواشی تعلیقات و اختصارات

شارحین اور شروح پر حواشی :

۱۔ محمد بن ابی بکر الفارسی متوفی ۶۲۵ھ [3]

۲۔ عزالدین ابن جماعۃ اسلام شافعی متوفی ۶۶۰ھ [4]

۳۔ قاضی امام عضد الدین عبدالرحمٰن ایجی متوفی ۷۵۶ھ نے "مقصد الافهام الی مبادی الاحکام" کے نام سے شرح لکھی۔

اوله : الحمدلله الذی هدانا الی مناهج التحقیق الخ [5]

۴۔ علامہ قطب الدین محمود ابن مسعود شیرازی متوفی ۷۱۰ھ

اوله : حمد الله اولی ما استفتح به ذکر۔ الخ [6]

---

۱ کشف الظنون ۱۸۵۳/۲ ۲ کشف الظنون ۱۸۵۳/۲

۳ کشف الظنون ۱۸۵۵/۲ ۴ نزهة الخواطر ۳۰۸/۸ (۳۳۳)

۵ کشف الظنون ۱۸۵۳/۲ ۶ کشف الظنون ۱۸۵۳/۲

شرح قطب الدین پر حاشیہ :

شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ اطوری وبلوی میر زاہد بن ثیر ازی متوفی ۹۹۴ھ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔[1]

۵۔ قطب الدین ابن دقیق العید محمد بن علی شافعی متوفی ۷۰۲ھ ہے۔[2]

۶۔ سعید الدین الدین حسن ابن محمد الجوینی ابن آدم ہروی متوفی ۷۱۷ھ نے "اصل العقد والعقل" کے نام سے شرح لکھی۔ ۹۸۴ھ میں تالیف سے فراغت پائی۔ اس نے قرار دیا ہے کہ سلطان ملک الظاہر قرار دیا ہے سعید الحق الدین الفارقی ابن رزقی (الاتقی) ۷۱۹ھ مذکور ہے۔

اول کلہ الحامد للہ خالق الصور والمعانی ۔ الخ[3]

۷۔ شیخ امام برہان الدین ابراہیم بن عبدالرحمن بن الحسن الفزاری شافعی متوفی ۷۲۹ھ ہے۔[4]

۸۔ عثمان بن عبداللہ بکر بن احمد بن مقری ۷۲۸ھ ہے۔[5]

۹۔ فخر الدین عثمان بن ضیاء الدین بن عثمان تلعی ابن خطیب صدیقی متوفی ۷۳۹ھ ہے۔[6]

۱۰۔ محمد بن محمد السغناقی متوفی ۷۱۴ھ ہے۔[7]

۱۱۔ شمس الدین محمد بن حفظ بخاری متوفی ۷۴۵ھ ہے۔[8]

۱۲۔ شیخ ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن اصفہانی متوفی ۷۴۹ھ ہے۔[9]

ابو عبداللہ شمس الدین اصفہانی کی شرح مختصر ابن الحاجب سے محمد مظہر بقا کی تحقیق کے ساتھ پہلی مرتبہ ۱۹۷۰ء میں جامعہ ام القریٰ مکہ سے تین جلدوں میں چھپ چکی ہے۔

۱۳۔ مجد الدین اسماعیل ابن بکتمر ارزنی متوفی ۷۵۰ھ ہے۔[10]

۱۴۔ زین الدین عصام الحنفی متوفی ۷۵۳ھ ہے۔[11]

۱۵۔ زین الدین ابوالحسن علی ابن الحسین الموصلی ابن الجیش کردی متوفی ۷۵۵ھ ہے۔[12]

۱۶۔ ابوالبرکات مجد الدین قاضی القضاۃ ابوالحسن عیسیٰ بن مکی بن ابی الفضل تمیمی خیرازی اربلی متوفی ۷۶۴ھ ہے۔[13]

---

۱ ہدیۃ العارفین ۱/۶۲۶، ۲۹۳، معجم المؤلفین ۱۲/۲۸، (۲۵۰)

۲ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵

۳ کشف الظنون ۲/۱۸۵۶

۴ کشف الظنون ۲/۱۸۵۳

۵ کشف الظنون ۲/۱۸۵۳، ہدیۃ العارفین ۱/۳۰۸، الفتح المبین ۲/۱۵۸

۶ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵

۷ کشف الظنون ۲/۱۸۵۶، ہدیۃ العارفین ۱/۲۵۶، الفتح المبین ۲/۱۶۵

۸ کشف الظنون ۲/۱۸۵۳، تاریخ وفات ۷۵۰ھ ہے۔ ہدیۃ العارفین ۱/۲۱۳، الفتح المبین ۲/۱۷۲، الاعلام ۱/۲۷۳ (۲۱۹)

۹ کشف الظنون ۲/۱۸۵۹

۱۰ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵

۱۱ الفوائد البہیہ ص ۱۰۰، ۱۷۸، الفتح المبین ۲/۱۶۲

۱۲ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، ہدیۃ العارفین ۱/۲۵۶، الفتح المبین ۲/۱۶۵

۱۳ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵

۱۔ ابو الحسن تقی الدین علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ السبکی، متوفی ۷۵۶ھ نے "رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[1]

۲۔ علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد الاصبہانی، متوفی ۷۵۳ھ نے قرآن کی تالیف سے ۳۱ سال قبل شرح لکھی۔ اولہ: "الحمد للہ الذی ہدانا الاسلام۔ الخ"[2]

نوٹ: ان شروح پر بہت سے حواشی لکھے گئے آخر میں ایک سو حواشی کا ذکر کیا جائے گا۔

۳۔ محب الدین ابو الفضائل محمد بن شیخ علاء الدین علی الحنفی الحلبی ثم الدمشقی، متوفی ۸۵۸ھ نے "رفع الحاجب" پر مختصر ایک حاشیہ لکھا۔[3]

۴۔ ابو العباس احمد بن ادریس القرافی المالکی، متوفی ۶۸۴ھ۔[4]

۵۔ احسن بن عبد اللہ الوفی (ابن عبد اللہ الارمانی) متوفی ۷۲۲ھ۔[5]

۶۔ خلیل بن اسحٰق الجندی، متوفی ۷۶۷ھ۔[6]

۷۔ ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن عبد الرحمٰن بن عمر بن اسعد الاصفہانی، متوفی ۷۴۹ھ نے "شرح مختصر ابن الحاجب" المسمیٰ "اعجاب الاعجاب لابن الحاجب" تالیف کی۔[7]

۸۔ محمد بن حسن بن احمد الجلی قندری مالکی، متوفی ۷۷۵ھ۔[8]

۹۔ بہاء الدین عبد الوہاب بن علی السبکی، متوفی ۷۷۳ھ نے "رفع الحاجب عن شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[9]

شرح رفع الحاجب پر حاشیہ ——— محمد بن شرف الدین عبد المعطی بن محمد بن ابو الفتح بن عبد اللہ الحنفی بدر الدین معروف بابن بدر، متوفی ۷۱۹ھ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔[10]

۱۰۔ ابو عبد اللہ بدر الدین احمد بن علی بن عبد الکافی بن تمام السبکی، متوفی ۷۳۲ھ۔ یہ تاج الدین السبکی کے بھائی ہیں انہوں نے شرح الخطوط کی تالیف کی۔[11]

۱۱۔ یحییٰ بن موسیٰ الرجونی المالکی، متوفی ۷۷۳ھ نے ایک مفید شرح لکھی جس میں وضاحتی و بیانی کی صفت و مہارت سے تحقیق پیش کی۔[12]

---

[1] کشف الظنون ۵/۱۰۰۔
[2] کشف الظنون ۲/۱۸۵۶، ہدیۃ العارفین ۵/۵۰۲، الفتح المبین ۲/۱۲۶، الفکر ابن صلون ۲/۳۶۳، (۱۳۰)
[3] کشف الظنون ۲/۱۸۵۶، ہدیۃ العارفین ۶/۱۰۰، الفتح المبین ۲/۱۰۰
[4] الفتح المبین ۲/۱۲۶، الفکر ابن صلون (۲۵) ۱۰۱ ف کشف الظنون ۲/۱۸۵۶ ف کشف الظنون ۲/۱۸۵۵
[5] کشف الظنون ۲/۱۸۵۶، الفتح المبین ۲/۱۸۰ ف کشف الظنون ۲/۱۸۵۶
[6] کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، ہدیۃ العارفین ۵/۲۳۹، الفتح المبین ۲/۱۸۶
[7] کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، ہدیۃ العارفین ۶/۸۲۔
[8] کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، الفتح المبین ۲/۱۸۶، الفکر ابن صلون (۱۲۵) ۱۰۱ ف الفتح المبین ۲/۱۸۶
[9] کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، الفتح المبین ۲/۱۸۶

۲۸۔ امام ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابی بکر ابن یونس کردی شہرزوری شافعی متوفی ۶۳۹ھ نے تین جلدات میں شرح لکھی اور اس کا نام "المقدمۃ الوفیۃ" رکھا۔ ابن حاجب نے "مختصر المنتہی" کی مدت مشہور اور تین اصولی شروح سے نقل اخذ کیا۔ کشف الظنون میں ان کے حوالے سے یہ عبارت نقل ہے کہ انہوں نے کہا

"وقد کثر ون حول الکتب مختصر المنتہی وحول شروحہ شرح عضد الدین"

(اس نے کہا کہ مختصر منتہی مختصر الکتب اور عضد الدین کی شرح "شرح المختصر" پر ہے)

۲۹۔ علامہ عبداللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ

"وبعد فقد اجمعت الذی وفقنا للوصول الی منتہی اصول الشریعۃ" الخ

شرح تلخیص قزوینی پر حاشیہ :

۳۰۔ احمد بن سلیمان بن کمال پاشا رومی حنفی متوفی ۹۴۰ھ نے حاشیہ علی حاشیۃ السعد لکھی۔[1]

۳۰۔ احمد بن محمد بن الزین الشمنی الحنفی الاسکندری الاصل متوفی ۸۰۱ھ۔[2]

۳۱۔ برہان الدین عبداللہ مالکی متوفی ۸۰۵ھ۔[3]

۳۲۔ سید شریف علی بن محمد الجرجانی حنفی متوفی ۸۱۶ھ۔[4]

نوٹ : یہ شرحیں جرجانی کی شرح پر ہیں۔ آخر میں ایک ساتھ بیان کئے جائیں گے۔

۳۳۔ شیخ شہاب الدین احمد بن ادریس قرافی مالکی متوفی ۶۸۴ھ۔[5]

اس شرح پر ابن حماد اور سیوطی کے نکات

۱۔ عبدالرحمن بن محمد بن ابی بکر حماد متوفی ۹۱۶ھ نے "النکت اللوامع علی المختصر والمنہاج وجمع الجوامع" تالیف کی۔[6]

۲۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی ۹۱۱ھ نے "النکت الطوالع علی المختصر والمنہاج وجمع الجوامع" تالیف کی۔[7]

۳۴۔ ابو عبداللہ بدرالدین محمد بن محمد بن تمیم مالکی متوفی ۸۰۸ھ معروف بہ بدرالدین ابن المحفظہ نے شرح کی تالیف کا آغاز کیا اور اسی جگہ تحریر کیا۔[8]

---

۱ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۳ ۲ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۳
۳ نجم الاصولیین ۱: ۱۲۸ (۹۰) کفایۃ الطالب ۵/۲، ۳۰
۴ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۵، ہدیۃ العارفین ۵: ۱۱۸، نجم الاصولیین ۲/۲، ۱۲۲ (۱۷۰)
۵ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۵ ۶ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۳
۷ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۲ ۸ کشف الظنون ۲: ۱۸۵۶
۹ کشف الظنون ۲: ۱۸۷۶، نجم الاصولیین ۲/۲، ۱۷۹، ۱۷۷ (۲۱۳)
۱۰ ہدیۃ العارفین ۵: ۱۳۹، نجم الاصولیین ۲/۲، ۱۳۳

۲۷۔ ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الثعالبی متوفی ۸۷۵ھ[1]

۲۸۔ شمس الدین محمد العمادی مالکی متوفی ۷۴۲ھ[2]

۲۹۔ محمد بن حسین بن عبداللہ السہیلی شریف الحسینی الواسطی عراقی متوفی ۷۶۱ھ[3]

۳۰۔ ابوالثناء بہاء الدین محمد بن عبدالمہیمن بن یحییٰ بن علی الحلبی شافعی متوفی ۷۷۸ھ[4]

۳۱۔ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن سلیمان بن عبداللہ الصرفندی متوفی ۷۴۲ھ[5]

۳۲۔ جلال الدین عبدالرحمن بن احمد بن یوسف بن علوج بن سلیمان التمرکی التونسی متوفی ۸۳۳ھ[6]

۳۳۔ احمد بن صالح بن محمد البجائی متوفی ۹۵۰ھ اختصر کے حل و بحث میں خاص مہارت رکھتے تھے۔ ان کی شرح کی موجودگی کا ہمیں علم نہیں ہوسکا۔[7]

۳۴۔ ابوالعباس احمد بن عمر بن علی بن یادل اسکندری المالکی متوفی ۹۵۰ھ نے "شرح مختصر ابن حاجب الاصل" "رفع الاشکال عما فی المختصر من الاشکال" تالیف کی۔ اس میں ان اشکال کا جواب دیا گیا جو ابن حاجب کی مختصر الاصلی پر وارد ہوتے تھے۔[8]

۳۵۔ برہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد ابوالقاسم بن محمد بن فرحون المدنی مالکی متوفی ۹۹۹ھ نے "کشف النقاب الحاجب علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[9]

۳۶۔ عبید بن محمد بن محمد بن محمد الطبانی التلمسانی مالکی متوفی ۸۱۱ھ[10]

۳۷۔ عمادالدین سلیمان بن عبدالرحمن المراشی شافعی متوفی ۸۱۱ھ[11]

۳۸۔ ابوالعباس شمس الدین محمد بن محمد مالکی متوفی ۸۳۴ھ معروف بابن الحباک[12]

۳۹۔ ابوالعباس احمد بن محمد بن عبدالرحمن ابن ذاغو التلمسانی مالکی متوفی ۸۳۵ھ نے "مختصر ابن الحاجب" کے بعض حصہ کی شرح لکھی۔[13]

۴۰۔ سلاح بن علی محمد بن ابوالقاسم ابن محمد بن جعفر الحنفی اصفہانی الاصل یمنی متوفی ۸۳۹ھ نے "المنصب الغالب" کے نام سے شرح تالیف کی۔[14]

---

1. نیل الابتہاج ۱/۵۳۲، بغیۃ الوعاۃ ۱/۱۹۱ (۲۲۲)
2. الدرر الکامنہ ۱/۱۹۳
3. نفح الطیب ۲/۱۹۸
4. الوافی بالوفیات ۲/۱۲۷، بغیۃ الوعاۃ ۱/۱۰۷ (۳۳۷)
5. نفح الطیب ۲/۲۰۰، بغیۃ الوعاۃ ۱/۱۸۵ (۳۳۴)
6. الدیباج ص ۲۰۳-۲۰۵، بغیۃ الوعاۃ ۲/۱۲۰ (۳۵۸)
7. ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۲
8. ہدیۃ العارفین ۱/۳۲۸
9. ہدیۃ العارفین ۲/۱۶۸، نفح الطیب ۲/۱۹۶
10. ہدیۃ العارفین ۱/۱۶۳، نفح الطیب ۲/۲۰۷
11. معجم المطبوعات ۱/۱۳۱۰ (۱۸۳۳)
12. نفح الطیب ۲/۲۱۱، معجم المطبوعات ۱/۳۲۷ (۱۷۰۱)
13. ہدیۃ العارفین ۱/۲۰۵
14. نفح الطیب ۲/۲۱۳، معجم المطبوعات ۱/۳۲۹ (۱۷۱۱)

۴۹۔ شہاب الدین محمود بن محمد الاربلی الحلبی حنفی ۶۵۵ھ نے "حسن التوسل الی صناعۃ الترسل" کے نام سے ایک تالیف کی۔

۵۰۔ جمال الدین محمد بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن احمد بن ابی الحسن المخزومی حنفی ۶۸۰ھ۔

۵۱۔ شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابو بکر بن عثمان بن برہید (یا بریدہ) الاسکندری القرشی الحنفی المعروف بابن الکورانی ۸۹۳ھ۔

۵۲۔ [illegible] بن محمد بن [illegible] حنفی ۱۰۵۱ھ۔

۵۳۔ جمال الدین حسن بن عبد اللہ السبتی الحنفی ۱۰۱۰ھ۔

۵۴۔ عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بن [illegible] حنفی ۱۰۱۰ھ نے "البغیۃ الطالب" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔

۵۵۔ بدر الدین محمد بن عبد اللہ الزرکشی نے "کاشف الرموز ومظہر الکنوز" کے نام سے ایک رسالہ لکھا۔

۵۶۔ شیخ وفا بن عبد الرحمن بن علی الاسکندری الشافعی حنفی ۹۸۰ھ۔

۵۷۔ شیخ [illegible] بن محمد بن [illegible] الاصفہانی نے ایک رسالہ لکھا جس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

"الحمد للہ الذی اظہر بدائع مصنوعاتہ علی احسن النظام الخ"۔

مجتبیٰ ابن حاجب پر تعلیق

۱۔ میر ابو الحسن بن محمد بن محمد الشہابی الحسینی الحلبی حنفی ۱۰۸۱ھ نے "تحصیل علی ما الحاجب فی الاصل" تالیف کیا۔[1]

۲۔ [illegible] بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی الفتح الحنفی المعروف بابن [illegible] ۱۰۸۱ھ۔

مختصر المنتہی کا اختصار

شیخ [illegible] بن [illegible] الدین ابو [illegible] بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن [illegible] بن فضل اللہ بن [illegible] حنفی ۷۳۶ھ نے "الکتاب المعتبر فی اختصار المختصر" تالیف کی۔[2]

---

۱ ایضاح المکنون ۳/ ۱۸۵

۲ ہدیۃ العارفین ۲/ ۲۰۰، کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۸، معجم المؤلفین ۳/ ۲۳۱

۳ ہدیۃ العارفین ۲/ ۲۳۵، کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۸، معجم المؤلفین ۳/ ۲۳۱-۲۳۲

۴ ابن حجر ۲/ ۲۳۲

۵ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵

۶ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵

۷ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵

۸ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵

۹ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵

۱۰ [illegible] ۲/ ۱۹۵۵

۱۱ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵

۱۲ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵، ایضاح المکنون ۲/ ۲۱۲، ہدیۃ العارفین ۲/ ۲۳۵، معجم المؤلفین ۳/ ۱۵۲

۱۳ کشف الظنون ۲/ ۱۹۵۵، ایضاح المکنون ۲/ ۲۱۲، ہدیۃ العارفین ۲/ ۲۳۵، معجم المؤلفین ۳/ ۱۵۲

مختصر المنتقی پر لکھنے والے اصولیین

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

مختصر المنتقی کی احادیث کی تخریج

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

مختصر ابن حاجب کے علاوہ طریقہ پر لکھنے والے اصولیین

[illegible]

مختصر المنتقی کی شروحات (مختصر المنتقی کی سات مشہور شروحات ہیں) [illegible]

(۱) [illegible]
(۲) [illegible]
(۳) [illegible]
(۴) [illegible]
(۵) [illegible]
(۶) [illegible]
(۷) [illegible]

مختصر المنتقی پر حواشی یا شرح پر حواشی

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

حاجی خلیفہ نے سید شریف کی شرح پر متعدد ذیل علماء کے حواشی ذکر کئے ہیں۔

۱۔ صاحب الحقائق نے اپنے والد کے حوالے سے کہا کہ انہوں نے سید جرجانی کی "شرح المختصر" پر تقریباً دس حواشی پڑھے تھے اور جب وہ مصنف الحواشی الدائمہ تک پہنچے تو اس میں قدر مشترک سے سید شریف کے اعتراضات پائے جو انتہائی قوی تھے اور ان کے والد نے کہا کہ اگر سید شریف زندہ ہوتے تو وہ ان اعتراضات کو ان کے سامنے پیش کرتے تو وہ ان کو بلا توقف یا کچھ سوچے سمجھے قبول کر لیتے۔

۲۔ مولی احمد بن موسیٰ الخیالی متوفی ۸۶۲ھ

۳۔ مولی یعقوب پاشا حفید بیگ متوفی ۸۹۱ھ

۴۔ مصلح الدین مصطفیٰ القسطلانی متوفی ۸۹۱ھ

۵۔ مولی عبدالرحمٰن افضل الدین الحسینی متوفی ۹۰۸ھ[1]

حاشیہ سید شریف پر مزید حواشی:

۱۔ محمد بن محمد بن تاج الدین ابن الخطیب حنفی متوفی ۸۹۱ھ معروف بہ خطیب زادہ نے "حواشی علی اوائل حاشیۃ السید علی شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کیے۔[2]

۲۔ میر صدرالدین محمد بن غیاث الدین منصور شیرازی حنفی متوفی ۹۰۳ھ نے "مختصر علی حاشیۃ الجرجانی علی شرح المختصر" تالیف کی۔[3]

۳۔ عبداللہ (حمید الدین) بن افضل الدین الحسینی حنفی متوفی ۹۰۸ھ معروف بہ ابن افضل الصدیق نے حواشی علی حاشیۃ السید تالیف کیے۔[4]

۴۔ شہاب الدین الیاس زادہ متوفی ۹۲۴ھ[5]

۵۔ کمال الدین حسین بن عبدالحق الاردبیلی الزاہدی متوفی ۹۵۰ھ[6]

۶۔ حسین (حسن) الحسینی الخلوتی متوفی ۱۰۱۲ھ نے "الکتب الاربعہ" میں ۳۹۲ھ میں کافیہ موجود ہے۔[7]

۷۔ احمد بن سلیمان الکوزلی گیرانی متوفی ۱۰۹۲ھ[8]

۸۔ محمد بن السید صالح الفیضی التوقاوی حنفی متوفی ۱۲۶۵ھ نے "حاشیہ علی شرح السید المختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔[9]

---

۱ کشف الظنون ۱/۱۸۵۷ ۲ ایضاح المکنون ۱/۹۱۳ ۳ ایضاح المکنون ۲/۹۲۱

۴ الفوائد البہیہ ص ۶۹ ۵ الشقائق النعمانیہ ص ۱۳۱، الاصلین ۱/۲۷۴ (۲۲۳)

۶ نظم الاصلین ۱/۱۵۰-۱۵۲ (۲۲۶) ص پر متن (بیاض) ۵۷۲ کے حوالے سے ذکر ہے۔

۷ نزہۃ الخواطر ۶/۱۵۰ (۲۲۶) نظم الاصلین ۱/۱۳۰ (۲۲۶)

۸ ہدیۃ العارفین ۱/۸۰۰ ۹ نزہۃ الخواطر ۶/۳۰ نظم الاصلین ۱/۱۲۸ (۹۰)

مختصر المنتہی پر حواشی :

۱۔ (قرہ) خلیل بن حسن بن محمد ابو ضیاء کیلی زادہ حنفی متوفی ۱۱۲۳ھ معروف بہ قرہ خلیل نے حاشیہ علی شرح مختصر المنتہی تالیف کیا۔[1]

۲۔ جمال الدین محمد بن حسین بن محمد الخوانساری الصفی الامامی متوفی ۱۱۲۵ھ نے "حاشیہ علی شرح مختصر الاصول" تالیف کیا۔[2]

۳۔ عبد اللہ بن صدقی بن علی الحنفی الجریری الحسنی متوفی ۱۱۰۸ھ نے "نجاح الطالب علی مختصر المنتہی ابن الحاجب" تالیف کیا۔[3]

۴۔ علی بن الحاج صادق بن محمد ابراہیم اعلم خسانی الشماخی متوفی ۱۱۹۹ھ نے "حاشیہ علی مختصر المنتہی" تالیف کیا۔[4]

عضد الدین الایجی متوفی ۷۵۶ھ کی "شرح المختصر" پر حواشی اور حواشی الحواشی :

ابن الحاجب کی مختصر اور عضد کی شرح پر سب سے زیادہ حواشی لکھے گئے اور ان حواشی پر بھی حاشیوں پر حاشیے لکھے گئے۔

۱۔ عضد الدین الایجی کے شاگرد رشید حسام الدین السغناقی الحنفی (یا شافعی) متوفی ۷۶۱ھ نے "حاشیہ علی شرح العضد" تالیف کیا۔[5]

شرح عضد کے حاشیہ پر حاشیہ :

شرح عضد پر سید شریف جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے حاشیہ تالیف کیا۔ بعد میں احمد بن موسیٰ خیالی حنفی متوفی ۸۸۲ھ نے اس حاشیہ پر حاشیہ تالیف کیا۔[6]

۱۔ ابو الفتح قاضی کمال الدین ابو بکر بن محمد بن ابو بکر الطیری السیوطی شافعی متوفی ۹۵۵ھ نے

۲۔ علاء الدین علی الطوسی متوفی ۸۷۹ھ سے قبل میں وفات پائی، انہوں نے سید شریف جرجانی کے حاشیہ تک حاشیہ تالیف کیا۔[7]

۳۔ شمس الدین محمد بن شہاب الدین شروانی حنفی متوفی ۸۹۲ھ نے[8]

۴۔ جمال الدین محمد بن محمد بن خطیب الخضر یہ شافعی متوفی ۸۹۳ھ نے[9]

---

۱ ہدیۃ العارفین ۵/۳۵۲، معجم المصنفین ۲/۳۲۹ (۹۳) میں اس کو ہدیۃ العارفین ۱/۱۱۷ کے حوالہ سے ذکر کیا گیا مگر حواشی کے بارے میں کچھ نہیں بتایا گیا۔

۲ ہدیۃ العارفین ۲/۳۴۲، معجم المصنفین ۲/۱۳۰ (۳۲۶) ۳ ہدیۃ العارفین ۲/۳۱۲

۴ ہدیۃ العارفین ۲/۳۲۹، ۵/۸۸۲، الحرز الثمین ۳۸۹-۳۹۰، الفتح المبین ۲/۲۰۶ ۵ ہدیۃ العارفین ۵/۷۷۰

۶ کشف الظنون ۱/۱۸۵۲ ۷ معجم المصنفین ۸/۲ (۳۳۱)

۸ کشف الظنون ۱/۱۸۵۲ ۹ کشف الظنون ۱/۱۸۵۲ ۱۰ کشف الظنون ۱/۱۸۵۲

۷۔ حسین بن عبد اللہ [illegible] متوفی [illegible]ھ [illegible]

۸۔ جلال الدین محمد بن احمد [illegible] متوفی [illegible]ھ

۹۔ حبیب اللہ بن عبد الشکور بہاری حنفی متوفی [illegible]ھ [illegible]

۱۰۔ شمس الدین محمد بن شہاب الدین عبد الرحمن [illegible] متوفی ۹۸۲ھ

۱۱۔ بدر الدین محمد بن محمد شامی بن خطیب اخلاطی متوفی ۹۸۳ھ

۱۲۔ بہاء الدین محمد بن حسین بن عبد الصمد بن شمس الدین عاملی [illegible] متوفی ۱۰۳۰ھ

۱۳۔ حسین بن محمد بن معین الدین میبذی متوفی ۹۰۹ھ

۱۴۔ جلال الدین مصطفیٰ شمس الدین ابو الیمن متوفی ۹۶۳ھ

شرح التلخیص کے حاشیہ پر حاشیہ :

۱۵۔ حسین بن محمد الدبرجی حنفی متوفی ۹۳۳ھ نے [illegible] شرح التلخیص [illegible]

۱۶۔ اسمٰعیل بن عبد القادر حنفی متوفی ۹۳۳ھ

۱۷۔ [illegible] نے [illegible] شرح [illegible] کے [illegible] سے [illegible]

---

۱ [illegible]

۲ [illegible]

۳ [illegible]

۴ [illegible]

۵ [illegible]

۶ [illegible]

۷ [illegible]

۸ [illegible]

۹ [illegible]

[illegible]

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]
4. [illegible]
5. [illegible]
6. [illegible]
7. [illegible]

[illegible]

1. [illegible]
2. [illegible]

[illegible]

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]

[illegible]

عبدالحمید الصدفی مالکی (متوفی ۶۰۶ھ۔۶۴۸ھ)[1]

محدث، فقیہ اور اصولی تھے۔ خراسان میں ابن سابونی سے تفقہ حاصل کیا۔ مشرق، بجایہ اور اسکندریہ کے علماء اور وہاں کے علماء سے استفادہ کیا۔ ابو یحییٰ بن ابی بکر الدوری اور استاذ عبدالعزیز بن عبدالعظیم نے "ارشاد امام الحرمین کی البرہان اور کتاب المستصفی" کی تعلیم حاصل کی۔ تونس میں فقہ، اصول کی تعلیم دیتے تھے۔ اصول دین اور اصول فقہ کا وافر علم عطا ہوا تھا۔ دونوں علوم کی متقدمین کے طریقہ پر تدریس کرتے اور متاخرین امام رازی اور ان کے متبعین کے طریقہ کو نہیں اپناتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ جلاء الالتباس فی الرد علی نفاۃ القیاس

۲۔ الایضاح والبیان فی العمل بالظن المنتشر عما لمسۃ الصحیحۃ والقرآن[2]

نقیب الاشرف وقاضی العسکر محمد بن حسین الاردستانی شافعی (متوفی ۶۵۰ھ)[3]

مصر میں مدرسہ الشرابیہ میں مدرس اور اصول وغیرہ میں امام تھے۔ صدر الدین احمد سے تفقہ حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے امام فخر الدین رازی کی کتاب "المحصول" کی شرح لکھی۔

ضروری وضاحت: قاضی العسکر ابی محمد بن حسین الاردستانی شافعی اور تاج الدین الاردستانی متوفی ۶۵۵ھ (جن کا نام بھی محمد حسین) ہے) دو مختلف اشخاص ہیں اتفاق سے دونوں کے نام والد اور دادا کے نام بھی ایک جیسے ہیں جن کی بنا پر دونوں کے ایک ہونے کا مغالطہ ہو جاتا ہے۔[4]

عبدالرحیم المرغینانی حنفی (۶۵۱ھ بعد)

فقیہ، اصولی اور صاحب ہدایہ کے پوتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "فصول الاحکام لاصول الاحکام" تالیف کی جو اصول احناف کی نام سے مشہور ہے۔[5]

عبدالسلام بن تیمیہ حنبلی (۵۹۰ھ۔۶۵۲ھ)[6]

فقیہ، اصولی، محدث، مفسر، مقرر نحوی تھے۔ اپنے چچا خطیب فخر الدین وغیرہ سے علم حاصل کیا۔ آپ کے تلامذہ میں آپ کے صاحبزادے عبدالحلیم اور ابن قیم وغیرہ شامل ہیں۔ فقہ، اصول سمیت متعدد علوم میں ید طولیٰ رکھتے تھے۔[7]

---

1 ابوالعباس احمد بن ابی بکر بن ابی الحسن الصدفی المرسی (۶۳۰ھ۔۶۹۸ھ) طرابلس، اندلس اور تونس میں وقت گزارا۔ الدیباج ص ۲۶۱، بغیۃ الوعاۃ ۲/ ۱۶۷۔۱۶۸ (۲۰۳)

2 شریف شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن حسین بن محمد الحسنی الاردستانی شافعی نقیب الاشراف قاضی العسکر۔ 3 بغیۃ الوعاۃ ۲/ ۱۲۵، کتاب خاص فلاردستانی ص ۹۹

4 عبدالرحیم بن ابوبکر برہان الدین ابن برہان الدین عبدالجلیل المرغینانی الحنفی صاحب الہدایہ۔ 5 عبدالسلام بن عبداللہ بن ابوالقاسم الخضر بن محمد بن علی تیمیہ ۱۲۳ھ۔۱۲۵۴ھ، شیخ الاسلام ابوالبرکات مجد الدین الحرانی، حران میں ولادت، وہیں وفات ہوئی

6 شذرات الذہب ۵/ ۲۵۷۔۲۵۸، وفات الوفیات ۲/ ۳۳۴ (۴۷۸) 7 الفتح المکین ۲/ ۶۸۔۶۹، بغیۃ الاصولیین ۲/ ۲۰۳۔۲۰۴ (۴۳۷)

مذاہب الحنابلہ۔ اصول فقہ میں "المسودہ" کے نام سے آپ کی کتاب موجود ہے۔ بعد میں ان کے صاحبزادوں عبدالحلیم (متوفی ۶۸۲ھ) اور پوتے شیخ الاسلام ابوالعباس تقی الدین احمد (متوفی ۷۲۸ھ) نے اس میں اضافے کئے۔ مؤخر الذکر تینوں حضرات کے تحریر کردہ "المسودہ" کی تبویب و ترتیب تقریباً ۵۰ھ میں شیخ الاسلام کے ایک شاگرد شہاب الدین ابوالثناء محمود بن احمد الحرانی الدمشقی (متوفی ۶۵۰ھ) نے انجام دی۔ کتاب "المسودہ" تینوں علماء کی تالیف ہونے کی تحقیق کے ساتھ دارالکتاب العربی بیروت سے چھپ چکی ہے۔ اس کتاب پر محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق ہے۔

ابن تیمیہ کے تینوں علماء کے کلام میں تفریق کے لئے شہاب الدین کی علامات :

ابن تیمیہ کے مذکورہ بالا تینوں علماء کے کلام کے مابین تفریق کو تمیز پیدا کرنے کے لئے شہاب الدین نے بعض جگہوں پر ان تینوں کے قول کی نشاندہی کے لئے علامات لگائی ہیں۔ ان علامات کے حوالے سے "المسودہ" کے محقق لکھتے ہیں اور ان تینوں کے اقوال و کلام کے مابین ان علامات سے فرق جانتے ہیں۔ محقق "المسودہ" نے اس کی نشاندہی میں چند حوالے پیش کئے ہیں۔ ہم انہیں یہاں نقل کر رہے ہیں :

علامات سے تفریق کی مثالیں :

شیخ محمد بن احمد الحلوانی نے اپنی کتاب میں "المسودہ" سے نقل کیا اور تینوں کے کلام میں فرق کو ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے فرمایا :

"قال شيخ الاسلام ابن تيميه روح الله روحه في مسودة "التقليد قبول القول بغير دليل، فليس المصير الى الاجماع بتقليد - لان الاجماع دليل، ولذلك يقبل قول النبي صلى الله عليه وسلم ولا يقال التقليد، وقد قال احمد رضي الله عنه في رواية ابي الحارث من قلد الخبر وجبت ان يسلم له ان شاء الله تعالى، فاطلق اسم التقليد على من صار الى الخبر وان كان حجة"[1]

اسی طرح محقق نے ایسے اور مثال دیتے ہوئے شہاب الدین ابوالعباس احمد بن عبدالعزیز بن علی بن ابراہیم الحرانی الحنبلی المعروف بابن المنجا (متوفی ۷۱۵ھ) کا حوالہ پیش کیا جنہوں نے اپنی کتاب "شرح المختصر فی اصول الفقہ لابن حنبل" میں "المسودہ" سے شیخ تقی الدین کے حوالے سے ذکر کیا :

"العبارة في الطاعة، قال الشيخ نفي الدين في آخر المسودة "كل ما كان طاعة وقد مر وامه فهو عبارة عند اصحابنا والمالكية والشافعية وعند الحنفية: العبادة ما كان من شرطها النية"[2]

---

[1] التحقیق مقدمہ علی المسودہ فی اصول الفقہ۔ محی الدین عبدالحمید ص ۴ بیروت دارالکتاب العربی۔ مذکورہ حوالہ میں انہوں نے الحلوانی کی کتاب ثمرات التمہید ۱/۲۸ مخطوطہ دمشق کے حوالے سے ذکر کیا۔ مذکورہ عبارت "المسودہ" کے ص ۵۵۳، ۵۵۴ کی طرف اشارت کے الفاظ میں تحریر کے ساتھ تحقیق میں ہے۔

[2] حوالہ سابق۔ اس میں شہاب الدین کی شرح المختصر فی اصول الفقہ جلد ۱۲ میں طاعۃ کی تعریف کے تحت لکھا ہے۔ یہ عبارت المسودہ کے ص ۶ پر بھی مذکور ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

اسی طرح الفتوحی نے اپنی کتاب میں "تفسیر المجد ابن تیمیہ" کے تحت یہ عبارت المسودہ سے نقل کی ہے جس میں مجد الدین عبد السلام نے اپنے والد کی طرف یہ منسوب کیا

"قال السجود نوع من الافعال ذو اضطجاع كثيرة، فيجوز ان يقسم الى واجب وحرام، فيكون بعض افراده واجبا كالسجود لله تعالى، وبعضها حراما كالسجود للصنم ولا اضاع لذلك"

"قال المجد في المسودة: السجود: هيئة بدنية للصلاة مع قصد التقرب الى الله تعالى محرم على مذهب علماء الشريعة، وقال ابو هاشم المعتزلي: ان السجود لا تختلف صفته، وانما المحظور القصد"[1]

عموم نے مسئلہ پر مجد الدین کا قول نقل کرتے ہوئے لکھا ہے

"قال المجد في المسودة وهذا ظاهر كلام احمد رضي الله عنه، لانه احتج في مواضع كثيرة بمثل ذلك، وكذلك اصحابه، قال المجد: وهذا مثل اصابع قوة الجسود، لا خلاف، لان الاصل عند المعرفة لما الوجد كره"[2]

مذکورہ بالا چاروں حوالوں میں السفیری اور الفتوحی نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ اور مجد الدین کی طرف جس قول کی نسبت کی یقین کچھ ائمہ کی عبارات سے بات سمجھ میں آتی ہے جس کی وجہ سے انہوں نے قائل کا پتہ چلایا ورنہ حالانکہ "المسودہ" کے ظاہر سے یہ اندازہ لگانا مشکل ہوتا ہے کہ کس قول کو کس نے کہا تھا۔ مذکورہ بالا اقوال سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ شہاب الدین ابو العباس قرافی نے جس عبارت کی تلخیص کتاب "المسودہ" والی اصل ترتیب پر پیش کیا ہے کہ فتوحی عبارت کی تفسیر کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ قال الشیخ تقی الدین فی اثر المسودہ، اور موجودہ ترتیب جو قرافی کی ہے اس میں بھی آخری سہو تقی الدین ہی کا ہے۔

کتاب "المسودہ" کا تحقیقی تجزیہ: اصول فقہ کی اکثر کتب بھی اس فن کا جلیل فخر مانا جاتا ہے۔ جس میں متقدمین مختلف انداز اپناتے ہیں اور مختلف پہلوؤں کو لیا کرتے ہیں۔ اسی طرح "المسودہ" بھی اپنی خصوصیات کی حامل ایک بہترین کتاب ہے۔ اس کی دو امتیازی خصوصیات نمایاں ہوتی ہیں

۱۔ مختلف فیہ مسائل میں اصحاب الاقوال کے اقوال تحقیق کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ جس سے ایک طرف تو اس فن میں ان کی دسعت علمی کا اندازہ ہوتا ہے تو دوسری طرف ایک ہی جگہ میں ان کی قوت ضعف کا اندازہ کرنے میں مدد حاصل ہو جاتی ہے۔

۲۔ مصنف نے جو "تحریر محل النزاع" کی اصطلاح استعمال کی ہے اس کتاب میں موضوع پر بحث کی بنیاد ہے۔ یعنی وہ آغاز ہی کے مسئلہ کو واضح کرتے ہیں۔ اس میں علماء کے مذاہب کو اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔ پھر قسم موضوع پر ایک تا ایک مسئلہ کے بعد دوسرا مسئلہ لاتے ہیں اور ہر مسئلہ میں مختلف علماء کے اقوال

---

[1] حوالہ سابق اس میں ۱۲ پر ہے اور مجد الدین کا کلام یہی ان کا نام لئے المسودہ میں ۸۲ پر مذکور ہے۔

[2] حوالہ سابق اس میں ۵۱ پر ہے اور یہ ۱۰۹-۱۱۰ پر موجود ہے۔ مجد الدین کی دونوں عبارتوں کے درمیان الفتوحی نے جملہ نقل کر دیا

فرق کے ساتھ پیش کرتے چلے جاتے ہیں اور اس موضوع پر مکمل پورے ہونے کے ساتھ ان اقوال کے درمیان فرق واضح ہو جاتا ہے اور مراد واضح ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس کی روشنی میں ان متقدمین کی تعیین آسانی سے ہو جاتی ہے جہاں اصحاب اقوال کا اتفاق و اختلاف واقع ہوا ہوتا ہے۔

شیخ الاسلام اور المسودہ کی ترتیب پر نظر ثانی :

قابل ذکر ہے کہ شیخ الاسلام کا اس مسودہ کی ترتیب پر نظر ثانی اور سدید و استدلال کے ساتھ پختہ کرنے کا ارادہ تھا جیسا کہ انہوں نے مقدمات کی تالیف میں ان کی یہ عادت رہی۔ مگر وصال نے ہاتھ ان کو یہ مہلت نہیں دی۔ یہ بات بھی کتاب اصول فقہ پر ایک عمدہ کتاب ہے جو قارئ کو بہت سی "نھایات الکتاب" سے مطالعہ سے مستغنی کر دیتی ہے۔

ثمر الدین ابو عبداللہ المرسی شافعی (متوفی ۵۷۰ھ۔۶۵۵ھ)

انہوں نے یہ کتاب "الاصول" تالیف کی ہے

ضیاء حمید الدین الارموی (متوفی ۵۷۰ھ۔۶۵۰ھ یا ۶۵۳ھ یا ۶۵۶ھ)[1]

فقیہ، اصولی، منطقی، فلسفی اور کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ قضاء کے منصب پر بھی فائز رہے۔ امام فخر الدین رازی کے شاگرد ہیں۔ شمس الدین الاصفہانی (متوفی ۶۸۸ھ) اصولی آپ کے شاگرد ہیں سے ہیں جو بہت فقیہ، مفید اور علوم اصول و کلام کے لکھاریوں میں سے ہیں اور "شرح المحصول" کے مصنف بھی ہیں۔

تالیفات اصولیہ انہوں نے کتاب "الحاصل من المحصول" تالیف کی۔

کتاب "الحاصل" کا تحقیقی تجزیہ :

انہوں نے کتاب "الحاصل من المحصول فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ سراج الدین ارموی نے اپنی اس کتاب میں امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ) کی کتاب "المحصول" کا اختصار پیش کیا ہے۔[2] اس کتاب میں ارموی نے اصول کو اس طرح پیش کیا ہے جس کی وجہ سے علم و متعلم کو احتیاج ہوتی ہے تو اور وہ حوالہ کرنا پڑے اور بحر سے ہوئے مسائل و علم کو یاد کرنا پڑے۔ یہ کتاب مختصر ہونے کے باوجود بھی فوائد سے بھرپور ہے۔ ارموی نے اپنی اس کتاب کو ۶۵۰ھ میں اس کتاب کی تالیف مکمل کی۔[3]

"الحاصل" کی کتب اساسیہ سے نسبت :

امام رازی کی "المحصول" اصول فقہ کی چار اساسی کتب "البرہان" "التلخیص" "المستصفی" "المعتمد" "ابی الحسین بصری معتزلی اور "العہد" "عبدالجبار معتزلی" کا نچوڑ ہے۔ "الحاصل" "المحصول" کا اختصار ہے۔ اس طرح "الحاصل" نے ان چاروں کتب بالا سے بالواسطہ اثرات قبول کئے۔

---

1. محمد بن عبداللہ بن الحسن ابو الفضل السلمی، ارموی شرف الدین ابو عبداللہ المرسی، الوافی بالوفیات ۴/۱۲۵
2. سراج الدین ابو الثناء محمود بن ابی بکر بن حسین (حسن) بن عبداللہ کنیت ابو الفضل یا ابو الثناء کل آثار ایران میں دلالت ہوئی، وفیات الاعیان ۶/۱۲۰
3. مقدمہ ابن الحاجب ص ۲۵۵، کشف الظنون ۲/۱۲۱۵، اصول فقہ۔ شیخ محمد الخضری ص ۲۷

الحاصل کے اثرات کا تحقیقی جائزہ

یہ کتاب مستقل متن کی حیثیت رکھتی ہے اور اس کی اہمیت اس سے ظاہر ہے کہ اس پر متعدد شروح لکھی گئیں۔ مثلاً قاضی عبدالرحیم بن حسن الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) نے اپنی کتاب "نہایۃ الوصول الی علم الاصول" میں "الحاصل" کا خلاصہ پیش کیا۔ "منہاج" مختصر الحاصل ہونے کے باوجود اس کی شرح نہیں۔ اس کتاب کی اسی افادیت و اہمیت کے پیش نظر ان کے بعض مختصرات کی تعداد ۳۰ سے اوپر بیان کی جاتی ہے۔[1] انہوں نے "الحاصل" سے حاصل شدہ افتخار (امتیاز) اپنی تالیف موسومہ "نہایۃ الوصول" میں ان کے چند مطبوعہ شروح و تلخیص کا ذکر کرتے ہوئے ان کا تعارف کرایا ہے۔[2] ان میں سے چند مطبوعہ شروح و تلخیص کا تعارف ہم اپنے مقام پر پیش کریں گے۔

۱۔ بغیۃ السؤل فی شرح منہاج الوصول — از جمال الدین ابوالمحاسن عبدالرحیم بن حسن الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ)

۲۔ الابہاج فی شرح المنہاج — تقی الدین ابوالحسن علی بن عبدالکافی السبکی (متوفی ۷۵۶ھ) اور ان کے صاحبزادے تاج الدین ابوعبدالوہاب السبکی (متوفی ۷۷۱ھ) نے اس کی تکمیل کی۔

۳۔ سراج العقول فی شرح منہاج الاصول — از محمود بن حسن ابدنہ۔

الحاصل کی شروح و مختصرات

قاضی بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) کی "منہاج الوصول" پر تاج الدین "الحاصل" ہے۔ تقی الدین السبکی کا انتقاد ہے جس کا نام ہے "منہاج الوصول الی علم الاصول" ہے تعارف میں فرماتے ہیں

"وهو رتبه صنعه جمعه شريف كثير الفوائد جليل المنافع لقد كان عمدة المتمسكين بهذا الفن فجمعت شروحه مختصرة وبعضها الى ان تلاشين شرحا"۔

قاضی بیضاوی کے اصول پر متعدد شروح و تلخیص لکھی گئیں۔ ان میں سب سے مشہور "نہایۃ السؤل" جمال الدین ابی محمد عبدالرحیم بن حسن الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) کی تصنیف ہے۔

ابوعبداللہ محمد بن عبدالمنعم الجزری القصری (متوفی ۷۳۰ھ) نے اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "تحفۃ الوصول فی شرح الحاصل" رکھا۔

کتاب "الحاصل" کی ترتیب و اسلوب

کتاب کا آغاز مقدمات کے بیان سے ہوتا ہے جو چھ فصول پر مشتمل ہے۔

پہلی فصل — اس میں اصول فقہ کی تعریف، لغوی و اصطلاحی معنی اور مقدمات علم پر بحث کی ہے۔

---

1. کشف الظنون ۱: ۱۰۵۔ اس میں ۲۷ شروح کا ذکر ہے۔ نیز دیکھئے مقدمہ نہایۃ السؤل ۱: ۱۰۔
2. نہایۃ السؤل ۱: ۱۳۲۔ اس میں ۲۷ شروح کا ذکر ہے۔ نیز دیکھئے کشف الظنون ۲: ۱۳۱۰۔

دوسری فصل : علم، نظر، ادراک، علم اور دلیل میں سب جو پانچ بحثیں کی ہیں۔

پہلی بحث : علم، جہل، ظن، شک اور وہم کی تعریف کا بھی فرق اپنا کرتے ہیں۔

دوسری بحث : میں یہ بیان کیا کہ ضروری نہیں کہ ہر مستقیم تصور میں دو قضیے ہوں۔

تیسری بحث : ظن کی تعریف میں ہے۔

چوتھی بحث : نظر، دلیل، ادراک کی تعریف بیان میں ہے۔

پانچویں بحث : تعلم شرعی کی تعریف میں ہے اور بتایا کہ اہل سنت کے نزدیک تعلم شرعی کی تعریف "احداث الله تعالیٰ المتعلق بالعالم المکلف بالاقتضاء او التخییر" ہے۔ اس میں وہ مذہب جو اشاعرہ کا ہے اور مذہب جو ماتریدیہ کا ہے ذکر کیا۔ علم کی تعریف پر معتزلہ کی جانب سے کیے گئے اعتراض اور ان کے جوابات دیئے۔

تیسری فصل : اس فصل میں چھ بحثیں ہیں جن کے تحت متعدد مسائل اثبات کیے گئے ہیں۔

امام ماتریدی نے متعلقات کی تقسیم خطاب کو متعلق بالمکلف سے اضافت کے اعتبار سے دو قسموں میں تقسیم کرکے ہر ایک کی ماہیت بیان کی۔ ساتھ ہی بتایا کہ شارع اور مذہب میں وہ کن معنی میں استعمال کرتے ہیں۔ امام ماتریدی کہتے ہیں کہ وجوب لغت میں ثابت ہونا اور گرنا دونوں معنی میں آتا ہے اور شرع میں بھی یہ دونوں معنی ثابت ہیں۔ اس لیے وجوب کی تعریف میں اس کو ذکر نہیں کیا۔ اس فصل میں بھی حسن و قبح کی طرف تقسیم کیا۔ اس میں اصل معنوں سے عقل حسن و قبح کی تعریف اور اہل سنت کا اس بارے میں موقف بیان کیا۔ خطاب شرعی اور اس کی سب قسموں کو بیان کیا۔ متعلقات احکام کے اعتبار سے افعال کی تقسیم کی۔ عبادات کی حکمت بیان کی۔ ان کے فرض، واجب، سنت، نفل، مستحب کے اعتبار سے تقسیم کی۔ عبادت کی تعریف میں لفظ "موافقة الامر" سے جو تعریف کی گئی ہے اس پر اعتراض کیا ہے۔ اس میں عبادات میں اس سے کیا مراد ہے اور بتایا کہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک عبادات میں فاسد میں پایا جانے والا خلل کیا ہے۔ اس کو بھی بیان کیا۔ اس میں "الباطل هو الذي لم يشرع اصلا ولم يتوجه الخطاب بوجه ولا صفة" اور "الفاسد ما شرع باصله دون وصفه وذلك كالربوبات" کی تعریف کی۔ عبادات کے اعتبار سے تقسیم کی۔ ان میں فرض کی تعریف کی۔ عبادات کی فرضیت میں ہوتا ہے۔ عبادات کی وقت کے اعتبار سے تقسیم کی۔ ان میں وقت کی اہمیت بیان کی۔ عبادات کی ادائی کے لئے وقت معین نہیں مثلاً تسبیحات وغیرہ کا ذکر اور اذکار کی تعریف بیان کی اور تقسیم کی۔ رخصت کی تعریف بیان کرکے رخصت کی اقسام ذکر کیں۔

چوتھی فصل : حسن و قبح کے عقلی ہونے سے متعلق اہل سنت و معتزلہ کی تحقیقی و مختلفی آراء پیش کیں۔ حسن سے مراد ملائمت کا میلان اور قبح سے مراد منافرت کا تقاضا ہے تو اس عقل میں اہل سنت و معتزلہ کا اتفاق ہے کہ دونوں عقلی ہیں۔ اگر حسن سے مراد صفت کمال ہو جیسے علم اور قبح سے مراد صفت نقص ہو مثلاً جہل تو بھی اس کے عقلی ہونے میں دونوں کا اتفاق ہے۔ اگر حسن و قبح سے مراد وہ ہو جو مدح و ذم کا سبب ہو اور ثواب و عقاب ہو اس بارے میں معتزلہ و اہل سنت کی مختلف آراء ہیں۔ اہل سنت حسن و قبح کے

اختیار سے شرعی تصور کرتے ہیں جبکہ معتزلہ اس کو بھی عقلی مانتے ہیں۔ حسن و قبح کے عقلی ہونے پر عقلی دلائل ذکر کرنے کے بعد ان کا رد کیا۔

پانچویں فصل : مصنف شکر اللہ پر مذہب نہیں بلکہ سنت کا موقف ہے۔ معتزلہ کا مسلک جس کے برخلاف ہے وہ بھی مذہب اہل سنت سے استدلال کیا۔ پھر معتزلہ کے اہل سنت کے دلائل پر منع قدح کر کے ان کے جوابات دیئے۔

چھٹی فصل : مقدمات کی اس آخری فصل میں شرائع سے قبل افعال اختیاریہ کے احکام کو بیان کیا۔ اس بارے میں علماء کے تین مذاہب پیش کئے جس میں پہلے کے مطابق حرام، دوسرے کے مطابق مکروہ اور تیسرے کے مطابق اس میں توقف ہے۔ جبکہ یہ بتایا کہ یہاں اس کا حکم معلوم نہیں اور دوسری جگہ پر ہے کہ اس کا حکم معدوم ہے۔ شیخ الامام ابو زید نے توقف کے قول کو اختیار کیا اور معدوم الحکم ہونے کی تائید کی کہ "لا تشریع قبل الشرع" (نہ شریعت تھی اور نہ حکم) پھر ابا حت کو قبول کرنے والوں کے دلائل بھی ذکر کئے۔ اس کے بعد ان مذاہب کی جانب سے توقف کے قول کو مضعف قرار دینے والوں کے دلائل ذکر کر کے جوابات دیئے۔

لغات پر بحث :

الامر وہی مقدمات میں شامل چھ فصول پر کلام سے فراغت کے بعد لغات کی بحث کرتے ہیں۔ اس کو بارہ نواجواب میں شامل کیا ہے۔

پہلا باب : یہ کلیہ کی ابحاث میں ہے۔ وہاں ابحاث کو پانچ انظار کے تحت لائے تھے۔

النظر الاول : یہ بحث کلام میں ہے۔ اس میں بتایا کہ اہل سنت کے یہاں کلام نفسی لفظی دونوں کو شامل ہے جبکہ اصولیین صرف کلام لفظی کو تحت بحث لاتے ہیں۔

النظر الثانی : یہ بحث وضع سے متعلق ہے۔ اس میں علماء کے چار مذاہب پیش کئے۔

مذہب (۱) الفاظ کی دلالت ذاتیہ ہے یہ عباد بن سلیمان کا مذہب ہے۔

مذہب (۲) الفاظ کی معانی پر دلالت توقیفیہ ہے۔ یہ مذہب ابو الحسن الاشعری اور ابن فورک کا ہے۔

مذہب (۳) الفاظ کی معانی پر دلالت اصطلاحیہ ہے یہ ابو ہاشم الجبائی کا مذہب ہے۔

مذہب (۴) بعض الفاظ کی اپنے معانی پر دلالت توقیفی اور بعض کی اصطلاحی ہوئی ہے یہ مذہب ۱، ۲ مذہب سے مرکب ہے۔ جس میں سے ایک کہتا ہے کہ "الاسماء من الباری والصفات من الله" اور دوسرا کہتا ہے "الاسماء من الله والصفات من العباد" یہ مذہب استاذ ابو اسحاق الاسفرائینی کا ہے۔ پھر ہر ایک کو مذہب پر دلائل ذکر کئے۔

النظر الثالث : یہ بحث موضوع کے لفظ متحقق ہے لفظ کی وضع کی ضرورت پر بحث کی دس میں بتایا کہ عبارات اشارات اور تفہیم کے لئے الفاظ کی وضع کو کیوں اختیار کیا۔ پھر ان کے مقابلے میں الفاظ کے زیادہ آسان اور مفید ہونے کی وجہ ذکر کی۔

النظر الرابع : یہ بحث موضوع لہ پر ہے اس کو تین بحثوں کے تحت ذکر بیان کیا۔ پہلی بحث میں معانی کی اعتبار کے اعتبار سے تقسیم کر دیں۔ دوسری بحث میں بتایا کہ الفاظ کی وضع سے صرف معانی مفردہ یا الفاظ مفیدہ ہی ہے۔ جملہ سے متعلق افادہ مرکبات ہے۔ تیسری بحث اس پر ہے کہ لغت کی وضع بالذات ہے یا بالذات الفیہ ہے یا حیثیت خاصہ سے نہیں۔

نظر الخامس ۔۔۔۔ اس میں وضع کے طریق کی معرفت پر کلام کیا اور بتایا کہ زبان عربیہ کے تعلیم کی ضرورت اس لئے پیش آئی ہے کیونکہ یہ کتاب سنت کے فہم کا وسیلہ ہے۔ اور تعلیم کے طرق کو تین امور یعنی عقل، نقل اور بحث مرکب میں محصور کیا۔

الامر الباب :

دلالت الفاظ کی تقسیم میں ہے الفاظ کی اس تقسیم کو دو ابواب میں تقسیم کیا۔

الباب الاول ۔۔۔۔ تقسیم الفاظ کی پہلی بحث میں لفظ کی اپنی ماہیت پر دلالت کے اعتبار سے اقسام پیش کیں اور تین قسموں میں منحصر کر دیا (یعنی دلالت مطابقی، دلالت تضمنی اور دلالت التزامی) اس کے ساتھ ہی حریر افادت کرتے ہیں کہ کون سی دلالت واضح ہے اور کون سی مخفی ہے۔ مذکورہ بالا تین اقسام میں سے دلالت مطابقیہ کو حریر تین قسموں کی طرف تقسیم کرتے ہیں (مفرد، مرکب تام، مرکب ناقص) ان میں سے مفرد کی مختلف اعتبارات سے نو قسمیں کیں۔

پہلی قسم ۔۔۔۔ اس کے معنی کا تصور حرکت کے بقوع سے بلغ ہوگا یا نہیں۔ اس اعتبار سے جزوی و کلی پر تقسیم کر دیا اور پھر کلی کی حریر انواع کر دیں۔

دوسری قسم : مفہوم میں استقلال ہوگا یا عدم استقلال۔ اس اعتبار سے اس کو اسم، فعل اور حرف پر تقسیم کر دیا اسم کو وجود میں تقسیم کر کے ہر ایک کے تحت حریر اقسام بیان کیں۔

تیسری قسم : اس میں مندرجہ ذیل کلمات کے مفہوم مراد کی توضیح پیش کی :

المضمر، العلم، المتواطئ، المشکک، الاسماء، المتباینة، الاسماء المترادفة، المؤول، المنقول، المجاز، المشترک، المجمل، النص، الظاهر، الحقیقة، المحکم، المنشابه

دلالت مطابقی کی تین قسموں میں سے مفرد پر بحث مکمل کر کے اب دوسری قسم "المفرد لا المضمر کب" کی تعریف کرتے ہیں۔ اور "اللفظ المرکب" کو دو بڑی قسموں میں تقسیم کر کے حریر اقسام میں تقسیم کر دیا۔

اس کے بعد لفظ کی اپنی ماہیت کے اعتبار سے تیسری قسم یعنی دلالت التزامی کو اس سے متعلق مستفاد کے اعتبار سے اقسام میں تقسیم کیا۔

الباب الثانی ۔۔۔۔ تقسیم الفاظ کی دوسری وجہ میں ہے۔ اس میں لفظ کو اپنے مدلول کے اعتبار سے دو قسموں پر تقسیم کیا۔

پہلی قسم : اس کا مدلول معنی ہوگا۔

دوسری قسم : اس کا مدلول لفظ ہوگا خواہ مفرد ہو یا مرکب۔

تیسرا باب

مشترک کے بیان میں۔ اس باب کے مندرجہ ذیل دو فصلوں پر تقسیم کیا۔

فصل اول: مشترک کی ماہیت، تعریف اور اس کے ارکان اور اجزا کے بیان میں۔

فصل دوم: مشترک کے اسباب کو دو مسائل میں محصور کیا۔

چوتھا باب:

اس باب میں مشترک کے بیان میں جو تراوف کی تعریف، اس کے متعلقات، ترادف اور تباین میں اختلاف کی وجہ بیان کرتے ہیں۔ اس باب کے پانچ مسائل ذکر کرتے ہیں۔

پہلا مسئلہ: ترادف کے ثبوت میں ہے۔ اگرچہ بعض معتزلہ نے اس کا انکار بھی کیا مگر درحقیقت ترادف ہوتا ہے اور ہم اس کے قائل ہیں۔

دوسرا مسئلہ: اس میں ترادف کا سبب ذکر کر دیا ہے۔ اور بتایا کہ بعض لوگوں نے جو ترادف کو خلاف اصل کہا اس کی وجہ نہیں بتائی۔

تیسرا مسئلہ: ایک معنی کے متعدد ہونے کے لئے اس پر تقسیم کیا۔

چوتھا مسئلہ: تضاد کا بیان کہ وہ معنی ذات میں سے ہے۔ اصح حنفی مسلک کے لئے شامل ہوگا۔

پانچواں مسئلہ: تباین کے اسباب اور اس کے احکام بیان کئے اور اس پر کلام کو پانچ مباحث میں پیش کیا۔

پانچواں باب: اس میں اشتراک کے بیان میں ہے۔ اس باب میں اشتراک کے متعلقات مسائل میں بیان کئے

پہلا مسئلہ: اشتراک کے اثبات میں ہے۔ اس بارے میں علماء کے تین مذاہب کا ذکر کیا

مذہب ۱: وجود اشتراک (اشتراک واجب ہے)

مذہب ۲: امتناع اشتراک (اشتراک ممنوع ہے)

مذہب ۳: امکان اشتراک (اشتراک ممکن ہے)

پہلے مذہب کے دلائل ذکر کئے اور ان کے ساتھ مناقشہ کیا اور پھر تیسرے مذہب کے دلائل ذکر کر کے اس کو ترجیح دی۔ اور اشتراک کے وقوع کی بحث کو ختم کر دیا۔

دوسرا مسئلہ: اشتراک کی اقسام میں ہے۔ لفظ مشترک کے مختلف مفہومات کے اعتبار سے دو قسمیں ظاہر ہوتی ہیں۔

تیسرا مسئلہ: حکم اشتراک میں ہے اور اشتراک کے دو حکم ذکر کئے۔

چوتھا مسئلہ: مشترک کے مفرد کے حکم میں ہے جو لفظ کے جمیع مفہومات میں ہے۔ اس بارے میں دو مذاہب ذکر کئے۔

ضرب ۱ ۔ جو بیچے جس میں وہ موجود نہ ہو اور نہ اس کی اصل اس میں ہو اسے بیع باطل کہتے ہیں۔

ضرب ۲ ۔ مواضعہ کا بیع جس میں کوئی شرط فاسد اور نہ ہو اسے بیع فاسد کہتے ہیں۔

ان کے درمیان فرق کے بارے میں کہ کیا بیع باطل کے احکام بیع فاسد کے احکام سے مختلف ہیں یا نہیں اس کے بارے میں دو اقوال ہیں۔

پہلا مسلک ۔ یہ ہے کہ ان دونوں کے احکام مختلف ہیں جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہے اور ان کے درمیان فرق کے بارے میں ہم نے بیان کیا ہے۔

دوسرا مسلک ۔ حنفیہ کے اصحاب کا ان کے بارے میں ہے۔ ان میں سے بعض کا کہنا ہے کہ بیع فاسد اور بیع باطل کے احکام ایک ہی طرح کے ہیں۔

تیسرا مسلک ۔ قرآن و حدیث میں بیع کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے اس کا حکم ہے۔ یہ بیع جائز ہے اور بیع فاسد کے بارے میں اختلاف کرنے والوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا حکم ہے۔

جواب :

بیع فاسد اور بیع باطل کے درمیان فرق کے بارے میں دو اقوال ہیں۔ ان میں سے ایک قول کے مطابق ان دونوں کے احکام مختلف ہیں۔

پہلا مسلک ۔ جن علماء کا یہ کہنا ہے کہ بیع فاسد اور بیع باطل کے احکام مختلف ہیں۔

دوسرا مسلک ۔ حقیقت میں بیع باطل کی تعریف میں ہے۔ اس میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن کی تعریف ہم نے بیان کی ہے۔ بیع فاسد کی تعریف میں وہ تمام صورتیں شامل ہیں جن کی تعریف ہم نے بیان کی ہے۔

تیسرا مسلک ۔ ان میں فرق کرنے والوں کا کہنا ہے کہ بیع باطل کے بعض حصے بیع فاسد کے بعض حصوں سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ یہ بیع کے مقدمہ کو پیش کرنے سے پہلے ہی اس کے بارے میں فیصلہ کرتے ہیں۔

القسم الاول :

بیع کے وہ حصے جن میں بیع باطل نے بیع فاسد کے ساتھ اتفاق کیا ہے۔

۱۔ ۲۔ ۳۔

القسم الثانی :

وہ حصے جن میں بیع باطل نے بیع فاسد کے ساتھ اتفاق نہیں کیا ہے۔

پہلا مسلک ۔ (جو بیع باطل ہے) اس میں کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا ہے۔

دوسرا مسلک ۔ (جو بیع باطل ہے) اس میں حکم ثابت ہوتا ہے۔ ہم نے اس کے بارے میں بیان کیا ہے۔

تیسرا مسئلہ ۔۔۔ اس میں مجاز اور اس کے بارہ (۱۲) علاقے ذکر کیے۔۔

چوتھا مسئلہ ۔۔۔ مجاز بالذات صرف اسماء الاجناس پر داخل ہو سکتا ہے۔ حروف اور افعال پر داخل نہیں ہو سکتا۔

پانچواں مسئلہ ۔۔۔ (اس میں حقیقت کے اختلاف کے بیان کیا کہ مجاز کے استعمال میں توقف کرنا ہوگا یا دلائل نظر ہیں) کا بیان یا کہ اس کے استعمال میں توقف ہے۔ پھر دونوں کی دلیلیں پیش کیں اور دونوں کے جواب دیے۔

چھٹا مسئلہ ۔۔۔ اس میں بیان کیا کہ ترکیب میں مجاز عقلی ہوتا ہے۔ اور یہ قول ان دلیل میں پیش کیا "احرجت الارض اثقالها" اور اس پر بحث کی کہ اس میں کس طرح مجاز عقلی ہے۔

ساتواں مسئلہ ۔۔۔ قرآن و حدیث میں مجاز کے حکم کو بیان کیا اور اس کے جواز اور وقوع پر استدلال کیا۔ اور مخالفین کی دلیلیں ذکر کر کے جوابات دیے۔

آٹھواں مسئلہ ۔۔۔ مجاز کے دلائل کو بیان کیا۔

نواں مسئلہ ۔۔۔ اس میں بیان کیا کہ تین وجوہ سے مجاز خلاف الاصل ہوتا ہے۔

القسم الثالث :

اس میں حقیقت و مجاز کی مشترک مباحث کو پیش کیا جو پانچ مسائل میں ذکر کیے۔

ساتواں باب :

الفاظ کے بارے میں اس باب میں احوال لفظیہ کلمات بافادۃ اللفظ اور متعارض وجوہ اور تعارض کی صورت میں ان کے حکم کو بیان کیا اور بتایا کہ ظلم کی بات ہے جو فہم میں خلل پیدا ہوتا ہے اس کے پانچ اسباب ہو سکتے ہیں :

۱۔ الاشتراک ۲۔ النقل ۳۔ المجاز ۴۔ الاضمار ۵۔ التخصیص

لہٰذا وہ پانچ میں محصور ہونے کی وجہ بتائی۔ پھر بیان کیا کہ مقتضا بحمل لفظی نہیں ہے۔ پھر اس امید میں ان پر پائے جانے والے اختلافات کے تعارض کو بیان کیا اور وجہ حصر بیان کی۔ ان وجوہ کو اس مسائل میں پیش کیا۔

مسئلہ ۱ ۔۔۔ تعارض بین النقل و الاشتراک کی صورت میں نقل، اشتراک سے بہتر ہے اس کی وجہ بتائی۔ نقل و اشتراک پر فضیلت پر تین وجہ اضافہ کر کے جوابات دیے۔

مسئلہ ۲ ۔۔۔ جب مجاز اور اشتراک کے مابین تعارض ہو جائے تو مجاز اشتراک سے دو وجوہ کی بنا پر بہتر ہوگا۔ پھر کہا کہ اگر کہا جائے کہ اشتراک ان وجوہ کی بنا پر مجاز سے بہتر ہے تو اس کی صورتیں بتا کر ان کے جوابات دیے۔

مسئلہ ۳ ۔۔۔ تعارض بین الاضمار و الاشتراک ہو تو الاضمار اشتراک سے بہتر ہوگا اس کی وجوہات بھی ذکر کیں۔ اشتراک کی الاضمار پر فضیلت کی تین صورتیں بتا کر جوابات دیے۔

مسئلہ ۷ خوارج بین التحکیمین واقع ہونے کی صورت میں تحکیم کا حکم ۔ ۔ ۔

عموم وخصوص کا بیان :

عموم وخصوص کی دو قسمیں ہیں :

پہلی قسم ——— عموم سے متعلق ہے اس کی دو قسمیں ہیں :

پہلی قسم ——— عموم کے الفاظ کی بحث سے متعلق ہے۔

دوسری قسم ——— عموم کے معانی کی بحث سے متعلق ہے۔

دوسری قسم ——— خصوص کی بحث ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں :

تیسری قسم ——— عموم و خصوص کی بحث ہے اس کی بھی دو قسمیں ہیں :

۱۔ التخصیص بالادلۃ المتصلۃ ۲۔ التخصیص بالادلۃ المنفصلۃ

۳۔ بیان ما لا یستقل بنفسہ ۴۔ نسخ بعض احکام العام

طرف اول : التخصیص بالادلۃ المتصلۃ

تین باب ہیں اس کی گفتگو کے لئے

پہلا باب ——— استثناء کی بحث ہے جس میں مستثنیٰ منہ، استثناء کی اقسام، استثناء کی شرائط، استثناء متصل، استثناء منقطع، استثناء کی کیفیت، استثناء کی حجیت سے بحث ہے۔ اس کے بعد باب الاستثناء کے بعد شرط کا باب اور شرط کے بعد صفت کا باب اور صفت کے بعد غایت کا باب اور غایت کے بعد بدل کا باب ذکر کیا ہے۔

دوسرا باب ——— شرط کے مباحث کی تفصیل میں ہے۔ اس میں شرط کا لغوی معنی، شرط کی اقسام، شرط کے احکام، شرط کی شرائط، شرط کا اثر، شرط کا حکم اور اس کی اقسام پر بحث کی ہے۔ اس کے بعد باب الشرط کے بعد باب الصفۃ کے بعد باب الغایۃ کے بعد باب البدل ذکر کیا ہے۔

تیسرا باب ——— صفت کے مباحث کی تفصیل میں ہے۔ اس میں صفت کا لغوی معنی، صفت کی اقسام، صفت کے احکام، صفت کی شرائط، صفت کا اثر، صفت کا حکم اور صفت کی اقسام پر بحث کی ہے۔

طرف ثانی : التخصیص بالادلۃ المنفصلۃ

یہ فصل چھ مباحث پر مشتمل ہے۔ التخصیص بالعقل، التخصیص بالحس، التخصیص بالنص، التخصیص بالنص بالنقض، التخصیص بالاجماع، التخصیص بالقیاس (قیاس مسائل پر مشتمل ہے) التخصیص بالمفہوم۔

طریق الثالث : (بناء العام علی الخاص)

[illegible] ایک [illegible] ہم [illegible] اس [illegible] اس [illegible] اس

"فالمذهب الذي يقتضي أن وجه الأمر بالشيء هو عين وجه النهي عن الضد العام لا يتسع له المجال ولا يمكنه التفريع عليه بحال"[1]

(تو جو مذہب اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ امر بالشیء کا وجہ نہی عن الضد العام کے وجہ کے عین ہے اس کے لیے گنجائش نہیں اور نہ ہی اس پر تفریع ممکن ہوتی ہے)

اس عبارت سے بنا پر ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے اپنے اس کتاب میں جو اصول اخذ کیے ہیں وہ ان اصول و قواعد پر تفریع نہیں کی ہے جو انہوں نے اپنے سے پہلے اصولیوں نے ذکر کیے ہیں۔ اس کتاب کے مقدمہ میں انہوں نے اس کتاب کے مقصد کو بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:

"فجاءت هذه الرسالة لإفراد كل مسألة من هذه المسائل التي ورد فيها الخلاف بالتأليف على حدة، وتلخيص ما ذكر فيها من الوجوه المختلفة، وتحرير ما وقع فيها من الخلاف، وتقرير ما هو الصحيح من ذلك عندي، وعند من وفقه الله تعالى لإدراك الحق فيها، مع ذكر ما يعضد ذلك من الأدلة والبراهين، وما يعترض به على ذلك من الشبه والمطاعن، وما يجاب به عنها، وما يظهر لي أنه الراجح من ذلك، وما يتعين المصير إليه، وما يجب المعول عليه"[2]

(یہ کتاب ان مسائل کے لیے لکھی گئی ہے جن میں اختلاف ہوا ہے تاکہ ہر مسئلہ کو الگ الگ بیان کیا جائے اور اس میں جو مختلف وجوہ ذکر کیے گئے ہیں ان کا خلاصہ پیش کیا جائے اور جو اختلاف ہوا ہے اس کو تحریر کیا جائے اور میرے نزدیک اور جن کو اللہ تعالیٰ نے ان مسائل میں حق کو سمجھنے کی توفیق دی ہے ان کے نزدیک جو صحیح ہے اس کو بیان کیا جائے اور اس کے ساتھ ان دلائل و براہین کو ذکر کیا جائے جو اس کی تائید کرتے ہیں اور ان شبہات و طعن کو ذکر کیا جائے جو اس پر وارد ہوتے ہیں اور ان کے جوابات ذکر کیے جائیں اور جو میرے نزدیک راجح ہے اس کو بیان کیا جائے اور جس کی طرف رجوع کرنا متعین ہے اس کو بیان کیا جائے اور جس پر اعتماد کرنا واجب ہے اس کو بیان کیا جائے)

مؤلف نے اس کتاب میں مذاہب حنفی و شافعی سے متعلق مسائل کو ذکر کیا ہے اور کہیں کہیں اختلاف کے ساتھ حنابلہ کے مسائل میں امام احمد کے مذہب کو بھی ذکر کیا ہے۔

یہ کتاب مؤلف کے مسائل اصول فقہ کے علاوہ دیگر مسائل پر مشتمل ہے۔ مسائل قواعد فقہیہ بھی ذکر کیے ہیں لیکن کتاب میں ان کی تعداد بہت کم ہے۔ مؤلف نے اصول فقہ کے مسائل کو ذکر کرتے ہوئے جس طریقہ کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ کتاب میں ذکر کیے گئے ابواب سے متعلق مسائل اصولیہ کو ذکر کرنے کے بعد ان پر بحث کرتے ہیں۔ اس کتاب کا نام "ضوابط الاصول" ہے۔ اس نام کو اختیار کرنے کی وجہ مؤلف نے خود بیان کیا ہے۔

پانچ ضوابط الاصول یہ ہیں:

۱۔ الامر بالشيء ليس نهيا عن ضده

۲۔ دلالة الاصل بنكرة واحدة الفروع

۳۔ متى يحمل المطلق على المقيد

۴۔ حكم النفي على سبيل الوحدة والتعدد

۵۔ حكم اللفظ اذا دار بين معناه الشرعي ومعناه اللغوي

---

[1] ضوابط الفروع على الاصول، شهاب الدين القرافي، تحقيق: احمد الخطيري، ط: دار الكتب العلمية بيروت، الطبعة الاولى ۱۹۹۸ء، ص ۱۹۸

[2] ضوابط الفروع، ص ۳۹ [3] ضوابط الفروع، ص ۴۰ [4] ضوابط الفروع، ص ۴۱

ترجمہ کیجیے:

۱۔ شهادة النساء وحدهن هي مقبولة او غير مقبولة

۲۔ ضرب الشرائط واعتبارها في الاستدلال بالنكاح

۳۔ ولاية الاجبار في حق البالغة هل تثبت بالبكارة او الصغر

اپنے دعوی میں کوئی اصل سے استدلال کرنا اور اس سے بچنا کہ ان کا دعوی غلط ہے اور صحیح اصول کے خلاف ہے۔

اس کی مثال ہم حنفیہ کا یہ قول پیش کرتے ہیں کہ "تحلیل الثلاث بالملک" کے مسئلہ کو "کتاب البیوع" میں بیان کیا جائے کیونکہ یہ قاعدہ اصول کی طرف لوٹتا ہے۔ مسائل البیوع کے ضوابط میں سے ایک ضابطہ یہ ہے کہ:

"يحرم الشيء على الشيء هل يبيح انفاده سببا"

اس باب میں اس کی مثال دی ہے۔ شارح نے ابواب فقہ کے مقرر اصول کو اکثر ان کے مواقع کی تعیین کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ان اصول فقہ میں سے بعض اصول کو انہوں نے بعد کے حنفیہ میں اصحاب ترجیح سے مشہور فقہی سے ثابت کیا ہے جیسا کہ "مسائل الامر المطلق" و "افتضاء التکرار والفور" و "الامر بالشيء نهي عن ضده" و "مسألة العبد في المقتضى" میں کیا ہے۔

اس اصطلاح کے بارے میں ان کی گفتگو میں نظر ہے۔ اصحاب ترجیح مذہب کی ایک خصوصیت ہے جس سے وہ اصحاب تخریج سے ممتاز ہوتے ہیں۔ لیکن امام قرافی نے ایک جگہ "الفروق" میں "الفرق بين الاستحسان والاستحسان" میں اس کا ایک اور معنی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا ایک اور معنی بیان کیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے اس کا ایک اور معنی بیان کیا ہے۔ "الاستحسان ما استصلح العباد وكان في المعقول جار على مكارم الاخلاق"

یہ ہمارے زمانے کے بعض اصحاب تحریر کی ایک غلطی ہے جو انہوں نے اجتہادات کے مراتب کے بارے میں اختیار کی ہے۔ اس کی تفصیل ہم نے "مقدمہ" میں کی ہے۔ اس میں ہم نے ان کی غلطی کو واضح کیا ہے۔

---

۱ [illegible] ۲ [illegible] ۳ [illegible]

زنجانی شافعی اصل اختلاف کے بجائے جزئی مسائل کی طرف توجہ دلاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ بعض لوگ اختلاف کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دلیل کی قوت کو اس کا حل دیا جائے۔ اس لئے وہ ہر ایک اپنے مذہب کے دلائل کرتے نظر آتے ہیں۔ ہمارے نزدیک ان اختلافی مسائل میں جن کا تعلق اصول سے ہے، ان کی تعداد بہت کم ہے۔ ان میں سے بعض مسائل مرجوح اور بعض فروعی ہیں۔ مثلاً

۱۔ احناف کا قول "العدد جوز القیاس فی القیاس" کا جواب دیتے ہیں۔[1]

۲۔ اسی طرح احناف کا ان کے قول کا جواب دیتے ہیں کہ "رفع الخطاء والنسیان" اس عمل سے متعلق ہے جس سے احتراز ہو سکتا ہے۔[2]

۳۔ "تخصیص عموم الکتاب بالقیاس" کے جواز میں شافعیہ کا دلائل دینا۔[3]

بہرحال وہ ان مقامات کے علاوہ جن کو مختصر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ہم نے ان کو ترک کر دیا ہے" کے بعد ان کے اختلاف کا تجزیہ اور ان میں سے کسی کو ترجیح دینے کے بجائے کہتے ہیں کہ "ہم نے ان کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔"[4]

زنجانی نے اس مسلک پر تقریباً ۴۰ مسائل کے اختلاف کے تذکرہ کے بعد اپنی اصولی اجتہادی بحث میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔ عبدالرحیم حنفی (متوفی ۷۳۰ھ) نے اختلاف پر ایک کتاب لکھی جس کا نام "تاسیس النظر" ہے اس میں آٹھ قسم کے اختلافات پیش کئے۔ اس کتاب کا علم نہ ہونے کی وجہ سے زنجانی اور ان جیسے دوسرے لوگ (جن کا ذکر ہو چکا ہے) اختلاف کی اصل وجوہات کو نہ سمجھ سکے۔ حالانکہ بعض اختلافات کے اصول بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اگرچہ بعض کی ان دلائل میں اور اصولوں میں توجیہ کیا جا سکتا ہے جو مندرجہ ذیل ہے

۱۔ جناب امام زنجانی نے جن مسائل کو اختلاف کی وجہ سے ترک کر دیا ہے، ان مسائل میں فقہ کے ماہرین نے اختلاف کو ترجیح دی ہے۔

۲۔ دوسرے مسائل میں جن کو اصول یا قواعد کی روشنی میں حل کرنے کے بعد آگے اجتہاد یا جدید تحقیق کرنے کی ضرورت نہیں ہے، ان کے بیان کو دہرانے پر اکتفا کرتے ہیں اور یہ لکھ دیتے ہیں کہ "یہ مسئلہ بقاعدہ مسلمات میں سے ہے" یا "اجماع" جس سے یہ حل ہوا ہے۔

۳۔ بعض مسائل میں زنجانی نے صحیح جواب تلاش کرنے کی کوشش نہیں کی ہے۔ بلکہ اصل جس میں اختلاف واقع ہوا ہے، اس کو بیان کرنے کے بعد متعلقہ مسائل کو اسی اصل کے تحت داخل کرنے کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔ اختلاف کی وجہ فقہاء کے درمیان اختلاف کی قسم میں آتا ہے:

الاصل عندهما ان كل فعل استحق فسخه على جهة يمنع الفعل اي وجه حصل كان من الوجوه المستحق عليه كراهة او العقد وعلى هذه مسائل منها:

۱۔ ان من صام رمضان بنية النفل او بنية صيمة اجزاه عن الفرض

۲۔ من صلى في الكعبة المكرمة صحة ويريد بها النفل كانت فرضا

---

۱ حوالہ سابق ص ۵۶، ۵۸ ۲ حوالہ سابق ص ۱۷۶ ۳ حوالہ سابق ص ۱۹
۴ حوالہ سابق ص ۳۹ ۵ حوالہ سابق ص ۴۸، ۵۶، ۶۳، ۵۵، ۵۸

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعلیقات علی کتاب المحصول للامام فخر الدین رازی" تالیف کی۔[1]

احمد بن عمیرہ ابو المظفر فـ (متوفی ۵۸۲ھ۔ ۶۵۸ھ)[2]

فقہ، اصول، حدیث، ادب، کتابت، خطابت اور دیگر متعدد علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ طویل عرصہ قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : "رد علی کتاب المعالم" فی اصول الفقہ للامام فخر الدین رازی۔[3]

مختار الغزنینی حنفی (متوفی ۶۵۸ھ)[4]

فقہ، خلاف، کلام، جدل اور مناظرہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ خوارزم کے ایک قصبہ میں اشتغال پائی۔ بغداد کے بالادرس میں مستقل حیثیت اختیار کی۔ کثیر تعداد میں علماء نے انتساب فیض یا کسب علم حاصل کیا یہاں تک ان کا شمار کبار آئمہ میں ہونے لگا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ منتہی فی الاصول ۲۔ الصفوۃ فی الاصول۔[5]

عزالدین ابن عبدالسلام شافعی (متوفی ۵۷۷ھ۔ ۶۶۰ھ)[6]

فقیہ، اصولی، واعظ اور مفسر تھے، اجتہاد کے مرتبہ پر فائز تھے۔ عزالدین بن عبدالسلام نے فقہ شافعی اور حنفی سے اصول فقہ کی تحصیل حاصل کی اجتہاد آپ سے نقل کرنے والوں میں شیخ تقی الدین ابن دقیق العید، علاء الدین الباجی وغیرہ شامل ہیں۔ عزالدین دمشق میں جامع اصولی میں خطیب تھے۔ سلطان صالح اسماعیل نے دمشق کا قاضی خطیب فقیہوں کے حوالے کر دیا تو ابن عبدالسلام نے اس پر بڑا انکار کیا اور خود مسجد جامع الاقدام میں واعظ کہنے لگے اور خطبہ میں سے سلطان کے لئے دعا ترک کر دی۔ سلطان نے ان کو قید کیا اور پھر جانے کو کہا۔ وہ مصر چلے آئے جہاں ملک الصالح ایوب نے انہیں جامع العتیق جامع مسجد عمرو بن العاص کا خطیب مقرر کیا اور وہ ۶۰ سے قاضی القضاۃ کے تمام منصبی امور کی سرانجام دہی کا اختیار مکمل جب ملک الصالح نے استاد فن

---

1. الجواہر المضیئۃ حافظ بن ابی الوفاء محمد بن محمد بن یحییٰ القرشی متوفی ۷۷۵ھ/۱۳۷۳ء، ۱/۲۰۰۔ دار الکتب العلمیہ، بیروت، طبع اول، ۱۹۹۸ء، کشف الظنون ۲/۱۵۱۰، ہدیۃ العارفین ۶/۵۰۲۔ اس کی تاریخ اتمام ۵۵۵ھ درج ہے اور کتاب ۱۲ ابواب اس طرح پر مشتمل المحصول فی علم اصول فوات الوفیات ۲/۴۵۹ (۳۳۹)، ۱۳/۱۹۹-۲۰۰۔

2. احمد بن عبداللہ بن محمد بن حسن (حسین) بن عمیرہ المخزومی السبتی المغربی المالکی (۵۸۹ھ-۶۶۱ھ)، اندلس میں ولادت ہوئی اور مراکش میں وفات ہوئی۔ 3. الدیباج ص ۱۳۰، ۱۳۱، طبع حجر ۲/۲۰۰، مخطوطہ صوفیہ (۱۵۸/۱۱۰)

3. ابو العباس احمد بن محمد بن عبدالرحیم بن عبدالرحمٰن بن ابی بکر، شہاب الدین ابو العباس القرافی المالکی متوفی ۶۸۴ھ، خواندگی میں نشأۃ اولیٰ اور ۱۲ ویں صدی میں متعلم ہوئے تھے۔

4. کشف الظنون ۲/۱۵۹۲، ۱۸۸۰، ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۳، طبع آستانہ، الفوائد البہیہ ۱۱۲، الجواہر المضیئہ ۲/۱۶۶

5. سلطان العلماء عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام بن ابی القاسم، عزالدین السلمی الدمشقی (۵۷۷ھ-۶۶۰ھ) قاہرہ میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاحکام فی بیان ادلۃ الاحکام

۲۔ شرح مختصر المنتہی لابن الحاجب

۳۔ رسالۃ فی اصول الفقہ۔ یہ رسالہ مکتبہ جامعہ ازہر قاہرہ میں ۲۹۵۵ کے تحت موجود ہے۔

ابن الدہیثمی (۵۸۶ھ۔۶۶۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : مذہب الامین فی المنہاج فی الاصول والفروع تالیف کی۔

شہاب الدین ابوشامہ شافعی (۵۹۶ھ۔۶۶۵ھ)

محدث، حافظ، مؤرخ، فقیہ، اصولی، مفسر، مقری اور نحوی تھے۔ بڑی لمبی عمر پائی اور بہت کچھ لکھ گئے۔ شہاب الدین عبدالرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم بن عثمان ابوشامہ، سیف الدین آمدی اور سراج الدین ابن التعلانی سے فقہ اور اصول پڑھی۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ المحقق من علم الاصول فیما یتعلق بالنقل والرسول

اس کتاب پر صنعاء کے شیخ جابر الوزیری نے حاشیہ لکھا جو ۱۳۰۳ھ میں مصر سے شائع ہوا۔ اس کا ایک قلمی نسخہ برلن میں ہے۔

۲۔ الاصول فی الاصول۔

صفی الدین محمد بن حنفی (متوفی ۷۲۶ھ)

مؤلفات اصولیہ : اصول سے اصول فقہ میں کتاب "کشف الاصول" تالیف کی۔

---

[1] حاجی خلیفہ، ۱۸۵۵ء، ۱۰۵۸ء، ۱۰۵۸ء، ۱۰۵۸

علی المرشی حنفی (متوفی ۶۶۷ھ)[1]

فقہ اصول حدیث مفسر، جدلی، کلامی الرائے تھے اور ماوراء النہر کے حنفی علماء میں تھے۔ صاحب الفکر حافظ ابن عبداللہ بن احمد النسفی آپ کے تلامذہ میں سے ہیں کہا جاتا ہے کہ سب سے پہلے آپ نے الہدایہ کی شرح لکھی تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اصول فخر الاسلام البزدوی" کی شرح لکھی۔[2]

عبدالرحیم موصلی شافعی (متوفی ۵۹۸ھ۔۶۷۱ھ)[3]

فقیہ محدث اصولی حافظ تھے۔ موصل میں پیدا ہوئے۔ بعد میں تاتاریوں کے فتنہ سے بچنے کے لئے بغداد ہجرت کر گئے بغداد کے مغربی علاقے میں فوت ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ابن کثیر کے مطابق انہوں نے فخر رازی کی کتاب کا اختصار لکھا جس کا نام "مختصر المحصول" ہے۔

۲۔ جبکہ الاعلام میں زرکلی نے کتاب "مختصر المحصول للرازی" لکھی مذکور ہے۔[4]

عمر بن محمد الخبازی حنفی (۶۱۰ھ/۶۷۱ھ)[5]

فقیہ اصولی زاہد عارف تھے۔ ابو حفص تعیم چند (زاہد، انجو یا شہر) میں حاصل کرنے کے بعد شوارزم، بخارا اور پھر دمشق آگئے جہاں تدریسی، تصنیفی، افتاء کی خدمات انجام دیں۔ شارح المنار ابوعلی حافظ الدین ابن عبدالعزیز بخاری آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ آپ نے فقہ، اصول فقہ، اصول دین میں بڑا کام، تصانیف چھوڑیں۔ فقہ میں ہدایہ کی شرح لکھی۔

مؤلفات اصولیہ : المغنی فی الاصول۔

المغنی فی الاصول کا تحقیقی تجزیہ :

حاجی خلیفہ نے صاحب المغنی فی شرح المغنی (ابن دمشق) متوفی ۷۰۰ھ کے حوالے سے لکھا

۱۔ علی بن محمد بن علی نجم الائمہ سدید الدین الحنفی المرشی بخاری متوفی ۶۶۸ھ۔ ۱۲۶۹ء بخاری میں مقیم تھے۔

۲۔ الفوائد البہیہ ۱۲۵، ابجد العلوم ۳۰۳/۳ (۱۰۲۷)، الرفع الممکن ۲۰۰۔

۳۔ تاج الدین ابوالقاسم عبدالرحیم بن محمد بن یونس بن محمد بن حمدان الموصلی ۶۰۱ھ۔۶۷۱ھ/۱۲۰۴ء۔۱۲۷۲ء موصل میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی۔ الجدید فی الانباء حافظ ابن کثیر دمشقی متوفی ۷۷۴ھ ۳/۱۳۰ (۵۶۶)۔ ۱۲۵ھ طبقات الحفاظ، الریاض الحدیثہ القصر ۱۹۷۰ء۔ جزوہ ابن فہد ۵۲۱/۱۵۔ ۲۰۱۵ میں طرح تذکرہ ہے۔ عبدالرحیم بن محمد بن یونس بن محمد بن حمدان الشیخ الکبیر ۹/۲ الشذرات الذہب ۱۸۵/۵ ۳۳۳، نجم الدین الکبیر ۲۵۸/۲ (۳۳۳)

۴۔ عمر بن محمد بن عمر الخبازی البخاری الحنفی، جلال الدین (۶۱۰ھ/۶۷۱ھ)۔ ماوراء النہر میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی۔ کشف الظنون ۹/۲ ۱۰۱۵، ۶۵۱، ۶۵۲ میں اس کا تذکرہ ہے۔ الفتح المکین ۹/۲، الفوائد البہیہ ص ۱۵۱۔

هو محتو على مقاصد الكفاية الاصولية منطو على الشواهد الجزلية النصوصة مرتضى لي الفن على الطلاب عوصل الى محاسن (مكمل) لو اعد اصول الفقه لاولي الالباب شامل لخلاصة شمس الائمة وزبدة اصول فخر الاسلام لتداولك شاع وذاع فيما بين الانام "[1]

(یہ متن علمیا صول پر مشتمل ہے، جو نہایت فرید عہد، عالیجین کی غرض تک رہنمائی کرنے والی مصاحب عقل کو فہم قواعد اصول تک پہنچانے والی جس الائمہ کے خلاصہ اور فخر الاسلام کے عمدہ اصول کو شامل ہے، دانش کے لئے دنیا میں مشہور و معروف ہوگئی)

"الملخص" کے شراحین :

1. ابو محمد منصور بن احمد بن ابو بکر القوانی الخوارزمی (متوفی ۵۰۵ھ) نے شرح تالیف کی، جو کہ ایک مشہور متن شرح ہے۔ اولہ : "الحمد لله الذي تحلى على عباده" طبع[2]
2. فتح الدین ابو الفضل بن منصور حنفی مقدسی متوفی ۶۳۹ھ[3]
3. محمد بن احمد الترکمانی حنفی (متوفی ۶۵۰ھ) نے "الكاشف الذهبي في شرح المعني" [illegible] ھ میں شرح لکھی[4]
4. زنجانی کی شرح پر حاشیہ [illegible] اس شرح پر قوام الدین مسعود بن ابراہیم الکرمانی متوفی ۷۱۸ھ نے حاشیہ لکھا۔[5]
5. شہاب الدین ابو العباس احمد بن ابراہیم حنفی المنبجی (متوفی ۷۰۰ھ) قاضی عسکر دمشق نے "المعنى الجمع" کے نام سے شرح تالیف کی۔ اولہ : "الحمد لله الذي شكرت فضله بما من به المحمود بكل لسان الخ"[6]
6. جمال الدین محمود بن احمد الحنوتی ابن السراج دمشقی (متوفی ۷۰۰ھ) نے تین مجلدات میں اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "المستقصی" رکھا۔[7]
7. سراج الدین ابو حفص عمر بن الحق بن احمد الشیبانی البندی الخلوتی (متوفی ۷۳۳ھ) نے دو مجلدات پر مشتمل شرح لکھی اور اس کا نام "المنير الزاهر من الغيض الفاخر من شرح المعنى الجماري" رکھا۔

---

1. [illegible] ج ۱/۳۴۲ ۔ 2. [illegible] ۳۵۵، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸،

اولہ : الحمدلله الذی نور قلوب العلماء بنور هدایته وشرح صدور هم بنور عنایته الخ۔

۷۔ عبدالرحمن بن محمد بن احمد محب الدین محمد ابن ابی الحسن الامین معروف بہ ابن الصدیق الحنفی متوفی ۱۷۷۸ھ۔[1]

۸۔ ابن امیر متوفی ۱۹۵۵ء نے شرح لکھی۔ اولہ : الحمدلله حزیل الانعام علی اهل الاسلام الخ۔[2]

۹۔ علاء الدین علی بن عثمان الاسود متوفی ۸۰۰ھ نے ایک بڑی شرح لکھی اور ۷۸۷ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ اولہ : الحمدلله الذی نور قلوب العلماء الخ۔[3]

۱۰۔ شیخ احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ایوب حنفی نے "فتح المجتبی شرح المغنی" کے نام سے شرح لکھی۔ ۸۰۳ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔[4]

۱۱۔ مصطفیٰ بن یوسف بن مراد الموستاری البوسنوی الرومی حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ) نے فتح الاسرار فی شرح المغنی تالیف کی۔[5]

۱۲۔ محمد بن یوسف بن یعقوب القونوی الاسیری حنفی (متوفی ۱۱۹۲ھ) نے المستصفی فی شرح المغنی تالیف کی۔[6]

مظہر المغنی : احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن محمد ابن رجب شہاب الدین الحنفی (متوفی ۸۹۳ھ) نے "نقد المغنی" کے نام سے اس پر نقد کیا۔[7]

سالم المارنی الشیعی (۷۲۰ھ سے قبل)[8]

فقیہ، قرض دار، بعض دوسرے علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ ابن ادریس حلی سے نقل کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کی تصانیف فقہ، اصول و فرائض پر مشتمل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : "تحفة الفروع الی قلمی الاصول والفروع"۔[9]

احمد بن موسیٰ الطاووس اماسی (متوفی ۷۳۰ھ)[10]

فقہی اصولی اور صاحب تصانیف تھے۔

---

۱ کشف الظنون ۱/۹۷۴، ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۱، معجم المؤلفین ۵/۱۸۰
۲ کشف الظنون ۱/۹۷۴
۳ کشف الظنون ۱/۴۹۱، ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۱، معجم المؤلفین ۵/۱۸۰
۴ کشف الظنون ۱/۴۹۱ ۵ ہدیۃ العارفین ۲/۵۲۳ ۶ ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۳
۷ ہدیۃ العارفین ۱/۱۹۵ ۸ ابوالحسن سالم بن علی بن حسن بن علی بن ابی الفرج مصری ثم حلی المارنی متوفی ۷۲۰ھ سے قبل۔
۹ ہدیۃ العارفین ۱/۳۲۰، معجم المؤلفین ۴/۲۵۶، الذریعہ الی تصانیف الشیعہ ۴/۳۸۰۔
۱۰ ابوالفضل احمد بن موسیٰ بن جعفر بن طاؤس الحسنی متوفی ۶۷۳ھ۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ ۲۔ قواعد العقدة

۳۔ [illegible]

ابن مشتعی (متوفی ۶۷۴ھ)

مؤلفات اصولیہ: جمع الوصول فی علم الاصول۔

ابن محمد الرازی (متوفی ۶۷۴ھ)

[illegible]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ [illegible]

مختصر کفایۃ فی اصول الفقہ۔ جمع فیہ بین [illegible] و الآمدی و منہاج البیضاوی فی اصول الفقہ۔

[illegible]

ابن الفضل الحنبلی (متوفی ۶۷۵ھ)

[illegible]

مؤلفات اصولیہ: [illegible]

[illegible]

ابن الحنبلی (متوفی ۶۷۶ھ)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوصول الی علم الاصول ۲۔ معارج الاصول

مخطوطہ مطبوعہ ۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہے جس کا نسخہ (نمبر ۱۰۰۰) مکتبہ ظاہریہ دمشق میں (نمبر ۱۵۵۴۹/۱۵۵۲۵) سے موجود ہے۔ اس کتاب کے آغاز میں مؤلف نے "المختصر فی الاصول" لکھا ہے جس سے اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے: الحمد علی سابغ نعمہ

۳۔ مؤلف کی ایک اور کتاب کا بھی ذکر ہے جس کا نام "کتاب المسلک فی الاصول" ہے۔

محی الدین النووی شافعی (۶۳۱ھ/۶۷۶ھ)[1]

آپ کا نام یحییٰ اور کنیت ابو زکریا ہے۔ آپ کے والد کے ساتھ دمشق آئے اور پھر حج کے لئے تشریف لے گئے، واپسی پر حلب میں قیام کیا۔ آپ کی تعلیم و تربیت حلب میں ہوئی۔ آپ کو اصول، فقہ، حدیث، لغت اور نحو وغیرہ علوم میں مہارت حاصل تھی۔ آپ کا شمار شافعی مذہب کے مجتہدین میں ہوتا ہے۔ آپ کی تصانیف کثیر ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : آپ نے "کتاب الاصول والضوابط" تالیف کی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصول فقہ پر آپ کی نظر بہت وسیع تھی۔ آپ کی زیادہ توجہ اور قدر اس علم کی طرف تھی۔ اصول فقہ کے بارے میں آپ کی کتاب "شرح المہذب" ہے جس کا دوسرا نام "المجموع" ہے۔ اس میں آپ نے اصول فقہ کے بارے میں بہت مواد جمع کر دیا ہے۔

احمد الدرشاوی شافعی (۶۱۵ھ/۶۷۷ھ)[2]

امام شافعی رحمہ اللہ کے قول میں فتویٰ و تدریس کی ریاست آپ پر ختم ہوئی تھی۔ شہر قوص میں شیخ تقی الدین علی بن وہب القشیری سے تفقہ حاصل کیا۔ قاہرہ میں شیخ عز الدین بن عبد السلام سے اصول حاصل کیا۔ شیخ جمال الدین محمد بن سالم اصفہانی اور امام رازی کی اصول سے شاگرد ہیں۔ آپ سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔ اصول سے متعلق بہت سی کتب تالیف کیں۔ خصوصاً امام ابو اسحاق شیرازی کی فقہ پر مشہور کتاب "التنبیہ" کی شرح لکھی۔

مؤلفات اصولیہ : آپ نے کتاب "المختصر فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ جدید اہل فن میں اس کا ذکر ہے۔ ان کی اصول پر کتاب کا آغاز ہے:[3]

---

۱ ایضاح المکنون ۲/۱۵۰، ہدیۃ العارفین ۲/۵۳۵، کشف الظنون ۱/۵۳۷، الاعلام ۸/۱۴۱ (۲۳۳)

۲ ابو اسحاق ابراہیم بن مرزوق بن ابی الحسن بن حسین بن محمد بن احمد بن ابراہیم (۶۱۵ھ/۱۲۱۸ء) ان کا لقب قطب الدین الشافعی ہے، شیخ الاسلام کے معروف تھے، ۶۹۰ھ/۱۲۹۱ء میں وفات ہوئی۔

۳ احمد بن عبد الرحمن بن محمد بن احمد شہاب الدین ابو العباس ابن بنت المیلق (۷۱۸ھ/۱۳۱۸ء) مصر میں ولادت و وفات ہوئی۔
ہدیۃ العارفین ۱/۱۹۸، الوافی بالوفیات للصفدی ۷/۵۵۶ (۳۹۸۷)، الاعلام ۱/۱۴۳ (۱۰۷)

شمس الدین محمد بن محمود (محمود) الاصفہانی (متوفی ۷۴۸ھ)

امام رازی کی المحصول کے شارح ہیں۔ ان کی اس شرح پر ایک تحقیقی جائزہ ان کی تاریخ وفات ۷۴۸ھ کے تحت پیش کیا جائے گا۔

حسین بن الناظر (۷۰۳ھ/۷۷۹ھ)[1]

فقیہ، محدث، مقرئی نحوی ادیب تھے۔ غرناطہ کے مولد و وطن، جیانی الاصل اور اشبیلی المولد تھے۔ غرناطہ میں ایک عرصہ خطابت کرتے رہے، پھر سلطان ابو عنان کے دربار سے وابستہ ہو گئے۔

مؤلفات اصولیہ: امام مظفر ابن کی اصول فقہ پر کتاب "المنتصر" کی شرح لکھی۔[2]

ابن فلاح (متوفی ۶۸۰ھ)

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں کتاب "الکفایہ" تصنیف کی۔[3]

ابن ابی الید رحنبلی (متوفی ۶۸۱ھ)

انہوں نے کتاب "العدۃ للشدۃ فی الاصول" تالیف کی۔[4]

عبدالجبار المقترحی حنبلی (۶۱۹ھ/۶۸۱ھ)

فقیہ، مفسر، اصولی اور واعظ تھے۔ ایک عرصہ تک طب سے وابستہ رہے پھر فقہ، اصول، تفسیر اور وعظ کی طرف راغب ہوئے اور کمال حاصل کر کے مستنصریہ میں مدرس بنے۔ واقعہ بغداد میں قید کر لئے گئے۔ صاحب موصل والعین نے ان کو خبر پہنچائی تو وہ موصل آ گئے اور وہ کچھ عرصہ وہاں رہے۔ بعد ازاں بغداد واپس لوٹ گئے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "المقدمۃ فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[5]

شہاب الدین ابن تیمیہ حنبلی (۶۲۲ھ/۶۸۲ھ)[6]

فقیہ، اصولی، فرائض اور حدیث کے عالم تھے۔ آپ نے اپنے والد سے علم حاصل کیا جبکہ آپ کے دو صاحبزادوں احمد اور عبدالحلیم نے آپ کی زیر تربیت رہ کر تبحر علمی حاصل کی۔ خاندان ابن تیمیہ کے ان تین افراد

---

[1] ابن الناظر ابوعلی حسین بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن یوسف بن احمد بن ابراہیم القرشی الفہری (۷۰۳ھ/۱۳۰۳ء-۷۷۹ھ/۱۳۷۷ء) جیانی الاصل اشبیلی المولد و غرناطی الوفات تھے۔ (الاعلام ۲/۲۵۴)

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۳۔ اس شرح کا نام ابن کتانہ نے "شرح المنتصر" بتایا ہے۔ (معجم المؤلفین ۴/۲۰۲)

[3] ابن فلاح تقی الدین ابوالحسن محمود بن فلاح بن محمد الحنفی الحلبی (متوفی ۶۸۰ھ) (الدر المنضد ۲/۲۵۸، ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۳)

[4] ابن ابی الید عبدالعزیز بن ابی الحدید بن ہبۃ اللہ بن محمد المدائنی ثم البغدادی (متوفی ۶۸۱ھ) (ہدیۃ العارفین ۱/۶۱۰)

[5] کتاب المقدمۃ فی اصول الفقہ، مطبوعہ بیروت، دار الکتاب العربی، ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۱ء۔

[6] شہاب الدین عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن ابی القاسم بن تیمیہ الحرانی، الدمشقی (۶۲۲ھ/۱۲۲۴ء-۶۸۲ھ/۱۲۸۳ء) حرّان میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔

میں سے ایک ہیں جنہوں نے اصول فقہ کی کتاب "المسودہ" کی تیاری میں حصہ لیا۔ یعنی عبد السلام جو اپنے والد سے پہلے انہوں نے "المسودہ" کو تالیف کیا تھا۔ ہم اس کتاب پر تحقیقی تجزیہ پیش کر چکے ہیں اور عبد السلام، عبد العظیم کی اس کتاب میں اور اس پر بھی گفتگو کر چکے ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تعالیق فی الاصول" تالیف کی۔[1]

سراج الدین الارموی شافعی (۵۹۴ھ/۶۸۲ھ)[2]

فقیہ، اصولی، جدلی، مفسر، شاعر، متکلم تھے۔ اپنے شہر ارموصل میں تعلیم حاصل کی۔ تلامذہ میں شیخ صفی الدین ابو المعالی الارموی متکلم اشعری (متوفی ۷۱۵ھ) بھی شامل ہیں جو امام رازی کی المحصول کے شارح بھی ہیں۔ ان پر بعض حضرات کے مطابق، سراج الدین الارموی کے شیوخ میں سے ہیں مگر یہ بات قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔ کتاب التحصیل، جو منطق میں تالیف کی، مصر بھی تشریف لائے، قاضی القضاۃ کے عہدے پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ رسالة فی اعتلة المتعارض فی اصول الفقه

۲۔ اعتلة وردها القاضی محمود بن ابی بکر الارموی علی المحصول للامام رازی

۳۔ التحصیل من المحصول

الارموی کی اصول فقہ پر کتب کا تعارف و تحقیقی تجزیہ :

۱۔ رسالة فی اعتلة المتعارض فی اصول الفقه :

یہ اللہ تعالیٰ میں اس کتاب کا ذکر ہے[3]۔ یہ کتاب اب تک مخطوطہ کی صورت میں تیموریہ لائبریری میں موجود ہے جو دار الکتب مصریہ سے متعلق ہے اس کا نمبر ۱۰۳ ہے ایک بڑے اور ایک ہی مجلد میں ہے۔ اس کتاب کو ۱۲۵ھ میں تصنیف کیا گیا تھا۔ اس کے ۱۰۰۱ ورق دار الکتب مصریہ میں بھی ہے۔ یہ رسالہ ۱۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ ہر صفحہ میں ۲۵ سطریں ہیں اور ہر سطر میں تقریباً دس کلمات ہیں۔ اس کا خط واضح ہے۔ آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "بسم اللہ الرحمن الرحیم، اللھم تسلم بخیر ... اعتلة المتعارض للشیخ الامام العلامة سراج الدین محمود بن ابی بکر بن احمد الارموی"۔ اس کے بعد اس مسائل اور ان کی امثلہ اور فروعات بھی تحریر فرمائی ہیں بیان کریں۔

پہلا مسئلہ : النقل اولی من الاشتراک

دوسرا مسئلہ : المجاز اولی من الاشتراک

۱۔ نزہت الخواطر، ۳/۱۳۵، فتح المغیث، ۳/۳۸۳، تکملہ، ۲/۱۵۲، ۱۵۳ (۱۹۶۱)

۲۔ سراج الدین ابو الثنا محمود بن ابی بکر بن حمد بن احمد الارموی الغزنوی الحنفی۔

۳۔ کشف الظنون، ۱/۱۳۵، ہدیۃ العارفین، ۲/۱۰۶

چوتھا مسئلہ : الاخبار اولی من الاشتراک

پانچواں مسئلہ : التخصیص اولی من الاشتراک

چھٹا مسئلہ : المجاز اولی من النقل

ساتواں مسئلہ : الاخبار اولی من النقل

آٹھواں مسئلہ : التخصیص اولی من النقل

نواں مسئلہ : المجاز و الاخبار سیان

دسواں مسئلہ : التخصیص اولی من المجاز

گیارھواں مسئلہ : التخصیص اولی من الاخبار

ان میں نوع مصنف کی ہیں

الاول : الاشتراک راجح علی النسخ

الثانی : الوضع اولی من الاشتراک

الثالث : الاشتراک من خلیفین اولی من الاشتراک من خلیفہ واحد

ان کے افتتاحی کلمات یہ ہیں

الحمد للہ وحدہ وحسبنا نعمتہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وبعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلیہ وعلی آلہ الاطیبین الاطہرین الذین اتخذہم اللہ تعالیٰ وزراء لنبیہ ﷺ وانصارا لدینہ الحنیف فکانوا کما وصفہم اللہ تعالیٰ بہ خلقا لنبیہ ﷺ والقرشیون الطلقاء الذین عفا اللہ عنہم وصفح عنہم بمحمد بن عبداللہ الذی من علی من عند ہواہ التحاقی الذی عفر اللہ لہ ولو لم یکن لہ الا ان یظہر فیہ وعلیہ بنوہ وبجمیع المسلمین امین امین امین رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

۲۔ اسئلۃ اوردہا القاضی محمود بن ابی بکر الارموی علی المحصول للامام رازی

ان کتاب [illegible] محمود بن ابی بکر الارموی فی [illegible] اسئلۃ اوردہا القاضی محمود بن ابی بکر الارموی علی المحصول للامام رازی [illegible] ان کتاب [illegible] ان کتاب [illegible] عبارت سے [illegible]

[illegible]

[illegible]

اس کا نمبر ۳ ہے۔ نظر یہ پر لیس ہونے سے متعلق پرچہ ہے جس کا نمبر ۱۰ ہے اور یہ تیسری جلد کے شروع میں ہے۔ اس پرچہ پر مشتمل عبارت یہ ہے:

"تم بحمد الله وحسن عونه وتوفيقه نسخ هذا المختصر في أصول الفقه وتهذيبه وتقريبه وتسهيله وتبويبه من إملاء الشيخ الفقيه الحافظ أبي محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاهري رحمه الله ورضي عنه وأرضاه وجعل الجنة مثواه وكان الفراغ من نسخه يوم الجمعة لليلة بقيت من شهر ربيع الآخر سنة ثلاث وخمسين وأربعمائة على يد كاتبه أحمد بن محمد بن مفرج بن أحمد بن مفرج بن سليمان بن مفرج بن سراج الملثم محمود بن أبي بكر الأزدي"[1]

اس کتاب کے آخری صفحہ پر یہ عبارت مکتوب ہے:

"الدليل الذي ننتهي لفظ "الفصل" دل على الفصل الذي بين الحق والباطل وبين الصحيح والفاسد وبين الحلال والحرام وبين الطاعة والمعصية وبين الهدى والضلال وبين الرشد والغي وبين الصواب والخطأ وبين الحسن والقبيح وبين الحق والكذب وبين الصدق والبهتان وبين الوفاء والغدر وبين الأمانة والخيانة وبين البر والفجور وبين الخير والشر وبين الجد والهزل وبين الجزم والتردد وبين اليقين والشك وبين العلم والظن وبين الثقة والريبة وبين الأمن والخوف وبين الرجاء واليأس وبين الرغبة والرهبة وبين الشدة والرخاء وبين الصبر والجزع وبين الشكر والكفران وبين الذكر والنسيان وبين التواضع والكبر وبين الزهد والحرص وبين القناعة والشره وبين الحياء والوقاحة وبين العفة والشبق وبين الشجاعة والجبن وبين الحلم والطيش وبين الأناة والعجلة وبين الرفق والخرق وبين الكرم والبخل وبين الجود والشح وبين الإيثار والأثرة وبين المواساة والضن وبين الصلة والقطيعة وبين البر والعقوق وبين الستر والفضيحة وبين النصيحة والغش وبين الإخلاص والرياء وبين التقوى والفجور وبين الإحسان والإساءة وبين الشكر والكفران وبين الذكر والنسيان وبين التواضع والكبر وبين الزهد والحرص وبين القناعة والشره وبين الحياء والوقاحة وبين العفة والشبق وبين الشجاعة والجبن وبين الحلم والطيش وبين الأناة والعجلة وبين الرفق والخرق وبين الكرم والبخل وبين الجود والشح وبين الإيثار والأثرة وبين المواساة والضن وبين الصلة والقطيعة وبين البر والعقوق وبين الستر والفضيحة وبين النصيحة والغش وبين الإخلاص والرياء وبين التقوى والفجور وبين الإحسان والإساءة"

اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کتاب کی آخری بحث اس پر ہے کہ لفظ "فصل" کن کن معانی پر دلالت کرتا ہے۔ اس کے بعد یہ عبارت آتی ہے: "تم الفصل الأول من كتاب الفصل ويتلوه الفصل الثاني من كتاب الفصل" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ۲ حصوں پر مشتمل ہے۔

۳۔ التحصیل من المحصول کا تحقیقی تجزیہ

ساتویں صدی ہجری کے دور میں جس میں اصول فقہ کی ایک مختصر کتاب المحصول کی شرح لکھی گئی اس دور کے متکلمین حضرات اصول فقہ میں کتب تالیف کی بھاری تعداد چھوڑ گئے۔ ان کتب کا انحصار بیشتر طور پر مختصر متون پر مشتمل ہوتا تھا۔ الآمدی نے اسی مناسبت سے امام رازی کی "المحصول" کے اختصار کی طرف توجہ دی اور یہ دوسری بات بھی ہو سکتی ہے کہ الآمدی اس منطق، فلسفہ اور علم الکلام سے بوجھل ہو گئے تھے اور "المحصول" کے اختصار کے لئے ان فنون سے بھی تھوڑی ضروری تراش لے کر آپ نے اختصار کی طرف توجہ دی اور اس طرح "التحصیل" دوسری مختصرات کے مقابلہ میں ایک منفرد مقام حاصل کر لیتا ہے۔

کتاب کے شروع میں مؤلف اصول کی بحث سے متعلق اپنا نقطہ نظر بیان کرتا ہے وہ اور تصنیف و ترتیب، تقسیم ابواب اور فصول میں اہتمام آپ کی محنت کی عمدہ مثال ہے۔ آپ نے یہ مختصر تو تمام مشکلات پر محیط نہیں کیا اور ان کا حل اور ان کا جواب دینے سے گریز کیا ہے۔ کتاب "التحصیل" کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنے علم کو بروئے کار لا کر مختصرات پر فوقیت دی ہے۔ کتاب "التحصیل" کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ مؤلف نے اصول فقہ کو صرف نظری نقطہ نظر سے نہیں دیکھا بلکہ عملی پہلو کو بھی مدنظر رکھا ہے۔ اس کتاب میں وہ کافی حد تک کامیاب نظر آتے ہیں۔ انہوں نے اصول فقہ کے مسائل کو جس انداز سے پیش کیا ہے اس میں ان کی ذہانت، فطانت اور قابلیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ "التحصیل" میں بہت سی جگہ ایسی ہیں جن سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مؤلف نے اپنی رائے کو بھی پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی تقسیم، تبویب، تنقیح کا تنقیدی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنی رائے کو بھی پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی تقسیم، تبویب، تنقیح کا تنقیدی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنی رائے کو بھی پیش کیا ہے۔ اس کتاب کی تقسیم، تبویب، تنقیح کا تنقیدی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف نے اپنی رائے کو بھی پیش کیا ہے۔

---

[1] تحقیق مقدمہ التحصیل، ص ۹۳-۹۴

پر اعتراض کیا اور ان (معتزلہ) کے تحسین قبیح کے عقلی ہونے کے بارے میں مشہور نظریہ سے مکمل اختلاف ظاہر کیا۔

دیگر اختصارات کی موجودگی میں ایک اور اختصار کرنے کی وجہ اور اس میں ان کا اسلوب :

جامع سراج الدین الارموی کتاب التحصیل کے شارح ہیں اس بات کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ کس بات نے انہیں اس کتاب کے اختصار کرنے پر مجبور کیا اور ساتھ ہی اپنے ان تین اسلوب کو بھی بیان کیا جن کو اس اختصار میں ملحوظ رکھا :

"لما تحاشت الهمم فيما قبل لا تقصر عن الارتقاء الى المراتب الشاهقة، و لا تفتر دون الوصول الى المراتب العالية، و لان قلة القضي الحال بالامم في تقصير الهمم الى ان استكثروا اليسير، و استكبروا الامر الحقير - حتى ان الكتاب الذي صنفه الامام العالم العلامة فخر الملة و الدين، صحة الاسلام و المسلمين ناصر الحق معين المحقق محمد بن عمر الرازي، نور الله ضريحه في اصول الفقه و سماه بالمحصول، مع بطالة نظمه و لطافة حجمه، يستكثره و اكثرهم و يثقل عليه ان يمر عليه و يشتمل من الفوائد على حمل كالة، و يحتوي من الفرائد على قوانين متوانية. ثم ان بعض من صادفت فيه رغبة و نشاطة فيما يحويه محتمله النفس من ان اسهل طريق حفظه ما يحفز نفسه ملزوماً بالاتيان بانواع مسائله، و فنون دلائله، مع زيادات من شتى مكملة، و تنبيهات على مواضع ربما هي مشكلة، لا على سبيل استيفاء الشكر و استكمال النظر لاخلاله بالمقصود من هذا المختصر، و اجنبه اليه مستعيناً بالله و متوكلاً عليه، و سميته بتحصيل الاصول من كتاب المحصول ليتوافق اسمه و يتطابق لفظه و معناه و بالله التوفيق و العصمة و عليه التوكل و به الاعتصام"

اپنے وقت میں لوگوں کی بعض عالی مراتب کی طرف ترقی کرنے سے نہیں اکتاتی تھیں اور نہ ہی کمال تک پہنچنے پر کمزور پڑتی تھیں لیکن اب اس دور میں امور کی تحقیر میں کمی آگئی اور اب تھوڑا ان کے بہت ہو گیا ہے اور حقیر کے لئے کبیر ہو گیا۔ یہاں تک کہ کتاب جو امام العلم العلامہ فخر الملۃ والدین ابو عبداللہ محمد بن عمر الرازی اللہ ان کی قبر کو منور فرمائے، نے اصول فقہ میں کتاب المحصول تالیف کی۔ اپنی فکر میں گہرائی اور بصیرت کی وجہ سے اپنے حجم میں لطافت (اختصار) کے باوجود زیادہ تر لوگوں نے اسے بہت ہی مشکل اور بوجھل پایا ہے اس لئے کہ یہ کتاب اپنے اندر مکمل فن پر بہت سے فوائد کو شامل ہے۔ پھر بعض لوگوں نے مجھ سے درخواست کی کہ میں اس کے اصل اور صحیح مسائل و دلائل کو اسی اسلوب میں تہذیب دے کر اس کا اختصار کروں اور اس کی تکمیل کی خاطر اس سے کچھ اضافہ کروں اور بعض مشکل

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible] ۔ کتاب القیاس ، کتاب الصحیح ، کتاب الجامع تالیف کیں۔

۲۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۳۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۴۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۵۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۶۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۷۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۸۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۹۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۱۰۔ [illegible] ۔ کتاب الحجۃ ، کتاب الصحیح تالیف کیں۔

۱۔ [illegible] ۲۔ [illegible] ۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible] ۵۔ [illegible] ۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible] ۸۔ [illegible] ۹۔ [illegible]

۱۲۔ القفال الکبیر الشاشی محمد بن علی بن اسماعیل متوفی ۳۶۵ھ انہوں نے شروح الرسالہ اور کتاب اصول الفقہ تالیف کی۔

۱۳۔ احمد بن علی ابی بکر رازی حنفی معروف بہ الجصاص متوفی ۳۷۰ھ[2] ابوالحسن الکرخی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے کتاب "اصول الجصاص" تالیف کی۔

۱۴۔ ابوعلی بن زکریا البردعی متوفی ۳۹۰ھ[3] انہوں نے "الخصوص والعموم" کے نام سے کتاب تالیف کی۔

۱۵۔ محمد بن محمد بن جعفر معروف بہ ابن رزقاق متوفی ۳۹۲ھ[4] انہوں نے کتاب فی اصول الفقہ تالیف کی۔

۱۶۔ ابراہیم بن محمد ابواسحاق المروزی متوفی ۳۴۰ھ[5] ابن سریج کے شاگرد تھے۔ انہوں نے کتاب الفصول فی معرفۃ الاصول اور کتاب العموم والخصوص تالیف کی۔

۱۷۔ ابوبکر محمد بن عبدالعزیز[6] ابوجعل البجائی اور ابوہاشم البجائی کے شاگرد تھے۔ انہوں نے "مختصر الاصول والشروح" تالیف کی۔

۱۸۔ ابومسلم الاصفہانی محمد بن علی بن بحر المعتزلی متوفی ۳۲۲ھ مجامع التکاتب المحکم الفصل اور رد الحقیت کے مصنف تھے۔

الآمدی نے مذکورہ بالا اصولیین کو اپنی کتاب میں جگہ دی۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ تیسری چوتھی صدی ہجری میں ان کے علاوہ اصولیین ہی نہیں تھے بلکہ کئی اصولی علماء تھے جن کا ذکر اس میں نہیں کیا گیا۔ مثلاً ابوبکر محمد بن عبداللہ ابوبکر مالکی متوفی ۳۷۵ھ جو جامع ادلہ مدونہ اور کتاب فی اصول الفقہ کے مصنف ہیں۔ ابوعبدالواحد بن حسین الصیمری متوفی ۳۸۶ھ جو کتاب القیاس اور الحلل فی الاصول کے مصنف ہیں مگر ان کا اس میں تذکرہ نہیں کیا گیا۔ اور اسی طرح اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ کسی غیر اصولی عالم کی کسی بارے میں رائے یا ان کا ذکر نہیں کیا بلکہ دوسری اور تیسری صدی کے بہت سے غیر اصولی علماء سے کلامی مسائل اور مباحث لغویہ میں نقل کیا گیا ہے۔ مثلاً کے لئے چند ایک پر اکتفا کرتے ہیں ورنہ ان کی ایک طویل فہرست تیار ہو سکتی ہے۔ عباد بن سلیمان الصیمری متوفی ۵۰ھ، خلیل بن احمد الفراہیدی متوفی ۱۷۰ھ، محمد بن عبدالوہاب بن سلام الجبائی معتزلی متوفی ۳۰۳ھ۔

پانچویں اور چھٹی صدی کے اصولی علماء، جن کی التحصیل میں آراء ذکر کی گئیں :

ان دو صدیوں کے علماء اصول کو ہم ترجیح وفات کی زمنی ترتیب کے ساتھ ذیل میں بیان کریں گے جن کو الآمدی نے اپنے دور رازی کی اتباع کرتے ہوئے اپنی کتاب میں جگہ دی۔ ساتھ ہی ہم ان کی بعض کتب کا اشارۃً ذکر کریں گے۔

۱۔ حوالہ سابق ۱/۲۰۱ ۲۔ حوالہ سابق ۲/۲۰۳ ۳۔ حوالہ سابق ۱/۲۱۱

۴۔ تکملہ الصلہ ۲/۳۰۳ ۵۔ ابن خلکان ۱/۱۰، فہرست ابن ندیم ۳۶۶، حسن المحاضرہ ۱/۱۲۵۔

۶۔ الفہرست لابن الندیم ۳۲۴ ۷۔ کشف الظنون ۲/۱۷۱

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

۵۔ [illegible]

۶۔ [illegible]

۷۔ [illegible]

[illegible]

۳۔ ابن حزم ابو محمد علی بن احمد بن سعید متوفی ۴۵۶ھ ۔ یہ مذہب ظاہری سے تعلق رکھتے تھے۔ "الاحکام فی اصول الاحکام" "النبذ" "ابطال القیاس" اور "مسائل فی اصول الفقہ" کے مصنف ہیں۔

۴۔ قاضی ابو یعلی محمد بن حسین متوفی ۴۵۸ھ ۔ یہ ابوالخطاب الکلوذانی کے استاد تھے "اصول الفقہ" اور "العدۃ" کے مصنف ہیں۔

۵۔ فخر الاسلام علی بن محمد بن حسین حنفی متوفی ۴۸۲ھ "کنز الوصول الی معرفۃ الاصول" کے مصنف ہیں۔

۶۔ محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ "اصول السرخسی" کے مصنف ہیں۔

۷۔ ابوالخطاب محفوظ بن احمد حنبلی متوفی ۵۱۰ھ ۔ یہ "التمہید فی اصول الفقہ" کے مصنف ہیں۔

۸۔ ابوالوفاء علی بن عقیل حنبلی متوفی ۵۱۳ھ ۔ یہ ابویعلی کے شاگرد تھے اصول فقہ میں "الواضح" کے مؤلف ہیں۔ ابن تیمیہ نے "المسودۃ" میں اس کتاب کی تعریف کی اور کہا "اکثر اصولیین (انہوں نے اس سے استفادہ کیا) اب تک مخطوطہ کی صورت میں ظاہریہ، حنبلی اور معتزلہ میں ہے، ان میں ایک طائر نیفکر ڈالتے ہی واضح ہوتا ہے کہ ان مراجع علماء میں حنابلہ، حنفیہ، ظاہریہ اور معتزلہ شامل ہیں، ان میں کوئی بھی شافعی معتزلی نہیں ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ "المحصول" تو درحقیقت ابوالحسین بصری معتزلی کی "المعتمد" اور امام غزالی کی شافعی اشعری کی "المستصفی" کی تلخیص ہے تو ایک معتزلی اور دوسرے شافعیہ کے نمائندہ ہیں۔ اسی طرح اس کتاب میں امامیہ کا بھی ذکر آیا ہے شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ امامیہ معتزلہ کی مخالفت سے امامیہ معتزلہ کی حمایت سے وابستہ ہو گئے تھے۔

ابویعلی، ابوالخطاب، ابوالوفاء ——— حنابلہ

سرخسی، بزدوی ——— احناف

ابن حزم ——— ظاہری

قاضی عبدالوہاب ——— مالکی

اس کتاب میں پانچویں اور چھٹی صدی کے صرف علماء اصولیین کی آراء کے نقل پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ضرورت کے تحت مختلف علماء غیر اصولیین سے بھی نقل کیا ہے کہ بات مستند ہو جائے۔ اگر چہ ان غیر اصولی علماء کی تعداد بہت کم ہے مثلاً ابوعلی جبائی متوفی ۳۰۳ھ، ابوہاشم جبائی متوفی ۳۲۱ھ، عبدالقاہر بغدادی نحوی متوفی ۴۲۹ھ، ابن اعرابی متوفی ۳۴۸ھ وغیرہ کا ذکر کیا ہے حالانکہ یہ اصولی نہیں ہیں۔

---

۱ عدۃ سابق ۱/۳۵۲ ۲ عدۃ سابق ۱/۳۳۸ ۳ عدۃ سابق ۱/۳۶۳

۴ عدۃ سابق ۱/۳۶۱ ۵ عدۃ سابق ۱/۲ ۶ عدۃ سابق ۱/۲

الارموی نے دیگر علماء اصولیین کی آراء نقل نہ کرنے میں امام رازی کی پیروی کیوں کی؟

جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں کہ الارموی نے التحصیل میں ان علماء اصولیین کی آراء نقل نہیں کیں جن کی آراء امام رازی نے "المحصول" میں بیان نہیں کیا تھا۔ ایسا نہ کرنے کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ انہوں نے جن علماء اصولیین کے اقوال کو زیادہ اہمیت کا حامل سمجھا انہیں بیان کر دیا اور جنہیں نہیں سمجھا انہیں ترک کر دیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کی آراء و اقوال سے امام رازی پر اعتراضات وارد نہ ہوتے ہوں۔ اس لئے اگر ایسا ہوتا تو ان کے لئے جواب دینے وقت ان کا تذکرہ آجانا یا یہ کہ ان حضرات کے موقف اتنے واضح تھے کہ یہاں بیان کئے ان سے امام رازی کی تائید ہو جاتی ہو۔ امام رازی نے تو اپنے زمانے کے کئی علماء اصولیین کی آراء المحصول میں نقل کرنے سے اس لئے گریز کیا کیونکہ وہ ان کتب اصولیین کی کتب سے التزام چاہتے تھے جن پر المحصول کی بنیاد ہے۔ شاید اسی لئے بعد اصولیین کے نام شامل ہونے سے رہ گئے۔

مثلاً ابو الحسین محمد بن علی بن محمد متوفی ۵۰۴ھ امام غزالی کے ہم درس، کتاب فی اصول فقہ کے مصنف اور امام محمد بن حامد اسفرائینی نے ان سے بہت نقل کیا۔ ابن برہان احمد بن علی شافعی متوفی ۵۳۰ھ الوسیط والوسیط والاوسط اور الوجیز فی اصول فقہ کے مصنف تھے۔ ابو المظفر السمعانی منصور بن محمد متوفی ۴۸۹ھ قواطع الادلہ فی الاصول اور البرہان فی اصول کے مصنف تھے۔ الامام المازری محمد بن علی متوفی ۵۳۶ھ کتاب البرہان کے شارح تھے۔

"التحصیل" میں خاص طور پر حنابلہ سے نقل میں صرف نظر کیا گیا اور "المحصول" میں ان کی کوئی رائے نقل نہیں ہے۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ اصول فقہ کی تالیف کے میدان میں انہوں نے سب سے آخر میں قدم رکھا اور ہمارے ناقص علم کے مطابق پہلا شخص جس نے اس مسلک کے اصول فقہ میں تصنیف و تالیف کا آغاز کیا وہ قاضی ابو یعلی بن الفراء متوفی ۴۵۸ھ تھے۔

"التحصیل" میں معتزلہ کی آراء کی کثرت کی وجہ :

جہاں تک معتزلہ کی اس میں کثرت سے آراء کا تعلق ہے اس کی وجہ واضح ہے۔ وہ یہ کہ "المحصول" میں ابو الحسین البصری معتزلی کی کتاب "المعتمد" پر اول وہلہ اعتماد کیا گیا ہے اور یہ کتاب امام رازی کی "المعتمدی" سے بھی قبل کی تالیف ہے۔ اس لئے "التحصیل" میں ابو الحسین معتزلی کی آراء کے ساتھ دیگر معتزلہ کی آراء بھی نقل کر جاتے ہیں مثلاً الخلاف، الجاحظ، النظام، الکعبی، ابو علی الجبائی، ابو ہاشم الجبائی، ابن الراوندی، عبید اللہ بن الحسن العنبری، قاضی عبد الجبار، ابو الحسین خیاط، عمرو بن عبید وغیرہ کی آراء بھی منقول ہیں۔

تحصیل میں الارموی کے اسلوب کا ناقدانہ جائزہ :

قاضی الارموی التحصیل میں کبھی اس قدر کم الفاظ کے ساتھ کلام پیش کرتے ہیں کہ کلام کے سمجھنے میں کافی دشواری پیدا ہو جاتی ہے اور کبھی مراد اس وقت تک سمجھ میں نہیں آتی جب تک کہ محصول کی طرف رجوع نہ کیا جائے۔

اور کبھی تو حصول کی طرف رجوع کرنے کے بعد بھی ان کی مراد کماحقہ کی معرفت نصیب نہیں ہو پاتی۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ یہ کتاب بیکار ہے بلکہ اس کے بعض خصوصیات انتہائی واضح ہوتی ہیں۔ اپنی بات کی تائید میں التحصیل سے ایک مثال پیش کرتے ہیں پھر اس کا تجزیہ بھی کریں گے۔

نقد ۱۔ الارموی کے جوابات مبہم ہوتے ہیں ——— الحصول میں جہاں امام رازی کتاب اللہ کی ظواہر سے تخصیص کو جائز کہنے والوں کے دلائل کے جوابات دیتے ہیں وہاں التحصیل میں اس طرح ذکر کرتے ہیں

احتج القائل بعدم جواز التخصيص بمايلي :

الف۔ الاجماع۔ (الارد عليه حديث فاطمة بنت قيس۔ وقال : لانذع كتاب ربنا وسنة نبينا لامرأة لاتدري لعلها نسيت ام حفظت)۔

ب۔ قوله عليه السلام : اذا روي عني حديث فاعرضوه علي كتاب الله ، فان وافق فاقبلوه ، وان خالف فردوه

ج۔ الكتاب مقطوع فلا يرد على الخبر المظنون

د۔ لو جاز تخصيصه به لجاز نسخه به بجامع تقديم الخاص

مذکورہ بالا چاروں دلائل الحصول سے الفاظ کے کچھ حذف و اضافہ کے ساتھ التحصیل میں پیش کرنے کے بعد الارموی ان مانعین کے دلائل کے جوابات ان الفاظ کے ساتھ دیتے ہیں

الف۔ انه رد للتهمة بالكذب والنسيان.

ب۔ انه يلزم تخصيصه بالمتواتر، ولو قبل تخصيص الكتاب لا يكون على خلاف قلت كذلك هذا

ج۔ ان خبر الواحد متروك به الظواهر الاجماعية لقضية على ان الكتاب مقطوع المتن مظنون الدلالة والخبر بالعكس ، وايضا الدليل القاطع على وجوب العمل بخبر الواحد كان وجوب العمل مقطوعاً فاسدها والقائل ان يقول : في هذه الاوجه نظر

قاضی الارموی کے ان جوابات کا تحقیقی تجزیہ :

قاضی الارموی نے کتاب اللہ کی خبر واحد کے ساتھ تخصیص کو جائز کہنے والوں کے دلائل "الحصول" سے ذکر کرنے کے بعد جو ان کے جوابات دیئے وہ بالکل غیر مطابق اور غیر واضح ہیں اور یہ کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ جب جمال الدین الاسنوی نے منہاج الوصول الی علم الاصول میں ان اعتراضات کی وضاحت کا ارادہ کیا تو الارموی کے جوابات کو ان ظلمات کے ساتھ پیش کیا جو امام المصنف نے کی

☆ فعله كانت سالته فقال الاول لي فاطمة بنت قيس لم تكن متهمة بالكذب وقوله اصدقت ام كذبت لا يوجب تهمتها .

[illegible]

۲ وخلافه للغزالي القائل ان لا يلزم من ترك العمل بخبر الاحاد او كتاب العمل بالمتواتر
۳ زيادة الواو المحذوفة ،
۴ وخلافه للمعالمة، فان المرتدة الاصلية ويدا يقتله عليها خبر الواحد لانه [illegible] من الآحاد الشرعية

ف ۱۔ وہ قول کی نسبت تبدیل کر دیتے ہیں۔ ۔۔۔ اور رازی اپنی کتاب میں کئی جگہ [illegible] قول کی نسبت حنفیہ سے نقل کر کے احناف کی طرف کر دیتے ہیں۔ گویا کہ وہ دوسروں [illegible] کو برا سمجھتے ہیں اگرچہ یہ درست نہیں ہے۔ مثلاً علیحدہ قاعدہ کے بارے میں خبر الدلیل کے قول [illegible] ان [illegible] الفصول [illegible] احناف کے اصحاب کی طرف منسوب کیا۔ لیکن تاہم [illegible] ۔ وھو [illegible] حالا للحنفية "۔

ف ۲۔ وہ الفاظ بدل کر اس کے متقارب الفاظ استعمال کرتے ہیں۔ ۔۔۔ تاہم [illegible] نہیں [illegible] کے بجائے کوئی اس کی جگہ جمہور یا اس کے متقارب کوئی [illegible] استعمال کر دیتے ہیں۔ مثلاً امام رازی سے [illegible] میں شمار کرنے کے بارے میں منقول ہے:

"ان الدليل الرابع هو اجماع الصحابة على العمل به [illegible] الصحابة العمل
به وهذا لا يسمى اجماعا عند عامة الاصوليين لانه منقول عن بعضهم [illegible] الباقين
وبعضهم حذر منه "۔

اس عبارت سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ امام رازی نے اجماع کی تقسیم نہیں کی مگر قاضی [illegible] کہتے ہیں:

"وعند الجمهور هو ان بعض الصحابة عمل والباقين"

ف ۳۔ امام رازی کے بعض اعتراضات کو حذف کر دیتے ہیں۔ ۔۔۔ [illegible] نے قاضی ابوبکر باقلانی سے منقول تعریف پر چھ اعتراضات کئے مگر قاضی الارموی نے ان میں سے [illegible] اعتراض کو حذف کر دیا اور صرف پانچ اعتراضات پر اکتفا کیا۔ اور حذف کردہ اعتراض [illegible] ۔ [illegible] وھذا [illegible] وھذا [illegible] ۔ [illegible] ۔ [illegible] ۔

کچھ حذف نہیں کیا مگر بعض کو بعض میں ضم کر دیا[1]۔ اخیر میں یہ جو کچھ ذکر کیا گیا یہ ان کا مسلک تھا جس نے علماء انہوں نے اس کتاب کو مرتب، مقسم، مبوب کیا اس سے ان کے منہج کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

کتاب التحصیل کے چند مباحث :

الارموی کی التحصیل جہاں محاسن اور امتیازات سے عبارت ہے وہاں ان کے مسلک اختصار میں کچھ دوسرے مؤلفین سے دو عیوب بھی پائے گئے ہیں جن کا ذکر تحقیر کے لئے نہیں صرف علم کے لئے ضروری ہے اور ان کے ذکر سے ان کی شان اور قدامت میں کسی قسم کی کوئی کمی واقع نہیں ہوتی۔

۱۔ الارموی نے بعض جگہ "المحصول" سے تعریف نقل کرنے میں تصرف کیا ہے الا کہ تعریفات صحیحہ میں کسی قسم کا کوئی تصرف درست نہیں ہوتا۔ اس کو اصل سے سن و عن نقل کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً قاضی ابوبکر باقلانی نے فقہ کی جو تعریف کی وہ "المحصول" میں ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے

"حمل معلوم علی معلوم فی اثبات حکم لهما او نفیه عنهما بامر جامع بینهما من حکم او صفة او نفیهما عنهما"

قاضی سراج الدین الارموی نے قاضی باقلانی کی یہ تعریف "التحصیل" سے ان الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے

"حمل معلوم علی معلوم فی اثبات حکم لهما او نفیه عنهما بجامع حکم او صفة او نفیهما"[2]۔

دونوں تعریفات کا تجزیہ :

بلاشبہ دونوں تعریفات کے مدلول متقارب ہیں۔ فرق اتنا ہے کہ قاضی الارموی کی تعریف میں اشد اختصار ہے مگر اس کے باوجود بھی منقول و منسوب تعریفات میں اولیٰ تصرف بھی درست نہیں سمجھا جاتا۔

اسی طرح قاضی الارموی نے کہا کہ علماء نے فقہ کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ کی

"العلم بالاحکام الشرعیة العملیة التی لایعرف بالضرورة کونها من الدین اذا حصل بالاستدلال علی اعیانها"۔

مگر امام رازی کی المحصول میں مختصر تعریف ان الفاظ کے ساتھ منقول ہے

"العلم بالاحکام الشرعیة العملیة المستدل علی اعیانها بحیث لا یعلم کونها من الدین ضرورة"۔

قاضی الارموی نے یعلم کا لفظ تعریف میں بدل دیا۔

۲۔ قاضی الارموی بہت سے مقامات پر بغیر جواب عنہ کے ذکر کئے کہتے ہیں : والجواب عن "ا" کم جب ایسے محل عبارات میں "ا" متداول کیا جائے تو یہ نشان نظر نہیں آتا تو پتہ چلتا کہ یہ کس کا جواب ہے۔ مثلاً

---

[1] تحقیق مقدمہ مطبوعہ التحصیل عبد الحمید ابوزنید، ص ۱۳۲ ـ ۱۳۳، ملخص۔

- [illegible] الفقهاء بان الكفار غير مخاطبين بفروع الشريعة، بل الصلاة مثلا لا يجب عليه حد الاسلام وقضاً لا فعله لا متناعه ، وقالوا وجبت لوجب قضاءها كالمسلم بجامع تدارك المصلحة

والجواب عن :

ان ما ذكرتم لا ينافي العقاب على تركها .

- فتفتن بالجمع ، والفرق بان وجوب القضاء عليه شكير له على الاسلام)

یہاں سے دلیل اول "ا" کا جواب دیا اور دوسری دلیل "ب" سے جواب دیا مگر دونوں دلیلوں کے شروع کے مقدمات کو ہوا نہیں کیا ہے۔

غرض نقد سادہ ہے اور کلام کرنا بہت مشکل پسند ہے۔ ان چند جملوں کے ذکر سے آپ کی عظمت و شان ان کی کیا آئی۔ آپ ایک عظیم کلام کے خالق ہیں لیکن اس کے اسرار تھے۔ کم الفاظ میں زیادہ معنی کے اظہار پر ۔ کامل قدرت تھی اس سے کم الفاظ و جملات میں کون سا مقصد ممکن ہی نہیں ہوتا۔ پر قدرت ہونے کے باوجود ان کے اصل مقاصد کو بہت خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مگر مختصرات کے مقابلہ میں "التحصیل" تفصیل اور ترتیب کی وجہ سے آسان ہے۔

"التحصیل" سے مستفید ہونے والے چند مشہور اصولیین :

"التحصیل" ایک عمدہ کتاب ہے جو اہمیت کی حامل ہے۔ اس کی اس عمدگی اور اہمیت کی وجہ سے بہت سے مشہور اصولیین نے اپنی کتب کی تالیف میں اس سے مدد حاصل کی۔ چند مثالیں کے ساتھ گزارش کرتا ہوں۔

- علی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحیم البخری الارموی شافعی متکلم اشعری ، اصولی ، شارح "المحصول" ہیں جو تین ضخیم مجلدات پر مشتمل ہیں مگر چونکہ سراج الدین الارموی کے شاگرد ہونے کی وجہ سے "المحصول" کی اس شرح میں "التحصیل" سے ضرور استفادہ کیا ہوگا۔ علی الدین ہندی کی کتاب سے امام کوکبانی نے اپنی کتاب میں کثیر مقامات پر نقل کیا ہے۔
- امام جمال الدین اسنوی متوفی ۷۷۲ھ نے "نہایۃ السول" میں تقریباً ہر مسئلہ میں ان کا نام ذکر کیا۔
- امام بدخشی نے بھی قاضی بیضاوی کی منہاج کی شرح "مناہج العقول" میں چند مقامات میں التحصیل سے استفادہ نقل کیا۔
- شمس الدین محمد بن محمود اصفہانی متوفی ۷۴۸ھ نے بھی التحصیل سے نقل کیا ہے۔
- امام بدرالدین محمد بن احمد بن موسیٰ الشافعی متوفی ۷۹۳ھ نے بھی اس کتاب سے خوب مدد لی۔ شارح مختصر ابن حاجب اپنی کتاب "حل عقد التحصیل" میں کثرت کے ساتھ التحصیل سے نقل کرتے ہیں۔

---

۱ دیکھئے ص ۱۳۷

یہ کتاب التحصیل کی نہ [illegible] بلکہ صرف ان چند خاص مقامات کی توضیح ہے جہاں [illegible] ہے۔ [illegible] الکتب عصریہ میں اصول فقہ ۱۲۔۱۳ میں موجود ہے۔

[illegible] الدین [illegible] اور آخر الذکر امام بدر الدین الشنتری نے التحصیل کو [illegible] اہمیت دی اور اس کی شرح و اختصار کے ساتھ نقل، استفادہ و استعانت کی۔

[illegible] نے اپنی کتاب حل عقد التحصیل میں ذکر کیا کہ انہوں نے یہ کتاب صدر الشریعہ [illegible] کی تحقیق کے لئے تصنیف کی اور اس میں قاضی سراج الدین الارموی کے معظم اعتراضات پر بحث کی، [illegible] کتاب کی تالیف کا سبب اپنی کتاب [illegible] التحصیل کے مقدمہ میں ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں

"[illegible] الی ان صرفت بعض زمن من التحصیل فی البحث فی کتاب التحصیل للعلامۃ سراج الدین محمود الارموی رحمہ اللہ فوجدتہ مشتملا علی فوائد هذه الصناعة، وعیون فلائد هذه البضاعة، مشتملا لاقسام الحسن والکمال [illegible] محفا لتصرف الهمة الیه فی الایام واللیالی لما فیه من حسن النظم مع صغر الحجم، واستحواذه علی ابرادات نفیسة ومکالمات طریفة من قبله مکملة تدل علی جودة قریحة موردها وکثرة تحقیقه وقوة مطنه وشدة تدقیقه، غیر ان المحققین فی هذا الاقطار احجموا عن تدریسه، والمشتغلین فی هذا الدیار عن تحصیله، لما قد به من الصنائع الصعبة واللطائف العربیة والمضایق المغلقة والمواقف الضعیفة، فاحببت هذا استدعاء المحققین والتماس المشتغلین ان اکشف القناع عن وجوه مستوره لا اعنی عن التدقیق فی الانظار وارفع الحجاب عما یفتقر الی التعمق فی الافکار ـــ "

[illegible] نے کہا ہے کہ [illegible] قاضی [illegible] الدین الارموی کی کتاب التحصیل کے مطالعے میں [illegible] [illegible] [illegible]

ابن الحاجب مالکی (۵۷۰ھ - ۶۴۶ھ) [1]

نحو، اصول، متکلم، نظار، مفسر، ادیب، مناظر، خطیب، کاتب، قاری، المقرئ کی حیثیت سے مشہور تھے۔ فقہ، اصول اور نحو انہوں نے ابن حاجب سے حاصل کی۔ ابن حاجب سے شرف ملاقات سے قبل ہی فقہ میں ان کی ابن حاجب مختصر اور اصول میں ان کی مختصر دونوں حفظ کر لی تھیں۔ ابن حاجب نے انہیں فتوے کی اجازت دے دی تھی۔ القرافی ان کے بارے فرماتے تھے:

"ما مصر نفتخر بر جلیں فی طرفیها ابن الحبیر بالاسکندریه و ابن الدقیق العید بقوص"

(مصر اپنے دو لوگوں کے وجود پر فخر کرتا ہے اور وہ اسکندریہ میں رہنے والے ابن الحبیر اور قوص میں رہنے والے ابن دقیق العید ہیں)

تالیفات و اصولی آراء: اصول فقہ پر آپ کی کئی اہم قابل قدر تصانیف ہیں جو کہ دیگر فقہاء کی آپ کی کتابوں کے مطالعہ کے دوران قاری ان میں اصولی رموز سمجھتی و بوجھتی ہے جو آپ کے علم اصول میں ایک فاضل کی حیثیت ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً "المستصفی فی ایات الاحکام" ان کی ایک عمدہ کتاب ہے جس میں عمدہ استدلالات کئے گئے ہیں۔ "کشاف الاقناع عن ملکشاف" ان کے زمانہ شباب کی تالیف ہے جس پر علامہ ابن بن الامام اور شیخ القرافی شیخ شمس الدین الخسروشاہی کی تقریظ ہے۔ مختصر ابن حاجب فی التفسیر، کتابات علی ترجمہ البخاری دیباچے کے مصنف ہیں۔ ایک ماہر اصولی تھے۔ قاری ان کی کتب میں اصولی رموز و اوراق دیکھتا ہے اور عمدہ و جدلی ترتیب و ترکیب پر طویل کلام بحث پاتا ہے جو آپ کے علم الاصول میں اعلیٰ مقام و قدرت پر دلالت کرتی ہیں۔ ہاں البتہ عربی فقہ میں آپ کی آراء پیش کی گئی ہیں۔

اصولی آراء:

"قوله: اذا ظهر للتخصیص فائدة جاز له سوی ما یفهم المخالفة وجب المصیر الی هذه الفائدة وسقط التعلق بالمفهوم، وهو ضرب تفکک مثلاً قول الله تعالی وان کن اولات حمل فانفقوا علیهن حتی یضعن حملهن فلیس هناک متروک... وان کانت واحدة فلها النصف، فاذا ذکر القرآن ان الاثنتین لهما الثلثان وان الواحدة لها النصف فنفهم ان الاکثر من الاثنتین لهما اکثر من الثلثین فالنصف علی ان ما فوق الاثنتین لهما الثلثان لرفع هذا الوهم لا مفهوم لکلمة "فوق"" [2]

---

[1] ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس بن حاجب الکردی الاسنائی المالکی، جمال الدین، ابن الحاجب (۵۷۰ھ - ۶۴۶ھ) کے والد امیر حاجب تھے۔ مراغہ کے علاقہ اسنا میں پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں وفات پائی۔

[2] ابن الامیر ابو الحسن یحییٰ بن ابی بکر عبد اللہ بن محمد بن علی بن حسین بن حمید العلوی الیمنی الشافعی (۶۴۹ھ - ۷۲۸ھ) کی کتاب "الغیث الہامع الہادی لبحر الدقائق المفید فی حل جوامع الشافی" ۲/۸۵۰ (مکتبہ دار المنہاج، ۱۴۳۵ھ)

شہاب الدین قرافی مالکی (۶۲۶ھ/۶۸۴ھ)[1]

فقیہ، اصولی اور مفسر تھے۔ ان کا نام احمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن جانبی اور کنیت ابوالعباس تھی۔ شہاب الدین اور شیخ القضاۃ شمس الدین ان کے القاب تھے۔ قاضی القضاۃ تاج الدین بن بشیر فرماتے ہیں:

"اجمع المشاهد و المدائن على ان افضل اهل القرن السابع بالديار المصرية ثلاثة: القرافي بمصر القديمة وابن المنير بالاسكندرية وابن دقيق العيد بالقاهرة و كذلك هم الا ابن دقيق العيد فانه جمع بين العلمين"

(شہاب الدین قرافی کے اس بات پر اتفاق ہے کہ ساتویں صدی ہجری میں مصر کے تین فاضل ترین افراد میں سے ایک فضیلت مآب شیخ قرافی تھے جو مصر قدیم کے رہنے والے تھے۔ ابن منیر اسکندریہ میں اور ابن دقیق العید قاہرہ میں رہتے تھے۔ سوائے ابن دقیق العید کے سب مالکی تھے اور ابن دقیق العید دونوں علوم کے جامع تھے)

صفدی نے لکھا:

"وكان صاحب التصانيف في اصول الفقه ... وصنف في اصول الفقه الكتب المفيدة والناس استفادوا منه الفقهاء ..."[2]

(اور اصول فقہ میں مالکی مذہب کے صاحب تھے ... اور انہوں نے اصول الفقہ میں بہت ہی مفید کتابیں تصنیف کی ہیں جن سے فقہاء نے فائدہ اٹھایا)

اس کے بعد صفدی نے ان کی کتابوں کی تفصیلات بیان کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ تنقيح الفصول في اختصار المحصول ۲۔ شرح تنقيح الفصول
۳۔ شرح المحصول للرازي ۴۔ العقد المنظوم في الخصوص والعموم
۵۔ العمود وروضه ۶۔ التعليقات على المنتخب ۷۔ انوار البروق في انواء الفروق

امام قرافی کی اصول فقہ میں کتب کا تعارف اور تحقیقی تجزیہ:

۱۔ تنقيح الفصول في اختصار المحصول:

دراصل "تنقيح الفصول" ان کی کتاب "الذخيره في الفقه" کا مقدمہ ہے۔ جس میں انہوں نے امام رازی کی المحصول کا اختصار کیا ہے اور قاضی عبدالوہاب مالکی کی کتاب الافادہ کے مسائل سے اضافہ بھی شامل کیا اور اس کو فصلوں اور بابوں میں مرتب کیا۔

---

[1] ابوالعباس، شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن یلیین الصنہاجی المصری (۶۲۶ھ/۱۲۲۸ء) قرافی سے مراد مصر میں سکونت ہے۔ [2] الوافی بالوفیات، ۲۲۶/۲۳۳ (۷۸)

۲۔ شرح تنقیح الفصول :

جیسا کہ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ اول الذکر کتاب کی شرح ہے۔ یہ کتاب مطبعۃ الخیر بالقاہرہ سے ۱۳۰۶ھ میں ۲۰۸ صفحات میں چھپ چکی ہے اس کے حاشیہ پر شرح المکلی علی لوقات ہے اس پر انصاری کا حاشیہ ہے۔ اس نے ۱۳۱۲ھ میں ۳۶۲ صفحات میں طبع ہوئی ہے نیز یہ شرح تنقیح کے ساتھ شرح جماعت المنیر والاجماعیہ سے بھی طبع ہو چکی ہے۔[1]

کتاب "تنقیح الفصول" کی دیگر شروح :

۱۔ شہاب الدین احمد بن محمد بن عثمان الازدی المراکشی متوفی ۶۳۳ھ نے شرح تالیف کی۔[2]

۲۔ ابو العباس احمد بن عبد الرحمن بن مصبح الیمنی الزبیدی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ/۸۵۳ھ یا ۸۹۰ھ) معروف بالقلصادی نے اس کی شرح لکھی۔[3]

۳۔ حسن بن علی الرجراجی الشوشاوی (متوفی نویں صدی ہجری) نے شرح لکھی۔[4]

۴۔ داؤد بن علی بن محمد قلفطی (متوفی ۹۰۲ھ)[5]

تنقیح الفصول پر تقییدات احمد بن عبد الرحمن القادری الفاسی متوفی ۱۰۴۰ھ نے "کتاب تقییدات شداذ علی تنقیح الفرائد" تالیف کی۔[6]

تنقیح الفصول کا اختصار ابن فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ نے اس کا اختصار لکھا اور اس کا نام "تبصرۃ الاصول" رکھا۔[7]

۳۔ "شرح المحصول" للفخر الرازی :

امام قرافی نے امام رازی کی المحصول کی شرح لکھی جس کا نام "نفائس الاصول فی شرح المحصول" رکھا۔ انہوں نے اس شرح کی امتیازی خصوصیات کو اس کتاب کے مقدمہ میں بیان کیا ہے جس کے مطابق انہوں نے اس تصنیف میں متقدمین و متاخرین میں سے اہل سنت، معتزلہ اور اہل مذاہب اربعہ کی تقریباً تمام مصنفات اصولیہ سے استفادہ کیا۔ اسی طرح انہوں نے اپنے آپ کو "المحصول" کے مشکل کو بیان کرنے اور اس کے مسائل کی تحریر کرنے اور ان کی بہت سے مسائل میں کمی کو پورا کرنے اور اس کے متن پر وارد اعتراضات کے جوابات دینے پر مرکوز رکھا۔ محقق محصول ظہیر فخر حنفی نے ان کے اس مقدمہ کے ان مشتملات پر ان الفاظ کے ساتھ اظہار کیا ہے:

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۹۹۰ ۔ [2] ہدیۃ العارفین ۱/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۲/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰ (۱۱۲)

[3] ہدیۃ العارفین ۱/۱۰۰۰، کشف الظنون ۱/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰، نیل الابتہاج ص ۱۰۰، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۰۰۰، نفح الطیب ۱۰/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۱/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰، نیل الابتہاج ص ۱۰۰، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۰۰۰۔

[4] نفح الطیب ۱۰/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۱/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰، نیل الابتہاج ص ۱۰۰، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۰۰۰۔

[5] نفح الطیب ۱۰/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۱/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰، نیل الابتہاج ص ۱۰۰، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۰۰۰۔

[6] نفح الطیب ۱۰/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۱/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰، نیل الابتہاج ص ۱۰۰، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۰۰۰۔

[7] نفح الطیب ۱۰/۱۰۰۰، ایضاح المکنون ۱/۱۰۰۰، معجم المصنفین ۱/۱۰۰۰، الاعلام ۱/۱۰۰۰، نیل الابتہاج ص ۱۰۰، شجرۃ النور الزکیہ ۱/۱۰۰۰۔

"والحق ان فی هذا الشرح تحریرا من اکثر الاصولیة العامة، وذلک غیر مایلیق مراد الامام ولمحمده فیکثر من ایرادها لایرد علیه، ویحتمل کلامه علی غیر محمله وهو شرح کبیر یقع فی ثلاث مجلدات کبار تبلغ ما بقارب (۱۸۰۰) صفحة وله نسخة خطیة فی دار الکتب المصریه تحت رقم (۲۴۷ / ۱)

(ان کی بات یہ ہے کہ بلاشبہ اس شرح میں بہت سے عام اصول ہیں مگر یہ بہت سے مقامات پر شارح امام کے مقصد و مراد سے ہٹ جاتے ہیں اور بہت سے بے فائدہ اضافات سے مشغول ہوتے ہیں اور اس طرح امام کے کلام کو اس پر محمول کرتے ہیں جس کا وہ قائل نہیں یا وہ ایک لمبی شرح ہے جو تین بڑی جلدات میں ہے جس کے تقریباً ۱۸۰۰ صفحات ہیں اور دار الکتب المصریہ میں اس کا ایک قلمی نسخہ (۲۴۷ / ۱ کے تحت) موجود ہے)

آگے یوں لکھتا ہے: "الحمد لله الذی تفرد فی علاه الوهیة بکمال المجد والجلال" میری جلد کے اختتامی کلمات یہ ہیں:

"تحمد الله وتوفیقه کمل الجزء الثالث، وهو نفائس الاصول فی شرح المحصول"

"نفائس الاصول المحصول" کی شرح ۱۲ میں نے مختصرات ضیاء الدین کی "تنقیح" اور "الحاصل" سراج ارموی کی "التحصیل" اور التبریزی کی "التنقیح" کی بھی شرح لکھی ہے اس کے مقدمہ میں اس کی تصریح کی ہے۔ جامعہ ام درمان کے تین طلبہ نے اس پر تحقیق کی ان میں سے عبد الکریم ۱۴ اللہ نے اس کے پہلے جزء پر تحقیق مکمل کر کے پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[1]

۴۔ العقد المنظوم فی الخصوص والعموم:

حافظ حکمی نے اس کتاب کے مقدمہ تک سے تخلیص کرتے ہوئے کہا کہ اصول نے یہ

"لم اجد فی کتب الاصول وغیرها من جمیع العلوم الا نحو عشرین صفحة، ومقتضی ذلک ان یکون اکثر، ورجعت معنی العموم فی اللغة حقا حقا، وجمعته بعدوی المخصصات اربعة ورجعتها نحو العشرة ورجعتهم یسورون حمل المطلق علی المقید وغیر ذلک مجموعة رأیت فیه ماهو الحق ورأیته علی خمسة وعشرین ورقا"[2]

(میں نے کتب اصول اور غیر دیگر تمام علوم میں عموم کے تقریباً بیس صفحات پائے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ زیادہ ہوں اور میں نے لغت میں عموم کا کثیر بحث تحقیق پایا۔ اور میں نے ان کو گویا چار مخصصات شمار کرتے ہوئے پایا اور میں نے ان کو تقریباً اس پر پایا۔ اور وہ لوگ مطلق کو مقید پر محمول کرنے کو ہوا رکھتے ہیں اور اس کے علاوہ بھی کچھ اور میں نے اس میں بیان کیا جو بالکل قابل قدر ہے اور میں نے اس کو پچیس صفحات پر مرتب کیا)

اس کتاب پر احمد سراج الحکم عبد اللہ نے تحقیق کی اور جامعہ ام القری سے ۱۴۰۴ھ میں پی ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[3]

---

[1] المحصول بتحقیق طاہر جاوید جامی اسلامی تحقیقی مقدمہ ص ۹۰

[2] نثر الورود ۱ / ۱۵۵

[3] معجم المؤلفین ۱۲ / ۱۹۰

[4] معجم المؤلفین ۱۲ / ۱۹۰

۵۔ العموم ورفعه :

صاحب الدیباج نے قرافی کی کتب میں ایک کتاب "العموم ورفعه" کا بھی ذکر کیا ہے۔ شاید اس سے لفظ العلوم" ہی مراد ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی علیحدہ کتاب ہو۔ اس کو ایک جلد کتاب مانا جائے تو یہ ان کی اصول پر پانچویں کتاب ہے۔

۶۔ والتعليقات على المنتخب لفخر الدين رازی :

۷۔ انوار البروق في انواء الفروق .

حمد وصلوٰۃ کے بعد امام قرافی الفروق میں فرماتے ہیں :

"(اما بعد) فان الشريعة المعظمة المحمدية رادها الله تعالى مارها شرفا وعلوا اشتملت على اصول وفروع واصولها قسمان احدهما المسمى باصول الفقه وهو في اقامة امره فيه القواعد الاحكام الناشئة عن الالفاظ العربية خاصة وما يجري مجرى تلك الالفاظ من النسخ والترجيح ونحو الا مرالمجرد عن القرائن المخرجة لهم والمفيدة للعموم ونحو ذلك وما خرج عن هذا الضبط لا يكون القياس صحيحا وغير الواضح وضعفت المجتهدين والقسم الثاني قواعد كلية فقهية جليلة كثيرة العدد عظيمة المدد مشتملة على اسرار الشرع وحكمه لكل قاعدة من الفروع في الشريعة ما لا يحصى ولم يذكر منها شيء في اصول الفقه ..." [1]

اس عبارت سے یہ بات صاف محمد ہو جاتی ہے کہ امام قرافی نے اصول فقہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے اور اصول فروع کی تقسیم بھی اصول فقہ کی کتب سے ہی اخذ کی ہے۔ اصول کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم تو علم اصول فقہ ہے اور دوسری قسم قواعد فقہیہ کی ہے۔ اصول فقہ کے مباحث کا تعلق الفاظ عربیہ سے ہے۔ ان الفاظ کی بحث میں امر، نہی، عام، خاص، مطلق، مقید، مجمل، مبین، حقیقت، مجاز، صریح، کنایہ، منطوق، مفہوم، عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص، اقتضاء النص، ظاہر، نص، مفسر، محکم، خفی، مشکل، مجمل، متشابہ، حکم، رخصت، عزیمت، صحت، فساد، بطلان، اداء، قضاء، اعادہ، رخصت، عزیمت، صحت، فساد، بطلان، اداء، قضاء، اعادہ، اور اجتہاد وغیرہ کی بحث ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ قیاس کی اقسام، علت، حکم، اور مجتہدین کی صفات کا تعلق اس قسم سے ہے۔ اصول کی دوسری قسم قواعد فقہیہ ہے جو بعد میں مدون ہوئی۔ اس میں شریعت کے اسرار بیان کئے جاتے ہیں۔ شریعت کے ہر فروع سے ہر قاعدہ کا تعلق نہیں ہوتا۔ (اس دوسری قسم میں سے کچھ کلی اصول ہمارے ہاں بیان کیے جا چکے ہیں)

کتاب "الفروق" میں قواعد فقہیہ کی تعداد :

امام قرافی فرماتے ہیں :

"وسميته لمذكب انوار البروق في انواء الفروق ... وجمعت فيه من القواعد خمسمائة وتمانية وارسين قاعدة واوضحت كل قاعدة بما يناسبها في الفروع" [2]

---

[1] الفروق، امام قرافی، ص ۱، ج ۱، دار المعرفۃ بیروت [2] الفروق، ص ۱۰

[illegible] سے پانچ سو اڑتیس [illegible] سے ہجرت کے [illegible] کے [illegible] [illegible]

مقبول بٹ صاحب "کشف الظنون" کی [illegible] [illegible] [illegible]

اسحاق الغزیری (متوفی ۹۸۳ھ)

انہوں نے کتاب "الحاصل من الاصول" تالیف کی۔[1]

محمد بن عبداللہ الخطیب (متوفی ۷۸۵ھ یا ۷۳۶ھ)

ان کی مؤلفات اصولیہ تقریباً ۳۰ سے کے ضمن میں بیان کی جا سکتی ہیں۔

قاضی بیضاوی شافعی (متوفی ۶۸۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی، مفسر، محدث، ادیب، نحوی، متکلم اور قاضی تھے۔ شیراز کے قاضی رہے مگر علمی مشغولیت کی وجہ سے استعفیٰ دے دیا اور تصنیف و تدریس کے لئے گوشہ نشین ہو گئے اور اپنے علم و معارف سے تشنگان علم کو سیراب کرنے لگے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح المنتخب فی اصول الفقہ لامام فخر الدین رازی۔[3]

۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول (اس شرح کا نام "نہایۃ الوصول الی علم الاصول" بھی آیا ہے۔ ان مخطوطات کے ساتھ ملتا ہے۔ الحمد للہ الذی ھدانا الی مناھج "الحق" ۔ ان ما جمعہ بالقاہرۃ ۹۳۲ھ ص ۳۰۲)[4]

۳۔ منہاج الوصول الی علم الاصول یہ کتاب دراصل "ابو الخیر قاضی القضاۃ ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی الشیرازی البیضاوی شافعی متوفی ۶۸۵ھ" کی کتاب "المنہاج" کا اختصار ہے۔ اور اصل میں یہ کتاب فخر الدین محمد بن عمر الرازی متوفی ۶۰۶ھ کی کتاب "المحصول" کا اختصار ہے۔[5]

۴۔ شرح منہاج الوصول۔ شمس الدین الاصفہانی نے اپنی تفسیر کے حواشی پر ان کے مسائل پر بحث کی ہے اس شرح کو ان کی طرف منسوب کیا ہے۔[6]

منہاج الوصول الی علم الاصول کا تحقیقی تجزیہ : یہ کتاب آپ کے مقدمہ اور سات کتب پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کی نسبت آپ کی طرف اس طرح کی ہے "تقدیس من نسبت المقدمۃ و الاصول" ۔ چنانچہ لکھا ہے

"ان کتاب منہاج الوصول الی علم الاصول المعروف بمنہاج الاصول المشہور بالمنہاج البیضاوی و احد سطہ من الشروح و الاصول المنہاج"

---

[1] ابن الحاج، ابن الحاج، ابن الحاج،

(ابتدائی کتاب [illegible] "منہاج الوصول الی علم الاصول" (یہ کتاب اصول میں جامع ترین کتاب شمار ہوتی ہے اور معقول کے بیان میں جامع ہے)

علامہ اسنوی کی کتاب "نہایۃ السول" کے تعارف میں لکھتے ہیں

"اعلم ان المصنف اخذ كتابه من الحاصل للفاضل تاج الدين الارموي والمحاصل اخذه مختصره من المحصول للامام فخر الدين والمحصول استمداده من كتابين لابي الحسين البصري حيث ان مختصر المصنفي لنجبة الاسلام الغزالي والغالب المعتمد لابي الحسين البصري حتى انه ينقل بعينها الصفحة او قريبا منها بلفظها رسمه على منهاله او كان يحفظهما"[1]

(جان لو کہ مصنف نے اپنی اس کتاب کو ارموی کی حاصل سے اخذ کیا ہے اور الحاصل کو ان کے مختصر نے امام فخر الدین رازی کی کتاب "المحصول" سے اخذ کیا اور المحصول کو دو کتابوں سے مستفید ہے۔ امام رازی نے دو کتابوں پر تکیہ کرتے ہیں وہ دو کتابیں ہیں ابوالحسین بصری کی معتمد اور مختصر المصنفی (امام ابوحامد غزالی کی مختصر) جس سے یہاں تک دیکھا گیا کہ ان دونوں کتابوں سے صفحہ یا قریب صفحہ لفظ بلفظ منتقل ہوا ہے اس کی وجہ یہ خیال کیا کہ امام رازی خود ان دونوں کتابوں کو حفظ تھیں)

علماء اور بالخصوص متاخرین علماء ان کتب کی شروح، انتصارات، ان کی احادیث کی تخریج، ان کی لغات کے بیان اور نظم وغیرہ کی طرف متفت رہے۔ ان میں سے ایک کتاب "منہاج الوصول الی علم الاصول" ہے۔

کتاب "منہاج الوصول" پر لکھی جانے والی شروح: [2] [3]

1. شرح منہاج الوصول: قاضی بیضاوی نے خود اپنی کتاب کی شرح لکھی۔ شہاب الدین الخبازی نے اپنی تحریر کے حاشیہ پر ان سے روایات میں اس کتاب کو آپ کی طرف منسوب کیا۔
2. منہاج الوصول فی شرح منہاج الاصول: شیخ جمال الدین عبداللہ ابی بکر الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) نے یہ شرح لکھی۔ یہ ایک مختصر شرح ہے ابتدائی الفاظ یہ ہیں "الحمد لك اللهم ياواهب الوجود"۔
3. تقی الدین سبکی نے شیخ شمس الدین محمد بن یوسف بن عبداللہ بن محمود جزری شافعی (متوفی ۷۴۲ھ) کے بھی شرح لکھی تھی۔ [illegible] پیش کیا جاتا ہے کہ قاضی بیضاوی نے خود کوئی شرح لکھی تھی؟ کی صورت میں تینوں الگ الگ دونوں کتابوں میں سے کسی ایک کتاب کو منہاج کی پہلی شرح ہونے کا شرف حاصل ہوگا۔

---

1. نہایۃ السول، جمال الدین عبدالرحیم الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ)، ۱، بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۳ء
2. کشف الظنون، ۲، ۱۸۸۰، مکتبہ مثنی بغداد: افست دار الکتب العربیہ، ۱۳۶۷ھ، مصر: مطبعۃ العثمانیہ، ۱۳۶۵ھ
3. ہدیۃ العارفین، ۱، ۱۳۳، مطبوعہ استنبول، ۱۹۵۱ء

۶۔ ضیاء الدین عبد الصمد بن محمود الخاوری (متوفی ۷۰۰ھ) نے شرح لکھی اور اس کی تالیف سے مذہب کے واسطے میں ۶۰۳ھ میں فارغ ہوئے۔[1]

۷۔ غیاث الدین محمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن علی الغدادی ثم الحلی شافعی متوفی ۷۱۸ھ یا ۷۱۹ھ معروف بابن العاقولی نے شرح تالیف کی۔[2]

۸۔ محمد بن سعد اللہ بن ابراہیم بن مسعود الجماعی (متوفی ۷۳۳ھ) نے شرح لکھی۔[3]

۹۔ بغیۃ المسئول فی شرح منہاج الوصول ۔ امام جمال الدین ابی محمد عبد الرحیم الاسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ نے ذکر وہام سے متوسط مگر شرح لکھی۔ اعتراضات کی کثرت ہے مگر مسلم الحمادۃ کتاب ہے۔ اس کی تالیف کا آغاز ۷۶۰ھ میں کیا اور ۷۶۳ھ میں فراغت پائی۔ یہ کتاب چھپ چکی ہے۔[4]

منہاج کی شرح پر حواشی :

۱۰۔ محمد بن ابی بکر بن عبد العزیز بن جماعۃ متوفی ۸۱۹ھ نے اس پر حاشیہ لکھا۔[5]

۱۱۔ شیخ الاسلام سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی نے بھی ابی سعادات محمد بن محمد بن عبد الرحمن السلقینی متوفی ۸۰۱ھ نے حاشیہ لکھا۔[6]

۱۲۔ شیخ محمد حنیف الحنفی متوفی ۸۱۲ھ نے منہاج الوصول الی علم الاصول کے اوپر حاشیہ لکھا۔[7]

منہاج کی شرح پر تعلیقہ :

شمس الدین محمد بن احمد متوفی ۸۰۶ھ نے اس پر تعلیقہ لکھا جس میں اپنے والد شہاب الدین احمد سے کافی نقل کی۔[8]

۱۔ سید برہان الدین عبید اللہ بن محمد ظفر فاضی الحنفی متوفی ۸۳۲ھ نے شرح لکھی۔ یہ منہاج کی احسن اور اخصر شرح ہے۔ اس کا آغاز یوں ہوتا ہے

الحمد للہ الذی سھل معالم الاصول بسبر لطرق المعاقل والمعاد فوضین الشروع واللہ الحمد والمنۃ۔[9]

۱۔ اس کی شرح پر حاشیہ قاضی محمد بن یوسف بن احمد متوفی ۸۱۵ھ نے ان کی اس شرح پر حاشیہ تحریر کیا۔[10]

۱۔ قاضی عبداللہ بن محمد احمد بن الحسین الحنفی متوفی ۸۳۳ھ نے شرح لکھی۔

---

[1] [illegible] ۲ [illegible] ۳ [illegible] ۴ [illegible] ۵ [illegible] ۶ [illegible] ۷ [illegible] ۸ [illegible] ۹ [illegible] ۱۰ [illegible]

۱۰۔ السراج الوہاج : اردو نام سے ۱۔ سراج الدین ابو الثناء محمود بن ابو بکر بن احمد بن حسن بن یوسف غزنوی الہندی شافعی متوفی ۷۶۳ھ نے شرح لکھی۔ اس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے : "الحمد للہ الذی جعل السموات والارض ۔۔۔"[1]

السراج الوہاج پر حاشیہ : محمد بن ابی بکر بن ہمام متوفی ۸۱۹ھ نے السراج الوہاج پر حاشیہ تحریر کیا۔[2]

۱۱۔ بغیۃ السول فی شرح منہاج الاصول : اس نام سے نور الدین فرج بن محمد بن ابی الفرج الاردبیلی نے شرح لکھی۔ یہ شارح سراج الدین الہندی کے شاگرد ہیں جنہوں نے السراج الوہاج کی شرح مذکورہ لکھی تھی۔[3]

۱۲۔ شمس الدین ابی الثناء محمود بن عبد الرحمن بن احمد الاصفہانی شافعی متوفی ۷۴۹ھ نے شرح لکھی۔[4]

۱۳۔ الابہاج : اس نام سے شیخ امام تقی الدین علی بن عبد الکافی بن تمام سبکی شافعی متوفی ۷۵۶ھ نے شرح لکھی۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے : "الحمد للہ الذی أسس بنیان دینہ علی أثبت قواعد۔"

واضح رہے کہ شارح تقی الدین مصنف بیضاوی کے قول "المسألۃ الرابعۃ وجوب المشی ما لم یلزمہ رکوب مقدور" تک کی شرح لکھ سکے تھے پھر ان کے بعد سے شارح کے صاحبزادے حضرت تاج الدین ابو نصر عبد الوہاب بن علی السبکی متوفی ۷۷۱ھ نے اسے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ یہ ایک جلیل القدر شرح ہے جو دو جلدوں میں مصر سے چھپ چکی ہے۔[5]

۱۴۔ ۱۔ ضیاء الدین محمد بن الحسن بن علی بن حمزہ القرشی العمری شافعی متوفی ۷۶۷ھ نے شرح تالیف کی تھی جس ان کے بھائی نے مکمل کیا۔[6]

۱۴۔ ۲۔ قاضی المرانی نے شرح لکھی اور اس شرح سے سید العصر کی نے اپنی شرح میں بہت سے مقامات میں نقل کیا ہے۔ شاید المرانی سے مراد داؤد بن عبد الولی بن عبد السلام المرانی متوفی ۷۶۳ھ ہیں جو ابن حاجب کے بھی شارح ہیں۔

۱۵۔ ۱۔ کافی المحتاج : سراج الدین عمر بن علی متوفی ۸۰۴ھ نے شرح لکھی۔ شارح ابن الملقن شافعی سے مشہور ہیں یہ ایک متوسط حجم شرح ہے۔[7]

۱۵۔ ۲۔ محمد بن سلیمان بن عبد الرحمن المغربی شافعی متوفی ۸۱۱ھ۔[8]

۱۔ کشف الظنون ۱/۹۸۰، ہدیۃ العارفین ۲/۵۱۷، معجم المؤلفین ۱۲/۵۲، تاریخ التراث العربی ۱/۴۰۸، تکملہ سزگین ۱/۴۰۸، (۲/۴۰۸)

۲۔ کشف الظنون ۱/۹۸۰۔ ۳۔ کشف الظنون ۱/۳۱۸۔

۴۔ کشف الظنون ۱/۱۰۰۰، ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۰، معجم المؤلفین ۱۲/۱۳۲، تاریخ التراث العربی ۱/۴۰۸، تکملہ سزگین ۱/۴۰۸، (۲/۴۰۸)

۵۔ کشف الظنون ۱/۱۰۰۰، ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۰، معجم المؤلفین ۱۲/۱۳۲، تاریخ التراث العربی ۱/۴۰۸، تکملہ سزگین ۱/۴۰۸، (۲/۴۰۸)

۶۔ کشف الظنون ۱/۳۱۸، تاریخ التراث العربی ۱/۴۰۸، تکملہ سزگین ۱/۴۰۸، (۲/۴۰۸)

۷۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۰۔ ۸۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۰۔ نیز مصر میں مخطوطات کے فہرس میں دیکھئے۔

۱۷۔ شیخ یوسف بن حسن شیرازی شیرینی شافعی متوفی ۸۲۴ھ نے شرح لکھی۔

۱۸۔ شیخ امام شہاب الدین احمد بن عبداللہ الغزی شافعی متوفی ۸۲۲ھ نے شرح لکھی۔[1]

۱۹۔ التحریر لما فی کتاب المنهاج من المعقول والمنقول : اس نام سے امام جمال الدین ابی زرعہ احمد بن عبدالرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۲۶ھ نے شرح لکھی۔[2]

۲۰۔ ابوالخیر شمس الدین محمد بن محمد بن علی بن یوسف دمشقی متوفی ۸۳۳ھ نے شرح لکھی۔[3]

۲۱۔ علامہ محمد بن عبدالقادر انصاری مقری معروف بابن المکاکینی متوفی ۸۳۸ھ اور نجم الدین محمد بن عبدالقادر بلوطی شافعی متوفی ۸۳۸ھ نے شرح لکھی۔[4]

۲۲۔ بغیۃ السول فی شرح منهاج الاصول : اس نام سے شہاب الدین احمد بن حسین بن علی بن یوسف الرملی معروف بابن الرسلان شافعی متوفی ۸۴۴ھ نے دو جلدوں میں ایک مطول شرح لکھی۔[5]

۲۳۔ توضیح المبهم والمجهول فی شرح منهاج الاصول : اس نام سے سراج الدین ابوحفص عمر بن سوار بن حسن ابن محمد القرشی الدمنی الحصنی شافعی متوفی ۸۹۱ھ نے شرح لکھی۔[6]

۲۴۔ الابتهاج فی شرح المنهاج : اس نام سے احمد بن اسحاق شیرازی متوفی ۸۶۳ھ نے شرح لکھی۔ یہ ایک مجلد میں متوسط الحجم شرح ہے جسے انہوں نے علامہ عضد الاسلام ابی القاسم مسعود بن محمد الشہید کے لئے تالیف کیا تھا۔[7]

۲۵۔ شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابوبکر الشیشینی متوفی ۸۸۳ھ نے شرح لکھی۔[8]

۲۶۔ امام زین الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن بن امام الکاملیہ شافعی متوفی ۸۷۳ھ نے ایک شرح لکھی۔ یہ ایک ضخیم و مطول شرح ہے۔[9]

۲۷۔ تیسیر الوصول الی منهاج الاصول : اس نام سے کمال الدین محمد بن محمد متوفی ۸۷۴ھ جن کا ذکر ابھی گذرا ہے، نے شرح لکھی۔ یہ ایک مختصر شرح ہے۔[10]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۹۷۰، ایضاح المکنون ۲/۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۲۰۱

[2] ذیل الکتب الزرعیہ کی موجود ہے جس کا نمبر ۸۹۵ ہے ۳۳۳/۲ اصول فقہ ہے۔ [3] ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۷

[4] ذیل تقیید علی نهایة السول فی شرح منهاج الوصول لجمال الدین الاسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ، مجلس ادارہ ہدیۃ العارفین، مکتب [illegible]

[5] کشف الظنون ۲/۱۹۷۰، ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۳۳ھ [6] ایضاح المکنون ۲/۵۸۱، ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۷

[7] کشف الظنون ۲/۱۹۷۰، ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۹، ۱۴۰ بتغیر یسیر، الضوء اللامع ۲/۱۰۰ [8] ایضاح المکنون ۲/۵۸۱

[9] الضوء اللامع ۲/۱۹۷، ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۳ [10] ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹ (۱۹۵)

۲۶۔ سید عبداللہ بن محمد بن محمد متوفی ۸۹۲ھ نے شرح لکھی۔ شارح سید حامد بن یحییٰ شافعی سے مشہور ہیں۔[1]

۲۷۔ علامہ تاج الدین ابو الفضل عبدالوہاب بن محمد بن یحییٰ بن احمد الطبری سبکی شافعی متوفی ۸۹۵ھ صراحۃ یا زیرہ نے بھجۃ الوصول کے نام سے شرح لکھی۔[2]

۲۸۔ شیخ رکن الدین محمد بن احمد بن محمد الاردبیلی شافعی متوفی ۸۹۵ھ نے نہایۃ الوصول کے نام سے شرح لکھی۔ یہ حافظ ابن حجر کے شاگرد تھے۔[3]

۲۹۔ شیخ الاسلام کمال الدین ابو المعالی محمد بن ناصر الدین بن ابی بکر بن ابی شریف المقدسی شافعی متوفی ۹۰۱ھ نے المقدمہ علی شرح المنہاج تالیف کیا۔[4]

۳۰۔ علامہ ناصر الدین ابو الحسن علی بن ناصر المالکی البلبیسی شافعی نے صلاۃ ک الاصول کے نام سے شرح لکھی۔ یہ تالیف سے ۹۱۶ھ میں فارغ ہوئے تھے۔[5]

۳۱۔ ابو الحسن شمس الدین علی بن جلال الدین محمد بن محمد بن عبدالرحمن ابن احمد بن محمد البکری الصدیقی المصری متوفی ۹۵۱ھ نے "المطلب فی شرح المنہاج" اور "المعطی شرح اخر علی المنہاج" تالیف کی۔[6]

۳۲۔ شمس الدین محمد بن محمد بن احمد بن حمزہ بن شہاب الدین الرملی الانصاری شافعی متوفی ۱۰۰۴ھ نے نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج تالیف کی یہ شافعی الصغیر کے نام سے بھی جانے جاتے ہیں۔[7]

۳۳۔ محمد بن الخطیب الشربینی متوفی ۹۶۳ھ نے "تسہیل المطلی علی المنہاج و المحلی" تالیف کی۔ ایضاح المکنون کے مطابق "وھو حاشیۃ علی شرح المحلی للمنہاج" (وہ شرح المحلی للمنہاج پر حاشیہ ہے)۔[8]

۳۴۔ ابو الضیاء نور الدین علی بن علی الشبراملسی الانصاری شافعی متوفی ۱۰۸۷ھ نے "شرح منہاج الاصول للقاضی البیضاوی" اور "حاشیۃ علی نہایۃ السول" تالیف کیا۔[9]

۳۵۔ "سراج العقول الی منہاج الاصول" کے نام سے محمد طاہر القزوینی نے شرح تالیف کی۔[10]

۳۶۔ شیخ عبدالغنی الاردبیلی نے شرح لکھی۔[11]

۳۷۔ شمس الدین بن محمد الرحمن بن عبداللہ نے شرح لکھی۔ شارح شیخ الاردبیلی سے مشہور ہیں۔
اولہ: "الحمد للہ الذی جعل الماھیات بقدر الوجود"[12]

---

1. ہدایۃ المتقدمین الی شرح منہاج الوصول، جمال الدین یوسف بن عبدالمعطی حنفی متوفی ۷۶۹ھ، تحقیق ڈاکٹر [illegible]
2. طبقات الشافعیہ الکبریٰ ۱۰/۳۳۳ھ
3. بغیۃ الوعاۃ ۱/۳۹۳، ہدیۃ العارفین ۲/۳۹۳، ایضاح المکنون ۲/۳۹۳، ۴۰۳
4. ہدیۃ العارفین ۲/۳۹۳
5. بغیۃ الوعاۃ ۱/۳۹۳، ہدیۃ العارفین ۲/۳۹۳، ایضاح المکنون ۲/۳۹۳
6. ہدیۃ العارفین ۲/۳۹۳
7. ایضاح المکنون ۲/۳۹۳
8. کشف الظنون ۲/۱۸۸۰
9. حواشی سابقہ
10. حواشی سابقہ

۳۸۔ ایضاح الاسرار علی نظم المنار: امام زین الدین المنلاعلی نے شرح لکھی اس کتاب سے شارح سید الغنی نے اپنی شرح میں کثرت سے نقل کیا ہے۔ قولہ: "اصحک بکمال جلالک"۔

ان شروح پر ایورد رعد کے اعتراضات:

ابو معاذ بن عبدالرحیم العراقی متوفی ۸۲۶ھ نے اس شرح پر "النصوص الجلی علی منہاج الاصول" کے نام سے کتاب لکھی جس میں اس پر اعتراضات کئے گئے ہیں۔

۳۱۔ "منہاج العقول" محمد بن حسن البدخشی حنفی کی شرح ہے۔[1]

نوٹ: عالی خلیفہ نے شیخ الاسلام زکریا الانصاری شافعی متوفی ۹۲۶ھ کی شرح کو بھی منہاج کی شروح میں شمار کیا ہے[2] اور مظہر بقا نے بھی اس کے مکتبہ احمدیہ بھوپال (۲۰) نمبر کے تحت اس کے نسخہ کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ مگر رجال کی کتابوں کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے قاضی بیضاوی کی کتب میں سے صرف "طوالع" کے کسی کتاب کی شرح نہیں لکھی تھی۔ (واللہ اعلم)

۳۲۔ "المنہاج" کا اختصار: علاء الدین علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی متوفی ۷۳۰ھ نے مختصر المنہاج" تالیف کیا۔[3]

۳۳۔ "المنہاج" کے حل میں خاص شہرت پانے والے اصولی: احمد بن سالح بن احمد بن ضباب تمال متوفی ۹۵۷ھ اصول فقہ میں المنہاج کے حل میں خاص شہرت رکھتے تھے۔[4]

کتاب "المنہاج" پر نکت:

۱۔ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ابوبکر بن عبداللہ المصری معروف بہ ابن خطیب متوفی ۷۷۶ھ نے "نکت المنہاج" تالیف کی جو تین مجلدات میں ہے۔[5]

۲۔ عبدالرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ نے "النکت علی المنہاج" کے نام سے کتاب تالیف کی۔

۳۔ امام جلال الدین السیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے "النکت اللوامع علی المختصر والمنہاج، وجمع الجوامع" تالیف کی۔[6]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۸۰، اکلیل ۱/۱۰۹ (۳۲۵) ہدیۃ العارفین ۲/۳۷۴

[2] ہدیۃ العارفین ۵/۷۱۷ [3] اکلیل ۱/۱۳۱-۱۳۲ (۱۸۴)

[4] کشف الظنون ۲/۱۹۸۸، شذرات الذہب ۶/۲۲۳، طبقات ابن قاضی شہبہ ۳/۱۸۰ (۹۲۳) اکلیل ۱/۱۸۲ (۱۳۰)

[5] کشف الظنون ۲/۱۹۷۷

کتاب "المنہاج" پر احادیث کی تخریج : متعدد جلیل علماء نے المنہاج میں احادیث کی تخریج کی ہے

۱۔ المحرر فی تخریج احادیث المنہاج والمحصر، محمد بن عبد الرحمن بن ابراہیم زرکشی شافعی متوفی ۷۹۴ھ ہے۔[1]

۲۔ حافظ عبد الرحیم بن حسین عراقی شافعی متوفی ۸۰۶ھ ہے۔[2]

۳۔ امام سراج الدین عمر بن ملقن (متوفی سنہ نہ ہے)۔[3]

کتاب "المنہاج" کا نظم

متعدد جلیل علماء نے المنہاج کو منظوم کیا :

۱۔ حافظ عبد الرحیم بن حسین عراقی متوفی ۸۰۶ھ نے "المحکم الوہاج" نامی کتاب ۱۳۶۶ بیت پر منظوم کیا اور آپ نے صاحب ۱۰۱ احمد نے ان ابیات کی تخریج کی ہے۔[4]

۲۔ محمد عثمان بن فرموہ الزبیلی متوفی ۷۰۰ھ (یا ۷۰۱ھ) ہے۔[5]

۳۔ علامہ یوسف بن احمد ذوالمنی شافعی متوفی ۸۸۹ھ ہے۔[6]

۴۔ ابن رجب شہاب الدین احمد بن محمد بن عبد الرحمن الطوفی شافعی (مولود ۷۹۳ھ متوفی ۸۷۱ھ)۔[7]

۵۔ شہاب الدین احمد بن یوسف ابن عبد اللہ الحلبی الغرابی شافعی متوفی ۸۱۰ھ ہے۔[8]

کتاب "المنہاج" پر اضافہ کرنے والے علماء :

۱۔ علامہ جمال الدین عبد الرحیم اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ نے اس پر زوائد لکھے۔[9]

۲۔ امام بدر الدین ابو البقاء محمد بن بہادر شافعی نے بھی اس پر اضافہ کیا ہے۔[10]

ابن النفیس شافعی (متوفی ۷۸۷ھ)[11]

حدیث، اصول، لغت، منطق، طب میں اپنے زمانے کے سب سے بڑے عالم تھے۔ حافظ بیت اللہ اصول کی کتب کو طرفہ مراجعت کے لیے اپنے حفظ سے تصنیف اخذ کرتے۔

---

۱ تعارفی مقدمہ محمد سلیمان بھلاوی للسول فی شرح منہاج الوصول، جمال الدین اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ، ۱۹۸۰ء، مؤسسۃ الرسالۃ العربیۃ، بیروت، طبع اولی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء ۔ ۲ کشف الظنون ۲/۱۹۸۰ ۔ ۳ کشف الظنون ۲/۱۹۸۰

۴ ضوء اللامع ۵/۲۱۲، ۲۱۳ ۔ ۵ ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۵ (۳۴۰) ۔ ۶ ضوء اللامع ۱۰/۳۳۹ میں تاریخ وفات ۸۸۹ھ ذکر ہے۔

۷ تعارفی مقدمہ محمد سلیمان بھلاوی للسول فی شرح منہاج الوصول، جمال الدین اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ، ۱۹۸۰ء، مؤسسۃ الرسالۃ العربیۃ، بیروت، طبع اولی ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء ۔ ۸ حوالہ سابق ۔ ۹ کشف الظنون ۲/۱۹۸۰، ضوء اللامع ۱۰/۱۱۵

۱۰ بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، ۲/۹۳، ۹۴ (۱۵۱۸) تحقیق محمد ابو الفضل ابراہیم، دار الفکر، طبع ثانی ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء ۔ ۱۰ تعارفی مقدمہ محمد علی سلیمان للسول فی شرح منہاج الوصول، ص ۲۰

۱۱ شافعی متوفی ۲۰۴ھ، ظفر، دوم، ص ۲۰۰، ۲۰۱، نشر الکتب العربی، بیروت، طبع اولی ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء

۱۲ علی بن ایوب ارموی، سدید الدین ابن النفیس متوفی ۶۸۷ھ، راقم نے تاریخ وفات ۶۸۸ھ متعین کی ہے۔

[illegible] اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی۔

شمس الدین الاصفہانی (۷۱۶ھ/۱۳۱۸ء)[1]

آپ محمود بن عبدالرحمن بن احمد، ابو الثناء شمس الدین اصفہانی تھے۔ ان کے والد اصفہان میں نائب سلطنت کے عہدہ پر فائز تھے۔ شمس الدین نے بھی اپنے وقت کے تمام مروجہ علوم حاصل کیے۔ بعد ازاں شیخ صدر الدین عبدالرحمن بن احمد بن عبدالرحمن الاردبیلی المتوفی ۷۵۱ھ صاحب "المحاصل" سے اصول فقہ پڑھا۔ یہ شیخ شمس الدین الاصفہانی کے اصل استاد تھے اور دیگر علوم بھی انہی سے حاصل کیے اور پھر قونیہ پہنچے اور وہاں انہوں نے تدریس کی اور وہیں وفات پائی۔ شہر قونیہ کی علمی ترقی میں آپ کی خدمات کو بھی اہم مقام حاصل ہے۔

مؤلفات اصولیہ :

1. "طوالع الانوار" کی شرح "المحصول" کی شرح تھی۔
2. کتاب الفوائد المعدہ لمرادات الاوائل میں مذکور ہے کہ آپ نے کتاب "بلوغ المامول فی علم الاصول" بھی تحریر فرمائی تھی۔

کتاب "المحصول" کی شرح کا تحقیقی تجزیہ :

یہ کتاب اصول فقہ کی معرفت سے متعلق شرح ہے۔ مؤلف نے اس کی تالیف میں جس قدر عظیم کتب اصولیہ کی مدد لی ہے ان میں سرفہرست یہ شرح ہے۔ شرح کا یہ اس شرح کے مقدمہ میں درج ہے۔

"اصول المحصول الاربعة، ومختصر ابن الحاجب، وسماه ب "الكاشف عن المحصول"

اس شرح کی اہم خصوصیات :

1. یہ کتاب "المحصول" کے الفاظ کی شرح کرتے ہوئے اصولیین کی کتب سے دقیق عبارات نقل کی گئی ہیں۔
2. اس میں بہت سی ایسی عبارات منقول ہیں جو ان کتب اصولیہ سے ماخوذ ہیں جو اب زمانہ کی نذر ہو چکی ہیں۔
3. بعض کی مختلف کتب کے حوالے دیے ہیں ان کے اقوال مذکور ہیں مخالفت یا موافقت پر مبنی ایک علمی سرمایہ کی حامل کتاب ہے۔
4. اس کتاب میں بہت سی ایسی کتب کے حوالے ملتے ہیں جن کی طرف عموماً رجوع کا رجحان نہیں ہوتا ہے۔

---

[1] الاعلام للزرکلی ۷/۱۷۶، معجم المؤلفین ۱۲/۸۹

[2] ابو الثناء محمود بن عبدالرحمن بن احمد شمس الدین اصفہانی (۷۱۶ھ/۱۳۱۸ء) اوائل ۷ صفر میں ۷۱۶ھ میں وفات پائی اور قونیہ میں دفن کیے گئے۔

مذکورہ بالا خصوصیات کی حامل شرح اس اعتبار سے ناقص رہی کہ شارح اس کی تکمیل سے قبل ہی عالم حقیقی سے جا ملے اور صرف کتاب الاجماع تک شرح کر سکے۔ یہ تین جلدات اور ۱۶۵۱ صفحات پر مشتمل یہ کتاب ہے اس کا ایک تحریری نسخہ دار الکتب مصریہ میں (۴۷۳) نمبر کے تحت موجود ہے۔[1]

ابن مقیم الحنبلی الشیخی (متوفی ۶۸۹ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب المدخل فی الاصول

۲۔ بدیعۃ النظر فی الجمع بین الاشباہ والنظائر[2]

الفرکاح شافعی (۶۲۴ھ۔۶۹۰ھ)[3]

فقیہ، اصولی، ادیب اور اختصار کے مرتبہ پر فائز تھے اسی لئے فقیہ الشام کا لقب پایا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح ورقات للامام الحرمین فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ کوپرلی کتب خانہ ۵۱۹ نمبر پر موجود ہے کے مطابق اس شرح کا نام "الدر کامات" ہے۔ دنیا کے مختلف مخطوطہ گھروں کی لائبریریوں میں اس کے نسخے موجود ہیں مثلاً کتب خانہ ملک برلن میں 4360LEG256 نمبر پر موجود ہے جس کے مطابق اس شرح کے افتتاحی کلمات یہ ہیں "الحمد للہ کما یلیق بشانہ"۔ اور اس کے آخری کلمات یہ ہیں "وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین"۔ فہرس الکتب ب"۔ کشف الظنون میں اس کے افتتاحی کلمات یہ مذکور ہیں "الحمد للہ کما یلیق بکمال وجہہ"۔[4]

داؤد بن عبداللہ الجبلی حنبلی (متوفی ۶۹۰ھ تقریباً)

فقیہ، اصولی تھے۔ انہوں نے کتاب "الحاوی فی الاصول" تالیف کی۔[5]

کمال الدین قلیوبلی شافعی (۶۲۷ھ۔۶۹۱ھ یا ۶۸۹ھ)[6]

فقیہ، اصولی، ادیب و متصوف تھے۔ اپنے علاقے کے قاضی رہے۔ مراکش کے قضاۃ اور عدالت میں بھی مثال آپ تھے۔

۱۔ ابن العماد، شذرات الذہب ۵/۳۶۹، طبع حسین ۲/۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/۷۰۔

۲۔ ابن قاضی شہبہ، طبقات الشافعیہ ۲/۳۰۰، ہدیۃ العارفین ۲/۳۲۵۔

۳۔ ابن العماد، شذرات الذہب ۵/۳۶۹، طبع حسین ۲/۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/۷۰۔

۴۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون ۲/۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶،

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نہیج الوصول فی علم الاصول" تالیف کی۔

امام سبکی نے فرمایا :

"وقد ذکر بخطہ من مصنفاتہ "نہیج الوصول فی علم الاصول" مختصر منہ فی علم الاصول"

انہوں نے اپنی ان کے ہاتھ کا لکھا ہوا ان کے مصنفات میں سے ان کا ایک مختصر نام "نہیج الوصول فی علم الاصول" موجود ہے شاید انہوں نے علم الاصول میں تصنیف کیا تھا)

المراقی نے فرمایا :

"من مصنفاتہ نہیج الوصول فی علم الاصول ومختصر منہ فی اصول الفقہ"

ان کی مصنفات میں سے نہج الوصول فی علم الاصول اور اس کے علاوہ ایک مختصر ہے شاید انہوں نے اصول فقہ میں تصنیف کیا)

سبکی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اصول میں صرف ایک "مختصر" لکھا تھا جس کا نام نہج الوصول" تھا۔ مگر المراقی کے بیان سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کی اس فن پر دو کتابیں تھیں ایک کا نام "مختصر" اور دوسری کا نام "نہج الوصول" تھا۔ حاجی خلیفہ کی بات سے المراقی کے بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کیونکہ انہوں نے بھی ان کو دو جلیلہ کتب شمار کیا ہے ہاں البتہ تاریخ وفات ۶۸۶ھ ذکر کی ہے۔[1]

جمال الدین الخبازی حنفی (متوفی ۶۷۱ھ یا ۶۹۳ھ)

ان کا تعارف تاریخ وفات ۶۷۱ھ میں گذر چکا ہے۔

ابن الساعاتی حنفی (متوفی ۶۹۴ھ)[2]

فقیہ اصولی حافظ تھا اپنے زمانے میں علوم شرعیہ میں ثقہ مانے جاتے تھے ادیب کاتب بھی تھے اصلاً حنفی تھے، مدرسہ منصوریہ بغداد میں حنفی مذہب کے قضاۃ کی تدریس کرتے تھے۔ محمد بن احمد بن علی مظفر الدین متوفی ۶۸۸ھ شارح "المحصول" ابن خلکان صاحب وفیات متوفی ۶۸۱ھ صاحب مختصر "المنتہی الوصول والامل" پر فوقیت دیتے۔ فقہ اصول میں ان کی ثبات ان فنون میں یہ طولی اور وسیع علمی پر دلالت کرتی ہیں جو حنفی و شافعی اصول کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "بدیع النظام" تالیف کی جس کا دوسرا نام "نہایۃ الوصول علی علم الاصول" ہے۔

کتاب "بدیع النظام" کا تحقیقی تجزیہ : ابن الساعاتی نے اپنی اس تالیف "بدیع النظام" میں علامہ آمدی شافعی (متوفی ۶۳۱ھ) کی کتاب "الاحکام" اور امام بزدوی حنفی (متوفی ۴۸۲ھ) کی اصول البزدوی کے

---

[1] ایضاح المکنون ۱/۱۰۵، ہدیۃ العارفین ۲/۹۳، کشف الظنون ۱/۴۵۰

[2] احمد بن علی بن ثعلب، مظفر الدین، ابن الساعاتی متوفی ۶۹۴ھ۔ بغداد میں ۵۵۱ھ میں پیدا ہوئی۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ کے مطابق ۶۸۷ھ میں فوت ہوئے۔

طریقوں کو یکجا کر دیا۔ انہوں نے "الاحکام" کے طریقہ سے قواعد کلیہ کے بیان میں اور اصول بزدوی سے جزئی فروعی شواہد میں مدد لی، جس کا اظہار انہوں نے اپنی کتاب "بدیع النظام" کے خطبہ میں ان الفاظ کے ساتھ فرمایا:

"قد سمحت ایها الطالب نهایة الوصول الی علم الاصول هذا الکتاب البدیع فی معناه، المطابق اسمه لمسماه، لجمعه لک من کتاب الاحکام ورصعته بالجواهر السنیة من اصول فخر الاسلام فانهما البحران المحیطان بجوامع الاصول الجامعان لقواعد المعقول والمنقول هذا حاوٍ لقواعد الکلیة الاصولیة وذالک مشمول بالشواهد الجزئیة الفرعیة"۔

(اے تشنگان علم میں نے تجھے کتاب نہایۃ الوصول فی علم الاصول کا تحفہ دیا ہے۔ یہ کتاب اپنے معنی میں بدیع ہے۔ اسم کا مسمیٰ ہے۔ میرے لئے میں نے اسے "کتاب الاحکام" سے مکمل کیا اور اصول فخر الاسلام کے مجوہرات سے اس کو تاج پہنایا۔ یہ دونوں جوامع الاصول سے پُر سمندر ہیں، معقول و منقول قواعد میں جامع ہیں۔ یہ کتاب قواعد کلیہ اصولیہ پر محیط ہے اور دلائل جزئیہ فرعیہ پر مشتمل ہے)

بدیع النظام پر تحقیقی مقالہ: ڈاکٹر محمد عزّ نے کتاب بدیع النظام پر اس سے دوسرے عنوان "نهایة الوصول فی علم الاصول" سے تحقیقی مقالہ پیش کیا اور جامعہ ام القریٰ سے ۱۴۰۵ھ میں پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ صاحب ہدیۃ العارفین نے "بدیع النظام" اور "نهایة الوصول" کو دو الگ الگ کتابیں شمار کیا ہے ان کے کلام سے بھی ظاہر ہے۔ مگر کشف الظنون میں جہاں "نهایة الوصول الی علم الاصول" کا تذکرہ کیا ہے اہل حاشیہ مذکور ہے "اعلم ان هذا الکتاب یسمی ایضا ببدیع النظام وهو المشهور بین الانام ۔۔۔ ولبعضهم بل هو کتاب باسمین"۔ اس سے بھی ان دونوں کے ایک ہونے کی تصریح ہو جاتی ہے اور یہ کہ بدیع النظام کا خطبہ بھی اس پر دلالت کرتا ہے۔ کتاب "بدیع النظام" کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "اللهم یسر ذالک اللهم یا واجب الوجود الخ"۔

کتاب "بدیع النظام" (نهایة الوصول الی علم الاصول) کے شارحین:

۱۔ مصلح الدین ابو الفتح مولیٰ بن (امیر حاج بن) محمد المتبریزی متوفی ۷۳۶ھ نے "اطراف بدیع فی شرح البدیع" کے نام سے شرح تالیف کی۔[1]

۲۔ ابو عمر زکی الدین عثمان بن علی بن اسماعیل المصری الاقحاطی الحنفی متوفی ۷۳۹ھ۔[2]

۳۔ شمس الدین محمود بن عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن ابو بکر بن علی الاصفہانی متوفی ۷۴۹ھ۔[3]

---

[1] کشف الظنون ۱/۱۹۹، ہدیۃ العارفین ۲/۱۰۱، الفوائد البہیہ ص۔ ۲۰۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ تالیف زین الدین قاسم بن قطلوبغا متوفی ۸۷۹ھ ص۔ ۱۵۔ تحفۃ السلیمیین ۱/۱۷۔ ۲/۱۲۲۔

[2] تاج التراجم، قاسم بن قطلوبغا متوفی ۸۷۹ھ ص ۲۲۔ الفوائد البہیہ ص۔ ۱۱۹، الجواہر المضیہ ۲/۱۵۰، الفتح المبین ۲/۲۰۔

[3] الفتح المبین ۲/۱۲۳۔ [4] کشف الظنون ۱/۱۹۹۔

۳۔ ابوالحسن زین الدین علی بن الحسین بن الکرم بن منصور بن علی الرازی متوفی ۶۵۵ھ[1]

۴۔ یحییٰ بن علی ابن خطیب الموصل کا متوفی ۶۴۲ھ[2]

۵۔ سراج الدین عمر البندنیجی متوفی ۶۸۳ھ[3]

۶۔ شمس الدین محمد الغزنوی الشافعی متوفی ۶۹۳ھ[4]

کتاب "جمع الجوامع" پر حاشیہ: مولانا عبدالحکیم بن محمد بن محمد بن عبدالحکیم السیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔[5]

احمد بن حمدان شافعی (۶۲۳ھ/۱۲۲۵ء - ۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء)[6]

فقہ، اصول اور کئی دوسرے فنون میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ شام میں مذہب شافعیہ کی ریاست ان پر ختم ہوئی تھی۔ عزالدین بن عبدالسلام سے تحصیل علم کیا اپنے زمانے کی مشہور تصنیفی درسگاہوں مثلاً نوریہ میں تدریس کی۔ اپنی بے نظیر علمی خدمات کے علاوہ بڑے صاحب اخلاق بزرگ تھے۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے شاگرد ہونے پر فخر کرتے تھے فرماتے تھے

"انا افتخر لابن تیمیہ بالانتماء"

(میں ابن تیمیہ کی شاگردی پر فخر کرتا ہوں)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "التسبیع فی اصول الفقہ" تالیف کی۔

تحقیق تجزیہ: انہوں نے اپنی اس کتاب میں ابوالعباس احمد بن سریج شافعی (متوفی ۳۰۶ھ) اور ابواسحاق مروزی شافعی (متوفی ۳۴۰ھ) کے اقوال کو جمع کیا۔ ابوالعباس احمد بن سریج اور ابواسحاق مروزی متقدمین شافعیہ میں سے ہیں۔ ہم پہلے تفصیل سے ان امام ابوالعباس کے تعارف میں بیان کر چکے ہیں کہ ان دونوں کے شخصیت سے یہ اصولی کتب تالیف کیں۔ کیا تحقیقی میں جہاں اختلاف ہے وہاں طرز تحقیق و بحث میں بھی یہ کتاب ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔ امام رازی نے دلیل حجیت کی اور استدلال کا رنگ۔ ان پر مناقب ابوالعباس احمد بن سریج کی مذاہب کی تحقیق سے پہلی رضا اور ان کا دیدہ ریزی کو جمع مسائل پر مبنی کتاب "التسبیع" سے متعلق ابن شیخ کا قول ہے:

"وهو عندي يحيط مؤلفه الحسن"

(میرے پاس وہ کتاب مؤلف کے اچھا ہونے کا احاطہ کیے ہوئے ہے)[7]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۱/۷۲۰، الفوائد البہیۃ ۱۵۰۔

۲۔ کشف الظنون ۱/۱۰۱، ایضاح المکنون ۲/۱۵۱۔

۳۔ حاجی خلیفہ ۴۔ حاجی خلیفہ ۵۔ ہدیۃ العارفین ۱/۲۰۱

۶۔ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن حمدان بن شبل بن حسین بن حمدان الحرانی ثم الدمشقی (۶۲۳ھ/۱۲۲۵ء - ۶۹۳ھ/۱۲۹۴ء)

۷۔ ابن حجر عسقلانی، الدرر الکامنۃ فی اعیان المائۃ الثامنۃ ۱/۲۵۲، ابن العماد، شذرات الذہب ۶/۳۵

محمد بن محمد النوری حنفی (۶۹۴ھ میں زندہ تھے)[1]

مؤلفات اصولیہ : یہ اسنوی کی کتاب "المنتخب" کے شارح ہیں۔ ان کی شرح کا نام "التحصیب فی شرح المنتخب" ہے جو ۶۹۴ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔ آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "الحمد للہ الذی علم بالقلم"۔

محمد بن محمد کی شرح پر حاشیہ ابو محمد منصور بن احمد بن یزدی الطرابلسی حنفی (متوفی ۷۵۰ھ) نے اس کتاب "المنتخب" پر حاشیہ لکھا۔[2]

زین الدین القونجی حنفی (۶۳۱ھ/۶۹۵ھ)[3]

فقیہ، اصولی، لغوی اور کئی علوم میں ماہر تھے۔ شیخ صفی الدین کے اصحاب سے تفقہ حاصل کیا۔ کلیمی سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔

۲۔ ہدیۃ الاحرار فیمن میں ہے کہ انہوں نے کتاب "المحصول" کی شرح لکھنی شروع کی تھی مگر وہ اس کو مکمل نہیں کر سکے۔[4]

احمد الحرانی حنفی (۶۳۱ھ/۶۹۵ھ)[5]

فقیہ، اصولی اور قاضی تھے۔ حلب، دمشق اور قاہرہ میں بھی جا کر تحصیل علم کیا۔ مذہب کی معرفت اور اس کے دقائق و غوامض کی معرفت الان پر ختم ہوتی ہے۔ اصول فقہ، اصول دین، علم خلاف و ادب کے ماہر عالم تھے۔ قاہرہ میں نائب قاضی رہے، متعدد کتابوں کے مصنف تھے مثلاً فقہ میں الرعایۃ الصغریٰ اور الوافی وغیرہ تصنیف کی۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی تصنیف کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[6]

شیخ مجد الدین ابی بکر شیرازی (متوفی ۶۹۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : قاضی بیضاوی کی کتاب "منہاج الوصول علی علم الاصول" کی شرح لکھی اور اس کا نام "معراج الوصول فی شرح منہاج الوصول" رکھا۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "سبحانک اللھم یا واجب الوجود"۔[7]

---

1. الشیخ محمد بن محمد بن محمد بن محمد النوری حنفی شہر ہارون سے تعلق رکھتے تھے۔
2. ایضاح المکنون ۲/۶۱۰، ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۸۔
3. ابو المکارم زین الدین بن کامل بن احمد عز الدین ابو الفضل القونجی ثم الدمشقی (۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء) دمشق میں پیدا ہوئے۔ ۶۹۵ھ میں وفات پائی۔
4. ہدیۃ العارفین ۲/۱۲۰، الدرر الکامنۃ ۴/۳۳۲، شذرات الذہب ۶/۳۳، معجم المؤلفین ۱۳/۱۰۲، الاعلام ۸/۳۰۵۔
5. ابو عبداللہ نجم الدین احمد بن حمدان بن شبیب بن احمد بن شبیب الحرانی الحنبلی (۶۳۳ھ/۱۲۳۵ء) حران میں پیدا ہوئے، قاہرہ میں وفات پائی۔
6. معجم المؤلفین ۱/۲۰۰۔
7. محمد بن عبداللہ بن علی شیرازی۔ کشف الظنون ۲/۱۸۸۰۔

ابو المظفر الفرغاطی (متوفی ۶۹۹ھ)[1]

علوم عقلیہ کے ماہر فرغانہ کے رہنے والے تھے۔ حساب، ہندسہ اور اصول میں گہری واقفیت رکھتے تھے۔ احادیث کی اتنی مقدار حفظ تھی جو بڑے بڑے حفاظ کو بھی نہیں ہوتی۔ بجایہ اور اندلس میں بہت سے شہروں کے قاضی رہے۔ آپ کی تصانیف علماء اندلس میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: امام غزالی کی کتاب "المستصفی" کی شرح لکھی جو لطیف اور شرح ہے۔ الدیباج میں اس کی تعریف میں "شرحا حسنا" مذکور ہے۔[2]

ابن ابو الحوص مکی (۶۰۳ھ۔۶۹۹ھ)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح المستصفی" تالیف کی۔[3]

داؤد بن کوشیار حنبلی (متوفی ۶۹۹ھ)

فقیہ، اصولی اور متکلم تھے۔ مدرسہ مستنصریہ میں مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الہادی فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[4]

ابراہیم الابیکی (الابیکی) (متوفی ۷۰۰ھ تقریباً)

اصولی اور متکلم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "سراج الوصول الی شرح منہاج الاصول" تالیف کی۔ آغاز یوں ہے: "سبحانک اللھم یا واجب الوجود یا واھب الخیر والجود الخ"۔

اختتام یوں ہے: "قال الفقہاء: یجوز مطلقا لما قاع لہ علیہ السلام لم یقل لاحد تلفظ بکلمتی الشہادۃ ھل علمت، حدوث الاحکام فی کونہ تعالی مختارا وھو حق"۔

اس کتاب کو انہوں نے قاضی قطب الدین احمد بن فضل اللہ القزوینی اور اپنے خطبہ میں ان کی تعریف کی اور اس میں شرط لگائی کہ وہ نقل الالفاظ سے تجاوز نہ کریں۔[5] دار الکتب المصریہ ۱۳۲ ب ۵ میں اس کا نسخہ موجود ہے اسی فہرس الزبریہ میں (۳۲) ۱۰۹۳ نمبر پر بھی موجود ہے۔

---

[1] ابو المظفر احمد بن محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن مسعود الفرغانی الفاضی الشافعی ۶۹۹ھ، ترجمہ کے لئے دیکھئے: الدیباج المذہب ۱/۱۲۵، بغیۃ الوعاۃ ۱/۳۷۴، ہدیۃ العارفین ۱/۱۰۶، الاعلام ۱/۱۹۸، معجم المؤلفین ۱/۱۸۳، کشف الظنون ۱/۱۸۳، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲/۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲

فصل دوم

آٹھویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار

آٹھویں صدی ہجری میں سیاسی و علمی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

حاکم بامر اللہ نے ۷۰۱ھ میں وفات پائی تو ناصر محمد بن قلاون نے حاکم کے بیٹے مستکفی باللہ کے ہاتھ پر بیعت کی، مستکفی عہدۂ خلافت میں ممتاز تھا لیکن خوش نویسی میں اس سے بڑھ کر مہارت اس کی فطرت ثانیہ تھی شجاعت میں مشہور تھا، اصول اور کمال نوکوں کو پہچانتا تھا، علمیوں پر نوازش اور قدردانی کے ہاتھ اہل اور باب فضل و کمال اس کے دربار میں کھچے چلے آتے۔ ۷۴۰ھ میں مستکفی کی وفات کے بعد ناصر نے اس کے بھتیجے واثق باللہ کو خلیفہ مقرر کیا۔ مگر اس کے بعد ناصر نے چوتھا خلیفہ دوسرا اور پھر اس کی وصیت کے مطابق واثق کو معزول کر کے حاکم بامر اللہ دوم کو ۷۵۳ھ میں خلیفہ بنا دیا گیا۔ ناصر نے رسم خلافت میں نئی روح پیدا کی۔ ان کے زمانے سے مصر کے سلاطین بادشاہ اس کے کسی کام کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ان کے انتقال کے بعد معتضد باللہ ۷۶۵ھ میں تخت نشین ہوئے۔ ان کے عہد میں تین بادشاہ آئے معتضد شریف، نفس خوش کردار، کشادہ دست اور علم نواز تھا۔ ۷۶۳ھ میں انتقال کر گئے ان کے بعد متوکل علی اللہ اول ان کے جانشین ہوئے۔ ان کے زمانے میں پانچ سلاطین آئے۔ ۸۰۵ھ میں ان کو معزول کر دیا گیا۔ واثق بالمعتضد بادشاہ بنا مگر سال تک خدمات انجام دینے کے بعد وفات پا گئے۔ ۸۰۸ھ میں معتصم تخت نشین ہوئے مگر ۸۱۴ھ میں معزول کر دیے گئے۔ سابق معزول خلیفہ متوکل نے ان کی جگہ اقتدار سنبھالا۔ ۸۴۸ھ میں متوکل بھی انتقال کر گئے۔ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں دنیا کے ہر خطہ میں مسلمانوں کا یہ حال تھا کہ وہ چھوٹی چھوٹی حکومتوں میں تقسیم ہو گئے۔ ایک دوسری کے مدمقابل تھے۔ مسلمان غیر مسلم بادشاہوں اور سلاطین کی رعایا کی حیثیت سے زندگی گزارتے تھے۔

علمی اعتبار سے ساتویں آٹھویں صدی ہجری کو ایک خاص مقام حاصل ہے مگر یہ اہمیت کثرت فکر پر مبنی نہ تھی، بلکہ علم کی کثرت پر اس کی بنیادیں استوار تھیں۔ تحصیل علم کے ذرائع و وسائل سہل ہونے اور جگہ جگہ مدارس و کتب خانوں کے قیام نے لوگوں کی معلومات میں بہت اضافہ اور علمی تحقیق و تدقیق کے راستے کھل رہے تھے، جس کی وجہ سے افراد کی ایک ایسی بہت بھی کھیپ پیدا ہوئی جس نے کتب متداولہ پڑھی اور اپنے زمانے کے علماء کی کتب کی شروح، حواشی تعلیقات لکھنے لکھے۔ مسائل کی توضیحات میں ان کے مسائل کی تحقیق کی، اس صدی کے اصولیین کی کتب اصولیہ کے تحقیقی جائزے بھی اس رجحان کی عکاسی ہو جائے گی۔

علمی تنقیح و تصحیح کا کام بھی اس زمانے میں اور ۹ھ کے بعد ۳۶ سے زائد کتب تالیف کی گئیں اور اسی طرح ابن الدبیثی کی مجمع المجامیع پر تقریباً ۶۰ سے زائد کتب لکھی گئیں۔ مدارس و کتب خانوں کی کثرت سے نظر

---

[1] تاریخ علماء دمشق للعلامہ عبد القادر بن محمد بن عبد اللہ بن عمر بن سالم بن عبد اللہ بن عمر بن خض

اشاعت علم اور کثرت تحصیل نے اسلامی عالم ہونے اور بیسیوں اشاعت علم اور تصنیف و تالیف کی ترقی کا سبب بنی ہاں مدارس میں طلبہ مختلف دقیق علوم حاصل کر سکتے تھے تفسیر، حدیث، ثقافت ہر قسم کے علوم سے ان کے اذہان روشن ہو جاتے اور طبائع سلیم ہو جاتیں کے مطابق علوم میں مشغول ہو جاتے بعض مدارس خصوصی علوم و فنون مثلاً حدیث وغیرہ اصول کے لئے الگ الگ قائم ہوئے۔ اس زمانہ کے فروغ کے جہاں قائم ہوئے وہاں اس کے نقصانات بھی ہوئے کہ اسی دور میں فلسفی جمود کی بنیادیں بھی استوار ہو گئیں۔ حرکت اجتہاد کی جڑیں کمزور ہوتی گئیں۔ آزاد فکر ختم یا منقطع ہو گئی۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ تحسین کردہ بندی اور اشاعت مدارس میں بڑا گہرا تعلق ہے اور ساتھ ہی یہ بھی جدا گانہ اشاعت علماء حدیث اگرچہ بسبب فقہ و عقائد کے متعلق سب کچھ جانتے ہے باوجود تقلید اور ترک تحقیق کے اجتہاد اور استنباط مسائل کی صلاحیت سے کام لیتا نہ ہونے کے برابر تھا۔ اس کے باوجود اس زمانے کے اصولیین نے اصول فقہ پر متعدد کتب تالیف کیں۔

مثلاً حافظ الشافعی بن "المنار" ابن تیمیہ کی "المسودہ" عبدالعزیز بخاری کی "کشف اسرار" صدر الشریعہ کی "التنقیح و التوضیح" ابن قیم جوزی کی "اعلام الموقعین عن رب العالمین" تاج الدین سبکی کی "جمع الجوامع" عبدالرحیم اسنوی کی "نہایۃ السول" امام شاطبی کی "الموافقات" اور بدرالدین زرکشی کی "البحر المحیط" وغیرہ اسی صدی ہجری کی تالیفات ہیں۔

آٹھویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصول فقہ پر کتب و خدمات کا تعارف

رکن الدین سمرقندی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ)

مخطوطات اصولیہ "جامع الاصول فی اصول الفقہ"[1]

ابن دقیق العید شافعی (۶۲۵ھ-۷۰۲ھ)[2]

فقیہ اصولی و محدث تھے سندھ کی تھے مگر شافعی بن گئے۔ آپ کے والد بھی مسلک کے بڑے عالم فضلاء میں سے تھے۔ اپنے والد ماجد اور چچا زاد مشہور شامی محدث کی شیوخ سے مذہب کی تعلیم حاصل کی اور شافعی مذہب اختیار کرنے کے بعد ان کی کتب و شیوخ سے مستفید ہوئے صاحب تواعد الاحکام فی مصالح الانام ابن عبدالسلام متوفی ۶۶۰ھ آپ کے استاذ میں سے تھے۔ مصر (مسجد شافعی) شام وغیرہ میں تدریس کی آپ کے درس میں اکابرین جمع ہوتے۔ دیار مصر میں قاضی کی خدمات بھی انجام دیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

---

[1] حاجی خلیفہ، کشف الظنون ۲/۱۳۲۴

[2] ابن دقیق العید تقی الدین ابوالفتح محمد بن علی بن وہب بن مطیع بن ابی الطاعۃ القشیری المنفلوطی المصری (۶۲۵ھ/۱۲۲۷ء-۷۰۲ھ/۱۳۰۲ء) قاہرہ میں وفات پائی۔

نہایت الوصول سے حضرت شیخ قطب الدین الحلی سے آپ نے بھی افادہ سے استفادہ کیا ہے۔

"کان ابن فاطمۃ العلامۃ مصنف عارف بالفقہ والرجال عارفا بالمنطقیین، اخذ فی الاصلین ..."

(ابن شیخ العلامہ ابن مطہر حلی تھے جو منطق میں بہت مشہور تھے۔ آپ نے اپنے والد سے اصول اور اصولین کا اصول فقہ اور اصول الدین پڑھا۔)

ابن داؤد نے فرمایا:

"الامام العلامۃ فی وقتہ کان متبحرا فی المعقول والمنقول محققا فی المنطقیین مشارکا فی الاصلین والنحو واللغۃ ..."

(آپ اپنے وقت کے امام علامہ تھے آپ بہت بڑے عالم تھے معقول و منقول میں محقق تھے منطقیین اصولیین اصول فقہ اور اصول الدین میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔)

مخطوطات اصولیہ:

ا۔ مقدمۃ المطارحی فی الاصول[1]

ب۔ شرح مقدمۃ المطارحی فی الاصول[2]

ج۔ شرح منتہی السول والامل لابن الحاجب[3]

د۔ عنوان الوصول فی الاصول فی اصول الفقہ[4]

ہ۔ شرح عنوان الوصول فی الاصول[5]

"کتاب عنوان الوصول" کا آغاز اس طرح ہے:

"الحمد للہ ذی العزۃ والجلال الیہ ..."

مؤلف فلسفہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

"قال جملۃ الفضول متفلسفۃ علی تعریفات رسمیۃ لا عصمۃ علیہ للمتفقہ فی معرفۃ الاحکام وترتیب طرق مسالک الاحکام مقتصرا علی رؤوس المسائل مکتفیا بالایسر مع تمکن اللہ لالی حرفیا للمستفید فی الفن وھو حشو زائد ..."

(ایسے تعریفات جو رسمی حیثیت رکھتے ہیں ان سے فضول فلسفہ کی صورت پیدا ہوتی ہے جس کا فقہ کے احکام اور ترتیب طرق مسالک کے احکام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان مسائل پر اکتفا کیا جائے جو ضروری ہیں اور جن کا فن سے تعلق ہے۔ ان کے علاوہ جو کچھ ہے وہ حشو زائد ہے۔)

---

1. الذریعہ ج ۲۰ ص ۱۸۰، ۱۸۱ مطبوعہ نجف اشرف ۱۹۷۰ء۔
2. الذریعہ ج ۲۰ ص ۱۸۱ 3. ایضاً ج ۲۰ ص ۱۸۱ 4. ایضاً ج ۱۵ ص ۱۳۰ 5. ایضاً ج ۱۵ ص ۱۳۰

[illegible] کے علاوہ "الاحکام والاتقان فی احادیث الاحکام" اور اس کی شرح (ناتمام) بھی ان کی علمی [illegible] پیش کرتے ہوئے جو تحقیقی جوہر اور خصوصاً علوم اسناد میں آپ کی گہری اور وسعت طلبی پر دلالت کرتی ہے۔ اس کے علاوہ "شرح تلخیص المفتاح" بھی علمی حلقوں میں [illegible] ہے۔

مؤید الدین التائی حنفی (متوفی ۷۰۵ھ یا ۷۲۷ھ)[1]

آپ تاتار سے ہجرت کر کے آئے تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح المغنی للخبازی[2]

۲۔ شرح المنتخب للاخسیکثی[3]

۳۔ حاشیہ علی شرح الاخسیکثی

احمد بن محمد بن اردشیر حنفی متوفی ۷۴۹ھ نے کتاب "المنتخب فی شرح المنتخب" تالیف کی اس پر "مرآۃ الاصول" نامی حاشیہ تحریر کیا ہے۔[4]

ابن بہرام شافعی (متوفی ۷۰۵ھ)

مدینہ طیبہ میں قاضی رہے۔ انہوں نے "تحفۃ اللبیب علی اختصار الخلیفی" تالیف کی۔[5]

عبدالعزیز الطوسی شافعی (متوفی ۷۰۶ھ)[6]

آپ اصولی تھے۔ طبیب، محقق، مدرس اور [illegible] تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "کشف الاسرار عن مظہر الانوار" تالیف کی جو اصل پر ابن حاجب کی [illegible] کتاب "مختصر المنتہی" کی شرح ہے۔

اس کتاب پر تحقیق: حسین بن محمد الخرپی نے اس شرح پر تحقیق پیش کی [illegible] جامعہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے [illegible] ہے۔[7]

عبدالصمد الفارابی (متوفی ۷۰۰ھ بعد)[8]

آپ اصولی تھے۔

---

۱ [illegible] ۲ [illegible] ۳ [illegible] ۴ [illegible] ۵ [illegible] ۶ [illegible]

۷ [illegible] ۸ [illegible]

۹ [illegible] ۱۰ [illegible] ۱۱ [illegible] ۱۲ [illegible] ۱۳ [illegible]

۱۴ [illegible] ۱۵ [illegible] ۱۶ [illegible] ۱۷ [illegible] ۱۸ [illegible]

۱۹ [illegible] ۲۰ [illegible]

مؤلفات اصولیہ : ابن بلبعہ اوی کی کتاب "منہاج الوصول" کی شرح لکھی اس کتاب کا ذکر ہم نے [illegible] کیا ہے۔[1]

ابوعبداللہ البقوری مالکی (متوفی ۷۰۷ھ)[2]

فقہ، اصول اور حدیث کے امام تھے، اندلس، مصر کے علماء سے مستفید ہوئے، شہاب الدین آمدی (متوفی ۶۸۲ھ) سے آپ نے اندلس میں پڑھا، جو اصول فقہ پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "مرتب فروق القرافی" تالیف کی۔ الدرائی نے کہا کہ انہوں نے کتاب مختصر فروق القرافی فی الاصول تالیف کی ادارہ بیان کیا ہے۔ "وله تكملة على كتاب شهاب الدين القرافي في الأصول"[3]

کتاب ترتیب فروق القرافی کا تحقیقی تجزیہ :

جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ عبداللہ البقوری نے شہاب قرافی کی کتاب "الفروق" کو مرتب کیا ہے اس کتاب کی تحقیق کی مجھے بھی توفیق ملی ہے۔ یہ کتاب مناسب قواعد کا اضافہ کیا ہوا ہے فروق کی ترتیب پر ہے۔ کل قواعد اصولی قواعد اور فقہی قواعد کا مجموعہ ۲۹۶ ہے۔ ترتیب پر بیان کیا ہے۔ دار الکتب العلمیہ بیروت سے ۲۰۰۶ء میں یہ کتاب شائع ہوئی ہے۔

ابوجعفر الغرناطی مالکی (۶۲۷ھ/ ۷۰۸ھ)[4]

فقہ، اصول، علم حدیث، ادب، نحو کے امام اور متکلم تھے، اندلس کے مختلف علاقوں جیسا کہ غرناطہ، مالقہ، سبتہ، طنجہ، بجایہ، تلمسان، فاس، مراکش، سلا، رباط، سجلماسہ، تونس، اسکندریہ، قاہرہ، بیت المقدس، دمشق، حلب، بغداد، موصل، اصفہان، تبریز، قزوین، ہمدان، بلاد روم، قونیہ، سیواس، ارزنجان، ارزروم، ملطیہ، آمد، بلاد ارمینیہ، تفلیس، بلاد قبچاق، سرائے، بلغار، بلاد ترک، بلاد ہند، بلاد یمن، عدن، زبید، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ، بلاد عراق، بلاد شام، بلاد مصر، بلاد مغرب، بلاد اندلس، بلاد افریقہ، بلاد مغرب، بلاد اندلس، بلاد افریقہ، بلاد مغرب، بلاد اندلس، بلاد افریقہ

اعتنى علماء الحنفية بتحقيقها علوم العربية والبيان واصول الفقه ... له في ذلك تصانيف وتعاليق نفيسة يعرف قدرها من مارسها، فرداءة خطه وطلعته لم يعرفها غيره"[1]

(علماء احناف نے ... کی تحقیق پر توجہ دی ... اصول فقہ پر ان کی تصانیف اور تعالیق ہیں جن کی قدر وہی جانتا ہے جو ان کا مطالعہ کرے ... ان کا خط اور طلعت اچھی نہیں ہے اس لئے دوسرے لوگ ان کو پڑھ نہیں سکتے ... کسی نے اس کی تشریح نہیں کی)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تقصي الواجد لمن انفرد على ابن الحاجب۔

۲۔ رفع السفالة على كتاب الحاله للامام طاهر الدين داؤدي متوفى ۶۵۶ھ وهو صاحب المحصول ابن اصول ۳۔ بن عبد الله بن محمد بن حسن بن عمير بن يوسف الحلبي متوفى ۶۵۹ھ نے "رفع السفالة على كتاب الحاله" لكھ كر ان کتاب کا رد کیا تو داؤد صاحب نے "رفع السفالة على كتاب الحاله" لكھ كر ابن کا جواب دیا ہے کتاب میں اختلافات کی توضیح کرنے کے بعد امام ہندی کی برأت ظاہر کی ہے۔[2]

ابو البرکات حافظ الدین النسفی حنفی (متوفی ۷۱۰ھ)۔[3]

فن اصول کے مشہور محدث، مفسر، فقیہ اور متکلم تھے، نفس ناطقہ، جواہر الاسرار سے متعلق حاصل یا الوافی المصنف میں مذکور ہے

"كان اماما كاملا عديم النظير في زمانه راسا في الفقه والاصول"

(وہ اپنے زمانہ کے بے نظیر کامل امام تھے، فقہ اور اصول میں اعلیٰ مقام رکھتے تھے)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ منار الانوار في اصول الفقه : اصول فقہ میں مختصر مگر مفید متن ہے۔

۲۔ كشف الاسرار : یہ منار الانوار کی شرح ہے۔

۳۔ شرح المنتخب حسامی

"الفوائد البهيه" میں مذکور ہے :

من تصانيفه (شرحان على منتخب الاخسيكثي وشرحان على المنار ...

(ان کی تصانیف میں سے ... منتخب الاخسیکثی پر دو شرحیں اور منار پر دو شرحیں ہیں)

"المنار" پر شروح وحواشی :

صاحب "المنار" نے اس کی ایک شرح خود تالیف کی اس کے علاوہ دوسری شروح مندرجہ ذیل ہیں

---

[1] الفوائد البهيه ص ۱۵۵ [2] کشف الظنون ۱۱۵۵، ۱۱۵۶ طبع جدید، ۲ ایضاح المکنون (سیکلون) ۱، ۲۵۸ (۲۳)، ۱، ۵۸ (۲۰)

[3] اخبار ابو البرکات حافظ الدین عبد اللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی متوفی ۷۱۰ھ، مقدمہ کنز الدقائق طبع پونہ

[4] ہدیۃ العارفین ۱، ۳۹۲، الفوائد البہیہ ص ۱۰۱، ۱۰۲، جواہر المضیہ ۱، ۲۵۱، ۲۵۲ (۷۵۱) الطبع آگرہ ۱، ۱۰۸

۱۔ خطاب بن ابی القاسم الاثر و مصاری (م ۷۱۰ھ) نے مختصر ابن حاجب کا اختصار کیا۔[1]

۲۔ شیخ شہاب الدین عبداللہ بن احمد بن مکتوم قیسی متوفی ۷۴۹ھ نے مختصر الاصول ابن حاجب پر حواشی لکھے۔[2]

۳۔ شیخ محمد بن اسماعیل بن خسرو شاہ الفرائی نے "انوار الملک الغفار فی حل مختصر ابن الحاجب الاصول" کے نام سے شرح لکھی۔[3]

۴۔ قوام الدین محمد بن احمد الکاکی البخاری متوفی ۷۴۹ھ معروف بہ [illegible] کے نام سے شرح لکھی۔[4]

۵۔ جمال الدین یوسف ابن قوام الدین الحسن الخراسانی متوفی ۷۵۲ھ نے "[illegible]" کے نام سے شرح تالیف کی۔[5]

۶۔ [illegible]

۷۔ ابو حفص سراج الدین عمر بن اسحاق بن احمد الغزنوی الحنفی متوفی [illegible] نے [illegible] شرح تالیف کی۔[6]

۸۔ عبداللہ بن محمد جمال الدین الحسینی بقرکیاہ متوفی ۷۷۰ھ نے شرح تالیف کی۔[7]

۹۔ عبداللہ بن محمد بن احمد الحسینی ابیتیاری حنفی متوفی ۷۷۶ھ۔[8]

۱۰۔ اکمل الدین محمد بن محمود البابرتی حنفی (م ۷۸۶ھ) نے الانوار کے نام سے شرح لکھی۔[9]

۱۱۔ جمال الدین ابن احمد الرومی حنفی قاضی متوفی ۷۹۲ھ معروف بہ [illegible] نے [illegible] شرح لکھی۔[10]

۱۲۔ جلال الدین رسول بن احمد بن یوسف القرمانی حنفی متوفی ۸۹۳ھ نے [illegible] شرح لکھی۔[11]

۱۳۔ عبداللطیف بن عبدالعزیز متوفی ۸۰۱ھ معروف بہ ابن الملک اور ابن فرشتہ۔[12]

ابن فرشتہ کی شرح پر حواشی :

۱۔ زین الدین بن قاسم القلزم بن حنفی متوفی ۹۷۹ھ نے [illegible] پر حواشی تحریر کیے۔[13]

۲۔ احمد بن مصطفیٰ بن محمد بن مصطفیٰ بیازدہ خوجہ حنفی متوفی ۱۰۳۸ھ۔[14]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۴۳ ہدیۃ العارفین ۱/۳۲۲ اکمال الاعلام ۱/۳۱۵

[2] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳

[3] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳ الفوائد البہیہ ۲۰۳ ہدیۃ العارفین ۲/۳۲۴

[4] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳

[5] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳ ہدیۃ العارفین ۲/۳۲۴

[6] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳

[7] الضوء اللامع ۵/۳۶۵ ہدیۃ العارفین ۱/۴۸۵

[8] الضوء اللامع ۴/۱۹۸

[9] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳

[10] کشف الظنون ۲/۱۸۲۹

[11] کشف الظنون ۲/۱۸۳۳ الضوء اللامع ۴/۲۰۹ اکمال الاعلام ۱/۳۱۵ ہدیۃ العارفین ۱/۴۸۵ الفوائد البہیہ ۱۰۲

[12] کشف الظنون ۲/۱۸۳۵ ہدیۃ العارفین ۱/۴۸۵ الفوائد البہیہ ۱۰۲ الضوء اللامع ۵/۱۰۷ اس میں تاریخ وفات ۸۸۵ھ تحریر ہے

[13] کشف الظنون میں کسی ہی طرح ہے اکمال الاعلام ۱/۳۲۴ ۲۲۰

[14] کشف الظنون ۲/۱۸۳۵ الضوء اللامع ۱/۱۷۸

۳۔ حسین الباجی معروف بہ خواجہ حسن متوفی ۹۹۱ھ[1]

۴۔ ابن حنبلی محمد بن ابراہیم الحنبلی متوفی ۹۷۲ھ نے "انوار الحلک علی شرح المنار لابن الملک" کے نام سے حاشیہ لکھا۔[2]

۵۔ عزمی زادہ مصطفیٰ بن محمد حنفی متوفی ۱۰۳۰ھ[3]

عزمی زادہ کے حاشیہ پر حاشیہ

شیخ احمد متوفی ۱۰۳۸ھ (تقریباً) نے عزمی زادہ کے حاشیہ پر حاشیہ تالیف کیا۔[4]

۱۲۔ شیخ یوسف بن عبداللہ بن خلیل رومی متوفی ۹۸۳ھ نے "زین المنار" کے نام سے شرح تالیف کی۔[5]

۱۳۔ محمد بن محمد بن حسن الحسینی حنفی نے ۸۵۰ھ میں تالیف سے فراغت پائی "البیان" کے نام سے شرح لکھی۔[6]

۱۵۔ سیف الدین محمد بن محمد بن عمر بن قطلو بغا الاصل المصری الحنفی متوفی ۸۹۱ھ[7]

۱۶۔ ابوالفضائل سعداللہ بن عبداللہ بن عبدالرحیم الحلوانی متوفی ۸۹۱ھ نے "الفاضلۃ الانوار فی اصالۃ اصول المنار" کے نام سے شرح لکھی۔[8]

۱۷۔ شیخ زین الدین عبدالرحمن بن ابی بکر معروف بہ ابن ملقن حنفی ۸۹۳ھ[9]

۱۸۔ خسیم شاہ محمد بن یوسف شاہ بن محمد امام بدلیسی الفزوینی حنفی متوفی ۹۲۸ھ نے "مدار المحصول فی شرح منار الاصول" تالیف کی۔[10]

۱۹۔ عبداللطیف بن محمد بن حسین البرجندی حنفی متوفی ۹۳۳ھ[11]

۲۰۔ کمال الدین حسین بن معود بن محمد اردبیلی متوفی ۹۶۱ھ[12]

۲۱۔ زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن محمد ابن نجیم حنفی مصری (متوفی ۹۷۰ھ) نے "فتح الغفار بشرح المنار" معروف بہ "مشکاۃ الانوار" تالیف کی۔[13]

۲۲۔ ابوالبقاء شمس الدین احمد بن محمد بن عارف بن ابی البرکات اسیوای الزینی حنفی متوفی ۹۷۰ھ نے زبدۃ الاسرار کے نام سے شرح لکھی۔[14]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵

[2] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، فتح المعین ۳/۳۳

[3] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، ان کی تحشیہ کتاب کا تاریخ ۸۰۳ھ مذکور ہے، حدیقۃ الحاریین ۶/۵۱۰

[4] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۰۰

[5] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۰۰، فتح المعین ۳/۹۱

[6] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۲۴

[7] حدیقۃ الحاریین ۶/۵۸۶ (مولف ۲/۱۸۲۵ متوفی ۹۷۳ھ)

[8] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۰۰، ان میں تاریخ وفات ۹۳۰ھ مذکور ہے

[9] حدیقۃ الحاریین ۶/۲۱۸

[10] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۰۰، ان کی تحشیہ کتاب ۱۱۰۰ھ میں تاریخ وفات ۹۳۰ھ مذکور ہے

[11] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۰۰، فتح المعین ۳/۲۸

[12] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، حدیقۃ الحاریین ۶/۲۰۰، فتح المعین ۳/۵۰

۱۹۔ داؤد بن سلیمان بن محمد الحنفی متوفی ۹۸۲ھ نے "توقف الانظار علی اوائل المختار" تالیف کی۔[1]

۲۰۔ عبدالرحمن بن سلیمان بن عبدالرحمن شاہ ۹۸۸ھ۔[2]

۲۱۔ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطیب التمرتاشی الحنفی متوفی ۱۰۰۴ھ نے "تطفلة علی شرح المنار الی باب الصلوٰۃ" تالیف کی۔[3]

۲۲۔ شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن محمد بن مصطفیٰ الرومی القرابی الحنفی متوفی ۱۰۱۴ھ نے "روضۃ الانوار" نامی شرح لکھی۔[4]

۲۳۔ عبدالحلیم بن لطف اللہ رومی متوفی ۱۰۲۱ھ۔[5]

۲۴۔ عبدالواحد بن اسحٰق بن ابی سعید بن محب اللہ محبی الکھنوی الحنفی متوفی ۱۰۲۹ھ نے "شرح المنار (اثنا عشر ساعت اخیار) تالیف کی۔[6]

۲۵۔ عزالدین بن محمد بن علی بن محمد الحسینی الحصکفی الحنفی متوفی ۱۰۸۸ھ نے "الدرۃ المنیفۃ فی ان ابی حنیفۃ لہ روایۃ علی اصول المنار" تالیف کی۔[7]

حصکفی کی شرح پر حاشیہ محمد امین بن عمر بن عابدین متوفی ۱۲۵۲ھ نے اس شرح پر حاشیہ "نسمات الاسحار" تالیف کی۔[8]

اس شرح و حاشیہ پر شیخ احمد الزرقی نے بعض تعلیقات لکھی ہیں اور یہ شرح حاشیہ و تعلیقات ایسے ساتھ چھپ چکی ہیں۔

۲۶۔ عبدالحلیم بن عثمان قدسی بن نصوح بن مصطفیٰ متوفی ۱۰۸۹ھ نے حاشیہ علی منار الانوار للنسفی تالیف کیا۔[9]

۲۷۔ عثمان بن علی متوفی ۱۱۰۴ھ نے "نور الانوار" نامی شرح لکھی۔[10]

نور الانوار پر حاشیہ شیخ محمد بن عبدالحی لکھنوی حنفی متوفی ۱۲۶۵ھ نے "قمر الاقمار" نامی حاشیہ لکھا۔[11]

نور الانوار پر تعلیقہ خواجہ امین بن میر غیاث الدین علی متوفی ۱۲۷۰ھ نے "تعلیقات علی نور الانوار" تالیف کی۔[12]

شمس بن عبدالمنعم الحنفی متوفی ۱۲۷۸ھ نے "منتخب نور الانوار شرح منار الاصول لملا جیون" تالیف کی۔[13]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۱/۳۶۹ ۲۔ کشف الظنون ۲/۱۸۵۱، ہدیۃ العارفین ۱/۳۷۲ ۳۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۲، ایضاح المکنون ۲/۸۷
۴۔ کشف الظنون ۲/۱۹۷۹، اس میں تاریخ وفات ۱۰۱۴ھ مذکور ہے، ان کی شرح کا نام مختصر ابن زرقا، اسرار الاصول ہے، ہدیۃ العارفین ۲/۵۰۱
۵۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵۲۱، ۲/۵۰۵ ۶۔ مختصر مصر لین ۲/۲۰۲، (۳۳۹)
۷۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵۲۱، ۲/۵۰۵ ۸۔ نثر الجواہر ۶/۳۲۵، معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۸ ۹۔ ہدیۃ العارفین ۲/۵۰۵
۱۰۔ کشف الظنون ۲/۱۹۷۹، معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۸ ۱۱۔ مختصر المؤلفین ۳/۵۰۳
۱۲۔ کشف الظنون ۲/۱۹۷۹، معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۸، (۲۳۹۲۲) ۱۳۔ مختصر المؤلفین ۲/۲۰۲، (۳۳۹)

۳۱۔ محمد [illegible] تحفۃ الفقہاء [illegible] متوفی ۵۳۹ھ

۳۲۔ علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ نے بدائع الصنائع فی شرح تحفۃ الفقہاء تالیف کیا۔

"المختار" کا اختصار:

۱۔ [illegible] عبداللہ محمود بن احمد بن عبداللہ الموصلی البلدحی متوفی ۶۸۳ھ نے "الاختیار لتعلیل المختار" تالیف کیا۔[1]

۲۔ [illegible] متوفی ۷۴۷ھ نے جواہر الافکار کے نام سے اختصار کیا۔[2]

۳۔ [illegible] متوفی ۷۴۲ھ نے مختصر المختار تالیف کیا اور [illegible] ۷۳۰ھ تک اس کی شرح لکھی۔[3]

۴۔ [illegible] عبداللہ بن احمد بن محمود بن مودود الموصلی البلدحی (متوفی ۶۸۳ھ) نے اختصار کیا اور اس کا نام "المختصر المختار من نور الانوار" رکھا۔

مختصر القدوری کی شروح:

۱۔ [illegible] نے شرح لکھی۔

۲۔ [illegible] نے شرح لکھی۔

۳۔ [illegible] نے شرح لکھی۔

۴۔ [illegible] نے شرح لکھی۔

حواشی:

جمال الدین [illegible] نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔[4]

۵۔ [illegible] متوفی ۷۹۰ھ نے تحریر اختصار کے نام سے اختصار کیا۔[5]

۶۔ [illegible] نے [illegible] کے نام سے اختصار کیا۔[6]

۷۔ [illegible] متوفی ۱۰۳۵ھ) معروف بہ الکافی نے [illegible] کے نام سے اختصار کیا۔[7]

---

1. [illegible] 2. [illegible] 3. [illegible] 4. [illegible]
5. [illegible] 6. [illegible] 7. [illegible]

۱۔ مختار بن محمد الزاہدی حنفی متوفی مذکور نے مختصر الاصول کے نام سے اس کا مختصر لکھا اور اس کا نام "تلخیص مختصر الاصول" رکھ کر اس مختصر کی شرح لکھ دی۔[1]

۲۔ علی بن محمد (متوفی سنہ ندارد) نے "اصلاح الاصول" کے نام سے اختصار کیا اور پھر اس کی شرح بھی لکھی۔[2]

۳۔ شمس الدین محمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن ابراہیم الحلبی الحنفی (متوفی ۷۷۹ھ) نے شرح مختصر المنار تالیف کی۔[3]

المنار کے چند مزید شارحین :

۱۔ علاء الدین حسین الدرہ [حسین بن علی] (متوفی سنہ ندارد)

۲۔ شمس الدین محمد القوصانی (متوفی سنہ ندارد) نے "الفوائد السنیہ لشرح المنار" کے نام سے شرح لکھی۔

۳۔ عبدالرحیم [بن احمد] (متوفی سنہ ندارد) نے شرح لکھی۔

۴۔ قرہ کلاہ۔

۵۔ قرہ خلیل۔

۶۔ اسرہ تدی۔

۷۔ شمس الدین محمد بن حسین بن محمد شمس الدین البابرتی نے "زبدۃ الاسرار" کے نام سے شرح لکھی۔

۸۔ عیسیٰ بن محمود کاتب الدرج فی نے اس کی ثالث سے شرح لکھی۔[4]

المنار کا نظم :

۱۔ نور الدین احمد بن علی بن یوسف بن الفصیح الیمنی [متوفی ۸۵۵ھ] نے "نظم المنار" تالیف کیا۔[5]

۲۔ محمد بن علی محمد بن عبدالرحمن بن ابوبکر الیمنی الصدیقی شافعی (متوفی ۱۰۵۸ھ) [مورخ یمن] نے "نظم مختصر المنار" تالیف کیا۔[6]

۳۔ عبداللطیف بہاء الدین بن عبداللہ الہانی السعکی المعشقر البہانی [متوفی ۱۰۸۴ھ] نے "قرۃ عین الطالب فی نظم المنار علی الاصول" اور "شرح قرۃ العین" تالیف کی۔[7]

۴۔ محمد بن حسین بن احمد بن ابی یحییٰ الحسینی الشکری الیمنی [متوفی ۱۰۹۸ھ] نے "نظم المنار علی الاصول" اور "شرح نظم المنار" تالیف کی اور اس کا نام "ارشاد الطالب" رکھا۔[8]

---

۱ کشف الظنون ۲/۱۸۷۶ ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۳ ۲ کشف الظنون ۲/۱۸۷۶۔
۳ ہدیۃ العارفین ۲/۳۶۶ الفوائد البہیۃ ۲۱۶ ۴ کشف الظنون ۲/۱۸۷۵۔
۵ کشف الظنون ۲/۱۸۷۶ ہدیۃ العارفین ۲/۳۶۶ الفوائد البہیۃ ۲۱۶ ۶ ہدیۃ العارفین ۲/۳۶۶ الفوائد البہیۃ ۲۱۶
۷ کشف الظنون ۲/۱۸۷۵ معجم المؤلفین ۶/۱۱۵ اعلام الزرکلی ۳/۲۵۶ (۲۷۸) الفوائد البہیۃ ۲۱۶ ۸ ہدیۃ العارفین ۲/۳۶۶ الفوائد البہیۃ ۲۱۶

۵۔ عثمان بن عبداللہ بارعی حنفی (متوفی ۷۴۳ھ) نے "نظم منار الانوار للنسفی" اور شرح "منار الانوار" تالیف کی۔[1]

ابوالعباس احمد السروجی حنفی (۶۳۷ھ/۷۱۰ھ):[2]

طبقات الحنفیہ میں ہے

"فقه على مذهب احمد، ضبط بعض المقنع ثم تحول حنفيا"

(امام احمد کے مذہب پر فقہ حاصل کی، "المقنع" کا کچھ حصہ زبانی یاد کیا پھر حنفی بن گئے)

مفتاح السعادۃ میں ہے کہ ابن کمال پاشا نے فرمایا کہ

"كان لاصلا مذ خالفي مذهبه مشاركا في النحو الاصول و القضاء ..."

(الکوکب الدری میں ہے)

"كان عديم النظير اماما في الفقه والاصول شجاعا في المعقول والمنقول"

(وہ فقہ اور اصول میں بے مثل امام تھے معقول منقول میں شجاع تھے)

مکتوبات الصولیہ: اصول فقہ میں ان کی کوئی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔[3]

قطب الدین شیرازی شافعی (۶۳۴ھ۔۷۱۰ھ):[4]

فقیہ، اصولی، محدث، مفسر، نحوی، منطقی اور صوفی تھے۔ علمی گھرانے سے تعلق تھا اس لئے ابتدا ہی سے تعلیم حاصل کی۔ مصر میں علم حاصل کرنے کے بعد بلاد روم گئے وہاں کے امیر نے آپ کی بڑی عزت کی اور مدرسہ قونیہ کا شیخ مقرر کر دیا۔ ۷۰۸ھ میں مصر سے بھی دعوت آئی مگر واپس تبریز آ گئے۔ وہیں تصنیف و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ وفات تک تصنیف و تالیف کرتے رہے۔ ریاضت نفس اور اس کی صفائی سے روزہ رکھتے ہوئے۔

مکتوبات الصولیہ: انہوں نے "شرح مختصر لابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔[5]

نجم الدین الطوفی حنبلی (متوفی ۷۱۰ھ یا ۷۱۶ھ):

ان کی مکتوبات الصولیہ سے بارے میں ۱۶ ذی الحجہ ۷۱۰ھ کی وفات کے تحت بیان ہوگا۔

---

۱ صبیہ عارفی، ص ۱۶۱، نیز معجم المفسرین ۲/ ۷۰۱، نیز معجم المصنفین ۲/ ۲۸۰ (۳۳)

۲ ابوالعباس احمد بن عبدالرحمن بن یوسف بن احمد بن عثمان السروجی الحنفی المتوفی ۷۱۰ھ (۱۳۱۰ء/ ۷۳۳ھ) تاریخ میں وفات پائی

۳ طبقات الحنفیہ فی تراجم الحنابلہ ۱/ ۳۰۰، ۲/ ۲۰۱، نیز الجواہر المضیہ ۱/ ۱۳۰، الفوائد البہیہ ۱/ ۵۳، نیز معجم المصنفین ۱/ ۱۰۰ (۹۵)، نیز معجم المفسرین ۱/ ۱۰۰ (۳۹)، نیز انباء الغمر بابناء العمر فی التاریخ لابن حجر العسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ۱/ ۹۲۔۹۱ (۳۹) بروت دار الکتب العلمیہ

۴ قطب الدین محمود بن مسعود بن مصلح الدین الشافعی العلامہ الرازی (۱۲۳۶ء۔۱۳۱۰ء) تاریخ نے وفات اور تبریز میں وفات پائی۔

۵ صبیہ عارفی، ص ۱۶۲، نیز الفتح المبین ۲/ ۱۰۶

محمد بن یوسف الجزری شافعی (۶۳۷ھ۔۷۱۱ھ)

مخالفات اصولیہ: تقی الدین ابن تیمیہ کے شاگرد تھے۔ انہوں نے بعض مسائل میں اصول کی شرح لکھی۔[1]

حسین الصفاقی حنفی (متوفی ۷۱۱ھ یا ۷۱۴ھ)[2]

فقیہ، اصولی، متکلم، نحوی اور عربی تھے۔

۱۔ الکافی فی شرح اصول البزدوی: یہ کتاب سے آخر میں ذکر کیا گیا کہ وہ اس کی تالیف سے جمادی الاول ۷۰۳ھ سے اواخر میں فارغ ہوئے تھے۔

۲۔ الوافی: یہ الاحکام کی المستصفی کی شرح ہے۔ اس کتاب کو مؤلف نے اپنی صحبت مشہد میں ۷۰۹ھ میں املا کرایا تھا۔ مختصر ہے۔ الکافی اور الوافی کے مخطوطے کئی مکتبوں میں موجود ہیں۔ [3] میں الکافی کا ایک ایسا نسخہ بھی موجود ہے جو مصنف کے ہاتھوں میں سے ہے اور یہ کتاب ایک قیم مجلد میں ہے۔[4]

ظہیر الدین البخاری الحنفی المکی (متوفی ۷۱۲ھ)[5]

فقیہ، اصولی، نحوی اور لغوی تھے۔ ۷۰۲ھ سے ۷۱۲ھ تک مکہ مکرمہ میں حرم شریف بخارا میں قاضی رہے۔ بخارا میں حنفیہ میں سے اکثر علماء ان کے شاگرد تھے۔ ظہیر الدین ابو الحسن علی بن محمد بن محمد الحسینی ان کے شاگردوں میں سے تھے۔ متعدد کتب آپ کی مصنفات ہیں۔

مخالفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الاجتہاد فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[6]

علاؤ الدین الباجی شافعی (۶۳۱ھ/۷۱۴ھ)[7]

فقیہ، اصولی اور نظار تھے۔ دمشق میں ابن عبد السلام سے علم حاصل کیا مختلف فنون میں مہارت تھی خاص کر اصول میں تحقیق حاصل تھی۔ مصر کا سفر کیا وہاں کے قاضی بنائے گئے۔ ابن دقیق العید سے ملے۔ الباجی اور ابن رفعہ کے ہم خاص ہم مجلس تھے۔ یحییٰ "یا سلطان" سے خطاب کرتے تھے مگر الباجی "یا ملک" اور ابن رفعہ "یا الفقیہ" سے خطاب کرتے۔ ابن تیمیہ نے بھی ان کی تعریف کی ہے۔ تقی الدین ابن اخی نے ان سے اصول فقہ، اصول دین کی تعلیم حاصل کی۔ ان علوم پر کتب تالیف کیں۔

---

۱ طبقات الحسن الدین محمد بن یوسف بن عبد اللہ داؤدی المصری حنبلی الطبقات ۲ ۱۳۲

۲ حسین بن علی بن حجاج بن علی سراج الدین الصفاقی الحنفی (متوفی ۷۱۱ھ) تاج التراجم ۱۳۱ طبقات میں وفات پائی

۳ کشف الظنون ۱۱۲۴، ۱۲۹۰، ۱۸۳۹، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴، ۲۷۸۵، ۲۷۸۶، ۲۷۸۷، ۲۷۸۸، ۲۷۸۹، ۲۷۹۰، ۲۷۹۱، ۲۷۹۲، ۲۷۹۳، ۲۷۹۴، ۲۷۹۵، ۲۷۹۶، ۲۷۹۷، ۲۷۹۸، ۲۷۹۹، ۲۸۰۰، ۲۸۰۱، ۲۸۰۲، ۲۸۰۳، ۲۸۰۴، ۲۸۰۵، ۲۸۰۶، ۲۸۰۷، ۲۸۰۸، ۲۸۰۹، ۲۸۱۰، ۲۸۱۱، ۲۸۱۲، ۲۸۱۳، ۲۸۱۴، ۲۸۱۵، ۲۸۱۶، ۲۸۱۷، ۲۸۱۸، ۲۸۱۹، ۲۸۲۰، ۲۸۲۱، ۲۸۲۲، ۲۸۲۳، ۲۸۲۴، ۲۸۲۵، ۲۸۲۶، ۲۸۲۷، ۲۸۲۸، ۲۸۲۹، ۲۸۳۰، ۲۸۳۱، ۲۸۳۲، ۲۸۳۳، ۲۸۳۴، ۲۸۳۵، ۲۸۳۶، ۲۸۳۷، ۲۸۳۸، ۲۸۳۹، ۲۸۴۰، ۲۸۴۱، ۲۸۴۲، ۲۸۴۳، ۲۸۴۴، ۲۸۴۵، ۲۸۴۶، ۲۸۴۷، ۲۸۴۸، ۲۸۴۹، ۲۸۵۰، ۲۸۵۱، ۲۸۵۲، ۲۸۵۳، ۲۸۵۴، ۲۸۵۵، ۲۸۵۶، ۲۸۵۷، ۲۸۵۸، ۲۸۵۹، ۲۸۶۰، ۲۸۶۱، ۲۸۶۲، ۲۸۶۳، ۲۸۶۴، ۲۸۶۵، ۲۸۶۶، ۲۸۶۷، ۲۸۶۸، ۲۸۶۹، ۲۸۷۰، ۲۸۷۱، ۲۸۷۲، ۲۸۷۳، ۲۸۷۴، ۲۸۷۵، ۲۸۷۶، ۲۸۷۷، ۲۸۷۸، ۲۸۷۹، ۲۸۸۰، ۲۸۸۱، ۲۸۸۲، ۲۸۸۳، ۲۸۸۴، ۲۸۸۵، ۲۸۸۶، ۲۸۸۷، ۲۸۸۸، ۲۸۸۹، ۲۸۹۰، ۲۸۹۱، ۲۸۹۲، ۲۸۹۳، ۲۸۹۴، ۲۸۹۵، ۲۸۹۶، ۲۸۹۷، ۲۸۹۸، ۲۸۹۹، ۲۹۰۰، ۲۹۰۱، ۲۹۰۲، ۲۹۰۳، ۲۹۰۴، ۲۹۰۵، ۲۹۰۶، ۲۹۰۷، ۲۹۰۸، ۲۹۰۹، ۲۹۱۰، ۲۹۱۱، ۲۹۱۲، ۲۹۱۳، ۲۹۱۴، ۲۹۱۵، ۲۹۱۶، ۲۹۱۷، ۲۹۱۸، ۲۹۱۹، ۲۹۲۰، ۲۹۲۱، ۲۹۲۲، ۲۹۲۳، ۲۹۲۴، ۲۹۲۵، ۲۹۲۶، ۲۹۲۷، ۲۹۲۸، ۲۹۲۹، ۲۹۳۰، ۲۹۳۱، ۲۹۳۲، ۲۹۳۳، ۲۹۳۴، ۲۹۳۵، ۲۹۳۶، ۲۹۳۷، ۲۹۳۸، ۲۹۳۹، ۲۹۴۰، ۲۹۴۱، ۲۹۴۲، ۲۹۴۳، ۲۹۴۴، ۲۹۴۵، ۲۹۴۶، ۲۹۴۷، ۲۹۴۸، ۲۹۴۹، ۲۹۵۰، ۲۹۵۱، ۲۹۵۲، ۲۹۵۳، ۲۹۵۴، ۲۹۵۵، ۲۹۵۶، ۲۹۵۷، ۲۹۵۸، ۲۹۵۹، ۲۹۶۰، ۲۹۶۱، ۲۹۶۲، ۲۹۶۳، ۲۹۶۴، ۲۹۶۵، ۲۹۶۶، ۲۹۶۷، ۲۹۶۸، ۲۹۶۹، ۲۹۷۰، ۲۹۷۱، ۲۹۷۲، ۲۹۷۳، ۲۹۷۴، ۲۹۷۵، ۲۹۷۶، ۲۹۷۷، ۲۹۷۸، ۲۹۷۹، ۲۹۸۰، ۲۹۸۱، ۲۹۸۲، ۲۹۸۳، ۲۹۸۴، ۲۹۸۵، ۲۹۸۶، ۲۹۸۷، ۲۹۸۸، ۲۹۸۹، ۲۹۹۰، ۲۹۹۱، ۲۹۹۲، ۲۹۹۳، ۲۹۹۴، ۲۹۹۵، ۲۹۹۶، ۲۹۹۷، ۲۹۹۸، ۲۹۹۹، ۳۰۰۰، ۳۰۰۱، ۳۰۰۲، ۳۰۰۳، ۳۰۰۴، ۳۰۰۵، ۳۰۰۶، ۳۰۰۷، ۳۰۰۸، ۳۰۰۹، ۳۰۱۰، ۳۰۱۱، ۳۰۱۲، ۳۰۱۳، ۳۰۱۴، ۳۰۱۵، ۳۰۱۶، ۳۰۱۷، ۳۰۱۸، ۳۰۱۹، ۳۰۲۰، ۳۰۲۱، ۳۰۲۲، ۳۰۲۳، ۳۰۲۴، ۳۰۲۵، ۳۰۲۶، ۳۰۲۷، ۳۰۲۸، ۳۰۲۹، ۳۰۳۰، ۳۰۳۱، ۳۰۳۲، ۳۰۳۳، ۳۰۳۴، ۳۰۳۵، ۳۰۳۶، ۳۰۳۷، ۳۰۳۸، ۳۰۳۹، ۳۰۴۰، ۳۰۴۱، ۳۰۴۲، ۳۰۴۳، ۳۰۴۴، ۳۰۴۵، ۳۰۴۶، ۳۰۴۷، ۳۰۴۸، ۳۰۴۹، ۳۰۵۰، ۳۰۵۱، ۳۰۵۲، ۳۰۵۳، ۳۰۵۴، ۳۰۵۵، ۳۰۵۶، ۳۰۵۷، ۳۰۵۸، ۳۰۵۹، ۳۰۶۰، ۳۰۶۱، ۳۰۶۲، ۳۰۶۳، ۳۰۶۴، ۳۰۶۵، ۳۰۶۶، ۳۰۶۷، ۳۰۶۸، ۳۰۶۹، ۳۰۷۰، ۳۰۷۱، ۳۰۷۲، ۳۰۷۳، ۳۰۷۴، ۳۰۷۵، ۳۰۷۶، ۳۰۷۷، ۳۰۷۸، ۳۰۷۹، ۳۰۸۰، ۳۰۸۱، ۳۰۸۲، ۳۰۸۳، ۳۰۸۴، ۳۰۸۵، ۳۰۸۶، ۳۰۸۷، ۳۰۸۸، ۳۰۸۹، ۳۰۹۰، ۳۰۹۱، ۳۰۹۲، ۳۰۹۳، ۳۰۹۴، ۳۰۹۵، ۳۰۹۶، ۳۰۹۷، ۳۰۹۸، ۳۰۹۹، ۳۱۰۰، ۳۱۰۱، ۳۱۰۲، ۳۱۰۳، ۳۱۰۴، ۳۱۰۵، ۳۱۰۶، ۳۱۰۷، ۳۱۰۸، ۳۱۰۹، ۳۱۱۰، ۳۱۱۱، ۳۱۱۲، ۳۱۱۳، ۳۱۱۴، ۳۱۱۵، ۳۱۱۶، ۳۱۱۷، ۳۱۱۸، ۳۱۱۹، ۳۱۲۰، ۳۱۲۱، ۳۱۲۲، ۳۱۲۳، ۳۱۲۴، ۳۱۲۵، ۳۱۲۶، ۳۱۲۷، ۳۱۲۸، ۳۱۲۹، ۳۱۳۰، ۳۱۳۱، ۳۱۳۲، ۳۱۳۳، ۳۱۳۴، ۳۱۳۵، ۳۱۳۶، ۳۱۳۷، ۳۱۳۸، ۳۱۳۹، ۳۱۴۰، ۳۱۴۱، ۳۱۴۲، ۳۱۴۳، ۳۱۴۴، ۳۱۴۵، ۳۱۴۶، ۳۱۴۷، ۳۱۴۸، ۳۱۴۹، ۳۱۵۰، ۳۱۵۱، ۳۱۵۲، ۳۱۵۳، ۳۱۵۴، ۳۱۵۵، ۳۱۵۶، ۳۱۵۷، ۳۱۵۸، ۳۱۵۹، ۳۱۶۰، ۳۱۶۱، ۳۱۶۲، ۳۱۶۳، ۳۱۶۴، ۳۱۶۵، ۳۱۶۶، ۳۱۶۷، ۳۱۶۸، ۳۱۶۹، ۳۱۷۰، ۳۱۷۱، ۳۱۷۲، ۳۱۷۳، ۳۱۷۴، ۳۱۷۵، ۳۱۷۶، ۳۱۷۷، ۳۱۷۸، ۳۱۷۹، ۳۱۸۰، ۳۱۸۱، ۳۱۸۲، ۳۱۸۳، ۳۱۸۴، ۳۱۸۵، ۳۱۸۶، ۳۱۸۷، ۳۱۸۸، ۳۱۸۹، ۳۱۹۰، ۳۱۹۱، ۳۱۹۲، ۳۱۹۳، ۳۱۹۴، ۳۱۹۵، ۳۱۹۶، ۳۱۹۷، ۳۱۹۸، ۳۱۹۹، ۳۲۰۰، ۳۲۰۱، ۳۲۰۲، ۳۲۰۳، ۳۲۰۴، ۳۲۰۵، ۳۲۰۶، ۳۲۰۷، ۳۲۰۸، ۳۲۰۹، ۳۲۱۰، ۳۲۱۱، ۳۲۱۲، ۳۲۱۳، ۳۲۱۴، ۳۲۱۵، ۳۲۱۶، ۳۲۱۷، ۳۲۱۸، ۳۲۱۹، ۳۲۲۰، ۳۲۲۱، ۳۲۲۲، ۳۲۲۳، ۳۲۲۴، ۳۲۲۵، ۳۲۲۶، ۳۲۲۷، ۳۲۲۸، ۳۲۲۹، ۳۲۳۰، ۳۲۳۱، ۳۲۳۲، ۳۲۳۳، ۳۲۳۴، ۳۲۳۵، ۳۲۳۶، ۳۲۳۷، ۳۲۳۸، ۳۲۳۹، ۳۲۴۰، ۳۲۴۱، ۳۲۴۲، ۳۲۴۳، ۳۲۴۴، ۳۲۴۵، ۳۲۴۶، ۳۲۴۷، ۳۲۴۸، ۳۲۴۹، ۳۲۵۰، ۳۲۵۱، ۳۲۵۲، ۳۲۵۳، ۳۲۵۴، ۳۲۵۵، ۳۲۵۶، ۳۲۵۷، ۳۲۵۸، ۳۲۵۹، ۳۲۶۰، ۳۲۶۱، ۳۲۶۲، ۳۲۶۳، ۳۲۶۴، ۳۲۶۵، ۳۲۶۶، ۳۲۶۷، ۳۲۶۸، ۳۲۶۹، ۳۲۷۰، ۳۲۷۱، ۳۲۷۲، ۳۲۷۳، ۳۲۷۴، ۳۲۷۵، ۳۲۷۶، ۳۲۷۷، ۳۲۷۸، ۳۲۷۹، ۳۲۸۰، ۳۲۸۱، ۳۲۸۲، ۳۲۸۳، ۳۲۸۴، ۳۲۸۵، ۳۲۸۶، ۳۲۸۷، ۳۲۸۸، ۳۲۸۹، ۳۲۹۰، ۳۲۹۱، ۳۲۹۲، ۳۲۹۳، ۳۲۹۴، ۳۲۹۵، ۳۲۹۶، ۳۲۹۷، ۳۲۹۸، ۳۲۹۹، ۳۳۰۰، ۳۳۰۱، ۳۳۰۲، ۳۳۰۳، ۳۳۰۴، ۳۳۰۵، ۳۳۰۶، ۳۳۰۷، ۳۳۰۸، ۳۳۰۹، ۳۳۱۰، ۳۳۱۱، ۳۳۱۲، ۳۳۱۳، ۳۳۱۴، ۳۳۱۵، ۳۳۱۶، ۳۳۱۷، ۳۳۱۸، ۳۳۱۹، ۳۳۲۰، ۳۳۲۱، ۳۳۲۲، ۳۳۲۳، ۳۳۲۴، ۳۳۲۵، ۳۳۲۶، ۳۳۲۷، ۳۳۲۸، ۳۳۲۹، ۳۳۳۰، ۳۳۳۱، ۳۳۳۲، ۳۳۳۳، ۳۳۳۴، ۳۳۳۵، ۳۳۳۶، ۳۳۳۷، ۳۳۳۸، ۳۳۳۹، ۳۳۴۰، ۳۳۴۱، ۳۳۴۲، ۳۳۴۳، ۳۳۴۴، ۳۳۴۵، ۳۳۴۶، ۳۳۴۷، ۳۳۴۸، ۳۳۴۹، ۳۳۵۰، ۳۳۵۱، ۳۳۵۲، ۳۳۵۳، ۳۳۵۴، ۳۳۵۵، ۳۳۵۶، ۳۳۵۷، ۳۳۵۸، ۳۳۵۹، ۳۳۶۰، ۳۳۶۱، ۳۳۶۲، ۳۳۶۳، ۳۳۶۴، ۳۳۶۵، ۳۳۶۶، ۳۳۶۷، ۳۳۶۸، ۳۳۶۹، ۳۳۷۰، ۳۳۷۱، ۳۳۷۲، ۳۳۷۳، ۳۳۷۴، ۳۳۷۵، ۳۳۷۶، ۳۳۷۷، ۳۳۷۸، ۳۳۷۹، ۳۳۸۰، ۳۳۸۱، ۳۳۸۲، ۳۳۸۳، ۳۳۸۴، ۳۳۸۵، ۳۳۸۶، ۳۳۸۷، ۳۳۸۸، ۳۳۸۹، ۳۳۹۰، ۳۳۹۱، ۳۳۹۲، ۳۳۹۳، ۳۳۹۴، ۳۳۹۵، ۳۳۹۶، ۳۳۹۷، ۳۳۹۸، ۳۳۹۹، ۳۴۰۰، ۳۴۰۱، ۳۴۰۲، ۳۴۰۳، ۳۴۰۴، ۳۴۰۵، ۳۴۰۶، ۳۴۰۷، ۳۴۰۸، ۳۴۰۹، ۳۴۱۰، ۳۴۱۱، ۳۴۱۲، ۳۴۱۳، ۳۴۱۴، ۳۴۱۵، ۳۴۱۶، ۳۴۱۷، ۳۴۱۸، ۳۴۱۹، ۳۴۲۰، ۳۴۲۱، ۳۴۲۲، ۳۴۲۳، ۳۴۲۴، ۳۴۲۵، ۳۴۲۶، ۳۴۲۷، ۳۴۲۸، ۳۴۲۹، ۳۴۳۰، ۳۴۳۱، ۳۴۳۲، ۳۴۳۳، ۳۴۳۴، ۳۴۳۵، ۳۴۳۶، ۳۴۳۷، ۳۴۳۸، ۳۴۳۹، ۳۴۴۰، ۳۴۴۱، ۳۴۴۲، ۳۴۴۳، ۳۴۴۴، ۳۴۴۵، ۳۴۴۶، ۳۴۴۷، ۳۴۴۸، ۳۴۴۹، ۳۴۵۰، ۳۴۵۱، ۳۴۵۲، ۳۴۵۳، ۳۴۵۴، ۳۴۵۵، ۳۴۵۶، ۳۴۵۷، ۳۴۵۸، ۳۴۵۹، ۳۴۶۰، ۳۴۶۱، ۳۴۶۲، ۳۴۶۳، ۳۴۶۴، ۳۴۶۵، ۳۴۶۶، ۳۴۶۷، ۳۴۶۸، ۳۴۶۹، ۳۴۷۰، ۳۴۷۱، ۳۴۷۲، ۳۴۷۳، ۳۴۷۴، ۳۴۷۵، ۳۴۷۶، ۳۴۷۷، ۳۴۷۸، ۳۴۷۹، ۳۴۸۰، ۳۴۸۱، ۳۴۸۲، ۳۴۸۳، ۳۴۸۴، ۳۴۸۵، ۳۴۸۶، ۳۴۸۷، ۳۴۸۸، ۳۴۸۹، ۳۴۹۰، ۳۴۹۱، ۳۴۹۲، ۳۴۹۳، ۳۴۹۴، ۳۴۹۵، ۳۴

متداولات اصولیہ :

۱۔ "نہایۃ السول" اصول فقہ میں ایک مختصر سے جواہر الدرر کی لخص ان کا اختصار ہے۔

۲۔ "شرح نہایۃ السول"[1]

محمد بن احمد الترکمانی حنفی (متوفی ۷۱۴ھ)

متداولات اصولیہ : انہوں نے "کشف الکاشف الدھمی فی شرح المنار" تالیف کی یہ المنار کی اصول کتاب کی شرح ہے۔[2]

صفی الدین الھندی شافعی (۶۴۴ھ/۷۱۵ھ) :[3]

فقیہ، اصولی، متکلم، منطقی اور منجم تھے، موصل میں نشوونما پائی اور یمن، دمشق، حلب، قونیہ، بغداد اور مصر کا سفر کیا، وہیں پر تعلیم حاصل کی، پھر دمشق میں سراج الدین محمد بن ابوبکر الارموی (متوفی ۶۸۲ھ) اور حلب میں کمال الدین ابن شاہ کی شاگردی اختیار کی، یہ حلب کے اشعریہ کے متکلمین میں سے تھے، متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

متداولات اصولیہ :

۱۔ نہایۃ الوصول الی علم الاصول : یہ کتاب امام رازی کی المحصول کی شرح ہے، اس کتاب کو "نہایۃ الوصول فی دراسۃ الاصول" کے نام سے صالح بن عبدالرحمن بن عبداللہ بن یوسف اور ڈاکٹر عبدالحمید علی ابوزنید نے تحقیق کے ساتھ آٹھ (۸) مجلدات میں مکتبۃ المکرمہ، المکتبۃ التجاریہ (مکہ) سے چھپا ہے۔

۲۔ الرسالۃ السنیۃ فی الاصول[4]

رکن الدین الاسترابادی شافعی (۶۴۵ھ/۷۱۵ھ) :[5]

فقیہ، اصولی، نحوی، منطقی اور متکلم تھے، موصل میں نشوونما پائی اور نصیبین، بغداد سے تعلیم حاصل کی، مختلف موضوعات پر کتب تالیف کیں۔

متداولات اصولیہ : انہوں نے "شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی اور اس کی تالیف سے ۱۸۲ھ میں فراغت پائی، یہ کتاب ۷ سے ۸ جلدوں میں ہے، عضد الدین ایجی کے مطابق "المختصر" اور "المنتہی" کی شرح "مختصر المنتہی والامل" بنام "کشف القناع عن اسرار البدیع" کے طریق حل "الحدیث الفصل فی شرح مختصر المنتہی والامل" ہے۔[6]

---

۱ کشف الظنون ۲/۱۹۷۰، ہدیۃ العارفین ۲/۵۱۵، معجم المؤلفین ۱۳/۲۱۶

۲ محمد بن احمد بن محمد بن عبدالرحمن مصطفی علاء الدین ابوالدر الترکمانی حنفی، کشف الظنون ۲/۱۹۷۰، ہدیۃ العارفین ۲/۱۵۱، معجم المؤلفین ۱۲/۱۵۶

۳ صفی الدین محمد بن عبدالرحیم بن محمد (۶۴۴ھ/۱۲۴۵ء) بغدادی، ثم دمشقی، ثم حلبی، ولادت اور مقام ولادت موصل، کشف الظنون ۲/۱۹۷۰، ہدیۃ العارفین ۲/۵۱۵، معجم المؤلفین ۱۲/۱۵۶، الاعلام ۶/۳۰۱

۴ الشیخ رکن الدین حسن بن شرف شاہ الحنفی النیسابوری (۶۴۵ھ/۱۲۴۷ء) موصل میں ولادت پائی

۵ کشف الظنون ۲/۱۹۵۵، ہدیۃ العارفین ۲/۵۱۵، معجم المؤلفین ۱۲/۱۵۶، التحبیر اصولیین ۲/۱۰۵۵ (۱۰۸۰)

نجم الدین الطوفی الصرصری حنبلی (۶۷۳ھ/۱۲۷۶ھ) [1]

فقہ، اصول فقہ، کلام اور علم حدیث میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ شیخ شرف الدین علی بن محمد الصرصری سے فقہ حاصل کی۔ نصیر فارقی سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ بغداد، دمشق اور مصر کے مدارس میں تدریس کے فرائض انجام دیے۔ ان سے متعلق یہ بات پھیل گئی کہ انہوں نے صحیح بخاری پر تنقید کی ہے۔ اس بات سے خلیفہ ظاہر بیبرس کے دل میں ان کے خلاف بدگمانی پیدا ہوئی۔ مصر میں حنابلہ کی عدالت میں قاضی صدر الدین الحارثی کے سامنے پیش ہوا۔ اس تنقید کی اصل طلب کی گئی اور ان سے استفسار کیا گیا۔ انہوں نے اختیارات سلب کر لیے جانے کے ملامت کے دائرہ میں بھی رکھے گئے۔ صحاح ستہ کے بارے میں ان کا نظریہ جمہور علماء کے برخلاف تھا۔

مؤلفات اصولیہ :

1. مختصر الروضہ (اجلیل) اس کتاب میں ابن قدامہ کی کتاب "روضۃ الناظر وجنۃ المناظر" کا اختصار کیا گیا ہے جو اصول فقہ میں ابن حامد کے طریقہ پر لکھی گئی ہے۔
2. شرح المختصر الروضہ اس کتاب پر بایان بایان ادوے مالکی قوانین کتب تحقیق کرنے جامعہ ام القری سے ۱۴۰۹ھ میں دکتوراہ کی ڈگری حاصل کی۔
3. معراج الوصول
4. بغیۃ السائل فی مہمات المسائل فی الاصول
5. "نہایۃ السول فی علم الاصول" یا "قاعدہ فی الاصول"
6. الاشارات الالٰہیۃ الی المباحث الاصولیۃ یہ قرآن کریم کی تفسیر ہے، اس میں اصول الدین اور اصول فقہ کے مطالب نہایت اتقن و احسن انداز میں بیان کیے گئے ہیں۔ اس کتاب پر کامل محمد نے جامعہ الازہر سے ۱۳۹۴ھ میں تحقیق پیش کی۔
7. عدۃ الحاجین کے مطابق "مختصر المحصل لفخر الدین الرازی" بھی ان کی تالیف ہے۔ [2]

صدر الدین ابن الوکیل شافعی (۶۶۵ھ ۱۲۷۶ھ) [3]

فقیہ، اصولی، متکلم، نظار، ادیب اور شاعر تھے۔ صدر الدین سندی شافعی (متوفی ۶۱۵ھ) شارح المحصول ان کے دادا تھے۔ صدر الدین اعلیٰ ذہانت کے مالک تھے۔ صرف چالیس دن میں مقامات حریری حفظ کر لی تھی۔ مصر، دمشق اور حلب کے مدارس سے بہت سے علماء سے علم حاصل کیا۔ مثلاً شمس الدین اصبہانی، زاہد الخبازی، تاج الدین الفزاری وغیرہم سے۔ وہ اپنی زمانہ کے شافعی تھے جو ابن تیمیہ کے من گھڑت پر تیار رہتے اور ابن تیمیہ نے ان کی تعریف کی اور علمی تبحر کی شہادت دی۔

---

1. ابو الربیع نجم الدین سلیمان بن عبد القوی بن عبد الکریم بن سعید الطوفی الصرصری الحنبلی، ابن ابی العباس (۶۷۳ھ/۱۲۷۴ء) عراق نزاد تھے۔ ۷۱۰ھ میں وفات پائی
2. کشف الظنون ۲/۱۲۰۶، ۱۵۲۶، ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۱، معجم المؤلفین ۱۳/۲۶۶ اس میں ہے انہوں نے مختصر المحصل تالیف کی، معجم المؤلفین ۱۲/۱۲۰، ۱۲۹ (۳۹۳)
3. صدر الدین محمد بن عمر بن مکی بن عبد المحسن بن حلیب ابن وکیل ابن مرحل (۶۶۵ھ/۱۲۶۶ء) ۱۲۶۹ء میں ولادت حماۃ مصر میں، وفات پائی

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ کتاب الاشباہ والنظائر ۲۔ شرح المختار لمختصر ابن الحاجب

یہ دونوں کتابیں ان کے بھتیجے علاؤ الدین اصولی نے مکمل کیں۔[1]

شمس الدین خطیب الجزری شافعی (۷۳۷ھ ۔ ۷۱۶ھ)[2]

فقیہ اصولی نحوی محقق ادیب مناظر تھے۔ شمس الدین اصولی (متوفی ۹۰۸ھ) نے شرح المختصر لکھی ہے۔ ان کے تلامذہ میں سے تھے۔ تقی الدین حصنی (متوفی ۸۳۵ھ) نے مختصر ابن الحاجب اصولی پر آپ کے حواشی پڑھے ہیں۔ ان کے دروس میں زمزمہ خوانی بھی شریک ہوتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح المحصل امام سراج الدین الارموی (متوفی ۶۸۲ھ) یہ کتاب تحصیل کی مختصر جامع شرح لکھی۔

۲۔ الجوہر علی مسائل من المحصول

۳۔ شرح منہاج البیضاوی[3]

الخطاب القرہ حصاری (۷۱۷ھ زندہ تھے)[4]

فقیہ اصولی تھے اپنے شہر سے علوم کی استفادہ کے بعد مصر پہنچے وہاں حدیث، تفسیر، اصول کی تعلیم حاصل کی اور وہاں اپنے شیوخ سے اجازات پائی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے شرح مختصر الامام للمصنف تالیف کی۔[5]

محمد بن محمد الاسنوی شافعی (متوفی ۷۱۸ھ):

مؤلفات اصولیہ: شرح منہاج الوصول للبیضاوی تالیف کی۔[6]

ابراہیم بن موسیٰ اللہ شافعی (متوفی ۷۲۱ھ):[7]

فقیہ اصولی نحوی تھے۔ امام جمال الدین اسنوی نے فرمایا:

"کان اماما عالما فاضلا فی فنون کثیرۃ فقہ واصول ونحو"

(وہ ایسے امام تھے جو کثیر فنون فقہ، اصول، نحو میں ماہر و فاضل تھے)۔

۱۔ الدرر الکامنہ ۱/۱۸۱۲۔ ۲۔ الاعلام شمس الدین محمد بن یوسف بن احمد الجزری (۷۳۷ھ/۱۳۳۶ء) معرکۃ الآراء شخصیت تھے۔

۳۔ کشف الظنون ۲/۱۸۱۔ ۴۔ الخطاب بن ابراہیم بن ابوالقاسم القرہ حصاری (م ۷۱۷ھ) بن عمر بن ابراہیم تھے۔

۵۔ کشف الظنون ۲/۱۸۲۳ حصہ پنجم، لکھن ۱۵ سال میں ۵ بن ذوالحجہ ۷۳۶ھ کو مکمل ہے۔ تحفہ ۱/۱۸۱۲ (۲۱۱)

۶۔ جمال الدین محمد بن حسن الاسنوی (م ۷۷۲ھ) تحفہ ۱/۱۸۱۲ (۲۱۱) ۷۔ ابراہیم بن موسیٰ بن محمد ابن ابراہیم اللخمی الغرناطی (م ۷۹۰ھ) تحفہ ۱/۱۸۱۲ (۲۱۱)

... شہاب الدین القرافی سے پڑھا اور شہاب الدین محمود (متوفی ۶۹۸ھ) سے اصول فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ [1] ... المحصول کی شرح لکھی ایک سبب ۶۱۱ھ لکھا گیا کہ وہ المحصول کے شارح ہونے کے ... اجتہاد اور قرض کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح المنتخب فی الاصول" لکھی۔ [2]

ابن الفخار الخراکشی مالکی (متوفی ۷۲۱ھ یا ۷۲۴ھ) :

... میں تاریخ وفات ۷۲۱ھ کے تحت تعلیمات درج ہیں۔

ابن الشاط الانصاری السبتی مالکی (۶۴۳ھ / ۷۲۳ھ) : [3]

فقیہ، نظار، اصولی، حافظ اور نحوی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "انوار البروق فی تعقب مسائل القواعد والفروق فی الاصول" ... عبدالعزیز فحلی میں ذکر ہے۔ کیا انہوں نے کتاب "انوار الشروق علی انواع الفروق فی الاصول" ... [4]

عبداللہ محمد بن علی (متوفی ۷۲۳ھ) :

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "نصح العقالة فی شرح الرسالة" تالیف کی۔ [5]

العباس بن الناظم مالکی (۶۵۳ھ / ۷۲۴ھ) : [6]

فقیہ، اصولی، نظار، مدرس، قاضی، اور ادیب تھے۔ ابراہیم ابن الزرقانی اور قاضی ابوالحسین الملیطی سے تلمذ حاصل کیا۔ ... کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

1. منتهى السول فی علم الاصول
2. شرح علی تنقیح القرافی [7]
3. تنبیه الفهوم علی مدارک العلوم فی الاصول [8]

---

[1] ... (۱۹۹/۱)، الدیباج المذهب (۲۰۱/۱)، نیل الابتهاج (ص ۶۱) (۳۰۰)

[2] ... (۱۳۳/۱)، الدرر الکامنة (۳۳۳/۱)، نفح الطیب (۱۱۲/۲)، وفیات بلی

[3] ... (۳۳۲/۱)، الدیباج المذهب (۳۳۲/۱)، نیل الابتهاج (ص ۱۰۵)، شجرة النور الزکیة (۲۱۳/۱)

[4] ... (۹۵۰/۲)، کشف الظنون (۱۱۵/۱)، ایضاح المکنون (۱۱۵/۱)، ... الاصول، احمد بن محمد بن علی الازدی، ابوالعباس، المتوفی ۷۲۵ھ

[5] ... (۱۰۶/۱)، نفح الطیب (۱۲۵/۲)، تعلیم المعلمین (۱۶۳)، الدیباج المذهب (۱۱۵/۱)، (۱۰۳)

[6] ... (۱۱۶/۱)، (۱۱۶/۱)، نیل الابتهاج (ص ۱۰۵)، شجرة النور الزکیة (۲۱۳/۱)

سراج الدین الارمَوی شافعی (۶۴۴ھ۔۷۲۵ھ) :[1]

فقیہ، قاضی تھے۔ کئی شہروں کے قاضی رہے۔ امام سبکی نے فرمایا:

"کان فی الفقه اماما مع فضیلة تامة فی الاصول والنحو"

(وہ اصول (کے فن) میں فضیلت تامہ رکھتے تھے۔ نحو میں امام تھے)۔

مؤلفات اصولیہ: کتاب "المسائل المهمة فی اختلاف الائمة، اصول"۔[2]

ابوعبداللہ التلمسانی مالکی (متوفی ۷۲۶ھ بعدہ) :[3]

فقیہ، اصولی تھے۔ انہوں نے کئی تصنیفات تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تنقیحات علی المحصل" لکھی جو انتقادات میں ہے۔[4]

حسن (حسین) ابن المطہر الحلی الشیعی (۶۴۸ھ/۶/۷۲۶ھ):[5]

فقہ، اصول، کلام، تفسیر، نحو، رجال، منطق، علم بلاغت اور حکمت الٰہیہ کے عالم تھے، تقریباً سو کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ مبادی الوصول الی علم الاصول[6]

۲۔ تهذیب طرق الوصول الی علم الاصول[7] اور کبھی اس نام کو تخفیف کے ساتھ تهذیب الاصول، تهذیب الوصول بھی پڑھا گیا ہے۔

۳۔ نهایة الوصول الی علم الاصول[8] وکتور مظہر بقا نے دنیا کے مختلف کتبوں میں اس کے نسخوں کی نشاندہی کی ہے اور الذریعہ کے حوالہ سے نقل کیا ہے اس میں ہے۔

"وهو کتابه الجامع فی اصول الفقه، قیه ماذکره المتقدمون والمتاخرون، الفه بالتماس ولده محمد فی اربعة اجزاء لم اختصره وسماه "تهذیب طرق الوصول الی علم الاصول" وفرغ منه فی رمضان ۷۰۶ھ۔"[9]

---

[1] سراج الدین ابوثنا محمود بن ابی بکر بن عبدالرحیم بن علی بن ابوبکر ارموی، ۶۴۴ھ/۱۲۴۵ء مصر میں ولادت اور قاہرہ میں انتقال ہوا۔ [2] الدرر الکامنہ ۱/۴۱۲ [3] ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عبداللہ التلمسانی (متوفی ۷۷۱ھ)، [4] نفح الطیب ۴/۱۲۷

[5] ابومنصور جمال الدین حسن (حسین) بن یوسف بن المطہر الحلی الرافضی (۶۴۸ھ/۱۲۵۰ء) ایضاح المکنون ۴/۳۳۳، نفح الطیب ۲/۱۵۸، معجم المصنفین ۴/۲۳۶/۶ (۲۹۵) [6] الدرر الکامنہ ۲/۱۷۱ [7] ایضاح المکنون ۳/۳۳۳، معجم المصنفین ۴/۲۳۶/۶ (۲۹۵)

[8] ایضاح المکنون ۴/۱۹۳ [9] معجم المصنفین ۴/۲۳۶/۶ (۲۹۵)، الذریعہ ۲۴/۱۵۸

اور اس کی کتاب "اصول الفقہ" میں ہے کہ اس فن کے متقدمین و متاخرین نے طریقہ کار میں اختلاف کیا ہے اور اس کتاب کو اپنے پیش نظر رکھا ہے جو ابن الحاجب کی "مختصر منتہی السول والامل" ہے جو اختصار کے ساتھ اصول کی علم کی بہترین طریقہ پر جامع ہے۔ (ابن الحاجب کے حالات ص ۱۰۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

تہذیب کی شرح :

حسین بن علی بن حسن بن عبد اللہ الکرابیسی البغدادی الشافعی (متوفی ۵۷۰ھ) نے اس کتاب کی شرح لکھی اور اس کا نام "تحفۃ الطالب بشرح التہذیب" رکھا۔[1]

ابن الحاجب کی کتب :

1. غایۃ الوصول والایضاح السلسل فی شرح مختصر منتہی السول والامل لابن الحاجب یہ علی خلیفہ کی تہذیب کتب (جلد ۱ ص ۱۰۰) سے ہے اور ابو عبد اللہ ابیدی اور الکمال طرازی کے طریقہ پر لکھی گئی ہے۔ ابن کثیر نے کہا: "یہ شرح بہت مستند اور عمدہ ہے" حاجی خلیفہ نے اس کے مختلف مقامات پر اس کے نسخوں کی نشاندہی کی ہے۔[2]
2. نہج الوصول الی علم الاصول۔[3]
3. منتہی الوصول الی علمی الکلام والاصول۔[4]
4. شرح غایۃ الوصول فی الاصول للعز الی حجۃ الاسلام ۔ حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کیا اور کہا کہ یہ مقفل الوان فی محمد و فرغ فی جمادی الاولی ۶۸۱ھ ہے۔[5]
5. الکنت السدید فی تحریر التقریبہ للسید المرتضی فی اصول الفقہ۔[6]

تقی الدین ابن تیمیہ حنبلی (۶۶۱ھ - ۷۲۸ھ) :[7]

اس مختصر سوانح میں ان کے اصولی نحوی واعظ خطیب ادیب اور مجتہد ہونے پر بحث نہیں ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے اصول کی تعلیم حاصل کی جس میں سے وہ مدرس تھے۔ فقہ کی بھی تعلیم حاصل کی اور ۶۸۳ھ میں تالیف کا کام شروع کیا۔ والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ پر مدرسہ تقویہ پر بیٹھے۔ مصر میں تقریباً ۷ سال رہے۔ اس کے بعد واپس دمشق آ گئے۔ اور پھر تین سال بعد مصر میں تقریباً ۹ سال رہے۔ پھر دمشق آ گئے اور ۷۲۶ھ تک وہیں رہے۔ پھر مصر گئے اور ۷۲۷ھ میں واپس آ گئے۔ تین سال بعد ۷۲۸ھ میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

1. قاعدۃ کبیرۃ فی اصول الفقہ غالبہا نقل اقوال الفقہاء یہ کتاب بڑی جلدوں میں ہے۔
2. قاعدۃ فی الاجتہاد والتقلید فی الاسماء التی خلق الشارع بہا من الاحکام۔ ایک جلد میں ہے۔

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، ایضاح المکنون ۲/۹۲-۹۳ [۲۲۵]
[2] ایضاح المکنون ۲/۵۵۳، ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۵
[3] کشف الظنون ۲/۱۸۵۲
[4] ایضاح المکنون ۲/۵۵۳، ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۵، کشف الظنون ۲/۱۸۵۲، الذریعہ ۲۰/۳۰۳
[5] ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۵، کشف الظنون ۲/۱۸۵۲، الذریعہ ۲۰/۳۰۳
[6] ابو العباس تقی الدین احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام بن عبد اللہ بن الخضر النمیری

۲۔ قاعدۃ فیما شرعہ اللہ تعالیٰ بلفظ الصوم والاعتکاف وھل یکون مشروعا بلفظ الحشر والعشر۔

۳۔ قاعدۃ فی تقلید مذھب معین ھل یجب علی العامی ام لا؟

۴۔ جواب فی ترک التقلید لمن یقول مذھبی مذھب النبی ولیست ان التقلید مذاھبہ الاربعۃ۔

۵۔ قاعدۃ فی المخطئ فی الاجتہاد ھل مأثوم وھل المصیب واحد۔

۶۔ قاعدۃ فیما یظن من تعارض النص والاجماع۔

۷۔ قاعدۃ فی الاجماع وانہ لابد لہ من مستند

۸۔ قاعدۃ فی الاجماع وانہ لابد لہ من مستند

۹۔ وجواب فی الاجماع والخبر المتواتر۔

۱۰۔ بلد مراتب الاجماع الی الفقہا ابن حزم (ابن رشد بدایۃ المجتہد ج ۱ ص ۲۰۱ ابن تیمیہ منہاج السنۃ ج ۳ ص ۱۴۱)۔

۱۱۔ قاعدۃ فی کیفیۃ الاستدلال بعض الاحکام بالنص والاجماع فی الرد علی من قال ان الدلالۃ القطعیۃ لا تفید الیقین۔

۱۲۔ قاعدۃ فی تقریر القیاس فی مسائل عدۃ الرد علی من یقول ھل خلاف القیاس والقیاس فی الشرع۔

۱۳۔ جواب لتقلید الحنفی الشافعی فی القطر والعکس۔

۱۴۔ قاعدۃ فی لفظ الحقیقۃ والمجاز والبحث مع الآمدی۔ (یہ کتاب ۱۳۱۷ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوئی)

۱۵۔ رفع الملام عن ائمۃ الاعلام۔

۱۶۔ قاعدۃ فی ان جنس العمل الصالح الذی امرنا بہ اعظم من جنس ترک المنہی عنہ۔

۱۷۔ قواعد فی النہی ھل یقتضی فساد المنہی عنہ۔

۱۸۔ وقاعدۃ اخری کل حمد وذم من الاقوال والافعال لایکون الا بالکتاب والسنۃ

۱۹۔ قاعدۃ فی نصوص العموم للاحکام۔ (یہ کتاب ۱۳۱۷ھ میں شائع ہوئی)

۲۰۔ رسالۃ فی جواب ھل کل مجتہد مصیب۔

۲۱۔ رسالۃ فی حقیقۃ الحکم الشرعی وانواعہ۔

۲۲۔ رسالۃ فی التقلید الذی حرمہ اللہ ورسولہ (شرح اول المحصول للرازی)۔

۲۳۔ معارج الوصول فی ان الاصول والفروع فلسفیہا والمرسول۔

۲۴۔ المسودۃ (آل تیمیہ کے تین جد سے اس کی تیاری میں حصہ لیا اور ابن تیمیہ نے ہاتھوں تکمیل تک پہنچی۔ یعنی شیخ الاسلام مجد الدین ابوالبرکات عبدالسلام (دوسرے سلسلہ کے دادا) شیخ شہاب الدین ابوالمحاسن عبدالحلیم (تیسرے سلسلہ کے والد) شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد تیمیہ المسودہ پر نظر ثانی کر کے چھپوایا)۔

مجموع فتاوی میں اکیسویں اور بیسویں جلد اصول فقہ پر ہے : شیخ الاسلام ابن تیمیہ کا مجموع فتاوی جو ۳۷ جلدوں میں چھپ کر منظر عام پر آچکا ہے اس کی اکیسویں اور بیسویں جلد اصول فقہ پر ہے۔ عبد الرحمن بن محمد بن قاسم عاصمی النجدی الحنبلی نے اپنے ساتھیوں کے تعاون سے اس کی تبویب کی، جبکہ محمد بن عثیمین اور محمد بن حامد الفقی نے اس کی تصحیح کی۔ اس کو سعودی حکومت کے حکم سے شئون الرئاسۃ العامۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد نے شائع کیا ہے۔[1]

ابو المقدسی ابن جہابذہ النصیبلی (۶۴۷ھ - ۷۲۸ھ) :[2]

فقیہ، اصولی، نحوی، مفسر، محدث، مؤرخ، اصول فقہ کی تعلیم شہاب الدین القرافی مالکی سے حاصل کی۔ مصر، دمشق اور پھر بیت المقدس آئے اور بعد میں بیت المقدس میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔[3]

ابن الزیات الکلاعی مالکی (۶۴۹ھ/ ۷۲۹ھ) :[4]

فقیہ، اصولی، نحوی، ادیب، متکلم، مؤرخ تھے۔ الدیباج میں ہے کہ انہوں نے کتاب "التصفیۃ ابو بصفۃ والتصفیۃ بصفۃ" تالیف کی۔ اور اصل ان کا پورا نام "اختصار المحصول" اصولیہ پر ہے اور تحقیق پر مشتمل تھا۔[5]

علاء الدین القونوی الشافعی (۶۶۸ھ/ ۷۲۹ھ) :[6]

فقیہ، اصولی، مفسر، ادیب، متصوف تھے۔ وہ علی بن ملکاوی، ابن القیم، ابن دقیق العید اور شمس الدین الاپکی آپ نے شیخ تھے۔ اصول کی تعلیم خاص طور پر تاج الدین الفزاری سے حاصل کی تھی۔ دمشق کے علاوہ قاہرہ میں بھی مدرس رہے۔ آخر تک وہاں رہے، علماء آپ کی بہت تعظیم کرتے۔ ارغون شاہ نائب کرتا تھا "صاحبنا عیسی علیہ السلام" امیر الکتبغا ان کے سوانحی سے بہت محبت رکھتے تھے، دمشق میں قاضی رہے۔

مناظرات اصولیہ : اختصار المحاظل فی الاصول۔[7]

---

[1] الرد الوافر ۳۰/۱ - ۳۳، معجم المؤلفین ۱۳۹/۱ - ۱۴۰، (۹۸) حیات ابن تیمیہ۔ ابو زہرہ، ترجمہ رئیس احمد جعفری کی مسند اصول فقہ ابن تیمیہ ص ۱۲۱ - ۱۲۳۔

[2] محمد بن محمد بن عبد الواحد بن جہابذہ شہاب الدین بن تقی الدین المقدسی الحرانی النصیبلی (۶۴۷ھ/ ۱۲۴۹ء) بیت المقدس میں وفات پائی۔

[3] شذرات الذہب ۸۰/۸، معجم المؤلفین ۸۳۲/۹، الاعلام للزرکلی ۴۱۹/۷ (۱۹۳)

[4] ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن علی الکلاعی ابن زیات غرناطی (۶۴۹ھ/ ۱۲۵۱ء - ۷۲۹ھ/ ۱۳۲۷ء)

[5] الدیباج ۱۰۱/۲ - ۱۰۲ (۲۰۳)، الوافی بالوفیات ۱۲۹/۲، معجم المؤلفین ۱۲۹/۱۰ (۷۳۰۳)، اس میں ان کی کتاب کے نام کا پورا نام "التصفیۃ ابو بصفۃ والتصفیۃ بصفۃ" مذکور ہے۔

[6] علاء الدین ابو الحسن علی بن اسماعیل بن یوسف القونوی (۶۶۹ھ - ۷۲۹ھ) شام میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔

[7] حیات الفقہاء ۱۰۱/۲، الوافی بالوفیات ۱۲۹/۲، معجم المؤلفین ۱۲۹/۱۰

برهان الدين ابن [illegible] الفراكاح [illegible] الشافعي [1]

اصول فقہ کی [illegible] سب [illegible] سے [illegible] تھے۔ [illegible] حیات [illegible] [illegible] [illegible]

۱۔ کشف الاسرار فی حواشی تسکمل کی الاسرار [illegible]
الدین ۸۹۲ھ الاحوذیہ والاسطقلاب المدیر [illegible]

۲۔ انصاری حنفی (وفات ۷۳۰ھ)[۱]

فقہ واصول کے عالم تھے۔ شرح المنار للنسفی [illegible]

۳۔ بدرالدین الشستری شافعی (متوفی ۷۳۲ھ)[۲]

فقہ واصول کے عالم تھے۔ تعلیم [illegible]
انتساب فعل کیا۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حل نکت التحصیل فی الاصول ۲۔ شرح [illegible]
۳۔ شرح علی ابن الحاجب[۳]

۴۔ ابراہیم البجیرمی شافعی (متوفی ۷۳۰ھ ۔ ۷۳۲ھ)[۴]

فقہ واصول کے محدث نحوی مفسر قاری اور مقری تھے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول [illegible] شیخ کا انتقاد کیا۔[۵]

۵۔ ابوالفداء (متوفی ۶۷۲ھ ۔ ۷۳۲ھ)[۶]

ابوالفداء نے طبقات میں کہا:

[illegible] والاصلیین والنحو وعلم البیان والمنطق والجدل [illegible] ذلک من العلوم، شاعرا ماهرا، کتبنا الی الفقیہ [illegible]

ابوالفداء ۷۳۲ھ کے بعد فوت ہوئے۔ [illegible]

[illegible] ۱۸۶۲ء بیروت العارفین [illegible] ۲ خطاب بن ابوالفتح محفوظ بن احمد بن حسن ابوالخطاب الکلوذانی [illegible]
[illegible] ۳ [illegible]
[illegible] ۴ [illegible]
[illegible] ۵ [illegible]
[illegible] ۶ [illegible]

مصر میں تشریف لائے اور ملک بھر سے ساتھ ہو لی۔ اس نے آپ کو پسند کیا اور ایک عمارت کا سلطان مقرر

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں کسی تصنیف کا نہیں مل سکا۔[1]

ابوالبقا محمد بن ابراہیم شافعی (متوفی ۷۳۳ھ)

انہوں نے کتاب "الدعم الملامع فی شرح جمع الجوامع" تالیف کی۔[2]

شجاع الدین الطرازی حنفی (متوفی ۶۷۱ھ۔۷۳۳ھ)

مؤلفات اصولیہ : فقیہ اصولی تھے۔ انہوں نے "تحصیل الاسرار فی شرح المنار للنسفی" تالیف کی۔[3]

تاج الدین الرازی شیعی (متوفی ۷۳۵ھ)

انہوں نے کتاب "المصادر فی الاصول" تالیف کی۔[4]

ابوعبداللہ المقصی مالکی (متوفی ۷۳۶ھ)[5]

ادیب، فقیہ اور اصولی تھے۔ اسکندریہ کے علماء سے علمی استفادہ کیا۔ شمس الدین الاصفہانی، ناصر الدین المنیر اور ابن دقیق العید آپ کے شیوخ تھے۔ ۷۰۸ھ میں دوران حج علماء حرمین شریفین سے مستفید ہوئے۔ المقصہ (تونس) کا قاضی بنائے گئے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تحفۃ الوصول فی شرح الحاصل" تالیف کی۔[6]

مصلح الدین التبریزی حنفی (متوفی ۶۶۹ھ۔۷۳۶ھ)[7]

فقیہ اصولی تھے۔ قاہرہ و دمشق کے سفر کئے۔

مؤلفات اصولیہ : "الطریق فی شرح البدیع" تالیف کی۔ یہ اصل میں ابن الساعاتی (متوفی ۶۵۳ھ) کی مجمع فقہ میں کتاب "بدیع النظام" کی شرح ہے۔ صاحب تاج التراجم[8] سمرقند بغدا (متوفی ۸۷۹ھ) نے لکھا ہے۔ "رایتہ بخطہ فی مجلدین" (میں نے اس کتاب کو ان کے خط میں دو جلدوں میں دیکھا تھا)۔[9]

---

[1] کشف الظنون ۱/۳۶۵ (۲۰۵) [2] ایضاح المکنون ۱/۳۶۵ (۲۰۵) ہدیۃ العارفین ۲/۵۵۰ (۳۲۷۸) [3] شجاع الدین عبداللہ بن احمد بن محمد بن احمد الکرمانی الطرازی الطرابلی (طرسوس) میں ولادت اور جامعہ ظاہریہ (قاہرہ) میں استاد رہے۔ ہدیۃ العارفین ۲/۵۵۰ (۳۲۷۸) [4] تاج الدین محمد بن علی بن محمود الحسینی الخجندی ہدیۃ العارفین ۲/۴۸۸

[5] ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ناصر الحجری المقصی متوفی ۷۳۵ھ تونس میں وفات پائی

[6] ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۳، ۱۳۵ میں سنہ تاریخ وفات ۶۸۵ھ لکھا ہے۔ الفضل الکامن ۲/۱۳۶

[7] ابوالفتح موسیٰ بن محمد مصلح الدین التبریزی (۶۶۹ھ۔۷۳۵ھ) مصر سے ۷۰۸ھ میں انتقال ہوا

[8] تاج الدین (تراجم ص ۴ ح ۲۲۶) معجم المطبوعات ۱/۳۲۶ (۱۰۱۲) ایضاح المکنون ۲/۱۸۵ (۲۵۸۸) الفوائد البہیہ ص ۲۲۹ طبقات الحنفیہ ۲/۱۰

ابن فورک (متوفی ۴۰۶ھ)[1]

ابن فورک اپنے والد کے ساتھ نیشاپور کی بکھوائی کرتے پھر اللہ نے اپنے دین کی تعلیم کی طرف رغبت دلادی۔ کچھ ہی عرصہ میں انہوں نے اصول میں مہارت حاصل کر لی اور اشاعتی خدمات انجام دینے لگے۔[2]

بدرالدین بن المرحل (بعد ۶۹۰ھ ۔ ۷۳۸ھ)[3]

آپ کا نام ابن دقیق العید نے شمار کیا ہے۔ آپ زہد و ورع اور فضل کی مشہور درسگاہوں میں تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ : الوافی نے آپ کا دو ابن فضل کیا کہ انہوں نے لکھا کہ

"انه صنف كتابا في اصول الفقه"

(یہ شبہ انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی)

اسنوی نے صفدی کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے لکھا کہ

"انه الف كتابين"

(انہوں نے دو کتابیں تالیف کیں)[4]

تاج الدین الفزاری شافعی (متوفی ۷۱۸ھ ۔ ۷۳۹ھ)[5]

آپ اصولی، فقیہ شافعی اور ریاضی دان تھے۔ اجتہاد، تحقیق اور دقت النظر میں اپنے اساتذہ سے فائق پایا۔ شافعی مدرسہ الغزالیہ میں تدریس کرتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : ابن شہبہ نے اپنی طبقات میں اصول فقہ پر ان کی مندرجہ ذیل کتابوں کا تذکرہ کیا ہے

۱۔ تسهيل الوصول الى علم الاصول : یہ "الاساطین" تسهيل الفصول في علم الاصول ہے۔

۲۔ تحقيق الامل في علمي الاصول والجدل

۳۔ مختصر قواعد الاصول ومعاقد الفصول[6]

قواعد الاصول ومعاقد الفصول کا تعارف

ابن بدران نے مناہل اصول فقہ کے نظم مختصرات میں اسے شمار کیا ہے۔[7]

---

[1] ابن فورک محمد بن الحسن بن فورک الاصبہانی ۴۰۶ھ میں فوت ہوئے۔ [2] نکت الہمیان ۱/۲۰۸ (۱۱۹) [3] بدرالدین محمد بن ابراہیم بن سعد اللہ بن جماعۃ بن حازم بن صخر بن عبد اللہ الکنانی الحموی ثم المصری ۶۹۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۳۳ھ میں وفات پائی۔ [4] طبقات الشافعیہ ۲/۱۷۶ [5] تاج الدین ابو محمد عبد الوہاب بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن محمد بن ابی القاسم بن حامد بن ابی القاسم بن ابی بکر بن عبد اللہ الفزاری ۷۱۸ھ میں پیدا ہوئے اور ۷۳۹ھ میں وفات پائی۔ [6] طبقات الشافعیہ ۲/۳۱۵، نکت الہمیان ۱/۲۰۸، کتاب الدرر الکامنہ لابن حجر ۲/۴۳۵، طبقات الحفاظ لابن حجر ۱/۴۳۵، طبقات الشافعیہ لابن قاضی شہبہ ۲/۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳،

للاقوال ، ويحتاج الى التأمل ـــــ ۱۲

ہے قول راجح اور قرآن کا مقصد بیان کیا ہے۔

سے کافی اور بہتر مذکور ہے)

[illegible] کا بیان نقل کیا جو مصنف نے [illegible]

"[illegible] فخر الدین [illegible] الفقیر [illegible] [illegible] فی [illegible] الاصول
[illegible] طریق [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

[illegible] الاصولیہ :

[illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [

ابن جزی الغرناطی مالکی (۶۹۳ھ - ۷۴۱ھ)[1]

فقیہ، اصولی، محدث، مفسر، ادیب، لغوی، نحوی اور خطیب تھے۔ لسان الدین ابن خطیب ان کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ قوانین الفقہیہ، فی تلخیص مذہب المالکیہ، والتنبیہ علی مذہب الشافعیہ، الحنفیہ والحنبلیہ

۲۔ تقریب الوصول الی علم الاصول[2]

ابراہیم الابرقی حنبلی (متوفی ۷۴۱ھ)[3]

فقیہ، اصولی، مناظر اور مفسر تھے۔

مؤلفات اصولیہ: ان کی اصول فقہ میں کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔[4]

مشائخ الکیلی حنبلی (متوفی ۷۴۱ھ)[5]

فقیہ اور اصولی تھے۔ شیخ تقی الدین الزریرانی سے تفقہ حاصل کیا۔ المجاہد یہ (دمشق) میں پڑھاتے تھے۔ بڑے اکابر اور معتمد علماء میں شمار ہوتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔[6]

عبداللہ بن علی الکتانی الغرناطی مالکی (۶۶۹ھ - ۷۴۱ھ)[7]

فقیہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ: الشافی فیما وقع من الخلاف بین المصریۃ والکتانی۔ العراقی نے کہا کہ مذکورہ کتاب میں ان کا رد "الشافی" (اصول فقہ میں کتاب) سے ہے جو ابن حاجب نے کی۔ "المختصر" (۱۱ جلدوں) پر ابن عبدالسلام (متوفی ۷۴۹ھ) نے اصول فقہ پر کتاب لکھی۔ اور کتاب الکتانی ابن حاجب کی اصول فقہ میں مختصر ابن حاجب کی شرح ہے۔[8]

۱۔ ابن الامیر محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی (۶۹۳ھ - ۷۴۱ھ) کے نام میں روایات پائی۔

۲۔ کشف الظنون ۱/۴۳۶، ایضاح المکنون ۱/۵۴۲، ہدیۃ العارفین ۲/۱۸۸، ایضاح المکنون ۱/۱۳۸

۳۔ ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن احمد بن عبدالرحیم بن نزال الابرقی الحنبلی متوفی ۷۴۱ھ دمشق میں وفات پائی۔

۴۔ معجم المفسرین ۱/۱۱۱ (۲)

۵۔ رکن الدین شیخ بن عمر بن اسماعیل الکیلی الحنبلی ابو یحییٰ متوفی ۷۴۱ھ دمشق میں وفات پائی۔

۶۔ ہدیۃ العارفین ۱/۴۱۲، معجم المؤلفین ۱/۳۴۲ (۳۰۸)

۷۔ عبداللہ بن ابی القاسم بن عبداللہ بن علی بن محمد بن یوسف بن حسن بن احمد بن سعید الکتانی الغرناطی مالکی (۶۶۹ھ - ۷۴۱ھ)

۸۔ شذرات الذہب ۶/۱۲۷، ابو اسحاق ابراہیم بن ابی القاسم عبداللہ بن ابی بکر بن ابراہیم بن ابی القاسم التجیبی السبتی (۶۴۰ھ - ۷۰۸ھ) کے نام میں روایات پائی۔

ابراہیم السقاسی مالکی (تقریباً ۷۶۹ھ۔۷۴۲ھ)[1]

جامع ہے جو مین شرقیین، تجرید اور تحقیق کے بھی ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ: شرح مختصر ابن الحاجب، العراقی نے ان کا نام محمد بن احمد بن ابراہیم (متوفی ۷۳۳ھ) بتایا ہے۔ وہ مختصر ابن الحاجب الأصلی فی الاصول کتاب کا ذکر کیا ہے کشف الظنون میں اس طرح ہے:

"الشرح المختصر لمحمد بن احمد، ابو الفرج، السقاسی (متوفی ۷۴۲ھ)"

بقول مظہر بقا یہ کتاب بریلی میں ۵۰۴ نمبر کے تحت ۱۳۶۲ میں موجود ہے اور آخر اللہ کی کتابوں میں ان کا نام محمد بن محمود بن احمد آیا ہے۔ جبکہ ہدیۃ العارفین میں محمد بن محمد بن ابراہیم متوفی ۷۴۲ھ لکھا گیا ہے۔ (۱۱، ۱۰، ۹)

بدر الدین العمری شافعی (متوفی ۷۴۳ھ)[2]

آپ حنفی الملعب تھے، پھر شافعی مسلک اختیار کیا۔ دونوں مذاہب پر کتب تالیف کیں۔ تبریز میں منصب قضاء پر رہے۔ قاضی ریحانی کی مختلف فنون پر کتب کی شروح لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے شرح المنہاج للبیضاوی فی الاصول تالیف کی۔ یہ منہاج کی احسن شروح میں سے ایک ہے۔ اس کا آغاز یوں ہوتا ہے:

"الحمد للہ الذی اعلی معالم الاسلام وبین لطرق المعاش والمعاد فوضح المنہج والاحکام"[3]

العمری کی شرح پر حاشیہ:

قاضی محمد بن ابی بکر بن جماعہ (متوفی ۸۱۹ھ) نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔[4]

زین الدین ابن الترکمانی (متوفی ۶۸۱ھ۔۷۴۴ھ)[5]

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب، منطقی، فلسفی اور متکلم تھے۔ اپنے والد اور چچا سے تفقہ حاصل کیا۔ یہ دونوں اپنے زمانے کے علماء میں سے تھے۔ بہت سے علوم وفنون میں کمال حاصل تھا۔ فقہ، اصول الدین، حدیث، لغت، عربیت، عروض، منطق، ریاضت میں امتیازی حیثیت رکھتے تھے۔ تدریس وافتاء میں مشغول رہے۔ قاہرہ میں قیام فرما تھی رہے آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۰ تک بتائی جاتی ہے۔[6]

---

1. ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن ابو القاسم الحسینی السقاسی (م ۷۴۲ھ/۱۳۴۱ء) طب میں وفات پائی
بدیۃ العارفین ۱/۱۵۱، معجم المؤلفین ۱/۱۲۵، ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۱، الاعلام ۱/۱۵۱، کشف الظنون ۱/۱۵۱
2. بدر الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد بن احمد القاسم الحسینی العمری الزرعانی الشریف العمری متوفی ۷۴۳ھ تبریز میں وفات پائی
بدیۃ العارفین ۲/۱۵۱، معجم المؤلفین ۲/۱۵۱، کشف الظنون ۲/۱۵۱۹ کشف الظنون ۲/۱۸۸۰
3. زین الدین محمد بن عثمان بن ابراہیم بن مصطفی بن سلیمان الماردینی الاصل ثم الترکمانی (۶۸۱ھ۔۷۴۴ھ) قاہرہ میں وفات پائی متوفی
کشف الظنون ۱/۱۵۱۵ میں ان کا نام محمد بن عثمان بن صبیح مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین ۲/۱۵۱، الاعلام ۱/۱۵۱، معجم المؤلفین ۱/۱۵۱، الدرر الکامنہ ۱/۱۵۱، شذرات الذہب ۱/۱۵۱، الوافی بالوفیات ۱/۱۵۱، کشف الظنون ۱/۱۵۱۔ (۱۱۲)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تعلیقہ علی المحصول (فخر الدین رازی) [1]

۲۔ تعلیقہ علی التبیین [2] (الاحسیکتی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ) کی [illegible] کتاب "التبیین" کے نام سے تین ضخیم جلدوں میں [illegible])

۳۔ تعلیقہ علی المنتخب فی اصول المذہب [3]

۴۔ شرح مختصر النجاتی فی الاصول [4] (اصول فقہ میں [illegible])

۵۔ تعلیقہ علی المحصول للامام فخر الدین رازی [5]

(اصل شارح "مختصر النجاتی" علامہ حسین بن علی بن حجاج بن نجاتی [illegible] اصول فقہ میں امام رازی کی محصول کا اختصار "خلاصۃ الاصول" کے نام سے فقہ حنفی کے اصول پر [illegible] الترکمانی نے اس کی شرح لکھی۔ [6])

الخلخالی شافعی (متوفی ۷۴۵ھ)

مؤلفات اصولیہ : [illegible] نے شرح صفی الاصول والاصل فی [illegible] الحاجب" تالیف کی۔ [7]

علاء الدین القدسی حنفی (متوفی ۷۴۶ھ) [8]

فقیہ و اصولی تھے۔ فقہ، اصول حدیث میں خاص عبور حاصل تھا۔ کئی [illegible] تھے [illegible] جید علماء سے حاصل کی۔ قدس میں مدرس رہے۔

مؤلفات اصولیہ : جمال الدین عمر بن محمد الخبازی حنفی (متوفی [illegible]ھ) کی [illegible] "الملخص" کی شرح لکھی۔ [9]

فخر الدین الجاربردی شافعی (متوفی ۷۴۶ھ) [10]

فقیہ، اصول، مفسر اور نحوی تھے۔ صاحب "السفاح" قاضی ناصر الدین [illegible] نور الدین ابو علی شافعی (متوفی ۷۳۹ھ) [illegible] "منہاج الاصول" ان کے شاگرد تھے [illegible]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵، طبقات اسنوی ۱/۲۰۰-۲۰۱ (۴۳۰) [2] کشف الظنون ۲/۱۹۱۵ [illegible]

[3] بغیۃ الوعاۃ ۱/۴۲۶-۴۲۷ (۷۳۰) [4] کشف الظنون ۲/۱۸۷۹ [illegible]

[5] الفوائد البہیہ ۱/۱۳۷ [6] شمس الدین محمد بن احمد الخطیب الشربینی [illegible]

[7] طاش کبری زادہ، مفتاح السعادۃ ۲/۳۳۵، قدس میں وفات پائی

[8] کشف الظنون ۲/۱۹۳۹، عقد جید ابن العماد ۱/۱۳۲، الفوائد البہیہ ۱/۱۳۲

[9] ابو الثناء محمود بن احمد بن الحسن بن یوسف الزاہد، فی الشرح [illegible] متوفی ۷۴۵ھ، [illegible]

مؤلفات الصولیہ :

۱۔ سراج الوھاج : یہ حاشیہ بیضاوی کی "المنہاج" کی شرح ہے۔ اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "الحمد للہ الذی خلق الارض والسموات" الخ محمد ظہور اللہ نے بیضاوی کی مختلف الاسم کتابوں میں اس کے نسخوں کی نشاندہی کی ہے۔

حاشیہ علی السراج الوھاج : محمد بن ابی بکر بن محمد (متوفی ۸۱۹ھ) نے السراج الوھاج پر حاشیہ لکھا۔

۲۔ شرح اصول البزدوی[1]

ابن الدرویلی شافعی (۷۶۷ھ۔۸۴۶ھ)[2]

قاضی، نحوی اور ریاضی تھے۔ بغداد، حلب، دمشق اور مصر کے علمی سفر کئے۔ مصری مختلف انواع، مشاہد تفسیر، حدیث کی کتب و تالیف کیں۔ اصول فقہ میں ان کی کتاب کا ذکر ملتا ہے۔[3]

عبداللہ بن احمد الاصفہانی (متوفی ۷۴۷ھ)[4]

قاضی، اصولی، نحوی، محدث، مفسر، لغوی، ادیب، مناظر، متکلم اور منطقی تھے۔ علمی گھرانے میں آنکھ کھولی، تاج زینت سے تعلیم حاصل کی۔ اپنے دادا کی کتاب "البرقانیہ" کی ایک عمدہ شرح لکھی اور پھر اس کا "الشفاء" کے نام سے اختصار کیا۔

مؤلفات الصولیہ :

۱۔ التنقیح (متن) ۲۔ التوضیح فی حل غوامض التنقیح[5]

کتاب "التنقیح والتوضیح" کا تحقیقی تجزیہ :

التنقیح متن ہے اور التوضیح اس متن کی شرح ہے اور یہ کتاب فقہ کے ہر پہلو علم المعانی، بیان اور منطق کی مدد پر مشتمل ہے۔ مقدمہ فی اصول کے بیان میں ہے۔ اس میں خاص عام، مطلق مقید، حقیقت و مجاز، حروف کی بحث مجمل، متشابہ شامل ہیں اور لفظی دلالت جس کو عبارۃ النص، اشارۃ النص، دلالۃ النص اور اقتضاء النص کہتے ہیں، ان کی تعریفات اور ان اصولیہ سے متعلق ابحاث بھی شامل ہیں۔ جس بات نے انہیں اس کتاب کے تالیف کرنے پر ابھارا اس کو ان لفظوں کے ساتھ اپنی کتاب "التنقیح والتوضیح" میں بیان کرتے ہیں

---

[1] کشف الظنون (۱۰۳۲/۲)، ہدیۃ العارفین (۱۰۸/۵)، اس میں شرح المنار ۳۲ ورق تک مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین (۱۸۲/۶)، ایضاح المکنون (۱۵۱/۲)، معجم المصنفین (۱۰۹/۱۰) (عہ)

[2] ابن الدرویلی، محمد بن عبداللہ بن ابوالحسن الادرنوی المتوری (۷۶۷ھ۔۸۴۶ھ)، ۷۶۷ھ میں ولادت ہوئی

[3] ایضاح ۱۵۳۰ [4] عبداللہ بن احمد بن محمود ابوالبرکات حافظ الدین النسفی متوفی ۷۱۰ھ، کشف الاسرار شرح المنار ۷۱۰ھ میں مکمل کی

[5] ہدیۃ العارفین (۴۸۰/۱)، تاج التراجم ۱۵۵/۲

"لما رأيت الفحول العلماء مكبين في كل عقد و زمان على صحة أصول الفقه لشيخ الإمام مفتي الأنام فخر الإسلام على الشروي رحمه الله تعالى دار السلام وهو كتاب جليل الشان باهر البرهان مركوز كنوز مطالبه في صحور غلافه و مرموز غوامض نكته دقائق اشاراته و رموزه حدت بعضهم غاضين طوارف القاصرة نظره عن مواقع الحاظه اي لا يدر كون بامكان النظر مايدرك عبه هو ان ينظر اليه فقد اردت تنقيحه و تنظيمه و حاولت ان علقت تبين مراده و تفهيمه على فوائد المعقول تاسيسه و تقسيمه موارد فيه رشحة مباحث الاصول و اصول الامام المدقق جمال الغرب ابن الحاجب مع تحقيقات بديعة و تدقيقات غامضة منيعة تحلو الكف عنها سالكا فيه مسلك الضبط والايجاز مبتدئا باهداب السحر متمسكا بعروة الاعجاز ..... "[1]

(جب میں نے دیکھا کہ بڑے بڑے علماء علم اصول فقہ میں مشغول ہیں تو میں نے بھی شیخ الامام المفتی الانام فخر الاسلام علی الشروی رحمہ اللہ تعالیٰ کی اصول فقہ پر کتاب کو پڑھنا شروع کیا۔ یہ کتاب بڑی شان والی اور بہت واضح دلائل پر مشتمل ہے اس کی عبارتوں کی چٹانوں میں معانی کے خزانوں پر مہریں لگی ہوئی ہیں اور باریک نکات و دقیق اشارات پر مشتمل ہے بعض حضرات اس کتاب کے ظاہری الفاظ میں ان کی حقیقی گہرائی تک پہنچنے کی وجہ سے اصل مقصد تک نہیں پہنچ سکے۔ بعض لوگوں نے اس کتاب کو سمجھنے کی کوشش کی لیکن اس کے مقاصد تک نہ پہنچ سکے۔ میں نے چاہا کہ اس کتاب کی تحقیق و تنقیح کروں اور میں نے مصنف کی مراد کی توضیح میں اپنی پوری کوشش کی اور اس کتاب کو اصول فقہ کے معقول حصہ کے مسائل کی تاسیس و تقسیم پر مشتمل بنایا اور اس میں اصول فقہ کے مسائل کی بھی جھلک ہے جو امام مدقق جمال الغرب ابن الحاجب کے اصول پر مشتمل ہیں اور میں نے اس میں بہت سی مفید تحقیقات اور عمدہ تدقیقات کا اضافہ کیا ہے۔ میں نے اس کتاب میں اختصار اور ضبط کا طریقہ اختیار کیا ہے اور میں نے اس کتاب کو اعجاز کے ساتھ شروع کیا ہے اور اعجاز کے ساتھ ہی اس کو ختم کیا ہے۔)

اور اسی طرح اپنے اسلوب کو یوں بیان فرمایا

"لما وفقني الله تعالى لتاليف تنقيح الاصول ارتدت الى شرح مشكلاته و توضيح معضلاته معرضا عن شرح الصحاح التي من لم يحلها بفكره اطناب لا يحل له النظر في ذلك الكتاب لم لتضمن الصحاح و تقف بالاجتهاد حتمه مشتملا على تعريفات و تصحيح مؤسسة على قواعد المعقول و تقريرات مرصعة بعد ضبط الاصول و ترتيب ليق لم يسبقني على مثله احد مع تدقيقات غامضة لم يبلغ فرسان هذا العلم الى هذا الامد سميت هذا الكتاب بالتوضيح في حل غوامض التنقيح "[2]

(جب اللہ نے تنقیح الاصول کی تالیف کی توفیق بخشی تو میں نے چاہا کہ اس کے مشکل مقامات کی شرح کروں اور میں نے ان صحاح کی شرح سے اعراض کیا جن مقامات سے اعتراض کرنے سے جن پر فکر کے ذریعہ حل نہ ہو سکے اس کتاب میں نظر نہ کی جائے کیونکہ صحاح میں اجتہاد کو دخل ہے اور میں نے اس کتاب میں معقول کے قواعد پر مشتمل تعریفات اور تصحیحات کا اضافہ کیا ہے اور اصول کی ترتیب و تنقیح کے بعد اس کتاب کو مرصع بنایا ہے اور میں نے اس میں ایسی تحقیقات کا اضافہ کیا ہے جو مجھ سے پہلے کسی نے نہیں کیا اور اس علم کے شہسوار اس مقام تک نہیں پہنچ سکے اور میں نے اس کتاب کا نام "التوضیح فی حل غوامض التنقیح" رکھا)

---

[1] التنقیح والتوضیح ص ۱۵، ۱۸، نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] حوالہ سابق ص ۱۸

التنقیح والتوضیح والتلویح کا تحقیقی تجزیہ :

التنقیح والتوضیح اور مقدمات اربعہ من التوضیح کی شروح حواشی وتعلیقات :

۱۔ سید عبدالقادر بن محمد الحسینی معروف بقرہ کار حنفی متوفی ۸۰۰ھ نے التنقیح کی شرح تالیف کی۔

قرہ کار کی شرح پر حاشیہ :

زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔[1]

۲۔ علامہ صدرالدین سعود بن عبدالشکور الحنفی ثم الشافعی (متوفی ۹۴۷ھ) نے "التلویح فی کشف حقائق التنقیح" کے نام سے التنقیح کی شرح لکھی ۵۵۸ صفحات میں اس کی تالیف۔ مقدمہ، ۱۰ ابواب پر مشتمل ہے حواشی تعلیقات غیر ملحقہ گئے۔ ان سب کا بعد میں ایک ساتھ بیان کیا جائے گا۔[2]

۳۔ سید شریف علی بن محمد الجرجانی (متوفی ۸۱۶ھ) نے مقدمات اربعہ من التوضیح پر تعلیقہ لکھا۔[3]

۴۔ عبدالغفار بن ابی القاسم بن احمد کمال الدین الانصاری الحلبی الحنفی المالکی (متوفی ۸۳۰ھ یا ۸۸۰ھ)۔ ہدیۃ العارفین کی عبارت ہے "حاشیہ علی التوضیح شرح التنقیح فی الاصول"۔[4]

۵۔ محمد بن قاسم بن مرقطوبغا الترکی الاصل المصری سیف الدین الحنفی (متوفی ۸۸۱ھ)۔ انہوں نے حاشیہ علی التوضیح اور شرح التنقیح تالیف کیا۔[5]

۶۔ احمد الیونانی حنفی (متوفی ۸۰۰ھ) ہدیۃ العارفین کے مطابق انہوں نے التوضیح شرح التنقیح تالیف کیا۔[6]

۷۔ حسن بن عبدالصمد السامسونی حنفی (متوفی ۸۹۱ھ تقریباً)۔ انہوں نے حاشیہ علی المقدمات الاربع تالیف کیا۔ کشف الظنون کے مطابق تعلیقہ علی المقدمات الاربع من التوضیح تالیف کیا۔ ہدیۃ العارفین میں بالظاہر ان کا انہوں نے تعلیقہ علی مقدمات التوضیح فی الاصول اور حواشی علی المقدمات الاربع لصدر الشریعہ تالیف کئے۔[7]

مقدمہ کی تحقیق کے مطابق ہدیۃ العارفین میں مذکور یہ دونوں حاشیے جیسے صاحب کشف الظنون نے تعلیقے سے تعبیر کیا ہے۔[8]

۸۔ لقمہ بن حسن الرومی الحنفی المقتول ۹۳۰ھ نے تعلیقہ علی مقدمات الاربعہ من التوضیح تالیف کیا۔[9]

۹۔ مولیٰ عبدالکریم بن عبداللہ رومی حنفی (متوفی ۹۰۰ھ تقریباً) نے تعلیقہ علی مقدمات الاربع تالیف کیا۔[10]

۱۔ کشف الظنون ۱/۴۹۹ ۲۔ کشف الظنون ۱/۳۲۲ ۳۔ کشف الظنون ۱/۴۸۸

۴۔ کشف الظنون ۱/۴۹۹، ہدیۃ العارفین ۱/۵۹۷، اس میں تاریخ وفات ۸۳۰ھ مذکور ہے، ایضاح المکنون ۲/۲۲۳ (۲۵۳)

۵۔ ہدیۃ العارفین ۲/۲۰ ۶۔ ہدیۃ العارفین ۱/۱۸۲ ۷۔ کشف الظنون ۱/۴۹۹، ہدیۃ العارفین ۱/۴۸۸

۸۔ تحقیق مقدمہ ۳۲/۲ ۔ ۳۵ (۲۷۵) ۹۔ کشف الظنون ۱/۳۲۲

۱۰۔ کشف الظنون ۱/۴۹۹، ہدیۃ العارفین ۱/۶۲۵، اس میں تاریخ وفات ۸۶۲ھ مذکور ہے

۱۰۔ خطیب زادہ محمد کمال الدین بن تاج الدین ابراہیم بن خطیب حنفی (متوفی ۹۰۱ھ) نے تعلیقہ علی مقدمہ التوضیح فی الاصول تالیف کیا۔ انہوں نے دو تعلیقات مختلف اوقات میں تالیف کئے تھے۔[1]

۱۱۔ مولیٰ صلاح الدین مصطفیٰ القسطونی (متوفی ۹۰۱ھ) نے تعلیقات علی مقدمات الاربع تالیف کیا۔[2]

۱۲۔ علاء الدین علی عربی الحلبی (متوفی ۹۰۱ھ) نے تعلیقہ علی مقدمات الاربع تالیف کیا۔[3]

۱۳۔ مصلح الدین مصطفیٰ بن احمد الدین ابو یحییٰ انصاری رومی حنفی (متوفی ۹۱۱ھ) نے حاشیہ علی التوضیح تالیف کیا۔[4]

۱۴۔ مولیٰ محمد بن امان حسن (متوفی ۹۱۱ھ) نے "تعلیقات الاربعہ من التوضیح" تالیف کیا۔[5]

۱۵۔ متعلقات من التنقیح شمس الدین احمد بن سلیمان بن کمال پاشا (متوفی ۹۴۰ھ) نے تنقیح الفصول کی ۹۳۱ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے۔[6]

کتاب "تغییر التنقیح" کی شروح :

۱۔ ایک نامعلوم صاحب تغییر التنقیح نے خود اس کی شرح لکھی۔[7]

۲۔ حسن بن طورخان بن ابراہیم بن یعقوب الانصاری بالی السیدی (متوفی ۱۰۲۵ھ) نے بھی اس کی شرح لکھی۔[8]

"شرح التغییر" پر تعلیقہ :

ابن کمال پاشا صاحب تغییر التنقیح نے شرح پر مولیٰ صالح بن نوح نے تعلیقہ لکھا۔[9]

۱۶۔ محمد ابن الواعظ محمد بن احمد بن ابو سعید بن مہنا حنفی (متوفی ۹۸۶ھ) نے حاشیہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔[10]

۱۷۔ مصطفیٰ بن محمد بن سنان آخذی حنفی (متوفی ۱۰۰۰ھ) نے حاشیہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔[11]

۱۸۔ مصطفیٰ چلپی حنفی (متوفی ۱۰۱۸ھ) نے حواشی علی صدر الشریعہ تالیف کئے۔[12]

۱۹۔ مصطفیٰ بن حسام الدین حسین بن محمد بن حسام الدین ابو سعود رومی حنفی (متوفی ۱۰۳۵ھ) مفتی دیار روم نے حاشیہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔[13]

۲۰۔ عبد اللہ بن عبد الحلیم سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ) نے شرح التنقیح تالیف کی۔[14]

۲۱۔ ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی السوسی (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے حاشیہ علی التوضیح لکھا۔[15]

---

[1] کشف الظنون ۱/۳۹۸، ہدیۃ العارفین ۶/۳۸۸ [2] کشف الظنون ۱/۳۹۸ [3] ہدیۃ العارفین ۵/۵۳۳ [4] کشف الظنون ۱/۳۹۸، ہدیۃ العارفین ۶/۳۹۹ [5] کشف الظنون ۱/۳۹۸، فوائد البہیہ ص ۲۱، ۲۲، طبقات السنیہ ۱/۳۱۱(۴۹۸)، تاج التراجم ص ۲۰۷، مکمل صولیون ۱/۱۲۵(۱۹۵) [6] مکمل صولیون ۱/۲۲۳(۲۷۳) [7] کشف الظنون ۱/۳۹۸، ہدیۃ العارفین ۵/۳۲۳ [8] ہدیۃ العارفین ۶/۲۲۷ [9] ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۶ [10] ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۶ [11] ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۹ [12] ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۹ [13] ہدیۃ العارفین ۵/۴۵۸ [14] ہدیۃ العارفین ۵/۴۵۸ [15] ہدیۃ العارفین ۶/۲۵۸

۲۔ [illegible] الشہیر بالتفتازانی (متوفی ۷۹۳ھ) نے شرح التنقیح فی الاصول تالیف کی۔[1]

۳۔ [illegible] (متوفی ۷۹۳ھ) نے حاشیۃ الاصول و غاشیۃ الفصول بشرح مقدمات الاربع لصدر الشریعہ تالیف کیا۔[2]

۴۔ [illegible] (متوفی ۹۵۲ھ) نے حاشیہ علی المقدمات الاربع لصدر الشریعہ تالیف کیا۔[3]

۵۔ [illegible] (متوفی ۱۰۳۵ھ) نے حاشیہ علی التوضیح والتلویح تالیف کیا۔[4]

صدر الشریعہ پر تعلیقہ:

[illegible] (متوفی ۱۰۲۳ھ) نے تعلیقہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔[5]

التوضیح کی شرح التلویح و تحقیق تجزیہ:

تلویح یا حل التنقیح والتوضیح [illegible] سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی شافعی (متوفی ۷۹۳ھ) کی شرح کو خاص شہرت حاصل ہوئی [illegible] نے اپنی تحقیقات فوق میں یہ کتاب حل کر اصل تنقیح اور مخلقات [illegible] کی تحقیق کی [illegible] کے طریق میں لکھے جانے والے حواشی التحقیقات کو دیکھ لیا ہے ہیں:

۱۔ [illegible] (متوفی ۸۰۰ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا اور اس کا نام التوضیح رکھا۔[6]

۲۔ [illegible] (متوفی ۸۰۰ھ تقریباً) نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا اور [illegible] التوضیح شرح التنقیح سے اور کشف الغوامض کے [illegible]

۳۔ [illegible] (متوفی ۸۷۶ھ) نے حاشیہ لکھا۔[7]

۴۔ [illegible] (متوفی ۸۷۵ھ) مشہور بہ شارح وقایہ مصنف نے حاشیہ لکھا اور [illegible] نے [illegible][8]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

۵۔ علاء الدین علی بن محمد القوشجی (متوفی ۸۷۹ھ) نے حاشیہ لکھا۔[1]

۶۔ محمد ابن فرامرز (متوفی ۸۸۵ھ) مشہور بہ ملا خسرو نے حاشیہ لکھا۔[2]

۷۔ محقق حسن چلپی بن محمد بن حمزہ (متوفی ۸۸۶ھ) مشہور بہ فناری نے حاشیہ لکھا۔

حسن چلپی کے حاشیہ پر تعلیقہ: اس پر عصار زادہ مصطفیٰ بن محمد متوفی (۹۶۸ھ) نے تعلیقہ لکھا۔[3]

۸۔ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی حنفی (متوفی ۸۸۷ تقریباً) نے حواشی علی التلویح تالیف کیے۔[4]

۹۔ علاء الدین علی الطوسی (متوفی ۸۸۷ھ) نے حاشیہ لکھا۔[5]

۱۰۔ مصلح الدین مصطفیٰ بن یوسف (ابن صالح) (متوفی ۸۹۳ھ) مشہور بہ خوجہ زادہ نے حاشیہ تالیف کیا۔[6]

۱۱۔ عبدالرحیم بن عبداللہ رومی حنفی (متوفی ۹۰۰ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔ کشف الظنون نے اس کو تعلیقہ علی التلویح تالیف کیا۔[7]

۱۲۔ حسان بن عبداللہ الفاسی بدر الدین الطیانی حنفی (متوفی ۹۰۱ھ) مشہور بہ ملا زادہ نے حاشیہ تالیف کیا۔[8]

۱۳۔ محمد بن صفی الدین عبدالرحمن بن محمد بن عبدالسلام الہاشمی شافعی الصفوی شیرازی (متوفی ۹۰۲ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔[9]

۱۴۔ سیف الدین احمد بن علی بن محمد بن سعد الدین مسعود بن مؤید الدین محمد زاہد الہروی (متوفی ۹۱۶ھ) نے حاشیہ لکھا۔[10]

۱۵۔ شیخ محی الدین محمد بن حسن سامسونی (متوفی ۹۱۹ھ) نے حاشیہ لکھا۔[11]

۱۶۔ قوام الدین یوسف بن حسن الحسینی شیرازی حنفی (متوفی ۹۲۲ھ) نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔[12]

۱۷۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاری القاہری شافعی (متوفی ۹۲۶ھ) نے حاشیہ لکھا۔[13]

۱۸۔ محی الدین محمد بن محمد بن محمد ابو ذکی المنجد الرومی حنفی (متوفی ۹۳۷ھ) نے حاشیہ تالیف کیا۔[14]

۱۹۔ شمس الدین احمد بن سلیمان رومی (متوفی ۹۸۸ھ) معروف بہ ابن کمال پاشا نے حواشی علی التلویح تالیف کیے۔[15]

---

۱ کشف الظنون ۱/۳۹۷
۲ کشف الظنون ۱/۳۹۸، ہدیۃ العارفین ۵/۲۸۸، تاج التراجم ۳/۵۵۔ نظم العقود ۲/۵۲۔۵۷ (۲۹۱)
۳ نظم العقود ۱/۳۳۳ (۱۸۵)
۴ کشف الظنون ۱/۳۹۷، ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۳
۵ کشف الظنون ۱/۳۹۷
۶ ہدیۃ العارفین ۵/۱۵۱
۷ ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۳
۸ کشف الظنون ۱/۳۹۷
۹ نظم العقود ۱/۳۳۳۔۳۳۴ (۱۸۸)
۱۰ تاج التراجم ۳/۶۸۔۶۹، نظم العقود ۱/۳۰۹۔۳۱۰ (۲۳۵)
۱۱ ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۹، کشف الظنون ۱/۳۹۷
۱۲ ہدیۃ العارفین ۲/۵۰۹
۱۳ الفوائد البہیہ ص ۱۰۱، کشف الظنون ۱/۳۹۷
۱۴ الفوائد البہیہ ص ۲۱۔۲۲، نظم العقود ۱/۳۳۱۔۳۳۲، تاج التراجم ۳/۷۱۔۷۲، نظم العقود ۱/۳۳۵ (۱۹۸)

۱۔ محمد بن عبداللہ القرمی (متوفی ۹۳۳ھ) نے حواشی علی التلویح لکھے۔[1]

۲۔ علاء الدین ابراہیم بن محمد بن عرب شاہ حنفی (متوفی ۹۴۵ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔[2]

۳۔ شیخ مصلح الدین مصطفیٰ بن شعبان معروف بہ السروری (متوفی ۹۷۹ھ) نے حاشیہ تالیف کیا۔[3]

۴۔ خواجہ بن عبداللہ العلائیہ وی حنفی (متوفی ۹۹۳ھ) نے حاشیہ لکھا۔[4]

۵۔ الہ دین روح اللہ بن ناصر الدین بن غیاث الدین بن سراج الدین انصاری الجارچوی دہلوی (متوفی ۱۰۰۸ھ) نے حواشی علی التلویح لکھے۔[5]

۶۔ شاہ شمس الدین قرہ باجی (متوفی ۱۰۰۹ھ) نے حاشیہ التلویح لکھا۔[6]

۷۔ ابن ظہیرہ علی بن جار اللہ بن محمد بن ابوبکر بن ابی بکر بن علی بن ابوالبرکات حنفی (متوفی ۱۰۱۰ھ) نے حاشیہ علی شرح التوضیح لکھا۔[7]

۸۔ مصطفیٰ بن حسام الدین حسین بن محمد حسام الدین ابہری روی حنفی (متوفی ۱۰۳۵ھ) معروف بہ حسام زادہ نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔[8]

۹۔ یاسین بن زین الدین ابوبکر بن محمد شیخ علیم الحصنی العلیمی شافعی (متوفی ۱۰۶۱ھ) نے حاشیہ علی شرح التوضیح لکھا۔[9]

۱۰۔ عبدالحکیم بن شمس الدین محمد ملک اصلی سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۶۷ھ) نے حاشیہ علی التلویح علی المقدمات الاربع تالیف کئے۔[10]

۱۱۔ محمد بن عبداللہ الموصلی حنفی (متوفی ۱۰۸۳ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔[11]

۱۲۔ عبدالقادر بن احمد بن علی یمنی الیمنی حنفی (متوفی ۱۰۸۵ھ) نے حاشیہ علی التلویح لکھا۔[12]

۱۳۔ فاضل بن السید فتح اللہ الشمسی رومی الصوفی (متوفی ۱۱۰۳ھ) معروف بہ تیازادہ نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔[13]

۱۴۔ جمال الدین بن رکن الدین الہروی چشتی گجراتی (متوفی ۱۱۲۴ھ) نے حاشیہ التلویح تالیف کیا۔[14]

۱۔ الفوائد البہیہ ۱/۳۲۹، ۳۳۱، الطوالع البہیہ ص ۲۹
۲۔ کشف الظنون ۱/۴۹۷
۳۔ الشقائق النعمانیہ ۱/۳۰۵، ۳۰۶ (۱۴۳)
۴۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵۵۱
۵۔ ہدیۃ العارفین ۱/۴۳۹
۶۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۵، الفتح المبین ۳/۹۸، تکملہ الاصولیین ۳/۱۴۲ (۳۹۸)
۷۔ ہدیۃ العارفین ۱/۴۹۲
۸۔ ہدیۃ العارفین ۱/۶۵۷
۹۔ تکملہ الاصولیین ۱/۶۰ (۳۲)
۱۰۔ ہدیۃ العارفین ۱/۸۰۳
۱۱۔ تکملہ الاصولیین ۱/۵۰۰ (۳۳)
۱۲۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۴
۱۳۔ ہدیۃ العارفین ۱/۶۰۲، تکملہ الاصولیین ۲/۲۱۱ (۳۵۲)
۱۴۔ ہدیۃ العارفین ۱/۶۰۲ (۳۳۶)، نزہۃ الخواطر ۶/۵۸ (۱۲۰)

۳۴۔ احمد بن محمد بن حسین بن احمد الکوراني حنفی (متوفی ۱۱۴۲ھ) نے تحریرات علی التلویح تالیف کئے۔[1]

۳۵۔ امان اللہ بن نور اللہ بن امین بنارسی ہندی حنفی (متوفی ۱۳۳۳ھ) نے حواشی علی التلویح لکھے۔[2]

۳۶۔ امین اللہ بن احمد لصوفی ہندی حنفی (متوفی ۱۳۵۲ھ) نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔[3]

۳۷۔ نور اللہ احمد بن شیخ محمد صالح احمد آبادی ہندی حنفی (متوفی ۱۱۵۵ھ) نے حاشیہ علی التلویح تالیف کیا۔[4]

شرح التلویح پر چند مزید حواشی لکھنے والے علماء :

☆ علامہ ابوبکر بن ابی القاسم لبنی سمرقندی (متوفی نہ)

☆ الفاضل معین الدین (متوفی نہ) نے حاشیہ علی اوائل التلویح تالیف کیا

☆ شیخ الاسلام احمد بن یحیی بن محمد بن عبد اللہ بن تمتہ زبیدی (متوفی ۹۲۹ھ)

☆ شیخ وجیہ الدین بن نصر اللہ علاء الدین گجراتی (متوفی ۹۹۸ھ)

☆ شیخ نور الدین محمد بن صالح احمد آبادی

☆ علامہ زین الدین ابو العدل قاسم بن قطلو بغا حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)

☆ شیخ یعقوب بن حسن صرفی کشمیری (متوفی ۱۰۰۳ھ)

☆ مولوی عبد السلام دیوبی (متوفی نہ)

☆ مصلح الدین مصطفی معروف بہ خسان زادہ (متوفی نہ)[5]

التوضیح کی شرح التلویح پر تعلیقات :

۱۔ حضرت شاہ عبد اللطیف المستشہد روہی حنفی (متوفی ۸۵۳ھ) نے تعلیقہ علی التلویح تالیف کیا۔[6]

۲۔ شیخ یوسف بابی ابن شیخ یکان (متوفی ۹۹۵ھ) نے تعلیقہ علی اوائل التلویح تالیف کیا۔

۳۔ اسی طرح ان کے صاحبزادے محمد بن یوسف بابی نے بھی تعلیق لکھا۔[7]

۴۔ مولی عبد الکریم (متوفی ۹۰۰ھ تقریباً) نے اس کے اوائل پر تعلیق لکھا۔[8]

۵۔ مصلح الدین مصطفی بن محمد القسطمونی الرومی حنفی (متوفی ۹۰۲ھ) نے تعلیقہ علی المقدمات الاربعہ من التلویح تالیف کیا۔[9]

۱۔ کشف الظنون ۱/۳۰۳، ۲/۱۵۲۰ (یہاں پر کوراسک الدمد ۱/۱۷۳، ۱۸۱ مذکور ہے

۲۔ ہدیۃ العارفین ۱/۳۲۷ (ذیل الکوراسک طرف ۲/۳۹۰ (۸۰)

۳۔ کشف الظنون ۱/۳۵۸ (۲۱) ۲/۱۵۲۰ ۴۔ ایضاح المکنون ۱/۳۸۳

۵۔ کشف الظنون ۱/۳۹۲ تذکرہ المصنفین ص ۴۱۵۔۴۱۶

۶۔ ہدیۃ العارفین ۱/۳۲۶، کشف الظنون ۱/۳۹۷ ۷۔ کشف الظنون ۱/۳۹۷، ہدیۃ العارفین ۲/۵۶۲

۸۔ کشف الظنون ۱/۳۹۷ ۹۔ ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۱

۔ محمد بن صلاح الدین مصطفی بن الحاج حسن ابو الیسر ی (متوفی ۱۱۵۱ھ) نے تعلیقہ علی مقدمات التلویح تالیف کیے۔[1]

۔ محمد بن سلیمان بن کمال پاشا (متوفی ۹۴۰ھ) نے تعلیقہ علی اوائل التلویح لکھا۔[2]

۔ ابن المعمار مصطفی بن تقی الدین محمد رومی حنفی (متوفی ۱۰۱۰ھ) نے تعلیقہ علی حاشیۃ التلویح تالیف کیا۔[3]

۔ فاضل یحیی بن احمد بن محمد الامامی (متوفی ۹۸۳ھ) نے "ثمرات التلویح" کے نام سے تعلیقہ علی مباحث قسم الاقسام من التلویح تالیف کیا۔[4]

۔ امام محمد شمس الدین بن بدر الدین الارزنجانی یوسفی زادہ حنفی (متوفی ۹۸۸ھ) نے تعلیقہ علی التلویح تالیف کیا۔ یہ حواشی ان کے شاگرد ین نے تعلیقہ علی التلویح فی کشف حقائق التنقیح تالیف کیا۔[5]

۔ مولانا محمد امانی رومی حنفی (متوفی ۱۰۳۹ھ) نے تعلیقہ علی التلویح لکھا۔[6]

۲۔ بدر الدین الکرمانی حنفی (متوفی ۷۶۲ھ۔ ۷۴۸ھ)[7]

ان کی پیدائش ۷۴۸ھ میں مصر آئے، یہاں ازہر میں تعلیم حاصل کی اور وہیں تعلیم بھی دی۔ ثبت حاصل ہوئی۔ شیخ سراج نے تحقیق علمی کی گواہی دی۔ مصر میں تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے حاشیہ علی معنی الخبزی فی اصول الفقہ تالیف کیا۔ یہ ہدیۃ العارفین میں ہے "حاشیہ علی کشف حل المعنی فی شرح المعنی فی الاصول" (یعنی انہوں نے اصول میں المعنی کی شرح المغنی پر حاشیہ لکھا)۔[8]

۳۔ بدر الدین الاردبیلی شافعی (متوفی ۷۴۹ھ)[9]

یہ اصولی اور مفسر تھے۔ فخر الاخیار دین تبریزی شمس الدین الاصفہانی دمشقی وغیرہ سے استفادہ کیا۔ مدرسہ ناصریہ میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : حقائق الاصول شرح منہاج الاصول للبیضاوی[10]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۵ ج کشف الظنون ۱/۴۹۷

۲۔ ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۵ ج کشف الظنون ۱/۴۹۸

۳۔ ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۵، کشف الظنون ۱/۲۳۶، ۲۳۷، (۱۷۹)

۴۔ کشف الظنون ۱/۴۹۸، ہدیۃ العارفین ۲/۵۰۷

۵۔ بالفرض قوام الدین مسعود بن ابراہیم الکرمانی (متوفی ۷۶۳ھ/۱۳۶۲ء) مصر میں وفات پائی

۶۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۹۱، معجم المؤلفین ۱۰/۱۵۹ ۷۔ حسن بن محمد بن احمد بن الحریری الدمشقی (متوفی ۹۳۳ھ) دمشق میں وفات پائی

۸۔ بیان المکنون ۲/۳۸۸، ہدیۃ العارفین ۵/۸۱۶، معجم المؤلفین ۱۰/۱۵۹

قوام الدین اکاکی حنفی (متوفی ۷۴۹ھ)[1]

فقیہ اصولی تھے۔ بہاء الدین عبد العزیز بخاری اور حسام الدین الضغانی سے افادہ علم کیا، قاہرہ میں تدریس اور افتاء کی خدمات انجام دیں۔[2]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ جامع الاسرار شرح المنار فی الاصول

۲۔ بیان الوصول فی شرح الاصول للبزدوی

شمس الدین الاصفہانی شافعی (متوفی ۶۷۴ھ۔۷۴۹ھ)[3]

اصولی، نحوی، ادیب، منطقی اور کاتب تھے۔ اپنے والد سے بھی تعلیم حاصل کی، دمشق ثم قاہرہ بیت المقدس اور دیگر علماء سے استفادہ کیا۔ دمشق میں تقی الدین نے آپ کے تبحر علمی کو بہت سراہا، کئی مشہور مدارس میں تدریس کی۔ ۷۳۲ھ میں امیر قوصون شیخ محمد حسن الافرنی نے ان کی خدمات میں ایک وفد بھیج کر مصر آنے کی درخواست کی، یہ آپ مصر تشریف لے آئے جو قوصون نے ان کے لئے قرافہ میں خانقاہ تعمیر کروائی۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح بدیع النظام لابن الساعاتی فی الاصول

۲۔ شرح منہاج الوصول فی الاصول

۳۔ شرح منتہی السول والامل لابن حاجب[4] یہ شرح "بیان المختصر" کے نام سے ہے۔ اور مختصر بذا تین مجلدات میں اس کتاب پر تحقیق پیش کی۔ اس کے مقدمہ میں مذکور ہے کہ یہ ان سات مشہور شروح میں سے ایک ہے جو "السبع السیارہ" کے نام سے معروف ہیں۔ اس شرح کو علامہ اصفہانی نے خواجہ رسید کو تصنیف کیا تھا۔ یہ کتاب مذکور تحقیق کے ساتھ پہلی بار ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء میں جامع ام القری سے مجلدات میں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

---

[1] قوام الدین محمد بن محمد بن احمد بن عبد العزیز اکاکی متوفی ۷۴۹ھ قاہرہ میں وفات پائی

[2] الفتح المبین ۱/۱۵۷، الفوائد البہیہ ص ۸۶

[3] ابو عبد اللہ شمس الدین محمود بن عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن ابو بکر بن علی الاصفہانی (۶۷۵ھ۔۷۴۹ھ)، الاصفہان میں ولادت ہوئی، یہیں وفات پائی

[4] ہدیۃ العارفین ۲/۵۰۰، الفتح المبین ۲/۱۵۸

یحییٰ بن حمزہ المؤید الزیدی (متوفی ۷۴۹ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "نہایۃ الوصول الی علم الاصول" تالیف کی۔[1]

محمد بن احمد الترکمانی حنفی (متوفی ۷۵۰ھ)

سلفی اور مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ : خبازی کی اصول فقہ میں کتاب "المغنی" کی شرح لکھی اور اس کا نام "الکاشف المغنی فی شرح المغنی" رکھا۔[2]

علی بن عثمان، ابن الترکمانی حنفی (متوفی ۷۸۳ھ-۷۵۰ھ)[3]

علم اصول، حدیث، مفسر، فقہ، ریاضی، دیں شاعر اور مورخ تھے۔ چھوٹی عمر میں ہی ان کا والد انتقال کر گئے۔ منصب پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المعتمد" فی اصول الفقہ تالیف کی۔ تاج التراجم میں لکھا ہے "وله معتمد فی اصول الفقه" (اصول فقہ میں ان کی کتاب "معتمد" ہے)۔[4]

ابن قیم الجوزیہ حنبلی (متوفی ۷۹۱ھ-۷۵۱ھ)[5]

فقیہ، اصولی، محدث، نحوی اور ادیب تھے۔ علی الہندی اور ابن تیمیہ سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔ ابن تیمیہ سے والہانہ عقیدت اور محبت کی بناء پر ان کے اقوال و احوال میں کثیر مواقع پر ان کی تقلید کی اور ان کے مذہب کی اعانت اور حمایت کرتے ہوئے ان کی کتب کو مرجع بنایا اور ان کے علمی افکار کو پرچار کیا۔ آپ کے معاندین کی طرف آپ کی تصنیفات کا ہونا مشکل ہے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں "اعلام الموقعین عن رب العالمین" تالیف کی جو مشہور زمانہ کتاب ہے۔[6]

ابن قیم اپنی اس کتاب میں دوران بحث کثرت سے دلائل دیتے ہیں۔ وہ فقہ حنفی کی آراء کو بھی پیش نظر رکھتے ہیں اور ان کی صحت اور عدم صحت کا تجزیہ کرنے کے بعد اسے حق سمجھتے ہیں اخذ کر لیتے ہیں بصورت دیگر چھوڑ دیتے ہیں۔ بعض اوقات وہ اپنے مختار مذہب پر دلائل دینے کے بعد مخالف کی آراء پیش کرتے اس کا بطلان ثابت کرتے ہیں۔ مخالف کی رائے تقلید و تردید کے بعد مضبوط مستحکم عقلی دلائل سے پیش آمدہ کو ثابت کرتے ہیں۔ نصوص ان کی بحث کا مرکز

---

[1] یحییٰ بن حمزہ بن علی بن ابراہیم بن الحسین بن الحسن الحسنی الیمنی، صنعا میں ولادت اور یمن میں وفات پائی۔ ہدیۃ العارفین ۲/۵۲۹

[2] محمد بن احمد بن ابی بکر، شمس الدین الترکمانی بلخی، جس نام سے مشہور ہوئے۔ انتقال ۷۵۰ھ۔ تاج التراجم ص ۵۹، ۶۰ (۷۶)

[3] علی بن عثمان بن محمد، علاء الدین ابن الترکمانی ماردینی ثم مصری، ابن ایبک بن عبداللہ الحنفی الماردینی (۷۴۳ھ/۱۳۴۲ء)

[4] تاج التراجم ص ۱۳۴ (۱۳۰)، ہدیۃ العارفین ۲/۵۰۷، معجم المؤلفین ۲/۱۲۰

[5] ابن قیم جوزیہ، شمس الدین محمد بن ابوبکر بن ایوب بن سعد بن حریز الزرعی الدمشقی (۱۲۹۲ء/۱۳۵۰ء) دمشق میں ولادت وفات پائی۔

[6] معجم المؤلفین ۹/۱۹۱، ۱۹۲

دکھائی دیتا ہے۔ وہ فقہاء کے افکار و خیالات کا محض جائزہ لیتے ہیں اور تقلید کی موافقت نہیں کرتے۔ وہ فن اصول استنباط مسائل کے وقت استمداد کرتے ہیں وہ ہیں : کتاب و سنت و اجماع و قضائی صحابہ کرام و قیاس و استحسان و مصالح مرسلہ و عادات و ذرائع۔

جمال الدین الخراطی حنفی (متوفی ۷۵۲ھ۔ بعدہ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "اقتباس الانوار فی شرح المنار للنسفی" تالیف کی۔ انہوں نے ۷۵۲ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔[2]

احمد بن حمید المحاربی زیدی (متوفی ۷۵۲ھ بعدہ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "قنطرۃ الوصول الی تحقیق جوہرۃ الاصول" تالیف کی۔ اور یہ کتاب "جوہرۃ الاصول وتذکرۃ الفحول" کی شرح ہے۔ دونوں کی تالیف سے ۷۵۲ھ میں فارغ ہوئے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ جامع الیمنیہ صنعاء میں نمبر ۳۷ اصول فقہ میں موجود ہے۔[4]

زین الدین العجمی حنفی (متوفی ۷۵۳ھ)

فقہ و اصول میں ممتاز آئمہ حنفیہ میں شمار ہوتے تھے۔ تدریس افتاء اور منصب قضاء پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح "مختصر المنتہی لابن الحاجب" تالیف کی۔[5]

ابن الفصیح الہمدانی حنفی (۶۸۰ھ۔۷۵۵ھ)[6]

فقیہ اصولی اور نحوی تھے۔ جامع معقول و منقول تھے۔ فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ مشہد اور صعید بلاد میں ایک طویل عرصہ تک تدریس کرتے رہے۔ مستعاصمیہ میں بھی تدریس کی پھر دمشق تشریف لے آئے۔ وہاں دمشق نائب السلطنۃ نے ان کی عزت افزائی کی۔ آپ کی کتب فقہ و اصول و فرائض پر مشتمل ہیں جن میں اسناد کے ساتھ فن کو نظم کیا گیا ہے۔

مؤلفات اصولیہ : نظم "العماد" فی اصول الفقہ" اس منظوم کتاب میں ۹۰۳ ابیات ہیں۔ اس کا ایک نسخہ مکتبۃ العربیہ دمشق میں اصول فقہ کی فہرست میں موجود ہے۔[7]

---

1. جمال الدین یوسف بن زکی مادی دمشقی ثم مصری ثم اسکندری۔ 2. ہدیۃ العارفین ۶/۵۵۷
3. احمد بن حمید بن عبد المحاربی زیدی۔ 4. معجم المؤلفین ۱۷۰ (۸۲)
5. زین الدین محمد بن احمد بن محمد العجمی حنفی (۷۵۳ھ)، الفوائد البہیہ ص ۱۷۸، الفتح المبین ۲/۱۲۲، معجم المؤلفین ۲/۱۱۰ (۳۲۷)
6. ابو طالب ظہیر الدین احمد بن علی بن احمد ابن فصیح ہمدانی (۶۸۰ھ/۱۲۸۱ء۔ ۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) دمشق میں وفات پائی۔
7. ہدیۃ العارفین ۵/۱۱۱، تاج التراجم ص ۱۳۰ (۳۱)، الطبقات السنیہ ۱/۳۵۷۔۳۶۰ (۲۲۸)، الفوائد البہیہ ص ۲۹، الفتح المبین ۲/۱۲۲، معجم المؤلفین ۱۲/۱۶۷ (۱۸)

ابن الدین الموصلی شافعی (متوفی ۶۸۱ھ۔۷۵۵ھ)[1]

فقیہ، اصولی، نحوی، منطقی، ادیب اور شاعر تھے۔ سید رکن الدین الاسترابادی سے فقہ و اصول کی تعلیم حاصل کی۔ آخری عمر تدریس و افتاء میں مشغول رہے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول ۲۔ شرح البدیع لابن الساعاتی فی الاصول[2]

ابن حبیب شافعی (متوفی ۷۵۵ھ)

انہوں نے "الدر اللامع فی ضبط الفاظ جمع الجوامع للسبکی" تالیف کی۔[3]

تقی الدین السبکی شافعی (متوفی ۶۸۳ھ۔۷۵۶ھ)[4]

فقیہ، مفسر، محدث، اصولی، نحوی، منطقی، بیانی اور جدلی تھے۔ اصول بحثی تعلیم جمال الدین اسنوی سے حاصل کی۔ اسکندریہ، حلب اور دمشق میں مدرس، مفتی اور قاضی رہے۔ شام میں منصب قضاء پر فائز رہے۔ تقریباً ۱۵ کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ اصول کی کتاب "جمع الجوامع" میں آپ نے اصول پر آراء نقل کی ہیں۔ دراصل یہ ان کے صاحبزادہ تاج الدین السبکی کی تالیف ہے۔[5]

الابہاج فی شرح المنہاج، اس شرح کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: "الحمد للہ الذی اسس بنیان قبۃ علی من قواعد مشارع الحق الدین مصالف بضاعتی بقولہ: "المسالۃ الطریقۃ وجوب الشی ملا بہ الا بہ و کان مقدورا للمکلف بتناول کل واحد فھو فرض عین" تک لکھ سکے تھے۔ پھر اس کے بعد شارح کے صاحبزادہ صاحب تاج الدین ابو نصر عبدالوہاب بن علی السبکی متوفی ۷۷۱ھ نے اسے مکمل کیا۔ یہ شرح مصر سے چھپ چکی ہے۔

۱۔ رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب[6]

عضد الدین الایجی شافعی (۷۰۸ھ۔۷۵۶ھ)[7]

اصولی، منطقی، متکلم اور ادیب تھے۔ اپنے شہر کے علماء سے تحصیل علم کے بعد حیرۃ سلطانیہ چلے گئے اور وہاں تقریباً عمر بھر تک قیام رہا۔ شیخ شمس الدین محمد بن احمد الکازرونی صاحب المطول آپ کے شاگرد تھے۔ ایجی کے علی نے ان سے کئی سال پڑھا۔ کرنے کے بعد ۷۵۶ھ میں قید کا حکم دیا، اسی قید خانہ میں انتقال فرمایا۔

---

[1] ابن الدین علی بن الحسین بن القاسم بن منصور بن علی الموصلی (۱۳۸۲ء/۷۸۴ھ۔۱۳۵۳ء/۷۵۵ھ) موصل میں ولادت و وفات ہوئی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۵/۲۰۵، معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۵

[3] ابن حبیب، محمد بن علی بن محمد الحلبی الحنفی، ابن خطیب ناصریہ، معجم المؤلفین ۱۳/۱۷۶

[4] تقی الدین ابو الحسن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ السبکی (۱۲۸۴ء/۶۸۳ھ) سبک میں ولادت، قاہرہ میں وفات پائی۔

[5] طبقات الشافعیہ ۲/۱۹۸۔۱۹۹، الفوائد البہیہ ص ۲۲۳ [6] ہدیۃ العارفین ۵/۲۰۵

[7] قاضی عضد الدین عبدالرحمن بن احمد بن عبدالغفار بن احمد الایجی (۱۳۰۸ء/۷۰۸ھ۔۱۳۵۵ء/۷۵۶ھ) ایج میں ولادت و وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ : "شرح مختصر ابن حاجب"۔ یہ مختصر کی احسن شروح میں سے ایک ہے۔

حاشیہ علی شرح "العضد علی مختصر ابن الحاجب" : معد الدین تفتازانی حنفی ثم شافعی (م ۷۹۱ھ) نے جو عضد الدین کے نواسے بھی تھے، اس شرح پر حاشیہ لکھا۔[1]

مجد الدین اسماعیل البالی شافعی (۶۶۲ھ/۷۵۶ھ)[2]

فقیہ، اصولی تھے۔ اپنے والد سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ کم عمری میں ہی فارس میں ریاست، نقابت و منصب دیا گیا مگر صرف چھ ماہ بعد ہی معزول کیے گئے کہ وہ ۱۵ پارہ حال کر دیئے گئے اور ایک طویل مدت تک مختلف پیشوں انجام دیئے۔ بعد میں قضا کی ذمہ داری سنبھالنے پر آمادہ کیا گیا۔

مؤلفات اصولیہ : شرح مختصر المنتہی لابن الحاجب تاریخ کی۔[3]

ابراہیم بن اسحاق المناوی شافعی (متوفی ۷۵۷ھ)[4]

اپنے چچا ضیاء الدین سے علم حاصل کیا۔ ابراہیم مناوی، تاج الدین المناوی کے بھائی اور قاضی القضاۃ صدر الدین کے والد تھے۔

مؤلفات اصولیہ : صدر شیعہ نے کہا "شرح المعالم فی اصول الفقہ للفخر الرازی" اور الدرر الکامنہ میں ہے : "قال شیخنا ابن المنقرؒ شرح المعالم فی الاصول وقرأت علیہ قطعۃ منہ"۔[5]

شرف الدین الارموی شافعی (۶۹۱ھ۔۷۵۷ھ)[6]

مذہب شافعی پر فقہ حاصل کی، بہت سے اصول کی تعلیم حاصل کی اور اس میں کمال پیدا کیا۔ مشہد الحسینی میں مدرسہ ناصریہ شافعیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔ ۷۴۱ھ میں مصر میں تھے۔ تاج الدین سبکیؒ نے اپنی طبقات شافعیہ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

مؤلفات اصولیہ : شرح المعالم فی اصول الفقہ۔[7]

محب الدین القونوی شافعی (۷۱۹ھ/۷۵۸ھ)[8]

فقیہ، اصولی اور نحوی تھے۔ اپنے زمانے کے مشائخ مثلاً ابو حیان، نحریر سے علم حاصل کیا۔ ۳۹ سال کی عمر میں امام اسنوی نے ان سے متعلق فرمایا

---

۱ ہدیۃ العارفین ۵/۵۷۲، ۶/۲۲۹، الفکر بالمدینۃ المنورۃ ص ۲۸۸۔۳۹۰، الفتح المبین ۲/۱۹۶، معجم المصنفین ۱۳/۳۰۱

۲ الدرر الکامنہ مجد الدین وائلی القضاۃ ۱/۱۹۱، اسماعیل بن یحییٰ بن عمر بالی الکبی الشیرازی البالی (م ۷۵۶ھ/۱۳۵۵ء)، فارس میں ولادت ہوئی۔ نامور ہوئے۔

۳ کشف الظنون ۲/۱۸۵۵، اس میں ان کا نام مجد الدین اسماعیل بن یحییٰ الشیرازی لکھا ہے، وفات ۷۵۶ھ کہا ہے۔ ہدیۃ العارفین ۲/۲۶۵، الفتح المبین ۲/۱۹۶، معجم المصنفین ۱/۳۲۲ (۲۱۹)

۴ ابراہیم بن اسحاق بن عبد الکریم شرف الدین المناوی حنفی ثم شافعی ۷۵۶ھ مصر میں وفات پائی۔

۵ کشف الظنون ۲/۱۷۲۲، الدرر الکامنہ ۱/۱۰۲ (۲۰۰)، معجم المصنفین ۱/۱۲۲ (۷)

۶ ابو الحسن شرف الدین علی بن الحسین بن علی بن الحسین بن ابی الفرج الحسینی الارموی، خطیب، قاضی عسکر (۶۹۲ھ/۷۵۶ھ) مصر میں وفات پائی۔ ہدیۃ العارفین ۲/۶۵۰، الفتح المبین ۲/۱۰۰

۷ ایضاً ۲/۱۰۰ ۸ محب الدین محمود بن علی بن اسماعیل بن یوسف الحنفی القونوی (۷۱۹ھ/۷۵۸ھ) مصر میں ولادت وفات پائی۔

"كان صحب الدين عالما بالفقه واصوله فاضلا في العربية متقنا صحيح الذهن قليل الاحتياط يأتي الناس انتفع به كثيرون وقد تصدت لديه الفتيا والتدريس وكان يعقد درسه بالشريفية وغيرها وتولى مشيخة الخانقاه الفوادية"

(صحب الدین فقہ اصول سے واقف عربی میں فاضل، صحیح الذہن، احتیاط کم، لوگوں سے ملنے جلنے والے تھے، بہت سے لوگوں نے ان سے استفادہ کیا، فتویٰ، تدریس میں مصروف رہتے تھے، شریفیہ وغیرہ میں درس دیتے تھے اور خانقاہ فوادیہ کے شیخ تھے)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح على مختصر ابن الحاجب في الاصول" تالیف کی۔[1]

میر کاتب الاتقانی حنفی (۶۸۵ھ/ ۷۵۸ھ)[2]

اپنے شہر میں علم حاصل کرنے کے بعد دمشق اور مصر تشریف لائے، وہاں تدریس بھی کی، بغداد میں منصب قضاء پر آئے کچھ عرصہ وہیں کی وفات کے بعد واسط میں قضاء پر مامور ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے "التبيين" شرح المنتخب للاخسيكتي في الاصول تالیف کی، ۷۰۰ھ میں تالیف سے ۷۱۶ھ میں فارغ ہوئے۔ مختلف مظہر سے مختلف نسخوں میں اس کے نسخوں کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔

۲۔ "التسهيل" شرح اصول البزدوي (دار الکتب مصریہ میں اس کے آٹھ نسخے ۲۰۹،۲۰۸ نمبر کے تحت موجود ہیں اس میں مؤلف کا خط نقل ہے۔[3]

ابراہیم الطرسوسی حنفی (۷۲۰ھ۔ ۷۵۸ھ)[4]

فقیہ، اصول، درس و تدریس و مناظرہ میں مہارت رکھتے تھے، اپنے والد کے بعد دمشق میں قاضی القضاۃ بنائے گئے۔ شارح شیخ الہدایہ تھے، تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ : "رفع الكلفة عن الاحوذي في ذكر ما عليه القياس على الاستحسان"۔[5]

ابو العباس الحجائی مالکی (متوفی ۷۶۰ھ بعد)[6]

اصولی اور مفسر تھے۔ شیوخ مغرب سے علم حاصل کیا، شہرت پائی۔ ابن خلدون ان کے شاگرد تھے۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۲/ ۱۶۰، ایضاح المکنون ۲/ ۱۸۱

[2] حقیقۃ الاتقانی میر محمد بن امیر عمر بن امیر غازی الکاکی الاتقانی (۱۳۸۲ھ/ ۱۹۶۲ء) ان کا تعارف ۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

[3] الفوائد البہیہ ص ۲۵۲، کشف الظنون ۲/ ۱۶۲۷، مکتبۃ الاصولیین ۱/ ۳۸۵۔ (۲۲۸)

[4] اعلام الخلف من ائمۃ التفسیر ابن ال بن احمد بن عبد الواحد بن عبد المنعم بن عبد الصمد الطرسوسی (۱۳۲۰ھ/ ۱۹۵۷ء) شیخ الترجمہ ص ۳۵ (۵)

[5] ہدیۃ العارفین ۲/ ۴۶۸، الفوائد البہیہ ص ۲۰۰، مکتبۃ الاصولیین ۱/ ۳۲۵۔ (۱۹۰)

[6] ابو العباس احمد بن ابراہیم الحجائی متوفی ۷۶۰ھ، بعد مغرب کے شہر بجایہ سے تعلق تھا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح علی مختصر المنتهی" لابن الحاجب فی الاصول تالیف کی۔ الدیباج میں اس طرح ہے : وله تعلیق علی "توضیح الاحوال" من مختصر ابن الحاجب"۔[1]

صلاح الدین العلائی شافعی (۶۹۴ھ/۷۶۱ھ)[2]

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب، متکلم تھے۔ اصول فقہ اور علماء سے ملاقات کی غرض سے طویل سفر کئے اور بہت سے اساتذہ سے استفادہ کیا۔ ان کے تلامذہ کی تعداد سات سو تک پہنچتی ہے۔ حدیث، فقہ، اصول وغیرہ پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب "تنقیح الفهوم فی تنقیح صیغ العموم" تالیف کی۔ یہ کتاب مکتبہ الازہر، مکتبہ ریاض الحدیثیہ اور مکتبہ امام محمد بن سعود اسلامیہ مدینہ المنورہ میں موجود ہے۔

۲۔ تفصیل الاجمال فی تعارض الافعال والاقوال، اور الکتب مصریہ میں ۱۳۵ مجامیع میں موجود ہے۔

۳۔ تحقیق المراد فی ان النهی یقتضی الفساد۔[3]

ابن المفلح حنبلی (۷۰۸ھ۔۷۶۳ھ)[4]

فقیہ، اصولی اور نظار تھے۔ علامہ المرداوی، الذہبی وغیرہ سے علم حاصل کیا، قاضی القضاۃ جمال الدین المرداوی سے قائم مقامی کی حیثیت سے کام کیا۔ ابوالبقاء العکبری، ابن القیم اور تقی الدین ابن حمید وغیرہ نے ان کی علمی شان و وقعت کا اعتراف کیا ہے۔ کئی علوم پر جامع کتابوں کے مصنف تھے، مثلاً نحو میں المقنع کی شرح تصحیح جو تین جلدوں میں ہے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ایک عظیم کتاب تالیف کی جو مختصر ابن حاجب کی طرز و طریقہ پر ہے۔[5]

عماد الدین الاسنائی شافعی (متوفی ۷۶۴ھ)[6]

اصول، فقہ، اصول الدین، خلاف، جدل، تصوف میں شہرت پائی اور ان فنون میں اپنے زمانے میں یکتا تھے۔ اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی پھر جب وہ شام کے علماء سے استفادہ کیلئے دمشق گئے تو ان سے عماد الدین نے بہت سی طرفات کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا "کان لطیفا اصافا فی علم الاصلین والخلاف والجدل

---

[1] الدیباج ص ۱۳۸، ایضاح المکنون ۲/۵۱۲، کشف الظنون ۱/۹۰-(۵۶)

[2] الاعلام صلاح الدین خلیل بن کیکلدی بن عبداللہ العلائی دمشقی (۶۹۴ھ/۱۳۵۹ء) دمشق میں ولادت اور وہیں وفات پائی۔

[3] ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۱، ایضاح المکنون ۲/۵۱۲، کشف الظنون ۱/۹۹۰-(۳۳۵)

[4] ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج المقدسی الصالحی الرامینی (۷۰۸ھ/۱۳۰۸ء) بیت المقدس میں ولادت اور دمشق میں وفات پائی۔

[5] ایضاح المکنون ۲/۵۱۲ [6] عماد الدین محمد بن الحسن بن علی بن عمر القرشی الاموی الاسنائی المصری متوفی ۷۶۴ھ، مصر میں وفات پائی۔

المتصوف" (وہ بڑے عالم اصولیین، مناظر، جدل وعلم التصوف میں امام تھے) قاہرہ میں قاضی مقام قاضی کے مختلف موضوعات پر کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ: قاضی بیضاوی کی المنہاج کی شرح لکھی جسے بعد میں ان کے بھائی نے مکمل کیا۔[1]

۴۔ ابو الثناء المراغی الاخمیمی شافعی (۷۰۰ھ/ ۷۴۶ھ)[2]

اصول وعلم کلام کے عالم تھے۔ قاہرہ میں شیخ تقی الدین السبکی شافعی (متوفی ۷۵۶ھ) سے المنہاج وغیرہ سے حصول علم کے بعد شاگرد بن گئے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔[3]

۵۔ بہاء الدین التونوی حنفی (۶۷۹ھ/ ۷۶۳ھ)[4]

اصول، نحو، عربیت، مناظرہ کے عالم تھے۔ ۷۵۹ھ میں حج کو گئے واپسی پر بخارا، سمرقند، تبریز، بغداد سے شام آئے اور وہاں سے مصر آئے۔ ان کے اساتذہ میں وہ فقہی، اصولی و تفسیر کے ۲۵ اساتذہ ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: اصول میں کتاب "قدس الاسرار علی اختصار المنار فی الاصول" تالیف کی۔ دیگر اصولیین میں اس کی شرح لکھی ہے۔ "شرح قدس الاسرار مختصر المنار فی الاصول" میں ہے۔ "وشرح المنار واختصر الاصل وسماہ قدس الاسرار"۔[5]

۶۔ شہاب الدین العیتابی حنفی (۷۰۵ھ/ ۷۶۷ھ)[6]

فقیہ واصولی تھے۔ اپنے زمانہ کے بڑے علماء میں شمار ہوتا ہے۔ ان سے بہت سے شاگردوں نے استفادہ کیا۔ مشق تدریس کے بعد قضاء کے منصب پر فائز ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے عمر الناسفی (متوفی ۶۰۷ھ) کی کتاب "المعتمد فی اصول الفقہ" کی شرح لکھی جس کا نام "فتح المجتبی" رکھا۔ "الحمد للہ الذی شکر کتب الیہ بما من بہ علیہ وعلی لسان" الخ سے شروع کیا ہے جس کا ذکر انہوں نے المعتمد فی اصول الفقہ تالیف کی جس کا نام "شرح المجمع المنیع" رکھا۔[7]

---

[1] ان کے حالات نہیں ملے۔ [2] جوہر المضیہ ۲/ ۱۸۰، الدرر الکامنہ ۱/ ۵۰۳، الضوء اللامع ۲/ ۱۸۹
[3] اس کے حالات نہیں ملے۔ [4] ابو عبداللہ محمد بن احمد بن عبدالحق الحنفی التونوی (۷۰۰ھ/ ۱۳۶۳ء)۔ حلب میں وفات پائی۔
[5] الفوائد البہیہ ۲/ ۱۸۱، کشف الظنون ۲/ ۱۳۹۴، ہدیۃ العارفین ۲/ ۵۰۳، الضوء اللامع ۲/ ۱۸۹
[6] شہاب الدین محمد بن احمد بن عبدالعزیز الحنفی العیتابی (۷۰۵ھ/ ۱۳۰۵ء)۔ شام میں وفات پائی۔
[7] ہدیۃ العارفین ۲/ ۱۹۲، الدرر الکامنہ ۳/ ۱۱۲، الضوء اللامع ۲/ ۱۸۹
[8] ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن ابو الیمن محمد بن ابو الیمن الحلبی الصفدی الحنفی (۷۵۵ھ/ ۱۳۵۴ء)۔ حلب میں وفات پائی۔ [9] کشف الظنون ۲/ ۱۳۹۴، ہدیۃ العارفین ۲/ ۵۰۳، الضوء اللامع ۲/ ۱۸۹، الفوائد البہیہ ۱/ ۱۸۱
[10] الدرر الکامنہ ۱/ ۱۸۱، الضوء اللامع ۲/ ۱۸۹ (۳۳)

ابن عسکر البغدادی مالکی (۷۰۱ھ/۱۳۰۱ء - ۷۶۷ھ/۱۳۶۶ء)[1]

فقیہ، اصولی، نحوی، متکلم، منطقی اور ادیب تھے۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی، معقول و منقول میں جامع تھے۔ بغداد اور دیگر مقامات پر قاضی رہے، مدرسہ مستنصریہ میں مدرس تھے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح المختصر ابن الحاجب فی الاصول ۲۔ اجوبۃ اعتراضات لابن حاجب[2]

البندنیجی ابوالضیاء، مالکی (متوفی ۷۶۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "التوضیح فی شرح منتہی السول والامل لابن حاجب" تالیف کی۔[3]

جلال الدین الکرمانی حنفی (متوفی ۷۶۷ھ)

الفوائد البہیہ میں ہے :

"کان عالما فاضلا تصدر بہ الاعمال وتشد الیہ الرحال"

(عالم و فاضل تھے۔ ان کی مشکل اور جانی انہی کی طرف رجوع کرتے ہیں)

انہوں نے صاحب کشف الاسرار للبزدوی عبدالعزیز بخاری وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "اللطف الفی شرح اصول البزدوی" تالیف کی۔ تمام اصولیین میں اس کے مختلف مقامات پر نسخوں کی نشاندہی کی گئی۔[4]

احمد بن النقیب (۷۰۲ھ/۱۳۰۲ء - ۷۶۹ھ/۱۳۶۷ء)

فقہ، قرأت، تفسیر، اصول، نحو کے عالم تھے، ادیب و شاعر بھی تھے۔ بہت سے حج کئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نکت المنہاج" تالیف کی جو تین مجلدات میں ہے۔[5]

محمد بن عبداللہ الشلبی حنفی (۷۱۳ھ/۱۳۱۳ء - ۷۶۹ھ/۱۳۶۷ء)

انہوں نے شرح المنتخب کی تالیف کی اور اس کا نام "البدیع فی معرفۃ الاصول والتفاریع" رکھا۔ نام سے پتہ چلتا ہے کہ اس میں اصولی بحثیں بھی کی گئی ہوں گی۔[6]

۱۔ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن عبدالرحمن ابن عسکر البغدادی (۷۰۲ھ/۱۳۰۲ء - ۷۶۹ھ/۱۳۶۷ء)۔ بغداد میں وفات پائی۔
ج الدیباج ص ۲۶۹ - ۲۷۰، بغیۃ الوعاۃ ۱/۱۸۰ ۲۔ ایضاً، بغیۃ الوعاۃ ۱/۱۸۰ ۳۔ کشف الظنون ۲/۱۹۶۳، ہدیۃ العارفین ۲/۶۵۵
۴۔ جلال الدین بن شمس الدین محمد بن محمود الکرمانی (متوفی ۷۶۵ھ/۱۳۶۵ء)، الفوائد البہیہ ص ۱۵۸، کشف الظنون ۲/۱۹۶۳، ہدیۃ العارفین ۲/۶۵۵
۵۔ ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ابوبکر بن عبدالمنعم المصری (۷۰۲ھ/۱۳۰۲ء - ۷۶۹ھ/۱۳۶۷ء)۔ ابن النقیب سے مشہور تھے، مصر میں وفات پائی۔ انہم ۱۰ ذی الحجہ ۷۶۹ھ کو مصر القاہرہ، جمال الدین ابی المحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی ۸۱۳ھ/۱۴۱۰ء، النجوم الزاہرۃ ۱۱/۱۰۱۔ انہوں نے ۷۶۹ھ کے واقعات میں ذکر کیا۔ مصورہ از الدرۃ الضائۃ والرشادۃ۔ ۶۔ محمد بن عبداللہ ابوعبداللہ قاسم الشلبی الحنفی۔ ابن الفرات، ج ۹، ص ۱۳۳، ۱۳۴

محمود بن احمد ابو الثنا، القنوی (متوفی ۷۷۱ھ)

۷۵۹ھ میں دمشق میں قاضی رہے، معزول کئے گئے اور پھر ۷۶۶ھ میں دوبارہ اس منصب پر بحال کئے گئے۔ یہ دمشق ہی میں فوت ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ : کتاب "المسعی فی شرح المعنی فی اصول الفقہ" ان کی واحد تالیف ہے۔[1]

تاج الدین السبکی شافعی (۷۲۷ھ/۷۷۱ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور مؤرخ تھے۔ اپنے والد علی بن عبد الکافی (متوفی ۷۵۶ھ)، حافظ المزی اور امام ذہبی سے تعلیم حاصل کی۔ صرف اٹھارہ برس کی عمر میں مسند افتاء پر بیٹھے۔ ۷۵۶ھ میں منصب قضا کی ذمہ داری سنبھالی، زمانہ میں بھی یہ معزول کیے ہوئے پھر برأت ظاہر ہو جانے پر اسی منصب پر بحالت بحال کر دیئے گئے۔ متعدد شہروں میں قاضی رہے۔ عربی سے ہی مختلف علوم و فنون میں تصنیف و تالیف کا آغاز کر دیا تھا۔ مشاہیر تصانیف (عربی) میں طبقات الشافعیہ (ایک ضخیم مجلد) معروف (ایک چھوٹی مجلد) بھی آپ کی مشہور کتب میں شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ رفع الحاجب عن مختصر ابن الحاجب کے نام سے دو جلدوں پر محیط کی شرح مختصر ابن الحاجب کی شرح تالیف کی۔ ابن بحی نے الابہاج والسطاع فی الوفاء بالمنہاج (منہاج قاضی احمد عبد النور بن موسیٰ ابو زرعہ المتوفی ۷۹۳ھ) کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے) اس رفع الحاجب کو اپنی طرف منسوب کیا ہے۔

۲۔ الابہاج فی شرح منہاج البیضاوی فی الاصول۔ یہ کتاب ان کے والد ابن کی مشہور تالیف ہے۔ ان کے والد نے "مقدمۃ الواجب" لکھ کر شروع کر رکھے تھے پھر اس کتاب کو تاج الدین کی نے مکمل کیا۔ یہ کتاب ڈاکٹر شعبان محمد اسمٰعیل کی تحقیق سے شائع ہو چکی ہے۔

۳۔ جمع الجوامع فی اصول الفقہ۔

۴۔ منع الموانع۔ کتاب "الاشباہ والنظائر" میں ابن سبکی نے اس کتاب کو بھی اپنی طرف منسوب بتایا ہے۔ اس کتاب کا ایک خطی نسخہ جامعہ امام محمد بن سعود میں اور ایک نسخہ ظاہریہ مکتبۃ الازہریہ میں ۱۳۵۱ کے تحت بھی موجود ہے۔ طبع پہلی مرتبہ ۱۳۲۲ھ میں طباعت قدیمہ میں چھپ چکی ہے۔ منع الموانع میں ابن السبکی ان سوالات کے جوابات دیتے ہیں جو منہاج الوصول پر وارد ہوئے تھے اور ان کی خلیفہ نے ان کی تالیف کا سبب یہ بیان کیا ہے کہ شمس الدین محمد بن محمد الاسدی الغزنی شافعی (متوفی ۸۰۸ھ) نے جمع الجوامع سے متعلق پر سوالات اور اعتراضات لکھ کر صاحب جمع الجوامع کو بھیجے تھے، جس کا نام "الرد فی الجوامع" رکھا۔

---

[1] محمود بن احمد بن مسعود، جمال الدین، ابو الثنا، الحلبی ثم الدمشقی۔ دمشق میں وفات پائی۔ تاج التراجم ص ۲۸۱ (۲۱۳)

[2] عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی بن علی بن تمام بن یوسف، ابن موسیٰ ابن تمام السبکی (۷۲۷ھ/۱۳۲۶ء)۔ قاہرہ میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی۔

جب تاج الدین سبکی سے اس تحریک کا آغاز ہوا تو ان کی تعریف کی دو وجوہات ہیں۔ پہلی وجہ "جمع الجوامع عن جمع الجوامع" کہلوانے سے ابن العماد نے شذرات میں جمع الجوامع اور جمع الجوامع کی شرح کا مکتب حاجی خلیفہ کی بات درست معلوم نہیں ہوتی۔

۵۔ القواعد المتعلقة على الاشباه والنظائر۔[1]

کتاب "جمع الجوامع" کا تحقیقی تجزیہ : رجال کی مختلف کتابوں میں اس کا مختلف طرح سے ذکر ہوا ہے ان سب کی مراد ابن سبکی کی ایک ہی کتاب کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے اور وہ یہ ہیں

۱۔ جمع الجوامع في الاصلين والجدل والتصوف ۲۔ جمع الجوامع في الاصلين

۳۔ جمع الجوامع في اصول الفقه

ان میں سے تیسرا قول یعنی جمع الجوامع فی اصول الفقہ راجح معلوم ہوتا ہے۔ اس کی چند مزید وجوہات بیان ہو سکتی ہیں :

۱۔ ان سب کے تراجم میں زیادہ تر حضرات نے اس نام کا ان طرح ذکر کیا ہے۔

۲۔ کتاب کا اکثر حصہ مباحث اصول فقہ میں ہے اور مباحث اصول الدین بہت کم ہیں۔

۳۔ تاج الدین ابن سبکی نے اپنی کتاب الاشباہ والنظائر میں فرمایا

"اعلم ان لما في اصول الفقه مصنفات اشتملت على قدر كبير من الفروع المحررة على الاصول ، من مختصر ابن الحاجب الى مالم نسق اليه ، وهي احاط بما في كتبنا الاربعة وهي "شرح مختصر ابن الحاجب ، و شرح منهاج البيضاوي و المختصر المسمى جمع الجوامع ..."[2]

(جان لو کہ علم اصول فقہ میں کئی تصنیفات ہیں جن میں بڑی تعداد مسائل اصول کی تخریج پر مشتمل ہے۔ ابن حاجب کی مختصر سے لے کر ان کی طرف سب سے پہلے ہم نے جو نسبت کی ہے وہاں تک اور وہ میں نے ذکر کی ہیں۔ یہ کتابیں ہماری چار کتابوں کا احاطہ کیا ہوا ہے وہ چار کتابیں "شرح مختصر ابن الحاجب ، وشرح منهاج البيضاوي والمختصر جو جمع الجوامع کے نام سے موسوم ہے۔)

یہاں ابن سبکی نے جمع الجوامع کو مصنفات اصول فقہ میں سے بتایا ہے۔

کتاب "جمع الجوامع" میں تاج الدین سبکی کا منہج :

۱۔ مباحث، فصول اور مسائل کو انتہائی اختصار کے ساتھ بیان کرتے ہیں۔

۲۔ جمع مسائل اصول فقہ بیان کرتے ہوئے بعض ایسی اشیاء کا بھی اضافہ کر دیتے ہیں جنہیں ان سے پہلے اصولیین نے بیان نہیں کیا ہوتا۔ شارح محلوی نے اپنی شرح کے دوران ان مقامات کی نشاندہی کی ہے۔

۳۔ مصطلحات اصولیہ کی تعریف اور ان کے تحریر میں اچھے طوالت سے کام کرتے ہیں۔

---

1. کشف الظنون ۱/۵۹۲، ہدیۃ العارفین ۶۳۹/۵، الفتح المبین ۱۸۲/۲ 2. الاشباہ والنظائر للسبکی ۱/۷

۲۔ ان مسائل اصولیہ کو ذکر کرتے ہیں جن میں اصولیین کا اختلاف واقع ہوا ہے۔

۳۔ بعض مسائل میں اقوال کے ساتھ ساتھ دلائل بھی ذکر کر دیتے ہیں اور کبھی ایسا نہیں کرتے ہیں۔

۴۔ صرف اقوال کے ذکر پر اکتفا کرتے ہیں اور نسبت کسی ان سے دلائل ذکر کرتے ہیں۔

۵۔ اکثر ہیں خلاف مقتضی ہوتا اس کو ذکر کرتے ہیں۔

۶۔ صرف کتب اصولیہ کے اصل مراجع سے ہی نقل کرنے کی پابندی کرتے ہیں اور کسی قول کو کسی شخص کی طرف اس وقت تک منسوب نہیں کرتے ہیں جب تک کہ اس نے خود اپنی کتاب میں اسے نقل نہیں کیا ہوتا یا اس نے کسی ثقہ راوی سے ان کا قول نقل نہیں کیا ہوتا۔

بہر حال خلاصہ یہ کہ اس کتاب کی تالیف سے لے کر عصر حاضر تک ہر دور میں خصوصی اہمیت حاصل رہی کیونکہ وہ اس فن کے جمیع مسائل پر مشتمل ایک مکمل کتاب تھی اور مختصر ہونے کی وجہ سے اس کا حفظ آسان تھا۔ چنانچہ جب علماء نے محسوس کیا کہ بعض طلباء اس کے مختصر اور مکمل ہونے کی وجہ سے اس کی مقصدیت جانے صرف حفظ پر معمور ہوتے ہیں اور کچھ میں ان جان اضافہ ہو رہا ہے تو انہوں نے اس کی مقصدیت کے بچانے کے لئے اس کی تالیف شروح و حواشی، اختصار، کتاب پر تعلیقات و تصحیحات وغیرہ کی طرف توجہ فرمائی اور بہت سے ساتھ ساتھ پر تصحیحات وغیرہ پیش کی گئیں۔ ہم یہاں سے چند کو اپنی استطاعت کے مطابق بیان کریں گے۔

عصر حاضر کے معروف مصنف شیخ محمد خضری نے کتاب "جمع الجوامع" کے مصنف کی طرف ان الفاظ سے نسبت کی ہے

"وما جمع الجوامع فهو عبارة عن جمع الأقوال المختلفة بعبارة لا تعيد القارئ ولا سامعها وهو مع ذلك خلو من الاستدلال على ما يقرره من القواعد"

اور جہاں تک کتاب "جمع الجوامع" کا تعلق ہے تو یہ کتاب مختلف اقوال کو ایک مجموعہ کی شکل میں عبارت میں تصدیق کیا گیا ہے جو اس کے قاری کے لئے مشکل ہے اور سامع کے لئے فائدہ بخش۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کتاب قواعد سے استدلال و استنباط کرنے کے اسلوب سے بھی خالی ہے۔[1]

کتاب "جمع الجوامع" کی شروح، شرح الشرح اور حواشی:

ذیل میں ہم چند کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ ابو حفص سراج الدین عمر بن اسحٰق بن احمد ہندی مصری غزنوی (متوفی ۷۷۳ھ) نے "التوضیح" کے نام سے شرح لکھی ہے۔

۲۔ بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ زرکشی مصری شافعی (متوفی ۷۹۴ھ) نے "تشنیف المسامع" کے نام سے شرح لکھی۔ یہ شرح "البحر المحیط" کے مطابق جمع الجوامع کی شروح میں سے اکمل الشروح اور اپنے موضوع میں

[1] مولانا محمد خضری بک اصول فقہ ص ۱۱ [2] ہدیۃ العارفین ۵/۱۰۱، معجم المؤلفین ۱۲/۱۸۸

تحقیق مقدمہ ۱۵ اور دیگر رائے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ جمع الجوامع فی الاصول کی شرح ہے اور یہی درست ہے۔ کیونکہ تاج الدین سبکی نے فروع میں اس نام سے کوئی کتاب تالیف نہیں کی تھی۔ شیخ علوانی نے اپنی شرح میں زرکشی کی کتاب "تشنیف المسامع" سے خوب استفادہ کیا ہے۔[1]

۳۔ شمس الدین محمد بن محمد بن ابراہیم الجزری شافعی (متوفی ۸۰۸ھ) نے بھی تکثیف المسامع کے نام سے شرح تالیف کی۔ اس کے علاوہ انہوں نے عروق اللوامع فیما ورد علی جمع الجوامع کے نام سے ایک اور شرح بھی تالیف کی تھی جس میں انہوں نے جمع الجوامع پر وارد ہونے والے تمام اعتراضات کو ذکر کرنے کے بعد ان کا تصحیح کی ہے اور صحیح اور غیر صحیح کے مابین فرق اجاگر کیا ہے۔ عروق اللوامع کا ایک نسخہ مکتبہ الازہر جامعۃ الملک سعود میں ۲۱۸۱ کے تحت موجود ہے۔[2]

۴۔ عزالدین محمد بن ابی بکر معروف بہ ابن جماعۃ الکنانی شافعی (متوفی ۸۱۹ھ) نے شرح جمع الجوامع تالیف کیا اس کا نام النجم اللامع رکھا۔ اس کا ایک نسخہ برلن کے مکتبہ الجرم المدنی میں ۱۳۳ کے تحت موجود ہے۔[3]

۵۔ شیخ شہاب الدین احمد بن عبداللہ بن ابوالخیر شافعی (متوفی ۸۲۲ھ) نے شرح جمع الجوامع تالیف کی۔[4]

۶۔ الزرندہ احمد بن عبدالرحیم عراقی (متوفی ۸۲۶ھ) نے "الغیث الھامع" کے نام سے شرح تالیف کی۔[5]

۷۔ شہاب الدین احمد بن حسین بن رسلان الرملی المقدسی شافعی (متوفی ۸۴۴ھ) نے لمع اللوامع فی توضیح جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی۔[6] اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں ۲۳۲۵ کے تحت موجود ہے۔

۸۔ ابوالیسر شمس الدین محمد بن عمار بن محمد بن احمد بن ابی بکر معروف بہ ابن الجابی (متوفی ۸۴۴ھ) نے زوال الضیم شرح جمع الجوامع تالیف کی۔

۹۔ برہان الدین ابراہیم بن محمد الباجی القدسی (متوفی ۸۵۰ھ تقریباً) نے بھی شرح تالیف کی۔[7]

۱۰۔ محب الدین ابی الطیب محمد بن علی احمد الحلی المصری شافعی معروف بہ ابن حمید (متوفی ۸۵۵ھ) نے النور اللامع فی ضبط الفاظ جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی۔[8]

۱۱۔ علی ابن یوسف بن احمد الفدولی المصری شافعی (متوفی ۸۶۰ھ) نے الابتہاج اللامع علی جمع الجوامع کے نام سے شرح تالیف کی۔[9]

۱۲۔ جلال الدین محمد بن احمد المحلی شافعی (متوفی ۸۶۴ھ) نے البدر الطالع بشرح جمع الجوامع کے نام سے شرح تالیف کی۔[10]

---

۱ ہدیۃ العارفین ۲/۱۷۳، ایضاح المکنون ۲/۲۸۸، الغیث الھامع تحقیق مقدمہ ص ۳۲ ۲ کشف الظنون ۱/۵۹۵-۵۹۲، الغیث الھامع تحقیق مقدمہ ص ۳۲

۳ کشف الظنون ۱/۵۹۶، ہدیۃ العارفین ۲/۱۸۲، الغیث الھامع تحقیق مقدمہ ص ۳۲

۴ کشف الظنون ۱/۵۹۶ ۵ کشف الظنون ۱/۵۹۵ ۶ کشف الظنون ۱/۵۹۶، ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۳، ایضاح المکنون ۲/۳۳۳

۷ ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۲ ۸ کشف الظنون ۱/۵۹۶، ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۳، ۲۳۴ ۹ ایضاح المکنون ۳/۱۷۲ ۱۰ کشف الظنون ۱/۵۹۵، ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۲، ایضاح المکنون ۲/۳۳۳

اس کتاب کی متعدد طباعتیں ہو چکی ہیں، یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت سے بھی چھپ چکی ہے۔ اس شرح پر ذیل کے متعدد حواشی لکھے گئے جو حسب ذیل ہیں:

شرح المحلی کی شرح: ابو العباس احمد بن مبارک بن محمد بن علی البکری الصدیقی (متوفی ۱۱۵۵ھ) نے "سلک الدرر علی شرح المحلی علی جمع الجوامع" تالیف کی۔[1]

شرح المحلی پر تعلیقہ: حسین بن علی بن حسن الاشاری الابذری شافعی (متوفی ۱۱۹۲ھ) نے تصحیحات علی شرح جمع الجوامع لکھے۔[2]

شرح المحلی پر حواشی:

۱۔ احمد بن عبداللہ بن بدر الحرفی شافعی (متوفی ۸۲۲ھ) نے حاشیہ علی اوائل البدر الطالع تالیف کیا۔ مظہر بقا نے بدخشاں میں ۹۴۸ھ (۹۱۰) کے تحت اس کی ۴۰ جزوی کی نشاندہی کی ہے۔[3]

۲۔ بدر الدین محمد بن محمد بن خطیب القہنیہ (متوفی ۸۰۳ھ) تلمیذ الشارح نے اس شرح پر حاشیہ تالیف کیا۔[4]

۳۔ قطب الدین عیسیٰ (ابن محمد) الصوفی الایجی (متوفی ۸۵۵ھ) نے اس شرح پر حاشیہ لکھا۔[5]

۴۔ یحییٰ زکریا بن محمد الانصاری شافعی (متوفی ۹۱۰ھ یا ۹۲۶ھ) نے "المحموم الطوالع فی ابراز دقائق شرح جمع الجوامع" کے نام سے حاشیہ لکھا۔ مصر، ترکی، مکہ، ریاط، حلب، تونس وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[6]

۵۔ شیخ محمد ابن داؤد الیازلی المکی (متوفی ۹۲۵ھ)۔[7]

۶۔ ابو عبداللہ شمس الدین محمد بن ابراہیم التتائی مالکی (متوفی ۹۴۲ھ)۔[8]

۷۔ بدر الدین ابی عبداللہ محمد المالکی القرافی (متوفی ۹۵۳ھ)۔[9]

۸۔ عیسیٰ بن محمد بن عبداللہ بن محمد الصفوی قطب الدین الایجی شافعی (متوفی ۹۵۵ھ)۔[10]

۹۔ شہاب الدین میمون احمد البرجی مصری شافعی (متوفی ۹۵۶ھ)۔[11]

۱۰۔ ابو عبداللہ محمد بن حسن القلقانی مالکی (متوفی ۹۵۸ھ)۔[12]

۱۱۔ احمد بن محمد بن علی شہاب الدین بن شمس الدین بن نور الدین معروف بہ القضیمی الانصاری الخزرجی حنفی (متوفی ۱۰۴۳ھ)۔[13]

---

۱ کشف الظنون ۱/۵۹۰، ہدیۃ العارفین ۱/۷۳۷، معجم المطبوعات ۱/۱۰۸۷، الاعلام ۱/۳۳۸

۲ معجم المطبوعات ۱/۱۰۸۷-۱۰۸۸، الاعلام ۲/۲۷۰، معجم المؤلفین ۳/۲۷۰، الاعلام ۲/۲۷۰

۳ کشف الظنون ۱/۵۹۰

۴ کشف الظنون ۱/۵۹۰

۵ کشف الظنون ۱/۵۹۰

۶ کشف الظنون ۱/۵۹۰، ہدیۃ العارفین ۱/۷۳۷، معجم المطبوعات ۱/۱۰۸۷، الاعلام ۲/۲۷۰، معجم المؤلفین ۳/۲۷۰

۷ کشف الظنون ۱/۵۹۰

۸ کشف الظنون ۱/۵۹۰

۹ ہدیۃ العارفین ۱/۷۳۷

۱۰ کشف الظنون ۱/۵۹۰، ایضاح المکنون ۲/۳۲۶، معجم المؤلفین ۳/۲۹۱

۱۱ ہدیۃ العارفین ۱/۷۳۷، معجم المؤلفین ۳/۲۹۱

۱۲ معجم المؤلفین ۱/۱۲۵)

۔۔۔ جمع الجوامع کا اختصار ۔۔۔ عبدالوہاب ۔۔۔ اختصار جمع الجوامع کہا جاتا ہے۔

جمع الجوامع کی شرح ۔۔۔ تاج الدین عبدالوہاب ۔۔۔ شرح جمع الجوامع کہلاتی ہے۔

۱۔ شیخ جلال الدین محمد بن احمد المحلی (متوفی ۸۶۴ھ)

۲۔ ۔۔۔ (متوفی ۹۲۳ھ) ۔۔۔ علیہ جمع الجوامع کے نام سے

۳۔ شیخ ابو زرعہ احمد بن عبدالرحیم ۔۔۔ المتوفی ۸۲۶ھ

۴۔ شیخ عبدالوہاب بن احمد الشعرانی ۔۔۔

۵۔ شیخ ملا احمد بن مصطفیٰ ۔۔۔ طبقات الحنفیہ کے مصنف

۶۔ ۔۔۔ بن محمد بن علی بن عبدالحق ۔۔۔ (۱۱۵۱ھ) ۔۔۔ جمع الجوامع کے شرح کی ہے۔

۷۔ ۔۔۔ بن محمد بن علی بن عبدالحق ۔۔۔ جمع الجوامع کی شرح لکھی ہے۔

۸۔ ۔۔۔ بن ابراہیم بن احمد ۔۔۔ جمع الجوامع کی شرح لکھی ہے۔

۹۔ ۔۔۔ بن احمد بن محمد ۔۔۔ جمع الجوامع کی شرح لکھی ہے۔

۱۔ ۔۔۔ ۲/۱۰۰۵ ۔۔۔ ۳۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲

۴۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲ ۔۔۔ ۵۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲

۶۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲ ۔۔۔ ۷۔ کشف الظنون ۲/۵۲۲

۸۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲ ۔۔۔ ۹۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲

۱۰۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲ ۔۔۔ ۱۱۔ ۔۔۔ ۲/۵۲۲

کی۔ اس کا ایک خطی نسخہ دار الکتب المصریہ میں ۳۲۰۵ کے تحت موجود ہے۔[1]

۳۹۔ ابو بکر بن عبد الرحمن بن شہاب الدین المعروف بالحسینی الحنفی (م ؟) نے الوسیلۃ الی الفوز بالفاتحۃ وتکمیل مفاتیح الجوامع کے نام سے شرح تالیف کی۔ یہ کتاب دائرہ معارف العثمانیہ حیدرآباد سے ۱۳۱۶ھ میں چھپ چکی ہے۔[2]

۳۰۔ عبد الرحمن الشربینی (متوفی ؟م) نے اس کتاب میں پائے جانے والے فقہی اصطلاحات کا ایک معجم اور اس کا نام الدر القاطع فی حل الفاظ جمع الجوامع رکھا۔ یہ تقریرات حاشیہ العطار پر چھپ چکی ہے۔[3]

۳۱۔ محمد عزت العطیعی (متوفی ؟م) نے الدر الساطع علی جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی جو طبع چکی ہے۔ اس پر کتور رمضان محمد نے کتاب کے شروع سے باب القیاس تک تحقیق پیش کرکے پی ایچ ڈی حاصل کی۔[4]

۳۲۔ محمد بن محمد بن حسین الامیر، سابق شیخ الازہر نے تقریر علی جمع الجوامع کے نام سے شرح لکھی۔ اس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ الازہر میں ۱۷۸۸ کے تحت موجود ہے۔[5]

کتاب "جمع الجوامع" کا اختصار اور اس اختصار کی شرح، حاشیہ و تحقیق :

۱۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاری شافعی (متوفی ۹۲۶ھ یا ۹۲۰ھ) نے مختصر لب الاصول لکھا اور پھر اس اختصار کی غایۃ الوصول کے نام سے شرح لکھی۔

غایۃ الوصول پر حاشیہ : اس پر محمد عبد العادی حنبوی کا حاشیہ ہے جسے انہوں نے ۱۱۹۲ھ میں مکمل کیا اور یہ کتاب تحفۃ الوصول شرح لب الاصول۔ محمد شبد العادی بوجری کے حاشیہ کے ساتھ مطبعہ میمنیہ (مصر) سے چھپ چکی ہے۔

غایۃ الوصول پر تحقیق : عبد اللہ محمد الاحمد الصدیح نے جامعہ ام القری سے ۱۴۰۳ھ-۱۴۰۴ھ میں اس پر ایم اے کا تحقیقی مقالہ پیش کیا اور سند حاصل کی۔[1]

۲۔ محمود الکفری عمر ابا جوری (متوفی ؟م) نے اس کی تلخیص و اختصار کیا اور اس کا نام "الفصول السنیہ فی اصول الشریعہ ملخص لجمع الجوامع" رکھا۔ یہ کتاب ۱۳۱۳ھ میں مصر سے چھپ چکی ہے۔[2]

۳۔ محمد زبیر بن عبد اللہ الحسینی الحلبی شافعی (متوفی ۱۹۱۷ء) نے اس کا اختصار کیا اور اس کا نام "مختصر جمع الجوامع" رکھا۔[3]

کتاب "جمع الجوامع" پر تصنیفات : محمد بن محمد بن تلمیذ الحلوانی شافعی (متوفی ؟م)، (ولادت ۸۵۰ھ کے

---

[1] حوالہ سابق ص ۳۱ [2] (الف) حوالہ سابق ص ۳۸ [3] حوالہ سابق ص ۳۱

[4] حوالہ سابق ص ۳۲ [5] حوالہ سابق ص ۳۳ اس کا ایک خطی نسخہ کتب خانہ الازہر میں ۱۷۸۸ کے تحت موجود ہے۔

[1] الفکر السامی ۳/ ۲۹۰، معجم المطبوعات عوانہ ۱/ ۱۸۹ (۳۳۵) [2] الفیاء بلاغ ص ۳۳

[3] المکونہ کتب المستشرقین بالمملکۃ العربیۃ السعودیۃ، بکر عبد اللہ ابو زید ۱/ ۲۹۰، تحقیق خیر الدین الزرکلی ۱/ ۲۹۰، تحقیق خیر الدین سلیمان بھوسیہ بیروت الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۵ھ اس کی محمد عثمان صوفیہ اللہ کامل ۳۱ اس طرح مذکور ہے محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عبد اللہ بن احمد بن عبد اللہ قاضی القضاۃ جلال الدین المحلی الشافعی (۸۵۰ھ-۹۱۶ھ)

...یہ ایک تعلیقہ تالیف کیا اور اس کا نام "تعلیق علی جمع الجوامع للسبکی" رکھا۔ یہ کتاب الجامع الکبیر صغدا میں ایک تعلیقہ مخطوطہ کی صورت میں موجود ہے مگر اس کے مؤلف کا نام مذکور نہیں ہے۔ اس طرح ایک تعلیقہ علی جمع الجوامع کا بھی ذکر ہے جس کا مؤلف محمد بن ابی بکر بن علی بن ابی شریف (متوفی نامعلوم) ہے۔ مگر یہ معلوم نہیں کہ یہ کس شرح پر تعلیقہ ہے۔[1]

کتاب "جمع الجوامع" پر حواشی

۱۔ بدر الدین ابراہیم بن ابوبکر بن حسن بن علی الدلاصی، علی (متوفی ۱۰۰۱ھ) نے حاشیہ علی جمع الجوامع تالیف کیا اور اس کا نام "الدرر اللوامع علی حلوۃ جمع الجوامع" رکھا۔ مگر یہ حاشیہ نامکمل رہا۔ یہ حواشی قاہرہ میں ۳ مجلدات کے ۱۱۰۰ صفحات پر مشتمل ہیں۔ مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ محقق "الضیاء اللامع" نے اس کو جمع الجوامع کی شرح میں بدر الدین الدماصینی کی شرح "ایضاح المسلک" سمجھا مگر ایضاح المسلک میں صرف اس کتاب کی نسبت بدر الدین کی طرف کی گئی ہے اور اس میں حاشیہ یا شرح کا کوئی ذکر نہیں ہے۔[2]

۲۔ حسن بن علی بن احمد عبد اللہ العراقی شافعی (متوفی ۱۱۰۰ھ) نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔[3]

۳۔ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن بدر الحدوی الحنفی الصوفی المالکی نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔[4]

۴۔ فیض اللہ الدماصینانی شافعی (متوفی ۱۳۰۲ھ) نے اس پر حاشیہ تالیف کیا۔[5]

۵۔ عبد الحمید السباعی شافعی (متوفی ۱۳۲۰ھ) نے دو ضخیم جلدوں میں حاشیہ علی جمع الجوامع تالیف کیا۔[6]

کتاب "جمع الجوامع" کی شروح پر مزید حواشی

۱۔ شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی قاہری (متوفی ۹۹۴ھ) نے حاشیہ علی شرح جمع الجوامع تالیف کیا اور اس کا نام "الآیات البینات" رکھا۔ یہ حاشیہ شرح ورقات سے ۱۲۸۹ھ میں چھپ چکا ہے۔[7]

۲۔ ابو الیمن ابراہیم بن داؤد بن یحیٰی الکوردی الکورانی شافعی (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے اس شرح پر حاشیہ تالیف کیا۔[8]

۳۔ ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی سندی حنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ) نے حاشیہ شرح جمع الجوامع تالیف کیا۔[9]

---

[1] الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین السخاوی، ۱۰/۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷،

[illegible]

[illegible] ۵۔ [illegible]

[illegible] ۶۔ [illegible]

[illegible] ۷۔ [illegible]

[illegible] ۸۔ [illegible]

[illegible] ۹۔ [illegible]

[illegible] ۱۰۔ [illegible]

[illegible] ۱۱۔ [illegible]

[illegible] ۱۲۔ [illegible]

[illegible] ۱۳۔ [illegible]

[illegible] ۱۴۔ [illegible]

[illegible] ۱۵۔ [illegible]

[illegible] ۱۶۔ [illegible]

[illegible] ۱۷۔ [illegible]

[illegible]

[illegible]

ابن الاشمونی کے نظم کی شرح :

انہوں نے خود ہی اس منظوم کتاب کو شرح بھی کیا ہے؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کتاب کے آخر میں مذکور ہے کہ شیخ حسانی ۱۴۵۳ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تھے۔ یہ کتاب احمد بن عبداللہ خلف ہذلی کی تحقیق، تخریج احادیث اور وضع فہارس وغیرہ کے ساتھ مطبعہ السعادہ سے پہلی مرتبہ ۱۴۰۱ھ میں شائع ہوئی۔ تنقیح الفروع علی الاصول میں تصنیف سے جو منہج راجح ہوئے ان کی تصویر کشی مکمل کرنے کے لئے ہم حسانی کی کتاب کا ایک نمونہ ذکر کرتے ہیں تاکہ ان کے منہج کی وضاحت ہو سکے:

"فی کون الامر المطلق یقتضی المبادرۃ الیہ او لا یقتضیھا" [1]

(کسی چیز کا حکم دیا جانا اس بات کا متقاضی ہے کہ اسے فوراً کیا جائے یا؟)

"اس مسئلہ میں اصل میں اختلاف ہے اور اسی اصل کی بنیاد پر بعض فروعی مسائل میں فقہاء کا اختلاف ہے، مثلاً حج فسخی اور عمرہ وظیفہ" کا اس بارے میں اختلاف کہ شروط واجب پائے جانے کی صورت میں ایسا حج فوری ہو واجب ہے کہ اس ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود حج کا مؤخر کرنے سے ترک ہوگا (یہی امام ابو حنیفہ کا مسلک ہے) یا فوری صورت میں حج فاسق نہیں ہوگا۔ بلکہ ادائیگی پر قادر ہونے کے باوجود حج کو مؤخر کرنے سے انسان گنہگار نہیں ہوگا (یہی امام شافعی کا مذہب ہے)

مذہب راجح میں اس کے بارے میں دو قول ہیں:

اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد: "وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا" اس بات کا متقاضی فوری ہونا معلوم ہوتا ہے۔

اسی طرح کفارہ کے واجب ہونے میں اختلاف ہے کہ کیا واجب فوری طور پر ہوتا ہے یا اس کی ادائیگی میں تاخیر ہو سکتی ہے۔

اسی طرح اگر سال گزرنے اور زکوۃ کی ادائیگی پر قادر ہونے کے بعد نصاب ہلاک ہو گیا تو کیا یہ شخص زکوۃ ہونے والا ہے اس لئے وہ زکوۃ ساقط ہو جائے گی۔ اس بارے میں فقہاء کے درمیان اختلاف ہے۔ امام شافعی کی رائے یہ ہے کہ شخص زکوۃ ساقط نہیں ہوگا اس لئے کہ ان کے نزدیک زکوۃ کا حکم فوری ادائیگی پر محمول ہوتا ہے۔ لہٰذا تاخیر کرنے والے کا گناہ ہوگا اور احناف کا مسلک یہ ہے کہ وہ شخص نصاب ہلاک ہونے کے بعد زکوۃ کا ضامن نہیں ہوگا کیونکہ زکوۃ کی ادائیگی فوری طور پر لازم نہیں ہوتی۔ لہٰذا ادائیگی میں تاخیر کرنے سے وہ شخص امر کی مخالفت کرنے والا نہیں مانا جائے گا۔

آراء کا تجزیہ

امام شافعی اور حنفی علماء نے اس مسئلہ میں اپنے اصول کی طرف مراجعت کی ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل کے لئے ضروری ہے کہ ہم تحقیق اس اصول کی رائے یہ ہے کہ امر مطلق یہ تو فوری ادائیگی کا تقاضا کرتا ہے اور نہ ہی تاخیر کا۔ یعنی امر فوراً کرنے کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً مالک اپنے غلام سے کہے کہ اچھی سفر کر تو یہ امر فوری ادائیگی کا متقاضی ہے اور کسی تراخی کے ساتھ مقید نہیں ہوتا ہے۔ مثلاً آقا نے غلام سے کہا کہ اگلے مہینے میں سفر کر تو یہ امر تاخیر کا متقضی ہے اور جب تک مطلق حکم باقی رہے فوری ادائیگی کی قید لگانی اور نہ ہی تراخی کی تو اس میں دونوں چیزوں کا احتمال ہوگا اور جس چیز میں دونوں چیزوں کا امکان ہو وہ چیز ان میں سے کسی ایک کا متعین طور پر تقاضہ نہیں کرتی۔

---

[1] منہاج الاصول فی ما دہ تفریع علی الاصول، الکتب فی ص ۵۳

تیسیر الوصول نے کتاب کے اختتام میں لکھا ہے

"وانی ما تم تحقیق هذا الکتاب النفیس و هو من المصنفات الهامة فی علم اصول الفقه السنداد التی تعرض لجمیع کل مذهب من المذاهب الاربعة فی بناء الفروع علی القواعد الاصولیة ، ولا اشتمل علی اهمیة المصنف من ان کل صفحة منه لاتخلو من مباحث صالحة لان تکون موضوعا لرسالة جامعیة ، وشرح هذا الکتاب الموجز یحتاج الی مجلدات"[1]

اس طرح اس عمدہ کتاب کی تحقیق مکمل ہوئی اور وہ جدید دنیا سے اصول فقہ کی اہم مطبوعات میں سے ہے جو مذاہب اربعہ میں سے ہر مذہب کی قواعد اصولیہ پر فروع کی بنا کرنے کی تشریح پیش کرتی ہے اور میں اس کتاب کی اہمیت پر کوئی دلیل نہیں دیتا ہوں کیونکہ وہ موضوعات سے بھرا ہوا ہے۔ یہاں تک کہ ہر صفحہ جامع موضوع بن سکے اور اس مختصر کتاب کی شرح کئی مجلدات کی محتاج ہے)

ملخص الوصول کا نظم :

ابوالحسن زین عبدالواحد بن محمد بن سرین السجلماسی (متوفی ۷۰۴ھ) نظم اصول الشریف التلمسانی تالیف کیا۔[2]

محمد بن حسن المراقی مالکی (متوفی ۷۷۱ھ)[3]

انہوں نے شرح مختصر ابن الحاجب تالیف کی جو جدیۃ العارفین کے مطابق شرح منتهی السول والامل فی علمی الاصول والجدل ابن الحاجب ان کی تالیف ہے۔[4]

احمد بن قاضی الجلیل حنبلی (۶۹۳ھ۔۷۷۱ھ)[5]

حدیث اور ان کی علل نحو لغت، اصول فقہ، اصول دین، منطق، فقہ میں کمال حاصل تھا۔ شیخ تقی الدین ابن تیمیہ سے مختلف علوم کی تعلیم کا درس لیا۔ کئی مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔ آخری عمر میں مدرسہ حسن سلطان میں خاص طور پر درس کے لئے طلب کئے گئے۔ دمشق میں قاضی رہے۔ متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : کتاب "اصول فقہ" تالیف کی مگر وہ نامکمل رہی۔[6]

عبدالرحیم الاسنوی شافعی (۷۰۴ھ/۷۷۲ھ)[7]

مؤرخ، مفسر، فقیہ، اصولی، لغوی، نحوی کے عالم تھے۔ فقہ میں خاص شہرت پائی۔ آپ سے شیوخ بھی اس کے مختلف تھے۔ ان کے زمانے میں ریاست شافعیہ ان پر منتہی ہوتی تھی۔ تدریس، افتاء، تصنیف کی خدمات انجام دیں۔

---

1 تیسیر الوصول ص ۸۔ ۲۰/۱ ۲۳ حسن حاشیہ مفتاح الحسین ۱۸۲/۱ 2 جدیۃ العارفین ۵۶۲/۵

3 محمد بن حسن بن ابراہیم اندلسی 4 کشف الظنون ۱۲۱۵/۲ جدیۃ العارفین ۲/ ۲۹۵

5 احمد بن شرف الدین احمد بن الحسن بن عبداللہ بن ابوعمر محمد بن احمد بن قدامہ مقدسی الاصل ثم دمشقی صفدلہ۔ ابن قاضی الجبل (۷۱۰ھ/۷۷۱ھ) 6 نظم السولوں ۱/ ۱۰۶ (۷۲)

7 ابومحمد جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن بن علی بن عمر بن علی بن ابراہیم القرشی الاموی الاسنوی المصری (۷۰۴ھ/۷۷۲ھ) مصر میں وفات پائی۔

[illegible]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غایۃ السول فی شرح منہاج الاصول ۔

۲۔ التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول۔

[illegible]

کتاب "التمہید" کا اختصار :

[illegible]

۳۔ ورد الاصول یا زیادات علی شرح منہاج البیضاوی

اس کتاب کے ان مسائل کا تذکرہ کیا ہے جن سے قاضی بیضاوی نے "التمہید" [illegible]

وہ اس کتاب کے مقدمہ میں لکھتے ہیں :

"فلما یسر اللہ الفراغ من شرح المنہاج شرعت فی مختصر یشتمل علی ما ذکرہ الجد المذکور من المسائل الاصولیہ"

(جب اللہ تعالیٰ نے شرح منہاج سے فراغت [illegible] تو میں نے ایک مختصر شروع کیا جس میں ان مسائل کا ذکر ہے جو میرے نانا نے ذکر کیے ہیں)

زوائد الاصول کی شرح

[illegible]

[illegible]

[illegible] في شرح منهاج الاصول کا تحقیقی تجزیہ

[illegible] اس شرح کی تالیف کا آغاز [illegible] سے کیا اور اس کو [illegible] سے مکمل کیا۔[1]

مؤلف نے [illegible] میں اس کی تالیف کا آغاز [illegible] سے کیا اور اس کو [illegible] سے مکمل کیا۔ [illegible] کی مدت میں اس کو مکمل کر لیا۔ [illegible] کے ساتھ [illegible] کی عبارت بھی ہے۔ [illegible] سے اس کی ابتدا ان [illegible] سے ہوتی ہے۔

"الحمد لله الذي مهد اصول شريعته بكتاب القديم الازلي"

[illegible] اس شرح کے بارے میں لکھتے ہیں:

وقد اجاد القاضي عبدالله في مختصره المسمى بـ [illegible] كتاب المسمى بمنهاج الوصول الى علم الاصول من كتاب الحاصل الا ان الاختصار قد بلغ حده حتى كاد الكلام يكون لغزا وكانهم لم يكتبوا ليفهموا والذلك احتاجت كتبهم الى الشروح حتى صار الشارح اهم من المتن والمختصر اهم من المطول وحسبك شرح المنهاج واكثر عبارات جمع الامع الشافعي الموفى سنة [illegible] ومن المعلوم ان مبنى الاصول على ان اكثر المسائل ما حصل الظفر في هذا الزمان الا بالقصور من كثير على المنهاج لكن وجد بعض كثير العلم مستعدا للفظ ولا يقرأ من جاد ما عنده العادة مع استغلاق العبارة وتقدم كتاب اذا اردت ان ارجع عن مسألة اكتب عنها فاذا المتداول الى ما كتب الشارح ولا اعني بشرحي بقراءة المتن وقلما ترى من الشرح من مسائل الامر في بيان المطالب التي معي شرحها[2]

[illegible] سے [illegible] کے [illegible] کا [illegible] سے [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی [illegible] کے [illegible] کی

نہایۃ السول پر حواشی :

۱۔ قاضی بدر الدین محمد بن ثمر الدین عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحیم بن سعد اللہ معروف بابن جماعہ (متوفی ۸۱۹ھ) نے اس شرح پر حاشیہ تالیف کیا۔[1]

۲۔ شیخ الاسلام ابوسعید الحنفی کے پوتے ابی سعادات محمد بن محمد بن عبدالرحمن الحنفی (متوفی ۸۸۶ھ) حاشیہ لکھا۔ ہدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے محمد بن سراج الدین محمد بن رضوان الحنفی ثم الشافعی ابو اسحاق المصری شافعی نے حاشیہ بھی الاسنوی تالیف کیا۔[2]

۳۔ شیخ محمد خلیفہ الشبراملسی حنفی (ولادت ۱۰۸۷ھ) سابق مفتی مصر نے مسلم الوصول الی نہایۃ السول سے حاشیہ تالیف کیا۔[3]

۴۔ محمد انور زبیر شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ موصوف کلیۃ اصول الدین جامعہ ازہر میں استاد تھے انہوں نے چار اجزاء پر مشتمل ایک عمدہ حاشیہ علی شرح الاسنوی تالیف کیا جو مکتبۃ الازہر سے ۱۳۵۲ھ میں چھپ چکا ہے۔ اس میں انہوں نے جمیع مباحث اصولیہ کا احاطہ کیا ہے اور مشکل مقامات کو حل کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ قوی راجح بیان کرتے ہیں۔ لفظی و معنوی خلاف کے مقامات بتاتے ہیں ساتھ ان پر بحث بھی کرتے جاتے ہیں۔

۵۔ شیخ یوسف بن موسیٰ الحنفی الشافعی نے بغیۃ المحتاج لایضاح شرح الاسنوی علی مقدمۃ المنہاج سے ایک جلد میں شرح لکھی جو مطبعہ ازہریہ قاہرہ سے ۱۳۴۶ھ میں ۱۵۴ صفحات میں چھپ چکی ہے۔

علامہ اسنوی "المنہاج" کی شرح لکھنے کی طرف کیوں متوجہ ہوئے؟ اس کتاب کی اتنی شہرت سے شرح کیوں لکھی گئیں؟ اس کا جواب اسنوی نے کتاب کے آغاز میں دیا کہ یہ کتاب علماء کی توجہ کا مرکز اس لئے رہی کہ یہ ایک مختصر کتاب ہونے کے ساتھ جس اعبارت بھی تھی جس کے الفاظ شیریں تھے۔

"نہایۃ السول" کی امتیازی خصوصیات :

اسنوی نے ذکر کیا کہ ان کی یہ شرح دوسری شروح کے مقابلے میں امتیازی خصوصیات کی حامل ہے اس میں چند اہم امور پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جن سے دوسرے شارحین نے صرف نظر کیا تھا۔ امتیازی خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ اعتراضات پر کئے جانے والے ان اعتراضات و سوالات کے جوابات دینے جن کے دینے سے یا تو عاجز رہے گئے تھے یا وہ جوابات ضعیف تھے۔

۲۔ جن مقامات میں صاحب کتاب سے نقل کی غلطی ہوئی تھی ان مقامات سے آگاہ کرنا۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱۸۶/۵ [2] ہدیۃ العارفین ۱۷۳/۶

[3] نہایۃ السول فی شرح منہاج الاصول، جمال الدین الاسنوی و معہ حواشیہ المفیدۃ منہ الوصول الشرح نہایۃ السول للشیخ محمد الخلیفۃ الشبراملسی، عالم الکتب الطبعۃ الاولیٰ مصر۔

۲۔ مذہب شافعی کی خصوصیت کے ساتھ بیان کیا اور عجیب یہ ہے کہ اصول فقہ کے مدون اور ان کے امام کا مسلک متعارف ہو جاتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انھیں مسئلہ سے متعلق کتب شافعیہ مثلاً امام الحرمین کی البرہان اور مختصر المزنی اور مختصر ابوحامد میں تلاش کرنے سے پتہ چلتا ہے تو وہ شافعیہ کا مسلک اکثر ان ہی کے الفاظ میں بیان کر دیتے ہیں جو ان کی کتب میں ان سے منقول ہوتا ہے۔

اسنوی کہتے ہیں کہ اگر انھیں اس مسئلہ کی بابت بادی سلطان کی کتب سے کچھ نہیں ملتا تو وہ اس کلام کی نسبت ابن برہان کی طرف کر دیتے ہیں۔

۳۔ ان مقامات کی نشاندہی کی جہاں مصنف (بیضاوی) نے امام رازی، یا امام آمدی یا ابن الحاجب سے اختلاف کیا ہوتا۔

۴۔ اور امام رازی اور ابن حاجب نے فروع اصولیہ سے ذکر کیا ہوتا اور اگر مصنف بیضاوی نے اس سے بے توجہی برتی ہوتی تو اسنوی کہتے ہیں کہ وہ اسے ذکر کر دیتے ہیں۔

۵۔ اسنوی کے مطابق انہوں نے شارحین کی ان تقریرات کی نشاندہی کی جو واقع سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں اور ان کی تشریح کی۔

۶۔ ان کے علاوہ انہوں نے اور بھی بہت سے فوائد مستحسنہ بتلائے ہیں۔ مثلاً اصول غریبہ "مالیع ابحاث" اور اسقوا عد پیش کیے۔

منہاج الوصول ابن بیضاوی مع اپنی شرح نہایۃ السول از اسنوی اور علم الوصول از محمد بن علیہ شوکانی ایک ساتھ عالم اسلام سے چھپ چکی ہیں۔ اسی طرح کتاب المنہاج اپنی شرح شرح البدخشی اور شرح نہایۃ السول کے ساتھ بیروت سے چھپ چکی ہے۔[1]

شرح البدخشی کا تحقیقی تجزیہ

محمد بن حسن البدخشی نے مناہج العقول کے نام سے منہاج الوصول کی شرح لکھی۔ چونکہ ان کی تاریخ ولادت معلوم نہیں ہو سکی اس لیے اس مقالہ پر ان کی شرح کا مختصر تعارف پیش کیا جا رہا ہے۔ اس شرح کا آغاز اس طرح سے ہوتا ہے:

"الحمد لله الذي الظاهر انوار هدايته مواثار منار دلالته" الخ

شارحین کی موجودگی میں شرح البدخشی کی کیا ضرورت تھی؟

واضح قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول پر کثرت سے شروح لکھی گئیں۔ ان کی موجودگی میں ایک اور شرح منہاج العقول البدخشی کی کیا ضرورت تھی؟ امام بدخشی نے اپنی شرح کے آغاز میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ اس کی ضرورت کی

---

[1] نہایۃ السول حوالہ سابق ص ۳۰۲ ملخص (حذف و اضافہ کے ساتھ) انہایۃ السول اور شرح البدخشی بھی ایک ساتھ طبع ہو چکے ہیں۔ (ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۶ھ ۱۹۳۷ء ۲ ص ۱۰ ملخص حذف و اضافہ تلخیص کے ساتھ۔

طرف مندرجہ ذیل باتوں سے متعین کیا۔ امام ابو بکر شاشی کے کام کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ امام ابو بکر شاشی فرماتے ہیں کہ شروح کے مطالعہ سے یہ بات عیاں ہوئی ہے ان میں بہت سی خامیاں ہیں۔ مثلاً :

۱۔ بعض شارحین نے صرف الفاظ کے حل اور ظاہری معنی کے بیان کرنے پر اکتفا کیا اور ان مفاہیم کو اختیار کیا جن سے پوشیدہ حقائق اور الفاظ کے دقائق ظاہر ہوتے ہوں۔

۲۔ اور بعض نے پوشیدہ حقائق کے اظہار کے لئے آسان راستوں کا انتخاب کیا۔ اس طرح وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا

۳۔ بعض طویل بحثیں کیں کہ مشکل و غلق امور کی گتھیاں سلجھانے سے اجتناب برتا۔ اس طرح نہ تو وہ خود سے بچائے پروان چڑھ رہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اس شرح کی تالیف سے پہلے اولیاء الالہین سے استفادہ کرنے کے ساتھ ساتھ صوفیہ صالحین کے معارف سے بھی روشنی حاصل کی۔

۴۔ امام ابو بکر شاشی فرماتے ہیں کہ انہوں نے ان متقدمات کی بھی نشاندہی کی جہاں مصنف (بزدوی) سے چوک ہوئی تھی اور جہاں وہ الفاظ مصنف سے سہو یا سبق ہوا تھا اور اس کی طرف اشارہ کیا ہے کہ وہ متقدمات جن کو اس تعین میں سے کسی شارح نے ذکر نہیں کیا تھا اور یہ کہ انہوں نے اس شرح کی تالیف میں علماء اور فضلاء متاخرین کی کتب سے استفادہ کیا ہے۔[1]

کتاب "التمہید فی تخریج الفروع علی اصول" کا تحقیقی تجزیہ

کتاب "التمہید" کی چند امتیازی باتیں مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ اصول کی فروع پر تخریج (تخریج الفروع علی الاصول) اس علم کا مقصد اس سوال کا جواب دینا ہے کہ فقہی مسائل پر اصول کا کیا اثر پڑتا ہے۔ بالفاظ دیگر اس میں اصول و فروع کے درمیان تعلق زیر مطالعہ ہوتا ہے کہ اصول کے فروع پر کیا اثرات ہوتے ہیں۔ تدوینی ترتیب کے اعتبار سے یہ کتاب اس علم پر لکھی جانے والی پہلی اور اہم ترین کتاب شمار کی جاتی ہے۔ اس سے قبل "تاسیس النظر لابی زید الدبوسی" (متوفی ۴۳۰ھ) تخریج الفروع علی الاصول للزنجانی (متوفی ۶۵۶ھ) اور مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول للتلمسانی المالکی (متوفی ۷۷۱ھ) تالیف ہو چکی تھیں۔

۲۔ علامہ اسنوی نے اپنی کتاب میں کوئی اصولی قاعدہ خالی نہیں چھوڑا، بلکہ ہر قاعدہ کو ذکر کر کے اس کی کوئی نہ کوئی فرع ذکر کرنے کی بھی کوشش کی۔

۳۔ صرف وہی اصولی قواعد ذکر کیا جو شوافع کے یہاں مختلف فیہ تھے۔ دوسرے فقہی مذاہب سے قواعد نہیں لیے۔

۴۔ "التمہید" کے مطالعہ کے دوران یہ بات واضح طور پر نظر آتی ہے کہ اصولی قواعد کے اثرات کی وضاحت کے لئے انہوں نے جن فقہی جزئیات کا ذکر کیا ان میں سے بیشتر طلاق اور الفاظ طلاق سے متعلق ہیں۔

---

[1] شرح ابو بکر شاشی ص ۵ ملخص

۱۰۔ حنفی فقہاء کے اصول پر رسالت سے عصر حاضر تک حصہ اول

###

(آئمہ شافعی کا اگرچہ قواعد کے بارے میں بھی اختلاف ہے لیکن یہ اختلاف بہت شاذ و نادر ہے۔ فقہاء حنفیہ کا آپس میں بھی اختلاف قواعد کی شرطوں کے بارے میں ہے کہ یہ اصل قواعد میں سے ہیں یا ان شرطوں میں اختلاف کے باوجود اس کے یہاں بھی فروعات کا بالکل ایک ہی نتیجہ ہے۔ ان اختلافات کا ثمرہ فقہی فروعات پر نکلتا ہے۔ اس لئے اصولی قواعد کے اثرات کی وضاحت میں تکلف سے کام لینا پڑتا ہے۔ طلاق یمین، نذر وغیرہ کے ابواب میں اثرات کی وضاحت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اگر اختلاف اصل قاعدہ میں ہو تو اس کے اثرات مسائل فرعیہ میں بہت واضح ہوتے ہیں مثلاً امر کے بارے میں اختلاف ہوا کہ صیغہ امر کا قول بہت ہے یا نہیں۔ کیونکہ اس قاعدہ پر بیسیوں فقہی فروعات مبنی ہیں۔ اسی طرح اگر عدد بیٹ مرسل، استصحاب، احسان وغیرہ کے بارے میں آئمہ شافعیہ میں اختلاف ہوتا تو فقہی ابواب میں اس کے اثرات ہوتے)

کتاب "التمہید" میں علامہ اسنوی کا منہج :

علامہ اسنوی اپنی کتاب کے مقدمہ میں اپنے منہج کی وضاحت ان الفاظ سے فرماتے ہیں

"اذکر اولا المسالة الأصولية بجميع اطرافها، منقحة مهذبة ملخصة، ثم اتبعها بذكر ثمرتين مما يتفرع عليها، ليكون ذلك تنبيها على عالم اذكره والذي اذكره على اقسام: قد مايكون جواب اصحابنا فيه موافقا للقاعدة ومنه مايكون مخالفا لها. ومنه مالم اقف فيه على نقل بالكلية، فاذكر فيه مايقتضيه قاعدتنا الأصولية، ملاحظا ايضا للقاعدة المذهبية، والمنظائر الفروعية. وحينئذ يعرف الناظر في ذلك ماخذ ناقص عليه اصحابنا واصلوه و اجملوه اوفصلوه، ويتنبه به على استخراج ما اهملوه. ويكون سلاحا وعدة للمفتين، وعمدة للمدرسين، حصرت المشروط في حقهم الفقه العلمي والقيام بالوظيفتين، اعني المذكور جامع لذلك، واف بما هنالك لا سيما ان الفروع المشار اليها مهمة مفتقرة في نفسها بالنظر، وكثير قد ظفرت به في كتب غريبة، أو عثرت به في مظنة، أو استخرجته انا وصورته، وكل ذلك ستراه مبينا ان شاء الله تعالى. وقد مهدت بكتابي هذا طريق التخريج لكل ذي مذهب، وفتحت به باب التفريع لكل ذي مطلب، فلنستحضر ابواب المذاهب قواعدها الأصولية وتفاريعها، ثم لنسلك ما سلكته فيحصل به ان شاء الله تعالى لجميعهم التمرن على تحرير الأدلة وتهذيبها، والتمرين لماحد تضعيفها و تصويبها وبنيها لأكثر المستعدين الملازمين للنظر فيه نهاية الأرب و غاية الطلب وهو تمهيد الوصول الى مقام استخراج الفروع من قواعد الأصول. والتخريج الى ارتقاء مقام ذوي التخريج"[1]

(میں پہلے اصولی مسئلہ کو اس کے تمام گوشوں کے ساتھ منقح، مہذب اور ملخص انداز میں لکھوں گا، پھر اس اصولی مسئلہ سے متفرع ہونے والے کچھ مسائل کو ذکر کروں گا تاکہ غیر مذکور مسائل کے لئے نمونہ کا کام کریں۔ میرے ذکر کردہ اصول چند طرح کے ہیں۔ کچھ وہ ہیں جن کے بارے میں ہمارے اصحاب کا جواب اصولی قاعدہ کے موافق ہے۔ اور کچھ وہ ہیں

---

1. التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول۔ اسنوی ص ۳۶۔۳۷

[illegible] کے بارے میں فقہاء کا جواب قواعد کے خلاف ہے۔ اور کبھی وہ جزئیات جن کے بارے میں کچھ نقل نہیں ملی تو [illegible] ہوتی ہے (کہ کہتا ہوں) جو ہمارے اصولی قواعد کا تقاضہ ہے اور ہم نے فقہ کے اور فروعی [illegible] کی ہیں۔ ایسے [illegible] ان بحثوں کا مطالعہ کرنے والا ہمارے فقہاء کے منصوص مسائل کا استخراج کردہ اصول اور ان کی ترجمانی اور تعلیل بحثوں سے واقف ہو جاتا ہے اور جن مسائل کا جواب ہو وہ فقہ میں موجود نہیں ہے ان کے بارے میں صحیح طریقہ سے استخراج کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہ بحثیں اہل افتاء کے لئے بہت بڑا ذخیرہ ہیں کہ اسی کے اساس کا درجہ رکھتی ہیں۔ خصوصاً وہ مسائل جن کے بارے میں اصول فقہ دلیل کا درجہ رکھتا ہے۔ کیونکہ ہماری کتاب میں مذکور بعض اصول و فروع دونوں کو جامع ہیں۔ ایک خاص بات یہ بھی ہے کہ جن [illegible] کتاب میں ذکر کیا ہے اور نئی اختراعات بحث و نظر کا موضوع ہیں۔ ان میں سے بہت سے فروع ہیں جو مختلف ابواب کتابوں میں یا فصل میں متفرق ہوئی ہیں یا میں نے خود ان کا استخراج اور تصور کی ہے۔ یہ تمام چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کتاب میں جمع ہو گئی ہیں۔ میں نے اس کتاب کے ذریعہ جو مذہب لانے کے لئے تمام مسائل کا راستہ آسان اور [illegible] ہو گیا ہے۔ لہٰذا طالب مذہب کے لئے ہر وہ اس کتاب میں مذکور اصول و قواعد (کا علم حاصل کر لیا) جاتا ہے۔ پھر وہ ان قواعد کے ذریعہ اپنی راستہ پر چلتا جاتا ہے۔ اپنا کرنے سے انکار نہ کرے گا۔ اس کتاب والوں کے لئے [illegible] مصلح کرنے کی مشق ہو جائے گی اور قوی اور ضعیف مسائل کے [illegible] کرنے کی اہلیت ہو جائے گی اور ہر [illegible] کتاب کو بار بار پڑھیں گے ان میں [illegible] مراد پوری ہوگی۔ یعنی انہیں اصول و قواعد سے فروع کے استخراج کا مقام حاصل ہو جائے گا اور اصحاب تخریج میں ان کا شمار ہونے لگے گا۔

۲۔ تاج الدین السبکی (متوفی ۷۱۹ھ۔ ۷۷۳ھ)[1]

فقہ عربیہ الفقہ، اصول، معانی و بیان اور ادب میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے والد شیخ تقی الدین (متوفی ۷۵۶ھ) [illegible] منہاج البیضاوی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ جب ان کے والد شام میں قاضی مقرر ہوئے تو ان کی جگہ [illegible] جامع طیلون میں تدریس کی۔ مذہب شافعی میں مذہب شافعی کی تدریس کرتے اور شام میں اپنے بھائی کی جگہ [illegible] کے دیگر خدمات انجام دیں۔

تصانیف العولیہ : انہوں نے "شرح (مطول) علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔ بدر [illegible] ہے۔

"کان شرع فی شرح مختصر ابن الحاجب فکتب منه قطعة لطیفة فی مجلد، ولو تمه لکان عشر مجلدات"۔[2]

(انہوں نے شرح مختصر ابن حاجب لکھنا شروع کی تھی اور اس کا ایک حصہ ایک جلد میں لکھا، اگر وہ اس کو مکمل کر لیتے تو ضرور یہ کتاب دس جلدات میں ہوتی)

---

[1] ابو نصر تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام (۷۲۷ھ۔ ۷۷۱ھ) کہ میں وفات پائی [illegible] (طبقات الشافعیہ ۲/۱۹۸، معجم الاصولیین ۱/۱۷۳، ۱۷۴)

عمر بن اسحاق الغزنوی حنفی (متوفی ۷۰۴ھ۔۷۷۳ھ) [1]

فقیہ، اصولی، نحوی اور متصوف تھے۔ امام وجیہ الدین العیذوی رحمۃ اللہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی، پھر دمشق تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی عسکر بنائے گئے اور پھر ۷۶۹ھ میں ایک مستقل حنفی قاضی کی حیثیت سے خدمات دینے لگے۔ سلطان حسن کے یہاں اعلیٰ قدر و منزلت رکھتے تھے۔ اپنی زبان اور قلم سے مذہب حنفی کی مدافعت کرتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدۃ الاحکام فی اختلاف الائمۃ الاعلام

۲۔ اللوامع فی شرح جمع الجوامع

۳۔ شرح المنار للنسفی فی الاصول

۴۔ المستبر الزاخر من الفیض الباھر من شرح المغنی الحبازی فی الاصول۔ یہ کتاب ایسا لگتا ہے اور تاج التراجم کے مطابق یہ کتاب دو جلدوں میں ہے۔ [2]

یحییٰ الرحبوی مالکی (متوفی ۷۷۴ھ) [3]

فقیہ اصولی ادیب منطقی اور متکلم تھے۔ ابوالعباس احمد بن ادریس القرافی سے فقہ کی اور ابوعبداللہ الزواوی سے اصول کی تعلیم حاصل کی۔ قاہرہ میں اقامت اختیار کی متعدد مشہور مدارس میں تدریس کی زیارت حرمین شریفین کے لئے تشریف لائے۔ فقہ میں "کتاب التھذیب" پر آپ کی تعلیقات ہیں۔ جس میں مذاہب اربعہ پر بحث کرکے مالک کو سب پر ترجیح دی۔

مؤلفات اصولیہ : مختصر ابن الحاجب الاصولی پر حواشی لکھے جس میں معانی بیانی کی مزید تحقیق پیش کی۔ [4]

منصور الخوارزمی حنفی (متوفی ۷۷۵ھ) [5]

فقیہ اصولی تھے۔ اپنے زمانے کے فن میں ماہر اکابر علماء سے فقہ و اصول کا علم حاصل کیا۔ خوارزم میں رہ کر تدریس و تصنیف میں مشغول ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح معنی الحبازی فی الاصول تالیف کی۔ اس کا آغاز یوں ہوتا ہے "الحمد للہ الذی تجلی علی عبادہ ۔ الخ" [6]

---

[1] ابوحفص سراج الدین عمر بن اسحاق بن احمد بن محمد الغزنوی (۷۰۴ھ/۱۳۰۴ء غزنی میں ولادت اور مصر میں وفات پائی)

[2] ہدیۃ العارفین ۵/۴۹۰، معجم المؤلفین ۷/۱۸۸، بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۶۰، ۲۶۱ (۱۳۴۴) [3] یحییٰ بن موسیٰ الرحبوی حنفی ۷۷۴ھ

[4] معجم المؤلفین ۱۳/۱۹۰ [5] ابوالمکارم منصور بن احمد بن یزید الخوارزمی متوفی ۷۷۵ھ/۱۳۷۳ء اصلاً خوارزم سے تعلق تھا

[6] الفوائد البہیہ ۲۱۵۔۲۱۶، معجم المؤلفین ۱۲/۱۹۲

شمس الدین الغماری مالکی (متوفی ۷۷۶ھ)[1]

فقیہ اور اصولی تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے شرح علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی جو ان کے علم، فضل اور وسعت علمی پر دلالت کرتی ہے۔[2]

عبداللہ الحسینی النیشاپوری حنفی (متوفی ۷۷۶ھ)[3]

فقیہ اصولی تھے۔ شریف جمال الدین نے ان سے متعلق کہا: "کان المشار الیہ بنیسابور فی زمانہ فی الاصول بلا مدافعۃ" (نیشاپور اصول اور لغت عربیہ میں اپنے زمانہ کا امام سمجھے جاتے تھے) اور سبکی شافعیہ (طبقات الشافعیہ) میں ان کی بعض ان باتوں سے یہ وہم ہو گیا کہ شاید وہ شافعی المذہب تھے، مگر صحیح بات یہ ہے کہ وہ حنفی تھے اور یہی ان کی شان امتیاز ہے جو ان کے ہم عصروں میں وہ کہتے ہیں: ہمارے نزدیک یہ ہے اور شافعی نے تو ایک اس طرح ہے۔ پھر مذہب حنفیہ کو ترجیح دیتے ہیں۔ نیشاپوری قاہرہ میں بھی مقیم رہے اور دمشق میں قیام کیا اور ان مدارس حنفیہ میں مدرس رہے۔

مؤلفات اصولیہ: "شرح المنار فی الاصول"۔[4]

شمس الدین التلمسانی مالکی (متوفی ۷۱۳ھ۔۷۷۶ھ)[5]

فقیہ اصولی، ادیب و طبیب تھے۔ مختلف علوم میں تقریباً ساٹھ تصانیف تھیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الجمع علی اصول الفقہ" تالیف کیا۔[6]

الحسینی الواسطی شافعی (متوفی ۷۱۷ھ۔۷۷۶ھ)[7]

فقیہ اصولی، متکلم و محدث تھے۔ ابتدائی تعلیم اپنے شہر میں حاصل کرنے کے بعد قاہرہ آ کر فقہ و اصول میں کمال رسی پیدا کی۔ شام و بیت المقدس کا دورہ کر کے وہیں مشغولیت اختیار کی۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ "شرح علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول"۔ اس میں شرح الاصفہانی سے مواد جمع کیا ہے۔

۲۔ "وشرح تاج الدین السبکی فی اسلوب سہل بہ ماحد الاصول وقربہ الی الاذہان والعقول"

۳۔ "سحاب فی الرد علی الاسنوی"۔[8]

۱۔ شمس الدین محمد الغماری (متوفی ۷۷۶ھ)۔ ۲۔ نفح الطیب ۲/۱۹۴

۳۔ عبداللہ بن محمد بن احمد الحسینی النیشاپوری متوفی ۷۷۶ھ۔ ۴۔ نفح الطیب ۲/۱۹۴

۵۔ ابوعبداللہ شمس الدین محمد بن عبداللہ بن سعید التلمسانی المعروف بابن الخطیب (۷۱۳ھ۔۷۷۶ھ) غارس میں منتقل ہوا

۶۔ نفح الطیب ۲/۱۹۵۔ ۷۔ محمد بن حسین بن عبداللہ السید الشریف الحسینی الواسطی (۷۱۷ھ۔۷۷۶ھ) بغداد میں منتقل ہوا

۸۔ ہدیۃ العارفین ۲/۱۶۸، نفح الطیب ۲/۱۹۶

عبداللہ بن محمد بقرکار (متوفی ۷۷۶ھ)

مؤلفات اصولیہ :

(۱) شرح تنقیح الاصول (۲) شرح المنار للنسفی فی الاصول [1]

لسان الدین ابن الخطیب (۷۱۳ھ - ۷۷۶ھ)

انہوں نے سدالذریعہ فی تفصیل التشریعہ تالیف کی۔ [2]

احمد الاربدی شافعی (متوفی ۷۷۶ھ)

فقہ، اصول، ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ شروع میں حنبلی المسلک تھے پھر شافعی بن گئے۔ مصر میں وفات پائی۔ مختلف علوم وفنون میں ان کے عمدہ حواشی ہیں۔ [3]

جمال الدین القونوی حنفی (۷۰۰ھ - ۷۷۷ھ) [4]

فقیہ، اصولی، نحوی، مفسر، متکلم، محدث تھے۔ اپنے والد اور دیگر علماء سے فقہ کا علم سیکھا۔ مختلف فنون میں مکمل دسترس رکھتے تھے۔ تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں۔ دمشق کے قاضی بنائے گئے۔ تالیف و تصنیف کی کثرت میں شہرت رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "المنتقی علی المنتقی فی اصول الفقہ" یہ شرح تین مجلدات میں ہے۔ جبکہ ہدیۃ العارفین میں اس کا ذکر ہے : "المهمی شرح المنتقی للخبازی فی اصول الفقہ مکتوب"۔ [5]

۲۔ الاعتصار فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیۃ۔ [6]

بہاؤ الدین السبکی شافعی (۷۰۷ھ - ۷۷۷ھ) [7]

فقیہ، اصولی، مفسر، محدث اور متکلم تھے۔ تقی الدین السبکی متوفی ۷۵۶ھ شارح منہاج البیضاوی اور علامہ یحییٰ بن ہبل وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

دمشق میں تقی الدین السبکی کے نائب اور پھر مستقل قاضی کی حیثیت میں خدمات انجام دیں۔ طرابلس میں قاضی رہے، قاہرہ بھی تشریف لائے اور قاضی بنائے گئے۔ دمشق جا کر مستقل سکونت اختیار کی۔

---

1. عبدالقادر بن محمد جمال الدین السبکی متوفی ۷۷۳ھ، بقار، ہدیۃ العارفین ۵/ ۴۹۷
2. ابوعبداللہ لسان الدین محمد بن عبداللہ بن المفتی الخطیب سعید السلمانی الغرناطی، ہدیۃ العارفین ۶/ ۱۶۷
3. احمد بن سلیمان بن محمد سلمان الاربدی الدمشقی متوفی ۷۷۶ھ، کشف الظنون ۱/ ۱۳۰ (۹۲)
4. جمال الدین محمود بن احمد بن مسعود بن عبدالرحمن القونوی (قبل ۷۰۰ھ - ۷۷۵ھ)، دمشق میں وفات پائی
5. ہدیۃ العارفین ۶/ ۱۶۹، وایضاح المکنون ۲/ ۱۹۷
6. ابوالبقاء بہاؤ الدین محمد بن عبدالرحمن بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ بن تمام بن حامد السبکی (۷۰۷ھ - ۷۷۳ھ)

وفات اصولی : ابن حسنقاوی نے لکھا

"انه كتب على الروضة وعلى مختصر ابن الحاجب في الاصول" یعنی

انہوں نے (موفق الدین ابن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ) کی اصول فقہ میں کتاب الروضۃ الناظر وجنۃ المناظر، اور مختصر ابن الحاجب علی الاصول پر کتب لکھی۔

۷۔ ابن ابراہیم۔ ابن الشاطر (۷۰۴ھ۔۷۷۷ھ)

انہوں نے کتاب "نہایۃ السول" تصنیف کی۔[۲]

۸۔ شمس الدین محمد بن مسعود الاصفہانی شافعی (متوفی ۷۷۷ھ)[۳]

علم اصول میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ شیخ جمال الدین الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) شارح منہاج البیضاوی نے ان سے کسب اصول کیا۔ مصر میں وہیں ۷۷۷ھ کو وفات پائی اور وہیں مدفون ہوئے۔[۴]

۹۔ محمد بن عثمان الزرعی (متوفی ۷۷۹ھ)

انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منہاج الوصول الی علم الاصول" کو منظوم کیا۔[۵]

۱۰۔ احمد بن علی البلسینی حنفی (متوفی ۷۷۹ھ)

وفات اصولی : انہوں نے "جواہر الافکار فی مختصر المنار للنسفی" تصنیف کی۔[۶]

۱۱۔ قاسم القروینی شافعی (متوفی ۷۸۰ھ)[۷]

علم اصول و اصول دین میں کثیر ثقافت عربیہ اور معانی و بیان کے عالم و امام تھے۔ وہ فخر کیا کرتے تھے کہ : "انا حنفی اصولا شافعی الفروع" (میں حنفی الاصول اور شافعی الفروع ہوں)۔ شیخ سعد الدین التفتازانی (متوفی ۷۹۳ھ) صاحب التلویح نے ان سے بھی علم اصول حاصل کیا جبکہ عضد الدین الایجی (متوفی ۷۵۶ھ) شارح ابن الحاجب وغیرہ آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔

---

[۱] الدرر الکامنہ ۱/۱۹۸

[۲] ابو العباس احمد بن ابراہیم بن محمد بن الہاشم ابن ابراہیم بن المعظم الانصاری الدمشقی، ابن الشاطر متوفی ۷۷۷ھ۔

[۳] شمس الدین احمد بن یوسف بن احمد بن عبد الرحیم الشارمساحی متوفی ۷۷۵ھ قاہرہ مصر میں وفات پائی

[۴] کشف الظنون ۱/۱۹۲ [۱۹۲] ۵ محمد بن عثمان بن قرموز الزرعی، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین ۱/۱۶۶

[۵] ابو علی بن عبد الرحمن الفتانی البلسینی، بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین ۱/۱۱۳

[۶] قاسم بن ضیاء احمد بن محمد بن عثمان القروینی الشافعی متوفی ۷۸۰ھ، بغداد میں وفات پائی۔ علم اصول میں آپ کا نام ضیاء الدین ابو العباس احمد بن الشیخ سعد الدین سعد الحنفی القروینی الشافعی ابن قاسم القرم مذکور ہے۔

مؤلفات اصولیہ

ان کی کسی تصنیف کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔ تاہم وہ شافعی مدرسہ میں مدرس تھے۔ مذہب حنفی و شافعی دونوں کے مطابق تدریس کرتے تھے۔ فتویٰ دینے کا دونوں میں اختیار رکھتے تھے۔ الجامع الزہر میں مذکور ہے "کان یعلم فی المذھبین الحنفیۃ والشافعیۃ"۔[1]

ابن الحرانیہ الماردینی حنفی (۷۰۲ھ۔۷۸۰ھ)[2]

فقہ، خلاف اور اصول میں تبحر علمی حاصل کیا۔ ان کے ساتھ کئی دور سے فنون میں مہارت رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ میں پیدا کیا۔ مدارس میں تدریس کی۔ بہت سے طلبات مستفید ہوئے۔ حنفیہ اور شافعیہ کے مابین خلافی امور پر جو تالیف کی جو ایک عمدہ کام ہے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الوصول الی اصول الفقہ" تالیف کی۔ ان میں انہوں نے اپنے مذہب کا دلائل سے ساتھ تبحر پور انداز میں رد کیا۔[3]

ابو جعفر الثقفی مالکی (۷۲۷ھ۔۷۸۰ھ)[4]

فقیہ، اصولی، قرآنی، نحوی، محدث، مفسر تھے۔ اصلیین میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اندلس میں ریاست کا منصب شوریٰ کی تقریر پایا۔ اندلس سے استعفیٰ دے دیا۔ انہوں نے کتاب تشریح الاصول والمعانی فی الاصول سپرد قلم کی۔ وفات کے تحت ان کا ذکر کیا ہے۔[5]

ابن منصور الدمشقی حنفی (۷۱۷ھ۔۷۸۲ھ)[6]

فقیہ، اصولی تھے، دمشق کے قاضی رہے۔ ان کی وفات کے بعد مصر میں منصب قضا کی پیشکش کی گئی۔ انہوں نے بدر الدین بن العز کو یہ منصب دلانے کی سفارش کی۔ مصر میں مقیم ہو گئے اور تدریس کی۔ ۷۸۰ھ میں قاضی کا عہدہ چھوڑ کر واپس دمشق چلے گئے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ: ان کی اصول فقہ پر کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[7]

---

1. الدرر الکامنۃ ۴/۳۰۵ (۱۹۸۸ء) تحقیق ضیاء الدین، الجامع الزہر فی مؤلف معجم القاہرہ و مدارسہا تحقیق ابراہیم عبد الرحمن خلیفہ، ۱۹۶۸ء، صفحہ ۱۱۲ (صفحہ زادہ الحاشیہ) الاعلام للزرکلی ۶/۱۷۶
2. بدر الدین محمد بن محمد بن ابی الفتح ابن الحرانیہ الماردینی (۷۰۲ھ۔۷۸۰ھ) الجامع الزہر ۱۹۶/۲
3. ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب بن الزرعی بن محمد بن نجم بن الزرعی الدمشقی (۷۹۱ھ۔۷۹۷ھ) مدارس میں ۱۵ سال وفات ہوئی
4. الدیباج ص ۲۶۹، شذرات الذہب ۶/۲۸۳، الجامع الزہر ۲/۳۰۰
5. احمد بن محمد بن منصور بن عبد الرزاق دمشقی حنفی ۷۱۷ھ۔۷۸۲ھ
6. الجامع الزہر ۲/۱۹۹، ۲۰۰، ۱۹۷
7. الفوائد البہیۃ ص ۲۹۔۲۸، الجامع الزہر ۲/۱۹۸۔۱۹۷

۱۔ بدرالدین البابرتی حنفی (۷۱۴ھ۔۷۸۶ھ)[1]

نامور اصولی، ادیب، نحوی، متکلم، مفسر تھے۔ حصول علم کے لئے حلب آئے۔ قوام الدین محمد بن محمد الکاکی سے استفادہ کیا۔ حلب سے مصر تشریف لے گئے۔ وہاں قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز ہوئے۔ پھر شام واپس آ کر وہیں وفات پائی۔

اہم اصولیہ:

شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول

۲۔ شرح علی اصول البزدوی فی الاصول

بغیہ لعلی میں اس طرح مذکور ہے:

العقود والردود فی شرح منتهی السول والامل لابن الحاجب

التقریر فی شرح اصول البزدوی

مرتب الاعلام میں بھی شرح اصول بزدوی کا نام التقریر ہی مذکور ہے۔ اور شرح مختصر ابن الحاجب اصول کا۔

۳۔ الانوار فی شرح المنار للنسفی، مکتبہ حلب میں اس کا مخطوطہ موجود ہے جسے ان کے شاگرد عبدالرحمن بن محمد السفاقسی نے البابرتی کے زندگی میں ۷۶۰ھ میں تحریر کیا تھا۔ حمد کے بعد آغاز کتاب اس طرح سے ہوتا ہے:

الحمد لله مظهر بدائع الحكم بالآيات الخارقة للعقول۔ اور اختتام اس دعا سے ہوتا ہے:

"ان يجعله ذخرا لنا فی دار القرار انه علی مایشاء قدیر وبالاجابة جدیر۔"[2]

۲۔ قوام الدین الکاکی حنفی (۷۱۷ھ/۷۸۶ھ)[3]

نامور اصولی، محدث، مفسر، متکلم، ادیب اور نحوی تھے۔ اپنے والد بہاء الدین اور اخصہ فیروز سے تحصیل علم کیا۔ پھر مزید کے لئے دمشق، مصر، بغداد کے متعدد کتب تصنیف کیں۔

اہم اصولیہ: انہوں نے شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی اور اس کا نام السبعة الابحر رکھا۔ اسی سے واپسی پر انتقال ہوا۔ ان کی میت ایران سے بغداد منتقل کر کے ابواسحاق الشیرازی (متوفی ۴۷۶ھ) کے پہلو میں دفن کی گئی۔ کتاب المنع والنصرة فی اصول الفقہ کے بیچ میں دفن کئے گئے تھے انہوں نے خود اپنے لئے تیار کیا تھا۔[4]

---

[1] بدرالدین محمد بن محمود البابرتی (۷۱۴ھ/۱۳۱۴ء)۔ بغداد میں ولادت اور قاہرہ میں وفات ہوئی۔

[2] بغیۃ الوعاۃ ۱/۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱

فضل اللہ الشاہکاکی شافعی (متوفی ۷۸۷ھ):

فقیہ، اصولی اور نحوی تھے، قاضی القضاۃ سے علم حاصل کیا، کئی علوم اور خاص کر علوم عقلیہ میں تبحر حاصل تھا۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی۔[1]

سراج الملقن شافعی (۷۲۰ھ/۷۸۸ھ):[2]

اپنے زمانے میں اپنے شہر میں افتاء، ادب اور دیگر علوم میں ممتاز مقام رکھتے تھے علماء اور عوام کو درس دیتے اور مفید کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

(۱) تدقیق الوصول الی تحقیق الاصول

(۲) مستقصی الوصول الی مستقصی الاصول

(۳) وسائل الوصول الی مسائل الاصول[3]

ابو اسحاق الشاطبی مالکی (متوفی ۷۹۰ھ):[4]

فقیہ، محدث، اصولی، نحوی، مفسر، محقق اور مجتہد تھے، التکلیف تمسانی (متوفی ۷۷۱ھ) صاحب مفتاح الوصول فی بناء الفروع علی الاصول بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الموافقات" تالیف کی۔

الموافقات کا تحقیقی تجزیہ:

الموافقات امام شاطبی کی مشہور اور ایک اہم تصنیف ہے جو چار اجزاء پر مشتمل ہے۔ مصنف نے پہلے اس کا عنوان "التعریف بالسر الذی لاجلہ وقع التکلیف" رکھا پھر اس کا نام بدل کر "الموافقات" رکھا۔ اس سے قبل نے بھی یہ الگ الگ کتابوں کے نام تھے جنہیں بعد میں ناشرین نے یکجا کر دیا۔[5]

الموافقات کے مقدمہ میں محمد عبداللہ دراز کے کلام سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس کتاب کا مخطوطہ ان کے ہاتھ لگا سب سے پہلے محمد بن عبداللہ دراز نے اس کی مصری طباعت کا ذکر کیا۔ اس میں بھی یہ تاثر ملتا ہے کہ

۱۔ صلاح الدین خلیل بن ایبک بن عبداللہ الصفدی (الوافی بالوفیات) متوفی ۷۶۴ھ، نیشاپور سے تحقیق کیے گئے۔

۲۔ الدرر الکامنہ ۳/۳۲۱ ۳۔ سراج الدین عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح البلقینی المصری (۷۲۴ھ/۸۰۵ھ)

۴۔ کشف الظنون ۱/۱۰۸، ۲/۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ہدیۃ العارفین ۲/۳۸۳، ۳۸۴، معجم المؤلفین ۱۱۸/۱۲ (۲۵۲)

۵۔ ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد لخمی الغرناطی شاطبی متوفی ۷۹۰ھ

۶۔ معجم المؤلفین ۱۱۸/۱۲

زیادہ تر مصر میں ہوئی مگر درست بات یہ ہے کہ پہلی مرتبہ یہ کتاب تونس سے ۱۳۰۲ھ/۱۸۸۴ء میں طبع ہوئی۔ مطالب زیتونیہ میں حصہ اول رہی اور اس پہلی طبع میں تین زیتونی علماء کی تقریظ بھی شامل تھی جن کے اسماء گرامی یہ ہیں

۱۔ الشیخ علی النتیوی ۲۔ الشیخ احمد الوزانی ۳۔ الشیخ صالح قاسمی

بعد میں یہ کتاب ۱۳۳۱ھ/۱۹۲۲ء میں تین پہلی جماعت کے ساتھ پہلی ۱۳۹۱ء بعد طبع ہوئی۔ اور اس کی طباعت شیخ محمد الخضر حسین کی مرہون منت تھی اور یہ مظبوط علمی سند شائع ہوئی۔ علم حدیث کے اختراعات عبدالحافظ بن محمد منصور التونسی نے اس کے حواشی وتعلیقات لکھے جبکہ زیادات وفوائد پر محمد حسنین مخلوف کی تعلیقات ہیں اس کے بعد اس کی دو طباعتیں مصر میں ہوئیں ایک تو محمد محی الدین عبدالحمید کی تحقیق کے ساتھ مکتبہ صبیح مصر سے ۱۹۶۹ء میں شائع ہوئی اور دوسری مرتبہ شیخ عبدالمنعم خفاجی کی تحقیق اور تعلیق کے ساتھ مکتبہ القاہرہ بالغوری بمصر سے طبع ہوئی، جو مستند ترین نسخہ ہے۔

۱۔ مقصد پر تدوین کی اولویت :

آج یہ سب لوگوں کا اتفاق ہے کہ علوم شرعیہ میں علم اصول حدیث کے مقدم ہیں بالکل اسی طرح جس طرح کہ سیرت کا علم دیگر علوم اسلامیہ کی بہ نسبت اہمیت کا حامل ہے۔ مقدمہ میں اس کی حیثیت حاصل ہے۔ عبدالحفیظ فرماتے ہیں :

"فكذا ينبغي على الأصول فالعلم المقدم عظيما هو شطر هذا العلم الباحث عن احد وكيف، حتى فيما الله سبحانه وتعالى ان اسحاق الشاطبي في القرن الثامن الهجري لتدارك هذا النقص، واسلما هذا الضمارية الكبرى في هذا الفراغ المتراهي الاطراف في نواحي هذا العلم الجليل "[1]

ان علوم میں سے ایک بڑی ضرورت جامع صحیح الشارع امت محمدیہ کے تکامل التقدم کی رہی ہے۔ اور یہ وزیر بحث علم کے لیے ضروری ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسحاق شاطبی کو اس کمی کو پورا کرنے کی توفیق بخشی جنہوں نے اس علم کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہوئے اس واقع شدہ خلا کو احسن طریقے سے پورا کیا اور اس فن کی ایک عظیم الشان عمارت کھڑی کر دی)

اس کے بعد مزید لکھتے ہیں

"لم تقف به الهمة في التجديد والعمارة لهذا الفن عند تاصيل القواعد، وتاسيس الكليات المتضمنة لمقاصد الشارع في وضع الشريعة، بل جال في تفاصيل مباحث الكتاب اوسع مجال، وتوصل باستقراء الى استخراج درر غوال لها اوثق صلة بروح الشريعة، واعرق نسب بعلم الاصول "[2]

(مصنف شاطبی نے اس فن کی تجدید وتعمیر کی جو ذمہ لے رکھا تھا اس میں صرف اصول کے قواعد کی تاسیس اور مقاصد شارع کے مقاصد شریعت کی وضع پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کتاب کے مباحث کی تفصیل میں بھی بہت وسیع میدان میں جولانی طبع کا مظاہرہ

---

[1] مقدمہ الموافقات للشاطبی شیخ عبداللہ دراز ص ۱/۶ ۔ بیروت دارالمعرفۃ سنہ ۲ عن السابق

دوا فی عوارض النفس سے اپنی قیمتی امر پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ کتاب ہر لحاظ سے جامع ہے اور اصحاب اصول سے ان کی آراء لیتی ہے۔

شیخ عبدالمجید الترکی لکھتے ہیں

"مقدمة الشاطبي الاندلسي الذي اختار له من الاسماء عنوان مقاصد الشريعة"

(امام شاطبی اندلسی نے اپنے مقدمہ کا نام مقاصد شریعہ تجویز کیا ہے)

شیخ محمد خضری بک لکھتے ہیں:

"ومن الغريب انه، على كثرة ما كتب في اصول الفقه، لم يعن احد بالكتابة في الاصول التي اعترفها الشارع في التشريع، وهي التي تكون اساس الدليل القياس والاشتغال به هو من اقل الوقت في الخلافة والجدل في كثير من المسائل التي لا يترتب عليها ولا على الخلاف فيها حكم شرعي ... (ومن سبق الى ذلك كتب في ذلك ابو اسحاق ابراهيم موسى الشاطبي المتوفى سنه ٧٩٠ هـ في كتابه الذي سماه الموافقات، وهو كتاب عظيم الفائدة سهل العبارة لا يحد الانسان معه حاجة الى غيره)"[1]

(کتنی عجیب بات ہے کہ اصول فقہ پر اتنی کتابیں لکھی جانے کے باوجود کسی نے بھی اصول فقہ کی ان بنیادوں کی طرف توجہ نہیں دی جس پر اس کی تاریخ کے اکثر حصوں میں اضافہ ہوا ہے اور جو فی الحقیقت اس کی اساس ہے ... اور اس میں مشغولیت نہ صرف بیکار ہے بلکہ ان مسائل میں وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے جن پر شرعی احکام مرتب نہیں ہوتے ... اور اس فن میں جس نے بھی کچھ لکھا ہے موضوع کتاب کو نہیں سمجھا ہے ان میں ابو اسحاق ابراہیم موسیٰ شاطبی متوفی ۷۹۰ھ نے اپنی الموافقات میں جو کچھ لکھا ہے وہ بہت مفید ہے اور بہت عمدہ کتاب ہے جس کے ہوتے ہوئے انسان کسی دوسری کتاب کی طرف توجہ نہیں کرتا)

شیخ علی حسب اللہ نے لکھا:

"وقد جاء ابو اسحاق الشاطبي (متوفى سنه ٧٩٠ هـ) في كتابه الموافقات مسائل يسبق به، فعني ببيان قواعد الاصول، وتوضيح مقاصد الشارع مع سهولة في العبارة، ووضوح في الغرض"[2]

امام شاطبی نے اس فن پر اپنے مبتدع ہونے کا الزام دور کرنے کے لئے لکھا:

"فان عارضك دون هذا الكتاب عارض الانكار، وعلى ذلك وجه الاحتراز فيه والانكار وغير الظان انه شيء ممنوع بمثله، ولا الف في العلوم الشرعية الاصلية او الفرعية ناسج على منوالة، او شكل بشكله وحسبك من شر سماعه، ومن كل بدع في الشريعة اضافة فلا تلتفت الى الاشكال دون اختبار ولا تتوجه سطحة الفائدة على غير اختبار"

---

[1] الفكر السامي والفكر القانوني في الاسلام قراءة في نشأة علم الاصول ومقاصد الشريعة ومدارسه الكبرى، ص ۱۱۲، بيروت دار الكتب العربي ۱۹۶۵ء

[2] اصول الفقہ شیخ محمد خضری بک، ص ۱۱-۱۲

[3] اصول التشریع الاسلامی شیخ علی حسب اللہ، ص ۵، مصر دار المعارف طبع ثالث ۱۳۸۳ھ/۱۹۶۴ء

[4] الموافقات فی اصول الشریعۃ ابو اسحاق الشاطبی الغرناطی المالکی متوفی ۷۹۰ھ، ۱/۶۵، بیروت دار المعرفۃ

ہاں کتاب کے مطالعہ کے بعد الگ ہی صورت پیش آئے اور حکم پر وجہ استدلال اور اس کا ایک چھوٹا سا جز بھولے اور کوئی شخص اس حکم کا وجوب سے ندب یا ندب سے وجوب کی طرف پھیر بھی لیتا ہے۔ یہی حکم شریعت کے مراد لینے کی بحث میں کسی حد تک ہے پہلے اس حکم کی تعیین یا کوئی اشکال پیش آئے اور ایسی بات کا سامنے لے لیا ہو وجوب بن جائے تو ایسی صورت میں یا تحقیق استدلال کی طرف متوجہ ہو جائے اور بھائی کے لئے

(مذکورہ فوائد کا ادارہ نے کیا)

مذکورہ بالا اقوال امام شاطبی کے علم المقاصد میں متبدع ہونے پر دلالت کرتے ہیں اگرچہ مقاصد کا ظہور پہلی ہی صدی ہجری میں تھا۔ مثلاً حضرت عمر بن عبدالعزیز کا فرمان: "تحدث للناس اقضیۃ بقدر ما احدثوا من الفجور" ان کی مثل امام مالک کا قول "ان دین اللہ یسر" وغیرہ وغیرہ۔

مقاصد کے باریکی ارتقاء پر ایک تحقیقی تجزیہ

یہاں تک ہے۔ مقاصد الشریعۃ کی جو بحث سب سے پہلے ابو زید دبوسی حنفی (متوفی ۴۳۰ھ) متوجہ ہوئے اور اپنے زمانہ کی ضرورت کے پیش نظر کتاب "تقویم الادلۃ" میں اس کو بیان کیا۔ ابو زید دبوسی عراق میں رہتے تھے ان کے شاگرد ایک اور ابو ثابت ابی عبید بن ابی عبید (متوفی ۴۳۰ھ) ابو زید دبوسی سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مصر تشریف لے گئے۔ وہاں بھی انہوں نے "اصحاب الرائے" کے ایک بڑے عالم سے استفادہ کیا تھا۔ دونوں میں فرق یہ تھا کہ ابو زید حنفی "اصحاب الرائے" کہلاتے تھے اور ضرورت کے پیش نظر قیاس کرتے تھے اور یہ مذہب حنفی کے لئے بنیاد بنی۔ جبکہ سعید بن ابی عبید "اصحاب الاثر" کہلاتے تھے اور اثر کی بنیاد پر ہی بات کرتے تھے۔ اور اہل حنفی ائمہ کے استنباط میں مقاصد شارع کا خوب خیال رکھتے اور اس کی تعبیر کرتے "ان احکام اللہ لھذہ العبادات ھی حکمہ ومصالح راجعۃ الیہ" (یہ عبادات اللہ کے احکام ہیں غایات وہ حکمتیں اور مصالح ہیں جو مکلف کو ملتی ہیں) اور اس پر قرآنی آیات استدلال پیش کرتے ہیں۔ مثلاً

"یسئلونک عن الخمر قل فیھما اثم کبیر ومنافع للناس واثمھما اکبر من نفعھما" [1]

"والمفسد من المصلح ولو شاء اللہ لاعنتکم ان اللہ عزیز حکیم" [2]

اور اسی طرح اکثر اہل سنت نے "مصلحت" "ضرر" اور "مصالح مرسلہ" اصول فقہ میں ایک اصل بنا کر مقاصد شریعہ پر بحث کی ہے اور اس میں محصور ہوتے ہیں۔

امام غزالی شافعی (متوفی ۵۰۵ھ) کی علم مقاصد شرعیہ میں خدمات:

امام غزالی نے اپنی کتاب "المستصفی" میں مقاصد پر کلام کیا اور اس کے مباحث میں توسع پیدا کیا اور پانچ ضروریات میں شامل کیا اور ہر ایک و مقاصد کے لئے اصل قرار دیا اور پھر مصلحت پر ایک مستقل بحث لائے جو "المصالح" کے تحت ہے۔ [3]

---

[1] ذکر اسی فی تاریخ الفقہ الاسلامی محمد بن احمد بن الحسن الحنفی الشہیر بابن الناسی (۷۹۱ھ-۸۳۷ھ) ۱/۲۹۵ تخریج احادیث وتحقیق عبدالعزیز بن ابراہیم الشناوی ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی

[2] البقرہ: ۲۲۰ [3] المستصفی امام غزالی ۱/۳۹۷-۴۱۷

عزالدین شافعی (متوفی ۶۶۰ھ) کی اس فن میں خدمات :

امام عزالدین نے امام غزالی کی پیروی کرتے ہوئے مصلحتی سے متعلق اپنی کتاب "القواعد الکبری" کی جس کا شیخ نام "قواعد الاحکام فی مصالح الانام" ہے۔ انہوں نے احکام شرعی کی تعلیل کے لیے دو قسموں میں عبادات اور دوسری معاملات۔ ان کے عبادات جو احکام تعبدیہ ہیں اور شارع نے ان کو اس میں کسی قسم کے نکتہ کی تلاش نہیں کی اپنے معاملات میں عقل کے ذریعہ عمل دراصل تک رسائی ممکن معاملات کے احکام بندوں کے مصالح پر مبنی ہوتے ہیں۔ یہاں اگرچہ ظاہر یہ اختلاف ہے دونوں کو تعبدی تصور کرتے ہیں خواہ عبادات ہوں یا معاملات۔ جمال الدین عطیہ اپنی کتاب میں امام عزالدین کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

" وقد ارجع العز بن عبدالسلام قواعد الفقه وفروعها الى جلب المصالح ودرء المفاسد بل ارجع الكل الى اعتبار المصالح لان فيه المفاسد من حصلها "[1]

(امام عزالدین عبدالسلام نے اپنی فقہی قواعد اور فروعات کو جلب مصلحت اور دفع مفسدت کی طرف لوٹایا بلکہ جلب مصلحت کی بنیاد پر سب کو لوٹایا کیونکہ مفاسد ان کے حصول سے حاصل ہوتے ہیں)

نجم الدین طوفی حنبلی (متوفی ۷۱۶ھ) کی علم مقاصد شریعہ میں خدمات :

عزالدین بن عبدالسلام کے بعد نجم الدین طوفی نے مصالح شریعہ کے اجتماعی طرف توجہ مرکوز کی اور مصالح کو مصالح شریعہ کے تحت محصور کیا اور وہ اس حد تک گئے کہ نص اور اجماع پر اس کو مقدم کیا۔ اور اپنے مذہب پر ایک رسالہ تصنیف کیا جس کا نام "المصالح المرسلة" رکھا۔ مصالح مرسلہ مالکی مذہب کے اصول میں سے ایک اصل ہے جس کا مرجع کتاب، سنت، اجماع و قیاس کے بعد آتا ہے۔ یعنی ان مذکورہ مصادر میں دشواری کے باوجود حل نہ ہو صورت میں مصالح مرسلہ سے احکام کا استنباط کیا جاتا ہے لیکن امام طوفی کے یہاں مصالح مرسلہ کا درجہ سب سے اول یعنی وہ اس اصل کو نصوص الکتاب والسنہ پر بھی مقدم رکھتے ہیں[2]۔ امام طوفی نے اپنے رسالہ کو عبادات و معاملات تقسیم کیا۔ عبادات میں نصوص یا اجماع موجود ہونے کی صورت میں توقف کیا۔ جبکہ معاملات میں نظری حیثیت رکھا کیونکہ شریعت کے احکام بندوں کے مصالح پر مبنی ہیں[3]۔ احکام خلق کے مصالح پر مبنی ہوتے ہیں اسی لیے امام طوفی حضور ﷺ کے فرمان "لا ضرر ولا ضرار" کو پیش کرتے ہیں[4]۔

---

[1] قواعد الاحکام فی مصالح الانام ۱/۳۱۲ [2] تکلیل النحی رسائل العز العلمیہ ص ۶۳ [3] الدکتور مصطفیٰ الدین ۱۱۰

[4] عنصر المصلحة في التشريع الإسلامي ص ۵۲ [5] مصادر التشريع الإسلامي فيما لا نص فيه أحمد أبو الفتح ص ۱۱۰

[6] حوالہ سابق نجم الدین طوفی کا یہ رسالہ پہلی مرتبہ شیخ جمال الدین القاسمی کی تحقیق کے ساتھ شیخ محمد رشید رضا نے شائع کرایا، بعد ازاں مصر میں موجود مخطوطہ پر اعتماد کرتے ہوئے مصطفیٰ زید کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا گیا۔

[7] سنن ابن ماجہ ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ ابواب الاحکام باب من بنی فی حقہ ما یضر جارہ

امتدادی حیثیت موجد یا مدون علم المقاصد :

مذکورہ اختلافات کے بعد آٹھویں صدی ہجری میں ابو اسحاق شاطبی کا ظہور ہوتا ہے انہوں نے اپنی کتاب "موافقات" کے دوسرے جزء کو علم مقاصد کے لئے مخصوص کر دیا۔ ساتویں صدی کے آخر اور آٹھویں صدی کے شروع کے بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ شاطبی نے مقاصد کے موجد ہیں اور نہ ہی مدون اول، بلکہ اس علم میں شیخ عزالدین بن عبدالسلام کی تالیف "قواعد الاحکام فی مصالح الانام" تالیف کی۔ اس کے بعد ابن صحنون نے اس علم میں لکھنے ہوئے "المصالح المرسلة" لکھی جو علم المقاصد پر ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود امام شاطبی کی فضیلت و شان میں کسی قسم کی کمی واقع نہیں ہوتی۔ انہوں نے اس علم کے بارے میں تحقیق کیا۔ اس کے مباحث میں گہرائی و گیرائی پیدا کی اور آخر یہ چار ابواب (جزء) میں ان کا کلام اس طور پر ہمارے سامنے آیا کہ وہ پہلے جزء میں اپنا یہ مسائل کے حل کے لئے قرآن کریم میں بحث و تحقیق کرتے ہیں، کیونکہ یہ تمام شریعت کے مصادر میں سے ہے اخلاق اول مصدر ہے۔ دوسرا یہ کہ اس علم میں ایسے مباحث جدیدہ کے دروازے کھولے جو پیدا کرنا چاہتے ان سے قبل کے مصنفین نے نہیں کیا۔ اس وجہ سے انہیں مشکلات اور رکاوٹوں کا سامنا کرنا پڑا جس کا اظہار انہوں نے ان کلمات کے ساتھ کیا ہے :

"فقد قطع في طلب هذا المقصود مهامة فيحا، وكابد من طوارق طريقة حسا وفيحا، والمرء مرهون بعثرته المعترضة فجا وعيجا، وعاني من راكبة المختلفة مانعا وميحا، فان شئت لقعة السير ضليحا، أو لمعا حالق من العطاء طريحا، او لصحارية الفوارق نضاة حريحا، فلا عيش هنيا ولا موت مريحا، وحملة الامر (الى التحقيق) ان ادهى مهيعة السالك للطريق فقد الدليل، مع ذهر لعدد وزر الفرقان كليل، وقلب بمصدمات الاعداء عليل، فيمشي على غير سبيل، ويتسنى الى غير قبيل الى ان الرب الكريم الرحيم، الهادي من يشاء الى صراط مستقيم، فحفت له ارواح تلك الجموع، وظهرت حقائق تلك الرسوم، ومدت مسميات تلك الوسوم، فلاح في اكنافها الحق واستبان، وتجلى من تحت سحابها شمس الفرقان وبان"۔[1]

(ترجمہ) مجھے (مصنف) نے اس مقصد طلب میں بہت سے مشکل مقامات کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے میں بہت سی مشکلات میں مبتلا ہوا، اور ہر شخص اپنے کئے کا ذمہ دار ہوتا ہے، لازم ہے کہ وہ راہ راست پر چلے، راستہ میں بہت سی مشکلات آتی ہیں، کبھی کبھی راستہ سے ناواقفیت کی وجہ سے بھٹک جاتا ہے، کبھی کبھی راستہ کی دشواریوں کی وجہ سے تھک جاتا ہے، کبھی کبھی راستہ کی دشواریوں کی وجہ سے موت کا سامنا کرنا پڑتا ہے، حقیقت یہ ہے کہ مالک کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہوتی ہے کہ وہ راستہ سے بھٹک جائے، جب کہ اس کا دشمن اس کا منتظر ہو، اور اس کا راستہ دشوار گزار ہو، ایسی صورت میں اپنی آنکھ سے کچھ نہ سجھائی دے، ایسی صورت میں اپنا آدمی بھی دشمن نظر آتا ہے، ایسی صورت میں اپنا آدمی بھی دشمن

---

[1] الموافقات في اصول الشريعة، ابو اسحاق الشاطبي الغرناطي مالكي متوفى ۷۹۰ھ ج ۱ ص ۴۲ بيروت دار المعرفة

اپنے آپ کو کسی غیر خاندان کی طرف منسوب کرنے لگتا ہے حالانکہ یہ رحم اور کرم جس شخص نے کیا ہوتا ہے وہ کی راہ کھول دیتا ہے یہ احسان فرمایا اور اس شخص (مصنف) کے لئے ان اسماء کی اداج پیدا کر دیں اور ان عادات کے حقائق ظاہر ہونے لگے۔ تاکہ ان نکات (الفاظ) کے معنی واضح ہونے لگے تو اس (مصنف) نے اس وجہ سے میں نقل کرنا چاہا اس کے بعد سے پہلے قرآن کو سورج جمع کرنا)

دو جدید مباحث جن کا امام شاطبی نے علم المقاصد میں اضافہ کیا ان کا مندرجہ ذیل ابواب میں احاطہ کیا

(۱) المصلحة وضوابطها	(۲) نظرية القصد في الالفاظ وصيغه ومعانيها
(۳) الموازنة بين الاحكام والمقاصد	(۴) المقاصد والعلل
(۵) المقاصد والاجتهاد	(۶) الغايات العامة للمقاصد

الموافقات کا اختصار :

ابوبکر محمد بن محمد بن عاصم الغرناطی المالکی (متوفی ۸۲۹ھ) نے جمل الصولی کے نام سے الموافقات کا اختصار

سعد الدین التفتازانی (۷۱۲ھ۔۷۹۱ھ)[2]

اصولی، مفسر، متکلم، محدث، بلاغی اور ادیب تھے۔ عوام و خواص میں مقبول رہے۔ اپنے زمانے میں وہ حنفیہ کے پرچم ہو گئی۔ ابن سحنہ حنبلی وغیرہ نے دیباچہ فتح الغفار شرح منار الانوار میں ان کو ثقہ کہا ہے۔ صاحب کشف الظنون اور حسن چلپی نے حاشیہ مطول کی بحث متعلقات فعل میں ان کو شافعی بتایا ہے۔ ابن فقہاء اس کی کتب پر خاص توجہ مبذول رکھی۔ جس سے خیال ہے کہ وہ حنفی المسلک تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ التلويح في كشف حقائق التنقيح في الاصول

۲۔ حاشيه على شرح العضد على مختصر ابن الحاجب في الاصول لكھی۔

انہوں نے اپنے استاد عضد الدین (متوفی ۷۵۶ھ) کی شرح المختصر پر حاشیہ لکھا تھا۔

التلویح پر حواشی و تعلیقات :

التلویح کا شمار ان چند کتب میں ہوتا ہے جن پر کثرت سے حواشی تعلیقات وغیرہ لکھے گئے۔ ہم عصر علماء (متوفی ۷۹۳ھ) کی کتاب التوضیح شرح التنقیح کے تعارف میں اس کی شروح اور ان شروح پر حواشی کا تذکرہ ضمن میں التلویح کے حواشی و تعلیقات وغیرہ کو بیان کر چکے ہیں۔[3]

---

۱ الضوء اللامع ۳/۲۵

۲ سعد الدین مسعود (محمود) بن عمر بن عبداللہ التفتازانی (۷۱۲ھ۔۷۹۳ھ) خراسان میں تفتازان اور سرخس میں وفات پائی

۳ ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۹، ایضاح المکنون ۱/۱۹۶، الاعلام ۷/۲۱۸، ان میں ان کا نام مسعود کی بجائے محمود مذکور ہے۔ ۲/۲۰۶، حاشیہ مطول ملا حسن چلپی، بحث متعلقات فعل میں ان کو شافعی بتایا ہے

زین رسلان البلقینی شافعی (۷۵۷ھ۔۷۹۱ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ علی شرح الاسنوی لمنہاج الوصول الی علم الاصول للبیضاوی۔[2]

زین سلیمان الصرخدی شافعی (۷۳۰ھ۔۷۹۲ھ)[3]

فقہ، اصول، منطق اور اشعری تھے۔ صرخد سے دمشق آ کر فقہ و اصول و دیگر علوم کی تعلیم حاصل کی اور چوراں فنون میں مہارت حاصل کرنے کے بعد مختلف مقامات پر تدریس کی۔ اشعری مذہب کے پرزور حامی تھے۔ متعدد فنون پر متعدد کتب مرتب کیں جو علمی حلقوں میں قبول عام کی سند پا گئیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی جو تین اجزاء میں ہے۔

۲۔ مختصر تمہید الاسنوی فی الاصول مع زیادات و انتقادات۔ یہ ابراہیم اسنوی (متوفی ۷۵۴ھ) کی کتاب "التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول" کا اختصار ہے۔[4]

ابداللہ السیوری شیعی (متوفی ۷۹۲ھ بعدہ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح مبادی الاصول اور تنقیح الرائع شرح مختصر الشرائع تالیف کی۔[5]

قوام زاہدی (متوفی ۷۹۳ھ)

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ التلویح للتفتازانی فی الاصول۔[6]

قوام الدین الاتقانی (متوفی ۷۹۳ھ)[7]

اصول، نحو، حدیث کے عالم تھے۔ قوام الدین الاتقانی (متوفی ۷۳۹ھ) شارح المنار اور نجم الائمہ قوام الدین امیر کاتب الاتقانی سے ان کا علمی اصل ہے۔ کئی مرتبہ منصب قضا کی پیشکش کی گئی مگر قبول نہیں کیا۔ تدریس کے ساتھ تلخیص الاصول بالاتقان و نجم الائمہ تصنیف کیں۔

۱۔ ابوالمکارم بدرالدین محمد بن سراج الدین عمر بن رسلان البلقینی مصری ۲۔ ہدیۃ العارفین ۶/ ۱۷۳

۳۔ ابوالثناء شمس الدین محمد بن سلیمان بن عبداللہ الصرخدی (۷۳۰ھ۔۷۹۲ھ) صرخد میں پیدا ہوئے اور دمشق میں وفات پائی

۴۔ کشف الظنون ۱/ ۲۹۸، ہدیۃ العارفین ۶/ ۴۰۱، الفتح المبین ۲/ ۲۰۷

۵۔ ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد بن الحسین بن محمد بن علی الشیعی الیمنی، امیر، ہدیۃ العارفین ۶/ ۲۷۰

۶۔ شیخ بن مصطفی یوسف بن صالح الرومی الدمشقی، ہدیۃ العارفین ۶/ ۳۳۳

۷۔ قوام الدین محمد بن احمد بن یوسف بن طرخان بن عمر الکاکی الاتقانی حنفی (۷۳۹ھ) قونیہ میں وفات پائی۔ ان کے نام میں اختلاف ہے، کاکی اور غیر ہیں جمال الدین بن احمد بن یوسف جمال الدین بن احمد الاتقانی در کشف الظنون ابوالعباس احمد اور غیرہ میں رمضان بن احمد بن یوسف جمال الدین لکھا ہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح منار الانوار للنسفی تالیف کی اور اس کا نام منهاج الشریعة رکھا۔ حاجی خلیفہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے کہا : "وهو شرح حسن الى الغاية"۔

۲۔ تعلیقه علی اصول البزدوی ، صاحب تاج التراجم نے لکھا "وتعلیقه علی البزدوی لم اقف" (انہوں نے اصول بزدوی پر ایک مکمل تعلیق) کشف الظنون وهدیة العارفین میں اس طرح لکھا ہے۔ "تعلیقه علی شرح الاروالحاتی لاصول البزدوی"

۳۔ شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول[1]

بدرالدین الزرکشی شافعی (۷۴۵ھ۔۷۹۴ھ)[2]

فقیہ اصولی ومحدث تھے۔ جمال الدین الاسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) صاحب "نهایة السول فی شرح منهاج الاصول للبیضاوی" اور سراج الدین البلقینی (متوفی ۸۰۵ھ) سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ ان کا شمار ہونے لگے۔ شمس الدین الاسنوی (متوفی ۸۳۱ھ) جنہوں نے "منظومة فی الاصول" تالیف کی ان کا شمار کرتے تھے۔ امام زرکشی تیس (۳۰) سے زائد کتب کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ البحر المحیط فی الاصول

۲۔ تشنیف المسامع بجمع الجوامع فی الاصول[3]

۳۔ لقطة العجلان وبلة الظمان فی اصول الفقه و الحکمة والمنطق[4] یہ کتاب ۱۳۱۵ھ میں چھپ چکی ہے۔

کتاب "لقطة العجلان" کی شرح :

(الف) خلیل بن محمد بن ذوالان بن علی الرشیدی الخلیلی شافعی (متوفی ۱۱۸۱ھ) نے "الصحاب البقعة باسرار لقطة العجلان" تالیف کی جو لقطة العجلان کی شرح ہے۔[5]

(ب) شیخ الاسلام زکریا الانصاری ظاہری شافعی (متوفی ۹۲۶ھ) نے "فتح الرحمن علی متن لقطة العجلان" تالیف کی۔ یہ کتاب مطبعہ المیمنیہ قاہرہ سے ۱۳۲۹ھ میں چھپ چکی ہے اور اس پر شیخ یاسین کا حاشیہ ہے۔[6]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۲۳، ایضاح المکنون ۲/۵۵۴، ہدیۃ العارفین ۲/۵۳۷، تاج التراجم ص ۵۳، الفتح المبین ۲/۱۸۵، کشف الظنون ۲/۱۸۲۳ (۳۲۷)

[2] ابوعبداللہ بدرالدین محمد بن عبداللہ الترکی المصری الزرکشی (۷۴۵ھ/۱۳۴۴ء مصر میں ولادت اور قاہرہ میں وفات پائی

[3] ہدیۃ العارفین ۲/۵۳۷ [4] ہدیۃ العارفین ۲/۵۳۷

[5] معجم المؤلفین ۲/۹۸ (۳۲۵) [6] الفتح المبین ۲/۲۹۴، معجم المؤلفین ۲/۱۰۸ (۳۲۵)

لقطۃ العجلان کا نظم :

(۱) اخلاق، احسان الدین ابوبکر بن محمد بن احمد (یا عمر) بن حسن ایوب ابن ابی شریف المقدسی شافعی (متوفی ۹۲۳ھ) نے نظم لقطۃ العجلان" تالیف کی ہے

(۲) سلاسل الذہب فی الاصول ج

(۳) الوجیز فی اصول الفقہ کا تحقیقی تجزیہ ج

یہ کتاب اصول فقہ کی اہم اور کبیر الحجم کتابوں میں سے ایک ہے جو ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں مدارالکتب سے زیور علماء و فضلاء کی تحقیق و تخریج احادیث کے ساتھ چھپ چکی ہے۔ اس کتاب میں امام زرکشی نے اپنی ان مختصرات پر بحث کی ہے جن کی شرح نہیں کی گئی تھی۔ صاحب شذرات نے لکھا کہ زرکشی نے اپنی کتاب پر پانچ سو (۵۰۰) سے زائد امہات الکتب سے استشہاد کیا ہے جن میں سے بعض اب ناپید ہیں اور بعض مخطوطہ کی صورت میں ہیں اور بعض مفقود ہیں۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ایک انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس میں ۲۰ مسائل کے بارے میں مذاہب متفرق کو جمع کیا گیا ہے۔ اس کتاب کے آخر میں امام زرکشی ان الفاظ کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں :

"وانا ارغب لمن وقف علیه ان لا یبخس فوائده الیه، فانی اللت العمر فی استخراجها من المظانات واستباحها من الامهات، واطلعت فی ذلک علی ماعسر علی غیری مرامه، وعز علیه افتحامه، وتحیرت فی النقول من الاصول المشتبهة لا بالاسفاط، ورایت المتاخرین قد وقع لهم الغلط الکثیر بسبب التقلید، فاسی رایت فی کتابی هذا تنبیها من النقول ناصعة، فانه المحرر المنقول، والله اسال ملته واسعة، وجنته قدراه فی اصول الفقه بالنسبة الی کتب المتاخرین اضعافه، وقد احبت من کلام الاقدمین خصوصا الشافعی واصحابه ماکان قد درس واشتر تحاشیه بعد ان تلمس بفضل "۔

(اس کتاب کے قارئین سے میں چاہتا ہوں کہ اس کتاب کے فوائد کو مجھ تک پہنچنے سے نہ روکیں۔ میں نے اس کتاب کے استخراج میں اور اس کے مشکل مقامات کو حل کرنے میں عمر کا بڑا حصہ صرف کیا ہے۔ اس فن میں جو مشکلات دوسروں کو پیش آئی تھیں وہ میرے سامنے حل ہو گئیں۔ اصول میں مشتبہ نقول میں میں حیران رہ گیا۔ متاخرین کو بہت سی غلطیوں میں مبتلا پایا۔ میں نے اپنی کتاب میں ان غلطیوں پر متنبہ کر دیا ہے۔ میری کتاب میں نقول صحیحہ ہیں۔ میری کتاب محرر و منقول ہے۔ میں اللہ سے امید کرتا ہوں کہ اس کو جنت میں جگہ دے۔ میں نے اصول فقہ کا کافی مطالعہ کیا ہے جو متاخرین کی کتب سے کئی گنا زیادہ ہے۔ میں نے خصوصاً امام شافعی اور ان کے اصحاب کی کتب کا مطالعہ کیا ہے جو کہ اب ناپید ہو چکی ہیں۔ میں نے ان کتب کو تلاش کر کے پڑھا ہے۔)

---

(۱) کشف الظنون ۲ : ۱۳۳۵-۵۳ (۲) ہدیۃ العارفین ۲ : ۱۵۱

(۳) کشف الظنون ۲ : ۱۳۳۵، معجم المؤلفین ۱۲ : ۱۲۷، شذرات الذہب ۶ : ۳۲۵

(۴) یہ کتاب ڈاکٹر ربیع بن ہادی عمیر مدخلی کی تحقیق کے ساتھ مدارالکتب سے ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں شائع ہو چکی ہے۔

البحر المحیط میں امام زرکشی کا منہج :

امام زرکشی نے اس کتاب کی تالیف میں جس اسلوب کو اختیار کیا اسے مندرجہ ذیل نقاط میں پیش کیا جا سکتا ہے۔

۱۔ کسی مسئلہ سے متعلق جتنے مناسب کا علم ہو۔ امام زرکشی نے انھیں اسی مسئلہ کے تحت بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان اقوال غریبہ سے جن فوائد کو جان سکے ان کو اور ان فوائد سے نادر موتیوں اور ان سے کیے غائر اسرار کو ایک مسئلہ کے تحت بیان کر دیتے ہیں۔ وہ ہر نے الفاظ میں یہ کہنا صحیح ہوگا کہ انھوں نے ہر فائدہ سے نکلنے والی مشکلات کے حل کو ایک مضبوط سانچے میں ڈھال کر ہر ایک کو اس کے مناسب مقام پر رکھ دیا ہے۔

۲۔ اکثر مسائل میں تصویر کشی، توضیح، تدلیل اور تعلیل کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اصول علوم جو منقول و معقول سے مستمد ہوں ان کے لئے یہ بات خاص طور پر اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور یہ قاعدہ بھی ہے کہ اولاً مسائل کی صحیح تصویر پیش کی جاتی ہے اور پھر دلیل کے ذریعے اس کو ثابت کیا جاتا ہے اور پھر ان کا تعلیل کے ذریعے اس کا سبب بیان کیا جاتا ہے جس کی وجہ سے اس کو قبول کیا جاتا ہے۔

۳۔ وہ اکثر مسائل میں جب علماء شافعیہ کے حوالہ سے اقوال ذکر کرتے ہیں تو اس کے لئے "عند اصحابنا" یا اپنا قول پیش کرتے ہیں۔ مگر بعض مسائل میں وہ قول کی نسبت قائل کی طرف کر دیتے ہیں۔ اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تالیف کے وقت تک اس کے قائل کی نسبت علم و ضبط نہ رہا ہو یا یہ بھی ممکن ہے کہ وہ خود اس کو بیان نہیں کرنا چاہتے تھے۔ اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ وہ اس کی نسبت کر دی اور جس کو علی یا غیر ضروری سمجھا اس کو بغیر قائل کی نشاندہی کے بیان کر دیا۔

۴۔ امام زرکشی نے بہت سے دقیق معاملات کو سابقین کی کتب سے انہی کے الفاظ کے ساتھ اپنی کتاب میں درج کر دیا ہے مگر کئی مواقع پر کتب سابقین سے نقل بالمعنی نہ کہ بالفظ نقل کیا ہے شاید اس کی وجہ نسخہ کا اختلاف ہو کہ ان کو جو نسخہ دستیاب ہوا اس میں یہی کلمات ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ انھوں نے روایت بالمعنی کو اختیار کیا ہو۔

۵۔ امام زرکشی نے تمام نسخوں اور مقامات میں اسی طرح استدلال کیا جس طرح الجوینی نے البرہان میں آیت مبارکہ "فالفلق الاصبح" [1] میں تعبیر "فا" کے وقت کیا۔ گویا ان دونوں نے "فا" کو بمعنی "ثم" سمجھا مگر علماء کے یہاں رائج ہے کہ اس طرح مناسب نہیں ہوتا۔ شاید ناقل کی غلطی سے ایسا ہوا ہو ہمیں امید رکھنی چاہیے کہ وہ غلطی سے میرا ہوں گے۔

۶۔ امام زرکشی کی عبارت اور صیاغت میں کچھ صعوبت بھی پائی جاتی ہے لیکن قدرے تامل سے وہ دشوار ہو جاتی ہے کیونکہ ان کی عبارت میں شدہ تحریر و تحبیر کی تمیز دی جاتی۔ جس طرح اس علم میں بحث سے ان کی شان رہی ہے [2]

---

[1] الفلق : ۵

[2] تحقیقی مقدمہ علی البحر المحیط لجنۃ علماء الازہر ص ۳۶-۳۷

[illegible] اپنے کچھ دوسرے اس کی امتیازی خصوصیت اور مصادر کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہیں:

وقد اجمع عندی بحمد الله من مصنفات الاقدمین فی هذا الفن مایر بو علی المئین، وما مرحت لی همة تهم فی جمع اشتات کلماتهم وتحول، ومن ثوبها عواتق الحال تحول، الی ان الله سبحانه بفیل المراد، وامد بلطفه بکثیر من المراد، فمحصت وبدکتب القدماء، وردده شرایع المتاخرین من العلماء، وجمعت ما انتهی الی من قوانینهم، ومسجت علی منوالهم، وفتحت منه ماکان مقفلا، وفصلت ماکان مجملا، بعبارة تستحلب، واشارة لا تستصعب، وردت فی هذا الفن من المسائل ما یزید علی الاثرث، وزدت من الفرائد غیر المالوف، ورددت کل فرع الی اصله وشکل قد حیل بینه وبین شکله، وانیب فیه سالم السبق الیه، وجمعت شوارده المتفرقات علیه بما یقتضی منه التعجب، وان الله یهب لعباده ما یشاء ان یهب، وانظم فیه، بحمد الله مالم ینتظم قبله فی سلک، ولا حصل لسالک فی ملک، وکان من المهم تحریر مذهب الشافعی وخلاف اصحابه وکذلک مذهب المخالفین من ارباب المذاهب المتبوعة، والتنویه فی کتب المتاخرین بالحال فی ذلک، والزلل فی غیر من التقریرات والمسالک، فاثبت البیوت من ابوابها، وشافیت کل مسالة من کتابها، وربما اصوفها بعبارتهم لا شتمالها علی فرائد، وتنبیها علی خلل ماقل وما تضمنته من المقاصد والفوائد۔[1]

الحمد للہ میرے پاس محققین کی اس فن پر وہ کتب اکٹھی ہو گئیں اور ان سے زیادہ کی تحقیق سے میں بہت زیادہ قابل ہو گیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا کہ اس کی صحیح معرفت حاصل ہوئی اور اپنے لطف خفی سے ان کے جواب اپنے ہاتھ میں عطا فرمائے۔ میں نے قدماء کی کتب سے تحسین نکالا اور متاخرین علماء کی طرف سے مقبول قوانین سے ان کو ملا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے طریقوں پر جمع کیا۔ خلاصہ (آدھا) کیا اور میں نے ان میں سے اس فن کے بہت سے مقفل کو کھولا۔ اس کے مجمل کو مفصل کیا اور میں نے اس فن میں زیادہ سے زیادہ مسائل کا اضافہ کیا جو پہلے (غیر مستعمل) تھا۔ اس کو اپنے ٹکانے اور فروع کو اپنی اصل یعنی شکل کی طرف لوٹایا جس سے اس کی شکل ختم ہو گئی تھی۔ اور اس (کتاب) میں بعید باتیں پیش کیں جن تک پہنچنے کا کسی سابق کو راستہ نہیں ملا۔ میں نے مختلف مقامات پر بکھرے ہوئے ان پر تعجب کیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔ میں نے اس فن میں ایسی باتیں جمع کیں جو پہلے کسی کتاب میں نہیں تھیں۔ اس کتاب کو اس طریقہ پر مرتب کیا جس سے قبل اس طرح مرتب نہیں کیا گیا۔ قواعد کو ذکر کیا اور ان کے بعد ان کے دلائل بیان کیے۔ پھر ان کے بعد ان کے اصحاب کا اختلاف بیان کیا۔ پھر ان کے بعد دوسرے مذاہب مجتہدہ کے تمام مجتہدین کا ان سے اختلاف بیان کیا ہے۔ میں نے متاخرین کی کتب میں یہ تحقیق پائی جو تحقیق قدیم کتب میں نہیں تھی۔ میں نے ان کتابوں کو دیکھا جن کی طرف انہوں نے رجوع کیا ہے۔ میں نے ان کی اصل کو لیا اور میں نے ہر مسئلہ کو اس کی کتاب سے لیا۔ کبھی میں ان کی عبارت کو ذکر کرتا ہوں کیونکہ اس میں فوائد ہوتے ہیں اور کبھی میں اس نقل کا مقصد نقل کی غلطی پر متنبہ کرنا ہوتا ہے جو فائدہ اور مقصد پر مشتمل ہوتا ہے۔

[1] الابہاج ص ۶-۷

اس کے بعد امام رازی نے اس کتاب کے مصادر کا تذکرہ کیا جو بہت اہمیت کے حامل ہیں۔ مصادر کی اس فہرست میں کتب شوافع، احناف، ظاہریہ، معتزلہ اور شیعہ وغیرہ کی تالیف کردہ کتابیں شامل ہیں۔ مصنفین کے درمیان یہ ایک عام رجحان تھا کہ متقدمین متاخرین کے سامنے میں آنے والی تبدیلیوں کا تذکرہ کیا جائے چنانچہ امام رازی نے ایسا ہی کیا۔

"اما بعد! فان اولی ما صرفت الهمم الى تمهيده، واحرى ما حبت بتسديد قواعده وتشييده، العلم الذي هو قوام الدين، السرقي الى درجات المتقين، وكان علم اصول الفقه هو الذي لا يفتحق، وحصنه المتين الذي هو اقوى واوثق، فانه قاعدة الشرع، واصل يرد اليه كل فرع، ولقد اقتدر المصطفى ﷺ في جوامع كلمه البديعة، وجمله الرفيعة، على اختصار اللسان على المختصر في العصر الاول منه بجملة مسبة، وسور حفية، حتى جاء الامام المجتهد محمد ادريس الشافعي ﷺ، فاهتدى بمنارة، ومشى الى صوء ناره، فشمر عن ساعد الاجتهاد وجاهد في تحصيل هذا الغرض السني حق الجهاد، واظهر دقائقه وكنوزه وتوضيح اشاراته ورموزه، واوضح مخايله وكانت مستورة، وابرزها في اكمل معنى واجمل صورة، حتى عم بعلم الاصول دحا الافاق، واعاد سوقه بعد الكساد الى غاق، وجاء من بعده فبوا واصبح يستفتا وشرحوا، حتى جاء القاضي ابو بكر بن الطيب، وقاضي البصرة عبد الجبار، فوسعا العبارات، وفكا الاشارات، وبينا الاجمال، وفكا الاشكال، وقفى الناس ماثرهم، وساروا على لاحب نارهم، فحرروا، وقرروا، وحرروا، فجزاهم الله عنا خير الجزاء، ومنهم بكل مسرة وهناء، ثم جاء من اخرى من المتاخرين، فتحجروا اماكن واسعة، واعتلوا اماكن شاسعة، واقتصروا على بعض دون البعض الآخر، واكثروا من السؤال والدلائل، واقتصروا على نقل مذاهب المخالفين من الفرق، وتركوا الدلائل من هذه اصل، والى حقيقة وصل، فكتابه يعود امره الى الاول، وينذهب عند بهجته للعقول، فيقولون خلاف لاسي عباشه، او وفاقا للنحاتي، ويكون للشافعي مقبوضة، ومن اصحابه بالاضافة مخصوصة، وقد فهم من كلام السالفين عبارات رائقة وتقريرات فائقة وقول غريبة، ومباحث عجيبة۔[1]

[1] مقدمہ رازی، ص ۳۔

محل نزاع نقل اور خود بصورت متن اس کو پیش کیا یہاں تک کہ علم اصول سے آفاق کی تاریکی دور ہوگئی اور دلوں میں اس کا بازار کی چمک گرمجوشی کے ساتھ آئی۔ اور ان (امام شافعی) کے بعد آنے والوں نے متن وسط کے ساتھ تحریر و تنقیح کے کام کو آگے بڑھایا یہاں تک کہ وہ بھی آئے جو اختصار پسند اور ایجاز کے خواہاں تھے اور چاہا کہ ان عبارات کو جو صحیح دلی اشارات کو لئے ہوئے ہیں ان کے اصل کو بیان کریں، دلیلوں کو حذف کر دیں اور قواعد ان کی چھوڑ دیں کہ جو ان کی جانچ پرکھ کرے۔ ان میں ان کے تلامذہ تھے۔ انہوں نے اس فن پر لکھا یہاں تک کہ اس کی تصویر کشی کی، خوبیوں کو بہترین پیرائے میں بیان کیا اور جو متاخرین میں سے دوسرے آئے انہوں نے اس کی مدت میں کمی پیدا کی اور اس کے بعد میں اضافہ کیا۔ بعض نے اس کو مختصر کیا اور بعض نے اس کی شرح کی اور بعض نے اس کی طرف نسبت کی نقل پر اکتفا کیا۔ اس فن کی اصل بیان کرنے والے اور حقیقت تک پہنچنے والے اصول کو ان کے پاس قریب آ کر اپنی بندگی کی طرف لوٹ آیا اور اس کی رونق جس پر اٹھایا جاتا تھا ختم ہوگئی۔ وہ کہتے ہیں "حتی لا یعلم علمہ و یحفظ لمتعلم" "یہاں تک کہ اس کے علم کو نہ جانا جائے اور نہ متعلم کے لئے محفوظ کیا جائے"۔

امام زرکشی کی کتاب "البحر المحیط" کے اثرات کا تحقیقی جائزہ :

امام زرکشی کی اس کتاب نے بعد کے لکھنے والوں پر گہرے اور زبردست اثرات چھوڑے کیونکہ امام زرکشی نے اپنی کتاب میں ان کتب سے اقوال و نقول پیش کیں جو بعد کے لکھنے والوں کے زمانہ تک ضائع ہو چکی تھیں اور ان سے براہ راست استفادہ کی کوئی صورت ممکن نہیں تھی۔ اس طرح اس کتاب کی تالیف سے امت اسلامیہ کے لئے اس قابل قدر تعلیمی خزانہ کی حفاظت ہوگئی۔ چند ضائع شدہ کتب کے نام مندرجہ ذیل ہیں جن سے امام زرکشی مستفید ہوئے تھے :

۱۔ ابن العارض معتزلی کی کتاب "النکت"

۲۔ ابو یوسف عبدالسلام کی کتاب "الواضح"

۳۔ ابو الوفا ابن عقیل حنبلی کی کتاب "الواضح" وغیرہ

اوپر یہ بھی کہا گیا کہ البحر المحیط کے مقدمہ میں امام زرکشی نے مراجع کی جس فہرست کی طرف اشارہ و پیشگی میں سے صرف بیس فیصد تک دستیاب ہیں باقی کتب یا تو مفقود ہیں یا مفقود کے حکم میں ہیں۔[1]

البحر المحیط سے مستفید ہونے والے :

۱۔ البدر الزرکشی نے "شرح ابیات المغنی" میں (جو کہ "النصا" میں اس کتاب سے نقل کیا ہے۔

۲۔ آپ کے ایک شاگرد شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن عبدالرحیم بن موسیٰ السنطوفی الاصل ابو عبداللہ المصری (متوفی ۸۳۳ھ) نے اصول فقہ میں مختصر بنام "الروضۃ" لکھا جس کا اکثر حصہ البحر المحیط سے ماخوذ ہے۔

۳۔ امام شوکانی نے ارشاد الفحول میں اس کتاب سے کافی نقل کیا ہے اور یہ تقریباً البحر المحیط کی تلخیص ہے اور امام شوکانی نے اسی کے اسلوب کو اپنایا ہے۔

---

[1] خواندانی ص ۳۱

۴۔ محمد شیں کی سے شیخ خلیل بن نے "مواقف العقول" میں البحر المحیط سے کثرت سے نقل کیا۔

۵۔ فقہ قواعد اور اصول شافعی کی تقریباً ان تمام کتب میں زرکشی کا حوالہ ملتا ہے جو ان کے بعد لکھی گئیں۔[1]

البحر المحیط کی طباعت اور اس پر تحقیق

یہ کتاب پہلے مصر، پھر کویت کی تحقیق کے ساتھ آٹھ جلدوں میں مکتبہ دار الکتب مصر سے پہلی مرتبہ ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۲ء میں چھپی۔ نظر ہم پر چھپی ہوئی ہے۔ اس کتاب کی مسلمہ اہمیت کے پیش نظر اس پر دنیا کی متعدد یونیورسٹیوں میں تحقیق کی گئی اور ان سے مختلف علمی اسناد حاصل کی گئیں۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں جو جامعہ ازہر قاہرہ کلیہ شریعہ و قانون میں موجود ہیں۔ ہم یہاں صرف ایک سال کا ذکر کریں گے جو ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء ہے۔ اس میں پیش کئے گئے رسالوں کی نشاندہی کی جاتی ہے۔

۱۔ (المقدمات) من البحر المحیط للزرکشی : محمد احمد ابو سالم نے استاذ ڈاکٹر محمد حسنی عبد الحلیم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء کی زیر نگرانی تحقیق و دراسۃ مکمل کر کے ماجستر کا رسالہ پیش کیا۔ اس کا نمبر ۱۱۸۳ ہے۔

۲۔ مباحث الاحکام من البحر المحیط للزرکشی : فاروق احمد حسین ابو دنیا نے استاذ ڈاکٹر وہبہ زحیلی و عبد الوہاب ابو سلیمان کی زیر نگرانی ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء میں تحقیق و دراسۃ مکمل کر کے ماجستر کا مقالہ پیش کیا۔ اس کا نمبر ۱۱۵۲ ہے۔

۳۔ مباحث التکلیف ومعہ مباحث القرآن من البحر المحیط : احمد حاج محمود نے ڈاکٹر عبد الستار فتح اللہ سعید اور ڈاکٹر عبد الحلیم محمد منصور کی زیر نگرانی تحقیق مکمل کر کے ایم۔ اے کا رسالہ لکھا جس کا کلیہ شریعہ و قانون الازہر میں ۱۴۰۵ھ میں نمبر ۱۳۲۲ ہے۔

۴۔ الحقیقۃ والمجاز وادوات المعانی ومباحث الامر والنہی من الکتاب الکریم : احمد محمد سعید نے ڈاکٹر محمد حسنی عبد الحلیم ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء کی زیر نگرانی ایم۔ اے کا رسالہ لکھا جس کا نمبر ۱۱۹۳ ہے۔

۵۔ مباحث العدد من البحر المحیط للزرکشی : محمد انور شلبی نے تحقیق و دراسۃ کر کے ایم۔ اے کا رسالہ لکھا اس کا نمبر ۱۳۰۵ ہے۔

۶۔ الخاص والخصوص والتخصیص والمطلق والمقید والظاہر والمؤول من امحات الکتب العزیز : علی بدر محمد نے شعبان محمد اسماعیل کی زیر نگرانی ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء میں ایم۔ اے کا رسالہ لکھا جس کا نمبر ۱۲۵۰ ہے۔

۷۔ البحر المحیط المجمل والمبین : علاء الدین حسن واحش نے تحقیق پیش کی اور پی۔ ایچ۔ ڈی عربی حاصل کی۔ کلیہ شریعہ و قانون کی لائبریری میں اس کا نمبر ۲۳۳۱ ہے۔

۸۔ البحر المحیط فی اصول الفقہ : الاجماع و کتاب الاجماع۔

---

[1] حاجی خلیفہ سابق ج ۱ ص ۳۱

۱۔ الادلة المختلف فيها والتعادل والترجيح والاجتهاد والتقليد والافتاء والاستفتاء ۔ انجینئر محمد الصیاوی نے ڈاکٹر عبید جمیل سعد الفرنسوی کی زیر نگرانی ۱۹۹۸ء میں تحقیق و رسالت پیش کر کے ڈاکٹر او کی شہادت حاصل کی۔[1]

۲۔ عبوس الربعی مالکی (متوفی ۷۹۵ھ)[2]

فقہ، اصول اور نظار تھے۔ شمس الدین الاصفہانی سے اصول کی تعلیم حاصل کی، اسکندریہ سے تجرید اور پھر دمشق واپس آ کر متعدد مشائخ سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح على مختصر ابن الحاجب الاصلي

۲۔ رفع الاشكال عما في المختصر من الاشكال۔ اس کتاب میں ان اشکالات اور بحثی تشریح کی جو ان کی نظر الاصلی میں پائے گئے ہیں۔[3]

۳۔ ابن البقائی (۷۲۲ھ۔۷۹۵ھ)[4]

اصول فقہ میں مہارت تامہ رکھتے تھے، اصول فقہ کی کتاب "المختصر" اور "المنهاج" کے حل میں ماہر تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم شیخ نور الدین الاردبیلی اور پھر شیخ برہان الدین الانصی سے حاصل کی۔ تدریس، افتاء اور دیگر خدمات انجام دیں، قاضی بنائے گئے۔[5]

۴۔ ابن المسیر امی (متوفی ۷۹۵ھ)[6]

علم اصول و معانی و بیان میں کمال حاصل تھا۔ کئی شہروں میں تدریس کی ظاہر یہ تی نے جب اپنا مدرسہ تعمیر کروایا تو ان کی درخواست پر ۷۸۹ھ میں تدریس کی۔[7]

۵۔ ابن رجب حنبلی (۷۳۶ھ۔۷۹۵ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے قواعد فقہ پر ایک کتاب تالیف کی جس کا نام "القواعد الكبرى" رکھا۔ حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا ذکر کرنے کے بعد لکھا۔

۱۔ [illegible] ۲۔ [illegible]

۲۔ ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن جلال الاسکندری الدمشقی متوفی ۱۳۹۳ء۔ [illegible] ۱/۱۸۵ (۳۳۲)

۳۔ الشیخ شمس الدین احمد بن صالح بن احمد بن خطاب قاضی القضاۃ الحنفی الزبیری البقائی الدمشقی (۱۳۲۲ء۔۱۳۹۲ء) دمشق میں وفات پائی۔ [illegible] ۱/۱۳۱۔۱۳۲ (۹۳) ۴۔ احمد بن علاء الدین المسیر امی متوفی ۱۳۹۲ء۔ ۵۔ [illegible] ۱/۱۳۹ (۱۳۹)

۶۔ زین الدین ابی الفرج عبد الرحمن بن شہاب الدین احمد بن حسن بن رجب البغدادی ثم دمشقی حنبلی، کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ ابن رجب [illegible] حرف سین کے جزء الثالث کے پہلے صفحہ پر ان کا نام اسی طرح مذکور ہے۔

"وهو كتاب نافع من عجائب الدهر حتى انه استكثر عليه ورعم بعضهم انه وحد قواعد مبادئ الشيخ الاسلام ابن تيميه فجمعها وليس الامر كذالك بل كان رحمه الله فوق ذلك كدليل"۔[1]

(یہ بڑی مفید کتاب ہے اپنے موضوع کے بعض نوادر میں سے ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ابن رجب نے شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے متفرق قواعد کو جمع کر دیا۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ ابن رجب اس طرح نہیں ہیں۔ بلکہ ان (ابن رجب) کا مقام ان باتوں سے بہت بلند تھا)

حافظ ابن رجب نے قواعد کو مجتہدانہ شان سے اور اس انداز سے لکھے ہیں کہ مسائل کی طرف مراجعت اصول و تحقیق کی جا سکے اور وہ سب ایک لڑی میں پروئے جا سکیں۔ چنانچہ وہ کتاب کے مقدمہ میں تحریر فرماتے ہیں

"اما بعد فهذه قواعد مهمة، وفوائد جمة، تضبط للفقيه اصول المذهب، وتطلعه من مأخذ الفقه على ما كان قد تعذب، وتضبط له منثور المسائل في سلك واحد وتفيد الشارد، وتقرب عليه كل متباعد"۔[2]

(اما بعد یہ قاعدہ مہمہ اور فوائد جمہ ایک فقیہ کے لئے مذہب کے اصول فراہم کرتے ہیں اور فقہ کے ماخذ اس کی نظر میں لے آتے ہیں جن کی وہ تلاش کرتا ہے اور بہت سے بکھرے ہوئے مسائل کو ایک لڑی میں پرو دیتے ہیں، شارد کو مجتمع کر دیتے ہیں اور ہر دور کی چیز کو قریب کر دیتے ہیں)

شیخ موصوف نے اس کتاب کا کام کرنے کے بعد جو تصور کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

اس کتاب میں حافظ ابن رجب نے فروع کو اصل حنبلی کی طرف ضابطہ اور قاعدہ کے ساتھ لوٹایا ہے۔ وہ فروع جو مختلف ابواب میں بکھری ہوئی تھیں اور جن کے گرد پیلو اکٹھے کئے ہیں جو قریب سے کاٹ کر رکھے گئے ہیں۔ حنابلہ کی نظر میں کبھی کبھی ایسے مسائل پر اختلاف اور غیر مشہور نظر بھی آتی ہے جو صحیح اور فیصلہ کن ہوتی ہیں جن میں وہ اپنے قواعد کے اندر بھی کوئی قاعدہ متعلق نہیں پاتے جو اختلاف کو بھی ذکر کر دے۔ اس طرح اس کتاب میں کچھ نظریات اور ترجیحات کا ایسا جمع کر دیا گیا ہے جو مذہب حنبلی کے بارے میں تو معلوم ہوتی تھیں معدوم ہوتی ہیں، فروع اور جزئیات کے تتبع سے محفوظ کر دیتے جاتے ہیں اجتہاد اجتہادات، دلائل مباحث سے قبح نظر کر دیتے ہیں۔ یوں سمجھئے کہ اس کتاب کے مطالعہ کے بعد انسان کے سامنے نظر کا دروازہ وسیع ہو جاتا ہے۔

علامہ داؤدی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ کتاب بڑی نفیس اور عمدہ ہے اور واقعی بھی ہے۔ اس میں جامع نظریات و فوائد ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ فقہ اسلامی کوئی ایسا مجموعہ جزئیات نہیں ہے جس کے تحت ہر مسئلہ کا حل تلاش کیا جائے بلکہ نظریہ ضابطہ اور حقیقت ہے کہ وہ ایک جامع ضابطہ کی حامل ہے اور فقہ حنبلی تو وہ فقہ ہے جو اپنے ہر مسئلہ کے ساتھ اس کے دلائل اور ان کے ماخذ کو بھی ساتھ لے کر چلتی ہے۔ خواہ تفصیلی اور اجمالی ہوں۔ یہ فقہ حنبلی میں ایسے گئے ہیں وہ نتائج پیش ہیں جو اصولیات میں ہیں۔ اس میں جو مسائل لئے گئے ہیں وہ صرف قیاس نہیں ہیں بلکہ وہ نتائج ہیں۔ اس صورت حال سے بچنے کی نظر ہوتا ہے جو فقہ حنفی ایسے مختصر جزئیات سے ہم ہے

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۳۹۵ [2] ابن عثیمین حیاتہ وعصرہ آثارہ وفقہہ بحث بعنوان ہر ص ۳۸۳ مصر دار المنار مصر

ہر ایک مذہب کی خصوصیات اور انفرادیت کو بیان کیا ہے۔ اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہر مذہب کے قواعد کو ان کے متعلقہ مسائل پر منطبق کر کے دکھایا گیا ہے۔ اس طرح طلبہ کو ان قواعد کے استعمال کا طریقہ بھی آ جاتا ہے۔ اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف فروعی اختلافات ہی نہیں بیان کیے گئے بلکہ اصولی اختلافات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف فروعی اختلافات ہی نہیں بیان کیے گئے بلکہ اصولی اختلافات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔ اس کتاب کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صرف فروعی اختلافات ہی نہیں بیان کیے گئے بلکہ اصولی اختلافات کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

احمد بن الجابی شافعی (متوفی ۷۹۷ھ)[2]

فقہ، اصول میں عبور تامہ رکھتے تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم البہاء الاخمیمی سے حاصل کی، مصر میں بھی درس دیا۔[3]

ابن العاقولی شافعی (متوفی ۷۹۷ھ)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح منہاج الوصول الی علم الاصول للبیضاوی" تالیف کی۔ مشہور مدرس رہے، فوت ہوئے۔[4]

ابن فرحون مالکی (۷۱۹ھ/۷۹۹ھ)[5]

فقہ، اصول، نحو، ادب وغیرہ پڑھے اپنے والد و چچا سے تعلیم حاصل کی۔ ابن الخباب سے سند اجازت حاصل کی۔ اصول، علم کے لیے مصر، قدس، دمشق کے اسفار کیے۔ مدینہ المنورہ میں طویل قیام کیا ۷۹۳ھ میں مدینہ المنورہ میں ہی منصب قضاء پر فائز رہے۔ الدیباج المذہب فی اعیان المذہب کے مصنف ہیں جن میں ۹۳۷ سے زائد علماء کے حالات زندگی درج ہیں۔

۱۔ ملاحظہ ہو ص ۲۵۳۔۲۵۴، ۲۸۹۔۲۹۰ حاشیہ

۲۔ ۷۹۷ھ میں محمد بن احمد بن عیسیٰ بن حسن بن عبدالحسن الدمشقی ابن الجابی متوفی ۷۹۸ھ، دمشق میں وفات پائی

۳۔ کشف الظنون ۱/۱۰۱۶ (۱۳)

۴۔ احمد بن محمد عبداللہ بن محمد بن علی الواسطی غایات الامد فی طبقات الامد ورقہ ۷۵ ابن العاقولی، ہدیۃ العارفین ۱/۱۷۵

۵۔ برہان الدین ابراہیم بن علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن فرحون الیعمری (۷۱۹ھ۔۷۹۹ھ) مدینہ المنورہ میں وفات پائی

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مختصر تنقیح القرافی نامی تالیف کی اور اس کا نام "المفید الاصولی" رکھا۔

۲۔ کشف النقاب الحاجب علی مختصر ابن الحاجب[1]

احمد الارزنجانی (متوفی ۸۰۰ھ)[2]

انہوں نے "التلویح" پر حاشیہ لکھا اور اس کا نام "التوضیح" رکھا اور یہ حاشیہ علماء کے ہاں مشہور ومقبول ہے۔[3]

احمد السیواسی حنفی (متوفی ۸۰۰ھ)[4]

حلب اور پھر قاہرہ کے قضاء سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التوضیح" تالیف کی۔ یہ تفتازانی کی "التلویح" پر حاشیہ ہے جو کہ خیف ہے، "وهي مفيدة مقبولة" جیسا کہ خود انہوں نے مقدمہ میں ذکر کیا ہے۔ انہوں نے "التوضیح شرح التنقیح فی الاصول" پر بھی حاشیہ لکھا ہے کہ وہ الگ الگ تین حواشی ہیں اور انہوں نے دونوں ہی تالیف کی ہیں۔[5]

تمت

---

۱ ایضاح المکنون ۲/۳۲۸، ہدیۃ العارفین ۵/۱۸۹، فتح الغفور ۲/۲۱۱، کشف الظنون ۱/۳۷۔۳۸(۱۷)

۲ برہان الدین احمد الارزنجانی القاضی ثم زین الدین متوفی ۸۰۰ھ۔

۳ کشف الظنون ۱/۳۳۳، کشف الستور ۱/۳۶(۳۶)

۴ احمد بن عبداللہ القاضی برہان الدین السیواسی متوفی ۸۰۰ھ۔

۵ کشف الظنون ۱/۳۳۳، ہدیۃ العارفین ۵/۱۷۲، الطبقات السنیہ ۱/۳۳۰۔۳۳۳، کشف الستور ۱/۳۶(۱۰۲)

فن اصول فقہ کی تاریخ

(عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے عصر حاضر تک)

جلد دوم

فاروق حسن

زیر نگرانی

پروفیسر ڈاکٹر فضل احمد

شعبۂ علوم اسلامی، جامعہ کراچی

اکتوبر ۱۹۹۹ء

فصل سوم

نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ

نویں صدی ہجری میں سیاسی اور علمی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر

متوکل علی اللہ (۷۹۱ھ۔ ۸۰۹ھ) کے بعد اس کا بیٹا مستعین باللہ (متوفی ۸۲۳ھ) خلیفہ بنا مگر وہ ۸۱۶ھ میں معزول کر دیئے گئے اور ان کی جگہ ان کے بھائی معتضد باللہ خلیفہ بنائے گئے یہ بڑے دلیر اور اصحاب کمال کے قدر دان تھے ان کے زمانے میں سات سلاطین آئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے صاحبزادہ مستعین باللہ ثانی ۹۱۲ھ میں تخت نشین ہوئے یہ ایک دیندار، متقی اور خاموش شخص تھے۔ رات دن عبادت ریاضت میں گذارتے تھے ۹۱۵ھ میں انتقال کر گئے ان کے بعد ان کے بھائی قائم بامر اللہ تخت نشین ہوئے ان کے زمانے میں تین سلاطین آئے ان کے بعد ان کے بھائی مستنجد باللہ ثانی ۹۵۹ھ میں خلیفہ بنے ان کے زمانے میں چھ سلاطین آئے ان کی وفات کے بعد ان کے بھتیجے متوکل علی اللہ ان کے جانشین بنے۔ متوکل پسندیدہ خصائل، خوش اطوار اور عوام و خواص میں مشہور و مقبول تھے۔ مخلوق میں ذوق رکھتے تھے۔ امیر سیفی اس کے زمانے میں تھے متوکل کا انتقال ۹۰۳ھ میں ہوا۔[1]

اس صدی میں مصر اور شرق میں ممالک بڑا کشادہ رہا اور تھا لیکن شرق میں دولت عثمانیہ بھی اس سے نبرد آزما تھی اور ہر میں فتوحات کی خواباں تھی۔ مغرب میں بہت سے داخلی انقلابات آئے مغرب اقصیٰ اور تونس کے ملوک کے مابین جنگ ہوتی رہتی تھی۔ اسپانیوں نے مسلمانوں کو اندلس سے نکالنا شروع کر دیا اور انہوں نے پرتگالیوں کے ساتھ اس بات کا معاہدہ کیا کہ وہ مسلمانوں کو کسی صورت اندلس کی سرزمین پر نہ داخلہ نہیں کریں گے۔ پرتگالیوں نے ۸۱۸ھ میں سبتہ پر اسپانیوں کے ۸۶۷ھ میں جبل طارق پر اور ۸۹۷ھ میں غرناطہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور تقریباً آٹھ صدیوں تک جہاں مسلمانوں نے حکمرانی کی وہاں ان کے لئے اب کوئی جگہ نہیں رہی اگرچہ تونس، مغرب اقصیٰ اور الجزائر میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں باقی تھیں۔ شیخ محمد خضری نے نویں صدی ہجری میں اصول فقہ میں تصنیف و تالیف کا جو رجحان اس وقت میں مروج ہو گیا تھا اس کی عکاسی کرتے ہوئے فرمایا:

"بعد هذه الحقبة قصر الكاتبون في هذا العلم على شرح الكتب السابقة لا يزيدون شيئاً من عند أنفسهم، وعملهم ينحصر في نظر المؤلفات التي تخص منها ما يشرحونه من الكتب، فيحللونه عبارتها ويشرحون معقلها، وانتهى عندهم التفكير والاختيار، لأن هذا العلم قد عاد شراً من الأول، إذ لا فائدة كانت تهمه لأن الاجتهاد قد أقفل بابه فلم تعد حاجة إلى بذل الجهود في القواعد التي هي أصول الاستنباط"۔[2]

---

[1] تاریخ سلاطین عثمانیہ شاہ محسن الدین احمد دہلوی مصری ص ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، مطبع کریمی بمبئی اشاعت ۱۳۰۳ھ۔

[2] اصول الفقہ شیخ محمد خضری بن الدار الحدیثہ قاہرہ مصر۔

(اس مرحلہ (آٹھویں صدی ہجری) کے بعد اصول فقہ پر قلم اٹھانے والوں نے سابق تصنیفات کی تلخیص و تہذیب
اضافہ کیا اپنی طرف سے کچھ بھی اضافہ نہیں کیا ان کا کام صرف اتنا رہا کہ جن کتابوں کی شرح کرنے بیٹھتے ہیں ان کی
تحقیق پہلے کی بنائے ہوئی تصانیف کا مطالعہ کریں تاکہ ان کتابوں کی عبارتیں اور پیچیدہ مقامات حل ہو جائیں بلکہ جو
جائے پڑتال کا تصور ختم ہو چکا تھا کہ یہ علم زمانہ قدیم کی ایک یادگار بن کر رہ گیا تھا کہ کتب ان لوگوں کی نظر میں اہمیت
اور ارزش بلند ہونے کی وجہ سے اس کا کوئی فائدہ نہیں رہا کیونکہ قدیم جن خواص کی بنیاد پر اصول استنباط کی تھی ان پر بحث
کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔)

بہر حال ان سیاسی ہنگاموں اور داخلی انتشارات کے باوجود مصر کی طرح اندلس میں بھی ممتاز علماء اصولیین نے
مدد کتب جو زیادہ تر شروح و تعلیقات کی صورت میں تھیں پیش نظر آتی ہیں۔ چند قابل ذکر اصولیین اور ان کی مؤلفات
ابن حبیب طاہر بن حسن (متوفی ۸۰۹ھ) کی کتاب "مختصر المنار الاصول" زین الدین الوائی (متوفی ۸۰۱ھ)
کی التحریر لما فی منہاج الوصول من المعقول و المنقول، کمال الدین الکندری (متوفی ۸۶۹ھ) کی کتاب
الجامع بین اصطلاح الحنفیہ و الشافعیہ، امام جلال الدین محلی (متوفی ۸۶۴ھ) کی "شرح لب الاصول"
اور "شرح جمع الجوامع" "کمال الدین محمد معروف بہ امام الکمالیہ (متوفی ۸۶۱ھ) کی "شرح الورقات" ابن حجر
(متوفی ۸۷۹ھ) کی "شرح التحریر" ملا خسرو (متوفی ۸۸۵ھ) کی الوصول الی علم الاصول حسن چلپی
(متوفی ۸۸۶ھ) کا حاشیہ علی التلویح وغیرہ۔

ان کتب کے ذکر سے جہاں اصول پر تصنیف و تالیف کی طرف التفات نظر آتا ہے وہیں یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ اس زمانے میں متون لکھنے کے ساتھ زیادہ تر شروح، حواشی، تقریرات، ارجاءات لغویہ مصطلحہ جیسے
معمول پر مشتمل کلام اور تحقیقی اور تقدیری اعتراضات و جوابات کے اسالیب خصوصی توجہ کا مرکز تھے۔

نویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تاریخی و تحقیقی تجزیہ

ابوالعباس ابن التنسی الزیری مالکی (۷۴۰ھ/۸۰۱ھ)[1]

فقیہ، اصولی تھے اپنے زمانے کے جید علماء سے علم حاصل کیا یہاں تک کہ اصول الاحکام والفروع
ہو گئے۔ عرصہ دراز تک مصر کے قاضی رہے ان کی مؤلفات ان کے وسعت علمی اور دقت تفکیر پر دلالت کرتی ہیں
فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

---

1. ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ بن عوض الزبیری الاسکندرانی التنسی (۷۴۰ھ/۱۳۳۹ء) الضوء اللامع ۱/۲۰۰ میں ان کا نام
عبداللہ مذکور ہے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب ۲۔ مختصر البرهان ۳۔ الملخص[1]

ابو لطیف بن ملک حنفی (متوفی ۸۰۱ھ)[2]

یہ اصول و حدیث کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: شرح منار الانوار للنسفی تالیف کی اس پر عزمی زادہ، رمضاوی اور حلبی کے حواشی ہیں یہ کتاب قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔[3]

ابو الاسرار دبوسی حنفی (متوفی ۸۰۱ھ)

اصول فقہ میں خبازی کی کتاب "المغنی" کی شرح تالیف کی۔[4]

عبد اللہ بن خیر آبادی (متوفی ۸۰۲ھ)[5]

آپ کا شمار عربی زبان، اصول و تصوف کے اعلیٰ مرتبہ پر فائز تھے ان کے والد خیر آباد کے قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح اصول البزدوی

۲۔ شرح الحسامی المسمی بحسن الحاسی للاخسیکتی[6]

ابو عبد اللہ بن شافعی (۷۲۵ھ۔۸۰۲ھ)[7]

فقہ، حدیث، اصول فقہ کے علاوہ اصول و نحو عربی میں بھی کافی دسترس رکھتے تھے۔ حصول علم کے لئے حجاز، شام، مکہ، روم وغیرہ کے مختلف مدارس کے علاوہ دولۃ الاشرف میں بھی تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے حدیث، فقہ، اصول اور عربی زبان میں کتابیں تالیف کیں۔[8]

یوسف بن محمود التبریزی شافعی (متوفی ۸۰۳ھ)

انہوں نے "شرح مصباح الوصول علی الاصول للبیضاوی" تالیف کی۔[9]

---

[1] ہدیۃ العارفین ۵/۵۰۰، ایضاح المکنون ۲/۳۵۰، کشف الظنون ۲/۱۷۱۰، معجم المؤلفین ۱۳/۲۵۶ (۱۸۰)۔

[2] ابو لطیف عبد اللطیف بن عبد العزیز بن احمد بن ملک الکرمانی فارسی حنفی (۸۰۱ھ)۔

[3] ہدیۃ العارفین ۵/۵۰۰، الفوائد البہیۃ ص ۱۰۱، معجم المؤلفین ۱۳/۵۰، میں تاریخ وفات ۸۰۳ھ مذکور ہے، معجم المؤلفین ۲/۳۲۴ (۳۰۱۰)۔

[4] عبد اللہ بن علی بن احمد ابو الاسرار دبوسی، کشف الظنون ۲/۱۷۱۰، ہدیۃ العارفین ۵/۵۰۰۔

[5] عبد اللہ بن ابو الحسن بن شیخ محمد اللہ الی خیر آبادی حنفی ۸۰۲ھ۔

[6] ہدیۃ العارفین ۵/۵۰۰، میں تاریخ وفات ۸۰۲ھ مذکور ہے، معجم المؤلفین ۲/۳۲۴ (۳۰۱۰)۔

[7] ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن موسیٰ بن یوسف الابلی الحنفی (۷۲۵ھ/۸۰۲ھ)۔ [8] معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۱ (۲۶۹)۔

[9] تاج الدین یوسف بن محمود الاسرائی تبریزی ہدیۃ العارفین ۲/ ۵۵۹۔

عمر بن علی بن الملقن شافعی (۷۲۳ھ/۸۰۴ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کفاتی المحتاج کے نام سے قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کی شرح لکھی

۲۔ شرح المختصر لابن الحاجب۔[1]

بہرام الدمیری مالکی (۷۴۴ھ۔۸۰۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور نحوی تھے ان کے زمانے میں ریاست مالکیہ ان پر ختم ہوئی تھی تدریس کی اور متعدد مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے شرح مختصر المنتہی لابن الحاجب تالیف کی دو ضخیم مجلدات اس کا مخطوطہ موجود ہے جس نے نمبر (۳۴) اصول ہے۔ ہدیۃ العارفین میں اس شرح کا نام شرح منتہی السول والامل بن الحاجب۔[3]

عبدالرحیم العراقی شافعی (۷۲۵ھ۔۸۰۶ھ)[4]

محدث، حافظ، فقیہ، اصولی، ادیب اور لغوی تھے۔ شیخ علاء الدین بن القبرمانی حنفی اور جمال الدین الاسنوی سے علم حاصل کیا۔ مدرسہ الملک الظاہر میں تدریس کے منصب پر فائز رہے۔ قاہرہ میں شیخ الحدیث کے بعد دیار مصر کے محدث رہے۔ آپ کے زمانے کے شیوخ ان کی معرفت حدیث پڑھا کرتے تھے۔ ابن دقیق العید، ابن جماعہ اور ابن الشیخ وغیرہ۔ اصول فقہ میں بھی مہارت تامہ کا ملکہ پر قدرت رکھتے تھے کئی فنون پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "الغیث الھطال" یہ کتاب قاضی بیضاوی کی منہاج الوصول کا نظم ہے جو تین ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ آپ کے صاحبزادے احمد نے ان ابیات کی شرح لکھی ہے۔

۲۔ "نکت علی المنہاج" صاحب کشف الظنون نے ابن الخباز کے حوالے سے لکھا ہے انہوں نے

"بین فیھا حکمۃ مخالفۃ لعبارۃ المنہاج والسبب علی دقائق ذلک، یشیر فیہ الی الناسخ والمنسوخ الخاص فی الناسخ والمنسوخ"[5]

(جس میں انہوں نے اصحاب کی عبارت سے مختلف کی حکمت کا بیان کیا اور ان سے قاضی کی طرف اشارہ کیا اور ناسخ و منسوخ کے خاص ناسخ و منسوخ کے اقتباس کیا ہے)

---

۱ ابوحفص سراج الدین عمر بن علی بن احمد بن محمد انصاری اصل کشف الظنون ۲/۱۸۵۲، ہدیۃ العارفین ۱/۷۱۵۔

۲ ابوالبقاء تاج الدین بہرام بن عبدالغنی بن عبدالغنی بن عبدالعزیز السلمی الدمیری القاہری (۷۴۴ھ/۸۰۵ھ)

۳ ہدیۃ العارفین ۱/۳۳۳، شذرات الذہب ۶/۲۴۹، نفح الطیب ۳/۲۰۶، بغیۃ الوعاۃ ۱/۲۰۱ (۳۴۶)، کشف الظنون ۲/۱۸۵۵۔

۴ ابوالفضل عبدالرحیم بن الحسین بن عبدالرحمن بن ابوبکر بن ابراہیم بن العزیز (۷۲۵ھ/۱۳۲۵ء) یہ عراقی الاصل تھے۔

۵ ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۳، معجم المصنفین ۲/۱۹۵ (۳۳۰)۔

...رحمٰن ابن خلدون الحضرمی مالکی (۷۳۲ھ۔۸۰۸ھ)[1]

...اصولی، محدث، حافظ، مؤرخ، ادیب اور حکیم تھے۔ مصر میں مالکی منصب قضاء پر فائز رہے۔ حنفہ میں مشہور امام ...الدین رازی کے مسلک پر چلے اور وہ کہتے تھے کہ مغرب میں کتب کا اختصار رکن شیخ مختصر وغیرہ کے طرز پر ...تجدید دین کی اختراع ہے اور علم تو ان سے بالاتر شی کا نام ہے اور وہ ابن الساعاتی کی کتاب البدیع کو ان ...کتاب المختصر پر مقدم مانتے تھے اور یہ گمان کرتے تھے کہ ابن حاجب نے اسے شیخ سے حاصل نہیں کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔

۲۔ سراج الدین عمر ناظمی کی اصول میں کتاب "الغیہ" کی شرح لکھی۔

۳۔ امام فخر الدین رازی کی المحصول کی تلخیص کی۔

۴۔ ابن خطیب کی اصول میں کتاب "الوجز" کی شرح لکھی۔[2]

...بن محمد الأسدی شافعی (۷۲۴ھ۔۸۰۸ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ البروق اللوامع فیما اور علی جمع الجوامع۔ البروق اللوامع کا ایک خطی نسخہ مکتبہ المرکزیہ جامعہ الملک ...میں ہے جس کا نمبر (۱۲۸) ہے۔

۲۔ تشنیف المسامع بشرح جمع الجوامع

۳۔ تلخیص علی مختصر ابن الحاجب۔[4]

...ن عبد اللہ القیسی (۷۵۰ھ۔۸۰۸ھ)[5]

...سپین، بلقینی اور عراقی سے زانوئے تلمذ طے کیا مختلف علوم میں مہارت حاصل کی۔ سادات کے جوابات ...مراجعت کے بغیر بلا توقف دے دیتے۔ یہ بات ان کی علمی بصیرت پر دلالت کرتی ہے۔ آپ کی تصانیف نظم و نثر، ...حاشیہ پر مشتمل ہیں۔

---

[1] ولی الدین ابو زید عبد الرحمٰن بن محمد بن محمد الحضرمی الاشبیلی الاصل التونسی القاہری (۷۳۲ھ/۱۳۳۲ء) تونس میں ولادت ہوئی۔
...حسنہ ۱/۵۲۹، نفح الطیب ۳/۱۳۱، کشف الظنون ۱/۸۹، ۱۸۹، ۱۸۹، ۱

مؤلفات اصولیہ : الفوائد فی شرح الروائد تالیف کی۔ روائد کتاب "زوائد الاصول" عبدالرحیم اسنوی (متوفی ۷۷۲ھ) کی کتاب ہے جس میں انہوں نے ان مسائل کو ذکر کیا جن سے قاضی بیضاوی نے منہاج میں بے توجہی برتی تھی اور اس کے مقدمہ میں امام اسنوی نے لکھا تھا :

فلما یسر اللہ الفراغ من شرح المنہاج، شرعت فی شفعہ بمجمع ماخلاعنہ المنہاج المذکور من المسائل الاصولیہ"

(جب اللہ تعالیٰ نے منہاج کی شرح سے فراغت نصیب فرمادی تو میں نے اس کی دوسری شرح کی تالیف کا آغاز کیا۔ میں ان مسائل اصولیہ کو جمع کیا جو منہاج میں مذکور نہیں تھے۔)

کتاب "الفوائد" امام اسنوی کی مذکورہ کتاب "زوائد الاصول" کی شرح ہے اس کتاب الفوائد کا ایک مخطوطہ ترکی لائبریری ایاصوفیا کے تحت موجود ہے اس کا آغاز یوں ہوتا ہے :

" الحمدللہ الذی اسس شریعۃ نبیہ احسن اساس الخ"

اور اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

" اختلف اصحابنا و اصحاب ابی حنیفہ فی المزنی وابی العباس بن سریج وابی یوسف و محمد بن الحسن، رضی اللہ عنہم، فقیل مجتہدون مطلقا، وقیل : بل فی المذہب"

اس کے بعد مؤلف نے کہا :

" وھذا اخر ما یسر اللہ تعالیٰ سبقہ وکرمہ وسعۃ فضلہ من کتاب الفوائد فی شرح الروائد، فللہ الحمد... وصحبہ اجمعین "[1]

ظاہر بن حبیب الحنفی حنفی (۷۳۰ھ۔۸۰۸ھ)[2]

فقیہ اصولی، مؤرخ، ادیب اور محدث تھے۔ حلب اور پھر قاہرہ میں تدریس کرتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے المقبس المختار من نور الانوار تالیف کی۔ یہ کتاب امام نسفی کی اصول فقہ "المنار" کا اختصار ہے۔ یہ کتاب مشق سے شائع ہو چکی ہے اور اس کے ساتھ بدرالدین قاسمی کے حواشی ہیں۔

اس مختصر پر شروح :

۱۔ قاسم بن قطلوبغا (متوفی ۸۷۹ھ) نے شرح لکھی۔

۲۔ علی بن سلطان القاری نے شرح لکھی اور اس کا نام "توضیح المبانی و تنقیح المعانی" رکھا۔

۱۔ الفتح المبین ۳/۱۶، ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۹، الاعلام ۴/۱۸۰ (۱۳۰)۔

۲۔ ابوالطیب زین الدین ظاہر بن حسن بن عمر بن الحسن بن حبیب حنفی (۷۳۰ھ/۱۳۳۰ء)

...ریلی نصیر الدین احمد بن محمد (متوفی ۷۳۰ھ) نے بھی شرح لکھی اور اس کا نام "زبدۃ الاصول" رکھا۔
...ر یعقوب جمیل نے شرح لکھی اور اس کا نام "زبدۃ الافکار" رکھا۔[1]

...ی سمنانی (متوفی ۸۰۸ھ)[2]

...ہ برس کی عمر میں درسِ نظامی مکمل کر لی تھی، اکیس ۲۱ برس کی عمر میں اپنے والد کے قائم مقام کی حیثیت سے ذمہ داریوں اور علمی مہمات میں مشغول ہو گئے۔ ۲۳ برس کی عمر میں یہ ذمہ داریاں اپنے بھائی کے سپرد کر کے بلاد اصفہان، یزد اور شیراز کے اکابر علماء و مشائخ سے اکتساب علم کیا۔

...ت اصولیہ: انہوں نے کتاب "الفصول" سمانی کی بھی اصول میں ایک مختصر ہے۔[3]

...ن الطیبی شافعی (متوفی ۸۰۹ھ)[4]

...ت عربیہ، تفسیر، اصول وفقہ میں ماہر تھے، ابوالبقاء الاصفونی اور تقی الدین وغیرہ سے تحصیل علم کیا۔ قاہرہ میں ممتاز علماء میں سے تھے فتویٰ، وعظ و درس دیتے، بہت سے تشنگان علم ان سے سیراب ہوئے۔[5]

...ورانی شافعی (متوفی ۸۱۰ھ)[6]

...ت اصولیہ: انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منہاج الوصول" پر منظوم کی۔[7]

...یس ابن خطیب القسطنطینی (۷۴۰ھ۔۸۱۰ھ)[8]

...یث، حدیث، ادب اور صرف و نحو کے شریف تھے، سمانی مالکی متوفی ۷۷۰ھ صاحب "مفتاح الاصول فی بناء الفروع علی الاصول" وغیرہ سے تعلیم پائی، بلاد مغرب اور افریقہ کا علمی سفر کیا۔

...ت اصولیہ: انہوں نے "تفہیم الطالب لمسائل اصول ابن الحاجب" تالیف کی، یہ کتاب ابن الحاجب "مختصر المنتہیٰ" کی شرح ہے۔[9]

...ن عبدالرحمن الحضرمی شافعی (متوفی ۸۱۰ھ)[10]

...ت اصولیہ:

...انہوں نے کتاب "منیۃ اللبیب فی شرح التہذیب" تالیف کی، یہ کتاب ابن مطہر الحلی شیعی (متوفی ۷۲۶ھ) کی

---

[1] کشف الظنون ۲/ ۱۸۷۵، ایضاح المکنون ۳/ ۵۲۹، ہدیۃ العارفین ۲/ ۵۰۸، معجم المصنفین ۳/ ۱۲۷، معجم المؤلفین ۱۳/ ۳۸۲۔
[2] الدرر الکامنہ ۱/ ۱۸۵، ایضاح المکنون ۳/ ۵۲۹، ہدیۃ العارفین ۲/ ۵۰۸، معجم المؤلفین ۱۳/ ۱۲۷، معجم المصنفین ۱/ ۳۸۲۔
[3] کشف الظنون ۲/ ۱۲۷۵۔
[4] ابن حجر، شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن حجر العسقلانی الاصل القاہری المتوفی ۸۵۲ھ۔
[5] الضوء اللامع ۲/ ۲۴۰، معجم المؤلفین ۱/ ۲۲۶۔
[6] الدرر الکامنہ ۴/ ۵۹، ہدیۃ العارفین ۵/ ۵۱۹، معجم المؤلفین ۱۳/ ۱۹۱۔
[7] کشف الظنون ۲/ ۱۲۷۵۔
[8] ابراہیم بن حسین بن علی بن خطیب، ابن خلفہ القسطنطینی (۷۴۰ھ/ ۱۳۳۹ء۔ ۸۱۰ھ/ ۱۴۰۷ء) ہدیۃ العارفین ۱/ ۱۷ میں تفصیلی مذکور ہے۔
[9] کشف الظنون ۲/ ۱۲۷۵۔
[10] شمس الدین محمد بن عبدالرحمن الحضرمی شافعی۔

اصول فقہ میں کتاب "تهذيب طريق الوصول الى الاصول" کی شرح ہے اور ابن مطہر کی کتاب "تهذيب" ایک دوسری کتاب "نهاية الوصول الى علم الاصول" کا اختصار تھا۔

۴۔ الحلی فی الاصول۔[1]

محمد بن عثمان الاسماتی مالکی (متوفی ۸۱۰ھ)

اصول فقہ میں کتاب تصنیف کی۔[2]

شرف الدین القریمی (متوفی ۸۱۰ھ)[3]

علوم عقلیہ و نقلیہ میں جامع، عالم و فاضل تھے۔ اپنے شہر کے علماء سے مستفید ہونے کے بعد بادشاہ سلطان مراد خان نے ان کی عزت افزائی کی اس لئے سلطان کی وفات تک وہیں مقیم رہے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح المنار لنسفی" تالیف کی اس کا نام "جامع الاسرار" رکھا، زرکلی نے کہا:

"سود شرحا حافلا وترکه ثم انه لما قصد الحج عرضه على علماء الشام فاعجبوه وظنوا نسبته الى طريق الحجاز، وهو شرح بالقول و فرغ منه يوم الثلاثاء العاشر والعشرين من شعبان سنة ۸۱۰ھ"۔

(انہوں نے مسودہ کی صورت میں ایک عمدہ شرح لکھ کر اسے چھوڑ دیا پھر جب حج کے لئے تشریف لے گئے تو علمائے شام کے سامنے پیش کیا اور زبانی شرح کی تو انہوں نے انتہائی مسرت کا اظہار کیا اور ان سے اس کی اجازت طلب کرنے کی کوشش کا مطالبہ کیا وہ اس مسودہ کی کوشش سے ۲۵ شعبان ۸۱۰ھ میں فارغ ہوئے تھے)۔[4]

اس کا آغاز یوں ہوتا ہے: الحمد لله الذي شرف خواص نوع الانسان بالهداية (الخ)، قصد اسم شروحه۔ ڈاکٹر مظہر بقا نے اس کے مخطوطات پر نسخوں کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ مکتبہ عارف حکمت بالمدینہ (۴۱) اصول، ۱۰ حاشیہ ۶۸۲ میں موجود نسخے میں حاشیہ شرح المنار القریمی زادہ مذکور ہے۔

سعید بن محمد العقبانی مالکی (۷۴۰ھ۔۸۱۱ھ)[5]

فقیہ اصولی اور مفسر تھے علم فرائض میں بھی خاص نظر تھی۔ ابو عبداللہ الابلی وغیرہ سے اصول کی تعلیم حاصل کی، انہوں نے کتابیں تصنیف کیں جملہ ان کے قاضی رہے چالیس برس تک منصب قضاء کی ذمہ داریاں انجام دیتے رہے۔

---

[1] الضوء اللامع ۳/۲۹۳، معجم المؤلفین ۲/۱۷۶، ۱۲۵، ۱۲۵، ۱۲۵

مختصر الاصول: انہوں نے مختصر ابن الحاجب الاصلی پر ایک مختصر شرح تالیف کی تھی۔ یہ ضیاء الدین کی "شرح علی المنتہی" (ان کی آخری شرح ہے) سے ماخوذ ہے۔ تعلیق علی ابن الحاجب فی الاصول[1]

عزالدین عبدالعزیز الاشیلی شافعی (متوفی ۸۱۱ھ یا ۸۸۷ھ)

آپ بحث و بحث، اصول، فقہ، ادب میں ماہر تھے۔ مصر یا قاہرہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح مختصر المنتہی

۲۔ شرح منہاج الوصول فی علم الاصول للبیضاوی[2]

بدرالدین البغدادی حنفی (۷۳۳ھ۔۸۱۲ھ)

مؤلفات اصولیہ: شرح منتہی السول والامل لابن الحاجب[3]

ابن القطان شافعی (۷۳۷ھ۔۸۱۳ھ)

مؤلفات اصولیہ: ہادی الطریقین فی الاصول[4]

سید شریف جرجانی حنفی (۷۴۰ھ۔۸۱۶ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی اوائل التلویح للتفتازانی

۲۔ شرح منتہی السول والامل ابن الحاجب[6]

ابن امام شافعی (۷۵۹ھ۔۸۱۹ھ)[7]

۱۔ حاشیہ علی شرح الاسنوی لمنہاج البیضاوی

۲۔ حاشیہ رفع الحاجب شرح مختصر ابن الحاجب تاج الدین سبکی (متوفی ۷۷۱ھ) سے رفع الحاجب نے شرح المختصر تالیف کی تھی اس پر یہ حاشیہ ہے۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۵/۱۸۵، کشف الظنون ۲/۱۳۳۰، معجم المؤلفین ۷/۲۳۰، الضوء اللامع ۴/۱۳۱، شذرات الذہب ۷/۱۳۱، الدرر الکامنہ ۲/۳۵۸، بغیۃ الوعاۃ ۲/۲۸۷، ایضاح المکنون ۲/۱۸۷ کو دیکھ کر تحریر کیا ہے۔ مزید تفصیل کے لئے

[2] عبدالعزیز بن سلیمان بن عبدالناصر الاشیلی متوفی ۸۱۱ھ، ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۲، معجم المؤلفین ۶/۱۳۱ (۳۶۶)۔

[3] فتح جلال الدین نصراللہ بن محمد العسقری جلال البغدادی حنفی متوفی ۸۱۲ھ، ہدیۃ العارفین ۲/۳۶۳۔

[4] علی بن محمد بن علی بن محمد بن عمر بن یحییٰ ابن القطان ہدیۃ العارفین ۱/۷۱۸۔

[5] سید شریف ابوالحسن علی بن سید محمد بن علی جرجانی، جرجان میں پیدا ہوئے، شیراز اور تبریز میں اقامت رہی۔

[6] کشف الظنون ۲/۱۸۵۳، ہدیۃ العارفین ۵/۴۱۸۔

[7] محمد بن محمد بن شرف الدین عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم بن سعداللہ قاضی بدرالدین الکنانی المقدسی۔

۳۔ شرح جمع الجوامع للسبکی تالیف کی اور اس کا نام "النجم اللامع" رکھا۔

۴۔ حاشیہ علی شرح المحلی علی جمع الجوامع للسبکی، از شیخ حسن بن محمد بن حسن شمس الدین الجاربردی شافعی (متوفی ۷۴۶ھ) "السراج الوھاج" کے نام سے جو منہاج کی شرح تالیف کی تھی اس پر یہ حاشیہ ہے۔

۵۔ النکت علی جمع الجوامع [1]

عبدالقادر العبادی مالکی (متوفی ۸۲۰ھ یا ۸۸۰ھ)

ان کا زمان کی تاریخ وفات ۸۸۰ھ کے تحت کیا جائے گا۔

احمد الغزی شافعی (۷۰۰ھ۔۸۲۲ھ) [2]

قرآن کریم کے علاوہ متعدد کتب کے حافظ تھے جصول علم کی خاطر قزوین سے دمشق اور پھر قدس آئے علامہ تفتازانی سے اصول میں تخصیص سے سرفراز کمال حاصل کیا۔ افتاء، تدریس اور قضاء کے فرائض انجام دیئے پھر مرجع خلق کے لئے تشریف لائے مگر آخری مرتبہ مکہ المکرمہ میں مستقل قیام کر لیا تھا جہاں فقہاء کے بڑے حلقہ ان کے اطراف میں مختصر الاصلی کا درس دیتے۔ احمد الغزی کئی کتابوں کے مصنف تھے آخری عمر میں ان کا ذہن بھی بدل گیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للسبکی، آستانہ مظہر چلبی بن سلیمان ۹۳۲ھ (۶۱۰) کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ یہ طرز مذکور ہے " حاشیہ علی اوائل البدر الطالع" محمد بن احمد الحلی نے شرح المحلی علی جمع الجوامع پر لکھا ہے نام "البدر الطالع" ہے جو شرح المحلی علی جمع الجوامع سے مشہور ہے اس کے حوالہ پر حاشیہ تحریر آغاز یوں ہوتا ہے " الحمد للہ الذی انار بانوار العلوم "

۲۔ وکتب قطعۃ علی منہاج البیضاوی۔ [3]

خواجہ پارسا حنفی (۷۵۶ھ۔۸۲۲ھ) [4]

فقیہ محدث اصولی مفسر تھے فروع و اصول کا علم اصل کیا معقول و منقول میں کمال حاصل کیا اور حنفی اہل الرائے اور اصولی بن گئے۔ صدر الشریعہ عبید اللہ المحبوبی اور ابن ملک شارح المنار سے صدر الشریعہ الکبیر محمود اور غیرہ سے تفسیر حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " الفصول السنۃ فی الاصول " تالیف کی۔ الفوائد البہیہ میں ہے

"وھو کتاب لطیف مشتمل علی الفوائد المفیدۃ"

(اور وہ ایک لطیف کتاب ہے جو مفید فوائد پر مشتمل ہے۔) [5]

---

[1] کشف الظنون ۱/۵۹۶، ہدیۃ العارفین ۱/۱۸۹۔ [2] ابو المکارم شہاب الدین احمد بن عبداللہ بن بدر بن عطارد الغزی ثم القدری العامری الغزی دمشقی (۷۰۰ھ/۱۳۱۹ء) غزہ میں ولادت ہوئی مکہ المکرمہ میں وفات پائی۔

[3] کشف الظنون ۱/۵۹۶، ہدیۃ العارفین ۱/۱۳۱۵، اکمال الاکمال ۱/۱۵۵، ۱۵۶ (۱۰۸)۔

[4] محمد بن محمود الحافظ الفاضل (۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) خواجہ پارسا مصنف الحدود میں وفات پائی۔

[5] ہدیۃ العارفین ۲/۵۲۹، الفوائد البہیہ ص ۱۹۹، تاج التراجم ۳/۲۳۔

عمر بن رسلان البلقینی شافعی (۷۶۳ھ۔۸۲۴ھ)[1]:

محدث، مجتہد، فقیہ اصولی، واعظ اور ادیب تھے قاہرہ سے دمشق اور پھر حلب کے سفر کئے۔ کئی مرتبہ منصب قضا کی پیشکش کی گئی مگر انکار کر دیا۔ کئی علوم وفنون پر یادگار تصانیف چھوڑیں، حافظ ابن حجر نے ان کی شان میں فرمایا:

"کان من عجائب الدنیا فی سرعة الفهم وجودة الحفظ، وکان من محاسن القاهرة"

(وہ عجائب دنیا اور حافظہ کی تیزی میں عجائب دنیا میں سے تھے اور وہ قاہرہ کے محاسن میں سے تھے۔)

مؤلفات اصولیہ: "نظم منتهى السول والأمل في علمي الأصول والجدل"[2]

ابو بکر القاضی مالکی (متوفی ۸۲۴ھ)

انہوں نے کتاب "اداء الواجب فی تصحیح ابن الحاجب" تالیف کی جو کہ "منتهى السول والأمل" کا رد ہے۔[3]

ابو زرعہ المجیری شافعی (تقریباً ۷۵۰ھ۔۸۲۵ھ)[4]:

فقہ اور اصول میں جید علماء میں سے تھے، انہوں نے علامہ اسنوی، بلقینی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ: مجیری نے کوئی تصنیف نہیں چھوڑی کیونکہ وہ فتوی کی کتابت کو منع کرتے تھے اور بالشافہ فتوی دیتے تھے۔[5]

ابن العراقی الصغیر شافعی (۷۶۲ھ۔۸۲۶ھ)[6]:

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب اور مفسر تھے، اپنے والد سے فقہ، اصول اور لغت عربیہ وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اپنے والد کی طرح بھی حافظہ بہت اور ثقہ مانے جاتے تھے اور ان ہی کی طرح فقہ، اصول، علوم عربیہ و تفسیر میں کمال رکھتے تھے، آخری عمر میں کئی شیوخ نے افتاء و تدریس کی اجازت دے دی تھی، وہ یا مصر کے آخری ائمہ شافعیہ میں سے تھے۔ محدث خانقاہ کی مدارس میں تدریس کی، منصب قضاء پر فائز رہے، آپ نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے "نکت علی المنهاج الاصلی" تالیف کی اور اس کا نام "التحریر لمعانی منهاج الاصول من المعقول والمنقول" رکھا۔

---

[1] شمس الدین عبدالرحمن بن عمر بن رسلان بن نصیر بن صالح جلال الدین البلقینی الاصل (۷۶۳ھ/۱۳۶۲ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

[2] کشف الظنون ۲/۱۸۵۹، ہدیۃ العارفین ۱/۵۷۹، معجم المؤلفین ۷/۱۸۲ (۳۸۸)۔

[3] ہدیۃ العارفین ۱/۷۷۰۔ الدیباج المذہب ۲/۱۸۳۔

[4] ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن احمد بن عیسی بن سلیمان بن سلیم بن فرتاج بن احمد المصری المجیری (۷۴۹ھ/تقریباً ۱۳۴۸ء)۔

[5] معجم المؤلفین ۱/۲۷۲ (۳)۔

[6] ابو زرعہ ولی الدین احمد بن عبدالرحیم بن حسین بن عبدالرحمن الکردی الاصل ابن العراقی (۷۶۲ھ/۱۳۶۰ء) قاہرہ میں ولادت و وفات ہوئی۔

اس کا ایک نسخہ الازہریہ میں (۶۶۸) ۲۲۴۳۱ اصول فقہ کے تحت موجود ہے آغاز یوں ہوتا ہے "الحمد لوضح مہاج الدین لدعائہ ..... الخ

اختتام یوں ہوتا ہے : التعبیر بھا واللہ اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب.

کتاب "المنہاج" میں منقول سے بظاہر اضافہ واقع ہوئی ہیں ان کو بیان کیا اور معقول کے مشتمل ہونے میں بڑا ہوا تھا اس کو تحریر کیا اور ان کی ترتیب اور ان کے علاوہ دوسرے مشہور مقدمہ کی ترتیب میں جو اختلاف تھا اس کو بھی بقدر ضرورت

۲۔ اپنے والد کی کتاب "النجم الوہاج" جو منہاج کا نظم ہے اس کی شرح لکھی۔

۳۔ جمع الجوامع کی شرح لکھی اور اس کا نام "الغیث الہامع" رکھا اس شرح میں امام زرکشی کی کتاب "تشنیف المسامع" کا اختصار کیا ہے اور اس میں زیادہ تر الفاظ کے حل اور عبارت کی توضیح پیش کی گئی ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے : الحمد للہ حمد اللہ ..... فھذا تعلیق وجیز علی جمع الجوامع .. (مقدمہ مظہر بقا نے کہا کہ یہ نظم ام القری میں ۱۹۱۰ھ میں تدریس کے لئے رجسٹر پیش کی گئی تھی۔ الکشاف کے مطابق اس کا مخطوطہ بغداد کے مکتبہ میں موجود ہے۔

۴۔ رسالۃ فی الحکم بالصحۃ والحکم بالوجوب . (ذکر کتب المصریہ وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ زرکلی نے کہا :

ان " نکت منہاج البیضاوی" فی الاصول "والتحریر" فی اصول الفقہ ، لعبد الوحید بن الحسین العراقی. وھذا خطا من جھتین ، الاولی ان " النکت" و " التحریر " کتاب واحد. والثانیۃ انہ لابنہ احمد بن عبد الرحیم لا لعبد الرحیم ، و عبد الرحیم نظم المنہاج المسمی "النجم الوہاج" الذی شرحہ ابنہ احمد" [1]

(حاشیہ عبدالرحیم بن حسین عراقی کی " نکت منہاج البیضاوی فی الاصول " اور " التحریر فی اصول الفقہ " کو باعتبار سے غلط ہے پہلی وجہ یہ ہے کہ "النکت" اور "التحریر" دونوں ایک کتاب کے نام ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ عبدالرحیم نے "النجم الوہاج" کے نام سے "المنہاج" کا نظم کیا تھا اور یہ ان کے بیٹے احمد بن عبدالرحیم نے اس کی شرح لکھی تھی نہ کہ انہوں (عبدالرحیم) نے)

ابوبکر غرناطی مالکی (۷۶۰ھ۔۸۲۹ھ)[2]

فقیہ اصولی اور محدث تھے ابواسحاق الشاطبی (متوفی ۷۹۰ھ) صاحب الموافقات شریف التلمسانی (متوفی ۷۷۱ھ) صاحب مفتاح الاصول وغیرہ سے تعلیم پائی ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

موافقات اصولیہ : الرعینی نے ان کی مندرجہ ذیل تین اصولی مصنفات کا ذکر کیا ہے :

---

[1] کشف الظنون ۱/ ۵۹۵، ہدیۃ العارفین ۵/ ۱۳۳، شذرات الذہب ۷/ ۳۰۱، الکشف عن مخطوطات خزانۃ کتب الاوقاف، محمد اسعد طس ۱/ ۱۰۵، فہرس مخطوطات العراق ۲/ ۱۳۷، ۱۹۵۳ء۔

[2] ابوبکر محمد بن محمد بن عاصم الاندلسی الغرناطی (۷۶۰ھ/ ۱۳۵۸ء)۔

...ع الوصول فی علم الاصول۔ یہ کتاب اصول فقہ میں ابن برہان کی مختصر ترین کتاب ہے۔

...وغی الوصول۔ یہ کتاب بھی اوزان شعر سے ایک وزن پر لکھی ہوئی شاہکار ہے۔

...ر النسفی۔ یہ امام شافعی کی کتاب "الموافقات" کا مختصر ہے۔

...لمون الاصول اور حدیث الحاوی فیض میں کتب کے اسماء اس طرح مذکور ہیں

...وغی الوصول الی القصور من الاصول المصفوی وہ الحمد للہ المحیط علمہ الخ

...یح الوصول فی علم الاصول کبری۔[1]

...ن عبدالرحیم البرماوی شافعی (۷۳ھ۔۸۳۱ھ)[2]

...ہ ہوئی تھی۔ بدرالدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) اصاب الحاجیہ اور سراج الدین وغیرہ سے تعلیم ...ی تحصیل علم کی خاطر قاہرہ و القدس کا سفر کیا، القدس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

...ت اصولیہ :

...لفہ فی اصول الفقہ کا نظم تالیف کیا۔

...ح الفیہ" سید احمد بن زین حبیب الفیہ کی شرح ہے۔

...یہ الطالبین میں ان کی کتاب کا نام اس طرح مذکور ہے : البدۃ الالفیہ فی الاصول الفقہیہ[3]

...اب "الالفیہ" کی شرح :

...ین بن ابراہیم احمدی شافعی (متوفی ۸۵۲ھ) ابوالبرماوی کے شاگرد تھے انہوں نے "توضیح الالفیہ" کے ...الفیہ" کی شرح تالیف کی۔[4]

...ب الدین محمد بن خلیل بن محمد الحصروی دمشقی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ) نے شرح نسمۃ الالفیہ فی اصول الفقہیہ ...وی تالیف کی۔[5]

...ن محمد بن بزری شافعی (۷۵۱ھ۔۸۳۳ھ)

...ت اصولیہ انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منہاج الوصول" کی شرح لکھی۔[6]

...ین نمبر ۳۹۵ ہدیۃ العارفین ۱/۸۲۴، فتح المغیث ۳/۲۵۔

...بدرالدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن بہادر المصری الاصل الشافعی البرماوی (۷۶۳ھ/۱۳۶۱ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور القدس میں وفات پائی۔ ...ہدیۃ العارفین ۲/۱۸۱، فتح المغیث ۳/۲۵۔

...الظنون ۱/۱۵۲، ۱۵۳، ۱۸۸، ۲۵۵۔

...ہدیۃ العارفین ۲/۲۱۲۔

...بن احمد بن محمد بن علی بن یوسف الجزری دمشق میں پیدا ہوئے ہدیۃ العارفین ۲/۱۸۰۔

احمد التسیری ابن العجمی حنفی (۷۷۷ھ-۸۳۳ھ)[1]

فقہ، اصول، لغت عربیہ میں کمال رکھتے تھے۔ مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ افتاء و قضاء میں خدمات انجام دیں۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔[2]

شمس الدین الفناری حنفی (۷۵۱ھ-۸۳۴ھ)[3]

فقیہ، اصولی، حنفی، عربی، منطقی اور فلسفی تھے۔ یہ آخری عہد کے ان علماء میں سے تھے جن کا زمانہ میں اس فن میں کوئی مثل نہیں تھا اور شمس الدین فناری قدس سرہ العزیز کے بعد ان کے مثل پیدا نہیں ہوئے۔ آخری عمر میں بروسہ کے قاضی رہے۔ فوائد غیاثیہ میں اس طرح مذکور ہے کہ جب انہوں نے مختصر ابن حاجب کا مطالعہ کیا تو اس کی شرح لکھنے کا ارادہ کیا۔ اسی ارادہ میں سو مرتبہ مبتدا و خبر کو دیکھا تو ایک طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود ان کا اسی طرح ان کی طبیعت پر غلبہ رہا۔ اس وقت رکھا گیا تھا تو انہوں نے ایک چیخ آواز سنی جو کہہ رہی تھی "ھل صنفت اعمی قط بصر کہ"

مؤلفات اصولیہ انہوں نے کتاب "فصول البدائع فی اصول الشرائع" تالیف کی۔ مکتب حبیب مخطوطہ موجود ہے جس کے مطابق انہوں نے اپنی اس کتاب کو دو مقدمات اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا تھا۔ یہ کتاب چار ارکان میں اور ہر رکن دو مقاصد میں منقسم ہے۔ ارکان "المعارض" اور "الترجیح" ہیں جب کہ مقاصد ان کے ذیلی حصے ہیں۔ اس کتاب میں انہوں نے ابو زید دبوسی کی اصول، ابو الحسین بصری کی المعتمد، فخر الدین رازی کی المحصول اور مختصر ابن حاجب کو اپنے پیش نظر رکھا ہے۔ ابتدائیہ کلمات یہ ہیں "الحمد للہ الذی شرع شوارع الشرائع لاحکام الوقائع ... اشرف ... الی صاحبہ الوحی من عند اللہ وصلی اللہ تعالی علی سیدنا محمد وآلہ وصحبہ القطبین الظاہرین"[4]

محمد بن عبد القادر الواسطی شافعی (متوفی ۸۳۸ھ)

انہوں نے قاضی بیضاوی کی "منہاج الاصول" کی شرح تالیف کی۔[5]

احمد المحدی الزیدی (۷۷۵ھ-۸۴۰ھ)[6]

وہ علامۃ الوقت اور صاحب التصانیف تھے۔ مذہب اہل بیت میں ان کی کتابوں پر اعتماد کیا جاتا تھا۔ ان کی علم میں مہارت رکھتے تھے جس کے انہوں نے زیدیہ میں سے تھے۔

---

[1] احمد بن محمود بن محمد بن عبد الله التسیری ابن العجمی (۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء) تاہرہ میں ولادت ہوئی۔

[2] الضوء اللامع ۲/ ۲۳۷ (۱۸۰)۔ [3] شمس الدین محمد بن حمزہ بن محمد الفناری (۷۵۱ھ/۱۳۵۰ء)۔

[4] ہدیۃ العارفین ۲/ ۱۸۸، الفوائد البہیہ ۲۹۹، کشف الظنون ۲/ ۱۳۰۷، المختصر من المطولات العربیۃ فی سب بس ۲۸۹، ۳۸۶، ۳۸۷، معجم المطبوعات ۱۳۷۰ھ، ۱۹۹۹ء۔

[5] محمد بن عبد القادر الواسطی الشافعی، کشف الظنون ۲/ ۱۵۸۹، ہدیۃ العارفین ۲/ ۱۸۱۔

[6] احمد بن یحیی بن المرتضی بن المفضل بن المنصور الحسنی الزیدی (یمن) کی ولادت ہوئی (۷۷۵ھ/۱۳۷۳ء)۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "الفصول فی معانی جوھرۃ الاصول" یا "لانقاذ الاصول فی ضبط معانی جوھرۃ الاصول"

۲۔ معیار العقول فی علم اصول، اس کتاب کے کئی نسخے موجود ہیں ایک نسخہ مدینہ منورہ میں ۲۰ کے تحت موجود ہے۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ الفقہ فی اللغۃ فھم معنی الخطاب الذی فیہ غموض، وفی الاصطلاح اختلف عبارات سے ہوتا ہے۔ وھی لم تخلص المسالۃ سالمۃ۔

۳۔ منھاج الوصول الی شرح معیار العقول" یہ اس کی کتاب جس کا ذکر ہو چکا ہے اس کی شرح ہے۔ کتاب کا آغاز یہ ہے۔ "عنایات الافکار و نھایات الانظار المحیطۃ بعجائب النحو الذخار الجامع لغرائب علماء الامصار فی الاعتقادات الدینیۃ والمطالب الکلامیۃ والقواعد الاصولیۃ والسیر السویۃ"

اختتام اس طرح ہے۔ "بعد المسئلۃ والصدرۃ" کتاب منھاج الطول فی علم الاصول یعنی فی الشروع "

اختتام اس طرح ہے: "وھی لم تات وھی اصلھا کلمۃ موجہ بعکس النقیض عرف الحکام"۔

ان کے ایک سے زائد کتب خانوں میں نسخے موجود ہیں مثلاً دار الکتب مصریہ میں ۳۵۹۵ نمبر کے تحت اور جامعہ صنعاء میں ۱۲۹، ۱۳۳ کے تحت موجود ہیں، ظاہریہ دمشق (جزء ۱۲۰) ۵۹۱۲ میں بھی نسخہ موجود ہے۔ ان کا اکثر یہ ہے: منھاج الوصول الی تحقیق کتاب معیار العقول فی علم الاصول"۔

۴۔ زین الفناری حنفی (متوفی ۸۳۰ھ)[۲]

اصولی اور فقیہ تھے۔ محقق الدہر محمد الفناری نے صاحبزادے ہیں، اپنے والد سے علم حاصل کیا، مرتبہ کمال کو پہنچا، والد بعد قاضی بنے جس "بروسہ" میں مدرسہ عطائیہ میں تدریس کی، پھر حج کے لئے تشریف لے گئے، زمانہ جہاں اپنے والد کی طرح شہرت پائی اور وہیں اپنے شہر وفات آئے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے فصول البدائع فی اصول الشرائع پر حاشیہ لکھا۔[۳]

۵۔ امین الدین رومی حنفی (۷۵۶ھ۔۸۴۱ھ)[۴]

فقیہ، اصولی، متکلم، ادیب اور صوفی تھے سید شریف جرجانی (متوفی ۸۱۶ھ)، شارح مختصر الاصول والاہل ابن حاجب، عضد الدین ایجی شیرازی (متوفی ۷۵۶ھ) صاحب مواقف سے حصول علم کیا اور پھر تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ پر مستقل رسالہ کتاب کا نہیں ملتا، مگر انہوں نے ہوتا کہ انہوں نے "الاصلۃ" جو اصلہ عضد الدین کے مختصر کتاب تھی جو چھ فصول پر مشتمل تھی اور اس کی چوتھی فصل اصول پر تھی۔ بعد کے آنے والوں میں سے

---

(۱) ان کا نمبر ۵۱۶، ۵۵۱۲ صفحہ پر اور نمبر ۱۲۵۰ نمبر الاصول (۱۲۳۹ (۱۸۹)۔

(۲) ظفر الدین بن علی بن یوسف بن محمد بن عزو الفناری متوفی ۸۳۴ھ۔ (۳) الفوائد البھیہ ص ۱۸۳، ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۔

(۴) کمال الدین ابو الفضل محمد بن محمد بن احمد البیرونی (۷۵۵ھ/۱۳۵۴ء)۔

مولیٰ سراج الدین التوقیعی (متوفی ۸۸۸ھ) نے ان سوالات کے جواب دیئے اسی طرح علاء الدین (متوفی ۸۹۵ھ) نے بھی ان کے جوابات دیئے اور سراج الدین کے جوابات اور علاء الدین کے سوالات پر بحث کی اور پھر ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا۔[1]

محمد بن احمد السیاطی مالکی (۷۵۶ھ۔۸۴۲ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ توضیح المعقول وتحریر المقول فی شرح منهی السول والامل لابن الحاجب۔

۲۔ مقدمة فی الاصول۔[3]

محمد بن عمر الخصوصی شافعی (متوفی ۸۴۳ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "اراجوزة فی الاصول" تالیف کیا۔[5]

احمد بن حسین الاربلی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۴۳ھ)[6]

فقہ اور اصول علم کے لئے مختلف مقامات کے سفر کئے دقیق میں مہارت حاصل کی یہاں تک کہ قاضی القضاۃ سراج نے انہیں افتاء کی اجازت عطا کی۔ افتاء و تدریس سے ایک عرصہ تک وابستہ رہنے کے بعد ترک کر کے علم اصول میں مشغول ہو گئے۔ یہی یادگار کتب تالیف کیں جن میں شرح سنن ابوداؤد و ضوابط تلخیص وغیرہ بھی شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مختصر ابن الحاجب۔ حدیۃ العارفین میں اس طرح ہے "شرح منهی السول والامل لابن الحاجب"۔[7]

۲۔ شرح جمع الجوامع للسبکی تالیف کی اور اس کا نام "لمع اللوامع" رکھا۔ یہ کتاب ۸۳۰ھ کے بعد تالیف ہوئی "الحمد لله الذی جمع جوامع العلم مختصر" الخ اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ نمبر ۳۳۰۰ کے تحت اور دوسرا کچی جامع (ترکستان) میں ۹۳ نمبر کے تحت موجود ہے۔

۳۔ شرح منهاج البیضاوی تالیف کی اور اس کا نام "بغیة السول" رکھا۔ اتفاق سے علامہ اسنوی نے بھی اسی موضوع پر تحقیقی تالیف کی اور اس کا نام بھی بغیة السول رکھا۔ الحمد کے بعد آغاز یوں ہوتا ہے "اما بعد فان ما صرفت الهمم الی تمهیده" اور اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے "سواء اراد الاعتصال فی والله سبحانه وتعالی اعلم" اس کا ایک نسخہ مکتبہ ملک یاں میں ۴۳۹۳ کے تحت موجود ہے۔[8]

---

۱ کشف الظنون ۱/۱۹۱، ۲/۱۶۲۰، ۲/۱۹۲۰۔ ۲ ابو یوسف شمس الدین محمد بن احمد بن محمد بن عثمان بن قسیم مقدم بالسیاطی القاهری ثم المصری۔
۳ حدیۃ العارفین ۲/۱۹۲۔ ۴ ابو العباس شہاب الدین احمد بن محمد بن عمر بن محمد بن احمد الخصوصی ثم القاهری۔
۵ حدیۃ العارفین ۲/۱۹۳۔ ۶ ابو العباس شہاب الدین احمد بن حسین بن حسن بن علی بن یوسف بن محمد بن ابی بکر بن ابراهیم الاربلی المقدسی (۷۷۳ھ/۱۳۷۱ء)۔
۷ کشف الظنون ۱/۱۸۵۶۔ ۸ حدیۃ العارفین ۲/۱۹۶، کشف الظنون ۱/۱۸۵۶، ۲/۱۵۹۶، ۱۸۷۶، ۱۸۵۶، ایضاح المکنون ۲/۵۸۹، حدیۃ العارفین ۲/۱۹۶، معجم المصنفین ۱/۱۱۱۱ (۷۷۰)۔

۱۔ شمس شافعی (متوفی ۸۴۳ھ) [1]

ان اصول فراکش کو موصوف دقیع و مشہور عبارت۔ رکھتے تھے افتاء و تدریس کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ: اس اصول فقہ پر ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔ [2]

۲۔ ابو زرعہ مالکی (۷۶۷ھ۔۸۴۳ھ) [3]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ رفع النقاب عن شرح جمع الجوامع للسبکی

۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب

۳۔ الاحکام فی شرح غریب عمدۃ الاحکام

ابو زرعہ نے مذکورہ کتاب ابن برہان شافعی (متوفی ۴۵۶ھ) کی کتاب "العمدۃ فی اصول الفقہ" کی شرح ہے۔ [4]

۳۔ ابو بکر بن شافعی (متوفی ۸۴۴ھ) [5]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "کتاب الوصول الی ما وقع فی الواقعی من الاصول" مسائل کی یہ کتاب بھی تالیف کی ہے۔ [6]

۴۔ ابو الخیر النعمانی مالکی (۷۸۲ھ۔۸۴۵ھ) [7]

نیز علم اصول فراکش کی اصولی تصنیف اور محدث تھے۔ شریف نعمانی رقیہ دے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ: اصول میں مختصر ابن الحاجب کی بعض حصہ کی شرح لکھی۔ [8]

۵۔ زین الدین دولت آبادی حنفی (متوفی ۸۴۹ھ) [9]

علوم عقلیہ و نقلیہ میں ماہر روزگار تھے۔ سلطان ابراہیم شاہ شرقی جونپور کی سرپرستی پر جونپور کو علوم و فنون کا مرکز بنا دیا۔ درسی کتابیں تصنیف کیں جن میں شرح تلخیص وغیرہ بھی شامل ہیں۔

---

[1] ... شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد شافعی متوفی ۸۳۳ھ۔ [2] ... کشف الظنون ۱/۳۳۰، (۱۹۳)۔

[3] ... ولی الدین ابو زرعہ احمد بن عبد الرحمن بن احمد بن محمد بن ابی بکر۔

[4] ... کشف الظنون ۱/۱۲۱۳، ہدیۃ العارفین ۱/۳۳۰۔

[5] ... ابو بکر بن علی بن عثمان بن عمر بن ابی بکر المصری۔ [6] ... ہدیۃ العارفین ۱/۳۳۵۔

[7] ... ابو الخیر محمد بن عبد الرحمن (۷۸۲ھ، ۸۴۵ھ) بن ابی الخیر النعمانی۔

[8] ... کشف الظنون ۲/۱۳۳۳، ہدیۃ العارفین ۱/۶۱۲، (۱۰۲)۔

[9] ... ابو القاسم عمر الزاہد دولت آبادی، شہاب الدین بن شمس الدین احمد غزنی متوفی ۸۴۹ھ، عہد میں ادرنہ سے دولت آباد آئے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح اصول البزدوی" تالیف کی اس کتاب کو شیخ عبدالعزیز بخاری دحلوی کے لئے تالیف کیا تھا۔ اس کا ایک خطی نسخہ شیخ عبدالسلام آزاد کے پاس تھا اور اب شاید وہ مکتبہ گزرہ ہند میں ہو۔[1]

صلاح بن علی المحدی زیدی (متوفی ۸۴۹ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "الجمع الناقب فی شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[3]

ابراہیم القباقصی شافعی (متوفی ۸۵۰ھ تقریباً)[4]

انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں جو فقہ، حدیث اور بیان وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح جمع الجوامع للسبکی۔

۲۔ العقد المنضدفی شروط حمل المطلق علی المقید۔[5]

یوسف بن عبدالملک قرمان حنفی (متوفی ۸۵۲ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "زین المنار فی شرح منار الانوار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔[7]

احمد بن حجر العسقلانی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ)[8]

کئی فنون اور خاص کر فن حدیث پر متعدد کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : امام الشوکانی نے فرمایا "له مؤلفات فی الفقه واصوله"۔

امام سخاوی نے فرمایا :

"زادت تصانیفه التی معظمها فی فنون الحدیث وفیها من فنون الادب والفقه والاصلین وغیر ذلک علی مائة وخمسین لصنف"۔[9]

(ان کی بہت سی مؤلفات ہیں جو زیادہ تر علم حدیث میں ہیں ان میں سے بعض ادب، فقہ اور اصلین وغیرہ پر بھی ہیں جو ڈیڑھ سو سے زائد کتابیں ہیں۔)

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۱۲۷، کشف الظنون تاریخ وفات ۸۳۹ھ مذکور ہے۔ معجم المطبوعین ۱/۳۰۶، معجم المؤلفین ۱/۲۸۱، ۱۳۵/۲ (۱۳۰)، ۱۳۵ (۳۷۰)۔

[2] صلاح بن علی بن محمد بن ابوالقاسم بن محمد بن جعفر الجمل الصنعانی زیدی المحدی۔ [3] ہدیۃ العارفین ۱/۳۳۹۔

[4] ابراہیم بن محمد بن خلیل بن ابوبکر برہان الدین بن القباقصی حنفی (متوفی ۱۳۳۹ تقریباً)۔

[5] کشف الظنون ۱/۵۹۹، ۱۵۵۳، معجم المطبوعین ۱/۵۲ (۲۹)۔ [6] یوسف بن عبداللہ الرومی۔

[7] ہدیۃ العارفین ۲/۶۰۰۔

[8] ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن احمد العسقلانی (۷۷۳ھ/۱۳۷۲ء) مصر میں ولادت ہوئی۔

[9] معجم المؤلفین ۱/۲۷۰، ۲۸۰ (۳۸)۔

۱۔ الفقیہ شافعی (۷۸۲ھ یا ۷۸۳ھ۔۸۵۲ھ)[1]

شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن علی الاصولی (متوفی ۸۳۱ھ) صاحب نظم القیہ فی الاصول، فقہ و اصول میں تعلیم اصل کی بنیاد رکھنے والے اور اصول و فقہ میں ممتاز مقام حاصل کرنے والے بہت سی کتابوں کے مصنف تھے۔

کتب اصولیہ اپنے شیخ شمس الدین البرماوی کی کتاب (منظوم) القیہ فی اصول الفقہ کی توضیح کی۔

ناقدانہ رائے "وھو توضیح حسن" (اور وہ ایک عمدہ توضیح ہے)۔[2]

۲۔ المنطوری (متوفی ۸۵۳ھ)[3]

شمس الدین محمد بن احمد المنطوری حنفی تھے۔ آپ کی تصانیف زیادہ تر حواشی و تعلیقات کی صورت میں ہیں۔

کتب اصولیہ اصول فقہ میں بھی آپ نے تعلیقہ لکھا جو صدر الدین الحنفی کی تلخیص پر ہے۔[4]

۳۔ الحنفی (۸۹۰ھ۔۸۵۴ھ)[5]

صدر الدین محمد بن سکندر حنفی سکندری نے علم اصل پیدا فقہ اور اصول فقہ کی تعلیم اپنے والد شمس الدین محمد بن سکندر الرومی (متوفی ۸۳۱ھ) اور نیز دوسرے اساتذہ سے حاصل کی۔ علم میں منصب قضاء کے فرائض انجام دیئے، ساتھ ہی کئی کتابیں تصنیف کیں۔

کتب اصولیہ انہوں نے "شرح اصول البزدوی" تالیف کی اور وہ قرأۃ کی بحث تک اس کی شرح کر سکے تھے، بعد میں ان کے شاگرد نے "کشف فی احتیار الکافی من الاصول البزدوی" لکھی۔[6]

۴۔ الحنفی شرنبلی (۷۹۰ھ۔۸۵۵ھ)[7]

ابو الصفا شمس الدین محمد بن احمد الشرنبلی حنفی تھے۔ ابو اسحاق الشیرازی کی "اللمع" فی اصول الفقہ کی تعلیم ابو عبداللہ محمد بن احمد الشرنبلی سے حاصل کی، بعد میں اسے مختصر کیا۔

کتب اصولیہ السخاوی نے الضوء اللامع میں لکھا ہے:

"وقد وقفت له على مؤلف في الأصول دال على فضله وبحره"

(میں نے ان کی اصول میں تالیف سے واقف ہوا جو ان کے فضل و علم پر دلالت کرتی ہے۔)[8]

۱۔ محمد بن خلیل بن ابراہیم بن محمد بن علی بن شرف المقدسی، زین الدین شرف الدین ابو اسحاق خلیل بن (شرف) ابو البرکات (علی بن شرف) محمد بن علی بن شرف الدین۔ (۱۳۹۰ء، ۱۳۹۸ء) بیت المقدس میں ولادت ہوئی۔

۲۔ الضوء اللامع (۳/۲۵۵، ۱۵۲)۔ ۳۔ نظم شاہد بن عبداللطیف المنطوری حنفی ۸۵۳ھ۔

۴۔ کشف الظنون (۲/۱۴۷۶)۔ ۵۔ محمد بن احمد بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن یوسف بن علی بن اسماعیل ابو البرکات بن ابو الطاہر بن ابو العز الحنفی السکندری الاصل القاہری المولد (۷۹۰ھ) کے قریب ولادت ہوئی۔

۶۔ کشف الظنون (۲/۱۴۷۶)۔ ۷۔ عبدالرحمن بن محمد بن عبدالرحمن بن علی بن ابوبکر (۱۳۷۷ء، ۱۴۵۱ء)۔

۸۔ الضوء اللامع (۶/۱۲۷، ۱۲۸)۔

ابوبکر السیوطی شافعی (۸۰۴ھ۔۸۵۵ھ)[1]

فقہ اصول، کلام، نحو، معانی اور منطق وغیرہ کی تعلیم علامہ قابانی سے قاہرہ میں حاصل کی۔ شیخ عزالدین الحنبلی، ابن ظہیرہ، شیخ محی الدین بن قاضی شہبہ آپ کے اساتذہ میں سے تھے۔ قاضی مکہ برہان الدین بن ظہیرہ اور قاضی محی الدین بن قاضی شہبہ کے شاگردوں میں سے تھے۔ سیوطی خود بھی بہ حیثیت قاضی رہے۔ اس دور کی تدریسی خدمات انجام دیں۔ آپ کی تالیفات تصنیف:

مؤلفاتِ اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شرح العضد فی الاصول تالیف کیا۔ عضدالدین ایجی شافعی (۷۵۶ھ) نے شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی اس پر ابوبکر السیوطی نے یہ حاشیہ تحریر کیا تھا۔

محب الدین النوری (متوفی ۸۵۷ھ)[2]

مؤلفاتِ اصولیہ : انہوں نے کتاب "بغیۃ الراغب شرح مختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔[3]

محمد بن محمود الحسینی حنفی (۸۵۷ھ بعد)[4]

مؤلفاتِ اصولیہ : انہوں نے کتاب "البیان فی شرح المنار للنسفی" تالیف کی۔ انہوں نے ۸۱۱ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔[5]

مولانا زادہ حنفی (متوفی ۸۵۹ھ)[6]

مؤلفاتِ اصولیہ : انہوں نے ابن ساعاتی (متوفی ۶۹۴ھ) کی کتاب "بدیع النظام" پر حاشیہ تحریر کیا۔[7]

علی بن یوسف الغزولی شافعی (متوفی ۸۶۰ھ)[8]

مؤلفاتِ اصولیہ : انہوں نے کتاب "ایجاز الاطماع علی جمع الجوامع للسبکی" تالیف کی۔[9]

زین الدین ابن نجیم (متوفی ۸۶۱ھ یا ۹۷۰ھ)

ان کی مؤلفاتِ اصولیہ کا تعارف تاریخ وفات ۹۰۰ھ کے تحت پیش کیا جائے گا۔

ابن الہمام حنفی (۷۹۰ھ۔۸۶۱ھ)[10]

فقیہ، اصولی، متکلم اور نحوی تھے۔ اعلیٰ تعلیم حاصل کی منقول و معقول میں کمال حاصل کیا۔ فقہ، اصول، تفسیر، حدیث، منطق، بیان، نحو، صرف، تصوف، ادب وغیرہ میں بحث تمحیص کے بعد۔ قاضی القضاۃ جمال الدین بن

---

1. الحافظ ناقد کمال الدین ابوبکر بن محمد بن ابی بکر الخضیری السیوطی (۸۰۴ھ/۱۴۰۵ء) اسیوط میں ولادت ہوئی۔
2. علم المصولین ۲/۸۰۹ (۱۲۲۸)۔
3. ایضاح المکنون ۳/۱۰۷۔
4. ہدیۃ العارفین ۲/۲۰۰۔
5. علی بن یوسف بن احمد المصری الغزولی شافعی۔
6. محب الدین محمد بن مولانا زادہ۔
7. ہدیۃ العارفین ۲/۲۰۰۔
8. محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید بن مسعود بن عبدالحمید بن سعد الدین بن مسعود بن ہمام الدین، ابن الہمام (۷۹۰ھ/۱۳۸۷ء) مصر میں وفات پائی۔
9. ایضاح المکنون ۱/۱۵۲، ہدیۃ العارفین ۲/۲۰۰۔
10. ایضاح المکنون ۳/۱۰۷۔

[illegible] الدین حنفی اور عزیز عبدالسلام وغیرہ سے تحصیل علوم کی۔ قاضی القضاۃ بدرالدین عراقی مالکی اور زین الدین قاسم بن قطلوبغا حنفی آپ کے شاگرد تھے۔ قاہرہ و دمشق و بیت المقدس کے علمی حلقوں میں آپ کی تصانیف کی بڑی قدر تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "التحریر فی اصول الفقہ" تالیف کی۔

کتاب "التحریر" کا تحقیقی تجزیہ :

کتاب "التحریر فی اصول الفقہ الجامع بین اصطلاحی الحنفیۃ والشافعیۃ" متقدمین اور متاخرین کے اصول پر مشتمل ایک جامع اور معروف کتاب ہے اسی لئے یہ کتاب جو معراج کے فائز پر بھی شامل نصاب رہی مصطفی البابی الحلبی مصر سے ۱۳۵۱ھ میں یہ کتاب شائع ہوئی۔ اس کتاب کی وجہ تالیف و مصنف خود ان الفاظ کے ساتھ بیان فرماتے ہیں :

"وبعد! فانی لما ان صرفت طائفۃ من العمر للنظر فی طریقی الحنفیۃ والشافعیۃ فی الاصول حضر لی ان اکتب کتابا مقصدا عن الاصطلاحین، مجتنبا بقدر من الفقہ الیہما محتاجین، اذ کان من علمہ قاض فی ھذا المقصد لم یوضحہما حق الایضاح، ولم یاد مرتاد مما ہیأہ الیہما یحی علی الفلاح، فشمرت فی ھذا الغرض صوب الیہ ما یقدح لی من بحث وتحریر، فظہر لی بعد قلیل انہ صغر، وعرفت من اھل العصر انصراف ھممہم فی غیر الفقہ الی المختصرات، واعراضہم عن المکتب المطولات، فعدلت الی مختصر متضمن ان شاء اللہ تعالی الغرضین، وانی بفضل اللہ سبحانہ بتحقیق متعلق العزمین، غیر انہ منتظر الی الجواد الوھاب تعالی ان یقرنہ بقبول الفئۃ الھادیۃ"[1]

(اب میں نے اپنی عمر کا ایک حصہ حنفی اور شافعی طریقوں کے اصول میں تامل کرنے میں گزارا تو میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ میں ایک کتاب لکھوں جو دونوں طریقوں کی اصطلاحات پر مشتمل ہو اس طرح کہ جو ان کو پڑھے دونوں فریقوں سے بے نیاز ہو جائے۔ مجھ جیسے کو جس نے بھی اس پر لکھنے کا قصد کیا تو وہ ان دونوں کی توضیح کا حق ادا نہیں کر سکا اور جو شخص اس کی آرزو لیکر آیا وہ اس سے کچھ حاصل نہ کر سکا۔ تو میں نے اس غرض کو پورا کرنے کے لئے کوشش شروع کر دی جو کچھ میرے ذہن میں تھا اس کی تحریر کی فکر میں لگ گیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ظاہر ہوا کہ یہ کام بہت بڑا ہے جو میرے بس کا نہیں ہے اور میرا زمانہ اس کے لئے موزوں نہیں ہے اور علماء کا رجحان مختصرات کی طرف ہے اور مطول کتب سے بچتے ہیں تو میں نے ایک مختصر لکھنے کا ارادہ کیا جو دونوں فریقوں کو پورا کرنے والا ہو۔)

کتاب التحریر کا منہج :

کتاب کا اسلوب مشکل ہے اور جگہ جگہ مفہوم میں پیچیدگی نظر آتی ہے شیخ محمد خضری نے طریقہ متاخرین کی کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے اس کتاب سے متعلق فرمایا کہ :

---

[1] التحبیر ۱/۳۹،۳۱/۳۔

[2] تاریخ اصول الفقہ ناشر عام حنفی متوفی ۱۰۶۱ھ مع مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۲ھ۔

"وهذه الكتب التي عنيت بان تجمع كل شتى استعملت الايجاز في عبارتها حتى ربما ادى الى حد الالغاز والاعجاز وتكاد لا تكون عربية المعنى ، واد خلها في ذالك كتاب المنار لابن الهمام لانك اذا جردته من شروحه وحواشيه ان تفهم مراد قائله فكانه ليس فتح الغفار، ومن المغريب انك اذا قرأت قبل ان تنظر فيه شروح ابن الحاجب عدت اليه وحدته قد احد عبارتهم فاد مجها اد ما جا و ادخل بوزيها . حتى اضطربت العبارات واستغلقت"[1]

(اور یہ کتابیں جن میں ہر چیز جمع کرنے کی کوشش کی گئی ہے ان کی عبارتوں میں اس حد تک ایجاز اختصار سے کام لیا گیا ہے کہ یہ کتابیں چیستان بن کر رہ گئی ہیں اور یہ زبان عربی میں معمولی سمجھ سے قریب تر کہ یہ کتابیں عربی زبان کے اسالیب سے دور ہو جاتی ہیں ان میں سب سے واضح مثال ابن ہمام کی کتاب "التحریر" ہے کہ آپ اس کتاب سے حواشی اور شروحات کو الگ کر دیں اور مصنف کی مراد سمجھنے کی کوشش کریں تو آپ کو ایسا محسوس ہوگا کہ آپ بند قفل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں عجیب بات یہ ہے کہ اگر آپ "التحریر" کا مطالعہ کرنے سے پہلے ابن حاجب کی کتاب کی شروحات کا مطالعہ کر لیں تو آپ "التحریر" کو پڑھیں تو آپ کو محسوس ہوگا کہ مصنف نے ابن حاجب کے شارحین کی عبارتیں لے کر ان کو گڈمڈ کر دیا ہے اور عبارتوں کا توازن اس طرح بگاڑ دیا ہے کہ عبارت مضطرب اور پیچیدہ ہو گئی ہے۔)

التحریر کی شروح، حواشی واختصار :

(۱) شمس الدین محمد بن محمد بن الحسن حنفی معروف بابن امیر الحاج (متوفی ۸۷۹ھ) نے "التقریر والتحبیر" نام سے اس کی شرح لکھی ہے۔

(۲) زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم حنفی مصری (متوفی ۹۷۰ھ) نے "لب الاصول" تالیف کی جو التحریر کا اختصار ہے اس بات کا اظہار انہوں نے اپنی ایک دوسری کتاب "فتح الغفار" کے مقدمہ میں کیا ہے[2]

(۳) ابن النجار محمد بن احمد بن عبد العزیز فتوحی (متوفی ۹۷۲ھ) نے شرح الکوکب المنیر المسمی بالتحریر یا المختصر المسکر شرح المحرر فی اصول الفقہ تالیف کی یہ کتاب چار جلدوں میں محمد زحیلی اور نزیہ حماد کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

(۴) شمس الدین محمد بن محمد بن مزہر بن شہاب الدین الرملی شافعی (متوفی ۱۰۰۴ھ) نے حاشیہ علی شرح التحریر تالیف کیا۔[3]

(۵) عبد البر بن عبد اللہ الاسعردی مصری شافعی (متوفی ۱۰۰۸ھ) نے حاشیہ علی شرح التحریر تالیف کیا۔[4]

---

۱ اصول الفقہ، الشیخ محمد خضری ص ۱۲۔ ۲ فتح الغفار ۱/۳۔

۳ فتح المغیث ۳/۸، وکشف الظنون ۱/۱۳۷۴، ۲/۱۹۷۱۔

۴ فتح المغیث ۳/۸۰۔ ۵ معجم المؤلفین ۵/۲۹۸۔

۱۰ ابوالبقاء محمد بن محمد بن سلیمان الفاسی (متوفی ۱۰۹۳ھ) نے مختصر التحریر لابن النجار اور شرح مختصر التحریر لابن النجار بھی تالیف کی۔[1]

۱۱ حسن بن علی بن احمد المرصفی شافعی (متوفی ۱۱۰۱ھ) نے حاشیہ علی التحریر تالیف کیا۔[2]

۱۲ احمد بن عبداللہ بن احمد بن محمد العلمی المحلی الدمشقی حنبلی (متوفی ۱۱۸۹ھ) نے کتاب "الدر النحریر فی شرح مختصر التحریر" تالیف کی۔[3]

ابراہیم اسحاق الشیر ازی (متوفی ۸۲۳ھ)[4]

اصول فقہ کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الابہاج فی شرح المنہاج للبیضاوی" تالیف کی انہوں نے اس کتاب کو قاضی القضاۃ ابوالقاسم سعود بن محمد الشبیکی کے لئے تالیف کیا تھا۔ دار الکتب المصریہ میں ۸۸۴ کے تحت دو اجزاء پر مشتمل اس کا نسخہ موجود ہے۔[5]

جمال الدین الحلی شافعی (۷۹۱ھ۔۸۶۳ھ)[6]

فقیہ اصولی، متکلم، نحوی، منطقی اور مفسر تھے۔ حسب قضا کی پیشکش کے باوجود قبول نہیں کیا، مختلف مشہور مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۰ انہوں نے کتاب "الدر الطالع بشرح جمع الجوامع" تالیف کی۔ یہ کتاب شرح المحلی علی جمع الجوامع کے نام سے مشہور ہے۔[7]

اور یہ کتاب دار الکتب العلمیہ بیروت کے علاوہ بھی کئی جگہوں سے چھپ چکی ہے۔

الدر الطالع پر حاشیہ اور اس سے استفادہ کرنے والے علماء :

۱ محمد بن عبداللہ بن بدر الزرکشی شافعی (متوفی ۷۹۴ھ) نے "حاشیہ علی اوائل الدر الطالع" لکھا۔[8]

۲ شیخ عنوۃ بابلی (متوفی ۸۹۸ھ) نے "الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع" تالیف کی اور اپنی اس شرح میں البدر الطالع سے بہت استفادہ و نقل کیا۔

۱۰ شرح الورقات فی الاصول۔[9]

---

[1] ہدیۃ العارفین ۶/۲۵۰، معجم المؤلفین ۳/۲۰۷۔ [2] ہدیۃ العارفین ۵/۲۹۸۔ [3] ایضاح المکنون ۲/۵۳۷، اس میں ہے کہ شرح ۱۱۸۳ھ تک کی ہے جب کہ ۳/۵۹۰ پر ۱۱۸۹ھ نقل کیا ہے۔ ہدیۃ العارفین ۵/۱۸۸۔

[4] ہدیۃ اسحاق الشیر ازی متوفی ۱۳۵۹ء۔ [5] ایضاح المکنون ۲/۵۴۰، ہدیۃ العارفین ۵/۳۳۲، معجم المؤلفین ۱/۱۳۳ (۶۲)۔

[6] جمال الدین محمد بن احمد بن ابراہیم الحلی (۱۳۶۹/۱۳۶۹ء) مصر میں ولادت ہوئی۔

[7] ہدیۃ العارفین ۶/۸۰۲، معجم المؤلفین ۳/۲۰۷۔ [8] معجم المؤلفین ۱/۱۵۶، ۱۵۵ (۱۰۸)۔

[9] ہدیۃ العارفین ۶/۸۰۲، معجم المؤلفین ۳/۲۰۷۔

امام الحرمین جوینی (متوفی ۴۷۸ھ) کی مشہور کتاب البرہان پر کئی شروح و حواشی لکھے گئے ہیں جن کی ایک شرح تلخیص ہے شرح اور حاشیہ التنقیحات علی شرح الورقات لاحمد بن اللطیف الحلبی ثم شافعی، مدرس مسجد الحرام الذی ساتھ مشہد المصطفیٰ ابی القاسم المکی ہے جسے ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۸ء میں چھپے ہوئے ہیں۔ التنقیحات کے مؤلف نے اپنا حاشیہ ۱۳۰۸ھ میں مکمل کر لیا تھا جس پر انہوں نے اپنے حاشیہ کے اختتام پر لکھا ہے۔

ابراہیم التازی (متوفی ۸۲۶ھ)[1]

فقہ و اصول میں کامل بصیرت رکھتے تھے اصول علم کے لئے مشرق، مکہ و مدینہ کے سفر کئے، علوم آلیہ حدیث کے حوالہ سے اصول دین میں معرفت تامہ رکھنے والے پائے جاتے تھے۔ اصول فقہ میں ان کی تصانیف ہیں جن میں سے ایک ہے۔

بدرالدین مالکی (متوفی ۸۰۰ھ)[2]

فقیہ، نحو اور اصولی تھے۔ اپنے والد ابوالقاسم الغزولی، صدر الشمنی اور شمنی وغیرہ سے فقہ، اصول کی تعلیم حاصل کی ابن الجماعہ حنفی (متوفی ۸۰۰ھ) اور ابن حجر عسقلانی کے بھی شاگرد رہے۔ افتاء، تدریس اور تصنیف میں اعلیٰ طور پر خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے مختصر ابن الحاجب کی شرح لکھی اور اس کی تکمیل مقامات پر کی تھی۔

اسماعیل ابن مقلی شافعی (۸۲۸ھ/۸۷۱ھ بعد)[3]

فقیہ، نحوی، ہندسی، اصولی، قاری اور منطقی تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے اور کئی شرح کے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "البیت العامس فی صعوبات المحالس فی اصول الفقہ" لکھی۔ یہ وہی کتاب ہے جو ۸۷۱ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ اکثر مقامات پر اس کے کئی نسخہ جات پائے جاتے ہیں۔ ان کی ایک کتاب المحصر میں بھی ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲ کے تھے اس کے کئی نسخہ جات ہیں اور مدینہ العلمیہ میں ہیں۔ انہوں نے "فروق الاصول" نامی کتاب بھی تالیف کی۔[4]

وجیہ الدین الارزنجانی حنفی (۸۷۱ھ بعد)[5]

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "شرح اصول البزدوی" تالیف کی۔[6]

۱۔ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن علی بن ابراہیم التازی متوفی ۸۲۶ھ۔ ۲۔ معجم المصنفین ۱/۲۹۱ (۳۳)۔

۳۔ ابوعبداللہ محمد بن محمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد بن الخطیب حموی ۸۲۵ھ کے بعد متوفی ہوئے۔ ۴۔ ایضاً ۲/۳۰۰۔

۵۔ اسماعیل بن علی بن حسن بن خلیل بن علی المجد المصری الاصل (۸۳۳ھ/۱۴۲۹ء) قاہرہ میں ولادت ہوئی۔

۶۔ صدیق الحسن ۱/۳۲۹ میں تاریخ وفات ۸۸۰ھ مذکور ہے۔ الضوء اللامع ۳/۱۳۲ میں تاریخ وفات ۸۸۶ھ مذکور ہے (۱۴۸۱ء)۔

۷۔ وجیہ الدین عمر بن عبدالحسن الارزنجانی حنفی۔ ۸۔ صدیق الحسن ۱/۳۲۹ ۸۸۶ھ۔

عبد الشمنی حنفی (۸۰۱ھ۔۸۶۲ھ)[1]

مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، متکلم اور نحوی تھے۔ ابتداء میں مالکی مسلک کے پیرو کار تھے پھر حنفی بن گئے۔ آخری عمر میں نابینا ہو گئے تھے اور تمام مذاہب کے تلامذہ ان سے مستفید ہوتے تھے، کئی علوم وفنون پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[2]

ابن عبد الوہاب العقدی شافعی (متوفی ۸۷۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الإشارة في أصول الفقه" تالیف کی۔[4]

ابن امام الکاملیہ شافعی (متوفی ۸۷۴ھ)[5]

فقیہ اصولی تھے۔ ابن الہمام حنفی (متوفی ۸۶۱ھ) صاحب التحریر فی اصول الفقہ سے بھی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ:

1۔ شرح على منهاج الوصول الى علم الاصول (مطول)۔

2۔ شرح على منهاج الوصول الى علم الاصول (مختصر)۔

(دونوں کے نام: "وقد انتفع بهما الناس" (اور ان دونوں شروح سے لوگوں نے خوب استفادہ کیا)۔

3۔ شرح على مختصر ابن الحاجب۔

4۔ شرح على الورقات في الاصول۔[6]

ابو بکر محمد بن حنفی (متوفی ۸۷۷ھ)[7]

درجہ قضاۃ الحنیہ میں تھے سلطان مراد خان عثمان کے امراء میں سے تھے، قدیر اس کی اعدادی علمی رتبہ۔

مؤلفات اصولیہ: "حدیقۃ الحاذقین" میں ہے: انہوں نے تصنیف کی مقدمات التوضیح فی الاصول تالیف بدر الدولۃ البہیہ کے مطابق "حاشیہ علی التوضیح" "کشف الغموض کے مطابق" تعلیقہ علی التوضیح" اور شرح الجمع لابنہ کے مطابق "حواشی علی اوائل التوضیح" تالیف کیے۔[8]

---

1 ابو العباس تقی الدین احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی بن یحیی بن محمد بن خلف اللہ شمنی العدنی الشمنی الاصل المکی (۷۹۹ھ/۱۳۹۶ء)۔
کشف الظنون ۱/۳۲۸ (۱۷۱)۔
2 ایوسف محمد بن عبد الوہاب بن خلیل العقدی شافعی۔
3 ایضاح المکنون ۲/۴۶۹، ہدیۃ العارفین ۲/۶۵۔
4 کمال الدین محمد بن محمد بن عبد الرحمن، امام الکاملیہ متوفی ۱۳۶۹ء۔
5 ہدیۃ العارفین ۲/۶۹۱، ۵۷۱، تاج التراجم ص ۱۰۳۔
6 ابو بکر محمد بن عبد الخیر بن عبد اللہ رومی حنفی متوفی ۱۳۶۹ء۔
7 کشف الظنون از ۱۳۹۹ء، اس میں تاریخ وفات ۸۰۰ھ تقریباً مذکور ہے، ہدیۃ العارفین ۵/۹۱، الفوائد البہیہ ص ۱۰۱، العلم المرصوص ۱۱۲ [۲۵۷]۔

ابوالعباس البزلیطنی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۵ھ)[1]

فقیہ، اصولی اور محقق تھے بزلیطن سے قیروان اور پھر تونس آ کر تعلیم مکمل کی۔ ابوحفص عمر القفصی (متوفی ۸۰۴ھ) وغیرہ سے تعلیم حاصل کی بعد ازاں یہیں قاضی رہے۔[2]

مؤلفات اصولیہ:

(۱) شرح الاشارات للباجی[3]۔ الرائق نے لکھا "والشرح الارشادات للمازری لم یکمل" (انہوں نے اصول میں باجی کی کتاب الاشارات کی شرح لکھی) حالانکہ باجی کی اصول فقہ پر اس نام سے کوئی کتاب ہمیں کہیں پتہ نہیں چل سکا۔ امید ہے کہ کاتب کی غلطی سے "اشارات" کے بجائے "ارشادات" لکھ دیا گیا ہوگا۔

(۲) شرح تنقیح الفصول للقرافی[4]۔ الرائق نے صرف "وشرح التنقیح" لکھا ہے جس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہ دونوں میں سے کس کی شرح ہے۔ حاجی خلیفہ نے اس کا نام "شرح تلخیص الفصول للقرافی" لکھا ہے۔ مذکورہ بالا کاتب کی غلطی سے "تنقیح" سے "تلخیص" بن گیا۔ یہ کتاب قرافی نے اصول فقہ میں تنقیح الفصول کے نام سے تالیف کی۔ مظہری نے اس کا نام "التوضیح فی شرح التنقیح للقرافی" لکھا ہے۔ یہ شرح اپنی اصل کتاب "التنقیح" کے ساتھ ۱۳۲۹ھ میں تونس سے شائع ہو چکی ہے۔

(۳) شرح جمع الجوامع الصغیر[5]۔ اس کتاب کا پورا نام "الضیاء اللامع فی شرح جمع الجوامع" ہے اور یہ شرح جامعہ محمد بن سعود اسلامیہ ریاض سے ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء میں چھپ چکی ہے اور ۱۳۲۷ھ میں قاہرہ سے نشر الورد بطل مراقی السعود کے حاشیہ پر بھی چھپ چکی ہے۔

(۴) شرح جمع الجوامع الکبیر: اس کتاب کا پورا نام "السعر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" ہے۔ تحفوظ کے شجر النور الزکیہ میں لکھا: "ان له شرحه علی اصول ابن السبکی دون تفصیل"۔[6]

کتاب "الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقه" کا تحقیقی تجزیہ:

بسملہ، حمد و صلاۃ کے بعد شیخ ابوالعباس البزلیطنی معروف بہ ملوثہ اس کتاب کی تالیف کا سبب ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں:

"وبعد فقد سألنی من ادام الله عزه وبرکته، ونور الله بالعلم بصیرتی وبصیرته أن اضع مختصرا علی جمع الجوامع للشیخ الامام العالم العلامة تاج الدین عبدالوهاب ابن الشیخ الامام تقی الدین السبکی رحمهما الله تعالی ورضی عنهما مما لکلامه بما یناسب من الامثلة وضمنا فائدته

---

[1] ابوالعباس احمد بن عبدالرحمن البزلیطنی (البزلیطنی) القروی المغربی، بعض القرویین متوفی ۸۷۵ھ، کشف الظنون ۱/۵۹۹ اور ہدیۃ العارفین ۱/۱۰۵ دونوں میں "ملوثہ" لکھا ہے جو درست نہیں ہے۔ طرابلس میں ولادت اور تونس میں انتقال فرمایا۔

[2] نیل الابتہاج ۱/۱۳۰۔ [3] حوالہ سابق۔ [4] کشف الظنون ۱/۹۹۹، ہدیۃ العارفین ۱/۳۱۹۔

[5] اس کا ایک نسخہ مکتبہ الازہریہ میں موجود ہے جس کا ذکر فہرست مصل فقہ ۱/۳۱ میں کیا گیا ہے۔ کشف الظنون ۱/۹۳۵ (۲۷۳۵) کے تحت مذکور ہے۔

[6] اس کا ایک قلمی نسخہ مکتبہ احسن الثانی، پاشا میں ۳۳۱۵ نمبر کے تحت موجود ہے۔

[7] الفکر والنظر الزکیہ للطول ص ۱۵۹، کوکب الشقیق مقدمہ علی القضاء بالوثائق، عبدالکریم بن علی ص ۴۹۔

بارجمع عبارة، رجاء النفع بذلك فاجبت بعد الاستخارة. وعونه فيما سألني واسعفت رغبته فيما كلفني لما رجوت لي وله من حصول الثواب وحسن المآب"[1]

(بعد ازیں مجھ سے بعض لوگوں نے "الدلائل فی عزات الاسرار والبیان" کو جمع کرنے کا مطالبہ کیا اور ان کی بہتری اور ان کی بہتری کی امید کی۔ میں نے استخارہ کے بعد اس کام کو شروع کیا۔ اللہ تعالیٰ ہی مدد کرنے والا ہے۔ میں نے علامہ تاج الدین عبدالوہاب ابن الشیخ امام تقی الدین ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش کو پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ ان کے کلام پر برکت عطا فرمائے۔ میں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان کی خواہش کو پورا کیا۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ہمیں اس کام کے بدلے ثواب عطا فرمائے گا۔)

جب کہ محقق عبدالکریم الحمد نے اس کی تالیف کا یہ سبب بیان کیا ہے:

"ولكن الظاهر لي، والله اعلم. انه لما رأى انصراف بعض الطالبين عن "الشرح الكبير" وهو "البدر الطالع في حل الفاظ جمع الجوامع" حيث انه اطال فيه الكلام واكثر النقل فيه عن العلماء مما جعل الكتاب يخرج عما الفه من اجله وهو بيان جمع الجوامع لاولي بصر لتقرير والطلاب بما يبين لهم كتاب جمع الجوامع فالف هذا الكتاب وهو "الضياء اللامع" فصار هذا الكتاب هذا اكثر مما قالفة من الشرح الكبير. فمايدل لذلك انه احيانا يقول ماتصه:

"وقد نقلت كلامه بقصد كلام بعض العلماء، في الشرح الكبير"۔[2]

(میرے اللہ تعالیٰ جانتا ہے لیکن مجھے اس کتاب کی تالیف کی یہ وجہ نظر آتی ہے کہ جب انہوں نے طالبین کو "الشرح الکبیر" جس کا نام "البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" ہے سے منہ موڑتے دیکھا جو بہت طویل کلام اور علماء کے کثرت نقول کے باعث کتاب جس مقصد کے لیے لکھی گئی تھی اس سے ہٹ چکی تھی اور یہ بات واضح ہے کہ طالب کا مقصد جمع الجوامع کی تشریح تھا۔ انہوں نے چاہا کہ مختصر اور جامع انداز میں بحث کریں اور "الضیاء اللامع" کی تالیف کی جو "الشرح الکبیر" سے مختصر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ بعض اوقات میں ان کا یہ کہنا بیان کیا گیا ہے۔)

الضیاء اللامع کی تالیف کا زمانہ:

صاحب کتاب نے اس کا زمانہ تالیف نہیں بتایا مگر غور و فکر سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کو "البدر الطالع فی حل جمع الجوامع" کے بعد تالیف کیا ہوگا کیونکہ "الضیاء اللامع" کی پہلی جلد میں انہوں نے دو مقامات میں "البدر الطالع" سے نقل کیا ہے۔ پہلی جگہ تو فقہی تعریف ہے اور دوسری جگہ "مسالة حالف الشرك على هو واحب" (اس مسئلہ پر کہ حالف مشرک ہے یا نہیں) ہے[3]۔ اور یہ بھی واضح طور پر نظر آتا ہے کہ اس کو شرح تنقیح الفصول سے پہلے تالیف کیا ہوگا[4]۔

---

[1] ضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقہ، شیخ عبوم، تحقیق عبدالکریم بن علی بن محمد النملہ، ۱۴۲۰ھ، ریاض، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ، ص ۱۴۔

[2] تحقیقی مقدمہ بر ضیاء اللامع، عبدالکریم بن علی ص ۹۸۔

[3] ایضاً تحقیقی مقدمہ ص ۹۸ و اصلی کتاب ۱۳۸۔ [4] تحقیقی مقدمہ ص ۲۹۔

کتاب "الضیاء اللامع" کے مصادر :

شیخ علاوہ نے ساتھیوں کی ان کتب اصولیہ غیر اصولیہ سے بہت استفادہ کیا جو مختلف مذاہب میں مصادر و اساسی حیثیت رکھتی تھیں گہرے مشاہدہ و بصیرتی کی بنا پر کتاب کا مواد جمع کرتے ہیں صرف ان سے نقل کرتے ہیں اور صرف اس کو کتب پر اکتفا کرتے ہیں کہ "قال الابیاری" (ابیاری نے کہا) یا "قال القرافی" (قرافی نے کہا) یا "ذکرہ فلاں" (فلاں نے اسے ذکر کیا) محقق عبدالکریم النملہ نے ان مقامات اور کتب کی تعیین کی ہے اور بتایا ہے کہ علاوہ اس شرح میں کن حضرات کی کن کتب سے مستفید ہوئے محقق کے مطابق انہوں نے جلد اول میں مندرجہ ذیل کتب سے نقل کیا ہوگا اور انہوں نے ساتھ ہی ان مقامات کی بھی نشاندہی کی ہے جہاں پر علاوہ نقل کیا لیکن صرف کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی غرض سے اختصار کے ساتھ صرف کتابوں کے اسماء اور مؤلفین کے نام لکھنے پر اکتفا کیا ہے جن سے انہوں نے نقل کیا ہے

۱۔ احکام الفصول فی احکام الاصول لابی الولید الباجی۔ مطبوع

۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام لسیف الدین الآمدی۔ مطبوع

۳۔ البدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع لحلولو یہ شارح کی کتاب ہے مخطوط ہے اس کا "الشرح الکبیر" ہے۔

۴۔ البرہان فی اصول الفقہ للامام الحرمین الجوینی۔ مطبوع

۵۔ التحقیق والبیان فی شرح البرہان شمس الدین الابیاری۔ مخطوط

۶۔ تنقیح المسامع بجمع الجوامع لبدر الدین الزرکشی اس کتاب پر مؤلف خطی کی تحقیق موجود ہے۔

۷۔ التلخیص فی اصول الدین لامام الحرمین اس کتاب کا کچھ حصہ مطبوع ہے اور باقی مخطوطات موجود ہیں اول آخر سے نامکمل ہے۔

۸۔ شرح تنقیح الفصول لشہاب الدین القرافی۔ مطبوع

۹۔ شرح الکافیہ الشافیہ فی النحو لابن مالک النحوی۔ مطبوع

۱۰۔ شرح المحصول "نفائس الاصول فی شرح المحصول" لشہاب الدین القرافی۔ مطبوع

۱۱۔ شرح المحلی لجمع الجوامع جلال الدین المحلی۔ مطبوع

۱۲۔ شرح مختصر ابن الحاجب للرموی۔

۱۳۔ شرح مختصر ابن الحاجب للعربی عبدالسلام حاجی خلیفہ نے کشف الظنون ۲: ۱۸۵۵ میں اس کا ذکر کیا لیکن محقق مذکور کو یہ کتاب نہیں مل سکی تھی۔

۱۴۔ شرح مختصر ابن الحاجب لابن الکاتب۔ یہ کتاب بھی محقق مذکور کو نہیں مل سکی تھی۔

۱۔ شرح المعالم فی اصول الفقہ لابن التلمسانی ۔ مخطوط
۲۔ شرح اللمع فی اصول الفقہ لابی اسحاق شیرازی ۔ مطبوع
۳۔ الشذا بتعریف حقوق المصطفیٰ للقاضی عیاض الحصبی ۔ مطبوع
۴۔ لقط الیانع شرح جمع الجوامع لولی الدین ابن العراقی ۔ مخطوط
۵۔ منح العزیز للراعی ۔ مطبوع
۶۔ القواعد للمقری ۔ مطبوع
۷۔ القواعد للمقری المالکی ۔ مطبوع
۸۔ المحصول فی علم اصول الفقہ للامام فخر الدین الرازی ۔ مطبوع
۹۔ المحصول فی علم الاصول لابی بکر ابن العربی المالکی ۔ مطبوع
۱۰۔ مختصر ابن الحاجب فی اصول الفقہ ۔ مطبوع
۱۱۔ مختصر الشیخ خلیل ۔ مطبوع
۱۲۔ المدونۃ للامام مالک بن انس ۔ مطبوع
۱۳۔ المستصفی من علم الاصول لابی حامد الغزالی ۔ مطبوع
۱۴۔ المسودۃ فی اصول الفقہ لآل تیمیہ ۔ مطبوع
۱۵۔ المقدمات لابن رشد "الجد" ۔ مطبوع
۱۶۔ منتقی شرح الموطا لابی الولید الباجی ۔ مطبوع
۱۷۔ منتہی فی الاصول لابن الحاجب ۔ مطبوع
۱۸۔ المنہاج فی ترتیب الحجاج لابی الولید الباجی ۔ مطبوع
۱۹۔ الموافقات فی اصول الشریعۃ لابی اسحاق الشاطبی ۔ مطبوع
۲۰۔ نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول لصفی الدین الہندی
۲۱۔ الوجیز فی الفقہ الشافعی لابی حامد الغزالی

یہ تمام المصادر ہیں اور اصل تعداد ان سے کئی زیادہ ہو سکتی ہے۔[1]

باب "الضیاء اللامع" میں مصنف کا منہج

علامہ نے کتاب کی عبارت کے ساتھ اپنے منہج کی تفصیلات کو بیان نہیں کیا، صرف کتاب کا انتساب بیان کیا ہے جسے ہم پہلے بیان کر چکے ہیں مگر ہم ان کے منہج کو مندرجہ ذیل نکات میں مختصر بیان کر سکتے ہیں۔

---

[1] باقی ص ۵۲۲ پر ملاحظہ ہو۔

(۱) وضع ابواب بفصول، اور مباحث میں وہ ترتیب پر چلے جس پر امام ابن السبکی جمع الجوامع میں چلے تھے۔ ان میں وہ اصطلاحات اصولیہ کی تعریفات اور زیادہ تر مسائل میں علماء کے اقوال کو بغیر ان کے ادلہ کی طرف راجع بیان کرتے نظر آتے تھے۔ اور شیخ حلولو نے بھی یہی روش کی پیروی کی ہے۔

(۲) شیخ حلولو جب جمع الجوامع سے ابن السبکی کی کوئی عبارت نقل کرتے ہیں تو وہ کسی ایک خاص موضوع سے متعلق ہوتی ہے اور اگر وہ کئی مسائل پر مشتمل ہوتی ہے تو اس کی شرح کرنے سے پہلے "هنا" لکھ کر اس کا آغاز کر دیتے ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ اصل کتاب سے ہے اور جب اس کی شرح کرنا شروع کرتے ہیں تو "قال" لکھ دیتے ہیں تاکہ اصل کتاب اور شرح میں اس امتیازی علامت سے فرق ہو جائے۔

(۳) ہر اصطلاحی تعریف کی شرح سے پہلے وہ لغوی تعریف بیان کرتے ہیں۔

(۴) ان اصطلاحی تعریفات کو ذکر کرتے ہیں جنہیں ابن السبکی نے بیان نہیں کیا ہوتا۔

(۵) بہت سے مسائل میں کل اقوال کو ترجیح دے دیتے ہیں۔

(۶) اگر ابن سبکی کا کلام ایک موضوع میں کئی مسائل پر مشتمل ہوتا ہے تو وہ اول شرح میں کہتے ہیں "قوله المسائل الأولى: كذا ....."

(۷) دوسرے علماء کے اقوال کثرت سے نقل کرتے ہیں مگر ان کی تشریح نہیں کرتے۔

(۸) کسی ایک مسئلہ میں ایک ہی عالم کی کئی آراء نقل کر دیتے ہیں۔

(۹) قول کی نسبت اس کے قائل کی طرف بغیر اس کی کتاب کا نام لئے کہ انہوں نے کہاں یہ قول کیا ہے ذکر کر دیتے ہیں۔

(۱۰) قاعدہ اصولیہ کو بیان کرنے کے لئے مسائل فقہیہ کے ساتھ تمثیل پیش کرنے کا کثرت سے اہتمام رکھتے ہیں۔

(۱۱) اکثر مسائل کے آخر میں تنبیہات لاتے ہیں جس میں وہ "بيان لفظه" اور "بيان مسألة مرلفظا" کہتے ہیں ابن سبکی نے ذکر کیا ہوتا اور یہ بھی کہ ابن سبکی نے دوسرے اصولیین کے مقابلہ میں کیا اضافے کئے ہیں یا ابن سبکی کا ان کے بعض کلام میں اضطراب وغیرہ کو بیان کرتے ہیں۔

(۱۲) اگر کسی مسئلہ میں لفظی اختلاف ہوتا ہے تو اس کو بیان کر دیتے ہیں۔

(۱۳) اپنے مذہب (مالکی) کے علماء کے نقول غریبہ کو کثرت سے لاتے ہیں۔

(۱۴) کبھی کبھار ابن سبکی کے ذکر کردہ بعض اقوال سے بلا دلیل استدلال کر جاتے ہیں۔

(۱۵) بعض مواقع پر ابن سبکی یا کسی اور کے کلام کے متعلق کہتے ہیں کہ اس کلام میں نظر ہے لیکن اس میں وجہ نظر بیان کرتے۔

(۱۶) جب ابن رشد بولتے ہیں تو ان سے ان کی مراد ابن رشد جد صاحب المقدمات ہوتے ہیں۔

ہ وجب "الشارح" کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے مراد جلال الدین زرکشی ہوتے ہیں۔ شیخ حلولو نے ان کی
جمع الجوامع کی دو شرحیں لکھی تھیں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔[1]

۱۔ شرح الصغیر "تہ الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع" ہے۔

۲۔ شرح الکبیر اس کا نام "الدر الطالع فی حل الفاظ جمع الجوامع" ہے۔

دونوں شروح کے مابین امتیازی فرق :

۱۔ شیخ حلولو "الضیاء اللامع" میں صرف ان اشیاء کو بیان کرتے ہیں جو جمع الجوامع کے بیان و توضیح میں مفید ہوں اور غیر ضروری حوالہ جات کو حذف کر دیتے ہیں۔ جبکہ "الدر الطالع" میں انہوں نے ایسی اشیاء بیان کی ہیں جن کے بیان کی ضرورت نہیں تھی اور وہ اشیاء قریب و بعید کسی بھی طرح جمع الجوامع کی توضیح و بیان میں معاون ثابت نہیں ہوتیں غیر ضروری حوالہ جات کی بنا پر یہ کتاب میں اس سے آتش زدہ ہونے کا اظہار پایا گیا۔

۲۔ "الضیاء اللامع" میں وہ اپنے مذہب و دیگر علماء کی ان اقوال کو پیش کرتے ہیں جو جمع الجوامع کی عبارات کی توضیح مفید ہوں اور ان سے ہی متعلق ہوں اور اس کی تشریح سے باہر نہ نکلتی ہوں۔

جبکہ "الدر الطالع" میں وہ ایک ہی مسئلہ کے کئی کئی صفحات نقل کر دیتے ہیں جن کا نفس کتاب یا نفس عبارات سے کوئی تعلق ہی نہیں ہوتا۔

۳۔ "الضیاء اللامع" میں صرف وہ فصول لاتے ہیں جو مصنف کے اصول سے متعلق ہوں اور پھر ان کی تبیین کر دیتے ہیں۔ جبکہ "الدر الطالع" میں ہر فصل کی طویل تشریح کرتے ہیں۔[2]

"الضیاء اللامع" کے چند محاسن :

۱۔ صاحب کتاب ابن اسکی نے جب یہ شرح لکھی تھی جب کہ شارح حلولو کا مذہب مالکی تھا اس شرح سے ایک تو وہ مذہبوں کا اجتماع ہو جاتا ہے اور قاری کے لئے یہ بات نفع میں اضافہ کا باعث ہوتی ہے کہ وہ دونوں کو ایک ساتھ سمجھ لیتا ہے۔

۲۔ شیخ حلولو نے اپنی اس شرح میں کثرت سے محققین کے اقوال جمع کئے ہیں جن میں سے کئی ایک اب دستیاب نہیں ہیں جیسا کہ ہم نے اس کو الضیاء اللوامع کے مصادر میں بیان کیا ہے اس سے علماء متقدمین کے اقوال محفوظ ہو گئے۔

۳۔ مذہب مالکی کے ذکر میں خصوصی اہتمام کیا ہے اور اپنے مذہب کے علاوہ کی نقول کثرت سے پیش کرتے ہیں مثلاً امام مالک، ابن القاسم، اشہب، اصبغ، ابن عرفہ، قرافی، باجی، ابن الحاجب، شیخ خلیل، ابن العربی، ابن رشد، شاطبی وغیرہ۔ اس طرح یہ کتاب مالکی مذہب کے اصولی و فقہی آراء و اقوال کی حفاظت کا ایک اہم مرجع بن گئی۔

---

[1] سابق ص ۵۲۲ و الفاظ کے مذہب اضافہ تغیر کلمات کے ساتھ تھیں۔ [2] حوالہ سابق ص ۵۲۳۔

۴۔ مصطلحات اور تعریفات کے مابین فرق بیان کرتے ہیں۔ مثلاً جس طرح انہوں نے الفاظ اور الفاظ کی شرح میں تمیز کرتے ہوئے فرق کیا۔

۵۔ مسائل اصولیہ کا بعض اصناف فقہیہ سے جدا بیان کرتے ہیں۔ خاص عہد یا علاقہ والی رائے کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ قارئین کے لئے مسائل اصولیہ کی مشکل حل ہو جاتی ہے۔

۶۔ ان اصطلاحات اصولیہ کی تعریفات بیان کیں جنہیں ان اصولیوں نے نہیں بیان کیا تھا۔

۷۔ اگر ضروری ہو تو مثال سے زائد بیان کر دیتے ہیں۔

۸۔ اگر خلاف لفظی ہوتا ہے تو اس کو بیان کر دیتے ہیں اور اگر معنوی ہو تو اس کی تمہیں کے لئے فروع فقہیہ سے مثال لے آتے ہیں۔

۹۔ ان کی دو بہترین تصنیفات میں جو انفرادیت رکھتے ہیں اس کو تعلیل کے ساتھ بیان کرتے ہیں جیسا کہ الطریقۃ الاصولی میں بیان کیا ہے۔[1]

۱۰۔ کتاب سبل العبادات اور اس کے الفاظ واضح ہیں ایسی وضاحت سے خالی ہے جو مبتدی کے لئے مفید استفادہ میں رکاوٹ کا باعث ہو۔

۱۱۔ الشیخ حسولے جمع الجوامع کے بعض شارحین مثلاً زکریا انصاری، محلی، ولی الدین ابن العراقی سے اخذ کتاب ان سب کی باتوں کا تقریباً خلاصہ اور نچوڑ ہے۔[2]

یہ مذکورہ وہ چند محاسن تھے جو بیان کئے گئے جن سے کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

کتاب "الضیاء اللامع" کے چند نقائص

صرف ذات باری تعالیٰ کو کمال مستلزم ہے اور ہر قسم کے نقص سے پاک ہے صرف تحقیق و تطویل فروگزاشت کی چند خامیوں کو پیش کیا جا رہا ہے۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ شارح حسولے جمع الجوامع سے ایک مخصوص موضوع سے متعلق نص ذکر کرتے ہیں اور اگر وہ نص چند مسائل پر مشتمل ہو تو پہلے اس کی شرح کرتے ہیں۔ اس دوران اصل عبارت اور شرح میں خلط ملط ہو جاتا ہے اگر وہ کسی ایک مسئلہ سے متعلق متعین نص نقل کریں اور پھر اس کی شرح کریں تو اس طرح کرنا زیادہ مناسب اور مفید ہوتا۔

۲۔ بعض مرتبہ جب کسی ایک مسئلہ میں علماء کے متعدد اقوال نقل کرتے ہیں تو ان میں سے کوئی قول کو ترجیح دیتے ہیں اور نہ ہی استدلال لاتے ہیں۔ "الدلیل" اور "اللفظ" کو بیان کرتے وقت اس کو اسی طرح کیا ہے۔[3]

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۳۳۔

[2] حوالہ سابق ص ۹۸، ۹۹۔ حذف اضافہ و تغیر کلمات کے ساتھ تحقیق۔

[3] حوالہ سابق ص ۱۱۹، ۱۲۵۔

[illegible] بنایہ سوال پیش آیا کہ اس کتاب کو مختصر کرنے میں ان سے چوک ہو گئی تھی اللہ تعالیٰ نے لغوی معنی کے [illegible] میں انہوں نے کہا قرافی نے اس بارے میں ابو اسحاق الجبر انی کی رائے اختیار کی اصالتہ یہ بات درست نہیں ہے۔

[illegible] رائے نقل کرتے ہیں تو کبھی کبھار اس کے فوراً بعد کہتے ہیں "فلا یلتفت الیہ نظر" اس طرح کی بات سے یہ عمل کرتے ہوئے اکثر اس کی وجہ بیان نہیں کرتے۔

کبھی ایک مسئلہ میں متعدد آراء پیش کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی کو ترجیح نہیں دیتے۔

کبھی مرجوح اقوال میں علماء کی آپس میں اختلاف برائے تحقیق کی طرف سے کئے گئے متعدد اضافے بیان کرتے ہیں مگر ان میں سے کسی کو اصالتہ بیان نہیں کرتے۔

کبھی بعض میں خاصا عدد آراء دیتے ہیں حتیٰ ان شاذ آراء کو نقل کرتے ہیں مگر اس میں راجح اور مرجوح کی کوئی تمیز نہیں کرتے۔ اسی طرح عبارت "الاصل" کا استعمال کرتے ہیں مگر اس سے پتہ نہیں چلتا کہ امام سے مراد امام مذہب ہیں یا امام مراد ہے۔

لغوی معرفت کتاب میں کامل دسترس اور فصیح کلام ہے مگر اس کے باوجود بعض صورتوں سے لغوی تعبیرات میں بعض مثلاً "ان" "علیٰ" پر داخل کرتے ہوئے کہ اصل اللغہ کے بیان کی غلطی ہے اسی طرح "ان" کا داخل کرنا "ان" پر داخل کرنا ہوئے کہ اس اللغہ کے بیان فصیح اللغت عربیہ کے خلاف ہے۔ اس طرح "اصل" کے بعد "ما" کا لانا ہوئے کہ متقدمین کے یہاں عام ہے مگر زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ "امر" "اصل" کے بعد آتا ہے اور "اصل" کے بعد آتا ہے۔[2]

۲۔ زروقی مصنف حنفی (۹۰۳ھ۔۸۵۵ھ)[3]

صوفی، فقیہ، مفسر، ادیب اور محدث تھے۔ مختلف میدانوں میں تصانیف لکھنے میں مشغولیت کی بناء پر مصنف سے متعدد مرتبہ قرآن پڑھنے والوں کی زبانوں پر آتا ہیں تھیں۔

تالیفات اصولیہ :

۱۔ ابن زکری کے مطابق "حاشیہ علی التلویح" اور حسن چلپی کے مطابق "حاشیہ علی التوضیح" آپ کی یہ دو کتابیں ہیں جن سے انہوں نے دو حواشی تالیف کئے ہوں۔

۲۔ التحریر فی شرح اصول البزدوی۔ یہ کتاب نامکمل رہی۔

---

[1] ایضاً ص ۳۹۔ [2] حوالہ سابق ۱۱۱ تا ۱۱۲ ملخص۔

[3] ابو العباس احمد بن محمد بن مسعود بن محمود بن محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن عمر انصاری خزرجی اندلسی فاسی المغربی المالکی الزروقی۔ معجم المؤلفین ۲/۱۰۳، الضوء اللامع ۱/۲۵۳ کے حوالہ سے منقول ہوا۔

۳۔ الوصول الی علم الاصول۔

۴۔ حاشیہ علی بعض شروح المزدوی۔[1]

عبدالرحمن ابن مخلوف الثعالبی (۷۸۶ھ۔۸۷۵ھ)[2]

الجزائر سے بجایہ پھر تونس اور پھر مشرق کے ممالک سے علم حاصل کیا اور بعد میں واپس تونس لوٹ آئے اور فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : "شرح ابن الحاجب الاصلی" تالیف کی۔[3]

احمد بن ابراہیم الاستقانی حنبلی (۸۰۰ھ۔۸۷۶ھ)[4]

فقیہ و مؤرخ تھے۔ حصول علم کے بعد تدریس و افتاء کی خدمات انجام دیں، دیار مصریہ کے قاضی بنائے گئے حنابلہ کے مرجع و معتمد تھے۔ متعدد کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نظم اصول ابن الحاجب وتوضیحہ۔

۲۔ شرح مختصر الطوفی فی اصول الفقہ۔

شرح مختصر الطوفی کا مختصر تعارف :

موفق الدین ابن قدامہ حنبلی (متوفی ۶۲۰ھ) نے کتاب "روضۃ الناظر وجنۃ المناظر وحدائق اصول الفقہ" تالیف کی۔ بعد میں نجم الدین الطوفی الصرصری (متوفی ۷۱۶ھ) نے کتاب "مختصر روضۃ الناظر الاصول علی طریقۃ ابن الحاجب" تالیف کی اور پھر الاستقانی نے کتاب "شرح مختصر الطوفی" تالیف کی جس کی مزید تفصیل اس طرح سے ہے کہ علامہ الاستقانی نے اپنے نانا علم الدین علی بن محمد الکنی العلائی کی "سواد الناظر وشفاء الخواطر" کی تلخیص کی جو مختصر الطوفی لروضۃ ابن قدامہ کی شرح تھی اور پھر اپنی طرف سے بعض ان فوائد کا بھی اضافہ کر دیا جن سے کتاب "سواد الناظر" خالی تھی یا وہ فوائد شامل ہونے سے رہ گئے تھے۔

کتاب "سواد الناظر" پر تحقیق :

حمزہ حسین الفعر نے اس کتاب پر تحقیق کر کے جامعہ ام القریٰ سے ۱۳۹۹ھ میں پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل

---

[1] ھدیۃ العارفین ۵/۳۵۹، معجم المؤلفین ۳/۳۵۔

[2] دیکھئے عبدالرحمن بن محمد بن مخلوف الثعالبی (۷۸۶ھ۔۸۷۵ھ) علماء تونس میں انقلاب۔

[3] ھدیۃ العارفین ۵/۵۳۲، معجم المؤلفین ۲/۱۸۱ (۳۲۷)۔

[4] احمد بن ابی بکر بن نصر اللہ بن احمد بن محمد بن ابی الفتح بن حاشم بن نصر اللہ بن احمد الکنانی الاستقانی الاصل ثم المصری (۷۹۶ھ۔۸۷۶ھ)

[5] معجم المؤلفین ۱/۲۸۷۔۲۷۹ (۵۰)۔

زین احمد البلیسی شافعی (متوفی ۸۷۸ھ)[1]

انہوں نے کتاب "التحقیقات فی شرح الورقات للامامین الحرمین" تالیف کی۔[2]

زین بن بیر الخانی حنفی (متوفی ۸۷۹ھ)

فقیہ و اصولی تھے۔[3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح التحریر فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) کی کتاب "التحریر" کی شرح ہے۔[4]

زین التفتازانی حنفی (۸۰۲ھ۔۸۷۹ھ)[5]

اصولی، مورخ، مفسر اور متکلم تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ المرآۃ کے مطابق انہوں نے "حاشیہ علی شرح عبد اللطیف بن ملک لمنار الاصول" تالیف کیا۔

۲۔ حدائق الحنفیہ میں مذکور ہے کہ انہوں نے شرح مختصر المنار تالیف کی۔

۳۔ شرح الورقات لامامی الحرمین فی الاصول حدیث الخانجی میں ان کی کتاب کا نسخہ موجود ہے۔

۴۔ تخریج الاحادیث من اصول البزدوی۔[6]

زین عبد الہادی حنبلی (متوفی ۸۸۰ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تحفۃ الوصول الی علم الاصول" تالیف کی۔[8]

ابو النثار الانصاری ماکلی (۸۱۴ھ۔۸۸۰ھ)[9]

فقیہ، اصولی، نحوی، مفسر اور محدث تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التوضیح شرح التنقیح" تالیف کیا۔[10]

---

[1] زین الدین ابو الخیر یحییٰ بن ابی بکر بن احمد بن محمد بن عمر البلیسی شافعی، مختصر میں وفات پائی۔

[2] ایضاح المکنون ۱/۳۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/۳۲۵۔

[3] زین الدین ابو بکر بن علی بن حسین بن احمد بن بیر الخانی الکلی حنفی، ۸۷۹ھ میں حلب میں وفات پائی۔ [4] کشف الظنون ۱/۳۰۔

[5] زین الدین ابو حفص عمر بن مفضل بن محمد (۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء۔ ۷۹۳ھ/۱۳۹۰ء) مصر میں وفات پائی۔

[6] ہدیۃ العارفین ۱/۸۳۵، علی الحسین ۱/۳۵۰، حدائق الحنفیہ ۱/۳۰۳، الفہرست ۱/۳۰۳، ۲۰ویں صدی ہجری کے نصف اول میں مخطوطہ مطبع دین محمد ۱۳۲۹ھ۔

[7] عبد الہادی بن یوسف بن الحسن بن احمد بن عبد الہادی المقدسی ثم الصالحی۔

[8] ہدیۃ العارفین ۱/۵۶۰۔

[9] ابو النثار بن القاسم بن محمد بن علی الانصاری الصدفی الخزرجی المکی، مکہ میں پیدا ہوئے اور وفات پائی۔ (۱۳۱۱ھ/۱۳۱۲ء)۔

[10] ہدیۃ العارفین ۱/۵۸۰، اس میں تاریخ وفات ۸۳۰ھ مذکور ہے، معجم المصنفین ۲/۲۲۳ (۱۹۵۳ء)۔

سیف الدین البکتمری حنفی (۷۹۸ھ۔۸۸۱ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التوضیح ۲۔ شرح التنقیح

۳۔ شرح المنار للنسفی[2]

سعدالدین خیرآبادی حنفی (متوفی ۸۸۲ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزدوی ۲۔ شرح الحسامی[4]

احمد الاشیطی حنبلی (۸۰۲ھ۔۸۸۳ھ)[5]

فقہ، اصول، لغت عربیہ، فرائض، حساب، وعروض اور منطق وغیرہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح منہاج البیضاوی ۲۔ شرح مختصر المنتہی لابن الحاجب

ایضاح المکنون میں شرح منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل لابن حاجب مذکور ہے۔

ابوبکر البرماوی حنبلی (۸۲۵ھ۔۸۸۳ھ)[6]

فقیہ اور عالم دین تھے، ۸۴۳ھ میں منفلوط[7] کا نائب قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں، ۸۶۱ھ میں قاہرہ آئے اور قاضی عزالدین الکنانی کے خلیفہ بنے اور تدریس کی، اور پھر وہاں سے ۸۷۵ھ میں مدینہ منورہ

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح المختصر فی اصول الفقہ للمقلی" تالیف کی۔

اس پر تحقیق :

اس کتاب پر عبدالعزیز محمد عیسیٰ القاعدی نے تحقیقی مقالہ پیش کیا اور جامعہ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ ریاض سے ۱۴۰۸ھ میں ڈاکٹر ہٹ کی شہادت حاصل کی۔[8]

---

[1] محمد بن محمد بن عمر بن قطلوبغا ترکی الاصل مصری سیف الدین البکتمری حنفی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۲/۳۱۰۔ [3] سعدالدین بن قاضی خیرآبادی الہندی الحنفی الزعفد۔

[4] ہدیۃ العارفین ۲/۳۸۵، سابق الذکر، تعلیق الشہید الخیر محمد ص ۳۳۶۔

[5] شہاب الدین احمد بن اسماعیل بن ابوبکر بن عمر بن یوسف (۸۰۲ھ) الشیطی القاہری الاازہری (۸۰۰ھ/۱۳۹۷ء) ہدیۃ العارفین میں وفات پائی۔

[6] ایضاح المکنون ۲/۵۷۰، ہدیۃ العارفین ۲/۱۳۵ میں سن وفات ۸۸۸ھ مذکور ہے، معجم المصنفین ۲/۹۸ (۹۵)۔

[7] تقی الدین ابوبکر بن زید بن ابی بکر الحسینی البرماوی الدمشقی الصالحی (۱۳۴۵ء/۷۴۵ھ) پہلے مکہ میں قضاوت اور پھر منفلوط میں وفات پائی۔

[8] کشف الظنون ۱/۱۱۱۱ میں البرماوی کے بجائے البرزالی مذکور ہے، معجم المصنفین ۲/۹۶ (۲۳۵)۔

برہان الدین بن مفلح حنبلی (۸۱۵ھ۔۸۸۴ھ)[1]

فقہ، حدیث اور اصول کے عالم تھے۔ علمی گھرانے میں آنکھ کھولی۔ آپ کے والد اور دادا معتبر علماء میں سے تھے۔ فتاویٰ، علمی تصنیف اور دمشق میں منصب قضاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مرقاۃ الوصول الی علم الاصول" تالیف کی جو اس فن میں ان کے تبحر پر دلالت کرتی ہے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ ظاہریہ شیخ عبداللہ بن حمید مکۃ المکرمہ میں اور دوسرا نسخہ مکتبہ الحرم المکی الجامع ذیل ۵۹۲ نمبر کے تحت موجود ہے۔[2]

زین الدین المرداوی حنبلی (۸۱۷ھ۔۸۸۵ھ)[3]

فقیہ اصولی تھے۔ قرآن کریم حفظ کیا۔ شیخ برہان الدین بن مفلح سے تفقہ حاصل کیا قاضی القضاۃ بدر الدین حنفی آپ کے تلامذہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تحریر المنقول فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ حاجی خلیفہ نے اس کا نام بایں الفاظ "تحریر المنقول و تہذیب الاصول" ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ایک جلد میں ہے۔ اولہ: الحمد للہ الذی وفق۔ صاحب یہ کتاب ایک مقدمہ اور چند ابواب پر مشتمل ہے جس میں مذاہب ائمہ اربعہ کو پیش کیا گیا ہے اور دلائل میں امام شافعی کے مسلک کو پیش کرتے ہیں۔[4]

ابراہیم بن قرموز حنفی (متوفی ۸۸۵ھ)[5]

فقیہ اصولی و مفسر تھے۔ علامہ تفتازانی کے شاگرد تھے اور ہم سے مفتی برہان الدین حیدر المرداوی سے بھی مختلف علوم نقلیہ کی تدریس و افتاء کے فرائض انجام دیے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حواش علی التلویح فی اصول الفقہ
۲۔ مرقاۃ الوصول فی علم الاصول
۳۔ مرآۃ الاصول فی شرح مرقاۃ الوصول
۴۔ شرح اصول البزدوی[6]

کتاب "مرقاۃ الوصول" کی شروح و حواشی:

مذکورہ مؤلف کی اصول کے نام سے خود بھی اس کی شرح تالیف کی تھی جیسا کہ ان کی مؤلفات اصولیہ میں ذکر ہوا۔ اس شرح کے علاوہ بھی مندرجہ ذیل علماء نے اس کتاب پر شروح و حواشی تالیف کیے:

---

[1] برہان الدین ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن محمد بن مفلح (۷۱۲ھ/۱۳۱۲ء) دمشق میں ولادت ہوئی۔
الضوء اللامع ۱/۶۳، شذرات الذہب ۷/۲۵۵ (۳۰)۔

[2] زین الدین علی بن سلیمان بن احمد بن محمد المرداوی (۸۱۲ھ/۱۳۹۰ء) دمشق میں وفات پائی۔
کشف الظنون ۱/۳۵۷، الفتح المبین ۳/۵۲۔

[3] ابراہیم بن حسن بن عبداللہ بن قرموز الاصل متوفی ۱۳۹۰ء قسطنطنیہ میں انتقال ہوا اور وہیں دفن کیے گئے۔
ہدیۃ العارفین ۱/۲۱، الفتح المبین ۳/۵۱، معجم المؤلفین ۱/۳۲۔

(۱) مولی حسان بن عبداللہ الرومی حنفی (متوفی ۱۰۳۶ھ) نے تسہیل مرقاۃ الوصول الی علم الاصول تالیف کی، جو ایک مجلد میں ہے۔ ایضاح المکنون میں مذکور ہے۔ وھو لہ ترجمۃ المراۃ علی سبیل الملاخصرو۔[1]

(۲) حامد آفندی بن مصطفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) نے حاشیہ علی مراۃ الاصول تالیف کیا جو حاشیہ الہندی سے مشہور ہے۔ انہوں نے اسے ۱۰۸۷ھ میں اسے تالیف کیا تھا اور یہ حاشیہ ۱۲۸۰ھ میں آستانہ سے چھپ چکا ہے۔[2]

(۳) حامد بن مصطفی القونوی الاقدرانی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ) نے کتاب شرح المراۃ فی الاصول تالیف کی۔[3]

(۴) سلیمان بن عبداللہ الزہیری حنفی (متوفی ۱۱۰۴ھ) نے حاشیہ مراۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول للملا خسرو تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے کہ تعلیقہ علی مراۃ الاصول للزہیری جبکہ ایضاح المکنون والہدیۃ العارفین میں ہے۔ شرح المرقاۃ للملا خسرو للزہیری اور زہیری طرف منسوب ولی الدین نوشتہ ہیں حاشیہ علی مراۃ الاصول۔ مجلدان۔ لمحمد بن ولی بن رسول الازمیری مذکور ہے۔[4]

(۵) مصطفی ابن یوسف المواری حنفی (متوفی ۱۱۰۰ھ) نے مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول کے نام سے حاشیہ تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے: "وحاشیۃ کبیرۃ فی جلد کبیر لبعض شرحی المختصر لمصطفی افندی البسوی المشہوری توفی بعد سنۃ ۱۱۰۰ھ۔"[5]

(۶) محمد بن احمد الطموی حنفی (متوفی ۱۱۱۰ھ) نے حاشیہ علی المراۃ فی الاصول تالیف کیا۔[6]

(۷) احمد بن مصطفی الادنی حنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ) نے حاشیہ علی المراۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول للملا خسرو۔[7]

(۸) مصطفی بن یوسف المواری حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ) نے مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول جو کہ مرقاۃ الوصول کی شرح ہے۔[8]

(۹) مصطفی بن عبداللہ الوفی (متوفی ۱۲۷۱ھ) نے تقریر المراۃ حاشیہ علی مراۃ الاصول تالیف کیا۔[9]

(۱۰) محمد بن علی النسیمی (متوفی ۱۲۸۹ھ) نے تعدیل المرقاۃ وحلاء المراۃ کے نام سے شرح مراۃ الوصول پر حاشیہ لکھا۔[10]

عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن فرشتہ (متوفی ۹۰۱ھ-۸۸۵ھ) ان کا ذکر ۸۰۱ھ کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

---

[1] ایضاح المکنون ۳/۲۸۸، ہدیۃ العارفین ۱/۲۵۷۔
[2] کشف الظنون ۲/۱۵۷۰، معجم المصنفین ۲/۲۲۹ (۲۵۵)۔ [3] ہدیۃ العارفین ۱/۲۶۰۔
[4] کشف الظنون ۲/۱۵۲۰، ایضاح المکنون ۳/۲۳۸، ہدیۃ العارفین ۱/۳۰۳، الاعلام للزرکلی ۳/۱۱۷، معجم المصنفین ۲/۱۳۰ (۲۶۳)۔
[5] کشف الظنون ۲/۱۵۲۰، ایضاح المکنون ۳/۲۳۸۔ [6] ہدیۃ العارفین ۲/۳۰۹۔
[7] ایضاح المکنون ۳/۳۵۳، ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۵، معجم المصنفین ۱/۲۳۸ (۱۸۱)۔
[8] ایضاح المکنون ۳/۳۵۳۔ [9] ہدیۃ العارفین ۲/۳۵۸۔ [10] نیل الابتہاج ۳/۱۵۵۔

۱۔ ابوبکر البقالی شافعی (۸۰۹ھ۔۸۸۵ھ)[1]

محدث، مفسر، مورخ اور ادیب تھے۔ دمشق میں سکونت اختیار کی، وہیں المقدس اور حجاز کے سفر کئے۔ جید علماء سے مستفید ہوئے اور کئی کتابیں تالیف کیں۔

اصولی خدمات: انہوں نے کتاب "شرح جمع الجوامع للسبکی فی الاصول" تالیف کی جو شرح برہان الدین سے معروف ہے۔ حدیۃ العارفین میں ہے۔ شرح جمع الجوامع للسبکی فی الفروع مگر حقیقت یہ ہے کہ اس فن میں جمع الجوامع کی کوئی کتاب نہیں تھی بلکہ اس شرح اصول میں کتاب ہے۔[2]

۲۔ یحییٰ بن محمد الشماری حنفی (۸۴۰ھ۔۸۸۶ھ)[3]

فقیہ، اصولی، نحوی، بیانی اور مفسر تھے۔ ملا خسرو، اصولی حنفی (متوفی ۸۸۵ھ) سے بھی استفادہ کیا یہاں تک کہ ان سے فارغ التحصیل ہو گیا اور شہرت پائی۔ حرمین شریفین، شام، مصر کے سفر کئے اور ان میں تدریس کی۔ الفوائد البہیہ میں لکھا ہے:

"اشتغل علی ... ملا خسرو حتی برع فی الکلام والمعانی والعربیہ والمعقول والاصول الفقہ"

(ملا خسرو ... سے تعلیم حاصل کی یہاں تک کہ علم کلام، معانی، عربیہ، معقول، اصول فقہ میں کمال حاصل ہو گیا۔)

تالیفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التلویح للتفتازانی تالیف کیا جو عمدہ حواشی اور رائج ہونے سے چھپ چکا ہے۔

۲۔ شرح فصول البدائع "وصول الروائع علی فصول البدائع" کے نام سے حاشیہ تالیف کیا۔

اکثر مفکر بقا نے اس کے مختلف کتب خانوں میں نسخوں کی موجودگی کی نشاندہی کی ہے۔ ان میں سے ایک نسخہ بودلف سعودیہ میں ۵۱۱۸ کے تحت موجود ہے۔[4]

۳۔ محمد موسیٰ الخیالی حنفی (متوفی تقریباً ۸۸۶ھ یا ۸۷۰ھ یا ۸۶۲ھ)[5]

مفکر، فقیہ، اصولی تھے۔ اپنے والد اور دیگر اساتذہ سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد مختلف مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ حج کے لئے تشریف لے گئے۔

---

[1] ابوبکر بن علی بن ایوب الکمال بن محمد بن حسن الربعی البقالی الدمشقی الاصل (۸۰۶ھ۔۸۸۵ھ) دمشق میں ولادت پائی۔
الضوء اللامع ۱۱/۵۹۶، ہدیۃ العارفین ۶/۱۱۸، معجم المصنفین ۱/۲۵ (۳۰)۔

[2] برہان الملۃ والدین محمد شاہ بن شمس الدین الفناری (۷۳۳ھ۔۸۳۴ھ/۱۳۳۲ء۔۱۴۳۱ء) ترکی میں ولادت اور بروسا میں وفات پائی۔
مفتاح السعادۃ ۲/۳۸۸، الفوائد البہیہ ص ۶۳، الطبقات السنیہ ۲/۱۰۹، الفتح المبین ۳/۵۵، معجم المصنفین ۲/۵۲۔۵۴ (۳۵۱)۔

[3] شمس الدین احمد موسیٰ الخیالی متوفی ۸۷۱ھ تقریباً۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیۃ علی حاشیۃ الجرجانی علی شرح العضد لمختصر ابن الحاجب۔

۲۔ حواش علی التلویح۔

۳۔ حاشیہ علی منتہی السول والامل۔

احمد بن موسیٰ خیالی کی پہلی کتاب کی تفصیل اس طرح ہے کہ مختصر ابن الحاجب پر عضد الدین عبدالرحمن بن احمد الایجی متوفی ۷۵۶ھ نے شرح لکھی اس شرح پر سید شریف علی بن محمد بن علی جرجانی متوفی ۸۱۶ھ نے حاشیہ لکھا اس حاشیہ پر خیالی نے حاشیہ تحریر کیا۔[1]

سلیمان الابشیطی شافعی (۸۰۷ھ۔۸۸۷ھ)

ان کے حالات میں تاریخ وفات ۸۸۱ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

محمد بن ابوبکر المشہدی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منتہی السول والامل لابن الحاجب" تالیف کی۔[3]

محمد بن خلیل البصروی شافعی (متوفی ۸۸۹ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح بغیۃ الاذکیاء فی الاصول الفقیہ لشمس الدین محمد بن عبدالرحمن السخاوی شافعی (متوفی ۸۳۱ھ) کی کتاب نظم الغبہ فی اصول الفقہ کی شرح ہے۔[5]

ابن قاوان شافعی (۸۴۲ھ۔۸۸۹ھ)[6]

ان کا نام محمد بن کمال بن الہمام سے مختصر ابن الحاجب پڑھی اور امام الحرمین سے اصول فقہ حدیث وغیرہ سے خاص طور پر البرہان الاصلی اور مواضع من شرح پڑھی۔ دمشق میں فقہ و اصول فقہ و غیرہ ابن الخطیب ناصری سے کیا۔ شہاب الابشیطی بھی آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح الورقات فی الاصول لامام الحرمین" تالیف کی۔[7]

شرف الدین العمریطی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ تقریباً)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تسہیل الطرقات فی نظم الورقات للامام الحرمین تالیف کی۔[9]

۱۔ کشف الظنون ۲/۸۵۷، الفوائد البہیہ ص ۴۳، نظم العقیان ص ۱۱۳، ایضاح المکنون ۲/۳۹۶، تکملہ صلۃ الصلہ ۱/۲۳۳، ۲۳۴، (۱۹۵)۔

۲۔ الضوء اللامع ۷/۲۶۔ ۳۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۶۔

۴۔ محمد بن خلیل بن محمد البصروی الدمشقی الشافعی۔ ۵۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۲۔

۶۔ حسین بن احمد بن محمد بن احمد الیمانی المکی ابن قاوان (۸۴۲ھ/۱۴۳۸ء۔۸۸۹ھ/۱۴۸۴ء) کیلان میں ولادت ہوئی۔

۷۔ نظم العقیان ص ۱۹۳ (۲۹۷)۔ ۸۔ شرف الدین یحییٰ بن نور الدین موسیٰ بن رمضان بن عمیرہ العمریطی شافعی۔

۹۔ ہدیۃ العارفین ۲/۵۹۹۔

۱۔ اسماسوی حنفی (متوفی ۸۹۱ھ) [1]

[illegible] اصول اور متکلم تھے۔ علاء الدین سے تحصیل علم کے بعد ملا خسرو کی خدمت میں حاضر ہو کر علم اصول [illegible] اور [illegible] کے مدرس کی اور شہر قسطنطنیہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی المقدمات الاربع۔ کشف الظنون میں اس طرح مذکور ہے۔ تعلیقة علی المقدمات [illegible] محمد حمد واحد العقل الخ [illegible] ان کتاب کو انہوں نے سلطان محمد خان فاتح کے لئے [illegible] اور حدیث الصحیحین میں اس طرح مذکور ہے۔ تعلیقة علی مقدمات التوضیح فی الاصول۔ [2]

۲۔ حاشیہ علی حاشیہ شرح العضد علی المختصر لابنہ

کشف الظنون میں ہے کہ یہ حاشیہ اس حاشیہ پر ہے جو ان کے والد نے فاضل قاضی زادہ رومی کے حاشیہ پر لکھا تھا۔ احمد کے [illegible] بالعلم الحمد والمنة الخ۔ [illegible] کتاب کو انہوں نے اپنے کتاب تحریر کرنے سلطان محمد خان فاتح کے لئے پیش [illegible] مخطوطہ ۳۰ ورق ۱۱۸ سطر میں ہے۔ [illegible] کی جاتی ہے۔

۳۔ حواشی علی التلویح۔ [3]

۴۔ حاشیہ علی شرح منتہی السول والامل۔ [4]

۲۔ عبدالعلوی (متوفی ۸۹۱ھ) [5]

[illegible] اصولی اور متکلم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب الافادة الانوار فی اضاءة اصول المنار فی اصول الفقہ تالیف کی۔ [6]

۳۔ ابن شہاب الدین احمد شروانی حنفی (متوفی ۸۹۲ھ) [7]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے حاشیة علی شرح العضد لمنتہی السول والامل تالیف کیا۔ [8]

---

[1] حسن بن عبد الصمد اسماسوی متوفی ۸۹۱ھ۔

[2] کشف الظنون ۱/۴۴۸، ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۸، معجم المؤلفین ۳/۲۳۵، (۲۰۵)۔

[3] ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۸۔ [4] کشف الظنون ۲/۱۸۵۶۔

[5] کشف الظنون ۱/۴۴۸۔ [6] ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۸۔

[7] احمد بن سعد الدین بن عبداللہ بن عبدالکریم بن عبدالصمد متوفی ۸۹۲ھ۔

[8] ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۸، حسن التحریر ۲/۵۲۰۔

[9] احمد بن احمد بن شہاب الدین احمد شروانی حنفی۔

[10] ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۸۔

احمد بن اسماعیل الکورانی حنفی (۸۱۳ھ۔۸۹۳ھ)[1]

حصول علم کے لئے بیت المقدس، دمشق، بیت المقدس اور قاہرہ گئے۔ سلطان مراد خان نے آپ کی علمیت کے اعتراف میں مدرسہ برسا آپ کے سپرد کیا۔ سلطان محمد خان جب تخت نشین ہوا تو وزارت کی پیشکش کی مگر آپ نے قبول نہیں کی منصب قضا پر فائز کئے گئے۔ آپ وزراء، سلطنت اور سلطان کو ان کے کاموں سے بچاتے اسلام اور مصالح قوم میں بخل نہیں کرتے اور نہ ہی اس کی امت پر ظلم کرتے اور نہ ان کے پاس بغیر بلائے جاتے تھے۔ مختلف علوم و فنون پر بہت سی کتابیں تصنیف۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الدرر اللوامع فی شرح جمع الجوامع للسبکی فی الاصول" تالیف کی۔ یہ ۸۹۱ھ میں اس کی تالیف سے فارغ ہوئے تھے اس کتاب کا آغاز اس طرح ہے: الحمد للہ الذی شید بمحکمات کتابہ الخ۔ اس کتاب کے کئی نسخہ جات پر نسخے موجود ہیں۔[2]

احمد الطوفی شافعی (۸۴۷ھ۔۸۹۳ھ)[3]

فقہ، حدیث، اصول، عربیت، منطق، معانی، فرائض، حساب، قرات اور اصول میں کمال رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ نظم جمع الجوامع للسبکی۔

۲۔ نظم الورقات لامام الحرمین (الزبدۃ فی الاصول)

اولہ: قال الفقیر احمد الطوخی — الحمد للہ ھو الولی

اخرہ: وتابعیہ المناقبۃ الاصحاب — ما امتد علیہ الی الطلاب

۳۔ نظم المغنی۔[4]

عبدالرحمن ابن العجمی حنفی (۸۳۷ھ۔۸۹۳ھ)[5]

ادب، نحو، اصول میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔ حاجی خلیفہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے: مشروح وجیز اقتصر علی ایسر شی یمکن علیہ الاقتصار لیعی حملہ فی الاسفار عن کثرۃ الاکا

---

[1] شرف الدین احمد بن اسماعیل بن عثمان بن احمد بن رشید ابن ابراہیم شہاب الدین الشہر روزی الحمد انی المقدسی قوزی الاصل الحنفی (۸۱۳ھ/۱۴۱۰ء) تحقیق سے وفات پائی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۵/۱۲۵، معجم المصنفین ۱/۱۹۱-۱۹۲۔

[3] شہاب الدین احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن محمد بن ابی الطوفی قاہری، ابن رجب (۱۳۳۳ھ/۱۴۱۸ء) طوخ میں ولادت ہوئی قاہرہ میں وفات پائی۔

[4] کشف الظنون ۲/۲۰۲۶، ہدیۃ العارفین ۵/۱۲۵، معجم المصنفین ۱/۱۹۲-۱۹۳۔

[5] زین الدین عبدالرحمن بن ابی الرحمن بن ابی بکر بن محمد بن العجمی (۱۳۳۳ھ/۱۴۱۸ء) بوشکی میں وفات پائی۔

[illegible] کا آغاز اس طرح ہوتا ہے : الحمد لله الذی جعل الاصول شرعه منار الخ انہوں نے اس کی تالیف ۸۶۸ھ میں فراغت پائی۔[1]

۲۔ خطیب اخجریہ شافعی (متوفی ۸۹۳ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ علی شرح منتہی السول والامل للقاضی عضد۔[3]

۳۔ یحییٰ التونسی مالکی (متوفی ۸۹۴ھ)[4]

آپ اصولی، منطقی اور ادیب تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔[5]

۴۔ ابوالبرکات بیلی (متوفی ۸۹۵ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نهاية الوصول شرح منهاج الوصول البيضاوی" تالیف کی۔[7]

۵۔ بدرالدین ابن زمرلو (متوفی ۸۹۵ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "بهجة السوصول" تالیف کی جو بیضاوی کی مجلدات میں ہے۔ یہ کتاب ابوزرعہ ابن بیلی (متوفی ۸۹۵ھ) کی نهاية الوصول شرح منهاج الوصول للبیضاوی کی شرح ہے۔[9]

۶۔ زین الدین ابن لیکان کنگی (متوفی ۸۹۵ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تعلیقه علی اوائل التلویح للتفتازانی فی الاصول" تالیف کیا۔[11]

۷۔ عبدالرحمن حلولو المغربی مالکی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۸ھ)

ان کی مصنفات اصولیہ کا تحقیقی تجزیہ تاریخ وفات ۸۷۵ھ کے تحت کر دیا ہے۔

۸۔ ابوالعباس احمد بن زکری (متوفی ۸۹۹ھ)[12]

آپ اصولی، مفسر اور بعض علوم سے موسوم میں دسترس رکھتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "عمدة المراقبة علی شرح مقدمة الامام" تالیف کی اور یہ کتاب "امام الحرمین" کے خرد پڑھنے سے متعلق اور قرات کے نام سے مشہور ہے۔

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۸۲۵، ہدیۃ العارفین ۵/۵۳۳، کتاب الوصلین ۱/۱۵۵، ۲/۱۶۱، (۳۲۲)۔

[2] زین الدین محمد بن محمد بن الخطیب اخجریہ۔ [3] ہدیۃ العارفین ۶/۱۱۵۔

[4] یحییٰ بن محمد بن ابراہیم الترکی التونسی متوفی ۸۹۸ھ۔

[5] نیل ۳/۵۸۔

[6] ابوالبرکات محمد بن احمد بن محمد الاردبیلی۔

[7] الضوء اللامع ۱۰/۲۹۳۔

[8] تاج الدین بن الفضل عبدالوہاب بن محمد بن یحییٰ الطرابلسی ابن زمرلو۔

[9] ایضاح المکنون ۲/۳۱۳، ۲/۷۳۳۔

[10] جلال الدین یوسف بن ابن محمد لیکان بن ابراہیم بن لیکان۔

[11] ہدیۃ العارفین ۶/۵۲۶۔

[12] ابوالعباس احمد بن زکری الفاسی المتوفی ۸۹۹ھ۔

اوله : قال الشيخ ... سيدي ابو العباس احمد بن زكري الحمد لله ذي الجلال والاكرام، أما بعد فان بعض الطلبة ... سألني ان اشرح له مقدمة امام الحرمين التي صدرها اصول الفقه ... وسميته بغاية المرام في شرح مقدمة الامام"

اخره : فيا فوز قول الفقير ... كان مجيئه مطلوبا، هذا آخر ما وردياه في هذا الكتاب بحمد الله والصلاة، وكان الفراغ من كتبه يوم الاثنين ٢٨ شهر ... سنة ...

یوسف بن حسین اکرمانی حنفی (متوفی ۸۹۹ھ یا ۹۰۲ھ)[1]

اصول فقہ، بلاغت اور ادب کے بڑے عالم تھے۔ علامہ ابوزرعہ کے شاگردوں میں سے تھے انہوں نے مدرسہ حلاویہ میں اور بعض شیوخ سے استفادہ فرمایا۔ مدرسہ میں تدریس بھی کرتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اصول الفقہ میں "الوجیز فی الاصول" ۸۸۴ھ سے پہلے مختصر تالیف کیا۔

۲۔ زبدۃ الفصول فی علم الاصول۔

حاجی خلیفہ نے اصول فقہ میں ان کی اس کتاب "زبدۃ الفصول" کا تذکرہ اس طرح کیا

"الوصول الی علم الاصول لعله زبدة الفصول الی علم الاصول لیوسف بن حسن بن عبد الکریم الاکرمانی الحنفی المتوفی سنة ۹۰۲ھ وهو متن منظم علی عشرة ابواب ثم اختصره فی کتاب مشتمل علی مقدمة وثمانیة ابواب وسماه الوجیز"[2]

ابوبکر محمد بن یوسف بن احمد بن علی المنیر الحنفی (متوفی ۹۰۲ھ) نے تالیف "الوصول الی علم الاصول" "زبدۃ الفصول الی علم الاصول" "الفول الیسیر" کتاب ہے جو دس ابواب پر مشتمل ہے پھر ان ابواب کو ایک کتاب میں اختصار کے ساتھ جمع کیا جو ایک مقدمہ اور آٹھ ابواب پر مشتمل ہے انہوں نے اس اختصار کا نام "الوجیز" رکھا۔

کتاب "الوجیز" کا تحقیقی تجزیہ :

کتاب اس مراحل پر مشتمل ہے۔

مرحلہ اول : مقدمہ اور اصول فقہ کی تعریف میں ہے۔

مرحلہ ثانی : علم کے لئے کئی مسائل و ابواب لانے کی وجہ اور ضرورتی ہونے سے متعلق ہے

مرحلہ ثالث : کتاب کو مباحث سے متعلق ہے اس کو آٹھ مباحث میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جن حقیقت مجاز، صریح، کنایہ، محکم، مبین، ظاہر، نص، عام، خاص، مطلق وغیرہ ہیں۔ مبحث ثالث مشتمل ہوا۔

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸،

بیان میں ہے۔ مبحث رابع عشرۃ (النص) اشارۃ الدلالۃ اور اقتضاء کے بارے میں ہے۔ مبحث خامس عشر میں مفہوم مخالف اور اقتضاء کی بحث ہے۔ مبحث سادس عشر النسخ کے بیان میں ہے۔ مبحث سابع عشر تعارض کے بیان میں ہے اور مبحث ثامن عشر میں ترجیح کے بیان میں ہے۔

مرصد رابع : اجماع کے بیان میں ہے اور مرصد خامس الکتاب کے بیان میں ہے۔

مرصد سادس : السنۃ کے بیان میں ہے اور مرصد سابع الاجماع کے بیان میں ہے۔

مرصد ثامن : القیاس کے بیان میں ہے اور مرصد تاسع المعارضہ والترجیح کے بیان میں ہے اور

مرصد عاشر : اجتہاد کے بیان میں ہے۔

کتاب "المرجع فی اصول الفقہ" بارہ خانوں پر مشتمل ہے جو کہ کتاب کی شرح میں ہے یہ کتاب الحجازی کی تحقیق کے ساتھ المکتب الثقافی صنعا سنہ ۱۹۹۰ء میں چھپی ہے۔

اصلاح کے بعد ان کلمات سے آغاز کرتا ہے

وبعد فهذا ما قصده الضعيف عباد الله ، يوسف بن حسين الكرماني من تحرير اصول الحنفية ، مع الاشارة الى اصول الشافعية ، معرجا على الدليل والمثال ، الا اذا رأيت فيما شذت نحاجة اليه ، تسهيلا للطالبين ، لوجه رب العالمين وسماه عند اختتامه بتوفيقه تعالى وحيز ، وسماه ان يجعله بالقبول جديرا ، وقسمته على اثنى عشرة مرصدا[1]

ابعد اللہ کے کمزور بندوں یوسف بن حسین الحنفی نے ان کی اصول حنفیہ کی تحریر میں اس کتاب میں اصول شافعیہ کی طرف بھی اشارے کیے ہیں۔ دلیل پیش کرتا ہوں مثال بیان کرتا ہوں اور شاذ مسائل کے وقت ان کی ضرورت محسوس کرتا ہوں طالبین کی آسانی کے لیے اللہ رب العالمین کے لیے کتاب کو ترتیب دیا ہے۔ جس نے اس کو اختتام پر توفیق سے نوازا اور قبولیت کا سہرا عطا کیا ہے اور اس نے اسے بارہ مرصد پر مرتب کیا ہے)

۱۰۔ الدین الحاوی المحلی شیعی زیدی (۸۴۵ھ۔۹۰۰ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المنهاج للفرشي في الاصول" تالیف کی۔[3]

۱۱۔ حسن بن علی الرجراجی (متوفی نویں صدی ہجری)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "کتاب شرح تنقیح الفرائی فی الاصول" تالیف کی۔[5]

☆☆☆

---

۱ انوار یوسفی ص ۵۔

۲ عبدالرحمن بن احمد بن محمد بن علی بن الحوثیرہ جرمل الیمنی الہاوحمد۔

۳ ہدیۃ العارفین ج ۱ ص ۶۲۳۔

۴ حسن بن عامل الرجراجی الشوشاوی (یا رفیق عبدالواحد بن حسین الرجراجی) متوفی نویں صدی عیسوی۔

۵ کشف الظنون ج ۲ ص ۱۳۔

فصل چہارم

دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

دسویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

اس صدی میں مصر سے عباسی خلافت کا خاتمہ ہوا اور سلطنت عثمانیہ نے ان کی جگہ لے لی۔ تسلسل میں کچھ تعطیل ہوئی۔ متوکل کے بعد اس کا لڑکا مستمسک باللہ ۹۰۳ھ میں اس کا جانشین ہوا اور مستمسک کے انتقال کے بعد متوکل علی اللہ ۹۰۹ھ میں خلافت عباسیہ کا آخری خلیفہ بنا اس کی خلافت کے چوتھے برس ۹۲۳ھ میں سلطان سلیم اول عثمانی نے مصر پر قبضہ کر کے ایک کی حکومت ختم کر دی۔ متوکل نے عثمانی خلیفہ کے حق میں دستبرداری قبول کر لی اور آنحضرت ﷺ کے آثار، علم، جھنڈا اور ردائے مبارک جو خاندان خلافت میں بطور نشان خلافت کے متوارث چلے آئے تھے اور حرمین شریفین کی کنجیاں سلطان کے حوالے کر دیں۔ اس دن سے خلافت قریش سے نقل کر عثمانی خاندان میں چلی گئی اور اب مصر کے ساتھ مصر کی عباسی خلافت بھی ختم ہو گئی۔[1]

دوسری طرف سلطنت عثمانیہ کا تاریخی پس منظر کچھ یوں بنتا ہے کہ ارطغرل کے بعد اس کے بیٹے عثمان خان اول تخت نشین ہو کر ۱۲۸۸ء میں دولت عثمانیہ کا سنگ بنیاد رکھا۔ بروصہ وغیرہ کو فتح کیا، عثمان خان عوام کا ایک ہر دلعزیز و باپ تھا۔ عثمان کے بعد اس کا بیٹا اورخان (۱۳۲۶ء-۱۳۵۹ء) تخت سلطنت پر بیٹھا اور اس کا بڑا بیٹا علاؤ الدین اس کا وزیر بنا اورخان نے قراسی وغیرہ کو فتح کیا، اس کے تعمیراتی کاموں میں مسجدیں، مدارس اور عمارتیں بھی ہیں۔ یہ وہ سنگ در سنگ تھا جو اس قدر مشہور ہوئی کہ ایران اور عرب کے طلبہ وہاں حصول تعلیم کے لئے کھچے چلے آتے، یہیں سلطنت عثمانیہ کا پہلا مدرسہ قائم کیا گیا۔ اسی عہد میں اورخان کے بیٹے اکبر سلیمان پاشا کے ہاتھوں تھریس میں گیلی پولی کے مغربی ساحل پر واقع گیلی پولی کے مشہور ترین گیلی قلعہ کی فتح سے ترکوں کی تاریخ میں ایک نئے باب کا آغاز ہوا۔ ۱۳۵۰ء میں انہوں نے پہلی بار قاصدانہ حیثیت سے سرزمین یورپ میں قدم رکھا کر یہ سابقی دنیا میں ایک عظیم الشان اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی جس کا حلقہ دو ہی صدیوں میں گیلی پولی سے دیانا تک وسیع ہو گیا۔ عرب مجاہدوں نے جو فرض مغربی یورپ میں انجام دیا تھا۔ مشرقی یورپ میں اس کے ادا کرنے کی سعادت ترک مجاہدوں کے حصے آئی۔ اورخان ۱۳۵۹ء میں انتقال ہو گیا۔ عثمان خان نے اپنے ۳۳ سالہ عہد حکومت میں عثمانی فتوحات کو دور دور تک وسعت دی۔ ایشیائے کوچک کے بقیہ بازنطینی علاقوں پر قبضہ کرنے کے علاوہ بعض ترکی ریاستوں کو بھی دولت عثمانیہ میں شامل کیا۔ بلکہ ارض یورپ میں قدم رکھ کر تھریس کے بعض علاقے فتح کئے۔ علوم و فنون کی سرپرستی آل عثمان کی

---

[1] علوم خلافت عباسیہ، شاہ معین الدین ندوی ص ۳۹۹ مطبوعہ سعید اینڈ کمپنی کراچی ۱۹۷۳ء۔

ایک امتیازی خصوصیت تھی اور عثمان خان کا یہ اختصاص بھی بہت نمایاں تھا۔ وہ سے مشہور عالم اور مشائخ کبار کی صحبت میں تھے۔ بروسہ کے علم پھیلنے کی شہرت اس وقت بھی قائم رہی جب وہ سلطنت عثمانیہ کا دارالخلافہ نہ رہا مراد کے عہد تک یہ شہر علم و اہل فضل و کمال کا مرکز رہا اور عثمان کے بعد اس کا بیٹا مراد (۱۳۵۹ء۔ ۱۳۸۹ء) تخت نشین ہوا۔

مراد نے اپنے عہد حکومت میں سلطنت عثمانیہ کو اپنے باپ کے وقت سے بھی بڑھا دیا۔ وہ سلطنت ایسی تھی جس کا دارالحکومت ایشیا کوچک میں تھا۔ مراد نے یورپی علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ مراد کے عہد میں ہی عثمانیوں نے قسطنطنیہ کو گھیر لیا تھا لیکن اس کو فتح نہ کر سکے۔ مراد نے یورپی علاقوں کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ مراد کے بعد اس کا بیٹا بایزید اول (۱۳۸۹ء۔ ۱۴۰۲ء) تخت نشین ہوا۔ اس کے دور میں بھی فتوحات جاری رہیں۔ یونان و بلغاریہ فتح ہوئے۔ ہنگری فتح ہوا ۱۳۹۳ء کے فیصلہ کن معرکہ میں بایزید کو شکست ہوئی ایک تاتاری سلطان امیر تیمور کے ہاتھوں شکست ہوئی اس کے بیٹوں میں جانشینی کی جنگ چھڑ گئی۔ ہنگری سے بایزید کے موت کی خبر سنی تو اپنی فوجیں عثمانیہ کو بھیج دیں۔ تیمور نے عثمانیہ سے مفتوحہ تمام علاقے واپس کر دیئے اور ایشیائے کوچک کا بیشتر حصہ بھی عثمانیوں سے چھین لیا۔ بایزید کی موت کے وقت ایشیا اور یورپ دونوں میں سلطنت عثمانیہ کے مقبوضات کی حالت پریشان تھی۔ ان کے باوجود اور بہادر جانشینوں نے چند ہی سال کے اندر نہ صرف سلطنت کے تمام قدیم مقبوضات پر دوبارہ قبضہ کر لیا بلکہ سلطنت و مملکت کو اور بڑھا لیا۔ بایزید کے بیٹوں نے مختلف مقامات پر قبضہ اور فتوحات کیں۔ سلیمان نے ۱۴۱۰ء میں ایڈرنہ پر قبضہ کر لیا اور محمد نے ایشیائے کوچک کے شمال مشرقی حصہ میں اور ۱۴۱۳ء میں قسطنطنیہ پر قبضہ کر کے اپنی سلطنت قائم کر لی۔ اور یورپ کا موقع بھی ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ محمد اول (۱۴۱۳ء۔ ۱۴۲۱ء) کے بعد اس کا بیٹا مراد ثانی (۱۴۲۱ء۔ ۱۴۵۱ء) تخت نشین ہوا۔ اس نے ہنگری کو شکست دے کر بلغراد کے حصہ کو بھی سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا۔ البانیہ کے سردار اسکندر بیگ نے بھی اپنی ریاست کو بارہا اپنے حلقہ میں شامل کرنے کی کوشش کی۔ یورپ میں جو علاقے عثمانیوں کے قبضہ میں آئے ان کا بیشتر حصہ مراد ثانی کے عہد میں ہی فتح ہوا تھا۔

مراد ثانی کے بعد اس کا بیٹا محمد فاتح (۱۴۵۱ء۔ ۱۴۸۱ء) تخت نشین ہوا۔ اس نے قسطنطنیہ فتح کیا۔ محمد ثانی سے قبل ہر عہد سلاطین اسلام قسطنطنیہ کو حاصل کر چکے تھے لیکن فتح کا سہرا اسی کے سر رہا۔ مراد نے یہ کام پورا کیا تھا۔ ۱۴۵۳ء میں محمد نے قسطنطنیہ کو فتح کیا۔ اس وقت عثمانی سلطنت کی حدود یورپ میں بلغراد تک پہنچ چکی تھیں۔ محمد نے یہاں پر بھی بس نہ کیا۔ اس نے یورپ کے بیشتر حصہ کو فتح کر کے اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ ۱۴۶۲ء میں یونان کو سلطنت عثمانیہ میں شامل کر لیا گیا۔ اسی عہد میں کریمیا، بوسنیا، البانیہ اور جزیرہ نما کے بیشتر حصے بھی سلطنت عثمانیہ کا حصہ بن گئے۔

محمد اہل علم و فضل اور ارباب کمال کا قدردان تھا۔ اس نے مدرسے اور مسجدیں بنوائیں۔ اہل علم کے وظائف مقرر کئے۔ عہد حاضر کے کالجوں کے برابر تھیں۔ ان کے فارغ التحصیل طلبہ "دانشمند" کہلائے جاتے تھے۔ ان مدرسوں میں جو طلبہ تعلیم پاتے تھے ان کو "سلطانی" کہا جاتا تھا۔ سلطان محمد ثانی کے بعد اس کا بیٹا بایزید ثانی (۱۴۸۱ء۔ ۱۵۱۲ء) تخت نشین ہوا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے سلیم اول (۱۵۱۲ء۔ ۱۵۲۰ء) نے تخت حاصل کیا۔ اس کے عہد میں ایران، شام، مصر اور حرمین شریفین میں سلطنت عثمانیہ کا پرچم لہرانے لگا۔ اس کے بعد سلطان سلیمان اعظم (۱۵۲۰ء۔ ۱۵۶۶ء) قانونی تخت نشین ہوئے۔ اس نے بغداد، روڈس، ہنگری وغیرہ فتح کئے

[illegible] فاضل ہونے کے ساتھ صاحب [illegible] ۱۰۴۸ھ) فقہ کے [illegible] تصانیف ترکی ادب میں امتیازی [illegible] ان کے بعد [illegible] (۱۰۴۹ھ، ۱۶۳۹ء) [illegible] ۱۰۵۳ھ، ۱۶۴۳ء) [illegible] ۱۰۶۳ھ، ۱۶۵۳ء) [illegible] ۱۰۹۱ھ، ۱۶۸۰ء) [illegible] ۱۰۹۳ھ، ۱۶۸۲ء) [illegible] ۱۱۱۶ھ، ۱۷۰۴ء) [illegible]

۱۲ھ صدی ہجری کے ممتاز اصولیین :

۱۲ھ صدی ہجری میں جن [illegible] اصولیین نظر آتے ہیں ان میں [illegible] امام عبدالعزیز بخاری (حنفی) [illegible] امام [illegible] (حنفی) [illegible] ۱۱۷۶ھ) [illegible] ۱۱۷۹ھ) [illegible] ۱۱۸۲ھ) [illegible] ۱۱۸۹ھ) [illegible] ۱۱۹۳ھ) [illegible] ۱۱۹۷ھ) [illegible] ۱۲۰۰ھ) [illegible] ۱۲۰۵ھ) [illegible] ۱۲۰۷ھ) [illegible] ۱۲۱۰ھ) [illegible] ۱۲۱۲ھ) [illegible] ۱۲۱۳ھ) [illegible] ۱۲۱۴ھ) [illegible] ۱۲۱۵ھ) [illegible] ۱۲۱۶ھ) [illegible] ۱۲۱۷ھ) [illegible] ۱۲۱۸ھ) [illegible] ۱۲۱۹ھ) [illegible] ۱۲۲۰ھ) [illegible] ۱۲۲۱ھ) [illegible] ۱۲۲۲ھ) [illegible] ۱۲۲۳ھ) [illegible]

[illegible] ۱۲۲۴ھ) [illegible] ۱۲۲۵ھ) [illegible] ۱۲۲۶ھ) [illegible] ۱۲۲۷ھ) [illegible] ۱۲۲۸ھ) [illegible] ۱۲۲۹ھ) [illegible] ۱۲۳۰ھ) [illegible] ۱۲۳۱ھ) [illegible] ۱۲۳۲ھ) [illegible] ۱۲۳۳ھ) [illegible] ۱۲۳۴ھ) [illegible] ۱۲۳۵ھ) [illegible] ۱۲۳۶ھ) [illegible] ۱۲۳۷ھ) [illegible] ۱۲۳۸ھ) [illegible] ۱۲۳۹ھ) [illegible] ۱۲۴۰ھ) [illegible] ۱۲۴۱ھ) [illegible] ۱۲۴۲ھ) [illegible] ۱۲۴۳ھ) [illegible]

قواعد ترجیح متعین کرنے کی شکل اختیار کر لی تاکہ ہر مسئلہ میں راجح رائے قائم کی جا سکے اور اس کی بنیاد پر فتوے جاری اور فیصلے کیے جا سکیں۔ مثلاً دولت عثمانیہ کے تحت ممالک میں مذہب حنفی کے راجح اقوال کی طرف رجوع کرنے پر عمل ہو گیا اور اس سلسلے میں ابن عابدین کی رد المحتار کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس رجحان کے بڑھنے سے ممالک میں وہاں کے مروجہ مذاہب پر فقہی و اصولی بحث محدود ہو کر رہ گئی جس کی اپنی خصوصیات ہیں۔

دسویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات

خطیب زادہ حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)[1]

فقہ و اصول کے علم کی نشر و اشاعت کے لئے بارہ دیگر شیوخ کے ساتھ انہوں نے قسطنطنیہ میں منصب قضا پر کام کیا۔

۱۔ تعلیقہ علی مقدمات التوضیح فی الاصول۔[2]

۲۔ حواش علی اوائل حاشیہ سید علی شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول۔ سیدؒ نے شرح جرجانی حنفی (متوفی ۸۱۶ھ) سے "شرح مختصر المنتہی لابن الحاجب" تالیف کی۔ سیدؒ نے اوائل پر خطیب زادہ نے حاشیہ تالیف کیا تھا۔[3]

مولانا زادہ الحنفائی حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للتفتازانی فی الاصول" تالیف کیا۔[5]

ابن حماد شافعی (۸۳۳ھ۔۹۰۱ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ: حدیقۃ العارفین میں ہے کہ انہوں نے "المعجم اللامع شرح جمع الجوامع لمسائل الفروع" تالیف کی۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ جمع الجوامع للسبکی کی فروع پر کتاب ہے کہ متن سبکی کی فروع میں اس نام سے کوئی کتاب نہیں ہے بلکہ یہ کتاب اصول میں ہی ہے۔[7]

ابراہیم بن محمد القباقی شافعی (متوفی ۹۰۱ھ بعد)[8]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح جمع الجوامع للسبکی۔

۲۔ العقد المنضد فی شروط حمل المطلق علی المقید۔[9]

---

۱ خطیب زادہ محمد محی الدین بن تاج الدین ابراہیم بن الخطیب ۔۔۔ متوفی ۹۰۱ھ قسطنطنیہ میں وفات پائی۔

۲ حدیقۃ العارفین ۱/۲۱۸۔

۳ حدیقۃ العارفین ۱/۲۱۸، الضوء اللامع ۱۰/۳۰۔

۴ مولانا بن عبداللہ الحنفائی حنفی مولانا زادہ۔

۵ حدیقۃ العارفین ۱/۱۵۲۔

۶ ابو البقاء محمد الدین محمد بن برہان الدین ابراہیم بن عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمن بن ابراہیم ۔۔۔ المقریزی الدمری۔

۷ حدیقۃ العارفین ۱/۳۸، محمد بن سلیمان ۱/۴۵ (۴۰)۔

۸ ابراہیم بن محمد بن خلیل بن ابوبکر قباقی برہان الدین المصلی شافعی۔

۹ کشف الظنون ۱/۵۹۲، حدیقۃ العارفین ۱/۵۰

محمد بن کمال الدین حنفی (متوفی ۹۰۱ھ)[1]

(ابی) میں قاضی العسکر تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "تعلیقة علی المقدمات الاربعة من التلویح فی الاصول" تالیف کیا۔[2]

احمد بن محمد القلقشندی مالکی (متوفی ۹۰۲ھ)[3]

فقیہ نحوی تھے۔ کثرت مطالعہ، تحصیل علم کی وجہ سے اپنے زمانے کے مالکی شیوخ میں شمار ہوتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "شرح تنقیح القرافی" تالیف کی۔[4]

محمد بن البشیر الزلی حنفی (۸۲۸ھ۔۹۰۳ھ)[5]

فقیہ، اصولی تھے۔ تدریسی و تصنیفی خدمات انجام دیں۔ ان کی تصانیف علوم عقلیہ و نقلیہ میں ہیں جو ان کے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تقریر علی حاشیة الجرجانی علی شرح المختصر ابن الحاجب فی الاصول" تالیف کی۔[6]

محمد بن المقدسی شافعی (۸۲۲ھ۔۹۰۵ھ)[7]

فقیہ، اصولی، محدث اور مفسر تھے۔ ۸۲۲ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ صاحب التحریر فی اصول الفقہ شیخ ابن ہمام (متوفی ۸۶۱ھ) سے ملاقات کی اور علمی استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ:

1. الدرر اللوامع بشرح جمع الجوامع للسبکی فی الاصول۔ حاجی خلیفہ نے اس شرح کے بارے میں لکھا:
"الدرر اللوامع، وهو شرح جمع الجوامع لكمال الدين محمد ابن الامير محمد المعروف بابن ابي شريف الحنفي"[8]
(الدرر اللوامع یہ جمع الجوامع کی شرح ہے جو کمال الدین محمد ابن امیر محمد معروف بہ ابن ابی شریف حنفی کی تالیف ہے)
2. شرح الارشاد للنووی فی الاصول۔
3. قطعة علی شرح المنهاج۔[9]

---

1. محمد بن مصطفی بن محمد القسطلانی حنفی۔
2. ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۲۔
3. احمد بن محمد القلقشندی ازہری متوفی ۹۰۲ھ۔
4. معجم المؤلفین ۱۰/۱۰۱ (۳۳۹)۔
5. محمد بن محمد بن خواجہ شمس الدین معروف بہ البشیر الزلی (۸۲۸ھ/۱۴۲۵ء۔۹۰۳ھ/۱۴۹۷ء)۔
6. الاعلام ۷/۳۱۔
7. شمس الدین ابو العالی محمد بن ناصر الدین بن ابی بکر بن ابی شریف المقدسی (۸۲۲ھ/۱۴۱۹ء۔۹۰۵ھ/۱۴۹۹ء)۔ بیت المقدس میں ولادت اور قاہرہ میں
8. کشف الظنون ۱/۲۹، ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۲، معجم المؤلفین ۱۰/۳۳۹۔

احمد ابن المنیر ی شافعی (۸۲۹ھ۔۹۰۵ھ)[1]

فقیہ، اصولی، ادیب اور شاعر تھے۔ فقہ واصول کی تعلیم خاص طور پر جمال الدین حنفی سے حاصل کی۔ ان سے جمع الجوامع پڑھی اس کی شرح کا درس لیا اور شرح المختصر کو بھی حواشی اور "شرح المنهاج الاصلی للاسنوی" ان سے تعلیم و تفہیم حاصل کی۔ کئی شیوخ نے ان کو تدریس، افتاء کی اجازت عطا کی۔ بحیثیت قاضی کی حیثیت سے خدمات انجام دیں۔ آپ سے علم حدیث کے بہت سے فضلاء مستفید ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوريقة في الاصول لابن جماعة، عزالدین، اور کتاب "الضوء اللامع" میں اس کو ذکر کیا ہے۔ الوريقة في اصول الفقه لعز ابن جماعة۔

۲۔ منظومة في اصول الفقه۔[2]

خالد الازہری شافعی (۸۳۸ھ۔۹۰۵ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "الثمار الوانع شرح جمع الجوامع للسبکی" تالیف کی۔ اس کتاب میں مکمل کر لیا تھا اس کتاب کے کئی مقامات پر نسخے موجود ہیں۔[4]

محمد بن حقی الدین البابکی شافعی (۸۳۴ھ۔۹۰۶ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی التلویح للتفتازانی تالیف کی۔[6]

یوسف بن حسین الکرماستی رومی حنفی (۹۰۶ھ یا ۸۹۹ھ)

ان کے بارے میں ان کی تاریخ وفات ۸۹۹ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

احمد الشعراوی (متوفی ۹۰۷ھ)[7]

فقیہ نحوی، مقری، علم الکلام و فلسفہ میں ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : شذرات الذہب میں ان کے بیٹے عبدالوہاب کا یہ بیان نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے

---

[1] ابوالفضل شہاب الدین احمد بن صدقہ بن احمد بن حسین بن عبداللہ بن محمد بن محمد الاسکندری الحنفی ثم الشافعی المالکی المعروف بالمنیر (۷۶۹ھ/۱۳۶۷ء) حدیقۃ العارفین ۵/ ۱۳۷، علم الاصولیین ۱/ ۱۳۳۔۱۳۲ (۵۹)، الضوء اللامع لاہل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبدالرحمن ۱/ ۳۱۶۔۳۱۹ ط بیروت، الندی ۱۳۵۳ھ۔

[2] خالد بن عبداللہ بن ابوبکر بن محمد زین الدین الجرجاوی الازہری المصری (۸۳۸ھ/۱۴۳۴ء) مصر میں پیدا ہوئے۔

[3] شذرات الذہب ۸/ ۲۰۶، علم الاصولیین ۲/ ۸۰۷ (۳۲۲)۔

[4] محمد بن محمد بن علی الدین عبدالرحمن بن محمد بن عبدالسلام البابکی الصوفی المصری ازہری۔

[5] حدیقۃ العارفین ۶/ ۲۲۳۔

[6] شہاب الدین احمد بن علی کاشغر ہروی متوفی ۱۵۰۱ء مصر واپس ہوئے۔

[illegible] عدة مؤلفات في الحديث والنحو والاصول والمعاني والبيان وبهت كتبها فلم يتم، وقال الشاهانة للاعلما ان ينسبها الناس الينا ام لا[1]۔

انہوں نے حدیث، نحو، اصول، معانی، بیان میں کئی کتب تالیف کی تھیں مگر وہ سب کی سب پریشان کر دیں، انہوں نے ان کو مکمل نہیں کیا اور کہا کہ ہم نے ان (کتب) کو اس لئے تالیف کیا تھا کہ ہم پر اس سے کوئی طرح (الزام) نہ آئے (کہ لوگ اس علم سے منسوب کریں یا نہ کریں)

[illegible] شافعی (۸۳۰ھ۔۹۰۷ھ)[2]

[illegible] کے حاشیہ میں مذکور ہے:

[illegible] واسع في العلوم العقلية ومشاركا في العلوم الشريعة تصانيفه دلت على انه البحر بلا منازع"

[illegible] علوم شریعہ میں انہیں وسیع علم تھا۔ ان کی تصانیف بلاشبہ ان کے بحر بے انتہا ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔)

[illegible] ان کے علم سے استفادہ کیا۔

[illegible] انہوں نے "حواش على شرح المختصر العضد في الاصول" تالیف کیا۔[3]

[illegible] الله بن افضل حنفی (متوفی ۹۰۸ھ)[4]

[illegible] کے قسطنطنیہ فتح کرنے کے بعد وہاں کے پہلے قاضی بننے کا شرف حاصل کیا۔ مدرسی خدمات [illegible] انتقال کے وقت وہاں کے مفتی تھے۔

[illegible] انہوں نے حواش على حاشيه السيد على شرح مختصر ابن الحاجب للعضد تالیف [illegible] الخلدون میں ہے" وهي مقبولة متداولة" (ان کے حواشی اہل علم کے یہاں مقبول اور متداول ہیں) [illegible] جن میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[5]

[illegible] الدین السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)[6]

[illegible] حافظ، مؤرخ، ادیب، مفسر، محدث، فقیہ اصولی، بلاغی، لغوی اور منطقی تھے ان کے علاوہ بھی دیگر کئی علوم [illegible] میں رکھتے تھے۔ اپنے زمانہ کے افاضل و اجلہ اساتذہ سے علم حاصل کیا چالیس برس کی عمر میں خلق خدا سے [illegible] اختیار کر کے تصنیف پر واقع وضعۃ المنیہ میں مقیم ہو گئے اور ان کی کثیر تعداد میں اسی زمانے کی تالیف ہیں۔ انتہا ہ

[illegible] ۳۳۸ھ/۱۹۱۹ء، ۸/۱۹۰ میں المشرقی تحریر ہے۔ [2] جلال الدین محمد بن احمد المحلی الصغیر (۷۹۱ھ۔۸۶۴ھ)۔
[illegible] ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶

امراء ان کی زیارت کرنے آتے اور اموال وصدایا پیش کرتے مگر وہ قبول نہ کرتے۔ سلطان نے انہیں کئی مرتبہ مکروہ ان کے پاس بھیجا مگر انہوں نے ہدایا قبول نہ کیے اس حالت وکیفیت میں رہتے ہوئے انتقال فرمایا۔ آپ مؤلفات میں سے ہیں طبقات الاصولیین بھی انہیں کی تالیف ہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ جزیل المواهب فی اختلاف المذاهب۔ اس کتاب کے نسخے کئی مقامات پر موجود ہیں۔

۲۔ الکوکب الساطع نظم جمع الجوامع[1]۔ یہ کتاب قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔

۳۔ شرح الکوکب الساطع[2] القاهریه (۱۰۲۹ھ) اور جامعه ام القری (۲۰۰۲ھ) میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۴۔ تقریر الاستاد فی تفسیر الاجتهاد[3]

۵۔ الرد الی من اخلد الی الارض وجهل ان الاجتهاد فی کل عصر فرض۔ یہ کتاب ۱۳۲۵ھ میں چھپ چکی ہے۔[4]

۶۔ النکت اللوامع علی المحصول والمنهاج وجمع الجوامع۔[5]

۷۔ ارشاد المهتدین الی نصرة المجتهدین۔ اس کتاب میں انہوں نے اجتہاد مطلق کی شرائط بیان کی ہیں۔

۸۔ همع الهوامع فی شرح جمع الجوامع۔[6]

الیار حصاری حنفی (متوفی ۹۱۱ھ)[7]

احنیوں کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التوضیح" تالیف کیا۔[8]

محمد بن مصلح الدین البالیکسری (متوفی ۹۱۱ھ)[9]

عسکر روم میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تعلیقه علی مقدمات التوضیح للمحقق التفتازانی فی الاصول" تالیف کیا۔[10]

---

۱ کشف الظنون ۲/ ۱۰۹۶، ہدیۃ العارفین ۵/ ۵۳۷، معجم المؤلفین ۱۳/ ۲۵۰، الاعلام للزرکلی ۶/ ۲۰۷، (۳۲۳)۔

۲ کشف الظنون ۱/ ۵۹۷۔

۳ معجم المؤلفین ۲/ ۲۷۶، (۳۲۳)۔

۴ کشف الظنون ۱/ ۶۷۔

۵ مصلح الدین مصطفی بن محمد الدین الیار حصاری رومی۔

۶ محمد بن مصلح الدین مصطفی بن فتاح حسن البالکسری۔

۷ ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۲۵۔

۸ کشف الظنون ۱/ ۴۹۲۔

۹ کشف الظنون ۲/ ۱۰۹۶، ہدیۃ العارفین ۵/ ۵۳۷۔

۱۰ ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۲۳۔

بن الکبیر فی بالکل (۸۳۶ھ۔۹۱۲ھ)[1]

نام و نسب: تعلیم حاصل کی۔ اصول فقہ کی تعلیم علاء الحصنی سے حاصل کی، جامع طولون، جو ہر وقت بالکل زندگی کا فریضہ انجام دیتے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح اللمع لابی اسحاق الشیرازی" تالیف کی۔[2]

عبدالوہاب بن زیدی (۸۴۳ھ۔۹۱۴ھ)[3]

ان کے والد علامہ اور زبردست عالموں میں سے تھے۔ صنعاء کے شیوخ سے تعلیم پائی، اصول، لغت عربیہ، حدیث، تفسیر اور دوسرے فنون سیکھے۔ ان میں کمال حاصل کیا یہاں تک کہ اپنے زمانے کے مرجع بن گئے، درس بھی تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: الفصول الفلونیہ فی اصول فقہ الصفۃ الزبیدیہ

اول: "بعد الحمد والصلاۃ: وبعد فہذہ نخب مستطرفۃ من اقوال العلماء"

آخر: وفیما ذکرنا فیہا ارشاد الی عالم بذکر واللہ اعلم"

ان کتاب کے مختلف کتب خانوں میں نسخے موجود ہیں، دار الکتب المصریہ میں (۲۵۵۰۰) ب (۲۲۲۱۰) میں بھی موجود ہے۔[4]

برہان الدین الحجازی شافعی (۹۱۶ھ بعد زندہ تھے)[5]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ الدراکات الوردفات فی الاصول۔

۲۔ مدارک الاصول شرح منہاج الوصول للبیضاوی، اس کی تالیف سے ۹۱۶ھ میں فراغت پائی۔[6]

ظہیر الدین عطیہ السعد (متوفی ۹۱۶ھ)[7]

تیس برس تک حرات میں قاضی رہے اور وہاں کے رئیس العلماء تھے۔ شاہ اسماعیل بن میر الصفوی جب حرات آیا تو انہوں نے بھی دار الامارہ میں اس کا استقبال کیا لیکن حاسدین نے ان کے خلاف شاہ سے چغلی کھائی جس کی بناء پر ۹۱۶ھ میں حرات کے علماء کی ایک جماعت سمیت شاہ کے حکم پر قتل کروا دیے گئے۔

---

[1] علی بن شعیب بن نصر الکبیر ی القاہری (۸۳۶ھ۔۹۱۲ھ) قاہرہ میں وفات پائی۔

[2] کشف الظنون ۳/۲۰، معجم الاصولیین ۲/۱۲۶ (۳۹۱)۔

[3] عبدالوہاب بن ابراہیم بن محمد بن عبداللہ بن العلامہ کمال بن ابراہیم الوزیری (۸۴۳ھ۔۹۱۴ھ)۔

[4] ہدیۃ العارفین ۵/۲۵۰، میں ان کی تاریخ وفات ۹۹۵ھ لکھی ہے، معجم الاصولیین ۱/۵۹، ۵۸ (۳۱)۔

[5] برہان الدین ابو الحسن علی بن ابراہیم المکی الیمانی الحجازی۔ [6] ایضاح المکنون ۲/۴۵۳، ہدیۃ العارفین ۵/۴۱۰۔

[7] ضیاء الدین احمد بن یحیی بن محمد بن سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی الہروی، عہد السعد التفتازانی (متوفی ۹۱۶ھ)۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔[1]

عبدالبر ابن الشحنہ حنفی (۸۵۱ھ۔۹۲۱ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور دیگر علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ قاہرہ آ کر متعدد شیوخ سے علوم سیکھے۔ مدرس و قاضی کی خدمات انجام دیں۔ حلب و قاہرہ کے قاضی رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح جمع الجوامع للسبکی فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[3]

قوام الدین شیرازی حنفی (متوفی ۹۲۲ھ)[4]

بروسہ میں مدرسہ سلطانیہ میں مدرس رہے اور بغداد میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للتفتازانی فی الاصول" تالیف کیا۔[5]

ابن ابی شریف المقدسی شافعی (۸۴۸ھ۔۹۲۳ھ)[6]

کبار شافعی فقیہ تھے۔ اصول فقہ کی تعلیم شیخ جلال الدین محلی (متوفی ۸۹۴ھ) شارح جمع الجوامع اور الورقات سے حاصل کی۔ شرح جمع الجوامع خاص طور پر ان سے پڑھی۔ ۹۰۶ھ میں مصر میں قاضی بنائے گئے۔ حج کے موقع پر وہاں سے استفادہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "نظم لقطہ العجلان" للزرکشی۔

۲۔ "نظم الورقات" لامام الحرمین۔[7]

الدواد الجونپوری حنفی (متوفی ۹۲۳ھ یا ۹۳۲ھ)[8]

ہند کے مشہور فاضل علماء میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح اصول البزدوی۔

۲۔ حاشیہ علی اصول الشاشی المسمی "فصول الغوامض" مختلف مکتبوں میں اس کتاب کے مخطوطے موجود ہیں۔ مکتبہ راجستھان ٹونک ہند میں ۷۸۹ھ (بت ۸۸۳) اور ۷۹۷ھ اور ۷۹۸ھ میں لکھی ہوئی نسخے موجود ہیں۔

---

[1] معجم المصنفین ۱/۳۳۶، ۳۳۵ (۱۸۸)۔ [2] البرکات سری الدین عبدالبر بن محمد بن محمود بن الشحنہ الحلبی (۸۵۱ھ۔۹۲۱ھ) حلب میں ولادت پائی۔

[3] کشف الظنون ۱/۵۹۲ ہدیۃ العارفین ۵/۳۸۸ معجم المصنفین ۲/۱۵۳ (۱۳۱۱)۔

[4] قوام الدین یوسف بن حسن الحسین شیرازی رومی حنفی۔ [5] ہدیۃ العارفین ۶/۵۳۶۔

[6] ابواسحاق برہان الدین ابراہیم بن محمد بن ابوبکر بن علی بن ایوب المصری المقدسی الشافعی، ابن ابی شریف (۸۴۸ھ۔۹۲۳ھ) القدس میں ولادت اور قاہرہ میں وفات پائی۔

[7] معجم المصنفین ۱/۵۵۵ (۳۸۱)۔

[8] قاضی عبدالمقتدر بن عبدالحق الجونپوری الحنفی متوفی ۹۱۶ھ ہند میں ولادت ہوئی۔

عبداللہ بکیر الحضرمی شافعی (متوفی ۹۲۵ھ)[1]

تصنیفات

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "الدرر اللوامع فی نظم جمع الجوامع" تصنیف کی۔[2]

شیخ سلام زکریا الانصاری ظاہری شافعی (۸۲۶ھ۔۹۲۶ھ)[3]

یہ اصول، تصوف، منطق، جدل، فرائض، تفسیر، تجوید، حدیث اور دیگر علوم وفنون کے عالم تھے۔ شیخ ابن امام جامع الازہر آپ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ شیخ نے آپ کے علم سے استفادہ کیا آپ علوم وفنون پر بہت سی کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ لب الاصول : یہ کتاب ابن السبکی کی جمع الجوامع کا اختصار ہے۔

۲۔ غایۃ الوصول شرح لب الاصول : یہ کتاب اور شرح دونوں مطبعہ الحلبی سے ۱۳۶۰ھ میں چھپ چکی ہیں۔ اس پر محمد الجوہری کا حاشیہ ہے۔ عبداللہ محمد الامام الصالح نے اس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور ۱۴۰۳ھ۔۱۴۰۴ھ میں جامعہ ام القریٰ سے ایم اے کی شہادت حاصل کی۔

۳۔ فتح الرحمن علی متن لقطۃ العجلان : عبدالرحمن الزرکشی۔ یہ کتاب مطبعہ المیمنیہ قاہرہ سے ۱۳۲۸ھ میں چھپ چکی ہے اور کتاب کے حاشیہ پر شیخ یاسین کا حاشیہ ہے جو شرح نظم ورقات پر ہے۔

۴۔ حاشیہ علی التلویح : یہ حاشیہ ۱۹۹۲ء میں مصر سے چھپ چکا ہے۔

۵۔ حاشیہ علی شرح جمع الجوامع "النجوم الطوالع فی ابراز دقائق شرح جمع الجوامع" مصر، تونس، مکہ، رباط، حلب وغیرہ کے کتبخانوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۶۔ حدود الالفاظ المتداولۃ فی اصول الفقہ والدین : یہ کتاب عبدالغفور یزدانی کی تحقیق سے چھپ چکی ہے۔

۷۔ مجموع السئول لفک الفاظ نبذۃ الاصول : یہ کتاب "نبذۃ الاصول" کی شرح ہے۔ دارالکتب المصریہ میں (۴۰۱) کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔

۸۔ شرح المنہاج للبیضاوی : مکتبہ الاحمدیہ حلب میں (۴۰) کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔[4]

---

[1] معجم المؤلفین ۶/۱۰۰۔ [2] ایضاح المکنون ۳/۴۸۸، ہدیۃ العارفین ۱/۵۱۰۔

[3] ابن امین حافظ قاضی القضاۃ زکریا بن محمد بن احمد زکریا الانصاری (۸۲۳ھ۔۹۲۵ھ) تاریخ ولادت ۸۲۳ھ یا ۸۲۴ھ تاریخ وفات ۹۲۵ھ سنہ کی بتائی جاتی ہے۔ قاہرہ میں وفات پائی۔

[4] کشف الظنون ۲/۱۸۸۱، ہدیۃ العارفین ۱/۵۳۰، معجم المؤلفین ۳/۹۶۸، معجم المؤلفین ۶/۱۰۰، (۳۳۵)۔

جلال الدین مصری مالکی (متوفی ۹۲۶ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الرسالۃ۔

۲۔ شرح منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل لابن الحاجب۔[2]

محمد بن محمد البرکلی حنفی (متوفی ۹۶۰ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی تلویح التفتازانی فی الاصول تالیف کیا۔[4]

حکیم شاہ القزوینی حنفی (متوفی ۹۲۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مدار الفحول فی شرح مدار الاصول" تالیف کی۔[6]

احمد الشماخی اباضی (متوفی ۹۲۸ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "مختصر العدل والانصاف" شمس الدین ابی یعقوب الوارجلانی الوانغی ... کے نام سے مختصر ہے فی اصول الفقہ۔ بھی کہا جاتا ہے۔

۲۔ شرح مختصر العدل والانصاف ... کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں (۳۵۹۷ ... موجود ہے۔[8]

الیاس المروی (۸۳۹ھ۔۹۲۹ھ)[9]

عمان کے بڑے شیوخ سے ماہر عالم تھے۔ ان میں سے بارہ بڑے مدارس تھے، متعدد کتابوں کے مصنف

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب حواشی علی حاشیہ العضد للسید الشریف علی مختصر الحاجب تالیف کی۔[10]

حسن الزبیر العلوی الحسنی الیمنی (۸۷۲ھ۔۹۲۹ھ)[11]

فقیہ اصولی تھے۔

---

۱ جلال الدین محمد بن احمد المصری۔ ۲ ھدیۃ العارفین ۲/۳۸۸۔

۳ محمد بن محمد بن محمد بن محمد بن علی البرکلی الحنفی۔ ۴ ھدیۃ العارفین ۲/۳۲۹۔

۵ محمد بن میاز شاہ بن محمد القزوینی۔ ۶ ھدیۃ العارفین ۲/۳۲۹۔

۷ احمد بن سعید بن عبد الواحد الشماخی الیمنی اصل نفوسے کے شہر یفرن میں پیدا ہوئے ... ۸ تکملہ اصلیین ۱۸۲/۲۳۱۔

۹ الیاس بن یوسف بن موسیٰ بن عیسیٰ ... ۱۰ ھدیۃ العارفین ۲/۳۲۶ شرح ان کا نام الیاس بن ... ۱۱ حسن بن محمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن الحسنی الیمنی (۸۷۲ھ/۱۴۶۷ء) شرح ... تکملہ اصلیین ۱/۲۰۸، ۲۳۳)۔

...ات الاصول : والقسطاس المنقول شرح منهاج العقول فی علم الاصول"

...ل ابو بندی حنفی (متوفی ۹۳۲ھ)[1]

...ہ حنفی اور مدرس تھے۔ حدیث، مناظرہ، حساب، فقہ، اصول وغیرہ میں کتب تصنیف کیں۔

...ات الاصول :

۱۔ شرح منار الانوار للنسفی یہ کتاب مکتبہ محمود پاشا (یوسف آغا) ۱۸۲ کے تحت موجود ہے۔

۲۔ شرح زبدۃ الاصول یہ کتاب نور عثمانیہ ۱۳۳۵ کے تحت موجود ہے۔[2]

...ین حسن العاملی امامی (متوفی ۹۳۳ھ)[3]

...ات الاصول : انہوں نے کتاب "العمدۃ الجلیلۃ فی الاصول الفقہیہ" تالیف کی۔[4]

...ن کمال پاشا (متوفی ۹۴۰ھ)

...ن کے والد احمد دولت عثمانیہ میں سے تھے۔ اس لئے ان کی پرورش بڑی شان وشوکت میں ہوئی۔ مولی صلح الدین سنوبی، مولی خطیب زادہ، اور مولی معروف زادہ جیسے اہل فضل اور پائے کے علماء سے علم حاصل کیا۔ کئی مدارس میں ...ی، دارون کے قاضی اور قسطنطنیہ کے مفتی رہے۔ مختلف علوم میں آپ کی تصانیف ہیں۔ "الطبقات السبعہ" کے ...ولی عربی فارسی اور ترکی زبانوں میں کتب تالیف کیں مختلف فنون میں تین سو سے زائد رسائل لکھے۔

...ات الاصول : معظم الاصولیین میں آپ کی کتب اس طرح مذکور ہیں

۱۔ "حواش علی اوائل التلویح" للتفتازانی . اولہ قال : وهو فی اللغة اسم للمكتوب . الول : خلف المشهور

۲۔ نظم التنقیح لصدر الشریعہ۔

صاحب کشف الظنون نے کہا :

"ذكر انه اصلح مواقع الطعن صرح فيه الجارح واشار الى مادفع له من المشهور والشاذ ومامرض له فی شرحه من الخطا والتغافل واراد وجه فوائد ملتقطة من الكتب . ثم شرح هذا التحرير وفرغ منه فی شعبان ۹۳۱ اس کتاب میں ولیکن الناس لمویلتفتوا الی ماقلته والاصل باق علی رواجه والفرع علی الفول فی كساده"۔

اپنی یہ کہا ہے کہ انہوں نے ان مواقع کے جواب دیئے ہیں جہاں ناقد نے اعتراضات کئے تھے اور ان مقامات کی نشاندہی کی جہاں مصنف سے سہواً چوک ہوئی تھی اور ان کی شرح میں غلطی و تغافل سے پیدا واقع نہیں ہوا اور بہت سے

---

[1] کشف الظنون ۱/۳۹ (۱۳۵ ج ۲)۔ [2] عبد الباقی بن محمد حسین ابو بندی حنفی متوفی ۱۵۹۳ء۔

[3] کشف الظنون ۱/۱۸۶۳ ہدیۃ العارفین ۵/۵۵۶، معجم مصنفین ۱۳/۱۳۱ (۱۳۲ ج ۲)۔

[4] یہ حسن بن جعفر بن حسن بن احمد بن حسن العاملی الکرکی متوفی ۱۵۶۵ء شام کے شہر کرک کی نسبت سے "کرکی" کہلاتے ہیں۔

[5] ہدیۃ العارفین ۱/۳۸۸، الذریعہ ۳/۱۰، معجم مصنفین ۱۳/۳۹ (۴۰ ج ۲)۔

خاندان کتاب میں شامل کر دیتے گئے ہیں انہوں نے دعوی کیا ہے کہ یہ حاصل یہ تھا جس کا تذکرہ کشف الظنون میں ۱۰۵۷ھ میں خارج ہونے کے بعد تک ان کے اس کام کی طرف توجہ دلانے اور حاصل کی نشاندہی ہوئی ہے۔

(باقی آئندہ)

جب کہ الفوائد البہیہ میں اس طرح مذکور ہے

"وشرحه في الاصول مسماه بتغيير التنقيح وشرحه"

(اصول میں ایک شرح بنام تغییر التنقیح لکھا اور اس کی شرح بھی)[1]

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ صدر الشریعہ کی التنقیح سے متعلق پہلی کتاب ہے۔ التوضیح میں اس کا نام "شرح تغيير التنقيح وشرحه في الاصول" ہے۔

۳۔ شرح تغیر التنقیح

۴۔ رسالة في تحقيق الحماسة والملاحمة والتبر[2]

محمد بن ابراہیم التنائی مالکی (متوفی ۹۳۳ھ)[3]

ایک عرصہ تک منصب قضاء پر فائز رہنے کے بعد مستعفی ہو گئے اور تالیف و تصنیف میں مشغول ہو گئے۔ ان کی کتابوں کے مصنف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشية على شرح المحلي على جمع الجوامع في الاصول" تالیف کیا۔[4]

احمد القرمی (متوفی ۹۳۳ھ)[5]

سلطان مراد خان کے عہد میں جب بادشاہ نے مدرسہ کی بجائے سلطان محمد خان کے دور میں تنظیم کی بہت تعظیم کرتے اور ان کی بات کو مانتا تھا۔ علمی تابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ: حواش على التلويح

آغاز یوں ہوتا ہے: "قال الحمد لله قد جرت عادة المؤلفين الخ" اس کتاب کے کئی نسخے موجود ہیں۔[6]

---

[1] ابن کمال پاشا شمس الدین احمد بن سلیمان رومی متوفی ۹۳۳ھ نے تنقیح میں وفات پائی۔

[2] کشف الظنون ۱: ۳۹۹، ہدیۃ العارفین ۵: ۱۳۲، الطبقات السنیہ ۱: ۳۹۹، ۴۱ (۱۵۶)، الفوائد البہیہ ص ۱۳۲، الرسالۃ المستطرفہ ۲: ۱۲۵ (۸۶)۔

[3] محمد بن ابراہیم شمس الدین التنائی متوفی ۹۳۳ھ۔

[4] الفتح المبین ۲: ۱۳۰۔

[5] احمد بن عبداللہ القرمی متوفی ۹۳۳ھ نے تنقیح میں وفات پائی۔

[6] الطبقات السنیہ ۱: ۳۹۹، ۴۰۰، یہاں ان کی شرح کا ذکر ہے۔ الفوائد البہیہ ص ۱۳۵، الفتح المبین ۲: ۱۳۰، کشف الظنون ۱: ۴۰۰۔

ابراہیم شیخ زادہ اماسی (متوفی ۹۴۴ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب نظم الفرائد و جمع الفوائد علی الاصول تالیف کی۔[2]

ابراہیم بن علی شافعی (۸۷۳ھ-۹۴۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تیسیر الوصول الی جامع الاصول" تالیف کی۔[4]

حبیب اللہ طباطبا میر زا جان شیرازی شافعی (متوفی ۹۴۴ھ)[5]

وقت کے فقہاء و مجتہدین کا یہ عام طریقہ کار اس کثرت سے اظہار کرتے تھے، شروح و حواشی سے لے کر متون تک مطالعہ میں مشغول رہتے اور یہ مشاہدہ کرتے کہ کس انداز سے جس کی وجہ سے وہ کتاب کی تہہ تک پہنچ کر اس کی تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: صاحب تحفۃ الاصولیین نے ان سے متعلق متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے نقل کیا ہے:

قول (۱) حاشیہ علی شرح العضد لمختصر المنتہی لابن الحاجب (اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شرح ہے کتاب کی جس کا نام "الورود والنقود" ہے اور روضات الجنات میں ہے۔ "وله كتاب" الورود والنقود" المعروف الذي علقه على شرح المختصر العضدي" (اور ان کی کتاب الورود والنقود ہے جو شرح المختصر العضدی، یعنی عضدیہ سے مشہور ہے۔)

قول (۲) حاشیة علی شرح المختصر للعضد لمیرزا جان حبیب اللہ متوفی ۹۴۳ھ۔

قول (۳) حاشیه علی حاشیه السید علی شرح العضد۔

قول (۴) حاشیہ علی شرح مختصر المنتہی للسید الشریف لمیرزا جان حبیب اللہ الشیرازی (متوفی ۹۴۴ھ)۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے صاحب تحفۃ الاصولیین نے کہا: سید شریف کی مختصر المنتہی پر شرح نہیں ہے بلکہ ان کا شیخ ہے جو شرح العضد لمختصر المنتہی پر ہے۔

قول (۵) حاشیہ علی شرح مختصر المنتہی العضدی لحبیب اللہ میرزا جان الشیرازی (ت ۹۴۴ھ)۔

قول (۶) حاشیہ العلامہ میرزا جان حبیب اللہ الشیرازی علی مختصر ابن الحاجب فی اصول الفقہ

قول (۷) معجم المؤلفین میں ہے: "حبیب اللہ میرزا جان الشیرازی (متوفی ۹۴۴ھ-۱۵۳۷ء) من تصانیفه: حاشیه علی شرح عضد الدین الایجی لمنتهی السؤل والامل فی علمی الاصول والجدل"۔

---

[1] ابراہیم بن علی اماسی رومی شیخ زادہ۔ [2] ایضاح المکنون ۲/۱۵۹۔

[3] ابو اسحاق برہان الدین ابراہیم بن علی بن عبد الرحمن بن علی بن محمد بن یوسف الکرمانی المصری الحنفی۔

[4] ہدیۃ العارفین ۱/۵۰۔

[5] حبیب اللہ بن غیاث الشیرازی الاشعری متوفی ۹۳۷ھ دین کی ۲ دسمبر ۹۴۲ھ مطابق ۹۴۸ھ تک کی بیان کی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا اقوال میں مختلف طرح سے ان کی طرف نسبت کی گئی ہے لیکن راجح اقوال یہی ہیں کہ یہ کتاب ان کی ہے اور یہی قول مکمل دلائل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد صاحب نتائج الافکار نے اپنی تحقیق مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے۔

القول الصحیح "حاشیة علی شرح عضد الدین الایجی لمختصر منتهی السول الخ" ان عضد الدین لیس له شرح علی منتهی السول بل علی مختصر منتهی السول

(میں کہتا ہوں کہ ان تمام اقوال میں سے) صحیح بات یہ ہے کہ "حاشیہ علی شرح عضد الدین الایجی لمختصر منتهی السول الخ" ہے (کیونکہ عضد الدین ایجی کی منتهی السول پر کوئی شرح نہیں بلکہ مختصر منتهی السول پر ان کی شرح ہے)۔

ابو زید بیکڑ الاسفرائینی (۸۷۳ھ۔۹۴۵ھ)[1]

استاد ابو احمد الاسفرائینی کی نسل میں سے تھے جو ایک علمی گھرانہ تھا۔ ان حضرات میں ان کے والد گرامی نے مختلف فنون میں آپ کی عمدہ تعلیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔

اولہ: (بعد الحمد والصلوٰۃ) "لهذه تحقیقات بدیعة وتدقیقات منیعة للفاضل العلامة قطب الملة والدین"۔

اخرہ: "بالاستعداء علی تقدیر "ان" واستعارة "لو" لمعنی "حتی" "الا" "ان"۔

مختلف کتبوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[2]

حسین الاردبیلی (متوفی ۹۵۰ھ)[3]

مختلف علوم وفنون کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیة علی شرح العضد لمختصر ابن الحاجب۔

۲۔ حاشیہ علی حاشیة الجرجانی۔

۳۔ شرح تهذیب الاصول للعلامة الحلی۔[4]

---

[1] معجم المصنفین ۲/ ۳۸۔۳۹ (۲۵۸)۔

[2] صاحب ہدیۃ العارفین اسماعیل بن محمد امین بن میر سلیم الباباني الاسفرائینی (۱۲۳۹ھ۔۱۳۲۹ھ) خراسان میں ولادت اور سمرقند میں انتقال ہوا۔

[3] معجم المصنفین ۱/ ۲۰۱ (۳۲۰)۔

[4] حسین بن عبد الحق بن کمال الدین الاردبیلی الاصل ثم الحرقی ۱۵۴۳ء میں بدلیس میں ولادت ہوئی۔

[5] ہدیۃ العارفین ۵/ ۳۱۸، معجم المصنفین ۲/ ۶۶، ۱۵ (۳۴۹)۔

ابن حجر الہیتمی شافعی (متوفی ۹۵۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ المنهل في شرح المنهاج ۔ ۲۔ الدعو شرح اخر المنهاج [2]

ابن خطاب مالکی (۹۰۲ھ۔۹۵۴ھ)[3]

مالکی محقق، علوم عقلیہ و نقلیہ میں تبحر تھے۔ اپنے والد اور قاضی مدینہ محمد بن احمد السنباوی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی، درس و تصنیف میں جوان کے تبحر علمی پر دلالت کرتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "قرة العين شرح ورقات امام الحرمين في الاصول" تالیف کی۔ زیادہ تر محققین کی رائے ہے کہ اس کی تالیف ۹۲۵ھ میں قارئ ہوئے جو کہ غلط ہے۔[4]

ابن محمد الاجہوری شافعی (۹۰۰ھ۔۹۵۵ھ)[5]

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للمحلی فی الفروع" تالیف کیا۔[6]

بدر الدین عمیرہ شافعی (متوفی ۹۵۶ھ)[7]

درس و تدریس، افتاء کی خدمات انجام دیں ان کے زمانے میں مصر کی ریاست شافعیہ ان پر ختم ہوئی تھی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع" تالیف کیا۔ یہ حاشیہ اصول میں حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للمحلی کے الفاظ مذکور ہیں۔[8]

ابراہیم بن محمد الحلبی حنفی (متوفی ۹۵۶ھ)[9]

علوم عربیہ، حدیث اور صحیح فقہ حنفی میں امام تھے۔ فقہ و اصول میں یدطولیٰ رکھتے تھے مصر جا کر وہاں کے کبار علماء سے حدیث و تفسیر، اصول و فروع کا علم حاصل کیا، پھر روم تشریف لے گئے اور پھر قسطنطنیہ میں مقیم ہو گئے۔ علمی دقت میں ان کی کئی کتاب کا ہمسر نہیں ہو سکتا۔[10]

---

[1] ابو العباس شہاب الدین احمد بن علی بن جلال الدین محمد بن عبد الرحمٰن ابن حجر الہیتمی السعدی الانصاری المصری۔
[2] ہدیۃ العارفین ۵/۲۳۲۔
[3] ابو عبد اللہ محمد بن محمد الخطاب (۸۹۲ھ۔۹۵۴ھ) کے نام سے ۱۱ جمادی الاولیٰ ۹۵۴ھ طرابلس میں وفات پائی۔
[4] ہدیۃ العارفین ۲/۲۳۲، معجم المؤلفین ۳/۵۷۔
[5] شمس الدین محمد بن عبد اللہ بن محمد الاصفونی قطب الدین الاجہوری المصری میں وفات پائی۔ [6] ہدیۃ العارفین ۵/۸۱۰۔
[7] بدر الدین احمد بن ابی الخیر بن العمیری المتوفی ۹۵۷ھ۔
[8] ایضاح المکنون ۳/۲۶۶ میں تاریخ وفات ۹۵۶ھ لکھا ہے۔ الفتح المبین ۳/۲۷، معجم المؤلفین ۱/۹۸ (۳)۔
[9] ابراہیم بن محمد بن ابراہیم الحلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ۔
[10] عبقات الفقہ ۱/۲۵۱۔۲۵۷، معجم المؤلفین ۱/۵۲ (۲۶)۔

بہران الیمنی زیدی (متوفی ۹۵۷ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الکامل بسبیل الفصول فی علم الاصول" تالیف کی۔[2]

احمد ارہلی شافعی (متوفی ۹۵۷ھ)[3]

شیخ الاسلام زکریا انصاری (متوفی ۹۲۶ھ) صاحب غایۃ الوصول کے شاگرد تھے۔ انہی نے انہیں افتاء و تدریس کی اجازت دی اور اپنی زندگی اور وفات کے بعد کے سوالات ان کے سپرد کیے۔ انہی کی کتب کی تصحیح کی ذمہ داری دی۔ ارہلی مصر میں شیخ الاسلام کے عہدہ پر فائز ہوئے اور شرح الروض میں انہی نے شیخ الاسلام کی زندگی ہی میں چند مقامات کی تصحیح کی۔ ارہلی مصر میں علوم شرعیہ کی ریاست ان پر ختم ہوئی تھی۔ ان کا شمار بڑے علماء میں ہوتا ہے ان کے زمانے میں ہر چھوٹے بڑے نے آپ سے علمی استفادہ کیا۔ آپ کی کتابوں کے مصنف بھی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "غایۃ الوصول الی شرح ورقات الاصول" تالیف کی۔ اور اس کا اختتام ۹۵۷ھ میں فراغت پائی اس کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "الحمد للہ الذی رفع معالم دین الاسلام" کئی مقامات پر اس کے نسخے اب بھی موجود ہیں۔[4]

ابوعبداللہ اللقانی مالکی (۸۷۳ھ۔ ۹۵۸ھ)[5]

محقق نظار اور اصولی تھے۔ ریاست علم و استفتاء ان کے زمانے میں ان پر ختم ہوئی تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع للمحلی فی الاصول" تالیف کی۔[6]

ابوبکر تقی الدین المقدسی شافعی (متوفی ۹۶۰ھ)[7]

مختلف فنون پر اور بالخصوص اصول فقہ میں مہارت رکھتے تھے اسی لئے شیخ ابوبکر اصولی کے نام سے مشہور ہوئے ہے اپنے والد سے علم حاصل کیا پھر دمشق آکر جمال غزی سے شرح جمع الجوامع للمحلی پڑھی۔[8]

قبیہ حسام حنفی (متوفی ۹۶۰ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔[10]

---

[1] محمد بن یحیی محمد بن احمد بن موسیٰ بن احمد بہران الصعدی الیمنی الزیدی۔
[2] ھدیۃ العارفین ۶/۲۲۳۔
[3] احمد شہاب الدین ابن نزیل المصری الانصاری متوفی ۱۰۵۲ھ۔
[4] کشف الظنون ۲/۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰۰، ۲۰۰۱، ۲۰۰۲، ۲۰۰۳، ۲۰۰۴، ۲۰۰۵، ۲۰۰۶، ۲۰۰۷، ۲۰۰۸، ۲۰۰۹، ۲۰۱۰، ۲۰۱۱، ۲۰۱۲، ۲۰۱۳، ۲۰۱۴، ۲۰۱۵، ۲۰۱۶، ۲۰۱۷، ۲۰۱۸، ۲۰۱۹، ۲۰۲۰، ۲۰۲۱، ۲۰۲۲، ۲۰۲۳، ۲۰۲۴، ۲۰۲۵، ۲۰۲۶، ۲۰۲۷، ۲۰۲۸، ۲۰۲۹، ۲۰۳۰، ۲۰۳۱، ۲۰۳۲، ۲۰۳۳، ۲۰۳۴، ۲۰۳۵، ۲۰۳۶، ۲۰۳۷، ۲۰۳۸، ۲۰۳۹، ۲۰۴۰، ۲۰۴۱، ۲۰۴۲، ۲۰۴۳، ۲۰۴۴، ۲۰۴۵، ۲۰۴۶، ۲۰۴۷، ۲۰۴۸، ۲۰۴۹، ۲۰۵۰، ۲۰۵۱، ۲۰۵۲، ۲۰۵۳، ۲۰۵۴، ۲۰۵۵، ۲۰۵۶، ۲۰۵۷، ۲۰۵۸، ۲۰۵۹، ۲۰۶۰، ۲۰۶۱، ۲۰۶۲، ۲۰۶۳، ۲۰۶۴، ۲۰۶۵، ۲۰۶۶، ۲۰۶۷، ۲۰۶۸، ۲۰۶۹، ۲۰۷۰، ۲۰۷۱، ۲۰۷۲، ۲۰۷۳، ۲۰۷۴، ۲۰۷۵، ۲۰۷۶، ۲۰۷۷، ۲۰۷۸، ۲۰۷۹، ۲۰۸۰، ۲۰۸۱، ۲۰۸۲، ۲۰۸۳، ۲۰۸۴، ۲۰۸۵، ۲۰۸۶، ۲۰۸۷، ۲۰۸۸، ۲۰۸۹، ۲۰۹۰، ۲۰۹۱، ۲۰۹۲، ۲۰۹۳، ۲۰۹۴، ۲۰۹۵، ۲۰۹۶، ۲۰۹۷، ۲۰۹۸، ۲۰۹۹، ۲۱۰۰، ۲۱۰۱، ۲۱۰۲، ۲۱۰۳، ۲۱۰۴، ۲۱۰۵، ۲۱۰۶، ۲۱۰۷، ۲۱۰۸، ۲۱۰۹، ۲۱۱۰، ۲۱۱۱، ۲۱۱۲، ۲۱۱۳، ۲۱۱۴، ۲۱۱۵، ۲۱۱۶، ۲۱۱۷، ۲۱۱۸، ۲۱۱۹، ۲۱۲۰، ۲۱۲۱، ۲۱۲۲، ۲۱۲۳، ۲۱۲۴، ۲۱۲۵، ۲۱۲۶، ۲۱۲۷، ۲۱۲۸، ۲۱۲۹، ۲۱۳۰، ۲۱۳۱، ۲۱۳۲، ۲۱۳۳، ۲۱۳۴، ۲۱۳۵، ۲۱۳۶، ۲۱۳۷، ۲۱۳۸، ۲۱۳۹، ۲۱۴۰، ۲۱۴۱، ۲۱۴۲، ۲۱۴۳، ۲۱۴۴، ۲۱۴۵، ۲۱۴۶، ۲۱۴۷، ۲۱۴۸، ۲۱۴۹، ۲۱۵۰، ۲۱۵۱، ۲۱۵۲، ۲۱۵۳، ۲۱۵۴، ۲۱۵۵، ۲۱۵۶، ۲۱۵۷، ۲۱۵۸، ۲۱۵۹، ۲۱۶۰، ۲۱۶۱، ۲۱۶۲، ۲۱۶۳، ۲۱۶۴، ۲۱۶۵، ۲۱۶۶، ۲۱۶۷، ۲۱۶۸، ۲۱۶۹، ۲۱۷۰، ۲۱۷۱، ۲۱۷۲، ۲۱۷۳، ۲۱۷۴، ۲۱۷۵، ۲۱۷۶، ۲۱۷۷، ۲۱۷۸، ۲۱۷۹، ۲۱۸۰، ۲۱۸۱، ۲۱۸۲، ۲۱۸۳، ۲۱۸۴، ۲۱۸۵، ۲۱۸۶، ۲۱۸۷، ۲۱۸۸، ۲۱۸۹، ۲۱۹۰، ۲۱۹۱، ۲۱۹۲، ۲۱۹۳، ۲۱۹۴، ۲۱۹۵، ۲۱۹۶، ۲۱۹۷، ۲۱۹۸، ۲۱۹۹، ۲۲۰۰، ۲۲۰۱، ۲۲۰۲، ۲۲۰۳، ۲۲۰۴، ۲۲۰۵، ۲۲۰۶، ۲۲۰۷، ۲۲۰۸، ۲۲۰۹، ۲۲۱۰، ۲۲۱۱، ۲۲۱۲، ۲۲۱۳، ۲۲۱۴، ۲۲۱۵، ۲۲۱۶، ۲۲۱۷، ۲۲۱۸، ۲۲۱۹، ۲۲۲۰، ۲۲۲۱، ۲۲۲۲، ۲۲۲۳، ۲۲۲۴، ۲۲۲۵، ۲۲۲۶، ۲۲۲۷، ۲۲۲۸، ۲۲۲۹، ۲۲۳۰، ۲۲۳۱، ۲۲۳۲، ۲۲۳۳، ۲۲۳۴، ۲۲۳۵، ۲۲۳۶، ۲۲۳۷، ۲۲۳۸، ۲۲۳۹، ۲۲۴۰، ۲۲۴۱، ۲۲۴۲، ۲۲۴۳، ۲۲۴۴، ۲۲۴۵، ۲۲۴۶، ۲۲۴۷، ۲۲۴۸، ۲۲۴۹، ۲۲۵۰، ۲۲۵۱، ۲۲۵۲، ۲۲۵۳، ۲۲۵۴، ۲۲۵۵، ۲۲۵۶، ۲۲۵۷، ۲۲۵۸، ۲۲۵۹، ۲۲۶۰، ۲۲۶۱، ۲۲۶۲، ۲۲۶۳، ۲۲۶۴، ۲۲۶۵، ۲۲۶۶، ۲۲۶۷، ۲۲۶۸، ۲۲۶۹، ۲۲۷۰، ۲۲۷۱، ۲۲۷۲، ۲۲۷۳، ۲۲۷۴، ۲۲۷۵، ۲۲۷۶، ۲۲۷۷، ۲۲۷۸، ۲۲۷۹، ۲۲۸۰، ۲۲۸۱، ۲۲۸۲، ۲۲۸۳، ۲۲۸۴، ۲۲۸۵، ۲۲۸۶، ۲۲۸۷، ۲۲۸۸، ۲۲۸۹، ۲۲۹۰، ۲۲۹۱، ۲۲۹۲، ۲۲۹۳، ۲۲۹۴، ۲۲۹۵، ۲۲۹۶، ۲۲۹۷، ۲۲۹۸، ۲۲۹۹، ۲۳۰۰، ۲۳۰۱، ۲۳۰۲، ۲۳۰۳، ۲۳۰۴، ۲۳۰۵، ۲۳۰۶، ۲۳۰۷، ۲۳۰۸، ۲۳۰۹، ۲۳۱۰، ۲۳۱۱، ۲۳۱۲، ۲۳۱۳، ۲۳۱۴، ۲۳۱۵، ۲۳۱۶، ۲۳۱۷، ۲۳۱۸، ۲۳۱۹، ۲۳۲۰، ۲۳۲۱، ۲۳۲۲، ۲۳۲۳، ۲۳۲۴، ۲۳۲۵، ۲۳۲۶، ۲۳۲۷، ۲۳۲۸، ۲۳۲۹، ۲۳۳۰، ۲۳۳۱، ۲۳۳۲، ۲۳۳۳، ۲۳۳۴، ۲۳۳۵، ۲۳۳۶، ۲۳۳۷، ۲۳۳۸، ۲۳۳۹، ۲۳۴۰، ۲۳۴۱، ۲۳۴۲، ۲۳۴۳، ۲۳۴۴، ۲۳۴۵، ۲۳۴۶، ۲۳۴۷، ۲۳۴۸، ۲۳۴۹، ۲۳۵۰، ۲۳۵۱، ۲۳۵۲، ۲۳۵۳، ۲۳۵۴، ۲۳۵۵، ۲۳۵۶، ۲۳۵۷، ۲۳۵۸، ۲۳۵۹، ۲۳۶۰، ۲۳۶۱، ۲۳۶۲، ۲۳۶۳، ۲۳۶۴، ۲۳۶۵، ۲۳۶۶، ۲۳۶۷، ۲۳۶۸، ۲۳۶۹، ۲۳۷۰، ۲۳۷۱، ۲۳۷۲، ۲۳۷۳، ۲۳۷۴، ۲۳۷۵، ۲۳۷۶، ۲۳۷۷، ۲۳۷۸، ۲۳۷۹، ۲۳۸۰، ۲۳۸۱، ۲۳۸۲، ۲۳۸۳، ۲۳۸۴، ۲۳۸۵، ۲۳۸۶، ۲۳۸۷، ۲۳۸۸، ۲۳۸۹، ۲۳۹۰، ۲۳۹۱، ۲۳۹۲، ۲۳۹۳، ۲۳۹۴، ۲۳۹۵، ۲۳۹۶، ۲۳۹۷، ۲۳۹۸، ۲۳۹۹، ۲۴۰۰، ۲۴۰۱، ۲۴۰۲، ۲۴۰۳، ۲۴۰۴، ۲۴۰۵، ۲۴۰۶، ۲۴۰۷، ۲۴۰۸، ۲۴۰۹، ۲۴۱۰، ۲۴۱۱، ۲۴۱۲، ۲۴۱۳، ۲۴۱۴، ۲۴۱۵، ۲۴۱۶، ۲۴۱۷، ۲۴۱۸، ۲۴۱۹، ۲۴۲۰، ۲۴۲۱، ۲۴۲۲، ۲۴۲۳، ۲۴۲۴، ۲۴۲۵، ۲۴۲۶، ۲۴۲۷، ۲۴۲۸، ۲۴۲۹، ۲۴۳۰، ۲۴۳۱، ۲۴۳۲، ۲۴۳۳، ۲۴۳۴، ۲۴۳۵، ۲۴۳۶، ۲۴۳۷، ۲۴۳۸، ۲۴۳۹، ۲۴۴۰، ۲۴۴۱، ۲۴۴۲، ۲۴۴۳، ۲۴۴۴، ۲۴۴۵، ۲۴۴۶، ۲۴۴۷، ۲۴۴۸، ۲۴۴۹، ۲۴۵۰، ۲۴۵۱، ۲۴۵۲، ۲۴۵۳، ۲۴۵۴، ۲۴۵۵، ۲۴۵۶، ۲۴۵۷، ۲۴۵۸، ۲۴۵۹، ۲۴۶۰، ۲۴۶۱، ۲۴۶۲، ۲۴۶۳، ۲۴۶۴، ۲۴۶۵، ۲۴۶۶، ۲۴۶۷، ۲۴۶۸، ۲۴۶۹، ۲۴۷۰، ۲۴۷۱، ۲۴۷۲، ۲۴۷۳، ۲۴۷۴، ۲۴۷۵، ۲۴۷۶، ۲۴۷۷، ۲۴۷۸، ۲۴۷۹، ۲۴۸۰، ۲۴۸۱، ۲۴۸۲، ۲۴۸۳، ۲۴۸۴، ۲۴۸۵، ۲۴۸۶، ۲۴۸۷، ۲۴۸۸، ۲۴۸۹، ۲۴۹۰، ۲۴۹۱، ۲۴۹۲، ۲۴۹۳، ۲۴۹۴، ۲۴۹۵، ۲۴۹۶، ۲۴۹۷، ۲۴۹۸، ۲۴۹۹، ۲۵۰۰، ۲۵۰۱، ۲۵۰۲، ۲۵۰۳، ۲۵۰۴، ۲۵۰۵، ۲۵۰۶، ۲۵۰۷، ۲۵۰۸، ۲۵۰۹، ۲۵۱۰، ۲۵۱۱، ۲۵۱۲، ۲۵۱۳، ۲۵۱۴، ۲۵۱۵، ۲۵۱۶، ۲۵۱۷، ۲۵۱۸، ۲۵۱۹، ۲۵۲۰، ۲۵۲۱، ۲۵۲۲، ۲۵۲۳، ۲۵۲۴، ۲۵۲۵، ۲۵۲۶، ۲۵۲۷، ۲۵۲۸، ۲۵۲۹، ۲۵۳۰، ۲۵۳۱، ۲۵۳۲، ۲۵۳۳، ۲۵۳۴، ۲۵۳۵، ۲۵۳۶، ۲۵۳۷، ۲۵۳۸، ۲۵۳۹، ۲۵۴۰، ۲۵۴۱، ۲۵۴۲، ۲۵۴۳، ۲۵۴۴، ۲۵۴۵، ۲۵۴۶، ۲۵۴۷، ۲۵۴۸، ۲۵۴۹، ۲۵۵۰، ۲۵۵۱، ۲۵۵۲، ۲۵۵۳، ۲۵۵۴، ۲۵۵۵، ۲۵۵۶، ۲۵۵۷، ۲۵۵۸، ۲۵۵۹، ۲۵۶۰، ۲۵۶۱، ۲۵۶۲، ۲۵۶۳، ۲۵۶۴، ۲۵۶۵، ۲۵۶۶، ۲۵۶۷، ۲۵۶۸، ۲۵۶۹، ۲۵۷۰، ۲۵۷۱، ۲۵۷۲، ۲۵۷۳، ۲۵۷۴، ۲۵۷۵، ۲۵۷۶، ۲۵۷۷، ۲۵۷۸، ۲۵۷۹، ۲۵۸۰، ۲۵۸۱، ۲۵۸۲، ۲۵۸۳، ۲۵۸۴، ۲۵۸۵، ۲۵۸۶، ۲۵۸۷، ۲۵۸۸، ۲۵۸۹، ۲۵۹۰، ۲۵۹۱، ۲۵۹۲، ۲۵۹۳، ۲۵۹۴، ۲۵۹۵، ۲۵۹۶، ۲۵۹۷، ۲۵۹۸، ۲۵۹۹، ۲۶۰۰، ۲۶۰۱، ۲۶۰۲، ۲۶۰۳، ۲۶۰۴، ۲۶۰۵، ۲۶۰۶، ۲۶۰۷، ۲۶۰۸، ۲۶۰۹، ۲۶۱۰، ۲۶۱۱، ۲۶۱۲، ۲۶۱۳، ۲۶۱۴، ۲۶۱۵، ۲۶۱۶، ۲۶۱۷، ۲۶۱۸، ۲۶۱۹، ۲۶۲۰، ۲۶۲۱، ۲۶۲۲، ۲۶۲۳، ۲۶۲۴، ۲۶۲۵، ۲۶۲۶، ۲۶۲۷، ۲۶۲۸، ۲۶۲۹، ۲۶۳۰، ۲۶۳۱، ۲۶۳۲، ۲۶۳۳، ۲۶۳۴، ۲۶۳۵، ۲۶۳۶، ۲۶۳۷، ۲۶۳۸، ۲۶۳۹، ۲۶۴۰، ۲۶۴۱، ۲۶۴۲، ۲۶۴۳، ۲۶۴۴، ۲۶۴۵، ۲۶۴۶، ۲۶۴۷، ۲۶۴۸، ۲۶۴۹، ۲۶۵۰، ۲۶۵۱، ۲۶۵۲، ۲۶۵۳، ۲۶۵۴، ۲۶۵۵، ۲۶۵۶، ۲۶۵۷، ۲۶۵۸، ۲۶۵۹، ۲۶۶۰، ۲۶۶۱، ۲۶۶۲، ۲۶۶۳، ۲۶۶۴، ۲۶۶۵، ۲۶۶۶، ۲۶۶۷، ۲۶۶۸، ۲۶۶۹، ۲۶۷۰، ۲۶۷۱، ۲۶۷۲، ۲۶۷۳، ۲۶۷۴، ۲۶۷۵، ۲۶۷۶، ۲۶۷۷، ۲۶۷۸، ۲۶۷۹، ۲۶۸۰، ۲۶۸۱، ۲۶۸۲، ۲۶۸۳، ۲۶۸۴، ۲۶۸۵، ۲۶۸۶، ۲۶۸۷، ۲۶۸۸، ۲۶۸۹، ۲۶۹۰، ۲۶۹۱، ۲۶۹۲، ۲۶۹۳، ۲۶۹۴، ۲۶۹۵، ۲۶۹۶، ۲۶۹۷، ۲۶۹۸، ۲۶۹۹، ۲۷۰۰، ۲۷۰۱، ۲۷۰۲، ۲۷۰۳، ۲۷۰۴، ۲۷۰۵، ۲۷۰۶، ۲۷۰۷، ۲۷۰۸، ۲۷۰۹، ۲۷۱۰، ۲۷۱۱، ۲۷۱۲، ۲۷۱۳، ۲۷۱۴، ۲۷۱۵، ۲۷۱۶، ۲۷۱۷، ۲۷۱۸، ۲۷۱۹، ۲۷۲۰، ۲۷۲۱، ۲۷۲۲، ۲۷۲۳، ۲۷۲۴، ۲۷۲۵، ۲۷۲۶، ۲۷۲۷، ۲۷۲۸، ۲۷۲۹، ۲۷۳۰، ۲۷۳۱، ۲۷۳۲، ۲۷۳۳، ۲۷۳۴، ۲۷۳۵، ۲۷۳۶، ۲۷۳۷، ۲۷۳۸، ۲۷۳۹، ۲۷۴۰، ۲۷۴۱، ۲۷۴۲، ۲۷۴۳، ۲۷۴۴، ۲۷۴۵، ۲۷۴۶، ۲۷۴۷، ۲۷۴۸، ۲۷۴۹، ۲۷۵۰، ۲۷۵۱، ۲۷۵۲، ۲۷۵۳، ۲۷۵۴، ۲۷۵۵، ۲۷۵۶، ۲۷۵۷، ۲۷۵۸، ۲۷۵۹، ۲۷۶۰، ۲۷۶۱، ۲۷۶۲، ۲۷۶۳، ۲۷۶۴، ۲۷۶۵، ۲۷۶۶، ۲۷۶۷، ۲۷۶۸، ۲۷۶۹، ۲۷۷۰، ۲۷۷۱، ۲۷۷۲، ۲۷۷۳، ۲۷۷۴، ۲۷۷۵، ۲۷۷۶، ۲۷۷۷، ۲۷۷۸، ۲۷۷۹، ۲۷۸۰، ۲۷۸۱، ۲۷۸۲، ۲۷۸۳، ۲۷۸۴،

کن الاستراباذی حنفی (متوفی ۹۶۱ھ)[1]

فات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔[2]

حمد بن شعبان شروری حنفی (متوفی ۹۶۲ھ)[3]

ن بدلتی تھے۔ مشغول میں قاضی رہے اور بعض سلاطین عثمانیہ کی اولاد کے معلم بھی رہے۔

فات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح للتفتازانی" تالیف کیا۔[4]

احمد بن یزید القلعی مالکی (متوفی ۹۶۴ھ)[5]

تھی، ادب، شعر اور بعض دوسرے علوم میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ مدینہ منورہ میں شیخ القراء تھے۔

فات اصولیہ : اصول فقہ میں "نظم الاصول" کے نام سے ایک منظوم تالیف کیا۔[6]

ین الدین العاملی الشہید الثانی (۹۱۱ھ۔۹۶۶ھ)[7]

فی، اصولی، محقق اور بعض دوسرے علوم کے جاننے والے تھے۔ متعدد کتب تصنیف کیں۔

فات اصولیہ :

۔ تمہید القواعد الاصولیہ و الفروعیہ لتفریع موائد الاحکام الشرعیہ

ب کتاب سات مجلدات میں ہے اور انہوں نے اس کتاب کی تالیف سے ۹۵۸ھ میں فراغت پائی۔ اولہ : حمدہ الذی وفقنا لتمہید قواعد الاحکام الخ اس کتاب کو دو اقسام پر مرتب کیا۔ الاول : فی الاصول تفریع ما یلیق بہما و الثانی : فی تقریر المطالب الشرعیۃ فیہما (منہا) مائۃ قاعدۃ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ آیت اللہ محمد باقر الطباطبائی میں ۶ ٹیم پارہ سے ملتا ہے۔ جو المعجم الزمان میں ہے۔

۔ الاقتصاد و الارشاد الی طریق الاجتہاد۔[8]

ب زادہ حنفی (متوفی ۹۶۹ھ)[9]

فات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مختصر الشریعہ" تالیف کی۔[10]

---

[1] ... رکن الدین حسین بن مسعود الاستراباذی متوفی ۱۵۵۳ء۔

[2] ... ہدیۃ العارفین ۵/۳۶۸، کشف الظنون ۲/۱۸۲۴ (۳۰۶)۔

[3] ... احمد بن شعبان الشہیر بابن الرامی سروری۔

[4] ... عبدالعزیز بن عبداللہ بن محمد بن ابی المعز الحنفی الشہیر بابن ملک متوفی ۱۰۵۶ھ/۱۶۴۶ء نے شرح منار پر حاشیہ لکھا۔ کشف الظنون ۲/۱۷۱۱ (۳۳۲)۔

[5] ... احمد بن علی بن احمد بن محمد بن علی بن یوسف بن یحییٰ العامری الشافعی المعروف بالقلعی الشہید (۱۵۰۵ء۔۱۵۵۸ء)۔

[6] ... کشف الظنون ۲/۱۸۲۴، ہدیۃ العارفین ۵/۳۶۸، کشف الظنون ۲/۱۷۱۱ (۳۳۲)۔

[7] ... زین الدین بن علی بن احمد بن محمد بن مکی بن حامد بن صالح العاملی الجبعی الشہید الثانی (۱۵۰۳ء۔۱۵۵۸ء)۔

[8] ... کشف الظنون ۲/۱۷۱۱، ہدیۃ العارفین ۵/۳۶۸، کشف الظنون ۲/۱۸۲۴ (۳۰۶)۔

[9] ... محمد امین بن خواجہ محمد الاسیوطی الرومی المعروف بزادہ حنفی۔ جو اپنے فن میں فرق ہو کر وفات پائی۔

[10] ... ہدیۃ العارفین ۶/۳۳۲۔

ابن نجیم حنفی (متوفی ۹۷۰ھ)[1]

فقیہ محقق اور اصولی تھے۔ ان کا نام زین الدین بن ابراہیم بن محمد بن نجیم حنفی (متوفی ۹۷۰ھ) ہے۔ صاحب حاشیہ علی شرح عبد الشکور بن ملک لمسار الانوار فی اصول الفقہ وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی۔ فقہ کے قواعد و ضوابط میں شہرہ آفاق کتاب "الاشباہ والنظائر" کے علاوہ مصنف نے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاشباہ والنظائر، یہ کتاب قواعد فقہیہ پر مشتمل ہے۔

۲۔ فتح الغفار بشرح المنار للنسفی۔[2]

یہ کتاب "منکاۃ الانوار فی اصول المنار" کے نام سے مشہور ہے۔ بالفاظ دیگر دونوں ایک ہی کتاب ہیں یہ کتاب جامعہ الازہر کلیہ الشریعہ الاسلامیہ کے دوسرے سال کے نصاب میں شامل ہے اور مصطفی البابی الحلبی، مصر سے ۱۳۵۵ھ۔۱۹۳۶ء میں چھپ چکی ہے۔

فتح الغفار پر حواشی :

شیخ عبد الرحمن الجزیری حنفی مصری (متوفی ۱۳۲۲ھ) نے اس کے بعض مقامات پر حواشی لکھے ہیں جو منکاۃ الانوار کے ساتھ ہی چھپے تھے۔

حمد و صلوٰۃ کے بعد منکاۃ الانوار کا تعارف یوں کراتے ہیں :

"(وبعد) فهذا شرح على (المنار) في اصول الفقه، شرعت فيه حين اقرائه بالجامع الازهر دوسا لدرس منه خمس وستين وسبعمائة، يحل الفاظه ويبين معانيه، معرضا عن التطويل والاسهاب، مقتصرا فيه غالبا على كلام جماعة من محققي المتاخرين من اصحابنا كصدر الشريعة، وسعد الدين التفتازاني، وابن الهمام، والاكمل، مبينا للاصح المعتمد، مفصحا عما هو التحقيق والاوجه وسميته بمنكاة الانوار في اصول الفقه راجيا من الله تعالى خير مامول، هذا وقد كنت اختصرت تحرير الاصول قبله لمولانا المحقق ابن الهمام وسميته (تسهيل الاصول) وهو حسبي ونعم الوكيل"۔[3]

(ترجمہ) یہ کتاب "المنار فی اصول الفقہ" کی شرح ہے میں نے جب ضروری عبارات اور مشکل جگہ سے اعراب کرتے ہوئے اس کے الفاظ کی توضیح اور ان کے معانی کی تعیین کی۔ اور یہ کام میں نے ۷۶۵ھ میں اس وقت کیا جب میں نے جامعہ الازہر میں درس دینا شروع کیا تھا۔ میں نے اس کتاب کے لکھنے میں اپنے اصحاب میں سے بعض متاخرین کے طریقے کو اپنایا ہے جیسے صدر الشریعہ، سعد الدین تفتازانی، ابن ہمام اور اکمل اور یہ تحقیقی کام اپنے پہلوں کو اپنانے کے لحاظ سے واضح ہے۔ میں نے اس کتاب کا نام "منکاۃ الانوار فی اصول الفقہ" رکھا

۱۔ زین الدین ابن ابراہیم بن محمد بن محمد المصری ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ۔ ۲ حدیقۃ الاحرار فی شرح المنار۔

۳۔ فتح الغفار بشرح المنار معروف بمنکاۃ الانوار۔ ابن نجیم، ۱/۷، مصطفی البابی الحلبی ۱۳۵۵ھ۔۱۹۳۶ء۔

ن نے خلق سے توضیح المرجوح ہے تلویح تک سال تصنیف کتابوں میں کتاب سے آپ میں نے ہوا: محقق ابن الہمام کی کتاب کا اختصار ہے اور اس کا مرتب اصول کرخی، دبوسی، بزدوی سے اخذ کیا اور جمع کیا ہے۔)

ان مجموعہ نے مسلک الاحناف کے آخر میں جس طرح اختصار کیا ہے اس سے یقین ہو جاتا ہے کہ وہ ان ایک ہی کتاب کے مؤلف ہیں وہ فرماتے ہیں کہ وہ اس "تعلیق الانوار علی اصول المنار" نامی شرح کی تالیف سے اور "فتح الغفار شرح المنار" کی تالیف سے ۹۶۵ھ کو فارغ ہوئے اور اللہ کی توفیق و طاقت سے اس کام کو پورا پورا مکمل کیا۔

۶۔ لب الاصول۔

یہ کتاب ابن الہمام (متوفی ۸۶۱ھ) صاحب التحریر فی اصول الفقہ کا اختصار ہے۔ دار الکتب مصریہ وغیرہ میں اس کے نسخے موجود ہیں۔ اس کتاب لب الاصول کو انہوں نے "فتح الغفار" سے قبل لکھا تھا اور اس بات کی تصریح انہوں نے فتح الغفار کے مقدمہ میں کر دی تھی۔[1]

۷۔ تعلیق الانوار علی اصول المنار للنسفی۔

مورخ احناف میں سے کسی نے تعلیق الانوار علی اصول المنار للنسفی بھی تالیف کیا۔ کشف الظنون میں ہے:

"المختصر لمنار النسفی"۔[2]

۸۔ شرح معالم الاصول۔[3]

زین الدین عمیرہ شافعی (متوفی ۹۷۰ھ یا ۹۵۵ھ)

ان کا بیان ۹۵۵ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

۹۔ ابن العمار حنفی (متوفی ۹۷۱ھ)[4]

مدرسہ المعروف میں قاضی رہے۔

۱۰۔ نکات اصولیہ۔ انہوں نے تعلیقہ علی حاشیہ التلویح الحسن جلبی تالیف کیا۔[5]

۱۱۔ برہان ابراہیم ابن الحسینی حنفی (متوفی ۹۷۱ھ)[6]

مورخ تھے اور کئی فنون کے ماہر عالم تھے۔ ۹۵۲ھ میں حج کیا اور دمشق جا کر علم کے فروغ میں بھرپور حصہ لیا۔

۱۲۔ نکات اصولیہ۔ انہوں نے کتاب "انوار الحلک علی شرح المنار لابن ملک" تالیف کی۔[7]

---

[1] کشف الظنون ۱/۳۵۸، ہدیۃ العارفین ۵/۳۷۸، فتح الغفار ۳/۷۸، تکملہ نتائج الفکر ۲/۳۳۳، ۱۱۱۱۱۱۔

[2] مصطفیٰ بن فتح اللہ رومی حنفی ابن المؤید۔ [3] ہدیۃ العارفین ۲/۳۶۶۔

[4] بدر الدین محمد بن محمد بن ابراہیم بن یوسف بن عبد الرحمن ابن عمار شہید، متوفی ۱۰۲۵ھ۔

[5] کشف الظنون ۱/۱۸۹۵، ۱۸۹۸، فتح الغفار ۳/۷۹۔

امیر بادشاہ البخاری حنفی (متوفی ۹۷۲ھ یا ۹۸۷ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تیسیر التحریر علی کتاب التحریر" یا "التحریر لمنکم من المختصر فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ کتاب چار جلدوں میں ڈاکٹر محمد حامد الحامد اور ڈاکٹر عبدالرحمن الفریوائی کی تحقیق سے دار مکۃ المکرمہ اور دمشق سے ایک ساتھ ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی۔[2]

ابن جلال التوقیتی حنفی (متوفی ۹۷۳ھ)[3]

کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ تدریسی خدمات بجا لائیں۔ حلب، دمشق و مصر کے قاضی بنائے گئے۔ فنون پر کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "تعلیقہ علی تحبیر التحریر لابن کمال فی الاصول" تالیف کیا۔[4]

ابوالبقاء حنفی (متوفی ۹۷۳ھ)[5]

فقیہ، اصولی تھے۔ ادباء روم میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدۃ الاسرار فی شرح مختصر المنار، اس کی تالیف سے ۹۷۲ھ میں فارغ ہوئے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں قازان سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ دائرۃ الاصول۔[6]

احمد الہیتمی، ابن حجر (۹۰۹ھ۔۹۷۴ھ)[7]

تفسیر، حدیث، فقہ، اصول، فقہ، فرائض، عربیت، نحو، منطق وغیرہ میں کمال حاصل کیا۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری شافعی سے تصیر حاصل کی۔ بعض اساتذہ سے افتاء و تدریس کی اجازت حاصل کی کئی کتب تالیف کیں۔

---

[1] محمد امین بن الشریف امیر بادشاہ الحنفی۔ [2] مقدمہ التحریر ۱/۷۹۔ [3] محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی بن عبدالعزیز بن علی بن عبدالعزیز التوقیتی ابن جلال الدین، ابن الجلال۔

[4] شرح الکوکب المنیر المسمی مختصر التحریر المحرر بالمحرر شرح التحریر فی اصول الفقہ، ابن النجار، تحقیق محمد الزحیلی و نزیہ حماد، دار الفکر، ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء کے علاوہ جامعۃ الملک عبدالعزیز سے بھی ایک تحقیق ہوئی ہے۔

[5] صالح بن الشیخ جلال الدین التوقیتی رومی، ابن جلال متوفی ۱۰۱۵ھ۔ [6] ھدیۃ العارفین ۱/۳۹۳، ایضاح المکنون ۲/۱۲۸، ۱۲۹۔

[7] ابوالعباس شہاب الدین احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی السعدی الانصاری الحرمی المکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ، ۱۵۶۶ء، ۱۵۶۷ء، ۱۰۰۱ھ، ۱۰۰۲ھ بھی بیان کی گئی ہے۔

[8] کشف الظنون ۱/۲۹، ۱۰۰۲ھ، ھدیۃ العارفین ۱/۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶

مؤلف اصولیہ : انہوں نے کتاب "التعریف فی الاصلین والتصوف" تالیف کی۔ یہ کتاب محمد بن علاء بابلی "اللطف" کے ساتھ مکتبہ مصطفی البابی قاہرہ سے چھپ چکی ہے۔[1]

مصطفیٰ بن محمد بستان آخذری حنفی (متوفی ۹۷۷ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی صدر الشریعہ تالیف کیا۔[3]

زین الدین العیثاوی شافعی (متوفی ۹۷۸ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الورقات لامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی۔[5]

یوسف الطوری (متوفی ۹۸۲ھ)[6]

مرزوں میں قوت کاملہ رکھتے تھے۔ بعض مسائل میں اجتہاد کرتے اور بعض دلائل میں ترجیح تجویز کرتے۔ سلطان سلیمان اور ان کے بعد اس کے بیٹے سلطان سلیم خان آپ کا بہت اکرام و تعظیم کرتے۔ قسطنطنیہ میں قضا پر فائز رہے انہوں نے تیس برس سے زائد عرصہ تک قاضی کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نوقف الانظار فی لوائل المنار۔

۲۔ عمرات المفتیح ، علی مباحث قصر العام من التوضیح۔[7]

زین محمد الغزی شافعی (۹۳۱ھ۔۹۸۳ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الوجہ فی مختصر المنہج من الاصول" تالیف کی۔[9]

میر آصف علی شاہ (متوفی ۹۸۷ھ)[10]

حنفی اصولی تھے۔ منصب قضا پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "شرح منار الانوار للنسفی" تالیف کی۔[11]

محمد بن قاضی زادہ حنفی (متوفی ۹۸۸ھ)[12]

محمد بن خدمات انجام دیں۔ حلب قسطنطنیہ میں قاضی رہے دیار روم میں حنفی رہے متعدد کتابیں تالیف کیں۔

---

[1] کشف الظنون ۱/۱۲۷۶ (۲/۱۷۲۳)۔
[2] مصطفیٰ بن محمد بستان آخذری۔
[3] ہدیۃ العارفین ۲/۴۳۵۔
[4] زین الدین یوسف بن عبد اللہ بن احمد بن ابوبکر العثاوی شافعی۔
[5] ہدیۃ العارفین ۲/۵۷۳۔
[6] ابو اسحاق برہان الدین محمد اسعردی متوفی ۹۸۴ھ۔
[7] ہدیۃ العارفین ۲/۵۷۳، کشف الظنون ۲/۱۲۸۰ (۲/۱۷۲۳)۔
[8] محمد بن محمد بن احمد الغزی شہاب الدین الدمشقی الشافعی۔
[9] ہدیۃ العارفین ۲/۱۲۸۰۔
[10] علی بن عبد الرحمن بن صالح امیر۔
[11] ہدیۃ العارفین ۲/۵۷۳، ایضاح المکنون ۲/۷۰۱ (۲/۱۷۲۳)۔
[12] محمد بن محمد بن شمس الدین بن عبد الرحمن الادرنوی قاضی زادہ رومی حنفی شیخ الاسلام متوفی ۹۸۸ھ۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے تعلیقہ علی التوضیح للقطان کی تالیف کیا۔ ہدیۃ العارفین کے الفاظ ہیں۔ انہوں نے "تعلیقہ علی التوضیح فی کشف حقائق التنقیح فی الاصول" تالیف کیا۔ مقدمہ شائع کیا۔ خیال ہے کہ صدر الشریعہ قاضی زادہ کی اصول فقہ پر ایک اور کتاب تھی "صححا کمالہ ابن عمر الشریعۃ وابن ملک" بھی ہے واللہ اعلم۔[1]

احمد بن احمد الحسنہا طی شافعی (متوفی ۹۹۰ھ)[2]

انہوں نے اپنے والد گرامی اور علماء عصر سے تعلیم حاصل کی۔ مدرس، واقف کی خدمات انجام دیں۔ اپنے سے کئے پتے حاشیہ ثورتے جاتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی للورقات" تالیف کیا۔ الحمد کے بعد یا اس طرح ہوتا ہے : وبعد فهذه حواش على الورقات وشرحها للعلامه المحلي الخ۔ اور اس طرح ہوتا ہے : وليكن هذا آخر ما اردنا ايراده من الحواشي اللهم اجعلها خالصة لوجهك الخ۔ اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں (۳۰۲) نمبر کے تحت بھی موجود ہے۔[3]

فضیل بن علاء الدین الجمالی حنفی (۹۲۰ھ۔۹۹۱ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے "تسویح الاصول الی علم الاصول" نامی ۲ جلد سے ایک مختصر متن لکھا جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔ "حامد الشارع لشرع مشارع الشرع والدين" الخ۔ انہوں نے اپنی اس کتاب پر دو شروح یعنی اول اول اور دوسری کبیر پر مرتب کیا اور دونوں کی تالیف سے ۹۵۸ھ میں فارغ ہوئے۔

۲۔ توسیع الاصول فی شرح تسویح الاصول۔ نام سے ہی ظاہر ہے کہ یہ ان کی اول الذکر تسویح الاصول کی شرح ہے۔[5]

احمد بن احمد التنبکتی (۹۲۹ھ۔۹۹۱ھ)[6]

محدث، صوفی، بیانی اور منطقی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب تالیف کی۔[7]

---

۱ کشف الظنون ۱/۹۸۶ میں تاریخ وفات ۹۸۸ھ مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین ۱/۱۲۹، معجم المصنفین ۱/۳۳۲، (۵۵)۔

۲ احمد بن احمد بن ابی الطیب شہاب الدین المصری الشافعی ابن کی تاریخ وفات ۹۹۵ھ اور ۹۹۰ھ بھی بتائی جاتی ہے۔

۳ ہدیۃ العارفین ۱/۱۲۹، معجم المصنفین ۱/۸۵، ۸۳ (۵۳)۔

۴ فضیل بن علاء الدین علی بن احمد بن محمد الجمالی الاقصری الحنفی۔

۵ ہدیۃ العارفین ۱/۷۲۹، معجم المصنفین ۱/۸۵، ۸۳ (۵۳)۔

۶ احمد بن احمد بن عمر بن محمد بابا التکروری التنبکتی، مات ۱۰۳۲ھ (۱۵۲۳۔۱۵۸۳)۔

۷ نیل الابتہاج ۱/۸۹ (۵۵)۔

۱۔ بیلی امامی (متوفی ۹۹۳ھ)[1]

فیروزی کے بعض ہمعصر دارالسلام عراق سے معقول و منقول کی تعلیم حاصل کی دونوں کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔

فن اصول

انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح المختصر للعضد" تالیف کی۔[2]

۲۔ محمد شافعی (متوفی ۹۹۳ھ)[3]

فن اصول

ا۔ حاشیہ علی شرح جمع الجوامع

انہوں نے اس کتاب کا نام "الایات البینات" رکھا۔ اس کے مقدمہ میں اس کی تالیف کا سبب بیان کرتے ہوئے لکھا انہوں نے جمع الجوامع اور محقق محلی کی اس شرح پر ہونے والے اعتراضات کے اندفاع کو بیان کیا۔ دارالسلام بولاق سے ۱۲۹۹ھ میں چھپ چکا ہے صاحب سلم الاصولیین نے ابن حجی کا یہ قول نقل کیا ہے

"جمع فیہا بین الحاشیین لکمال بن ابی شریف و لقاضی زکریا، وله بینهما المحاکمات العادلة و الافادات الفاضلة"

انہوں نے اپنی اس کتاب میں کمال بن ابی شریف اور قاضی زکریا کے حاشیوں کو جمع کیا اور ان دونوں حاشیوں کے درمیان ان کے عمدہ اور صحیح اقوال ہیں۔)

ب۔ حاشیہ علی شرح الورقات

شرح ورقات پر اجہوری کے دو حاشیہ یاد گار ہیں۔ ایک اور اصغر جن میں سے "الصغیر" مطبع الحجر القاہرہ سے حاشیہ کے ساتھ چھپ چکا ہے اور دوسرا مطبع الخیریہ میں ۱۳۰۶ھ میں اور حفنی کی کتاب "شرح تنقیح" کے ساتھ چھپ چکا ہے۔ اس کتاب کے مقدمہ میں شارح نے لکھا

"هذا شرح لطیف و مجموع شریف لشرح الورقات و شرحها للعلامة المحلی رحمه الله یستحسنه الناظرون و یعترف بفضله المنصفون حمدا لمن خصه من شرحی الکبیر علیهما"

جہاں تک "شرح الکبیر" کا تعلق ہے تو اس کا ایک نسخہ مکتبہ الظاہریہ میں ۴۳۳۳ کے تحت موجود ہے۔

وله حمد یلیق بجلال عز ملکه بارت العالمین ——— وبعد فهذا ما دعت الیه حاجة المتعلمین الخ۔

وجوده: کلما ذکره الذاکرون و غفل عن ذکره الغافلون ، ناقص الآخر یہ حسب ص ۱۲ کے تحت ۴۹۲ھ نمبر ۱۰ میں الصغیر کے ہاتھ کا لکھا ہوا مخطوطہ موجود ہے اور دیگر مقامات میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔[4]

---

[1] دیکھئے ذیل ۱/۱۸۱ بیجاں متوفی ۱۸۸۵ء۔

[2] کشف الظنون ۱/۱۹۱ (۱۳۹)۔

[3] شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی قاہری متوفی ۱۵۸۵ء/۹۹۴ھ میں وفات پائی۔

[4] ہدیۃ العارفین ۱/۱۹۹، کشف الظنون ۱/۱۳۹، معجم المطبوعات ۱/۱۸۷، ۱۸۸ (۱۳۹)۔

عوض بن عبداللہ العلائیہ دمی حنفی (متوفی ۹۹۴ھ) [1]

فقیہ اور روم میں قاضی العسکر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔ [2]

حبیب اللہ الشیر ازی حنفی (متوفی ۹۹۴ھ) [3]

متکلم، اصولی اور منطقی تھے۔ بہت سی کتب تالیف کیں جو زیادہ تر شروح کی صورت میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی شرح القطب الشیرازی لمختصر المنتہی تالیف کیا۔ [4]

احمد المکناسی المکنور (۹۲۶ھ۔۹۹۵ھ) [5]

مظہر بقا نے تکمل الابتہاج سے یہ عبارت نقل کی ہے

"کان اخر فقہاء المغرب ومشار کیہم فی الفنون فقہا واصولا"

(وہ مغرب کے آخری فقیہ تھے اور فنون فقہ واصول میں مشار الیہ تھے)

اپنے وقت کے فقہاء کا امام بڑے شیوخ سے انتساب تھی کیا۔ تاریخ، بیان منطق، اصول وحدیث تفسیر وغیرہ سب سے بڑے عالم جانے پہچانے عارف تھے۔ خاندان اصول میں یدطولیٰ رکھتے معتمد وثقہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ : شرح المنہج المنتخب علی قواعد المذہب۔ [6]

محمد بن مصطفیٰ الوانی (لوانی) حنفی (متوفی ۱۰۰۰ھ) [7]

مدینہ المنورہ میں قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نقد الدرر حاشیہ علی الدرر والغرر لملا خسرو فی الاصول" تالیف کیا۔

ابوالخیر المشیری (دسویں صدی ہجری کے عالم) [8]

مسجد الحرام میں مدرس تھے۔ مختلف فنون کی تعلیم وتعلم میں مصروف رہے اور کمال حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الورقات لامام الحرمین" تالیف کی۔ [9]

☆☆☆

---

1. عوض بن عبداللہ العلائیہ دمی الحنفی۔ 2. ھدیۃ العارفین ۵/۸۰۴۔
3. شمس الدین حبیب اللہ بن عبداللہ الحلوی الدشتی میر زا جان شیرازی متوفی ۹۹۴ھ۔
4. ھدیۃ العارفین ۵/۴۶۲، کشف الظنون ۲/۱۰۲۸، معجم المصنفین ۲/۲۵۸)۔
5. احمد بن علی بن عبدالرحمن بن عبداللہ المکناسی المجاور (۹۲۶ھ۔۹۹۵ھ) مغرب میں الاستاذ ہوئی۔
6. تکمل الاصفیاء ۱/۱۴۳)۔ 7. محمد بن مصطفیٰ الوانی رومی حنفی۔ 8. ھدیۃ العارفین ۲/۴۶۰۔
9. الخیر بن محمد ابوالسعادات بن الحب محمد بن الرضی۔ محمد حسین الطبری مکی۔ 10. معجم المصنفین ۲/۴۸۰(۴۰۴)۔

باب پنجم

گیارہویں صدی ہجری میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا تحقیقی تجزیہ

گیارہویں صدی ہجری میں علمی، سیاسی و دینی حالت پر ایک طائرانہ نظر

شاہ خلیفہ سلطان مراد خان ثالث کی وفات کے بعد ۱۰۰۳ھ میں اس کا بیٹا محمد خامس جانشین ہوا۔ اسے کئی سال تک بغاوتوں کا سامنا کرنا پڑا۔ شاہ ایران نے بھی دولت عثمانیہ کے خلاف اعلان جنگ کر دیا اور اپنے نصب شدہ حکمران کو واپس بھیجا۔ ۱۰۰۳ھ میں ان کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا احمد اول جانشین ہوا۔ گیارہویں صدی کا ابتدائی زمانہ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے نہایت نازک اور کشمکش انگیز تھا۔ نئے سلطنت کی خوش قسمتی تھی کہ اسے اپنے کوئی بڑی خانہ جنگی کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ احمد اول کے انتقال کے بعد دولت عثمانیہ کے تخت پر مسند نشین ہوا۔ اس کے خلاف اس کے بیٹے کے بجائے اس کا بھائی مصطفیٰ تخت نشین ہوا۔ مگر جب اس کے خلاف بھی بغاوتیں پھوٹ پڑیں تو صدر اعظم داؤد پاشا کے فتویٰ و نظر بند کر کے بھائی داؤد کو ۱۰۲۳ھ میں عثمان کے بھائی شہزادہ مراد رابع کو اس پر بٹھایا گیا اس وقت اس کی عمر تیرہ سال تھی۔ اس نے بڑا زور قیمہ میں بڑی دقتوں سے اپنے عزم پر تخت مگر مراد رابع نے اپنی والدہ صاحبہ کے تدبر و سیاسی بصیرت کی بدولت مختصر عرصہ میں ہی کر کرتے ہوئے فقہ سلطنت کو تھام لیا اور صدر اعظم بغداد کو بغداد بھیج کر ۱۰۳۹ھ میں فتح کر لیا۔ شاہ ایران شاہ عباس مقتول ولی عہد بنا بیٹھا تھا۔ مراد کا دور عدل و انصاف، رعایا کے تمام طبقوں میں ہر دلعزیزی اور حکومت کے ہر شعبے میں انتظام و تعمیر و ترقی سے عبارت تھا۔

۱۰۴۰ھ میں اس کے انتقال کے بعد ان کا بھائی ابراہیم جانشین ہوا جس کی کاہلی، سہل انگاری، عیش پرستی نے بدنظمی، لوٹ کھسوٹ پر ڈال لیا۔ اس کے دور میں ازف کی فتح ہوئی اور کریت کی فتح کی داغ بیل پڑی۔ محمد رابع کے ہاتھوں شکست کی صورت میں ظاہر ہوئی۔ ان کے بعد محمد رابع (۱۰۴۸ھ تا ۱۰۹۹ھ) تخت نشین ہوا۔ مگر طبعی باگ دوڑ محمد کوپرلی کے ہاتھ میں رہی جو ایک عظیم مدبر سیاسی پالیسی، نظم و انتظام و سلطنت میں گہری واقفیت رکھنے والے تھے۔ ان کے دور میں حکومت کے ہر شعبے میں باقاعدگی، تنظیم، اصلاح و ترقی کے من مگر دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی وفات کے بعد ان کا بیٹا ۱۰۶۱ھ جانشین بنا۔ صدر اعظم بغداد رعایا کے تمام طبقوں میں نہایت ہر دلعزیز تھا۔ اس کے زمانے میں اسے نہایت پاقتہ پولینڈ سے جنگ ہوئی اور کئی علاقے جن میں اوگرین کا نقریباً سارا علاقہ بھی شامل تھا دولت عثمانیہ میں شامل ہو گئے۔ سلطان محمد رابع صلح دوست، فنون خواندگی، فضلا، اور ارباب کمال کو نہایت قدر دان تھے۔ ۱۰۹۹ھ میں پھر جب سلطان سلیمان ثانی (۱۰۹۹ھ تا ۱۱۰۶ھ) کا دور آیا تو اس میں سلطنت کی گرفت ڈھیلی ہو گئی۔ آسٹریا، بلغراد اور یونان کے ایک بڑے حصہ پر مخالفین کا تسلط و قبضہ ہو گیا۔ لہٰذا شیخ الاسلام کے زور سے خود اختیار

ہوتا یا مختلف کے تدوینی علاقوں کی حالت بھی کچھ اسی طرح تھی اور پھر اسی زمانے میں یہ بھی حقائق رونما ہوئے کہ پہلے کے علاقوں کو دوبارہ اپنی کوشش کی اور کی متعدد نئے بھی نکلے۔[1]

اسویں صدی ہجری کے اواخر میں طریقہ تک دولت عثمانیہ پہنچ گئی دوسری طرف مغرب میں اسپانیا سے [illegible] میں اور ان کے [illegible] میں تسلط حاصل کر لینے کے بعد سے وہاں انقلابات اور سیاسی ہنگامے [illegible] علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں حکمرانوں نے دو طرح خواہ خدمات انجام دیں۔ مدارالخانی سے مختلف [illegible] قضاء کے لئے قاضی روانہ کرتے۔ اس دور میں اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں بھی بڑی جدت نظر آتی ہے۔ فقہ میں بھی اہم متون کی آسان تصنیف و تالیف، زیادہ تر شروح، حواشی، مختصر تعلیقات کی صورت میں لکھی گئیں۔ صدی کے چند مشہور اصولیین یہ ہیں۔ علامہ حسن الشرنبلالی مصری حنفی (۱۰۶۹ھ) انہوں نے کتاب "العقد المنیر الراجع من الخلاف فی جواز التقلید" تالیف کی۔ علاء الدین الحصکفی دمشقی حنفی (۱۰۸۸ھ) انہوں نے کتاب "الفائدۃ الاولیٰ علی اصول المنار" تالیف کی۔ علامہ محمد حسن الکواکبی الحلبی حنفی (۱۰۹۲ھ) انہوں نے اصول فقہ میں ایک مختصر تالیف کی۔ اس دور میں اصول فقہ پر بہت سی شروحات لکھی گئیں اور بعض کی تصنیف بھی حواشی بھی لکھے گئے۔ انہیں دولت عثمانیہ میں ایک مقام حاصل تھا اور دولت عثمانیہ کا مذہب بھی حنفی تھا۔

گیارہویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات

محمد بن عبداللہ خطیب اتقر باشی حنفی (متوفی ۱۰۰۴ھ)[2]

قاضی آمد الدین فیض (متوفی ۹۰۰ھ) کی شرح المنار سے تلقہ حاصل کیا بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح المنار المسمی فی الاصول ایسا شرح صرف "کتاب السنۃ" لکھی ہے۔

۲۔ کتاب الوصول الی قواعد الاصول ۳۔ شرح مختصر المنار "یہ شرح ایک جلد میں۔

شمس الدین الرملی شافعی (۹۱۹ھ۔ ۱۰۰۴ھ)[3]

اپنے والد سے فقہ کی تعلیم حاصل کی اور اپنے والد کی وفات کے بعد ان سے تلقہ و تفسیر، حدیث اصول اور نحو وغیرہ کی تعلیم و تدریس میں مشغول ہو گئے۔ افتاء و شافعیہ کے منصب پر فائز ہوئے۔

---

[1] تاریخ اسلام، ڈاکٹر حمید اللہ نظیر، مترجم شاہد علی ص ۱۰۸۰، ۱۰۸۱ طبع لاہور کتاب منزل لاہور۔

[2] شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد بن محمد بن ابراہیم بن محمد الخطیب اتقر باشی الفوی متوفی ۱۵۹۶ء فوت میں ولادت ہوئی۔

[3] ھدیۃ العارفین ۲/۹۹۲، ایضاح المکنون ۳/۸۹۔

[4] محمد بن محمد بن حزہ بن شہاب الدین الرملی المصری شافعی الاصل (۱۵۳۳ء۔ ۱۵۹۶ء) مصر میں ولادت پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نهاية المحتاج الى شرح المنهاج ۲۔ حاشيه على شرح التحرير[1]

ابن محمد السیواسی حنفی (متوفی ۱۰۰۶ھ)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ درة الاصول ۲۔ زبدة الاسرار شرح مختصر المنار[2]

ابن مسعود حنفی (متوفی ۱۰۰۸ھ)

جس نے "حاشيه على الدرر والغرر لملا خسرو" تالیف کیا۔[3]

ابن عیسیٰ القرافی مالکی (۹۳۹ھ۔ ۱۰۰۸ھ)[4]

یہ زمانے کے بڑے اعلام اور شیخ المالکیہ ہے۔ مالکی مذہب قضاء پر فائز ہوئے۔ بہت سی مفید کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تحقيق في الاصول على ابن الحاجب" تالیف کی۔[5]

ابن الجنید (متوفی ۱۰۰۸ھ)[6]

یہ مشہور واعظ مدرس میں مدرسہ ایوبی، شام، مصر دونوں شہروں میں قاضی القضاۃ رہے۔ مقولات اور ان کے بارے میں اختیارات مقام رکھتے تھے کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : حواش على التلويح۔[7]

ابن قرہ باغی (متوفی ۱۰۰۹ھ)[8]

فقہاء میں سے تھے۔ اپنی تعلیم مکمل کرنے کے بعد استنبول کے قاضی عسکر مقرر ہوئے۔ فقہ و تفسیر میں کتب لکھیں۔ انہوں نے "حاشيه التلويح" تالیف کیا۔[9]

ابن جار اللہ الحنفی (متوفی ۱۰۱۰ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشيه على شرح التوضيح" تالیف کیا۔[11]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۹۸۲۔ [2] ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۰۔
[3] مفتاح السعادۃ ۲/۳۳۸۔
[4] محمد بن احمد بن عبد الرحمن بن عیسیٰ القرافی، مکی مصری۔ [5] الاعلام ۶/۸۸۔
[6] محمد بن احمد بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد الرحیم بن ابراہیم الانصاری الجنید الروی الاصل متوفی ۱۰۱۹ھ۔
[7] حاجی خلیفہ، کشف الظنون ۱/۴۷۰ [8] محمد بن قرہ باغی متوفی ۱۰۰۹ھ۔ [9] معجم المؤلفین ۱۰/۱۰۰۔
[10] محمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی القاسم بن ابی بکر بن عبد الرحمن بن ابو برکات النحوی المکی۔ [11] ہدیۃ العارفین ۲/۱۵۱۔

حسن بن زین الدین شامی عاملی (۹۵۹ھ - ۱۰۱۱ھ)[1]

فقیہ، اصولی، محدث، ادیب اور شاعر تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ معالم الدین وملاذ المجتہدین (یہ کتاب ایران سے چھپ چکی ہے۔

۲۔ مشکاۃ القول السدید فی تحقیق معنی الاجتہاد والتقلید[2]

۳۔ تسہید القواعد الاصولیہ والعربیہ والفروعیہ لتفریع الاحکام الشرعیہ (یہ کتاب ۹ مجلدات میں ہے[3]

ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ)[4]

حیات کے بعض ادوار کو یہاں کے علماء سے مستفید ہوئے۔ قاضی زکریا الانصاری کے شاگرد رشید شیخ احمد میں بھی تھے۔ اصول فقہ میں بھی مختلف فنون پر دسترس تھی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب نسمیح جمع الجامع وتنقیح المعانی تالیف کی۔ یہ ابوالمواہب طاہر بن حسن بن عمر کی کتاب "مختصر المنار" کی شرح ہے۔ ہدیۃ العارفین میں ہے : شرح مختصر المنار لابن حبیب الحلبی فی الاصول[5]

حسین الخوئی (متوفی ۱۰۱۴ھ)[6]

مشہور محققین اور علماء عاملین میں سے تھے۔ جلال حبیب اللہ معروف بہ میر زاجان (متوفی ۹۹۳ھ) کی کتاب حاشیہ علی شرح العضد للشیرازی لمختصر المنتہی سے تعلیم حاصل کی اور مختلف فنون پر کئی کتابوں کے مصنف تھے

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے حاشیہ علی حاشیۃ الحر جانی علی شرح العضد لمختصر ابن الحاجب تالیف کیا۔ دارالکتب المصریہ میں ۱۹۹ کے علاوہ مختلف مخطوطوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔[7]

نسیمی زادہ (متوفی ۱۰۱۴ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تحریر المنحظات وتقریر المتحققات فی شرح الورقات الامام الحرمین۔

۲۔ جامع المنظرات من فرائد الورقات۔[9]

---

[1] ایضاح المکنون ۲/۸۸۸، ۳۰۸، ۳۰۸، ۳۰

۴۔ باجہ شاعی (متوفی ۸۷۴ھ یا ۱۰۱۵ھ)

ان کا سن ۸۷۴ھ تاریخ وفات کے تحت گزر چکا ہے۔

۵۔ حسن مصفی الحسینی حنفی (متوفی ۱۰۱۹ھ)[1]

مولفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "حدائق الاصول" تالیف کی۔[2]

۶۔ عیسیٰ تھتھی حنفی (متوفی ۱۰۱۷ھ)[3]

انہوں نے اصول فقہ میں حواشی علی صدر الشریعۃ تالیف کئے۔[4]

۷۔ محمد الغفار سکوری شافعی (متوفی ۱۰۱۸ھ)[5]

مولفات اصولیہ:

۱۔ انہوں نے کتاب "جوامع الاحراب وجوامع الآداب" تالیف کی اور اس میں جمع الجوامع کی۔

۲۔ جمع الجوامع مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے۔[6]

۸۔ عبدالباری القرباغی (متوفی ۱۰۲۳ھ)[7]

بیجاپور کے قاضی رہے۔

مولفات اصولیہ: انہوں نے تعلیقہ علی صدر الشریعۃ تالیف کیا۔[8]

۹۔ احمد الہندی الرومی (متوفی ۱۰۲۴ھ)

قدس میں قاضی رہے۔

مولفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح الغرر والدرر لملا خسرو فی الاصول" تالیف کی۔[9]

۱۰۔ حسین بن طور خان الانصاری حنفی (متوفی ۹۵۱ھ۔۱۰۲۵ھ)[10]

تحصیل علم اور کئی علوم میں مہارت رکھتے تھے۔ استانبول میں تعلیم حاصل کی۔ عربی، فارسی اور ترکی زبانوں پر عبور رکھتے تھے۔ قدس میں قاضی رہے۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

۱۔ حسن مصفی القرہ ولی الرومی حنفی ہیں۔ ۲۔ ھدیۃ العارفین ۱/۲۶۔

۳۔ عیسیٰ تھتھی بن ۔۔۔ البرسوی الحوائی۔ ۴۔ ھدیۃ العارفین ۱/۷۳۹۔

۵۔ ولی الدین محمد بن ابوبکر احمد سکوری مصری ثم ہندی ہیں۔

۶۔ ھدیۃ العارفین ۲/۹۶۔ ۷۔ محمد بن عبدالباری القرباغی الاصول والجدل والمعانی والبیان والتفسیر میں پڑھا۔

۸۔ ھدیۃ العارفین ۲/۱۰۷۔ ۹۔ ھدیۃ العارفین ۱/۱۸۰۔

۱۰۔ حسین بن حسن بن داؤد بن یعقوب الانصاری کالی (۱۵۳۳ھ۔۱۶۲۶ء) القسطمونی میں ولادت ہوئی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ سمیت الوصول الی علم الاصول وشرحہ عدہ پہلے اصولیین میں "سمط" کا نام مذکور ہے شاید انہوں نے کتاب المنتقی کی "السمط" پڑھی ہے اور کشف الظنون میں اس کتاب کا نام اسی طرح تحریر کیا گیا ہے :

"سمط الاصول للمنتقی الاخطل من نوع العقد والحشو والتطویل، فحرره ورتبه علی طرز بدیع ونسق رفیع سماه بغایة الوصول والتلخیص"

(سمط الاصول للمنتقی جو کہ اخطل کی وجہ سے عقد، حشو اور تطویل سے دوچار تھی، ابن حبیب نے اس کتاب کو ازسرنو تحریر کیا اور اس میں ترتیب کے کچھ نئے انداز اپنائے اور انہوں نے اپنی اس کتاب کا نام التوضیح والتلخیص رکھا ہے)

مکتبہ الازہریہ (۹۹ ۲۳۴۶) اور (۱۵۸۲) کے تحت دو مخطوطات میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ شرح تهذیب التلخیص[1]

احمد بن علی الاردبیلی مکی (۹۷۱ھ - ۱۰۴۲ھ)[2]

فقیہ تھے، فارس میں تعلیم حاصل کی، حج کے لئے مکہ میں قیام کیا اور واپس تشریف نہ لے گئے، وہیں کے خطیب اور قاضی بنائے گئے کئی کتابیں تحریر کیں۔

مؤلفات اصولیہ انہوں نے کتاب "القیدات فی الفقه والاصول" تالیف کی۔[3]

قاسم بن محمد زیدی (متوفی ۱۰۲۹ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاساس المتکفل بکشف الالتباس فی الاصول۔[5]

۲۔ عرفة الوصول الی علم الاصول۔[6]

شرح عرفة الوصول قاسم بن محمد زیدی کے پوتے محمد بن الحسین بن القاسم (متوفی ۱۰۷۹ھ) نے شرح لکھی اور اس کا نام "التسہیل" رکھا۔[7]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۰۳۳، ہدیۃ العارفین ۱/۱۹۱، ان میں ابن ۵۶ حسن بن عبداللہ الحبشی العامری الحافظ المعروف بابن الحمرہ ہے۔ نظم العقود ۲/۳۳۰ (۳۰۳)۔

[2] ابوالعباس احمد بن علی بن احمد بن حجا الحسینی الشریف (۹۷۳ھ / ۱۵۶۵ء) الحدائق بن میں وفات پائی۔ نظم العقود ۱/۱۲۲ (۱۸۷)۔

[3] امام منصور باللہ الزیدی قاسم بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن رشید صاحب الکمل۔

[4] ہدیۃ العارفین ۱/۸۳۳۔

[5] ایضاح المکنون ۲/۳۰۹۔ [6] ایضاح المکنون ۲/۳۰۹۔

والدین العاملی الیمانی (۹۵۳ھ-۱۰۳۱ھ)[1]

آپ عالم اور ادیب تھے۔ ان کے والدین نے انھیں علم سے آراستہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی شرح المقصد لمختصر الاصول۔[2]

۲۔ الرد علی الاصولی۔[3]

ابو الحسنین ابن الملا شافعی (متوفی ۱۰۳۲ھ)[4]

آپ تھے۔ صاحب الشذرات کہتے ہیں: اپنے والد اور چچا سے علم حاصل کیا اور پھر واپس مکہ گئے۔ وہاں تدریس اختیار کی اور چھ سال خدمات قرآن، مطالعہ اور تصنیف و تالیف میں مشغول رہے تھے۔ ان کی کتب تالیف میں اور بھی دو مرتبہ منتشر ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: الاصول الاربعین کی اوراق پر مشتمل تین شرحیں لکھیں

۱۔ "کفایۃ الوفاق الی معرفۃ عرف الورقات" یہ ایک مختصر شرح ہے۔

۲۔ "التجاریر الملحظات والتقاریر الملحظات" یہ ایک متوسط شرح ہے۔

۳۔ "جامع المطرفات من فوائد الورقات" یہ ایک مطول شرح ہے۔

کتابیات: "حسد الحسن من محاسنا بالاهتداء والوصول الی حقائق ورقات الاصول" الخ

اس مسئلہ میں ان کے کئی مقامات پر تحقیق کی گئی ہے۔

۲۔ "شرح ذی اللب السروح من فوائد اللب والشروح" دار الکتب المصریہ (البسوریہ ۶۰ مجامیع) الاول ناقص کے ساتھ میں ان کا متوسط وجود ہے دو آثار پر مشتمل ہے۔

۵۔ اور "شرح اللمع" فی الاصول للعلامہ محمد بن احمد الانصاری القصری۔[5]

خواجہ زادہ الطبری شافعی (۹۶۰ھ-۱۰۳۳ھ)[6]

قاضی قازانی حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) شارح مختصر المنار زین الدین وغیرہ سے اخذ علم کیا۔ مدرس، افتاء و تصنیف میں مشغول رہے۔

۱۔ محمد بن محمد بن حسین بن عبد الصمد بن زین الدین العاملی (۹۵۳ھ-۱۰۳۱ھ) کتاب میں ولادت اور اصفہان میں وفات پائی۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۲/ ۱۵۶۔ ۳۔ ایضاً ۲/ ۱۵۶۔

۴۔ ابو الحسنین محمد بن علی بن الملا الحصکفی مدنی شافعی، متوفی ۱۰۳۲ھ، حلب میں ولادت ہوئی۔

۵۔ کشف الظنون ۱/ ۲۰۲، ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۰۵، معجم المؤلفین ۱۲/ ۲۵۱ (۵)۔

۶۔ ابو نصر زین محمد بن یحیی بن مکرم الطبری الزبیدی (۹۶۰ھ-۱۰۳۳ھ) کتاب میں ولادت اور وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الافادۃ فی التقلید" تالیف کی۔[1]

حسان زادہ حنفی (متوفی ۱۰۳۵ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی صدر الشریعہ۔ ۲۔ حاشیہ علی التوضیح۔[3]

ابن الاحدل حنفی (۹۹۴ھ۔۱۰۳۵ھ)[4]

عالم اور بلند پایہ ادیب تھے۔ ادبی علوم کے عارف تھے، کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ: نظم الورقات فی اصول الفقہ۔[5]

عبدالرحمن بن محمد القصری مالکی (۹۷۲ھ۔۱۰۳۶ھ)[6]

نحو، لغت، تفسیر، اصول، کلام، منطق، بیان اور عروض کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول میں "حاشیہ علی المحلی" تالیف کی۔[7]

مولی عثمان بن عبداللہ الرومی حنفی (متوفی ۱۰۳۶ھ)[8]

مکہ المکرمہ میں قاضی بنائے گئے۔

مؤلفات اصولیہ: تسہیل مرقاۃ الوصول الی علم الاصول (یہ ایک مجلد کی صورت میں ہے۔ آغاز اس طرح ہوتا ہے: "الحمد للہ الذی ھدانا لدینہ" الخ۔ ایضاح المکنون میں ہے:

"وھو لرحمۃ المرادۃ علی المرقاۃ لملا خسرو فی مجلد مطبوع"

(اور وہ کتاب مرادۃ علی المرقاۃ ملا خسرو کی شرح ہے جو ایک مجلد میں مطبوع ہے۔)[9]

ھدایۃ اللہ اھدائی (متوفی ۱۰۳۹ھ)[10]

مؤلفات اصولیہ: تعلیقہ علی التلویح للتفتازانی فی الاصول۔[11]

---

[1] کشف الظنون ۱/۱۳۲۲ (۲۵۵)۔

[2] مصطفی بن حسام الدین حسین بن محمد بن حسام الدین الرومی حسام زادہ۔

[3] ھدیۃ العارفین ۲/۳۳۹۔

[4] ابوالمکارم ابوالطاہر بن احمد بن محمد الحسینی الحنفی الصوفی ابن الاحدل المکی (۹۹۴ھ۔۱۰۳۶ھ)۔

[5] ھدیۃ العارفین ۲/۳۳۹، معجم المصنفین ۸/۲۳۰۔

[6] ابوزید عبدالرحمن بن محمد بن یوسف القصری الفاسی (۹۶۳ھ۔۱۰۳۶ھ) فاس میں ولادت ہوئی۔

[7] الفتح المبین ۳/۴۷، معجم المصنفین ۱۰/۱۹۰ (۲۲۶)۔ [8] مولی عثمان بن عبداللہ بلخی الرومی حنفی۔

[9] ایضاح المکنون ۳/۲۸۸، ھدیۃ العارفین ۵/۱۵۷۔

[10] ھدایۃ اللہ بن محمد اھدائی الرومی حنفی۔ [11] ھدیۃ العارفین ۲/۵۰۷۔

یمن المحسنی الزیدی (متوفی ۱۰۳۹ھ)[1]

لیہ الزیدی محمد تھا اپنے زمانے کے جید علماء سے اکتساب فیض کیا۔

الفات اصولیہ :

۱۔ الکاشف للمبادی المعقول عن وجوہ معانی الکافل بنیل السول فی علم الاصول، لمحمد بن یحیی۔ اس کتاب میں منہاج الوصول الی معیار الاصول من منوی کی تلخیص المعقول و تیسیر کی گئی ہے۔ دار الکتب المصریہ سے مخطوطہ کی صورت میں بھی اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ شرح الفصول الولویہ فی اصول فقہ الغرۃ النبویہ" لابراہیم الوزیری۔

۳۔ "شرح مرقاۃ الاصول" للامام نفسہ۔

۴۔ شرح اواخل المنہاج" (منہاج الوصول الی تحقیق کتاب معیار العقول فی علم الاصول) لاحمد بن یحیی المرتضی۔

۵۔ شرح الاساس۔[2]

نی زادہ حنفی (۹۸۰ھ-۱۰۳۰ھ)[3]

پنے زمانے کے مشہور مفسرین اور علماء روم میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ ابتدائی علوم شیخ سے حاصل کیا، کئی مشہور مدارس میں مدرس رہے شام، مصر، بروسہ، دمشق اور قسطنطنیہ میں قاضی کے منصب پر فائز رہے۔

رت اصولیہ

۱۔ حاشیہ علی شرح المنار لابن ملک فی الاصول۔ انہوں نے کتاب "نتائج الافکار علی شرح المنار" تالیف کی تھی۔

۲۔ حاشیہ علی الدرر والغرر۔[4]

یمن ابراہیم النعمانی مالکی (متوفی ۱۰۳۱ھ)[5]

محدث، روایت و نقد حدیث کے ماہر تھے۔ اپنے زمانے میں مشکلات اور فتاوی کے حوالے سے عوام کا مرجع رہے۔ مدارس و اقراء میں زیادہ وقت گزارتے، بہت سی کتابیں تصنیف کیں جو مختلف فنون پر ہیں۔

---

[1] ابو الحسن بن محمد بن یمان بن احمد بن شمس الدین ابو ابراہیم المحسنی الیمنی الزیدی حرقی ۱۰۳۹ھ۔

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۰، معجم المؤلفین ۱/۲۲۵، الاعلام ۱/۱۹۶)۔

[3] حسین بن محمد مرعی زادہ (۹۶۹ھ-۱۰۳۰ھ)۔

[4] شذرات الذہب ۸/۳۳۶، نتائج الافکار ۱/۳۳، کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۱/۱۰۹۱، ۱۲۷۸) معجم المطبوعات العربیۃ والمعربۃ ۱/۱۲۲۵، ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۲، الاعلام ۲/۲۵۳۔

[5] برہان الدین ابراہیم بن ابراہیم بن حسن بن علی الانصاری المحدث بن عمار بن مالکی حرقی ۱۰۳۱ھ۔

مؤلفات اصولیہ : حاشیہ علی جمع الجوامع تالیف یا درس کا نام المدور اللوامع من حل جمع الجوامع رکھا۔ یہ کتاب نامکمل رہی۔ اسکے بعد تلمیذ ان کلمات سے ہوتا ہے :

"الحمد لله على أفضاله والصلاة والسلام على سيدنا محمد وآله وعلى الله عن التابعين" الخ

اختتام ان کلمات سے ہوتا ہے :

"لكن فيه حذف الجار مع بقا الجر في المجرور وهو ضعيف والله سبحانه وتعالى اعلم بالصواب وإليه المرجع والمآب".

مکتبہ جامعہ ازہر (۳۰۲) میں اس کے دو مختلف مخطوطے موجود ہیں۔[1]

احمد الخضیری الانصاری حنفی (۹۶۴ھ - ۱۰۳۴ھ)[2]

عہد مغول کے اخیر میں کمال حاصل کیا۔ شیخ الاسلام زکریا الانصاری (متوفی ۹۲۶ھ) صاحب لب الاصول المختصر من جمع الجوامع، ابوالحسن بن احمد العدوی حنفی (متوفی ۹۹۰ھ) صاحب الآیات البینات (شرح جمع الجوامع پر حاشیہ ہے) وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ مختلف علوم پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی لجمع الجوامع" تالیف کیا۔

زرکلی نے لکھا

"له شروح وحواش في الاصول".

(اصول میں ان کی شروح وحواشی ہیں)[3]

صلاح بن احمد الموزیدی الزیدی (متوفی ۱۰۳۸ھ)[4]

فقیہ، اصولی، محدث، مفسر، ادیب و عالم کے عہدے پر فائز رہے۔ صرف ۲۹ برس عمر پائی لیکن اتنے کم عرصہ میں ان پر خاص توجہ دی اور دوسرے علوم میں بھی علوم پر مہارت رکھتے اور کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قطرة الوصول الى علم الاصول : مکتبہ جامع الامیر صنعاء میں ۹ اصول فقہ میں ان کا نمونہ ہے۔

۲۔ شرح الفصول في علم الاصول لصارم الدين ابراهيم الوزير۔[5]

---

1. معجم الدراسات الاسلامية في مكتبات العالم (۱/۱۹۰)، (۵۱)۔
2. احمد بن محمد بن علی شہاب الدین بن شمس الدین بن نور الدین الخضری الانصاری الازہری المصری الحنفی (۱۵۵۷ء - ۱۶۲۶ء)۔
3. معجم المؤلفين (۲/۲۲۷)، (۱۲۵)۔
4. صلاح بن احمد بن صدقی الموزیدی الحسنی الزیدی الیمنی (۱۰۱۰ھ - ۱۰۳۸ھ)۔
5. معجم المؤلفين (۲/۱۱۵)، (۳۸۰)۔

... البصری الزیدی (999ھ/1590ء) :

... اپنے والد اور اپنے زمانے کے دیگر علماء سے علوم حاصل کیے یہاں تک کہ بہت سے علوم میں ماہر ہو گئے۔ انہوں نے ... اور ... کی تحقیق میں کتابیں تصنیف کیں۔ ان کی ... میں بہت ... حاصل ہوئی۔

... اصول :

۱۔ ... السول الی علم الاصول المسند لمذهب آل الرسول۔ ... الدراکین میں اس طرح ... کتاب الغایۃ فی الاصول۔

۲۔ ... العقول الی غایۃ السول۔ ... کتاب کی شرح ہے۔

... نے اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا ہے :

"وهو كتاب نفيس يدل على طول باع صاحبه وقوة ساعده وتبحره في الفن، اختصره من مختصر المنتهى وشرحه وحواشيه، ومن مؤلفات آبائه من الائمة في الاصول۔"

اپنے بعض کتب ... نے اس کتاب کی اس فن میں اہمیت کی وجہ سے ... اور ... کتاب کا ... کیا ہے۔ ... کتاب ... تحقیق ... اور اس کی کتاب تک پہنچے جانے والے ... اصول فقہ پر لکھی گئی ہے)

... نے ... کہا ہے :

"ولم يكن الآل في كتب الاصول من مؤلفات اهل اليمن مثله، ومع هذا فهو الفقيه (وهو يقود الجيوش ويحاصر الاتراك في كل موطن)" [1]

"... اس ... نے اصول فقہ کے ... کی مثل ... کتاب نہیں لکھی۔ ... ان کی بات یہ ہے کہ وہ ... کی ... میں ... رہے اور جگہ جگہ ... کے ... کا ... کرتے رہے)

... الصعر یہ (الفیصوریہ) 999ھ نے ... کی ... میں ... غایۃ السول ... کی ... اور اس طرح ... کی ... کتاب ... عبدالملک ... 1339ھ کے ... کی ... میں ... ہیں۔

... الدراکین میں ہے کہ انہوں نے کتاب "کفایۃ السول علی علم الاصول" بھی ... کی۔ [2]

... اور ... کے ... انہوں نے "هدية العقول في شرح كفاية السول المذكور" ... کی۔ [3]

... ابن ... ۔

... ابن ... ۔ ... الدراکین ۵/۳۲۲، ... ۲/۱۰۰۔

... الدراکین ۵/۳۲۲، ۳۲۳۔ [3] ... الدراکین ۵/۳۲۳۔

ایضاح المکنون میں دو الگ الگ مقامات میں اس کو ذکر کیا گیا ہے۔ ایک جگہ اس طرح مذکور ہے

کفایۃ السول فی علم الاصول تالیف حسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی الیمنی المتوفی سنہ ۱۰۵۰ھ شرحہا عبدالرحمن بن محمد بن شرف الدین الحجافی الیمنی المتوفی سنہ ۱۰۵۳ھ [1]

(کفایۃ السول فی علم الاصول حسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی الیمنی متوفی سنہ ۱۰۵۰ھ تالیف ہے۔ اس کی شرح عبدالرحمن بن شرف الدین الحجافی الیمنی متوفی سنہ ۱۰۵۳ھ نے لکھی ہے۔)

جبکہ دوسری جگہ اس طرح ذکر کیا

ھدایۃ العقول شرح کفایۃ السول فی علم الاصول کلاھما تالیف السید حسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی الیمنی الزیدی المتوفی سنہ ۱۰۵۰ھ [2]

(ھدایۃ العقول شرح کفایۃ السول فی علم الاصول دونوں سید حسین ابن الامام قاسم بن محمد بن علی الیمنی الزیدی متوفی سنہ ۱۰۵۰ھ کی تالیف ہیں۔)

ناظرین مقررہ بالا تحقیق کے مطابق سب سے اول الذکر دونوں کتابیں یعنی کفایۃ السول اور اس کی شرح ھدایۃ العقول ہی ہیں۔ انہوں نے السلم الطالع اور حاشیہ الازہار پر اعتراض کیا ہے۔ مگر ایضاح المکنون کی دو الگ الگ عبارات طرح جدید التحقیق کی دو الگ الگ مقامات کی عبارات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کفایۃ السول اور اس کی شرح یہ چاروں کتابیں ان ہی کی تصنیف ہیں۔ واللہ اعلم

ابوالعباس الدانی (متوفی ۱۰۵۱ھ)

مسند الدیار یمانی اور بکار جہ سے زائد نے تحفہ لکھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے شرح علی مختصر ابن الحاجب فی الاصول تالیف کی۔

عبدالکلیم الرومی (متوفی ۱۰۵۱ھ)

فقیہ اصولی اور بوسنہ میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح المنار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔

محمد بن عبدالعظیم المورونی حنفی (متوفی ۱۰۵۲ھ)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب المشول المسدد فی بعض مسائل احکام الاجتہاد والتقلید لکھی۔ اور اس کی تالیف سنہ ۱۰۵۲ھ میں فارغ ہوئے۔ آغاز یوں ہوتا ہے: الحمد للہ الذی احق الحق باظہارہ وابطل الباطل باظلاقہ ومحقہ الاجتنابہ۔

---

[1] ایضاح المکنون ص ۲۱۷۔ [2] ایضاح المکنون ص ۲۱۷۔

برہان الرحمٰن المجانی (متوفی ۱۰۵۳ھ)[1]

اُن کی اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح علی کفایۃ السول فی علم الاصول" تالیف کی۔ کفایۃ السول یہ ابن الامام قاسم بن محمد البسی (متوفی ۱۰۵۰ھ) کی تالیف ہے۔

زین الدین الواردی حنفی (متوفی ۱۰۵۵ھ)

انہوں نے کتاب مناقب الدرر والغرر للملا خسرو تالیف کی۔

شہاب الحلبی حنفی (۱۰۵۶ھ)

انہوں نے "حاشیہ علی الغرر والدرر للملا خسرو فی الفقہ" تالیف کیا۔

یحییٰ السجلماسی (متوفی ۱۰۵۷ھ)

اصول علم کے لئے اصحاب فاس کے مقرر کئے ہوئے متن پڑھائے گئے۔

اُن کی اصولیہ :

۱۔ مسالک الوصول فی مدارک الاصول

۲۔ منظومۃ فی الاصول

۳۔ نظم اصول الشریف التلمسانی — محمد بن احمد بن علی مالکی (متوفی ۷۷۱ھ) جو شریف تلمسانی سے مشہور ہیں انہوں نے کتاب "منہاج الاصول فی بناء الفروع علی الاصول" تالیف کی تھی۔ اس کو ابو الحسن السجلماسی نے منظوم کیا۔

زین الصدیقی شافعی (۹۹۶ھ۔۱۰۵۷ھ)

علم حدیث اور فقہ کے تھے۔ صرف اٹھارہ برس کی عمر میں مسند افتاء پر بیٹھے چوبیس برس کی عمر میں علم جفر، ہیئت اور ہندسہ کا ماہر ہو گئے۔ حفظ و معرفت حدیث اور کثرت مؤلفات میں امام جلال الدین سیوطی سے مشابہت کی گئی۔ المرادی نے شیخ عبدالرحمٰن الفاسی کا قول نقل کیا کہ انہوں نے انہیں اپنے زمانے کا سیوطی قرار دیا ہے انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔

اُن کی اصولیہ :

۱۔ التلطف فی الوصول الی التعرف فی الاصول ۲۔ نظم مختصر المنار فی اصول الحنیفۃ

۱۔ نیل ابتہاج ص ۲۵۲، ۲۵۵۔ ۲۔ ایضاح المکنون ۳/۱۵۹، ہدیۃ العارفین ۲/۸۸، الدیباج المذہب فرحون مالکی متوفی ۷۹۹ھ۔
۳۔ ۲۵۵، ۲۵۶، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۷ھ، مانع المکنون، المرادی ۲/۶۰۔
۴۔ الدیباج ابن فرحون مالکی ص ۳۰۶، نفح المکنون، المرادی ۲/۱۰۔
۵۔ البرہان فی اصول الفقہ، امام الحرمین الجوینی متوفی ۴۷۸ھ ص ۹۸، تحقیق د۔ الدیب، طبع دار الوفاء ۱۴۱۸ھ۔

محمد بن علی الطرفوشی الشفعی (متوفی ۱۰۵۹ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح الزبدۃ فی الاصول" تالیف کیا۔

یاسین بن زین الدین العلیمی شافعی (متوفی ۱۰۶۱ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح التوضیح" تالیف کیا۔[2]

احمد بن یحییٰ الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۶۱ھ)[3]

فقہ اور کئی علوم میں دسترس رکھتے تھے۔ صعدہ میں انتقال ہونے تک قاضی رہے۔ کئی فنون پر آپ کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الانوار الھادیہ" تالیف کی۔ ان کی یہ کتاب "شرح الکافل" کے معروف ہے مکتبہ الجامع الکبیر صعدہ میں اصول فقہ ۲۲۔۲۳ نمبر کے تحت اس کا نسخہ موجود ہے۔ اس کا دیباچہ کے بعد آغاز ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

"وبعد فلما کان معرفۃ الحلال والحرام سبب الصلاح فی القوم والنجاۃ"

اختتام ان کلمات کے ساتھ ہوتا ہے :

"واجعلنا ممن یحسن حتی ینادی فی الحشر ان ادخلوا الجنۃ اورثتموھا بما کنتم تعلمون"[4]

محمد بن الخطیب البیرونی شافعی (متوفی ۱۰۶۴ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "فتح المجلی علی المنھاج والمحلی" تالیف کی جس کے متعلق ایضاح المکنون میں ہے "وھو حاشیہ علی شرح المحلی للمنھاج"[5]

حسین خلیفہ امامی (۱۰۰۱ھ۔۱۰۶۳ھ)[6]

اکابر علماء امامیہ میں سے تھے کئی علوم میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ کئی سلاطین کے وزیر رہے اور کئی فنون پر آپ کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی معالم الاصول، مکتبہ آصفیہ حیدرآباد ۳۳ کے علاوہ کئی لائبریوں میں اس کے نسخے موجود ہیں۔

۲۔ حاشیہ علی شرح المختصر للعضد[7]

---

۱ یاسین بن زین الدین ابوبکر بن محمد بن شیخ سیم الحسنی العلیمی، حضرموت کے رہنے والے تھے۔ ۲ ھدیۃ العارفین ۲/ ۳۳۸۔

۳ احمد بن یحییٰ حابس الحسنی الصعدی متوفی ۱۰۶۱ھ۔ ۴ تکملہ اصولیین ۱/ ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷۔

۵ محمد بن الخطیب البیرونی زیدی مذہب تھے، ایضاح المکنون ۲/ ۱۹۰۔ ۶ علاء الدین سلطان احمد، حسین بن کیا نور الدین ابوالمکارم حسین الحسینی السیاوشی المرعشی الآملی اصلاً، اصفہانی مولداً و موطناً، الخلیفہ سلطان (۱۵۹۳ء۔۱۶۵۳ء) کے لقب سے مشہور ہیں۔

۷ تکملہ اصولیین ۱/ ۸۱، ۸۲ (۳۶۵)۔

...یانی (متوفی ۱۰۶۵ھ)[1]

...اصول اور دیگر علوم کے عالم تھے۔ البرہانی العاملی کے شاگرد تھے۔ بلدہ کے اہل علم میں سے تھے۔ ...یا اور شیخ الاسلام کے مرتبہ کو پہنچے۔ فقہ، حساب، لغات وغیرہ پر کتابیں لکھیں۔

...ات اصولیہ: انہوں نے اپنے شیخ البرہانی العاملی کی رسالۃ الاصول کی شرح لکھی اور اس کا نام عمدۃ الماعول ...کی چند ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو اپنے شیخ کی زندگی میں بلدہ ان سے تعلم پر تالیف کیا تھا۔ ...حاشیہ جواب تواریخ الخلفاء طبقات الحریر (۱۰۰۹) کے علاوہ کئی مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔[2]

...قیم البلوی حنفی (۹۸۸ھ۔۱۰۶۷ھ)[3]

...کے بادشاہ شاہجہاں کے یہاں رئیس العلماء تھے۔ بہت سے موضوعات پر قلم اٹھایا اور عمدہ کتب تالیف کیں۔ ...تالیف نثر و نظم کی صورت میں بھی ہیں۔

...ات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التلویح علی المقدمات الأربع فقط، یہ کتاب حلب سے ۱۳۲۳ھ میں چھپ چکی ہے۔

۲۔ حاشیہ علی الحسامی۔[4]

...شکوہی شافعی (متوفی ۱۰۷۹ھ)[5]

...محدث تھے۔ شمس الدین الرملی شافعی (متوفی ۱۰۰۴ھ) صاحب حاشیہ علی شرح التحریر کی خدمت میں تین ...رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے اور دیگر مشہور مشائخ سے بھی مستفید ہوئے۔

...ات اصولیہ: انہوں نے حاشیہ علی شرح الورقات للمحلی تالیف کیا اس کا ایک نسخہ مکتبۃ الملیہ ران ...میں موجود ہے۔

آغاز اس کلمات سے ہوتا ہے:

"الحمد لله صلح الصواب لطالبه وبعد فهذه حواش لطيفة على شرح الورقات"

اختتام اس پر ہے: "اللفظ يحمل على معناه الشرعي ثم العرفي ثم اللغوي". والله اعلم

---

[1] ...الجواہر، ابن سعد (سعید) ابن جوہر الحنفی الدمشقی الغزی العامری، فاضل، جوہر متوفی ۱۰۶۵ھ۔

[2] ...الظنون ۱/۱۴۰، ایضاح المکنون ۲/۵۵۸، ۵۵۹، اس میں ان کا نام جواہر ابن سعد لکھا ہے، معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۳ (۲۵۳)۔

[3] ...ابراہیم بن شمس الدین محمد طلب الحلوانی الحنفی (۹۸۸ھ۔۱۰۶۷ھ)۔

[4] ...الدرر الکامنہ ۱/۵۰۳، ۵۰۴، نیز دیکھیں ۳/۹۸، معجم المؤلفین ۱۳/۱۲۳ (۲۵۳)۔

[5] ...محمد الحسن بن طلاب الکلبی المصری متوفی ۱۰۷۹ھ۔

اس کے نسخوں میں سے ایک نسخہ مکتبہ ازہریہ میں (۱۰۹۲ھ) ۲۹۵۱۳ میں بھی موجود ہے۔[1]

الشرنبلالی حنفی (۹۹۴ھ۔۱۰۶۹ھ)[2]

فقیہ تھے۔ جامعہ الازہر میں مدرس تھے۔ فقہ کثیر آپ سے مستفید ہوئی مختلف موضوعات پر کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "العقد الفرید بیان الراجح من الخلاف فی التقلید" تالیف کی۔ مکتبہ الازہر یہ ۱۸۰۶ رأس ابی ۲۸۲۶۵ کے علاوہ بھی کئی مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ آغاز: الحمد للہ الذی جعل حلقہ الامۃ خیر امۃ اخرجت للناس الخ سے ہوتا ہے۔[3]

عبدالسلام الدیوی (متوفی ۱۰۶۹ھ)[4]

معقول و منقول کے جامع عالم تھے۔ اپنے شہر میں تعلیم حاصل کرنے کے بعد ازہر آئے اور حنفی عبدالسلام اجہوری سے تلمذ کیا یہاں تک کہ فقہ، کلام اور اصول میں کامل دسترس حاصل ہوگئی۔ ایک زمانہ تک لاہور میں تدریس کرتے رہے پھر سلطان شاہجہان کے یہاں خلق القرآن مقرر ہوئے اور پھر اس سے بھی کنارہ کشی اختیار کرلی اور لاہور میں مقیم ہوگئے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التحقیق

۲۔ شرح المنار والاشراحات المعالیہ[5]

سید صلاح الدین بن احمد الشریف یکنی (۱۰۱۵ھ۔۱۰۷۰ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب شرح الفصول من علم الاصول لصدرالدین ابراھیم الاوریونانی[7]

توح بن مصطفی القنوی حنفی (متوفی ۱۰۷۰ھ)[8]

فقیہ تھے۔ قاموکا کے باشندہ تھے۔ انہوں نے کتاب "نافع النظر فی حواشی المنار لملا حسرو فی الصرف" تالیف کی۔

علی بن صلاح الصعدی الزیدی (متوفی ۱۰۷۰ھ تقریباً)[9]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "ایضاح سبل الوصول الی حق علوی الفصول فی معرفۃ قواعد الاصول" تالیف کی۔

---

[1] کشف الظنون ۱/۸۲۸، ۸۳۸ (۵۳)۔ [2] حسن بن عمار بن علی بن یونس الشرنبلالی المصری الحنفی (۹۹۴ھ۔۱۰۶۹ھ) ۱۰۷۰ھ میں فوت ہوئے۔

[3] ایضاح المکنون ۲/۴۱۰، ہدیۃ العارفین ۱/۲۷۳ میں جہاں ان کی دوسری کتب کا تذکرہ ہے وہاں ان کا نام حسن بن عمار بن یونس بن محمد بن علی الشرنبلالی المصری الحنفی ہے۔ کشف الظنون ۳/۱۹۹۰، ۱۰۰۰، ۱۹۹۱، ایضاح المکنون ۲/۵۱۰ (۳۸۵۶)۔

[4] عبدالسلام علی بن ابی سعید بن عبدالحق الحسینی الفرغانی الدیوی متوفی ۱۰۶۸ھ تقریباً ۱۰۶۹ھ میں پیدا ہوئے۔

[5] ایضاح المکنون ۲/۲۱۰، ۲۱۱۔ [6] سید صلاح بن احمد بن عزالدین بن الحسینی بن عزالدین بن ۱۱ امام عزالدین بن الشریف حسن۔

[7] ہدیۃ العارفین ۱/۲۳۸۔ [8] توح بن مصطفی قنوی حنفی۔

[9] ہدیۃ العارفین ۱/۲۹۸۔ [10] علی بن صلاح بن علی بن محمد بن عبداللہ الصعدی الیمانی الزیدی۔

[11] ہدیۃ العارفین ۱/۶۰۷۔

عبدالاکبوری شافعی (متوفی ۱۰۷۰ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "حاشیہ علی شرح التحریر" تالیف کیا۔ [2]

عبدالجواد بن شعیب القتانی شافعی (متوفی ۱۰۷۳ھ) [3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "نظم الورقات للامام الحرمین" تالیف کی۔ [4]

یحییٰ بن احمد حنفی (۹۹۷ھ - ۱۰۷۷ھ) [5]

شیخ الاسلام اور مفتی الحنفیہ کے منصب پر فائز تھے۔ فنون کے بڑے اساتذہ سے تعلیم حاصل کی، مسجد الجند میں مدرس اور مملکت کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "رسالۃ فی جواز التلفیق فی التقلید" تالیف کی۔ [6]

ابن جلال الیمنی زیدی (متوفی ۱۰۹۹ھ) [7]

فقیہ، مفسر، منطقی، نحوی اور لغوی تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الفصول فی الاصول۔ [8]

۲۔ مختصر فی علم الاصول، خلاصۃ الاثر میں تحریر ہے "وله مختصر فی اصول الفقه وشرح یدل علی فضله واختار اختیارات مخالفة لعلماء الاصول" [9]

۳۔ بلوغ النبیہ فی شرح المنتہی ای منتہی السول والامل لابن الحاجب۔ [10]

۴۔ بلاغ النبیہ شرح مختصر المنتہی الحاجب ابن حاجب، یہ وہ مختصر ہے جو اوپر ذکر ہوا ہے۔ [11]

۵۔ نظام الفصول فی الاصول [12] شاید "شرح الفصول فی الاصول" اور "نظام الفصول" ایک ہی کتاب کے دو نام ہوں اس لئے کہ الحدیقہ میں جب آپ نے الاصول کا ذکر کیا تو شرح الفصول کا ذکر نہیں کیا اسی طرح المرقاتی نے جب شرح الاصول کا ذکر کیا تو نظام الاصول کا ذکر نہیں کیا۔

---

[1] عبدالاکبر بن عبداللہ بن محمد بن آل ابن یوسف الاکبوری مصری شافعی۔ [2] صفحہ الاعلام ۵/۲۹۸۔

[3] عبدالجواد بن شعیب بن احمد بن عبدالحق بن شعیب القتانی الاصل مصری۔ [4] صفحہ الاعلام ۵/۵۰۱۔

[5] (الشیخ) صادق بن احمد بن محمد بن عبدالرحمٰن بن احمد الحسینی الحنفی (۱۵۸۰ھ - ۱۶۹۲ء) مکہ المکرمہ میں وفات پائی۔

[6] تکملہ صلوک ۲/۱۳۵ و ۱۳۶ (۲۷۱)۔

[7] عبدالرحمٰن بن احمد بن یحییٰ بن حسن بن سید احمد جلال الدین بن محمد بن علی بن صلاح زبیلی حرقی ۱۰۹۸ھ، یمن میں وفات پائی۔

[8] ایضاح المکنون ۲/۲۵۰، الشقائق النعمانیہ ۳/۱۰۱۔ [9] صفحہ الاعلام ۵/۲۹۵، الشقائق النعمانیہ ۳/۱۰۱۔ [10] صفحہ الاعلام ۵/۲۹۵۔

[11] فہرست مخطوطات مکتبہ الظاہریہ حدیث ۲۰/۱۸۰۸ء۔ احمد عبدالرزاق الدامی، مدیریۃ احیاء التراث الاسلامی، وزارۃ الثقافۃ والارشاد القومی، دمشق العربیہ السوریہ، سنہ طبع ۱۹۹۰ء (۲۰۲)۔

[12] صفحہ الاعلام ۵/۲۹۵۔

محمد بن الحسین الحر العاملی امامی (۱۰۳۳ھ۔۱۱۰۴ھ) [1]

فقیہ اصولی مدرس تھے۔ شام میں ولادت ہوئی عراق اور حجاز میں مستقل سکونت اختیار کرلی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول المهمة في اصول الائمة" تالیف کی۔ [2]

محمد بن حسین بن القاسم (متوفی ۱۰۷۹ھ) [3]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اپنے والد قاسم بن محمد (متوفی ۱۰۲۹ھ) کی اصول فقہ پر کتاب "مرقاة الوصول الى علم الاصول" کی شرح لکھی اور اس کا نام "السهيل" رکھا۔ اس کتاب کا ایک مخطوطہ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں موجود ہے۔ [4]

عبداللہ سیالکوٹی حنفی (متوفی ۱۰۸۰ھ) [5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ التصريح بما تضمن التنقيح ۲۔ شرح التنقيح في الاصول [6]

جمال الدین المرعشی (۱۰۲۹ھ۔۱۰۸۱ھ) [7]

فقیہ اصولی، شاعر اور حکیم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "التعليقة على مختصر ابن الحاجب في الاصول" تالیف کیا۔ [8]

عبداللطیف البہائی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ) [9]

بطلیک کے قاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قرة عين الطالب في نظم المنار في الاصول ۲۔ شرح قرة العين ۔ یہ دونوں کتاب کی شرحیں ہیں۔

محمود بن عبداللہ الموصلی حنفی (متوفی ۱۰۸۲ھ) [10]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشية على التوضيح لمختصر التفتازاني في الاصول" تالیف کیا۔ [11]

ابراہیم حوریہ الصعدی زیدی (متوفی ۱۰۸۳ھ) [12]

یمن کے زیدی علماء میں سے تھے۔ ترجمان الشریعہ تھے اور وسیع علوم شریعہ میں تبحر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الروض الحافل" تالیف کی جو الکافل کی شرح ہے۔ [13]

---

[1] محمد بن الحسین بن علی بن محمد بن الحر العاملی (۱۰۳۳ھ۔۱۱۰۴ھ) صفدیہ میں ولادت اور مشہد طوس میں وفات پائی۔

[2] اعیان الشیعہ ۱۰/۲۰۔ [3] محمد بن حسین بن قاسم۔ [4] الجامع الکبیر ۲۰۹/۱ مخطوطات مکتبہ مذکورہ ۱۱۹/۱۔

[5] الاوقاف والارشاد المعارف الشرعیہ المطبعیہ صفحہ ۔ [6] عبداللہ بن عبداللطیف سیالکوٹی حنفی۔ [7] عدیۃ العارفین ۵۰۸/۱۔

[8] جمال الدین بن عبداللہ بن محمد بن الحسین المرعشی۔ [9] عبداللطیف بہائی بن ابراہیم بطلیکی مشقی بہائی حنفی۔ [10] عدیۃ العارفین ۶۷۰/۱۔ [11] محمود بن عبداللہ الموصلی حلب میں وفات پائی۔

[12] عدیۃ العارفین ۱/ ۱۶۔ [13] ابراہیم بن محمد بن احمد المرتضی الحسینی الصعدی متوفی ۱۰۸۳ھ۔ [14] معجم المؤلفین ۱۳/۱۔

عبدالرشید جونپوری حنفی (متوفی ۱۰۸۳ھ)[1]

محقق حکمت واصول کے ممتاز علماء میں سے تھے۔ شیخ نظام الدین سہالوی کے شاگرد تھے۔

تالیفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔[2]

حسن جلال البدخشی (متوفی ۱۰۷۹ھ یا ۱۰۸۳ھ)

ان کے بارے میں ان کی تاریخ وفات ۱۰۷۹ھ کے تحت گزر چکا ہے۔

عبدالقادر البصروی حنفی (متوفی ۱۰۸۵ھ)[3]

تالیفات اصولیہ: حواشیہ الاشرف کے مطابق انہوں نے "حاشیہ علی تلویح التفتازانی" تالیف کیا۔[4]

رفیع الدین شیتی (متوفی ۱۰۸۵ھ)[5]

کئی علوم وفنون پر عمل دسترس رکھتے تھے۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

تالیفات اصولیہ:

۱۔ ولد الاصول فی اصول الفقہ ۲۔ حجیۃ الفعل یہ کتاب ایاصوفیہ لائبریری میں کتاب الساعی میں ۳۵ نمبر پر موجود ہے۔

۳۔ حجیۃ الظواہر یہ بھی ایاصوفیہ لائبریری میں کتاب الساعی میں ۳۱ پر موجود ہے۔[6]

محمد بن المنیر الحلبی شافعی (۹۹۸ھ۔۱۰۸۷ھ)[7]

تالیفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی نہایۃ السول ۲۔ شرح منہاج الاصول لشمس الدین الولوی[8]

زین الدین الحصکفی حنفی (۱۰۲۵ھ۔۱۰۸۸ھ)[9]

فقیہ، محدث، اصولی اور نحوی تھے۔ اپنے زمانے کے جید علماء سے حصول علم کیا اس سلسلے میں قدس کا سفر بھی کیا۔ تدریس اصول، تفسیر وغیرہ میں عمدہ کتابیں تالیف کیں۔

تالیفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "افاضۃ الانوار علی اصول المنار" لکھی اور اس کا آغاز ۱۰۵۴ھ میں کیا تھا۔ یہ شرح ہے جس کا نام اس طرح بھی لیا جاتا ہے شرح افاضۃ الانوار علی متن اصول المنار۔[10]

---

[1] عبدالرشید بن مصطفی شمس الحق جونپوری ہندی حنفی ۱۰۷۶ھ یا ۱۰۸۳ھ میں دنیا سے رخصت ہوئے۔

[2] کشف الظنون ۲/۱۳۵۵۔ [3] عبدالقادر بن احمد بن علی بن سعید البصروی حنفی متوفی ۱۰۹۲ھ بصرہ میں وفات پائی۔

[4] ہدیۃ العارفین ۱/۵۷۵، معجم المصنفین ۲/۳۲۱، تاج التراجم ۲۵۴، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، المولی محمد امین ۳/۳۹۹، ان سبھی کے مطابق انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔ [5] رفیع الدین طرخان بن محمد بن علی بن احمد بن طرخان فخر الدین الرانی الشیتی الحنفی البصری۔

[6] ایضاح المکنون ۱/۲۰۳، ہدیۃ العارفین ۱/۲۳۲، کشف الظنون ۲/۱۵۰، ۱۵۱، معجم المصنفین ۲/۳۲۱۔

[7] محمد بن علی بن المنیر الحلبی ثم المصری۔ [8] ہدیۃ العارفین ۲/۲۰۶۔ [9] محمد بن علی بن محمد الحصنی علاء الدین الحنفی ۱۰۲۵ھ دمشق میں پیدا ہوئے اور ۱۰۸۸ھ دمشق میں ہی وفات پائی۔

[10] ہدیۃ العارفین ۲/۲۹۵، معجم المصنفین ۳/۱۰۳، ۱۰۴۔

شرح الفاتحۃ الانوار پر حاشیہ :

شیخ محمد امین بن عمر بن عابد نے اس شرح پر حاشیہ لکھا اور اس کا نام "حاشیہ نسمات الاسحار علی شرح الفاتحۃ الانوار اور حاشیہ نسمات الاسحار دونوں ایک ساتھ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی اور اولاد بمصر ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء میں شائع ہو چکے ہیں اور اس شرح اور حاشیہ پر شیخ محمد الخوقی کی بعض تعلیقات بھی موجود ہیں جو انہوں نے بعد علاء الدین الحصکفی شرح الفاتحۃ الانوار میں فرمائی ہیں۔

هذه الفاتحة بسيرة حللت بها منار الاصول حين الطرقة نالها بجامع بني ليه مدرج وخميس والف ضحريه مراحها لطالب شروحه كالمصنف وابن ملك وابن بحيم وغيرهم كالتوضيح والتنقيح وغيرهم التطبيح، وسميته (الفاتحة الانوار على اصول المنار)

(میں نے منار الاصول کو سامنے رکھ کر اس وقت اس شرح کو تیار کیا جب میں نے جامع بنی لیہ مدرج وخمیس والف ضحریہ کا مراحعہ کیا طالب شروح جیسے مصنف اور ابن ملک اور ابن نجیم اور ان کے علاوہ دوسرے شارحین جیسے توضیح تنقیح اور تطبیح وغیرہ کی طرف سے الجھنوں کے دوران میں نے اس کا نام "الفاتحۃ الانوار علی اصول المنار" رکھا)

علامہ ابن عابدین شرح الفاتحۃ الانوار پر حاشیہ لکھنے کی وجہ تسمیہ ان الفاظ سے بیان کرتے ہیں۔

(الفاتحة الانوار على اصول المنار) المنسوب الى عمدة المتاخرين الشيخ علاء الدين الشيخ على الامام الحنفي، فانه شرح لم نسمع اتقن منه ولم نسمع فريحة على مراده بيد انه جرى فيه على عادته من التوام الاختصار، فلم يظهر المراد منه لاحتماله من لفظ الاختصار، مع ما اهمله في بعض المواضع من المعن عن البيان مما يحتاج الى الايضاح لخلو عن الاذهان، فاوضحت في هذه الحواشي ما اجمله، وذكرت فيها ما اهمله، مراجعة فيه كتب معتبرة في هذا الشان۔[2]

(کتاب "الفاتحۃ الانوار علی اصول المنار" عمدۃ المتاخرین شیخ علاء الدین ابن شیخ علی الحنفی کی طرف منسوب ہے ایسی شرح سے جس کی مثال ہمارے علم میں نہیں ہے اور نہ ہی ان سے زیادہ اچھا انداز اختصار کا ہے جو اس میں ہے اس کی وجہ سے مراد واضح نہیں ہو پاتی اس کے علاوہ بعض مواضع پر انہوں نے بیان سے گریز کیا ہے جس کی وجہ سے ان میں ابہام پیدا ہو گیا ہے جس کی وضاحت کی ضرورت تھی تو میں نے ان حواشی میں مختصر ان کی تشریح کر دی ہے اور جو بیان سے رہ گیا تھا اس کو بھی معتبر کتب کی طرف مراجعت کرتے ہوئے ذکر کر دیا ہے)

عبد الحلیم الروی الحنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ)[3]

دمشق میں قاضی رہے انکی کتابیں تصانیف کیں۔

---

[1] حاشیہ نسمات الاسحار لابن عابدین علی شرح الفاتحۃ الانوار علی متن اصول المنار لعلاء الدین الحصکفی ص ۸، مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۹۹ھ-۱۹۷۹ء [2] حوالہ سابق ص ۳۔ [3] عبد الحلیم بن شیخ قدیر بن نصوح بن مصطفی الروی الحنفی ص ۲۰۔

...ثالث الاصولیہ انہوں نے "حاشیہ علی مزار الانوار للنسفی" تالیف کیا۔[1]

...لقزوینی الحائری (۱۰۰۱ھ۔۱۰۸۹ھ)[2]

...ی نام تھے۔

...ثالث الاصولیہ انہوں نے کتاب "شرح العدۃ فی الاصول" تالیف کی۔[3]

...البہبہانی الحائری (۱۰۳۱ھ۔۱۰۸۹ھ)[4]

...نیہ، اصولی، ادیب، شاعر، خطیب اور داعی تھے۔ اپنے والد سے تعلیم حاصل کی اور ترجمہ اور تدریس میں مشغول رہے۔ ...دت تحریکی اختلافوں والی کتابوں کے مصنف تھے۔

...ثالث الاصولیہ انہوں نے کتاب "المعالم المرتضیٰ فی (الی) بعض الموارد لاصحاب الحرمین فی ...انہوں" تالیف کی۔[5]

...ن محمد السبزواری الحنفی (متوفی ۱۰۹۰ھ)[6]

...ثالث الاصولیہ انہوں نے "شرح زبدۃ الاصول" تالیف کی۔[7]

...نی الحائری الحنفی (متوفی ۱۰۹۱ھ)[8]

...ثالث الاصولیہ انہوں نے "عقد الاصول الفقہیہ" تالیف کی۔[9]

...ن سلیمان گجراتی (متوفی ۱۰۹۲ھ)[10]

...ن کے والد سے حنفی فقہ پڑھی۔ بڑی زندگی گجرات میں مقیم رہے تھے۔ ...ن احمد بن سلیمان بیان الدین نے اپنے والد سے بہت سے علوم ...پ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

...ثالث الاصولیہ انہوں نے "حاشیہ علی حاشیۃ السعد والسید علی شرح مختصر الاصول" تالیف کیا۔[11]

...ن محمد الخانی السوسی (۱۰۳۷ھ۔۱۰۹۲ھ)[12]

...ن شریفین میں وارد ہوئے۔ وہاں سے واپس آکر تدریس کے لیے مکہ مکرمہ کے مدرسے صفیہ میں آپ کے ...درس محمد امین بن عبداللہ الاسوی (متوفی ۱۰۸۹ھ) بھی شامل ہیں۔

---

[1] ہدیۃ العارفین، ۵/۵۰۲؛ ایضاح المکنون، ۲/۳۶۰۔ ان کی ایک دوسری کتاب کا ذکر ہے جس میں ان کا نام عبدالجلیل بن قدم مذکور ہے۔

[2] امل الامل، ۲/۱۹۵ (۲۰۰)۔ [3] علی بن غازی القزوینی الحائری (۱۰۴۳ھ۔۱۰۸۸ھ)۔

[4] ہدیۃ العارفین، ۲/۵۱۰؛ نفح الطیب، ۱۰/۱۰۵؛ نگار، اصفہان، ۱۰۴۲ (۳۳۳)۔ [5] ابوالمعالی عزالدین محمد بن عبدالصمد الحارثی۔

[6] ہدیۃ العارفین، ۲/۲۹۶؛ الفتح المبین، ۲/۱۰۹۔ [7] محمد باقر بن محمد مومن السبزواری الحنفی رسالی۔

[8] ہدیۃ العارفین، ۲/۲۹۶۔ [9] محمد حسن بن محمد شفیع الاصفہانی الحائری فیض تھیں۔

[10] ہدیۃ العارفین، ۲/۶۰۔ [11] محمد حسن بن احمد بن سلیمان گجراتی متوفی ۱۰۹۸ گجرات میں ولادت ہوئی۔

[12] نخبۃ الاثر، ۲/۱۹۸ (۴۸)۔ [13] ابوالمعالی محمد بن محمد بن سلیمان الخانی (۱۰۳۷ھ۔۱۰۹۳ھ) مشق میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مختصر التحریر لابن الہمام فی اصول الحنفیہ

۲۔ شرح مختصر التحریر لابن الہمام

۳۔ حاشیہ علی التوضیح

۴۔ مختصر تلخیص المفتاح

۵۔ شرح مختصر تلخیص المفتاح ، شاید محمد بن احمد الشریف القسمانی (متوفی ۱۰۰۰ھ) کی کتاب الاصول فی بناء الفروع علی الاصول کا اختصار اور اس اختصار کی شرح ہو۔ واللہ اعلم

ابوزید الفاسی (۱۰۳۰ھ۔۱۰۹۶ھ)[1]

عالم محقق متفنن العلوم شخص تھے ان کی مؤلفات کی تعداد ستر سے بھی زیادہ ہے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "اصول فقہ و اصول الدین و حدیث" وغیرہ میں کتابیں تالیف کیں۔[2]

محمد بن حسن الکوا کبی حنفی (۱۰۱۸ھ۔۱۰۹۸ھ)[3]

حلب کے علماء جلیل سے علم حاصل کیا مدرس رئیس واقاء کی خدمات انجام دیں۔

مؤلفات اصولیہ

۱۔ نظم المنار فی الاصول

۲۔ شرح نظم المنار، انہوں نے مذکورہ بالا کتاب "نظم المنار" کی شرح لکھی اور اس کا نام ارشاد الفطن رکھا۔

حامد آفندی (متوفی ۱۰۹۸ھ)[4]

حساکر عثمانیہ میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مرقاۃ الاصول لملا خسرو" تالیف کیا اور یہ حاشیہ الحشو کے نام سے مشہور ہے، انہوں نے اسے ۱۰۸۰ھ میں تالیف کیا تھا۔ ۱۲۸۰ھ میں استانبول سے طبع ہو چکا ہے۔[5]

حامد بن مصطفیٰ القنوی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ)[6]

قبرص میں قاضی تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح المرقاۃ فی الاصول" تالیف کی۔[7]

---

۱ ھدیۃ العارفین ۶/۲۹۸، نثر المحاسن ۳/۱۰۷۔

۲ نثر المحاسن ۳/۱۰۸، معجم المطبوعات ۲/۱۸۰۰ (۲۲۹۲)۔

۳ نثر المحاسن ۳/۱۰۸، معجم المطبوعات ۲/۱۸۰۰ (۲۲۹۲)۔

۴ ھدیۃ العارفین ۶/۲۹۸، نثر المحاسن ۳/۱۰۷

۵ معجم المطبوعات ۲/۱۹۶۹ (۲۵۵)۔

۶ ایضاح المکنون ۲/۶۹۱ (۲۵۵)۔

۷ حامد بن مصطفیٰ حنفی ۱۰۹۸ھ۔

۸ حامد بن مصطفیٰ القنوی الرومی۔ ۱۰۹۳ھ

۹ کشف الظنون ۲/۱۰۰۰

۱۰ ھدیۃ العارفین ۶/۲۹۸

... محمود الکوی حنفی (متوفی ۱۰۹۸ھ)[1]

... اصولی، امام المتکلمین اور علماء والعاملین میں سے تھے۔ مدرسہ سلیمانیہ قاہرہ میں مدرس رہے حنفی مسلک پر فائز تھے۔ فقہ، علوم العقائد اور اصول میں ان کی مؤلفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الدر الفرید فی بیان حکمہ التقلید (دار الکتب المصریہ (۵۶۹) میں بھی اس کا ایک نسخہ موجود ہے[2]

۲۔ حاشیہ علی الدرر والغرر لملا خسرو[3]

... بن پیری حنفی (۱۰۲۳ھ۔۱۰۹۹ھ)[4]

... اسکندریہ میں مفتی تھے۔ اکابر فقہاء حنفیہ میں ان کا شمار ہوتا تھا خاصۃ الاثر میں مذکور ہے

"صار فرید عصرہ فی الفقہ وانتہت الیہ الریاسۃ"

(اپنے زمانے میں فقہ میں منفرد تھا اور ریاست انہیں پر ختم ہوئی ہے)

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تنبیہ الامل فی عدم جواز التقلید بعد العمل

۲۔ عنایۃ التحقیق فی عدم جواز التلفیق فی التقلید، دار الکتب المصریہ (۵۲۵ مجامیع) میں اس کا نسخہ موجود ہے۔

۳۔ الکشف والتطبیق شرح عنایۃ التحقیق فی منع التلفیق فی التقلید، دار الکتب المصریہ ۳۰۳ ثمر میں اس کا نسخہ موجود ہے[5]

... محمد الاماسی حنفی (متوفی ۱۰۸۶ھ یا ۱۰۰۰ھ)[6]

... کی عمر میں ماہر تھے، ادب میں صاحب مہارت تھے کئی فنون پر کتب لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ عصون الاصول (مختصر المنار للنسفی)

۲۔ تنبیہ عصون الاصول (شرح عصون الاصول)

۳۔ الحمد للہ الذی جعل لنا الشریعۃ الغراء الخ، مکتبہ ترحمکی شریف ۳۳۳/۱، اصول فقہ میں اس کا ... ہے[7]

---

[1] ... الکوی الاصل مصری متوفی ۱۰۹۸ھ۔ [2] ھدیۃ العارفین ۱۹۳/۱، ۱۹۵، الفتح المبین ۱۰۰/۳، معجم المصنفین ۱۹۲/۱، (۱۲۰)۔

[3] ھدیۃ العارفین ۱۹۳/۵۔ [4] ابو الاسرار حسین بن ابی بن محمد بن ولی (۱۰۲۳ھ۔۱۰۹۸ھ) خاصۃ الاثر ۳۰۰/۱، (۱۲۰) میں ولادت اور ... میں وفات پائی۔

[5] ھدیۃ العارفین ۵۰۰/۱، الفتح المبین ۱۰۰/۳، معجم المصنفین ۲۰۰/۱، (۹)، خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن ... اصول کی تحقیق ۱۹۱/۱، ۱۹۲، ان کی کتاب حالات زندگی میں بیان کی ہے مراجعہ ۱۹۳ھ۔ [6] محمد بن محمد الاماسی حنفی ۱۰۸۶ھ ... الکون ۱۰۰/۲، ھدیۃ العارفین ۵۰۰/۱، ان میں تاریخ وفات ۱۰۰۰ھ لکھی ہے، معجم المصنفین ۸۸/۱۰، (۳۳۲)۔

ابن عبد الہادی شافعی (متوفی ۱۱۰۰ھ) [1]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "اختصار جمع الجوامع شرح جمع الجوامع للسبکی" تالیف کی۔ [2]

محمد طاہر الشہیر ازری شیعی (متوفی ۱۱۰۰ھ تقریباً) [3]

عہد: شیخ البہائی میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "صحة الاستدلال فی اصول الفقه والکلام" نامی کتاب تالیف کی۔ [4]

فرج اللہ الحویزی شیعی (متوفی ۱۱۰۰ھ تقریباً) [5]

انہوں نے کتاب "الصفوة فی الاصول" تالیف کی۔ [6]

☆☆☆

---

1. احمد المختار بن عبد القادر بن مصطفی الجاوی ابن جلال الدین الدمشقی، ابن عبد الہادی۔
2. ہدیۃ العارفین ۵/۶۰۲۔
3. محمد طاہر بن حسین الشہیر ازری الاصل نجف میں پرورش پائی۔
4. ہدیۃ العارفین ۶/۳۶۱۔
5. فرج اللہ بن محمد رویش بن محمد بن حسین جلال الحویزی الشیعی۔
6. ہدیۃ العارفین ۵/۸۲۶۔

... ششم

بارہویں، تیرہویں اور چودہویں صدی کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

... میں علمی و دینی و سیاسی حالت پر ایک طائرانہ نظر :

بارہویں اور تیرہویں صدی ہجری کی علمی و دینی و سیاسی حالت بھی مختلف اسلامی ممالک میں گیارہویں صدی سے بالکل مختلف نہیں تھی۔ سیاسی طور پر عدم استحکام تھا اور جگہ جگہ فتنے اٹھ رہے تھے۔ تقریباً ہر طرف علمی جمود کی کیفیت طاری تھی۔ مصر میں جہاں دولت عثمانیہ کی کوئی قابل ذکر علمی کام نظر نہیں آتا۔ ان دونوں صدیوں میں کہیں بھی باب اجتہاد کے حوالے سے کوئی خاطر خواہ کام نہیں کیا۔ اصول فقہ پر جو کتب لکھی گئیں، وہ طویل مطول یا مختصر حاشیوں اور تقاریر کی یا ان کی شرح و تلخیص ہوتیں۔ تیرہویں صدی ہجری میں انقلاب فرانس کی آندھی چلی اور ۱۷۹۸ء میں یہ مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر سے فرانسیسیوں کے اخراج کی تحریکوں نے شدت اختیار کر لی۔

ان کے مصر سے اخراج کے بعد محمد علی پاشا ۱۲۲۰ھ تا ۱۲۶۳ھ (۱۸۰۵ء تا ۱۸۴۹ء) نے ایک نئے مصر کی بنیاد رکھ دی مگر ... وہاں کلی استحکام پیدا نہ ہو سکا جس کی وجہ سے کوئی مؤثر علمی کام نظر نہیں آتا۔ چودھویں صدی ہجری میں برطانیہ نے ... پر قبضہ کر لیا اور وہاں ہر قسم کی دینی، علمی اور فنون کی اشاعت ترقی کر گئی اور علماء و فضل علم خصوصاً مصر پر ۱۹۶۷ء تک اثر انداز ہونے لگے۔

اگرچہ تیرہویں صدی کے اواخر میں سید جمال الدین افغانی اور ان کے شاگرد محمد عبدہ نے بھی جمود کو توڑنے کے لئے ... کیا اور اجتہادی فکر کو ترویج دینے لگے۔ چودھویں صدی ہجری میں وہاں سے برطانیہ کا تسلط ختم ہو جانے کے بعد ... کے زمانے میں جامعہ الازہر میں کچھ علمی و دینی حرکت نظر آنے لگی جو اس وقت کے شیخ الازہر محمد مصطفیٰ المراغی ... محمد عبدہ کے چند مستعد شاگردوں کی کوشش کا نتیجہ تھی۔ فاروق اول کے زمانے میں اس کو لمحہ اور تقویت حاصل ... اور بالآخر یہ ہوا کہ اجتہاد ایک خاص دائرہ میں محدود طور پر کیا جانے لگا۔ اس کی تنقید عام نہیں تھی بلکہ بعض شاذ ... رہی۔ ان تین صدیوں کے بعض مشہور اصولیین اور ان کی تالیفات مندرجہ ذیل ہیں

1. شیخ الباجی عبداللہ بن اسماعیل مکی دمشقی معروف بہ شیخ الاسلام (۱۰۵۰ھ تا ۱۱۳۳ھ) انہوں نے اصول میں "خلاصۃ التحقیقی فی بیان التقلید والتلفیق" تالیف کی۔
2. شیخ حسن بن محمد مصری شافعی (۱۱۹۰ھ تا ۱۲۵۰ھ) انہوں نے "حاشیہ علی شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع" تالیف کیا۔
3. الشوکانی محمد بن علی، فقیہ مجتہد (۱۱۷۳ھ تا ۱۲۵۰ھ)۔ اصول فقہ میں ان کی مشہور کتاب "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول" ہے۔

۴۔ الجوہری الصغیر محمد بن احمد، ابن ہادی الشافعی، فقیہ، اصولی (۱۱۵۱ھ۔۱۲۱۵ھ) انہوں نے "رسالۃ فی الاصولی والاصول" تالیف کیا۔

۵۔ شیخ شرقاوی عبداللہ بن حجازی، شافعی، فقیہ، اصولی، (۱۱۵۰ھ۔۱۲۲۷ھ) ان کا اصول میں رسالہ "جمع الجوامع" پر رسالہ ہے۔

۶۔ ابن عابدین محمد امین بن عمر الدمشقی (۱۱۹۸ھ۔۱۲۵۲ھ) انہوں نے کتاب "نسمات الاسحار علی جوہر المنار" تالیف کی۔

۷۔ احمد بک الحسینی شہاب الدین احمد بن احمد شافعی اصولی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۳۲ھ) انہوں نے اصول میں کتاب "تحفۃ الرائی السدید فی الاجتہاد والتقلید" تالیف کی۔

۸۔ الشنقیطی: مصطفیٰ بن محمد مالکی اصولی (متوفی ۱۳۲۸ھ) انہوں نے اصول میں کتاب "نظم الورقات لامام الحرمین" کی شرح لکھی۔

۹۔ شیخ نایت المطیعی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۵۳ھ) انہوں نے کتاب "نہایۃ السول فی علم الاصول" تالیف کی۔

۱۰۔ استاد امام المراغی (۱۲۹۹ھ۔۱۳۶۳ھ)، اصول فقہ میں ان کی آراء ہیں۔

☆☆☆

بارہویں صدی ہجری کے اصولیین اور ان کی اصولی خدمات کا جائزہ

حسن بن المطہر بن المطہر الجرموزی زیدی (متوفی ۱۱۰۱ھ)[1]

انہوں نے کتاب "نظم الکامل فی الاصول" تالیف کی۔[2]

حسن بن السید فتح اللہ الشمنی (متوفی ۱۱۰۲ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التلویح للتفتازانی

۲۔ شرح التنقیح فی الاصول[4]

حسن بن یعقوب مالکی (۱۰۳۰ھ۔۱۱۰۲ھ)[5]

ادب اریب اور کئی علوم میں ید طولی رکھتے تھے۔ حسن الاخلاق مشائخ مغرب کے صدر تھے۔ فارس میں مدرس رہے۔ ان کی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الکوکب الساطع فی شرح جمع الجوامع فی الاصول" تالیف فرمائی مکمل نہ ہو سکی۔ زرکلی نے صاحب الصفوۃ کا بیان نقل کیا کہ انہوں نے کہا

"لو تکمل هذا الشرح لاغنی عن جمیع الشروح"

(اگر یہ شرح مکمل ہو جاتی تو شروح سے مستغنی کر دیتی)[6]

حسن بن عبداللہ الازمیری حنفی (متوفی ۱۱۰۲ھ)[7]

معقولات و فقہ میں مہارت رکھتے تھے۔

---

[1] حسن بن المطہر بن محمد الجرموزی ابو المطہر الیمنی الزیدی

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۲۹۶

[3] حسن بن السید فتح اللہ الشمنی الزیدی الاصولی الفقیہ، ہدیۃ العارفین ۱/۲۹۶ [4] ہدیۃ العارفین ۱/۲۹۶

[5] ابو علی الحسن بن مسعود بن محمد الیوسی (۱۰۳۰ھ۔۱۱۰۲ھ) فارس میں انتقال ہوا

[6] ہدیۃ العارفین ۱/۲۹۶، طبع آکسفورڈ ۳/۱۱۸، ان دونوں میں تاریخ وفات ۱۱۰۱ھ لکھی ہے۔ معجم المؤلفین ۳/۲۵۶ (۲۹۳)

[7] حسن بن عبداللہ الکرمیری الاصل، الازمیری حنفی متوفی ۱۱۰۲ھ۔

مصطفیٰ ابن یوسف الموستاری حنفی (متوفی ۱۱۱۰ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "مفتاح الحصول علی مرآۃ الاصول" تالیف کی جو مطبوع ہے۔[2]

حسن بن یحییٰ سیلان السنفیانی (متوفی ۱۱۱۰ھ)[3]

مشاہیر علماء میں سے ہیں۔ کئی فنون میں کمال حاصل تھا۔ صعدہ داور اس کے اوان میں مدرس وقاضی رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

حاشیہ علی ہدایۃ العقول ، شرح غایۃ السول ، للحسین بن القاسم ، المسماۃ بضیاء من راء الدین الی توضیح حجیات ہدایۃ العقول فی علم الاصول ، مکتبہ غرب جامع کبیر صنعاء میں اصول نمبر ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰ نمبروں پر اس کے نسخے موجود ہیں۔[4]

محمد الطیب بن محمد مالکی (۱۰۶۴ھ۔۱۱۱۳ھ)[5]

اپنے والد، دادا، چچازاد بھائی وغیرہ سے علم حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ : امرانی نے ان الفاظ کے ساتھ ان کی کتاب کا ذکر کیا

"وله من التآليف شرح المقدمة جده في الاصول"

(ان کی تالیف میں سے ایک شرح ہے جو ان کے دادا کی اصول میں کتاب المقدمہ کی شرح ہے)۔[6]

حسن بن حسین الصنعانی (۱۰۴۴ھ۔۱۱۱۴ھ)[7]

کئی علوم وفنون کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الورقات للجوینی" تالیف کی۔[8]

---

[1] مصطفیٰ بن یوسف الموستاری الرومی الحنفی۔

[2] ایضاح المکنون ۲/۵۲۳

[3] حسن بن یحییٰ سیلان السنفیانی الصعدی الیمنی حوالی ۱۲۰۱ء

[4] نیل الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع بدر بن علی الشوکانی حوالی ۱۲۵۵ھ ۱/۲۱۳، معجم المؤلفین ۴/۲۰۰ (۲۹۳)

[5] ہدایۃ محمد الطیب بن محمد بن عبداللہ الغماری

[6] ایضاً ۳/۱۵۹

[7] حسن بن حسین بن القاسم بن محمد بن علی الحسنی الصنعانی، بعض قصور ان میں ولادت ہوئی۔

[8] ہدیۃ العارفین ۵/۲۹۶، معجم المؤلفین ۴/۲۰۰ (۲۹۱)

احمد بن محمد الدمیاطی البنا شافعی (متوفی ۱۱۱۷ھ)[1]

علمائے قوم سے اخذ و تلمذ کیا۔ یہاں تک کہ کمالت فی الاصول، تاریخ، حدیث میں مہارت حاصل ہوئی۔ مصر میں بصیرت حاصل ہوئی جو آپ نے مدت مدید کے بعد حاصل کی تھی۔ بڑا مقدس تھا جس نے کئی کتابیں تصنیف کیا تھیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح الجلال المحلی علی الورقات" تالیف کیا اور پہلی مرتبہ مصر سے ۱۳۱۵ھ میں شائع ہو چکا ہے۔[2]

محمد بن احمد الطرسوسی حنفی (متوفی ۱۱۱۷ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی العراقی فی الاصول" تالیف کیا۔[4]

محب اللہ بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ)[5]

فقیہ، اصولی، منطقی محقق اور بڑے حکیم تھے۔ سلطان اورنگزیب نے انکو اورنگ آباد کا قاضی مقرر کیا۔ ان کے اپنے گھر میں مدرسہ جاری تھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ مسلم الثبوت علی اصول الفقہ" تالیف کی۔ نزہۃ الخواطر میں اسے بہترین کتاب بتایا ہے جو کہ درست نہیں ہے۔

مسلم الثبوت کی شرح:

۱۔ عبد العلی محمد بن نظام محمد الدین الانصاری البرجندی (متوفی ۱۲۲۵ھ) نے اس کی ایک محققانہ شرح لکھی اور اس کا نام "فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت" رکھا۔

۲۔ عبد الحق نرکلی حنفی (متوفی ۱۱۹۰ھ) نے شرح مسلم الثبوت لکھی۔[6]

ابن زاکور الفاسی مالکی (متوفی ۱۱۳۰ھ)[7]

فقیہ، عالم اور شیخ شیوخ مالکیہ تھے۔ مختلف علوم پر مہارت رکھتے تھے۔

---

[1] شہاب الدین احمد بن محمد بن احمد بن عبد الحق البنا الدمیاطی حنفی ۱۱۱۷ھ میں وفات پائی۔ نزہت الخواطر میں ان کی وفات ۱۱۱۷ھ لکھی ہے۔

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۱۶۹، معجم المصنفین ۱/۱۹۹، معجم المؤلفین ۱/۲۰۰ (۱۸۸)

[3] محمد بن احمد بن محمد الطرسوسی حنفی

[4] ہدیۃ العارفین ۲/۳۰۹

[5] محب اللہ بن عبد الشکور الہ آبادی الصدیقی بہاری حنفی، بعض میں ۱۱۱۹ھ میں وفات ہوئی۔

[6] ایضاح المکنون ۲/۳۱۱، نزہۃ الخواطر ۵/۲۵۲ (۶۹۹)، معجم المصنفین ۳/۱۳۲، معجم المؤلفین ۱/۲۲۲ (۱۹۸)

[7] ابو عبد اللہ محمد بن قاسم بن زاکور الفاسی متوفی ۱۱۳۰ھ۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "الشرح ورقات امام الحرمین" تالیف کی۔ جزیۃ العارفین میں ان کی کتاب کا نام "شرح الورقات" مذکور ہے : "نظم الورقات لامام الحرمین فی الاصول"۔[1]

صالح بن احمد الانصاری زیدی (متوفی ۱۱۲۱ھ)[2]

بہت علوم میں متبحر و متقدم تھے اور علوم الاصول میں دقیق تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "منظومۃ من الکلام فی اصول الفقہ" تالیف کی اور ان کا نام "العقد الناظم والجامع" رکھا۔ مسلمہ وحمد کے بعد آغاز یوں ہوتا ہے

وبعد فالفیذہ او حوزۃ ضمنتھا فوائد و حیرۃ

اختتام ان کلمات سے ہوتا ہے :

ثم الصلاۃ والسلام علی النبی قد طلا العماد

محمد المختار فی الربہ والآل ثم العترۃ الزکیۃ

ان کا ایک نسخہ مکتبہ الجامع الکبیر صنعاء میں ۲۰ ورق پر اصول فقہ میں موجود ہے۔[3]

سلیمان بن عبداللہ البحرانی امامی (متوفی ۱۱۲۱ھ)[4]

علمائے شیعہ میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "العشر الکاملہ فی عشرۃ مسائل من اصول الفقہ" تالیف کی۔[5]

(۲۰) خلیل بن حسن رومی حنفی (متوفی ۱۱۲۳ھ)[6]

دیار بکر میں قاضی العسکر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔[7]

زین الدین گجراتی (۱۰۸۸ھ۔۱۱۲۳ھ)[8]

مشہور محدث گجرات سے تھے۔ اپنے والد سے علمی اور روحانی فیض حاصل کیا۔ درس و افتاء و تصنیف و تالیف میں مشغول رہے۔ بہت عبادت گزار تھے۔ ان کی ایک سو بیالیس (۱۴۲) تصانیف شمار کی جاتی ہیں۔

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۳۰، ایضاح المکنون ۱/۳۰
[2] صالح بن احمد بن صالح الحسنی الانصاری الزیدی المقبلی ۱۰۹۰ھ
[3] الحرم المکی ۱/۲۳ (۳۰)
[4] سلیمان بن عبداللہ بن علی بن حسن بن احمد بن یوسف بن احمد البحرانی الستراوی۔
[5] ہدیۃ العارفین ۱/۴۵۵
[6] خلیل بن حسن بن محمد الحسینی الروی المکی قرہ خلیل متوفی ۱۱۲۱ھ۔
[7] ہدیۃ العارفین ۱/۴۵۳، معجم المؤلفین ۴/۱۹۳ (۲۲۶) میں صرف ہدیۃ العارفین ۱/۴۵۳ کے حوالے سے یہ بات مذکور ہے مگر ہمیں ۱/۴۵۳ ہدیۃ العارفین میں نہ ملا۔
[8] زین الدین بن حسن الدین الحسینی گجراتی (۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء۔۱۱۲۳ھ/۱۷۱۱ء) احمد آباد میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ التلویح" تالیف کیا۔[1]

احمد بن محمد الکواکبی حنفی (۱۰۵۴ھ - ۱۱۲۴ھ)[2]

ممتاز عالم اور محقق تھے۔ اپنے والد اور علماء سے علم سیکھا۔ ۱۰۶۹ھ میں اپنے والد کی جگہ مسند افتاء پر فائز ہوئے۔ مختلف مدارس میں تدریس کی۔ قدس، ازنیق، طرابلس (شام) میں قاضی رہے۔ بعد میں یہ سب چھوڑ کر قسطنطنیہ منتقل ہو گئے اور وہاں کے علماء سے مختلف علوم کے متعدد اہم موضوعات پر صحبتیں اور مذاکرے کئے۔ کئی علوم پر آپ کی تصانیف پائی جاتی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: سلک الدرر کے مطابق اصول پر ان کی متعدد یادگار تین کتب ہیں۔

۱۔ اپنے والد کی اصول میں کتاب "منظومۃ الکواکب" پر حاشیہ لکھا۔

۲۔ "ارشاد الطالب" کے نام سے خود ہی اپنا کتاب کی شرح لکھی اس کا ایک نسخہ دار الکتب المصریہ میں ۹۶۸ پر موجود ہے۔

۳۔ "تحریرات علی التلویح"

ان کی اکثر مؤلفات مسودوں کی صورت میں ہیں۔ ہدیۃ العارفین میں ہے

"حاشیہ علی ارشاد الطالب لوالدہ فی الفروع"

(انہوں نے اپنے والد کی فروع میں کتاب ارشاد الطالب پر حاشیہ لکھا)

لیکن مظہر بقا نے اپنی کتاب کے حاشیہ میں لکھا

"ولیس صحیحا، بل ارشاد الطالب فی الاصول"

(صاحب ہدیۃ العارفین کی یہ بات درست نہیں ہے بلکہ ارشاد الطالب اصول کی کتاب ہے)[3]

محمد بن عبد الفتاح التنکابنی شیعی (متوفی ۱۱۲۴ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "سفینۃ النجاۃ فی الاصول" تالیف کی۔[5]

محمد بن حسین الخوانساری شیعی (متوفی ۱۱۲۵ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح مختصر الاصول" تالیف کی۔[7]

---

[1] معجم المؤلفین ۲/۳۰۴ (۱۳۹۶)، ہدیۃ العارفین ۲/۵۸، ۵۹ (۱۳۰)

[2] احمد بن محمد بن حسن بن احمد الکواکبی الحلبی حنفی (۱۰۵۴/۱۶۴۴) طلب میں مشغول ہوئے، پھر مختلف علاقوں میں قاضی رہے۔ (سلک الدرر ۱/۲۰۳-۲۰۴ (۱۵۲)، معجم المؤلفین ۲/۱۹۹)

[3] ہدیۃ العارفین ۲/۵۸، معجم المؤلفین ۲/۱۹۹، سلک الدرر ۱/۲۰۳-۲۰۴ (۱۵۲)

[4] محمد بن عبد الفتاح التنکابنی المازندرانی الحلبی شیعی ہیں۔

[5] ہدیۃ العارفین ۲/۳۱۶

[6] جمال الدین محمد بن حسین بن محمد الخوانساری الحلبی العاملی

[7] ہدیۃ العارفین ۲/۳۰۴

... محمد الولالی (متوفی ۱۱۲۸ھ) [1]

... محقق اور فقہ تھے۔ ممتاز علماء سے علم حاصل کیا۔ تدریس کی۔ مختلف فنون پر آپ کی بہت سی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: اصول میں "حاشیہ علی المحلی" تالیف کیا۔[2]

... الدیوان حنفی (۱۰۴۷ھ - ۱۱۳۰ھ) [3]

... قرآن کیا۔ تحصیل علم کے لئے مختلف علاقوں کے سفر کئے۔ سولہ برس کی عمر میں تحصیل علم مکمل کر لی۔ شیخ شاہ ... سے تکملہ لے کیا۔ ۱۱۰۵ھ میں حج بیت اللہ کا شرف حاصل کیا۔ حج و زیارت سے مشرف ہونے کے بعد علماء ... "انوار الانوار للنسفی" کو پڑھا۔

مؤلفات اصولیہ:

1. التصریحات الاحسانیہ فی بیان الآیات الشرعیہ مع تعریفات المسائل الفقہیہ، حرکۃ التالیف میں اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا:

"جمع فیہ الآیات القرآنیہ التی تستخرج منہا الاحکام الفقہیہ و تستنبط منہا القواعد الاصولیہ والمسائل الکلامیہ ثم فسرہا و شرحہا باحسن وجہ بقولہ الحق والمنطق"

اصول نے اس میں ان آیات قرآنیہ جمع کیا ہے جن سے احکام فقہیہ کا استخراج اور قواعد اصولیہ اور کلامی مسائل کا استنباط ... ہے پھر ان کی تفسیر کی اور بہترین وجہ پر شرح کی جس میں حق اور منطق قول کرتے ہیں۔

2. "کور الانوار فی شرح المنار" [4]

انوار پر حاشیہ:

مؤلف کی اس شرح پر شیخ محمد عبد الحلیم نے حاشیہ تحریر کیا اور اس کا نام "نقمر الانظار" رکھا۔

... اللہ بارسی حنفی (متوفی ۱۱۳۳ھ) [5]

... اصول، منطق، کلام، ہیئت اور علم کے بھی عالم تھے۔ تلمذ میں اہم عہدے پر فائز تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

1. تسہیل الاصول ۲۔ شرح محکمۃ الاصول ۳۔ حواشی علی التلویح [6]

---

1. ... محمد بن محمد بن محمد بن یعقوب الولالی۔ 2. ہدیۃ العارفین ۲/۳۱۶، معجم المؤلفین ۱۳/۲۳۰ (۱۷۳)
3. ... دیوان بن ابو سعید بن عبداللہ (عبید اللہ) الدیوان حنفی الحسینی بندری جزیری (۱۰۴۷ھ / ۱۶۳۷ء) بندر میں ولادت ہوئی۔
4. خلاصۃ الاثر ۴/۱۳۲، حرکۃ التالیف فی الاقطار الشمالی الہندی علی علوم الدین عشر والتاسع عشر، جمیل احمد نقش ص ۱۹۸، کراچی یونیورسٹی اسلامک سنٹر۔ 5. ابو اللہ بن ابو اللہ بن امین بن ... بارسی ہندی ثم حنفی ۱۱۶۳ھ میں ولادت ہوئی۔
6. ہدیۃ العارفین ۲/۵۳۰، ایضاح المکنون ۵/۲۷۲، معجم المؤلفین ۱۳/۲۳۲، نزہۃ الخواطر ۶/۹۰۲ (۸۰)

خلیل بن طاہر حسین الاسعردی شافعی (۱۰۸۵ھ۔۱۱۳۴ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ: کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی۔[2]

محمد بن تاج الدین الفاضل ہندی امامی (۱۰۶۲ھ۔۱۱۳۷ھ)[3]

شیعی امامی علماء میں سے تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ الحور السنیعۃ والشریعۃ فی اصول الشریعۃ

۲۔ وجوہ الاحکام الشرعیۃ من الخمسۃ التکلیفیۃ والوضعیۃ۔[4]

محمد بن عبد الہادی سندی حنفی (متوفی ۱۱۳۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع" لکھا۔[6]

الیاس بن ابراہیم الکردی الکوراني شافعی (۱۰۴۷ھ۔۱۱۳۸ھ)[7]

فقیہ تھے۔ تقریباً ۱۰۷۰ھ میں دمشق جا کر وہاں کے علماء سے تحصیل علم کیا۔ بیت المقدس کا بھی سفر کیا۔ زیارت اللہ کیا اور وہاں رہ کر بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ دل و دماغ اور زبردست جسمانی طاقت کے مالک تھے۔ ان کا بڑا معتقد و محبت کرنے والا تھا۔ یہ مرتبہ ظہر ہوکر دعا کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا:

"واللہ ان دعائی لا یصل الی السقف، وما یمنعک دعائی والمظلومون علی حبک یدعون علیک"

(اللہ کی قسم میری دعا چھت تک بھی نہیں پہنچے گی اور تجھے کوئی فائدہ نہیں دے گی کیونکہ مظلوم لوگ تیرے لئے بددعا کر رہے ہیں)

انہوں نے مختلف فنون پر کئی کتابیں لکھیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح جمع الجوامع" تالیف کیا۔[8]

---

۱ شیخ خلیل بن طاہر حسین الاسعردی الکردی الشافعی۔ ۲ ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۷

۳ ابو حامد بن محمد بن تاج الدین بن حسن الاصفہانی ثم الفاضل ہندی۔ ۴ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۸

۵ ابو الحسن نور الدین محمد بن عبد الہادی السندی مدینی الحنفی۔ ۶ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۸

نور الدین محمد بن ابراہیم بن حاجی خان الکردی الکوراني (م ۱۰۲۳ھ/۱۶۱۴ء) دمشق میں مدرس تھے۔

۷ ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۷ (معجم المؤلفین ۱۳/۲۸۰ میں سنہ وفات ۱۱۳۹ھ ہے)

عبدالرزاق قوچہ خوجہ حنفی (۱۰۷۳ھ۔۱۱۳۸ھ)[1]

اپنے زمانے کے ممتاز فقہاء میں سے تھے۔ فقہ کے علم کے ساتھ ساتھ علم وراثت میں بھی مہارت تھی۔ ان کے والد اپنے علاقے کے پہلے حنفی مفتی تھے جو کہ مختلف مالکی اور شافعی علاقوں کے شیوخ سے علم حاصل کرنے کے بعد واپس آئے اور یہاں کے لوگوں کو فقہ حنفی کی تعلیم دینے لگے۔ کئی مشہور مدارس میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ بہت سی کتابیں ان کی یادگار تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی شرح المنار لابن الملک" تالیف فرمائی۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ الاوقاف نمبر ۱۴۴۱ میں موجود ہے۔[2]

عبدالرحمن بن احمد بصیری حنفی (متوفی ۱۱۳۹ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الرضاعۃ شرح الاوشحۃ من الاصول" تالیف کی۔[4]

عبدالغنی النابلسی حنفی (۱۰۵۰ھ۔۱۱۴۳ھ)[5]

کئی علوم کے عالم تھے۔ فقہ و اصول کی تعلیم شیخ احمد الشطی سے حاصل کی۔ بغداد، سوریہ، فلسطین، لبنان، مصر، حجاز وغیرہ کے بہت سے علماء سے استفادہ کیا۔ بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "خلاصۃ التحقیق فی بیان الطلیعۃ و التلفیق" تالیف کی۔[6]

محمد امین قیصری زادہ حنفی (متوفی ۱۱۵۱ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح منار الانوار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔[8]

محمد بن عیسیٰ الکنانی حنبلی (۱۰۷۴ھ۔۱۱۵۳ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "الدرر البہیۃ فی شرح الرسالۃ الاصول الفقہیہ" تالیف کی۔[10]

محمد بن مبارک السجلماسی مالکی (۱۰۹۰ھ۔۱۱۵۵ھ)[11]

فقیہ، محدث، خاتمۃ المحققین و العلماء و العاملین، الفاضل۔ جمیع علوم میں ریاست ان پر ختم ہوئی تھی، تیرہ زبانوں کے ماہرین میں سے تھے۔ بہت سی کتب نافعہ تصنیف کیں۔

---

[1] عبدالرزاق بن محمد بن مصطفیٰ قوچہ خوجہ، ولادت (۱۰۷۳ھ/۱۶۶۲ء) ترکی نسل سے تعلق رکھتے تھے، مستقل رہائش پذیر رہے۔

[2] محمد صدیق، ۲۳۸-۲۳۹ (۱۸۲) — [3] عبدالرحمن بن احمد بصیری دمشقی — [4] ہدیۃ العارفین ۵۵۸/۱

[5] عبدالغنی بن اسماعیل بن عبدالغنی النابلسی ثم دمشقی (۱۱۵۰ھ/۱۷۳۸ء) دمشق میں انتقال ہوا۔

[6] ہدیۃ العارفین ۵۱۰-۵۱۲، نتیجۃ الفکر ۱۲۵/۳، ۱۲۶، الاعلام ۳۵۸/۴ (۳۵۹)

[7] محمد امین بن فتح محمد بن سنان الدین قیصری زادہ — [8] ہدیۃ العارفین ۲۲۳/۶

[9] محمد بن عیسیٰ بن محمد بن کنان الکنانی الحنبلی الدمشقی۔ دمشق میں ولادت پائی۔ — [10] ہدیۃ العارفین ۳۲۵/۶

[11] محمد بن مبارک بن محمد بن علی المکنی بالصدیقی العلمی (۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ء) تاکلاسہ میں پیدا ہوئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "غاية الافهام بسماع ما قيل في دلالة العام" (العراقی نے اس طرح ذکر کیا ہے

"وله في الاصول رسالة في دلالة العام على بعض افراده"

(اصول میں ان کا رسالہ ہے جو عام کی اس کے بعض افراد پر دلالت کے بارے میں ہے)

۲۔ "رد التشديد في مسالة التقليد"

۳۔ "شرح على شرح المحلي على جمع الجوامع"[1]

نورالدین احمد بن محمد ہندی حنفی (۱۰۶۴ھ۔۱۱۵۵ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ انہوں نے "حاشیہ علی التلویح" تالیف کیا۔[3]

احمد بن احمد العمادی مالکی (متوفی ۱۱۵۵ھ)[4]

فقیہ، اصولی، محدث، نحوی اور منطقی تھے۔ اصول و فروع میں متبحر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[5]

احمد بن اسحاق الدماری (۱۰۷۷ھ۔۱۱۵۸ھ)[6]

علمائے زمانہ اور متعدد سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ انہوں نے کتاب "حواشي على شرح الغاية في الاصول" تالیف کی۔[7]

حمداللہ الشنقیطی (متوفی ۱۱۹۰ھ)[8]

علیم، منطقی، اصولی اور طبیب تھے۔ کمال الدین سیالوی اور نظام الدین لکھنوی کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ انہوں نے کتاب "شرح زبدة الاصول ـ للعاملي" تالیف کی۔[9]

---

۱ ہدیۃ العارفین ۵/۱۵۱، ان میں تاریخ وفات ۱۱۵۲ھ ہے۔ نتائج الافکار ۳/۱۲۷، معجم المؤلفین ۱۰/۱۹۰ (۱۳۸)

۲ نورالدین احمد بن شیخ محمد صالح احمد آبادی ہندی۔ ۳ ایضاح المکنون ۲/۳۰۷

۴ احمد بن احمد بن یحییٰ العمادی متوفی ۱۱۵۵ھ۔ ۵ معجم المؤلفین ۱/۲۸۰ (۵۹)

۶ الاجوبۃ علی الدین احمد بن اسحاق بن احمد بن ابراہیم بن الامام المہدی احمد بن الحسن (۱۰۹۵ھ/۱۱۸۴ھ) مشہور عالم و فقیہ تھے۔ وفات پائی۔

۷ معجم المؤلفین ۱/۹۳ (۹۵) ۸ احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابراہیل متوفی ۱۱۷۳ھ

۹ معجم المؤلفین ۲/۳۸۸ (۳۸۸)

...ن محمد القاز آبادی حنفی (متوفی ۱۱۶۳ھ)

...ں میں تعلیم حاصل کی۔ استنبول میں تدریس کی، پھر المدینہ میں قاضی رہے۔ علم اور فی علوم کے عالم تھے۔ ...صنفات تصنیف ہیں۔

...نات اصولیہ :

...صباح الاصول وعناية الفحول " (شرح مقدمات الاربعة لصدر الشريعة)

الحمد لله الذي علمه مالم يعلم من بديع الاصول ... وبعد فيقول افقر عباده الله الى الله الهادي ابو النافع احمد بن محمد بن اسحاق القاز آبادي ... هذه كلمات على المقدمات الاربع التي احتر عها صدر الشريعه ... الخ

...ح فتح مفتح الابواب و كشف رتب الاسباب (اوراق کے بعد محمد وصلاۃ ہے) الحمد مقامات میں اس ...ے وجود ہیں۔ ان میں سے ایک نسخہ استنبول کے سیوطی کی المرادی ۱۳۱ میں موجود ہے۔

صاحب معجم المصنفین نے لکھا کہ کتب الدینی تک ۲۹ ہی کی فہرست سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کا ایک حاشیہ علی ...ر مختصر المنتهى للسبد یعنی ہے اور یہ کہ صورت حال یہ ہے کہ سیوطی مختصر المنتهى پر کوئی شرح نہیں ہے ...ایک حاشیہ ہے جو شرح العضد لمختصر المنتهى پر ہے۔[1]

...یل بن محمد الصنعانی زیدی (۱۱۱۰ھ - ۱۱۶۳ھ)[2]

...یہ اصولی اور شاعر تھے۔ اپنے والد اور سید محمد بن اسماعیل الامیر سے تعلیم حاصل کی اور مختلف علوم میں خاص طور ...ں میں تحصیل حاصل کیا۔ اپنے زمانے کے نامور مشہور عالم تھے۔

...نات اصولیہ :

...شرح منظومة الكافل في الاصول " جو ان کے شیخ سید محمد الامیر کی کتاب کی شرح ہے۔ دو جلدات پر محیط ...ہے میں طویل مگر مفید بحثیں کی گئیں ہیں۔[3]

...ن مصطفیٰ انقاری حنفی (متوفی ۱۱۶۵ھ)[4]

...ام میں مدرس تھے۔

...نات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مراۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول لملا خسرو تالیف کی۔[5]

...ح محمد بن محمد بن اسحاق الروی القاز آبادی متوفی ۱۱۵۰ھ ترکی سے تعلق تھا تحقیق میں ۱۲ سنات پائی۔
...ن ۵/۱۷۵، معجم المصنفین (۲۰۳/۲-۲۰۴)

...ن محمد بن اسحاق بن المهدی احمد بن الحسن بن الامام القاسم بن محمد الیرنی الصنعانی الزیدی (۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء - ۱۱۷۵ھ/۱۷۶۱ء) صفحات میں ۱۲۱ سنات ہیں۔
...ن ۵/۲۲۱، معجم المصنفین (۲۲۸/۲-۲۲۹)

...ابراہیم بن مصطفیٰ بن عثمان انقاری الروی۔
...ن ۵/۱۷۵، معجم المصنفین (۳۳۶/۱-۳۳۷)

اسماعیل بن غنیم الجوہری (۱۱۶۵ھ بعد)[1]

انہوں نے کئی فقہی متون پر حواشی تالیف کیے۔

مؤلفاتِ اصولیہ: انہوں نے کتاب "الکلم الجوامع فی بیان مسألۃ الاصولی لجمع الجوامع" تصنیف کی۔

صاحب تاج التراجم نے قول "والاصولی العزشہا" کو ان ہی کی طرف منسوب کیا ہے۔

دوسری: "احمد الفتن هدایۃ السمهاج الوصول" وہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۱۵۶ھ میں فارغ ہوئے۔ دار الکتب مصریہ میں اس کے چار مخطوطہ نسخے موجود ہیں۔[2]

عمر بن محمد الشوانی (متوفی ۱۱۶۷ھ)[3]

شافعی مذہب کے فقیہ اور اصولی تھے۔ قاہرہ آکر وہاں منتقل ہو گئے اور وہیں سے علم حاصل کیا۔

مؤلفاتِ اصولیہ: انہوں نے کتاب "صلوم الفحول القصد نظیر من لعنی ان الاحداث لیست من الاحکام" تالیف کی۔

اس میں انہوں نے ان حضرات کا رد کیا ہے جنہوں نے کہا کہ "صحابہ" ان ہر چار میں سے ایک ہے اور ان کا دیانت ہونا حکم شرعی ہونے کے منکرین کی ادلہ کا استدلال اور رد علی الخصوص اس طریقے اصولیہ کے مطابق بحث کی ہے۔[4]

حسن بن علی المرانی شافعی (متوفی ۱۱۷۰ھ)[5]

مؤلفاتِ اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی التحریر ۲۔ حاشیہ علی جمع الجوامع۔[6]

حامد بن یوسف البانہدری حنفی (۱۱۱۱ھ۔۱۱۷۲ھ)[7]

کئی علوم کے عالم تھے۔ استانبول و بورسہ میں تعلیم حاصل کی۔ مدت تک روم ایلی میں مدرس رہے۔

مؤلفاتِ اصولیہ: انہوں نے کتاب "تقریرات التحریر فی الاصول" تالیف کی۔[8]

احمد بن علی المنینی حنفی (۱۰۸۹ھ۔۱۱۷۲ھ)[9]

حنفی فقیہ ابو العباس احمد بن عبد الغنی بن عبد الغنی المنینی (متوفی ۱۱۴۳ھ) نے کتاب "حاشیۃ الحفید فی بیان التقلید والتلفیق" تالیف کی۔ انہوں نے تعلیم حاصل کی مختلف فنون پر کتابیں تصنیف کیں۔

---

[1] اسماعیل بن غنیم الجوہری ۱۱۶۵ھ میں زندہ تھے۔ [2] معجم المصنفین (۱/۲۶۷)، (۲/۲۱۴)

[3] عمر بن محمد بن عبد اللہ الشوانی۔ مصر میں وفات پائی۔ [4] الفتح المبین (۳/۱۲۸)

[5] حسن بن علی بن احمد بن عبد اللہ المرانی الازہری الشافعی۔ مصر میں وفات پائی۔ [6] ہدیۃ العارفین (۵/۲۹۸)

[7] حامد بن یوسف بن حامد بن سلیمان البانہدری (۱۱۱۱ھ/۱۶۹۹ء۔ ۱۱۷۲ھ/۱۷۵۸ء) بورسہ میں وفات پائی۔

[8] ہدیۃ العارفین (۵/۲۶۰)، معجم المصنفین (۳/۲۶۹۔۲۷۰)، (۲۵۶)

[9] ابو العباس احمد بن علی بن عمر بن صالح الصوفی الحنفی المنینی الاصل (متوفی ۱۱۴۳ھ/۱۷۳۰ء)۔

مؤلفات اصولیہ :

مفتی صدر الدین آزردہ نے رسالہ "تعریف القاسمہ" کی شرح لکھی۔ یہ رسالہ فن میں یہ الفاظ ہیں "تشریح رسالة في قطر بعلم الفقه" تعلم العلمین میں اجمالی تذکرہ ملتا ہے۔ "من تالیفه شرح رسالة القاسمية في قطر بعلم اصول الفقه" [1]

حمد الأصرم (متوفی ۱۱۷۲ھ) [2]

اہل اصولی ادیب اور شاعر تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح المحلی بجمع الجوامع" لکھی۔ [3]

ثناء اللہ دہلوی حنفی (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) [4]

فن اصول حدیث مفسر اور اصولی تھے۔ دہلی کے ان اکابر علماء کی تحصیل علوم کے بعد چھ برس کی عمر میں والد بزرگوار کے ساتھ مدینہ منورہ گئے۔ وہاں کی مدت میں انہوں نے علوم نقلیہ و تفسیر، حدیث، فقہ و علوم عربیہ کی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی تھی۔ ۱۱۴۳ھ میں آپ مدینہ منورہ سے ہندوستان واپس ہوئے۔ شیوخ سے مستفیض ہوئے اور واپس دہلی آ گئے۔ فضل اللہ اور مجتہدات پر دو رسالے زائد ان میں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

ثناء اللہ نے اصول فقہ کے جمیع ابواب پر مبسوط کوئی مطول کتاب نہیں لکھی سوائے "عقد الجيد في احكام الاجتهاد والتقليد" کے اس میں ابواب اصول فقہ میں سے ایک باب "الاجتهاد والتقليد" کو زیر بحث لائے ہیں۔ جمیع مسائل اصول فقہ میں آپ کی مختصر و مبسوط متعدد تصانیف ہیں جنہیں ذکر مظہر نے اپنے پیر کی طرح "اصول فقہ اور شاہ ولی اللہ" میں اجمالاً بیان کیا ہے۔ اس میں کراچی یونیورسٹی پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کا مقالہ کتاب کی صورت میں چھپ کر منظر عام پر آ چکا ہے۔ الرقی نے لکھا ہے

"من مؤلفاته الانصاف في بيان سبب الاختلاف وهو كما يرى من اسمه كتاب في اصول الفقه"

ان کی مؤلفات میں سے ایک "الانصاف في بيان سبب الاختلاف" ہے اور جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے کہ یہ اصول فقہ میں کتاب ہے۔ [5]

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۸، معجم المؤلفین ۱/۲۷۹ (۱۲۹)

[2] ۱۱۷۲ھ متوفی ۱۱۷۲ھ تیرہویں صدی ہجری میں وفات ہوئی۔ [3] معجم المؤلفین ۱/۲۷۹ (۱۲۹)

[4] ثناء اللہ بن عبد اللطیف بن عبد اللہ بن عبد الحکیم بن وجیہ الدین العمری شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ - ۱۱۷۶ھ) دہلی میں وفات ہوئی۔

[5] ہدیۃ العارفین ۱/۱۵۸، معجم المؤلفین ۱/۲۷۹، معجم المؤلفین (۱۲۷ - ۱۲۹) (۱۰۳)

محمد بن مصطفیٰ الخادمی حنفی (متوفی ۱۱۷۶ھ)[1]

ان کے دادا عثمان رحمۃ اللہ علیہ سے آئے تھے اور "خادم" کو اپنا لقب بنا لیا تھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مجامع الحقائق فی الاصول" تالیف کی۔

شرح مجامع الحقائق:

بعد میں ان کے صاحبزادے عبداللہ بن محمد خادمی (متوفی ۱۱۹۲ھ) نے "صنائع الدقائق شرح مجامع الحقائق" کے نام سے اس کتاب کی شرح لکھی۔[2]

محمد بن محمد البلیدی مالکی (۱۰۹۶ھ-۱۱۷۶ھ)[3]

فقیہ، عمدۃ المحققین، صدر شیوخ المالکیہ اور بہت سے علوم وفنون کے عالم و عارف تھے۔ مصر اور شام ان سے مستفید ہوئے۔ جامعہ ازہر میں جب ان کا تقرر ہوا تو وہاں ہر سال سے بھی زیادہ علماء کا مجمع ہوتے۔ ان کی بہت سی مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "رسالۃ فی دلالۃ العام علی بعض افرادہ فی الاصول" تالیف کی۔[4]

رستم علی القوجی (۱۱۱۵ھ-۱۱۷۸)[5]

فقیہ، اصولی اور مفسر تھے۔ انقرہ کے مشہور مدرسہ اپنے والد سے پڑھیں اور ان کی وفات کے بعد ان کے مقام پر مدرس مقرر ہوئے۔ بعد ازاں شیخ بہاء الدین اسپارلوی سے پڑھیں اور واپس آکر اپنے والد کے مدرسہ میں تدریس کی۔ قوجی پھر بغداد کے سفر پر روانہ ہوئے اور وہاں سے واپسی پر بریلی آکر مقیم ہو گئے تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "صفحات نور الانوار شرح منار الاصول" تالیف کی۔[6]

بحر العلوم لکھنوی حنفی (متوفی ۱۱۸۰ھ یا ۱۲۲۵ھ)

تاریخ وفات ۱۲۲۵ھ کے تحت ان کا بیان آئے گا۔

عبدالغفور الاسدی شافعی (متوفی ۱۱۸۵ھ)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "رسالۃ فی الاصول" تالیف کی۔[7]

---

[1] ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۳، ۶/۳۸۵ [2] محمد بن محمد الحسینی المرتضیٰ الزبیدی (۱۱۴۵ھ-۱۲۰۵ھ) قاہرہ میں اقامت پذیر ہوئے، وہیں وفات اور وہیں مدفون ہوئے۔

[3] ہدیۃ العارفین ۲/۱۲۹ [4] رستم علی بن علی اصفر الصدیقی القوجی (۱۰۳۰ھ-۱۱۷۸ھ) القوج میں والد سے تعلیم حاصل کی، پھر بغداد، دمشق اور حلب تک پہلی تدریس بریلی میں رہی۔

[5] کشف الظنون ۱/۳۰۱، (۳۳۲۶) [6] عبدالغفور الاسدی الشہیر بصبہ، ہدیۃ العارفین ۵/۵۸۸

ابراہیم الشرقاوی شافعی (متوفی ۱۱۸۵ھ)[1]

فقیہ اصولی تھے۔ اصول اور قرآن بالخصوص میں مہارت حاصل تھی۔ صبح سے رات تک جامع الازہر میں درس قرآن کی جگہ سے علیحدہ نہیں ہوتے تھے اور ایک مدت تک اپنے مذہب کی مسند افتاء پر فائز رہے۔[2]

خلیل بن طہیر مالکی شافعی (متوفی ۱۱۸۶ھ)[3]

فقیہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے کتاب "صحاف قیقطان باسرار لقطۃ العجلان" تالیف کی یہ جلال الدین زرکشی (متوفی ۷۹۴ھ) کی لقطۃ العجلان وبلۃ الظمآن" کی شرح ہے۔ دار الکتب المصریہ میں نمبر ۲۳۹۶۱ (ب) پر اس کا نسخہ موجود ہے۔[4]

عبداللہ فرنگی محلی (متوفی ۱۱۸۷ھ)[5]

اپنے چچا نظام الدین سے حدیث۔ مدرسہ فرنگی محلی میں مدرس رہے۔ لکھنؤ کے اکابرین میں عزت واحترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح مسلم الثبوت" تالیف کی۔[6]

محمد بن محمد اسرائیلی شافعی (متوفی ۱۱۸۸ھ)[7]

محدث، فقیہ اور اصولی تھے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔[8]

محمد بن عبداللہ البعلی حنبلی (۱۱۰۸ھ۔۱۱۸۹ھ)[9]

دمشق میں پیدا ہوئے۔ یہیں علوم کی تدریس کی۔ شیخ ابراہیم الموابی کے بعد ۱۱۸۸ھ میں حنبلی مسند افتاء پر بیٹھے۔ کئی مفید کتابیں تصنیف کیں۔

---

1. ابراہیم بن عبدالرزاق الشرقاوی شافعی متوفی ۱۱۸۵ھ۔ ج نظم اصولیین ۱/۳۵۱(۱۵)
2. خلیل بن محمد بن طاہر بن علی البکری الشرقاوی المصری شافعی متوفی ۱۱۸۶ھ۔
3. عجائب الآثار ۳/۲۰۸، ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۵، معجم المطبوعات ۲/۱۸۸(۲۳۲۵)
4. عبداللہ بن محمد سعید بن نصب الدین فرنگی محلی متوفی ۱۱۸۷ھ۔ ج نظم اصولیین ۱/۳۳۳(۱۳۵۸)
5. محمد بن محمد بن شاہین الرشیدی شافعی الاسرائیلی متوفی ۱۱۸۸ھ، قاہرہ میں وفات پائی۔ ج نظم اصولیین ۱/۳۳۳(۱۳۵۳)
6. محمد بن احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن مصطفی الاسکندری الاصل البعلی الدمشقی (۱۱۰۸۔۱۱۸۹ھ) دمشق میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تحریر البحر فی شرح مختصر البحر" تالیف کی۔[1]

عبداللہ بن محمد الخانوی حنفی (متوفی ۱۱۹۲ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "مصابیح المقائق شرح مجمع الحقائق" تالیف کی۔ یہ کتاب ان کے والد محمد بن مصطفی بابلی (متوفی ۱۱۶۰ھ) کی اصول فقہ میں کتاب "مجامع الحقائق" کی شرح ہے۔[3]

محمد بن عبادہ العدوی مالکی (متوفی ۱۱۹۳ھ)[4]

ممتاز مالکی شیوخ میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ اصول علم کے لئے معمر آئے اور مختلف علوم وفنون حاصل کئے۔ کئی مفید کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی جمع الجوامع[5] ۲۔ حاشیہ علی السعد

۳۔ تقییدات علی ورقات امام الحرمین فی الاصول[6]

محمد بن یوسف الاسیری حنفی (۱۱۳۳ھ۔۱۱۹۴ھ)[7]

حلب میں حنفی تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ المستقی شرح المغنی فی الاصول۔[8]

۲۔ بدائع الافکار فی شرح اوائل الانوار۔[9]

حسن بن علی العشاری شافعی (۱۱۵۰ھ۔۱۱۹۴ھ)[10]

فقیہ، اصولی، مفسر، نحوی، ادیب اور شاعر تھے۔ فقہ کا اتنا بڑا عالم تھا کہ "شافعی العصر" کے نام سے مشہور ہو گئے تھے۔ قضا کا عہدہ کے مطابق بصرہ کے قاضی رہے۔ ۱۱۹۳ھ میں تدریس کے لئے بغداد سے بصرہ بھیجے گئے مگر سال بھر ہی بعد قبل ہی وفات پا گئے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

---

[1] ایضاح المکنون ۳/۵۳۰، ہدیۃ العارفین ۱/۵۸۹، معجم المؤلفین ۱۵۲/۵(۱۰۷)

[2] عبداللہ بن ابی سعید بکر بن مصطفی بن عنان الروی الخانی ۳۔ ہدیۃ العارفین ۱/۵۸۹

[3] ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمن بن عبدالرحمن بن ابی الصوفی مالکی العدوی متوفی ۱۱۹۳ھ ۴۔ ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۱ ۵۔ الفتح المبین ۳/۳۳۱

[4] محمد بن یوسف بن یعقوب بن علی بن حسن بن شیخ الحنفی الاسیری مفتا الباب میں وفات پائی

[5] ہدیۃ العارفین ۲/۳۳۱ ۷۔ ایضاح المکنون ۲/۱۹۹

[6] ابوعبداللہ محمد بن حسین بن علی بن حسن بن احمد بن فارس العشاری البغدادی الشافعی (۱۱۳۷ھ۔۱۱۸۰ھ) بغداد میں ولادت و وفات ہوئی

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح جمع الجوامع للمحلی" تالیف کی۔[1]

۲۔ اسماعیل بن محمد القونوی حنفی (متوفی ۱۱۹۵ھ)[2]

اصول، منطق، فسر، علوم عقلیہ اور ادب میں مہارت رکھتے تھے۔ قسطنطنیہ میں تدریس کرتے تھے۔ اس قدر اہمیت کے حامل تھے کہ سلطان مصطفیٰ خان نے ان کو "اوار المعالی" یا "معلم المعلمین" کا لقب عطا کیا تھا۔ سلطان عبدالحمید خان بھی ان کی بڑی تعظیم و تکریم کرتے اور جب ان کے درس میں شرکت کے لئے آتے تو سلسلہ درس روک دیتے کا حکم دیتے۔ ان سے پہلے سلطان مصطفیٰ کا جن بھی معمول تھا۔ انہوں نے کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے "حاشیہ علی المقدمات الاربع لصدر الشریعہ" تالیف کیا۔ مختصر مقدمات پر ان کے لکھے ہوئے تین حاشیے ہیں۔ ان میں سے ایک حاشیہ (۱۲۳۰ھ) میں لکھا ہوا موجود ہے۔ آغاز یوں ہوتا ہے "الحمد للہ خالق السماء والارضین"۔[3]

۳۔ عبدالرحمن بن جاداللہ الثمانی مالکی (متوفی ۱۱۵۸ھ)[4]

فقیہ و اصولی تھے۔ جامع الازہر میں تعلیم حاصل کی۔ اپنے زمانے کے مختار زبیدہ سے علمی استفادہ کیا۔ معقول و منقول میں تبحر حاصل کیا۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع" دو جلدات میں تالیف کیا۔ ۱۱۵۲ھ سے ۱۱۵۵ھ میں مکمل کیا۔[5]

۴۔ مصطفیٰ بن یوسف المواساری حنفی (متوفی ۱۱۹۹ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ فتح الاصول فی شرح المعنی فی الاصول

۲۔ مفتاح الحصول علی مراد الاصول المسمی شرح مرقاۃ الوصول لعلم الاصول۔[7]

---

[1] کشف الظنون ۲/۱۰۵۴ (۲۰۰۹)

[2] اسماعیل بن محمد امین بن مصطفیٰ بن عثمان القونوی حنفی ۱۱۸۸ھ، قونیہ میں ولادت ہوئی۔ مختلف علوم میں مہارت رکھتے تھے۔

[3] معجم المؤلفین ۱/۲۶۱ (۲۱۵)

[4] عبدالرحمن بن جاداللہ المکی ثم المصری المالکی حنفی ۱۱۸۳ھ میں مصر میں وفات پائی۔

[5] ہدیۃ العارفین ۱/۵۵۵، الاعلام للزرکلی ۳/۳۰۰، معجم المؤلفین ۱/۶۵۹ (۳۱۴)

[6] مصطفیٰ بن یوسف بن مراد المواساری الاروسی حنفی [7] ایضاح المکنون ۲/۴۴۳

علی بن صادق الشماخی (متوفی ۱۱۹۹ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی مختصر المنتہی" تالیف کیا۔[2]

سید عمر بن حسین بوزجی زادہ الادنی (متوفی ۱۲۰۰ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح الوجیز فی الاصول" تالیف کی۔[3]

---

1 علی بن الحاج صادق بن محمد بن ابراہیم الحاجہ الشماخی دمشق میں سکونت اختیار کی۔

2 ہدیۃ العارفین ۱/۷۰۷

3 ایضاح المکنون ۲/۳۷۲، ہدیۃ العارفین ۱/۸۵۹

تیرہویں صدی ہجری کے اصولیین کا تعارف اور ان کی اصولی خدمات کا تحقیقی تجزیہ

فیض اللہ الدہستانی شافعی (متوفی ۱۲۰۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی جمع الجوامع فی الفروع" تالیف کیا۔[2]

سید ابراہیم القزوینی شیعی (متوفی ۱۲۰۳ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "ضوابط الاصول" تالیف کی۔[4]

محمد باقر بن محمد اکمل البہبہانی شیعی (متوفی ۱۲۰۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ حاشیہ علی المدخیرہ ۲۔ حاشیہ علی معالم الاصول۔[6]

محمد بن یونس البکری شافعی (۱۱۳۱ھ۔۱۲۰۹ھ)[7]

فقہ، اصول اور نحو کی تعلیم حاصل کی۔ مذہب الشافعی پر فائز ہوئے۔ اصول فقہ میں ان کی کتاب "کمیل علم الاصول" مشہور ہے۔[8]

عبداللہ بن محمد الاحمدی حنفی (۱۱۴۷ھ۔۱۲۱۳ھ)[9]

استانبول میں مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "جامع الفصولین فی علمی الفروع والاصول" تالیف کی۔[10]

---

۱ نظم الدرر فی سمط الدرر، ص ۱۰۸ (مطبوعہ المطبعۃ الکبری الامیریہ بولاق مصر)

۲ ہدیۃ العارفین ۱/۸۲۲ ۳ سید ابراہیم بن باقر القزوینی الحلی ۴ ایضاح المکنون ۲/۱۲۱۵

۵ محمد باقر بن محمد اکمل الاصبہانی الوحید البہبہانی، مکہ میں آکر مقیم ہو گئے تھے ۶ ہدیۃ العارفین ۲/۳۵۰

۷ علامہ محمد یونس البکری الصدیقی الشافعی (۱۱۳۱ھ۔۱۲۰۹ھ) قاہرہ مصر کے رہنے والے تھے۔

۸ ہدیۃ العارفین ۲/۴۸۵، اکمل الاصولین ۱/۱۲۵

۹ الشیخ عبداللہ بن محمد الاحمدی الرومی حنفی، استانبول میں مدرس تھے۔

۱۰ ایضاح المکنون ۲/۴۸۹، ہدیۃ العارفین ۱/۴۸۶

سید محمد مہدی البروجردی نجفی (۱۱۵۵ھ۔۱۲۱۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح الوافیہ فی الاصول ۲۔ قواعد الاصولیہ[2]

حسین بن علی الایدینی حنفی (متوفی ۱۲۱۳ھ)[3]

شیخ عاملی کے شاگرد تھے۔ پہلے اپنے شہر غزہ میں افتاء تک تدریس کی خدمات انجام دیتے رہے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی حاشیہ السید لشرح العضد لمختصر ابن الحاجب" تالیف کی۔ یہ مطبع المکردن اور معجم المطبوعات دونوں میں اس طرح مذکور ہے

"حسین الرومی الشہید سنۃ ۱۲۱۳ حاشیۃ علی شرح تلخیص الجوجانی لمفتاح السیوطی والاصل"

(حسین رومی متوفی ۱۲۱۳ھ سے مشہور ہے۔ ان کا شرح الشریف الجرجانی لمفتاح السیوطی والاصل پر حاشیہ ہے)

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ شریف جرجانی نے مفتاح السیوطی والاصل تالیف کی اور نہ ہی مختصر المنتہی تالیف کی، بلکہ ان کا شرح العضد لمختصر المنتہی پر حاشیہ ہے۔ واللہ اعلم[4]

اسماعیل بن مصطفیٰ تائب حنفی (متوفی ۱۲۱۴ھ)[5]

عالم تھے۔ عتاب میں قاضی بنائے گئے۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

ایضاح المکنون کے مطابق انہوں نے کتاب "شرح منتہی السول والامل لابن الحاجب" تالیف کی (ہدیۃ العارفین میں اس طرح مذکور ہے : حاشیہ علی حاشیہ السید علی شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب[6]

احمد ابوسامہ شافعی (متوفی ۱۲۱۵ھ)[7]

اصول، فروع میں تبحر تھا۔ علوم عقلیہ، نحویہ، منطقیہ اور فقہیہ میں کمال حاصل کیا۔ فرق مختلفہ و مذاہب اربعہ کے تمام مسائل میں متبحر تھے۔ اصول فقہ میں ان کا ذہن قوی، فکر رسا تھا۔ کثرت مطالعہ

---

1. نجوم العلوم السید محمد مہدی بن السید مرتضیٰ بن محمد طباطبائی البروجردی

2. ہدیۃ العارفین ۲/۳۵۱ 3. حسین بن علی الایدینی الرومی نجفی تلمیذ شارح زاد متوفی ۱۲۱۳ھ مشہور میں وفات پائی

4. ایضاح المکنون ۲/۵۳۲ میں تاریخ وفات ۱۲۱۳ھ مذکور ہے۔ اس طرح معجم المطبوعات ۱/۵۱۲ میں مذکور ہے۔ ہدیۃ العارفین ۱/۲۸۹ اور معجم المؤلفین ۳/۲۱۰ (۳۰۶) میں ۱۲۱۳ھ

5. اسماعیل بن مصطفیٰ الرضوی حنفی نجیب متوفی ۱۲۱۴ھ مشہور میں وفات پائی

6. ایضاح المکنون ۲/۵۳۲، ہدیۃ العارفین ۱/۲۲۲، معجم المؤلفین ۱/۲۲۲ (۱۲۲۱) اس میں ہدیۃ العارفین ۱/۲۲۲ میں ہے جو کہ کاتب کی غلطی ہے۔ صحیح ۱/۲۲۲ کاتب ہے

7. ابوسامہ احمد بن مصطفیٰ شافعی متوفی ۱۲۱۵ھ

ہیں اصول کی ان کی کتب قدیمہ پر مطالعہ رہتے جن سے علماء متاخرین بہ استفادہ کرتے تھے۔ ان کے زمانہ کے لحاظ سے مسائل اصولیہ میں ان کی طرف رجوع کرتے اور ان کے قول پر اعتماد کیا جاتا۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا نہیں پتہ چلتا۔[1]

احمد بن محمد العطار الیمانی (۱۱۳۸ھ۔۱۲۱۵ھ)[2]

فقیہ اصولی و عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں دو مجلدات پر مشتمل ایک بڑی کتاب تالیف کی اور اس کا نام "التحقیق" رکھا۔[3]

محمد بن احمد الجوہری الصغیر شافعی (۱۱۵۱ھ۔۱۲۱۵ھ)[4]

فقیہ اصولی، ادیب و لغوی تھے۔ فقہ و اصول کی تعلیم مکہ کے شیخ الجوہری سے دونوں میں شرکت کی۔ بلاد الزبیر میں تدریس کی درخواست کی گئی مگر انہوں نے اسے قبول نہیں کیا۔ شیخ الجامعی الازہر شیخ احمد العدوی کی وفات کے بعد جب شیخ عبدالرحمن العریشی مفتی دیار مصر ہوئے تو انہوں نے ان کو شافعی علماء میں سے پایا۔ ان کے بعد ان کی درخواست پر احمد بن قاسم العبادی شافعی نے مدارت کا منصب سنبھالا۔ انہوں نے شیخ الازہر کے لئے شیخ الجوہری شافعی کو منتخب کیا تو سب کو یہ فیصلہ مناسب لگا اور یہ اسی ہوا۔ وہ فقہ شافعی میں تمام علماء کے مخالف تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے "رسالة في الاصولي والاصول" تالیف کی۔ جیسا کہ الاعلام میں ہے "مرقی الوصول الی علم الاصولی والاصول" بزاز الکتب المصریہ میں اس کا مخطوطہ موجود ہے۔ اس کے محقق شیخ ہروی اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لما مر الكريم الوهاب بمطالعة شرح جمع الجوامع مع بعض الاصحاب و كان في تكلمه على مسئلة الاصولي والاصول يوخ عدوض على بعض الافاضل والعقول ان كتب عليها بعض شرحه يحل عليها ماز وجا للشرح بالمشروح"[5]

(جب الکریم الوہاب نے بعض اصحاب کے ساتھ شرح جمع الجوامع کے مطالعہ کا حسن فرمایا تو اصول اور اصولی کی بحث میں بعض فاضل اور عقلوں پر خوخاں فی خم۔ میں نے چاہا کہ اس پر حواشی لکھوں جو اس شرح کے لئے زوجہ کی طرح ہوں)

یہ اس کتاب کی تالیف سے ۱۱۹۶ھ میں فارغ ہوئے تھے۔

---

[1] علم الاصولیین (۱۱۳/۱) (۸۸)

[2] احمد بن محمد بن علی بن سیف الدین الحسنی الیمنی الصنعانی العطار (۱۱۳۸ھ۔۱۸۰۰ء) [3] علم الاصولیین (۱۱۳/۱) (۱۹۶)

[4] ابوالبرکات محمد بن احمد بن حسن بن عبدالکریم الخالدی، جوہری صغیر، ابن الجوہری شافعی (۱۱۵۱ھ۔۱۸۰۱ء) مصر میں وفات پائی

[5] ہدیۃ العارفین (۲/۳۵۲) معجم المؤلفین (۳/۱۳۶۔۱۳۸) فہرست مکتب العربیۃ بالخطوطات دار الکتب المصریۃ (۲/۲۶۲) (علم الاصول) تحقیق و ترتیب احمد محمد الہروی، مصر مطبعۃ الحلبی ۱۳۷۵ھ

اسماعیل مفید بن محمد زوی حنفی (۱۱۳۲ھ۔ ۱۲۱۶ھ)[1]

فاضل، ادیب، خطاط تھے۔ عمانی مدرسین میں سے تھے۔ کئی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ:

انہوں نے کتاب "تشریح المنار للنسفی" تالیف کی۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ سلطنیہ (مسقط) ۱۰۸ (۲۸۵) میں موجود ہے۔ آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے: الحمد للہ الذی ارشد ناطریق الوصول الی علم الاصول ... اما بعد فھذا حل عقد المنار الخ[2]

صالح بن محمد الفلانی مالکی (۱۱۶۶ھ۔ ۱۲۱۸ھ)[3]

فقیہ، اصولی، محدث، حافظ تھے۔ سوڈان میں ولادت ہوئی۔ مدینہ منورہ میں نشو و نما پائی۔ وہیں تعلیم حاصل کی اور وہیں کے علماء سے استفادہ کیا۔ مدینہ منورہ میں مفتی رہے۔ پھر مکہ مکرمہ منتقل ہو گئے۔ وہیں تدریس کرتے رہے۔ انہوں نے کتاب "ایقاظ ھمم الاشراف لاحیاء مسند الصحیحین والاسلاف" لکھی جو ۱۲۹۶ھ میں مصر سے چھپ چکی ہے۔[4]

عبدالحمید السیالکوٹی شافعی (متوفی ۱۲۲۰ھ)[5]

فقیہ و اصولی تھے۔ شافعی المذہب ہونے کے باوجود مذہب حنفی کی مسند افتاء پر فائز کئے گئے اور وہ اس کے مطابق فتویٰ دیتے۔ اس کا سبب یہ تھا کہ ان کے زمانے میں دوسرے مذاہب کا رواج نہ تھا۔ اس لئے انہیں حنفی المذہب کہا جاتا تھا اور وہ اس منصب پر ۲۰ سال فائز رہ کر اس خدمت جلیلہ سے سبکدوش ہوئے۔ ان کی مؤلفات یہ ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی جمع الجوامع" دو ضخیم جلدوں میں تالیف کیا۔[6]

اسد اللہ الکلی شیعی (متوفی ۱۲۲۰ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مطلع زبدۃ الاصول" تالیف کی جو ۱۲۳۰ھ کے ضمن میں پائی جاتی ہے۔

خلیل بن احمد القزوینی حنفی (متوفی ۱۲۲۴ھ)[8]

فقیہ، اصولی، متکلم و مفسر تھے۔ شہر مقنیہ یمن میں حنفی مذہب کے پہلے مفتی مقرر ہوئے۔

---

1. اسماعیل مفید بن محمد الزوی الحنفی العمانی (۱۱۳۲ھ۔ ۱۲۱۶ھ)
2. ہدیۃ العارفین ۱: ۲۳۳، معجم المؤلفین ۲: ۲۹۲ (۱۱۱)، معجم المطبوعات العمانیۃ ۱: ۴۹
3. صالح بن محمد بن نوح بن عبداللہ الحسنی الفلانی البیلانی (۱۱۶۳ھ۔ ۱۲۱۸ھ) سوڈان میں ولادت ہوئی، مدینہ منورہ میں نشو و نما پائی
4. ہدیۃ العارفین ۱: ۳۳۳، معجم المؤلفین ۴: ۱۳۶ (۲۰۵)
5. عبدالحمید بن عبدالرحیم السیالکوٹی الحنفی متوفی ۱۸۰۵ء
6. معجم المؤلفین ۲: ۲۸۸ (۳۰۵)
7. اسد اللہ ابن فتح اللہ الکلی الحنفی متوفی ۱۸۰۵ء
8. خلیل بن احمد بن محمد القزوینی الزیدی الحنفی متوفی ۱۸۰۹ء، مقنیہ میں ولادت پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی حاشیۃ السید للشرح العضد" تحریف کیا۔ ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ نیز "شرح مختصر المنار والاعلام فی علمی الاصول والجدل لابن الحاجب (رسالہ نحلہ)"

۱۱۔ العلوم عبدالعلی لکھنوی حنفی (۱۱۴۳ھ۔۱۲۲۵ھ)[1]

نحوی، اصولی اور منطقی تھے۔

اپنے والد سے کتب درسیہ پڑھ کر سترہ برس کی عمر میں فراغت پائی۔ والد کی وفات کے بعد ان کی جگہ مدرسہ فرنگی محل لکھنؤ میں تدریس کی مسند پر جلوہ افروز ہوئے اور چھ برس بعد استعفیٰ دے کر باقی ایام درس و تدریس میں گذارے۔ مسلک کے اعتبار سے وہ حنفی متعصب تھے۔ متعدد کتب آپ کی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت فی اصول الفقہ۔ یہ شرح ان کا امتیازی کارنامہ ہے۔ کتاب "المستصفی" (دونوں کا سنہ طباعت ۱۳۲۲ھ) کے ساتھ ہمیشہ حاشیہ کے طور پر طبع ہوتی رہی ہے۔

فواتح الرحموت پر حواشی :

شاہ احمد رضا خان بریلوی حنفی (متوفی ۱۳۴۰ھ) نے اس پر حواشی لکھے جو تقریباً ۲۰۰ صفحات میں ہیں۔ ان کے زیر نظر نسخہ کی فوٹو اسٹیٹ کاپی راقم کے ذاتی کتب خانہ میں موجود ہے۔ تحقیقات امام احمد رضا فی اصول الفقہ کے نام سے ڈاکٹر مسعود احمد صاحب نے اس پر تحقیقی مقالہ لکھا ہے۔

۲۔ تکملہ شرح تحریر الاصول

۳۔ کنوز البصائر کے نام سے فارسی میں شرح لکھی۔ اس کا قلمی نسخہ خدا بخش لائبریری پٹنہ میں موجود ہے۔

۴۔ شرح اصول البزدوی[2]

۱۲۔ عبداللہ بن نجازی الشرقاوی شافعی (۱۱۵۰ھ۔۱۲۲۷ھ)[3]

ازہر میں تعلیم پائی۔ وہیں درس دیا اور پھر جامعہ ازہر میں مدرس رہے۔ مختلف علوم پر آپ نے تقریباً ۳۰ کتب تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ۔ انہوں نے کتاب "رسالۃ فی مسألۃ محولۃ علی جمع الجوامع فی الاصول" تحریر کی۔[4]

---

[1] ایضاح المکنون ۲/۵۲۳، ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۱، معجم المصنفین ۲/۱۰۰۔۱۰۱ (۳۲۷)

[2] ابجد العلوم، صدیق حسن خان بھوپالی (۳۱۰/۱۰۱۰)

[3] ہدیۃ العارفین ۱/۵۸۶۔۵۸۷، ایضاح المکنون ۲/۱۳۲۔ ان میں سنہ وفات ۱۱۸۰ھ لکھا ہے۔ معجم المصنفین ۲/۳۵۹ (۲۳۸)

[4] عبداللہ بن ابراہیم الشرقاوی (۱۰۱۲ھ/۱۰۳۷ھ) کا ذکر ملتا ہے۔ ایضاح المکنون ۲/۱۳۶

محمد تقی الکاشانی شیعی (۱۲۲۶ھ بعدہ)

انہوں نے کتاب "جامع الاصول" تالیف کی۔[1]

جعفر بن خضر الجناحی شیعی (۱۱۵۶ھ - ۱۲۲۷ھ)[2]

اپنے زمانے کے ممتاز شیوخ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ غایۃ المامول فی علم الاصول

۲۔ کشف الغطاء عن مبہمات الشریعۃ الغراء

یہ ایک شعری منظومہ ہے جو اصول فقہ، اصول الدین اور فقہ میں ہے اور اس میں چالیس ہزار سے زائد اشعار ہیں۔[3]

خلیل بن احمد نعیمی حنفی (متوفی ۱۲۳۰ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ انہوں نے "حاشیہ علی شرح المنتہی" تالیف کیا۔[5]

مختار بن بونہ الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً)

مؤلفات اصولیہ انہوں نے کتاب "نظم جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔[6]

محمد حسن بن محمد القزوینی شیعی (متوفی ۱۲۳۰ھ تقریباً یا ۱۲۴۰ھ)[7]

امامی مجتہد تھے۔ بہت سے علوم میں کمال حاصل کیا اہم اصول فقہ میں خاص ملکہ بشہرت حاصل تھی فتوی کا مرجع تھے ان کی کئی مصنفات بھی ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تنقیح المقاصد الاصولیہ فی شرح ملخص الفوائد الحائریہ

۲۔ کشف الغطاء فی الاصول یہ کتاب شرح دونوں انہی کی تالیفات ہیں۔[8]

۱۔ طہران میں ۱۰ ورق تھے۔ ہدیۃ العارفین ۲/۴۱۲

۲۔ جعفر بن خضر بن یحیی آل بن ابی اصل بلادی (۱۱۵۶ھ / ۱۱۵۷ھ / ۱۱۵۸ھ) کتب میں ۱۰ سے ۱۲ تالیفات ہیں۔

۳۔ ہدیۃ العارفین ۱/۲۵۱ معجم المؤلفین ۲/۱۰۵ ۴۔ خلیل بن احمد بن عمر السبکی زین الدین الحنفی ۵۔ ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۶

۶۔ مختار بن بونہ الشنقیطی منزل مالکی ہدیۃ العارفین ۲/۴۲۱ ۷۔ محمد حسن بن محمد معصوم القزوینی الحسائری الشیعی نجیب الدین وفات بائی۔

۸۔ ہدیۃ العارفین ۲/۱۷۵ معجم المؤلفین ۱۲/۱۳۱ الذریعہ ۲۴/۱۵۵ (۹۸۶) اس کی تاریخ وفات ۱۲۳۰ھ لکھی ہے۔

۱۔ محمد بن محمد الشنقیطی مالکی (۱۱۷۹ھ۔۱۲۳۲ھ)[1]

اپنے اصولی اور معقول و منقول میں عظمت تھے۔ شیخ عبدالرحمن الثعالبی مالکی (متوفی ۱۱۹۸ھ) سے صاحب حاشیہ مع شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع و دیگر شیوخ زمانہ سے تعلیم و اجازت حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی المحلی فی الاصول

۲۔ الرافعی نے لکھا کہ انہوں نے حاشیہ علی شرح السانی تالیف کیا تھا مگر درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ عبدالرحمن الثعالبی نے شرح نہیں بلکہ حاشیہ لکھا تھا۔ انہوں نے حاشیہ علی شرح جلال الدین المحلی علی جمع الجوامع لکھا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی دیگر مؤلفات میں کوئی شرح نہیں ہے۔[2]

۲۔ نائل بن احمد الکبسی (۱۱۵۰ھ۔۱۲۳۳ھ)[3]

اصول و فروع میں امام تھے، جامعہ دمشق میں مدرس تھے۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا علم نہیں ہو سکا۔[4]

۳۔ سید محمد بن مصطفیٰ العلائی حنفی (متوفی ۱۲۳۴ھ)[5]

قونیہ میں فقہ و حدیث کے مدرس تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح علی اواخر الجامع الاصول للخادمی

۲۔ شرح نصیحۃ الاصول[6]

۴۔ عبداللہ الکاظمی امامی (۱۱۸۶ھ۔۱۲۳۴ھ بعد)[7]

فقہ اصول میں فاضل تھے۔ زیادہ تر آقا محمد باقر البہبہانی (متوفی ۱۲۰۸ھ) صاحب حاشیہ علی معالم الاصول اور سید مہدی الطباطبائی النجفی اور شیخ جعفر نجفی سے زانوئے تلمذ طے کیا۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کشف القناع عن وجوہ حجیۃ الاجماع ایک بہت بڑی مبسوط کتاب ہے۔ اس کا ایک نسخہ مکتبہ محمد باقر الطباطبائی کربلا نمبر ۳۱ میں موجود ہے۔

---

[1] ابجد العلوم ۳/۲۵۰ ۔ [2] ایضاح المکنون ۲/۱۳۹

[3] نائل بن حمد بن محمد الکبسی (۱۱۵۳ھ/۱۷۴۰ء۔ ۱۲۳۳ھ/۱۸۱۷ء) ۔ [4] نثر المرجان ۱/۲۵۹ (۲۸۸)

[5] احمد بن مصطفیٰ العلائی القونوی الحنفی ۔ [6] ہدیۃ العارفین ۲/۴۵۹

[7] عبداللہ بن الحاج اسماعیل الکاظمی الحسینی الاردبادی (۱۱۸۶ھ۔ ۱۲۳۴ھ) عراق میں وفات پائی۔

۲۔ "نظم زبدۃ الاصول" للعاملی

۳۔ "المنہاج" فی الاصول للعراقی[1]

دلدار علی نقوی نصیر آبادی (۱۱۹۶ھ۔۱۲۳۵ھ)[2]

آپ اصولی علماء میں سے تھے۔ فقہ، اصول، منطق، حکیم اور بعض دوسرے علوم کے بھی عالم تھے۔ یہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ہندوستان میں حکیم شمس الدین کی امامی مذہب کے ارکان کو مضبوط کیا۔ لکھنؤ عراق کے اہل علم شیعی علماء سے تعلیم حاصل کرنے کے بعد آصف الدولہ کی دعوت اور درخواست پر لکھنؤ میں مقیم ہو گئے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ اساس الاصول فی الرد علی الفوائد الحدیدیہ للاسترابادی

۲۔ منتہی الافکار فی اصول الفقہ[3]

سید محسن الاکاظمی شیعی (متوفی ۱۲۴۰ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "المحصول فی علم الاصول" تالیف کی۔[5]

حسن بن محمد معصوم القزوینی امامی (متوفی ۱۲۴۰ھ یا ۱۲۳۰ھ)

ان کا بیان ۱۲۳۰ھ کے تحت گذر چکا ہے۔

اسماعیل بن عبد الملک الخلد انی امامی (متوفی ۱۲۴۰ھ تقریباً)[6]

فقیہ، اصولی تھے۔ آپ نے بحر العلوم اور سید مرزا سلیمان الباط طبائی کے شاگرد تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

"حقائق الاصول" دار الکتب میں ۵۳۳۳ پر اس کا نسخہ موجود ہے۔ الذریعہ میں ہے

"قضیتہ حقیقۃ حقیقۃ" للذہبی "حقائق الاصول"

(اس کے عنوان "حقیقۃ حقیقۃ" پر اس کے اس کا نام "حقائق الاصول" ہو گیا)۔[7]

۱۔ ہدیۃ العارفین ۱/۸۳۱۔ اس میں درج ہے وفات ۱۲۳۰ھ ہے۔ لیکن صحیح ۱۲۵۲ھ ہے۔ ۱۹۵/۱۲۵۲

۲۔ الذریعہ ۲۵/۱۲۵۲ (۱۲۵۲/۱۲۵۲)

۳۔ ہدیۃ العارفین ۲/۱۰۱۲ (۱۳۲۰)

۴۔ سید محسن بن حسن الامین العاملی نزیل کاظمین متوفی ۱۲۵۲ھ

۵۔ اصل بن عبد اللہ بن الحسین بن یحییٰ بن الحسین متوفی ۱۲۵۲ھ تقریباً

ج ہدیۃ العارفین ۲/۱

ج معجم المؤلفین ۱۲/۲۱۳ (۲۰۶۲۱)

محمد بن زین الدین الاحسائی امامی (۱۱۶۶ھ۔۱۲۴۱ھ)[1]

فضلی اور مذہب "شیخیہ" کے مؤسس تھے۔ جس کے متعلق اور الہامی ہونے کے دعوے دار تھے۔ بالآخر ایران میں تقسیم رہے کی وجہ سے جاکر وہاں کے علماء سے استفادہ کرتے رہے تھے۔ بحرین میں سکونت اختیار کی۔ بہت سی کتب اور رسائل لکھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مباحث الالفاظ
۲۔ رسالة فی حجیة الاجماع
۳۔ رسالة فی تحقیق القول بالاجتهاد والتقلید
۴۔ رسالة فی تقلید غیر الاعلم
۵۔ رسالة فی ان الامتثال یقتضی الصحة
۶۔ رسالة فی مراعاة المدة
۷۔ شرح مسائل الاصول فی مقدمات کشف الغطاء[2]

محمد بن عبدالنبی (النبی) النیشاپوری شیعی (۱۱۷۴ھ۔۱۲۴۱ھ)[3]

بغداد پھر بغداد آئے پھر نجف الاشرف میں مستقل سکونت اختیار کرلی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ قلع الاساس فی نقض اساس الاصول
۲۔ کشف القناع عن حجیة الاجماع
۳۔ مصادر الانوار فی الاجتهاد والاخبار
۴۔ سبیة المرتاد فی ذکر لفاة الاجتهاد[4]

سید محمد بن علی الکربلائی امامی (متوفی ۱۲۴۲ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ مفاتیح الاصول
۲۔ الوسائل الی النجاة فی الاصول[6]

عثمان بن سند البصری (۱۱۸۰ھ/۔۱۲۴۲ھ)[7]

نحوی کوفہ ریح ادب۔ اصول اور لغت میں شہرت رکھتے تھے۔ جوانی میں حصول علم کے لئے عراق آئے بصرہ میں سکونت اختیار کی اور پھر دارالخلافہ بغداد میں منتقل ہو گئے۔ ان کی اکثر مؤلفات علم کی صورت میں ہیں۔

---

[1] محمد زین الدین بن احمد بن زین الدین الاحسائی العرقی امامی (۱۱۶۶ھ/۱۷۵۳ء۔۱۲۴۱ھ/۱۸۲۶ء) احساء میں ولادت اور وہیں سے قریب وفات پائی۔
سیر اعلام النبلاء ۱۵/۵۱۵، تکملہ اصولیین ۱/۳۰۷ (۱۸۵)

[2] محمد نبی بن عبدالنبی النیشاپوری النجفی الاشرفی نجف الاشرف میں سکونت اختیار کی۔
[3] سیر اعلام النبلاء ۱۵/۵۱۵ [4] مصادر الانوار فی الاجتهاد والاخبار [5] سید محمد بن علی بن محمد علی الطباطبائی الکربلائی [6] الوسائل الی النجاة فی الاصول ۱/۳۱۳
[7] عثمان بن سند النجدی البصری (۱۱۸۰ھ/۱۷۶۶ء۔۱۲۴۲ھ/۱۸۲۶ء) نجد میں ولادت اور بغداد میں وفات پائی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب "نظم الورقات لامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی اور اس کا نام "الشذرات الناضرة فی نظم الورقات الناصرة" رکھا۔ مکتبہ جامعہ حضرت میں موجود نسخے کے مطابق اس کا آغاز بتاریخ غلصان المکسی لمن سند ، بعد ارتجاء الصن من رب صمد سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو ۱۲۱۹ھ میں مکمل کیا تھا۔

۲۔ شرح نظم الورقات[1]

احمد بن محمد باقر الحبیبانی امامی (۱۱۹۱ھ۔۱۲۴۳ھ)[2]

فقہ، اصول، حدیث، تاریخ، تفسیر وغیرہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ کئی موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ رفع الاشکال فی مسائل متفرقة من اصول الفقه ۲۔ الاجتهاد والاخبار
۳۔ الاستصحاب ۴۔ رسالة فی القیاس ۵۔ رسالة فی الاجماع

ان میں آخری چار اوراق انجلس میں مجموعہ نمبر ۱۸۳ کے ضمن میں موجود ہیں۔[3]

احمد بن محمد النراقی امامی (۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۵ھ)[4]

امامی علماء و مجتہدین میں سے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "مناهج الوصول الی علم الاصول" یہ کتاب دو جلدات میں ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ امام القری میں اس تبصرہ پر موجود ہے۔

۲۔ عین الاصول، اس کا ایک نسخہ مکتبہ لوس انجلس ص ۵۵۹ پر موجود ہے۔

۳۔ عوائد الایام، اس کا ایک نسخہ مکتبہ امام الحسن زنجان میں موجود ہے۔

۴۔ تنقیح الفصول شرح تجرید الاصول واضح رہے کہ "تجرید الاصول" ان کے والد کی کتاب ہے۔

۵۔ "مفتاح الاصول ومصباح الوصول"۔

---

۱ اعیان الشیعہ ۳/۱۴۲، مکتوبات الحکم العربیہ فی الحجر ۳۹/۱۰، نقله علی الخاقانی المجمع العلمی للعربی ۱۳۱۰ھ۔۱۹۹۱ء

۲ احمد بن محمد باقر الحائری الکرمانشاہی، الحبیبانی (۱۱۹۱ھ۔۱۲۴۳ھ)، ایران کے شہر کرمانشاہ میں پیدا ہوئے اور وفات پائی۔

۳ مخطوطات (۱۴۳۳ھ)

۴ احمد بن محمد مہدی بن ابی ذر النراقی (۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۵ھ) کاشان کے قریب نراق میں پیدا ہوئے اور وہیں تدفین ہوئی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ انہوں نے کتاب "نظم الورقات لامام الحرمین فی الاصول" تالیف کی اور اس کا نام "الشذرات الفاخرة فی نظم الورقات الناضرة" رکھا۔ مکتبہ ظاہریہ دمشق میں موجود نسخے کے مطابق اس کا "عبدالرحمن عثمان المکنسی ابن سند، بعد ارتجاء المن من رب جسد" سے ہوتا ہے۔ انہوں نے اس کتاب کو ۱۲۱۹ھ میں مکمل کیا تھا۔

۲۔ شرح نظم الورقات[1]

احمد بن محمد باقر البہبہانی امامی (۱۱۹۱ھ۔۱۲۴۳ھ)[2]

فقہ، اصول، حدیث، تاریخ، تفسیر وغیرہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ کئی موضوعات پر ان کی کتابیں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ربیع الازھار فی مسائل متفرقة من اصول الفقه ۲۔ الاجتهاد والاخبار

۳۔ الاستصحاب ۴۔ رسالة فی القیاس ۵۔ رسالة فی الاجماع

ان میں آخری چاروں الجلس میں مجموعہ نمبر ۳۵۱ کے ضمن میں موجود ہیں۔[3]

احمد بن محمد النراقی امامی (۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۵ھ)[4]

امامی علماء و مجتہدین میں سے تھے۔ ان کی بہت سی تصانیف ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "مناهج الوصول الی علم الاصول" یہ کتاب دو جلدات میں ہے۔ اس کا ایک نسخہ جامعہ ام القریٰ میں ۱۸۵۰ نمبر پر موجود ہے۔

۲۔ عین الاصول اس کا ایک نسخہ مکتبہ لوس الجلس ۵۵۹ پر موجود ہے۔

۳۔ عوائد الایام اس کا ایک نسخہ مکتبہ امام الجمعہ تبریز میں موجود ہے۔

۴۔ تنقیح الفصول شرح تجرید الاصول واضح رہے کہ "تجرید الاصول" ان کے والد کی کتاب ہے۔

۵۔ "مفتاح الاصول ومصباح الوصول"۔

---

۱ کشف الحجب ۳۳۱/۲، مخطوطات الحرم العباسی الاعظم ۳۹/۲، یقظه علی الحفاظ المجمع العلمی العراقی ۳۱۰، ۳۱۱۔

۲ احمد بن محمد باقر الطباطبائی الکربلائی البہبہانی (۱۱۹۱ھ۔۱۲۴۳ھ) آقا باقا کے نام سے مشہور تھے۔

۳ معجم المصنفین ۱۲۳/۱۔

۴ احمد بن محمد مہدی بن ابی ذر النراقی الکاشانی (۱۱۸۵ھ۔۱۲۴۵ھ) کاشان کے گاؤں نراق میں ولادت اور کچھ عرصہ وہیں رہائش پذیر رہے۔

۴۔ تیسیر الاحکام فی تنقیح عمدۃ مسائل الاصول والاحکام۔

۵۔ رسالۃ فی اجماع الامر والنہی۔ یہ کتاب حسن صدر الدین الکاظمی کی لائبریری میں موجود ہے۔

۶۔ احتفاح الاحکام" اصول فقہ میں ایک مختصر کتاب ہے۔[1]

زین العابدین القوانساری امامی (۱۱۸۸ھ۔۱۲۴۵ھ)[2]

فقیہ، اصولی اور بحر علوم کے عالم تھے۔ صاحب ریاض العلماء نے آپ کے علم کی تعریف کی ہے۔ آپ کی کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الفوائد العلیۃ فی اصول الفقہ مستقلا

۲۔ حاشیہ علی القوانین

۳۔ حاشیہ علی اصول المعالم۔[3]

عبدالصمد بن عبداللہ الرجبی حنفی (متوفی ۱۲۴۷ھ)[4]

فقیہ اصولی اور بصرہ کے قاضی تھے۔ صاحب مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نظم منار الانوار للنسفی ۲۔ شرح مقدمۃ المنار۔[5]

محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۲ھ۔۱۲۵۰ھ)[6]

فقیہ، مجتہد، اصولی، مفسر اور محدث تھے۔ تفسیر، حدیث، تاریخ میں بھی یدطولیٰ رکھتے تھے۔ اپنے والد اور اپنے شہر کے دیگر فضلاء سے علم حاصل کیا۔ اصول فقہ میں مختصر المنتہی لابن الحاجب پڑھی۔ غرض جتنا مطلوبہ تکمیل و تعلیم تھا اس کو کرلیا۔ یہاں تک کہ تشنگان علم ہندو یمن وغیرہ تک سے ان کی خدمات میں جمع ہونے لگے۔ زندگی کے ابتدائی ادوار میں انہوں نے امام زید بن علی بن حسین کے مذہب پر تفقہ حاصل کیا اور اس میں کمال حاصل کیا اور اس پر شہرت بھی ہوئی۔ پھر تقلید ترک کردی اور مجتہد بن گئے۔ اپنے آپ کو مذہب زیدیہ میں متقید نہیں کیا اور وہ آراء علماء سابقین میں اپنے آپ کو پابند نہیں سمجھتے۔ ان کی کتاب نیل الاوطار کے مطالعہ سے یہی ظاہر ہوتا ہے جس میں وہ مذاہب علماء اور آراء

---

[1] اعیان الشیعہ ۱/۳۳۰، ۳۳۱، ۵/۳۲۴، ۱۰/۳۵۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷، ۱۴۲۸، ۱۴۲۹، ۱۴۳۰، ۱۴۳۱، ۱۴۳۲، ۱۴۳۳، ۱۴۳۴، ۱۴۳۵، ۱۴۳۶، ۱۴۳۷، ۱۴۳۸، ۱۴۳۹، ۱۴۴۰، ۱۴۴۱، ۱۴۴۲، ۱۴۴۳، ۱۴۴۴، ۱۴۴۵، ۱۴۴۶، ۱۴۴۷، ۱۴۴۸، ۱۴۴۹، ۱۴۵۰، ۱۴۵۱، ۱۴۵۲، ۱۴۵۳، ۱۴۵۴، ۱۴۵۵، ۱۴۵۶، ۱۴۵۷، ۱۴۵۸، ۱۴۵۹، ۱۴۶۰، ۱۴۶۱، ۱۴۶۲، ۱۴۶۳، ۱۴۶۴، ۱۴۶۵، ۱۴۶۶، ۱۴۶۷، ۱۴۶۸، ۱۴۶۹، ۱۴۷۰، ۱۴۷۱، ۱۴۷۲، ۱۴۷۳، ۱۴۷۴، ۱۴۷۵، ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، ۱۴۷۸، ۱۴۷۹، ۱۴۸۰، ۱۴۸۱، ۱۴۸۲، ۱۴۸۳، ۱۴۸۴، ۱۴۸۵، ۱۴۸۶، ۱۴۸۷، ۱۴۸۸، ۱۴۸۹، ۱۴۹۰، ۱۴۹۱، ۱۴۹۲، ۱۴۹۳، ۱۴۹۴، ۱۴۹۵، ۱۴۹۶، ۱۴۹۷، ۱۴۹۸، ۱۴۹۹، ۱۵۰۰، ۱۵۰۱، ۱۵۰۲، ۱۵۰۳، ۱۵۰۴، ۱۵۰۵، ۱۵۰۶، ۱۵۰۷، ۱۵۰۸، ۱۵۰۹، ۱۵۱۰، ۱۵۱۱، ۱۵۱۲، ۱۵۱۳، ۱۵۱۴، ۱۵۱۵، ۱۵۱۶، ۱۵۱۷، ۱۵۱۸، ۱۵۱۹، ۱۵۲۰، ۱۵۲۱، ۱۵۲۲، ۱۵۲۳، ۱۵۲۴، ۱۵۲۵، ۱۵۲۶، ۱۵۲۷، ۱۵۲۸، ۱۵۲۹، ۱۵۳۰، ۱۵۳۱، ۱۵۳۲، ۱۵۳۳، ۱۵۳۴، ۱۵۳۵، ۱۵۳۶، ۱۵۳۷، ۱۵۳۸، ۱۵۳۹، ۱۵۴۰، ۱۵۴۱، ۱۵۴۲، ۱۵۴۳، ۱۵۴۴، ۱۵۴۵، ۱۵۴۶، ۱۵۴۷، ۱۵۴۸، ۱۵۴۹، ۱۵۵۰، ۱۵۵۱، ۱۵۵۲، ۱۵۵۳، ۱۵۵۴، ۱۵۵۵، ۱۵۵۶، ۱۵۵۷، ۱۵۵۸، ۱۵۵۹، ۱۵۶۰، ۱۵۶۱، ۱۵۶۲، ۱۵۶۳، ۱۵۶۴، ۱۵۶۵، ۱۵۶۶، ۱۵۶۷، ۱۵۶۸، ۱۵۶۹، ۱۵۷۰، ۱۵۷۱، ۱۵۷۲، ۱۵۷۳، ۱۵۷۴، ۱۵۷۵، ۱۵۷۶، ۱۵۷۷، ۱۵۷۸، ۱۵۷۹، ۱۵۸۰، ۱۵۸۱، ۱۵۸۲، ۱۵۸۳، ۱۵۸۴، ۱۵۸۵، ۱۵۸۶، ۱۵۸۷، ۱۵۸۸، ۱۵۸۹، ۱۵۹۰، ۱۵۹۱، ۱۵۹۲، ۱۵۹۳، ۱۵۹۴، ۱۵۹۵، ۱۵۹۶، ۱۵۹۷، ۱۵۹۸، ۱۵۹۹، ۱۶۰۰، ۱۶۰۱، ۱۶۰۲، ۱۶۰۳، ۱۶۰۴، ۱۶۰۵، ۱۶۰۶، ۱۶۰۷، ۱۶۰۸، ۱۶۰۹، ۱۶۱۰، ۱۶۱۱، ۱۶۱۲، ۱۶۱۳، ۱۶۱۴، ۱۶۱۵، ۱۶۱۶، ۱۶۱۷، ۱۶۱۸، ۱۶۱۹، ۱۶۲۰، ۱۶۲۱، ۱۶۲۲، ۱۶۲۳، ۱۶۲۴، ۱۶۲۵، ۱۶۲۶، ۱۶۲۷، ۱۶۲۸، ۱۶۲۹، ۱۶۳۰، ۱۶۳۱، ۱۶۳۲، ۱۶۳۳، ۱۶۳۴، ۱۶۳۵، ۱۶۳۶، ۱۶۳۷، ۱۶۳۸، ۱۶۳۹، ۱۶۴۰، ۱۶۴۱، ۱۶۴۲، ۱۶۴۳، ۱۶۴۴، ۱۶۴۵، ۱۶۴۶، ۱۶۴۷، ۱۶۴۸، ۱۶۴۹، ۱۶۵۰، ۱۶۵۱، ۱۶۵۲، ۱۶۵۳، ۱۶۵۴، ۱۶۵۵، ۱۶۵۶، ۱۶۵۷، ۱۶۵۸، ۱۶۵۹، ۱۶۶۰، ۱۶۶۱، ۱۶۶۲، ۱۶۶۳، ۱۶۶۴، ۱۶۶۵، ۱۶۶۶، ۱۶۶۷، ۱۶۶۸، ۱۶۶۹، ۱۶۷۰، ۱۶۷۱، ۱۶۷۲، ۱۶۷۳، ۱۶۷۴، ۱۶۷۵، ۱۶۷۶، ۱۶۷۷، ۱۶۷۸، ۱۶۷۹، ۱۶۸۰، ۱۶۸۱، ۱۶۸۲، ۱۶۸۳، ۱۶۸۴، ۱۶۸۵، ۱۶۸۶، ۱۶۸۷، ۱۶۸۸، ۱۶۸۹، ۱۶۹۰، ۱۶۹۱، ۱۶۹۲، ۱۶۹۳، ۱۶۹۴، ۱۶۹۵، ۱۶۹۶، ۱۶۹۷، ۱۶۹۸، ۱۶۹۹، ۱۷۰۰، ۱۷۰۱، ۱۷۰۲، ۱۷۰۳، ۱۷۰۴، ۱۷۰۵، ۱۷۰۶، ۱۷۰۷، ۱۷۰۸، ۱۷۰۹، ۱۷۱۰، ۱۷۱۱، ۱۷۱۲، ۱۷۱۳، ۱۷۱۴، ۱۷۱۵، ۱۷۱۶، ۱۷۱۷، ۱۷۱۸، ۱۷۱۹، ۱۷۲۰، ۱۷۲۱، ۱۷۲۲، ۱۷۲۳، ۱۷۲۴، ۱۷۲۵، ۱۷۲۶، ۱۷۲۷، ۱۷۲۸، ۱۷۲۹، ۱۷۳۰، ۱۷۳۱، ۱۷۳۲، ۱۷۳۳، ۱۷۳۴، ۱۷۳۵، ۱۷۳۶، ۱۷۳۷، ۱۷۳۸، ۱۷۳۹، ۱۷۴۰، ۱۷۴۱، ۱۷۴۲، ۱۷۴۳، ۱۷۴۴، ۱۷۴۵، ۱۷۴۶، ۱۷۴۷، ۱۷۴۸، ۱۷۴۹، ۱۷۵۰، ۱۷۵۱، ۱۷۵۲، ۱۷۵۳، ۱۷۵۴، ۱۷۵۵، ۱۷۵۶، ۱۷۵۷، ۱۷۵۸، ۱۷۵۹، ۱۷۶۰، ۱۷۶۱، ۱۷۶۲، ۱۷۶۳، ۱۷۶۴، ۱۷۶۵، ۱۷۶۶، ۱۷۶۷، ۱۷۶۸، ۱۷۶۹، ۱۷۷۰، ۱۷۷۱، ۱۷۷۲، ۱۷۷۳، ۱۷۷۴، ۱۷۷۵، ۱۷۷۶، ۱۷۷۷، ۱۷۷۸، ۱۷۷۹، ۱۷۸۰، ۱۷۸۱، ۱۷۸۲، ۱۷۸۳، ۱۷۸۴، ۱۷۸۵، ۱۷۸۶، ۱۷۸۷، ۱۷۸۸، ۱۷۸۹، ۱۷۹۰، ۱۷۹۱، ۱۷۹۲، ۱۷۹۳، ۱۷۹۴، ۱۷۹۵، ۱۷۹۶، ۱۷۹۷، ۱۷۹۸، ۱۷۹۹، ۱۸۰۰، ۱۸۰۱، ۱۸۰۲، ۱۸۰۳، ۱۸۰۴، ۱۸۰۵، ۱۸۰۶، ۱۸۰۷، ۱۸۰۸، ۱۸۰۹، ۱۸۱۰، ۱۸۱۱، ۱۸۱۲، ۱۸۱۳، ۱۸۱۴، ۱۸۱۵، ۱۸۱۶، ۱۸۱۷، ۱۸۱۸، ۱۸۱۹، ۱۸۲۰، ۱۸۲۱، ۱۸۲۲، ۱۸۲۳، ۱۸۲۴، ۱۸۲۵، ۱۸۲۶، ۱۸۲۷، ۱۸۲۸، ۱۸۲۹، ۱۸۳۰، ۱۸۳۱، ۱۸۳۲، ۱۸۳۳، ۱۸۳۴، ۱۸۳۵، ۱۸۳۶، ۱۸۳۷، ۱۸۳۸، ۱۸۳۹، ۱۸۴۰، ۱۸۴۱، ۱۸۴۲، ۱۸۴۳، ۱۸۴۴، ۱۸۴۵، ۱۸۴۶، ۱۸۴۷، ۱۸۴۸، ۱۸۴۹، ۱۸۵۰، ۱۸۵۱، ۱۸۵۲، ۱۸۵۳، ۱۸۵۴، ۱۸۵۵، ۱۸۵۶، ۱۸۵۷، ۱۸۵۸، ۱۸۵۹، ۱۸۶۰، ۱۸۶۱، ۱۸۶۲، ۱۸۶۳، ۱۸۶۴، ۱۸۶۵، ۱۸۶۶، ۱۸۶۷، ۱۸۶۸، ۱۸۶۹، ۱۸۷۰، ۱۸۷۱، ۱۸۷۲، ۱۸۷۳، ۱۸۷۴، ۱۸۷۵، ۱۸۷۶، ۱۸۷۷، ۱۸۷۸، ۱۸۷۹، ۱۸۸۰، ۱۸۸۱، ۱۸۸۲، ۱۸۸۳، ۱۸۸۴، ۱۸۸۵، ۱۸۸۶، ۱۸۸۷، ۱۸۸۸، ۱۸۸۹، ۱۸۹۰، ۱۸۹۱، ۱۸۹۲، ۱۸۹۳، ۱۸۹۴، ۱۸۹۵، ۱۸۹۶، ۱۸۹۷، ۱۸۹۸، ۱۸۹۹، ۱۹۰۰، ۱۹۰۱، ۱۹۰۲، ۱۹۰۳، ۱۹۰۴، ۱۹۰۵، ۱۹۰۶، ۱۹۰۷، ۱۹۰۸، ۱۹۰۹، ۱۹۱۰، ۱۹۱۱، ۱۹۱۲، ۱۹۱۳، ۱۹۱۴، ۱۹۱۵، ۱۹۱۶، ۱۹۱۷، ۱۹۱۸، ۱۹۱۹، ۱۹۲۰، ۱۹۲۱، ۱۹۲۲، ۱۹۲۳، ۱۹۲۴، ۱۹۲۵، ۱۹۲۶، ۱۹۲۷، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹، ۱۹۳۰، ۱۹۳۱، ۱۹۳۲، ۱۹۳۳، ۱۹۳۴، ۱۹۳۵، ۱۹۳۶، ۱۹۳۷، ۱۹۳۸، ۱۹۳۹، ۱۹۴۰، ۱۹۴۱، ۱۹۴۲، ۱۹۴۳، ۱۹۴۴، ۱۹۴۵، ۱۹۴۶، ۱۹۴۷، ۱۹۴۸، ۱۹۴۹، ۱۹۵۰، ۱۹۵۱، ۱۹۵۲، ۱۹۵۳، ۱۹۵۴، ۱۹۵۵، ۱۹۵۶، ۱۹۵۷، ۱۹۵۸، ۱۹۵۹، ۱۹۶۰، ۱۹۶۱، ۱۹۶۲، ۱۹۶۳، ۱۹۶۴، ۱۹۶۵، ۱۹۶۶، ۱۹۶۷، ۱۹۶۸، ۱۹۶۹، ۱۹۷۰، ۱۹۷۱، ۱۹۷۲، ۱۹۷۳، ۱۹۷۴، ۱۹۷۵، ۱۹۷۶، ۱۹۷۷، ۱۹۷۸، ۱۹۷۹، ۱۹۸۰، ۱۹۸۱، ۱۹۸۲، ۱۹۸۳، ۱۹۸۴، ۱۹۸۵، ۱۹۸۶، ۱۹۸۷، ۱۹۸۸، ۱۹۸۹، ۱۹۹۰، ۱۹۹۱، ۱۹۹۲، ۱۹۹۳، ۱۹۹۴، ۱۹۹۵، ۱۹۹۶، ۱۹۹۷، ۱۹۹۸، ۱۹۹۹، ۲۰۰

صحابہ و تابعین نقل کرتے ہیں اور ہر ایک کے دلائل دیتے ہیں پھر ایک خاص رائے کے بیان پر کلام ختم کرتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ صدر اول کی نسبت متاخرین کے لئے اجتہاد کو اللہ نے زیادہ آسان کر دیا ہے۔ مختلف اقوال پر آپ کی کتاب تعداد دو سو سے زائد بیان کی جاتی ہے، جس میں صرف پانچ سو کتابیں مطبوعہ ہیں باقی سب مخطوطے کی شکل میں ہیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "القول المفید فی ادلة الاجتهاد والتقلید" تالیف کی۔

یہ کتاب مطبع السعادۃ سے سنہ ۱۳۲۰ھ میں اور مکتبہ مصطفیٰ البابی سے سنہ ۱۳۴۲ھ میں اور مکتبہ المنیریہ سے سنہ ۱۳۴۸ھ میں اور دار القلم، کویت سے ۱۳۹۶ھ میں عبدالرحمن افاق کی تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

کتاب القول المفید کا تحقیقی تجزیہ:

آخر زندگی میں مذہب امام "زید بن علی بن الحسین" پر فقہ کمال دسترس حاصل کی۔ پھر تقلید کا جوا اپنے گلے سے اتار پھینکا اور منصب اجتہاد سے اپنے آپ کو آراستہ کیا۔ اور ایک کتاب "السیل الجرار المتدفق علی حدائق الازہار" تالیف کی، جس میں اپنے آپ کو مذہب زیدیہ میں مقید نہیں رکھا بلکہ دوسرے اجتہاد کے ذریعہ اس نتیجے پر پہنچے اس سے مذہب زیدیہ کی تصحیح کی اور جس پر دلیل نہیں ملی اسے بے حقیقت و کھوٹا ثابت کیا۔ ان سے مذہب زیدیہ کے اصول و فروع کے ماننے والوں میں اشتعال پیدا ہو گیا۔ اس وقت شوکانی نے ایک رسالہ "القول المفید فی ادلة الاجتهاد والتقلید" تالیف کیا۔ اس میں تقلید کی مذمت و تحریم بیان کی۔

اس سے فتنہ و اشتعال میں شدت آگئی اور مذہب زیدیہ ماننے والوں نے اسے مذہب اہل بیت کو متہم کرنے سے تعبیر کیا اور ان کے انصار و مخالفین کے مابین صنعاء میں حالات خراب ہو گئے تو اس وقت امام شوکانی نے ان کے جواب میں کہا کہ "وہ صرف مذہب زیدیہ میں تقلید کی حرمت کے قائل نہیں ہیں بلکہ ان کا یہ موقف جمیع مذاہب کے بارے میں ہے"۔[1]

امام شوکانی تقلید کی مذمت اور تحریم بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مقلدین کے مذہب میں متاخرین کے لئے اجتہاد آسان ہے۔ متاخرین کے لئے اجتہاد آسان ہونے کے بارے میں وہ ارشاد الفحول میں فرماتے ہیں

"فانه لا يخفى على من له ادنى فهم، ان الاجتهاد ليس لله للمتاخرين (يسير) لم يكن للسابقين، لان التفسير لكتاب العزيز قد دونت، وصارت في الكثرة الى حد لا يمكن حصره، وكذلك السنة المطهرة، وتكلم الائمة في التفسير، والتجريح والتصحيح، والترجيح، مما هو رياضة على ما يحتاج اليه المجتهد، وقد كان السلف الصالح، ومن قبل هؤلاء المتاخرين يرحل للحديث الواحد، من قطر الى قطر، فالاجتهاد على المتاخرين ايسر وأسهل من الاجتهاد على المتقدمين، ولا يخالف في هذا من له فهم صحيح وعقل سوي"۔[2]

---

[1] تحقیقی مقدمہ علی ارشاد الفحول الی تحقیق من علم الاصول للشوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ۔ شعبان محمد اسماعیل ص ۱۱، ۳۵، ۳۸ تحقیق، دار الکتب، دار الفکر، الطبع ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

[2] ارشاد الفحول الی تحقیق من کائی علم الاصول ۲/۱۲۴۰ تحقیق، دار الکتب

(...) تھوڑی سی بھی عقل رکھنے والے پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متاخرین کے لئے اجتہاد آسان فرمایا ہے اور یہ آسانی سابقین پر ظاہر نہیں تھی۔ بلکہ کتاب اللہ کی تیسیر اتنی کثرت سے وارد ہوئی ہے کہ ان کا شمار نہیں ہو سکتا اور سنت مطہرہ بھی اسی طرح ہے۔ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم بھی اسی تیسیر اور توسیع پر دلالت کرتے ہیں جو اس سے متعلق ہیں جو اجتہاد کرنے میں دلالت دیتے ہیں۔ سلف صالحین متقدمین رحمہم اللہ کے جواب کی خاطر صرف ایک حدیث کے لئے ایک مجتہد سے دوسرے مجتہد کی طرف جانا ہے۔ اس طرح اجتہاد متاخرین کے لئے حد تعین کی بہ نسبت آسان ہو گیا ہے اور جو بھی عقل صحیح اور فکر سلیم رکھتا ہے وہ اس بات کی مخالفت نہیں کرے گا)

۲۔ "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول"

یہ کتاب بھی مختلف جگہوں سے کئی بار چھپ چکی ہے۔ ان میں سے ایک ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل کی تحقیق کے ساتھ جو دار الکتبی (مصر) سے چھپی۔ اس کے علاوہ مطبع السعادۃ سے ۱۳۲۷ھ میں مکتبۃ الصبیح سے ۱۳۵۶ھ میں اور مکتبۃ الکلیات الازہریہ سے ۱۳۵۱ھ میں بھی چھپ چکی ہے۔

کتاب "ارشاد الفحول" تحقیقی تجزیہ :

شوکانی کی کتاب "ارشاد الفحول" میں منہج :

یہ بات عام ہے کہ ہر مؤلف اپنی تالیف کے خطبہ میں اپنے اس مقصد کو بیان کرتا ہے جو اس کی تحقیق کا مرقع ہوتا ہے۔ امام شوکانی واسع الاطلاع اور تمام عقلیہ و نقلیہ علوم میں متبحر تھے۔ انہوں نے تقلید کے بجائے اجتہاد کا راستہ اپنایا اور اپنے لئے ایک جداگانہ فقہی مذہب اختیار کیا جو مشہور مذاہب سے مربوط نہیں تھا۔ اس حیثیت سے کہ ان میں معروف مصادر شرعیہ سے احکام شرعیہ کے لئے استنباط کیا جاتا ہے۔ ان تمام باتوں کا اقرار ان کی کتاب میں عیاں ہے اور وہ اس علم کو صفحہ قرطاس پر لاتے ہیں اور ہر مسئلہ میں حق اور سنت پر دیوان کار اور رہنما تھے اور ان کی اس کتاب کا نام ان کے مطلوب پر دلالت کرتا ہے۔ یعنی "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول" وہ اپنی اس کتاب کا آغاز مقدمہ اصولیہ میں اپنی رائے کے اظہار سے کرتے ہیں یا ان کے متعلق وہ امور جن کا ان کو ارادہ تھا اور اجتہاد کے تحت داخل ہیں۔ ان کے یہاں بہت سے علماء ان قواعد کی تحدید کے قائل ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ نصوص سے ثابت ہیں۔ اس لئے ان سے خروج کی اللہ جل جلالہ اجازت نہیں دیتے۔ اس کے بعد وہ اس کتاب کی تالیف کی غرض بیان کرتے ہیں۔

کتاب کی تقسیم و ترتیب :

انہوں نے اس کتاب کو ایک مقدمہ، سات مقاصد اور ایک خاتمہ پر مرتب کیا۔

مقدمہ : اس میں اصول فقہ کی تعریف، موضوع، غرض و غایت، استمداد، احکام اور اس کی اقسام، مبادی المفہوم یا دلالت کی قسمیات پر کلام کیا۔ کتاب کے سات مقاصد مندرجہ ذیل ہیں

پہلا مقصد : کتاب و سنت کے بیان میں ہے۔

دوسرا مقصد : سنت اور اس کے متعلقات کے مباحث میں ہے۔

تیسرا مقصد : اجماع اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چوتھا مقصد : اوامر و نواہی عموم و خصوص اور دلالت کے بارے میں ہے۔

پانچواں مقصد : قیاس اور اس کے متعلقات میں ہے۔

چھٹا مقصد : اجتہاد و تقلید اور افتاء میں ہے۔

ساتواں مقصد : تعارض و ترجیح میں ہے۔

جبکہ خاتمہ الکتاب مندرجہ ذیل دو مسائل پر مشتمل ہے

پہلا مسئلہ : وہ اصل جس میں خلاف واقع ہو جو، کیا وہ اباحت ہے یا منع؟

دوسرا مسئلہ : اس میں حکم سے شکر کا عقلاً وجوب پر بحث کی ہے۔

امام شوکانی ہر مسئلہ میں صاحب رائے کی رائے کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اکثر پہلے رائے سے استدلال کرتے ہیں۔ پھر اس پر مناقشہ کرتے ہیں اور پھر راجح قول پیش کرتے ہیں۔ کبھی کبھار ان کی رائے تمام علماء کی آراء سے منفرد ہو جاتی ہے۔ ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل ان کے منہج پر ان کلمات کے ساتھ اظہار خیال فرماتے ہیں

" والمحصلة فان كتاب " ارشاد الفحول " قد فتح آفاقا واسعة للبحث والمناقشة ، واضاف الى علم الاصول اضافات جليلة ، وفتح امام العلماء ابوابا من البحث والاجتهاد ، من خلال عرضه لآراء العلماء ومستنداتهم في كل مسألة ، بعد تحرير محل الخلاف ومنشئه ، ثم مناقشة كل دليل وبيان الراجح من المرجوح "[1]

(بحموعی طور پر کتاب "ارشاد الفحول" نے بحث و مناقشہ کے میدان کو وسعت دی اور علم اصول میں نئے اضافے کئے اور علماء کے سامنے بحث و اجتہاد کے دروازے کھولے۔ اپنے بیان کی توضیح میں علماء کی آراء پیش کیں اور ہر مسئلہ میں محل اور مظہر خلاف کو تحریر کرنے کے بعد دلیل لانے اور دلیل پر مناقشہ کرنے اور ان میں سے راجح قول بیان کیا)

ارشاد الفحول کے مصادر :

اہم کتب اصول جنہیں امام شوکانی نے ارشاد الفحول میں ذکر کیا۔ ان مصادر پر نظر ڈالنے سے کتاب کی اہمیت و افادیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے :

۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام لابن حزم متوفی ۴۵۶ھ

۲۔ الاحکام فی اصول الاحکام للآمدی متوفی ۶۳۱ھ

۳۔ الارشاد والتقریب للباقلانی متوفی ۴۰۳ھ

۴۔ البرهان فی اصول الفقه امام الحرمین متوفی ۴۷۸ھ

۵۔ التبصرة فی اصول الفقه ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ

۶۔ البحر المحیط للزرکشی متوفی ۷۹۴ھ

---

[1] تحقیقی مقدمہ بر ارشاد الفحول، شعبان محمد اسماعیل ص ۳۱

۱۰۔ التوضیح علی التوضیح تفتازانی حنفی متوفی ۷۹۲ھ

۱۱۔ التوضیح علی التنقیح صدر الشریعہ متوفی ۷۴۷ھ

۱۲۔ شرح تنقیح الفصول فی اختصار المحصول القرافی متوفی ۶۸۴ھ

۱۳۔ شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب قاضی عضد الدین الایجی متوفی ۷۵۶ھ

۱۴۔ شرح المحلی علی جمع الجوامع جلال الدین المحلی متوفی ۸۶۴ھ

۱۵۔ العدۃ فی اصول الفقہ قاضی ابو یعلی حنبلی متوفی ۴۵۸ھ

۱۶۔ اللمع فی اصول الفقہ ابو اسحاق الشیرازی متوفی ۴۷۶ھ

۱۷۔ المحصول فی علم الاصول فخر الدین رازی متوفی ۶۰۶ھ امام شوکانی نے اس کتاب سے خاص طور پر نقل کیا ہے اور کبھی ایک وقت میں ایک صفحے سے بھی زیادہ نقل کر جاتے ہیں جس کا ایک نمونہ "حجیۃ الاجماع" کے موضوع پر بحث کے دوران نظر آتا ہے۔

۱۸۔ المستصفی من علم اصول الفقہ الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۱۹۔ المعتمد فی اصول الفقہ ابو الحسین معتزلی متوفی ۴۳۶ھ

۲۰۔ منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل ابن حاجب مالکی متوفی ۶۴۶ھ

۲۱۔ المنخول من تعلیقات الاصول الغزالی متوفی ۵۰۵ھ

۲۲۔ نہایۃ السول فی شرح منہاج الوصول الی الاصول اسنوی شافعی متوفی ۷۷۲ھ

۲۳۔ الوصول الی الاصول ابو الفتح احمد بن علی بوہان البغدادی متوفی ۵۱۸ھ

یہ بعض اہم کتب اصولیہ ہیں جن کی طرف امام شوکانی اپنی اس کتاب میں رجوع کرتے ہیں، ورنہ حقیقت میں تو حوالے بہت زیادہ ہیں جنہیں اس کتاب میں ذکر کیا گیا ہے۔[1]

حسن بن محمد العطار شافعی (۱۱۹۰ھ۔۱۲۵۰ھ)[2]

اصول، نحو، منطق، ہندسہ، فلک اور دوسرے علوم کے عالم تھے۔ مشائخ کثیرہ سے بہت سے علوم سیکھے۔ جب ازہر مصر میں داخل ہوئے اور قابل ہو گئے تو ان سے ان کے علوم سیکھے۔ تدریس و تصنیف میں مشغول رہے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

---

[1] الاعلام، بیروت، ۳۳۔۳۲

[2] حسن بن محمد بن محمود العطار شافعی، ۱۱۹۰ھ/۱۷۷۶ء قاہرہ میں پیدا ہوئے

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "حاشیہ علی شرح جلال المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کیا۔ یہ حاشیہ شیخ عبدالرحمن الشربینی اور حرم مکی کے مدرس شیخ محمد علی بن حسین مالکی کی تحقیقی تقریرات ہیں۔ یہ حاشیہ ایک بار دار الکتب العلمیہ (بیروت) سے چھپ چکی ہیں اس کے علاوہ یہ کتاب دار الکتب العلمیہ، قاہرہ سے بھی ۱۳۱۶ھ میں چھپ چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر شیخ عبدالرحمن الشربینی کی تقریر ہے۔[1]

سید احمد بن ادریس (متوفی ۱۲۵۱ھ)[2]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "رسالۃ القواعد" تالیف کی۔ جس کا آغاز اس طرح ہوتا ہے "وصلی اللہ علی سیدنا محمد وعلی آلہ عدد ما وسعہ علم اللہ" الخ[3]

احمد بن یوسف زبارہ الصنعانی زیدی (۱۱۶۶ھ۔۱۲۵۳ھ)[4]

فروع، اصول، حدیث، تفسیر، نحو، صرف، لغت کے امام تھے۔ اپنے والد اور بھائی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا پتہ نہیں چل سکا۔[5]

ابن عابدین (۱۱۹۸ھ۔۱۲۵۲ھ)[6]

فقہ، اصول، حدیث، تفسیر اور بہت سے علوم میں ماہر تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "نسمات الاسحار علی شرح المنار فی الاصول" تالیف کی۔[7] یہ کتاب مسلم الثبوت حاشیہ ہے جو شیخ محمد امین المعروف بابن عابدین کی "شرح الفاضۃ الانوار علی متن اصول المنار" پر ہے۔ یہ حاشیہ اور شرح ایک ساتھ مصطفی البابی الحلبی سے ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء میں دوسری مرتبہ طبع ہوئے۔ حاشیہ اور شرح کے مقدمات پر شیخ محمد احمد الطوفی کی تحقیقات ہیں۔

ابن عابدین حاشیہ نسمات الاسحار لکھنے کا سبب اور مصادر کتاب کو یوں بیان کرتے ہیں

"فانہ شرح لم نسمع الی مثالہ، ولم نسبح قریحۃ علی منوالہ، وبدا لی ان اجری فیہ علی عادۃ من التزام الاختصار، فلم یظہر المراد منہ لا مثالہ من الطلبۃ الصغار، مع ما اضمنہ فی بعض

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۳۰۱، نفح العنبر ۳/۳۰۱، تکملۃ اصلیین ۱/۱۵۸ (۲۹۲)
[2] سید احمد بن ادریس اور ان کی اصول
[3] ایضاح المکنون ۳/۵۰۲
[4] احمد بن یوسف بن حسین الصنعانی، زبارہ (۵۶۳ھ) ۱۲۵۳ھ اختصار کی دارت حول
[5] تکملۃ اصلیین ۱/۱۹۸ (۳۱۸)
[6] محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز بن احمد بن عبدالرحیم بن محمد نجم الدین بن محمد صلاح الدین ابن ابن عابدین (۱۲۱۳ھ-۱۲۵۳ھ) دمشق میں ولادت ونشاۃ ہوئی
[7] نفح العنبر ۳/۱۲۷، ۱۲۹

ثم مواضع من المتن عن البيان مما يحتاج الى الايضاح لخفائه عن الاذهان ، فاوضحت في هذا الحواشي ما اجمله ، وذكرت فيما اهمله مراجعا لجملة كتب معتبرة في هذا الفن ، ترتكن اليها القلوب وتطمئن ، كشرح المصنف المسمى بكشف الاسرار ، وشرح الكاكي المسمى بجامع الاسرار ، وشرح ابن فرشته وشرح ابن نجيم ، والتوضيح والتلويح ، وتغيير التنقيح لابن كمال باشا ، والتحرير لابن الهمام ، وشرحه التحبير لابن امير حاج ، والمواقف لمولانا خسرو ، وغيرها من الكتب المحررة المنقحة المحررة ، ولم اخرج في الغالب عما ذكرته هنا ، فمن اشكل عليه شيء فليرجع الى تلك الاصول [1]

اب تک انہوں نے ایک ایسی شرح لکھی جس کی مثل کتابوں سے نہیں ملتا اور سوائے ان کے کوئی اس اسلوب پر نہیں چلا۔ اصل رہا مختصر کرتے ہیں، جس سے مبتدئین پر ان کی مراد ظاہر نہیں ہو پاتی اور ساتھ ہی متن میں بعض مواقع پر انہوں نے توضیح بیان میں خاص توجہ نہیں دی جو ذہن میں روپانے کے باعث توضیح کی محتاج تھیں تو میں نے اس فن کی معتبر کتب کی طرف مراجعت کرتے ہوئے مختصر ان حواشی میں ان کی تشریح کر کے اس کی کمی کو پورا کر دیا۔ میں نے اطمینان قلب کے لئے مصنف کی شرح کشف الاسرار اور شرح الکاکی بنام جامع الاسرار، شرح ابن فرشتہ، شرح ابن نجیم، توضیح و تلویح، ابن کمال پاشا کی تغییر التنقیح، ابن ہمام کی التحریر، ابن امیر الحاج کی شرح التحبیر اور مولانا خسرو کی المواقف یا غیر بھی معتبر اور محرر کتابوں کی طرف مراجعت کی اور میں توضیح بیان میں اکثر مذکورہ کتب سے باہر نہیں نکلا اور جسے بھی شک ہو وہ ان اصول کی کتابوں کی طرف مراجعت کر لے۔)

عبید اللہ بن احمد لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۵۲ھ) [2]

فقیہ عالم تھے۔ اپنے چچا اور نانا مفتی ظہور اللہ سے تعلیم حاصل کی۔ کئی کتابیں تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ حاشیہ علی التوضیح والتلویح ۲۔ حاشیہ شرح مسلم الثبوت [3]

محمد بن مصطفیٰ البیرنجی شافعی (متوفی ۱۲۵۴ھ) [4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ سلم الوصول الی علم الاصول ۲۔ وسیلۃ الوصول الی علم الاصول [5]

---

[1] رد المحتار لابن عابدین علی شرح التحریر لابن الہمام المسمی تیسیر التحریر لابن امیر حاج الحنفی، ص ۳، قاہرہ، مصطفیٰ البابی الحلبی، مصر، طبع ثانی ۱۹۶۶ء/۱۳۸۶ھ)

[2] عبید اللہ بن احمد بن محمد اکبر بن احمد بن یعقوب الانصاری لکھنوی (متوفی ۱۲۵۲ھ)، لکھنؤ میں ولادت ہوئی

[3] ریحانۃ الادب ۵/۱۵۷، معجم المؤلفین ۷/۲۸۸ (۳۳۱)

[4] محمد بن مصطفیٰ بن احمد الحسینی البیرنجی الحنفی ثم الشافعی

[5] ہدیۃ العارفین ۲/۳۱۹

خلیل بن الحسین الأسعردی شافعی (۱۱۶۷ھ۔۱۲۵۹ھ)[1]

کئی علوم کے عالم تھے۔ متعدد کتابوں کے مصنف تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اصول الفقه" تالیف کی۔[2]

احمد بن بابا الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۲۶۰ھ بعدہ)[3]

ادیب، فقیہ اور بعض دوسرے علوم کے عالم تھے۔ خاص طور پر فن سیر، فقہ، اصول، بیان، نحو، لغت، منطق، عروض، اشعار العرب اور ان کے ایام اور اخبار وغیرہ میں یدطولیٰ رکھتے تھے، ان کی مختلف علوم پر مصنفات ہیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "ارجوزة نظم فيها ورقات امام الحرمين" تالیف کی۔[4]

محمد حسین الطہرانی امامی (متوفی ۱۲۶۱ھ)[5]

فقیہ اصولی تھے۔ سرزمین عراق میں مقیم تھے، فقہ اصول کی تدریس کرتے تھے۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الفصول في علم الاصول، العراقی نے اس کتاب کی تعریف میں لکھا :

"انتفع به كثير من الطلبة وتقلوه قبولا حسنا في جميع البلدان وهو من احسن ما كتب في علم اصول الفقه وأحسنها تدقيقا"

(بہت سے طالبین نے اس کتاب سے فائدہ حاصل کیا اور تمام شہروں میں اسے خوب پذیرائی ملی اور وہ اصول فقہ میں ایک عمدہ اضافہ ہے۔)

۲۔ الفصول الغروية في الاصول الفقهيه، اس کتاب میں اصول شیعہ پر بحث کی گئی ہے۔[6]

محمد ابراہیم بن محمد شیعی (متوفی ۱۲۶۲ھ)[7]

فقیہ تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "اشارات الاصول" تالیف کی۔[8]

---

[1] خلیل بن الحسین الأسعردی، العسری الکفرسی نزیلی (۱۱۶۷ھ/۱۷۵۳ء/۱۸۳۳ء)

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۳۵۷، تکملۃ معجم المؤلفین ۳/۹۳۔۹۴۲، ۳۳۰)

[3] ابوالعباس احمد بن بابا بن احمد بن محمد بن عبدالرحمن بن الحاج بن الطالب لمنشیطی، الشنقیطی المالکی السوڈانی متوفی ۱۸۳۳ء بعمر ۔۔۔ سنقیط میں ولادت اور وہیں ۔۔۔ میں وفات پائی۔ (معجم المؤلفین ۱/۱۲۴، (۱۸)

[4] محمد حسین بن عبدالرحیم الطہرانی الاصفہانی امامی متوفی ۱۸۴۵ء بعمر ۔۔۔ میں وفات پائی عراق میں دفن کیے گئے۔

[5] الایضاح المکنون ۲/۳۱۹، ہدیۃ العارفین ۲/۳۷۱، معجم المؤلفین ۳/۲۲۹

[6] محمد ابراہیم بن محمد حسین الکفرسی النجفی شیعی [7] الایضاح المکنون ۲/۸۲

حسین بن جعفر نجفی امامی (متوفی ۱۲۹۲ھ)[1]

حالات اصولیہ : انہوں نے اپنے والد کی کتاب "مقدمات کشف الغطاء" کی شرح تالیف کی۔ ہدیۃ العارفین میں اس شرح کا ذکر ہے "شرح اصول کشف الغطاء"۔[2]

شیخ جعفر الاسترآبادی (متوفی ۱۲۹۳ھ)

انہوں نے رسالہ "اصل الاصول" تالیف کیا۔[3]

زین الدین العثمانی القنوجی حنفی (متوفی ۱۲۶۴ھ تقریباً)[4]

فقیہ اصولی تھے۔ درسیات فقہ واصول میں تبحر حاصل کیا اور ان میں حجت مانے جاتے، فتاوی میں ان کی طرف رجوع کیا جاتا تھا۔

حالات اصولیہ : انہوں نے کتاب "کشف المبهم عما في المسلم" تالیف کی۔ یہ کتاب مسلم الثبوت فی الاصول کی شرح ہے۔[5]

ابراہیم بن محمد القزوینی امامی (۱۲۱۴ھ/۱۲۶۴ھ)[6]

فقیہ اصولی تھے۔ کربلا میں اصول کی ریاست تدریس ان پر ختم ہوئی تھی۔ اصول کی تعلیم شریف الدین بن محمد بن علی الاعلی المازندرانی الحائری سے حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ ضوابط الاصول : یہ کتاب دو جلدوں میں ہے اور ۱۲۷۵ھ میں حجم سے طبع ہو چکی ہے۔

۲۔ تصانیف الافکار : یہ کتاب ۱۲۵۸ھ میں مستقل کتاب کی صورت میں پہلی سے چھپ چکی ہے۔ آپ کے کئی شاگردوں نے مشترکہ طور پر اس کی شرح لکھی اور اس کا نام "مصابیح الانوار" رکھا اس کتاب کی شرح کرنے والے شاگردوں کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ مہدی الشیر ازی، ابوالحسن القزوینی، الاقا باقر الیزدی اور ان کے علاوہ شارحین میں محمد الفتونی بن ملا صبیح الیزدی، حسین الأردکانی محمد علی الکاشانی اور سید کاظم الحائری شامل ہیں۔

۳۔ حجة المظنة في الجملة۔[7]

---

[1] حسین بن جعفر نجفی امامی متوفی ۱۲۹۶ھ نجف میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۳۰۲، ایضاح المکنون ۳/۱۵، معجم المصنفین ۲/ ۳۹۸، ۳۹۹

[3] ہدیۃ العارفین ۲/۲۵۷، کربلا میں ۱۲۸۰ھ تصنیف ہوئی۔

[4] زین الدین بن محمد بن اکرم المعروف بالقنوجی الحنفی متوفی ۱۲۷۴ھ تقریباً۔ [5] ہدیۃ العارفین ۱/۳۷۶، ایضاح المکنون ۳/۱۵

[6] ابراہیم بن محمد باقر المعروف بالقزوینی الحائری امامی ۱۲۶۹ھ/۱۲۶۴ھ کربلا میں وفات پائی۔

[7] ایضاح المکنون ۳/۱۵، ہدیۃ العارفین ۱/۵، معجم المصنفین ۱/ ۲۱۳

محمد بن السید صالح الفیضی التوقادی حنفی (متوفی ۱۲۶۵ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حاشیہ علی شرح السید لمختصر ابن الحاجب" تالیف کیا۔[1]

حبیب اللہ قندہاری (۱۲۱۳ھ/۱۲۶۵ھ)[2]

قندھار میں تعلیم حاصل کی پھر ہرات بھی گئے۔ ایران و ہند کے کئی مقامات اور علماء و اکابرین سے علمی فیض حاصل کیا۔ قندہار کے قاضی القضاۃ ملا احمد الکوزی قندہاری آپ کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ عربی اور فارسی زبانوں میں مختلف فنون پر تقریباً پچاس کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "معتصم المحصول فی علم الاصول" تالیف کی۔ مکتبہ اسلامیہ پشاور، پاکستان میں شمارہ نمبر ۶۲۲ پر یہ کتاب موجود ہے اس کے علاوہ بھی پاکستان کے مختلف مقامات پر اس کے نسخے موجود ہیں۔ یہ کتاب درحقیقت فاضل محب اللہ بہاری کی کتاب مسلم الثبوت کا رد ہے۔ مظہر بقائے صفحہ نمبر ۵ پر لکھتے ہیں جس سے اس کتاب کے لکھنے کی وجہ تسمیہ کا اندازہ ہوتا ہے

"لما وجدت کتاب "المسلم" للفاضل محب اللہ البهاری من فنون الفن هو حولا بالمتانة ومعولا بالرصانة، حتی رأیت الطالبین مکبین علیه مقبلین لمساعیهم نحوه، اذا وصفه مصنفه بانه حاو لطرفی الحنفیة والشافعیه، وغیر عادل عن الوجهة، احببت ان اجتنی علی منواله، وانسج علی مواله مختصرا، لاکثر مافیه لولی حواشیه حلاوعقدا، معبا بذکر ماله او علیه ردا ونقدا، مراعیا فیه طریقة الانصاف، مستعینا باللہ سبحانه عن الجور والاعتساف، فحررت"

(جب میں نے فاضل محب اللہ بہاری کی کتاب المسلم کو ان فن کے علماء و محققین کے مضامین میں سے پایا جس کی بنیاد مضبوط دلائل پر ہے اور اس کی طرف طلبہ توجہ دیتے دیکھا۔ صاحب کتاب نے اس کا وصف بیان کرتے ہوئے کہا کہ یہ کتاب حنفی و شافعی علم رکھنے پر مشتمل ہے اور حق سے کسی طرح ہٹا نہیں۔ میں نے چاہا کہ اس کی شرح اور اس کے حواشی لکھوں جس میں ان کے حواشی میں پائی جانے والی بہت سی آسان و مشکل چیزوں سے انتخاب کروں۔ میں نے سچ راستے کا انتخاب کرتے ہوئے ان کے کلام پر اعتراضات کا اختصار کے ساتھ انصاف کے ساتھ پہلو اختیار کرتے ہوئے یہ کتاب تحریر کی)

کتاب "المعتصم" پر تحقیق :

سید فداحسین نے کتاب "المعتصم" کے باب القیاس پر تحقیقی مقالہ پیش کیا اور سندھ یونیورسٹی پاکستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔[3]

---

[1] ہدیۃ العارفین ۱/۸۰۰

[2] حبیب اللہ کاکر بن فضل اللہ کاکڑ اوزبن ملا باز محمد اخوزادہ (۱۰۹۸ھ/۱۶۸۷ء) قندہار افغانستان میں پیدا ہوئے۔

[3] نجم الاصولیین ۲/۳۰-۳۱ (۲۵۹)

۱۔ ابراہیم بن محمد الاصفہانی امامی (۱۱۸۰ھ/۱۲۶۵ھ)[1]

مجتہد اصولی تھے۔ سید محمد باقر اصفہانی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ بشارات الاصول یہ کتاب درس میں پڑھائی جاتی ہے۔

۲۔ کتاب " الایضاحات فی الاصول " تالیف کی۔[2]

۲۔ اظہر بن اسحاق العلوی امامی (۱۱۸۹ھ۔۱۲۶۷ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ نخبۃ العقول فی علم الاصول

۲۔ تحفۃ العقول وزبدۃ الکلام فی الاصول ۔ مختصر ہے ۔ اس کا نام تحفۃ الفحول الملک العلام۔[4]

۳۔ مصطفیٰ بن عبداللہ البروجنی (متوفی ۱۲۷۱ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ ۔ انہوں نے کتاب " تقریر المراد حاشیہ علی مراد الاصول " تالیف کی۔[6]

۴۔ ابراہم احمد بن حیدر فرنگی محلی (متوفی ۱۲۷۱ھ)[7]

فقہ اصول کے عالم تھے۔ اپنے چچا شیخ محمد معین سے تعلیم حاصل کی۔ تدریس وافتاء میں مشغولیت اختیار کی۔

مؤلفات اصولیہ ۔ انہوں نے کتاب " تعلیقات علی نور الانوار شرح منار الانوار للنسفی " تالیف کی۔[8]

۵۔ محمد بن محمد البلاغی شیعی (متوفی ۱۲۷۱ھ)[9]

اصولی اور بہترین عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب " شرح تہذیب الاصول للحلی " تالیف کی۔[10]

---

[1] ابراہیم بن محمد حسین الخراسانی الاصفہانی الاصولی، مجلہ دانش کدہ (۱۳۴۳ھ/۱۹۲۴ء) اصفہان میں ولادت ۱۱۸۰ھ میں ہوئی۔

[2] ہدیۃ العارفین ۱/۵، معجم المصنفین ۱/۲۷ (۲۲) [3] اظہر بن (ابن) اسحاق العلوی الموسوی الحدانی البلادی الحائری المتوفی ۱۲۶۷ھ/۱۸۵۱ء

[4] ریحانۃ الادب ۲/۲۱۰ ۔ [5] ایضاح المکنون ۱/۲۲۱، معجم المصنفین ۲/۳۳۱ (۳۳۳) [6] خواجہ مصطفیٰ بن عبداللہ البروجنی الحنفی

[7] ہدیۃ العارفین ۲/۳۵۸ [8] غلام محمد بن حیدر بن محمد معین فرنگی محلی متوفی ۱۸۵۳ء۔

[9] معجم المصنفین ۱/۸۰ (۳۲) نزہۃ الخواطر ۸/۱۵۵۔۱۵۶ (۱۶۳)۔ حرکۃ التالیف بالغۃ العربیۃ فی الاقلیم الشمالی الہندی فی القرن الرابع عشر والخامس عشر ہجری ۱/۳۵۲۔۳۵۵۔ جامعۃ الدراسات الاسلامیہ ندوۃ

[10] معجم المصنفین ۱/۲۱۵ (۱۹۶) [11] محمد بن علی بن حسن ابن ابی الحجی شیعی متوفی ۱۸۵۵ء۔

احمد بن محمد التبریزی امامی (۱۲۷۱ھ بعدہ)[1]

فقیہ واصولی تھے۔

مؤلفات اصولیہ: اصول فقہ میں تین مجلدات میں کتاب لکھی۔

پہلی مجلد: "التصحیح والاعلام الی اخر المقاصد" اس کے بعض اجزاء کی تالیف سے ۱۲۶۹ھ میں اور بقیہ کی تالیف سے ۱۲۷۱ھ میں فارغ ہوئے۔

دوسری مجلد: "الغلام والمحاضر الی اخر الاجماع" اس کی تالیف سے ۱۲۶۸ھ میں فارغ ہوئے۔

تیسری مجلد: "البراءۃ والاستصحاب" وہ اس کی تالیف سے ۱۲۶۹ھ میں فارغ ہوئے۔

آغا بزرگ طہرانی نے الذریعہ میں کہا کہ یہ تینوں مجلدات مؤلف کے خط میں انہوں نے شیخ زین العابدین بن شیخ اسد اللہ امامی کاظمی اسدی التفرشی (متوفی ۱۳۵۶ھ) کی کتابوں میں دیکھے تھے۔[2]

عبدالجادی السلجماسی مالکی (متوفی ۱۲۷۱ھ)[3]

مالکی مذہب کے فقیہ واصولی تھے۔ استاد ادھا سالمالکی کہتے اور ان سے کئی علوم کے عالم تھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح تنسیر الوصول الی جمع الاصول لابن الشبلی" تالیف کی۔[4]

حسن بن علی المدرس امامی (۱۲۱۰ھ/۱۲۷۳ھ)[5]

فقیہ واصولی تھے۔ اصول حکم کے لئے زیادہ وقت کا مطالعہ کیا۔

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ جامع الاصول (یا جوامع الاصول) ۲۔ رسالۃ فی ابانۃ الصحۃ[6]

حسن بن عمر الشطی حنبلی (۱۲۰۵ھ/۱۲۷۴ھ)[7]

فقیہ نحوی لغوی مدرس ریاضی، مفسر، محدث تھے۔ بغداد سے دمشق آکر تعلیم حاصل کی وہیں علوم میں تبحر حاصل کیا اور کتب تصنیف کیں۔

---

[1] احمد بن محمد باقر بن ابراہیم التبریزی امامی ۱۸۸۹ء میں زندہ تھے۔

[2] معجم المصنفین (۱۹۴۱) (۱۲۲) بالذریعہ ۲/۱۸۳، معجم المؤلفین ۲/۹۳۔

[3] ابوعبداللہ محمد الجادی بن احمد بن عبدالرحمن السلجماسی الشریف المالکی کا حاشیہ الرسم حوالی ۱۸۵۳ء۔

[4] ایضاح المکنون ۲/۵۳۲ [5] حسن بن علی بن محمد ابن حسن اصفہانی المدرس (۱۲۱۵ھ، ۱۸۰۰ء) اصفہان میں پیدا ہوئے وہیں وفات پائی۔

[6] ہدیۃ العارفین ۵/۳۰۲، معجم المصنفین ۲/۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳)

[7] حسن بن عمر بن احمد الشطی حنبلی (۱۲۰۵ھ/۱۸۵۸ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ (ایضاح المکنون ۲/۵۳۲، معجم المصنفین ۲/۵۰۱)

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "التقلید والتلفیق" تالیف کی۔[1]

فضل بن محمد الجنجی شیعی (متوفی ۱۲۸۱ھ)

انہوں نے کتاب "فوائد الاصول" تالیف کی۔[2]

[illegible] بن عبدالحلیم لکھنوی حنفی (۱۲۲۹ھ/۱۲۸۵ھ)[3]

[illegible] اصولی حنفی تھے۔ [illegible] عبدالحی لکھنوی ان کے بیٹے اور شاگرد تھے۔ کئی کتابیں تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ فصر الافکار علی نور الانوار شرح المنار" تالیف کیا۔[4]

[illegible] بن علی التمیمی (متوفی ۱۲۸۶ھ)[5]

[illegible] اصولی نجفی مدرس تھے۔ [illegible] میں اپنے شہر [illegible] سے تحصیل علم کے بعد [illegible] گئے۔ وہ جامعہ ازہر میں [illegible] رہے۔ [illegible] میں وہ دار الحکومت [illegible] حاصل رہا پھر حالات بدل گئے وہ [illegible] والی حصن جبہ سے ان کا [illegible] ہوا [illegible] وہاں سے [illegible] چلے گئے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "تعلیل المعرفۃ وحلاء المعرفۃ" تالیف کی۔ [illegible] دوسری کتاب "مرآۃ الاصول" [illegible]۔[6]

السید محمد باقر القزوینی الشیعی (متوفی ۱۲۸۶ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ مفاتیح الاصول ۲۔ نخبۃ الاصول[8]

سلیمان القرہ آغاجی حنفی (متوفی ۱۲۸۷ھ)[9]

یہ اصولی تھے۔ اپنے شیخ سید اقا پر فارسی [illegible]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ شرح خاتمۃ الاصول ۲۔ شرح مجامع الحقائق للمحاقق[10]

---

[1] ابو [illegible] بن محمد امین اللہ الحنفی الکنجی اللکھنوی الانصاری۔
[2] ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۵ [illegible]
[3] محمد بن عبدالحلیم بن محمد امین اللہ لکھنوی انصاری (۱۲۲۳ھ/۱۸۲۸ء) جنہیں [illegible] ولایت اودھ [illegible]
[4] نزہۃ الخواطر ۸/۱۵۲۳ [illegible]
[5] [illegible] بن علی التمیمی المظفری النجفی متوفی ۱۲۷۹ھ نجف میں وفات پائی۔
[6] نزہۃ الخواطر ۸/۱۵۵۳ [illegible]
[7] سید محمد باقر بن السید علی القزوینی النجفی
[8] ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۸ [illegible]
[9] سلیمان بن عبداللہ القرہ آغاجی الکنجی متوفی ۱۲۸۷ھ
[10] ہدیۃ العارفین ۲/۴۷۸، معجم المؤلفین ۴/۱۳۶، الاعلام ۳/۱۳۱، ۳۹۵)

عبدالحکیم لکھنوی حنفی (متوفی ۱۲۸۸ھ)[1]

فقہ، اصول، منطق و کلام میں ممتاز مقام رکھتے تھے۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے اور وہاں کے علماء سے تعلیم حاصل کی۔ پوری زندگی تدریس، تعلیم اور تصنیف میں گذاری۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "مسیر الدانو۔ شرح دانر الاصول فی علم الاصول" تالیف کی۔[2]

حسین بن رضا الجزائری الشیعی (متوفی ۱۲۹۱ھ)[3]

فقیہ، اصولی تھے۔ انہوں نے کتاب "فواتح الاصول" تالیف کی جو دو جلدوں میں ہے۔[4]

منہ اللہ الشباسی مالکی (۱۲۱۳ھ۔ ۱۲۹۲ھ)[5]

اپنے زمانے کے ممتاز علماء سے تحصیل علم کیا۔ مذہب مالکیہ میں مراجع کی حیثیت رکھتے تھے، جامعہ الازہر میں تدریس کی، کئی کتابیں بھی تصنیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "رسالۃ فی الرد علی من نفی تقلید الائمۃ الاربعۃ" تالیف کیا۔ اس رسالہ میں تقلید کے منکرین کا بالعموم اور نادر جدی تقلید کے منکرین کا بالخصوص اصولی نہج سے مطابق رد کیا۔[6]

محمد المہدی بن الطالب سودو مالکی (۱۲۲۰ھ/۱۲۹۴ھ)[7]

فقیہ، اصولی، منطقی تھے۔ اپنے زمانے کے جلیل القدر اساتذہ سے فنون سیکھے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "حاشیہ علی المحلی فی الاصول" تالیف کی۔[8]

محمد بن میرزا التنکابنی الشیعی (۱۲۹۶ھ بعد)[9]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ لسان الصدق فی الاصول

۲۔ موارد الاصول[10]

---

۱ عبدالحکیم بن عبدالرب بن عبدالعلی بحر العلوم اللکھنوی حنفی متوفی ۱۸۷۱ء۔ لکھنؤ میں پیدا ہوئے۔ ۲ نجم المؤلفین ۲/۱۲۳ (۳۴۸)

۳ حسین بن رضا بن علی اکبر بن عبدالرضا الجزائری النجفی الحلی متوفی ۱۸۷۴ء۔ تستر میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔

۴ نجم المؤلفین ۲/۱۹۵ (۲۹۸) ۵ ابوالعباس شیخ الاسلام، الحسنی احمد بابا بن احمد بن الفقیہ الشباسی الازہری۔

۶ الفتح المبین ۳/۱۵۶، نجم المؤلفین ۱/۸۰ (۵۱) ۷ محمد مہدی بن الطالب بن سودو الفرنی مالکی (۱۸۰۵/ ۱۸۷۹ء)

۸ الفتح المبین ۳/۱۵۶ ۹ محمد بن میرزا سلیمان بن محمد رفیع بن عبدالمطلب التنکابنی الحسینی الشیعی

۱۰ ہدیۃ العارفین ۶/۳۹۳

شیر الدین عثمانی (۱۲۳۴ھ/۱۲۹۶ھ)[1]

فقہ و دیگر علوم اپنے والد اور دوسرے علماء سے حاصل کئے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے بھی شاگردی رہی ہے۔ جنوبی ہندوستان کے مختلف مقامات پر قیام رہا۔ پھر بھوپال تشریف لے آئے جہاں ۱۲۹۵ھ میں منصب قضاء پر فائز ہوئے اور پھر اسی کا ایک سال بعد انتقال کر گئے۔

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے "کشف المبهم عما في المسلم" کے نام سے کتاب "مسلم الثبوت" کی شرح تالیف کی جو ۱۳۱۷ھ میں دہلی سے چھپ چکی ہے۔ ایڈیشن المکون میں اس طرح تذکرہ ہے "کشف المبهم عما في المسلم المسمى بمسلم الثبوت للمستقي" مگر یہ ان کی غلط فہمی ہے۔[2]

اکبر بن مہدی القزوینی امامی (۱۲۵۳ھ/ ۱۲۹۸ھ)[3]

فقیہ اصولی تھے۔ عراق میں پیدا ہوئے مگر نجف میں فقہ، اصول، فلسفہ، تاریخ و ادب کی تعلیم حاصل کی۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "تلخيصات الغروية في الاصول" تالیف کی۔[4]

ابراہیم بن صفیۃ اللہ شافعی (۱۲۳۶ھ/ ۱۲۹۹ھ)[5]

ادیب، عالم تھے۔ بغداد میں نائب قاضی کے طور پر بھی خدمات انجام دیں، کئی کتب تالیف کیں۔

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے "حملات الفتاوات عن العراقي" کے نام سے کتاب "العوالي" پر حاشیہ لکھا۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ برمنگھم (یو کے) میں ۹۵۴ (۲۹۸۱) پر موجود ہے۔[6]

عبدالرحمٰن الحسینی الخالدی (۱۳۰۰ھ بعدہ)[7]

مؤلفات اصولیہ :

انہوں نے کتاب "فضلة الفول شرح منهاج الاصول" تالیف کی، انہوں نے ۱۳۰۰ھ میں اس کی تالیف سے فراغت پائی۔ کتاب کا آغاز ان کلمات سے ہوتا ہے "شكرا لمن انعم علينا بمعجده والطف نفاف فينا لواجده"۔[8]

---

1. شیر الدین بن عبدالله بن اتقاشی البخاری (۱۸۱۹ء-۱۸۷۸ء) ابتدائی تعلیم دہلی میں حاصل کی۔ بھوپال میں قاضی مقرر ہوئے۔
2. ایضاح المکنون ۲/۳۹۶، تکملہ صلیبی ۲/۵۰۳)
3. اکبر بن مہدی بن حسن بن احمد بن محمد باقر البهبهاني الحسيني القزويني (۱۲۵۳ھ-۱۲۹۸ھ) نجف میں ۱۲۹۸ھ میں وفات ہوئی۔
4. تکملہ صلیبی ۲/۱۱۹، (۲۳۹۰)، تکملہ اعلام الزرکلی ۳/۱۵۱ میں ان کی تاریخ وفات ۱۲۹۸ھ لکھی گئی ہے۔
5. شیخ ابراہیم بن صفیۃ اللہ بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ بن صفیۃ اللہ بن عبدالحمید کی البلدی الاربلی الشافعی (۱۸۲۱ء-۱۸۸۲ء) اربل کے اصل تھے۔ بغداد میں وفات ہوئی۔
6. تکملہ صلیبی ۱/۲۸۱ 7. عبدالرحمٰن الحسینی الخالدی 8. ایضاح المکنون ۲/۱۹۸

سنبلی زادہ، طہٰ بن احمد شافعی (۱۲۳۱ھ/۱۳۰۰ھ)[1]

موصل میں منصب قضاء پر فائز رہے۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "شرح المنار للنسفی فی الاصول" تالیف کی۔[2]

محمد بن ابراہیم الکریاسی (۱۳۰۰ھ)[3]

فقہ واصول میں تبحر حاصل تھا۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے کتاب "اشارات الاصول" تالیف کی۔ اس کو ایک مقدمہ، متابع اور خاتمہ پر مرتب کیا۔[4]

امیر علی لکھنوی (۱۲۷۴ھ/۱۳۰۰ھ بعدہ)[5]

ہندوستان کے مختلف مدارس میں تدریس کی۔ بعد ازاں حجاز مقدس تشریف لے گئے، جہاں بھی تدریس کی۔

مؤلفات اصولیہ: انہوں نے "حاشیہ علی التوضیح والتلویح" تالیف کیا۔[6]

☆☆☆

---

1. سنبلی زادہ طہٰ بن الشیخ احمد بن محمد تسیم سندی الکوہانی الاصل والبلد الدری الموصلی ولد بالموصل ۱۲۳۱ھ وتوفی بالموصل ۱۳۰۰ھ ہدیۃ العارفین ۱/۳۳۳۔
2. ہدیۃ العارفین ۱/۳۳۳۔ 3. محمد بن ابراہیم بن محمد حسن الکریاسی۔ 4. معجم المؤلفین ۳/۱۳۵۔
5. امیر علی بن مقبول الحسینی (م آبادی الکھنوی ہندی (ت ۱۸۵۰ء)۔ 6. معجم المؤلفین ۱۳/۳۱۷۔ ۱۳۸۔ ۱۷۔

چودھویں صدی ہجری کے اصولیین اور اصول فقہ پر ان کی کتب کا مختصر تعارف

سید مہدی القزوینی شیعی امامی (۱۲۱۲ھ سے ۱۳۰۱ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "فوائد الاصول" یہ کتاب چھ مجلدات میں ہے۔

۲۔ "موارد الوصول الی علم الاصول" نامی کتاب ہے۔

۳۔ "الشعب البارع فی الاصول" ہے۔

علی فوزی زوی (متوفی ۱۳۰۲ھ)[2]

انہوں نے کتاب "توضیح الاصول" تالیف کی۔[3]

محمد القمی الشیعی (متوفی ۱۳۰۳ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "شرح تہذیب الاصول"

۲۔ "قوانین الاصول" یہ کتاب دو مجلدوں میں ہے۔[5]

محمد الکربلائی شیعی امامی (متوفی ۱۳۰۳ھ)[6]

انہوں نے کتاب "الهدیہ فی الاصول" تالیف کی۔[7]

۱۔ ابو مہدی بن السید حسن بن احمد بن محمد الحسینی، معروف بن القزوینی النجف میں مدفون ہیں۔

۲۔ ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۱ ۳۔ علی فوزی بن عبداللہ الفقیہ دہلی مدرس (متوفی ۱۸۸۵ء)

۴۔ محمد بن حسین بکری ۱/۱۲۷ (۲۳۱) ۵۔ ہدیۃ العارفین ۱/۷۵۱

۶۔ محمد بن حسین بن محمد الحسینی الشیعی امامی معروف بہ محمد الکربلائی (متوفی ۱۸۸۵ء)

۷۔ ہدیۃ العارفین ۲/۳۸۲

محمد عبدالحی لکھنوی حنفی (۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۴ھ)[1]

نزھۃ الخواطر میں مذکور ہے :

"وله في الاصول والفروع قوة كاملة"

(اور وہ اصول وفروع میں کامل قدرت رکھتے تھے)

انہوں نے ملا جیون کی کتاب "نور الانوار فی شرح المنار" پر حاشیہ تالیف کیا۔[2]

الدرائی نے لکھا کہ انہوں نے "الکلام المفاس فی اذاء الاذکار بلسان فارس" نامی کتاب اصول میں تالیف کی۔ نزھۃ الخواطر میں عبدالحی کے حالات زندگی میں اس کتاب کو ان کی فقہ وحدیث میں کتابوں کی فہرست میں بیان کیا گیا ہے۔[3]

السید محمد القاوقیجی حنفی (۱۲۲۲ھ۔۱۳۰۵ھ)[4]

انہوں نے "کتاب الاصول" تالیف کی۔[5]

محمود حمزہ الحسینی حنفی (۱۲۳۶ھ۔۱۳۰۵ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ القواعد الفقهيه

۲۔ نظم مرقاة الاصول لملاخسرو

۳۔ النور اللامع فی اصول الجامع الکبیر۔[7]

احمد بن محمد کاکہ شافعی (متوفی ۱۳۰۵ھ)[8]

انہوں نے اپنے والد کی کتاب "سلم الوصول الی علم الاصول" کی "فک القفول" کے نام سے شرح لکھی۔[9]

---

۱ محمد عبدالحی بن الشیخ ولی اللہ محمد عبدالحلیم بن محمد بن المصطفیٰ بن محمد بن المصطفیٰ (۱۸۲۶ء۔۱۸۸۷ء) ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۸۵ میں ان کا نام محمد بن عبدالحی مذکور ہے جو درست نہیں ہے۔ کیونکہ نزھۃ الخواطر ۸/ ۳۱۰ میں ان کا نام محمد عبدالحی اور ہدیۃ الخواطر میں بھی ان کے نام میں یہی مذکور ہے۔

۲ ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۸۵ ۳ نزہۃ الخواطر عبدالحی ۸/ ۳۱۲ (معجم المؤلفین ۱۳/ ۲۳۲) ۱۳/ ۱۵۸

۴ ابوالحاسن اسید محمد بن خلیل بن ابراہیم بن محمد بن علی محمد القطبی الحنفی (الشام) ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۸۵

۵ ابن عابدین محمد امین اسید محمد عابد (منسوب الاکبر ادری حنفی (۱۸۱۴ء۔۱۸۸۸ء) الشامی میں ولادت ووفات ہوئی

۶ ہدیۃ العارفین ۲/ ۳۸۶، معجم المؤلفین ۳/ ۱۵۱

۷ محمد بن محمد معروف بن احمد الحسینی الخوجی البرزنجی الطہر دزی المکی (متوفی ۱۸۸۸ء) مصر میں ولادت ہوئی

۸ معجم المؤلفین محمد شتریہ ۱/ ۲۰۷، ۲۰۱ (۱۳۹)

نواب صدیق حسن خان (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۷ھ)[1]

انہوں نے کتاب "حصول المامول من علم الاصول" تالیف کی۔[2] یہ شوکانی (متوفی ۱۲۵۵ھ) کی کتاب "ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول" کا اختصار ہے۔ حصول المامول پہلی مرتبہ ۱۳۰۶ھ۔۱۹۸۸ء میں دار الصحوۃ، قاہرہ سے مقتدی حسن الازہری کے تحقیق کے ساتھ چھپ چکی ہے۔

عبد الرحمان یمنی (متوفی ۱۳۰۷ھ)[3]

انہوں نے کتاب "شرح الکافی فی علم الاصول" تالیف کی۔[4]

حبیب اللہ الرشتی امامی (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۲ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ بدائع الاصول

۲۔ رسالۃ فی العام والخاص والمطلق والمقید

۳۔ رسالۃ فی الاجتہاد والتقلید (تقریرات درس)

۴۔ رسالۃ فی أن الامر بالشیء ھل یقتضی النھی عن ضدہ؟

۵۔ رسالۃ فی التحسین والتقبیح (تقریرات درس)[6]

محمد بن حسین النظریشی امامی (۱۳۱۲ھ میں بعدہ)[7]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ "محاکمات الاصول بین القوانین والفصول" یہ کتاب ایران سے "تفاسیس الاصول" کے نام سے چھپ چکی ہے۔

۲۔ حاشیہ علی فوائد الاصول۔[8]

عبد الرحیم ٹبخی امامی (۱۲۹۲ھ۔۱۳۱۳ھ)[9]

انہوں نے کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی جو چھ جلدات میں ہے۔[10]

---

[1] محمد صدیق حسن خان بن امیر علی ابو الطیب الحسینی البخاری القنوجی (۱۸۳۲ء۔۱۸۸۹ء) آگرہ میں پیدا ہوئے تفصیل کے لئے دیکھئے ابجد العلوم ۳/۳۱۸، نزہۃ الخواطر ۸/۱۰۰، نثر الورود ۱/۳۷۸، تراجم المؤلفین التونسیین ۱/۱۳۳، معجم المؤلفین ۳/۲۷۸)

[2] عبد الرحمان بن احمد بن السید محمد بن القمان بن احمد بن شمس الدین محمد بن مرتضی یمنی (متوفی ۱۳۰۷ھ)

[3] ابجد العلوم ۳/۱۵۷

[4] حبیب اللہ بن محمد بن اسماعیل بن عبد الکریم الگیلانی الرشتی (۱۸۲۸ء۔۱۸۹۴ء)

[5] معجم المؤلفین ۳/۲۹۰

[6] محمد بن اسمٰعیل المازندرانی امامی (۱۸۹۵ء میں زندہ تھے)

[7] تراجم المؤلفین ۱/۱۱۰ (۷۵)

[8] عبد الرحیم بن محمد حسین بن عبد الکریم الشہرزوری ٹبخی امامی (۱۸۳۲ء۔۱۸۹۵ء)

[9] معجم المؤلفین ۲/۱۹۸ (۳۳۲)

ابوالحسن کشمیری امامی (۱۲۶۰ھ۔۱۳۱۳ھ)[1]

انہوں نے کتاب "سعاف المعمول شرح زبدۃ الاصول" تالیف کی جو ۱۳۱۲ھ میں لکھنؤ سے چھپ چکی ہے۔[2]

ضیاء الدین محمد حسین الشہرستانی شیعی امامی (۱۲۵۸ھ۔۱۳۱۵ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تحقیق الادلۃ فی الاصول
۲۔ تلخیص الفصول الی مسائل العام والخاص
۳۔ غایۃ المسول فی الاصول
۴۔ اللآلی فی مسائل متفرقۃ من الاصول۔[4]

احمد بن صالح السترى شیعی (۱۲۵۱ھ۔۱۳۱۵ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ سلم الوصول الی علم الاصول
۲۔ ملاذ النقاد فی احکام التقلید والاجتہاد
۳۔ العمدۃ فی نظم الزبدۃ البہائیۃ۔[6]

جاد المولی سلیمان (۱۳۱۶ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "الفصول فی اصول التشریع الاسلامی" تالیف کی۔

عبدالحق العمری حنفی (۱۲۴۴ھ۔۱۳۱۶ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ شرح مسلم الثبوت للبہاری
۲۔ شرح حصول المامول للنواب صدیق حسن خان۔[9]

---

۱ ابوالحسن کشمیری المعروف بہ "میر لاہ صاحب" (۱۸۴۴ء۔۱۸۹۵ء) ۲ معجم مطبوعین ۱/۳۳۱ (۲۰۱۴ء)
۳ ضیاء الدین محمد حسین بن آقا علی بن محمد علی الطہر ... التی الحسینی العرقی الشہرستانی الامامی (متوفی ۱۸۹۸ء) کربلا میں دفن ہوئے تھے۔
۴ ہدیۃ العارفین ۲/۳۹۹ ۵ احمد بن صالح بن طعان السترى الاحرى القطیفی (۱۸۳۵ء۔۱۸۹۸ء)
۶ معجم مطبوعین (۳۳۱) ۷ جاد المولی سلیمان ۱۸۹۸ء تا بروز بدھ زندہ تھے۔
۸ اتمام المبین ۳/۱۰۵، معجم مطبوعین ۲/۱۰۲۲ (۲۰۲۲) ۹ عبدالحق بن الشیخ فضل حق العمری خیرآبادی حنفی (۱۸۴۴ء۔۱۸۹۹ء)
۱۰ معجم مطبوعین ۲/۱۰۲۱ (۲۰۲۲)

محمد محمد اللہ الانقروی حنفی (۱۲۲۵ھ۔۱۳۱۷ھ)[1]

انہوں نے "قسطۃ الفنون" کے نام سے "مرآۃ الاصول" پر حاشیہ لکھا۔[2]

اسماعیل المرندی شیبی (متوفی ۱۳۱۸ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ "التعادل والترجیح" ۱۰۸۱ھ کی تالیف ہے ۱۲۹۹ھ میں طبع ہوئے۔

۲۔ "حاشیہ علی الفصول"

۳۔ "حاشیہ علی القواعد الکلیۃ الاصولیۃ الفرعیۃ" لمحمد بن مکی۔[4]

حسن بن جعفر الاشتیانی امامی (۱۲۴۸ھ۔۱۳۱۹ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ بحر الفوائد فی شرح الفرائد

۲۔ القضاء الامر النہی عن الضد۔[6]

علی پاشا الثانی ابن حسین (متوفی ۱۳۲۰ھ)[7]

انہوں نے کتاب "منہاج التعریف فی اصول التکلیف" تالیف کی۔[8]

احمد المری بن سودۃ (۱۲۴۱ھ۔۱۳۲۱ھ)[9]

ہمارے مخطوطین میں انہیں "اصولی" بتایا گیا ہے مگر اصول فقہ میں ان کی کسی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔[10]

حسن بن عبداللہ المامقانی امامی (۱۲۳۸ھ۔۱۳۲۳ھ)[11]

انہوں نے کتاب "بشری الوصول الی اسرار علم الاصول" تالیف کی جو آٹھ اجزاء پر مشتمل ہے۔[12]

---

۱ محمد اللہ بن اسماعیل خاندان بن احمد شمری الانقروی حنفی (۱۸۱۰ء۔۱۸۹۹ء)

۲ ہدیۃ العارفین ۲/۱۹۵، معجم المطبوعین ۱/۱۱۹۷، ۱۱۹۸)

۳ اسماعیل بن نجف المرندی الشہر بزلی الشیبی (متوفی ۱۹۰۰ء)

۴ معجم المطبوعین ۱/۱۱۹۷، ۱۱۹۸)

۵ حسن بن محمد حسن بن جعفر النجفی بن محمد الاشتیانی (ولادت ۱۸۳۲ء، ۱۸۳۳ء، ۱۸۳۴ء) اہل طہران میں سے تھے۔

۶ معجم المطبوعین ۱/۳۹۲، ۳۹۳)

۷ علی پاشا ثانی ابن حسین (متوفی ۱۸۰۲ء، ۱۸۰۳ء) ترکی میں سے تھے۔

۸ ہدیۃ العارفین ۲/۵۸۹

۹ احمد بن الطالب بن محمد بن محمد بن احمد بن عبداللہ المری (ولادت ۱۸۲۱ء۔۱۸۲۳ء)

۱۰ معجم المطبوعین ۱/۱۲۵۵، معجم المطبوعین ۱/۱۲۵۶)

۱۱ حسن (محمد حسن امین عبداللہ بن محمد باقر المامقانی (۱۸۲۳ء۔۱۸۲۵ء) المامقان (ایران) میں پیدا ہوئے اور نجف میں وفات پائی۔

۱۲ معجم المطبوعین ۲/۳۱۰، ۳۱۱)

عبدالرحمن الشربینی شافعی (متوفی ۱۳۲۶ھ)[1]

انہوں نے کتاب "تقریر علی جمع الجوامع" تالیف کی۔[2]

عبدالحکیم الافغانی حنفی (۱۲۵۱ھ۔۱۳۲۶ھ)[3]

انہوں نے کتاب "تعلیقات علی شرح المنار للعلائی الحصکفی" تالیف کی اور "نور عالمین" پر حواشی لکھے۔[4]

ماء العینین الشنقیطی مالکی (متوفی ۱۳۲۸ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ الاقدس علی الانفس فی الاصول ، یہ کتاب نظم الورقات لامام الحرمین کی شرح ہے۔

۲۔ المراقی علی الموافق ، یہ کتاب امام شاطبی کی الموافقات کی شرح ہے۔[6]

زکریا بن عبداللہ مکی (۱۳۲۹ھ)[7]

انہوں نے کتاب "التی التقریرات علی نظم الورقات فی الاصول الفقہیات" تالیف کی۔[8]

الحاج محمد ذہنی زادی (۱۲۶۳ھ۔۱۳۲۹ھ)[9]

انہوں نے کتاب "اقتباس الانوار فی نزھۃ المنار فی الاصول" تالیف کی۔[10]

محمد عثمان النجار مالکی (متوفی ۱۳۳۱ھ)[11]

انہوں نے کتاب "شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع فی الاصول" تالیف کی۔[12]

---

۱ عبدالرحمن بن محمد بن احمد الشربینی الصعیدی شافعی (متوفی ۱۳۰۸ھ) الجامع ازہر میں وفات پائی۔

۲ الفتح المبین ۳/۱۶۱، نثر النور ۱/۱۸۷ (۳۳۳)

۳ عبدالحکیم بن محمد بن الحاج میر زاہد الافغانی حنفی (۱۲۵۱ھ۔۱۳۰۸ھ)

۴ معجم المؤلفین ۶/۱۱۱ (۳۶۷)

۵ مصطفیٰ بن محمد حاجی ماء العینین بن عبدالعزیز بن عبدالرحمن الشریف الحسنی الشنقیطی (متوفی ۱۳۲۸ھ)

۶ الفتح المبین ۳/۱۶۲

۷ زکریا بن عبداللہ بن یعقوب الجاوی مالکی (۱۳۱۰ھ) تکہ مکہ میں پیدا ہوئے۔

۸ معجم المؤلفین ۶/۱۰۶ (۳۳۳)

۹ الحاج محمد ذہنی بن محمد رشید الاستانبولی الزادی

۱۰ ہدیۃ العارفین ۶/۳۰۰

۱۱ ابوعبداللہ محمد بن عثمان النجار مالکی (متوفی ۱۳۳۱ھ)

۱۲ الفتح المبین ۳/۱۶۲

۲۔ محمد السالمی الأباضی (متوفی ۱۳۳۲ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ طلعۃ الشمس۔

۲۔ شرح طلعۃ الشمس۔ یہ مذکورہ بالا کتاب کی شرح ہے جو دو جلدوں میں ہے۔[2]

۳۔ حبیب الحسینی شافعی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۳۲ھ)[3]

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "تحفۃ الرائی السدید فی الاجتہاد والتقلید" تالیف کی۔[4]

۴۔ جمال الدین القاسمی سلفی[5] (۱۲۸۳ھ۔۱۳۳۲ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ تسہیل الطالب الی معرفۃ الفرض والواجب فی اصول الفقہ۔[7]

۲۔ تعلیقہ علی مختصر المنار للحلبی

۳۔ تعلیقہ علی الورقات لامام الحرمین

۴۔ تعلیقہ علی تنقیح الفصول للقرافی

۵۔ تعلیقہ علی قواعد الاصول للصفی البغدادی۔[8]

۵۔ محمد بن عبد الطیف شافعی (۱۲۷۶ھ۔۱۳۳۳ھ)[9]

انہوں نے اصول فقہ میں "حاشیہ النفحات علی شرح الورقات" تالیف کیا۔ مظہر بقا نے اپنی کتاب "اصولیین" میں اس کتاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھا: "النفحات" حاشیہ علی الورقات للعلامۃ ..." ("النفحات" "الورقات" پر حاشیہ ہے جسے انہوں نے ۱۳۰۶ھ میں تالیف کیا تھا)

---

1. اتحاف النبیہ ۱/۱۲۶ 2. اتحاف النبیہ ۱/۱۲۶
2. محمد بن احمد بن یوسف، شہاب الدین الحبیبی شافعی (۱۲۵۴ھ/۱۸۳۸ء)
3. اتحاف النبیہ ۱/۱۲۶، معجم المؤلفین ۱۲/۵۹
4. یہ رسالہ مجھے راقم سطور کو دستیاب نہیں ہو سکا۔
5. جمال الدین (محمد جمال الدین بن محمد سعید بن قاسم بن صالح الحلاق الدمشقی (۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء) دمشق میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔
6. اتحاف النبیہ ۱/۱۲۶
7. معجم المؤلفین ۱۲/۲۰۷-۲۰۸)
8. محمد بن عبد الطیف بن عبد اللہ الخطیب الچوبی شافعی (۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء)
9. معجم المؤلفین ۱۲/۱۵۳)

تجزیہ :

ظاہری طور پر ظہیر بقائی عباد شاہ درست معلوم نہیں ہوتی کہ "الصفحات" ، "الورقات" پر حاشیہ نہیں بلکہ "شرح الورقات للامام جلال الدین المحلی" پر "حاشیہ" ہے۔ اس کا اظہار خود "الصفحات" کے مؤلف اپنی کتاب کے آغاز میں فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں :

"وقد كنت ممن عنى بهذا الفن حتى انتقلت في تحصيله ومزاولته برعة عزيزة من عمري قرأت في خلالها درسا بالمسجد الحرام تجاه بيت الله ذي الفضل والانعام شرح الامام جلال الدين محمد بن احمد المحلي الشافعي على الورقات لمؤلفه ابي المعالي عبد الملك بن يوسف بن محمد الجويني العراقي الشافعي لكنه لمزيد اختصاره وانطواء المسائل غامضة في غضون اسفاره جدير بان توضع عليه حاشيه ۔

کتاب "حاشیہ الصفحات علی شرح الورقات"۔ مطبعہ مصطفی البابی الحلبی مصر سے ۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۸ء میں چھپ چکا ہے۔

عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی (متوفی ۱۳۴۴ھ)

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "الناصری شرح الحسامی لمحمد بن محمد الاخسیکثی فی الاصول" تالیف کی۔ دیوبند سے ۱۳۱۱ھ میں چھپ چکی ہے۔[1]

عبدالحمید الخطیب شافعی (متوفی ۱۳۳۵ھ)[2]

انہوں نے اصول فقہ میں کتاب "لطائف الاشارات الی شرح تسہیل الطرقات لنظم الورقات فی اصول الفقہ" تالیف کی۔ یہ کتاب مصر سے ۱۳۳۰ھ میں طبع ہو چکی ہے اور اس کے حاشیہ پر کتاب "ثمرۃ النعیم فی شرح ورقات امام الحرمین للخطاب" بھی موجود ہے۔[3]

ابن الخیاط المکردی (۱۲۵۳ھ۔۱۳۳۵ھ)[4]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ منہج رسنہاج الوصول فی شرح منہاج الاصول للبیضاوی۔

۲۔ تنبیہ الاصدقاء فی بیان التقلید والاجتہاد والافتاء والاستفتاء۔ یہ کتاب بغداد سے ۱۳۰۳ھ میں چھپ چکی ہے۔[5]

---

1. حاشیۃ الصفحات علی شرح الورقات، محمد بن عبداللطیف الخطیب الزاوی الشافعی۔ ص ۲، مصطفی البابی الحلبی مصر ۱۳۵۶ھ۔۱۹۳۸ء
2. عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی متوفی ۱۳۱۵ھ، معجم مصنفین ۲/۱۱۰ (۳۸۶)
3. عبدالحمید بن محمد بن علی بن عبداللہ الشافعی متوفی ۱۳۱۹ھ، الخطیب میں ۱۳/۱۹۹، معجم مصنفین ۲/۱۹۹ (۳۸۶)
4. عبدالرحمن بن محمد الحنفی ابن الخیاط المکردی ۱۲۵۳ھ۔۱۳۳۵ھ، عراق میں پیدا ہوئے۔ معجم مصنفین ۲/۱۱۵ (۳۸۶)

[illegible] العلوی شافعی (۱۳۲۲ھ/۱۳۴۱ھ)[1]

انہوں نے "التیسیر النافع مایصاح ویکمیل مسائل جمع الجوامع" تالیف کی جو ۱۳۲۱ھ میں ہے۔ یہ کتاب حیدرآباد دکن سے ۱۳۱۸ھ میں طبع ہو چکی ہے۔[2]

حسن الکاشانی امامی (متوفی ۱۳۴۲ھ)[3]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ مقدمات الاصول فی التعلیق علی الفصول: یہ کتاب سات جلدات میں ہے۔

۲۔ نتائج الافکار فی الادلۃ العقلیۃ: یہ کتاب پانچ جلدوں میں ہے۔[4]

سالم بن عمر مالکی (۱۲۴۳ھ/۱۳۴۲ھ)[5]

انہوں نے "شرح علی الفیہ ابن عاصم فی الاصول" تالیف کی۔[6]

اسماعیل بن محمد النجفی امامی (۱۲۶۹ھ/۱۳۴۳ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ عقاید الفوائد فی مہمات اصول الفقہ

۲۔ لباب الاصول باسقاط القشور والفضول

۳۔ السیر اللوامع فی حملہ من مسائل الفقہ وللاصول والرجال[8]

امین بن محمد السویدالد مشقی (۱۳۴۴ھ میں بعدہ)[9]

انہوں نے کتاب "تسہیل الحصول علی قواعد الاصول" تالیف کی۔[10]

---

[1] [illegible] بن عبدالحسین بن محمد بن شہاب الدین بن العلوی الحسینی شافعی (۱۸۴۲ء/۱۹۲۲ء) حضرت موسیٰ کے گاؤں میں پیدا ہوئے اور حیدرآباد دکن میں انتقال کیا۔

[2] کحالہ، معجم المؤلفین (۱۳/۲۶۰)

[3] حسن بن محمد بن مرتضیٰ بن محمد بن حسین الکاشانی امامی متوفی ۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۴ء، ۱۹۲۵ء میں زندہ تھے۔

[4] کحالہ، معجم المؤلفین (۴/۲۵۳)

[5] سالم بن عمر بن حبیب الدیانی التاغلبی الجزائری مالکی (۱۸۵۳ء/۱۹۲۳ء)

[6] کحالہ، معجم المؤلفین (۴/۱۱۳)

[7] اسماعیل بن محمد علی بن زین العابدین بن الحسین الحویزی النجفی امامی (۱۸۵۳ء/۱۹۲۳ء)

[8] کحالہ، معجم المؤلفین (۱/۲۶۸)

[9] امین بن محمد اسعید الدمشقی ۱۹۲۵ء میں زندہ تھے۔

[10] کحالہ، معجم المؤلفین (۱۳/۲۷۹)

محمود عمر الباجوری (۱۲۷۲ھ/۱۳۴۴ھ)[1]

انہوں نے کتاب "الفصول البدیعہ فی اصول الشریعہ" تالیف کی۔[2]

شیخ محمد الخضری (متوفی ۱۳۴۶ھ)[3]

انہوں نے کتاب "اصول الفقہ" تالیف کی جو مکتبہ دار الحدیث، قاہرہ سے (متعدد) چھپ چکی ہے۔

عبد القادر بن بدران حنبلی (متوفی ۱۳۴۶ھ)[4]

انہوں نے کتاب "نزھۃ الخاطر العاطر شرح روضۃ الناظر لابن قدامہ فی الاصول" تالیف کی، دو جلدوں میں چھپ چکی ہے۔[5]

عباس بن محمد المدنی شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۳۴۶ھ)[6]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ "عمدۃ الطالب" نظم، وشرحہ ۲۔ "فتح المنعم الوھاب بشرح عمدۃ الطلاب"[7]

علی النجار شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۳۵۱ھ)[8]

انہوں نے "حاشیہ علی شرح الاسنوی لمنہاج القاضی البیضاوی فی اصول الفقہ" تالیف کیا۔ المراغی نے لکھا کہ اس کا بعض حصہ چھپ چکا ہے اور یہ طلبہ و مدرسین میں مشہور و متداول ہے۔[9]

نجم الغنی خان (۱۲۷۶ھ/۱۳۵۱ھ)[10]

انہوں نے کتاب "سواطع الغوالی شرح اصول الشاشی" تالیف کی۔ یہ کتاب میر محمد کتب خانہ کراچی (سندھ) سے بھی چھپ چکی ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کتاب "مختصر الاصول" بھی تالیف کی تھی۔

۱۔ محمود عمر الباجوری (متوفی ۱۳۴۵ھ)
۲۔ الفتح المبین ۳/۱۰۷
۳۔ شیخ محمد خضری متوفی ۱۳۴۷ھ
۴۔ عبد القادر بن احمد بن مصطفیٰ محمد بدران دوالی، حنبلی ابن بدران (متوفی ۱۳۴۶ھ)
۵۔ معجم المطبوعات ۱/۴۲۱ (۱۹۵۳)
۶۔ عباس بن محمد امین بن محمد رضا السید رضوان المدنی شافعی (۱۲۹۳ھ/۱۸۷۶ء) اسکندریہ (مصر) میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۳۴۶ھ/۱۹۲۷ء میں وفات پائی۔
۷۔ معجم المطبوعات ۲/۱۵۲۰ (۲۳۸۸)
۸۔ علی بن محمد بن ابراہیم شافعی (۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء) مصر میں پیدا ہوئے۔
۹۔ الفتح المبین ۳/۱۷۹
۱۰۔ نعیم محمد غنی خان رام پوری (۱۲۷۶ھ/۱۸۵۹ء) ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۲ء میں وفات پائی۔

عبداللہ دراز (۱۲۹۱ھ/۱۳۵۱ھ)[1]

انہوں نے امام شاطبی کی کتاب "الموافقات" پر ایک عمدہ مقدمہ تالیف کیا اس کو مکمل سے نکال کر بہتر انداز میں پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔[2]

عاشق بن محمد القراداغی شیعی (۱۲۶۹ھ/۱۳۵۱ھ)[3]

انہوں نے "المقالات العربیۃ فی مباحث الالفاظ من اصول الفقہ" تالیف کیے۔[4]

محمد بخیت المطیعی (۱۲۷۱ھ۔۱۳۵۴ھ)[5]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ تیسیر اللطائع علی مقدمۃ جمع الجوامع فی الاصول

۲۔ نہایۃ السول فی علم الاصول[6]

حسین التابعی شیعی (۱۲۷۳ھ۔۱۳۵۵ھ)[7]

انہوں نے کتاب "اجود التقریرات" تالیف کی۔ دراصل یہ اصولی فقہ پر ان کے دو اجزاء پر مشتمل لیکچرز ہیں۔[8]

عبدالحفیظ بن حسن (۱۲۸۰ھ/۔۱۳۵۶ھ)[9]

انہوں نے کتاب "الجواہر النوامع نظم جمع الجوامع" تالیف کی جو فاس سے ۱۳۲۷ھ میں چھپ چکی ہے۔[10]

محمد حسنین العدوی مالکی (۱۲۷۷ھ۔۱۳۵۶ھ)[11]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ بلوغ السول فی مدخل علم الاصول

۲۔ حاشیہ علی جمع الجوامع یہ کتاب دو اجزاء پر مشتمل ہے۔[12]

---

۱ شیخ عبداللہ بن شیخ محمد بن حسنین دراز مصری (۱۲۹۱ھ/۱۸۷۴ء)
۲ الفتح المبین ۳/۱۸۳
۳ عاشق بن محمد بن محمد علی الحریری القراداغی الکلی شیعی (۱۲۶۹ھ/۱۸۵۳ء/۱۳۵۱ھ)
۴ سلم الوصول ۴/۳۶۰۔ ۱۳۷ (۳۷۲)
۵ محمد بخیت المطیعی مفتی مصر (۱۲۷۱ھ/۱۸۵۶ء/۱۳۵۴ھ)
۶ الفتح المبین ۳/۱۸۰
۷ حسین بن محمد بن احمد التابعی شیعی (۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء/۱۳۵۵ھ) حسینان میں ولادت اور نجف میں وفات پائی۔
۸ الذریعہ ۱۳/۲ (۳۰۱)
۹ عبدالحفیظ بن حسن بن سلطان العمر یہ الفاسی (۱۲۸۰ھ/۱۸۶۳ء/۱۳۵۶ھ) فاس میں ولادت اور وہیں آخر میں شیخ الجماعۃ رہے۔
۱۰ علم الوصول ۱/۲۱۸ (۳۹۳)
۱۱ محمد حسنین العدوی مالکی (۱۲۷۷ھ/۱۸۶۰ء/۱۳۵۶ھ)
۱۲ الفتح المبین ۳/۱۸۸

شیخ احمد الرزقاء (متوفی ۱۳۵۷ھ)

مؤلفات اصولیہ : انہوں نے کتاب "شرح القواعد الفقهيه" تالیف کی۔

حسن العلیاء کی امامی (متوفی ۱۳۵۸ھ)[1]

انہوں نے کتاب "مشكاة الاصول الى علم الاصول" تالیف کی جو تین جلدات میں ہے۔[2]

حسین المکی (۱۳۰۵ھ/۱۳۵۹ھ)[3]

انہوں نے کتاب "شرح نظم مختصر المنار" تالیف کی۔[4]

عبدالحمید بن بادیس (۱۳۰۵ھ/۱۳۵۹ھ)[5]

انہوں نے "شرح (مختصر) على مفتاح الوصول للشريف التلمساني في الاصول" تالیف کی۔[6]

خلیل الخالدی حنفی (۱۲۸۲ھ/۱۳۶۰ھ)[7]

انہوں نے کتاب "خلاصة اصول الفقه" تالیف کی۔[8]

امین بن محمد حنفی (۱۲۹۸ھ/۱۳۶۲ھ)[9]

انہوں نے کتاب "رسالة الانشاص عن مسائل القياص في الاصول" تالیف کی۔[10]

احمد الحسینی (۱۲۹۱ھ/۱۳۶۳ھ)[11]

انہوں نے کتاب "علم اصول الفقه ومصادر التشريع الاسلامي" تالیف کی۔[12]

---

1. حسن بن علی بن عبداللہ بن ابراہیم الشہیر بالعلیاء الشہیر بالعلیاء الامامی متوفی (۱۳۵۸ھ) اردن میں پیدا ہوئے۔ (مؤلف)
2. معجم المؤلفین ۳/۲۳۸)
3. حسین بن احمد بن عبدالرحمن المکی (۱۳۰۵ھ/۱۳۵۹ھ) مکہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔
4. معجم المؤلفین ۴/۱۸۰)
5. عبدالحمید بن محمد المصطفیٰ بن مکی بن بادیس۔ جس کو بعض (علماء) حسین (احمد) بن (محمد) بن (مکی) بن بادیس کہا ہے (۱۳۰۵ھ/۱۳۵۹ھ) قسنطینہ میں پیدا ہوئے۔
6. معجم المؤلفین ۵/۲۶۷)
7. خلیل بن احمد بن مصطفیٰ بن خلیل بن احمد الخالدی الحنفی (۱۲۸۲ھ/۱۳۶۰ھ) القدس میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔
8. معجم المؤلفین ۴/۳۳۷)
9. امین بن محمد بن سلیم الحنفی (۱۲۹۸ھ/۱۳۶۲ھ)
10. اعلام الحسینی ۳/۱۲۲، معجم المؤلفین ۱۳۶/۱۳۳)
11. احمد بن ابراہیم الحسینی (۱۲۹۱ھ/۱۳۶۳ھ) آزربیجان میں پیدا ہوئے۔
12. معجم المؤلفین ۳/۳۰۱)

فرید وجدی بک (متوفی ۱۳۶۵ھ)[1]

انہوں نے کتاب "المحاورات الفقہیہ فی تاریخ التشریع الاسلامی و اصول الفقہ" تالیف کی۔[2]

محمد الخضر حسین مالکی (۱۲۹۴ھ)[3]

انہوں نے کتاب "تعلیقات علی کتاب الموافقات للشاطبی فی اصول الفقہ" تالیف کی۔[4]

محمد مصطفیٰ المراغی بک (۱۳۰۰ھ/۱۳۷۱ھ)[5]

انہوں نے "کتاب الموجز فی علم الاصول" تالیف کی۔[6]

عبدالوہاب خلاف بک (۱۳۰۵ھ/۱۳۷۵ھ)[7]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ کتاب علم اصول الفقہ: یہ کتاب پہلی مرتبہ ۱۳۴۱ھ/۱۹۲۶ء میں [illegible] شائع ہوئی۔ [illegible] مکتبۃ دار العلوم بیروت سے چھپی۔ [illegible] مرتبہ ۱۳۹۲ھ/۱۹۷۲ء میں [illegible] شائع ہوا۔ [illegible]

۲۔ الحلقۃ الاولیٰ من سلسلۃ الدراسات العلیا فی علم اصول الفقہ فی الاجتہاد بالنص۔

۳۔ الحلقۃ الثانیہ من سلسلۃ الدراسات العلیا فی علم اصول الفقہ فی الاجتہاد بالرائے۔[8]

عبدالرحمن بن ناصر سعدی (۱۳۰۷ھ۔۱۳۷۶ھ)[9]

مؤلفات اصولیہ:

۱۔ القواعد والاصول الجامعۃ فی اصول الفقہ

۲۔ طریق الوصول الی العلم المامول من الاصول۔[10]

---

[1] [illegible] متوفی ۱۹۵۴ء

[2] [illegible] ۳/۱۹۹، الاعلام للزرکلی ۸/۲۰۶، ۲۰۷)

[3] محمد الخضر حسین ابن علی بن عمر التونسی الحسینی پیدائشی

[4] [illegible] ۳/۲۰۰

[5] [illegible] ۳/۲۰۰

[6] عبدالوہاب خلاف بک (۱۸۸۵ء۔۱۹۵۶ء)

[7] [illegible] ۳/۲۰۰

[8] محمد مصطفیٰ بن محمد بن عبدالمنعم المراغی مصری (۱۸۹۲ء۔۱۹۵۲ء) مصر میں پیدا ہوئے

[9] [illegible] ۳/۲۰۰، الاعلام للزرکلی ۳/۲۰۱)

[10] عبدالرحمن بن ناصر بن عبداللہ السعدی حنبلی (۱۸۹۰ء۔۱۹۵۶ء) [illegible] (معجم المؤلفین ۶/۱۰۶)

عبدالجلیل بن احمد (۱۲۸۷ھ۔۱۳۷۶ھ)[1]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ زبدۃ الافکار ، شرح مختصر المنار فی الاصول

۲۔ محاضرات فی اصول الفقہ[2]

حافظ بن احمد (۱۳۴۲ھ۔۱۴۰۷ھ)[3]

انہوں نے کتاب "سلم الوصول الی علم الاصول" تالیف کی۔[4]

شیخ محمد امین الشنقیطی (متوفی ۱۳۹۳ھ)[5]

انہوں نے کتاب "مذکرۃ اصول الفقہ علی روضۃ الناظر لابن قدامہ" تالیف کی۔

حسن المشاط المکی مالکی (۱۳۱۷ھ۔۱۳۹۹ھ)[6]

انہوں نے کتاب "نیل المنی والمامول علی لب الاصول" تالیف کی۔[7]

عبدالغنی المصری (۱۳۲۶ھ۔۱۴۰۳ھ)[8]

مؤلفات اصولیہ :

۱۔ کتاب "حجیۃ السنۃ" ۔ یہ پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے۔

۲۔ "اصول الفقہ لغیر الحنفیۃ" مختلف اساتذہ کے اشتراک سے ۱۹۷۳ء میں لکھا گیا۔

۳۔ "محاضرات فی اصول الفقہ" یہ جامعہ الازہر میں دیے گئے لیکچرز پر مشتمل کتاب ہے۔

۴۔ "حجیۃ الاجماع حقیقتہ وحجیتہ"۔[9]

☆☆☆

---

۱ عبدالجلیل بن احمد بن عبدالرزاق (۱۸۷۰ء/۱۹۵۷ء) بغداد میں پیدا ہوئے اور وفات پائی۔ ۲ تکملہ اصولیین ۲/۱۵۸ (۳۵۳)

۳ حافظ بن احمد بن علی الحکمی (۱۹۲۳ء/۱۹۸۷ء) علاقہ جیزان میں سے تھے جو نجد و یمن کے درمیان ہے

۴ تکملہ اصولیین ۲/۱۳۵ (۳۵۸)

۵ الشیخ محمد امین بن المختار الجکنی الشنقیطی

۶ حسن بن محمد بن عباس بن الطالب مالکی (۱۳۱۷ھ/۱۸۹۹ء) ۱۳۱۷ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۹۹ھ میں وفات پائی

۷ تکملہ اصولیین ۲/۱۵۳ (۳۸۸)

۸ عبدالغنی بن عبدالخالق بن حسن بن مصطفی المصری (۱۹۰۶ء/۱۹۸۳ء)

۹ تکملہ اصولیین ۲/۱۱۹ (۳۶۱)

منتخب فقہی مذاہب کا تعارف ونشأ وارتقاء

فصل اوّل : حنفی مذہب اوراس کا نشأ وارتقاء

فصل دوم : مالکی مذہب اوراس کا نشأ وارتقاء

فصل سوم : شافعی مذہب اوراس کا نشأ وارتقاء

فصل چہارم : حنبلی مذہب اوراس کا نشأ وارتقاء

فصل پنجم : اہلِ سنت کے متروک مذاہب اوران کا نشأ وارتقاء

فصل ششم : مذاہب شیعہ اوران کا نشأ وارتقاء

باب سوم

منتخب فقہی مذاہب کا تعارف، نشأ و ارتقا

خلفائے راشدین کے زمانے میں مسائل عام طور پر پیچیدہ نہیں ہوتے تھے اور ان کا وقوع بھی آج کی نسبت کم ہوتا تھا اس لیے اس زمانے میں استنباط مسائل کا کام آسان تھا۔ مفتی اور قاضی کو بھی ان سے کسی واسطہ پڑتا تھا۔ ایسا لگتا ہے کہ پہلی صدی ہجری کے وسط (۶۱ھ۔۱۳۲ھ) اموی دور تک میں چودہ فقہاء گزرے ہیں۔ اس میں بھی مدینہ کی حالت نظر آتی ہے اور تمام بڑی کاروائیاں قرآن کریم اور سنت نبوی پر تھا۔ کبار صحابہ فقہی معاملات میں اپنی ذاتی رائے دینے سے گریز کرتے تھے اور ان کی کوشش ہوتی تھی کہ ہر معاملہ میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت تلاش کی جائے۔

عباسی دور میں تہذیب و تمدن کے دائرہ میں وسعت آجاتی ہے اور اسلامی عرب سے نکل کر دور دراز علاقوں تک پھیل جاتا ہے۔ دین شریعت اور اور بیان حدیث بھی مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔ مختلف علاقوں میں حکومت اسلامی وقت نئے مسائل سے دوچار ہونے لگا۔ یہ حالات اس بات کے متقاضی تھے کہ مسائل کے حل کے لئے زاویہ نظر میں وسعت پیدا کی جائے۔

خلیفہ منصور عباسی نے بغداد اور الکوفہ کو بنایا تو ہر طرف سے علماء و ماہرین فنون کے ماہرین یہاں جمع ہونے لگے۔ یہاں کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہونے لگا علوم و فنون ترقی کرنے لگے۔ عہد امویہ میں حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ خلافت میں علمی ترقی کی دفاع نظر ڈال دی گئی تھی اور اسی سے عصر بہ اصل حدیث جمع کی گئیں۔ مگر آپ سے زیادہ یہ کام نہ ہو سکا اور پھر عہد عباسی کا آغاز ہوتے ہی فروغ علم کا کام اپنی فراوانی تیز رفتاری سے اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ یہاں ایرانیوں، رومیوں اور مصریوں نے ایک بڑی تعداد اسلام میں داخل ہوئی تھی۔ ان کے ذریعہ اموی دور ہی یونانی علوم سے عربی میں ترجمہ ہونے لگے تھے اور مختلف اسلامیہ میں دیگر اقوام سے علوم بھی متعارف ہونے لگے۔ مدونین کی ترویج و اشاعت سے بحث و تمحیص اور اختلافات کا دروازہ کھل گیا۔ ایک اور اہم حدیث پیدا ہونے لگا کہ ان روایات کا اور کس حد تک اسلام شریعت سے ہم آہنگ ہے۔ اس نظریہ ضرورت سے پیش نظر شریعت کی تدوین اور اصول بنانے کا کام شروع ہو گیا۔ شریعت سے قوان

اس عہد میں واضعین قوانین اسلامیہ (فقہاء) کا طبقہ وجود میں آیا۔ علوم دینیہ کے ماہر تو پہلے بھی ہوتے تھے مگر انہیں فقہاء کے بجائے قراء کہا جاتا تھا۔ فقہاء کی اس جماعت میں بڑے صاحب کمال لوگ موجود تھے اور انہوں نے فقہ اسلامی کے اصول وضوابط کی ترتیب اور استنباط احکام میں بڑی جانفشانی سے کام لیا۔ ان میں سے بعض فقہاء مختلف مکاتب فکر کے بانی ہوئے اور آج بھی دنیا کے بیشتر مسلمانوں کا انہی میں سے کسی نہ کسی مکتبہ فکر کے ساتھ تعلق ہے۔ یہ اصحاب امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل تھے اور ان کے پیروکار حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی کہلائے۔

شیعہ اصحاب علیحدہ مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کے پیروکار زیدی، شیعہ اور امامی شیعہ وغیرہ ہیں۔ زیدی شیعہ زید بن علی بن حسین بن ابی طالب کی طرف منسوب ہیں اور امامی شیعہ امام ابوعبداللہ جعفر صادق کی طرف منسوب ہیں۔ بعض فقہاء نے اپنے عہد میں تو بہت شہرت حاصل کی، لیکن بعد میں ان کے نظریات وافکار کو فروغ حاصل نہ ہوا اور نہ ان کے پیروکار کی تعداد میں اضافہ ہو سکا۔ ایسے لوگوں کی تعداد بے شمار ہے۔ امام اوزاعی، داؤد الظاہری اور طبری بطور مثال کے طور پر پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان کے افکار کتابوں میں بکھرے پڑے ہیں اور ان کا شمار بلند پایہ لوگوں میں عزت واحترام سے لیا جاتا ہے اور ان کی خدمات کو سراہا جاتا ہے۔ جہاں ضروری ہوتا ہے ان سے اختلاف کیا جاتا ہے۔

ان فقہاء کرام سے منسوب مذہب کا مختصر حال اور پائیان مذہب کا مختصر تعارف اور مختلف ممالک میں ان کی نشوونما وغیرہ پر روشنی ڈالی جائے گی۔ فقہاء اربعہ سے متعلق پہلے گفتگو کی جائے گی۔

☆☆☆

فصل اول

حنفی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء

امام ابوحنیفہ حنفی مذہب کے بانی ہیں۔ ان کے تعارف کے بغیر مذہب حنفی کا تعارف مکمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے پہلے بانی مذہب کا مختصر ذکر کیا جائے گا۔ اور پھر ترتیب دیگر فقہاء کے بیان میں بھی ملحوظ رکھی جائے گی۔

امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطی اصح قول کے مطابق[1] ۸۰ھ میں بمقام کوفہ پیدا ہوئے۔ وہیں پرورش پائی ۱۵۰ھ میں بغداد میں وفات پائی۔[2]

خطیب بغدادی نے لکھا ہے:

"وذهب اليه ابي علي بن ابي طالب وهو صغيره فدعا له بالبركة فيه وفي ذريته ..... والنعمان بن المرزبان ابو ثابت هو الذي اهدى لعلي بن ابي طالب الفالوذج في يوم النيروز فقال نوروز لما كل يوم"۔[3]

(اور امام ابوحنیفہ کے والد) ثابت حضرت علی بن ابی طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ آپ ابھی کمسن تھے تو آپ نے ان کے لئے اور ان کی اولاد کے لئے خیر و برکت کی دعا فرمائی اور نعمان بن مرزبان جو ثابت کے والد (اور امام اعظم کے دادا) تھے جنہوں نے یوم نوروز پر حضرت علی بن ابی طالب کو فالودہ پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

"ہمارا ہر دن ہی نوروز ہے"

اس بیان سے آپ کے خاندان کے متمول اور خوشحال ہونے کا اندازہ ہوتا ہے۔ یہی وجہ تھی کہ امام اعظم نے اپنی عملی زندگی کا آغاز تجارت سے کیا اور زندگی بھر اس پیشہ سے وابستہ رہے۔ تاہم جس ماحول میں آنکھ کھولی تھی وہاں مختلف نوع عقائد کے لوگ آباد تھے۔ ان میں شیعہ، خارجی، معتزلہ، علم صحابہ کے حامل تابعی وغیرہ شامل تھے۔ ان میں مناظروں کی گرم بازاری تھی۔ آغاز شباب ہی سے آپ بھی ان مناظروں میں بڑی سرگرمی سے حصہ لینے لگے۔ بعد میں پوری توجہ علم فقہ کی طرف مبذول کی۔ یہ میلان کیسے پیدا ہوا اس کے بارے میں صاحب نگار متعدد روایات بیان کرتے ہیں، جس کا یہاں ذکر ضروری نہیں ہے۔ استاذ ابوزہرہ امام ابوحنیفہ کی عصری علوم سے واقفیت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهذه الرواية تبين انه درس العلوم التي كانت شائعة في عصره، ليختار من بينها ما يجعل همة له، ويتخصص فيه، وبهذا يتبين انه تثقف في الجملة بكل العلوم التي كانت في عصره، وان لم يتصرف من بعد الا الى الفقه"۔[4]

---

[1] "تبيض الصحيفة في مناقب الامام ابي حنيفة" امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی ص ۲۸، مطبعہ دائرۃ المعارف نظامیہ الکائنہ، حیدرآباد دکن، ۱۳۱۶ھ

[2] "مناقب الامام ابی حنیفہ وصاحبیہ" للامام الموفق بن احمد المکی۔ (م ۵۶۸ھ) دارالمعرفۃ النعمانیہ محمد بن محمد بن شہاب المعروف بابن درکم المکی متوفی ۹۸۷ھ، ۲ ص ۶ ایچ ایم سعید کمپنی، کراچی

[3] "تاریخ بغداد" الخطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ، ۱۳/ ۳۲۶ (۶۹۶۸) بیروت دارالکتب العلمیہ منہ

[4] "ابو حنیفہ حیاتہ وعصرہ وآراؤہ وفقہہ" ابوزہرہ ص ۲۲ دارالفکر عربی منہ

آپ نے رسمی طور پر علوم و فنون پر تنقیدی نگاہ ڈالی تاکہ ان میں سے اپنے لئے کسی مناسب علم کا انتخاب کر سکیں میں انہیں خصوصی دلچسپی آپ کو حدیث سے تھی۔ اس سے یہ حقیقت بھی حل ہو جاتی ہے کہ آپ نے تمام عمری علوم میں اتنی جامعیت و حقیقت حاصل کر لی تھی۔ اگرچہ بعد میں صرف فقہ ہی آپ کا جولانگاہ فکر و نظر بنی)

تاریخ بغداد میں امام ابو حنیفہ کی علم فقہ سے وابستگی سے متعلق منقول ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں

"لازمت علی نفسی أن لا افارق حمادا حتی یموت فصحبته ثمانی عشرة سنة"۔

(میں نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا کہ (اپنے استاد) حماد سے زندگی بھر الگ نہ ہوں۔ چنانچہ میں پورے اٹھارہ سال ان کی صحبت میں رہا)

مکتب حماد سے وابستگی کے اثرات اور ان کا جائزہ :

مکتب حماد سے وابستگی نے آپ کی استعداد کو اور زیادہ جلا بخشی اور آپ فقہ کے ایک عظیم امام مانے گئے۔ دنیا بھر میں آپ کے پیروکار ہر زمانے میں کثرت سے رہے۔ آپ کی فقہی عظمت کے اعتراف میں شیخ مکی خصافی امام ابو یوسف کا یہ قول بھی نقل فرماتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا :

"کنا نختلف فی المسالة ، فاتانی ابا حنیفة ، فکنا نحضر جهابة من کمه قد فعها الینا"۔[1]

(جب کسی مسئلہ میں ہمارا باہمی اختلاف ہوتا تو ہم امام ابو حنیفہ کے سامنے پیش کرتے تھے۔ آپ اتنی جلدی جواب دیتے تھے جیسے ہاتھ اپنی آستین سے نکالا ہو)

زاہد کوثری نے اپنی کتاب میں امام شافعی کا یہ قول نقل کیا ہے :

"وعن الامام الشافعی الناس عیال فی الفقه علی ابی حنیفة"۔[2]

(امام شافعی فرماتے ہیں کہ لوگ فقہ میں ابو حنیفہ کے محتاج ہیں)

امام مالکؒ نے امام ابو حنیفہ کی شان میں فرمایا :

"رایت رجلا لو کلمته فی هذه السارية ان یجعلها ذهبا لقام بحجته"۔[3]

(میں نے ایک آدمی کو دیکھا اگر اس ستون کو سونے کا کر دینے کو کہے تو وہ ضرور اپنے دلائل سے ایسا کر دے گا)

خطیب بغدادی نے امام شافعی کے اسی مفہوم میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں۔[4]

خطیب بغدادی نے امام مالک اور امام شافعی کے علاوہ خلف بن ایوب، ابن عیینہ، ابو بکر بن عیاش، ہشیم بن عوانہ، قاسم بن معن، ابن جریج، عبداللہ بن مبارک، مسعر بن کدام، ابو جعفر الرازی، اعمش، فضیل بن عیاض، سفیان ثوری

---

1. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی (۱۳/۳۳۴، ۳۳۵)
2. وضعت الشریعة فی الاصلاح، صحی محفوظ ص ۱۰۱
3. فقه اهل العراق وحدیثهم، محمد زاہد الکوثری (۲۹۶، ۲۹۷)
4. ذکر اخبار المصنفین فی صفات الحنفیة، محمد بن ابی الوفاء
5. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی (۱۳/۳۳۶، ۳۳۷)

تحقیق عبد الفتاح ابو غدہ ص ۵۱، ناشر ابی سعید، مکتبی سنہ
ابن ابی الوفاء حنفی ۹۹۶ھ، ۷۹۶ھ، کراچی پر کتب خانہ سنہ

ائمہ کی متقدر اور صاحب علم و فضل شخصیتوں کے مدحیہ اقوال درج کئے ہیں جس میں آپ کے مختلف کمالات کو خراج تحسین پیش کیا گیا ہے۔[1]

ان میں سے صرف ابن مبارک کا ایک قول مندرجہ ذیل ہے

"رایت مسعرا فی حلقۃ ابی حنیفۃ جالسا بین یدیہ یسالہ ویستفید منہ ومارایت احدا قط تکلم فی الفقہ احسن من ابی حنیفۃ۔"[2]

(میں نے مسعر کو امام ابوحنیفہ کے سامنے ان کے حلقہ درس میں بیٹھا دیکھا وہ ان سے سوال پوچھتے اور مستفید ہوتے۔ میں نے کبھی کسی شخص کو فقہ میں امام ابوحنیفہ سے بہتر کلام کرتے نہیں دیکھا)

انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں آپ کا تعارف ان الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے :

'Abu Hanifa Leading Fikh Scholar and Theologram in Iraq after whom the Madhhab of the Hanafites has been named' [3]

(ابوحنیفہ عراق میں ایک سربرآوردہ فقیہ اور اصول دین کے عالم تھے جن کی نسبت سے اس مذہب کا نام حنفی مذہب پڑ گیا)

قاضی ابو یوسف :

امام اعظم کے بعد دوسری شخصیت جس نے فقہ حنفی کی تدوین میں گرانقدر خدمات انجام دیں ہیں وہ قاضی ابو یوسف کی ہیں۔ آپ کا اصلی نام یعقوب بن ابراہیم بن حبیب انصاری ہے۔ ۱۱۳ھ کو کوفہ میں پیدا ہوئے وہیں تعلیم حاصل کی، آپ عربی النسل تھے۔ آپ شروع میں بڑے غریب تھے لیکن علم سے وابستگی اور شوق کی بنا پر علماء کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے استفادہ کرتے۔ امام اعظم نے آپ کی ہی حالت دیکھی تو مالی امداد فرمانے لگے۔ ابو یوسف پہلے قاضی ابن ابی لیلیٰ کے شاگرد رہ چکے تھے بعد میں جب امام اعظم کی صحبت اختیار کی تو انہی کے ہو کر رہ گئے۔ علم و فضل کی بنا پر عہدہ قضا پر فائز ہوئے اور اس طرح عباسی خلافت کے اولین قاضی قرار پائے۔ خطیب بغدادی نے لکھا :

"وولاہ موسیٰ بن المہدی القضاء بھاشم ھارون الرشید من بعدہ وھو اول من دعی بقاضی القضاۃ فی الاسلام۔"[4]

شاہ ولی اللہ دہلوی فرماتے ہیں :

"وکان اشھر اصحابہ ذکرا ابو یوسف رحمہ اللہ فولی قضاء القضاۃ ایام ھارون الرشید فکان سبب لظھور مذھبہ والقضاء بہ فی اقطار العراق وخراسان وماوراء النھر۔"[5]

---

[1] حوالہ سابق ۱۳/۳۲۵۔۳۳۵ [2] حوالہ سابق ۱۳/۳۳۳

[3] Shorter Encyclopaedia of Islam, Edited by H.A.R. Gibb and J.H. Kramers, page 4, Leiden E.J. Brill 1953

[4] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۴/۲۴۷ (۱۹۳۱ء)

[5] حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی، باب اسباب اختلاف مذاہب الفقہاء، ۱/۱۵۶۔ کراچی، شیخ محمد سعید اینڈ سنز

(امام ابو حنیفہ کے مشہور ترین شاگرد امام ابو یوسف ہیں۔ امام ابو یوسف خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر ماموز تھے اور انہی کے ذریعے عراق، خراسان، ماوراء النہر وغیرہ ممالک میں امام ابو حنیفہ کا مذہب لوگوں کے قضایا شائع ہوئے)

ابو زہرہ نے ابن جریر اور ابن عبد البر کے ان مذکورہ اقوال کو نقل کیا ہے جو انہوں نے امام ابو یوسف کے متعلق کہے ہیں۔

امام ابن جریر طبری لکھتے ہیں :

" كان ابو يوسف يعقوب بن ابراهيم القاضي فقيها عالما حافظا، ذكر انه كان يعرف بحفظ الحديث وانه كان يحضر المحدث ، فيحفظ خمسين اوستين حديثا ، ثم يقوم فيمليها على الناس وكان كثير الحديث . ولقد ولي القضاة لثلاثة من الخلفاء : للمهدي ثم للهادي ، ثم للرشيد "[1]

(قاضی ابو یوسف بڑے فقیہ، عالم اور حافظ تھے، حفظ حدیث میں بڑی شہرت رکھتے تھے۔ محدث کے یہاں حاضر ہوتے اور پچاس یا ساٹھ احادیث تک یاد کر لیتے، پھر کھڑے ہو کر املا کرا دیتے۔ بڑے کثیر الحدیث تھے۔ آپ تین خلفاء مہدی، ہادی اور ہارون الرشید کے قاضی رہے ہیں)

ابن عبد البر لکھتے ہیں :

" كان الرشيد يكرمه ويجله ، وكان عندة حظيا مكينا "[2]

(ہارون رشید آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور ابو یوسف ان کے یہاں بڑے معزز و مکرم تھے)

خطیب بغدادی نے امام ابو یوسف کے ترجمہ میں لکھا :

" قال سمعت ابا يوسف يقول ، سألني الاعمش عن مسألة فاجبته فيها، فقال لي من این قلت هذا؟ فقلت لحديثك الذي حدثتناه انت ثم ذكرت له الحديث، فقال لي يا يعقوب انى لا احفظ هذا الحديث قبل ان يجتمع ابواك فما عرفت تاويله حتى الان "[3]

(اعمش نے ابو یوسف سے ایک مسئلے کے متعلق دریافت کیا۔ ابو یوسف نے اس کا شافی جواب دیا تو اعمش نے کہا کہ تم نے یہ جواب کس شرعی سند کی بنا پر دیا ہے؟ ابو یوسف نے کہا اس حدیث کی بنا پر جسے آپ نے ہمارے سامنے بیان کیا ہے تو اعمش نے کہا بخدا میں نے اس حدیث کو اس وقت حفظ کیا کہ تمہارے باپ کی ابھی شادی بھی نہ ہوئی تھی لیکن اس کے معنی آج معلوم ہوئے)

اس سے آپ کی ذہانت و فطانت اور استنباط مسائل کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ امام ابو یوسف نے بہت سی کتابیں تصنیف کی ہیں جن میں انہوں نے اپنے اور اپنے استاد امام ابو حنیفہ کے افکار و نظریات کا ذکر کیا ہے۔ آپ کی

---

1. ابو حنیفہ، ابو زہرہ، ص ۱۹۶، دار الفکر العربی، سنہ۔ 2. حوالہ سابق
3. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ۱۴/۲۴۳ (۷۵۵۸)

سب سے مشہور تصنیف "کتاب الخراج" ہے یہ دراصل ایک خط ہے جو انہوں نے خلیفہ ہارون الرشید کے نام سے لکھا ہے۔ اس میں حکومت کے مالی وسائل اور ذرائع کی تفصیلات ذکر کرتے ہیں۔ البدایہ میں اس کتاب کے بارے میں لکھا

"وکتاب الخراج فی بابه الفقهی لزوم فقهیة لیس لها مثیل فی العصر الذی کتب فیه"[1]

(اور یہ کتاب الخراج باب اپنے موضوع پر بہتر اور قیمتی سرمایہ ہے جس دور میں یہ لکھی گئی اس میں اس کتاب کی کوئی نظیر نہیں ملتی)

اس کتاب کا E. Fagnan نے فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا جو 1921ء میں پیرس سے شائع ہوا۔[2] امام ابو یوسف کی یہ اور کتاب اختلاف ابی حنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ ہے۔ جس میں امام موصوف نے وہ مسائل جمع کئے ہیں جو امام اعظم اور ابن ابی لیلیٰ میں مختلف فیہ تھے۔ ان تمام مسائل میں امام ابو یوسف نے امام اعظم کا ساتھ دیا ہے۔ امام ابو یوسف کی کتب پر تبصرہ کرتے ہوئے البدایہ میں لکھتے ہیں :

"هذه کتب للامام ابی یوسف رضی الله عنه، وقد عرضنا علیک بعض نصوصها، وانک لتری فیها جمالا فی التعبیر، ورصوصا وجزالة، ودقة قیاس، واحکام فکر، وقوی بجواز ذلک ادلة فقهیة مصورة لاتجاه ابی حنیفة فی تفکیره ....."[3]

(یہ امام ابو یوسف کی تصانیف ہیں، مذکورہ بالا کتب کی عبارات سے واضح ہوتا ہے کہ ان میں کس قدر حسین تعبیر، مضبوط بیان، جزالت و فصاحت، دقت نظر اور دقیق قیاس پائی جاتی ہے اس کے علاوہ پیش کردہ دلائل میں جن سے امام ابو حنیفہ کے منہاج فکر کا پتہ چلتا ہے)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ :

فقہ حنفی کے تیسرے عظیم ستون امام محمد ہیں۔ آپ کا پورا نام محمد بن الحسن شیبانی اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ کی ولادت 132ھ میں اور وفات 189ھ میں ہوئی۔ آپ نے ابتدائی طور پر امام اعظم سے اکتساب فیض کیا، تکمیل امام ابو یوسف کے پاس کی۔ علاوہ ازیں امام سفیان ثوری اور امام اوزاعی سے بھی استفادہ علمی کیا۔ عراقی فقہ (فقہ حنفی) کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد امام مالک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے فقہ، حدیث، روایات اور ان کے افکار و آراء اخذ کئے۔ آپ نے تین برس امام مالک کے یہاں قیام کیا۔ ہارون الرشید کے عہد میں قضاء کے منصب پر فائز رہے۔ آپ بالغ نظر ادیب بھی تھے اس لئے لسانی و بیانی خصوصیات سے بہرہ ور تھے۔ شخصیت بھی بڑی بارعب اور جاذب نظر تھی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں :

"وکان حسنهم تصنیفا والزمهم درساً محمد بن الحسن وکان من خبره الله فقفه علی ابی یوسف ثم خرج الی المدینة فقرأ الموطا علی مالک"[4]

---

[1] البدایہ، البدایہ ج 10 ص 182

[2] دائرہ معارف ص 189 ج 1 Shorter Encyclopaedia of Islam Page 1

[3] البدایہ، البدایہ ج 10 ص 182

[4] حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، ص 357، کراچی، نور محمد اصح المطابع مترجم۔

(امام ابوحنیفہ کے شاگردوں میں سے تصنیف و تالیف، درس و تدریس کی بہترین خدمات انجام دینے والے امام محمد بن الحسن ہیں۔ ان کی حالت یہ بیان کی جاتی ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف سے فقہ کی تحصیل کی۔ اس کے بعد یہ حجاز گئے اور امام مالک کے سامنے زانوئے شاگردی بچھایا اور ان سے موطا پڑھی)

ابوزہرہ لکھتے ہیں :

"اجمع اصحابنا محمد بن الحسن عالم يجتمع لغيره من اصحاب ابي حنيفة غير شيخه ابي يوسف ، فهو قد تلقى فقه العراق كاملا، وقد عمل فقه القضاء ، اذ تلقى عن ابي يوسف القاضي، وتلقى فقه الحجاز كاملا عن شيخ المدينة مالك وفقه الشام عن شيخ الشام الاوزاعي ، وكانت له قدرة ومهارة في التفريع والحساب ، يمسك عنان البيان ثم تمرس بالقضاء ، فكانت هذه الولاية مراسة اخرى اكتملت علما وتجربة وقربت فقهه من الناحية العملية ... فهو الذي يعد بحق ناقل فقه العراقيين الى الاندلس" [1]

(محمد بن حسن ان اوصاف کے جامع تھے جو ان کے استاد امام ابو یوسف کے سوا کسی میں جمع نہ ہو سکے۔ آپ نے عراقی فقہ مکمل طور پر حاصل کی، منصب قضاء کی ذمہ داریوں نے اس میں مزید جلا پیدا کی۔ استاد امام مالک سے اہل حجاز کی فقہ حاصل کی۔ اہل شام کی فقہ ملک شام کے مشہور شیخ امام اوزاعی سے پڑھی۔ تفریع اور حساب میں مہارت تامہ رکھتے تھے، زبردست قوت بیان کے مالک تھے۔ جب قضاء کی ذمہ داریوں سے دوچار ہوئے تو آپ کے علم و تجربہ کو چار چاند لگ گئے اور آپ کو فقہ کا عملی تجربہ حاصل ہوا ... یہی بات ہے کہ عراقی فقہ کو منتقل کرنے کا سہرا امام محمد کے سر ہے)

امام محمدؒ نے فقہ پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ امام محمد کی تصانیف ہی اولین مرجع سمجھی جاتی ہیں۔ ابوزہرہ آپ کی ایک تصنیف "الجامع الکبیر" سے ایک مثال پیش کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ولا شك ان العبارة التي نقلنا ها تدل دلالة واضحة على جودة التعبير ، والجمع بين احكام الفكرة ، وسلامة العبارة ، بل جمالها" [2]

(نقل کردہ عبارت سے روز روشن کی طرح یہ امر واضح ہے کہ یہ کتاب تعبیر، احکام فکر، سلاست عبارت اور حسن بیان میں اپنی مثال آپ ہے)

فقہ حنفی سے متعلق امام ابو یوسف اور امام محمد کی گرانقدر خدمات کا ذکر شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں ان الفاظ میں کیا گیا ہے :

"The two pupils are more authoritative for the development of the teaching of the school than Abu Hanifah himself" [3]

(یہ دونوں شاگرد حنفی مکتب فکر کی تعلیمات کی نشوونما اور ارتقاء کے ضمن میں خود ابوحنیفہ سے بھی سبقت لے گئے ہیں)

---

1. ابوحنیفہ ابوزہرہ، ص ۳۶۷ 2. حوالہ سابق، ص ۳۶۳
3. Shorter Encyclopaedia of Islam Pg. 131

امام اعظم کے دو قابل فخر تلامذہ امام ابو یوسف اور امام محمد ہیں جنہیں عرف عام میں "صاحبین" کہا جاتا ہے۔ ان کے غیر معمولی کمالات، مہارت اور فقہی بصیرت کا اندازہ مندرجہ بالا اقوال سے آسانی سے لگایا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے استاد کے اقوال و افکار کو متاخرین تک پہنچانے میں عظیم خدمت انجام دی ہے اور اگر فقہی ہی نہیں فقہ سازی کی آبیاری اور اسے توانائی بخشنے کے لئے ناقابل فراموش کارنامے انجام دیئے ہیں۔

امام زفر :

فقہ حنفی کے چوتھے ستون امام زفر ہیں۔ آپ کا پورا نام زفر بن ہذیل ہے۔ یہاں واضح رہنا چاہیے کہ آپ امام اعظم کے ان تین قابل فخر تلامذہ ابو یوسف اور محمد سے محبت کے اعتبار سے مقدم تھے۔ چنانچہ امام اعظم کی وفات کے صرف آٹھ سال بعد ہی وفات پا گئے، گویا آپ کا سن وفات ۱۵۸ھ ہے آپ نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ ممکن ہے اس کی وجہ یہ ہو کہ آپ امام اعظم کی وفات کے بعد تھوڑا عرصہ زندہ رہے ہیں۔ اس بات سے انکار ممکن نہیں کہ پوری زندگی آپ امام اعظم کے کارہائے نمایاں کی نشر و اشاعت میں سرگرم عمل رہے۔ امام اعظم کی زندگی میں آپ بصرہ کے قاضی بن گئے تھے۔ تاہم آپ امام اعظم کے حلقہ درس کے جانشین ہوئے اور ان کے بعد انہی مسند پر بیٹھے۔ امام ابو یوسف کے جیسے میں آئی۔ تاریخ بغداد میں ان چاروں بزرگوں کا بڑا احمد و تقابل پیش کیا گیا ہے۔ لکھا ہے :

"فوقف عليه رجل فسأله عن اهل العراق فقال له : ما تقول في ابي حنيفة ؟ فقال ضعفهم ، قال فابو يوسف؟ قال اتبعهم للحديث ، قال فمحمد بن الحسن قال اكثرهم تفريعا قال فزفر؟ قال احدهم قياسا"[1]

(ترجمہ) ہے کہ ایک شخص امام مزنی کی خدمت میں حاضر ہوا اور اہل عراق کے بارے میں دریافت کرتے ہوئے امام مزنی سے کہا "ابو حنیفہ کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟" امام مزنی نے کہا "اہل عراق کے سردار"۔ اس نے پوچھا اور ابو یوسف کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ وہ بولے "وہ سب سے زیادہ حدیث کی اتباع کرنے والے فقیہ تھے"۔ اس نے پھر کہا اور امام محمد کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ مزنی بولے "وہ تفریعات میں سب پر فوقیت رکھتے تھے"۔ دریافت کیا اور زفر کے متعلق فرمایئے۔ امام مزنی بولے "وہ قیاس میں سب سے زیادہ تیز تھے"

فقہ حنفی کی تدوین اور اس کا طریقہ کار :

عصر صحابہ میں جو مجتہد پائے جاتے تھے وہ اپنے فتاویٰ اور اجتہادات کو جمع نہیں کرتے تھے بلکہ انہوں نے حدیث نبوی کی جمع و تدوین بھی نہیں کی۔ بعد میں مدینہ منورہ کے فقہاء حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عائشہ، حضرت ابن عباس اور ان کے بعد تابعین کے فتاویٰ جمع کرنے لگے ان کو دوسرے مسائل کے لئے بنیاد قرار دیتے تھے۔ عراق میں حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی کے فتاویٰ، شریح اور دیگر قضاۃ کے فیصلوں کو جمع کرتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابراہیم نخعی نے بھی فتاویٰ کو ایک مجموعے میں جمع کیا تھا۔ امام ابو حنیفہ کے استاد حماد کا بھی ایک مجموعہ تھا تاہم ان کی حیثیت ایک ذاتی ڈائری کی تھی کہ مجتہد عند الضرورت اس کی طرف رجوع کرتا تھا۔ فقہ کی باقاعدہ تدوین کا سہرا امام اعظم کے سر ہے۔

---

[1] تاریخ بغداد، خطیب بغدادی ۱۳/۳۴۶

علامہ موفق بن احمد مکی (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں :

" ابو حنیفہ اول من دون علم هذه الشريعة ، لم يسبقه احد من قبله ، لان الصحابة والتابعين رضي الله عنهم لم يضعوا في علم الشريعة ابوابا مبوبة ، ولا كتبا مرتبة ، وانما كانوا يتكلمون على قوة فهومهم ، وجعلوا قلوبهم صناديق علومهم ، فنشأ ابو حنيفة بعد هم ، فراى العلم منتشرا فباشر عليه الخلف السوء ان يضبطوه ..... فلذلك دونه ابو حنيفة ، فجعله ابوابا مبوبة ، وكتبا مرتبة "[1]

(امام ابوحنیفہ اولین شخص ہیں جنہوں نے علم شریعت کو مدون کیا، آپ سے قبل یہ فکر کسی کو حاصل نہ ہو سکا۔ صحابہ تابعین نے ابواب مرتب کئے اور نہ باقاعدہ تصنیف کی، ان کا تمام تر اعتماد قوت فہم پر تھا۔ ان کے دل ہی علم کے صندوق تھے۔ امام ابوحنیفہ نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ اوراق علم بکھرے ہوئے ہیں۔ ان کے بعد میں آنے والے خلف انہیں ضائع کر دیں۔ اسی لئے امام ابوحنیفہ نے تدوین علم کو ابواب اور کتب میں منضبط و مرتب کیا)

فقہ حنفی کی تدوین میں امام اعظم کی حیثیت بانی و قائد اور رہنما کی ہے۔ تاہم اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ امام اعظم کی براہ راست فقہ حنفی پر کسی یقینی کتاب کا ہمیں علم نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے تلامذہ نے آپ کی زیر سرپرستی آپ کے اقوال مدون کئے اور حضرت امام نے کبھی کبھی ان پر نظر ثانی فرمائی، چنانچہ فقہ حنفی کی کتاب کی تدوین میں کچھ حد تک امام ابو یوسف اور تقریباً مکمل فقہ حنفی کی تدوین امام محمد نے کی۔ امام اعظم کی کوئی باقاعدہ تصنیف نہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں :

" لم يعرف لابي حنيفة كتاب في الفقه ، رتب ابوابه وعقد نظامه ، كما علمت ، وان ذلك هو الذي يتفق مع روح العصر وسير الزمان ، اذ ان تاليف الكتب لم يشع وينتشر الا بعد وفاة ابي حنيفة ، أو في اخر حياته ، وقد اثر عنه الشيء موضوعة "۔[2]

(فقہ میں امام ابوحنیفہ نے کوئی مرتب و منظم کتاب تصنیف نہیں کی۔ اگر آپ کے عہد کے حالات پر ایک طائرانہ نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بات روح عصر اور تقاضہ زمانہ کے بالکل مطابق ہے کیونکہ کتابیں تصنیف کرنے کا رواج آپ کی وفات کے بعد یا آپ کی زندگی کے آخری دور میں ہوا جبکہ آپ بوڑھے ہو چکے تھے)

فقہ حنفی کی ایک نمایاں اور اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس کی تدوین شورائی طریق کار پر ہوئی۔ اس طریق کار پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں :

"امام ابوحنیفہ کا طریقہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ایک مسئلہ پیش کرتے اور ہر ایک کی معلومات اس کے حل کے لئے دریافت کرتے اور اپنی رائے بعد میں پیش کرتے اور جب تک مناظرہ جاری رہتا اور جب کسی رائے کے دلائل پوری طرح واضح ہو جاتے تو پھر ابو یوسف اس کو لکھ لیتے اور پھر آخر کار (بر) خلاف امام ابوحنیفہ نے انفرادی کوشش اور تجاہد اجتہادی رائے کی بجائے اپنے مذہب کو مشورے پر منحصر کر دیا"۔[3]

---

[1] مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ ، موفق بن احمد مکی متوفی ۵۶۸ھ ۱/۹۰ ۳ کوئی، مکتبہ اسلامیہ ۱۹۷۶ء

[2] ابوحنیفہ ابوزہرہ ص ۱۹۰ دار الفکر العربی مصر

[3] ابوحنیفہ کی تدوین قانون سازی محمد حمید اللہ ص ۴۹ کراچی ادارہ ادبیات جمیع العلوم ۱۹۸۳ء ص میں بحوالہ موفق ۱/۳۳ کراچی ۱۹۷۶ء

مجلس شوریٰ میں شریک تلامذہ کس پائے کے تھے اور علم و فضل کے کس مقام پر فائز تھے؟ اس کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ آپ نے اپنے تلامذہ کے متعلق فرمایا:

"اصحابنا هتولاء ستة وثلاثون رجلا منهم ثمانية وعشرون يصلحون للقضاء ومنهم ستة يصلحون للفتوى ومنهم اثنان يصلحان لإذبان القضاة واصحاب الفتوى، واشار الى ابي يوسف وزفر"[1]

(میرے تلامذہ کی تعداد چھتیس (۳۶) ہے ان میں سے اٹھائیس قاضی بننے کے لائق ہیں اور چھ مفتی بننے کے اور دو قاضیوں اور مفتیوں کی اصلاح و تادیب کی قابلیت رکھتے ہیں اور آپ نے ابو یوسف اور زفر کی طرف اشارہ فرمایا)

اس میں جہاں باقی تلامذہ کی فضیلت علمی کا انداز و آسانی سے ہو سکتا ہے وہاں ابو یوسف اور زفر کی علمی حکمت کا بھی کچھ اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ امام اعظم نے فقہ حنفی میں کوئی مرتب و منظم تصنیف نہیں فرمائی تھی۔ آپ کے اصحاب نے آپ کی آراء کو جمع و مدون کرنے اور ضبط تحریر میں لانے کے لئے کبھی انہیں املا بھی کراتے۔ یہ دونوں ہی تمام مکالمہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہاتھوں تکمیلی مراحل تک پہنچا، چنانچہ ابو زہرہ لکھتے ہیں:

"وقون ابو يوسف كتاب الخراج وغيره من كتب الفقه العراقي، ثم جاء محمد فأوفى على الغاية، ودون الفقه العراقي كاملا أو قريبا من الكمال"[2]

(ابو یوسف نے کتاب الخراج اور فقہ حنفی کی دیگر کتب مدون کیں، پھر امام محمد کا دور آیا انہوں نے مکمل یا تقریباً مکمل فقہ حنفی کو مرتب کر دیا)

امام محمد نے جن کتابوں کی تدوین کی ہے ان کی دو قسمیں ہیں۔ پہلی قسم وہ ہے جسے تلامذہ راویوں نے امام محمد سے روایت کیا ہے۔ انہیں کتب ظاہر الروایہ یا مسائل اصول کہا جاتا ہے دوسری قسم وہ ہے جو تلامذہ راویوں سے روایت نہیں کرتے۔ ان کا نام کتب یا مسائل النوادر ہے۔ کتب ظاہر الروایہ چھ ہیں۔ المبسوط، الجامع الکبیر، الجامع الصغیر، کتاب السیر الکبیر، السیر الصغیر اور زیادات۔ چھ کتابیں ابو الفضل نے اپنی تصنیف "الکافی" میں جمع کر دی ہیں۔ بعد ازاں علامہ سرخسی نے کتاب "المبسوط" میں جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے کافی کی شرح لکھی ہے۔[3]

فقہ حنفی کے اصول اور استنباط مسائل کا طریقہ کار:

امام اعظم نے اپنی فقہ کی بنیاد کتب و سنت اور صحابہ کرام کے اقوال و فتاویٰ پر رکھی۔ آپ نے فرمایا:

"تلقيت فقه عمر وفقه علي، وفقه عبد الله بن مسعود وفقه ابن عباس عن اصحابهم"[4]

(میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب (تلامذہ) کی فقہ حاصل کر چکا ہوں)

---

1. تاریخ بغداد، خطیب بغدادی، ج ۱۳، ص ۳۲۸ (۷۰۵۸)
2. ابو حنیفہ، ابو زہرہ، ص ۲۰۹، دار الفکر العربی، مصر
3. اصول الفقہ الاسلامی، صبحی محمصانی، ص ۳۰۳، مفہوم
4. ابو حنیفہ، ابو زہرہ، ص ۲۱۹

شیخ شہاب الدین مکی (متوفی ۹۷۳ھ) نے فرمایا :

"فقد جاء عن نبی حنیفة من طرق کثیرة عامل خصصه الله الا لا یاخذ بما فی القرآن فان لم یجد فبالسنة فان لم یجد فبقول الصحابة فان اختلفوا اخذ بما کان اقرب الی القرآن او السنة ثم اقوالهم ولم یخرج عنهم فان لم یجد لاحد منهم قولا لم یاخذ بقول احد من التابعین بل یجتهد کما اجتهدوا" [1]

(امام ابوحنیفہ سے متعدد طرق سے جو بات ہم تک پہنچی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ اولاً کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں اگر اس میں وہ مسئلہ نہ پاتے تو سنت رسول اللہ سے دلیل لیتے اگر وہاں بھی نہ پاتے تو وہ صحابہ کرام سے اس مسئلہ کے بارے میں ایک یا دو اقوال لیتے ہیں جن میں سے جو قول اقرب الی القرآن یا اقرب الی السنہ سمجھتے ہیں لے لیتے ہیں اور ان سے باہر نہیں جاتے۔ اگر اس بارے میں ان صحابہ کرام میں سے کسی کا قول نہ پاتے تو تابعین میں سے کسی کا قول لیتے بلکہ ان کی طرح اجتہاد کرتے)

شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں

"واصل مذهبه فتاوی عبد الله بن مسعود فقضایا علی رضی الله عنهما وفتاواه والقضایا شریح وغیره من اقضیة الکوفة فجمع من ذلک مایسر الله" [2]

(امام ابوحنیفہ کے مذہب کی اصل وہ آراء ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود کے فتاوی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قضایا اور ان کے فتاوی اور قاضی شریح کے قضایا، کوفہ اور دیگر شہروں کے قاضیوں کے قضایا اور فتاوے ہیں۔ انہوں نے ان سے حسب توفیق الٰہی مسائل مجتمع کیے)

شاہ ولی اللہ امام ابوحنیفہ کے طریق استدلال کی فقہی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"وکان ابو حنیفة رضی الله عنه الزمهم بمذهب ابراهیم واقرانه لایجاوزه الا ماشاء الله وکان عظیم الشان فی التصریح علی مذهبه دقیق النظر فی وجوه التخریجات مقبلا علی الفروع اتم اقبال" [3]

(امام حضرت امام ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر علماء کوفہ کے مذہب کا التزام کرنے والے تھے۔ اس سے وہ بہت کم تجاوز کرتے تھے الا ماشاء اللہ۔ حضرت امام ابوحنیفہ کے مذہب کی تخریجات میں ایک عظیم الشان حیثیت رکھتے تھے۔ تخریجات مسائل کی وجوہات پر نہایت دقیق و عمیق نظر رکھتے تھے اور فروعات پر پوری توجہ مسائل دیتے تھے)

---

1. کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفة النعمان، شیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی متوفی ۹۷۳ھ ص ۲۹ کا ترجمہ ہے اصل عبارت عربی کے لئے دیکھئے طبع مصر ۱۳۱۱ھ
2. حجۃ اللہ البالغہ ۱/۲۵۲ باب نشأۃ العلوم والمذاہب الی الخلوف وکذا فی مقدمہ شرح مسند ابی حنیفہ
3. حوالہ سابق

مذکورہ بالا بیان کی تائید و تصدیق کے لئے شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

"فان شئت ان تعلم حقیقة ما قلنا فلخص اقوال ابراهیم و اقرانه من کتاب الآثار لمحمد رحمه الله و جامع عبدالرزاق و مصنف ابی بکر بن شیبه ثم قابله بمصلحه تجده لا یفارق ذلک المصلحة الا فی موضع یسیرة و هو فی ذلک الیسیرة ایضا لا یخرج عما ذهب الیه فقهاء الکوفة"۔[1]

(اگر تمہیں ہمارے اس بیان کی تصدیق چاہیے ہو تو امام محمد کی کتاب "الآثار" اور "جامع عبدالرزاق" اور "مصنف ابی بکر بن ابی شیبہ" کا مطالعہ کرو اور ان میں حضرت ابراہیم نخعی اور ان کے ہم عصر علماء کے اقوال یکجا تلخیص کرو، پھر ان کو امام ابوحنیفہ کے مذہب پر منطبق کرو، ٹھیک ٹھیک تم اپنے استاذ کی روش اور طریقہ کا پتہ پا لو گے)

امام ابو یوسف کی کتاب "الرد علی سیر الاوزاعی" پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ نے امام اعظم کے طرق استنباط اور فقہی بصارت و بصیرت کو ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

"وتری فیه صورة قویة لادلة ابی حنیفة و طرق استنباطه، و مسالکه فی الاستدلال، ثم تری فیه صورة قویة لعقل ابی حنیفة الفقهی الفاذ، و البصر للنصوص بما یؤدیها و بما یعنیها و علیلها، غیر مقتصر فی بیانها علی مرامی عباراتها الظاهرة"۔[2]

(اس کتاب میں امام ابوحنیفہ کے دلائل طرق استنباط اور مسالک استدلال کی اصل صورت دیکھی جا سکتی ہے۔ اس کے پہلو بہ پہلو یہ معلوم کیا جا سکتا ہے کہ آپ فقہی قیاسات میں کس قدر مہارت رکھتے تھے اور نصوص کتاب و سنت کی شرح و توضیح کرتے وقت آپ کی عقل سلیم ان کے غایات اور مرامی دقیق تک پہنچ جاتی تھی اور آپ ظاہری عبارت ہی میں الجھ کر نہیں رہ جاتے تھے)

امام ابو یوسف کی دوسری کتاب "اختلاف ابی حنیفة و ابن ابی لیلی" پر تبصرہ کرتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"والکتاب فیما اشتمل علیه من مسائل و ادلتها قیس من عقل ابی حنیفة الفقهی و صورة لبراعته"۔[3]

(یہ کتاب جن مفید مسائل و ادلہ پر مشتمل ہے وہ امام ابوحنیفہ کی اعلیٰ بصیرت و فراست کی منہ بولتی تصویر ہے)

اس مہارت اور دقیق و عمیق نظر اور فقہی بصیرت و فراست کے باوجود امام اعظم جب کسی مسئلے پر فتویٰ دیتے تو فرماتے:

"هذا رای النعمان بن ثابت یعنی نفسه و هو احسن ما قدرنا علیه فمن جاء باحسن منه اولی بالصواب"۔[4]

(یہ نعمان بن ثابت کی یعنی میری رائے ہے اور ہمیں جہاں تک قدرت حاصل ہوئی اس میں یہ بہترین قول ہے جو کوئی اس سے بہتر قول پیش کر سکے وہی زیادہ صحیح ہے)

---

[1] ایضاً سابق [2] ابوحنیفہ ۱۳۲۳ھ، ۱۹۴۷ء، ۱۹۳ [3] حوالہ سابق ۲۰۳

[4] حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ ۱۳۲۳ھ، کراچی نظام پریس سندھ

شاہ ولی اللہ نے امام شعرانی کی کتاب "الیواقیت والجواہر" کے حوالے سے امام اعظم کا یہ قول نقل کیا ہے :

"انه روی عن ابی حنیفة رضی الله عنه انه کان یقول لا ینبغی لمن لم یعرف دلیلی ان یفتی بکلامی"[1]

(جسے میری دلیل کا علم نہیں اسے میرے قول پر فتویٰ نہیں دینا چاہئے)

(امام محمد جنہوں نے امام اعظم سے قدرے استفادہ کرنے اور امام ابو یوسف سے خاطر خواہ بہرہ ور ہونے کے بعد فقہ حنفی کی عملی طور پر تدوین کی ان کے متعلق شاہ ولی اللہ لکھتے ہیں

"ثم رجع الی نفسه فطفق ینقب اصحابه علی الموطأ مسألة مسألة فان وافق فیها والا فان رای طائفة من الصحابة والتابعین ذاهبین الی مذهب اصحابه فکذلک وان وجد فیها حدیثا ضعیفا او تخریجا لیثا یخالفه حنیف صحیح فیما عمل به الفقهاء او یخالفه عمل اکثر العلماء ترکه الی مذهب من مذاهب السلف عطر به او رجح ما هنالک"[2]

(انہوں نے امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف کے مذہب پر غور و خوض کرنا شروع کیا اور ان کے ہر مسئلے کو امام مالک کے موطا پر منطبق کرنے کی کوشش کی۔ اگر یہ مسائل موطا پر منطبق ہو جاتے تو انہوں نے پھر صحابہ و تابعین کے اقوال پر نگاہ ڈالی۔ اگر صحابہ اور تابعین کو اپنے اصحاب و اساتذہ کے مذہب کے مطابق پاتے تو وہ اسے اختیار کر لیتے۔ اور اگر وہ اپنے مذہب، مسلک اور عمل کو بعض ضعیف قیاس اور کمزور تخریج پر مبنی پاتے اور وہ صحیح حدیث کے خلاف ہوتا اور فقہاء کا عمل اس کے خلاف ہوتا یا اکثر علماء اس کے خلاف ہوتے تو اسے ترک کر دیتے اور علماء سلف میں سے جس کا مذہب سلف صالح کو قریب تر پاتے اسے اختیار کر لیتے)

فقہ حنفی کا مدار قرآنی دلائل، احادیث نبویہ اور اصحاب کرام کے فتاویٰ پر ہے۔ عہد عباسی میں چونکہ اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا اور مختلف تہذیب و تمدن سے وابستہ لوگ مشرف باسلام ہو رہے تھے۔ چنانچہ نئے نئے مسائل پیدا ہونا ایک فطری بات تھی ان سے نبرد آزما ہونے کے لئے عالی ہمت فقہائے کرام نے کتاب و سنت کی روشنی میں ان کے حل کے لئے پوری پوری کوشش کی۔ ظاہر ہے کہ بعض مسائل میں مختلف مکاتب فکر کے فقہاء کرام کے درمیان اختلافات بھی پیدا ہوئے۔ لیکن خلفاء ان فقہائے احناف کی مہارت اور فقہی بصیرت پر تبصرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

"وکان تلمیذه صاحبة الخلفاء من بنی العباس فکثرت تالیفهم ومناظراتهم مع الشافعیه وحسنت مباحثهم فی الخلافیات وجاء راسها بعلم مستطرف وانظار عربیة وهی بین ایدی الناس"[3]

(امام ابو حنیفہ کے شاگردوں نے خلفائے عباسیہ کی صحبت میں رہ کر تالیفات کے ڈھیر لگا دیئے اور شافعیوں کے ساتھ ان کے زبردست مناظرے ہوئے اور اختلافی مسائل میں دلچسپ بحثیں ان کے قلم سے نکلیں اور وہ علم میں نئے نئے اور عمیق نظریات بن گئے اور جو کچھ ان کی فضیلت اور برتری تھی وہ سب عام ہو گئی)

---

1. حجۃ سابق 2. حجۃ سابق ۱/۳۹۸

3. مقدمہ ابن خلدون ص ۳۳۸ دار الکتاب العربی بیروت

ابن خلدون نے مذہب حنفی کے ذکر کے ساتھ ساتھ دیگر مذاہب پر بھی تبصرہ کیا ہے۔ مذہب مالکی کے متعلق لکھتے ہیں:

"ولم يأخذه نقص الحضارة وتهذيبها كما وقع في غيره من المذاهب" [1]

(آپ یہیں گے کہ مالکی مذہب پر تہذیب اور مذاہب کے تحریر سے کمی اثر سے ذرہ بھی نہ آیا)

حنبلی مذہب کے متعلق بیان کرتے ہیں:

"فانما احمد بن حنبل فمقلده قليل لبعد مذهبه عن الاجتهاد" [2]

(امام احمد حنبل کے مقلدین بہت کم تعداد میں ہیں کیونکہ ان کا مذہب اجتہاد سے دور رہا)

فقہائے حنفیہ کا فقہائے احناف سے استفادہ علمی کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون لکھتے ہیں:

"واما اصحابه واحمد بن حنبل، على اصحاب الامام ابي حنيفة مع وفور بضاعتهم من الحديث فاختصوا بمذهب آخر" [3]

(امام احمد بن حنبل کے شاگردوں نے امام ابوحنیفہ کے شاگردوں سے استفادہ علمی کیا۔ گو ان کا خود اپنا مرتبہ حدیث میں بہت اونچا تھا مگر پھر بھی فقہ حنفی ہی کے خوشہ چین ہوئے)

فقہ کے ذکر کے ساتھ ساتھ ابن خلدون نے اصول فقہ کے ضمن میں امام شافعی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ سب سے پہلے انہوں نے اس علم پر قلم اٹھایا اور اس میں ایک مشہور رسالہ لکھا۔ پھر فقہائے حنفیہ نے اس میدان میں قدم رکھا اور قواعد پر بصیرت افروز بحثیں اٹھائیں۔ اصول فقہ میں فقہائے احناف کی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے ابن خلدون نے لکھا ہے:

"فكان لفقهاء الحنفية فيها الباطولي من الغوص على نكت الفقهية و التقاط هذه القوانين من مسائل الفقه ما امكن وجاء ابوزيد الدبوسي من تعليمهم فكتب في القياس بلوسع من جميعهم وتمم الابحاث والشروط التي يحتاج اليها فيه و كملت صناعة اصول الفقه بكماله وتهذبت مسائله وتمهدت قواعده" [4]

(بہرحال مانا پڑتا ہے کہ فقہائے حنفیہ کو اس میں بے نظیر مہارت ہے کہ نکات کی گہرائیوں تک خوب پہنچتے ہیں اور مسائل فقہ سے اصول فقہ کے قواعد خوب نکالتے ہیں۔ اس فن میں ابوزید الدبوسی امام حنفی کا نام خصوصیت سے لیا جا سکتا ہے۔ انہوں نے قیاس پر ایک ہمہ گیر کتاب لکھی ہے جو تمام کتابوں پر فوقیت لے گئی اور اس میں قابل قدر بحثیں اٹھا کر وہ تمام شروط زیر بحث لائے جن کی ضرورت محسوس ہوتی ہے اور جن کے بغیر چارہ نہیں ہوتا۔ خلاصہ کلام یہ کہ فقہائے احناف نے علم فقہ پر بیش از بیش کتابیں لکھیں اور اس علم کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا)

بعض مستشرقین نے اسلامی فقہی مذاہب کا تقابلی جائزہ پیش کیا ہے۔ چنانچہ جوزف شاخت (JOSEPH SCHACH) نے امام اعظم ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہ اللہ کے طریق استنباط پر تبصرہ کیا ہے۔ اس ضمن میں چند اقوال نقل کئے جاتے ہیں

---

[1] حوالہ سابق ص ۴۴۹ [2] حوالہ سابق ص ۴۴۸ [3] حوالہ سابق [4] حوالہ سابق ص ۴۵۵

"Shafi'i merely borrows and repeats the reasoning of Abu Hanifa"
"He is less technically legal than Abu Hanifa"
"Shafi'i reproduces almost literally Shaibani arguments"
"Shafi'i adopts and elaborates parts of Shaibani's scholastic arguments against The Medinese although in so doing he also draws from both al-awza'i sources"[1]

(امام شافعی امام ابوحنیفہ کے استدلال کو محض مستعار لیتے ہیں اور اس کا اعادہ کرتے ہیں۔ وہ فنی اور قانونی اعتبار سے ابوحنیفہ سے پیچھے ہیں۔ امام شافعی امام محمد الشیبانی کے استدلال کو تقریباً نقل کرتے نظر آتے ہیں۔ امام شافعی امام مالک کی مدنی مکتب فکر کے بجائے امام محمد الشیبانی کے مرتب استدلال کو بڑی حد تک اپناتے ہیں اور اس پر اپنے استدلال کی عمارت تعمیر کرتے ہیں۔ گروہ سنتے میں ان دونوں قدیم مکاتب فکر سے ہٹتے ہوئے نظر آتے ہیں)

مصنف مذکور نے ابوحنیفہ اور ابن ابی لیلیٰ کے طرق استنباط اور دلائل کا تقابل پیش کیا ہے۔ بہت وضاحت سے لکھتے ہیں:

"The examples with which I illustrated the development of legal reasoning show the superiority of Abu Hanifa's technical legal thought over that of Ibn Abi Laila."[2]

(وہ مثالیں جن سے میں نے قانونی استدلال کے نشوونما کو واضح کیا اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ ابوحنیفہ کا فنی اور قانونی نقطہ نظر ابن ابی لیلیٰ کے استدلال اور نقطہ نظر سے بہت بہتر ہوتا ہے)

امام اوزاعی (نیز ابن ابی لیلیٰ) کے ساتھ امام اعظم کے منہاج استدلال کا موازنہ کرتے ہوئے یہی شاخت لکھتے ہے

"... those numerous cases which show Abu Hanifa's legal thought not only more broadly based and more thoroughly applied than that of Auzai and Ibn Abi Laila but technically more highly developed, more scholastic and more refined."[3]

(ان کثیر التعداد مسائل سے ظاہر ہے کہ نہ صرف یہ کہ اوزاعی اور ابن ابی لیلیٰ کی نسبت ابوحنیفہ کا قانونی نقطہ نظر زیادہ وسیع الفکری پر مبنی اور کامل طور پر منطبق نظر آتا ہے بلکہ فنی محاسن کے اعتبار سے انتہائی ارتقائی، زیادہ مقنن اور زیادہ معنی خیز ہے)

شاخت نے امام اعظم کے طریق استدلال کو ان الفاظ میں بدیہ تحسین پیش کیا ہے:

"Abu Hanifa shows a high degree of technical reasoning, as sharp, pithy and systematic and adds to Shaibani's discipline."[4]

(ابوحنیفہ ایک اعلیٰ درجہ کے فنی استدلال کا ظاہر ثبوت دیتے ہیں۔ وہ تیز، باریک بین، صاحب حکمت اور اصول میں اور شیبانی کے اصول و نظریات کو ان سے بہت پہلے زیر بحث لاتے ہیں)

فقہ حنفی کی خصوصیات:

اسلام دین فطرت ہے اور پوری انسانی زندگی کے لئے ایک روشن ضابطہ حیات ہے۔ قرآن حکیم نے جو منبع رشد و ہدایت ہے اور اسلامی فقہ و قانون کا ماخذ اول ہے۔ انسانی زندگی کے لئے بنیادی زریں اصول کی نشاندہی کر دی ہے۔

---

1. Introduction to Muhammadan Jurisprudence, Joseph Schacht, page 17, Oxford (Eng.)
2. حوالہ سابق ص ۲۹۲
3. حوالہ سابق ص ۲۹۶
4. حوالہ سابق ص ۲۹۷

رہے احکامی احکام کی تشریع کا وقوع سنت رسول اکرم ﷺ سے میسر آجاتی ہے اور ان دونوں یعنی کتاب و سنت کی روشنی میں مناسب اور موافق مسائل پر قیاس کرتے ہوئے یا علت و حکمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہائے کرام نے نئے امور نئے مسائل کا حل پیش کیا ہے۔ مسائل کے استنباط میں فقہی اختلافات ہونا ایک فطری بات تھی۔ چنانچہ مختلف فقہی مذاہب وجود میں آئے جن میں سے صرف چار کو شہرت اور مقبولیت حاصل ہوئی اور اہل سنت والجماعت کے نزدیک یہ چاروں ائمہ کرام احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

ان مقبول و مشہور فقہی مکاتب فکر میں سے فقہ حنفی کو خصوصی طور پر فروغ نصیب ہوا۔ فقہ حنفی کی مقبولیت اور شہرت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس میں پائے جانے والی کشش، جاذبیت اور معقولیت تھی اور جب حنفی فقہاء عہد قضاء پر بیٹھتے تو اس نے بھی تقویت بخشی۔ دلیل کے طور پر آفاق کتاب الہدایہ سے صرف ایک مسئلہ کو جو نکاح میں گواہ سے متعلق ہے بطور مثال پیش کرتے ہیں جس سے ان کے موقف اور طریق استدلال کو سمجھنے میں آسانی ہوگی۔

"ولا تشترط العدالة حتى ينعقد بحضرة الفاسقين عندنا خلافا للشافعي رحمة الله له ان الشهادة من باب الكرامة والفاسق من اهل الاهانة ولنا انه من اهل الالزام فيكون من اهل الشهادة وهذا لانه لما لم يحرم الولاية على نفسه لا يحرم على غيره لانه من جنسه ولانه قد يصلح مقلدا فيصلح مقلدا"[1]

(نکاح میں گواہوں کا عادل ہونا شرط نہیں حنفی کے نزدیک رائے میں نکاح، فاسق گواہوں کی گواہی سے بھی منعقد ہو جائے گا۔ اس میں امام شافعی کا اختلاف ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ گواہی جبر اعزاز ہے اور فاسق کا شمار ذلیل لوگوں میں ہوتا ہے۔ ہماری (احناف کی) رائے یہ ہے کہ فاسق ولی ہو سکتا ہے لہٰذا وہ گواہ بھی بن سکتا ہے اور یہ امر واضح ہے کہ جب اسے مسلمان ہونے کی بنا پر خود اپنے متعلق حق ولایت سے محروم نہیں کیا جاتا تو دوسرے کے متعلق بھی محروم نہیں رکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسی جنس میں سے ہے اور دوسرے جب وہ فاسق مقرر کر سکتا ہے تو خود بھی فاسق ہو سکتا ہے لہٰذا گواہ بطریق اولیٰ ہو سکتا ہے)

لیکن امام ابو حنیفہ کا موقف یہ ہے کہ کتاب و سنت کے احکام عقل پر مبنی ہیں۔ ان میں حکمتیں اور اسرار ہیں جو انسانی زندگی کے روحانی، اخلاقی، تہذیبی، تمدنی اور نفسیاتی فوائد کے حامل ہیں، جو عقل سلیم سے مخفی نہیں رہ سکتے۔ بنابریں فقہ حنفی کے اصول "مصلحتوں" پر مبنی ہیں۔ فقہ حنفی کی خصوصیات کا تنقیدی جائزہ لینے سے یہ بات کھل کر سامنے آتی ہے کہ:

- دوسرے مذاہب کے مقابلے میں فقہ حنفی کے حوالہ کو سمجھنا اور اس پر عمل کرنا آسان تر ہے۔
- یہ تمدن کے تقاضوں کے موافق اور لچکدار ہے۔
- اس کے احکام و مسائل "مصلحتوں" پر مبنی ہیں۔

---

[1] الهداية الاولين العرفاني ۳/۳۰۶، کتاب "نکاح" اردو کلاں لاہور

☆ اس کی تدوین مجلس مشاورت سے عمل میں آئی ہے۔

☆ اس کے بانیان بلند پایہ علمی کمالات کے حامل ہیں۔ جس کے سب ہی معترف ہیں۔

☆ اور اس کی سب سے اہم خصوصیت یہ ہے کہ استنباط مسائل کے لئے انحصار قرآن حکیم پر ہے اور اس کے بعد حدیث اور اقوال صحابہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ چاروں آئمہ کرام نے حسن نیت، اخلاص اور پوری جانفشانی سے کتاب وسنت کی روشنی میں مسائل کا استنباط کیا ہے۔ لیکن شریعت کے دائرے کو پورے طور پر ملحوظ رکھتے ہوئے تبدیلی تقاضوں کے موافق مسائل کا حل تلاش کرنا فقہ حنفی کا خاصہ ہے جس سے اس کا حسین چہرہ اور پرکشش دلکش نظر بن گیا اور وہ اس کی عالمی شہرت کا سبب بنا۔

مختلف ممالک میں فقہا حنفی کا تعارف اور تذکرہ (تاریخی تناظر میں)

فقہ حنفی کے مرتبین بے انتہا علمی کمالات کے حامل تھے اور انہوں نے جس قدر جانفشانی، محنت اور عبادت سے کام لیا۔ اسی کا ثمر تھا کہ فقہ حنفی کو بہت زیادہ فروغ حاصل ہوا۔ ابن خلدون نے اپنے دور میں فقہ حنفی کے عالمی فروغ کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے :

" واما ابو حنيفة فقلده اليوم اهل العراق ومسلمة الهند والصين وما وراء النهر وبلاد العجم كلها لما كان مذهبه اخص بالعراق ودار السلام " [1]

(امام ابوحنیفہ کے مقلدین آج عراق، ہند، چین، ماوراء النہر اور بلاد عجم میں بکثرت پھیلے ہوئے ہیں)

شارٹر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں حنفی مکتب فکر کے تعارف اور عہد عباسی میں اس کے تاریخی ارتقاء کو ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا گیا ہے :

"The Hanafi School originated in Iraq and was in the time of the Abbasids the prevailing school of doctrine. It spread to the East and flourished particularly in Khurasan and Transoxiana. Numerous famous jurists of this school came from there. From the 10th century till well into the time of the monopoly the Hanafi Mazdi wielded even the political power in Bukhara as hereditary qadi (chief) of the Hanafites of the town, with the title of Sadr. In Khurasan they developed from the third century an irrigation law of their own, adopted to the karat systems there. But also in the maghrib they had their adherents alongside the Malikites until the fifth century, or nearly they even predominated ..... [2]

(حنفی مکتبہ فکر کا آغاز عراق میں ہوا اور عہد عباسیہ میں اسے غالب و فائق سرکاری قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ یہ مشرق کی سمت میں فروغ پذیر ہوا اور خاص طور سے خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں پھیل گیا۔ اس مکتبہ فکر کے بے شمار مشہور فقہا اسی علاقے میں پیدا ہوئے۔ پانچویں صدی ہجری سے منقول خاندان کی آمد تک ابن ماز الدوان کے خاندان کو

---

[1] مقدمہ ابن خلدون ، ص ۳۳۸

[2] Shorter Encyclopaedia of Islam Page 131

مکہ و مصر کی حیثیت سے بغداد اس مرکزی حیثیت حاصل تھی۔ ان کا لقب صدر ہوتا تھا اور خراسان کے علاقوں میں انہوں نے تیسری صدی ہجری سے ایک متوازن پیش رفت کیا تھا جسے بعد میں نہری نظام کے طور پر اپنایا گیا تھا۔ لیکن اسلامی مغربی دنیا میں اسی ان کے مقلدین کا اثر رفتہ رفتہ پانچویں صدی ہجری تک مقلدیہ کے جزیرہ تک سلط پا گیا تھا)

لال خلفاء کے عہد میں فقہ حنفی کی مقبولیت اور فروغ کے ذکر کے بعد عثمانیوں کے عہد میں اس کی حالت کو یوں بیان کیا۔

"With the decline of the Abbasid Caliphate the Hanafi School also declined in power, but with the rise of the Ottoman empire they renewed."[1]

(سلطنت عباسیہ کے زوال کے ساتھ ہی حنفی مذہب کے اثر و رسوخ میں بھی کمی واقع ہو گئی تھی لیکن خلافت عثمانیہ کے عروج پاتے ہی حنفی مذہب کا اثر و رسوخ دوبارہ بحال ہو گیا)

اپنی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے :

"The Hanafi Mathab became the only authoritative code of law to be Taught (in) and Official Administration of Justice in all the Provinces of the Ottoman Empire."[2]

(حنفی مذہب کو کلی طور پر سلطنت عثمانیہ کے تمام صوبوں میں نہ صرف عوامی پذیرائی حاصل تھی بلکہ سرکاری نظام عدل میں مستند محکمہ قوانین کی حیثیت حاصل ہو گئی تھی)

حنفی قاضی اور جج اپنی عبادت کی بنا پر ایسے دوسرے ممالک میں بھی تعینات تھے جہاں فقہ حنفی کے بجائے دوسرے مذہب فکر کی پیروی کی جاتی تھی اس میں حریر لکھا ہے :

"Under the Ottomans the Judgeships Seats were occupied by Hanafis even from Constantinople, even in countries where the population followed another madhab."[3]

(عثمانی ترکوں کے عہد میں عدالت کے تمام مناصب پر حنفی فائز تھے جنہیں قسطنطنیہ سے بھیجا جاتا تھا حتیٰ کہ ان ممالک میں بھی جہاں کی آبادی دوسرے فقہی مذاہب کی پیروکار تھی)

مؤلف ڈاکٹر محمد صدیقی حنفی کی عالمی اشاعت پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"اما انتشار هذا المذهب في الاقطار الاسلامية، فكان اكثر حظا من جميع المذاهب الاخرى، فقد كان المذهب الغالب في العراق ايام العباسيين لايتولى هم قضاء وكان مذهب الدولة العثمانية الرسمي، وعنه اخذت و دونت مجلة الاحكام العدلية"[4]

(ہم یہ بتائیں گے کہ مذہب حنفی کی اشاعت سب سے زیادہ کیوں ہوئی؟ حنفی مذہب تمام ممالک اسلامیہ میں اس لئے زیادہ پھیلا کہ خلفائے عباسیہ نے محکمہ قضاء کے لئے یہی مذہب منتخب کیا تھا اور اہل عراق عموماً اسی مذہب کے مقلد تھے۔ اس کے علاوہ سلطنت عثمانیہ کا سرکاری مذہب بھی یہی تھا اور اسی مذہب کی روشنی میں "مجلۃ الاحکام العدلیہ" کی تدوین ہوئی)

---

1 حوالہ سابق 2 حوالہ سابق ص ۱۰۶ 3 حوالہ سابق ص ۱۳۶

4 فلسفة التشريع في الاسلام - صبحي محمصاني ص ۳۹ بیروت کتبہ الکشاف سنہ

دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے :

"حنفی کے ذریعہ حنفی مذہب نے مشرق کے بہت سے ممالک کو شدید طور پر متاثر کیا"۔[1]

سرکاری سطح پر اسلامی قانون سازی کی تاریخ کا اجمالی جائزہ پیش کرتے ہوئے حنفی لکھتے ہیں :

"كان متن تعلم لجمع الفتاوى في القرن الحادي عشر للهجرة (السابع عشر للميلاد) احد ملوك الهند السلطان محمد اورنگ زيب بهادر عالمكير . فانه الف لجنة مشاهير علماء الهند برئاسة الشيخ نظام ليؤلفوا كتابا جامعا (جامعا) لظاهر الروايات التي اتفق عليها وفتى بها الفحول . ويجمعوا فيه من النوادر ممتلقيها العلماء لقبول" فجمعوا ذلك في كتاب معروف بالفتاوى الهندية او بالفتاوى العالمكيرية نسبة الى ذلك السلطان وهو كتاب جامع بفتح فيه مئة اجزاء ضخمة ... وقد كان ولا يزال من المراجع الشهيرة في الفقه الحنفي وهذا الجمع فيه الرسمي لم يكن الزاميا"۔[2]

(گیارہویں صدی الجری (مطابق سترہویں صدی عیسوی) میں ہندستان کے بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے فتاویٰ جمع کرنے کا اہتمام کیا۔ اس مقصد کے لئے اس نے شیخ نظام کی زیر قیادت ہندستان کے مشاہیر علماء کی ایک کمیٹی بنائی تاکہ وہ ایک ایسی جامع کتاب تالیف کریں جس میں ظاہر روایات کے وہ تمام مسائل آجائیں جن پر تمام علماء متفق ہیں۔ چنانچہ انہوں نے اس قسم کے تمام مسائل غیر ایک کتاب میں جمع کر دیئے جو فتاویٰ ہندیہ یا فتاویٰ عالمگیریہ کے نام سے مشہور ہیں اور جن کی نسبت بادشاہ وقت کی طرف ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ ایک جامع کتاب ہے۔ جس کی چند ضخیم جلدیں ہیں (اس کا اردو ترجمہ دس (۱۰) جلدوں میں شائع ہو چکا ہے) یہ کتاب ہمیشہ فقہ حنفی کا مشہور ماخذ رہی ہے۔ فتاویٰ کا یہ مجموعہ تم سرکاری حیثیت رکھتا ہے)

مختصر یہ کہ فقہ حنفی عہد خلافت عباسی میں غالب و خالق سرکاری قانون کی حیثیت حاصل تھی۔ خلافت عثمانیہ میں بھی مستند مجموعہ قوانین قرار پائی۔ اورنگ زیب عالمگیر نے اسلامی قانون سازی کے لئے اسے ہی موزوں پایا۔ "قانون محاصل "والمجلة ماخوذة بوجه عام من كتب الرواية في المذهب الحنفي"۔[3] (مجلۃ الاحکام العدلیہ اکثر احکام و مسائل بھی مذہب حنفی کی ظاہر الروایہ کتابوں سے ماخوذ ہیں)

حکومت مصر کے ذیر اہتمام قدری پاشا مرحوم نے قانون کی ایک کتاب "مرشد الحیران الی معرفۃ احوال الانسان" مرتب کی جو مذہب حنفیہ سے ماخوذ تھی اور قانون مصر جدید کے مطابق تھی۔ دور حاضر میں فقہ حنفی کو جو فروغ حاصل ہے اس کے متعلق شائر انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں بیان کیا گیا ہے :

"Even nowadays the Hanafi School prevails in the former Ottoman countries as Turkey for instance it is equal to the Maliki rite and also in Egypt it is the officially recognized Law School. Further it is predominant in Central Asia (Afghanistan Turkestan, Bukhara, Samarkand) and in India"[4]

---

1 دائرہ معارف اسلامیہ ۸/۱۸۸ طبع 2 فقہ الفکر تاریخ فی الاسلام حنفی ص ۲۹ 3 حوالہ سابق ص ۳۰

4 Shorter Encyclopaedia of Islam Page 130

(آج بھی حنفی کتب فکر کو سابق عثمانی ممالک میں فوقیت حاصل ہے۔ تیونس میں اسے باقی کتب فکر کے مساوی حیثیت حاصل ہے مصر میں اسے سرکاری قانون کے ایک کتب فکر کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ہے۔ ماوراء النہر میں حنفی کتب فکر سب سے زیادہ پھیلا ہوا ہے (افغانستان، ترکستان، بخارا، سمرقند اور ہند) میں بھی غالب و فائق ہے)

سربراہ مریں مالی شناعت سے متعلق حنفی نقطہ نظر کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وهو لا يزال اليوم مذهب الدولة في القضاء و القضاء في البلاد التي خضعت للحكم العثماني كمصر و سوريا و لبنان، و مذهب الاغلبية في تونس، و المذهب الغالب في مسائل العبادات على سكان تركيا و بعض البلاد التي خضعت لحكمها، كالشام و الالبان، و على مسلمي فيلبان و القوقاز، و كذلك هو المذهب الغالب في افغانستان و تركستان و عند مسلمي الهند، وله الباع على كثير من المذاهب الاخرى"۔[1]

(جو بلکہ سلطنت عثمانیہ کے زیر حکومت رہے ہیں، جیسے مصر، شام اور لبنان۔ ان کا مذہب بھی محکمہ عدل و قضاء میں حنفی چلا آیا ہے۔ حکومت تیونس کا مذہب بھی حنفی ہے۔ ترکی اور اس کے زیر اثر ممالک جیسا شام و البانیہ کے باشندوں کا مذہب بھی عبادات میں حنفی ہے اور مسلمانان فلپائن و قفقاز بھی مسائل عبادات میں اسی مذہب کے مقلد ہیں۔ اسی طرح ان افغانستان، ترکستان اور مسلمانان ہند (پاک و ہند و بنگلہ دیش) میں بھی حنفی مذہب غالب ہے اور ان مذہب کے علاوہ بھی بہت سے علوم میں بھی بلند مرتبہ پائے جاتے ہیں جو زمانہ سے تین کے تمام مسلمانوں کا وہ تبادلہ ہیں)

سلطنت عباسیہ کی تنزلی کے بعد جن خاندانوں کو عروج ہوا اس کے متعلق علامہ شبلی نعمانی فرماتے ہیں:

"عباسیہ کے تنزل کے بعد جن خاندانوں کو عروج ہوا اکثر حنفی تھے۔ خاندان ایوبی جس نے ایک مدت تک حکومت کی اور جن کے دائرہ حکومت کی وسعت طول میں کاشغر سے بیت المقدس تک اور عرض میں قسطنطنیہ میں سے بلاد نوبہ تک پہنچی تھی حنفی تھا۔ محمود غزنوی جس کے نام سے ہندوستان کا بچہ بچہ واقف ہے حنفی کا بہت بڑا عالم تھا۔ فن فقہ میں اس کی ایک نہایت مبسوط تصنیف موجود ہے جس کا نام "الفقہ محمدی" ہے اور جس میں کم و بیش سات ہزار مسئلے ہیں اور دین داری کا ہم چھپا ہوا نہیں ہے جو ہماری نہایوں کتب خانوں میں داخل ہے بیت المقدس کی لڑائیوں میں اول اول اسی نے نام حاصل کیا۔ صلاح الدین فاتح بیت المقدس اسی کے دربار میں ملازم تھا۔ دنیا میں پہلا مدرسہ اور الحدیث اسی نے قائم کیا۔ اگرچہ وہ شافعی المذہب تھا لیکن حنفی کی عزت کرتا تھا یہاں تک خود اس کا نام خاندان غزنوی حنفی تھا، صلاح الدین خود شافعی تھا لیکن اس کے خاندان میں بھی حنفی المذہب موجود تھے۔ الملک المعظم عیسیٰ بن الملک العادل جو ایک وسیع ملک کا بادشاہ تھا، سلاطین خاندان اس کے حالات میں لکھتے ہیں کہ وہ نہایت عالی ہمت، فاضل، بہادر، شجاع اور حنفی المذہب تھا اور حنفی مذہب میں غلو رکھتا تھا۔ چوتھا سلسلہ مصر جو ترکی چرکسی کے آغاز میں مصر کی حکومت پر پہنچا اور ۹۲۳ھ تک قریب قریب ساڑھے تین سو برس تک برابر وہاں حکومت حاصل کیں خود حنفی تھے اور ان کے دربار میں بھی اسی مذہب کو زیادہ تر فروغ تھا۔ سلاطین ترک جو کم و بیش چھ سو برس سے دنیا کے فرمانروا ہیں اور آج بھی کی سلطنت اسلام کی ہے بہت قائم ہے آبائی گاہ سے حنفی تھے۔ خود ہمارے اعلیٰ عثمان کے فرمانروا تین سو سال تک یہی مذہب کے پابند رہے اور ان کی تمام سلطنت میں اس طریقہ کے سوا کسی طریقہ کو رواج نہ ہو سکا۔[2]

---

[1] فلسفہ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۳۹

[2] سیرۃ النعمان، شبلی نعمانی ص ۱۵ آزاد بک ڈپو لاہور اشاعت ۱۹۶۲ء

علامہ کرمانی نے اپنی شرح بخاری میں فرمایا کہ اگر اس مذہب حنفی میں اللہ تعالیٰ کی قبولیت کا زار پوشیدہ نہ ہوتا تو نصف یا اس کے قریب مسلمان اس کے مقلد نہ ہوتے ہوتے۔ ہمارے زمانے تک جس کو امام صاحب سے تقریباً سات سال ہوتے ہیں ان کی فقہ کے مطابق لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت ہو رہی ہے اور ان کی رائے پر عمل ہو رہا ہے اس میں اس کی صحت کی دلیل ہے۔[1]

ملا علی قاری اپنے زمانے کے مسلمانوں میں حنفیہ کی تعداد ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ کل مسلمان میں حنفیہ کی تعداد دو ثلث ہے۔[2]

مذہب حنفی کی مقبولیت اور اشاعت سے متعلق نواب صدیق حسن خان کی ایک تحریر مندرجہ ذیل ہے :

"کتاب مسلک المتقسط میں لکھا ہے کہ ایک مرتبہ اتفاق باللہ عبای نے چاہا کہ مسند سلطنتی کا حال معلوم کرے چنانچہ اس نے اس کے لئے ۲۲۸ھ میں سلام باغی کو بڑا چند ہزاروں کا ہمراہ تھا پچاس آدمیوں کے ساتھ سامان رسد کے روانہ کیا یہ لوگ بلاد آرمینیہ سامرہ تک گئے کر کر ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں سخت برف گرتی تھی پھر وہاں سے چل کر ایسی سرزمین میں پہنچے جہاں ان کو ایک پہاڑ نظر آیا، وہاں ایک قلعہ بھی تھا اور کچھ لوگ اس میں تھے مگر اس پاس آبادکاری کے نشانات نہ تھے۔ یہ منزل وہاں سے آگے طے کیں اور ایک قلعہ پر پہنچے جہاں سے ایک پہاڑ قریب تھا اور اس کی گھاٹیوں میں مدیا جوج وماجوج تھی۔ اگرچہ اس کے قریب بستیاں کم تھیں مگر صحرا اور مفرق مکانات بہت تھے۔ سند نامہ کے محافظ جو اس جگہ تھے وہ سب مسلمان تھے ان کا مذہب حنفی تھا۔ زبان عربی اور نظاری بولتے تھے۔"[3]

ابن حزم (متوفی ۴۵۶ھ) کے خیال میں حنفی مذہب کی اشاعت کی وجہ یہ ہے وہ فرماتے ہیں :

"فذهبان انتشرا في بدء امرهما بالرياسة و السلطان . الحنفي بالشرق ، و المالكي بالاندلس"۔[4]

(دو مذہب ایسے ہیں جو اپنے آغاز میں حکومت و اقتدار کے ذریعہ دنیا میں پھیلے ہیں۔ مذہب حنفی مشرق میں، مذہب مالکی اندلس میں)

علامہ شبلی نعمانی نے ابن حزم کے ان خیالات پر جو تبصرہ کیا وہ مندرجہ ذیل ہے وہ فرماتے ہیں :

"بعضوں کا خیال ہے کہ حنفی مذہب کو جو قبول عام حاصل ہوا وہ حکومت کے سبب سے ہوا۔ ابن حزم جو ارباب ظاہر کے مشہور امام ہیں ان کا قول ہے کہ "دو مذہبوں نے سلطنت کے ذریعہ سے اقتدار کی مسند میں رواج عام حاصل کیا ایک امام ابوحنیفہ کا مذہب۔ کیونکہ جب قاضی ابو یوسف صاحب کو قاضی القضاۃ کا منصب ملا تو انہوں نے حنفی لوگوں کو عہدہ قضاء پر مقرر کیا۔ دوسرا امام مالک کا مذہب اندلس میں۔ کیونکہ امام مالک کے شاگرد یحییٰ اصموی خلیفہ اندلس کے نہایت مقرب تھے اور کوئی شخص بغیر ان کے مشورہ کے عہدہ قضاء پر مقرر نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ صرف اپنے ہم مذہبوں کو مقرر کراتے تھے۔"

---

[1] امام اعظم ابوحنیفہ، مفتی محمد امین، ص ۳۳۹، مکتبہ رحمانیہ ۱۹۷۹ء میں بحوالہ الدر المختار ص ۳۶۹ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

[2] حوالہ سابق ص ۳۴۶ میں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ۱/۳۱ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

[3] حوالہ سابق ص ۳۴۹ میں حطۃ الدیاری بواب صدیق حسن خان ۱/۱۵۷ کے حوالہ سے مذکور ہے۔

[4] ابوحنیفہ، زہرہ، ص ۳۶۱

(جب تک عباسی خلفاء مصر پر قابض رہے وہاں حنفی فقہ غالب رہی مگر کسی حال میں مصریوں میں حنفی فقہ کو وہ قبول عام حاصل نہ ہوسکا جو مشرقی ممالک میں تھا۔ ملک اہل مصر زیادہ تر شافعی مذہب سے وابستہ تھے۔ کیونکہ امام شافعی نے مصر میں دو سال سکونت اختیار کرلی تھی اور اس کی وجہ سے مصری لوگ شافعی مذہب سے بہت متاثر تھے یا مالکی فقہ کے گرویدہ تھے۔ کیونکہ امام مالک کے بہت سے تلامذہ مثلاً عبداللہ بن وہب اور ابن عبدالحکم وغیرہ مصر میں حکومت پذیر تھے)

بالآخر جب مصر پر فاطمیوں کا تسلط اور دور دورہ اسماعیلی شیعہ مذہب کے علمبردار تھے تو انہوں نے قاضی بھی اسی مذہب کے مقرر کئے۔ اس طرح حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے یہ مذہب وہاں خوب مضبوط ہوا اور اسی کے فقہی احکام وہاں جاری ہو گئے اور تمام عدالتی فیصلے اسی کے مطابق ہونے لگے۔ البتہ سنی مذاہب کے مسائل عبادت میں دخل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق عبادات ادا کرنے کی پوری آزادی رکھتے تھے۔

قلقشندی اپنی کتابوں میں لکھتا ہے:

"فاطمی اگرچہ اپنی امامت کی تالیف قلب کرتے رہتے تھے اور ان کو اپنے مذاہب کے اظہار کی آزادی دیتے تھے حتیٰ کہ ان کی جمعہ کی بڑی مساجد میں خطبہ پڑھنے سے بھی نہیں روکتے تھے۔ حالانکہ یہ ان کے عقیدے کے خلاف ہے۔ ان کی حکومت میں مالکی شافعی اور حنفی سب اپنے اپنے مذہبی شعائر کھلے عام ادا کرتے تھے اور اسی اختلاف کے فاطمی حکمران (اور ان کے قضاۃ فیصلہ اور فتویٰ دیتے میں) مالکی مذہب کو ترجیح دیتے تھے۔ ان سے جب بھی کوئی مالکی فقہ کے مطابق فیصلہ مانگا جاتا تو وہ اس کے مطابق حکم صادر کرتے تھے۔[1]

فاطمی خلفاء کے حنفی مذہب سے عناد کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے ابوزہرہ لکھتے ہیں:

"والسبب فی معاداۃ الفاطمیین للمذھب الحنفی، وتخصیصہ بالمقاومۃ من بین المذاھب الاربعۃ انہ کان مذھب الدولۃ العباسیۃ، وانہ کان فی مصر یستمد نفوذہ من نفوذ تلک الدولۃ، وھم کانوا یقاومون نفوذھا، فکان من ذلک مقاومۃ ذلک المذھب، والغض من قیمتہ"۔[2]

(فاطمی خلفاء اس لئے حنفی فقہ کے دشمن تھے اور مذاہب اربعہ میں سے خاص طور پر اس کے خلاف جہاد آزما رہتے تھے کہ عباسی خلفاء کا سرکاری مذہب حنفی تھا۔ مصر میں حنفی مذہب کا رواج زیادہ تر عباسی اثر و رسوخ کا مرہون منت تھا۔ فاطمی یہ کسی طرح گوارا نہ کرسکتے تھے کہ مصر میں عباسی اثر و رسوخ کمزور ہو۔ یہی وجہ تھی کہ حنفی سے ان کو ایک طرح کی چڑ تھی۔ وہ اس کی قدر و قیمت کے گھٹانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے)

مختلف سیاحین کے دور میں مصر میں حنفی مذہب کی حالت پر ابوزہرہ کے کلام کا ماحصل مندرجہ ذیل ہے:

جب مصر میں ایوبی سلطنت قائم ہوئی تو سلاطین نے شافعی اور حنفی فقہ کو از سر نو فروغ دیا۔ مالکی اور شافعی فقہ پڑھانے کے لئے مدارس قائم کئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی شافعی مسلک سے وابستہ تھے۔ مصریوں میں مالکی فقہ کا رواج تھا جب شام میں نورالدین شہید برسر اقتدار آئے تو حنفی تھے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے مناقب پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے۔ انہوں نے شام میں حنفی مذہب پھیلایا، پھر شام سے یہ مذہب مصر پہنچا۔ اس طرح یہ مذہب عوام میں پھیلا مگر اسے سرکاری حیثیت حاصل نہ ہوئی۔ فتح زنگی ایوبی دور میں حنفی فقہ سرکاری مذہب کی حیثیت سے تھی مگر مصر کے عوام میں مقبول نہ تھی۔

---

[1] کتاب صبح الاعشیٰ، للقلقشندی ۳/۵۴۴

[2] ابوحنیفہ ابوزہرہ ص ۳۶۵

(جب تک عباسی خلفاء مصر پر قابض رہے وہاں حنفی فقہ غالب رہی مگر کسی حال میں مصریوں میں حنفی مذہب کو وہ قبول عام حاصل نہ ہو سکا جو مشرقی ممالک میں تھا۔ بلکہ اہل مصر زیادہ تر شافعی مذہب سے وابستہ تھے۔ کیونکہ امام شافعی کے مصر میں دو سال قیام کے اثرات کئی برس رہنے کی وجہ سے مصری لوگ شافعی مذہب سے بہت متاثر تھے یا مالکی فقہ کے گرویدہ تھے کیونکہ امام مالک کے بہت سے تلامذہ مثلاً ابن وہب اور ابن عبدالحکیم وغیرہ مصر میں سکونت پذیر تھے)

بالآخر جب مصر پر فاطمیوں کا تسلط ہوا جو دراصل اسماعیلی شیعہ مذہب کے علمبردار تھے تو انہوں نے قاضی بھی اسی مذہب کے مقرر کیے۔ اس طرح حکومت کی سرپرستی کی وجہ سے یہ مذہب وہاں خوب مضبوط ہوا اور اسی کے فقہی احکام وہاں جاری ہو گئے اور تمام عدالتی فیصلے اسی کے مطابق ہونے لگے۔ البتہ سنی مذاہب کے مسائل عبادت میں دخل نہیں دیا جاتا تھا۔ وہ اپنے مذہب کے مطابق عبادات ادا کرنے کی پوری آزادی رکھتے تھے۔

قلقشندی اپنی کتابوں میں لکھتا ہے:

"فاطمی اہل سنت والجماعت کی تالیف قلب کرتے رہتے تھے اور ان کو اپنے مذہبی شعائر کی علانیہ آزادی دیتے تھے حتیٰ کہ ان کی چھوٹی بڑی مساجد میں تراویح کرنے سے بھی نہیں روکتے تھے حالانکہ یہ ان کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ ان کی حکومت میں مالکی شافعی اور حنبلی سب اپنے اپنے مذہبی شعائر کھلعام ادا کرتے تھے سوائے احناف کے۔ فاطمی حکمران (اور ان کے قضاۃ فیصلہ اور فتویٰ دینے میں) مالکی مذہب کو ترجیح دیتے تھے۔ ان سے جب بھی کوئی مالی فتنہ کے مطابق فیصلہ مانگا جاتا تو وہ اسی کے مطابق حکم صادر کرتے تھے۔"[1]

فاطمی خلفاء کے حنفی مذہب سے عناد کی وجہ پر روشنی ڈالتے ہوئے الزہرہ لکھتے ہیں:

"والسبب فی معاداۃ الفاطمیین للمذھب الحنفی، وتخصیصہ بالمعاداۃ من بین المذاھب الاربعہ انہ کان مذھب الدولۃ العباسیۃ، وانہ کان فی مصر یستمد نفوذہ من نفوذ تلک الدولۃ، وھم کانوا یقاومون نفوذھا، فکان من ذلک مقاومۃ ذلک المذھب، والقضاء من ورائہ۔"[2]

(فاطمی خلفاء اس لئے حنفی فقہ کے دشمن تھے اور مذاہب اربعہ میں سے خاص طور پر اس کے مخالف ہونے کا سبب یہ تھا کہ عباسی خلفاء کا سرکاری مذہب حنفی تھا۔ مصر میں حنفی مذہب کا رواج زیادہ تر عباسی اثر و رسوخ کا مرہون منت تھا۔ فاطمی کسی طرح گوارا نہ کر سکتے تھے کہ مصر میں عباسی پرچم لہلہاتا رہے۔ یہی وجہ تھی کہ حنفی سے ان کو ایک طرح کی چڑ تھی۔ وہاں کی قدر و قیمت کے گھٹانے کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کرتے تھے)

مختلف سلاطین کے ادوار میں مصر میں حنفی مذہب کی حالت پر ابوزہرہ کے کلام کا ماحصل مندرجہ ذیل ہے۔

جب مصر میں ایوبی سلطنت قائم ہوئی تو سلاطین نے شافعی اور مالکی فقہ کو اور فروغ دیا۔ مالکی اور شافعی فقہ پڑھانے کے لئے مدارس قائم کئے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ سلطان صلاح الدین ایوبی شافعی مسلک سے وابستہ تھے۔ مصریوں میں مالکی فقہ کا ان سے پہلے جب شام میں اور صلاح الدین شہید بر سر اقتدار آئے وہ حنفی تھے۔ انہوں نے امام ابوحنیفہ کے مناقب پر ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے انہوں نے شام میں حنفی مذہب پھیلایا۔ پھر شام سے یہ مذہب مصر پہنچا۔ اس مرتبہ یہ مذہب عوام میں زیادہ مقبول ہے۔ بہرکیف حنفی مذہب کو یہ حیثیت حاصل نہ ہو سکی جو فاطمی دور میں عباسی دور میں حنفی فقہ سرکاری مذہب کی حیثیت سے رکھتی تھی۔ مگر مصر کے عوام میں مقبول رہی تھی۔

---

[1] کتاب صبح الاعشیٰ، القلقشندی ۳/۵۳۴

[2] ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۳۶۵

جب مصر میں حنفی فقہ مقبول عام ہوا اور سلطان صلاح الدین کو عباسی خلافت سے وابستہ استوار کرنے کا خیال پیدا ہوا انہوں نے قاہرہ میں احناف کے لئے مدرسہ سیوفیہ قائم کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حنفی مذہب عام طور سے مصریوں میں پھیلنے لگا۔ جب نجم الدین ایوب نے مدرسہ صالحیہ قائم کیا تو اس میں آخر ربیع کی فقہ پڑھانے کا اہتمام کیا گیا۔ پھر ملوک عابدین کے زمانہ میں ایسے مدارس بڑی کثرت سے تعمیر کئے جانے لگے۔ ان میں ممالیک سلطانوں کے زمانہ میں چار قاضی مقرر کئے گئے ان میں ایک حنفی ہوتا تھا۔ جب عثمانی ترک مصر پر قابض ہوئے تو سب قاضی احناف میں سے تعینات کئے جانے لگے۔ کثیر التعداد علماء حنفی فقہ کی جانب متوجہ ہوئے اور فقہ حنفی نے اس سے بہت فروغ پایا اور اتحادی دور کی طرح حنفی مذہب کو پھر سرکاری سرپرستی نصیب ہوئی اور اس کا دوبارہ قانونی اور فقہی روشنی میں صادر کئے جانے لگے۔[1]

فرنچ کے مشرق قریب میں اثرات کا جائزہ لینے کے بعد دائرہ معارف اسلام میں مذکور ہے کہ :

مقرر اسی زمانہ میں مصر میں محمد قدری پاشا نے حنفی فقہ کے مطابق خاندان، وراثت، جائیداد اور وقف کے احکام کا ایک مجموعہ تیار کیا تھا۔ ان میں سے صرف عائلی قوانین کو سرکاری طور پر نافذ کیا گیا تھا۔ باقی ماندہ قوانین سرکاری طور پر نافذ سے محروم رہے۔[2]

مغربی ممالک میں حنفی مذہب کی اشاعت :

بلاد مغرب افریقہ میں طرابلس، تیونس اور الجزائر کے ملکوں میں حنفی مذہب پہلے غالب نہ تھا۔ وہاں اس کے برعکس بہت حدیث و آثار کے مسلک کا زیادہ چرچا تھا۔ جبکہ اسد بن فرات یہاں کے قاضی مقرر ہوئے۔ اسد بن فرات امام اعظم ابو حنیفہ اور امام مالک کے تلامذہ سے استفادہ کر چکے تھے مگر ان کا میلان خاطر اہل عراق کی جانب تھا۔ چنانچہ انہوں نے حنفی مذہب پھیلانے کا یہاں کام کیا جس سے حنفیت کو اچھا خاصہ فروغ حاصل ہو گیا۔

ابن خلدون مالکی لکھتے ہیں :

"وظهر بالمغرب فقهاء كثيرون الى قريب من اربعمائة عام. فانقطع منها ومحل منه شيء ماوراءها من المغرب لقلتها بجزيرة الاندلس وبعدوته عنه."[3]

(۴۰۰ سال تک حنفی مذہب افریقہ میں جاری رہا پھر ختم ہو گیا۔ افریقہ کے مغرب کی جانب اندلس میں بھی قدیم زمانہ میں قدرے اس کی اشاعت ہوئی تھی)

ابو مقدی احسن التقاسیم میں لکھتے ہیں "جزیرہ سسلی کے رہنے والے حنفی تھے"۔ مقدسی کا یہ بیان بھی ہے کہ انہوں نے جزیرہ صقلیہ سے پوچھا : "حنفی مذہب تمہاری طرف کیونکر پہنچا حالانکہ تمہیں بھی عراق جانے کا اتفاق نہیں ہوا۔ انہوں نے بتایا جب "وہب بن وہب امام مالک سے علوم دینیہ حاصل کر کے آئے تو اسد بن عبد اللہ نے اپنے مرتبہ و وقار کی بناء پر ان سے لفظ علم کرنے میں عار سمجھی اور امام مالک سے تحصیل علم کے لئے مدینہ آئے۔ امام مالک ان دنوں بیمار تھے۔ جب کافی مدت مدینہ میں اقامت کر چکے رہے تو امام مالک نے فرمایا ابن وہب کے پاس جاؤ۔

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ، ۶۸۸/۸ حنفیہ
[2] ایضاً ۳۶۵-۳۶۶
[3] ابن خلدون، مقدمہ، ۴۹۹ طبع بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۹۹۶ء-۱۴۱۷ھ

مجھ نے اپنا علم اس کے سپرد کر دیا ہے، تمہیں زحمت سفر گوارا کرنے کی ضرورت نہیں"۔ اسد پر یہ بات بڑی گراں گزری۔ لوگوں سے پوچھا کہ دنیائے علم میں کسی اور کو بھی یہ مقام حاصل ہے؟ لوگوں نے بتایا کوفہ میں امام ابوحنیفہ کا نوجوان شاگرد جس کو محمد بن حسن کہتے ہیں۔ ان کے پاس جانا چاہیئے۔ اسد امام محمد کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ امام محمد نے بڑی توجہ و رغبت سے پڑھانا شروع کیا اور ان میں ذہانت، فطانت اور شوق علم کے آثار ملاحظہ کئے۔ جب کافی پڑھ چکا تو من مانی مراد پائی تو امام محمد نے انہیں واپس مغرب بھیج دیا۔

جب اسد مغرب پہنچے تو جو ان آپ سے سے یہاں آنے جانے لگے۔ اسد سے فقہی فروعات سن کر وہ بہت حیرت ہوئے اور ان سے ایسے ایسے علمی نکات اور مسائل سننے میں آئے جن سے ابن وہب بالکل آگاہ نہ تھے۔ لاتعداد لوگوں نے ان سے اکتساب علم بھی کیا اور اس طرح حنفی فقہ نے مغرب میں فروغ پایا۔

پھر میں نے پوچھا کہ اندلس میں حنفی مذہب کیونکر اشاعت پذیر ہوا جب کہ وہاں لشکر و اشاعت کے وسائل کچھ کم نہ تھے؟ جواب میں کہا گیا کہ ایک مرتبہ دو فریق سلطان کے سامنے جھگڑنے لگے۔ سلطان نے پوچھا "ابوحنیفہ کہاں کے رہنے والے تھے؟" لوگوں نے کہا، کوفہ کے۔ سلطان نے پوچھا امام مالک" کہاں اقامت گزیں تھے" جواب دیا گیا، مدینہ میں۔ سلطان نے کہا یالم دار الہجرت ہمارے لئے کافی ہے دوسرے کی حاجت نہیں۔ سلطان نے تمام حنفی علماء کو اپنے سلطنت کی حدود سے نکال دیا۔ کہنے لگا "میں اپنی سلطنت میں دو مذہب پسند نہیں کرتا"۔ اس اثر سے معلوم ہوتا ہے کہ اسد بن فرات نے مغرب میں حنفی فقہ کو شائع کیا، یہ مسلک اندلس میں بھی رائج ہوا۔ مگر دیرپا ثابت نہ ہو سکا۔ ۴۰۰ھ کے بعد حنفی مذہب مغربی ممالک میں کمزور پڑ گیا اور ان ممالک میں اس کی پیروی نہ رہی۔[1]

محقق احمد تیمور پاشا نے مقدسی کی اس خبر کو بیان کرنے کے بعد جو تبصرہ کیا اس کا مفہوم مندرجہ ذیل ہے

ابن وہب ایک مجہول شخصیت ہے اس نام کے کسی شخص کا ذکر امام مالک کے تلامذہ میں نہیں آتا۔ البتہ عبداللہ بن وہب نام کے ایک شخص ان کے شاگرد گذرے ہیں لیکن وہ مغرب کی طرف کبھی نہیں گئے وہ مصر میں رہے اور وہیں وفات پائی۔ دوسرے یہ کہ اسد بن عبداللہ کا یہ بیان درست نہیں معلوم ہوتا ہے کہ شیخ نام ابوعبداللہ معلوم ہوتا ہے اور اس سے مراد ابوعبداللہ اسد بن الفرات ہیں جو امام محمد بن الحسن الشیبانی سے ملے تھے اور امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے فقہ کی تعلیم حاصل کرنے (شمالی افریقہ) گئے اور وہاں حنفی مذہب کو رواج دیا۔[2]

اسی سیاق میں وہ مزید لکھتے ہیں کہ :

اس مذکورہ روایت میں یہ تصریح نہیں ہے کہ وہ پہلے امام مالک کے پاس گئے اور انہیں نہ پایا پھر امام مالک نے ان کو ابن وہب کے پاس جانے کی ہدایت کی بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ وہ پہلے امام محمد کے پاس جاتے ہے۔ پھر مدینہ میں امام مالک کے پاس گئے اور ان کے آگے زانوئے تلمذ تہ کیا۔ جب وہ امام مالک سے تکمیل علم کر چکے تو مزید علم حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ اس پر انہوں نے عراق جانے کا مشورہ دیا۔[3]

---

1. ابوحنیفہ، ابوزہرہ ص ۴۶۳-۴۶۴ ملخصاً
2. اسلامی دنیا میں حنفی مذہب اور اس کا فروغ، مقدمہ تیمور پاشا ص ۶ طبع کراچی قدیمی کتب خانہ۔
3. مولانا سابق مقدم کی تلخیص

...ل شام اور اس کے قرب و جوار میں فقہ حنفی کی اشاعت :

...ملک شام اور اس کے قرب و جوار میں حنفی مذہب جڑ پکڑ چکا تھا۔ اور جو سلاطین مصر و شام کے حاکم تھے، وہ جس طرح ...یہ حنفی مذہب سے سرد مہری برت رہے تھے شام میں بھی انہوں نے ایسا ہی کرنا چاہا مگر مصر کے برعکس شام میں ان ...ی کچھ فائدہ نہ ہوا اس لئے کہ حنفی مذہب اہالیان شام میں اشاعت پذیر ہو چکا تھا اور حکومت کی پشت پناہی اور ...کا محتاج نہ تھا۔

...رق ممالک میں فقہ حنفی کی اشاعت :

...یہاں تک بلاد مشرق، عراق، خراسان، سیستان اور ماوراء النہر کا تعلق ہے احناف کی ان میں بڑی کثرت تھی۔ ان ...ہ صرف شوافع ہی ان کے حریف مقابل تھے اور کبھی کبھی ان میں رسہ کشی بھی ہو جاتی تھی۔

...مجلسوں، امراء کی مجلسوں اور عوام کی محفلوں میں حنفیوں اور شافعیوں کے مابین مجالس مناظرہ منعقد ہوتیں۔ ان ...ات کی بنا پر علم فقہ اور فن بحث و مناظرہ کو بڑا فائدہ پہنچا۔ مگر بحث و جدل سے تعصب کی روح جاگ اٹھی۔ ایک ...رے کے خلاف لعن طعن کا بازار گرم ہوا اور آگے چل کر یہ مذہبی تعصب، فتنی تقلل و جمود کا باعث بنا۔

...ی ترکستان اور فارس میں فقہ حنفی :

...آرمینیہ، آذربائیجان، تبریز، مراغہ اور ارمیوان کے رہنے والوں میں حنفی مذہب کا بڑا غلبہ رہا۔ ملک فارس میں پہلے ...ب کی بڑی کثرت تھی پھر اثنا عشری شیعہ کو وہاں غلبہ حاصل ہوا۔

...ب و ہند میں حنفی مذہب :

ہندوستان میں بھی تقریباً حنفی مذہب ہی کا سکہ جاری ہے۔ شافعی مذہب دو سرے درجے پر ہے۔ شوافع کی ...دراہ ہندوستان میں ایک ملین کے قریب قریب ہے باقی سب احناف ہیں۔ چین میں چالیس ملین سے زیادہ ...سلمان بستے ہیں ان میں سے اکثر حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ علی ہذا القیاس یہ مذہب مشرق و مغرب تک پھیلا گیا ...ن قدیمین کی بڑی کثرت پائی جاتی ہے۔ اگر حنفی فقہ میں تخریج کا دروازہ کھول دیا جائے تو اب بھی علماء اس کے ...سے نئے احکام استنباط کر سکتے ہیں جو اس کائنات ارضی پر بسنے والے تمام بنی نوع آدم کے لئے یکساں طور پر ...گار ہوں۔[1]

مختصر یہ کہ آج کل (پندرہویں صدی ہجری کے آغاز میں) حنفی مذہب کے پیرو افغانستان، پاکستان، ہندوستان (بھارت)، بنگلہ دیش، عراق، ترکی، شام، مشرقی ترکستان، مغربی ترکستان (ترکمانستان، تاجکستان، ازبکستان، ہانگ کانگ وغیرہ) یوگوسلاویہ و البانیہ و بلقان میں اکثریت سے پائے جاتے ہیں۔ ایران، انڈونیشیا، عدن، برازیل، برما، ...نی، ملائشیا، تھائی لینڈ، سعودی عرب و دیگر ممالک میں اقلیت میں ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق احناف دنیا کے

---

[1] الہدایہ، مقدمہ، ص ۲۶ جلد اول

...اس کے معاملاتی قاعدے اور احکام ہر دور کی ضرورتوں کو پورا کر سکتے ہیں۔

...انہ نے جو فقہ حنفی مرتب کی تھی وہ نصوص شرعی کے عین مطابق ہے اور یہ بدگمانی اور مغالطہ ہے کہ فقہ حنفی کے مسائل حدیث کے خلاف ہیں۔[1]

ان سب باتوں کے باوجود یہ سمجھنا غلط ہے کہ فقہ حنفی کی جزئیات پر دوسرے مذاہب کے جملہ استدراک غلط ...ہ بالکل ممکن ہے کہ مسائل کے استنباط میں علمائے احناف سے غلطیاں سرزد ہوئی ہوں مگر بمصداق ...لمجتهد فيه مصيب واحد يصيب" ان کی نیک نیتی میں شبہ نہیں ہو سکتا۔ دور تقلید میں نصوص کی ایسی تاویل جو ...ے بخوبی صحیح ثابت کر سکے، ہوئی رائی اس کی وجہ سے مسلک کے بارے میں اگر مغالطہ پیدا ہو جائے تو اس ...ن تعجب نہیں کرنا چاہیے۔[2]

☆☆☆

[1] عبدالحی، ۲۹۲، ۱۹۱/۸ مذہب حنفی کے تعارف کے لیے ابو حنیفہ اور زہرہ، ص ۳۹۶

[2] ابو زہرہ، ابو حنیفہ، ۳۹۵/۸

باب ۱۴

مالکی مذہب اور اس کا نشأ و ارتقاء

امام مالک :

امام مالک بن انس کی صحیح تاریخ ولادت محفوظ نہیں۔ شارٹر انسائیکلو پیڈیا آف اسلام کا مؤلف لکھتا ہے

"The date of his birth is not known, the dates given as varying between 90 and 97, are hypotheses, which are presumably approximately correct"

(آپ کی تاریخ پیدائش بالکل صحیح طور پر معلوم نہیں ہے۔ مختلف کتابوں میں ۹۰ھ سے ۹۷ھ تک مرقوم ہے جو ترین قیاس اور مفروضہ صحیح ہیں)

مشہور قول کے مطابق امام مالک ۹۳ھ میں مدینۃ المنورہ میں پیدا ہوئے اور صحیح روایت کے اعتبار سے ۱۷۹ھ میں ہارون رشید عباسی کے عہد میں مدینۃ المنورہ ہی میں وفات پائی۔ ان کا نسب ذی اصبح یمنی سے جاملتا ہے۔ امام مالک کی پیدائش کے وقت بنی اُمیہ کی حکومت کا تاج شباب تھا۔ ولید بن عبدالملک جو اموی مروانی حکومت کا تیسرا تاجدار تھا، برسر آرائے خلافت و مسند تھا۔ فتوحات اسلامیہ کا سیلاب مشرق میں ترکستان، کابل اور سندھ کو عبور کر چکا تھا اور مغرب شریف اور اسپین کی سرزمینوں میں موجیں لے رہا تھا۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ جس عہد میں امام پیدا ہوئے اس کا بیشتر حصہ اس سرزمین کو تسخیر سے فتح کر رہا تھا امام کے قلم نے سب سے زیادہ جس قطعہ کا ذکر کیا ہے وہ اصل ایا یعنی طرابلس، تیونس، الجزائر، مراکش اور اسپین میں ہے۔[1]

امام مالک فن حدیث کے مسلمہ امام ہیں۔ بڑے بڑے محدثین اور ارباب نظر و فقہا کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل ہے۔ مدینہ، مغرب اور اندلس جیسے دور دراز علاقوں سے متلاشیان علم جوق در جوق آپ کے پاس مدینہ منورہ آتے اور آپ کی خدمت سے فیض یاب ہو کر واپس جاتے۔ آپ کی علمی و دینی بصیرت اور سیاسی اہمیت اس سے بھی ظاہر ہو جاتی ہے کہ بنو عباس کے خلیفہ منصور بن عبدالعزیز اپنے دور خلافت میں ان سے مشورہ طلب کرتے تھے۔[2]

ابن فرحون (متوفی ۷۴۳ھ) نے اپنی کتاب "مناقب امام مالک" میں آپ کی علمی و فقہی عظمت سے متعلق متعدد اقوال بیان کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ بھی ہے کہ :

"وقال الشافعي : لولا مالك و سفيان لذهب علم الحجاز"۔[3]

(اور امام شافعی نے فرمایا کہ اگر امام مالک و سفیان نہ ہوتے تو علم حجاز سے چلا جاتا)

---

[1] Shorter Encyclopaedia of Islam Page 321

[2] مناقب الامام مالک بن انس، قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (متوفی ۵۴۴ھ) تحقیق الفاجر الدرایی ص ۱۵۹۔ ۱۶۰ طبع بیروت، مکتبہ طیبہ ۱۹۹۰ء، مقدمہ ابن خلدون، ابو زید عبدالرحمٰن بن خلدون (متوفی ۷۹۹ھ) ص ۵۰۸، ۵۰۹، وفیات الاعیان، ابن خلکان، ج ۲ ص ۱۳۵، طبع ۱۹۹۲ء

[3] جمہرت انساب العرب، ابن حزم، ص ۳۳۲۔ ۳۳۳ کراچی، نفیس اکیڈمی، مقدمہ ابن خلدون، ص ۵۰۷ ۔ [4] الدیباج، ابن فرحون، ص ۵۷

[5] مناقب الامام مالک بن انس، قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی، ص ۸۹

فقہی مسائل میں آپ کتاب اللہ اور سنت نبوی کے بعد صحابہ کے اقوال کو بہت اہمیت دیتے تھے۔ نص اگر موجود نہ ہونے کی صورت میں کبھی کبھی قیاس سے بھی کام لے لیا کرتے تھے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے اپنی کتاب میں نقل کیا کہ امام مالکؒ فرمایا کرتے تھے:

"ماعن احد الا وهو ماخوذ من كلامه ومردود عليه الا رسول الله صلى الله عليه وسلم"[1]

(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کے سوا کسی بھی آدمی کے کلام کو قبول یا رد کیا جا سکتا ہے۔ یعنی آپ کی بات میں بھی قبول ہونے کی گنجائش ہوتی ہے۔

امام مالکؒ کی وہ کتب جنہوں نے مالکی مذہب کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا:

۱۔ "الموطا": کہا جاتا ہے کہ امام مالکؒ چالیس سال تک "الموطا" کی تالیف میں مشغول معروف رہے۔ جب کبھی دو موجود ہوتے تو مشکل میں مبتلا ہو جاتے۔ تقریباً ایک ہزار اشخاص نے الموطا کو امام مالکؒ سے روایت کیا۔ اگر چہ الموطا کئی طرق سے روایت کی گئی ہے لیکن اس کے متداول نسخے دو ہیں۔

پہلا روایت یحییٰ بن یحییٰ اللیثی (المصمودی) الاندلسی (م ۲۳۴ھ۔ ۸۴۸ء) اور دوسرا روایت امام محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ۔ ۸۰۴ء) یہ دونوں نسخے متعدد بار بالترتیب مصر اور ہندوستان میں چھپ چکے ہیں اور دونوں کی شروح اور حواشی و اختصارات موجود ہیں۔ الموطا میں امام مالکؒ نے صحیح احادیث، اخبار، آثار اور صحابہ تابعین کے فتوی کو جمع کر دیا ہے۔ بظاہر یہ حدیث وائز کی کتاب ہے لیکن اس کا لب لباب فقہ ہے۔ حضرت امام نے اس میں فقہ کی طرز پر ابواب کو مرتب کیا ہے اور اس کا اصل موضوع احکام فقہیہ ہی ہیں۔[2]

ڈاکٹر حمید اللہ لکھتے ہیں:

"امام مالک نے موطا میں ابواب کی جو ترتیب رکھی ہے وہ امام ابوحنیفہ کی ترتیب سے مختلف ہے اور عبادات و معاملات سب خلط ملط ہیں۔"[3]

وہ مزید لکھتے ہیں:

"احادیث نبوی کو فقہی ابواب پر مرتب کرنے کی کوشش امام مالک (ف ۱۷۹ھ) کی موطا سے بھی قبل امام ابن ابی ذئب (ف ۱۶۳ھ) نے کی، لیکن سوء اتفاق سے ان کی شرح موطا کے دیباچہ میں ہم کے حوالے کے علاوہ اس کتاب کا اب کوئی پتہ نہیں چلتا۔ امام مالک کی تالیف اسی کی اصلاح اور اس کے جواب میں تھی۔ یہ خیال کیا جاتا رہا ہے کہ پہلے خالص حدیث کے مجموعے تیار ہوئے۔ پھر فقہی احکام کی حدیثیں الگ مرتب ہونے کے بعد آخر خالص فقہی کتابیں تیار ہوئیں۔ لیکن میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ خالص حدیث کے بعد خالص فقہی کتابیں لکھی گئیں قرن اول کے طور پر قانونی احادیث کے مجموعے تیار ہوئے۔ امام زید بن علی، امام ابوحنیفہ اور امام شیبان (ف ۱۸۹ھ) جنہوں نے صرف روایات مدینہ جمع کر کے ایک کتاب شائع کی اور دیگر اہل الرائے نے ایک مکتب خیال قائم کیا۔ جس کے پیروؤں نے بعد میں تلمیذ پیدا کیا

---

[1] حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ دہلوی متوفی ۱۱۷۶ھ، ۱/۳۵۸ کراچی، تفہیم اہل الحدیث مزید مطالعہ [2] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۴۳ (۱۹۱۸ء)

[3] امام ابوحنیفہ کی تدوین قانون اسلامی، محمد اللہ ص ۵۹ کراچی، ادارہ ثقافت اسلامیہ طبع ششم ۱۹۸۳ء۔

[illegible] اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ اس میں [illegible] کے لئے [illegible] کا حکم دیا گیا ہے۔ اور [illegible] کے [illegible] کا [illegible] کا [illegible] کا

ایک زمانہ تک رائج رہا۔ (مالکی مذہب) خود اپنے شہر مدینہ میں آٹھویں صدی ہجری تک رہا، یہاں تک کہ جب ابن بطوطہ ۷۲۶ھ میں یہاں کے قاضی مقرر ہوئے تو انہوں نے اس کو ختم کرایا۔ اور وہاں دوبارہ متعارف کرایا۔[1]

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) مالکی مسلک کے بارے میں مغرب و افریقہ، تونس، الجزائر، مراکش، اندلس اور مصر میں رواج پانے کا سبب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

واعلم ان مالکا رحمہ اللہ تعالیٰ فاختص مذھبہ اھل المغرب والاندلس وان کان یوجد فی غیرھم الا انہم لم یقلدوا غیرہ الا فی القلیل لما ان رحلتھم کانت غالبا الی الحجاز وھو مبنی سفرھم والمدینۃ یومئذ دار العلم ومنھا خرج الی العراق ولم یکن العراق فی طریقھم فاقتصروا عن الاخذ عن علماء المدینۃ وشیخھم یومئذ واصابھم مالکیۃ وشیوخہ من قبلہ وللمسافۃ من بعدہ فرجع الیہ اھل المغرب والاندلس وقلدوہ دون غیرہ ممن لم تصل الیھم طریقتہ وایضا فالبداوۃ کانت غالبۃ علی اھل المغرب والاندلس ولم یکونوا یعانون الحضارۃ التی لاھل العراق فکانوا الی اھل الحجاز امیل لمناسبۃ البداوۃ ولھذا لم یزل المذھب المالکی غضا عندھم ولم یاخذہ تلویح الحضارۃ وتھذیبھا کما وقع فی غیرہ من المذاھب۔[2]

(لیکن امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ کے مذہب سے اہل مغرب و اہل اندلس مختص ہیں۔ اگرچہ ان کے علاوہ بھی یہ مذہب پایا جاتا ہے لیکن ان ملکوں میں ان کے علاوہ کسی اور مذہب کی پیروی نہیں کی گئی اور اگر کسی کی تو بہت کم۔ جبکہ ان کا سفر غالباً حجاز کی طرف تھا اور یہاں کے سفر کی یہی منزل تھی۔ مدینہ اس زمانہ میں دار العلم تھا۔ عراق اس سے خارج تھا۔ عراق ان کے راستے میں نہیں تھا۔ لہٰذا انہوں نے علماء مدینہ سے اپنے کو منحصر کیا۔ ان کے استاد وہاں کے امام اس زمانہ میں امام مالک تھے۔ ان سے پہلے امام مالک کے اساتذہ ان کے شیوخ تھے اور امام مالک کے بعد ان کے شاگرد ان لوگوں کے اساتذہ بنے۔ لہٰذا امام مالک کی جانب اہل مغرب اور اہل اندلس متوجہ ہوئے اور ان لوگوں نے امام صاحب کی تقلید کی۔ نیز یہ کہ بدوی زندگی اہل مغرب و اندلس پر غالب تھی اور اہل عراق کو جو تمدن حاصل تھا اس سے یہ لوگ دور تھے۔ چنانچہ بدویت کی مناسبت سے اہل حجاز کی طرف مائل ہوئے اسی لئے مالکی مذہب ان کا پسندیدہ رہا۔ اور تمدن و تہذیب کی صفائی (جھلک) انہیں حاصل نہیں ہوئی جیسا کہ دوسرے مذاہب کو حاصل ہوئی۔)

ابو زہرہ نے ابن خلدون کے اس بیان کو مالکیوں پر اتہام قرار دیا اور چار وجوہ سے ان کے بیان پر تنقید کی، جن کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(الف) مالکی مذہب کے مغرب و اندلس میں فروغ کا یہ سبب کہ وہاں کے لوگ امام کے اساتذہ اور امام مالک کے شاگرد تھے۔ مصر پر بھی صادق آتی ہے اور وہاں مالکی و شافعی جمیعتوں کا غلبہ رہا۔ شافعی مذہب کو ایوبیہ حکومت کی تائید اور ادارہ حاصل ہوئی اور اندلس میں مالکی مذہب کے فروغ کا سبب صرف حج ہی نہیں بلکہ سلطان الدول کی سرپرستی بھی تھی۔ اسی کو ابن حزم نے ثابت بھی کیا کہ ان کا فروغ شافعی طاقت پر ہوا۔

---

[1] الدیباج المذہب فی معرفۃ اعیان علماء المذہب، احمد بابا تنبکتی، حاشیہ ابن فرحون، مطبوعہ میمنہ مصر، ص ۱۰۸، کراچی ۱۹۷۵ء کی کتب خانہ سنہ

[2] مقدمہ ابن خلدون، عبد الرحمٰن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، ص ۳۲۹، بیلہ ورلیٹ الفتی سنہ

(ب) جہاں تک اس کا تعلق ہے کہ حجاز اور اہل مغرب، افریقہ کے لوگ دونوں بدوی ہونے کی مناسبت رکھتے تھے، یہ بات بھی درست نہیں۔ کیونکہ اہل حجاز کو کوئی بدوی نہیں کہتا اور خاص کر آبادی اور مدینہ میں یہاں کا تمدن اعلیٰ تھا۔ پھر بھی آسمان میں کہ بعض حجاز کے باشندے بدوی تھے تو اہل افریقہ کے لئے یہ تعمیم نہیں کر سکتے زمانہ اسلام سے پہلے اور بعد دونوں زمانوں میں اعلیٰ تمدن رکھتے تھے۔

(ج) ابن خلدون کے نظریہ سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ مالکی مذہب اہل بدو کا مذہب ہے اہل تمدن و تہذیب کا نہیں ہے یہ بات ان سابقات کے مطابق نہیں ہے اور نہ ان قواعد، خصوصاً اور اصول کے اعتبار سے درست ہے جو مذہب کے اصول ہیں۔ یہ مذہب اپنی خوبی و صحت اور قوت میں بہت اچھا ہے۔ مصالح مرسلہ، ذرائع مراعات عرف، قیاس کے نظریات کو اپنانے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

(د) ابن خلدون کا یہ کہنا کہ اہل مغرب کی عادت سے مذہب موافق ہے، درست نہیں ہے۔ اس میں خوبی داخل ہونے نہیں درست نہیں ہے۔ اہل مصر بھی کبھی بدوی نہیں رہے اور یہ بات کہ مالکی مذہب میں تنقیح و صفائی نہیں ہے ابن خلدون کی یہ بات بھی درست نہیں کیونکہ اس میں صفائی و ترقی ہے۔ استخراج مسائل اور اصول پر ان کا اعتماد ہونا ہے جو تمام عالم پر چھا گیا ہے۔[1]

مصر میں مالکی فقہ خود امام مالک کی زندگی ہی میں فروغ پذیر ہو چکی تھی اور حجاز کے بعد مصر کو پہلا ملک کہا جا سکتا ہے جہاں امام مالک کا فیض پہنچا۔ مصر کے ممالیک کے زمانے میں مالکی قاضی کو پہلا درجہ اور مالکی فقہ کو دوسرا درجہ حاصل ہوتا تھا۔ بلاد تونس میں مذہب مالک ہمیشہ غالب رہا اور آج کل بھی وہاں اس کو غلبہ ہے۔ اندلس میں پہلے اگرچہ امام اوزاعی کا مسلک غالب تھا، لیکن ۲۰۰ھ کے بعد سے یہاں فقہ مالکیہ کو غلبہ حاصل رہا۔ یہ ملک بڑے بڑے علماء و فقہاء اور مصنفوں کی قرار گاہ رہا۔ مغرب اقصیٰ میں دولت مرینیین (۶۴۸ھ/۱۲۵۰ء تا ۸۶۱ھ/۱۴۵۶ء) کے عہد میں مالکیہ کو بہت فروغ حاصل ہوا اور ان کی قوت میں اضافہ ہوا۔ ان حاکموں کے علاوہ سوڈان، بحرین اور کویت میں بھی یہ مذہب پھیلا۔ خاص طور پر بالائی مصر میں اسے دینی حیثیت حاصل رہی جو زیریں مصر میں شافعی مسلک کو حاصل تھی۔ آج مختلف ممالک اسلامیہ میں مالکیہ کی کل تعداد تقریباً چار پانچ کروڑ ہے۔[2]

کسی محقق نے بھی اپنی کتاب میں پروفیسر سیبیون کا قول نقل کیا ہے کہ:

"دنیا میں مالکیوں کی مجموعی تعداد اسی سے چار کروڑ ہے۔"[3]

آج کل یعنی چند دہائیوں صدی عیسوی میں، مالکی مذہب کے پیرو زیادہ تر شمالی مغربی افریقہ کے ممالک مثلاً مراکو، موریطانیہ، تونس، الجزائر اور لیبیا میں اکثریت میں ہیں۔ مصر، سوڈان، شام، فلسطین اور حجاز میں ان کی اقلیت ہے۔ 1930ء میں اس مذہب کے مقلدین کی تعداد کا اندازہ اسی سے چار کروڑ لگایا گیا تھا۔"[4]

---

1. مالک حیاتہ وعصرہ وآراؤہ وفقہہ، ابوزہرہ، ص ۳۳۱-۳۳۲، مصر، مکتبۃ الانجلو المصریہ، طبع ثانی سنہ
2. دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۱۹
3. فلسفہ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۲۲۰، بیروت مکتبہ انکشاف ۱۹۴۶ء
4. اسلامی دنیا میں فقہی مذاہب، ان کا فروغ اور تدریجی ارتقاء کی کتاب ص ۱۰۰، از احمد ابراہیم محمد بدران کا حاشیہ کراچی قدیمی کتب خانہ سنہ

مختلف ممالک میں مالکی مذہب کی اشاعت :

امام مالکؒ کے چند مشہور ترین تلامذہ اور تلامذہ کے تلامذہ کی بدولت مالکی مذہب کی اشاعت ہوئی :

بلاد الحجاز میں مالکی مذہب کی اشاعت :

امام مالکؒ کے اصحاب میں سے عبدالعزیز بن ابی حازم (م ۱۸۵ھ) محمد بن ابراہیم بن دینار (م ۱۸۲ھ) امام مالکؒ کے زمانے میں مدینے کے فقیہ تھے اور معن بن عیسیٰ (م ۱۹۸ھ) جو عسیب مالک کہلاتے تھے خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[1]

مصر میں مالکی مذہب :

۱۔ (ابو) محمد عبداللہ بن وہب بن مسلم القرشی (م ۱۹۷ھ) نے امام مالکؒ، لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، سفیان الثوری جیسے جلیل علم و فضل سے علم حاصل کیا۔ ۱۹۸ھ میں امام مالکؒ کے پاس آئے اور ان کی وفات تک ان کی صحبت میں رہے۔ امام مالکؒ انہیں فقیہ مصر اور فقیہی کے لقب سے یاد کیا کرتے تھے۔ استاد کے معتقدین میں سے تھے۔ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کی بدولت مسلک مالکی مصر اور بلاد مغرب میں پھیلا۔ امام مالکؒ کی وفات کے بعد لوگ فقہ کی تعلیم کے لئے ان کے پاس آتے تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ کی کئی کتابیں مدون کیں۔ ان میں سے مدونہ جامع کبیر، کتاب الاحوال کتاب تفسیر الموطا، کتاب الناسک اور کتاب المغازی مشہور ہیں۔

۲۔ ابوعبداللہ عبدالرحمٰن بن القاسم العتقی (م ۱۹۱ھ) مصر میں فقہ مالکی کی اشاعت کا کام کیا۔ امام مالکؒ کے علاوہ لیث، افریقون اور مسلم بن خالد سے روایت حدیث کی۔ فقہ مالکی کی تدوین میں ان کا بہت بڑا حصہ ہے۔ ابوزہرہ نے انہیں اصحاب ابی حنیفہ میں (مذہب کا روای و ناقل ہونے کے سبب) امام محمد بن الحسن سے تشبیہ دی ہے۔ لوگ فقہ مالکی و مسائل مالک میں ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ ان کی بعض آراء امام مالکؒ کی آراء سے مختلف ہیں۔

۳۔ اشہب بن عبدالعزیز القیسی العامری (م ۲۰۴ھ) ایک عرصے تک استاد کی خدمت میں رہے۔ امام مالکؒ کے راویان فقہ میں سے ہیں۔ امام شافعیؒ کہا کرتے تھے کہ میں نے اشہب سے زیادہ کوئی فقیہ نہیں دیکھا۔ ان کی تصانیف حسب ذیل ہیں۔ کتاب الاختلاف فی القسامۃ۔ کتاب فی فضائل عمر بن عبدالعزیز۔ ان کی ایک کتاب کا نام بھی المدونہ ہے۔ جس کی قاضی عیاضؒ نے بڑی تعریف کی ہے۔

۴۔ ابومحمد عبداللہ بن عبدالحکم بن اعین بن اللیث (م ۲۱۴ھ) امام مالکؒ کے علاوہ لیث بن سعد، ابن عیینہ وغیرہ سے روایت کی۔ وہ متعصب مذہب مالک مشہور تھے۔ موطا امام مالکؒ سے روایت کی اور امام کے دوسرے شاگردوں سے ان کی دیگر کتب بھی سنیں اور انہیں لکھ لیا۔ وہ امام شافعیؒ کے دوستوں میں سے تھے۔

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۳۸۳

۵۔ اصبغ بن الفرج الاموی (م ۲۲۵ھ ۔ ۸۴۰ء) وہ اس دور میں وارد مدینہ ہوئے جس دور میں امام مالکؒ کا انتقال ہوا۔ انکتاب علم امام مالکؒ کے تلامذہ ابن القاسم، ابن وہب اور اشہب سے لیا۔ (ان کا شمار ماہر اور مشہور اکابر مالکی فقہا میں ہوتا ہے۔ ابن الفرضی کے نزدیک وہ مصر میں مالکی فقہ کے سب سے بڑے عالم تھے)۔

۶۔ (ابو عبداللہ) محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۱۴ھ ۔ ۸۲۹ء) مصر کے مسلمہ فقیہ تھے۔ شاگرد ابن مالک میں سے تھے نیز امام شافعیؒ سے علم حاصل کیا۔ مغرب اور اندلس میں فقہ کی ترویج میں ان کا بڑا حصہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مصر میں علم کی ریاست ان پر ختم ہو گئی۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔

۷۔ محمد بن ابراہیم بن زیاد الاسکندری المعروف بابن المواز (م ۲۸۱ھ ۔ ۸۹۴ء) مالکی فقہ کے ید عالم اور مصنف امام مالکؒ کے بعض تلامذہ سے تحصیل علم کی فقہ واقعات میں عالم راسخ تھے۔[1]

افریقہ و اندلس میں مالکی مذہب :

"تاریخ الفلسفہ فی الاسلام" کا مؤلف اندلس کے چوتھی صدی کے واقعات و حالات میں لکھتا ہے۔

"ولم یدخل فی الاندلس الا مذھب فقھی واحد، ھو مذھب الامام مالک"۔[2]

(اور اندلس میں سوائے ایک فقہی مذہب کے کوئی دوسرا داخل نہیں ہوا اور وہ امام مالک کا مذہب ہے)

افریقہ اور اندلس میں مالکی مذہب کی ترویج و اشاعت میں حصہ لینے والے بعض حضرات کے اسماء و تعارف مندرجہ ذیل ہیں :

۱۔ ابو عبداللہ زیاد بن عبدالرحمن القرطبی المعروف بہ شبطون (م ۱۹۳ھ) اندلس میں موطا امام مالکؒ سب سے پہلے انہی کے ذریعہ پہنچی۔ وہ دو بار امام مالکؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ فقہ مالکی مسلک مالک میں بھی ان کی ایک تصنیف ہے جو "سماع زیاد" کے نام سے مشہور ہے۔ لوگ انہیں فقیہ اندلس کے نام سے یاد کرتے تھے۔

۲۔ عیسیٰ بن دینار الاندلسی (م ۲۱۲ھ) اندلس میں ان سے بڑھ کر کوئی فقیہ نہیں مانا جاتا تھا۔ قرطبہ کے مفتی بھی رہے امام مالکؒ سے مدینہ منورہ میں موطا کا درس لیا اور مشرق سے لوٹے تو ریاست علم کے مالک مانے گئے۔

۳۔ یحییٰ بن یحییٰ بن کثیر اللیثی (المصمودی) (م ۲۳۴ھ ۔ ۸۴۹ء) امام مالکؒ سے موطا سنی۔ اس سے پہلے اندلس میں زیاد بن عبدالرحمن القرطبی سے اس کا سماع کر چکے تھے۔ اندلس میں فقہ مسلک مالکی انہیں کے ذریعے پھیلا اور پھولا پھولا۔ وہ اگرچہ اندلس میں عہدہ قضاء پر متمکن تو نہیں ہوئے لیکن وہاں ان کے مشوروں کے بغیر کوئی قاضی مقرر نہیں کیا جاتا تھا۔ ان کے بے شمار شاگرد تھے۔ موطا کی مشہور و متداول روایت انہیں کی ہے اور یہی معتبر ترین سمجھی جاتی ہے۔ وہ عاقل اہل اندلس کے لقب سے مشہور تھے۔

---

[1] حوالہ سابق ۱۸/۳۶۹

[2] تاریخ الفلسفۃ فی الاسلام، ص ۱۱۔ دلی، لاہور، جامعہ اسٹوڈنٹس T.L.J. Duncs اس کتاب کا محمد عبدالہادی ابوریدہ نے عربی زبان میں ترجمہ کیا ص ۳۶۹۔ مطبعہ لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر، ۱۳۷۲ھ ۔ ۱۹۵۳ء طبع دوم۔

عبدالملک بن حبیب بن سلیمان السلمی (القرطبی) (م ۲۳۸ھ/۸۵۳ء) فقہ مالک کے حافظ سمجھے جاتے تھے۔ تاریخ و ادب میں بھی بڑی دسترس تھی۔ کثیر التعداد کتابوں کے مصنف ہیں جن میں سے کتاب "الواضحة فی السنن والفقه" مشہور ترین ہے۔ ابن الماجشون، مطرف، عبداللہ بن الحکم جیسے علماء سے فقہ و حدیث کا درس لیا۔ قرطبہ کے مفتی بھی رہے۔ یحییٰ بن یحییٰ تلمیذ امام مالکؒ کی وفات کے بعد ریاست علمی انہیں کے حصے میں آئی (۲۰۰ھ) اپنے زمانے میں اندلس کے عالم اور فقیہ مشہور تھے)۔

شمال افریقہ میں عبداللہ بن غانم الافریقی (م ۱۹۰ھ) تھے اور ان کے ساتھ ہی الحسن علی بن زیاد التونسی (م ۱۸۳ھ) تھے جنہوں نے امام مالکؒ، سفیان ثوری، لیث بن سعد جیسے علماء سے سماعت کی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کے مالے میں افریقہ میں ان کا کوئی ہمسر نہ تھا۔ الوہاوی (م ۳۳۳ھ) کی کتاب "مناقب الامام مالک بن انس" کے تحقیقی حاشیہ میں محمد حمیدی نے لکھا "وهو اول من ادخل موطا مالک وجامع سفیان الثوری فی افریقیة"۔[1] (سب سے پہلے انہوں نے ہی موطا امام مالکؒ اور جامع سفیان ثوریؒ کو اہل افریقہ میں متعارف کرایا) قیروان کے اہل علم اختلاف مسائل کے وقت ان کی طرف رجوع کیا کرتے تھے۔ قاضی اسد بن الفرات اور سحنون جیسے علماء نے ان کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔

اسد بن الفرات (م ۲۱۳ھ/۸۲۸ء) مسائل فقہ مالک کی اولین کتاب الصدونة (الاسدیہ) انہی کی تصنیف ہے۔ اصلاً نیشاپور کے رہنے والے تھے ولادت حران میں ہوئی اور نشوونما قیروان اور تونس میں پائی۔ ابتداءً علی بن زیاد تلمیذ مالک سے موطا کا درس لیا اور پھر بنفس نفیس امام سے ملاقات کی اور شرف صحبت حاصل کیا۔ اس کے بعد عراق بھی گئے اور امام ابوحنیفہؒ کے تلامذہ و مقام قاضی ابو یوسف، امام محمد اور اسد بن عمرو سے فقہ حنفی کی تحصیل کی اور قاضی ابو یوسف نے ان سے موطا کی سماعت کی۔ (۲۱۲ھ-۸۲۷ء) میں بحری بیڑہ لے کر جزیرہ صقلیہ کو فتح کیا) زیادۃ اللہ والی افریقہ نے انہیں معاً قاضی و امیر صقلیہ مقرر کیا۔ صقلیہ میں نظام حکومت کی تشکیل کے ساتھ ہی باقاعدہ محکمہ قضاء بھی قائم ہوا۔ دارالسلطنت پلرام کے قاضی کو قاضی القضاء کی حیثیت دی جاتی اور دیگر شہروں میں قاضی و مفتی مقرر کئے جاتے تھے۔ مقدمات کا فیصلہ اسلامی قوانین قوانین قوانین کی رو سے ہوتا تھا۔ نفاذ حدود میں فقہ حنفی سے رہنمائی حاصل کی جاتی تھی۔ اصل صقلیہ کی اکثریت حنفی المذہب تھی تاہم کچھ عرصہ بعد حنفی و مالکی دونوں فقہوں کے علماء قاضی بنائے جانے لگے۔ فاطمی دور حکومت میں صقلیہ کی عدالتوں میں شیعی فقہ کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ جبکہ دولت کلبیہ کے عہد میں قضاء پر سنی المذہب علماء کا تقرر عمل میں آیا۔ صقلیہ میں اسلامی نظام حکومت ۳۶۲ھ-۱۰۷۱ء) تک قائم رہا۔[2] وہ قیروان کے قاضی بھی تھے اور ۲۱۴ھ سرقوسہ میں امیر لشکر بھی اور اسی سفر کے میں ان کی وفات ہوئی۔

---

[1] مناقب الامام مالک ص ۳۶۳/۱۸

[2] جلبہ مناقب الامام مالک بن انس الفقیہ عبد سلام محمد الحمیدی ص ۸۳

[3] تاریخ خلفاء ص ۲۰۰، ۲۰۱ طبقات ص ۲۰۰، کوئی فضلی ستمبر ۱۹۹۹ء میں حسن اتفاق سے ملاقات ہوئی ان کی کتاب ولی ان تحدث عرب ص ۲۳۱، ۲۳۲ میں بھی ۲۲۳/۱۹۳۷ء کے حوالہ سے لکھا ہے

۴۔ عبدالسلام بن سعید (بن حبیب) التنوخی المعروف بہ سحنون (م ۲۴۰ھ۔۸۵۴ء) (قیروان میں پیدا ہوئے) انہوں نے قرطبہ اور پھر مصر میں امام مالکؒ کے تلامذہ سے تحصیل علم کیا۔ اس کے بعد مدینہ منورہ بھی گئے اور وہاں کے علماء سے اکتساب کیا۔ اس وقت امام مالکؒ انتقال کر چکے تھے۔ ان کے بارے میں ابن القاسم کا کہنا ہے کہ افریقیہ سے ہمارے پاس سحنون جیسا کوئی عالم نہیں آیا، قیروان کے قاضی بھی رہے۔ المدونہ کا سہرا انہی کے سر ہے۔ وہ اپنے زمانے کے مجتہد ترین علماء میں شمار ہوتے تھے۔[1]

مشرق میں مذہب مالکی کی اشاعت :

مشرق میں اس مذہب کی اشاعت کرنے والے مشہور حضرات میں سے چند مشرق اوڈی میں تھے۔ مثلاً عمرو بن عبدالعزیز بن سلم العتقی (م ۲۲۱ھ) تھے اور مشرق اقصیٰ مثلاً یحییٰ بن یحییٰ الشمیسی (م ۲۳۶ھ) نیشاپور میں رہے تھے۔[2] ان کے علاوہ مشہور حضرات یہ ہیں :

۱۔ ابومروان عبدالملک بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن ابی سلمہ الماجشون (م ۲۱۲ھ۔۸۲۷ء) سحنون وغیرہ علماء نے انہیں سے تحصیل فقہ کی۔ ان کے والد عبدالعزیز بن الماجشون امام مالکؒ کے دوست تھے، وہ فقیہ، بن فقیہ تھے۔ وہ امام مالکؒ کے تلامذہ میں اپنی دانائی کے اعتبار سے مشہور تھے۔ انہوں نے امام مالکؒ اور اپنے والد سے روایت کی ہے۔

۲۔ احمد بن المعذل بن غیلان العبدی، ابن الماجشون وغیرہ سے تحصیل کی۔ مشرق اور خصوصاً عراق میں وہ مالکیہ میں بلند ترین فقیہ سمجھے جاتے تھے۔

۳۔ القاضی ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید (م ۲۸۲ھ۔۸۹۴ء) بن المعذل سے فقہ کا درس لیا اور ابن المدینی سے حدیث پڑھی۔ مالکیہ عراق نے فقہ کی تعلیم انہی سے لی۔ ابن الندیم نے لکھا ہے کہ انہوں نے فقہ مالک کی نشر و اشاعت میں بڑا حصہ لیا اور لوگوں کو مسلک مالک کی طرف رغبت دلائی اور کئی سو کتابیں تصنیف کیں۔ مثلاً احکام القرآن، احوال القیامۃ (تقریباً تین صد ورق)، المبسوط، الاستحثاث بالقرآن علی طلب الموطأ، الاموال والمغازی۔[3]

مالکی اور حنفی مذہب کی نشوونما میں فرق :

(الف) امام ابوحنیفہ اور ان کے شاگرد کل کر ایک مکتبہ تھے۔ لہٰذا ان کی شخصیتیں امام کی شخصیت میں مدغم نہیں ہوئیں بلکہ وہ امام ابوحنیفہ کی زندگی میں ان سے تجاوز، قیاسات میں ان سے تنازع و مخالفت کرتے۔ امام صاحب کی وفات کے بعد فقہ عراق کی ریاست امام ابو یوسف اور امام محمد کے سپرد ہوئی، تو فقہ حنفی نے ترقی کی۔

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۸/۲۹۷ [2] حوالہ سابق ۸/۲۸۳ [3] حوالہ سابق ۸/۲۹۷

جبکہ امام مالک نے امام ابوحنیفہ" کی طرح اپنے شاگردوں کے لئے مناقشہ کا دروازہ نہیں کھولا۔ قیاس کے طریقہ یا آراء پر بحث پیش نہیں آیا۔ بلکہ مسائل کے احکام ان کے اخذ کے طریق سے واضح کر کے تعلیم کرتے تھے۔ امام مالک کے شاگردوں کی تدوین خود امام مالک نے کی ہوں تھی بلکہ ان کے شاگردوں کی امام مالک" کی شخصیت کی طرح نسبت نہیں تھی۔ امام مالک کی وفات کے بعد ان کے بڑے شاگردوں کی رائے قائم ہوئیں جس میں انہوں نے امام مالک" کی خلاف بھی کیا۔ استاد ابوزہرہ نے اس طرح کے اختلاف کی کئی مثالیں اپنی کتاب میں پیش کیں ہیں۔[1]

اسی حقیقت جس میں مالکی مذہب، حنفی مذہب سے جدا ہے یا عام شکل میں عراقیین کے مذہب سے جدا ہے اور یہ ہے کہ مالکی مذہب میں استحسان یا تخریج کا طریقہ حنفی منہاج کے خلاف ہے۔[2]

Noel J Coulson اپنی کتاب میں حنفی و مالکی مذاہب کی دیگر مذاہب پر تقدیم اور ان کے مخصوص مولدین سے متعلق لکھتے ہیں

"The two oldest schools are the Hanafis and Malikis, and both came into existence as the representatives of the legal tradition of a particular geographical Locality. The Former being the disciples of Abu Hanifa (d 767) in the Iraq center of Kufa, the later the followers of Malik b. Anas (d. 769) in the Arabian Center of Medina."[3]

(حنفی اور مالکی مذاہب دونوں قدیم ترین ہیں۔ یہ دونوں سعادتی و بلد میں ایک خاص قانونی روایت اور خصوص جغرافیائی حالات کی مرہون منت ہیں۔ جس میں اول الذکر امام ابوحنیفہ" (متوفی ۷۶۷ء) کے متبعین کا عراق کے مرکزی شہر کوفہ میں مرکز تھا اور موخر الذکر امام مالک بن انس (متوفی ۷۹۹ء) کا مرکز مدینہ العربی جزیرہ نمائے عرب میں تھا)

حنفی مکتبی مذہب کے نتائج کے مابین فرق و اختلاف کی وضاحت کرتے ہوئے Noel J. Coulson مزید لکھتے ہیں

"Because this group believed that every rule of Law must be derived either from the Qur'an or from the Prophet's practice as recorded in reports known as Hadith they became known as the supporters of Hadith' (ahl-al-Hadith) as against the supporters of ray' (ahl-al-ra'y). Who maintained that the free use of human reason to elaborate the Law was both legitimate and necessary. The rift between the two groups hardened in the eight century into the first fundamental conflict of principle in nascent Islamic Jurisprudence and epitomized the tension between the divine and the human element in Law".[4]

---

1. مالک حیاتہ وعصرہ وآراؤہ الفقہیہ ص ۳۳۳۔۳۳۴ ملخص
2. حوالہ سابق ص ۳۳۶
3. Conflicts and Tensions in Islamic Jurisprudence, Noel J. Coulson Page # 21, The University of Chicago Press Chicago and London 1969.
4. حوالہ سابق ص ۳۳

(مالکی مذہب کے ماننے والے اس امر پر یقین رکھتے تھے کہ ہمیں احکام قرآنی کے ساتھ حدیث کو بھی ایک بنیادی ماخذ کے طور پر مشعل راہ بنانا چاہئے۔ اسی وجہ سے انہیں اہل حدیث کہا گیا۔ اس کے برعکس حنفی مذہب کے اصحاب الرائے اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ قرآن واحادیث نبوی کے بعد نئے مسائل کا حل اجتہاد کے ذریعہ کرنا چاہئے۔ اجتہاد سے مقصد یہ تھا کہ ہر صاحب فہم وفکر انسان قرآن وسنت کی روشنی میں نئے مسائل کا حل دریافت کرے، اسی لئے حنفیہ کا نام اہل الرائے پڑ گیا اور انسانی ذہن وفکر کو رکھتے ہوئے اس انداز سے اسلامی قوانین کی تشریح وتوضیح ان کے لئے ضروری تھی۔ لیکن ان دونوں مکاتب فکر کے درمیان اختلاف آٹھویں صدی عیسوی میں زیادہ اُبھر کر سامنے آیا اور اسی وقت سے ان دونوں مکاتب ہائے فکر میں اسلامی فقہ کی تدوین وتشریح مختلف انداز سے کی جانے لگی)

☆☆☆

فصل سوم

شافعی مذہب اور اس کا نشأۃ وارتقاء

امام شافعیؒ:

محمد بن ادریس بن العباس شافعی ۱۵۰ھ میں خود ان کے ایک قول کے مطابق بمقام غزہ (شام) میں پیدا ہوئے[1] راجح قول کے مطابق ۲۰۴ھ میں مصر میں وفات پائی[2]۔

ان کا سلسلہ نسب عبد مناف پر جا کر رسول اللہ ﷺ سے مل جاتا ہے۔ ان کے آباؤ اجداد میں سے حضرت سائب کو حضور ﷺ کے صحابی ہونے کا شرف حاصل ہے، وہ جنگ بدر کے روز اسلام لائے تھے۔ ان کے بیٹے شافع کو بھی جوانی میں رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا۔[3]

غزہ امام شافعی کا آبائی وطن نہیں بلکہ ان کے والد کسی ضرورت سے شام آئے تھے اور وہیں ان کا انتقال ہو گیا[4]۔ بعد میں شافعی کی ولادت کے بعد سال بھر ان کی والدہ انہیں آبائی وطن مکہ لے آئیں۔ وہیں انہوں نے سات برس کی عمر میں قرآن کریم حفظ کر لیا دس برس کی عمر میں مؤطا حفظ کر لی[5]۔ امام شافعی نے جن اساتذہ سے تحصیل علم کیا ان میں سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض، مالک بن انس، محمد بن حسن شیبانی اور قاضی وکیع بن الجراح خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[6]

امام شافعی کے تلامذہ میں ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ البویطی (م ۲۳۱ھ)، ربیع بن سلیمان المرادی (م ۲۷۰ھ)، حرملہ بن یحییٰ (م ۲۴۳ھ)، ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی (م ۲۶۴ھ)، ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم (م ۲۶۸ھ) اور ابو ثور ابراہیم بن خالد الکلبی (م ۲۴۰ھ) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[7]

امام شافعی کے بارے میں امام احمد بن حنبل کا قول ہے:

"ما أحد مس بيده محبرة ولا قلما إلا وللشافعي في عنقه منة"[8]

---

[1] ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، توالی التاسیس بمعالی محمد بن ادریس، ص ۴۹، مطبعہ السعادۃ مصر، طبع اول ۱۳۲۵ھ۔ یہ قول ابن عبدالحکم کا ہے۔ ۱۵۰ھ کو ابن بکیر نے ان کی جائے پیدائش سے متعلق مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد اس میں امام شافعی سے ایک قول غزہ میں ولادت کا بھی منقول ہے۔

[2] مناقب الامام الشافعی، ابو الحسن احمد بن ابی بکر بن عبدالرحمن بن احمد بن محمد بن مکی الزہری (م ۵۴۳ھ تا ۶۰۹ھ) ص ۷۲ تا ۷۵۔ تحقیق: ابو تمیم یاسر بن ابراہیم، طبع اول، مکتبۃ الرشد ریاض ۱۴۱۹ھ/۱۹۹۸ء۔

[3] توالی التاسیس، ص ۹۳۔

[4] کتاب الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ابو محمد محی الدین عبدالقادر بن ابی الوفاء محمد بن ابی الوفاء نصر اللہ القرشی الحنفی، ج ۲، ص ۱۰۰، طبع حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ۔

[5] کتاب الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج ۲، ص ۱۰۰، طبع حیدرآباد دکن ۱۳۳۲ھ۔

[6] توالی التاسیس، ص ۵۳۔

(مدینہ کی ریاست امام مالک بن انس پر ختم ہوئی تھی ان کی خدمت میں رہ کر کسب کیا۔ عراق کی ریاست فقہ امام ابوحنیفہ پر ختم ہوئی تھی وہاں ان کے شاگرد محمد بن حسن سے ان کی تکمیل فقہ ہوئی۔ اس طرح ان میں اہل الرائی اور اہل حدیث دونوں کا علم جمع ہو گیا۔ پھر آپ نے اس علم کی روشنی میں اپنے اصول فقہ اصول وضع کئے۔ مسوطی و مخالف آپ کی تصنیفات علمی کے متعلق ہوئے آپ کو شہرت دوام و عزت حاصل ہوئی اور آپ کیا سے کیا ہو گئے)

ابن حجر نے آپ کی فقہی عظمت و شان سے متعلق مختلف اقوال پیش کئے ہیں۔ ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ۔

"وقال احمد بن حنبل : لولا الشافعی ما عرفنا فقه الحدیث"[1]

(امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ اگر امام شافعی نہ ہوتے تو ہم فقہ الحدیث نہیں سمجھ پاتے)

خود امام شافعی اپنے منہج سے متعلق فرماتے تھے :

"اذا وجدتم فی کتابی خلاف سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم فقولوا بها ودعوا ما قلته"[2]

(اگر تم میری کتاب میں سنت رسول ﷺ کے خلاف کچھ پاؤ تو اس کی متابعت کرو اور میری بات کو چھوڑ دو)

اور وہ فرماتے تھے :

"کل متکلم من الکتاب والسنة فهو الحق وما سواه هذیان"[3]

امام مزنی فرماتے ہیں کہ امام شافعی نے فرمایا :

"اذا وجدتم سنة صحیحة فاتبعوها ولا تلتفتوا الی قول احد"[4]

(اگر تمہیں سنت صحیحہ ملے تو اس کی اتباع کرو اور کسی اور کے قول کی طرف توجہ نہ دو)

فقہ شافعی کی اشاعت :

مصر اور شام شافعی مذہب کا مرکز تھے ان علاقوں میں جب سے شافعی مذہب کا ظہور ہوا، برابر غلبہ حاصل کرتا رہا۔ ان شہروں میں ان کے علاوہ قضا اور خطابت کا عہدہ کسی کے سپرد نہ کیا جاتا تھا۔ پھر مذہب شافعی نے مصر سے نکل کر عراق میں عروج حاصل کیا اور بغداد میں ان کے متبعین کی اکثریت ہو گئی اور بہت سے علاقے خراسان، توران، شام اور یمن میں انہوں نے غلبہ حاصل کیا۔ ماوراء النہر فارس، حجاز اور ہندوستان کے بعض علاقوں میں جا پہنچا اور ۳۰۰ھ میں شمالی افریقہ اور اندلس میں بھی اس نے رسوخ حاصل کر لیا۔

عبدالحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) نے لکھا :

"وشاع مذهب الشافعی فی اکثر بلاد الحجاز والیمن بعض بلاد الهند وبعض اطراف بلاد الدکن وبعض اطراف خراسان وتوران"[5]

---

[1] حوالہ سابق ص ۱۳۵ [2] حوالہ سابق ص ۶۳ [3] حوالہ سابق ص ۶۴

[4] کتاب الجواهر المضیئة فی تاریخ حیاة الامام محمد بن ادریس ۔ محمد فاروق مصطفیٰ ص ۳۳، المطبعة الکبریٰ بمصر ۱۳۲۶ھ، ۱۹۰۸ء

[5] الفوائد البهیة فی تراجم الحنفیة، ابوالحسنات محمد عبدالحی لکھنوی الہندی (۱۲۶۴ھ۔۱۳۰۴ھ) ص ۹۔ کراچی کتب خانہ نور محمد

اور مذہب شافعی حجاز اور یمن کے کچھ شہروں میں اور بغداد کے کچھ شہروں میں رہا۔ پھر وہاں سے اور ان کے بعض حصوں میں پھیلا۔

ابن خلدون متوفی (۸۰۸ھ) شافعی مذہب کی اشاعت سے متعلق فرماتے ہیں

"واما الشافعی فمقلدوہ بمصر اکثر مما سواھا وقد کان انتشر مذھبہ بالعراق وخراسان وماوراء النھر وقاسموا الحنفیۃ فی الفتوی والتدریس فی جمیع الاعصار وعظمت مجالس المناظرات بینھم وشحنت کتب الخلافیات بانواع استدلالاتھم ثم درس ذلک کلہ بدروس المشرق واقطارہ وکان الامام محمد بن ادریس الشافعی لما نزل علی بنی عبدالحکم بمصر اخذ عنہ جماعۃ من بنی عبدالحکم واشھب وابن القاسم وابن المواز وغیرھم ثم الحارث بن مسکین وبنوہ فنظر فی فقہ اھل السنۃ من مصر عطیور دولۃ الرافضۃ وتداول بھا فقہ اھل البیت وتلاشی من سواھم الی ان ذھبت دولۃ العبیدیین من الرافضۃ علی ید صلاح الدین یوسف بن ایوب ورجع الیھم فقہ الشافعی واصحابہ من اھل العراق والشام فجاء الی احسن ماکان وتفقت سوقہ واشھر منھم محیی الدین النووی من الحلبۃ التی دبیت فی ظل الدولۃ الایوبیۃ بالشام وعز الدین بن عبدالسلام ایضا ثم ابن الرفعۃ بمصر وتقی الدین بن دقیق العید ثم تقی الدین السبکی بعدھا الی ان انتھی ذلک الی شیخ الاسلام بمصر لھذا العھد وھو سراج الدین البلقینی فھو الیوم اکبر الشافعیۃ بمصر کبیر العلماء بل اکبر العلماء من اھل العصر"[1]

امام شافعی کے مقلدین کی تعداد دوسرے مذاہب کے مقلدین کی نسبت مصر میں زیادہ ہے۔ ان کا مذہب عراق، خراسان اور ماوراء النہر کے علاقوں میں بھی پھیل چکا ہے اور ان علاقوں میں فتویٰ اور تدریس میں احناف کے ساتھ ساتھ چلتے رہے ہیں۔ ان کے مابین مناظروں کی مجلسیں منعقد ہوتی رہی ہیں اور کتب خلافیات انواع واقسام کے استدلالات سے بھری پڑی ہیں اور مشرق کے تمام علاقوں میں ان کا درس دیا جاتا رہا ہے۔ امام شافعی کا مذہب مصر میں بنی الحکم کے پاس پہنچا تو انہوں نے اس کا درس لیا۔ پھر اشہب، ابن القاسم اور ابن المواز وغیرہ نے اور پھر حارث بن مسکین اور ان کی اولاد نے ان سے استفادہ کیا۔ پھر فیصلہ مصلحت کے تحت اہل سنت کی فقہ مصر میں رائج ہوگئی اور وہاں اہل بیت کی فقہ کے رواج حاصل کرنے اور دوسرے تمام مذاہب کے ختم ہوجانے کی وجہ سے شافعی مذہب کی ختم ہوگئی۔ یہ صورت سلطان صلاح الدین ایوبی کے مصر پر قبضہ تک باقی رہی۔ پھر سلطان صلاح الدین کے تسلط حاصل کرلینے کے بعد فقہ شافعی اور ان کے اصحاب عراق و شام سے آئے اور وہاں پر رواج پذیر ہوگئی۔ اور ان میں محی الدین النووی نے شہرت حاصل کی جو کہ شام میں دولت ایوبیہ کے زیر سایہ تعلیم حاصل کرچکے تھے۔ یہ عزالدین بن عبدالسلام اور ابن الرفعہ تقی الدین دقیق العید کے بعد تقی الدین سبکی نے شہرت حاصل کی۔ یہاں تک کہ مصر کے شیخ الاسلام سراج الدین بلقینی نے فقہ شافعی کا علم اپنے والد سے حاصل کیا اور آج کل شافعیہ کے بہت بڑے فقیہ ہیں اور اس وقت سب سے بڑے عالم ہیں۔

[1] مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون (۷۳۲ھ-۸۰۸ھ) ص ۴۴۸-۴۴۹، بغداد، مکتبہ المثنی، سنہ

مصر میں شافعی مذہب کی اشاعت :

مصر تو اس کا پیدائشی وطن سمجھا جاتا ہے۔ وہاں حنفی اور مالکی مذہب پر غلبہ حاصل کرنے کے بعد اس کی سیادت رہی اور دولت فاطمی کے آنے تک یہ صورت حال رہی۔ اس کے بعد مصر میں شیعہ امامیہ کی فقہ پھیلنے لگی اور اس کے مطابق فیصلے ہونے لگے۔ حتیٰ کہ سلطان صلاح الدین ایوبی (۵۶۴ھ - ۵۶۹ھ) نے مصر پر قبضہ کیا اور اس نے مذہب معروف کو دوبارہ بحال کیا، مذہب شافعی پر عمل درآمد ختم ہو گیا۔ ایوبی خاندان نے بھی مذہب کو عزت کی نظر سے دیکھا۔ چنانچہ سب شافعی المسلک تھے بجز صالح بن العادل ابوبکر کے جو شروع میں حنفی المسلک تھا۔ اس نے حنفی مذہب اختیار کر لیا تھا۔ وہ یہ نہیں کہ اس خاندان کا کوئی فرد حنفی مذہب پر نہ تھا بلکہ ان کی اولاد بھی حنفی مذہب کی پابند رہی۔ چنانچہ حنفیہ اسے اپنے فقہاء میں شمار کرتے ہیں۔ پھر جب سلطنت ایوبی کے بعد دولت ممالیک کا دور آیا تو شافعی مذہب کی وقعت اور عزت میں کمی نہیں آئی کیونکہ ان کے سلاطین بجز سیف الدین بحرس کے سب شافعی المسلک تھے صرف سیف الدین حنفی مذہب کا پابند تھا بلکہ امام جلال الدین سیوطی نے تو کتاب "حسن المحاضرہ" میں یہ دعویٰ کیا ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد شافعی تھے۔

چنانچہ اس سلطنت میں بھی شافعی مذہب کے مطابق فیصلے ہوتے رہے اور عہدۂ قضا شافعی علماء کے ہاتھ میں رہا لیکن ۹۲۳ھ - ۱۲۶۳ھ - ۱۲۶۹ھ میں ملک الظاہر بیبرس نے یہ تجویز پیش کی کہ ہر مذہب کا الگ قاضی ہونا چاہئے جو اس مذہب کے مطابق فیصلہ کرے۔ چنانچہ اس وقت سے لے کر ترکی دور اور فرانسیسی حملہ تک میں ہر مذہب کا الگ قاضی ہوتا تھا اور اس نے نواب مقرر کئے اور شہود کا اجلاس بلایا۔ مگر شافعی کو ہر مرتبہ دوسرے مذاہب اربعہ پر بلند رکھا کیونکہ یہاں انہی کو آئین نواب کے اختیارات حاصل تھے۔ احوال شخصی اور اوقاف کے مقدمے بھی انہی کے سپرد تھے اس لئے اس مذہب کو سلطنت میں اونچا مقام حاصل تھا۔ پھر اس کے بعد مالکی اور پھر حنبلی کا درجہ تھا مگر صحیح الاصل میں مذکور ہے کہ ان تینوں مذاہب کا ملک الامراء کے دور میں ترتیب بیان کرتے ہوئے حنفی و مالکی پر مقدم رکھتے ہیں۔ پھر جب عہدۂ قضا برہان الدین بن عبداللہ حنفی کے ہاتھ آیا تو وزراء نے ملک الظاہر کو اشارہ دیا کہ مالکی اس سے اوپر بیٹھا کرے۔ جیسا کہ پہلے سے رواج چلا آتا تھا۔ چنانچہ بادشاہ نے اس کے مطابق حکم دیا۔

پھر جب کسی عمالیک کے دور میں بھی ایسی حالت قائم رہی۔ حتیٰ کہ مصر میں عثمانی سلطنت قائم ہو گئی انہوں نے مذاہب اربعہ کے عہدۂ قضا، و مذہب کے اختصاصات کو ختم کر کے عہدۂ حنفی مذہب کے سپرد کر دیا اور آج تک یہی چلا آ رہا ہے۔ ہاں احوال شخصیہ، اوقاف، تقاریر اور وصیت کے مسائل میں ان نے دوسرے مذاہب سے بھی استفادہ کیا ہے اور یہی وہ مسائل ہیں جن کے فیصلے شریعت اسلامیہ کے مطابق ہوتے ہیں۔[1]

صبحی محمصانی لکھتے ہیں :

"وان مصر ولاریب هی عبادة المذهب الشافعی . ففیها نشر الامام الشافعی مذهبه الجدید وفیها کان کثیر من اصحابه وتلامیذه وناشری مذهبه . وفیها لایزال له الباع

---

[1] شافعی حیاۃ وعصرہ وآراؤہ وفقہہ : ۱۰۱ - ۱۰۳ ملخصاً دار القلم العربی حلب

بکثرۃ، وحاصۃ فی الریف، وکان ھذا المذھب مذھب الدولۃ ایام الایوبیین، وکان مقدم شیخ الازھر الشریف محصورا فی علمائہ مدۃ من الزمن [1]

اور بالخصوص مذہب شافعی مذہب تھا امام شافعی نے یمن میں اپنے مذہب کو دوام دیا اور آپ کے اکثر شاگرد اور متبعین مذہب یمن کے رہنے والے تھے اور آپ کے بعد بھی کثرت سے وہیں رہے اور وہیں ان کا حلقہ درس قائم رہا۔ خلافت ایوبیہ کے عہد میں خلافت کا یہی مذہب تھا اور مدت دراز تک جامعہ ازہر کے شیخ کا منصب شافعی علماء کے لئے مخصوص رہا)

ہند میں مذہب شافعی کی اشاعت :

تیسری صدی ہجری کے اختتام اور چوتھی صدی کے آغاز تک انہوں نے شام میں اور انہیں کے مقابلے میں کافی مقبولیت حاصل کی۔ چنانچہ ابوزرعہ (۲۰۳ھ-۲۸۱ھ) سے تاریخ ہوا کہ دمشق میں قاضی کا عہدہ ابوشعیب ہی کے پاس رہا۔ اسی کے زمانے میں شام، کرمان، بخارا اور خراسان کے بڑے حصے میں قاضی کا عہدہ شوافع ہی کے پاس تھا۔ نیز یہ (اقلیم) اور مصر میں انہیں زیادہ قوت حاصل ہو چکی تھی [2]

عراق میں مذہب شافعی کی اشاعت :

امام شافعی پہلی مرتبہ جب بغداد آئے تو وہ فقہی نقطہ سے ناواقف تھی تھے وہاں مشہور حنفی عالم محمد بن حسن الشیبانی کے پاس فقہ عراق کے نظریات کا تفصیلی علم حاصل کر لیا۔ پھر عرصہ بغداد میں قیام کے بعد وہ حجاز چلے گئے اور وہیں تشریف وفات کے بعد ۱۹۵ھ میں دوبارہ عراق آئے تو علماء عراق ان سے مستفید ہوئے ان علماء کے سامنے امام شافعی نے اپنے نظریات کی وضاحت کی اور انہیں فقہ شافعی کے اصول وضوابط تحریر کرائے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ واپس حجاز چلے گئے اور پھر ۱۹۸ھ میں تیسری بار عراق آئے اور اسی سال مصر چلے گئے۔

یہ وہ مختصر تاریخ ہے جس میں امام شافعی نے وہاں اپنے مذہب کی اشاعت کی۔ عراق میں ان کے شاگردوں کی ایک بڑی جماعت موجود تھی جو اس مذہب کی ترویج و اشاعت کے کام میں مصروف رہتی جس کی بدولت عراق میں بھی مذہب کو کافی مقبولیت حاصل ہو گئی مگر وہ کبھی صورت حنفی مذہب پر غلبہ حاصل نہ کر سکی۔ اس بات کی تصدیق "نحات حنفیہ" کے مصنف حضرمی نے بھی کی ہے جو چوتھی صدی ہجری کے آخر میں گذرے ہیں جس میں تحریر ہے کہ خلیفہ قادر باللہ ابوالعباس کے زمانہ خلافت میں شافعی مذہب کا ایک بہت بڑا عالم ابوعبداللہ الاصطخری ایسی کو خلیفہ کے دربار میں تقریب حاصل ہوئی۔ اصطخری ایسی کی سفارش اور اصرار پر خلیفہ نے ابومحمد بن الاکفانی الحنفی کی جگہ ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد بن زنجی شافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کر دیا۔ حنفیوں کو خلیفہ کے اس اقدام سے تشویش پیدا ہوئی اور انہوں نے اس تقرر کی پرزور مخالفت کی اور مہینوں اس کا چرچا رہا۔ خلیفہ کو بھی بعض شواہد کی بنا پر یقین ہو گیا کہ اصطخری ایسی ان کے ساتھ مخلص نہیں ہیں۔ چنانچہ اس نے اصطخری ایسی کو دیوان وزارت کی ذمہ داری کے عہدہ و اقتدار سے علیحدہ کر دیا۔ اس طرح مختصر عرصہ کے بعد حنفیوں کے ہاتھ سے قاضی القضاۃ کی کرسی اور وزارت کی کشمکش ختم ہو گئی۔ یہ واقعات ۳۹۳ھ میں پیش آئے۔

---

[1] فقہ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۱۳۸، دار العلم للملایین بیروت لبنان طبع ۱۹۶۵ء، ۱۳۸۵ھ

[2] دائرۃ المعارف الاسلامیہ ۵/۵۸۱

منصب بالا وجود کی بنا پر عراق میں تو شافعی مذہب کی ترقی رک گئی لیکن سلطان محمود اور سلجوقیین اور نظام الملک کی وجہ سے بلاد مشرق میں صلاح الدین ایوبی اور اس کے جانشینوں کی مدد سے مصر میں اس مذہب کی کافی اشاعت ہوئی۔[1]

دائرہ معارف اسلامیہ میں مذکور ہے :

"امام شافعی کی سرگرمیوں نے دو بڑے مراکز جذب اور تابع کر رکھے تھے ۔۔۔ تیسری اور چوتھی صدی کی تاریخ میں مصر کی تاریخ میں ان دو شہروں میں شافعی مذہب کے تقلدین کا اضافہ ہونے لگا۔ علاقائی اعتبار سے بغداد میں جو اس وقت اہل الرائے کا مرکز تھا انہیں بڑی مشکلات درپیش تھیں۔"[2]

فارس، خراسان، ہجستان اور ماوراء النہر میں شافعی مذہب کی اشاعت :

اس بارے میں استاد ابوزہرہ کی تحقیق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

شافعی مذہب فارس میں بھی پھیلا۔ بقول بکل کے ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہاں سوائے مذہب شافعی اور مذہب حنفی کے کسی مذہب کے قدم نہیں جم پاتے تھے۔ پھر تحقیق مذہب وہاں کا عمومی مذہب بن گیا۔ اسی طرح یہ مذہب خراسان، ہجستان اور ماوراء النہر وغیرہ میں بھی شافعی مذہب ایک خصوصی منزلت رکھتا تھا۔ یہاں حنفیوں اور شیعوں سے اس مذہب کے متعین کی جنگیں بھی ہوئیں۔

مذہب شافعی کے شیوع ان بلاد میں اس مذہب کے علماء کی تنظیم کا مرہون منت تھا۔ محمد بن اسماعیل القفال الصغیر الشاشی (متوفی ۳۶۵ھ) وہ بزرگ ہیں جنہوں نے ابن سریج کے بیان کے مطابق رے اور ماوراء النہر میں پائے جانے کے مواقع فراہم کئے۔ اسی طرح عبداللہ بن محمد بن حامد الدوزنی کے باعث یہ مذہب ہرات میں پھیلا۔ ان کا قول ہے، صدر دین اور سوئیچ کے باعث اسفرائن میں یہ مذہب پھیلا۔ مذہب شافعی جس طرح عوام کے لئے جذب و کشش رکھتا تھا اسی طرح حکام بھی اس کے اثر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔

ابن اثیر نے اپنی تاریخ "الکامل" میں ۴۹۵ھ کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ غزنہ کا فرمانروا ابوالمظفر محمود جو مذہب کرامیہ کا پیرو تھا شافعی ہو گیا تھا۔ اس مذہب کو وہ سے مذہب شیعہ، حنفی وغیرہ سے معروف پیکار بھی ہوئی اور یہ اپنا مذہب پھیلانے خونریزی تک بھی کبھی کبھی منتج ہوئی۔ مقدسی نے احسن التقاسیم میں بتایا ہے کہ متعدد مسالک میں یہ اکثریت کا مذہب تھا۔ مثلاً طوس، ہرات، ہجستان اور سرخس وغیرہ۔ لیکن ہجستان اور سرخس وغیرہ میں فتنے بھی ابھرے اور تعصب کے باعث خونریزیوں کا بھی سلسلہ شروع ہو گیا۔ اسی طرح بیہقی میں فتنوں کی دو کیفیت رہی کہ خدا کی پناہ۔[2]

مغرب اقصیٰ اور اندلس میں شافعی مذہب کی اشاعت :

مذہب شافعی مشرق کے دور دراز گوشوں میں پہنچ گیا۔ عراق، شام، یمن اور حجاز میں پہلے پھیل چکا تھا، پھر مغرب اقصیٰ اور اندلس (اسپین) میں شافعی مذہب کے قدم نہ جم سکے، بجز اس کے کہ یوسف بن یعقوب بن عبدالمؤمن

---

[1] تاریخ القضاء فی الاسلام، محمود بن محمد عرفوس، ص ۱۰۰ بحوالہ الخطط المقریزی، نیز دیکھئے محمد احمد پانی پتی، ماہنامہ الفرقان، شمارہ ۷ ص ۳۰

[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۱/ ۵۸۱ [3] الشافعی، ابوزہرہ، ص ۲۷۴ مطبوعہ دار الفکر العربی مصر

[illegible] مغرب الاقصیٰ کی مسافت سے کسی حد تک اشاعت پذیر ہوا۔ کیونکہ اس نے ظاہری مذہب اختیار کرنے کے بعد [illegible] آخری ایام میں شافعی مسلک اختیار کر لیا تھا اور اپنے ممالک محروسہ کے بعض شہروں پر شافعی مذہب کے قاضی [illegible] جیسا کہ ابن عذاری نے "الاعلام" میں بیان کیا ہے۔

بلاد مغرب الاقصیٰ میں مالکی مذہب کے غلبہ کی وجہ سے شافعی مسلک کو اثر و رسوخ حاصل نہ ہو سکا۔ چنانچہ مقدسی صاحب احسن التقاسیم لکھتے ہیں کہ ان کے زمانہ تک میں بلاد مغرب کے تمام شہروں میں صرف مصر تک ہی مذہب شافعی سے کوئی شخص واقف [illegible] اور اس نے ان کے سامنے امام شافعی کا قول ذکر کیا تو وہ کہنے لگے "شافعی کون شخص ہے؟ مشرق کے امام حنیفہ اور اہل مغرب کے امام مالک!"

علامہ مقدسی یہ بھی لکھتے ہیں: "میں نے اصحاب مالک کو دیکھا کہ وہ شافعی سے بغض رکھتے اور کہتے ہیں کہ امام [illegible] اور ان لوگوں نے اپنے استاد کی مخالفت کی"۔ اول قیروان کے متعلق لکھتے ہیں: "وہاں کے تمام باشندے [illegible] مذہب رکھتے ہیں اور ان میں یہ اصل سیاہ ہے کوئی بھی فرد انہیں سمجھتا۔ تعصب اور شدت کا نام تک [illegible]"

یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہل خراسان نے شافعی مسلک آسانی اور تیزی سے اس لئے اختیار کر لیا کہ وہاں بہت [illegible] رہتے تھے اور وہ بھی اس مذہب کے پیرو تھے۔ لیکن مصر کے شافعی علماء اس نشاۃ فکر اور ذہن سے محروم تھے۔ [illegible] مغرب اور اندلس کے فقہاء مالکی مذہب اختیار کئے ہوئے تھے اور کسی دوسرے مذہب والوں کا داخل [illegible]

بلاشبہ مذہبی تعصب جو شیعہ، حنفیہ اور شافعیہ کے مابین پایا جاتا تھا، وہ اس مذہب کے شیعی دولت پر اثر انداز ہوا [illegible] میں چونکہ تعصب نہ تھا، شافعیہ اور حنفیہ کے مابین کسی قسم کی چپقلش پائی جاتی تھی اور نہ ان کے اور مالکی [illegible] کے مابین کوئی کشمکش تھی۔ اس لئے وہاں مذہبی پراگندگی سے وہ جوش اور ولولہ پیدا نہیں ہو سکا۔ بلکہ ہر ایک [illegible] مذہبی تحقیق کرتا تھا اور کسی قسم کی عصبیت کا مظاہرہ نہیں کرتا تھا۔ گو شوافع اور دیگر مذاہب کے مابین کبھی کبھی [illegible] ہو جاتی تھیں تاہم ہوتی تھیں مگر وہ علمی حلقوں کے اندر ہی رہتی تھیں اور عوام میں کسی قسم کی فتنہ انگیزی کا باعث [illegible] تھیں۔[1]

مکہ المکرمہ اور مدینۃ المنورہ میں شافعی مذہب کی اشاعت:

چوتھی صدی ہجری میں عصر کے بعد مکہ المکرمہ اور مدینہ المنورہ کے بڑے مرکز تھے [illegible] آل عثمان کے دور سے پہلے کی آخری صدیوں میں اسلام کے مرکزی ممالک میں انہیں کامل غلبہ حاصل تھا۔ ابن جبیر کے وقت میں [illegible] مکہ المکرمہ میں شافعی مذہب کے ماننے والوں کی امامت کرتا تھا۔[2]

---

1. الاعلام ص ۳۵۵ ملخص
2. تاریخ معارف اسلامیہ ۱۱/۵۷۲

قسطنطنیہ اور وسطی ایشیا وغیرہ میں اشاعت :

عثمانی (ترک) سلاطین کے عہد میں دسویں صدی ہجری/سولہویں صدی عیسوی میں قسطنطنیہ سے شافعی قاضی مقرر ہونے لگے اور وہی امامت کرانے لگے۔ اور وسطی ایشیا میں بخارا میں سلجوقیوں نے ۵۰۱ھ/۱۱۰۷ء کے بعد فقہ شافعی کی جگہ لے لی۔ تاہم عصر شام اور حجاز میں عام شافعی مذہب ہی کے پابند رہے۔ جو تقریباً ہر مثل وقت بھی شافعی فقہ کا ذوق و شوق سے مطالعہ ہوتا ہے۔ جنوبی عرب، بحرین، ایشیا، افغانستان، ہندوستان اور وسط ایشیا کے بعض حصوں میں اس وقت بھی شافعی مذہب ہی کا اقتدار حاصل ہے۔[1]

امام شافعی کے بعض مشہور تلامذہ نے مذہب شافعی کی اشاعت میں حصہ لیا۔ ابو عبداللہ محمد بن شافعی (متوفی ۲۸۰ھ) نے کتاب "صاف الشافعی" میں ایک فصل "فی شرح ثلاثمائة المسائل" کے تحت ان کا ذکر کیا ہے۔[2] ابو زرعہ دمشقی نے تواریخ الشافعیین میں حجاز، عراق اور مصر تین میں سے شافعی مذہب کی فقہ و حدیث نقل کرنے والے سارے اصحاب شافعی کا بڑی تفصیل کے ساتھ تعارف پیش کیا ہے۔[3]

ابن عجمی اس فہرست کو اور بڑھاتے ہوئے کچھ حذف و اضافے کے ساتھ اسی ترتیب پر مرتب کیا۔ ان کا خلاصہ ندوی نے لیا ہے[4]

امام شافعی کے مکی تلامذہ :

مکہ معظمہ میں امام شافعی سے مستفید ہونے والے تلامذہ یہ ہیں

۱۔ ابوبکر الحمیدی — بہت بڑے فقیہ اور محدث تھے۔ حافظ حدیث تھے۔ آپ ۲۱۹ھ میں مکہ ہی میں انتقال ہوا۔ امام شافعی کے ساتھ یہ بھی مصر آئے تھے اور وہیں رک گئے تھے۔ پھر جب امام شافعی کا انتقال ہو گیا تو یہ مکہ واپس آ گئے اور باقی زندگی وہیں گزاری۔[5]

۲۔ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن العباس بن عثمان بن شافعی المکی — ان کا تذکرہ بھی حفاظ حدیث میں ہوتا ہے اور ثقہ مانے جاتے تھے۔ لیکن فقہ میں ان سے کوئی چیز منقول نہیں ہے۔ مکہ ہی میں انہوں نے انتقال فرمایا تھا۔ کتاب الرسالہ ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔

۳۔ ابو بکر محمد بن ادریس — ان کے بارے میں ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ یہ اصحاب شافعی میں سے تھے لیکن کس سال وفات ہوئی یہ نہیں معلوم۔ مکہ میں جن لوگوں نے امام شافعی سے علم حاصل کیا ان میں سے ہیں۔

۴۔ ابو الولید موسیٰ بن ابی الجارود — اصحاب شافعی میں سے تھے۔ استاد ذہبی کہتا ہے کہ انہوں نے علم حاصل کیا۔ ان کے بغداد جانے سے پہلے یا بعد ان کے دامن علم سے وابستہ رہے۔[6]

---

1. حوالہ سابق ۱/۵۸۲
2. مناقب الامام الشافعی، ابو عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الرازی متوفی ۳۰۶ھ ص ۱۳، ناشر مکتبۃ العلمیہ بیروت ۱۳۹۱ھ
3. توالی التاسیس، ابن بحر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ص ۳۳ تا ۴۲، مطبعہ الخیریہ ۱۳۰۱ھ
4. حوالہ سابق ص ۳۲ — 5. الشافعی، ابوزہرہ ص ۱۳۱، دار الفکر العربی مصر

...ن تلامذہ :

...ن جن لوگوں نے امام شافعی سے علم حاصل کیا اور ان سے مستفیض ہوئے ان کی تعداد بہت ہے۔

ابو علی الحسن الصباح الزعفرانی ——— امام شافعی کے شاگردوں میں ان سے زیادہ صحیح الاسلام اور بیان کوئی نہیں تھا۔ ثقاہت حدیث اور اقوال آپ پر جو ان کو میسر حاصل تھا ان کے مقابل ملنا مشکل ہے۔ انہوں نے امام شافعی کے سامنے ان کی مشہور کتاب "الحجۃ" بیان کی۔ آپ کا انتقال ۲۶۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[1]

ابو علی الحسین بن علی الکرابیسی ——— یہ بہت بڑے عالم، مصنف اور پرہیزگار شخص تھے۔ علم کلام کے بڑے امام تھے۔ حدیث میں ثقہ تھے۔ واقعی متبحر عالم تھے۔ یہ مذہب اہل عراق پر عامل تھے۔ پھر مذہب امام شافعی بغداد تشریف لائے تو انہوں نے انہیں سے بکثرت مسائل اختیار کئے اور ان سے روایت کی۔ مذہب شافعی کی کتب پڑھتے تھے۔ ۲۵۹ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[2]

ابو ثور الکلبی ——— یہ مذہب اہل عراق پر عامل تھے۔ پھر امام شافعی کی صحبت اختیار کی اور ان سے حصول علم کیا اور ان کی کتابوں کی نقل سے خدمت کی۔ چنانچہ امام شافعی کی طرف ان کا میلان زیادہ ہو گیا۔ ۲۴۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔[3]

ابو عبد الرحمن احمد بن محمد بن یحیی الاشعری المصری ——— انہوں نے بغداد میں امام شافعی کی صحبت اختیار کی تھی۔ اس مذہب کی تائید و حمایت میں مناظرے بھی کیا کرتے تھے۔ بہت بڑے عالم، بلند پایہ فقیہ، احادیث و اختلاف کے عارف تھے۔ فقہاء کی نظر میں بلند مقام رکھتے تھے۔ صاحب القدر تھے۔ نظم و بیان کے فن سے خوب واقف تھے۔ بہت وسیع علم رکھتے تھے۔ پہلے عراق میں پھر مصر میں انہوں نے امام شافعی کی متابعت کی اور ان کی تائید و حمایت اور نصرت کے لئے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ متعدد مصنفات جلیلہ ان سے یادگار ہیں۔ بغداد میں ۲۸۱ھ میں ان کی وفات ہوئی۔[4]

یہاں یہ بھی بیان کر دینا مناسب ہے کہ امام احمد بن حنبل (متوفی ۲۴۱ھ) اور اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ) نے بھی امام شافعی سے اکتساب فیض کیا لیکن ان کے مذہب کی پیروی نہیں کی۔

...شافعی کے مصری اصحاب :

مصر میں جن حضرات نے امام شافعی سے کسب فیض کیا ان کی تعداد بھی خاصی ہے، چند یہ ہیں

ابو عبد اللہ بن عبد الحکم بن اعین ——— یہ بلند پایہ شخصیت کے حامل تھے اور بہت بڑے عالم تھے۔ کہا جاتا ہے۔

ابو عبد اللہ شافعی مصر میں انہی کے پاس ٹھہرتے تھے۔ ان عبد الرحمن کے بارے میں کہتے ہیں

---

[1] ابو علی الحسین بن محمد بن عبد اللہ الامام الشافعی، محمد بن عبد اللہ الزرکشی ص ۱۳، الشافعی، ابو زہرہ ص ۱۳۷، ۱۳۸ ملخص

[2] مناقب امام شافعی، محمد بن عبد اللہ الزرکشی ص ۱۰۳، الشافعی، ابو زہرہ ص ۱۳۸ ملخص

[3] ابو ثور الکلبی، ابن حجر ص ۳۹، مناقب الامام الشافعی، محمد بن عبد اللہ الزرکشی ص ۱۳، الشافعی، ابو زہرہ ص ۱۳۸ ملخص

[4] الشافعی، ابو زہرہ ص ۱۳۹

"روی عن الشافعی من الکتب ما لم یروہ الربیع ، منہا کتاب الشروط للامالۃ اجزاء ، ومنہا کتاب السنن ، عشرۃ اجزاء ومنہا کتاب الوان الابل والغنم واصنافہا واسنانہا ومنہا کتاب النکاح ، وکتب کثیرۃ انفرد بروایتہا عن الربیع"۔[1]

(انہوں نے امام شافعی سے وہ کتابیں روایت کی ہیں جن کی روایت ربیع بھی نہیں کرتے تھے، مثلاً کتاب الشروط دس جزء پر مشتمل ہے، کتاب السنن جس کے بارہ اجزاء ہیں، کتاب الوان الابل والغنم واصنافہا واسنانہا اور کتاب النکاح نیز دیگر کتابیں جن کی روایت میں یہ ربیع سے منفرد ہیں)

۲۔ عبدان یحییٰ بن محمد ۲۹۶ھ میں مصر میں انتقال ہوا۔[2]

۴۔ ابو یعقوب یوسف بن یحییٰ البویطی ان کے مقام و مناقب کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ امام شافعی نے اپنے حلقہ میں انہیں اپنا جانشین بنا رکھا تھا اور انہیں محمد بن عبداللہ بن الحکم، ابن عمر سے غیر معمولی محبت بلکہ جنون کی حد تک تھی۔ بویطی بہت بڑے عالم، فقیہ، زاہد اور متقی شخص تھے۔ خلق قرآن کے مسئلہ میں انہوں نے معتزلہ کی تائید نہیں کی، چنانچہ قید کر لئے گئے اور اسی حالت اسیری میں انہوں نے ۲۳۱ھ میں وفات پائی۔[3]

۳۔ ابو ابراہیم اسماعیل بن یحییٰ المزنی یہ بھی بہت بڑے عالم اور فقیہ تھے۔ حسن بیان ان کی خصوصیت تھی۔ عبدان جدل میں تو حریف کو زیر کر لیتے تھے۔ مذہب شافعی سے متعلق یہ کتب کثیر کے مصنف ہیں جن میں "المختصر الکبیر" اور "المختصر الصغیر" جسے "المختصر الکبیر المبسوط" بھی کہتے ہیں، بہت مشہور ہیں۔ بحث اور مناظرہ کے فن میں اپنی مثال آپ ہیں، عابد، عالم اور متواضع تھے۔ نحو نیز میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔ ابن یونس کی قول کے مطابق "المختصر" کی شرح کئی لوگوں نے لکھی ہے، جن میں ابو اسحاق المروزی اور ابو العباس بن سریج کا نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔[4]

۴۔ محمد بن عبداللہ بن الحکم ابن حجر نے "توالی التاسیس" میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "لم یکن فی مصر الصدفی کان اہل مصر لا یعدلون بہ احدا" (ابو محمد صدفی نے کہا کہ اہل مصر ان کے مقابلہ میں سب کو ہیچ سمجھتے تھے) ابن حجر نے امام مزنی اور ابو اسحاق الشیرازی کے اقوال بھی نقل کئے کہ امام مزنی نے فرمایا "لم ینظر الشافعی الیہ قاتلہ بصرہ وقال وددت لو ان لی ولدا مثلہ"۔ (امام شافعی نے جب انہیں دیکھا تو پہلی مرتبہ اتنے متاثر ہوئے کہ فرمایا "مجھے حسرت ہے کہ کاش میرا بیٹا ایسا ہوتا")

---

[1] حوالہ سابق ص ۳۹

[2] توالی التاسیس، ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ ص ۳۹، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳

[3] توالی التاسیس ص ۴۰، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳، مناقب الشافعی، ابن ابی الجزری متوفی ۹۰۶ھ، الشافعی ابو زہرہ ص ۱۳۹، ۱۵۰ ملخص

[4] توالی التاسیس ص ۴۰، مناقب الامام الشافعی، الرازی ص ۱۳، مناقب الشافعی، ابن ابی الجزری متوفی ۹۰۶ھ، الشافعی ابو زہرہ ص ۱۵۰ ملخص

[5] توالی التاسیس ص ۴۱ [6] حوالہ سابق ص ۴۲

...رازی نے فرمایا: "انتهت اليه رياسة العلم بمصر" ۔[1] (مصر کی ریاست علم ان پر ختم ہوگئی) محمد بن عبدالحکم نے ۲۶۸ھ میں وفات پائی۔[2]

ربیع بن سلیمان بن عبد الجبار بن کامل ابو محمد المرادی: عرصہ دراز تک امام شافعی کی مسجد میں رہے اور اس مذہب کی اشاعت کی۔ وہ امام شافعی کی کتب جدیدہ کے راویوں میں سے ہیں۔ انہوں نے ۲۷۰ھ میں وفات پائی۔[3]

...ی درسگاہ جامعۃ الازہر میں شیخ الازہر کا مذہب (تاریخی تناظر میں):

...الازہر کے سب سے پہلے شیخ الازہر شیخ محمد الخرشی (متوفی ۱۱۰۱ھ) تھے جو مذہباً مالکی تھے۔ ان کے بعد شیخ ...بن محمد البقاوی (متوفی ۱۱۰۶ھ) شیخ الازہر ہوئے جو مذہباً شافعی تھے۔ اس کے بعد یہ عہدہ ۱۱۲۷ھ تک مالکیوں ...مخصوص رہا پھر شافعیوں کو منتقل ہو گیا۔[4]

...مصر میں ۱۱۲۷ھ سے ۱۲۸۷ھ تک شیخ الازہر کا عہدہ شافعیوں کے لئے مخصوص رہا اس عہدہ کا حامل مصر کے علماء کا ...ر سمجھا جاتا تھا۔ پھر ۱۲۸۷ھ میں یہ عہدہ حنفی عالم شیخ محمد المہدی العباسی کو حاصل ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ مفتی اعظم کا ...دہ بھی ان کو ملا۔ پھر ان کے بعد شیخ الازہر کا منصب کسی خاص مذہب کے لئے مخصوص نہیں رہا لیکن ابھی تک اس ...ب پر کوئی حنفی عالم فائز نہیں ہو سکا کیونکہ مصر میں حنفیہ کی تعداد بہت کم ہے۔[5]

...ب شافعی کے ماننے والوں کی موجودہ زمانے میں تعداد:

...سلسلے میں پوری دنیا کے مکمل و درست اعداد و شمار تو کہیں دستیاب نہیں ہے ہاں البتہ اس سلسلے میں کچھ اندازے ہیں جن کی ...ل نے لکھا:

"ويغلب مذهب الشافعي اليوم ايضاً على اهل فلسطين، وكذلك له كثير من الاتباع في سوريا ولبنان، وخاصة في مدينة بيروت، وفي العراق، والحجاز والهند الصينية وجاوا، ودين اهالي فارس واليمن السفلى"۔[6]

...حوالہ سابق ص ۳۶

...شافعی، ابوزہرہ ص ۱۵۰

...فی الجنس ص ۳۱۔ ۳۲، رسالت شافعی، ابوزہرہ ص ۱۵۱۔ ۱۵۲ ملخص

...لمذهب الحنفيه الاربعه، مجموعہ قوانین پاشا کے ترجمہ مسمی محمد بیگ کامل ص ۱۰ (یہ عبارت عربی متن کے الفاظ کے حذف و اضافہ کے ساتھ نقل کی ہے)

...فی کتب خانہ مذکورہ

...حوالہ سابق ص ۳۶ (متن)

...فقه التشريع في الاسلام، صبحی محمصانی ص ۳۶۔ ۳۷، بیروت، دار الکشاف ۱۳۶۵ھ۔ ۱۹۴۶ء

(فلسطین، اردن) کے علاوہ میں بھی آج کل مذہب شافعی زیادہ رائج ہے۔ اس مذہب کے متبعین سوریا اور لبنان میں بھی بکثرت ہیں خصوصاً دمشق کے شہر میں اور عراق، ایران، پاکستان، ہند، یمن، جاوا، ملایا اور برہما میں بھی ہیں۔)

آج کل یعنی چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں شافعی مذہب کے پیرو انڈونیشیا، ملائشیا، فلپین، تھائی لینڈ، برما، سنگاپور، سماٹرا، جاوا، لیبیا، فلسطین اور لبنان میں آباد ہیں۔ بڑی طور پر یہ شافعی فریضے کے ساتھ ہندوستان کے ساحلی علاقوں، سعودی عرب، عراق، شام اور لبنان میں بھی پائے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں شوافع کی دنیا میں تعداد دس کروڑ لگایا گیا تھا۔[1]

[1] المذاہب الفقہیہ الاربعہ کے مترجم عمران محمد اسحاق کا ص ۲۱۲ حاشیہ

...لہ چہارم

حنبلی مذہب اور اس کا نشأۃ وارتقاء

...امام احمد بن حنبلؒ :

امام احمد بن حنبل بن ہلال الذہلی الشیبانی المروزی بغدادی ۱۶۴ھ/۸۰ء کو بغداد میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ/۸۵۵ء کو بغداد ہی میں وفات پائی۔ وہ نسلاً عرب اور ربیعہ کی ایک شاخ بنوشیبان میں سے تھے جنہوں نے عراق ...ان کی فتح میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ بغداد میں قاضی ابو یوسف (۱۸۲ھ/۷۹۸ء) کے درس میں بھی شریک ہوئے ...پھر بھی کے شاگرد ہیثم بن بشیر کے درس میں ۱۷۹ھ تا ۱۸۳ھ باقاعدگی سے شریک رہے۔ امام شافعی سے بھی استفادہ ...یا۔ امام شافعی "اعلم اهل الارض فی زمانه" ہونے کے باوجود حدیث کی مشکلات میں آپ کی طرف رجوع ...تے ہیں[1] اور ان کی علمی عظمت کے اعتراف میں انہیں "انتم اعلم بالحدیث وبالرجال" کہہ فرماتے ہیں ...امام شافعی بغداد سے چلے جانے کے بعد فرمایا کرتے تھے :

"خرجت من بغداد وما خلفت فیها اتقی ولا افقه من ابن حنبل"۔[2]

(میں نے اپنے پیچھے احمد بن حنبل سے زیادہ فاضل عالم نہیں چھوڑا)

آپ نے کوفہ، بصرہ، مکہ، مدینہ اور یمن وغیرہ کے طلبی اسفار کیے۔ خلق قرآن کا عقیدہ قبول نہ کرنے کی بنا پر ...زے کھائے اور جسمانی اذیتیں برداشت کیں۔ ۲۱۸ھ سے ۲۳۳ھ تک مسلسل پندرہ برس قید خانے میں رہے۔ متوکل ...لعہد میں رہائی ملی۔ عمران احسن خان نیازی نے امام احمد بن حنبل کے مذہب کی تدوین سے متعلق لکھا :

Imam Ahmad Ibn-e-Hanbal, the founder of this school, was involved more in the work on traditions. his views on the law as well as on legal theory were collected later by his pupils and transformed into a theory.[3]

(حنبلی مذہب کے بانی امام احمد بن حنبل زیادہ تر احادیث رسول ﷺ میں مشغول رہے ان کی آراء اور مذہب کو ان کے بعد ان کے شاگردوں نے مدون کیا اور انہی کی روشنی میں اصول وضع کئے)

---

[1] ...حافظ الاسلام ج ۲ ص ۷۰، ۷۱ ۔ احمد بن حنبل لفظ کے مزید اضافے کے ساتھ تحقیق۔

[2] ...بیت الحکمۃ بغداد میں ۵۴۵ھ کو زبانی شیخ امام علی بن عقیل سے سنا۔

[3] ...تاریخ التراث العربی فواد سزگین ص ۴۶۵ ملخص وار قم ۱۹۶۷ء، ۱۳۵

[4] ...حوالہ سابق ص ۴۶۵ ۔ بحوالہ فواتح الاعلان ۱/۳۹

[5] ...حوالہ سابق ص ۴۶۵

[6] Theories of Islamic Law, Imran Ahsan Khan Nyazee Pg:56 Islamic Research Institute and International Institute of Islamic Thought

شیخ عبداللہ بن محمد الحنبلی نے حنبلی مذہب کی تدوین کے مقدمہ خال کو اس طرح بیان کیا :

" قد ذكر الاصحاب ان الامام احمد لم يؤلف كتابا ، وانما اخذوا مذهبه من اقواله والفاظه واجوبته ، وغير ذلك مما لا يخفى ، فان الاصحاب كانوا اذا وجدوا عن الامام في مسالة قولين يعدلون اولا الى الجميع بينهما بطريقة من طرق الاصول ، اما بحمل عام على خاص او مطلق على مقيد ، فاذا امكن ذلك كان القولان مذهبه ، وان تعذر الجمع بينهما وعلم التاريخ ، فاختلف الاصحاب فقال قوم : الثاني مذهبه ، وقال اخرون : الثاني والاول ، وقالت طائفة : الاول ، ولو رجع عنه ، وصحح القول الاول الشيخ علاء الدين المرداوي في كتابه " تصحيح الفروع" فان جهل التاريخ فمذهب اقرب الاقوال من الادلة ، او قواعد مذهبه "[1]

(اصحاب امام احمد نے بیان کیا کہ انہوں نے (امام احمد) نے کوئی کتاب تالیف نہیں کی تھی اور ان کا مذہب ان کے اقوال افعال اور جوابات سے ماخوذ ہے اور یہ بات چھپی ہوئی نہیں ہے۔ ان کے اصحاب کسی مسئلہ میں ان کے دو قول پاتے تھے تو ان کے درمیان اصولی طریقہ پر تطبیق کی کوشش کرتے۔ کبھی عام کو خاص اور کبھی مطلق کو مقید پر محمول کرتے اور وہ تطبیق دینے میں کامیاب ہو جاتے تو دونوں اقوال کو ان کا مذہب قرار دیتے۔ اور اگر ان دونوں اقوال میں تطبیق ممکن ہوتی اور ان کی تاریخ کا بھی علم ہوتا تو اس صورت میں ان کے اصحاب میں اختلاف ہوا۔ کچھ نے کہا کہ دوسرا قول ان کا مذہب اور کچھ نے پہلے اور دوسرے دونوں اقوال کو ان کا مذہب قرار دیا اور کچھ نے کہا کہ صرف پہلا قول ہی ان کا مذہب ہے جبکہ اس سے رجوع ہی کر لیا ہو۔ شیخ علاؤ الدین المرداوی نے اپنی کتاب تصحیح الفروع میں پہلے قول کے صحیح مذہب ہونے کا قول کیا ہے اور اگر دونوں اقوال کی تاریخ کا علم نہ ہو سکا تو ان میں سے اللہ اور ان کے مذہب کے قواعد سے قریب ترین قول کو ان کا مذہب قرار دیا)

ابن قیم جوزی (متوفی ۷۵۱ھ) کے مطابق امام احمد بن حنبل کے مذہب کی بنیاد پانچ اصولوں پر ہے :

۱۔ آیات قرآنی و احادیث نبوی ﷺ۔

۲۔ صحابہ کے فتاوی بشرطیکہ ان کے خلاف دوسرے اقوال نہ ہوں۔

۳۔ بعض کا قول بشرطیکہ قرآن و حدیث کے مطابق ہو۔

۴۔ مرسل اور ضعیف احادیث۔

۵۔ ضرورت کے وقت قیاس۔[2]

---

[1] كتاب المسترشد الى المقدم في مذهب احمد ، عبداللہ بن محمد الحنبلی ، تحقیق محمد زہری النجار ص ۸۔۹ ، المعارف مصر مع جزوہ القضاء والقدر ص ۱۴۱ ، ۱۹۸۱ء۔

[2] اعلام الموقعین عن رب العالمین ، ابن قیم جوزی حنبلی متوفی ۷۵۱ھ ص ۳ ، ج ۱ ، المطبعۃ المنیریہ ، ۱۹۵۵ء۔

...ابن حنبلی مذہب کو ایک مستقل مذہب کی حیثیت سے تسلیم نہ کرنے والوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ولقد اشتهر ابن حنبل بالا بتعاد عن الرأي وبتمسكه بنصوص الكتاب والحديث، حتى عدّه بعضهم في فئة المحدثين اكثر منه في فئة المجتهدين ومن هؤلاء ابن النديم، الذي وضع ابن حنبل مع البخاري ومسلم وباقي المحدثين في باب فقهاء الحديث، ومنهم ايضاً ابن عبدالبر الذي لم يذكر ترجمة هذا الامام في كتابه "الانتقاء في فضائل الائمة الفقهاء" وكذلك الطبري في كتابه "اختلاف الفقهاء" وابن قتيبة في "كتاب المعارف" لم يذكروا شيئاً عن ابن حنبل ولا عن مذهبه"۔[1]

(امام احمد بن حنبل اجتہاد بالرائے سے احتراز کرنے اور فقط قرآن و حدیث سے استدلال کرنے میں یہاں تک مشہور ہیں کہ بعض علماء نے آپ کو زمرۂ مجتہدین سے نہیں بلکہ محدثین میں شمار کیا ہے۔ مثلاً ابن ندیم نے فقہاء حدیث کے باب میں ابن حنبل کو امام بخاری، مسلم اور دیگر محدثین کے ساتھ رکھا ہے اور ابن عبدالبر نے اپنی کتاب "الانتقاء فی فضائل الائمة الفقهاء" میں طبری نے اپنی کتاب "اختلاف الفقهاء" میں اور ابن قتیبہ نے اپنی تصنیف "کتاب المعارف" میں امام ابن حنبل کا اور ان کے مذہب کا کوئی تذکرہ نہیں کیا)

اس کے بعد وہ اس تاثر فہمی کا انکار کرتے ہوئے لکھتے ہیں :

"ولا ريب في ان هذا القول مردود، اذ ان المذهب الحنبلي يعد من المذاهب الفقهية الصحيحة الاصلية، التي لها اصولها المستقل ومبادئها الخاصة في علمي الاصول الفروع"۔[2]

(قول مذکور یقیناً قابل تسلیم نہیں کیونکہ مذہب حنبلی اہل سنت کے بنیادی مذاہب فقہ میں شمار ہوتا ہے جس کا اپنا ایک مستقل اسلوب ہے اور علم اصول اور علم فروع میں اس کے اپنے تمام اصول ہیں)

ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) حنبلی مذہب کے مقلدین کی کمی کی وجہ بتاتے ہوئے لکھتے ہیں :

"واما احمد بن حنبل فمقلده قليل لبعد مذهبه عن الاجتهاد، واصالته في معاضدة الرواية، وللانحياز بعضها ببعض"۔[3]

(امام احمد کے مذہب فقہی کی تقلید کرنے والے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اس لئے کہ یہ مذہب اجتہاد سے بعید ہے اور اس کی اصل و اساس احادیث و روایات سے اخذ پر قائم ہے)

ابن خلدون نے حنبلی مذہب کی کم اشاعت کے سلسلہ میں جو وجہ بیان کی ہے اس پر ابوزہرہ نے سخت تنقید کی اور کہا کہ ابن خلدون کے لئے اس قسم کی بات کرنا مناسب نہیں تھی۔ ابوزہرہ کی تنقید کے نام نکات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے

حقیقت یہ ہے کہ امام احمدؒ بہت بڑے فقیہ و مجتہد تھے۔ ان کا اجتہاد سنت نبوی ﷺ اور صحابہ و تابعین کے آثار ثابتہ پر مبنی فتاوائ کی رائے اور قیاس کی بنیاد حدیث پاک تھی۔ مسائل کے حل کے لئے وہ اسی بنیاد پر فتویٰ دیتے تھے

---

[1] تاریخ التشریع الاسلام، مناع القطان، ص ۳۴۹۔ ۵۰۰، بار دوم کتبہ وہبہ قاہرہ ۱۳۹۵ھ۔ ۱۹۷۶ء

[2] ایضاً، ابوزہرہ، احمد بن حنبل، ص ۲۶۷۔ سابق ص ۵۰

[3] مقدمہ ابن خلدون، عبدالرحمن بن محمد بن خلدون متوفی ۸۰۸ھ، ص ۳۴۹۔ بار دوم، مکتبہ تجاریہ مکہ۔

جو آثار صحابہ سے ماخوذ ہوں۔ امام احمد کا اجتہاد محدود و محفوظ اور سر چشمہ اثر حدیث سے مستفید تھا اور ان کا مدار صرف فقیہ و مجتہد سے کسی طرح کم نہیں تھا کیونکہ ان کی فقہ کے فتاوی آنحضرت ﷺ کے عمل مبارک اور صحابہ کی روشنی میں ترتیب پاتے تھے۔

☆ ابن قدامہ نے جو امام احمد کے قلت اجتہاد و کثرت روایات کی طرف اشارہ کر کے ثابت کرنا چاہا کہ امام صاحب فقیہ سے زیادہ محدث تھے۔ بالفاظ دیگر ان کی فقہ روایت کے بجائے روایت پر مبنی تھی۔ ابن قدامہ کا یہ بیان انصاف پر مبنی نہیں ہے۔

☆ ابن قدامہ کی یہ بات بھی بڑی حد تک درست ہے کہ امام صاحب کے متبعین کی قلت ان کے قلت اجتہاد کی وجہ سے ہوئی کیونکہ لوگ جب کسی امام کی پیروی کرتے ہیں تو وہ موازنہ اور معرفت طریق پر مبنی نہیں ہوتی۔ مگر یہ صحیح شواہد کی اس لئے کثرت نہیں ہے کہ متاخرین اور شارحین نے امام شافعی اور دوسرے ائمہ فقہ کے دلائل کا موازنہ کر کے یہ مسلک اختیار کیا ہے۔ بالکل یہی بات امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے مقلدین کے بارے میں بھی کہی جا سکتی ہے۔

☆ مقلدین کی قلت و کثرت میں بھی وقت کی سیاست کارفرما ہوتی ہے اور کچھ اجتماعی مؤثرات ہوتے ہیں جن کی وجہ سے مذہب کے پھیلنے میں آسانی یا دشواری پیدا کرتے ہیں۔

مختصر یہ کہ امام احمد کا مذہب دوسرے فقہی مذاہب کی طرح جو وسعت کے ساتھ نہ پھیل سکا تو اس کے اسباب و عوامل میں اجتہادی قلت و کثرت کے علاوہ دوسرے بہت سے عوامل شامل ہیں۔[1]

ابن تغلبی حنبلی (متوفی ۷۱۳ھ) اس مذہب کے کم شہرت پانے کا یہ سبب بیان کرتے ہیں

"هذا المذهب انما ظلمه اصحابه لان اصحاب ابي حنيفة و الشافعي اذا برع احد منهم في العلم تولى القضاء وغيره من الولايات فكانت الولاية سببا لتدريسه و اشتغاله بالعلم - فان اصحاب احمد لانه قل منهم من تعلق بطرف من العلم الا يخرجه ذلك الى التعبد و الزهد. لعلة الخير على القوم فينقطعون عن الاشتغال بالعلم" [2]

(اس مذہب (حنبلی) سے خود اس کے حاملین نے انصاف نہیں لیا۔ کیونکہ جس نے بھی علم میں کمال حاصل کیا وہ قضا وغیرہ ولایتوں کو قبول کرتے ہوئے علمی شغل کرتے رہے مگر حنبلیوں میں کوئی اکا دکا شخص ہی علم میں مشغول ہوتے کے بعد عبادت و زہد کی طرف مائل ہوا اور اس طرح وہ علم سے منقطع ہو گئے)

ابوزہرہ حنبلی مذہب کے قلت شیوع کا ایک سبب یہ بیان کرتے ہیں

"ومن هذه الاسباب الهجاء آخر المذاهب الاربعة وجودا" [3]

(ان (عدم شیوع کے) اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ امام احمد کا مذہب دوسرے تمام مذاہب کے بعد عالم وجود میں آیا)

---

[1] ابن حنبل حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ ابوزہرہ ص ۳۸۲۔۳۸۳ دار الفکر العربی مصر

[2] حوالہ سابق ص ۳۸۴۔ بحوالہ ابن قیم ابن الجوزی ص ۵۵ [3] حوالہ سابق ص ۳۸۳

تجزیہ :

ابن جوزی نے اس کے تفصیلی حالات بیان کیے کہ جب یہ مذہب اپنے ابتدائی مراحل طے کر رہا تھا اس وقت اس پر حنفی مذاہب لوگوں کے دلوں میں گھر کر چکے تھے۔ حنفی مذہب عراق میں اور مذہب شافعی حجاز، مصر اور شام میں مالکی مذہب مغرب اقصیٰ میں پھیل چکا تھا۔

ابن جوزی کی اس بات سے مکمل اتفاق کرنا مشکل ہے کیونکہ یہی بات ہر بعد آنے والے مذہب کے بارے میں کہی جا سکتی ہے کہ ہر بعد کے آنے والے بعض مذاہب نے سابقہ مذاہب کی موجودگی میں قبولیت کی کشت حاصل کی۔ مثلاً مالکی مذہب کے ماننے والے مالکی مذہب سے زیادہ تھے اور اسی طرح مالکی مذہب کو شافعی مذہب پر فقہ میں حاصل تھا۔

حنبلی مذہب کا آغاز :

ابو یعلی الفراء الحنبلی (متوفی ۴۵۸ھ) لکھتے ہیں

"فشاع مذهب احمد في مراحي بغداد شيوعه دون شيوع باقي المذاهب في البلاد" [1]

(اس ظہور سے پہلے بغداد میں اور اطراف و نواح سے پڑھنا تھا لیکن بقیہ تین مذاہب کے مقابلہ میں اس کو بہت کم رواج حاصل ہوا تھا)

ابن زبر الحنبلی (متوفی ۶۹۹ھ) اس مذہب کے پھیلاؤ کے متعلق لکھتے ہیں

"وأما مذهب احمد بن حنبل رحمه الله فظهر ببغداد، ثم انتشر بكثير من بلاد الشام، وغيرها، وضعف الآن" [2]

(امام احمد بن حنبل کے مذہب کا ظہور سب سے پہلے بغداد میں ہوا، پھر یہ شام کے بہت سے شہروں میں پھیلا لیکن اب (یعنی آٹھویں صدی ہجری) میں یہ کمزور ہو گیا ہے)

مصر میں حنبلی مذہب کی اشاعت :

مصر میں یہ مذہب بہت مدت کے بعد پھیلا اور وہاں خصوصی ساتویں صدی ہجری میں ظاہر ہوا۔ امام جمال الدین یوسف بن حنبل (متوفی ۶۹۱ھ) اس تاخیر کی توجیہ کرتے ہوئے "حسن المحاضرة" میں لکھتے ہیں :

"هو بالديار المصرية قليل جدا ولم اسمع بحنبلي هو فيها الا في القرن السابع وما بعده (ذلك ان الامام احمد رضي الله عنه كان في القرن الثالث ولم يرد مذهبه خارج العراق الا في القرن الرابع وفي هذا القرن ملكت العبيديون مصر والمغرب من كان فيها من ائمة المذاهب

---

[1] تحفة الفقهاء في طبقات الحنفية، محمد عبدالحی لکھنوی حنفی، ۲۰۲ھ، ص ۲۰۳، کراچی، مکتبہ خیر کثیر، سنہ

[2] الدیباج المذهب باعیان المذہب، مالکی متوفی ۹۹۹ھ، ص ۱۸۰، دار التراث المکتب العربی، ۱۳۹۷ھ/۱۹۹۶ء

الثلاثة قبلا وصفا وتشريدا او اقاموا مذهب الرفض والشيعة ولم يزولوا منها الى الحرائق السادس فتواجعت اليها الائمة من سائر المذاهب وازل امامون الحنابلة علمت حلول عنصر الحفاظ عند القبر المقدسي صاحب الفصلة ۔[1]

(ترجمہ) یہ مذہب تین صدیوں تک اپنی قوت کے ساتھ رہا۔ پانچویں صدی ہجری سے پہلے پہلے یہ مذہب ختم ہو گیا۔ اس زمانہ میں عبیدیوں کی حکومت تھی۔ انہوں نے اس مذہب کو ختم کر دیا۔ قتل، جلاوطنی اور جبر کے ذریعہ اس مذہب کو ختم کیا۔ اسماعیلیہ فاطمیہ عبیدیہ پانچویں صدی ہجری کے آغاز میں ختم ہو گئی۔ اس کے بعد جو دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والے تھے وہ ان کی طرف لوٹ آئے جن سے پہلے پہلے وہ علیحدہ ہوئے تھے (مصنف عفا اللہ عنہ)

محمود بن محمد بن عروس نے اپنی کتاب "تاریخ القضاء فی الاسلام" میں امام سیوطی کے بیان پر تنقید کی اور اس سے اختلاف کرتے ہوئے کہا کہ

"سیوطی کی معلومات سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے زمانہ میں صرف عراق میں حنفی مذہب موجود رہا۔ جو فی الحقیقت ان کی اس شہادت پر کہ حنفی مصر میں ۳۰۰ھ کے بعد ختم ہو گئے تھے، ایک بڑا اعتراض ہے۔ اس لئے کہ حقیقت یہ ہے کہ مذہب ان سے بہت پہلے ختم ہو چکا تھا۔ اس لئے کہ حنفی مذہب کا آخری مفتی جس کا نام معلوم ہوا ہے وہ ابو حفص عمر بن حفص بن الوزیر السہمی ہے جو ۲۱۴ھ میں فوت ہوا۔ اس کے بعد حنفی مذہب کی تعلیم بند ہو گئی۔ اس کے بعد جو لوگ اس مذہب کی طرف منسوب ہوئے وہ صرف نام کے حنفی تھے۔ وہ اس مذہب کے اصول و فروع سے بالکل ناواقف تھے۔ ان کو اس مذہب سے کوئی لگاؤ نہ تھا۔ انہوں نے صرف اس مذہب کی کتابوں کو پڑھا اور ان کا درس جاری رکھا۔"

جب اس فن کے محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم پیدا ہوئے تو ان کے والد اور ان کے خاندان کے دوسرے لوگ اپنے مذہب پر تھے اور ان کے والد نے ان کو بچپن سے اپنے ساتھ رکھا اور اپنے مذہب کی کتابیں پڑھائیں۔ انہوں نے کتاب "الخراج" مصنف ابی یوسف اور "السیر" امام محمد سے پڑھی۔ اس کے علاوہ "المدونہ" اور "المختصر" بھی پڑھی۔ یہ کتابیں ان کے والد نے ان کو پڑھائی تھیں۔ ان کے والد نے ان کو "کتاب الخراج" بھی پڑھائی تھی۔ اس کے بعد انہوں نے مذہب کی کتابیں پڑھنا چھوڑ دیں۔ ان کے والد نے ان کو بہت سمجھایا کہ وہ مذہب کی کتابیں پڑھیں۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے والد نے ان کو بہت مارا۔ لیکن انہوں نے مذہب کی کتابیں پڑھنے سے انکار کر دیا۔ ان کے والد نے ان کو مذہب کی کتابیں پڑھنے پر مجبور کیا۔ انہوں

نواجیز ہونے امام سیوطی کے بیان کی تائید کرتے ہوئے جو تبصرہ کیا اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

"سیوطی کے اس بیان سے مفہوم ہوتا ہے کہ عراق کے سوا دوسرے علاقوں میں حنبلی مذہب نے حنفی مذہب کے مقابلہ میں کافی دیر سے ترقی کی۔ جب مصر میں آباد ہوئے تو وہاں دو مضبوط مذہبی گروہ تھے۔ شافعی مذہب کے پیرو جو ایوبی حکمرانوں کے زیر سایہ ترقی کر رہے تھے۔ انہوں نے دوسرے مذاہب سے پہلے سلطنت کے اہم عہدوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ حنفی مذہب کے پیرو بھی اس سے پیچھے نہ تھے۔ انہوں نے بھی اپنے مذہب کو ترقی دی۔ چنانچہ صورت یہ ہوئی کہ دونوں مذاہب کے پیرو عوام کے دلوں میں جگہ بنانے میں کامیاب ہو گئے۔ کسی مذہب کو اسے دوسرا مذہب کرنے پر مجبور نہ کر سکے۔ حنبلی مذہب کو یہ فوقیت حاصل تھی کہ اس کے پیرو چھٹی صدی ہجری میں بغداد اور شام سے مصر آ کر آباد ہو چکے تھے۔ لہٰذا اب مصر میں شافعی مذہب کے ساتھ ساتھ حنبلی مذہب کو بھی ترقی کے یکساں مواقع حاصل تھے۔ چنانچہ یہ بات بھی قرین قیاس تھی کہ مصر میں رہنے سہنے کے پہلے دن سے حنبلی مذہب کے پیرو بھی شافعی مذہب کے پیروؤں کی طرح ہی ترقی کرتے رہے۔ جب ایوبی سلطنت کا خاتمہ ہوا تو حنبلی مذہب کو مصر میں شافعی مذہب کے برابر کا مقام مل چکا تھا۔ اس کے بعد ان دونوں مذاہب کے پیروؤں کے درمیان کوئی امتیاز نہیں رہا۔ دونوں کو یکساں مواقع ملتے رہے۔

مذہب حنبلی کی تجدید و نشاۃ ثانیہ :

محمد ان احسن خان نیازی لکھتے ہیں

The Hanbali School also faced total extinction and was to be revived later by Ibn-e-Taymiyah and Ibn-e-Qayyim al-Jawziyah[1].

(حنبلی مذہب بھی ایک زمانے میں معدوم ہو گیا تھا اور بعد میں ابن تیمیہ اور ابن قیم جوزیہ نے اس کا احیاء کیا)

مندرجہ ذیل مقلدین امام احمد کے مذہب کی روایت کرنے میں مشہور ہیں :

☆ ابوبکر بن ھانی عرف اثرم مصنف کتاب "السنن علی الفقہ"۔

☆ ابوالقاسم خرقی (متوفی ۳۳۴ھ) یہ "المختصر" کے مصنف ہیں۔

☆ عبدالعزیز بن جعفر (متوفی ۳۶۳ھ)

☆ موفق الدین بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) فقہ اسلامی کی جلیل القدر کتاب "المغنی" کے مصنف ہیں۔

☆ شمس الدین قدامہ مقدسی (متوفی ۶۸۲ھ) یہ "الشرح الکبیر علی متن المقنع" کے مؤلف ہیں۔

☆ تقی الدین احمد بن تیمیہ (۶۶۱ھ۔۷۲۸ھ) یہ فتاوی مشہور "مجموعہ الرسائل الکبری، منہاج السنہ" اور "رسالہ معارج الاصول" وغیرہ کے مصنف ہیں۔

☆ عبداللہ بن زری دمشقی معروف بہ ابن القیم جوزیہ (متوفی ۷۵۱ھ) یہ "اعلام الموقعین عن رب العالمین"، "الطرق الحکمیہ فی السیاسۃ الشرعیہ" اور "زاد المعاد فی ھدی خیر العباد" وغیرہ کے مؤلف ہیں[2]

دائرہ معارف اسلامیہ میں حنبلی مسلک کی اشاعت میں حصہ لینے والے علماء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ :

"ترکمانوں اور ایوبیوں کے عہد حکومت میں حنبلی علماء کے دو اور خاندان مشہور تھے ۔ جو نابلس اور بالخصوص دمشق اور دمشق کے قصبہ حران بھی قدیم زمانے سے حنبلی مذہب کا ایک اہم مرکز تھا جس کی نمائندگی ابن تیمیہ (م ۶۵۲ھ/۱۲۵۰ء) نے کی۔ بحری مملوک اور جرکسی مملوکوں کے دور میں بھی حنبلی مسلک کا خاصا اثر نظر آتا تھا۔ اس زمانے کے عظیم ترین نمائندے احمد بن تیمیہ (م ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء) تھے۔ ان کا خاندان مغلوں کے حملے کے خطرے کے پیش نظر ۶۶۹ھ/۱۲۶۷۔۱۲۱۸ء میں دمشق آ گیا تھا۔ ان کے بڑے شاگرد ابن قیم جوزیہ (۶۹۱ھ/۱۳۵۰۔۱۳۵۱ء) نے اپنی ساری قدر امتوں کے قدم بہ قدم چلے اور مقلد ہوتے رہے۔ ان کے شاگرد عبدالرحمن بن رجب (۷۹۵ھ/۱۳۹۲ء) حنبلی مسلک کی تاریخ اول علی طبقات الحنابلہ کی بدولت مشہور ہوئے۔ ان کی کتاب "قواعد" بھی اہمیت رکھتی ہے"۔

---

1. Theories of Islamic Law, Imtiaz Ahsan Khan Niyazee Page 185

2. فلسفہ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۱۵۲۔۱۵۳، بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ء

ملیک کے دور میں آ کے چل کر حنبلی مسلک شام اور فلسطین میں زوال پذیر ہوتا گیا جس کی ایک وجہ ابن عربی کے پیرو کی اشاعت تھی۔ لیکن حنبلی خاندان جو سرکاری مناصب پر فائز چلے آتے تھے خاصے با اثر تھے، ان کا اثر بھی بڑھتا رہا۔ چنانچہ الملک المظفر تقی الدین ابن الصلاح (۵۷۷ھ تا ۶۴۳ھ / ۱۱۸۱ء تا ۱۲۴۵ء) ایک ایسے ہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے جس میں کئی پشتوں سے حنبلی پیدا ہوتے رہے۔[1]

جامع الازہر کی قدیم ترین یونیورسٹی جامعہ الازہر میں حنبلی طلبہ و اساتذہ :

ان صدی کے اوائل میں جامعہ الازہر میں حنبلی اساتذہ و طلبہ کی تعداد کا ذکر کرتے ہوئے آف اسلام کا مؤلف یوں بیان کرتا ہے

"In the Azhar Mosque it is, of course in a relatively small number represented by teachers and students (riwak al-Hanabila) in 1906 there were 3 Hanbalite teachers and 26 pupils (out of a total of 312 teachers and 9,000 students)."[2]

(یہ ایک حقیقت ہے کہ مسجد الازہر میں حنبلی اساتذہ و طلبہ کی نسبتاً بہت قلیل تعداد رہی ہے۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۶ء میں (۳۱۲ اساتذہ کی مجموعی تعداد میں سے) صرف تین حنبلی اساتذہ اور (۹۰۲۹ طلبہ کی مجموعی تعداد میں سے صرف) ۲۶ حنبلی طلبہ تھے۔)

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ مصر میں ۹۲۷ھ سے ۱۲۸۷ھ تک شیخ الازہر کا عہدہ شافعیوں کے لئے مخصوص رہا۔ اس کے بعد یہ عہدہ ۱۳۱۲ھ تک مالکیوں کے لئے مخصوص رہا، پھر یہ شافعیوں کے منتقل ہو گیا۔ ۱۳۸۷ھ میں یہ عہدہ حنفی کو منتقل ہو گیا پھر ان کے بعد شیخ الازہر کا منصب کسی خاص مذہب کے لئے مخصوص نہیں رہا لیکن ابھی تک اس منصب پر کوئی حنبلی عالم فائز نہیں ہو سکا ہے۔[3]

حنبلی مذہب کی تجدید و نشاۃ ثانیہ اور اس صدی میں ان کی تعداد :

اس مذہب کی تجدید و نشاۃ ثانیہ پہلے آٹھویں صدی ہجری میں امام ابن تیمیہ اور ان کے شاگرد امام ابن قیم وغیرہ کے ذریعہ ہوئی۔ اس کے بعد بارھویں صدی ہجری میں نجد کے شیخ محمد بن عبدالوہاب (متوفی ۱۲۰۶ھ / ۱۷۹۲ء) کے ذریعہ بھی مذہب کی تجدید و اشاعت ہوئی۔ ان کو حکومت سعودی عرب کے بانی جلالت الملک عبدالعزیز ال سعود کی پشت پناہی حاصل ہوئی اور ان کے عہد میں اس مذہب کو بہت فروغ حاصل ہوا۔ آج کل مملکت عربیہ سعودیہ کا یہی سرکاری مذہب ہے۔ سعود ریاست ۱۹۷۰ھ / ۱۹۴۳ء میں وجود میں آئی تھی اور جزیرۃ العرب کے دیگر علاقوں کے علاوہ فلسطین، شام اور عراق وغیرہ میں بھی اس مذہب کے پیرو پائے جاتے ہیں۔ ۱۹۳۰ء میں اس مذہب کے متبعین کی تعداد کا اندازہ نہیں پانچ لاکھ سے دو ملین لگایا جا سکتا تھا۔[4]

---

[1] دائرہ معارف الاسلامیہ ۸/ ۲۷۷، ۲۷۸ طبع جدید

[2] Shorter Encyclopaedia of Islam Page 21

[3] المذاهب الفقهية الاربعة اور حنبلی یا ص ۱۰۰ (مکتبہ مکاتبہ للطباعۃ النشر کے ساتھ مجلس تحقیق اسلامی کی قدیمی کتب خانہ

[4] حوالہ سابق ص ۱۲۱ حاشیہ محمد بارش کا حاشیہ مؤلف بیٹی الخلاف کے ساتھ

مختصر یہ کہ ان چاروں مذاہب کو وقت کے ساتھ ساتھ قبولِ عام حاصل ہوتا گیا اور اہل سنت کے بقیہ مذاہب ان میں سے بعض کا اجماع قرار پا کر ختم ہو گئے۔ سلسلہ چلتے چلتے اور سوائے خارجی مذہب کے تمام مذاہب جو قریب اموی اور عباسی دور تک باقی رہ گئے تھے وہ بھی ختم ہو گئے کیونکہ اسلام نے بعض انہی مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کی اتباع کرنے کی دعوت دی تھی۔

فقہی مذاہب کی موجودہ صورتحال پر ایک سرسری نظر

آج مذاہب اربعہ یا دیگر مذاہب کے کن کن علاقوں میں کس کس تناسب سے پیروکار ہیں؟ اس بارے میں جدید دور سے جائزہ کا خاکہ زیادہ تر یورپی مستشرقین کی کتابیں اور ان کی تحقیقات ہیں۔ مثلاً فرانسیسی مستشرق لوئی میسینیون کی کتاب Louis Massignono : Annuaire Du monde musolman Paris 1930, 1929 جو موجودہ زمانے میں فقہی مذاہب کے ماننے والوں کے خلاصوں کی بہت تفصیل اس طرح ہے کہ آج کل مغرب اقصیٰ (مراکش وغیرہ) میں مذہب مالکی کو غلبہ حاصل ہے۔ اسی طرح الجزائر، تونس اور طرابلس (لیبیا) میں بھی وہی چھایا ہوا ہے ان تمام ممالک میں مالکیوں کے سوا کسی دوسرے مذہب کا مقلد نظر نہیں آتے۔ البتہ صرف حنفی بہت تھوڑی تعداد میں ملتے ہیں جو درحقیقت عثمانی ترک خاندانوں کے آثار باقی ہیں۔ یہ بھی زیادہ تر تونس میں ہیں جن میں سے چند افراد شاہی خاندان سے بھی تعلق رکھتے ہیں یہی وجہ ہے کہ وہاں کے دار الحکومت میں مالکی قاضی کے ساتھ ساتھ حنفی قاضی بھی نظر آتے ہیں۔ لیکن ملک کے بقیہ تمام حصوں کے قضاۃ مالکی المذہب ہیں۔ دار الحکومت میں دو قاضیوں (ججوں) کی طرح دو بڑے مفتی بھی ہیں۔ ان میں سے ایک حنفی ہے جس کو شیخ الاسلام کا خطاب ملا ہوا ہے اور دونوں میں اس کا پہلا درجہ اور معنوی طور پر تمام مفتیانِ ملک کا دوسرا براہ اور رئیس ہے۔ دوسرا مفتی مالکی ہے اور دوسرا درجہ ہے۔ لیکن اب کچھ دنوں سے اس کو بھی شیخ الاسلام کا لقب مل گیا ہے۔

اگرچہ پورے ملک (تونس) میں مذہب حنفی کے مقلدین کی تعداد بہت کم ہے لیکن قدیم دستور کے مطابق وہاں کی مشہور جامع الزیتونہ کے اساتذہ کی نصف تعداد احناف میں سے ہوتی ہے اور نصف مالکیوں میں سے۔ دراصل تونس میں احناف کو یہ امتیاز صرف اس لئے حاصل ہے کہ وہ شاہی خاندان کا مذہب ہے۔ (واضح رہے کہ ۱۹۵۷ء میں تونس کے شاہی خاندان کی حکومت ختم کر دی گئی تھی اور اس کی جگہ جمہوریہ قائم ہوئی ظاہر ہے اس سیاسی انقلاب کے اثرات ان عدالتی انتظامات پر پڑے ہوں گے اور موجودہ دور کی تبدیلی ہوئی ہو گی)۔

آج کل مصر میں شافعی اور مالکی مذہب غالب ہے۔ شافعی ریف (شہری مصر) میں اور مالکی صعید (جنوبی مصر) اور سوڈان میں۔ ان کے بعد حنفی بھی بڑی تعداد میں ہیں اور حکومت کا یہی مذہب ہے اور اسی کے مطابق (سرکاری طور پر) فتوے دیئے جاتے ہیں اور عدالتوں میں مقدمے فیصل کئے جاتے ہیں۔ باقی رہے حنابلہ تو ان کی تعداد نہایت قلیل ہے بلکہ وہ شاذ و ناور ہی ملتے ہیں۔

ملک شام میں حنفی مذہب کو غلبہ حاصل ہے۔ کیونکہ وہاں سلیموں میں سے نصف احناف ہیں اور ایک چوتھائی شوافع ہیں اور ایک چوتھائی حنابلہ ہیں۔ فلسطین میں شوافع اکثریت میں ہیں اس کے بعد حنفی اور پھر مالکی۔ عراق میں احناف کی اکثریت ہے اس کے بعد شافعی ہیں پھر مالکی اور سب سے کم حنبلی۔ عثمانی ترکوں کی بھاری اکثریت حنفی المذہب ہے۔

پر مع اپنی اور باشندگان بلقان اکثر حنفی ہیں۔ کردوں کی اکثریت شافعی ہے۔ کردوں کی آبادی پہاڑی علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے جو کردستان کہلاتا ہے اور یہ سیاسی اعتبار سے کئی حصوں میں بٹا ہوا ہے یعنی ترکی، عراق، ایران اور آرمینیا کے پہاڑوں میں۔ یہی حال آرمینیہ کے مسلمانوں کا ہے یہ مذہبی و نسلی اعتبار سے ترکی ہیں یا کردی ہیں۔

ایران کے سنیوں کی اکثریت شافعی مذہب کی پیرو ہے اور باقی جو تھوڑے بچ جاتے ہیں وہ حنفی المذہب ہیں۔ ایران میں سنیوں کی اکثریت جنوب میں ایرانی بلوچستان میں ہے اور شمال میں اس کے صوبہ آذربائیجان اور کردستان میں ہے جو ترکی سے متصل ہے)۔ افغانستان میں اکثریت احناف کی ہے، شافعی اور حنبلی بہت ہی کم ہیں۔ مغربی ترکستان جس میں بخارا اور خیوا قازقستان، ازبکستان، ترکمانستان، تاجکستان وغیرہ ہیں، وہاں کے باشندے حنفی ہیں۔ مشرقی ترکستان جس کو چینی ترکستان بھی کہتے ہیں وہاں کی اکثریت پہلے شافعی تھی لیکن پھر بخارا سے آنے والے حنفی مشنریوں سے وہاں بھی احناف کی اکثریت ہوگئی۔

بلاد قفقاز اور اس کے گرد و نواح میں اکثر مسلمان حنفی ہیں اگرچہ شافعی بھی آباد ہیں۔ بلاد قفقاز یا قفقاس سے مراد وہ علاقہ ہے جو بحر اسود اور بحیرہ کیسپین کے درمیانی علاقہ پر مشتمل ہے۔ داغستان بھی یہیں واقع ہے۔

بہر حال ہند میں احناف کی اکثریت ہے اور وہاں ان کی تعداد تقریباً پچاس کروڑ (ایک اندازہ) بتایا جاتا ہے کہ ۱۹۴۷ء میں جب تقسیم ہند ہوئی تھی (بھارت، پاکستان اور بنگلہ دیش) کی کل آبادی تقریباً چالیس کروڑ تھی اس سے زیادہ نہیں لیکن اب ۱۹۹۶ء میں اس برصغیر کی کل آبادی تقریباً ایک ارب ساڑھے چونتیس کروڑ ہے۔ اس میں سے صرف بھارت کی آبادی تقریباً ساڑھے چوراسی کروڑ ہے اور اس کا اکثر حصہ مسلمانوں پر مشتمل ہے یعنی وہاں تقریباً پندرہ کروڑ مسلمان آباد ہیں۔ (ان میں حنفی مسلمان تقریباً پونے کروڑ ہوں گے)

اب ۱۹۹۶ء میں پاکستان کی آبادی تقریباً ساڑھے بارہ کروڑ ہے اور بنگلہ دیش کی آبادی بھی تقریباً اتنی ہے۔ گویا دونوں ملکوں کی کل آبادی ۲۵ کروڑ ہے۔ اور ان میں مسلمانوں کی تعداد تقریباً ۲۲ کروڑ ۵۰ لاکھ ہے جس میں حنفی المذہب مسلمان تقریباً ساڑھے اکیس کروڑ ہیں۔ اس حساب سے پورے برصغیر ہند میں آج کل احناف کی تعداد اس طرح ہے کہ ساڑھے اکیس + ساڑھے اکیس کروڑ کے قریب ہے۔

روئے زمین پر آج کل تقریباً ایک ارب تیس کروڑ مسلمان آباد ہیں اور ماہرین کے اندازے کے مطابق حنفی مذہب کے پیرو تمام مسلمانوں کا دو تہائی ہیں۔ اس لحاظ سے آج کل پوری دنیا میں حنفی مسلمانوں کی تعداد تقریباً ساڑھے چھیاسی کروڑ ہے۔

دنیا کے دیگر ممالک میں بھی تقریباً دس لاکھ کی تعداد میں حنفی ہوں گے۔ اہل حدیث بھی یہاں کثرت سے ہیں۔ بعض دیگر مذاہب (اثنا عشریہ وغیرہ) کے متبعین بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔ جزیرہ سیلون (سری لنکا)، فلپائن، ملائیشیا، جاوا اور سماٹرا کے قریب جزائر کے دوسرے جزیروں (انڈونیشیا) کے باشندے شافعی المذہب ہیں۔ اسی طرح سیام (تھائی لینڈ) کے مسلمان بھی شافعی ہیں لیکن تھوڑی تعداد میں حنفی بھی ہیں جو ہندوستان سے آکر یہاں آباد ہیں۔

بنگلہ دیش (یعنی مشرقی پاکستان) اور انڈونیشیا) اور آسٹریلیا کے مسلمان بھی شافعی المذہب ہیں۔ جنوبی امریکہ کے ملک برازیل میں تقریباً پچیس ہزار حنفی مسلمان آباد ہیں جبکہ امریکہ کے دیگر ممالک اور دنیا کے دوسرے حصوں میں آباد مسلمان مختلف فقہی مذاہب کے متبعین ہیں اور ان کی مجموعی تعداد تقریباً ایک لاکھ بیالیس ہزار ہے۔

حجاز میں شافعی اور حنبلی مذاہب اکثریت میں ہیں لیکن وہاں کے شہروں میں حنفی اور مالکی بھی پائے جاتے ہیں۔ نجد کے باشندے سب حنابلہ ہیں اور اہل حضرموت (جو سعودی عرب میں حجاز اور یمن کے مابین ساحل اور پہاڑی علاقہ کا نام ہے) و یاک اور ملحقہ اس کے شمال میں واقع ہیں اور جو ان کے جنوب میں) شوافع ہیں۔ یمن، عمان اور حضرموت کے کئی لوگ شوافع ہیں۔ البتہ عمان کے کردوانواح میں حنفی بھی پائے جاتے ہیں۔

عمان میں مذہب اباضیہ کا غلبہ ہے (یگ وہاں اپنی ہی حکومت ہے) البتہ وہاں حنابلہ اور شوافع بھی ملتے ہیں اور بحرین میں مالکیوں کی اکثریت ہے اور جو لوگ حنابلہ میں وہ نجد سے آکر یہاں آباد ہوئے ہیں۔ ابوظہبی (سعودی عرب کے مشرقی ساحل کا علاقہ جو کویت اور قطر کے درمیان ہے اس کا قدیم نام "بحرین" ہے) کے اہل سنت کی اکثریت مالکی مذہب کی پیروی ہے اور کویت میں حنفیوں کی اکثریت ہے۔ واللہ اعلم

شیعہ مصنف محمد تیجانی سماوی اپنی کتاب شیعہ ہی اہل سنت ہیں میں مذہب اربعہ کی مجموعی تعداد سے متعلق لکھتے ہیں

مسلمان کا ۸۰ فیصد اکثریت جو پوری دنیا میں مسلمانوں کا ۸۰ فیصد ہے اور اہل سنت والجماعت کہلاتی ہے اور جن میں حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مذاہب کے پیروکار ہیں اور ان کے علاوہ کسی کے طلاق عمل نہیں کرتے ہیں۔ اور یہ سب ہی اپنے آپ کو اہل سنت کہتے ہیں۔[2]

---

1. الملل والنحل للشہرستانی ۱/۱۷۱ ط دار المعرفۃ بیروت، الفرق بین الفرق ص ۱۳۸، ۱۳۹ مفہوم بالالفاظ کے حذف و اضافہ کے ساتھ، اور مترجم کا شیعہ کراچی فقہ کی کتب نمبر
2. شیعہ ہی اہل سنت ہیں، محمد تیجانی سماوی ترجمہ نثار احمد زین پوری ص ۳۸، انتشارات انصار دین ۱۹۹۲ء

باب پنجم

اہل سنت کے متروک مذاہب اور ان کا نشأ و ارتقاء

حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی مسلک کو وقت کے ساتھ فروغ حاصل ہوا۔ یہ اور دوسری طرف اہل سنت کے بقیہ سب تحریکیں ساتویں صدی ہجری تک اور ظاہری مذہب آٹھویں صدی ہجری تک ختم ہو گئے تھے۔ ان متروک مذاہب میں سے چند قابل ذکر مسالک کے بانیان کی تاریخ وفات کی زمنی ترتیب کے ساتھ مختصر تعارف درج ذیل ہے۔

۱۔ شریک النخعی (متوفی ۱۷۷ھ)	۲۔ ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۴۸ھ)[1]
۳۔ ابن شبرمہ (متوفی ۱۴۴ھ)[2]	۴۔ امام اوزاعی (۸۸ھ۔۱۵۷ھ)
۵۔ سفیان الثوری (۹۷ھ۔۱۶۱ھ)	۶۔ لیث بن سعد (۹۴ھ۔۱۷۵ھ)
۷۔ اسحاق بن راہویہ (متوفی ۲۳۸ھ)	۸۔ ابوثور البغدادی (متوفی ۲۴۰ھ)
۹۔ ابوداؤد ظاہری (۲۰۲ھ۔۲۷۰ھ)	۱۰۔ ابن جریر الطبری (۲۲۴ھ۔۳۱۰ھ)

۱۔ شریک النخعی (متوفی ۱۷۷ھ) :

ان کے مذہب سے متعلق تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

۲۔ ابن ابی لیلیٰ (متوفی ۱۴۸ھ) :

ان کے مذہب سے متعلق تفصیلات کا ہمیں علم نہیں ہو سکا۔

۳۔ عبداللہ ابن شبرمہ (متوفی ۱۴۴ھ) :

امام ابوحنیفہ کے معاصر کوفہ کی مشہور شخصیت فقیہ اور یمن کے قاضی تھے۔ ابن الاثیر الجزری نے اپنی مشہور تاریخ الکامل میں لکھا ہے کہ جس زمانہ حضرت علی کے قاضی تھے۔ انھوں نے مسجد کوفہ میں بیٹھ کر نماز پڑھی اور شب خون مارنے کا ارادہ کیا جس سے قبل اس نے مشہور فقیہ زمانہ سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا۔ ابن الاثیر نے اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے۔

"فاحضر ابا حنیفة و ابن ابی لیلی و ابن شبرمة وقال لهم ان اهل الموصول شرطو الی انهم لایخرجون علی فان فعلو احلت دمائهم واموالهم وقد جرجوا فسکت ابو حنیفة وتکلم الرجلان وقالا رعیتک فان عدلت فانت اهل ذلک وان خالفت فما یستحقون. فقال لابی

---

[1] حیات اعظمی، بابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۷۶ھ ص ۶۴۔ بغداد الخطیب العربیہ ۱۳۵۶ھ، دائرہ معارف اسلامیہ ۱۳/۳۱۳۔۳۱۴

[2] کتاب طبقات الفقہاء ابن اسعد ۶/۳۹۱۔ لندن مطبوعہ ۱۳۲۵ھ

حنيفة ان اكل سكت يا شيخ افضل يا امير المؤمنين انا حوكم مالا بملكون ازلت لوان امرأة اساحت فرجها بغير عقد نكاح وملك بمين اكان يجوز ان نوطأ قال لا ، وقف عن الفتوى وامر ابا حنيفة وصاحبه بالعود الى الكوفة "[1]

(ابن الصور نے ابو حنیفہ ابن ابی لیلیٰ اور ابن شبرمہ کو بلوایا اور کہا) اہل موصل نے مجھ سے متعدد مسائل کے بارے میں سوال کیا ہے جن کا جواب میرے پاس نہیں ہے اور انہوں نے اس کا جواب دینے کا مطالبہ کیا ہے اور میں نے ان کے سوالات کے مرتب ہوئے ہیں۔ (امام ابو حنیفہ خاموش رہے) ابن ابی لیلیٰ نے کہا امیر المؤمنین آپ کی رعیت ہیں کہ آپ سے سوال کریں تو آپ ان کے سوالوں کا جواب دیں اور آپ ان کے سوالوں کے مستحق ہیں۔ منصور نے امام ابو حنیفہ کو مخاطب کر کے کہا آپ کیوں خاموش ہیں؟ آپ نے فرمایا، اے امیر المؤمنین! میں ایسی چیزوں کے بارے میں آپ سے کیسے بات کروں جو آپ کی ملکیت نہیں ہیں (یعنی جن کا تعلق عوام سے ہے) اگر کوئی عورت منکوحہ یا لونڈی ہونے کے بغیر اپنے جسم کو کسی مرد کے لئے مباح کر دے تو کیا اس سے جماع کرنا درست ہوگا؟ امیر المؤمنین نے اپنے طریق سے اخذ کیا ہوگا کہ ایسے شخص سے جماع کرنا درست نہیں ہوگا۔ منصور نے کہا، اے ابو حنیفہ! اہل موصل سے جا کر کہہ دو کہ ان کے سوالوں کا جواب کوفہ جا کر دیا جائے گا۔ (یعنی ان کے سوالوں کا جواب دینے کا حکم دیا)

اس واقعہ سے ابن شبرمہ کی اہمیت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ اب ان کے مذاہب اور کتابوں کا نام و نشان باقی نہیں ہے دیگر مذاہب خصوصاً حنفی مذہب کے علماء نے ان کے بیان کردہ بعض مسائل اور تراجم کو اپنی کتابوں میں جگہ دی اور جا بجا ان پر اعتراضات کئے ہیں۔

۱۲۸۶ھ میں حکومت ترکیہ نے سلطنت کے مختلف حصوں سے بڑے بڑے علماء و فضلاء کو اکٹھا کیا اور انہیں جدید عدالتی کارروائی اور شریعت کے بارے میں ضابطہ قانون جمع کرنے کا حکم دیا جس کا نام مجلۃ الاحکام العدلیہ رکھا گیا۔ ۲۹ شعبان ۱۲۹۳ھ میں اس کو نافذ کر دیا۔ اس ضابطہ قانون میں خرید و فروخت کے احکام ابن شبرمہ کی بیان کردہ تفاصیل کے مطابق مندرج کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے اس ضابطہ کو مذکور میں لکھا گیا ہے۔

اسی طرح حکومت مصر نے بھی مسلمان بچوں کی شادی کے متعلق ابن شبرمہ کا مسلک اختیار کیا اور ۱۱ محرم ۱۳۳۳ھ بمطابق ۳ جمادی الاولیٰ ۱۹۱۴ء کو ایک قانون کے ذریعہ لڑکوں کے لئے شادی کی ابتدائی عمر اٹھارہ سال اور لڑکی کے لئے سولہ سال مقرر کر دی۔ اس طرح مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ان کے بیان کردہ بعض مسائل کو اپنا کر اور حکومت مصر نے بعض مسائل کو اخذ کر کے ابن شبرمہ کے طرز عمل کا اعتراف کیا ہے اور انہیں تاریخی حیثیت دی ہے۔

---

[1] تاریخ الملک المعظم ابن العمید الجزری ص ۱۷۰ اس میں انہوں نے ۱۲۹۸ھ کے واقعات میں تحریر کیا شیخ احمد الشنقیطی رحمۃ اللہ علیہ ذات الجنب سے ۱۳۰۳ھ میں بچ گئے۔

۲۔ امام اوزاعی (۸۸ھ۔۱۵۷ھ) :

ابو عمرو عبدالرحمن بن عمرو بن یحمد اوزاعی (متوفی ۱۵۷ھ) ۸۸ھ میں پیدا ہوئے اور بیروت میں عمر تقریباً ستر برس وفات پائی۔ بیروت کے نواحی حصہ میں جہاں آپ مدفون ہیں آپ کی نسبت محلہ اوزاع کے نام سے مشہور ہے۔ امام اوزاعی کی تصنیفات جنہیں بڑے شوق سے پڑھا اور پڑھایا جاتا تھا ان میں سے کتاب السنن فی الفقہ اور کتاب المسائل فی الفقہ کا ذکر "الفہرست" میں آیا ہے اور یہ اصل شکل میں محفوظ نہیں رہیں۔ تاہم ان کی آراء حسب نقل کتب میں بکثرت منقول ہیں۔

۱) الرد علی سیرۃ الاوزاعی لابی یوسف۔ یہ کتاب ان خیالات کے رد میں ہے جو امام اوزاعی نے امام ابوحنیفہ کی بعض آراء کے متعلق ظاہر کئے تھے۔ امام اوزاعی کی "کتاب السیر" کا ایک اصل نسخہ جو ان کے ایک شاگرد نے تیار کیا تھا کہ ردیں۔ تاہم یہ صدی ہجری میں بھی موجود تھا۔

۲) کتاب اختلاف الفقہاء للمصری۔ اوزاعی فی آراء (یعنی وہ مسائل کے جو قدیم ترین حل ملتے ہیں جو آگے چل کر فقہاء نے اختیار کئے تھے ان کے مذہب کی قدیم نوعیت ہے۔ اگرچہ وہ امام ابوحنیفہ کے ہم عصر تھے۔ یہ بیان کرتا ہے کہ انہوں نے اپنے سے پشت پشت پہلے ان بیشروؤں کی تعلیمات کو محفوظ رکھا ہے جن کے ہم محفل رہنما سے واقف ہیں ان کا مقصد یہ تھا کہ اہل بیت واضح ہے۔ ان کے اجتہاد پر "تعلیم سنت" کے اصول کا غلبہ نظر آتا ہے۔ "علیکم بسنۃ" سے ان کی مراد وہ تعامل ہے جو خلفاء رسول اللہ ﷺ کے وقت سے شروع ہوا اور جسے خلفاء راشدین نے قائم رکھا اور ان کے بعد بھی قائم رہا۔ یہی سنت رسول ہے نہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے مروی یا قاعدہ احادیث میں مذکور ہو یا شاذ طور پر اوزاعی نے اسے "سنۃ جری العمل" میں شمار کرتے ہیں۔ سنت کے اس تصور اور بعض دوسرے پہلوؤں کے لحاظ سے اوزاعی کا مذہب قدیم عراقی فقہاء کے مسلک سے بہت قریب ہے۔[1]

مذہب اوزاعی کی اشاعت :

جس طرح فقہ حنفی کے دو مدرسے بغداد اور بخارا کی طرف منسوب ہوئے اسی طرح قدیم بلادی فقہ کا دوسرا بڑا مدرسہ امام اوزاعی کے نام سے منسوب ہوا۔ امام اوزاعی (متوفی ۱۵۷ھ) لکھتے ہیں

"کان اھل الشام ثم اھل الاندلس علی مذھب الاوزاعی عدۃ ایام الدھر ثم ولی العازلون ولم یزل ھو ومن مضی منہ مایوجد فی کتب الحلاف"[2]

(اہل شام پھر اہل اندلس ایک مدت تک اوزاعی مذہب کے پیرو رہے پھر ان پر مذہب شافعی کے علماء حکمران ہوئے اور یہ مذہب اور اس کے اصحاب جو گزرے ہیں مختلف کتابوں میں پائے جاتے ہیں)

۱۔ فلسفۃ التشریع فی الاسلام۔ صبحی محمصانی ص ۵۴۔۵۵۔ بیروت کتب اکیڈمی ۱۹۶۵ء/۱۳۸۵ھ

۲۔ تذکرہ معارف الاسلامیہ ۳ ۵۲۵ ج حوالہ سابق ص ۵۲۵

عبدالعزیز سید الاہل اپنی کتاب "الامام الاوزاعی فقیہ اہل الشام" میں لکھتے ہیں

"فان الاوزاعی کان لہ مذھب قد انتشر فی الشام و افریقیۃ والمغرب والاندلس" [1]

(امام اوزاعی ایسے مذہب کے حامل تھے جو ان کا مذہب شام، افریقہ، مغرب اور اندلس میں پھیلا)

وہ مزید لکھتے ہیں :

"قیل ان مذھبہ ساد سوریۃ فترۃ من الزمان ثم طغی علیہ مذھب مالک ولم یکد ھذا المذھب ینتشر حتی تقدم الیہ مذھب الشافعی" [2]

(بعض نے کہا ہے کہ ان کا مذہب ایک عرصہ تک شام میں رائج رہا پھر اس پر مذہب مالکی نے غلبہ پا لیا اور یہ مذہب اس وقت تک پھیل نہ سکا جب تک شافعی مذہب سامنے نہ آ گیا)

امام اوزاعی کے تلامذہ :

امام اوزاعی کے بعض مشہور شاگردوں نے ان کے مذہب کی کتب لکھیں اور مختلف علاقوں میں اس کی اشاعت کی

☆ ابو سعید الخیر ولی دمشقی الاصل بیروت میں رہتے تھے، امام اوزاعی کے ثقہ اصحاب میں شمار ہوتے ہیں۔

☆ ہشام بن زیاد دمشقی (مولیٰ معاویہ) بیروت میں رہتے تھے، طویل زمانہ تک امام اوزاعی کے ساتھ رہے۔ مذہب دمشق سے تعلق رکھتا تھا۔ مکحول دمشقی اور امام اوزاعی کے بعد تیس برس سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہے۔

☆ سعید بن عبدالعزیز ابو محمد التنوخی دمشقی۔ سعید بن عبدالعزیز کی موجودگی میں امام اوزاعی سے کوئی مسئلہ دریافت کیا جاتا تو وہ فرماتے : "سلوا ابا محمد" (ابو محمد سے پوچھو)۔

عقبہ بن علقمہ ابن حی المعافری طرابلس مغرب سے افریقی تھے۔ شام اور بیروت میں امام اوزاعی سے علوم اوزاعیہ کا کتبہ ہے۔

ان کے علاوہ صدقہ بن الفضل، بشر بن بکر اور ولید بن مزید بھی ہیں، جنہوں نے امام اوزاعی کے رسائل کو آگے پھیلانے میں مدد کی۔ [3]

عبدالعزیز سید الاہل لکھتے ہیں :

"وبسبع ھؤلاء وغیرھم ممن کتب عن الاوزاعی أن روایات الاوزاعی قد جاورت الشام وفلسطین الی حران والی عراق والی طرابلس المغرب، ومع ان من ذکرنا من الکتاب لم تجاور مواطن اکثرھم بلاد الشام وحران فانھم تجاوزوھا فیما یکتبون ویبثہ اصولیو" [4]

(مذہب اوزاعی کا مطالعہ کرنے والوں اور اس کو بیان کرنے والوں نے اس مذہب سے متعلق کچھ اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ اوزاعی کی روایات شام، فلسطین اور پھر آگے حران اور عراق تک اور پھر وہاں سے طرابلس مغرب تک پہنچیں۔ ان تمام علاقوں میں اگرچہ ان کے باوجود حقیقت حال یہ ہے کہ ان کا مذہب اہل شام وہاں سے آگے نہیں چل سکا)

---

[1] الامام الاوزاعی فقیہ اہل الشام۔ عبدالعزیز سید الاہل ص 15، القاہرہ المجلس الاعلی للشئون الاسلامیہ، الکتاب التاسع والعشرون ۱۳۸۶ھ۔۱۹۶۶ء [2] حوالہ سابق ص ۱۳۲ [3] حوالہ سابق ص ۶۶۔۶۹ [4] حوالہ سابق ص ۱۹

ثم شام میں اوزاعی مذہب پھیلا، پھر وہاں سے شمالی افریقہ پھر اندلس کی طرف گئیں جس سے رابطہ ہوگیا، اہل اندلس میں سے "ساشطاط بن سلم" نے امام اوزاعی سے پڑھا، ان کے مذہب کی تعلیم حاصل کی اور پھر واپس اندلس مذہب کی ترویج میں حصہ لیا۔ امام اوزاعی کے فتوے اندلس میں حکم بن ہشام کے زمانے تک چلتے رہے۔ اندلس میں ان کا امام ابقاء کے ساتھ اوزعی (Auzu یا Aowzel) کہا جاتا تھا۔ مالکی مذہب نے مغرب میں تیسری صدی ہجری کے وسط میں اور شام میں چوتھی/دسویں صدی کے آخر میں اس کی جگہ لے لی۔[1]

۲۔ سفیان الثوری (۹۷ھ-۱۶۱ھ):

ابوعبداللہ سفیان بن سعید (سعد) بن مسروق الثوری الکوفی، دوسری صدی ہجری کے مشہور فقیہ، محدث و صوفی تھے۔ ان کا شمار عظیم فقہاء علماء میں سے تھا جنہوں نے سرکاری عہدے قبول کرنے سے انکار کیا اور ارباب حکومت سے علیحدگی اختیار کی جس کے سبب معتوب ہوگئے۔ امام ثوری ۱۵۰ھ میں کوفے سے رخصت ہوگئے اور بصرہ سے دوسرے لوگوں کی طرح منصب قضاء پر تقرر سے بچنے کے لئے عراق کی حدود سے نکل کر یمن چلے گئے اور وہاں ایک تاجر کی حیثیت سے رہنے لگے مگر جب سرکاری لوگوں نے انہیں شناخت کرلیا تو آپ وہاں سے مکہ المکرمہ چلے گئے مگر جب وہاں بھی ان کا چرچا ہوگیا تو بصرہ آگئے اور وہیں عبدالرحمٰن بن مہدی کے گھر پر زیر نگرانی کی حالت میں انتقال فرما گئے۔[2]

۳۔ لیث بن سعد (۹۳ھ-۱۷۵ھ)[3]

ابوالحارث اللیث بن سعد مولیٰ قیس، بسطاط سے کچھ فاصلے پر واقع ایک گاؤں قرقشندہ میں پیدا ہوئے۔ ابن حجر عسقلانی نے "المرحمۃ الغیثیہ باللیث" میں آپ کی فقہی عظمت سے متعلق متاخر علماء و فقہاء کے اقوال نقل کئے ہیں، چند یہ ہیں۔ امام احمد بن حنبل نے فرمایا:

"ما فی هؤلاء المصریین اثبت من اللیث لا عمرو بن الحرث ولا غیره وما اصح حدیثه واجل فی علمه"

ابن مہدی نے فرمایا:

"اللیث افقه من مالک الا ان اصحابه لم یقوموا به"

(لیث امام مالک سے زیادہ فقیہ تھے۔ لیکن ان کے اصحاب نے ان کے مذہب کی تدوین نہیں کی)

سہمودی نے "الشہاب" میں فرمایا:

"اجمعوا علی جلالته وامانته وعلو مرتبته فی الفقه والحدیث"

(لوگوں کا ان کی فقہ و حدیث میں جلالت، امانت اور بلند مرتبہ پر اتفاق ہے)

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۳/۵۲۵ [2] حوالہ سابق [3] حوالہ سابق اور ۱/۲۸۰، ۲۸۱۔ فضل اللہ کی تبدیلی وضاحت کے ساتھ
[4] شاہ ولی اللہ، الانصاف فی بیان سبب الاختلاف ص ۵۳-۵۴، مطبوعہ المطبع العلمیہ لاہور
[5] تحقیق طاہر الجزائری متوفی ۱۳۳۸ھ، تحقیق طاہر الجزائری ص ۵۹، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیہ حلب، سال ۱۳۸۱ھ، ۱۹۶۱ء
[6] لیث بن سعد کی تاریخ ولادت ۹۴ھ اور ۹۵ھ بھی بیان کی جاتی ہے۔ کتاب المرحمۃ الغیثیہ
المرحمۃ الغیثیہ فی مناقب الامام اللیث بن سعد، ابوالفضل شہاب الدین احمد ابن حجر عسقلانی، مع حسنہ المنیہ ص ۱۷، مصر
[7] طبع ۱۳۱۷ھ و حاشیہ مناقب الامام مالک للزرقانی ص ۵۶ [8] المرحمۃ الغیثیہ باللیث ابن حجر ص ۲ [9] حوالہ سابق

ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ نے "مناقب" میں امام شافعی کے اساتذہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا:

"واما اهل مصر، فانتهى العلم الى الليث بن سعد فاخذه الشافعي من جماعة من اصحابه"[1]

(اہل مصر کے علم کی انتہا لیث بن سعد پر ہوتی ہے۔ امام شافعی نے اصحاب لیث کی ایک جماعت سے علم حاصل کیا)

ابن حجر نے امام لیث کا مذہب مدون نہ ہونے کے اسباب بتاتے ہوئے لکھا

"قال عبدالله بن وهب لولا مالك والليث لضللنا (قلت) واخذ عنه الفقه ايضا ابن وهب عبدالرحمن بن قاسم واشهب ويحيى بن بكير وابو صالح وغيرهم لكنه ما صنف شيئا من الكتب ولا دون اصحابه المسائل عنه ولذلك قال الشافعي صنيعه اصحابه يعني لو بلوبوا غلطه كما دونوا فقه مالك وغيره وان كان بعضهم قد جمع منها شيئا ولقد تتبعت كتب الخلاف كثيرا فلم الف منها على مسئلة واحدة انفرد بها الليث عن الائمة من الصحابة والتابعين الا في مسئلة واحدة وهي انه كان يرى تحريم اكل الجراد الميت وقد نقل ذلك ايضا عن بعض المالكية"[2]

(عبداللہ بن وہب نے فرمایا کہ اگر امام مالک اور امام لیث نہ ہوتے تو ہم ضرور گمراہ ہو جاتے۔ میں نے کہتا ہوں کہ ابن وہب عبدالرحمن بن قاسم کے ساتھ ساتھ اشہب، یحییٰ ابن بکیر، ابوصالح وغیرہ نے بھی فقہ کی تعلیم حاصل کی تھی لیکن امام لیث نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اور نہ ہی تلامذہ نے ان کے مسائل کو مدون کیا۔ اسی لئے امام شافعی فرماتے ہیں کہ امام لیث کے اصحاب نے ان کا مذہب ضائع کر دیا یعنی ان کی فقہ کو مدون نہیں کیا۔ جس طرح دیگر ائمہ کے اصحاب نے مدون کیا اگرچہ بعض نے اپنے مذہب کو تھوڑا بہت جمع کیا ہے میں نے بہت سی مختلف کتب کا بغور مطالعہ کیا، لیکن میں نے سوائے ایک مسئلے کے کہ جس میں امام لیث کا انفراد تھا کسی مسئلے میں ان کا ائمہ صحابہ اور تابعین سے اختلاف نہیں پایا اور بعض لوگوں نے بھی اس بات میں ان کی موافقت کی ہے)

۷۔ اسحاق بن راھویہ (متوفی ۲۳۸ھ)

ان سے متعلق تفصیلات کا منتظر ہوں۔

۸۔ ابوثور البغدادی (متوفی ۲۴۰ھ)

ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی ایک عالم متقی دین اور ایک مذہب فقہ کے بانی تھے۔ عراق میں ان کی وفات ہوئی۔ ابوثور عراق میں امام شافعی سے ایک پشت بعد آتے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ امام شافعی سے تمسک بالحدیث پر بہت متاثر ہوئے۔ لیکن انہوں نے رائے کے استعمال کو ترک نہیں کیا جیسا کہ قدیم مذاہب فقہ کا دستور تھا۔ مؤرخ سواد نے نگاروں نے اس بات کو اس امر پر محمول کیا ہے کہ ابوثور نے قدیم فقہائے عراق کے مذہب استحسان بالرائے کو چھوڑ کر مذہب شافعی اختیار کر لیا تھا اور درحقیقت بسا اوقات وہ اسی مذہب کے پیروکاروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔

---

[1] مناقب الامام الشافعی، ابن الاثیر الجزری (۵۴۳ھ-۶۰۶ھ) ص ۸۳، دار التراث للطبع والنشر القاہرہ، ۱۹۷۰ء

[2] الموسوعۃ الفقہیہ بالموسوعۃ الفقہیہ ۹

...ں کی آرا کو جو اکثر شوافع کے مسلک سے مختلف ہیں مذہب شافعی ہی کی متداول آرا (وجوہ) کہیں سمجھا جاتا اور شافعی فقہ کی حیثیت سے ان کی کوئی خاص شہرت نہیں ہے۔ محقق کی حیثیت سے بعض اوقات تو ان کے زمانے کے زیادہ اور معاصر امام احمد حنبل کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ اختلافہ کے موضوع پر بحث کرنے والی کتابوں میں خاص طور پر طحاوی کی کتاب "اختلاف الفقہاء" کے دو اجزاء میں احکام شرعیہ پر ہونے والی بحثیں نقل کی گئی ہیں۔

اس مذہب کا فقہی مذہب چوتھی صدی ہجری / دسویں صدی میلادی تک بھی بالخصوص آرمینیہ اور آذربائیجان میں وسیع پیمانے پر رائج تھا۔[1]

۲۔ داؤد ظاہری (۲۰۲ھ-۲۷۰ھ) :

ابوسلیمان داؤد بن علی ابن خلف کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اسحاق بن راہویہ اور ابوثور وغیرہ سے فقہ کی تعلیم حاصل کی۔ وہ شافعی کے بھی شاگرد تھے اور ان کے مذہب کی تائید میں کتابیں بھی لکھیں۔ حتیٰ کہ قدیم شافعی فقہاء ماوردی اپنا امام تسلیم کرنے لگے۔ لیکن بعد میں انہوں نے خود ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھی۔ ان کا نظریہ یہ تھا کہ صرف کتاب وسنت کے ذریعہ احکام پر عمل ہونا چاہئے اور کسی شخص کے اقوال نہ ہمارے لئے حجت بن سکتے ہیں اور نہ ہمارا ان پر عمل کرنے کے لئے کوئی التزام ہے۔ ابن خلدون (متوفی ۸۰۸ھ) نے فقہی مذاہب پر تبصرہ کرتے ہوئے داؤد ظاہری اور ظاہریہ مذہب کے متعلق جو چند الفاظ لکھے، جو مندرجہ ذیل ہیں :

"فکر القیاس طائفۃ من العلماء واعتقدوا العمل بہ وھم الظاھریۃ وجعلوا المدارک کلھا منحصرۃ فی النصوص والاجماع ورفضوا القیاس اصلی والعلۃ المنصوصۃ علی النص لان النص علی العلۃ علی المحکم فی جمیع محالھا وکان امام ھذا المذھب داؤد ابن علی وابنہ واصحابھما ——— لم یدرس مذھب اھل الظاھر الیوم بمدرس المشرق وانکار الجمھور علی مستحلہ ولم یبق الا فی الکتب المجلدۃ وربما یعکف کثیر من الطالبین ممن لکشف بالمحال مذھبہ علی تلک الکتب ویروم اخذ فقھہ منھا ومذھبہ فلا یحلو بطائل ویصیر الی مخالفۃ الجمھور وانکارھم علیہ وربما عاقہ بھذہ النحلۃ من اھل البدع بنقلہ العلم من الکتب من غیر محتاج المعلمین ولقد فعل ذلک ابن حزم بالاندلس علی علو رتبتہ فی حفظ الحدیث وصار الی مذھب اھل الظاھر ومھر فیہ باجتھاد زعمہ فی الفروع وخالف ائمۃ مذھبہ داؤد وتعرض للکثیر من ائمۃ المسلمین فقم الناس ذلک علیہ واوسعوا مذھبہ تھجینا وانکارا وتلقفوا کتبہ بالاغفال والشرک حتی انھا لیحضر بیعھا بالاسواق وربما تعرف فی بعض الاحیان"[2]

اس کے بعد مختلف قیاس کا گروہ پیدا ہوا جنہوں نے قیاس کرنے کے مراحل طے کرنے کے لئے مختلف قیاس کی خاص خاص قسمیں بنا لیں۔ ان مختلف قیاس کی قسموں کے نام بھی مختلف ہیں۔ قیاس کی ان اقسام کو بھی ان کے ماننے والوں نے تمام احکام شرعیہ کی اساس اور اجماع میں منحصر کر دیا۔ قیاس کی اس اہم قسم کو جس کو انہوں نے اصل بنایا تھا، انہ

کوئی طالب علم ان کی کتابوں سے ان کی فقہ اور ان کا مذہب سیکھنے بیٹھتا ہے تو درحقیقت وہ وقت کا ضیاع کرتا ہے اور جمہور امت کو گمراہ کرنے کے لئے تلبیس کرتا ہے اور امت کی عوام سے بدظنی ہونے کی وجہ سے قبول نہیں کیا جاتا ہے۔ چنانچہ ابن حزم کے سوانح نگاروں نے معاملہ پیش آیا اور جو واقعات حدیث میں بلند مقام رکھتے تھے مگر وہ ظاہر یہ مذہب کے پیروکار تھے اس میں انہوں نے وہ عبارت حذف کر دی جس کی اس فرقہ کے امام (یعنی داؤد) سے بھی جاہلانہ تقلید کیا اور دوسری طرف آئمہ مسلمین سے بھی جگہ جگہ دجل جاری رکھا۔ اگر اسلام نے ان کو زندگی نظر سے دیکھا اور ان کے مذہب وفکر کا بہت گہرے تجسس کیا ہوتا۔ ان کی کتابیں ہرگز نہیں پڑھی جاتیں اور نہ ہی پڑھنے کے قابل تھیں تو کوئی خرابی ان میں داخل نہیں ہوتا اور کبھی ان کتابوں کو چھوا نہیں جاتا۔[1]

ابن خلدون کی رائے کا تجزیہ :

ابن خلدون نے ابن حزم سے متعلق یہ الفاظ اپنے ماحول سے متاثر ہو کر لکھے۔ اس زمانے میں اہل افریقہ کسی مذہب رکھتے تھے اور وہ کسی مذہب کے علاوہ کسی مذہب کو برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ ابن حزم کے عقائد کے اختلاف سے قطع نظر ان کے علم وفضل کے تقریباً سب معترف ہیں اور ان کی کتابوں کو قدر واعتزاز کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ ابن حزم عظیم المرتبت علمی شخصیت ہیں۔ ان کی خرید وفروخت بھی ہزار سے زائد میں تمام ہے۔ فقہ پر طالب علم جو کسی مسلک سے بھی تعلق رکھتا ہو ان کی کتب سے استفادہ کرتا ہے اور اب ان کی کتابیں چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں اور ان پر بہت سا تحقیقی کام بھی ہو رہا ہے۔ کئی ایم اے اور پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کر رہے ہیں۔

ظاہری مذہب کے اثرات کا جائزہ :

عراق میں مذہب ظاہریہ جو اپنے بانی (داؤد بن خلف) کے ہم پیرو داؤدی بھی کہلاتا ہے ایک باقاعدہ فقہی مسلک بن گیا اور اس کا اثر رفتہ رفتہ ایران وخراسان تک پھیل گیا۔ چنانچہ اندلس میں ابن حزم ہی اس مسلک کے علمبردار تھے (م ۴۵۶ھ/۱۰۶۴ء) کے بعد میں ظاہری مسلک سرکاری قانون کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا۔ ۶۸۸ھ/۱۲۸۹ء میں شام میں ظاہریوں کی ایک بغاوت کا ذکر ملتا ہے۔ حالانکہ یہ مسلک وہاں کبھی زیادہ مقبول نہیں ہوا اور مصر میں بھی ہم المختصر جرثی کو ظاہریہ کے رنگ میں لکھتا ہوا پاتے ہیں۔ امام شعرانی جو ایک صوفی بھی تھے انہوں نے ظاہریہ کی بہت سی آراء کو محفوظ کر دیا۔ یہ درست ہے کہ مفسرین قرآن بالخصوص فخر الدین رازی اور شارحین کتب حدیث ظاہریہ کی خصوصی تعبیر کا بکثرت ذکر کرتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف متاخرفقہا ظاہریہ کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ علامہ شعرانی اپنی کتاب "میزان" میں داؤد ظاہری کو ابن حنبل اور سفیان عیینہ کے درمیان ایک نمایاں مقام دے رہے ہیں اور جنت کے دروازے کی طرف جانے والی متواری سڑکوں پر سے ابن حنبل اور ابولیلیٰ بن سعد کے درمیان دکھا رہے ہیں۔[1]

---

[1] دائرہ معارف اسلامیہ ۳/۹۲۳، ۹۲۴ مختصر الفاظ کی تغیر کے ساتھ۔

۱۰۔ ابن جریر الطبری (۲۲۴ھ۔۲۲۵ھ/۳۱۰ھ)[1]

ابو جعفر محمد بن جریر بن یزید طبری آپ صوبہ طبرستان میں بمقام آمل پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں پائی۔ مزید علم کی تلاش میں رے، بغداد، بصرہ، کوفہ وغیرہ شام وغیرہ گئے۔ طبری عالمانہ مزاج اور اعلیٰ کردار کے مالک تھے۔ اپنی عمر کے ابتدائی ایام میں انہوں نے عرب اور اسلامی روایات کے حصول میں مہارت حاصل کرنے کی انتہائی کوشش کی اور اس کا بقیہ حصہ تعلیم، تعلم اور تصنیف و تالیف میں گزارا۔ اپنے تبحر علمی، جملہ علوم پر مہارت، علم حدیث کی طرف خصوصی توجہ، قرآن کے علاوہ اصول سے متعلق متعدد کتب کی تصنیف و تالیف کی وجہ سے طبری کو ایک مجتہد کا درجہ دیا جاتا ہے۔ اپنی ایک الگ راہ نکالی۔ اپنی فقہی مصروفیات واپس آنے کے بعد ان کی زندگی کا بیشتر وقت درس و تدریس میں گزرا۔ ان کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان کے شاگرد ان کے فقہی مسلک کو پیروی کرتے رہے۔ چونکہ اس وقت بغداد میں شافعی مذہب سے تعلق رکھنے والے زیادہ تھے اس لئے یہ مذہب بغداد میں پھل پھول گیا۔ البتہ امام احمد بن حنبل کے مذہب سے ان کا تعلق زیادہ گہرا تھا۔ امام احمد بن حنبل کو ایک مجتہد فرد تسلیم کیا جاتا تھا لیکن فقہ کے متعلق وہ ان کے خیالات کے پیروکار نہیں تھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے اپنے فقہی خیالات تھے۔ وہ اپنی کتاب "اختلاف الفقہاء" میں امام احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کرتے۔

ابو بکر الخوفی نے لکھا:

"فالف کتابہ (اختلاف الفقہاء) اغفل فیہ ذکر احمد بن حنبل، علی حین انہ ذکر کثیرا من الفقہاء مثل ابی حنیفۃ، والشافعی، ومالک، والاوزاعی، (وغیرھم من الصحابۃ والتابعین وتابعیھم) وقیل انہ سئل فی ذلک فقال: لم یکن ابن حنبل فقیہا، انما کان محدثا۔"[2]

(انہوں نے اپنی کتاب (اختلاف الفقہاء) میں احمد بن حنبل کا ذکر نہیں کیا۔ حالانکہ وہ بہت سے فقہاء مثلاً ابو حنیفہ، شافعی، مالک، اوزاعی (اور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین میں سے بہت سے دوسرے لوگوں کا) ذکر کیا۔ جب ان سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ ابن حنبل فقیہ نہیں تھے بلکہ وہ محدث تھے۔

ابن ندیم نے لکھا

"وله مذهب فی الفقه اختار لنفسه وله فی ذلک عدة کتب۔"[3]

(ان کا فقہ میں اپنا مذہب ہے جو انہوں نے اپنے لئے منتخب کیا اور اس کی کئی کتابیں ہیں)

اس کے بعد ان کی کتابوں کا ذکر کیا اور ان کے مذہب سے متعلق بھی ان کی کتب کا تذکرہ کیا۔ طبری مذہب کے بانی ابو طیب الصافی بن رشید التمیمی کی کتابوں میں سے "کتاب التحریر والنظر المطلق فی اصول الفقه"

---

[1] طبری، احمد محمد الخوفی ص ۲۷۔ ۲۸، المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ کتاب الثالث والستون ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء۔ ان میں تاریخ وفات ۳۱۰ھ کے آخر یا ۳۲۵ھ کے اول میں لکھا ہے جبکہ ۳۱۰ھ کا قول بھی نقل کیا ہے۔

[2] طبری، احمد محمد الخوفی ص ۲۳۔ المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ کتاب الثالث والستون ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء۔

[3] کتاب الفہرست لابن الندیم ص ۲۹۱ کراچی نور محمد کتب خانہ۔

اور "کتاب الحدود و الحلود فی اصول الفقہ" بھی ہیں۔ ایک اور فقیہ ابوالحسن علی بن یحییٰ کے تذکرہ میں ان کی کتب میں "کتاب الاجماع فی الفقہ علی مذھب الطبری" "کتاب المدخل الی مذھب الطبری و نصرۃ مذھبہ" [1] کا بھی ذکر کیا۔ محمد محمد ابوزہو نے اپنی کتاب میں امام طبری کی فقہی علمت کے معترفین کے اقوال نقل کئے ہیں [2] اور ان کی ۲۸ کتابوں کی فہرست دی ہے [3] انہوں نے اس مذہب کی کتابوں کی عدم دستیابی سے تحقیق کیا

"لکن کتبہ التی الفہا فی مذھبہ فقدت ، فلانعرفہ من آرائہ الا ماذکرہ فی کتابہ اختلاف الفقہاء ، أوفی تفسیرہ لقرآن الکریم أو حکاہ عنہ الفقہاء و المؤرخون" [4]

(لیکن ان کی وہ کتب جن میں ان کے مذہب کو مدون کیا گیا تھا مفقود ہوگئیں۔ چنانچہ ان کی آراء سے متعلق نہیں جان سکتے سوائے ان کی کتاب (اختلاف الفقہاء) یا ان کی قرآن کریم کی تفسیر کے یا جو کہ فقہاء و مورخین نے ان سے نقل کیا ہے)

وہ مزید لکھتے ہیں

"انقطع اتباع مذھبہ بعد القرن الرابع" [5]

(چوتھی صدی ہجری کے بعد اس مذہب کے پیروکار ختم ہو گئے)

کمی محمصانی لکھتے ہیں

"ان مذھب الطبری اندرس فی منتصف القرن الخامس للھجرۃ واصبح مدفونا فی بطون التاریخ" [6]

(مذہب طبری پانچویں صدی ہجری کے وسط میں ختم ہو گیا اور اب اس کا ذکر صرف تاریخ کی کتابوں کے مدفون میں ہے)

---

[1] حوالہ سابق ص ۲۹۲ [2] حوالہ سابق ص ۱۹۱۔۱۹۲

[3] الطبری ۔ محمد ابوزہو ص ۷۰۔۷۱ [4] حوالہ سابق ص ۷۲۔۷۳ [5] حوالہ سابق ص ۲۲۹ [6] حوالہ سابق

[6] الفلسفہ التشریع فی الاسلام ، صبحی محمصانی ص ۱۸۰ ۔ بیروت دار الکشاف ۱۹۴۶۔۱۳۶۵

باب ششم

مذاہب شیعہ اور ان کا نشأ و ارتقاء

...ن مذاہب کا نام لے کر ذکر کیا وہ شیعی مذہب کہلاتے ہیں۔ مگر ایک جماعت ہے جو حضرت علی "کو خلافت کا پہلا ...ستحق مانتی تھی وہ حضرت ابوبکر صدیق "، حضرت عمر فاروق "اور حضرت عثمان غنی" کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے۔ ...ڈاکٹر ناصر اپنی کتاب میں شیعی مذہب کا یوں تعارف پیش کرتے ہیں

"اہل بیت میں سے بارہ اماموں کی امامت کے قائل ہیں اور ان میں سے اول علی" اور آل علیہ السلام کے ...پہلے حسن" اور چوتھے امام حسین" کی نسل سے معصوم ہوتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے متعدد بار ائمہ کی امامت کی واضح اشارے اور کنایہ میں نص فرمائی ہے یہ عقیدہ رکھتے ہیں اماموں کے ساتھ امور کا تعلق ہے"[1]

مسئلہ امامت میں اہل شیعہ کے بھی کئی فرق ہو گئے جن میں سے چند اہم مندرجہ ذیل ہیں

۱۔ امامیہ ۲۔ زیدیہ ۳۔ اسماعیلیہ

پہلے فرقے اس بات پر متفق تھا کہ امامت صرف اہل بیت کا حق ہے۔ وہ پہلے چار اماموں (حضرت علیؓ، حضرت حسن، حضرت حسین، زین العابدین) کے بارے میں متفق ہیں۔

ان فرقوں کا مختصر تعارف مندرجہ ذیل ہے

۱۔ شیعہ امامیہ:

مذہب جعفریہ جو شیعہ امامیہ اثنا عشریہ سے معروف ہے۔ امامیہ کے فرقوں میں سب سے زیادہ شہرت اثنا عشری فرقہ کو حاصل ہے۔

ڈاکٹر احمد لکھتے ہیں:

"الامامیہ لیست فرقة واحدة کما یذکر المنتمون الی ھذہ الفرق کثیرة کثیرة والجعفریة والسمویة والاسماعیلیة، وجمیع ھذہ الفرق تتفرع عن الامامة الاثنی عشریة الذین لقب اتباعھا بالامامیة الیوم اشھر الفرق الامامیة وھی الاثنی عشریة"[2]

(امامیہ کوئی ایک فرقہ کا نام نہیں ہے جیسا کہ اس کے ماننے والے دعویٰ کرتے ہیں بہت سے فرقوں پر مشتمل ہے جعفریہ، سمویہ، اسماعیلیہ کا نام ہے اور یہ تمام فرقے بارہ اماموں سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ امامیہ کے مشہور فرقوں میں سے فرقہ اثنا عشریہ ہے)

---

[1] شیعہ اہل سنت ص ۱۵۔ مطبوعہ جولائی ۱۹۸۲ء ترجمہ ناصر احمد کی پی ایچ ڈی کی تحقیقی مقالہ۔

[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۳/۱۲۷

[3] الفرق بین الفرق الاسلامیہ، استاد محمد جزر ص ۸۳، مطبوعہ دار الفکر طبع اول ۱۴۰۵ھ ۱۹۸۵ء

مسئلہ امامت کو بنیاد اہمیت دیتے ہوئے آخر کے معصوم ہونے کا عقیدہ رکھتے اور امام مہدی کے منتظر کے قائل ہوں، بنا پر امامی کہلاتے ہیں۔ اور محمد تجانی سماوی کے مطابق آج پوری دنیا میں شیعہ جعفری کی تعداد ۱۲۵ ملین ہے اور سب کے سب اثنا عشری کی تنقید کرتے ہیں۔[1]

فقہ جعفری کا پہلا دور :

اعیان الشیعہ کے مطابق فقہ کا پہلا دور حضرت امیر المومنین کا دور ہے جس میں آپ نے اپنے آزاد کردہ غلام ابو رافع سے روایات اور فتاوی جات میں ان کے تحریر کنندہ کی حیثیت سے کام لیا۔ بقول ایوطی حضرت علی کے علم کا وارث حسن بھی امامت مدینہ حسن کے قائل تھے۔[2]

امام حسن، امام حسین، امام زین العابدین، امام محمد باقر اور امام جعفر صادق بھی اپنے خاندانی علم کے وارث تھے اور اہل مدینہ کے نزدیک بڑا علم جانتے اور مانتے تھے۔[3] یہ دور ۱۰۰ھ تک ۱۴۸ھ تک محیط ہے۔ اس دور کی ابتدا بھی بھی بیت اور شیعی فقہ پر مشتمل تھی۔ حضرت امام باقر کا دور فقہ و حدیث کا مرکز بن گیا۔ یہ دور فقہ کی تدوین جدید اور حدیث سے استخراج احکام کا سب سے اہم دور ہے۔ اس دور میں شروع ہوا اور اکابر مجتہدین اسی دور میں پیدا ہوئے۔ ربیع صبحی نے اس دور کا آغاز کے خاص نظریات و افکار کی بنا پر فقہ کے الگ الگ اسکول وجود میں آنے لگے۔ شیعوں نے اگلی بہت سی کتابیں لکھیں۔[4]

امام باقر کے بعد ان کے فرزند امام ششم حضرت جعفر صادق مسند امامت پر متمکن ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر پینتیس سال تھی۔ آپ کی ولادت ۸۰ھ میں ہوئی اور امام محمد باقر کا سن وفات ۱۱۴ھ ہے۔ امام جعفر صادق نے تقریباً پورا عہد اپنے جد بزرگوار امام زین العابدین اور ان کے بعد انتیس سال اپنے والد بزرگوار کے ساتھ رہے۔[5]

امام جعفر صادق (۸۰ھ-۱۴۸ھ) ۱۲ ائمہ مجتہدین میں سے تھے اور حق گوئی اور فضیلت علمی کے سبب واقعی امام تھے۔ فرقہ امامیہ کی فقہ آپ ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں اور اسے مذہب جعفری کہتے ہیں۔ فرقہ امامیہ میں زرارہ بن اعین (متوفی تقریباً ۱۵۰ھ) اور آپ کے دو صاحبزادے حسین و حسن اور دوسرے بہت سے لوگوں نے شہرت حاصل کی۔[6]

مکی خلصانی نے فرقہ امامیہ کے مجتہدین کی تعداد کے متعلق لکھا کہ وہ ایران میں تقریباً سو اسی (۱۸۰) ہیں۔ پاکستان (۱۹۷۶ء) میں پندرہ ہزار، بلوچستان میں ایک لاکھ چھتیس ہزار اسے چھوڑ کر دوسرے شہروں میں تقریباً پانچ ہزار ہیں۔ استاد تجانی محمد مالی نے بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ان کی تعداد ۱۲ ملین بتائی ہے۔ شیعہ ماضی کے اعداد و شمار دیں۔

---

1. شیعہ فی اہل سنت تجانی، ص ۳۵
2. اعیان الشیعہ ۱/۲۴۰ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/۳۲۵
3. دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/۳۲۵
4. اعیان الشیعہ ۱/۲۴۰ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/۳۲۵
5. الذریعہ الی تصانیف الشیعہ بحوالہ دائرہ معارف اسلامیہ ۱۵/۳۲۵
6. فلسفہ التشریع فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۶۲-۶۵ دار کشاف ۱۳۶۵ھ-۱۹۴۶ء
7. حوالہ سابق ص ۶۲، ۶۳
8. حوالہ سابق ص ۶۳

...ب امامی اثنا عشری کی مختلف علاقوں میں نشر و اشاعت :

...رماتے ہیں :

...ذهب المذهب الامامي في مناطق مختلفة ، ولكن لم يكن في بلد من البلدان التي دخلها له غلبة كبيرة في كل البلاد التي دخلها واستقر فيها، ولكن بعضها له فيه كثيرة ، وبعضها له فيه ...له . وهب في فلسطين وكثيرتهم يتدافعون على الصلح في الفروع بالمذهب الجعفري ، فهو ...مذهب السائد في الفرع . ذلك ان الامامية يتدافعون منتمين عند الامام الصادق رضي الله ...ك و تعالى عنه . انه يكون الشريف من بعده ، فالاسماعيلية اختاروا الامام من بعده اسماعيل ، والاثنا عشرية اختاروا الامام من بعده موسى الكاظم ، ثم ارسلوا سلسلتهم الى محمد بن ...حسن العسكري الذي غيب، ولا يزال ينتظر ولذلك نقول ان كل ارض دخلها المذهب الامامي دخلها معه المذهب الجعفري والاثنا عشرية على اي حال هم الكثرة من الشيعة ، الامامية في الجملة وان المذهب الاثنا عشري في ايران يسمى الكثرة ، والمذاهب السنية قد عدد منها الى من عدد الاثنا عشرية ، والا كثرون منهم من الشافعية . ذلك لان المذهب الشافعي من قديم الزمان كان له شان في ذلك البقاع "[1]

اگرچہ مذہب امامی اثنا عشری مختلف ادوار میں پھیلا اور پھولا، لیکن یہ جہاں جہاں بھی گیا وہاں بہت سی جگہوں پر ایسا نہیں بھی ہوا کہ اس نے غالب آبادی کی صورت اور حیثیت اختیار نہیں کی۔ یہ مذہب جہاں بھی پہنچا، وہاں اس نے اپنا مقام بنایا، کہیں اس نے اکثریت حاصل کر لی، کہیں اقلیت میں رہا، لیکن اکثریت و قلت ہر حالت میں اس مذہب کے متبعین نے مذہب جعفری کے فروغ کیلئے اس پر مستقل کام کیا۔ یہ سلسلہ قائم رہا امام صادق یعنی ان کے وجود تک اور اس کے بعد امامیہ پورے عصر پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان کے بعد امامیہ میں تقسیم ہوئی اور اسماعیلیہ نے امام جعفر صادق کے بعد اسماعیل کو امام مانا اور اثنا عشریہ نے موسیٰ کاظم کے سر پر امامت رکھا۔ یہاں کا سلسلہ امامت محمد بن حسن العسکری تک چلا اور جاری رہا۔ امام حسن عسکری کا کوئی بیٹا ظاہر سے پردہ فرما گیا تھا اس لئے انہوں نے امام منتظر کی حیثیت اختیار کر لی۔ مقالہ ہذا میں ہم اس بحث میں نہیں پڑتے کہ امامیہ میں جو مذہب امامی اثنا عشری ہے وہ کیسے وجود میں آیا اور مذہب جعفری بھی اپنا الگ مذہب ہونے میں کامیاب ہوا یا نہیں۔ ہمارا موضوع بحث صرف مذہب جعفری کی نشر و اشاعت ہے۔

(جاری ہے)

مترجم کہتے ہیں

۱) ایران میں مذہب اثنا عشری کو اکثریت حاصل ہے۔ وہاں سنی بھی ہیں لیکن ان کی تعداد شیعوں سے کم ہے جو کہ مسلمان وہاں ہیں ان میں اکثریت شیعوں کی ہے۔

۲) عراق میں بھی مذہب اثنا عشری کا نمبر معمولی اتار چڑھاؤ اور رد و بدل کے ساتھ اول تھا۔ وہاں اگرچہ مذہب اثنا عشری کے متبعین کی اکثریت نہیں لیکن ان کی تعداد اہم بھی ہے۔

---

[1] الامام الصادق، حياته و عصره، آراؤه وفقهه، محمد ابو زہرہ، ص ۵۳۳، طبع دار الفکر مصر سنہ۔

☆ نجف بادعراق کے شہر نجف میں اثنا عشری کی کثیر تعداد موجود ہے۔ وہاں امام علی کرم اللہ وجہہ کا مزار ہے جو راس الائمہ اور ابوالائمہ ہیں۔

☆ عراق کے شہر کربلا میں سبط رسول ﷺ کا واقعہ شہادت پیش آیا۔ امام حسین شیعہ امامیہ اثنا عشریہ کے دوسرے تاجدار مانے جاتے ہیں۔ کربلا میں شیعہ بہت بڑی تعداد میں آباد ہیں، بلکہ وہاں کے تقریباً تمام کے تمام باشندے شیعہ ہیں۔

☆ کاظمیہ امام جعفر صادق کے صاحبزادے موسیٰ کے بعد اثنا عشریہ کے امام بھی ہوئے ہیں نسبت رکھنے والا یہ عراق کے ایک شہر کاظمیہ میں بھی شیعوں کی اکثریت ہے اور یہیں ائمہ اثنا عشریہ کے ایک اور امام جواد کی قبر کے پوتے ہیں، آرام فرما ہیں۔

☆ بغداد کی بستیوں میں سے ایک بستی سامرا میں بھی شیعہ حضرات کی اکثریت ہے۔ اثنا عشری کے آخری امام محمد حسن العسکری یہیں سے پردۂ غیب میں چلے گئے۔

☆ لبنان اور شام کے دوسرے شہروں میں ہزاروں کی تعداد میں شیعہ موجود ہیں۔

☆ پاکستان و ہند کے بہت سے شہروں میں امامی مذہب اب بھی موجود ہے۔

☆ بلاد افغانستان میں خاصی تعداد میں موجود ہیں۔

☆ بلاد وسط افریقہ میں بھی شیعہ پھیلے ہوئے ہیں۔ مثلاً نائجیریا، صومالیہ، بلاد سنغال اور دوسرے افریقی شہروں میں پائے جاتے ہیں۔ ان مقامات کے شیعوں کی کثیر تعداد اثنا عشریوں پر مشتمل ہے جو آرا منحرفہ کے حامل ہیں۔

☆ ملک یمن کی اکثریت زیدیہ فرقہ کی ہے۔ اثنا عشری بہت کم تعداد میں موجود ہیں۔

☆ بحرین میں بھی شیعہ بہت زیادہ ہیں۔

☆ ایک اور عرب شہر "قطیف" کے رہنے والے تقریباً سب شیعہ ہیں۔[1]

شیعہ زیدیہ :

شیعوں کی ایک شاخ جسے زیدیہ کہا جاتا ہے زید بن علی کو امام تسلیم کرنے کی بنا پر اثنا عشریہ اور سبعیہ سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ زید بن علی کی وفات کے بعد زیدیہ نے علویوں کی بہت سی بغاوتوں میں حصہ لیا لیکن ان کی کوئی متحدہ جماعت نہیں تھی۔[2] دائرہ معارف الاسلامیہ میں مذکور ہے۔ دو جگہ زیدیوں کے سیاسی ارمان پورے ہوئے۔ الحسن بن زید سے لے کر ۲۵۰ھ تا ۳۱۶ھ بحر خزر کے علاقے میں بے قاعدہ وقفوں سے اور بعض اوقات ایک دوسرے کے مخالف تقریباً نیم امام اور داعی ظاہر ہوتے رہے بعض

---

[1] حوالہ سابق ص ۵۴۳-۵۵۰ ملخص
[2] دائرہ معارف اسلامیہ ۱۰/۵۵۹

...زیدی فکر یہ میں جو ایک چھوٹا سا فرقہ تھا، مدغم ہو گئے۔ یمن میں زیدی حکومت کا بانی القاسم الرسی کا پوتا الہادی الی الحق یحییٰ بن الحسین تھا۔ یمن کی تمام سلطنتوں میں سے صرف یمن ہی اب تک باقی ہے۔[1]

۱۹۶۲ء میں امام کو معزول کر کے یمن میں جمہوری حکومت قائم کر دی گئی ہے۔ زیدیہ کا تشیع اس بات پر مبنی ہے کہ حضرت علی اور ان کے فرزند حضرت امام حسن و حضرت امام حسین پھر ان کی اولاد میں جو بھی ہو امام مانتے ہیں۔ ہر ایک امام کے لئے جہاد کرنا اور فقیہ ہونا لازمی ہے۔ وہ زید بن علی کو اصول و فروع کا سرچشمہ مانتے ہیں تو حیث سے یہ بیشتر معتدل شیعہ اثنا عشریہ معتزلہ کے مطابق ہیں۔[2]

...ہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) کے حوالے سے نقل کیا کہ انہوں نے کہا

"اکثرهم فی زماننا مقلدون، لایرجعون الی رای الاجتهاد، اما فی الاصول فیرون رای المعتزلة حذو القذة بالقذة، ویعظمون العدة الاعزال اکثر من تعظیمهم ائمة آل البیت واما فی الفروع فهم علی مذهب ابی حنیفة الا فی مسائل یخالفون فیها الشافعی رحمة الله"

(ان میں سے اکثر ہمارے زمانے میں مقلد ہیں۔ اجتہاد کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ وہ اصول میں معتزلہ کی رائے کی طرح پیروی کرتے ہیں۔ معتزلی ائمہ آل بیت سے زیادہ تعظیم کرتے ہیں۔ اور فروع میں وہ امام ابوحنیفہ کے مذہب پر چلتے ہیں۔ ہاں بعض مسائل میں وہ امام شافعی کی مخالفت کرتے ہیں)

پہلی صدی میں زیدیوں کی اکثریت اور معتزلہ کے عقائد میں بال برابر بھی اختلاف نہیں تھا اور زیدی فقہ میں عموماً ابوحنیفہ سے اور بعض مسائل میں امام شافعی سے متفق ہیں گے۔ شیعہ زیدیہ حضرت علی سے پہلے خلفائے راشدین پر زبان میں اعتدال پسندی سے کام لیتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی امامت کے قائل ہیں۔ ایک ان کے نزدیک افضل کے ہوتے ہوئے مفضول کی امامت جائز ہے۔ شیعہ کا یہ فرقہ اہل سنت کے سب سے قریب ہے اور مقبول ہے۔ کئی محققانی لکھتے ہیں کہ شیعہ زیدیہ کا مرکز یمن ہے جہاں ان کی تعداد تمیں لاکھ کے قریب یا زیادہ ہے۔[3]

شیعہ زیدیہ کی سب سے قدیم کتاب "المجموع" ہے جو ان احادیث اور فقہ کی پر مشتمل ہے جو امام زید بن علی سے روایت کئے گئے ہیں اور جس کی ترتیب مضامین کے لحاظ سے ہے۔[4] آج کل ان کے علم فقہ کی سب سے زیادہ مشہور کتاب "الروض النضیر شرح مجموع الفقه الکبیر" ہے جو شرف الدین حسین بن علی الحمیمی (متوفی ۱۱۲۲ھ) کی لکھی ہے۔[5] کتب تاریخ و فرق میں جو مذہب کی خروج زیدیوں کے بھی بہت سے فرقے بتائے گئے ہیں مثلاً الجارودیہ، السلیمانیہ، الظاهریہ وغیرہ۔[6]

۱۔ حوالہ سابق ص ۵۵۴-۵۵۵ ۲۔ حوالہ سابق ص ۵۵۴-۵۵۸

۳۔ دائرہ معارف اسلامیہ ص ۵۵۸ ملخص

۴۔ فرقہ شیعہ فی الاسلام، صبحی محمصانی ص ۹۳

۵۔ حوالہ سابق ص ۹۲-۹۳ ۶۔ دائرہ معارف اسلامیہ ص ۵۵۹

شیعہ اسماعیلیہ :

یہ فرقہ موسیٰ کاظم کی امامت کا قائل نہیں بلکہ وہ ان کے بڑے بھائی اسماعیل بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں۔ اسماعیلیہ کے مختلف نام ہیں مثلاً باطنیہ ۔ سبعیہ ، محمرہ ، تعلیمیہ ، مبارکیہ ۔

اسماعیلیہ اقتدار کے مختلف ادوار :

۱۔ مغربی افریقہ (مصر، شام و حجاز) ۲۹۷ھ تا ۵۶۷ھ اس دور کو فاطمی دور بھی کہا جاتا ہے۔ اسماعیلیوں نے سیاسی اقتدار کے حصول کے بعد اپنے امام کو خلیفہ بھی کہا اور عباسی خلفاء کے بالمقابل فاطمی خلفاء (جو اپنی اولاد ہونے کا دعویٰ تھا کہ وہ صحیح النسب فاطمی ہیں۔ انہوں نے اپنے القاب بھی عباسیوں کے طرز پر رکھے۔

۲۔ شمالی ایران اور ملحقہ علاقے ۴۸۳ھ تا ۱۰۹۰ء تا ۶۵۴ھ تا ۱۲۵۶ء

۳۔ جنوبی عرب کے ساحلی علاقوں میں مختلف ادوار تک بالخصوص یمن میں غربی پہاڑیوں اور شام کے ساحلی علاقے میں۔

۴۔ ۱۰۵۸ء میں بغداد پر ایک سال تک اسماعیلی (فاطمی) کا قبضہ رہا۔[1]

اسماعیلی فقہ :

اسماعیلی فقہ میں قیاس اور رائے کو دخل نہیں ہے۔ یہ علم نص قطعی کا متلاشی ہے۔ جس کے لئے ان کے یہاں ہر وقت امام کا موجود ہونا ہے۔ ان کے ارکان دین سات ہیں

(۱) ولایت (امام سے محبت اور اس کی اطاعت)

(۲) طہارت (اتقا) (۳) صلوٰۃ (۴) زکوٰۃ

(۵) حج (۶) روزہ (۷) جہاد

ان سب میں ولایت سب سے افضل ہے جس کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ ان کے یہاں توحید و رسالت نہیں ہے۔ اس علم میں سب سے زیادہ مؤثر شخصیت قاضی نعمان بن محمد کی ہے۔[2]

وہ علاقے جہاں اسماعیلیہ کو فروغ ملا

۱۔ فاطمی دعوت کی ابتداء دوسری صدی ہجری کے آخر میں ہوئی۔ تقریباً ڈیڑھ سو سال کی خفیہ جدوجہد کے بعد ان نے شمالی افریقہ میں ۲۹۷ھ ۔ ۹۰۹ء میں اقتدار حاصل کیا۔ چھ مغرب اوسی پر ان کا قبضہ ہوا اور ۳۵۸ھ ۔ ۹۶۹ء میں معز لدین اللہ کی قیادت میں آگے اور اس کے بعد محمد دولت کے لئے بلاد شام و عرب و یمن پر بھی ان کی حکومت رہی۔ لیکن یہ اقتدار بہت جلد زوال پذیر ہوا۔ ان کے مقبوضات آزاد ہوتے گئے حتیٰ کہ ۵۶۷ھ ۔ ۱۱۷۱ء میں اسماعیلیہ امام

---

[1] اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت کا تعارف، تجزیاتی نقطہ نظر سے، سید تنظیم حسین ص ۳۳۔۳۶ کراچی یونیورسٹی اسلامک سنٹر

[2] حوالہ سابق ص ۹۸

[illegible] چھوڑ دیا گیا وہاں ایک امامیہ حکومت بھی قائم ہوئی جو ۹۰۷ھ/۱۵۰۱ء میں شمالی افریقہ کے باشندوں نے شیعی مسلک کو پھیلانے کے لیے قائم کی تھی اور ۳۵۸ھ/۹۶۹ء میں اس خاندان کی حکومت کا خاتمہ ہوا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو فاطمی کہلاتے تھے اس لیے کہ ان کی حکومت کے بانی نے اپنے امام حضرت فاطمہ صادق کی نسل سے بتایا تھا۔

سندھ میں زوال سے قبل بنی امامیہ (شیعی) نے اپنا مرکز منصورہ منتقل کر لیا تھا۔ مگر یہاں بھی وہ علاقوں پر ان کا قبضہ دراز تک بہت مختصر عرصے کے لیے رہا۔ ان کو اسماعیلیہ مبارکیہ کہتے تھے (مقدسی علاقہ) کہتے تھے۔ کیونکہ ان کی حکومت کا ابتدائی کامیابی ہوئی تھی۔ لیکن یہ مبارکیہ جلد ہی ان کو اس سے تباہ اور قریباً پانچ صدیوں تک مسلسل کے ساتھ گزارنے کے بعد اسماعیلیہ (شیعی) کو ہندوستان منتقل ہونا پڑا۔ یمن کا اب یہ حال ہے کہ وہاں اسماعیلیہ (شیعی) کی سیمابی بہت تھوڑی ہے۔ ان کی تعداد بیس ہے۔

ہندوستان میں بھی اسماعیلیہ (شیعی) کو ہر دور کے دوسرے مسلک کے مقابلے میں کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ اب تو ان کے ہاں بھی ان کی دعوت کے سلسلے بھی بند ہے۔ قبل از پاکستان ان کی کل تعداد اندازاً دو لاکھ تھی۔

اسماعیلیہ کی ایک شاخ نزاریہ دعوتی اساعیلیہ ہے۔ ساتویں ہجری میں شمالی ایران، عراق کو وسطی ملاتے اور شام کے ساحل پر ملاحدہ رہا۔ یا فاطمی اڈوں کو جو سو سال رہا۔ ان کا خاتمہ ۶۵۴ھ/۱۲۵۶ء میں ہلاکو کے ہاتھوں ہوا۔ اس کے بعد نزاری ایران میں کئی جگہ منتقل ہوئے۔ آغا خان کو بھی ہندوستان میں ہی بانی اور نزاریوں کے امام حسن علی شاہ آغا خان اول ۱۲۵۹ھ/۱۸۴۳ء میں منتقل ہو گئے۔ یہ لوگ آغا خانی کہلاتے ہیں۔ حکومت برطانیہ کی سرپرستی سے بارہ ہندوستان میں ان کی دعوت کو بڑی ترقی ہوئی۔ مختلف اسماعیلیہ کو حکومت بھی ملی رہی۔

موجودہ صورت حال :

[illegible] نے کتاب تاریخ فاطمیین میں لکھا ہے کہ ایک اندازے کے مطابق قبل از پاکستان دنیا کے تمام ممالک میں اسماعیلیوں (اسماعیلیہ مستعلویہ، دروز اور ان کے تمام فرقوں) کی تعداد پانچ لاکھ تھی۔ جو اب بڑھ کر دو سے زیادہ ہو گئی ہوگی۔ یہ صحیح ہے کہ اسماعیلیوں میں بڑی تعداد تعلیم یافتہ افراد کی ہے۔ یہ لوگ تجارت کرتے ہیں۔ دولت میں بالواسطہ حصہ لیتے ہیں۔ (University/Achievement) (معیشت میں اتفاق و اتحاد) کے اصول کے تحت خود مختار ہیں اور یہودیوں کی طرح تعداد کے تناسب سے زیادہ معروف ہیں۔ لیکن ان کی آبادی منتشر ہے۔ نیز نزاریہ خانوں (اور حقیقی مستعلویہ (بوہروں) میں شدید اختلاف ہے۔ لہٰذا اپنے پھیلاؤ سے زیادہ عوامی رفاہی امور تک ہی محدود نظر آتے ہیں، تاکہ عامۃ الناس ان کے متعلق نیک خیال قائم کریں۔ مگر حقیقت یہی ہے کہ دوسرے مسلمانوں کی تعداد کے اعتبار سے ایک ہزار میں ایک ہیں۔

---

۱ دائرہ معارف مصر، ابن خلدون ۲/۹۸، ۹۹، ۱۰۳ مختصر، انگریزی کراچی ۱۹۶۳ء

۲ ابن خلدون ۲/۹۸ ۳ حوالہ سابق ۲/۸۳-۸۴ ۴ آپ بیتی بحوالہ اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت ۱۲۹

۵ دائرہ معارف مصر، ابن خلدون ۲/۸۳-۸۴، انگریزی کراچی ۱۹۶۳ء ۶ حوالہ سابق ۲/۹۱

۷ اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت کا اختلاف اسے مقدم حسین ص ۱۰۶

گلشن خصافی نے اسماعیلیہ کی موجودہ حالات کے بارے میں جو لکھا ہے اس کا مفہوم یہ ہے کہ آج کل شیعہ اسماعیلیہ کے دو فرقے ہیں۔ ایک اسماعیلیہ شرقیہ اور دوسرا اسماعیلیہ غربیہ۔

اسماعیلیہ شرقیہ کا مرکز ہندوستان ہے اور اس کے پیرو ایران اور وسط ایشیا میں بھی ہیں۔ اس فرقے کے امام سلطان محمد شاہ عرف آغا خان ہیں جو ان کے نزدیک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اڑتالیسویں امام ہیں۔ اس فرقے کے لوگ اپنے مال کا عشر عشیر (دسواں حصہ) نکالتے ہیں۔ ان کی تعداد برطانوی ہند میں تقریباً دس لاکھ ہے۔

اسماعیلیہ غربیہ جنوبی عرب کے علاقے میں خلیج فارس کے قریب و جوار میں شام میں حماۃ اور اردن کے پہاڑی علاقوں میں آباد ہیں۔ شام میں اسماعیلیوں اور علویوں کی تعداد تقریباً ساڑھے تین ہزار ہے۔ فقہ اسماعیلیہ مشہور نہیں البتہ مسائل میں اسماعیلی لوگ "دعائم الاسلام" پر اعتماد کرتے ہیں۔ جس کے مؤلف قاضی نعمان بن محمد تمیمی مغربی (متوفی ۳۶۳ھ) ہیں اس کتاب کے متعدد قلمی نسخے موجود ہیں مگر پوری کتاب تا حال شائع نہیں ہوئی۔ اس میں سے کتاب الوصیہ، کتاب الجہاد اور المقدمات کو جناب آصف بن علی اصغر فیضی نے ۱۹۵۱ء میں مصر سے چھپوا کر شائع کیا ہے۔

بہر حال یہ ایک حقیقت ہے کہ شیعہ مذہب سے متعلق کتابوں کا حصول ایک مسئلہ رہا ہے جس کا اعتراف مغربی مستشرقین نے بھی کیا۔ مثلاً Shorter Encylopaedia of Islam میں "ISMA'ILIAY A" (اسماعیلیہ) کے عنوان کے تحت مقالہ نگار W. Ivanw لکھتے ہیں

"Apparently very few pre-Fatimid works are now preserved, and as little authentic information about early Ismailli doctrine is available as generally about the early shi'a [1]

(ظاہری طور پر بہت کم امامیہ (شیعہ) کی طرح اسماعیلیوں کے متعلق بھی معلومات محدود ہیں)

☆☆☆

---

۱ ملاحظہ ہو شیخ فی الاسلام کی خصافی ص ۶۲۔۶۵ مطبوعہ بیروت مکتبۃ الکشاف ۱۳۶۵ھ۔۱۹۴۶ء

[1] Shorter Encylopaedia of Islam, Edited by H.A.R. Gibb and J.H. Kramers page 181 Leiden E.J. Brill 1953.

احکام شریعت کے ماخذ

فصل اوّل : احکام شریعت کے متفق علیہ ماخذ

- ☆ الکتاب
- ☆ السنۃ
- ☆ الاجماع
- ☆ القیاس

فصل دوم : احکام شریعت کے مختلف فیہ ماخذ 773-814

- ☆ استحسان
- ☆ مصالح مرسلہ / استصلاح
- ☆ سدالذرائع
- ☆ استصحاب
- ☆ عرف وعادت
- ☆ مذہب صحابی
- ☆ شرع من قبلنا

...چہارم

احکامِ شریعت کے ماخذ

اس باب میں ہم شرعی احکام کے ماخذ پر گفتگو کریں گے۔ ماخذ اسم مکان کے وزن پر ہے جیسے صدر وہ جگہ جہاں سے ...ی صادر ہو۔ مخرج وہ مقام ہے جہاں سے کوئی چیز خارج ہو اسی طرح ماخذ وہ جگہ ہے جہاں سے کچھ اخذ (حاصل) ...ے۔ ماخذ کی جمع ماخذ ہے شرعی احکام ان ماخذ سے معلوم ہوتے ہیں جو شارع نے دیئے ہوں یا قائم کئے ہوں ...احکام کے مکلف لوگوں کی طرف رہنمائی کریں ان ماخذ کو اصول الاحکام، مصادر تشریع الاحکام اور ...الاحکام کہتے ہیں۔ یہ سب مترادفات ہیں اور سب کے ایک معنی ہیں۔

...ل کے لغوی و اصطلاحی معنی :

...لیل کے لغوی معنی

"ما فیه دلالة و ارشاد الی ای امر من الامور".

(جو کسی چیز یا کام کی طرف رہنمائی کرے یا دلالت کرے)۔[1]

علمائے اصول کی اصطلاح میں دلیل کی تعریف یہ ہے :

"انه الذی یمکن ان یتوصل بصحیح النظر فیه الی مطلوب خبری"۔[2]

(دلیل وہ ہے جس کے ذریعے صحیح غور و فکر کے بعد حکم شرعی تک پہنچنا ممکن ہو)۔

اسی سیاق میں "المسودہ" میں مذکور ہے :

"وحکی عن بعض المتکلمین انه خص الدلیل بما اوجب القطع، فاما ما افاد الظن فهو امارة عندهم"۔[3]

(دلیل کی تعریف میں بعض متکلمین نے یہ شرط لگائی ہے کہ دلیل وہ ہے جو قطعی طور پر حکم شرعی تک پہنچا دے اگر حکم شرعی تک پہنچانا ظنی ہو تو اس کو امارت (علامت) کہتے ہیں (دلیل نہیں)۔

لیکن علماء اصول کے نزدیک مشہور یہ ہے کہ اس کے لئے ایسی کوئی شرط ضروری نہیں ان کے نزدیک دلیل شرعی کا ...ہونا ہے جس سے عملی حکم شرعی معلوم ہو خواہ وہ قطعی طور پر معلوم ہوں یا ظنی طور پر۔[4]

---

[1] الاحکام فی اصول الاحکام سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی محمد الآمدی متوفی ۶۳۱ھ دیوبند دار الفکر ۱۴۱۶ھ ۱۹۹۶ء بلاندی ...ہور ۱ ص ۱۰۔ عبدالکریم زیدان ص ۱۳۷۔ لاہور غلام علی اینڈ کمپنی سنہ ندارد

[2] المسودہ فی اصول الفقہ مجد الدین عبدالسلام و شہاب الدین عبدالحلیم و شیخ الاسلام ابوالعباس احمد الدین تیمیہ ص ۵۷۳، بتحقیق محمد شہاب ...الدین ابوالعباس احمد بن محمد حنبلی متوفی ۷۲۵ھ بیروت دار الکتاب العربی لبنان سنہ ندارد

[3] ایضاً، عبدالکریم زیدان ص ۱۳۷۔ لاہور غلام علی اینڈ کمپنی سنہ ندارد۔

...باب اول

احکامِ شریعت کے متفق علیہ ماخذ

احکام شریعت کا پہلا ماخذ الکتاب (قرآن کریم)

باب چہارم کی پہلی فصل میں متفق علیہ بنیادی ماخذ قرآن وسنت اور ان کے ذیلی ماخذ اجماع وقیاس کو بیان کیا ...ے گا اور اس باب کی دوسری فصل میں مختلف فیہ ماخذ پر گفتگو کی جائے گی۔

...ن کا تعارف :

...تم الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ۲۳/ اپریل ۶۱۰ء بروز پیر صبح صادق کے بعد اور طلوع آفتاب سے قبل مکہ المکرمہ میں ...ہوئے۔ ان کی تیرہ سال مکی اور دس سال مدنی زندگی میں ضرورت و حالات کی مناسبت سے اللہ کی جانب سے ...ﷺ پر جو کتاب نازل ہوئے والی کتاب "قرآن" ہے۔ مکی دور میں نازل ہونے والا حصہ زیادہ تر توحید کی دعوت اور ...ات، حیات بعد الموت اور قیامت کے عقیدہ کو ذہنوں اور دلوں میں بٹھانے سے متعلق ہے یا اس میں قانون سازی ...ہنیادوں کا ذکر ہے۔ یا اس میں فضائل اخلاق، آداب یا گزشتہ انبیاء واقوام کے متعلق بیان ہوئے تاکہ وہ لوگ ...ت حاصل کریں۔ کیونکہ یہاں مسلمان انفرادی طور پر جدوجہد میں مصروف تھے، مگر جب یثرب ہجرت میں مدینہ منورہ ...ل باقاعدہ اسلامی ریاست بننے کا شرف حاصل ہو گیا تو اجتماعی معاملات سے سابقہ پڑنا ایک لازمی امر تھا تو اس ...ورت کے پیش نظر یہاں جو حصہ نازل ہوا وہ عبادات، معاملات، خاندانی نظام، وراثت، جہاد، اجتماعی و بین الاقوامی ...ت اور امور مملکت وغیرہ سے متعلق تھا۔ اس لئے قانون سازی کے نقطہ نظر سے مدنی دور زیادہ اہم ہے۔

...ب سے پہلی اور آخری وحی :

صحیح ترین قول کے مطابق قرآن کریم کی سب سے پہلے نازل ہونے والی آیت یہ ہے : "اقرأ باسم ربک ...ی خلق" (ابتدائی پانچ آیات)۔[1] اور سب سے آخر میں نازل ہونے والی آیت سے متعلق صحیح بخاری میں باب ...ونک فیہ یوما ترجعون فیہ الی اللہ ہیں[2] حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ : "اخر اٰیۃ نزلت علی ...ﷺ اٰیۃ الربوا" (سب سے آخر میں آپ پر آیت ربوٰ نازل ہوئی)۔[3]

اس کے تیئس (۲۳) برس میں تھوڑا تھوڑا نازل ہونے کی بھی متعدد حکمتیں ہیں مثلاً دعوتی مہم کے دوران ...ﷺ کی رہنمائی فرمانا، ان کی ہمت افزائی اور دلجوئی کرنا وغیرہ اور اس مقدس کتاب قرآن کریم کے اعجاز کے بھی ...ف پہلو ہیں، مثلاً الفاظ، اسلوب کی بلاغت، اخبار اقوام سابقہ، علمی حقائق پر مشتمل ہونا وغیرہ وغیرہ۔

---

[1] العلق : ۱-۵ [2] البقرۃ : ۲۸۱

[2] صحیح البخاری، کتاب التفسیر، باب قولہ واتقوا یوما ترجعون فیہ الی اللہ۔

قرآن کریم کی تعریف :

علماء اصول سے اس کی مختلف تعریفیں منقول ہیں ان میں سے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ اس کی تعریف جامع و مانع ہو۔ کتاب اصول بزدوی میں یہ تعریف منقول ہے :

"القرآن هو الكتاب المنزل على رسول الله (ﷺ) المكتوب في المصاحف المنقول عن النبي عليه السلام نقلا متواترا بلاشبهة"۔[1]

(قرآن مجید وہ کتاب ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے رسول حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوئی جو مصحفوں میں لکھی ہوئی ہے اور ہم تک بغیر کسی شک وشبہ کے تواتر کے ساتھ نقل در نقل ہو کر پہنچی ہے۔)

اس تعریف میں القرآن کو ملحوظ رکھا جائے تو القرآن کے ذریعہ کتاب کی تعریف لفظی (یعنی کسی غیر معروف لفظ کو معروف کے ساتھ تعبیر کرنا جیسا لفظ مختصر کو اوسط سے) اور المنزل علی الرسول سے تعریف تحقیقی یعنی صورت غیر حاصل حاصل کرنے کے لئے جو تعریف کی جائے) سے اور المکتوب فی المصاحف کی قید سے وہ آیات خارج ہو گئیں جن کی تلاوت تو منسوخ ہو چکی ہے مگر حکم باقی ہے۔ مثلاً "الشیخ و الشیخة و الشیخوخة اذا زنیا فارجموهما نكالا من الله" اور قضاء رمضان میں حضرت ابی کی قرأت "فعدة من ایام اخر متتابعات" اور کفارہ یمین میں عبداللہ بن مسعود کی قرأت : "فصیام ثلثة ایام متتابعات" جو کہ مصحف میں مکتوب نہیں اس لئے قرآن کی تعریف سے خارج ہو جائیں گے۔[2]

قرآن کس چیز کا نام ہے؟

اس بارے میں ملا جیون (متوفی ۱۱۳۰ھ) نے تین اقوال ذکر کئے ہیں۔

پہلا قول : قرآن فقط نظم (لفظ) کا نام ہے دلیل یہ ہے کہ نزال ثابت نقل کے ساتھ نظم و لفظ کو متصف ہو سکتا ہے معنی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا : "انا انزلناه قرانا عربیا"۔[3] (ہم نے قرآن عربی میں نازل کیا)۔ عربیت اور غیر عربیت کا تعلق الفاظ کے ساتھ کے ہوتا ہے نہ کہ معنی کے ساتھ۔

دوسرا قول : قرآن فقط معنی کا نام ہے اس کی دلیل یہ ہے امام ابوحنیفہ نے نماز میں فارسی زبان میں تلاوت کی اجازت دی تھی اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : "وانه لفی زبر الاولین"۔[4] پچھلی تمام کتب سماوی غیر عربی میں تھیں اس لئے قرآن کا ان میں موجود ہونا معنا ہو سکتا ہے لفظا نہیں۔

تیسرا قول : تیسرا اور مختار قول یہ ہے کہ : "القرآن هو اسم للنظم و المعنی جمیعا"۔[5] (قرآن نظم و معنی کے مجموعہ کا نام ہے۔) علامہ النسفی نے المنار کے متن میں لفظ کے بجائے ادا "نظم" کا لفظ استعمال کیا۔

---

[1] اصول بزدوی اور کشف الاسرار علی اصول فخر الاسلام البزدوی للبخاری ۱/۲۱، ۳۳، کراچی السعید پبلشرز۔

[2] کشف الاسرار علی اصول فخر الاسلام البزدوی ۱/۲۱ ملخصاً۔

[3] یوسف : ۲ [4] الشعراء : ۱۹۶

[5] نور الانوار علی المنار منلا جیون حنفی متوفی ۱۱۳۰ھ ص ۲۲ مصر مطبعہ الکبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

...آیات جن سے احکام مستنبط ہوتے ہیں ان کی تعداد سے متعلق صاحب نور الانوار نے فرمایا : "والمراد من ...ب بعض الکتاب وھی خمس مائة اٰیة "۔[1] (کتاب سے مراد بعض الکتاب ہے جو ۵۰۰ آیات ہیں) پانچ سو ...یات کے علاوہ دیگر آیات اخبار، قصص وغیرہ پر مشتمل ہیں۔

قرآن کے اوامر و نواہی کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس ضمن میں بے شمار حکمتوں اور مصالح کے ساتھ تشکیل ...ں انسانی طبیعت و فطرت کے پیش نظر اصول اربعہ تدریج، عدم حرج اور یسر و سہولت کی بطور خاص رعایت رکھی گئی ...تھیں اور ارتقاء قانون کے تدریجی طریقہ کار سے یہ فکر پیدا کرنا مقصود ہے کہ کامیاب قانون وہی ہے جو انسان کی ...ت سے ہم آہنگ اور اس کی تربیت یافتہ رجحانات کے موافق ہو۔ علامہ قرطبی نے بعض مفسرین کے حوالے سے لکھا :

"ان اللہ لم یدع شیئا من الکرامة ولا الاعطاء ھذہ الامة ومن کرامتہ واحسانہ انہ لم یوجب علیھم الشرائع دفعة واحدة ولکن اوجب علیھم مرة بعد مرة"۔[2]

(اللہ کرامت کی کوئی بات نہیں رہی جسے اللہ تعالیٰ نے اس امت کو عطا نہ فرمایا ہو یہ بھی اس کا فضل و احسان ہے کہ شرائع (احکام) کو اس نے ایک ہی دفعہ میں نہیں اتارا بلکہ یکے بعد دیگر ے بدفعہ واجب کیا۔)

اس سلسلے میں حضرت عائشہ (رضی اللہ عنہا) کی درج ذیل توضیح سے بات اور بھی واضح ہو جاتی ہے وہ فرماتی ہیں :

"انما اول ما نزل منہ سورة من المفصل فیھا ذکر الجنة والنار حتی اذا ثاب الناس الی الاسلام نزل الحلال والحرام ولو نزل اول شیء لاتشربوا الخمر لقالوا لاندع الخمر ابدا ولو نزل لاتزنوا لقالوا لاندع الزنا ابدا"۔[3]

(پہلے مفصل (سورۃ حجرات سے آخر قرآن تک) کی وہ سورتیں نازل ہوئیں جس میں جنت و دوزخ (ترغیب و ترہیب) کا ذکر ہے۔ پھر جب لوگ اسلام پر مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گئے تو پھر حلال و حرام کے احکام نازل ہوئے اگر شراب پینے کا حکم اول ہی نازل ہوتا تو لوگ یہ کہتے کہ ہم کبھی شراب نہ چھوڑیں گے۔ اسی طرح ابتداء میں ہی زنا چھوڑنے کا حکم ہوتا تو لوگ کہتے کہ ہم ہرگز باز نہ آئیں گے۔)

...یاتی آیات کے فہم کے لئے چند ضروری باتیں :

...یاتی آیات میں واقع احکام اور ان کے متعلقات کو سمجھنے کے لئے بعض قرآنی علوم میں گہرائی ضروری ہے جن ...یر آیات الاحکام کو سمجھا نہیں جا سکتا مثلاً تاریخ کے بارے میں ضروری علم، عربوں کی اس وقت کی۔ معاشرتی حالت ...اور قرآن کریم کی آیات کی مختلف تقسیمات مثلاً ظاہر و نص، مفسر، محکم، خفی، مشکل، مجمل، ...وغیرہ۔ قرآن کریم کے الفاظ کی خاص و عام پر مبنی تقسیم اور خاص کی اقسام اور امر و نہی کا علم وغیرہ۔

...ر الانوار ملا جیون ص ۸۔

...جامع لاحکام القرآن، ابو عبداللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی ۱/۵۲، سورۃ بقرۃ کی آیت ۲۱۹ کی تشریح کے تحت تحریر کیا، دار ...ب، ۱۹۸۷ء۔

...صحیح البخاری، کتاب فضائل القرآن، باب تالیف القرآن

قرآنی احکام کی تقسیم :

قرآنی کریم مختلف قسم کے احکام پر مشتمل ہے عبدالوہاب خلاف نے لکھا :

"انواع الاحکام التی جاء بھا القرآن الکریم ثلاثۃ"

الاول : احکام اعتقادیۃ، تتعلق بما یجب علی المکلف اعتقادہ فی اللہ وملائکتہ و کتبہ ورسلہ والیوم الاخر

والثانی : احکام خلقیۃ تتعلق بما یجب علی المکلف ان یتحلی بہ من الفضائل و ان یتخلی عن الرذائل

والثالث : احکام عملیۃ تتعلق بما یصدر عن المکلف من اقوال وافعال وعقود و تصرفات، وھذا النوع الثلث ھو فقہ القرآن، وھو المقصود الوصول الیہ بعلم اصول الفقہ[1]

(قرآن کریم میں احکام کی تین قسمیں بیان ہوئی ہیں) :

اول : اعتقادی احکام، جو اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان کے مکلف پر واجب ہونے سے متعلق ہیں۔

دوم : اخلاقی احکام، جو مکلف کے اخلاق حمیدہ سے متصف ہونے اور رذائل اخلاق سے چھٹکارا دلانے کے وجوب سے متعلق ہیں۔

سوم : احکام عملیہ، جو مکلف کے اقوال وافعال اور عقود تصرفات سے متعلق ہیں۔ اور فقہ میں یہی مقصود ہیں اور فقہ اصولی فقہ کا مقصد بھی ان سے واقفیت اور ان تک رسائی ہے۔

اس کے بعد موصوف نے احکام عملیہ کو دو قسموں اول عبادات جیسے نماز وروزہ وغیرہ جن کا مقصد فرد کا رب سے تعلق پیدا کرنا ہے۔ دوم معاملات جو ذاتی (Private Law) کی صورت میں ہوتے ہیں اور پھر انہوں نے معاملات کو مزید تین قسموں میں تقسیم کیا۔

مضامین کے لحاظ سے قرآنی احکام کی تقسیم :

مضامین کے لحاظ سے قرآن میں احکام کی اقسام کو عبدالکریم زیدان نے ان الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے۔

(ا) "الاحکام المتعلقۃ بالاسرۃ، وھی تدخل فی نطاق مایسمی : بقانون الاسرۃ، او بمسائل الاحوال الشخصیۃ : کالنکاح والطلاق والنبوۃ والنسب والولایۃ، ونحو ذلک، ویقصد بھا بناء الاسرۃ علی اسس قویمۃ، وبیان حقوق و واجبات افرادھا، و آیات ھذہ الاحکام نحو (۰۷) آیۃ

(ب) الاحکام المتعلقۃ بمعاملات الافراد المالیۃ : کالبیع والرھن وسائر العقود، وھی تدخل فی نطاق مایسمی : بالقانون المدنی، و آیاتھا نحو (۰۷) آیۃ

---

[1] علم اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف ص ۳۲ کویت دارالقلم بیروت طبع ۱۳۹۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۹) الاحکام المتعلقة بالقضاء والشهادة فی الیمین، ویقصد بها : تنظیم اجراءات التقاضی لتحقیق العدالة بین الناس، وهی تدخل فیما یسمی الیوم - بقانون المرافعات، وآیاتها نحو (۱۳) آیة

۱۰) الاحکام المتعلقة بالجرائم والعقوبات، وهی تکون القانون الجنائی الاسلامی وآیاتها نحو (۳۰) آیة، ویقصد بها : حفظ الناس وأعراضهم وأموالهم، وإشاعة الطمأنینة والاستقرار فی المجتمع

۱۱) الاحکام المتعلقة بنظام الحکم، ومدی علاقة الحاکم بالمحکوم وبیان حقوق وواجبات کل من الحاکم والمحکومین، وهی تدخل فیما یسمی - بالقانون الدستوری - وآیاتها نحو (۱۰) آیات.

۱۲) الاحکام المتعلقة بمعاملة الدولة الاسلامیة للدول الاخری، ومدی علاقتها بها، ونوع هذه العلاقة فی السلم والحرب، وما یترتب علی ذلک من احکام، وکذلک بیان علاقة المسلمین (الاجانب) مع الدولة الاسلامیة وهذه الاحکام منها ما یدخل فی نطاق القانون الدولی العام، ومنها ما یدخل فی نطاق القانون الدولی الخاص، وآیاتها نحو من (۲۵) آیة

۱۳) الاحکام الاقتصادیة : وهی المتعلقة بموارد الدولة ومصارفها، وبحقوق الافراد فی اموال الاغنیاء وآیاتها نحو من (۱۰) آیات.[1]

(الف) عائلی احکام یعنی عائلی قوانین : یہ وہ احکام ہیں جو اس قانون کے دائرہ میں آتے ہیں جن کو جدید اصطلاح میں عائلی قانون یا شخصی قوانین کہا جاتا ہے جیسے نکاح، طلاق، اولاد، نسب، وراثت، وغیرہ ان احکام کا مقصد خاندان کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنا اور اس کے افراد کے حقوق و فرائض کو بیان کرنا ہے۔ ان احکام سے متعلق آیات کی تعداد تقریباً ۷۰ ہے۔

(ب) وہ احکام جن کا لوگوں کے مالی معاملات سے تعلق ہے جیسے بیع، رہن، اور عقود یہ احکام اس قانون کے دائرہ میں آتے ہیں جن کو موجودہ اصطلاح میں دیوانی قوانین کہا جاتا ہے ان آیات سے متعلق آیات کی تعداد تقریباً ۷۰ ہے۔

(ج) قضاء شہادت اور قسم کے بارے میں احکام : ان کا مقصد عدالتی کارروائیوں کو منظم کرنا ہے تاکہ لوگوں کے درمیان انصاف قائم کیا جاسکے۔ یہ احکام دور حاضر کے قانون عدل میں داخل ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً تیرہ ہے۔

(د) جرم وسزا سے متعلق احکام : یہ اسلام کا فوجداری قانون ہے ان آیات کی تعداد تقریباً ۳۰ ہے ان کا مقصد لوگوں کی جان، مال اور عزت وآبرو کی حفاظت ہے، نیز معاشرہ میں اطمینان وسکون قائم کرنا ہے۔

(ھ) نظام حکومت، حاکم ومحکوم کے درمیان تعلق کی وسعت، اور حاکم ومحکوم کے حقوق وفرائض سے متعلق احکام، یہ احکام دور حاضر کے دستوری قانون میں داخل ہیں ان امور سے متعلق آیات کی تعداد ۱۰ ہے۔

---

[1] کتاب الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیہ، ص ۵۵، ۵۶، ۱۱۱، ۱۱۲، طبع دار الخیر کراچی کے حوالہ سے

(و) اسلامی سلطنت کا دوسری سلطنتوں کے ساتھ معاملہ ان کے تعلقات کی حد تک دو زمانہ جنگ و امن میں ان تعلقات کی نوعیت اور ان تعلقات کے نتیجہ میں مرتب ہونے والے نتائج سے متعلق احکام، اسی طرح ان میں وہ احکام بھی شامل ہیں جو اسلامی سلطنت میں دوسرے ملکوں کے پناہ لینے والے یا آنے والے لوگوں سے متعلق ہیں ان میں سے بعض احکام تو عام بین الاقوامی قوانین کے دائرہ میں داخل ہیں اور بعض خصوصی (پرائیویٹ) بین الاقوامی قانون شامل ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۲۵ ہے۔

(ز) اقتصادی احکام، یہ احکام اسلامی سلطنت کے آمدنی، خرچ اور مالداروں کی دولت میں دوسرے افراد کے حقوق سے متعلق ہیں ان آیات کی تعداد تقریباً ۱۰ ہے۔

اس طرح عبدالکریم زیدان کے مطابق ان آیات کی تعداد ۲۱۸ ہوئی جن کے مضامین احکامی نوعیت کے ہیں۔

تجزیہ : منصوص احکام کی تعداد کتنی ہے؟ اس کو دو طرح سے دیکھنا چاہیے۔

۱۔ قرآن کریم کے منصوص احکام۔

۲۔ احادیث کے منصوص احکام۔

دونوں قسم کے منصوص احکام کی تعداد میں علماء کی مختلف تحقیق آراء ہیں۔ مثلاً قرآنی احکام کے محقق شیخ عزالدین عبدالسلام لکھتے ہیں کہ بعض کے نزدیک ایسی آیات ۱۰۰ ہیں۔ امام غزالی کے نزدیک ایسی آیات پانچ سو ہے۔ نواب صدیق حسن نے نیل المرام میں تقریباً دو سو آیات احکام درج کی ہیں۔ احکام فی احادیث کی تعداد سے متعلق امیر یمانی اپنی کتاب "توضیح الافکار" میں لکھتے ہیں کہ امام یحییٰ بن سعید القطان اور امام عبدالرحمن مہدی کے نزدیک ان کی تعداد آٹھ سو ہے۔ امام عبداللہ بن مبارک کے نزدیک نو سو اور امام ابو یوسف کے نزدیک گیارہ سو ہیں۔

قرآن و احادیث کے منصوص احکام پر کتابیں :

اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً احکام القرآن پر امام شافعی کے سب سے ایک جلد میں، امام ابوبکر جصاص کی "احکام القرآن" تین ضخیم جلدوں میں، قاضی ابوبکر بن العربی مالکی کی کتاب چار ضخیم جلدوں میں، امام قرطبی کی "الجامع لاحکام القرآن" تقریباً دس جلدوں میں ہے اور مختصر کتابوں میں امام سیوطی کی "الاکلیل"، علامہ آلوسی کی "تفسیرات الاحمدیہ" اور صدیق حسن کی "نیل المرام" قابل ذکر ہیں۔ عصر حاضر کے شیخ محمد دروزہ شامی کی "التفسیر الحدیث" دو ضخیم جلدوں میں بہترین کتاب ہے۔

احکام فی احادیث پر بھی عمدہ کتابیں لکھی گئیں۔ مثلاً چوتھی صدی ہجری کے امام جعفر طحاوی کی شرح معانی الآثار، پانچویں صدی ہجری کے امام ابن حزم کی المحلی اور علامہ ابن حجر عسقلانی کی بلوغ المرام وغیرہ وغیرہ۔

قرآن میں احکام بیان کرنے کا اسلوب :

قرآن کریم میں احکام کا تذکرہ کبھی امر کے صیغہ کے ساتھ ہوتا ہے "واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل"[1] (جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ کرو) اور کبھی نہی کے صیغہ سے جیسے اس آیت میں "ولاتنکحوا مانکح ابآء کم"[2] (اور جن عورتوں سے تمہارے باپوں نے نکاح کیا تم ان سے نکاح نہ کرو) اور کبھی یہ کہہ کر حکم ہوتا ہے کہ فعل مکتوب (فرض) ہے جیسے "کتب علیکم الصیام"[3] (تم پر روزے مکتوب کئے گئے) کبھی جب اس سے منع کرنا مقصود ہوتا ہے تو یہ کہہ کر منع کیا جاتا ہے کہ اس میں کوئی خیر نہیں جیسے اس آیت میں ہے "لاخیر فی کثیر من نجوٰھم"[4] (ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی خیر نہیں) اور کبھی جب فعل کی قبیح پر زور دینا مقصود ہوتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کا نتیجہ بتایا جاتا ہے۔ جیسے میراث کے احکام بیان کرنے کے بعد آیت میں ہے "تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ یدخلہ جنات تجری من تحتھا الانھٰر خالدین فیھا ولہ عذاب مھین"[5] (یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اللہ اسے ایسے باغوں میں داخل کرے گا جس کے نیچے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور ان باغوں میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور یہ ہی بڑی کامیابی ہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا اور اس کی مقرر کی ہوئی حدوں سے تجاوز کرے گا اللہ اسے آگ میں ڈالے گا۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لئے رسوا کن عذاب ہے)۔

اسی طرح جو فعل جس کے کرنے پر قرآن نے تعریف کی ہو یا اس کے کرنے پر ثواب کا وعدہ کیا ہو وہ فرض یا مندوب ہے۔ جس کی قرآن مذمت کرتا ہو یا اس کے کرنے پر کسی سزا کا ذکر کرتا ہو وہ حرام ہے یا مکروہ اور جو فعل جس کے ساتھ رفع الحرج لکم"[6] (تمہارے لئے حلال ہے) یا "لاجناح علیکم"[7] (تم پر کوئی گناہ نہیں) ہو یا اس کے ساتھ مذمت یا عقاب مرتب نہ ہو تو اس میں سے کچھ بھی واقع نہ کیا ہو تو وہ مباح ہے۔

قرآن کریم کی حجیت :

قرآن سے قرآن کی حجیت پر کئی آیات پیش کی جاتی ہیں مندرجہ ذیل آیت مبارکہ سے بھی قرآن کریم اور اس کے ثبوت و اجماع کے دلائل شریعت ہونے پر استدلال کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یاایھا الذین اٰمنو اطیعوا اللہ واطیعو الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر ذلک خیر واحسن تاویلا"[8]

(اے لوگو جو ایمان لائے ہو اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں صاحب امر ہوں پھر اگر تمہارے درمیان نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو یہ عمل ایک صحیح طریق کار ہے اور انجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے)

---

1. النساء ۵۸۔ 2. النساء ۲۲۔ 3. البقرہ ۱۸۳۔ 4. النساء ۱۱۴۔
5. النساء ۱۳۔ 6. البقرہ ۱۹۸۔ 7. البقرہ ۲۳۶۔ 8. النساء ۵۹

احکام شریعت کا دوسرا ماخذ "سنت"

سنت کی تعریف:

لغت میں سنت کے معانی "الطریقة والعادة والسیرة" کے آتے ہیں[1]۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے: "فلن تجد لسنة الله تبدیلا"[2] (پس تم اللہ کے طریقہ میں ہرگز تبدیلی نہ پاؤ گے) سنت کے یہ معنی عام ہیں لیکن جمہور فقہاء واصولیین کے یہاں جس کو اصطلاحی معنی الگ الگ ہیں علامہ آمدی نے فرمایا: "واما فی الشرع، فقد طلق علی معان من العبادات لغلبة منقولة عن النبی ﷺ"[3] (فقہاء کی اصطلاح کے مطابق)، (شرع اسلام میں سنت کے لفظ کا اطلاق ان عبادات پر کیا جائے گا جو نبی علیہ السلام سے منقول ہیں)۔

اصطلاح اصولیین میں سنت کی تعریف بیان کرتے ہوئے علامہ آمدی نے فرمایا:

"وقد یطلق علی ما صدر عن الرسول من الادلة الشرعیة مما لیس بمتلو، ولا هو معجز، ولا داخل فی المعجز ویدخل فی ذلک اقوال النبی علیه السلام، وافعاله وتقاریره۔"[4]

(اور سنت کے لفظ کا اطلاق ان تمام شرعی دلائل پر کیا جاتا ہے جو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہوں، جو متلو (قرآن کی مثل) نہیں ہیں اور نہ معجز ہیں اور سنت میں آپ ﷺ کے تمام اقوال، افعال اور تقریرات شامل ہوں گے۔)

سنت و حدیث میں فرق:

سنت کی لغوی و اصطلاحی تعریف بیان کی جا چکی ہے۔ حدیث محدثین کے لغوی مفہوم بیان کرتے ہوئے ابن منظور لکھتے ہیں: "حدث الحدیث نقیض القدیم والحدوث نقیض القدم"۔[5] (حدیث قدیم کی اور حدوث قدامت کی ضد ہے)۔ اس بنا پر کسی عمل میں انہوں نے ایک حدیث پیش کی: "کل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة"[6] (ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے)۔ الیاس القطون نے حدث کے معنی "رؤی" بتایا ہے[7]۔ حدث کو مجرد سے نقل کر کے باب تفعیل میں لے جایا جائے اور حدث بنایا جائے تو اس کا معنی بیان و گفتگو ہو گا جیسے ارشاد ربانی ہے: "فما لهؤلاء القوم لا یکادون یفقهون حدیثا"[8] (آخر ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کوئی بات ان کی سمجھ میں نہیں آتی)۔ لیکن اصطلاح میں حدیث سے مراد ہر وہ بیان یا بات ہے جس میں رسول اللہ ﷺ کی طرف کسی قول، فعل یا طریقہ عمل کی نسبت کی گئی ہو حدیث میں متقدد اور خارجی اضافہ بیانات بھی شامل ہیں اور غیر مستند اور ناقابل

---

[1] لسان العرب، ابن منظور افریقی، مطبوعہ دار المعارف، ابن منظور افریقی، مطبوعہ دار المعارف، کتاب التعریفات سید شریف علی بن محمد الجرجانی، ص ۱۳۳۔ [2] فاطر ۴۳۔

[3] الاحکام فی اصول الاحکام، سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد الآمدی متوفی ۶۳۱ھ، ۱/۱۹۱، دار الفکر، ۱۹۹۶ء۔

[4] حوالہ سابق [5] لسان العرب ابن منظور، ۲/۹۲، دار المعارف قاہرہ۔

[6] مرقات شرح مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، ۱/۳۲۴، ملتان۔

[7] قاموس لاروس الیاس القطون ص ۳۹۰، بیروت ۱۹۸۲ء۔ [8] النساء ۷۸۔

اعتماد بیانات بھی لہٰذا صحیح، حسن، ضعیف اور موضوع حدیث کی قسمیں تو ہو سکتی ہیں لیکن سنت کی نہیں سنت صرف معتبر، قابل اعتماد احادیث ہی کو کہا جاتا ہے۔ موضوع احادیث کو سنت نہیں کہا جا سکتا۔ ان دونوں اصطلاحات کے مابین یوں بھی فرق کیا جا سکتا ہے کہ سنت شرعی حکم کو کہتے ہیں اور جس روایت میں یہ حکم بیان کیا گیا ہو اس کو حدیث کہتے ہیں۔ مثلاً حدیث میں چار سنتیں ہیں کا مطلب ہوگا کہ چار حکم ہیں جمہور اصولیین ان کے مابین فرق رکھتے ہیں محدثین کی طرح انہیں مترادف نہیں سمجھتے۔

سنت بحیثیت مستقل بالذات قابل استناد ماخذ شریعت :

قرآن کریم کی طرح سنت بھی مستقل بالذات قابل استناد دین کا ماخذ شریعت کا مصدر ہے چنانچہ امام شافعی فرماتے ہیں

"اعلم الله فقه افقه من بعده من اهل العلم على ان السنة المطهرة مستقلة بتشريع الاحكام وانها كالقرآن في تحليل الحلال وتحريم الحرام"۔[1]

(معلوم ہونا چاہئے کہ اہل علم کا اس پر اتفاق ہے کہ سنت مطہرہ تشریعی احکام میں مستقل حیثیت کی حامل ہے اور جس طرح کسی چیز کو حلال قرار دینے یا حرام کرنے میں اس کا درجہ قرآن کریم ہی کی طرح ہے۔)

پھر وہ آگے چل کر لکھتے ہیں :

"ان ثبوت حجية السنة المطهرة او استقلالها بتشريع الاحكام ضرورة دينية و لا يخالف في ذلك الا من لا حظ له في دين الاسلام"۔[2]

(سنت مطہرہ کی حجیت کا ثبوت اور تشریع احکام میں اس کی مستقل حیثیت ایک اہم دینی ضرورت ہے اور اس کا مخالف وہی شخص ہے جس کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہیں)

سنت کے مستقل حجت شرعی ہونے کا مطلب :

اس کا مطلب یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی صحیح حدیث سے جو حکم ثابت ہو وہ مسلمان کے لئے قابل اطاعت ہے جیسا کہ صراحت قرآن کریم میں ہو یا نہ ہو۔ آپ ﷺ کے صرف وہی فرمودات قابل اطاعت نہیں ہوں گے جن کی صراحت قرآن کریم میں آ گئی ہو۔ امام شوکانی نے عبدالرحمٰن ابن مہدی بن حسان متوفی (۱۹۸ھ) کے حوالے سے لکھا کہ انہوں نے کہا :

"المرجع الله والخوارج وضعوا الحديث "اذا جاءكم عني فاعرضوه على كتاب الله فان وافق كتاب الله فانا قلته وان خالف فلم اقله"۔[3]

(اللہ تو خوارج نے یہ حدیث گھڑی کہ میری بات کو قرآن پر پیش کرو اور جو اس کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو اس کے مخالف ہو اسے رد کر دو۔)

---

[1] ارشاد الفحول، الشوکانی ۱/۱۵۶، تحقیق دار الکتاب عربی۔
[2] ارشاد الفحول، الشوکانی ۱/۱۵۸، قاہرہ دار الکتاب عربی۔
[3] ارشاد الفحول، الشوکانی ۱/۱۵۸

امام شوکانی نے مزید فرمایا:

"واما ما یروی من طریق ثوبان فی الامر بعرض الاحادیث علی القرآن فقال یحیی بن معین انه موضوع وضعته الزنادقه"[1]

(جو قرآن پر حدیث کو پیش کرنے کے بارے میں (آپ ﷺ سے آزاد کردہ غلام) ثوبان (بن بجدد یا ابن بجد د الحمانی حوفی ۱۵ھ) سے جو روایت بیان کی گئی ہے یحیی بن معین (بن عون الخلیلی متوفی ۲۳۳ھ) نے کہا یہ روایت موضوع ہے جسے زنادقہ (بے دینوں) نے گھڑا ہے۔)

سنت کی بطور حافظ قرآن کریم سے توثیق:

توثیق کرنے والے چند قرآنی دلائل مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ"[2] (تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے رسول میں بہت اچھا نمونہ ہے) اسی طرح اللہ کا ارشاد ہے: "قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ"[3] (اے نبی) ہو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا)۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد "وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک مالم تکن تعلم"[4] (اور اللہ نے آپ پر کتاب و سنت نازل فرمائی اور جو آپ نہیں جانتے تھے اس کی تعلیم فرمائی) سے متعلق فرمایا: "فذکر اللہ الکتاب وھو القرآن، وذکر الحکمۃ فسمعت من ارضی من اھل العلم بالقرآن یقول الحکمۃ سنۃ رسول اللہ"[5] (اللہ نے (اس آیت میں جو) الکتاب ذکر کیا وہ قرآن ہے اور جو حکمت کا ذکر کیا ... حکمت سنت رسول اللہ ہے)۔

سنت اور حدیث کے بارے میں صحابہ کا طرز عمل:

امام دارمی نے اپنی مسند میں اور ابن عبدالبر نے جامع بیان العلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارے میں لکھا کہ جب ان کے سامنے کوئی قانونی مسئلہ زیر غور آتا تو وہ پہلے قرآن کریم سے اس کا حل تلاش کرتے وہاں نہ پاتے تو پھر اعلان کر دیتے کہ اس بارے میں کسی کو رسول اللہ کے کسی قول کا علم ہو تو آ کر بتائے اگر کوئی شخص اس بارے میں آپ ﷺ کے طرز عمل کی خبر دیتا تو آپ اس کے مطابق فیصلہ کرتے اور اپنی خوشی کا اظہار کرتے اور فرماتے "الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبینا"[6] (اللہ کا شکر ہے جس نے ہمارے درمیان ایسے لوگوں کو پیدا کیا جو ہمارے نبی کی سنتوں کی حفاظت کرتے ہیں)۔ حضرت عمر فاروق اپنے دور میں مختلف علاقوں کے عامل مقرر کرتے وقت سنت کی اہمیت کو اجاگر کرنا ضروری سمجھتے فرماتے کہ میں اعمال و حکام بھیجتا ہوں تاکہ وہ دین اور نبی کی سنتیں سکھائیں۔ سنت کے بارے میں حضرت عمر کا موقف اس خط سے بھی واضح ہو جاتا ہے جو انہوں نے قاضی شریح کے نام لکھا۔ حضرت عثمان غنی اور حضرت علی کا طرز عمل بھی حضرت ابوبکر و حضرت عمر کی طرح ہوتا تھا۔

---

[1] ارشاد الفحول للشوکانی / ۷۰ [2] الاحزاب ۲۱ [3] ال عمران ۳۱ [4] النساء ۱۱۳

[5] الرسالہ للامام محمد بن ادریس شافعی ص ۷۸، ۷۹ رقم ۲۵۰، ۲۵۱ تحقیق و شرح احمد محمد شاکر، دار الفکر بیروت

[6] جامع بیان العلم لابن عبدالبر (۲/۷۶ ۷۶۴) ۲/۶۴ ۳۶۵ باب الفرق بین نقل الحدیث والعمل بہ، دار الکتب العلمیہ بیروت، نیز ملاحظہ ہو اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۱/۵۰ و شرح کتاب عمری القضاء۔

سنت کے بارے میں فقہا کا موقف :

صحابہ کرام کے بعد جب مسلمانوں کو نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا تو اس کے حل کے لئے علمائے اُمت نے قرآن وسنت کی روشنی میں غور وفکر کرنے کے لئے کچھ کلیات (اصول) وضع کئے اس علم کو اصول فقہ کا نام دیا گیا۔ ان کی بنیاد قرآن وسنت دونوں تھی اس لئے کسی بھی امام نے سنت کو چھوڑ کر صرف قرآن کو شریعت اسلامی کا ماخذ قرار نہیں دیا۔

امام شافعی کی سنت کے بارے میں رائے :

امام شافعی فرماتے ہیں :

"فرض الله على الناس اتباع وحيه وسنن رسوله"[1]

(اللہ نے لوگوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنت کی اتباع فرض کردی ہے۔)

غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ امام شافعی کا یہ قول جس میں ان سے منسوب نظریہ کی تمام تر بنیاد ہے قرآن کریم کے الفاظ ہی کو ذرا مختلف انداز میں بیان کرتا ہے۔ ارشاد باری ہے : "وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى"[2] (وہ (نبی) اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتا بلکہ ایک وحی ہے جو ان پر نازل کی جاتی ہے)۔

قرآن وسنت کی حجیت کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے :

شیخ شہاب الدین کی (متوفی ۷۳۳ھ) نے کہا کہ متعدد طرق سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ :

"انه لو لم يحفظ مما في القرآن فان لم يجد فبالسنة فان لم تجد فقول الصحابة فان اختلفوا فما كان اقرب الى القرآن والسنة من اقوالهم ولم يخرج عنهم"[3]

(بلاشبہ وہ (ابوحنیفہ) کتاب اللہ سے استدلال کرتے ہیں اگر اس میں وہ مسئلہ نہ ملے تو سنت رسول اللہ میں تلاش کرتے ہیں اگر وہاں میں بھی اس کا حل نہ پاتے تو صحابہ کرام کے اس مسئلے کے بارے میں ایک سے زائد اقوال ہونے کی صورت میں جو قول قرآن وسنت سے قریب تر ہوتا اسے لے لیتے ہیں اور وہ اس سے باہر نہیں جاتے۔)

امام مالک کی سنت نبوی کے بارے میں رائے :

معن بن عیسیٰ القزاز کہتے ہیں کہ انہوں نے امام مالک کو یہ فرماتے سنا :

"انما انا بشر اخطئ واصيب، فانظروا في قولي، فكل ما وافق الكتاب والسنة فخذوا به، وما لم يوافق الكتاب والسنة فاتركوه"[4]

(میں تمہارے طرح بشر ہوں غلطی بھی کرتا ہوں اور صحیح بھی، پس جو چیز بھی کتاب وسنت کے موافق ہو اسے قبول کرلو اور جو مخالف ہو اسے چھوڑ دو)

---

1. الرسالہ امام شافعی ص ۹ فقرہ نمبر ۲۳۔ 2. النجم : ۳۔

3. کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفہ النعمان شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی (متوفی ۹۷۳ھ) ص ۲۸، گیارہویں فصل فضائل علیہ منقبہ کے تحت ملا علی قاری نے بھی اسے نقل کیا ہے۔

4. اعلام الموقعین عن رب العلمین ابو عبداللہ محمد بن ابوبکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ / ۱۳۵۰ء دار الفکر ۱۹۵۵ء۔

...امام مالک کے اس قول کو اگر قرآن وسنت کی تعلیمات کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول بھی اسی قرآنی ...نے کے اعتبار سے ذرا مختلف انداز میں بیان ہے: "وما آتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا"۔[1]

...امام احمد بن حنبل کے فتاوی کی بنیاد پانچ بنیادیں ہیں جن میں اول الذکر بنیاد نص یعنی قرآن وسنت پر عمل ہے۔ نص کے ...میں انہیں جو بھی چیز ملتی ہے اسے اختیار کر لیتے ہیں[2]۔ امام صاحب کا یہ قول قرآن وسنت کی اس آیت کی روشنی میں ہے: ...طیعوا اللہ والرسول فان تولوا فان اللہ لایحب الکافرین[3]۔ (کہو کہ اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر وہ ...روگردانی کریں تو اللہ تعالیٰ کافروں کو پسند نہیں کرتا)۔

...تمام اقوال ظاہر کرتے ہیں کہ قرآن کریم کے بعد سنت رسول شریعت اسلامیہ کی دوسرا ماخذ ہے اور قرآن کریم میں ...بیان کرنے کی صورت میں رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی وہی اہمیت ہے جو قرآنی آیات کی ہے اس نظریے سے ...تمام صحابہ کرام سے تیار ہوئے۔ تراجم کی بھی دور کے علماء امت نے اس سے صرف نظر کیا۔

...ن کا بطور ماخذ شریعت دائرہ کار:

ماخذ اول قرآن مجید کے بعد سنت نبوی کا درجہ ہے۔ سنت کا دائرہ کار کی وسعت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے ...اس ماخذ کی مدد کے بغیر قرآن کے حکم پر عمل کرنا صعوبت مشکل ہو جاتا ہے۔ اس بات کی وضاحت میں چند مثالیں مندرجہ ...ہیں جہاں بغیر سنت کی مدد کے حکم قرآنی پر عمل مشکل بلکہ ناممکن نظر آتا ہے۔

...عبادات: اللہ نے حکم فرمایا "اقیموا الصلوۃ واٰتوا الزکوۃ"[4] اس نماز کی ہیئت وکیفیت کیا ہوتی چاہئے ...نے زکوۃ کیا ہے؟ کس پر اور کس مال کی کتنی مقدار پر کن شرائط کے ساتھ زکوۃ فرض ہے؟ ..... "واتموا الحج ...العمرۃ للہ" حج وعمرہ سے کیا مراد ہے؟ ان کی حقیقت وطریقہ ادا کیا ہیں!

...معاملات: بیع وشراء کی مشروع صورتیں؟ بیع سلم کی شروط کیا ہے؟ شرعی بیع کے جواز وانعقاد کی شروط کیا ہوں؟

...خاندانی نظام (احوال شخصیہ) صحت عقد نکاح کے لئے شروط کیا ہیں؟ طلاق کب اور کیسے واقع ہو جاتی ہے؟ ...حق حرمت رضاعت سے حرمت ہوتی ہے؟ خلع کا طریقہ کار کیا ہے؟

کھانے پینے میں: حلت والی اشیاء کی تفصیلات کیسے معلوم ہوں؟

اموال طیبہ: کن اشیاء سے اموال طیبہ کی انجام دہی جائز ہے اور کس سے نہیں؟

قسم اور نذر: ان کی مشروعیت اور انعقاد کی شروط اور آثار کا وجوب اور ادائیگی کا طریقہ۔

احکام مابعد الموت: کتنی مقدار میں وصیت کا نفاذ ہو سکتا ہے؟ اور کس کے حق میں وصیت ہے اور کس کے حق میں نہیں؟

سزائیں: دیت کی مقدار کتنی ہے؟ شرابی کی حد کیا ہے؟ وغیرہ وغیرہ ..... ایسے سوالات ہیں جن پر

---

[1] الحشر: ۷۔ [2] اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۱/۲۹۔

[3] آل عمران: ۳۲۔

[4] البقرہ: ۴۳ والنور: ۵۶ [5] البقرہ: ۱۹۶

بغیر سنت عمل نہیں ہو سکتا، اس سے مندرجہ ذیل باتیں سنت ہی کے دائرہ کار کے تحت آتی ہیں۔ مجمل کو مفصل کرنا مثلاً آپ نے فرمایا۔ "صلوا کما رایتمونی اصلی" (نماز اس طرح ادا کرو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھو) مطلق کو مقید کرنا جیسے: "ولله علی الناس حج البیت من استطاع الیه سبیلا" (لوگوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو اس کا حج کرے) زندگی میں کتنی بار حج کرے؟ حکم مطلق ہے ظاہر اقتضا ہے کہ پوری ساری زندگی میں ایک ہی حج فرض ہے۔ عام کو خاص کرنا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ "والذین یکنزون الذهب والفضة ولا ینفقونها فی سبیل الله فبشرهم بعذاب الیم" (جو لوگ سونا اور چاندی (دولت) جمع کرتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے انہیں دردناک عذاب کی بشارت دے دو)۔ اس میں واضح نہیں کہ کتنی مقدار میں سونا چاندی کی مقدار جمع کر کے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرنے پر عذاب الیم ہے اور اس میں خرچ کا نصاب بھی نہیں ہے۔ سنت نبوی نے سونے چاندی زمانے کی مقدار کا تعین کیا۔ مشکل کو مفسر کرنا۔ مثلاً اللہ نے فرمایا۔ "وکلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود من الفجر" (اور کھاؤ پیو یہاں تک کہ صبح کی سفید دھاری رات کی سیاہ سے الگ نظر آنے لگے) جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ غلط فہمی میں پڑ گئے پھر اس کی تفسیر رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی اور سحری کے لئے وقت بتایا کہ اس وقت تک کھانے پینے کی اجازت ہے اور اس وقت کے بعد کھانا پینا منع ہے۔

کیا حضور ﷺ کے تمام افعال و اقوال تشریعی احکام کا ماخذ ہیں؟

کیا حضور ﷺ کے تمام افعال و اقوال سے شرعی حکم پر استدلال ہو سکتا ہے اور کیا ان کے مراتب میں کوئی فرق ہے؟ ان کے جوابات کے لئے سنت کی ماہیت (ساخت) کے اعتبار سے قسموں کا جاننا ضروری ہے اور پھر اس کے بعد ہم سند کے اعتبار سے سنت کی اقسام پر کلام کریں گے۔ سنت کی ماہیت کے اعتبار سے تقسیم میں سنت قولی، سنت فعلی اور سنت تقریری کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان تین اقسام میں سنت کی بہت سی ذیلی اقسام ہیں جو علم حدیث سے متعلق ہیں اس لئے ان کو یہاں ذکر نہیں کیا جائے گا۔

سنت کی اقسام:

ماہیت (ساخت) کے اعتبار سے سنت کی اقسام:

ماہیت کے اعتبار سے سنت کی تین اقسام ہیں جن میں سے ہر ایک کا قانون سازی میں الگ الگ مقام ہے یہ اقسام مندرجہ ذیل ہیں۔

(الف) قولی سنت: اس سے مراد حضور ﷺ کی زبان مبارک سے نکلنے والے وہ الفاظ ہیں جو احکام الٰہی کی تشریح کے لئے ہوں۔ آپ کے ایسے تمام اقوال واجب الاتباع ہیں اور مصادر شریعہ کا متفق علیہ ماخذ ہیں۔

---

1. الشیخ امام الروایت عبداللہ بن احمد بن محمد حافظ الدین النسفی متوفی ۷۱۰ھ، ۲/ ۳ مصر مطبعہ المصریہ ۱۹۳۶ء
2. آل عمران / ۹۷ 3. سنن نسائی، کتاب الحج باب وجوب الحج 4. التوبہ / ۳۴ 5. البقرہ / ۱۸۷

...فعلی سنت : آپ ﷺ نے اپنے افعال کے ذریعے جو تعلیم دی وہ بھی سنت میں داخل ہیں اس کی ایک قسم وہ ہے ...ﷺ کی ذاتی زندگی مثلاً کھانے ۔ پینے ، اٹھنے ، بیٹھنے سے متعلق ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ان باتوں میں بھی ...ﷺ کے طریقہ کو اختیار کرے گا تو اس کا عمل بھی رسول پر اقتدا کرنے کا اور یہ ایک اچھی بات ہوگی ۔ لیکن اس ...طابق نہ چلنے والا گنہگار نہیں ہوگا ۔ فعلی سنت کی دوسری قسم وہ ہے جو صرف آپ ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے عام ...انوں کے لئے واجب الاتباع نہیں ۔ مثلاً چار سے زائد شادیاں ، صوم وصال وغیرہ اس قسم کی فعلی سنت ناخذ مصادر ...ہیں ہے ۔ فعلی سنت کی تیسری قسم وہ ہے جس میں آپ نے قرآن مجید کے مجمل احکام کی تفصیل بیانی یا اس کی تشریح ...ح مثلاً "فیصوا الصلوٰۃ" قرآنی حکم کی تشریح (طریقہ وتعداد رکعت وغیرہ کی تعلیم) کے لئے آپ کا یہ فرمانا کہ ...اکما رایتمونی اصلی ۔ فعلی سنت کی یہ قسم ماخذ قانون ہے ۔

...سنت تقریری (یا سکوتی) : یہ وہ سنت ہے جس میں رسالت مآب ﷺ نے کسی کام کو ہوتے دیکھ کر خاموشی ...قبول مثلاً عید کے دن آپ نے مسجد نبوی کے سامنے حبشیوں کا ایک کھیل دیکھا اور خاموشی اختیار کی ۔ جس سے ...ت ہوا کہ خوشی کے مواقع پر شرعی حدود میں رہتے ہوئے مناسب کھیل تماشے جائز ہیں ۔ سنت کی اس قسم کے بارے میں ...ے پتہ چلتا ہے کہ قانون سازی میں اس کا مقام ہے ۔

روایت اسناد کے اعتبار سے سنت کی اقسام :

روایت کے اعتبار سے سنت کی دو اقسام ہیں ۔ ایک وہ سنت جس کی سند متصل ہو جس کو حدیث متصل کہتے ...دوسری وہ جس کی سند متصل نہ ہو جس کو حدیث غیر متصل کہتے ہیں ۔ حدیث متصل کی تین قسمیں ہیں ۔

(۱) متواتر ۔ (۲) مشہور ۔ (۳) غریب واحد ۔

(۱) متواتر وہ حدیث ہے جسے صحابہ کرام کے زمانے سے روایت کرنے والے ہر دور میں اس قدر تعداد میں ہوں کہ ان سب کا جھوٹ پر متفق ہونا محال ہو ۔ حدیث متواتر قطعی الثبوت ہوتی ہے اور علم یقینی کا فائدہ دیتی ہے ۔ اس پر عمل لازم ہے اور اس کا انکار کرنے والا کافر ہے ۔ متعدد سنت فعلیہ سنت متواتر کا درجہ رکھتی ہیں ۔ مثلاً وضو ، نماز اور حج کی کیفیات سنت متواتر ہیں ۔ متواتر حدیث قولی کی مثال یہ فرمان نبوت ہے کہ

"ان کذبا علی لیس ککذب علی احد من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار" [۲]

(میری ذات کے بارے میں جھوٹ بولنے کا گناہ دوسرا شخص ، جو جان بوجھ کر کسی اور شخص کے بارے میں جھوٹ بولتا ہے ، اس جیسا نہیں ہے جو جان بوجھ کر میرے بارے میں جھوٹ بولے گا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے گا)

(۲) حدیث مشہور وہ ہے جسے صحابہ کرام کی اتنی تعداد روایت کرے جو تواتر کو نہ پہنچتی ہو مگر عصر صحابہ کے بعد اس کی روایت کرنے والے ہر دور میں بکثرت ہوں ۔ حضرت عمر بن الخطاب سے مروی یہ روایت حدیث مشہور کی مثال کے طور پر بیان کی جاتی ہے :

---

[۱] انوار المنار علی المختار شیخ احمد ملا جیون بن ابی سعید حنفی الصدیقی متوفی ۱۱۳۰ھ / ۱۷۱۸ء ص مطبعہ الفنی ۱۱ امیر یہ ۱۳۱۶ھ ۔

[۲] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ ، باب استعاب الوضوء فی المسجد ۔

[۳] صحیح البخاری ۔ کتاب الجنائز ، باب ما یکرہ من النیاحۃ علی المیت

انما الاعمال بالنیات وانما لکل امری ما نوی۔[1]

(اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے اور ہر شخص کا وہی ہے جس کی نیت کرے)

حنفی فقہاء کے نزدیک حدیث مشہور قطعی الثبوت ہے اور اس پر عمل لازم ہے اور اس سے قرآن کے عام کی تخصیص اور مطلق کی تقیید کرنا درست ہے، مثلاً قرآن کریم میں وصیت کا حکم مطلق ہے، وصیت کی مقدار کا ذکر نہیں ہے مگر حدیث مشہور "الثلث والثلث کثیر" سے قرآن کے مذکور حکم کی تقیید بیان ہوئی اور وصیت پر ثلث کی قید لازم ہوئی۔ اسی طرح قرآن کریم میں محرمات کے بیان کے بعد فرمایا گیا: "واحل لکم ماوراء ذالکم" جو عام ہے مگر حسب ذیل حدیث مشہور سے اس حکم عام کی تخصیص ہو گئی

"لا تنکح المرأۃ علی عمتھا ولا علی خالتھا۔"[2]

(کسی عورت سے اس کی پھوپھی اور خالہ کے نکاح میں نہ لیا جائے)

(۳) خبر واحد وہ حدیث ہے جس میں صحابہ یا تابعین کے کسی بھی دور میں راویوں کی تعداد واحد تواتر کو نہ پہنچے اور ان میں مشہور کی شرائط پائی جائے۔

امام ابوحنیفہ، شافعی اور احمد کی رائے یہ ہے کہ اگر خبر واحد صحیح روایت کی شرائط پر پوری اترتی ہو تو وہ قابل استدلال ہے اور اس پر عمل لازم ہے۔ البتہ امام ابوحنیفہ نے راوی کے ثقہ اور عادل ہونے کے ساتھ یہ شرط بھی عائد کی ہے کہ راوی کا عمل اس کی روایت کے برخلاف نہ ہو، چنانچہ امام ابوحنیفہ "حضرت ابوہریرہؓ سے مروی اس حدیث کو قابل استدلال نہیں سمجھتے۔

"اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعا احداھن بالتراب الطاھر۔"[3]

(اگر کتا برتن میں منہ ڈال دے تو اسے سات مرتبہ دھویا جائے جن میں ایک مرتبہ پاک مٹی سے ہو)

امام ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ خود حضرت ابوہریرہؓ کا عمل اس کے برخلاف تھا یعنی وہ تین مرتبہ غسل کو کافی سمجھتے تھے۔ حضرت ابوہریرہؓ کا یہ عمل اس روایت کے لئے منسوخ اور اس روایت کے لئے ان کی جانب انتساب کا قابل نظر ہوتا ہے۔

امام مالکؒ کی رائے یہ ہے کہ ایسی خبر واحد قابل استناد ہے جو عمل اہل مدینہ کے خلاف نہ ہو، کیونکہ جس حدیث پر اہل مدینہ کا عمل ہو گویا اس پر ہزاروں صحابہ کا عمل ہوا اور ایسے عمل کا رسول اللہ ﷺ سے مروی ہونا اس عمل کے برخلاف روایت کی جانے والی خبر واحد پر فوقیت رکھتا ہے۔

مفہوم ہوا کہ خبر واحد کی روایت کی صحت کی صورت میں آئمہ اربعہ کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ مروی خبر واحد حجت ہے۔[4]

☆☆☆

---

[1] صحیح بخاری، باب الوحی۔ [2] صحیح البخاری۔ باب النکاح صحیح مسلم، باب النکاح، جامع ترمذی، باب النکاح۔
[3] سنن نسائی، کتاب الطہارۃ، ص ۶۳، نور محمد کتب خانہ کراچی
[4] اصول الفقہ، ابوزہرہ، ص ۸۵

احکام شریعت کا تیسرا ماخذ "اجماع"

"اجماع" کی تعریف :

لغت میں " العزم والتصميم على الشئي، والاتفاق " کو کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "فاجمعوا امرکم وشرکاء کم" [1] (سو تم اپنی کوئی تدبیر اپنے شرکاء سے مل کر پختہ طور پر کرلو) اسی طرح حدیث کے الفاظ ہیں "لم يجمع الرجل الصوم من الليل فلا صوم" [2] (جب آدمی نے روزے کو رات میں جمع نہیں کیا تو گویا اس نے روزہ نہیں رکھا) اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے رات میں روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ نہیں کیا اس کا روزہ متصور نہیں ہوگا۔ فنی مماثلت کی وجہ سے امت مسلمہ کے مجتہدین کسی رائے پر مجتمع ہو جائیں تو اس کیفیت کو اجماع کہتے ہیں علماء اصولیین میں اس کی متعدد تعریفیں بیان کی گئی ہیں ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں

☆ امام الشوکانی نے ان الفاظ کے ساتھ اجماع کی تعریف بیان کی :

"فهو اتفاق مجتهدي امة محمد صلى الله عليه وسلم بعد وفاته في عصر من الاعصار على امر من الامور". [3]

(رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد کسی دور کے مجتہدین امت کا کسی معاملہ میں (اتفاق)۔

☆ امام غزالی نے ان کلمات کے ساتھ تعریف بیان کی :

"اتفاق امة محمد صلى الله عليه وسلم خاصة على امر من الامور الدينية" [4]

(امت محمد ﷺ کا کسی دینی امور میں سے کسی امر پر اتفاق)

امام غزالی کی تعریف پر اعتراضات :

اس تعریف پر علامہ الآمدی نے تین پہلوؤں سے گرفت کی ہے

(۱) اس تعریف میں امت محمد ﷺ کے اتفاق کو اجماع قرار دیا، امت محمدیہ قیامت تک باقی رہے گی اور قیامت تک معلوم نہ ہو سکے گا کہ امت نے کن امور پر اتفاق کیا۔

(۲) اگر یہ تسلیم کرلیا جائے کہ امت سے ایک دور کی امت مراد ہے تو قابل نظر ہے کہ اگر کسی دور میں ارباب حل وعقد موجود نہ ہوں تو عام لوگوں کا کسی دینی امر پر اتفاق پر اجماع شرعی بن جائے گا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

(۳) دینی امور کی قید لگانے کا معنی یہ ہے کہ کوئی عقلی قضیہ یا عرفی قضیہ حجت شرعی نہ بن سکے گا اور عقلی و معاشرتی معاملات پر اجماع خارج ہوگا حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

---

[1] یونس : ۷۱ [2] النسائی، کتاب الصیام۔ [3] ارشاد الفحول، ۱/۷۰، طبع مصر ۱۳۵۶ھ، الناشر مصطفی البابی الحلبی
[4] المستصفی، امام غزالی، ۱/۱۷۰۔

☆ ان اعتراضات کے باوجود علامہ آمدی نے ان کے نزدیک اجماع کی مناسب تعریف ان الفاظ کے ساتھ دی کہ

"الاجماع عبارة عن اتفاق جملة اهل الحل والعقد من امة محمد في عصر من الاعصار على حكم واقعة من الوقائع"۔ [1]

(اجماع کسی معاملہ کے بارے میں کسی دور کے امت محمد ﷺ کے جملہ ارباب حل وعقد کے اتفاق سے عبارت ہے)

آمدی کی تعریف میں قیود کے فوائد :

لفظ "اتفاق" اقوال، افعال، حکومت وتقریر" سب کو عام ہے اور "جملة اهل الحل والعقد" کہنے سے بعض اتفاق یا عام لوگوں کا اتفاق خارج ہو گیا جب کہ "من امة محمد" کی قید سے شرائع سابقہ کے اہل حل وعقد خارج ہو گئے اور "على حكم واقعة" کی قید سے اثبات نفی اور احکام عقلیہ وشرعیہ سب کو شامل ہو جائیں گے۔

امام شوکانی کی تعریف علامہ آمدی کی تعریف سے قریب تر ہے البتہ آمدی کی تعریف میں ارباب حل وعقد میں تو (جملہ) کی شرط زائد ہے۔

امام غزالی کی تعریف پر آمدی کی گرفت کا جائزہ :

امام غزالی کی تعریف پر اور آمدی نے جو گرفت کی ہے وہ تعریف کے الفاظ کی حد تک درست ہے لیکن جو ضمیمہ خود امام غزالی نے بعد میں کی ہیں ان سے بہت حد تک موضوع کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ چنانچہ امام غزالی کے نزدیک ایک ہی دور کے ارباب حل وعقد کا اتفاق اجماع کہلاتا ہے۔ [2]

اجماع کی حجیت پر آراء :

علامہ آمدی نے فرمایا :

"اتفق اكثر المسلمين على ان الاجماع حجة شرعيه يجب العمل به على كل مسلم خلافا للشيعه والخوارج والنظام من المعتزله"۔ [3]

(اکثر مسلمان اس پر متفق ہیں کہ اجماع حجت شرعیہ ہے اس کے ذریعہ جو بات ثابت ہو اس پر عمل کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے البتہ شیعہ، خوارج اور نظام معتزلی اس میں اختلاف کرتے ہیں)

مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت میں اس طرح مذکور ہے

"(الاجماع حجة قطعا) ويفيد العلم الجازم (عند الجمع) من اهل القبلة (ولا يعتد بشرذمة من) الحمقى (الخوارج والشيعة)"۔ [4]

(اجماع بہت قطعی ہے یہ یقینی علم کا فائدہ پہنچاتا ہے یعنی اہل قبلہ کا موقف یہ ہے ہاں احمقوں کی ایک قلیل جماعت یعنی شیعہ اور خوارج پر مشتمل ہے وہ اس کا اعتبار نہیں کرتے)

---

[1] الاحكام في اصول الاحكام - آمدی ۱/۱۲۸۔ [2] المستصفی - امام غزالی ۱/۱۷۰۔

[3] الاحكام في اصول الاحكام - سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی بن محمد الآمدی متوفی ۶۳۱ھ ۱/۱۳۸ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۴ھ۔

[4] فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ۲/۲۱۳ مطبوعہ مصر عبد الحق وعبد الشکور عبد الحی محمد نظام الدین الانصاری۔

قرآن وسنت سے اجماع کی حجیت پر استدلال :

اجماع کو حجت ماننے والے حضرات کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ سے استدلال کرتے ہیں اور ساتھ ہی عقلی دلیل بھی پیش کرتے ہیں۔ قرآن وسنت سے بعض مثالیں مندرجہ ذیل ہیں

قرآن کریم سے استدلال :

کتاب اللہ کی کم از کم پانچ آیات[1] ایسی ہیں جن سے اجماع کی حجیت پر استدلال کیا جاتا ہے ان میں سے ایک یہ ہے :

"واعتصموا بحبل الله جميعا ولا تفرقوا" [2]

(اور تم سب مل کر اللہ کی رسی (مضبوط پکڑلو اور جدا جدا نہ ہو جاؤ)

اس آیت سے استدلال اس طرح ہوگا۔ علامہ آمدی نے فرمایا :

"انه تعالى نهى عن التفرق، ومخالفة الاجماع تفرق فكان منهيا عنه۔ ولا معنى لكون الاجماع حجة سوى النهي عن مخالفته" [3]

(اللہ تعالیٰ نے تفرق (انتشار) سے روکا اور ظاہر ہے کہ اجماع کی مخالفت تفرق ہے پس وہ ممنوع چیز ہوگی جس سے منع کیا گیا ہے اور اجماع کا اس کے علاوہ کوئی معنی نہیں کہ اس کی مخالفت سے روکا گیا ہے)

علامہ اختر البتی نے فرمایا :

"وفيها دليل على صحة اجماع جسما هو مذكور شي موضعه من اصول الفقه والله اعلم" [4]

(اس آیت میں اجماع کی صحت پر دلیل ہے جیسا کہ یہ بات اپنی جگہ اصول الفقہ میں مذکور ہے)

علامہ ابوبکر جصاص نے فرمایا :

"قد حكم الله تعالى بصحة اجماعهم وثبوت حجة في مواضع كثيرة من كتابه" [5]

(اللہ نے اپنی کتاب میں بہت سے مقامات پر اجماع کی صحت اور ان کے حجت ہونے کا ثبوت پیش کیا ہے)

(جن میں سے ایک آیت یہ بھی ہے)

---

[1] النساء : ۵۹، البقرۃ : ۱۴۳، آل عمران : ۱۱۰، النساء : ۱۱۵، ان سب سے چھ استدلال کے لئے دیکھئے الاحکام الآمدی ۱/۱۷۳-۱۷۵

[2] اصول الفقہ الخضری ص ۳۳۶

[3] النساء : ۱۱۵

[4] احکام الآمدی ۱/۱۷۵

[5] الجامع لاحکام القرآن ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی المتوفی ۳۷۰ھ ۲/۲۴ طبع قدیم ۲/۲۴ طبع جدید

احادیث و آثار سے اجماع کی حجیت پر استدلال :

حضرت ابن عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابوسعید خدری، حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت ابوہریرہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین سے مروی ہے :

"ان امتی لاتجتمع علی الضلالة"[1]

(میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہوگی)

الشیخ خضری نے حدیث "لاتجتمع علی الضلالة" بیان کرکے طویل تبصرہ میں اس حدیث سے استدلال کو بھی بیان کیا ہے۔[2]

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے یہ اثر مروی ہے

"ماراٰہ المسلمون حسنا فھو عنداللہ حسن وماراٰہ المسلمون قبیحا فھو عنداللہ قبیح"[3]

(جس امر کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے یہاں بھی اچھا ہوتا ہے اور جسے برا سمجھیں وہ برا ہے)

امام شوکانی نے فرمایا :

"لا اعتبار بقول العوام فی الاجماع لا وفاقا و لاخلافا عندالجمھور لانھم لیسوا من اھل النظر فی الشرعیات و لایفھمون الحجة و لا یعقلون البرھان"[4]

(جمہور علماء کے نزدیک عوام کی بات چاہے موافقت میں ہو یا مخالفت میں معتبر نہیں کیونکہ شرعی امور میں وہ (عوام) اہل نظر نہیں ہیں اور وہ دلیل و حجت کا فہم بھی نہیں رکھتے)

الغرض وہی اجماع معتبر کہلائے گا جو مسلمان مجتہدین کے ذریعے ہو اور یہ کہ وہ تمام مجتہدین متحقق ہوں اگر اب وہ تین مجتہدین بھی اختلاف کریں تو بھی اجماع منعقد نہیں ہوگا۔

شیخ وھبہ زحیلی نے اس بارے میں بعض حضرات کی رائے نقل کرتے ہوئے لکھا کہ وہ کہتے ہیں

"ینعقد الاجماع مع مخالفة الواحد و الاثنین"[5]

(ایک دو افراد کی رائے کی مخالفت کے باوجود اجماع منعقد ہو جاتا ہے)

اور اجماع میں یہ بھی ضروری ہے کہ مجتہدین کا اتفاق کسی حکم شرعی پر ہو اور نبی کریم ﷺ کے زمانہ کے بعد ان کا انعقاد ہو امور

---

1. المستصفی، امام غزالی ۱/۱۷۱۔
2. سنن ابن ماجہ، باب الفتن۔
3. اصول الفقہ، شیخ محمد الخضری ص ۳۳۶۔
4. مؤطا امام محمد، کتاب الصلوٰۃ باب قیام شھر رمضان۔
5. ارشاد الفحول الشوکانی ۱/۳۳۔ تاج دار الکتاب بیروت۔ قاسم وھبہ، کتاب بیروت
6. اصول الفقہ، وھبہ الزحیلی ۱/۵۱۹، دمشق دار الفکر ۱۹۸۶ء۔

صحابہ سے کسی حکم کے ثابت ہونے کی مثال :

اجماع سے کسی حکم کے ثابت ہونے کی مثال دادا کا بیٹے کے ساتھ میراث پانے میں اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص مرا اور اس نے اپنے پیچھے اپنا بیٹا اور بیٹے کا بیٹا (پوتا) چھوڑا تو باپ کی عدم موجودگی میں میراث میں دادا باپ کی جگہ لے لے گا اور متوفی (مرنے والے) کے بیٹے کی موجودگی کے باوجود باپ کی طرح سدس (۱/۶) میراث کا حقدار ہوگا اور یہ حکم اجماع صحابہ سے اسی طرح باپ کی موجودگی میں دادا کا میراث سے محروم ہونا ثابت ہے۔

اجماع کی اقسام :

اس کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) اجماع صریح / قطعی / قولی۔ (۲) اجماع سکوتی۔

اجماع صریح : یہ وہ اجماع ہے جس میں کسی حکم کے بارے میں مجتہدین سے متعلق رائے منقول ہو ضروری نہیں کہ تمام ان سے بول کر ہی اپنی رائے کا اظہار کریں بلکہ وہ تمام امور جن سے بھی جو کلام کی تعریف میں آتے ہیں تعلق کہلاتے ہیں جیسے مجتہدین کی کسی مجلس میں ایک مسئلہ زیر بحث آنے اور حتمی رائے کا اظہار کول ایک صاحب کریں باقی حاضرین اثبات کریں کسی دوسرے ذریعے سے اپنی تائید کا اظہار کریں تو اصطلاح میں یہ اجماع صریح کہلاتا ہے۔

اجماع سکوتی : اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کسی مسئلہ میں کوئی مجتہد اپنی رائے کا اظہار کرے اور یہ مشہور ہو کہ دوسرے مجتہدین تک پہنچ جائے وہ سب اگر پر سکوت اختیار کریں۔ صراحت سے انکار کریں اور نہ صراحت سے اس کی تائید کریں لیکن اس میں شرط یہ ہے کہ اظہار رائے میں کوئی چیز مانع نہ ہو۔

اجماع سکوتی کے شرعی مقام و مرتبہ میں مختلف مکاتب فکر کی آراء :

اجماع سکوتی کے شرعی مقام و مرتبہ میں علماء امت میں اختلاف پایا جاتا ہے اس بارے میں علماء کے پانچ مکاتب فکر ہیں۔[1]

پہلا مکتبہ فکر : امام شافعی، امام مالک، امام ابوحنیفہ، اور حنبلی بن ابان کے مطابق اجماع سکوتی نہ تو اجماع ہے اور نہ اسے حجت قرار دیا جا سکتا ہے۔

دوسرا مکتبہ فکر : امام احمد اور اکثر فقہاء احناف کے مطابق اجماع سکوتی بھی اجماع صریح کی طرح نہ صرف اجماع ہے بلکہ یہ حجت بھی ہے۔

تیسرا مکتبہ فکر : ابوعلی الجبائی کے مطابق کسی رائے کے مشہور ہو جانے کے بعد دوسرے علماء کا سکوت ان کے زمانے میں اجماع قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان کی وفات کے بعد یہ کہا جا سکتا ہے کہ ان علماء نے اس مسئلہ پر سکوت اختیار کیا تھا اس لئے ان کی رائے اجماع سکوتی کے حسن میں آتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جو لوگ صراحتاً اپنی رائے کا اظہار کر چکے ہوں

---

[1] اسلامی فقہ کے اصول و مصادر، سابق، ص ۱۵۵ [2] اصول الفقہ، محمد ابوالنور زہیر، ۱/۵۵۲، دمشق، دار الفکر، ۱۹۸۶ء۔

[3] ابوعلی الجبائی، ابن ابان اور ابوالحسین البصری المعتزلی میں علماء اجماع کے مراد اپ ان کے شاگرد بھائی ابن ابان اور ابوالحسین البصری المعتزلی ابن بھائی تھے۔

وہ اس زیر بحث معاملے پر خوب مطالعہ و تحقیق کر چکے ہوتے ہیں۔ مسئلہ کی تمام جزئیات ان کے سامنے آ چکی ہوتی ہیں، لیکن جو لوگ خاموش ہیں ان کی خاموشی کو اجماع کی نسبت دینا درست نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ وہ ابھی مطالعہ تحقیق کے مرحلے سے گزر رہے ہوں یہ ہو سکتا ہے کہ وہ ابھی کسی نتیجے پر نہ پہنچے ہوں یا متردد ہوں اور رائے کے اظہار کو فی الوقت مناسب خیال نہ کرتے ہوں اس لئے ان کا سکوت اجماع سکوتی نہیں کہا جا سکتا۔

چوتھا مکتبہ فکر : ابن حاجب مالکی، امام کرخی حنفی، ابو ہاشم بن ابی علی اور علامہ آمدی کے مطابق اجماع کی یہ قسم ادلہ قرار نہیں دی جا سکتی لیکن اسے بطور دلیل اختیار کیا جا سکتا ہے۔

پانچواں مکتبہ فکر : ابن ابی ہریرہ کے مطابق اگر جن لوگوں سے اجماع صریح کا صدور ہوا ہو وہ حکومتی اختیارات کے مناصب رکھتے ہوں تو سکوت اختیار کرنے والوں سے اجماع سکوتی منسوب نہیں کیا جا سکتا لیکن اگر اجماع صریح ان لوگوں کی طرف سے ہو جو حکومتی مناصب و اختیارات سے خالی ہوں تو پھر ایسا اجماع، اجماع بھی ہے اور اسے بطور دلیل حجت بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس رائے کے ضمن میں یہ بات ہے کہ امت کے اتفاقی فیصلے ہر طرح کے خوف، ذلت و لالچ، ترغیب و ترہیب سے الگ رہ کر کئے جائیں۔

انعقاد اجماع کا امکان :

اجماع کے منعقد ہونے اور عملاً اس کے واقع ہونے کے امکان پر جمہور علماء کا اتفاق ہے۔ بعض لوگوں مثلاً معتزلہ میں سے نظام کا خیال ہے کہ اس کا انعقاد اور عملی طور پر اس کا وقوع ممکن نہیں۔

اجماعی فیصلوں کی اجماع جدید کے ذریعے تنسیخ :

کیا کوئی مجتہدین کا نیا اجماع، سابقہ اجماع کو منسوخ کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں اور دونوں کے بارے میں الگ الگ آراء ہیں۔

(۱) اجماعی فیصلوں میں اختلاف : اس کی ایک صورت تو یہ بن سکتی ہے کہ مجتہدین کسی مسئلہ پر اجماع منعقد کر لیں اور پھر وہی مجتہدین اپنا فیصلہ بدل کر اسی مسئلہ پر نیا اجماعی فیصلہ کر لیں اس بارے میں دو مکتب فکر ہیں۔

(الف) جمہور علماء کے نزدیک ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ اجماع ایک ہی دفعہ منعقد ہوتا ہے اور حجت شرعیہ کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔

(ب) دوسرے مکتبہ فکر کے کچھ علماء کا خیال ہے کہ زمانے کی تبدیلی کے ساتھ نئے اجماع کی ضرورت پیش آئے تو وہی مجتہدین کوئی نیا فیصلہ بھی کرنے کے مجاز ہیں۔

(۲) نئے مجتہدین کے ذریعے اختلاف : اس کی صورت یہ بنتی ہے کہ کسی اجماعی فیصلے کو دوسرے مجتہدین نے اس زمانے میں منسوخ کیا ہو اس کی دو شکلیں ہو سکتی ہیں۔

(الف) پہلی شکل یہ ہے کہ مجتہدین کا کسی مسئلہ پر اجماع ہو چکا ہو اور مجتہدین ہی کی ایک جماعت کسی مختلف رائے کا اعلان کرے یہ صورت جمہور علماء کے لئے قابل قبول نہیں ہے کیونکہ ایک وقت میں دو اجماع ممکن نہیں ہیں

اور بات اجماع کے بنیادی تصور سے متصادم ہے، لہٰذا دوسرا اجماع باطل قرار پائے گا۔ بعض علماء نے ایک درمیانی راستہ نکالا کہ متاخر الذکر مجتہدین کو کوئی ایسی دلیل ملی ہو جو اول الذکر مجتہدین کی نظروں میں آئی ہے، تو اس کی روشنی میں نیا اجماع بھی ممکن ہے البتہ یہ ضروری ہے کہ اس کے لئے وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو اجماع کے لئے وضع کیا گیا ہے۔

(ب) دوسری شکل یہ ہو سکتی ہے کہ مجتہدین کسی معاملہ پر اتفاق کر لیں بعد میں آنے والے مجتہدین اس مسئلہ پر اپنی رائے کا اظہار کریں اور سابقہ فیصلہ تبدیل ہو جائے تو یہ صورت حال اسی طرح ممکن ہے کہ سابقہ آیات کے مقابلہ میں نئی آیات کے ساتھ اجماع کیا جائے۔[1]

اجماع کے مراتب :

قوت وضعف اور یقین وظن کے اعتبار سے اجماع کے چار مراتب ہیں جو مختصراً مندرجہ ذیل ہے

(۱) کسی مسئلہ واقعہ کے بارے میں صحابہ کا یہ کہہ کر اتفاق کرنا کہ تمام صحابہ اس پر متفق ہو گئے یہ اجماع عزیمت کی پہلی قسم ہے۔ یہ بطور قرآن مجید وحدیث کے ہے اکثر مشائخ حنفیہ کے نزدیک ایسے اجماع کا رد کرنا کفر ہے جیسے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت پر صحابہ کا متفق ہو جانا۔

(۲) کسی مسئلہ پر صحابہ کا اس طرح اتفاق کرنا کہ بعض زبان سے اس کی قطعیت کا اقرار کریں یا اس پر عمل کریں اور دوسرے خاموش رہیں اور اس قول یا عمل کو رد نہ کریں یہ اجماع رخصت (اجماع سکوتی) ہے۔ یہ حدیث متواتر کی طرح ہے بشرطیکہ یہ تواتر کے ساتھ ہم تک پہنچے یہ پہلے قسم کے اجماع سے رتبہ میں کم ہے لیکن اجماع کا منکر کافر نہیں ہے، بلکہ گمراہ کہلائے گا اس اجماع کی بنیاد ظنی دلیل پر ہوتی ہے بعض علماء اصول کے نزدیک اگر اجماع سکوتی میں قرائن حال سے یہ ثابت ہو جائے کہ سکوت کرنے والوں نے کسی قول سے اتفاق کرتے ہوئے سکوت کیا ہے تو اس کا منکر کافر ہے اس کی مثال یہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے میں قبیلہ بنو تمیم اور غطفان نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا تھا تو آپ نے ان سے جہاد کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ ابتداء میں لوگوں نے آپ کی مخالفت کی لیکن بعد میں سب کا اتفاق ہو گیا اور جن لوگوں نے سکوت اختیار کیا وہ آپ کے ساتھ متفق تھے کیونکہ جہاد میں صحابہ نے آپ کا ساتھ دیا۔

امام الحرمین اور امام غزالیؒ کی رائے یہ ہے کہ اجماع ایک ظنی حجت ہے اس لئے اس کا منکر کافر نہیں ہو سکتا ہے کہ اجماع کے منکر کو کافر نہیں سمجھتے کیونکہ اس کی حجیت کے دلائل ظنی ہیں۔

(۳) صحابہ کے بعد تابعین (تبع تابعین) کا کسی ایسے مسئلہ میں اجماع جس میں سلف نے کچھ نہیں کہا یہ اجماع بحوالہ حدیث مشہور کے ہے یعنی اس سے صرف ظنیت حاصل ہوتی ہے یقین حاصل نہیں ہوتا بشرطیکہ اس میں صحابہ کا کوئی اختلاف نہ ہو۔ ایسے اجماع کا منکر گمراہ ہے نہ کہ کافر۔

---

[1] بحوالہ ابن ہمام (کشف الاسرار، بخاری، ۳/۲۹۹) بعض الفاظ کی رد و بدل کے ساتھ۔

(۴) صحابہ یا تابعین کے اقوال میں سے کسی قول پر متاخرین کا اتفاق کر لینا اس کا حکم خبر واحد کی طرح ہے۔ یہ سب کے نزدیک اجماع ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ صحابہ و تابعین کے دور میں کسی مسئلہ میں اختلاف ہو اور متاخرین ان اقوال میں سے کسی ایک قول پر متفق ہو جائیں۔ اس کی حجیت ظنی ہے اور اس پر عمل واجب ہے یقین واجب نہیں۔ احناف اور بعض احناف کے نزدیک اس پر عمل واجب نہیں۔ اہل اصول کے نزدیک ہر قسم کا اجماع دلائے اور قیاس پر مقدم ہے کیونکہ یہ بمنزلہ خبر متواتر مشہور یا احاد کے ہے اور حدیث کی ان تینوں قسموں کو دلائے پر ترجیح ہے۔[1]

☆☆☆

[1] جامع اصول از ڈاکٹر محمد حسین ص ۲۳۳، ۲۳۴ طبع جامعہ اسلامیہ بہاولپور پاکستان۔

احکام شریعت کا چوتھا ماخذ "قیاس"

قیاس کی تعریف :

قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا، پیمائش کرنا۔ اس لفظ کا استعمال اس موقع پر کیا جاتا ہے جب ایک شئی کو دوسری شئی سے برابر دیکھ کر مماثلت بیان کرنا مقصود ہو۔ چنانچہ کہا جاتا ہے : "فلان یقاس بفلان"[1] (فلاں شخص اس فلاں شخص کے برابر ہے)۔ اسی طرح گز یا میٹر کے ذریعے کپڑے کی پیمائش کے وقت اہل زبان یوں کہتے ہیں : "قست الثوب بالذراع"[2] (میں نے کپڑے کی گز کے ذریعے پیمائش کی)۔

قیاس کی اصطلاحی تعریف :

اصول فقہ کی کتابوں میں قیاس کی مختلف تعریفیں ملتی ہیں جن میں سے چند کا ذکر علامہ آمدی نے بھی کیا ہے۔ پھر ان کا رد کیا اور پھر علامہ آمدی نے ان الفاظ کے ساتھ قیاس کی تعریف بیان کی :

"الاستواء بین الفرع والاصل فی العلة المستنبط من حکم الاصل"[3]

(اصل کے حکم سے ماخوذ علت کا فرع اور اصل سے مساوی ہونا۔)

ابوالحسین البصری نے فرمایا :

"تحصیل حکم الاصل فی الفرع لاشتباههما فی علة الحکم عند المجتهدین"[4]

(مجتہدین کے نزدیک فرع میں اصل اور فرع کی علت میں مشابہت کی بناء پر اصل کے حکم کا حصول (قیاس کہلاتا ہے)

علامہ السمعانی نے یوں تعریف بیان کی :

"تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة"[5]

(حکم اور علت میں فرع کا اصل سے موازنہ کرنا۔)

قیاس کی تعریفات کا ماحصل :

قیاس کی اصطلاحی تعریفات پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے چار رکن ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں :

(۱) اصل : اس کو مقیس علیہ بھی کہتے ہیں کسی مسئلہ کے بارے میں کوئی حکم جس نص سے ثابت ہو اس نص کو اصل کہتے ہیں۔

---

1 : الاحکام آمدی ۳/۱۳۴۔ 3 : الاحکام آمدی ۳/۱۳۲۔

2 : الاحکام آمدی ۱/۱۳۰۔ 4 : الاحکام آمدی ۳/۱۳۶۔

5 : قواطع الادلۃ فی الاصول للسمعانی ۲/۳۳ محمد حسن محمد حسن اسماعیل الشافعی کی تحقیق۔

(دوم) حکم اصل : یہ شرعی حکم ہے جو قیاس کے رکن اصل میں نص سے ثابت ہوتا ہے اور اسی کو حکم یعنی کے ساتھ طرف متعدی کیا جاتا ہے۔

(سوم) فرع : اس کو مقیس بھی کہتے ہیں یہ وہ مسئلہ یا واقعہ ہے جس کے بارے میں نص سے کوئی حکم ثابت نہیں ہے قیاس کے طریقہ کار پر عمل کر کے اصل میں جو حکم موجود ہو اس کا اطلاق اس پر کیا جاتا ہے۔

(چہارم) علت : یہ وہ وصف ہے جو اصل میں موجود ہو اور یہ وہ مقصد ہے جس کے لئے حکم دیا گیا ہو اگر یہی وصف اور یہی غرض یا اس جیسا وصف اور اسی کے مشابہ غرض فرع یعنی نئے واقعہ میں موجود ہو تو اس کو اصل کے مساوی سمجھا جائے گا اس لئے اس پر بھی اس حکم کا اطلاق ہوگا جو اصل میں موجود ہے۔

قیاس کرنے کے بعد فرع کے لئے حکم ثابت ہوتا ہے وہ قیاس کے طریقہ کار پر عمل کا نتیجہ یا ثمرہ ہے یہ ارکان قیاس میں سے نہیں ہوتا ارکان قیاس میں سے حکم اصل ہوتا ہے نہ کہ حکم فرع۔

قیاس کی مشروعیت اور اس کے دلائل :

قیاس کی مشروعیت کے قرآن وسنت سے چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں :

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

"یاایھا الذین امنو اطیعو اللہ و اطیعو الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ و الیوم الاخر ذلک خیرو احسن تاویلا" [1]

(اے ایمان والو! اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور ان لوگوں کی جو تم میں سے صاحب امر ہیں پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملے میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے ہو۔)

تجزیہ :

مذکورہ بالا آیت سے اس طرح استدلال کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولا اللہ اور رسول کا حکم دیا ہے اس کے بعد اولوالامر کی اطاعت کا حکم دیا ہے جو اللہ و رسول کے احکام کے مطابق ہونے کی شرط سے مشروط ہے اور اگر قرآن وسنت میں صریح حکم (نص) موجود نہ ہونے کی صورت میں اولوالامر کے حکم کے نتیجے میں لوگوں اور اولوالامر کے مابین نزاع پیدا ہو جائے تو ایسے امر کو اللہ اور رسول کی جانب لوٹانے کا حکم دیا گیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ان امور پر قیاس کیا جائے جن میں نص موجود ہے اور زیر نزاع معاملے میں وہ علت موجود ہونے کی بنیاد پر جو منصوص حکم موجود ہے اس معاملے کا بھی وہی حکم تسلیم کیا جائے۔

---

[1] النساء : ۵۹۔

قرآن کریم کی ایک دوسری آیت میں صراحت کے ساتھ لفظ استنباط آیا ہے ارشاد ربانی ہے

"ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم" [1]

(اگر لوگ اسے رسول اور اپنی جماعت کے ذمہ دار اصحاب تک پہنچا دیں تو وہ ایسے لوگوں کے علم میں آجائے جو ان کے درمیان اس بات کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ اس سے صحیح نتیجہ اخذ کر سکیں۔)

امام شوکانی نے اس آیت کو بیان کرنے کے بعد فرمایا:

"فاولوا الامر ھم العلماء والاستنباط ھو القیاس" [2]

(اولو الامر سے مراد علماء اور استنباط سے مراد قیاس ہے۔)

۲۔ اس کی مشروعیت میں سنت سے استدلال:

حضرت معاذ بن جبل کی حدیث اس امر کی تائید فراہم کرتی ہے کہ قرآن و سنت میں واضح حکم نہ ملنے کی صورت میں حضرت معاذ بن جبل کا "اجتھد برائی" (میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا) فرمانا اور حضور ﷺ کا آپ کے سینہ پر دست مبارک پھیرنا اور یہ فرمانا: "الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضاہ رسول اللہ" [3]

امام شوکانی فرماتے ہیں:

"استدلوا ایضا بما ثبت عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم، من الملیاسات، کقولہ" لو ثبت لو کان علی ابیک دین فقضیتہ اکنان یجزی عنہ؟ قالت: نعم قال "فدین اللہ احق ان یقضی" [4]

(علماء نے حضور ﷺ سے جو قیاسات ثابت ہیں ان سے بھی استدلال کیا کہ آپ ﷺ کا اس (صحابی) سے یہ فرمانا کہ اگر تمہارے والد پر کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا کرتے؟ انہوں نے کہا کہ ضرور ادا کرتا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کے قرض کی ادائیگی زیادہ موزوں اور ضروری ہے۔)

۳۔ اس کے دلیل شرعی ہونے پر صحابہ کا اجماع:

صحابہ کرام نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو ان کی امامت پر قیاس کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ذات بین (دانت) کو باپ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے پوتے پر قیاس کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مے نوشی کی حد کو قذف پر قیاس کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوموسیٰ اشعری کے نام اپنے مکتوب میں تحریر فرمایا: "اعرف الاشباہ والنظائر ثم قس الامور عند ذلک" [5] (اشباہ و نظائر کو پہچانو پھر امور کو ان کے مطابق قیاس کرو)۔ امام ابن قیم نے اعلام الموقعین کے پہلے حصہ میں کئی صحابہ کے فتاویٰ نقل کئے ہیں جن کی بنیاد انہوں نے قیاس پر رکھی شارح بزدوی عبدالعزیز بخاری نے کشف الاسرار میں علامہ بزدوی کے قول "وعمل اصحاب النبی فی ھذا الباب" کے تحت لکھا

---

[1] النساء: ۸۳۔ [2] ارشاد الفحول للشوکانی ۲/۱۳۸۔

[3] کشف الاسرار شرح اصول البزدوی للبخاری ۳/۷۸، ۷۹، ارشاد الفحول للشوکانی ۲/۱۳۸، ۱۳۹ بمفہوم حدیث۔

[4] ارشاد الفحول ۲/۱۳۳۔ [5] اعلام الموقعین ۱/۹۲، کشف الاسرار علی اصول البزدوی ۳/۳۸۰۔

"اشارة الى متمسک اخر عول عليه اكثر الاصوليين وهو الاجماع فانه قامت بالتواتر ان الصحابه رضى الله عنهم عملوا بالقياس وشاع وذاع فلكد فيما بينهم من غير نكير"۔[1]

اس کے بعد شارح بزدوی نے چاروں خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ کے عمل سے قیاس کی متعدد مثالیں دے احکام شرعیہ کے اثبات میں قیاس کی حجیت اگرچہ کتاب، سنت اور اجماع کے بعد ہے لیکن دائرہ اثر کے لحاظ سے اس کی وسعت اور وقوع بہ نسبت اجماع کے زیادہ ہے کیونکہ وہ احکام فقہیہ میں قیاس پر اعتماد زیادہ ہے جبکہ اجماع سے ثابت ہونے والے احکام محدود ہیں۔

مصطفیٰ احمد الزرقاء فرماتے ہیں:

"ولا يخفى ان نصوص الكتاب والسنة محدودة متناهية والحوادث الواقعة والمتوقعة غير متناهية، فلابد الى اعطاء الحوادث والمعاملات الجديدة منازلها واحكامها في فقه الشريعة الاحسن طريق الاجتهاد بالرأى الذى راعه فالقياس اغزر المصادر الفقهية في بيان الاحكام الفرعية للحوادث"۔[2]

(یہ حقیقت واضح ہے کہ قرآن کریم اور سنت کی نصوص محدود ہیں جب کہ واقع پذیر ہونے والے حوالہ، واقعات اتفاقی اور غیر محدود ہیں اس لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ نئے اور قیاس کے ذریعے اجتہاد کر کے نو پیش آنے والے واقعات اور معاملات کے شرعی احکام معلوم کئے جائیں۔ غرض قیاس جملہ مصادر شریعت میں فرعی احکام کے استنباط کا سب سے زیادہ وسیع مصدر ہے۔)

صاحب الفکر السامی قیاس کے عقلی و نقلی دلائل دینے کے بعد فرماتے ہیں

"فمن انكر القياس وزعم ان الشرع لعدى كله فقد عطل الحكمة ولم يفهم الشريعة حق فهمها"۔[3]

(جس نے قیاس کا انکار کیا اور یہ سمجھا کہ شریعت مکمل طور سے تعبدی ہے تو اس نے شریعت کی حکمت کو معطل کر دیا اور اسے (اس نے) نہیں سمجھا جیسا کہ اس کا حق تھا۔)

قیاس کے شرائط[4]:

قیاس کا عمل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک اس کے چاروں ارکان اصل، حکم اصل، فرع اور علت میں پائی جانے والی خاص شرائط پوری نہ ہوں اور وہ شرائط مختصراً مندرجہ ذیل ہیں۔

---

[1] كشف الاسرار على اصول فخر الاسلام البزدوى ۳/۲۹۸۔

[2] الفقه الاسلامى فى ثوبه الجديد، مصطفى احمد الزرقاء ۱/۶۷، ۲۹۸، سنن ابى داؤد ۲/۳۱۶ رقم ۳۵۹۲۔ ۱۹۶۵ء۔

[3] الفكر السامى فى تاريخ الفقه الاسلامى، محمد بن الحسن الحجوى الثعالبى الفاسى (متوفى ۱۳۷۶ھ) ۱/۱۰۷ تحقيق ومن مراجع شعبان بيروت دار الكتب العلمية ۱۹۹۶ء۔

[4] توضيح الرموز شرح مسلم الثبوت، محب الله بن عبد الشكور عبد العلى محمد بن نظام الدين الانصارى (متوفى ۱۱۱۹ھ) ۲/۲۵، المستصفى للغزالى ۲/۱۰۔

۱) اصل سے متعلق شرطیں :

قیاس کے پہلے رکن اصل کی دو شرطیں ہیں :

(الف) اس کا حکم کسی دوسری اصل کی فرع نہ ہو بلکہ یہ حکم مستقل بالذات ہو اور نص (قرآن و سنت) سے ثابت ہو کسی دوسری اصل کی فرع سے کر اس پر قیاس کیا جائے تو یہ قیاس نہیں ہے۔

(ب) اصل کے حکم کی دلیل میں فرع کا حکم شامل نہ ہو اگر ایسا کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ حکم ثابت کرنے کے لئے دلیل کو استعمال کیا جارہا ہے قیاس کے ذریعے حکم ثابت نہیں کیا جارہا۔

۲) فرع اور اس کی شرطیں :

فرع کو مقیس بھی کہتے ہیں مقیس وہ شئے ہے جس پر قیاس کیا جائے فرع سے متعلق تین شرطیں ہیں۔

(الف) فرع کے لئے اہم اور بنیادی شرط یہ ہے کہ قرآن و سنت میں اس کے بارے میں کوئی حکم موجود ہو بلکہ علت کے اشتراک کی وجہ سے قرآن مجید یا سنت نبوی سے اصل کا کوئی حکم لیا جارہا ہو۔ فرع کے لئے قرآن و سنت میں کوئی حکم موجود ہو تو پھر قیاس یعنی اجتہاد کی سرے سے کوئی ضرورت نہیں رہتی اور اس طرح کیا گیا اجتہاد باطل ہوتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن و سنت کے صریح احکام کے ہوتے ہوئے کوئی حکم نہیں لایا جاسکتا یہی قاعدہ ہے کہ : "الاجتهاد لايعارض النص" یعنی اجتہاد نص (قرآن و سنت کے حکم) میں تعارض پیدا نہیں کر سکتا)۔

(ب) دوسری شرط یہ ہے کہ فرع میں وہی علت ہو جو اصل میں پائی جائے۔ جیسے خمر اور نبیذ میں نشے کی نوعیت یا کیفیت میں تو کمی بیشی کا فرق بے شک ہو، لیکن علت (نشہ) دونوں میں ایک ہو۔ اصل اور فرع میں علت کا اشتراک ایک جیسا نہ ہو تو فرع پر اصل کے حکم کا اطلاق نہیں ہوتا کیونکہ اس طرح علت میں عدم مساوات کی وجہ سے حکم میں بھی عدم مساوات ضروری ہو جاتی ہے، جو نہ ممکن ہے اور نہ شرعاً جائز۔ فرع میں یہ شرط نہ پائی جائے تو ایسے قیاس کو قیاس مع الفارق کہتے ہیں۔ مثلاً کوئی مسلمان اپنی بیوی کو اپنی ماں کے برابر قرار دے، (شرع میں اسے ظہار کہتے ہیں) تو ایسے شخص پر واجب ہے کہ وہ ایک خاص طرح کا کفارہ ادا کرے۔ امام شافعی نے اس قرآنی حکم پر قیاس کرتے ہوئے ذمی (وہ غیر مسلم یا شہری، جو اسلامی ریاست کے مقررہ حدود میں ایک خصوصی ٹیکس دے کر، یا خود کو فوجی خدمت کے لئے پیش کر کے رہتا ہے) کے لئے بھی یہی حکم جاری کیا۔ لیکن امام ابوحنیفہ کے خیال میں یہ قیاس مع الفارق ہے ان کی دلیل یہ ہے کہ ظہار کی جو صورت اور اس کا کفارہ قرآن میں بیان ہوا ہے، اس کا ذمی کے لئے قیاس کرنا درست نہیں ہے۔ امام صاحب کے خیال میں وہ اہلیت، جو اس نوعیت کے کفارے کے لئے ضروری ہے، ذمی اس سے خالی ہے اس لئے یہ قیاس مع الفارق ہے۔

(ج) تیسری شرط یہ ہے کہ فرع کا حکم اصل کے حکم پر مقدم نہ ہو۔

(۳) حکم اور اس کی شرطیں :

حکم سے مراد کسی معاملہ میں وہ شرعی فیصلہ ہے، جو قرآن مجید یا سنت مطہرہ سے ثابت ہو۔ جیسے "شراب شرعاً حرام ہے" اس جملہ میں شراب کی حرمت بیان کی گئی ہے جو قرآن و سنت سے ثابت ہے شراب کی اسی حرمت کو اصطلاح میں "حکم" کہتے ہیں۔ حکم کی پہلی شرط یہ ہے کہ وہ شرعی ہو۔

تمام علمائے اُمت کا اس پر اتفاق ہو چکا ہے کہ قرآن و سنت کے کسی حکم کو ہم اسی صورت میں شرعی قرار دے سکتے ہیں، جب وہ شرعی اُمور سے تعلق رکھتا ہو۔

دوسری شرط یہ ہے کہ حکم ایسا نہ ہو جو کسی خاص موقع کے لئے بطور استثناء ہو، جیسے بھول چوک کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ایسی صورت میں روزہ کی قضا یا کفارہ ادا کرنے کے لئے اجازت دی ہے۔ یہ استثنا صرف روزے کے لئے ہے اسے دوسرے شرعی اُمور پر قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

حکم کی تیسری شرط یہ ہے کہ وہ کسی خاص شخص کے بارے میں مخصوص نہ ہو جیسے شہادت کے لئے دو گواہوں کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن رسول اللہ ﷺ نے حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے یہ ارشاد فرمایا کہ خزیمہ رضی اللہ عنہ کی تنہا شہادت ہی دو افراد کے برابر ہے۔

چوتھی شرط یہ ہے کہ حکم منسوخ نہ ہو چکا ہو قرآن و سنت میں کئی ایسے احکام ہیں جو کسی خاص صورت حال کے لئے ہیں۔ حالات بدل جانے پر ان احکام کو تبدیل کر دیا گیا، لہٰذا ان سابقہ منسوخ شدہ احکام پر نئے مسائل کو قیاس کرنا درست نہیں ہے۔

حکم کی پانچویں شرط یہ ہے کہ حکم کی علت ایسی نہ ہو جو انسانی عقل کے دائرے سے باہر ہو۔ حکم کی علت ماورائے عقل ہو، تو اس کا فہم حاصل کرنا انسانی بصیرت کے لئے ممکن نہیں ہوتا اس لئے بعید از عقل یا ماورائے عقل علت پر قیاس درست نہیں ہے۔

(۴) علت اور اس کی شرطیں :

قیاس کے ارکان میں سے علت سب سے اہم اور ضروری جزو ہے۔ قیاس کو سمجھنے کے لئے علت کی معرفت ضروری ہے۔ یہ ہی وہ مشترک چیز ہے، جو اصل اور فرع دونوں میں ہوتی ہے اسی پر حکم جاری ہوتا ہے۔ دوسرے الفاظ میں اصل میں علت نہ پائی جائے تو حکم بھی کالعدم ہو جاتا ہے اور قیاس بھی اپنی شرعی حیثیت کھو بیٹھتا ہے۔

علت، قیاس کا بہت اہم رکن ہے۔ یہاں پر اس کے ضروری اصول و مبادی مندرجہ ذیل ہیں :

لغوی اعتبار سے علت سے مراد بیماری ہے۔ بیمار آدمی کے لئے علیل (جس میں کوئی علت پائی جائے) کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ چونکہ علت کی وجہ سے انسان کے اوصاف میں کوئی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے اس لئے اسے علیل کہتے ہیں۔ قیاس کا زیادہ دارومدار علت پر ہے اس لئے اس کے متعلقہ مسائل بھی دوسرے ارکان سے زیادہ ہیں۔

علت کو سمجھنے کے لئے حرمت شراب کی مثال دوسرے انداز میں دی جاتی ہے۔ شراب کا حامل مائعات، جیسے دودھ، پانی، پھلوں کے رس کی طرح تصور کیا جائے تو یہ ان ہی جیسا ایک مائع ہے لیکن شراب کا استعمال انسان کے لئے حرام ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی مائعات کے اوصاف جوں کے توں قائم ہیں، ان کے جملہ خواص اپنی فطری ترتیب کے ساتھ ہیں جو انسان کے لئے حرام ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ باقی مائعات کے اوصاف جوں کے توں قائم ہیں، ان کے جملہ خواص اپنی فطری ترتیب کے ساتھ ہیں جو انسانوں کے لئے ضرر رساں نہیں ہے لیکن شراب وہ مشروب ہے جس کے اوصاف میں تغیر پیدا ہو چکا ہے۔ یہ نشے کی صورت میں ہے۔ شراب میں نشے کی علت نہ ہوتی تو اس کے بارے میں بھی وہی حکم ہوتا جو دیگر حلال اشیاء کا ہے۔

علت کی پہلی شرط یہ ہے کہ علت کا وصف ظاہر ہو اس سے مراد یہ ہے کہ علت کی پہچان آسان ہو۔ جیسے خمر میں نشہ ہونا یہ علت نبیذ میں پائی جاتی ہے اس لئے نبیذ بھی حرام ہے۔

علت کی دوسری شرط یہ ہے کہ اس کا وصف حکم کے ساتھ مناسبت رکھتا ہو۔ علت کے وصف سے مراد وہ کیفیت ہے، جو کسی چیز سے شے کے بارے میں حکم نازل ہوا ہو۔ وصف اور حکم میں مناسبت نہ ہو تو قیاس جائز نہیں ہے، اس کی ایک مثال سے مزید واضح ہو سکتی ہے۔

علت کی تیسری شرط یہ ہے کہ انسانی عقل آسانی سے اس تک پہنچ سکے۔ جیسے شراب کی حرمت قائم کرنے کے لئے نشہ علت ہے۔ یہ ایسی علت ہے جو تمام انسانوں کے لئے ایک جیسی اور معروف ہے۔ ہر انسان کے ذہن میں لفظ نشہ سے پڑھنے ہی مفہوم واضح آجاتا ہے، جو اس کے معانی میں موجود ہے۔

علت کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس پر کوئی نہ کوئی حکم ضرور ہو کسی شے میں علت موجود ہو لیکن حکم نہ ہو تو وہی علت کسی دوسری شے میں تلاش کر کے قیاس ممکن نہیں ہے۔ کیونکہ حکم کے بغیر قیاس نہیں ہو سکتا۔

علت کی پانچویں شرط یہ ہے کہ وہ معین اور غیر متبدل ہو۔ حالات واقعات، اشخاص اور زمانے کی تبدیلی، علت کی حرمت پر کوئی اثر نہ ڈالے۔ مثلاً حدیث میں آیا ہے: "لا یقتل الابوان ولد" (قاتل وارث نہیں ہوتا)۔ اس کا مطلب ہوا کہ میراث میں سے کسی جائز وارث کی محرومی کی علت، فعل قتل ہے۔ قتل کرنے والا کوئی بھی ہو کسی زمانے کا ہو حکم میں تبدیلی نہیں آئے گی۔

علت کی پہچان اور بعض احکام کی علتیں:

علت قرآن و سنت کے احکام میں کہیں تو صراحتاً ملتی ہے اور کہیں فقیہ کو اپنی بصیرت اور گہرے غور و فکر کے بعد ملتی ہے۔ علت کی پہچان کے لئے گہرا مطالعہ اور فکری ارتکاز ضروری ہے۔ فقہاء نے علت کی تلاش کے لئے کچھ قواعد و ضوابط

ابن حزم، احوال الظاہر للقیاس۔

واضح کرتے ہیں، جن کے ذریعے کسی اصل میں علت کی تلاش کر لی جائے تو قیاس کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ علت کی پہچان کے کئی طریقے ہیں، یہاں پر چند ضروری اور اہم طریقوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔

پہلا اور واضح طریقہ تو یہ ہی ہے کہ علت نص میں مذکور ہو اور اس کا فہم حاصل کر لیا جائے۔ یہ بات ایک مثال سے بہتر طریقے سے سمجھی جا سکتی ہے۔

انسان کی نجی زندگی کے بعض پوشیدہ گوشے ہیں، جن کا تعلق شرم و حیا سے ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوسروں سے چھپی رکھنا چاہتا ہے، کسی کے گھر کے اندر بلا اجازت داخل ہونا منع ہے۔ اس کے بعد گھر کے اندر خواب گاہ میں بھی دوسروں کے داخلے کے لئے مشروط اجازت ہے بچوں اور گھر کے کئی دوسرے افراد مثلاً نوکر چاکر وغیرہ کو صبح نماز سے قبل دوپہر آرام کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد اگر سربراہ خانہ کی خواب گاہ میں جانے کی ضرورت پیش آئے تو داخلے سے قبل اجازت درکار ہوتی ہے۔ ان اوقات کے علاوہ خواب گاہ میں اجازت لئے بغیر بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ قرآن نے یہ اجازت ان الفاظ میں دی ہے:

"لیس علیکم ولا علیهم جناح بعدهن طوفون علیکم بعضکم علی بعض"۔ 2

(ان وقتوں کے علاوہ اگر وہ تمہارے گھروں میں آئیں (تو) تمہارے اور ان پر کچھ گناہ نہیں ہے، (اس لئے کہ) تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا جانا پڑتا ہے۔)

اس حکم میں تین اوقات کے علاوہ گھروں اور بچوں کو جس "علت" کی بنا پر خواب گاہوں میں داخلے کی اجازت دی گئی ہے وہ ایک دوسرے کے پاس بار بار آنے جانے کا عمل ہے۔ اس حکم میں حاکم (اللہ تعالیٰ) نے حکم کی علت خود بیان کر دی ہے۔

الفاظ کے ذریعے علت کی پہچان:

حکم کے الفاظ بھی علت کی پہچان میں مدد دیتے ہیں۔ لفظ "کی" (جس کے معنی "تاکہ" ہیں) سے علت کا پتہ چلتا ہے مثال کے طور پر بغیر جنگ کے متحارب کفار سے چھینے گئے مال کی تقسیم کرنے کی علت لفظ "کی" کے ذریعے یوں فرمائی۔

"کی لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم"۔ 3

(تاکہ وہ (مال) تمہارے مال داروں ہی کے درمیان گردش نہ کرتا رہے۔)

"لاجل" اور "من اجل" کے معنی بھی "تاکہ" ہی کے ہیں ایک جگہ پر رسول ﷺ کے الفاظ ہیں:

"انما نهیتکم من اجل الدافة التی دفت علیکم فکلوا و تصدقوا و ادخروا"۔ 4

(بے شک میں نے تمہیں (قربانی کا گوشت) جمع کرنے سے ان لوگوں کی وجہ سے منع کیا تھا جو تمہارے پاس آ گئے تھے۔ پس (اب) تم کھاؤ اور ذخیرہ جمع کرو۔)

حروف کے ذریعے علت کی پہچان:

قرآن و حدیث کے بعض حروف بھی علت کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔ حروف کے ذریعے علت کی پہچان کے لئے، البتہ ضروری ہے کہ موقع و محل اور قرائن بھی سامنے رکھے جائیں، کیونکہ حروف کے معانی ایک سے زائد اور مختلف بھی ہو سکتے ہیں۔ علت کا پتہ دینے والے حروف اہم یہ اور ہیں۔

...ت کے موانع :

موانع مانع کی جمع ہے۔ مانع سے مراد وہ شے ہے جو علت کی تشکیل کے راستے میں رکاوٹ ہو۔ علت کی تشکیل میں کئی ...ع رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ یہ بات ایک مثال سے واضح ہو سکتی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص کو والدین کی ...فرات بتاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: "انت و مالک لابیک" (تم اور تمہارا مال تمہارے باپ ہی کے ہو)۔ ...دیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بیٹا باپ کی ملکیت ہے اور جو شے ملکیت ہو اس کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے ...ید و فروخت میں کسی شے کی علت یہ ہے کہ اس میں کوئی قدر ہو اور بیٹے میں یہ قدر موجود ہے۔ ثابت ہوا کہ ایک ...ان جو دوسرے کی ملک میں ہو، اپنی قدر کے باعث خریدا بیچا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے، اس لئے ...انسان کی خرید و فروخت کے راستے میں ایک رکاوٹ پائی جاتی ہے۔ یہ رکاوٹ اللہ کی طرف سے ودیعت کردہ فطری ...ہوتی ہے، جس کی وجہ سے انسان کو نہ خریدا جا سکتا ہے اور نہ اس کی تجارت کسی دوسری شکل میں جائز ہے۔ اس مثال ...انسان کی قیمت علت کی تشکیل میں مانع ہے۔

☆☆☆

باب دوم

احکام شریعت کے مختلف فیہ مآخذ

اس فصل میں اصول فقہ کے ان مآخذ کو بیان کیا جائے گا جن میں جمہور علماء کا اختلاف ہے اور وہ مختلف فیہ مآخذ یہ ہیں :

۱۔ استحسان	۲۔ مصالح مرسلہ، استصلاح	۳۔ سد الذرائع
۴۔ عرف و عادت	۵۔ مذہب صحابی	۶۔ شرع من قبلنا

(۱) "استحسان"

حنفیہ کے یہاں استحسان (قیاس خفی) کا بالخصوص دلیل کے طور پر کثرت سے استعمال پایا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بعض کتب فقہ میں بہت سی جگہ یہ عبارت درج ہوتی ہے : "الحکم فی هذه المسألة قیاسا کذا، واستحسانا کذا" [۱] (اس مسئلہ میں قیاس یہ حکم ہے اور استحسان یہ) مالکیہ (جن کے یہاں بھی اس کا اعتبار کیا جاتا ہے) امام مالک تو یہاں تک فرماتے تھے : "الاستحسان تسعة اعشار العلم" [۲] (دین میں سے نو دسواں حصہ استحسان ہے) شافعی اس کو درست نہیں مانتے تھے بلکہ اس بارے میں ان کا مشہور قول ہے : "من استحسن فقد شرع" [۳] (جس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی)۔

استحسان کی اس بحث میں اس کی تعریف، انواع، حجیت، منکرین و مثبتین کی آراء اور ان کا تقابلی جائزہ پیش کیا جائے گا۔

استحسان کی تعریف :

لغوی معنی "عد الشیء حسنا" [۴] (کسی چیز کو اچھا سمجھنا) التوضیح میں ہے "یطلق الاستحسان علی میل النفس الانسان ویهواه من الصور والمعانی وان کان مستقبحا عند غیره" [۵] (استحسان کا اطلاق

۱۔ الهدایہ اولین، باب صفۃ الصلوٰۃ، ۱/۴۱ ۲۔ ابن عابدین، رد المحتار علی الدر المختار، ۱/۴۶ ۳۔ ابن عبد البر، جامع بیان العلم وفضلہ، ۲/۱۱۴۳ (۱۱۴۳) ۴۔ ابن منظور، لسان العرب، ۳/۱۳۲ ۵۔ التفتازانی، سعد الدین مسعود بن عمر، التلویح علی التوضیح، ۲/۲۷۹

۲۔ باب اسماء الفعل، فصل اول، ۱/۳۳۲ ۳۔ باب الاستحسان، ۲/۳۵۱ ۴۔ باب الاستحسان، ۲/۳۵۱

۱۔ المستصفی، ۱/۱۳۷ ۲۔ ۲/۳۵۱

۳۔ التلویح والتوضیح، ۲/۲۷۹ وغیرہ

اس چیز پر ہوتا ہے جس کی طرف انسان کا نفس اطمینان محسوس کرے اور اس کے مقصود و حاصل کو پا لیتا ہو اگر چہ دوسرا اس کو برا سمجھتا ہو اور اصطلاح میں ہے "وھو ما یستحسنه المجتهد بعقله"۔[1]

اصطلاحی تعریف :

علماء اصول سے اس کی مختلف اصطلاحی تعریفیں منقول ہیں ابو الحسن کرخی حنفی سے یہ تعریف منقول ہے :

"الاستحسان هو ان یعدل المجتهد عن ان یحکم المسئلة بمثل ما حکم به فی نظائرها الی ما یقتضی هذا العدول"۔[2]

(کسی مجتہد کے لئے اس کا اپنے مثل کے نظائر میں حکم تبدیل کرنا کسی ایسی دلیل کی بنا پر جو اس تبدیلی کا تقاضا کرتی ہو)

مصطفیٰ احمد زرقاء نے اس تعریف سے متعلق یوں تبصرہ کیا :

"ولعله اقصی التعاریف المأثورة للاستحسان واشملها لانواعه"۔[3]

(اور شاید استحسان کی منقول تعریفوں میں یہ سب سے بہتر ہے اور وہ استحسان کی اقسام کے اعتبار سے شامل ہے)

ابو زہرہ لکھتے ہیں کہ امام مالک نے استحسان سے جو تاثر لیا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ :

"استحسان مصلحة جزئیة فی مقابلة قیاس کلی فهو یقدم الاستدلال المرسل علی القیاس"۔[4]

قیاس کے مقابلہ میں مصلحت کا اختیار کرنا ۔۔۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ مجتہد جب کسی مسئلہ میں جزئیات پر مبنی کسی قیاس کو اس چیز کا پابند رہے کہ جس طرف قیاس لے جائے اس کو نافذ کرے بلکہ وہ کسی کی دلیل کے مقابلہ میں کلی جزئی مصلحت کو اختیار کر لے۔

علامہ باجی نے فرمایا :

"ان الاستحسان الذی ذهب الیه اصحاب مالک هو القول باقوی الدلیلین"۔[5]

(استحسان کا وہ معنی جس کی طرف مالکیہ گئے ہیں وہ دو قوی دلیلوں میں سے زیادہ قوی دلیل کو اختیار کرنا ہے)

بعض حنابلہ نے استحسان کی یہ تعریف منقول ہے :

"الاستحسان هو العدول بحکم المسئلة عن نظائر هالدلیل شرعی خاص"۔[6]

(کسی مسئلہ کا اس کی خاص دلیل شرعی کی بنا پر اس کے نظائر کے حکم سے عدول کرنا استحسان ہے)

---

[1] المعجم الوسیط ۱/۲۰۔

[2] الفقه الاسلامی فی ثوبه الجدید، مصطفیٰ احمد زرقاء، ۱/۱۵۸، نیز دیکھئے: المسودہ، ص ۴۵۶، التحبیر، ۸/۴۰۲۹، تیسیر التحریر ۴/۲۰۹، بیروت

[3] الفقه الاسلامی فی ثوبه الجدید، مصطفیٰ احمد زرقاء، ۱/۱۵۸ ۔ [4] ارشاد الفحول ۲/۲۶۲

[5] ارشاد الفحول ۲/۲۶۲، نیز دیکھئے: احمد فتحی بہنسی، المناهج الاصولیة فی الاجتهاد بالرأی فی التشریع الاسلامی، ص ۲۸۶، کویت۔ [6] ایضاً، ص ۳۰

...ن مالکیہ وحنابلہ کی تعریفات سے مستفاد :

...ن مذکورہ بالا تعریفات سے یہ بات نکلتی ہے کہ استحسان سے مقصود قیاس جلی کا ترک اور قیاس خفی کا اختیار ہے یا کسی ...ہ جزئی حصہ کلی سے کسی ایک جزئیہ کا استثناء کرنا ہے، یہ استثناء کسی ایسی دلیل کی بنا پر ہوتا ہے جس سے مجتہد کا دل اس ...مطمئن ہوتا ہے کہ یہ دلیل عمومی حکم کو چھوڑنے اور استثناء پر عمل کا تقاضا کرتی ہے۔

اس باب میں تین اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں اس لئے مزید کسی گفتگو سے قبل مختصر تعارف ضروری ہے

استحسان : کسی دلیل کی بنا پر قیاس جلی سے عدول اور قیاس خفی کو ترجیح دینے کا عمل استحسان ہے۔

وجہ استحسان : اور جو دلیل اس عدول کی متقاضی ہوتی ہے وہ وجہ استحسان ہے۔

مستحسن : اور جو حکم استحسان سے ثابت ہوتا ہے وہ حکم مستحسن کہلاتا ہے۔

استحسان کی اقسام :

استحسان مختلف اعتبارات سے اس کی مختلف اقسام ہیں

۱۔ ایک حکم چھوڑ کر دوسرے حکم کو اپنانے کے اعتبار سے

۲۔ سند (دلیل) کے اعتبار سے

ایک حکم چھوڑ کر دوسرے حکم کو اپنانے کے اعتبار سے استحسان کی تین قسمیں ہیں

۱۔ قیاس ظاہر کے بجائے قیاس خفی کو اپنانا

۲۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم عام کا ترک

۳۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم کلی کا ترک

۱۔ قیاس ظاہر کے بجائے قیاس خفی کو اپنانا ..... اس کی مثال سے توضیح یہ ہے کہ جیسے زمین کے وقف میں ...ے کا شامل ہونا یہ ایک خفی حق ہے یہ بات مسلم ہے کہ ارتفاقی حقوق مثلاً پانی دینے کا حق، پانی کی گزرگاہ کا حق، راہ جس سے گزرنے کا حق، وغیرہ حقیقۃ میں خود بخود شامل نہیں ہوتے جب تک کہ معاہدہ میں خاص طور پر ان کا ذکر نہ ہو ...زمین کو وقف کرنے کی صورت میں ان باتوں کے ذکر کرنے سے یہ حقوق عقد میں شامل ہوں گے ۲ احناف ...تے ہیں کہ قیاس کا تقاضا ہے کہ یہ سب وقف میں شامل نہ ہوں مگر استحسان ان کے شامل ہونے کا متقاضی ہے اس کی ...ورت یوں ہے کہ زرعی زمین کو وقف دو طریقوں پر مشتمل ہو سکتا ہے

(الف) زرعی زمین کے وقف کو اجارہ پر قیاس (جلی) کیا جائے اور بیع کی طرح وقف میں بھی مالک سے اس کی ملکیت کے اخراج کے بعد ارتفاقی حقوق زمین سے تابع ہو کر بغیر خصوصی ذکر کے وقف میں داخل نہ ہوں۔

(ب) زرعی زمین کو اجارہ پر قیاس (خفی) کیا جائے کہ وقف اجارہ دونوں میں حصول منفعت مشترک ہے لہٰذا ارتفاقی حقوق وقف میں بغیر کسی شرط و ذکر کے ہمراہ داخل ہوں گے۔

۲۔ قیاس خفی کی بنیاد پر حکم عام کو ترک کرنا — اس کی مثال یہ ہے کہ قحط کے زمانہ میں چوری کرنے والوں کے ہاتھ نہ کاٹنا جیسا کہ حضرت عمرؓ نے کیا۔

۳۔ حکم کلی کا ترک — اس کی مثال یہ ہے کہ شریعت کا ضابطہ ہے کہ ہر وہ چیز جو مضر ہو یا انسان کے لئے تکلیف دہ ہو اس کی بیع نہیں ہوسکتی مگر اس ضابطہ کے خلاف ایک دلیل خاص کی بنا پر "سلم" کو جائز قرار دیا گیا اور یہ استحسان اول کی ضرورت اور اس قسم کا ان میں معروف ہوتا ہے۔[1]

استحسان کی سند (دلیل) کے لحاظ سے اقسام

استحسان کی اس کی سند (دلیل) کے لحاظ سے مندرجہ ذیل پانچ قسمیں ہیں جنہیں فقہاء ان اقسام موجب استحسان کی اقسام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ استحسان بالاثر (بالنص) — ۲۔ استحسان بالاجماع

۳۔ استحسان بالعرف والعادۃ — ۴۔ استحسان بالضرورۃ

۵۔ استحسان بالمصلحۃ — ۶۔ استحسان بالقیاس الخفی

کتب اصول فقہ میں مذکورہ پانچ قسمیں بیان کی جاتی ہیں[2] لیکن بنظر دقت دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان میں سے بعض بعض میں شامل ہیں اور ان کو الگ بیان کرنے کی کوئی خاص ضرورت نہیں ہے اور اس طرح کہ استحسان بالاثر میں استحسان بالعرف والعادۃ داخل ہے اور استحسان بالقیاس الخفی میں استحسان بالضرورۃ شامل ہے۔ اس طرح کی اقسام بن جاتی ہیں اور بعض العلماء سے منقول ہے[3] کہ وہ شامل مثل الحاتمی نے ان چار قسموں پر بھی تحفظ اور "استحسان بالمصلحۃ اور "استحسان بالاجماع" سے متعلق لکھا:

"ولا یخفی ان ھذا التعمیم والتوسیع فی معنی الاستحسان الاصطلاحی غیر سدید، وھو اقحام للشیء فی غیر محلہ"[4]

(اور استحسان اصطلاحی کے معنی میں یہ تعمیم و توسیع درست نہیں ہے اور یہ کسی چیز کو اس کے غیر محل میں داخل کرنا ہے)

استحسان بالاثر:

اس سے مراد وہ استحسان ہے جس کی سند نص ہو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی خاص مسئلہ میں شارع کی طرف سے کوئی ایسی نص وارد ہو جو ایسے حکم کی تشریع کرتی ہو جو اس مسئلہ میں دوسری نظیروں کے حکم سے مختلف ہو اور ان نظیروں کا حکم

---

1. علم اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف، ص ۸۹-۸۲؛ نیز بحوالہ التلویح علی التوضیح ۲/۱۷۶، ۱۸۲، ۱۸۶، ۱۸۹، ۱۹۲، ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۱۵، ۲۱۸، ۲۲۱، ۲۲۴، ۲۲۷، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۳۹، ۲۴۲، ۲۴۵، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۴، ۲۵۷، ۲۶۰، ۲۶۳، ۲۶۶، ۲۶۹، ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۷۸، ۲۸۱، ۲۸۴، ۲۸۷، ۲۹۰، ۲۹۳، ۲۹۶، ۲۹۹، ۳۰۲، ۳۰۵، ۳۰۸، ۳۱۱، ۳۱۴، ۳۱۷، ۳۲۰، ۳۲۳، ۳۲۶، ۳۲۹، ۳۳۲، ۳۳۵، ۳۳۸، ۳۴۱، ۳۴۴، ۳۴۷، ۳۵۰، ۳۵۳، ۳۵۶، ۳۵۹، ۳۶۲، ۳۶۵، ۳۶۸، ۳۷۱، ۳۷۴، ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۳، ۳۸۶، ۳۸۹، ۳۹۲، ۳۹۵، ۳۹۸، ۴۰۱، ۴۰۴، ۴۰۷، ۴۱۰، ۴۱۳، ۴۱۶، ۴۱۹، ۴۲۲، ۴۲۵، ۴۲۸، ۴۳۱، ۴۳۴، ۴۳۷، ۴۴۰، ۴۴۳، ۴۴۶، ۴۴۹، ۴۵۲، ۴۵۵، ۴۵۸، ۴۶۱، ۴۶۴، ۴۶۷، ۴۷۰، ۴۷۳، ۴۷۶، ۴۷۹، ۴۸۲، ۴۸۵، ۴۸۸، ۴۹۱، ۴۹۴، ۴۹۷، ۵۰۰، ۵۰۳، ۵۰۶، ۵۰۹، ۵۱۲، ۵۱۵، ۵۱۸، ۵۲۱، ۵۲۴، ۵۲۷، ۵۳۰، ۵۳۳، ۵۳۶، ۵۳۹، ۵۴۲، ۵۴۵، ۵۴۸، ۵۵۱، ۵۵۴، ۵۵۷، ۵۶۰، ۵۶۳، ۵۶۶، ۵۶۹، ۵۷۲، ۵۷۵، ۵۷۸، ۵۸۱، ۵۸۴، ۵۸۷، ۵۹۰، ۵۹۳، ۵۹۶، ۵۹۹، ۶۰۲، ۶۰۵، ۶۰۸، ۶۱۱، ۶۱۴، ۶۱۷، ۶۲۰، ۶۲۳، ۶۲۶، ۶۲۹، ۶۳۲، ۶۳۵، ۶۳۸، ۶۴۱، ۶۴۴، ۶۴۷، ۶۵۰، ۶۵۳، ۶۵۶، ۶۵۹، ۶۶۲، ۶۶۵، ۶۶۸، ۶۷۱، ۶۷۴، ۶۷۷، ۶۸۰، ۶۸۳، ۶۸۶، ۶۸۹، ۶۹۲، ۶۹۵، ۶۹۸، ۷۰۱، ۷۰۴، ۷۰۷، ۷۱۰، ۷۱۳، ۷۱۶، ۷۱۹، ۷۲۲، ۷۲۵، ۷۲۸، ۷۳۱، ۷۳۴، ۷۳۷، ۷۴۰، ۷۴۳، ۷۴۶، ۷۴۹، ۷۵۲، ۷۵۵، ۷۵۸، ۷۶۱، ۷۶۴، ۷۶۷، ۷۷۰، ۷۷۳، ۷۷۶، ۷۷۹، ۷۸۲، ۷۸۵، ۷۸۸، ۷۹۱، ۷۹۴، ۷۹۷، ۸۰۰، ۸۰۳، ۸۰۶، ۸۰۹، ۸۱۲، ۸۱۵، ۸۱۸، ۸۲۱، ۸۲۴، ۸۲۷، ۸۳۰، ۸۳۳، ۸۳۶، ۸۳۹، ۸۴۲، ۸۴۵، ۸۴۸، ۸۵۱، ۸۵۴، ۸۵۷، ۸۶۰، ۸۶۳، ۸۶۶، ۸۶۹، ۸۷۲، ۸۷۵، ۸۷۸، ۸۸۱، ۸۸۴، ۸۸۷، ۸۹۰، ۸۹۳، ۸۹۶، ۸۹۹، ۹۰۲، ۹۰۵، ۹۰۸، ۹۱۱، ۹۱۴، ۹۱۷، ۹۲۰، ۹۲۳، ۹۲۶، ۹۲۹، ۹۳۲، ۹۳۵، ۹۳۸، ۹۴۱، ۹۴۴، ۹۴۷، ۹۵۰، ۹۵۳، ۹۵۶، ۹۵۹، ۹۶۲، ۹۶۵، ۹۶۸، ۹۷۱، ۹۷۴، ۹۷۷، ۹۸۰، ۹۸۳، ۹۸۶، ۹۸۹، ۹۹۲، ۹۹۵، ۹۹۸، ۱۰۰۱، ۱۰۰۴، ۱۰۰۷، ۱۰۱۰، ۱۰۱۳، ۱۰۱۶، ۱۰۱۹، ۱۰۲۲، ۱۰۲۵، ۱۰۲۸، ۱۰۳۱، ۱۰۳۴، ۱۰۳۷، ۱۰۴۰، ۱۰۴۳، ۱۰۴۶، ۱۰۴۹، ۱۰۵۲، ۱۰۵۵، ۱۰۵۸، ۱۰۶۱، ۱۰۶۴، ۱۰۶۷، ۱۰۷۰، ۱۰۷۳، ۱۰۷۶، ۱۰۷۹، ۱۰۸۲، ۱۰۸۵، ۱۰۸۸، ۱۰۹۱، ۱۰۹۴، ۱۰۹۷، ۱۱۰۰، ۱۱۰۳، ۱۱۰۶، ۱۱۰۹، ۱۱۱۲، ۱۱۱۵، ۱۱۱۸، ۱۱۲۱، ۱۱۲۴، ۱۱۲۷، ۱۱۳۰، ۱۱۳۳، ۱۱۳۶، ۱۱۳۹، ۱۱۴۲، ۱۱۴۵، ۱۱۴۸، ۱۱۵۱، ۱۱۵۴، ۱۱۵۷، ۱۱۶۰، ۱۱۶۳، ۱۱۶۶، ۱۱۶۹، ۱۱۷۲، ۱۱۷۵، ۱۱۷۸، ۱۱۸۱، ۱۱۸۴، ۱۱۸۷، ۱۱۹۰، ۱۱۹۳، ۱۱۹۶، ۱۱۹۹، ۱۲۰۲، ۱۲۰۵، ۱۲۰۸، ۱۲۱۱، ۱۲۱۴، ۱۲۱۷، ۱۲۲۰، ۱۲۲۳، ۱۲۲۶، ۱۲۲۹، ۱۲۳۲، ۱۲۳۵، ۱۲۳۸، ۱۲۴۱، ۱۲۴۴، ۱۲۴۷، ۱۲۵۰، ۱۲۵۳، ۱۲۵۶، ۱۲۵۹، ۱۲۶۲، ۱۲۶۵، ۱۲۶۸، ۱۲۷۱، ۱۲۷۴، ۱۲۷۷، ۱۲۸۰، ۱۲۸۳، ۱۲۸۶، ۱۲۸۹، ۱۲۹۲، ۱۲۹۵، ۱۲۹۸، ۱۳۰۱، ۱۳۰۴، ۱۳۰۷، ۱۳۱۰، ۱۳۱۳، ۱۳۱۶، ۱۳۱۹، ۱۳۲۲، ۱۳۲۵، ۱۳۲۸، ۱۳۳۱، ۱۳۳۴، ۱۳۳۷، ۱۳۴۰، ۱۳۴۳، ۱۳۴۶، ۱۳۴۹، ۱۳۵۲، ۱۳۵۵، ۱۳۵۸، ۱۳۶۱، ۱۳۶۴، ۱۳۶۷، ۱۳۷۰، ۱۳۷۳، ۱۳۷۶، ۱۳۷۹، ۱۳۸۲، ۱۳۸۵، ۱۳۸۸، ۱۳۹۱، ۱۳۹۴، ۱۳۹۷، ۱۴۰۰، ۱۴۰۳، ۱۴۰۶، ۱۴۰۹، ۱۴۱۲، ۱۴۱۵، ۱۴۱۸، ۱۴۲۱، ۱۴۲۴، ۱۴۲۷، ۱۴۳۰، ۱۴۳۳، ۱۴۳۶، ۱۴۳۹، ۱۴۴۲، ۱۴۴۵، ۱۴۴۸، ۱۴۵۱، ۱۴۵۴، ۱۴۵۷، ۱۴۶۰، ۱۴۶۳، ۱۴۶۶، ۱۴۶۹، ۱۴۷۲، ۱۴۷۵، ۱۴۷۸، ۱۴۸۱، ۱۴۸۴، ۱۴۸۷، ۱۴۹۰، ۱۴۹۳، ۱۴۹۶، ۱۴۹۹، ۱۵۰۲، ۱۵۰۵، ۱۵۰۸، ۱۵۱۱، ۱۵۱۴، ۱۵۱۷، ۱۵۲۰، ۱۵۲۳، ۱۵۲۶، ۱۵۲۹، ۱۵۳۲، ۱۵۳۵، ۱۵۳۸، ۱۵۴۱، ۱۵۴۴، ۱۵۴۷، ۱۵۵۰، ۱۵۵۳، ۱۵۵۶، ۱۵۵۹، ۱۵۶۲، ۱۵۶۵، ۱۵۶۸، ۱۵۷۱، ۱۵۷۴، ۱۵۷۷، ۱۵۸۰، ۱۵۸۳، ۱۵۸۶، ۱۵۸۹، ۱۵۹۲، ۱۵۹۵، ۱۵۹۸، ۱۶۰۱، ۱۶۰۴، ۱۶۰۷، ۱۶۱۰، ۱۶۱۳، ۱۶۱۶، ۱۶۱۹، ۱۶۲۲، ۱۶۲۵، ۱۶۲۸، ۱۶۳۱، ۱۶۳۴، ۱۶۳۷، ۱۶۴۰، ۱۶۴۳، ۱۶۴۶، ۱۶۴۹، ۱۶۵۲، ۱۶۵۵، ۱۶۵۸، ۱۶۶۱، ۱۶۶۴، ۱۶۶۷، ۱۶۷۰، ۱۶۷۳، ۱۶۷۶، ۱۶۷۹، ۱۶۸۲، ۱۶۸۵، ۱۶۸۸، ۱۶۹۱، ۱۶۹۴، ۱۶۹۷، ۱۷۰۰، ۱۷۰۳، ۱۷۰۶، ۱۷۰۹، ۱۷۱۲، ۱۷۱۵، ۱۷۱۸، ۱۷۲۱، ۱۷۲۴، ۱۷۲۷، ۱۷۳۰، ۱۷۳۳، ۱۷۳۶، ۱۷۳۹، ۱۷۴۲، ۱۷۴۵، ۱۷۴۸، ۱۷۵۱، ۱۷۵۴، ۱۷۵۷، ۱۷۶۰، ۱۷۶۳، ۱۷۶۶، ۱۷۶۹، ۱۷۷۲، ۱۷۷۵، ۱۷۷۸، ۱۷۸۱، ۱۷۸۴، ۱۷۸۷، ۱۷۹۰، ۱۷۹۳، ۱۷۹۶، ۱۷۹۹، ۱۸۰۲، ۱۸۰۵، ۱۸۰۸، ۱۸۱۱، ۱۸۱۴، ۱۸۱۷، ۱۸۲۰، ۱۸۲۳، ۱۸۲۶، ۱۸۲۹، ۱۸۳۲، ۱۸۳۵، ۱۸۳۸، ۱۸۴۱، ۱۸۴۴، ۱۸۴۷، ۱۸۵۰، ۱۸۵۳، ۱۸۵۶، ۱۸۵۹، ۱۸۶۲، ۱۸۶۵، ۱۸۶۸، ۱۸۷۱، ۱۸۷۴، ۱۸۷۷، ۱۸۸۰، ۱۸۸۳، ۱۸۸۶، ۱۸۸۹، ۱۸۹۲، ۱۸۹۵، ۱۸۹۸، ۱۹۰۱، ۱۹۰۴، ۱۹۰۷، ۱۹۱۰، ۱۹۱۳، ۱۹۱۶، ۱۹۱۹، ۱۹۲۲، ۱۹۲۵، ۱۹۲۸، ۱۹۳۱، ۱۹۳۴، ۱۹۳۷، ۱۹۴۰، ۱۹۴۳، ۱۹۴۶، ۱۹۴۹، ۱۹۵۲، ۱۹۵۵، ۱۹۵۸، ۱۹۶۱، ۱۹۶۴، ۱۹۶۷، ۱۹۷۰، ۱۹۷۳، ۱۹۷۶، ۱۹۷۹، ۱۹۸۲، ۱۹۸۵، ۱۹۸۸، ۱۹۹۱، ۱۹۹۴، ۱۹۹۷، ۲۰۰۰، ۲۰۰۳، ۲۰۰۶، ۲۰۰۹، ۲۰۱۲، ۲۰۱۵، ۲۰۱۸، ۲۰۲۱، ۲۰۲۴، ۲۰۲۷، ۲۰۳۰، ۲۰۳۳، ۲۰۳۶، ۲۰۳۹، ۲۰۴۲، ۲۰۴۵، ۲۰۴۸، ۲۰۵۱، ۲۰۵۴، ۲۰۵۷، ۲۰۶۰، ۲۰۶۳، ۲۰۶۶، ۲۰۶۹، ۲۰۷۲، ۲۰۷۵، ۲۰۷۸، ۲۰۸۱، ۲۰۸۴، ۲۰۸۷، ۲۰۹۰، ۲۰۹۳، ۲۰۹۶، ۲۰۹۹، ۲۱۰۲، ۲۱۰۵، ۲۱۰۸، ۲۱۱۱، ۲۱۱۴، ۲۱۱۷، ۲۱۲۰، ۲۱۲۳، ۲۱۲۶، ۲۱۲۹، ۲۱۳۲، ۲۱۳۵، ۲۱۳۸، ۲۱۴۱، ۲۱۴۴، ۲۱۴۷، ۲۱۵۰، ۲۱۵۳، ۲۱۵۶، ۲۱۵۹، ۲۱۶۲، ۲۱۶۵، ۲۱۶۸، ۲۱۷۱، ۲۱۷۴، ۲۱۷۷، ۲۱۸۰، ۲۱۸۳، ۲۱۸۶، ۲۱۸۹، ۲۱۹۲، ۲۱۹۵، ۲۱۹۸، ۲۲۰۱، ۲۲۰۴، ۲۲۰۷، ۲۲۱۰، ۲۲۱۳، ۲۲۱۶، ۲۲۱۹، ۲۲۲۲، ۲۲۲۵، ۲۲۲۸، ۲۲۳۱، ۲۲۳۴، ۲۲۳۷، ۲۲۴۰، ۲۲۴۳، ۲۲۴۶، ۲۲۴۹، ۲۲۵۲، ۲۲۵۵، ۲۲۵۸، ۲۲۶۱، ۲۲۶۴، ۲۲۶۷، ۲۲۷۰، ۲۲۷۳، ۲۲۷۶، ۲۲۷۹، ۲۲۸۲، ۲۲۸۵، ۲۲۸۸، ۲۲۹۱، ۲۲۹۴، ۲۲۹۷، ۲۳۰۰، ۲۳۰۳، ۲۳۰۶، ۲۳۰۹، ۲۳۱۲، ۲۳۱۵، ۲۳۱۸، ۲۳۲۱، ۲۳۲۴، ۲۳۲۷، ۲۳۳۰، ۲۳۳۳، ۲۳۳۶، ۲۳۳۹، ۲۳۴۲، ۲۳۴۵، ۲۳۴۸، ۲۳۵۱، ۲۳۵۴، ۲۳۵۷، ۲۳۶۰، ۲۳۶۳، ۲۳۶۶، ۲۳۶۹، ۲۳۷۲، ۲۳۷۵، ۲۳۷۸، ۲۳۸۱، ۲۳۸۴، ۲۳۸۷، ۲۳۹۰، ۲۳۹۳، ۲۳۹۶، ۲۳۹۹، ۲۴۰۲، ۲۴۰۵، ۲۴۰۸، ۲۴۱۱، ۲۴۱۴، ۲۴۱۷، ۲۴۲۰، ۲۴۲۳، ۲۴۲۶، ۲۴۲۹، ۲۴۳۲، ۲۴۳۵، ۲۴۳۸، ۲۴۴۱، ۲۴۴۴، ۲۴۴۷، ۲۴۵۰، ۲۴۵۳، ۲۴۵۶، ۲۴۵۹، ۲۴۶۲، ۲۴۶۵، ۲۴۶۸، ۲۴۷۱، ۲۴۷۴، ۲۴۷۷، ۲۴۸۰، ۲۴۸۳، ۲۴۸۶، ۲۴۸۹، ۲۴۹۲، ۲۴۹۵، ۲۴۹۸، ۲۵۰۱، ۲۵۰۴، ۲۵۰۷، ۲۵۱۰، ۲۵۱۳، ۲۵۱۶، ۲۵۱۹، ۲۵۲۲، ۲۵۲۵، ۲۵۲۸، ۲۵۳۱، ۲۵۳۴، ۲۵۳۷، ۲۵۴۰، ۲۵۴۳، ۲۵۴۶، ۲۵۴۹، ۲۵۵۲، ۲۵۵۵، ۲۵۵۸، ۲۵۶۱، ۲۵۶۴، ۲۵۶۷، ۲۵۷۰، ۲۵۷۳، ۲۵۷۶، ۲۵۷۹، ۲۵۸۲، ۲۵۸۵، ۲۵۸۸، ۲۵۹۱، ۲۵۹۴، ۲۵۹۷، ۲۶۰۰، ۲۶۰۳، ۲۶۰۶، ۲۶۰۹، ۲۶۱۲، ۲۶۱۵، ۲۶۱۸، ۲۶۲۱، ۲۶۲۴، ۲۶۲۷، ۲۶۳۰، ۲۶۳۳، ۲۶۳۶، ۲۶۳۹، ۲۶۴۲، ۲۶۴۵، ۲۶۴۸، ۲۶۵۱، ۲۶۵۴، ۲۶۵۷، ۲۶۶۰، ۲۶۶۳، ۲۶۶۶، ۲۶۶۹، ۲۶۷۲، ۲۶۷۵، ۲۶۷۸، ۲۶۸۱، ۲۶۸۴، ۲۶۸۷، ۲۶۹۰، ۲۶۹۳، ۲۶۹۶، ۲۶۹۹، ۲۷۰۲، ۲۷۰۵، ۲۷۰۸، ۲۷۱۱، ۲۷۱۴، ۲۷۱۷، ۲۷۲۰، ۲۷۲۳، ۲۷۲۶، ۲۷۲۹، ۲۷۳۲، ۲۷۳۵، ۲۷۳۸، ۲۷۴۱، ۲۷۴۴، ۲۷۴۷، ۲۷۵۰، ۲۷۵۳، ۲۷۵۶، ۲۷۵۹، ۲۷۶۲، ۲۷۶۵، ۲۷۶۸، ۲۷۷۱، ۲۷۷۴، ۲۷۷۷، ۲۷۸۰، ۲۷۸۳، ۲۷۸۶، ۲۷۸۹، ۲۷۹۲، ۲۷۹۵، ۲۷۹۸، ۲۸۰۱، ۲۸۰۴، ۲۸۰۷، ۲۸۱۰، ۲۸۱۳، ۲۸۱۶، ۲۸۱۹، ۲۸۲۲، ۲۸۲۵، ۲۸۲۸، ۲۸۳۱، ۲۸۳۴، ۲۸۳۷، ۲۸۴۰، ۲۸۴۳، ۲۸۴۶، ۲۸۴۹، ۲۸۵۲، ۲۸۵۵، ۲۸۵۸، ۲۸۶۱، ۲۸۶۴، ۲۸۶۷، ۲۸۷۰، ۲۸۷۳، ۲۸۷۶، ۲۸۷۹، ۲۸۸۲، ۲۸۸۵، ۲۸۸۸، ۲۸۹۱، ۲۸۹۴، ۲۸۹۷، ۲۹۰۰، ۲۹۰۳، ۲۹۰۶، ۲۹۰۹، ۲۹۱۲، ۲۹۱۵، ۲۹۱۸، ۲۹۲۱، ۲۹۲۴، ۲۹۲۷، ۲۹۳۰، ۲۹۳۳، ۲۹۳۶، ۲۹۳۹، ۲۹۴۲، ۲۹۴۵، ۲۹۴۸، ۲۹۵۱، ۲۹۵۴، ۲۹۵۷، ۲۹۶۰، ۲۹۶۳، ۲۹۶۶، ۲۹۶۹، ۲۹۷۲، ۲۹۷۵، ۲۹۷۸، ۲۹۸۱، ۲۹۸۴، ۲۹۸۷، ۲۹۹۰، ۲۹۹۳، ۲۹۹۶، ۲۹۹۹، ۳۰۰۲، ۳۰۰۵، ۳۰۰۸، ۳۰۱۱، ۳۰۱۴، ۳۰۱۷، ۳۰۲۰، ۳۰۲۳، ۳۰۲۶، ۳۰۲۹، ۳۰۳۲، ۳۰۳۵، ۳۰۳۸، ۳۰۴۱، ۳۰۴۴، ۳۰۴۷، ۳۰۵۰، ۳۰۵۳، ۳۰۵۶، ۳۰۵۹، ۳۰۶۲، ۳۰۶۵، ۳۰۶۸، ۳۰۷۱، ۳۰۷۴، ۳۰۷۷، ۳۰۸۰، ۳۰۸۳، ۳۰۸۶، ۳۰۸۹، ۳۰۹۲، ۳۰۹۵، ۳۰۹۸، ۳۱۰۱، ۳۱۰۴، ۳۱۰۷، ۳۱۱۰، ۳۱۱۳، ۳۱۱۶، ۳۱۱۹، ۳۱۲۲، ۳۱۲۵، ۳۱۲۸، ۳۱۳۱، ۳۱۳۴، ۳۱۳۷، ۳۱۴۰، ۳۱۴۳، ۳۱۴۶، ۳۱۴۹، ۳۱۵۲، ۳۱۵۵، ۳۱۵۸، ۳۱۶۱، ۳۱۶۴، ۳۱۶۷، ۳۱۷۰، ۳۱۷۳، ۳۱۷۶، ۳۱۷۹، ۳۱۸۲، ۳۱۸۵، ۳۱۸۸، ۳۱۹۱، ۳۱۹۴، ۳۱۹۷، ۳۲۰۰، ۳۲۰۳، ۳۲۰۶، ۳۲۰۹، ۳۲۱۲، ۳۲۱۵، ۳۲۱۸، ۳۲۲۱، ۳۲۲۴، ۳۲۲۷، ۳۲۳۰، ۳۲۳۳، ۳۲۳۶، ۳۲۳۹، ۳۲۴۲، ۳۲۴۵، ۳۲۴۸، ۳۲۵۱، ۳۲۵۴، ۳۲۵۷، ۳۲۶۰، ۳۲۶۳، ۳۲۶۶، ۳۲۶۹، ۳۲۷۲، ۳۲۷۵، ۳۲۷۸، ۳۲۸۱، ۳۲۸۴، ۳۲۸۷، ۳۲۹۰، ۳۲۹۳، ۳۲۹۶، ۳۲۹۹، ۳۳۰۲، ۳۳۰۵، ۳۳۰۸، ۳۳۱۱، ۳۳۱۴، ۳۳۱۷، ۳۳۲۰، ۳۳۲۳، ۳۳۲۶، ۳۳۲۹، ۳۳۳۲، ۳۳۳۵، ۳۳۳۸، ۳۳۴۱، ۳۳۴۴، ۳۳۴۷، ۳۳۵۰، ۳۳۵۳، ۳۳۵۶، ۳۳۵۹، ۳۳۶۲، ۳۳۶۵، ۳۳۶۸، ۳۳۷۱، ۳۳۷۴، ۳۳۷۷، ۳۳۸۰، ۳۳۸۳، ۳۳۸۶، ۳۳۸۹، ۳۳۹۲، ۳۳۹۵، ۳۳۹۸، ۳۴۰۱، ۳۴۰۴، ۳۴۰۷، ۳۴۱۰، ۳۴۱۳، ۳۴۱۶، ۳۴۱۹، ۳۴۲۲، ۳۴۲۵، ۳۴۲۸، ۳۴۳۱، ۳۴۳۴، ۳۴۳۷، ۳۴۴۰، ۳۴۴۳، ۳۴۴۶، ۳۴۴۹، ۳۴۵۲، ۳۴۵۵، ۳۴۵۸، ۳۴۶۱، ۳۴۶۴، ۳۴۶۷، ۳۴۷۰، ۳۴۷۳، ۳۴۷۶، ۳۴۷۹، ۳۴۸۲، ۳۴۸۵، ۳۴۸۸، ۳۴۹۱، ۳۴۹۴، ۳۴۹۷، ۳۵۰۰، ۳۵۰۳، ۳۵۰۶، ۳۵۰۹، ۳۵۱۲، ۳۵۱۵، ۳۵۱۸، ۳۵۲۱، ۳۵۲۴، ۳۵۲۷، ۳۵۳۰، ۳۵۳۳، ۳۵۳۶، ۳۵۳۹، ۳۵۴۲، ۳۵۴۵، ۳۵۴۸، ۳۵۵۱، ۳۵۵۴، ۳۵۵۷، ۳۵۶۰، ۳۵۶۳، ۳۵۶۶، ۳۵۶۹، ۳۵۷۲، ۳۵۷۵، ۳۵۷۸، ۳۵۸۱، ۳۵۸۴، ۳۵۸۷، ۳۵۹۰، ۳۵۹۳، ۳۵۹۶، ۳۵۹۹، ۳۶۰۲، ۳۶۰۵، ۳۶۰۸، ۳۶۱۱، ۳۶۱۴، ۳۶۱۷، ۳۶۲۰، ۳۶۲۳، ۳۶۲۶، ۳۶۲۹، ۳۶۳۲، ۳۶۳۵، ۳۶۳۸، ۳۶۴۱، ۳۶۴۴، ۳۶۴۷، ۳۶۵۰، ۳۶۵۳، ۳۶۵۶، ۳۶۵۹، ۳۶۶۲، ۳۶۶۵، ۳۶۶۸، ۳۶۷۱، ۳۶۷۴، ۳۶۷۷، ۳۶۸۰، ۳۶۸۳، ۳۶۸۶، ۳۶۸۹، ۳۶۹۲، ۳۶۹۵، ۳۶۹۸، ۳۷۰۱، ۳۷۰۴، ۳۷۰۷، ۳۷۱۰، ۳۷۱۳، ۳۷۱۶، ۳۷۱۹، ۳۷۲۲، ۳۷۲۵، ۳۷۲۸، ۳۷۳۱، ۳۷۳۴، ۳۷۳۷، ۳۷۴۰، ۳۷۴۳، ۳۷۴۶، ۳۷۴۹، ۳۷۵۲، ۳۷۵۵، ۳۷۵۸، ۳۷۶۱، ۳۷۶۴، ۳۷۶۷، ۳۷۷۰، ۳۷۷۳، ۳۷۷۶، ۳۷۷۹، ۳۷۸۲، ۳۷۸۵، ۳۷۸۸، ۳۷۹۱، ۳۷۹۴، ۳۷۹۷، ۳۸۰۰، ۳۸۰۳، ۳۸۰۶، ۳۸۰۹، ۳۸۱۲، ۳۸۱۵، ۳۸۱۸، ۳۸۲۱، ۳۸۲۴، ۳۸۲۷، ۳۸۳۰، ۳۸۳۳، ۳۸۳۶، ۳۸۳۹، ۳۸۴۲، ۳۸۴۵، ۳۸۴۸، ۳۸۵۱، ۳۸۵۴، ۳۸۵۷، ۳۸۶۰، ۳۸۶۳، ۳۸۶۶، ۳۸۶۹، ۳۸۷۲، ۳۸۷۵، ۳۸۷۸، ۳۸۸۱، ۳۸۸۴، ۳۸۸۷، ۳۸۹۰، ۳۸۹۳، ۳۸۹۶، ۳۸۹۹، ۳۹۰۲، ۳۹۰۵، ۳۹۰۸، ۳۹۱۱، ۳۹۱۴، ۳۹۱۷، ۳۹۲۰، ۳۹۲۳، ۳۹۲۶، ۳۹۲۹، ۳۹۳۲، ۳۹۳۵، ۳۹۳۸، ۳۹۴۱، ۳۹۴۴، ۳۹۴۷، ۳۹۵۰، ۳۹۵۳، ۳۹۵۶، ۳۹۵۹، ۳۹۶۲، ۳۹۶۵، ۳۹۶۸، ۳۹۷۱، ۳۹۷۴، ۳۹۷۷، ۳۹۸۰، ۳۹۸۳، ۳۹۸۶، ۳۹۸۹، ۳۹۹۲، ۳۹۹۵، ۳۹۹۸، ۴۰۰۱، ۴۰۰۴، ۴۰۰۷، ۴۰۱۰، ۴۰۱۳، ۴۰۱۶، ۴۰۱۹، ۴۰۲۲، ۴۰۲۵، ۴۰۲۸، ۴۰۳۱، ۴۰۳۴، ۴۰۳۷، ۴۰۴۰، ۴۰۴۳، ۴۰۴۶، ۴۰۴۹، ۴۰۵۲، ۴۰۵۵، ۴۰۵۸، ۴۰۶۱، ۴۰۶۴، ۴۰۶۷، ۴۰۷۰، ۴۰۷۳، ۴۰۷۶، ۴۰۷۹، ۴۰۸۲، ۴۰۸۵، ۴۰۸۸، ۴۰۹۱، ۴۰۹۴، ۴۰۹۷، ۴۱۰۰، ۴۱۰۳، ۴۱۰۶، ۴۱۰۹، ۴۱۱۲، ۴۱۱۵، ۴۱۱۸، ۴۱۲۱، ۴۱۲۴، ۴۱۲۷، ۴۱۳۰، ۴۱۳۳، ۴۱۳۶، ۴۱۳۹، ۴۱۴۲، ۴۱۴۵، ۴۱۴۸، ۴۱۵۱، ۴۱۵۴، ۴۱۵۷، ۴۱۶۰، ۴۱۶۳، ۴۱۶۶، ۴۱۶۹، ۴۱۷۲، ۴۱۷۵، ۴۱۷۸، ۴۱۸۱، ۴۱۸۴، ۴۱۸۷، ۴۱۹۰، ۴۱۹۳، ۴۱۹۶، ۴۱۹۹، ۴۲۰۲، ۴۲۰۵، ۴۲۰۸، ۴۲۱۱، ۴۲۱۴، ۴۲۱۷، ۴۲۲۰، ۴۲۲۳، ۴۲۲۶، ۴۲۲۹، ۴۲۳۲، ۴۲۳۵، ۴۲۳۸، ۴۲۴۱، ۴۲۴۴، ۴۲۴۷، ۴۲۵۰، ۴۲۵۳، ۴۲۵۶، ۴۲۵۹، ۴۲۶۲، ۴۲۶۵، ۴۲۶۸، ۴۲۷۱، ۴۲۷۴، ۴۲۷۷، ۴۲۸۰، ۴۲۸۳، ۴۲۸۶، ۴۲۸۹، ۴۲۹۲، ۴۲۹۵، ۴۲۹۸، ۴۳۰۱، ۴۳۰۴، ۴۳۰۷، ۴۳۱۰، ۴۳۱۳، ۴۳۱۶، ۴۳۱۹، ۴۳۲۲، ۴۳۲۵، ۴۳۲۸، ۴۳۳۱، ۴۳۳۴، ۴۳۳۷، ۴۳۴۰، ۴۳۴۳، ۴۳۴۶، ۴۳۴۹، ۴۳۵۲، ۴۳۵۵، ۴۳۵۸، ۴۳۶۱، ۴۳۶۴، ۴۳۶۷، ۴۳۷۰، ۴۳۷۳، ۴۳۷۶، ۴۳۷۹، ۴۳۸۲، ۴۳۸۵، ۴۳۸۸، ۴۳۹۱، ۴۳۹۴، ۴۳۹۷، ۴۴۰۰، ۴۴۰۳، ۴۴۰۶، ۴۴۰۹، ۴۴۱۲، ۴۴۱۵، ۴۴۱۸، ۴۴۲۱، ۴۴۲۴، ۴۴۲۷، ۴۴۳۰، ۴۴۳۳، ۴۴۳۶، ۴۴۳۹، ۴۴۴۲، ۴۴۴۵، ۴۴۴۸، ۴۴۵۱، ۴۴۵۴، ۴۴۵۷، ۴۴۶۰، ۴۴۶۳، ۴۴۶۶، ۴۴۶۹، ۴۴۷۲، ۴۴۷۵، ۴۴۷۸، ۴۴۸۱، ۴۴۸۴، ۴۴۸۷، ۴۴۹۰، ۴۴۹۳، ۴۴۹۶، ۴۴۹۹، ۴۵۰۲، ۴۵۰۵، ۴۵۰۸، ۴۵۱۱، ۴۵۱۴، ۴۵۱۷، ۴۵۲۰، ۴۵۲۳، ۴۵۲۶، ۴۵۲۹، ۴۵۳۲، ۴۵۳۵، ۴۵۳۸، ۴۵۴۱، ۴۵۴۴، ۴۵۴۷، ۴۵۵۰، ۴۵۵۳، ۴۵۵۶، ۴۵۵۹، ۴۵۶۲، ۴۵۶۵، ۴۵۶۸، ۴۵۷۱، ۴۵۷۴، ۴۵۷۷، ۴۵۸۰، ۴۵۸۳، ۴۵۸۶، ۴۵۸۹، ۴۵۹۲، ۴۵۹۵، ۴۵۹۸، ۴۶۰۱، ۴۶۰۴، ۴۶۰۷، ۴۶۱۰، ۴۶۱۳، ۴۶۱۶، ۴۶۱۹، ۴۶۲۲، ۴۶۲۵، ۴۶۲۸، ۴۶۳۱، ۴۶۳۴، ۴۶۳۷، ۴۶۴۰، ۴۶۴۳، ۴۶۴۶، ۴۶۴۹، ۴۶۵۲، ۴۶۵۵، ۴۶۵۸، ۴۶۶۱، ۴۶۶۴، ۴۶۶۷، ۴۶۷۰، ۴۶۷۳، ۴۶۷۶، ۴۶۷۹، ۴۶۸۲، ۴۶۸۵، ۴۶۸۸، ۴۶۹۱، ۴۶۹۴، ۴۶۹۷، ۴۷۰۰، ۴۷۰۳، ۴۷۰۶، ۴۷۰۹، ۴۷۱۲، ۴۷۱۵، ۴۷۱۸، ۴۷۲۱، ۴۷۲۴،

[illegible] کے مطابق ہو۔ یہ نص اس جزئی مسئلہ کو اس عام حکم سے مستثنیٰ کرتی ہے جو اصل کلی کے اقتضاء کے مطابق اس جیسے مسائل کے لئے ثابت ہوتا مثلاً معدوم کی بیع جس کی ممانعت نظام حضور ﷺ کے فرمان سے ہے اور یہ حکم اس صورت کیلئے ہے جو چیز موجود نہیں اس کی خرید و فروخت کا معاہدہ کرنا۔ تعریف صحیح و تمثیل یہ شاہد ہے۔ کیونکہ استحسان کی دلیل سے اس کا جواز ثابت ہے۔

استحسان بالاجماع (بالعرف والعادۃ والتعامل)

یہ تعریف علماء (رحمہم اللہ) کی بہت سے مقامات کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنے پر اجماع سے اجماع عملی مراد لیتے ہیں بلکہ اصطلاحی معنی کسی امر پر مطلقاً اتفاق مراد ہے۔ خواہ یہ مجتہدین کا اتفاق ہو جیسے اصطلاح میں بیان کیا گیا ہے یا عوام و خواص سب کا فاسد عرف و عادت اور قول سے تعبیر کرتے ہیں اور اجماع اور عرف و عادت میں یہ ہے کہ اجماع علماء مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے اور عرف و عادت کا ثبوت کسی علاقے کے عوام و خواص سب کے اتفاق پر موقوف ہے۔ البتہ اجماع میں اس زمانے کے تمام مجتہدین کا اتفاق ضروری ہے جبکہ عرف و عادت میں ایک بڑی جماعت کا اتفاق کافی ہوتا ہے اس کا ثبوت شہادت سے بھی ہوتا ہے۔ مثلاً اس بات پر کہ فلاں چیز کو خریدنے کا معاہدہ کرنا (جبکہ اس کا کچھ وغیرہ وغیرہ) یہ بھی معدوم کی بیع کی ایک صورت ہے مگر لوگ اس کے جائز ہونے پر متفق ہیں۔ اس لئے اس کا جواز ثابت ہوا۔ اس میں یہ مسئلہ جاری ہوا اس پر اجماع منعقد ہو گیا جو معاہدہ سے استثناء کرتے ہوئے اجماع کو جاری قرار دیا۔ اور قیاس یہ ہے کہ زمانے میں بغیر کسی روایت کے جاری ہے جو لوگوں کے تعامل سے آج تک چلا آ رہا ہے۔

استحسان بالعقل القیاس الخفی

یہ تعریف بھی عقلی ہے جس کی وجہ سے علماء نے حکم کو چھوڑ کر دوسرے حکم کو اختیار کرنا ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ فقہاء کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ جلی جس سے قیاس معروف مراد ہوتا ہے۔

۲۔ قیاس جس کا مصداق استحسان بالعقل ہے اور علماء کتب اصول میں استحسان سے یہی قسم مراد ہوتی ہے جلی ضابطہ طے کیا گیا کہ اگر اس سے مناسب قوی قید بھی ہو تو یہی قسم مراد ہوگی مثلاً زمین کو وقف کر دینے کی صورت میں جس پانی کے لئے پانی آنے اور بھی کی ضرورت کو اچھا سمجھنے والوں کے لئے آنے جانے کا راستہ قیاس یہ تھا کہ وقف میں داخل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ وقف کرنے والا تو صرف زمین وقف کرتا ہے مگر چونکہ زمین تک پہنچے بغیر اور پانی لے جائے بغیر اس سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا اس لئے استحساناً یہ دونوں راستے بھی وقف میں داخل مانے جائیں گے۔

اس قسم کا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ اس کی بنیاد عقل و قیاس ہے اس لئے یہی قسم متعدی ہوتی ہے یعنی اس قسم کے ہر جزئیہ سے احکام کے لئے مقیس علیہ بنا سکتے ہیں۔ اسی لئے اس کو قیاس خفی کہا جاتا ہے اور قیاس سے مطلق کی بھی قسم قرار دیتے ہیں اور یہی قسم جس سے قیاس معروف کو ہم ادا لیتے ہیں اس کو قیاس جلی کہتے ہیں چونکہ یہ قسم قیاس معروف کی حد تک محدود ہوتی ہے اس لئے اگر قوت یا اصول کی رو سے قیاس جلی پر راجح قرار پائے تو اس پر عمل ہوتا ہے ورنہ قیاس جلی پر عمل ہوتا ہے۔

قیاس و استحسان کے باہمی تقابل اور ایک دوسرے پر ترجیح کے حوالہ سے یہ بات ذہن میں مستحضر رہنی چاہیے کہ ان میں سے ہر دونوں قوی یا ضعیف ہوں تو اصول ترجیح کے مطابق ان کی ایک دوسرے پر ترجیح کا اور ہو جائے گا اور ایک قوی اور ایک ضعیف ہو تو قوی ضعیف پر راجح ہو جاوے گا۔ قوت و ضعف کے اعتبار سے ان کی حسب ذیل قسمیں ہوں گی:

(الف) استحسان قوی الاثر اور ظاہر الصحۃ حقیر القیاس

(ب) قیاس ضعیف الاثر اور ظاہر الفساد جلی الصحۃ

استحسان کی قسم اول قیاس کی اقسام دوم پر مقدم ہوگی اور قیاس کی قسم دوم استحسان کی قسم اول پر مقدم ہوگی۔

مثلاً مردہ خور پرندوں کا جوٹھا پانی نجس ہونا چاہیے کیونکہ ان کا گوشت کھانا حرام ہے[1]۔ استحسان ان کا جوٹھا پاک ہے اس لئے کہ پانی پینے میں ان کی رغبت ہوتی ہے اور ان کا طائر ہونا اس کو دور کر دیتا ہے پانی پینے میں ان سے دور رہتے ہیں تو گویا یہ پانی میں پڑتا ہی نہیں۔ دوسری صورت کی مثال یہ ہے کہ حدیث و آثار نے ہمیں بتایا ہے کہ استحسان کا تقاضا ہے کہ درست نہیں ہے نماز کے بعد وضو نہیں ٹوٹتا جبکہ قیاس کا تقاضا ہے کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے حقیقتاً مطلوب و مقصود تو اس جزو عبادت میں غور و تدبر ہے جس کا حصول دونوں صورتوں میں ہو جاتا ہے اس لئے جبکہ ایک جگہ رکوع بھی کافی ہے[2]۔

استحسان بالضرورہ ضرورت (مجبوری) سے مراد ایسی حالت ہے جس میں انسان کو ممنوع چیز کے اختیار کرنے یا ضرورت سے مراد وہ حالت ہے جس میں عام حالات سے انحراف کی صورت میں جان کے ضائع ہونے کا یقین ہو یا اعضاء کی تلف ہو جانے کا گمان غالب ہو۔ فقہاء نے اس قسم کے حالات سے دوچار ہونے والے کئے ہیں ایسے ہی ضرورت اور مجبوری سے حاجت کا عنوان دیتے ہیں۔ ضروریات کا کبھی موجود حالات ہوتے ہیں۔ حاجت کا موجود حالات سے پیش نظر متوقع حالات بھی ہوتے ہیں۔ حاجت میں یہ امکان غالب ہوتا ہے کہ مستقبل میں ضرورت کے مرحلہ میں داخل کر دیں گے۔ شریعت ضرورت کی طرح حاجت میں بھی رخصت دیتی ہے اس تعریف میں رخصت کے دونوں مراحل عزیمت اور رخصت کے آ جاتے ہیں۔ ضرورت کی مثال مجبور کے لئے مردار کا کھانا۔ حاجت کی مثال علاج کی غرض سے ستر کا دیکھنا اور دکھانا۔

استحسان کی حجیت:

احناف کا مذہب اور مالکیہ استحسان کی حجیت کے قائل ہیں۔ شیخ ابن عبدان نے اس بارے میں لکھا

وقال ابن السمعاني والبغدادي رمثال الاستحسان مالك احمد رضي الله عنه الله بسم الله الخ

صلوة استحسانا والقياس انه تصر فلا حتى يحدث.

---

1. توضیح التوضیح بشرح مسلم الثبوت ۲/۳۰۰۔ ۳۲۱ (۲۰۰۰ء) ۲۰۰۰ء۔ میر محمد کتب خانہ کراچی۔
2. توضیح التوضیح ۲/۳۲۱۔ ۳۲۲۔ ۲۰۰۰ء۔ میر محمد کتب خانہ کراچی۔

والمثل يجوز شراء زيد السواد (لا يجوز بيعه) قيل له: فكيف يشتري مني لا يمكنك البيع. فقال القياس هكذا وانما هو استحسان، ولذلك يمنع من بيع المصحف ويجوز شراؤه استحسانا۔

استحسان کے منکرین:

جمہور علماء نے اس کا انکار کیا ہے۔ منکرین میں امام ظاہری، امام ابو بکر رازی، امام شافعی، امام مالکی نے بھی استحسان فقہ شروع (اس نے استحسان کیا اس نے شریعت سازی کی) امام شافعی نے کتاب "الام" میں استحسان کے نام سے ایک باب باندھا اور اس میں فرمایا "الاستحسان باطل" (استحسان باطل ہے) اسی طرح بعض نے "الرسالہ" میں فرمایا "وانما الاستحسان تلذذ، ولو جاز لاحد الاستحسان في شيء لجاز ذلك لاهل العلم خاصة دون غيرهم، والجهاد ان يشرع في الدين في كل باب، وان يشرع كل احد لنفسه شرعا" (استحسان لذت لینے کا نام ہے اگر دین میں استحسان کا اختیار کسی کو جائز ہوتا تو وہ علم (رکھنے) والوں کو ہوتا دوسروں کو نہیں اور یہ جائز ہوتا کہ دین سے متعلق ہر باب میں کچھ نہ کچھ (بات کا) اضافہ کرتا اور ہر شخص اپنے لئے خود شریعت بنا لے)۔

ابن حزم ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ) نے اپنی کتاب "الاحکام" میں چھ (۶) باب کا عنوان "في الاستحسان والاستنباط في الرأي وابطال كل ذلك" رکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ اس میں استحسان کی خوب رد کی اور کہا:

"الحق حق وان استحسنه الناس، والباطل باطل وان استحسنه الناس، فصح ان الاستحسان شيء والشرع لنبوي وصلال، وبالله تعالى نعوذ من الخذلان"۔

(حق حق ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا سمجھیں، باطل باطل ہے اگرچہ لوگ اسے اچھا سمجھیں، پس یہ بات کھل کر سامنے آگئی کہ استحسان کوئی دلیل اور شریعت نہیں ہے اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی پناہ مانگتے ہیں)

اسی طرح ابو بکر جصاص نے اپنی کتاب "ابطال القیاس والرای والاستحسان والتقلید والتعلیل" میں آن جملہ سے استدلال کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"بطل بهذا كل اختيار وكل استحسان"۔

(ان دلائل سے ہر قسم کا اختیار و استحسان باطل ثابت ہوتا ہے)

ا حمد حل الى مذهب الامام احمد بن حنبل۔ عبد القادر بن احمد بن مصطفى بن بدران الدمشقي الحنبلي، ص ۱۳۶، بيروت: دار الكتب العلمية، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء، ص ۱۳۵، بتصرف۔ وانظر: الشاطبي، ۲/۵۸۔ بحوالہ الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی وجہہ الزحیلی، ص ۹۳۔

۲ كتاب الام، ۷/۲۷۰، محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ - ۲۰۴ھ)، بیروت: دار الفکر، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء

۳ الاحکام فی اصول الاحکام، ۶/۷۵۶، علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی ظاہری (متوفی ۴۵۶ھ)، بیروت: دار الآفاق الجدیدۃ، طبع اولیٰ

۴ الرسالہ، ص ۵۰۵، بتصرف یسیر

۵ تفصیل کے لیے دیکھئے: ڈاکٹر محمد مصطفیٰ الزحیلی: الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی، کراچی: زمزم پبلشرز، طبع اولیٰ ۱۴۰۸ھ

۶ علی بطلان القیاس والرای والاستحسان والتقلید والتعلیل، احمد بن حزم ظاہری اندلسی، تحقیق سعید الافغانی، طبع جامعہ دمشق، ۱۳۸۰ھ/۱۹۶۰ء

اپنی بات کی تائید میں مزید فرماتے ہیں "فاصحاب القیاس مختلفون فی الاستحسان حتی انکر جماعۃ والطحاوی من الحنفیۃ بکثرۃ وہ جمدۃ" (اصحاب قیاس استحسان میں اختلاف رکھتے ہیں امام طحاوی اور حنفیہ میں سے ایک جماعت کثیر استحسان کا انکار کرتے ہیں)۔

منکرین استحسان کے دلائل:

منکرین کے دلائل کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱) استحسان شرعی نہیں ہے اور نہ ہی اس پر محمول کرنا ہے اور جتنی دلیلیں ہیں جن سے شریعت نے احکام ثابت کئے ہیں یا بالفاظ دیگر استحسان کی کتاب (قرآن) سنت اور کتاب امت کی طرف رجوع کرنے کا ارشاد ہے "وان احکم بینھم بما انزل اللہ ولا تتبع اھواءھم" اور فرمان باری ہے "فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول" (اگر کسی چیز کے بارے میں تم و اہم جھگڑا (اختلاف) کرو تو اسے اللہ و رسول کی طرف پھیر دو)

(۲) حضور ﷺ سے صحابہ کرام اپنی رائے پر کوئی بات پیش کرتے تھے اور استحسان کی بنیاد پر آپ ﷺ کوئی فیصلہ دیتے تھے اگر استفسار کا جواب نہ ہونے کی صورت میں رائی کا اتباع فرماتے تھے۔ آپ سے اس شخص کے بارے میں سوال کیا گیا جس نے اپنی بیوی سے "تحریم" کی رائی کی بیوی کے بارے میں کہا تھا آپ نے اس کا استحسان سے جواب دیا جبکہ وحی کا انتظار فرمایا یہاں تک کہ قطعی حکم نازل ہوا۔

(۳) نبی کریم ﷺ نے ان صحابہ پر سخت گرفت فرمائی جنہوں نے آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں استحسان کی بنیاد پر فتویٰ دیا جیسے دو لوگ جنہوں نے ایک شخص کو جس نے رات کی پہلے نماز نہیں پڑھی تھی جلا دیا تھا۔

(۴) استحسان کا کوئی ضابطہ نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی چیز ہے جس پر قیاس کرکے حق کو باطل سے پہچانا جائے جیسا کہ قیاس میں ہوتا ہے۔

استحسان کے قائلین کے دلائل:

دلائل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) استحسان عسر کو ترک کرکے یسر کی طرف جانے کا نام ہے اور اس پر عمل کا حکم دیا گیا ہے اور یہی اصل دین ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر" اور "واتبعوا احسن ما انزل الیکم" اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے "ما راٰہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن"[2]

---

[1] (ق) حوالہ سابق [2] النساء: ۵۹ [3] البقرہ: ۱۸۵ [4] الزمر: ۵۵

[5] الاشباہ والنظائر میں ابن نجیم نے القاعدۃ الرابعۃ والعشرون کے تحت العلائی کا قول نقل کیا کہ بیان کی تحقیق کے مطابق حضرت عبداللہ بن مسعود کا قول ہے اور شارح مسند امام اعظم ملا علی قاری نے اسی بات کی تائید میں کہا کہ یہی بات اسحاق نے القاعدۃ الکبری میں لکھی اور امام احمد نے کتاب العلل میں روایت کیا۔ دیکھئے الاشباہ والنظائر (فن حسن) ص ۱۷۶ طبعہ مکتبہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، شرح مسند امام اعظم ص ۵۶۰ طبعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔ الاحکام (۱/۶۳) کتاب التلویح فی کشف حقائق التنقیح ص ۴۱۷ طبعہ مکتبہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، التحریر مع التیسیر ۳/۲۵۶ طبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی مصر، فواتح الرحموت ۲/۲۰۱ طبعہ مکتبہ دار الارقم بیروت، التقریر والتحبیر ۳/۲۵۶ طبعہ دار الفکر بیروت، اصول السرخسی ۲/۲۰۰ طبعہ دار المعرفۃ بیروت، المستصفیٰ ۱/۲۸۶ طبعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، الاحکام (۱/۶۳) میں حاصل الاشارات فی الاصول میں لکھا ہے اور شیخ عبدالعزیز بخاری نے کشف الاسرار (۳/۳۶۳ طبعہ نور محمد کراچی) صدر الشریعہ نے تحریر کا قول ہے۔ شاید ان کے پاس اس کی کوئی اصل ہو واللہ اعلم

اس کا ثبوت متعلق علیہ امر سے ہے اس کے ثبوت سے اور جو اثر سے ثابت ہوتی ہے اس کی مثال صوم رمضان بطور کفارہ میں کھانے پینے سے صائم کو روکنا اور جماع سے اس کی مثال استنجاء کے بعد محل ہے اور اس سے اس کی مثال یہ ہے کہ کتوں اور خنزیر کو دباغت کے بعد پاک کرنا اور تیل مخلی یا لحاف سے اس کی بنا پر فسوں کا دور ہونا اور مصلحت سے اس کی مثال التعیین الذبح المشعر کہ ہے۔

بنیاد مختلف ہونے کے دلائل کا تجزیہ اور استحسان کی حجیت

استحسان کے منکرین استحسان کے ادلہ کے تناقض سے متعدد جوابات ہیں جو ماقبل میں گزر چکے ہیں

یہ خیال ہوتا ہے کہ استحسان سے مراد کیا مذہب ایسا خاص ہے جسے امام شافعی نے استحسان کو اس لئے رد کیا کہ اس میں ہوا اور خواہش اور قیاس جلی شرعی اس پر اقدام کیا جاتا ہے اور مخالف بھی اس قسم کے استحسان سے مخالف ہیں

اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس قسم کے استحسان پر عمل کا وجود نہیں کیا جاسکتا ہو جیسا کہ امام شافعی نے فرمایا:

وما حسبه رحمه الله احتمل قدرا واحسبه ذهب عما من ان يقول في الدين بالاستحسان او عمل بما استحسنه من دليل لزمه عليه شرعا

امام ابو حنیفہ کی ذات سے بلند اور اس سے کہیں زیادہ ہے کہ وہ دین میں اپنی خواہش سے بات کہیں یا ثابت حجت کے بغیر جس بات کو اچھا سمجھیں اس پر عمل کریں!

یہ بھی ممکن ہے کہ امام شافعی کے قول میں استحسان کی حجیت سازی کی کوششوں سے اختلاف رکھتے ہوں یا پھر وہ ان کی مراد کو سمجھ نہ سکے ہوں جیسا کہ نوع اول حجیت کی عبارت ہے

الحسن الاكثر بالاستحسان وهو الامام الشافعي رحمه الله من استحسن فقد شرع لم يلزم المراد به رضي الله عنه وليس هذا الا كما يقول الشافعي عبد تعارض الادلة هذا استحسنه قال الشيخ الاكمل حاشيه الولوالجية محمد في الفتوحات المكية ان مقصود الشافعي من قوله هذا وهو ان الاستحسان من استحسن فقد شرع بمنزلة نبي ذي شريعة والمانع

الشافعي لم يفهم كلامه على وجهه هذا والله تعالى اعلم ...[2]

اور استحسان کا انکار کرنے والوں میں سے امام شافعی بھی ہوں گے ان کے استحسان کی حجیت سازی کی بات کا مطلب یہ ہوگا کہ ان کے نزدیک استحسان کی حجیت کا انکار کرنے والے امام شافعی تھے اور استحسان سے شافعی کی مراد کیا تھی اس کو سمجھنے سے قاصر رہے ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام شافعی کے قول سے استحسان کی حجیت کا انکار کرنے والے امام شافعی کے قول سے مقصود استحسان کا انکار ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام شافعی کے قول سے مقصود استحسان کی حجیت کا انکار ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ امام شافعی نے استحسان کی حجیت کا انکار اس لئے کیا ہو کہ ان کے نزدیک استحسان کی حجیت کے قائلین نے اس کے ثبوت کے لئے جو دلائل پیش کئے تھے ان کے نزدیک وہ دلائل ناقابل حجت تھے

(باقی اگلے شمارے میں ان شاء اللہ)

---

[1] اصول السرخسی، ج ۲، ص ۲۰۰، دار الکتب العلمیۃ بیروت، ۱۹۹۳ء

[2] الجامع الرموز شرح مختصر الوقایۃ، ج ۲، ص ۲۶۱

(۲) درحقیقت فقہاء کا یہ اختلاف لفظی ہے عمل میں کسی کا اختلاف نہیں مثلاً قفال شافعی نے فرمایا:

"ان کان المراد بالاستحسان ماذلت الاصول بمعناها فهو حسن لقيام الحجة به، قال: فهذا لاسكره ولا يرد به، وان كان مايقع في الوهم من استقباح الشيء واستحسانه من غير حجة دلت عليه من اصل ونظير فهو محظور والقول به ساقط"[1]

(اگر استحسان سے مراد اصول کی ان کے معنی پر دلالت ہے تو وہ دلیل قائم کرنے کے لئے اچھا ہے، میں اس کا انکار نہیں کرتا اور نہ اس کو رد کرتا ہوں اور جو ہم میں بعض صحیح شے سے واقع ہوتا ہے اصل صحیح پر دلالت کرنے اور نظیر کے ساتھ اچھا جانا اس کی منع ہے اور وہ قول ایک معروف بات ہے)

علامہ ابن سمعانی نے فرمایا

"ان كان الاستحسان هو العقول مما يستحسنه الانسان وينتهيه من غير دليل فهو باطل، ولا احد يقول به"[2]

(اگر استحسان یہ ہے جسے انسان کی عقل اچھا جانے اور طبیعت اس کی خواہش کرے تو وہ باطل ہے اور کوئی بھی ایسا نہیں کہتا)

ان کے بعد سمعانی نے تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ متکلمین اور فقہاء کا یہ اختلاف لفظی ہے اور پھر کہا کہ

"فان تفسير الاستحسان بما يشنع به عليهم لا يقولون به وان تفسير الاستحسان بالعدول عن دليل الى دليل اقوى منه فهذا مما لم ينكره احد عليه"[3]

(بلاشبہ استحسان کی وہ تفسیر جو کی جاتی ہے فقہاء اس کا جواز نہیں کرتے اور استحسان کی تفسیر دلیل سے قوی دلیل پر عدول کرنا اس کا کسی نے بھی انکار نہیں کیا)

(۳) استحسان صرف قیاس جلی کے مقابلہ میں قیاس خفی پر عمل میں منحصر نہیں بلکہ وہ کبھی استحسان بالسنۃ، استحسان بالاجماع، استحسان بالضرورۃ بھی ہوتا ہے اور یہ کہ مسئلہ میں جلی و خفی دو قیاس نہ پائے جائیں بلکہ ایک ہی قیاس پایا جائے جو اس کے ساتھ ایک حدیث یا اجماع یا ضرورت بھی موجود ہو اور ہم اس حدیث یا اجماع یا ضرورت کو اس قیاس پر ترجیح دیں تو استحسان ہوگا اور عمل اس ضابطہ پر کیا جاتا ہے۔ جس کا تذکرہ علامہ باجی نے اصحاب امام مالک کے حوالہ سے تحریر کیا

"ان الاستحسان الذي ذهب اليه اصحاب مالك هو العدول بدقوى الدليلين"[4]

(اصحاب امام مالک اس استحسان کے قائل ہیں وہ دو قوی دلیلوں میں زیادہ قوی دلیل کو مدنظر رکھ کر حکم کا استنباط کرنا ہے)

واضح رہے کہ مالکی فقہاء کے یہاں استحسان مصالح مرسلہ کی ایک ہی قسم ہے کیونکہ ان کے نزدیک استحسان کی ایک ہی قسم ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی ایسے معین مسئلہ میں جس میں مصلحت کی رعایت کا حکم قیاس سے معارض ہو قیاس کو چھوڑ کر مسئلہ مصلحت کا اختیار کرنا استحسان ہے وہ قیاس خفی کا استحسان نہیں کہتے بلکہ قیاس خفی ان کے نزدیک قیاس ہی ہے۔

---

[1] ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول ۲/۲۴۳ قاہرہ دار الکتاب مصر [2] حوالہ سابق ۲/۲۶۲۔۲۶۳ [3] حوالہ سابق

ہے طوفی نے استحسان کی بحث کا اختتام ان کلمات سے کیا

ان ذکر الاستحسان فی بحث مستقل لا فائدۃ فیہ اصلاً لانہ ان کان راجعا الی الادلۃ المتقدمۃ فہو تکرار وان کان خارجا عنہا فلیس من الشرع فی شیء بل ہو من الذول علی ھذہ الشریعۃ مما لم یکن فیہا نادرۃ وسما بعضہا حرجی [1]

(یعنی استحسان کا ایک مستقل بحث میں ذکر کرنا اصلاً اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس لئے کہ اگر وہ ادلہ متقدمہ کی طرف راجع ہے تو تکرار ہے اور اگر ان سے خارج ہے تو وہ شریعت سے نہیں بلکہ اس شریعت پر ایسی چیزوں کا اضافہ ہے جو پہلے موجود نہیں تھے اور ان میں سے بعض حرجی ہیں)

(۲) "مصالح مرسلہ / استصلاح"

اصول کا لغوی معنی کسی چیز کو صلاح (یعنی مصلحت) پر قائم کرنا اور مصلحت (جس کی جمع مصالح ہے) سے مقصد وہ منفعت کے ہیں۔ خوارزمی نے "مصلحت" کی تعریف ان الفاظ کے ساتھ بیان کی

"المراد بالمصلحۃ المحافظۃ علی مقصود الشرع بدفع المفاسد عن الخلق" [2]

(مصلحت سے مراد مخلوق سے مفاسد کو دور کرنے کے ذریعہ شرع کی حفاظت ہے)

طوفی نے مصلحت کی وضاحت میں فرمایا:

"اما المصلحۃ فھی عبارۃ فی الاصل عن جلب منفعۃ او دفع مضرۃ ولسنا نعنی بہ ذلک فان جلب المنفعۃ و دفع المضرۃ مقاصد الخلق وصلاح الخلق فی تحصیل مقاصدھم لکننا بالمصلحۃ المحافظۃ علی مقصود الشرع و مقصود الشرع من الخلق خمسۃ وھو ان یحفظ علیھم دینھم ونفسھم وعقلھم ونسلھم ومالھم فکل ما یتضمن حفظ ھذہ الاصول الخمسۃ فھو مصلحۃ وکل ما یفوت ھذہ الاصول فھو مفسدۃ ودفعھا مصلحۃ" [3]

(مصلحت سے فی الاصل حصول منفعت اور دفع مضرت مراد ہوتا ہے لیکن شریعت میں یہ مفہوم نہیں کیونکہ حصول منفعت اور دفع مضرت مخلوق کے مقاصد ہیں اور مخلوق کی صلاح ان مقاصد کے حاصل ہونے میں ہے۔ مصلحت سے ہمارا مراد مقاصد شریعت کی حفاظت ہے۔ مخلوقات کے اعتبار سے مقاصد شریعت پانچ ہیں، دین، نفس، عقل، نسل، مال کی حفاظت۔ ہر وہ امر جو ان پانچ کی حفاظت کو متضمن ہو وہ مصلحت ہے اور جس سے ان امور میں ضیاع ہو جائے وہ مفسدہ ہے اور اس کا دور کرنا مصلحت ہے)

---

[1] حوالہ سابق ۳/۲۹۳ [2] حوالہ سابق ۳/۲۹۴

[3] المستصفی امام غزالی ۱/۳۱۴، ۳۱۵

امام غزالیؒ کے اس بیان سے معلوم ہوا کہ عربی زبان اور عرف کے اعتبار سے مصلحت کا مفہوم صرف اس قدر کہ انسان کے مفاد کو ملحوظ رکھا جائے اور اس کو پہنچنے والی مضرت کو دور کرنے کی تدبیر کی جائے۔ لیکن اندرونے شریعت مصلحت کا مفہوم انسان کے حق میں اسی منفعت کا حصول ہے اور اسی مضرت کی مدافعت ہے جو شریعت کا مقصود ہو یعنی یہ ضروری نہیں ہے کہ جن امور کو مصلحت سمجھ رہے ہوں وہ شریعت کی نظر میں بھی مصلحت ہو، اسی طرح جن امور کو اپنے حق میں مضرت تصور کر رہے ہوں لیکن شریعت نے انہیں مصلحت قرار دیا ہے تو وہی اللہ کے نزدیک مصالح ہیں بلکہ درحقیقت ایسی خواہشات ہیں جنہیں ہوائے نفس نے خوب صورت بنا کر انسان کو سفال میں مبتلا کر دیا ہے۔[1]

مصلحت کی اقسام :

امام غزالیؒ نے دو اعتبارات سے اس کی تقسیم پیش کی۔ پہلا اعتبار کی تقسیم کرتے ہوئے وہ فرماتے ہیں

"المصلحة بالاضافة الى شهادة الشرع ثلاثة اقسام قسم شهد الشرع لاعتبارها وقسم شهد لبطلانها، وقسم لم يشهد الشرع لابطلانها ولا لاعتبارها"[2]

(شریعت میں مصلحت کی تین اقسام ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جس کا شریعت نے اعتبار کیا ہو، دوسری وہ ہے جس پر شریعت نے بطلان کی اور تیسری وہ ہے جس کا نہ اعتبار کیا اور نہ بطلان)

مثالوں سے وضاحت کرنے کے بعد آگے چل کر امام غزالیؒ دوسرے اعتبار سے تقسیم پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"فلنقدم على تمثيله تقسيما اخر اذ المصلحة باعتبار قوتها في ذاتها تنقسم الى ما هي في رتبة الضروريات والى ما هي في رتبة الحاجات، والى ما يتعلق بالتحسينات والتزيينات وتتفاوت ايضا في رتبة الحاجات، ويتعلق باذيال كل قسم من الاقسام ما يجري مجرى التكملة والتتمة لها"[3]

(ہمیں چاہئے کہ ہم اس کی مثال پیش کرنے سے پہلے ایک دوسری تقسیم کریں کہ بیشک مصلحت اپنی ذات میں قوت کے اعتبار سے ضروریات، حاجات، تحسینات اور تزیینات کی طرف منقسم ہوتی ہیں اور حاجات کے مرتبے میں بھی تفاوت پایا جاتا ہے اور ان اقسام میں ہر قسم دوسری کے لئے تکملہ اور تتمہ ہے)

مصلحت کی پہلی قسم :

یہ تقسیم اس اعتبار سے ہے کہ شارع نے کن مصالح کو معتبر سمجھا اور کن کو باطل قرار دیا اور کن پر سکوت اختیار کیا، یعنی یہ تقسیم شارع کی طرف مصالح کے معتبر، ملغاۃ اور ان پر سکوت کے اعتبار سے ہے۔ اس اعتبار سے مصلحت کی مندرجہ ذیل تین قسمیں ہوئیں :

(۱) مصالح معتبرہ (۲) مصالح ملغاۃ (۳) مصالح مرسلہ

---

[1] نظریۃ المصلحۃ فی الفقہ الاسلامی، حسین حامد حسان ص ۹، مصر دار النہضۃ ۱۹۷۱ء

[2] المستصفی، امام غزالی ۱/۱۳۹ [3] المستصفی، امام غزالی ۱/۱۳۹-۱۴۰

مصالح معتبرہ : ان سے مراد وہ مصالح ہیں جن کے معتبر ہونے کی شہادت شریعت سے ملتی ہو۔ ان کے ثبوت کا پتہ شریعت سے چلتا ہے۔ ان کی مثال وہ سب مصالح ہیں جن کو بجا لانے کا کتاب اللہ نے حکم دیا ہے۔ جیسا کہ اس نے جہاد کا حکم دیا تاکہ دین کی حفاظت کی جائے، قصاص کا حکم دیا تاکہ نسل کی حفاظت کی جائے اور چوری پر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تاکہ مال کی حفاظت کی جائے۔

مصالح ملغاۃ : ان سے مراد وہ تمام مصالح ہیں جن کے غلط یا غیر حقیقی ہونے کا شریعت کے احکام سے پتہ چلتا ہے۔ ایسے مصالح کا کوئی اعتبار نہیں۔ جیسے یہ مصلحت کہ وراثت میں مرد و عورت کو برابر حصہ دیا جائے یا شراب کی تجارت کو بھی بڑھاوا دیا جائے یا جہاد سے کنارہ کشی اختیار کر کے دشمنیت میں بیٹھ جائے۔

مصالح مرسلہ : یہ وہ ہیں جن کے معتبر یا لغو ہونے کا شرعی ادلہ سے پتہ نہ چلے۔ اس کا معنی یہ نہیں کہ شریعت نے ان کے معتبر یا لغو ہونے کو نہیں بتایا کیونکہ اس کا تو تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ اس نے کچھ نہ بتایا ہو۔ یہ مطلب تو اس وقت ہوتا ہے جب کہ ہمیں معتبر مصالح کے زمرہ میں شمار کیا جائے یا لغو مصالح کے زمرہ میں۔ جیسے یہ مصلحت کہ کارخانوں سے زہریلی گیس کو روکنے کی حفاظت کی جائے، ایک آدمی کو کوئی لوگ قتل کر دیں تو ان کے بدلے میں ان سب کو قتل کیا جائے، انتظامی امور کے لئے دفاتر قائم کئے جائیں، جیلیں بنائی جائیں اور باصرفہ زراعت کے لئے نہریں جاری کی جائیں۔ یہ سب نہیں معتبر یا لغو مصالح کے دائرہ میں شامل مگر اجتہاد کے دائرہ میں آتا ہے۔[1]

مصلحت کی دوسری تقسیم :

مصلحت کی اپنی ذات میں قوت کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں :

(۱) ضروریات (۲) حاجیات (۳) تحسینیات / تزئینیات

۱۔ **ضروریات** : ان سے مراد وہ امور ہیں جن سے انسانی زندگی اور انسانی معاشرہ کی بقاء کے لئے کسی طرح صرف نظر ممکن نہ ہو۔ اصولاً اس کے تحت پانچ چیزوں کی حفاظت آتی ہے۔ دین، جان، نسل، عقل، مال۔ جان کی حفاظت کے لئے قصاص، نسل کی حفاظت کے لئے زنا پر حد، عقل کی حفاظت کے لئے شراب نوشی پر حد، مال کی حفاظت کے لئے چوری کی حد۔

۲۔ **حاجیات** : ان سے وہ امور مراد ہیں جن سے ایک درجہ مشقت کے ساتھ صرف نظر ممکن ہو۔ اس کے تحت وہ امور آتے ہیں جن سے بات ٹل تو جاتی ہے فراخی کی ادائیگی میں مشقت میں کمی اور معاملات میں سہولت و آسانی پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ضروریات، نکاح، طلاق اور اس جیسے انسانی زندگی کے متعلق پہلوؤں میں ضروریات سے متعلق معاملات۔

۳۔ **تحسینیات / تزئینیات** : ان سے وہ امور مراد ہوتے ہیں جو انسانی زندگی سے ظاہر و باطن کی خوبصورتی کا ذریعہ بنیں۔ اصولاً اس کے تحت وہ چیزیں آتی ہیں جو مکارم اخلاق اور اچھی عادات و افعال کے قبیل سے ہوں مثلاً طہارت، ستر پوشی، زینت کے لئے مناسب لباس، زیب تن کرنا۔

---

[1] الجزیرہ ندوہ میں ۱/۱۲۹ تا ۱۳۲ ملخص

تتمات : ان تینوں اقسام کے تتمات بھی ہوتے ہیں یعنی ایسے امور جن سے ان کو تقویت ہوتی ہے۔ مثلاً ضروریات کا تتمہ وہ ایک قطرہ شراب پینا جس سے نشہ آتا ہے۔ حاجات کا تتمہ نکاح میں مہر مثل اور کفو کا اعتبار ہے۔ تحسینیات کا تتمہ طہارت کے مستحبات و آداب ہیں۔[1]

ان تینوں میں مراتب کی ترتیب و ربط : ان اقسام کے مراتب اسی ترتیب سے ہیں جس ترتیب پر ان کو بیان کیا ہے یعنی اعلیٰ درجہ ضروریات کا اور اس سے کمتر حاجات کا اور ادنیٰ مرتبہ تحسینیات کا ہے اور ان کے تتمات میں بھی ترتیب ملحوظ رہے گی کہ ادنیٰ کی رعایت میں اعلیٰ کا نقصان ہو تو ادنیٰ کو ترک کر دیں جیسے علاج کے لئے مکروہ چیز کی اجازت ہو کیونکہ علاج حاجات کے قبیل سے ہے یا یہ کہ وہ ضروریات کے قبیل سے ہے کیونکہ اس کے ذریعے نسل اور عقل کی بقاء ہوتی ہے اور ستر پوشی تحسینیات کے باب سے ہے علاج کے لئے اس کے ترک کو گوارا کر لیا گیا ہے اسی طرح ضروریات کے تحت مذکورہ پانچوں امور میں بھی یہی ترتیب رہے گی کہ جو پہلے مذکور ہے اس کی خاطر بعد والے کے نقصان و ضرر کو برداشت کیا جائے گا اور یہ سب اس طرح باہمی طور پر مربوط ہیں کہ حاجات ضروریات کے لئے بطور تتمہ ہیں وہ اس طرح کہ حاجات سے ضروریات کی پیش بندی ہوتی ہے اور تحسینیات حاجات کے لئے یعنی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ تحسینیات سے حاجات کا انتظام و سد باب ہوتا ہے۔[2]

مصلحت کی اساس :

مصلحت خواہ جس قسم کی ہو اس کی بنیاد دو امر میں سے کوئی ایک ہوتی ہے۔

(الف) جلب منفعت (ب) دفع مضرت

نیز یہ کہ جلب منفعت کی صورت میں کبھی کسی منفعت کی تکمیل ہوتی ہے اور کبھی شروع سے اس کا حصول جیسا کہ دفع مضرت کی صورت میں کبھی ضرر کی تقلیل و تخفیف ہوتی ہے اور کبھی اس کا مکمل ازالہ۔

مصالح مرسلہ پر عمل کی شرائط :

(الف) جس مسئلہ کے بارے میں مصالح مرسلہ پر عمل کیا گیا اس کے بارے میں کوئی نص منقول نہ ہو۔

(ب) شریعت میں اس کی کوئی نظیر منقول نہ ہو جس پر اس کو قیاس کر لیا جائے۔

(ج) کسی نص راجح کے معارض نہ ہو۔

(د) مصلحت شخصی نہ ہو بلکہ اجتماعی ہو خواہ عالمی یا کلی اسلامی ہو۔[3]

(ہ) شرعی دلائل سے اس کا مصلحت ہونا ثابت ہو اگرچہ کسی نص سے اثبات یا نفی کے ساتھ اس کی مصلحت کا ثبوت نہ ہو کر شرعی اصول کی راہ سے یہ سمجھا جاتا ہو کہ شریعت اس کو گوارا کرتی ہے اور مصلحت کے درجہ میں رکھتی ہے۔

---

[1] فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۲/۲۰۴ ، المستصفی امام غزالی ۱/۱۴۰ ، احکام الاحکام آمدی ۳/۳۰۰ ، الوجیز فی اصول الفقہ الاسلامی ص ۲۸۴ ، ۲۸۵ ، نص القائد فی اصول الاجتہاد کے حاشیہ الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید ، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۹۳-۹۴

[2] الفقہ الاسلامی فی ثوبہ الجدید ، مصطفیٰ احمد الزرقاء ۱/۹۴-۹۵ ملخص

مصلحت کی بنیاد پر بعض اجتہادی احکام کی مثالیں

حضرت ابوبکرؓ نے قرآن کریم کو کتابی صورت میں جمع کرنا، حضرت عثمانؓ نے اسی مجموعہ کی نقول دوسرے تمام عالم اسلام میں بھیجنا، حضرت عمرؓ کا بیت المال سے وظیفہ پانے والے کے لئے زمینیں جاری کرنا، سواد کی زمین کو فاتحین میں تقسیم نہ کرنا اور ان جیسے بہت سے اختلافی امور جن کو مصالح کے پیش نظر اپنایا گیا، ان مصالح کا تذکرہ بھی اس میں کیا گیا ہے۔

مختلف فقہی مکاتب سے مصلحت پر مبنی احکام کی مثالیں :

حنفی مکتب : حنفی فقہاء نے مجتہد فی مذہبہ کی حیثیت سے مجتہدین میں سے سب سے بہتر و افضل ابوحنیفہ کو امام اعظم کا مقام دیا اور کسی افضل ولی کے ہوتے ہوئے مفضول (اس سے کم) ولی کی بیعت کی بیعت کو جائز قرار دیا اور اسی طرح بیت المال خالی ہو جانے پر دولت مند اہل ثروت سے قرض لینے کی اجازت دی اور اس کی ادائیگی کی صورت میں ذمہ داری کی ثابت کی۔ بیت المال خالی ہو جانے پر دولت مند اہل ثروت سے قرض لینے کی اجازت دی اور اس کی ادائیگی کی صورت میں ذمہ داری کی ثابت کی۔ اگرچہ یہ قرض لینے کی شرط بھی ہے کہ مصلحت کی بنا پر اجازت دی ہے اگرچہ یہ

مصالح مرسلہ کی حجیت کے منکرین :

منکرین میں سے ایک اہل ظاہر کا گروہ ہے وہ قیاس کا انکار کرتے ہیں اس لئے مصالح مرسلہ کا بدرجہ اولیٰ انکار کرتے ہیں۔ شافعی حنفی فقہاء کی طرف یہ بات منسوب ہے کہ وہ مصلحت مرسلہ کو نہیں مانتے لیکن ان کی فقہ میں بہت سی ایسی جگہیں ہیں جن کی بنیاد مصلحت پر قائم ہے۔

مصالح مرسلہ پر عمل کرنے والے :

امام مالک اور امام احمد بن حنبل کے بارے مشہور ہے کہ وہ اس کو شرعی حجت مانتے ہیں اور اس کو قیاس جلی ہی کی طرح تسلیم کرتے ہیں۔

مصالح مرسلہ کو بعض شرائط کے ساتھ ماننے والے :

یہ امام غزالی ہیں جو بعض شروط کی قید کے ساتھ اس پر عمل کو درست مانتے ہیں اور وہ اس کو ضروری کے قبیل سے سمجھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اس پر عمل کے لئے مندرجہ ذیل تین شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

(۱) ضروری ہو (۲) قطعی ہو (۳) کلی ہو[1]

امام غزالی نے ان کی مثال سے اس طرح توضیح پیش کی وہ فرماتے ہیں کہ جہاد میں اگر کافر ایک مسلمان کو اپنے سامنے ڈھال کر کے جنگ کریں اور اس کو بطور ڈھال استعمال کریں۔ اس صورت میں مصلحت یہ ہے کہ ایک مسلمان کی جان کی پرواہ نہ کی جائے اور ان پر حملہ کر کے ان کو ختم کر دیا جائے۔

اس مثال میں تینوں شرطیں پائی جاتی ہیں۔ یعنی یہ ضروری ہے اگر ایسا نہ کیا گیا تو کافر مسلمانوں پر حملہ کر کے ان کو بیدریغ قتل کر دیں گے (یقینی) ہے۔ یعنی اگر مسلمان قیدی کی جان کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اگر ان کو ختم کر دیا جائے تو یہ یقینی ہے کہ مسلمان محفوظ ہو جائیں گے۔ یہ کلی (عمومی) ہے اس کا تعلق ایک فرد سے نہیں بلکہ پوری جماعت یا ایک علاقہ کے تمام مسلمانوں سے ہے یا پوری امت مسلمہ سے ہے۔ اس مثال میں بالفرض وہ کسی مسلمان قیدی کو قصداً مار دیں یا اس کو قتل کر دیں اور جو قلعہ میں رہ گئے ہیں تو اس صورت میں اس مسلمان قیدی پر تیر چلانا درست نہیں کیونکہ کافروں کی شناخت اس صورت میں یقینی نہیں ہے۔[2]

منکرین مصلحت مرسلہ کے دلائل اور ان کا تجزیہ :

(الف) شارع (اللہ تعالیٰ) نے اپنے بندوں کو ایسے احکام دیئے ہیں جو ان کی مصلحتوں کو پورا کرتے ہیں۔ ان کی ان کی مصلحت سے چھٹکارا نہیں کیونکہ ان کی مصلحت کو ضائع کرنے کے چھوڑنے اور اللہ کا فرمان ہے

"ایحسب الانسان ان یترک سدی"[3]

(کیا انسان خیال کرتا ہے کہ اس کو یوں ہی بے کار و مہمل چھوڑ دیا جائے گا)

---

1. المستصفی علامہ غزالی ۱/۱۳۱ بحوالہ مخلص از اضافی مکمل کے ساتھ۔
2. المستصفی ۱/۱۳۱ بحوالہ مخلص از اضافی
3. القیامۃ : ۳۶

...لیل کا تجزیہ :

...ر سے دیکھنے پر اندازہ ہوتا ہے کہ منکرین کی یہ دلیل کمزور ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے کہ شریعت اسلامیہ ...ہ دنیا کی تمام مصلحتوں کا خیال رکھا ہے اور ان کو ایسے احکام دیئے جن کے ذریعہ انہیں ان مصلحتوں تک رسائی ...ہے لیکن شریعت نے قیامت تک آنے والی مصلحتوں کے تمام ہونے کی صراحت سے بیان نہیں کیا اور جائز ...ان میں سے ہے اور اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شریعت ہمیشہ باقی رہنے کے لئے نازل ہوئی ہے اور یہ تغیر ...بلکہ مصالح کے جزئیات وقتی طور پر بدلتے رہتے ہیں، جو امر اصل مصالح کی رعایت پر مبنی ہے اس میں تبدیلی ...کی گنجائش نہیں ہوتی۔

...ا مصالح مرسلہ، مصالح معتبرہ اور مصالح باطلہ کے درمیان فرق نہیں کیا اس لئے ان کا مصالح معتبرہ (یا اصل ...ن) کے ساتھ الحاق، مصالح صفات کے ساتھ الحاق سے اولیٰ و افضل نہیں ہے۔ جب ان کے اعتبار کے لئے وقتی ...موجود نہیں ہے تو ان سے استدلال بھی ممنوع ہوا۔ اس سے یہ بات کیسے ثابت ہوئی کہ مصالح مرسلہ مصالح معتبرہ ...قبیل سے ہیں نہ کہ مصالح باطلہ کی۔

...ہ :

منکرین کی یہ دلیل بھی کمزور ہے کیونکہ اصل الاصول جس پر شریعت کی بنیاد ہے وہ مصلحت کی رعایت ہے اور مصلحت ...وقت اور جگہ ایک اضافی شئی ہے۔ اس لئے جن مصالح کے بارے میں شریعت نے سکوت اختیار کیا ہے اور جو زمانہ ...ب وہ درست ہیں ان کا مصالح معتبرہ کے ساتھ الحاق مصالح ملغاۃ کے ساتھ الحاق سے افضل و اولیٰ ہے۔

(ب) مصالح مرسلہ پر عمل کی اجازت سے یہ باطل، کہ ہر پست خاندان والے، جاہل اور ناقص العقل لوگوں کے لئے ...ی خواہشات کے مطابق مصلحت کا دعویٰ کرنا ممکن ہے اور دین کو تلپٹ کرنے کا دروازہ کھل جائے گا۔

...جزیہ :

یہ بات اصل بھی کمزور ہے کیونکہ مصالح مرسلہ پر عمل کرنے کے لئے شریعت کے ان دلائل سے واقف ہونا ضروری ہے ...ن سے ان کا معتبر یا غیر معتبر ہونا یقینی طور پر معلوم ہو جائے۔ اہل علم اور اہل اختیار کے علاوہ دوسرے عام لوگوں کے ...ے ان کا جاننا آسان نہیں۔ اگر جائز مصالح مرسلہ کو ان کے شریعت سے استدلال کرنے کے قابل علم اور ان کی جہالت کا پردہ ...ہ کر دیں گے۔ اور جہاں تک مفاسد خاصہ کا تعلق ہے تو اس کے لئے امت اسلامیہ اپنے شرعی فرائض منصبی کو انجام دے ...ان کی یا تو اصلاح کر دے یا ان کو برطرف کر دے۔[1]

مصالح مرسلہ کے ماننے والوں کے دلائل :

(ا) شرعی نصوص اور مختلف احکام سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی شریعت بندوں کی مصالح کو پورا کرنے ...ے لئے بنائی گئی ہے اور مصالح مرسلہ پر عمل شریعت کے مزاج کے موافق ہے۔ متعدد علماء نے اس کی تصریح کی ہے۔

---

[1] الاجتہاد شاہ ولی اللہ ص ۳۳۹، ۳۴۰ ملخصاً

امام شاطبی نے فرمایا:

"والشريعة ما وضعت الا لتحقيق مصالح العباد في العاجل والاجل، وفرء المفاسد عنهم" [1]

(شریعت ہمارے لئے اس مقصد کے لئے گئی ہے کہ دنیا و آخرت میں بندوں کے مصالح پورے کرے اور برائیوں کو ان سے دور کرے)

شیخ عزالدین بن عبدالسلام کہتے ہیں:

"الشريعة كلها مصالح، اما درء مفاسد او جلب مصالح" [2]

(شریعت پوری کی پوری مصالح ہی ہے خواہ مفاسد کو دور کرنے کی صورت میں ہو یا منفعت حاصل کرنے کی)

ابن قیم نے فرمایا:

"ان الشريعة مبناها واساسها على الحكم ومصالح العباد في المعاش والمعاد، وهي عدل كلها، ورحمة كلها، وحكمة كلها، فكل مسالة خرجت عن العدل الى الجور، وعن الرحمة الى ضدها، وعن المصلحة الى المفسدة، وعن الحكمة الى العبث، فليست من الشريعة وان ادخلت فيها بالتاويل، فالشريعة عدل الله بين عباده، ورحمته بين خلقه" [3]

(شریعت کی بنیاد اور اساس ہی حکمتوں اور بندوں کی مصلحتوں پر ہے یہ سراپا عدل و انصاف ہے، رحمت ہے، حکمت ہی حکمت ہے اور مصلحت ہے، جو مسئلہ عدل سے نکل کر ظلم میں شامل ہو، رحمت سے نکل کر اس کی ضد میں شامل ہو، ان کا شریعت سے کوئی تعلق نہیں ہے چاہے اسے شریعت میں کی تاویل سے داخل کیا گیا ہو۔ شریعت اللہ کا اپنے بندوں کے درمیان عدل و انصاف قائم کرنے اور پوری مخلوق کے درمیان رحمت کو پھیلانے کا نام ہے)

(۲) لوگوں کی مصلحتیں اور ان مصلحتوں کے حصول کے اسالیب وذرائع ظروف وحالات اور زمانے کی تبدیلی کے ساتھ تبدیل ہوتے رہتے ہیں اور پہلے سے ان کو حد و تعین کیا جا سکتا۔ جیسا ہم مانتے ہیں کہ شارع نے مصلحتوں کا لحاظ رکھنے کی تاکید کی ہے تو اس سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ ان مصلحتوں کا عدد و تعداد لازمی نہیں ہے۔ اگر ان مصالح میں سے صرف انہی مصلحتوں کا اعتبار کریں جن کی تائید خاص طریقوں سے ہوئی ہے تو ہم ایک وسیع چیز کو تنگ کر دیں گے، مخلوق خدا کی بے شمار مصلحتوں سے ہمیں ہاتھ دھونا پڑے گا۔ یہ بات شریعت کی عالمگیریت اور اس کے دوام کے دوائی وہم آہنگ نہیں ہے اس لئے یہ نظریہ درست نہیں ہے۔

(۳) صحابہ کرام اور ان کے بعد آنے والے مجتہدین نے اپنے اجتہادات میں مصلحت کا خیال رکھا اور احکام اسی پر مبنی رہے۔ ان میں سے کسی سے بھی اس کا انکار نہیں کیا جو اس کے درست ہونے کی دلیل ہے۔

---

[1] الموافقات امام شاطبی ۲/۶ بحوالہ اجتہاد ص ۲۳۰

[2] قواعد الاحکام ۱/۵ عزالدین عبدالسلام ۱/۹ بحوالہ اجتہاد ص ۲۳۰

[3] الطریق الحکمیہ ابن قیم جوزی بحوالہ اجتہاد ص ۲۳۰

مصالح مرسلہ کے منکرین و مثبتین کے دلائل کا تقابل اور نتائج :

جمہور علماء کا مصالح مرسلہ پر عمل ہے۔ اگرچہ ان میں سے بعض ظاہراً اس کی نفی بھی کرتے ہیں مگر عمل کرتے ہیں لفظاً اختلاف، اسی طرح شوافع۔ جیسا کہ امام غزالی سے منقول ہوا اور اس میں مصلحت پر عمل بہ صریح اعتراف نظر آتا ہے اور جن شوافع نے انکار کیا ان سے مطلق انکار نہیں کیا بلکہ ان مصالح کا انکار کیا جن کا شارع نے اعتبار نہیں کیا اور وہ سب کے یہاں مذموم ہے یہی منکرین کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے۔ مثلاً ابن دقیق العید کا اس بارے میں قول ہے :

"لست انكر على من اعتبر اصل المصالح، لكن الاسترسال فيها وتحقيقها محتاج الى نظر سديد، وربما يخرج عن الحد" [1]

(میں اصل مصالح کے اعتبار کا منکر نہیں ہوں لیکن میں مطلق مصالح مرسلہ میں بے تکلف ہونا اور ان کی تحقیق نظر صحیح کی محتاج ہے اور کبھی کبھار وہ حد سے متجاوز ہو جاتا ہے)

ابن دقیق العید نے مزید کہا :

"الذي لاشك فيه ان لمالك ترجيحا على غيره من الفقهاء في هذا النوع، وليله احمد بن حنبل، ولا يكاد يخلو غيرهما عن اعتباره في الجملة، ولكن لهما من ترجيح في الاستعمال لها على غيرهما" [2]

(اس بارے میں شک نہیں کہ اس قسم میں امام مالک کو دوسرے فقہاء پر ترجیح حاصل ہے اور اس کے بعد امام احمد بن حنبل ہیں۔ ان کے بعد دوسروں کے پاس ان کا اعتبار نہیں اور ان دونوں کا طریقہ ترجیح دوسروں سے مختلف ہے)

شہاب قرافی مالکی نے کہا :

"هي عند التحقيق في جميع المذاهب لانهم يقيسون ويفرقون بالمناسبات، ولا يطلبون شاهدا بالاعتبار، ولا تعنى بالمصلحة المرسلة الا ذلك" [3]

(یہ تمام مذاہب میں جب ملتے ہوتے ہیں تو قیاس کرتے ہیں اور مناسبات سے تفریق کرتے ہیں اور شاہد کی دلیل طلب نہیں کرتے، اسی کو مصلحت مرسلہ نہیں کہتے)

امام شافعی نے فرمایا :

"المرسل الذي اعتمده مالك والشافعي، فانه وان لم يشهد للفرع اصل معين فقد شهد له اصل كلي" [4]

---

[1] مرشد الحول الى توثيق الاصول ص ۲۲۷ [2] حوالہ سابق ص ۲۲۵ [3] حوالہ سابق ص ۲۲۵
[4] شفاء الغليل في بيان الشبه والمخيل ومسالك التعليل ابو حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی ۵۰۵ھ ص ۲۸۲ تحقیق شیخ عبدالحمید ہنداوی۔ ناشر المکتبۃ العصریۃ۔

(امام مالک اور امام شافعی نے استدلال مرسل (یعنی مصالح مرسلہ) پر اعتماد کیا ہے، یہاں تک کہ آپ نے اس کو اپنی اصل میں سے ایک اصل قرار دیا ہے، اور اس کی تائید میں کوئی نہ کوئی اصل معین کی ہے اور اس کے مطابق اس کی اصل بھی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔)

خلاصہ یہ ہے کہ اس بارے میں فقہاء کے مابین کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اگر مصالح مرسلہ شریعت کے مقاصد سے مطابقت رکھتے ہوں اور ان کے کسی حکم سے متصادم نہ ہوں تو انہیں مختلف مصالح کے دائروں میں شامل کرنا ضروری ہے۔ البتہ ان کے مابین اختلاف اس بارے میں ہے کہ انہیں کس حد تک اختیار کیا جائے۔ اس کی مختصر تفصیل یہ ہے کہ مصالح مرسلہ کے سب سے زیادہ امام مالک نے پھر امام احمد بن حنبل اور پھر حنفیہ اور پھر شافعیہ نے عمل کیا اور یہ تعداد کے مطابق خاتمہ ہے سب سے کم اس پر عمل کیا۔[1]

(۳) "استحصاب"

استحصاب کی تعریف: لغوی معنی صحبت (ساتھ) طلب کرنے یا صحبت کے باقی رہنے کے ہیں۔

اصطلاحی تعریف:

ابن قیم جوزی نے ان الفاظ کے ساتھ تعریف بیان کی:

"استدامة اثبات ما كان ثابتا او نفي ما كان منفيا"[2]

(ثابت شدہ امر کا ثابت رہنا اور غیر ثابت شدہ کا غیر ثابت رہنا)

یا آسان الفاظ میں صورت حال کو برقرار رکھنے والی کوئی دلیل سامنے آجائے۔ استحصاب ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس صورت حال کو برقرار رکھنے کے لئے کسی اجنبی دلیل کی ضرورت نہیں بلکہ یہ اس وقت تک برقرار رہے گی جب تک اس کو تبدیل کرنے والا امر موجود نہ ہو۔

امام شوکانی یوں تعریف فرماتے ہیں:

"ما ثبت في الزمن الماضي فالاصل بقاؤه في الزمن المستقبل حتى يوجد ما يغيره"[3]

(جو امر زمانہ ماضی میں ثابت ہو اصل یہ ہے کہ جب تک کوئی دوسرا اس کو بدلنے والا امر موجود نہ ہو مستقبل میں بھی وہی برقرار رہے گا)

استحصاب کی اقسام:

اس کی کئی اقسام بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً امام غزالی اور امام شوکانی نے چار، امام شاطبی نے پانچ اور امام عبدالعزیز بخاری نے چھ قسمیں بتائی ہیں۔ عبدالعزیز بخاری نے اس کی جو تقسیم بیان کی اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

---

[1] اصول فقہ پر ایک نظر، ص ۱۵۶، ۱۵۷

[2] اصول الفقہ، ابوزہرہ، ص ۲۶۰۔ مالک حنفی، ۲/۳۶۱

[3] ارشاد الفحول، الشوکانی، ۲/۲۳۶

[4] المستصفی، امام غزالی، ۱/۱۲۸؛ اصول الفقہ، ابوزہرہ، ص ۲۶۱۔۲۶۲؛ الموافقات، شاطبی، ۴/۲۹۸؛ ارشاد الفحول، ۲/۲۵۰۔۲۵۱؛ اصول فقہ پر ایک نظر، ص ۱۵۳۔۱۵۶

(۱) اصل میں تمام چیزوں کے حلال ہونے کے بارے میں استصحاب : (استصحاب حکم الاباحة الاصلية للاشياء)

تمام خوردونوش کی اشیاء، مشروبات اور نباتات یا جمادات جن کے حرام ہونے پر کوئی دلیل موجود نہ ہو حلال سمجھی جاتی ہیں۔ زندگی کی تمام ضروریات میں موجود تمام چیزوں کا حکم اصلی اباحت (حلت) ہے۔ ان میں سے جو چیز بھی حرام ہے وہ شارع کی طرف سے بتائی ہوئی کسی دلیل کے سبب کسی نقصان کی وجہ سے حرام ہے۔ اس بات کی اصل کہ اشیاء کا حکم اصلی اباحت ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

"وسخر لكم ما في السموات والارض جميعا منه"[1]

(جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے ان سب کو اس نے اپنے جانب (اپنے حکم) سے تمہارے کام میں لگا رکھا ہے)

اس کی دوسری دلیل قرآن کریم کی آیت ہے "هو الذي خلق لكم ما في الارض جميعا"[2] (وہی ہے جس نے زمین کی تمام چیزوں کو تمہارے نفع کے لئے پیدا کیا)۔ اگر محقق میں تمام چیزیں حلال و نافع کے قائل نہ ہوں تو مذکورہ کائنات کی چیزوں کو پیدا کرنا احسان جتلانا اور انہیں انسان کے لئے مسخر کرنے کے کوئی اور معنی نہیں۔

(۲) برات اصلیہ یا عدم اصلی سے متعلق استصحاب : (استصحاب براءة الاصلية او العدم الاصلي)

اس لحاظ سے اپنی اصلیت کے تمام حقوق سے بری الذمہ ہے جب تک کوئی دلیل موجود نہ ہو اس وقت تک اس کے ذمہ کوئی حق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ کسی دوسرے پر اس کا حق ہے تو اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنا حق ثابت کرے کیونکہ اصل یہ ہے کہ جس حق کا دعویٰ کیا جا رہا ہے اصلیت کے لحاظ سے وہ اس سے بری ہے۔ اگر مضارب یہ دعویٰ کرے کہ مضاربت میں اس کو کوئی نفع نہیں ہوا تو اس کا قول تسلیم کیا جائے گا کیونکہ اصلیت کے لحاظ سے نفع کا عدم ہوتا ہے اس لئے اس کا عدم ہونا جاری سمجھا جائے گا جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل موجود نہ ہو۔

(۳) ایسے وصف سے متعلق استصحاب جو حکم شرعی کو ثابت کرے جب تک کہ اس کے خلاف کوئی دلیل قائم نہ ہو (استصحاب الوصف المثبت للحكم الشرعي حتى يقوم الدليل على خلافه)

کسی معقود یا غیر معقود علیہ پر کسی شخص کی ملکیت ثابت ہو تو اس کی یہ ملکیت اور اس کا حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک اس کی ملکیت زائل ہونے پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔ مثلاً یہ کہ وہ اس کو فروخت کر دے، وقف کر دے یا ہبہ کر دے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کے ذمہ کسی سبب کے موجود ہونے کی وجہ سے قرض ثابت ہو جیسے بیع کے ذریعہ اس کے ذمہ میں تھا تو وہ قرض قائم و ثابت رہے گا جب تک کہ اس کو کوئی ایسے دوسرا سبب موجود نہ ہو یعنی کوئی ایسی دلیل قائم نہ ہو جاتا ہے کہ اس نے یہ قرض ادا کر دیا ہے یا خود مدعی نے خود اس کو اس قرض سے بری کر دیا ہے۔[3]

---

[1] الجاثیہ : ۱۳ [2] البقرہ : ۲۹ [3] الوجیز فی ایضاح قواعد الفقہ الکلیہ ص ۲۶۸ ملخص

استصحاب کی حجیت :

استصحاب فطری دلیل ہے۔ استصحاب چلا آرہا ہے کہ اگر کسی چیز کے وجود یا عدم کی دلیل سے علم ہو جب تک کوئی دلیل اس کے خلاف نہ پائی جائے اس کے وجود یا عدم کو باقی مانا جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر کسی چیز کا عدم ہو جائے تو جب تک اس کے وجود پر دلالت کرنے والی کوئی دلیل نہ پائی جائے اس کے عدم کو قرار دیا جاتا ہے۔ اس کی اسی حیثیت کی وجہ سے بھی اسے استصحاب کرتے ہیں جبکہ بعض کسی چیز کا علم کسی دلیل سے معلوم نہ ہو سکے۔ جیسا کہ بیان ہو چکا اصولیین نے اسے اقسام کا آغاز مادہ سمجھ کر اور پھر اس کے بعض کلی قواعد بھی بنائے ہیں جیسا کہ استصحاب پر بحث میں مثلاً "الاصل بقاء ما کان علی ما کان" اور "الاصل عدم الزیادۃ الفلانۃ" (فلاں زیادتی کے متعلق اصل یہ ہے کہ نہیں ہے) "الاصل فی الاشیاء الاباحۃ" "الیقین لایزول بالشک" وغیرہ۔

استصحاب سے متعلق بحث ہوتے ہیں مگر اختلاف ہے۔ کہ جن چیزوں کی دلالت کے تحت تعریف کی جاتی ہے امام شوکانی نے اس بارے میں پانچ رد و قرار دیئے ہیں جو مختصر ذیل ہیں

اول۔ جمہور متکلمین : یہ دلالت استصحاب کی شرعی حجت تسلیم نہیں کرتی۔

دوم۔ جمہور احناف : وہ کہتے ہیں کہ "ان الاستصحاب حجۃ للدفع لا للاثبات" (استصحاب دفع کے لئے حجت ہے اثبات کے لئے نہیں)۔

سوم۔ مالکیہ، جمہور شافعیہ، حنابلہ، ظاہریہ : ان کے شرعی حجت ہونے کے قائل ہیں اور کہتے ہیں

"ان الاستصحاب حجۃ لشعر بحکم الثابت حتی یقوم الدلیل علی تغییرہ وانہ الی استصحاب الحال بنبت الحقین" (الایحابی والسلبی)۔[1]

(استصحاب شرعی حجت ہے تاوقتیکہ دلیل اس حکم کی تغییر پر قائم ہو جائے۔ یہ استصحاب حال ہے جو حق میں ایجابی اور سلبی ثابت کرتا ہے)

استصحاب کی تطبیق میں فقہاء کے اختلاف کی نوعیت :

استصحاب کی بعض اقسام مثلاً البراءۃ الاصلیہ وغیرہ کے حجیت کی تطبیق میں اختلاف نہیں ہے جو فقہاء مابین اتفاق پایا جاتا ہے۔ اس کے برعکس بعض مواقع مثلاً استصحاب بقاء میں اتفاق، وقوع اختلاف پایا جاتا ہے جس کی وجہ تفصیل یہ ہے :

"حنفی و مالکی فقہاء کے نزدیک استصحاب دفع کے لئے ہے اثبات کے لئے نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ جو حق اور ذمہ داریاں پہلے سے ثابت شدہ ہوں وہ زائل نہیں ہوتیں اور نئے حقوق اور ذمہ داریاں عائد نہیں ہوتیں۔ چنانچہ مفقود الخبر شوہر کی جب تک موت ثابت نہ ہو جائے یا طلاق ثابت نہ ہو جائے تو اس کی بیوی پر عدت نہیں ہے کہ وہ دوسرا نکاح

[1] ارشاد الفحول، الشوکانی ۲: ۲۲۹، ۲۳۰ [2] الوسیط فی اصول الفقہ، عبد الکریم زیدان ۳: ۲۳۲

[illegible]

[illegible]

سبب کے عمل کی مقدار میں مختلف درجے مراتب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(۳) "سد الذرائع"

سدالذرائع کی تعریف :

الذرائع "هي الوسائل والطريقة في الوصول والطرق التي تؤدي سواء كان هذا الشيء مفسدة أو مصلحة فهو ذريعة" ولكن غلب استعمال لفظ "الذرائع" على الوسائل المفضية الى المفاسد، فاذا قيل "فلان من باب سد الذرائع" فمعناه ذلك "فلان من باب منع الوسائل المؤدية الى المفاسد" ۔ ۵

[illegible]

(ذرائع سے فنی وسائل سے ہیں۔ ذریعہ کی اصل غرض پہنچنے کے لئے وسیلہ یا راستہ کا ہوتے ہیں تو اور یہ چیز (شرعی اطاعت) ہو مصلحت (فی نفسہ) کو اور یہ قول حکم (جیسے ہو یا فعل کے) ذریعہ لیکن موجودہ سیاق بسیاق میں لفظ ذرائع کا اطلاق ان وسائل پر ہوتا ہے جو مقاصد تک پہنچاتے ہوں۔ چنانچہ جب یہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شی سد الذرائع کے قبیل سے ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس کا تعلق ان وسائل سے ہے جو منع کرنے سے ہے جو مفاسد تک پہنچاتے ہوں)

ابن عبدالسلام فرماتے ہیں:

"ان موارد الاحکام قسمان: مقاصد، وھی الامور المکروہ للمصالح والمقاصد فی انفسھا۔ ای التی ھی فی ذاتھا مصالح، او مفاسد ووسائل، وھی الطرق المفضیہ الیھا، وحکمھا کحکم ما افضت الیہ من تحریم او تحلیل، غیر انھا انحطت رتبۃ عن المقاصد فی حکمھا"[1]

(وارد ہونے کے احکام دو قسم پر ہیں: (ایک) مقاصد۔ یہ وہ امور ہیں جو مصالح اور مقاصد کی وجہ سے ناپسندیدہ ہوں یعنی مفاسد ہیں وہ فی نفسہ مصالح ہیں اور (دوسرے) وسائل۔ جو وہ طریق ہیں جو ان کی طرف پہنچاتے ہیں۔ ان کے حلال یا حرام ہونے میں ان کا وہی حکم ہے جس کی طرف یہ وسائل اور ذرائع لے جاتے ہیں۔ بس یہ (وسائل) اپنے احکام میں مقاصد سے کم رتبہ ہیں)

امام قرافی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"الوسیلہ الی الفضل المقاصد افضل الوسائل، والی اقبح المقاصد اقبح الوسائل، والی امر متوسط متوسط"[2]

(افضل مقاصد کا ذریعہ افضل وسائل اور برا قبیح مقاصد کے لئے برا قبیح وسائل اور متوسط کے لئے متوسط ہیں)

حرام ذرائع کی حرمت میں مصلحت:

ابن قیم جوزی نے حرام تک لے جانے والے وسائل و ذرائع کی حرمت میں پوشیدہ مصلحت و حکمت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"ولو اباح الوسائل والذرائع المفضیہ الیہ لکان ذلک نقضاً للتحریم، واغراء للنفوس بہ، وحکمتہ تعالیٰ وعلمہ یابی ذلک کل الاباء ..... الاطباء اذا اراد احسم الداء سعوا فی قطع مادتہ، وکذلک الطرق والذرائع الموصلۃ الیہ، والافساد علیھم عایروھون اصلاحہ۔ فما الظن بھذہ الشریعۃ الکاملۃ التی ھی فی اعلی درجات الحکمۃ والمصلحۃ والکمال"[3]

(اگر حرام تک لے جانے والے وسائل و ذرائع کو جائز کر دیا جاتا تو حرام کی حرمت میں نقص ہوتا۔ لوگوں کے نفوس کو اس کی طرف لگتے ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت اور اس کا علم اس سے روکتا ہے ..... عقلاء جب کسی بیماری کا علاج کرتے ہیں تو مرض کو بڑھانے والے اسباب، ذرائع اور وسائل سے روک دیتے ہیں، اور جو اصلاح کو ناممکن بنا دیتا ہے۔ تو پھر اس شریعت کے بارے میں کیا گمان ہے جو حکمت و مصلحت اور کمال کے اعلیٰ درجات پر فائز ہے)

---

1. مالک سیاق و ہرہ و ذراء و طلیعہ از ص ۲۰۵ 2. الفروق امام قرافی ۲/۳۲ 3. اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۳/۱۴۱

اقسام :

ذرائع کی دو قسمیں ہیں جو ذیل سے سمجھی جاتی ہے

(i) ذرائع کے اعتبار سے وسائل کی قسمیں۔

(ii) عمل کے مفسدہ یا مصلحت پر مشتمل ہونے کے اعتبار سے قسمیں۔

پہلی تقسیم ابن قیم جوزی کی ہے اور دوسری تقسیم امام شاطبی کی ہے۔

ابن قیم جوزی کی تقسیم :

ابن قیم نے ذرائع کے اعتبار سے جو تقسیم پیش کی ہے اس کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے۔ فعل یا قول جو مفسدہ کا ذریعہ بنتا ہے دو طرح پر ہے

(i) اس کی وضع ہی خرابی کی طرف لے جانے والی ہو جیسے نشہ آور چیز کا۔ ان کا مفسدہ کی طرف جانا واضح ہے۔

(ii) اس کی وضع جائز و مناسب امر کا ذریعہ بننے کے لئے ہو پھر محرم کا ذریعہ بن جائے۔ تو اس کی مندرجہ ذیل دو صورتیں ہیں :

(الف) اتفاقی طور پر محرم کا وسیلہ بنے۔ جیسے طلاق کی غرض سے نکاح اور ربا کی غرض سے خرید و فروخت۔

(ب) غیر اتفاقی طور پر وسیلہ بن جائے۔ جیسے مشرکین کے باطل خداؤں کو برا کہنا۔ اس کی مزید دو قسمیں ہیں :

(i) اس میں مصلحت فعل اس کے مفسدہ سے زیادہ ہو۔

(ii) اس میں مفسدہ کا عنصر اس کی مصلحت پر غالب ہو۔ تو اس کی مندرجہ ذیل چار قسمیں بنتی ہیں۔

(۱) ایسا ذریعہ جو اپنی طبیعت کے اعتبار سے مفسدہ اور شر کی طرف لے جانے والا ہو۔ جیسے نشہ آور چیز۔

(۲) ایسا ذریعہ جو کسی مباح کا وسیلہ ہو لیکن اس کو کسی شر اور مفسدہ کے لئے اختیار کیا گیا ہو۔ جیسے انگور کو ربا کا ذریعہ بنانا۔

(۳) ایسا ذریعہ جو طبیعتاً مفسدہ کا وسیلہ کبھی نہ بنتا ہو اور نہ اس سے کوئی شر اور مفسدہ ہو لیکن اکثر اوقات وہ مفسدہ کا وسیلہ بن جاتا ہو اور اس میں مفسدہ ہونے کا پہلو راجح ہو۔ مثلاً عدت کے دوران عورت کا تزئین کرنا کہ عورت کا بناؤ سنگھار بذاتِ طبیعتاً مفسدہ کا وسیلہ ہے اور نہ مقصود ہے مگر دورانِ عدت یہ مفسدہ کا وسیلہ بن سکتا ہے اور شریعت کی نظر میں اس کے مفسدہ ہونے کا پہلو راجح ہے۔

(۴) ایسا ذریعہ جو مباح کا وسیلہ ہو لیکن یہ مفسدہ کی جانب بھی لے جاتا ہو لیکن اس میں مصلحت کا پہلو مفسدہ پر راجح ہے۔ جیسے اس عورت کو دیکھنا جسے نکاح کا پیغام دیا گیا ہو۔ اصولاً یہ فعل مباح ہے۔ کیونکہ اس پر بعض مصالح مرتب

ہوتے ہیں اور ایسا کرنے والے کا کسی مفسدہ (خرابی) کا ارادہ نہیں۔ البتہ بعض اوقات مکلف یا دیگر مفسدہ تک پہنچنے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔ مگر اس میں مصلحت کا پہلو مفسدہ پر راجح ہے۔[1]

تجزیہ :

ابن قیم کی یہ تقسیم فرض عقلی کے اعتبار سے تو درست ہے لیکن اس کی پہلی قسم ذرائع کے باب میں شمار نہیں ہوتی بلکہ مقاصد میں شمار ہوتی ہے۔ قسم اول تو بذات خود مفسدہ ہے اس لئے شامل نہیں ہوتی البتہ باقی تین اقسام اس قسم میں داخل ہو جائیں گی۔

امام شاطبی کی تقسیم :

عمل کے مفسدہ اور باعث نقصان ہونے کے لحاظ سے امام شاطبی نے چار اقسام بیان کیں۔ ان کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

پہلی قسم : جو قطعی طور پر مفسدہ تک پہنچانے والے جیسے گھر کے دروازے کے پیچھے گڑھا کھودنا جو اس داخل ہونے والا تاریکی میں ہلاکت پڑے۔

دوسری قسم : مفسدہ تک اتفاقی طور پر پہنچانے والا ایسی جگہ گڑھا کھودنا جہاں اکثر آنا جانا ہو یا ان مذاہب کا پیدا کرنا جو کسی کو بھی اکثر نقصان نہیں دیتے ہوں۔

تیسری قسم : وہ ہے جو اکثر مفسدہ تک پہنچاتی ہے اور اس میں غالب گمان یہی ہوتا ہے کہ وہ مفسدہ تک لے جائے جیسے فتنے کے زمانے میں ہتھیار بیچنا یا شراب بنانے کے لئے انگور بیچنا وغیرہ۔

چوتھی قسم : وہ ہے جو اکثر مفسدہ تک پہنچائے لیکن اکثر وہ ذریعہ اس حد تک نہیں پہنچتا کہ عقل یہ مان لے کہ وہ ذریعہ مفسدہ تک پہنچائے گا جیسے تیج کو بوئے محصول کا ذریعہ جانا۔[2]

پہلی قسم میں عمل کا سد باب کرنے میں فقہاء کا اتفاق ہے جبکہ دوسری قسم میں عمل کی اصلاً اجازت ہے اور مصلحت کی سمت اس میں غالب ہے۔ اگر کبھی اتفاق سے نقصان ظاہر ہو گیا تو بھی جائز ہے کیونکہ ہر مصلحت میں چونکہ نقصان کا امکان ہوتا ہے لہٰذا اصل کی اجازت باقی رہے گی۔ تیسری قسم قابل سد ذرائع ہے جہاں تک ممکن ہو فساد کو روکنے کے لئے احتیاط واجب ہے۔ چوتھی قسم میں مفسدہ و جانب کو اصل اجازت پر ترجیح دی جائے گی مثلاً بیع ہے جو اکثر بالکل پہنچا دیتی ہے اگرچہ غالب نہیں ہے۔

واضح رہے کہ تیسری اور چوتھی قسم میں شامل افعال کے بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے کہ مفسدہ کا سبب بننے کی وجہ سے ان کی ممانعت ہے یا نہیں؟

---

[1] اعلام الموقعین ۳/۱۲۸ [2] الموافقات للشاطبی ۴/۲۹۸

حنبلی اور مالکی فقہاء تیسری اور چوتھی قسم کے افعال کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ سد ذرائع سنجملہ اصول شریعت میں سے ایک اصول ہے اور اس کی اپنی ذاتی حیثیت ہے۔ لہٰذا احکام میں سے اس کو بھی ایک ماخذ سمجھا جاتا ہے[1] اور یہ بہت سے احکام مبنی ہیں۔ جب ایک فعل کسی خرابی و مفسدہ کی طرف لے جاتا ہو اور اس بات کا گمان غالب ہو تو اس فعل کا ممانعت ہونی چاہئے۔ اسی طرح مالکی کی وضاحت بھی یہی ظاہر کرتی ہے[2] سد ذرائع شریعت مقاصد کو روکنے اور خرابی کی طرف لے جانے والے وسائل، ذرائع اور راستوں کو بند کرنے کے لئے آئی ہے۔

ظاہری و دیگر فقہاء کی رائے :

یہ افعال ممنوع نہیں ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ یہ افعال مباح ہیں اس لئے انہیں خرابی کی طرف بھی لے جاتے ہیں تو ان کا احتمال ہونے کی وجہ سے ان کو ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا۔[3]

دوں فریق کی آراء کا تجزیہ اور قول راجح :

حنبلی اور مالکی فقہاء نے ان افعال کے مقاصد، غرض و غایت اور مرتب ہونے والے نتائج پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے اس کی ممانعت کا قول کیا۔ انہوں نے ان افعال کی اباحت اور جائز ہونے کے پہلو کا اعتبار نہیں کیا۔

جبکہ دوسری طرف شافعی و ظاہری فقہاء نے ان افعال کی اباحت کو مدنظر رکھا اور ان کے افعال کی عام اجازت دی بشرطیکہ ضرر میں محض احتمال ہو، یقین نہ ہو۔ اس بنا پر وہ شریعت کی اس عام اجازت کو ترجیح دیتے ہیں۔

قول راجح : دونوں آراء کے عالمین کے پیش نظر رضائے الٰہی کا حصول ہے اس لئے دونوں ہی اپنی اپنی جگہ درست ہیں۔ لیکن اس کے باوجود پہلے فریق کی رائے زیادہ قوی و درست معلوم ہوتی ہے، یہ ہماری رائے ہے۔

وجہ ترجیح : پہلی رائے کی دوسری پر فوقیت کی وجہ یہ ترجیح یہ ہے کہ وسائل اپنے مقاصد کے ساتھ معتبر ہیں۔ امام شاطبی کی تقسیم میں پہلی قسم کے حکم میں واضح ہو چکا ہے کہ خرابی (مفسدہ) کا احتمال نادر، قلیل یا مرجوح ہو تو اس فعل کے لئے ذرائع کے اصول کو استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ اس کے جائز ہونے والوں کی ساری گفتگو اس صورت میں ہے جب ذرائع خرابی کی طرف پوری طرح صحیح کر لے جائیں اور غالب گمان یہ ہو کہ اس سے خرابی واقع ہو جائے گی اور عمل سے متعلق ابواب احکام میں ظن کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کے ثبوت کے لئے یقین کی شرط نہیں ہے مثلاً واضح مصلحتوں کو پورا کرنے کے لئے خبر واحد و شہادت، عدت کی عدت ختم ہونے میں عورت کے قول کو تسلیم کر لینے پر عمل کے احکام دیئے گئے ہیں اگرچہ ان میں مرجوح مفاسد بھی موجود ہیں۔ بہرحال ان میں یہ احتمال تو موجود ہے کہ خبر دینے والے نے یا گواہی دینے والی عورت نے جھوٹ بولا ہو۔

---

[1] الموافقات للشاطبی ۴/۱۹۴ [2] الفروق للقرافی ۲/۳۲

[3] عمدۃ المسترشد و نہایۃ المقتصد لابن رشد ۲/۱۲۸، ۱۲۹۔ مصر مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۲۹ھ، المغنی لابن قدامہ ۴/۲۶۱ و ما بعدھا، المحرر الفقہی للامام ابی البرکات ۱/۳۶۹ باب فی البیوع، الکتاب مطبوعہ دار المختصر الطحاوی ص ۳۰ و ما بعدھا بحوالہ نوجہ القاری ابن ص ۳۳۶۔ ۳۳۷ ملخصاً۔

سدالذرائع بطور ماخذ اصول فقہ :

خاص طور پر امام مالک نے سدالذرائع کو ایک اصل بنایا اور اس کو مشہور مسائل میں سے شمار کیا ہے۔ فقہاء نے دعویٰ کیا ہے کہ امام مالک کے علاوہ دوسرے فقہاء نے یہاں اس اصول کا اعتبار نہیں کیا۔ لیکن باقی فقہاء بیان کرتے ہیں کہ بہت سے دوسرے فقہا امام مالک کے مسلک میں شریک ہو گئے ہیں اگرچہ انہوں نے اس کا نام نہیں رکھا۔ اور جو دوسرے فقہاء نے عمل پر دوسرے دلیل کی وجہ سے مقدم کیا ہے۔

"ونحن نميل الى ان العلماء جميعا ياخذون باصل الذرائع وان لم يسموه مالك الا -" [1]

(ہم یہ بات اس لئے کہتے ہیں کہ تمام علماء اصل ذرائع کو لیتے ہیں اگرچہ انہوں نے یہ نام نہیں رکھا)

امام قرافی نے الفروق میں ذرائع کی تیسری قسم کے تحت بیان کیا کہ۔

"واقسم اختلف فيه العلماء هل يعتبر او لا كبيوع الاجال عندنا" [2]

(اور دوسرے (تیسری) قسم میں اختلاف پایا جاتا ہے جیسے قرض کی بیع میں ہم نے ذریعہ کا اعتبار کیا ہے اور دوسروں نے ہم سے اختلاف کیا ہے)

اس کے بعد قرافی نے امام مالک و شافعی کے مابین اس مسئلہ میں اختلاف کی نوعیت پر بحث کرنے کے بعد یہ بات کہی کہ :

"فلذا يسد هذه الذرائع ولم يقل بها الشافعي فليس سد الذرائع خاصا بمالك رحمه الله بل قال بها اكثر من غيره واصل سدها مجمع عليه" [3]

(ہم کہتے ہیں یہ سدالذرائع ہیں امام شافعی نے ان کا نام نہیں لیا۔ لہٰذا سدالذرائع امام مالک کے ساتھ ہی خاص نہیں ہیں بلکہ دوسروں نے بھی ان کا اعتبار کیا ہے۔ ان کے نزدیک سدالذرائع اصل میں ہی متفق علیہ ہے)

امام شافعی و ابوحنیفہ نے بعض حالات میں اس پر عمل کیا اور بعض حالات میں اس کا انکار کیا۔ شیعہ نے بھی اس پر عمل کیا۔ ابن حزم ظاہری نے مطلقاً اس کا انکار کیا۔ [4]

سدالذرائع کی حجیت : اس کی حجیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ چند دلائل مندرجہ ذیل ہیں

قرآن سے دلائل :

(۱) "يايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا انظرنا واسمعوا" [5]

(اے ایمان والو! راعنا نہ کہو بلکہ انظرنا کہو اور سنو)

---

1. مالک حیاتہ و آثارہ و فقہہ از زہرہ ص ۳۶۹ ملخص
2. الفروق قرافی ۲/۳۲
3. الوسیط فی اصول الفقہ الاسلامی ۲ ص ۳۸۹
4. مالک حیاتہ و آثارہ و فقہہ از زہرہ ص ۳۷۰ ملخص
5. الفروق قرافی ۲/۳۳
6. بقرہ : ۱۰۴

اس کی وجہ یہ تھی ہے کہ لفظ دعا کو یہودیوں نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا ذریعہ بنایا تھا تو مسلمانوں کو اس سے باز رہنے کا حکم دیا گیا حالانکہ اس میں بظاہر کوئی خرابی نہیں تھی۔

(۲) " ولاتسبوا الذين يدعون من دون الله فيسبوا الله عدوا بغير علم "[1]

(اور جن کو (مشرک لوگ) اللہ کو چھوڑ کر پکارتے ہیں انہیں برا نہ کہو کیونکہ یہ اللہ کی بھی بے ادبی اور برا کہنے کا سبب بن جائے گا)

یہاں مشرکین کے باطل معبودوں کو برا کہنے سے اس لئے منع کیا گیا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو برا کہنے کا ذریعہ نہ بن جائے۔

سنت سے دلائل :

حضور ﷺ نے فرمایا :

(۱) " من الكبائر شتم الرجل والديه قالوا يا رسول الله هل يشتم الرجل والديه قال نعم يسب ابا الرجل فيسب ابا ه ويسب امه "[2]

(آپ ﷺ نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو گالی دے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے والدین کو گالی بھی دے سکتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں کوئی شخص کسی دوسرے کے باپ کو گالی دیتا ہے تو جواب میں اس کے باپ کو گالی دیتا ہے اور کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے)

(۲) شراب کے ایک قطرہ کے استعمال کو بھی حرام کہا تاکہ یہ گھونٹ گھونٹ پینے کا ذریعہ نہ بن جائے اور گھونٹ گھونٹ کر کے پینے میں نشہ کی مقدار میں شراب پینے کا ذریعہ نہ بن جائے جو نشہ لاتی ہے اور پینے والا حرام کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس بنا پر حدیث میں حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ " ما اسكر كثيره فقليله حرام "[3] (جس چیز کی زیادہ مقدار نشہ لاتی ہو اس کی تھوڑی مقدار بھی حرام ہے)۔

(۳) شریح نے قاضی یا حاکم کو ہدیہ قبول کرنے سے منع کیا اور فرمایا : هداياالامراء غلول[4] یہ حرام تھا اس شخص سے قبول کرنے کی ہے جو اس عہدے پر مقرر ہونے سے پہلے ہدیہ نہ دیتا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ہدایا ناجائز تحفوں اور نذرانوں کا ذریعہ نہ بن جائے۔

ابن قیم جوزی نے اعلام الموقعین میں اس قسم کی تقریباً ۹۹ مسائل بطور مثال پیش کی ہیں جن میں احادیث سے ذرائع کو بند کرنے کا حکم موجود ہے۔[5]

---

[1] الانعام / ۱۰۸ [2] صحیح الترمذی ، ابواب البر والصلة ، باب ما جاء فی عقوق الوالدین

[3] سنن ابوداؤد ، کتاب الاشربة ، باب بیان الخمر وغیرھا ، جامع الترمذی ، ابواب الاشربة عن رسول ﷺ باب ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام

[4] الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ ، ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب البغدادی الماوردی متوفی ۴۵۰ھ ص ۷۵ ۔ فصل ولیس لمن تقلد القضاء ان یقبل ھدیۃ من خصم ولا من احد من اھل عملہ وان لم یکن لہ خصم ۔ مصر طبع اولی ۱۳۹۸ھ - ۱۹۷۸ء

[5] اعلام الموقعین ، ابن قیم جوزی ۳/۱۲۱ تا ۱۷۸

سد الذرائع بحیثیت تکملہ مصالح مرسلہ :

سد ذرائع اصول مصالح کے اصول کی توثیق کرتا ہے اور اس کو تقویت پہنچاتا ہے کیونکہ یہ ایسے اسباب و وسائل کے اختیار کرنے کو منع کرتا ہے جو خرابیوں کی طرف لے جانے والے ہیں۔ مصلحتوں کی بعض صورتوں میں سے یہ بھی ایک اہم صورت ہے اس لحاظ سے یہ اصول مصلحت کا تتمہ و تکملہ ہے۔ سد ذرائع کی بعض صورتیں مصلحت مرسلہ کی بعض صورتوں میں معتبر ہیں۔[1]

(۵) "عرف و عادت"

عرف و عادت کی تعریف :

علامہ ابن عابدین فرماتے ہیں :

"العادة ماخوذة من المعاودة لهي بتكررها ومعاودتها مرة بعد اخرى صارت معروفة مستقرة في النفوس والعقول منقادة بالقبول من غير علاقة ولا قرينة حتى صارت حقيقة عرفية فالعادة والعرف بمعنى واحد من حيث لما صدق وان اختلفا من حيث المفهوم"۔[2]

(عادت معاودت سے ماخوذ ہے کیونکہ بار بار کرنے سے ایک فعل جانا پہچانا ہو جاتا ہے اور بغیر علاقہ اور قرینہ کے عقل کے لئے قابل قبول ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ حقیقت عرفیہ ہو جاتا ہے اس لحاظ سے باعتبار مصداق کے عادت اور عرف ہم معنی ہیں اگرچہ مفہوم میں مختلف ہیں)

استاد ابو زہرہ نے فرمایا :

"العرف ما اعتاده الناس من معاملات واستقامت عليه امورهم"۔[3]

(عرف وہ طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے لوگ عادی ہو چکے ہوں اور اس پر ان کے امور قائم ہو چکے ہوں)

شیخ عبدالوہاب خلاف نے فرمایا :

"العرف هو ما تعارفه الناس وساروا عليه، من قول، او فعل او ترك ويسمى العادة، وفي لسان الشرعيين : لا فرق بين العرف والعادة"۔[4]

(عرف وہ طریقہ ہے جو لوگوں کے درمیان متعارف ہو قول، فعل یا ترک میں انہوں نے اس پر چلنا ہو اور اسی کا نام عادت ہے۔ اہل قانون کے مابین عرف اور عادت کے مابین کوئی فرق نہیں ہے)

---

[1] الوجیز، عبدالکریم زیدان ص ۲۵۰ تحقیق دکتور وہبہ الزحیلی مؤسسۃ الرسالۃ بیروت

[2] مجموعہ رسائل ابن عابدین ۱/۱۱۲

[3] اصول الفقہ، ابو زہرہ ص ۲۲۱

[4] اصول الفقہ، عبدالوہاب خلاف ص ۸۹، کویت دار القلم یونیورسٹی طبع ۱۹۸۶ء

عرف اور اجماع میں فرق :

اجماع امت کے تمام مجتہدین کے اتفاق کا نام ہے۔ جبکہ عرف اکثریت کا راستہ ہوتا ہے اور اس میں عوام وخواص سب شامل ہوتے ہیں۔ یعنی عرف ایک طرح سے ان کی پسند کا نام ہے۔

انواع :

استعمال اور وقوع کے لحاظ سے دو اعرف کی دو قسمیں ہیں (۱) قولی (۲) عملی۔

اور پھر ان میں سے ہر قسم مزید دو قسموں میں تقسیم ہو جاتی ہے : (۱) قولی عام (۲) قولی خاص۔ اور (۱) عملی عام اور (۲) عملی خاص۔ اسی طرح پھر ان میں سے ہر ایک قسم مزید دو قسموں صحیح اور فاسد کی طرف تقسیم ہو جاتی ہے۔

عرف قولی : اور وہ زبان کسی لفظ کے ایک متعین معنی میں لیکن عام استعمال میں وہ لفظ کسی اور مفہوم میں مستعمل ہونے لگا ہو۔ مثلاً دابہ کا اطلاق صرف چوپایہ پر ہوتا ہے حالانکہ اس کے لغوی معنی میں ہر وہ چیز شامل ہے جو زمین پر رینگ یا حرکت کرتی ہے اور لحم (گوشت) کا اطلاق مختلف جانوروں کے گوشت پر ہوتا ہے لیکن مچھلی کے گوشت پر نہیں ہوتا حالانکہ قرآن نے لحمت اور بھی گوشت ہے اور قرآن نے اس کو "لحما طریا" کہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے لئے بولا جاتا ہے جبکہ لغت کی رو سے دونوں صفتوں کے لئے ہم تھ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان یوصیکم اللہ فی اولادکم میں دونوں شامل ہیں۔

عرف عملی : عرف عملی سے مراد وہ کام (افعال) ہیں جن کے کرنے کے عادی ہوں۔ جیسے بغیر معاہدہ یعنی ایجاب وقبول کے خرید وفروخت کرنا جس کو اصطلاح میں بیع تعاطی کہتے ہیں۔ یعنی بائع مشتری کے مانگنے پر ایک چیز دے دیتا ہے اور وہ اس کی قیمت ادا کر دیتا ہے دونوں کے مابین کوئی باہمی عقد نہیں ہوتا۔ اسی طرح مہر کے دو طریقوں مہر معجل اور مہر مؤجل میں سے کسی ایک طریقہ پر ادا کرنا یا ایک حصہ ایک طریقہ پر اور دوسرا دوسرے طریقہ پر ادا کرنا۔

عرف عام : وہ عرف جس پر ممالک اسلامیہ کے عام لوگوں کا تعامل ہو خواہ وہ تعامل قدیم ہو یا جدید۔ عرف عام ہے اور ایک ملک کے تمام شہری جس پر متفق ہوں وہ وہاں کا عرف عام ہے۔ جیسے عقد استصناع (کوئی شئی آرڈر پر بنوانا) اس کا رواج عام ہے کتنے عرصہ میں بنائی جائے گی اور معاہد خریدار فرد بہت پہلے ہو جاتا ہے لیکن کثرت تعامل سے اس میں سے ضرر کا اندیشہ دور ہو گیا اس لئے جائز قرار دیا گیا۔ اسی طرح اس کی مثال میں وہ فنون حمام کو پیش کیا جا سکتا ہے جس میں حمام میں جانے کی ایک مقررہ اجرت ہے لیکن کوئی شخص جا کر زیادہ صابن پانی استعمال کرتا ہے جبکہ دوسرا کم کرتا ہے اس کو بھی عرف کی بنا پر درست قرار دیا۔

فقہاء احناف کہتے ہیں کہ عرف عام کی بنا پر قیاس کو ترک کر دیا جائے گا اور اسے استحسان عرف کہتے ہیں اور اگر عرف خاص ہو تو اس کی تخصیص بھی عرف عام سے ہو جاتی ہے۔ نص خفی کے عموم کو عرف سے ترک کر دینے کی مثال یہ ہے کہ

نبی کریم ﷺ نے بیع اور شرط سے منع فرمایا لیکن جمہور فقہا، احناف اور مالکی فقہاء کہتے ہیں کہ مروجہ شرط جائز ہے کیونکہ عرف معتبر قرار پاتا ہے۔

عرف خاص عرف خاص وہ ہے جو کسی خاص مقام اور جگہ میں مشہور ہو جیسے تاجروں اور لسانوں کا عرف۔ عرف خاص نص کے مقابلے میں قبول نہیں کیا جائے گا لیکن اسے قیاس کے مقابل تسلیم کیا جائے گا جس کی وجہ سے خفی سے یا نص قطعی کے مشابہ ہونے سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل عراق میں دابہ گھوڑے کو کہتے ہیں حالانکہ اس کے معنی زمین پر چلنے والے جانور ہیں اور اسی طرح تجار، علوم، فنون کی اصطلاحات بھی عرف خاص میں شامل ہیں۔[2]

عرف صحیح وہ ہے جو شریعت کی کسی نص کے خلاف نہ ہو اس کے سبب کوئی ایسی مصلحت جس کا شریعت نے اعتبار نہ کیا ہو فوت نہ ہوتی ہو اور نہ ہی کوئی ضرر لازم آتا ہو جس کا گمان غالب ہو۔ مثلاً عام لوگوں کے درمیان یہ متعارف ہے کہ منگنی کے وقت لڑکی کو جو چیز سے دیا جاتا ہے وہ تحفہ ہوتا ہے وہ سامان میں داخل نہیں ہوتا۔

عرف فاسد وہ ہے جو شارع کی کسی نص کے مخالف ہو یا اس سے ضرر پہنچتا ہو یا کوئی مصلحت فوت ہوتی ہو جیسے بینک یا افراد سے سودی قرض لینا دینا جسے ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔[3]

عرف کی اہمیت اور فقہاء کا اس پر عمل :

تقریباً تمام ائمہ نے اس پر اپنے بہت سے احکام کی بنیاد رکھی۔ چنانچہ امام مالک کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہل مدینہ کے عرف پر ہے اور امام شافعی نے اپنے مذہب جدید کے بہت سے مسائل کی بنیاد اہل مصر کے عرف پر رکھی۔ امام ابن تیمیہ کی تحقیق اس بات پر شاہد ہے کہ انہوں نے لوگوں کو ان کے مسائل میں فتویٰ دیتے وقت اور قضا پیش کرتے وقت اس کا استحضار کیا۔ البتہ حنفیہ اور حنابلہ نے اپنی کتابوں میں اس امر کو بہت سے جگہ کہاں کا پتہ چلایا اور اسے اپنی فقہ کا ایک مستقل ماخذ قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ علامہ مرغینانی اپنی کتاب ھدایہ میں لکھتے ہیں : "جو چیز عرف سے ثابت ہے وہ نص سے ثابت ہے والثابت بالعرف کالثابت بالنص"۔[1] اور اس سے آگے بڑھتے ہوئے وہ یہاں تک کہتے ہیں کہ عرف قیاس کو چھوڑ دیتا ہے اور اس سے حدیث کی تخصیص کر دیتا ہے مگر عرف اس صورت میں جب وہ عام ہو۔ ابن عابدین کے ہاں استحسان کی ایک قسم استحسان ضرورت ہے اور یہ استحسان عرف ہے جہاں وہ قیاس کو ترک کرنے کو لوگوں کی ضرورت یا عرف کو اختیار کرنے کی وجہ سے کہتا ہے۔ مالکیہ کا بھی عرف کے بارے میں شاید وہی حنفیہ سے آگے ہیں کیونکہ مصالح مرسلہ ان کی قسم کا ایک مضبوط ستون ہے اور ان میں عرف کی رعایت کئے بغیر چارہ نہیں ہے وہ بھی اس کے ہوتے ہوئے قیاس کو چھوڑ دیتے اس سے خاص عام کی تخصیص کرتے اور مطلق کو مقید کرتے ہیں۔[2]

---

1. الادلة المختلف فيها عند الاصوليين، خليفة بابكر الحسن ص ۱۰۱، ۱۰۲ ملخصاً۔ القاہرہ مکتبہ وہبہ ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء، اصول الفقہ ابن تیمیہ ص ۱۳۱، ۱۳۲ ملخصاً۔
2. الوجیز، عبدالکریم زیدان ص ۲۰۴ تلخیص
3. اصول الفقہ ملا خیون ص ۳۲۲
4. اصول الفقہ، عبدالکریم زیدان ص ۲۵۲ تلخیص
5. اصول فقہ پر ایک نظر، ص ۱۶۰، ۱۶۱

[illegible] کی حجیت اور اس کے شرعی دلیل ہونے پر استدلال

قرآن سے ثبوت :

[illegible] کے بارے میں فرمایا :

(۱) "من اوسط ما تطعمون اهليكم" [1]

[illegible]

درمیانہ کھانا عرف سے معلوم ہوگا۔

(۲) "من كانا فقيرا فليأكل بالمعروف" [2]

[illegible]

سنت سے ثبوت

(۱) حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ :

"قالت دخلت هند بنت عتبة امرأة ابي سفيان على رسول الله ﷺ فقالت يا رسول الله ان ابا سفيان رجل شحيح لا يعطيني من النفقة ما يكفيني ويكفي بني الا ما اخذت من ماله بغير علمه فهل على في ذلك من جناح فقال رسول الله ﷺ خذي من ماله بالمعروف ما يكفيك ويكفي بنيك" [3]

(ہند بنت عتبہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ میرے شوہر ابو سفیان بہت کنجوس ہیں مجھے اور میرے بچوں کے لیے اتنا خرچ نہیں دیتے جتنا ہمیں ضرورت ہے سوائے اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں ان کے مال سے کچھ لے لوں، کیا اس میں مجھ پر کوئی گناہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم اپنی اور اپنے بچوں کی ضرورت کے مطابق معروف طریقے سے لے لو۔)

(۲) امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک مستقل باب باندھا جس کا عنوان ہے :

"باب من اجرى امر الامصار على ما يتعارفون بينهم في البيوع والاجارة والمكيال والميزان وسنتهم على نياتهم ومذاهبهم المشهورة"

(شہروں کے لوگوں کا آپس میں خرید و فروخت، اجارہ، ناپ تول اور سنت و نیت میں جو عرف رائج ہو اور مشہور مذاہب پر عمل جاری ہو)

عرف پر حکم کی بنیاد رکھنے اور اس کے معتبر ہونے کی شرائط :

عرف پر حکم کی بنیاد رکھنے اور اس کے معتبر ہونے کی شرائط مختصراً درج ذیل ہیں :

(۱) عرف نص کے مخالف نہ ہو۔

(۲) عرف عام و رائج و غالب ہو۔

---

[1] المائدہ : ۸۹ [2] النساء : ۶ [3] صحیح مسلم، کتاب الاقضیہ، باب قضیۃ ہند

(۳) عرف جس پر کسی معاملہ یا تصرف کو محمول کیا جائے اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اس معاملہ کے وقت موجود ہو۔

(۴) کوئی ایسا فعل یا قول موجود نہ ہو جو عرف کے خلاف ہو۔[1]

(۶) "قول / مذہب صحابی"

جمہور اصولیین کے نزدیک صحابی کی تعریف یہ ہے:

"من شاهد النبي ﷺ وامن به ولو لزمه مدة تكفي لاطلاق كلمة الصاحب عليه عرفا، مثل الخلفاء الراشدين، وعبد الله بن عباس، وعبد الله بن مسعود، وغيرهم ممن آمن بالنبي ﷺ ونصره وسمع منه، واهتدى بهديه"[2]

(صحابی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا ہو اور آپ پر ایمان لایا ہو اور آپ کے ساتھ اتنی مدت تک رہا ہو کہ عرف میں صاحب (ساتھی) کے لفظ کا اطلاق اس پر ہو سکے جیسے خلفاء راشدین، عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور دیگر صحابہ کرام جو آپ پر ایمان لائے اور آپ کی مدد کی اور آپ کی باتیں سنیں اور آپ کی سیرت سے رہنمائی حاصل کی۔)

قول صحابی کی حجیت:

کتاب وسنت واجماع میں کوئی مسئلہ نہ ملنے کی صورت میں کیا مجتہد صحابہ کرام کے فتاویٰ اور فیصلوں کو ماخذ تشریع میں سے ایک ماخذ تسلیم کر کے ان پر عمل کر سکتا ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے لیکن یہ بھی واضح رہنا چاہیے کہ قول صحابی کی حجیت کا یہ اختلاف مطلق نہیں ہے بلکہ اس کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں:

۱۔ جن مسائل میں شرعی حکم رائے اور اجتہاد سے معلوم نہ ہو سکے ان میں قول صحابی حجت ہے کیونکہ یہ بات اس پر محمول ہوگی کہ صحابی نے یہ حکم یقیناً حضور ﷺ سے سنا ہوگا اس لیے صحابی کا یہ قول سنت کے قبیل سے ہوگا جو بہرحال ماخذ ہے۔ احناف اس کی مثال یہ دیتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ حیض کی کم از کم مدت تین دن ہے اسی طرح ان کے دیگر بہت سے صحابہ کے قول سے یہ بات ثابت ہے کہ حیض کی کم از کم مقدار دس دن ہے۔

۲۔ جس قول صحابی پر اتفاق ہو چکا ہو اس کو شرعی حجت سمجھا جائے گا کیونکہ یہ اجماع ہے اسی طرح جس قول صحابی کے بارے میں یہ علم ہو کہ اس کی اس کے کسی نے مخالفت کی ہے تو وہ اجماع سکوتی کے قبیل سے ہے۔ یہ ان لوگوں کے نزدیک حجت ہے جو اجماع سکوتی کے قائل ہیں۔

۳۔ ایک صحابی کا قول دوسرے صحابی پر اس کی حجت نہیں جس کا ان کو پابند ہونا ضروری ہے۔

۴۔ جو قول صحابی رائے و اجتہاد پر مبنی ہو اس میں اختلاف ہے کہ بعد میں آنے والے لوگوں پر یہ حجت ہے یا نہیں؟[3]

---

[1] الاعلة المختلف فيها عند الاصوليين (طبيعة باكر كمس پرنٹ مجلس - القاهرة: مكتبة وهبة، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۷ء)

[2] حوالہ سابق ص ۲۹۰ [3] حوالہ سابق ص ۲۹۰-۲۹۱ ملخص

قول صحابی کی حجیت کے بارے میں مذاہب اربعہ :

اس بارے میں مذاہب اربعہ مندرجہ ذیل دو آراء پر منقسم ہے :

۱ احناف، مالکیہ اور حنابلہ قول صحابی کی حجیت کو معتبر مانتے ہیں، اگرچہ امام کرخی و بردوی حنفی کا اختلاف ہے۔

۲ شافعیہ اس کی حجیت تسلیم نہیں کرتے۔[1]

شافعیہ کے نقطہ نظر کا جائزہ :

شافعی مسلک کی کتب اصول فقہ میں امام شافعی سے متعلق یہ بات متعدد ہے کہ وہ اپنے قدیم مذہب میں تو صحابہ کے اقوال کو لیتے تھے لیکن اپنے مذہب جدید میں وہ ایسا نہیں کرتے تھے۔ ابن قیم جوزی نے اعلام الموقعین میں شافعی علماء کے اس دعوے کو غلط ثابت کرتے ہوئے کہا کہ امام شافعی کا قدیم و جدید ایک ہی مذہب تھا اور وہ صحابہ کرام کے قول کو اختیار کرنے کا تھا اور اسی پر امام شافعی کے وہ اقوال دلالت کرتے ہیں جو امام نے "الرسالہ" اور "الام" سے نقل کیے ہیں اور یہ دونوں کتب امام شافعی کے بالکل آخری زمانہ کی تصنیف ہیں تاہم اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ وہ صحابی کے قول کو حجت تسلیم کرنے کے لئے بھی ضروری سمجھتے تھے کہ قیاس سے اس کی تائید ہوتی ہو جیسا کہ "الرسالہ" میں ان کے قول سے اس کا پتہ چلتا ہے۔[2]

ابوالحسن کرخی حنفی کے قول کا تجزیہ :

جہاں تک احناف میں سے ابوالحسن کرخی کے مسلک کا تعلق ہے، وہ کہتے ہیں کہ صحابی کی تقلید اس وقت واجب ہے یعنی قول صحابی اس وقت حجت نہیں ہے جب اس قول میں رائے اور اجتہاد کی گنجائش ہو انہوں نے یہی مذہب امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف منسوب کیا ہے کیونکہ انہوں نے بہت سے فروعی مسائل میں بعض صحابہ کے قول کے خلاف فتویٰ دیا، امام کرخی کے اس مسلک کی تائید فخر الاسلام بزدوی نے بھی کی ہے۔ دوسری طرف کرخی کے ایک ہم عصر ابوسعید بردعی حنفی کا مسلک یہ ہے کہ صحابی کا قول حجت ہے کیونکہ اس کی تصریح خود امام نے کی ہے اس مسلک میں ابوسعید بردعی کی تائید علمائے احناف میں سے ابوبکر جصاص اور شمس الائمہ سرخسی نے کی ہے۔[3]

امام کرخی کی رائے پر ابوزہرہ کا تجزیہ :

ابوزہرہ نے کرخی کے مسلک کی امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب کی طرف کی گئی نسبت کو غلط ثابت کیا ہے کیونکہ اس نسبت کو ثابت کرنے کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ یہ ثابت کیا جائے کہ امام اور ان کے اصحاب نے جب بعض صحابہ کے اقوال کے خلاف فتویٰ دیا تو انہیں ان صحابہ کے اقوال کا پتہ تھا اور اس کے باوجود انہوں نے اس کے خلاف فتویٰ دیا، الغرض یہ ہے کہ انہیں ان کا پتہ نہیں تھا اگر انہیں ان کا پتہ ہوتا تو وہ ہرگز اس کے خلاف فتویٰ نہ دیتے کیونکہ یہ ثابت ہے کہ

---

۱ صدیقی، اصول الفقہ الاسلامی، ص ۳۶۹

۲ اعلام الموقعین، ابن قیم جوزی، ۱/۱۵، ۲/۱۷۰، ۴/۱۱۶ تحقیق

۳ اصول السرخسی، ملا سرخسی، ۲/۱۱۵، ۱۱۶ تحقیق

انہوں نے بہت سے اجتہادی مسائل میں اپنی آراء کو اس وقت چھوڑ دیا جب انہیں ان مسائل میں کسی صحابی کے قول کا پتہ چلا۔[1]

اور امام ابوحنیفہ کے فرمان سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے کہ وہ صحابی کے قول کو حجت مانتے تھے وہ فرماتے ہیں

"ان لم اجد فی کتاب اللہ تعالیٰ ، احذت بقول اصحابہ ، احذ بقول من شئت ، واذع من شئت منهم ، ولا اخرج من قوله الی قول غیرهم"[2]

(اگر مجھے کوئی امر کتاب اللہ میں نہ ملے تو میں اقوال صحابہ میں سے جس قول کو چاہوں اخذ کر لیتا ہوں اور جس سے چاہتا ہوں اعراض کر لیتا ہوں)

اسی طرح امام احمد بن حنبل سے بھی ایک روایت کے مطابق قول صحابی کی مطلق حجیت کا انکار ثابت ہے جبکہ دوسری روایت میں اس کی تین اقسام کے ساتھ حجیت ثابت ہے ابن قیم نے دونوں اقوال میں سے اس قول کو ترجیح دی ہے جس میں قول صحابی کو حجت مانا ہے اور ان کے مطابق امام ان کا عمل بھی رہا ہے۔[3]

حجیت اقوال صحابہ کے دلائل :

۱۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه"[4]

(جن لوگوں نے مہاجرین و انصار میں سے سبقت کی اور وہ جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی اللہ ان سے خوش اور وہ اللہ سے خوش ہیں)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مہاجرین و انصار صحابہ کی مدح فرمائی اور ان کی مدح اور اللہ کی رضا میں ان کی اتباع کرنے والوں کو بھی شامل فرمایا۔

۲۔ رسالت مآب ﷺ نے فرمایا :

"علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدیین عضوا علیها بالنواجذ"[5]

(تم پر میری سنت کی اور میرے ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی لازم ہے اس سنت کو مضبوطی سے تھامو)

علامہ ابن القیم نے اقوال صحابہ کے قول رسول ﷺ ہونے کے بارے میں چند اہم وجوہ سے استدلال کیا ہے۔[6]

---

1. ابوحنیفہ وحیاتہ وآراؤہ وفقہہ محمد ابوزہرہ ص ۳۰۶ ، الفکر العربی طبع ثالث ۱۹۷۸ء
2. اصول الفقہ ابوزہرہ ص ۱۱۱
3. اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۱/۱۵ ، ابن حنبل حیاتہ وعصرہ وآراؤہ وفقہہ ابوزہرہ ص ۲۵۱ وما بعدھا
4. التوبہ : ۱۰۰
5. سنن ابی داؤد ۴/۲۰۰ ، ترمذی ، الجامع الصحیح الترمذی باب ماجاء فی الاخذ بالسنۃ
6. اعلام الموقعین ابن قیم جوزی ۱/۱۵۳

(۷) "شرائع من قبلنا"

پہلی امتوں سے متعلق احکام چار قسموں پر ہیں :

۱ : وہ احکام جن کا ہماری شریعت میں ذکر ہوا اور ہماری شریعت نے ان کے بارے میں بتایا کہ وہ ہم پر اسی طرح فرض ہیں جیسے پہلے لوگوں پر فرض تھے، اس کی مثال روزہ کی فرضیت بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا : "یا ایھا الذین امنوا کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم لعلکم تتقون" (اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا جیسا کہ روزہ ان لوگوں پر فرض کیا گیا جو تم سے پہلے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو)۔

اسی طرح قربانی کے بارے میں حضور ﷺ سے سوال کیا گیا : ما ھذا الاضاحی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا : سنۃ ابیکم ابراھیم" (قربانی کرو یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے) صحابہ نے عرض کیا : فما لنا یا رسول اللہ ﷺ (کیا اس قربانی سے ہمیں ثواب ملے گا) تو آپ ﷺ نے فرمایا : "بکل شعرۃ حسنۃ" (ہر بال کے بدلے ایک نیکی ہے)۔

فقہاء کا اس کے عمل پر اتفاق ہے چونکہ ہمیں بھی حکم ملا ہے اس لئے ہم عمل کریں گے۔ لیکن ہمارا یہ عمل اپنی شریعت میں وارد حکم کی بناء پر ہے نہ کہ کسی سابقہ شریعت کے حکم کی بناء پر۔

۲ : وہ احکام جن کا ہماری شریعت میں ذکر ہوا اور ان کے بارے میں ہماری شریعت نے یہ بھی بتایا کہ وہ ہمارے حق میں منسوخ ہیں مثلاً بنی اسرائیل کے مال غنیمت کو حرام سمجھنا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے : "احلت لی الغنائم، ولم تحل لاحد قبلی" (میرے لئے مال غنیمت کو حلال کر دیا گیا حالانکہ مجھ سے پہلے نبیوں میں کسی کے لئے حلال نہیں تھا)۔ اسی طرح کپڑے کی نجاست سے تطہیر کے لئے اس حصہ کا کاٹنا۔

فقہاء کا اس قسم کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں کہ ان پر عمل کرنا ہمارے لئے جائز نہیں۔

۳ : وہ احکام جن کا ذکر ہماری شریعت میں نہیں ہوا بلکہ صرف تورات و انجیل وغیرہ میں ہوا۔

ان کے بارے میں فقہاء کا اتفاق ہے کہ یہ ہمارے حق میں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ قرآن نے پہلی کتابوں کو منسوخ کر دیا اس لئے ان کے احکام بھی منسوخ ہو گئے۔ اب یہ کتب سابقہ ہر طرح کی تبدیلی و تحریف شدہ ہیں۔

---

۱ پ ۲، ۱۸۳

۲ صحیح ابن ماجہ للالبانی، کتاب الاضاحی، ابواب الاضاحی، باب ثواب الاضحیۃ

۳ صحیح بخاری، کتاب التیمم، باب قول اللہ فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیدا طیبا۔

چہارم :

وہ احکام جن کا ہمارے شریعت میں ہونا اور ہماری شریعت میں ان کے شرعی حیثیت رکھنے یا نہ رکھنے میں کوئی دلیل نہیں ملتی، مثلاً آیت قصاص میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

" وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس والعین بالعین والانف بالانف والاذن بالاذن والسن بالسن والجروح قصاص " [1]

(اور ہم نے ان پر (تورات میں) یہ فرض کیا تھا کہ جان کا جان سے، آنکھ کا آنکھ سے، ناک کا ناک سے، کان کا کان سے، دانت کا دانت سے اور زخموں کا (اس طرح سے) قصاص لیا جائے گا)

اور اسی طرح حضرت صالح اور ان کی قوم کے درمیان پانی کی تقسیم کے مسئلہ میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا " ونبئھم ان الماء قسمۃ بینھم کل شرب محتضر " [2] (اور انہیں آگاہ کر دیجئے کہ پانی تقسیم کر دیا گیا ہے ان کے درمیان۔ سب اپنی اپنی باری پر حاضر ہوں)۔

حکم : احکام کی اس چوتھی قسم میں فقہاء کا اختلاف پایا جاتا ہے کہ آیا یہ احکام ہمارے لئے حجت ہیں یا نہیں اس بارے میں تین اقوال ملتے ہیں جو مندرجہ ذیل ہیں۔

قول اول :

یہ احکام ہمارے لئے حجت ہیں اور ہماری شریعت کا جز ہونے کی حیثیت سے ان کا اختیار کیا جائے گا اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ رسول پہنچے ہیں نہ کہ یہود و نصاریٰ کی محرف کتب کے واسطہ سے۔

حکم : اس کا حکم یہ ہے کہ اگر شریعت میں ان کا خلاف یا رد ظاہر نہ ہوا ہو تو ان پر عمل کرنا واجب ہے۔ جمہور احناف مالکیہ، بعض شوافع اور امام احمد (فی روایہ) اکثر حنابلہ کے نزدیک قول راجح یہی ہے)

قول ثانی :

یہ ہمارے لئے شرعی حجت نہیں ہے۔ اشاعرہ، معتزلہ، شیعہ، بعض شافعیہ اور امام احمد بن حنبل (فی روایہ اخری) اسی پر موقف ہے اور امام غزالی، رازی اور ابن حزم ظاہری نے اس کو اختیار کیا ہے۔ [3]

قول ثالث :

اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا۔ یہ ابن برہان اور ابن قشیری کا مسلک ہے کہ کسی صحیح دلیل کے ظاہر ہو جانے تک توقف کیا جائے گا۔ علامہ آمدی نے تیسرے مسلک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا " ومن الاصولیین من قال بالوقوف وھو بعید " [4] (اصولیین میں سے بعض وقف کا قول کرتے ہیں اور وہ بعید ہے۔) اس نے اس تیسرے مسلک کو اپنا اور کوئی بحث نہیں لائیں گے۔

---

[1] المائدہ : ۴۵ [2] القمر : ۲۸

[3] حاشیہ التفتازانی علی شرح الجلال المحلی علی متن جمع الجوامع ۲/۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ملخصاً فی الاصول الفقہ۔ خضری ص ۳۵۳۔ الاحکام فی اصول الاحکام امدی ۳/۹۹۶

[4] اللمع، الشیرازی ص ۱۱۹، الاحکام فی اصول الاحکام امدی ۳/۳۰۱

...ل کے دلائل :

...وں نے شرائع سابقہ کے احکام کو ہماری شریعت کا حصہ ہونے کی حیثیت سے حجت مانا ہے ان کے چار ...ل کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :

...نکہ اللہ کی نازل کردہ شرائع میں سے کسی شریعت کا حکم ہے اور اس کے منسوخ ہونے پر کوئی شے بھی دلالت ...ہ اللہ تعالیٰ نے تو ان سے متعلق ارشاد فرمایا ہے : " اولئک الذین ھدی اللہ فبھدھم اقتدہ " [1] (یہی ...جنہیں اللہ نے ہدایت دی تھی انہی کے طریقے کی پیروی کرو)۔ اور حضرت ابن عباس سے یہ ثابت ہے کہ ...نے سورۃ "ص" کی یہ آیت تلاوت کی تو سجدہ کیا۔ وہ آیت یہ ہے " وظن داؤد انما فتناہ فاستغفر ربہ ...وخر راکعا واناب " [2] (اور داؤد کو خیال آ گیا کہ ہم نے اسے آزمایا ہے تو وہ اپنے رب سے ...گنے لگے اور جھک گئے اپنے رب کی طرف رجوع کیا)۔ اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراھیم حنیفا " [3] ...پ کی طرف وحی کی کہ ملت ابراہیم حنیفی کی اتباع کریں)۔

...ی آیت اور پہلی آیت (اولئک الذین ھدی اللہ ...) دونوں سابقہ مذاہب کے صحیح ہونے پر صریح اور ...ریں۔ اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

...ع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذین اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم وموسیٰ ...

وعیسیٰ ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ " [4]

...یت شریعت نوح کی اتباع کے وجوب پر دلالت کرتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : " انا انزلنا التوراۃ ...ن وھدیٰ ونور یحکم بھا النبیون ..." [5] اس آیت میں نبی علیہ السلام سے جنس انبیاء علیہم السلام مراد ہے۔

...ماء نے آیت مبارکہ " وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس الخ " سے وجوب قصاص کا استدلال کیا ہے۔ ...ی اسرائیل پر قصاص واجب تھا اور اسی بنا پر ہماری شرع میں بھی قصاص کو واجب کیا گیا۔

...رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا : " فاذا نسی احدکم صلوۃ او نام عنھا فلیصلھا اذا ذکرھا " [6] ...ی نماز یا بھول کی وجہ سے سو گیا ہو تو اسے چاہئے کہ جب یاد آ جائے ادا کر لے)۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ ...لاوت فرمائی : " واقم الصلوۃ لذکری " [7] یا جو اس کے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ خطاب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ...ے ثابت ہوتا ہے کہ اگر شرع سابقہ پر عمل درست نہیں ہوتا تو حضور ﷺ یہ تلاوت نہ فرماتے کیونکہ یہ ...صورت میں ان کی تلاوت بلا فائدہ ہوگی۔ اسی طرح آپ ﷺ نے یہودی کے رجم کے مسئلے میں تورات کی ...ع فرمایا تھا۔

---

[1] ...ام ۹۰ [2] ...ص ۲۴ [3] ...نحل ۱۲۳ [4] ...شوریٰ ۱۳ [5] ...مائدہ ۴۴
[6] ...بخاری، ابواب الصلوۃ، باب ما جاء فی الرجل عن الصلوۃ۔

(۴) جب تک وحی کا نزول نہیں ہوا تھا اس وقت تک حضور ﷺ اہل کتاب کی موافقت کو پسند فرمایا کرتے تھے۔ ان کی شرائع پر عمل نہ کیا جائے تو محبت کا کیا مطلب ہوگا؟

ادلہ کا تجزیہ :

شرائع سابقہ کو حجت ماننے والوں نے جن چار وجوہ سے استدلال کیا ان کا تجزیہ مختصر امندرجہ ذیل ہے :

مذکورہ ادلہ مطلوب کے اثبات میں قطعی الدلالہ نہیں ہیں۔ پہلی آیت مبارکہ جس کے کلمہ "الھدی" سے استدلال کیا تو کلمہ "الھدی" تمام انبیاء کے لئے مشترک ہے اور وہ اشیاء ہیں جو اختلاف شرائع سے مختلف نہیں ہوتیں اور وہ اصول اعتقادات اور کلیات خمسہ یعنی نفوس، اموال، انساب اور اعراض کی حفاظت ہیں۔ اور "شرع لکم من الدین" سے مراد توحید ہے۔ اور اتباع ملت ابراہیم کے حکم سے مراد وہ ہے جو اوائل آیت کے آخر میں ہے "وما کان من المشرکین" اور مشرک کا مقابل توحید ہوتا ہے یعنی وہ مشرک نہیں تھے بلکہ موحد تھے۔ اسی توحید کی پیروی کا حکم ہے اور الحاصل "ان آیت قصاص سے وجوب کا تعلق ہے تو وہ ہماری شریعت میں موجود ہے جو وجوب اتباع پر دلالت کرے۔ جہاں تک "فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدی علیکم" کا سوجو کوئی تم پر زیادتی کرے تو تم بھی اس زیادتی کی سزا دو جیسی زیادتی اس نے تم پر کی ہے" سے ثابت ہے۔ اور آیت قصاص میں صرف امت بنی اسرائیل سے مشابہت سے آگاہ کیا ہے اور جہاں تک یہودی کے رجم کے لئے تورات کی طرف رجوع کا تعلق ہے تو یہودی کے اس انکار اور جھوٹ پر اور آپ ﷺ کے سچے نبی ہونے کی صداقت کے اظہار کے لئے، آپ ﷺ نے خود ہی کہہ دیا کہ رجم کی سزا تورات میں مذکور ہے، نہ کہ اس لئے کہ رجم کا حکم وہاں سے لے کر عمل کر لیں۔ اس کے علاوہ بھی تورات کی طرف اس حکم کا رجوع آپ سے ثابت نہیں ہے۔

فریق ثانی کے دلائل :

جن لوگوں نے اس کے شرعی حجت ہونے کا انکار کیا انہوں نے بھی چار وجوہ سے استدلال کیا ہے۔ مختصر مندرجہ ذیل ہے :

(۱) حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل کو یمن کا منصب قضا سپرد کرتے وقت کتاب وسنت اور پھر اجتہاد کی تعلیم دی تھی۔ سابقہ شرائع سے حکم کے استنباط کی کوئی ہدایت نہیں کی اگر یہ شرعی حجت ہوتا تو حضرت معاذ اس کا بھی ذکر کرتے یا حضور ﷺ ان کو اس کی تعلیم کرتے۔

(۲) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے : "لکل جعلنا منکم شرعة ومنهاجا"[1] یہ آیت ہر فریق کے لئے الگ الگ شریعت پر دلالت کرتی ہے اور کسی فریق سے مطالبہ نہیں کرتی کہ وہ کسی دوسرے کی شریعت پر عمل پیرا ہو۔

(۳) اگر حضور ﷺ سابقہ شرائع پر عمل کرتے تو ان کی امت پر بھی ایسا کرنا ضروری ہوتا اور شرائع سابقہ کی تعلیم امت پر واجب ہوتی اور مجتہدین صحابہ پر بھی اس کی جستجو اور مختلف شرائع سے واقعات وحادثات کا حکم واجب ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔

---

[1] البقرہ : ۱۴۸ [2] المائدہ : ۴۸

[illegible] ہے [illegible] شرائع [illegible] کے [illegible] تھے [illegible] اور [illegible] شریعت اسلامیہ قیامت [illegible] کے [illegible] ہے [illegible] کا [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی [illegible] ہے [illegible] کی

اور احناف نے ذمی کے بدلے مسلمان کے قتل کو اور عورت کے بدلے مرد کے قتل کے جواز کا قول کیا ہے اور اس آیت کو بنایا جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے " وکتبنا علیھم فیھا ان النفس بالنفس " ۔ مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ بعد کے جواز کا قول کیا ہے اور سورۃ یوسف میں واقع اس آیت سے استدلال کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا " ولمن جاء به حمل بعیر وانا به زعیم " ۔[1]

ہمارے نزدیک قول راجح :

ہماری نزدیک یہ بات زیادہ صحیح ہے کہ شرائع سابقہ تک میں ادلہ کی کوئی مستقل دلیل نہیں ہے بلکہ اس کو کتاب وسنت پر پیش کیا جائے گا اور اس کے بغیر اس پر عمل نہیں کیا جا سکتا۔ اگر اللہ تعالیٰ یا اس کے رسول سے ان احکام کا بیان ہو اور ہماری شریعت میں کوئی ایسی بات نہ ہو جو ان کے نسخ پر دلالت کرے تو عمل ہوگا اور بہت سے علماء نے یہی منقول ہونا ہے کہ " ان شرع من قبلنا لیس شرعا لنا " جیسا کہ ان کا ذکر ہو چکا ہے۔

☆☆☆

[1] یوسف : ۷۲

خلاصہ (نتائج)

مقالہ لکھنے کا مقصد یہ جاننا تھا کہ فن اصول فقہ کا آغاز کب ہوا، اس کی تدوین کب اور کس نے کی، یہ فن مختلف ادوار سے گزر کر ہم تک کیسے پہنچا اور مختلف ممالک کے علمی، دینی و سیاسی حالات کے تناظر میں فن اصول فقہ کی صنف تالیف میں کس قسم کے رجحانات فروغ پاتے رہے اور یہ کہ فن اصول فقہ پر کام کی رفتار کیا رہی؟ تاریخی مصادر و ادلہ سے ثابت ہوا کہ تاریخ اسلام کے پہلے اصولی حضور اکرم ﷺ کی ذات گرامی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اجتہاد کی اجازت عطا فرمائی[1]۔ آپ ﷺ نے اجتہاد فرمایا[2]۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو اجتہاد کی تعلیم و اجازت عطا فرمائی[3]۔ صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں اجتہاد کیا۔ آپ ﷺ کو ان کے اجتہاد کی اطلاع بھی ہوئی[4]۔ جب صحابہ کرام کا اجتہاد اصول پر مبنی ہوتا تو آپ ﷺ خوشی کا اظہار فرماتے اور تائید دیتے[5]۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا تو ناراضگی کا اظہار فرماتے[6]۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اجتہاد بغیر ادوات اجتہاد یعنی اصول کے نہیں ہو سکتا۔ یہ اور قرائن کے اجتہادات میں اصول کارفرما ہوتے تھے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور اکرم ﷺ کی صحبت اور تربیت یافتہ ہونے کے ساتھ اہل زبان بھی تھے۔ قرآن اور اس کے اسباب نزول اور اطلاق ان کے سامنے ہوا۔ اس لئے انہیں اس فن کو مدون کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ تابعین کے دور میں بھی یہی صورتحال رہی۔ مگر جب اسلام کی روشنی دور دراز عجمی علاقوں میں پہنچی اور زمانہ قدیم سے دوری بڑھنے لگی، فہم و ذوق میں کمی آنے لگی تو دوسرے فنون کی تدوین کے ساتھ اصول فقہ کی تدوین بھی عمل میں آئی۔

دوسری صدی ہجری میں اصول فقہ کی تدوین میں امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے سبقت حاصل کی[7]۔ بعد میں شافعی نے اس فن کی بنیادوں کو مضبوط کیا۔ لفظ "اصول الفقہ" اور علم "اصول" کا ابتدائی استعمال باقرتیب امام ابو یوسف و امام شافعی کے یہاں نظر آتا ہے[8]۔ مگر اس سے کبھی تو اعم اجتہاد اور کبھی کتاب و سنت کا علم مراد ہوتا تھا[9]۔ اصول فقہ کو دو کے اعتبار سے فقہ پر تقدیم حاصل ہے۔ اگرچہ اس کی تدوین فقہ کے بعد ہوئی، مگر کسی فن کی تدوین اس کے وجود کو ظاہر نہیں کرتی بلکہ وہ مظہر اور کاشف ہوتی ہے۔ جس طرح آئمہ قرأت امام کسائی، حمزہ و عاصم وغیرہ کی تدوین قرأت سے قبل بھی قرآن کریم کو مختلف قرأت سے پڑھتے تھے اور بانی منطق ارسطو سے قبل بھی لوگ منطقیانہ گفتگو کرتے تھے۔

دوسری صدی ہجری کے بعد اصول فقہ کی تصنیف و تالیف میں اصولیین کے دو مناہج بن گئے تیسری صدی ہجری سے ساتویں صدی ہجری تک مجموعی طور پر اصول فقہ پر ایک گہری و بنیادی کام نظر آتا ہے اور ساتویں صدی ہجری میں

---

1 تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو 1/198 دیکھئے
2 حوالہ سابق 1/72
3 حوالہ سابق 1/72
4 حوالہ سابق 1/72
5 حوالہ سابق 1/72
6 حوالہ سابق 1/72
7 حوالہ سابق 1/72
8 حوالہ سابق 1/72
9 حوالہ سابق 1/72

اصول فقہ میں تصنیف و تالیف کا جو انداز متعارف ہوا اس کے بعد آٹھویں صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری تک تقلیدی رجحانات میں فروغ پیدا ہو جانے سے یہ فن بھی مجموعی طور پر جمود کا شکار ہوا۔ اگرچہ بعض عمدہ کتابیں بھی لکھی گئیں، تعداد کے اعتبار سے تو کثرت رہی مگر فکری اعتبار سے یہ فن تنزلی کا شکار رہا۔

اس دور کے اکثر اصولیین نے سابقین کی کتب کی تسہیل، تحقیق، اختصارات، شرح، شرح الشرح، حواشی، تعلیقات، بلکہ تجزیہ بکت وغیرہ تک آپہنچے۔ مثال کے طور پر التنقیح والتوضیح والتلویح پر تالیف کے بعد سے چھبیس (۲۶) سے زائد کتب لکھی گئیں۔ اس طرح تاج الدین سبکی کی جمع الجوامع پر مختلف ادوار میں ساٹھ (۶۰) سے زائد کتب لکھی گئیں۔ موجودہ زمانے تک میں اصول فقہ پر کام میں نشاۃ ثانیہ نظر آتی ہے اور اب جدید اور اہل اسالیب پر اس فن میں کتب لکھنے کا رواج پڑتا جا رہا ہے۔

مختلف فقہی مذاہب کے نشاۃ ثانیہ کے تحقیقی مطالعہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ چار مشہور سنی مذاہب کے علاوہ بھی متعدد مذاہب پیدا ہوئے۔ ان میں سے کچھ زمانے کے ساتھ ساتھ ختم بھی ہو گئے لیکن تمام مذاہب میں حنفی مذہب اپنی ذاتی خصوصیت کی بنا پر اپنے وجود سے آج تک ہر دور میں اکثریت حاصل رہی ہے۔

آخر میں توضیح کی غرض سے چند باتیں مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ اس مقالہ میں ایک ہزار سے زائد اصولیین کی اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف شامل کیا گیا ہے۔

۲۔ اصول فقہ کی سو سے زائد اہم کتب کا تحقیقی تجزیہ کیا گیا ہے، جس میں مصنفین کے مناہج، کتب کے مشتملات، اہمیت، محاسن و معائب اور اس پر لکھی جانے والی کتب (شروح، حواشی وغیرہ) کو مؤلفین کی تاریخ وفات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے تحریر کر دیا گیا ہے تاکہ قاری ایک نظر میں مختلف ادوار سے متعلق کیے جانے والے کام سے آگاہ ہو جائے۔

۳۔ ہر فصل کے آغاز میں اس زمانے کے سیاسی، دینی، علمی حالات پر ایک نظر طائرانہ جائزہ پیش کیا گیا ہے، جس میں اصول فقہ پر کام کی رفتار کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

۴۔ آنے والے محققین کی رہنمائی کے لئے اصولیین کا مشہور نام، ان کا مسلک اور تاریخ ولادت (اگر دستیاب ہو) اور تاریخ وفات ہجری میں نام کے ساتھ ذکر کر دی گئی ہے اور ان کا مسلک بھی وہیں ذکر کیا گیا ہے۔ اس طرح عیسوی تاریخ ولادت و وفات حواشی میں ذکر کر دی گئی ہے تاکہ اس سے یہ اندازہ ہو سکتا ہے کہ کس صدی میں کس فقہی مکتب فکر کے اصولیین کی تعداد اور ان کی اصول فقہ پر مؤلفات زیادہ رہیں۔ اسی طرح یہ کہ کن علاقوں میں اصولیین اور ان کی اصولی خدمات نمایاں رہیں۔

☆☆☆

فہارس

۱۔ فہرست آیات قرآنیہ

۲۔ فہرست احادیث مبارکہ

۳۔ فہرست شخصیات

۴۔ فہرست مصادر الکتاب

۵۔ فہرست فرق، امم وقبائل

۶۔ فہرست اماکن

۷۔ فہرست مراجع التحقیق

اشاریہ (۱)

(INDEX - 1)

فہرست آیاتِ قرآنیہ

فہرست آیاتِ قرآنیہ

نمبر شمار	سورۃ کا نام	آیتِ مبارکہ	آیت نمبر	جلد	صفحہ
۱	البقرہ	استشهدوا شهيدين من رجالكم	۲۸۲	۱	۶۵
۲		فمن اعتدى عليكم فاعتدوا عليه	۱۹۴	۲	۷۸۸
۳		فولوا وجوهكم شطره	۱۵۰	۱	۱۳۲
۴		فيها اثم كبير ومنافع للناس	۲۱۹	۱	۶۳
۵		كتب عليكم الصيام	۱۸۳	۲	۷۲۹
۶		لها ما كسبت وعليها ما اكتسبت	۲۸۶	۱	۹
۷		واتقوا يوما ترجعون فيه الى الله	۲۸۱	۲	۷۴۳
۸		والذين يتوفون منكم ويذرون ازواجا	۲۳۴	۱	۸۹
۹		وكذلك جعلكم امة وسطا	۱۴۳	۱	۷۸
۱۰		وكلوا واشربوا حتى يتبين لكم	۱۸۷	۲	۷۳۴
۱۱		وهو الذى خلق لكم ما فى الارض جميعا	۲۹	۲	۷۷۳
۱۲		واتموا الحج والعمرة لله	۱۹۶	۲	۷۳۳
۱۳		واقيموا الصلوة واتوا الزكوة	۱۰،۴۳	۱	۷۳۴
۱۴				۱	۲۵
۱۵				۱	۲۷
۱۶				۱	۳۸
۱۷				۱	۴۰
۱۸		يا ايها الذين امنوا كتب عليكم الصيام	۱۸۳	۲	۷۸۶
۱۹		يا ايها الذين امنوا لا تقولوا راعنا وقولوا	۱۰۴	۲	۷۷۹
۲۰		يريد الله بكم اليسر ولا يريد بكم العسر	۱۸۵	۲	۷۷۲
۲۱		يسئلونك عن الخمر	۲۱۹	۱	۶۹
۲۲		يسئلونك عن اليتامى قل اصلاح لهم	۲۲۰	۱	۶۹
۲۳		ان الناس قد جمعوا لكم	۱۷۳	۱	۱۲۸
۲۴	آل عمران	قل اطيعوا الله والرسول فان تولوا	۳۲	۲	۷۳۳

۴۵۔		قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ———	۳۱	۲	۷۳۲
۴۶۔		وشاورھم فی الامر ———	۱۵۹	۱	۶۹
۴۷۔		وللہ علی الناس حج البیت ———	۹۷	۱	۲۰
۴۸۔		———		۲	۷۳۳
۴۹۔		وما محمد الا رسول ———	۱۴۴	۱	۷۸
۵۰۔	المائدہ	انا انزلنا التورٰۃ فیھا ھدی ونور ———	۴۴	۲	۷۸۷
۵۱۔		انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام ———	۹۰	۱	۹۳
۵۲۔		———		۱	۶۳
۵۳۔	النساء	ان الصلوٰۃ کانت علی المومنین کتابا ———	۱۰۳	۱	۲۵
۵۴۔		این ماتکونوا یدرکم الموت ———	۷۸	۱	۷
۵۵۔		تلک حدود اللہ ومن یطع اللہ ورسولہ ———	۱۳	۲	۷۲۹
۵۶۔		فلا وربک لا یومنون حتی یحکموک ———	۶۵	۱	۹۰
۵۷۔		فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوٰۃ ———	۱۰۱	۱	۹۳
۵۸۔		فمال ھولاء القوم لا یکادون یفقھون ———	۷۸	۲	۷۳۰
۵۹۔		فانکحوا ما طاب لکم من النساء مثنی وثلث ———	۴۳	۱	۹۵
۶۰۔		فان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ ———	۵۹	۲	۷۶۱
۶۱۔		لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکری ———	۴۳	۱	۹۳
۶۲۔		———		۱	۹۳
۶۳۔		لا تکن من الخائنین خصیما ———	۱۰۵	۱	۱۵۱
۶۴۔		لا تنکحوا ما نکح اباؤکم ———	۲۲	۲	۷۲۹
۶۵۔		لا خیر فی کثیر من نجواھم ———	۱۱۴	۲	۷۲۹
۶۶۔		من کان فقیرا فلیاکل بالمعروف ———	۶	۲	۷۸۳
۶۷۔		من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ———	۸۰	۱	۷۳
۶۸۔		واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا ———	۱۱۵	۲	۷۳۸
۶۹۔		ولا تقتلوا انفسکم ان اللہ کان بکم رحیما ———	۲۹	۱	۷۶
۷۰۔		ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منکم ———	۸۳	۲	۷۳۳
۷۱۔		ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ یدخلہ نارا ———	۱۴	۲	۷۲۹

٤٨		٥			
٤٩		٥	١٥٣	٢	واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل
٥٠		٥	٤٩	٢	وانزل الله عليك الكتاب والحكمة
٥١		٥	٥٩	٢	يا ايها الذين امنوا اطيعوا الله واطيعوا الرسول
٥٢		٥		٢	
٥٣		٥	١	٢	
٥٤		٥	٣	١	يوصيكم الله في اولادكم
٥٥	المائدة	٥	٣	١	اليوم اكملت لكم دينكم واتممت عليكم
٥٦		٥	٣٢	٢	ان النفس بالنفس
٥٧		٥	٤٨	٢	لكل جعلنا منكم شرعة ومنها
٥٨		٥	٨٩	٢	من اوسط ما تطعمون اهليكم
٥٩		٥	٣٨	١	والسارق والسارقة فاقطعوا ايديهما
٦٠		٥			
٦١		٦		١	
٦٢		٦		١	
٦٣		٦	٦	١	وامسحوا برؤسكم
٦٤		٦		١	
٦٥		٦	٤٥	٢	وكتبنا عليهم فيها ان النفس بالنفس
٦٦		٦		٢	
٦٧		٦		٢	
٦٨		٦		٢	
٦٩		٦	٩٩	٢	ان احكم بينهم بما انزل الله ولا تتبع اهواءهم
٧٠		٦	٩	١	ويدركه بي الحرائق
٧١		٦	١٥١	١	يا ايها الذين امنو لا تسئلوا عن اشياء
٧٢		٦	٧	٢	يا ايها الذين امنو اذا قمتم الى الصلوة
٧٣		٦	٣٣	٢	يحكم بها النبيون
٧٤		٦	١٠٨	٢	ولا تسبوا الذين يدعون من دون الله
٧٥	الانعام	٦	٩٨	١	وهو الذي انشاكم من نفس واحدة
٧٦		٦	٨٧	٢	اولئك الذين هدى الله فبهداهم اقتده
٧٧		٦	٧٩	١	
٧٨	الانفال	٨	٦٨	١	لولا كتاب من الله سبق لمسكم فيما

۷۹۔		ما کان لنبی ان یکون لہ اسری	۶۷	۱	۵۰
۸۰۔	التوبہ	خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم	۱۰۳	۱	۷۹
۸۱۔		عفا اللہ عنک لم اذنت لہم حتی یتبین	۴۳	۱	۱۹
۸۲۔		فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ	۱۱	۱	۹۔
۸۳۔		والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار	۱۰۰	۲	۷۸۵
۸۴۔		والذین یکنزون الذہب والفضۃ	۳۴	۲	۷۳۳
۸۵۔	یونس	فاجمعوا امرکم وشرکاءکم	۷۱	۲	۵۳۷
۸۶۔	ہود	قالوا یشعیب ما نفقہ کثیرًا	۹۲	۱	۲
۸۷۔	یوسف	انا انزلناہ قرانا عربیا	۲	۲	۷۱۵
۸۸۔		وقطعن ایدیہن	۳۱	۱	۹۲
۸۹۔		ولمن جاء بہ حمل بعیر وانا بہ زعیم	۸۲	۲	۷۹۱
۹۰۔		ثم اوحینا الیک ان اتبع ملۃ ابراہیم حنیفا	۱۲۳	۲	۸۸۷
۹۱۔	النحل	لحمًا طریًا	۱۴	۲	۷۹۱
۹۲۔		واللہ اخرجکم من بطون امہاتکم	۷	۱	۱۲
۹۳۔		ومن ثمرات النخیل والاعناب	۶۷	۱	۹۳
۹۴۔	الاسراء	تسبح لہ السموت السبع والارض	۴۴	۱	۷
۹۵۔		ولا تقربوا الزنی	۳۲	۱	۶۷
۹۶۔				۱	۴۰
۹۷۔		وان من شیء الا یسبح بحمدہ	۴۴	۱	۲
۹۸۔		واحل لکم ماوراء ذلکم		۲	۷۳۶
۹۹۔	طٰہٰ	واحلل عقدۃ من لسانی یفقہوا قولی	۲۸،۲۷	۰	۷
۱۰۰۔		واقم الصلوٰۃ لذکری	۱۴	۲	۷۸۷
۱۰۱۔	الحج	وما جعل علیکم فی الدین من حرج	۷۸	۰	۴۳
۱۰۲۔	النور	لیس علیکم ولا علیہم جناح بعدہن علوا لزن	۵۸	۲	۷۲۹
۱۰۳۔	الشعراء	واللہ لفی زبر اولین	۱۹۶	۲	۷۲۵
۱۰۴۔	لقمان	ہذا خلق اللہ	۱۱	۰	۹
۱۰۵۔	الاحزاب	لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ	۲۱	۲	۷۳۳

۱۰۹۔		وما کان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله	۳۰	۱	۲۰
۱۱۰۔			۱۸	۱	۹۸
۱۱۱۔	فاطر	ولا تزر وازرة وزر اخری	۳۳	۲	۷۳۰
۱۱۲۔		قل تجد لسنة الله تبدیلا	۴۳	۲	۷۸۷
۱۱۳۔		وظن داود انما فتنه فاستغفر ربه	۱۳۰	۱	۷۸
۱۱۴۔	الزمر	انک میت وانهم میتون	۶۵	۱	۱۵۰
۱۱۵۔		لئن اشرکت لیحبطن عملک	۵۵	۲	۷۶۲
۱۱۶۔		واتبعوا احسن ما انزل الیکم	۱۳	۲	۷۸۷
۱۱۷۔	شوریٰ	شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا		۲	۷۸۸
۱۱۸۔			۱۰	۱	۲۵۸
۱۱۹۔		وما اختلفتم فیه من شیء فحکمه الی الله	۱۳	۲	۷۷۳
۱۲۰۔	جاثیه	وسخر لکم ما فی السمٰوٰت والارض	۴	۲	۷۳۲
۱۲۱۔	النجم	وما ینطق عن الهوی ان هوا الا وحی یوحی	۳۸	۲	۷۸۶
۱۲۲۔	القمر	وبنهم ان الماء قسمة بینهم	۷	۲	۷۵۰
۱۲۳۔	الحشر	کی لا یکون دولة بین الاغنیاء منکم	۵۴	۱	۱۴۲
۱۲۴۔		وللرسول ولذی القربی	۷	۲	۷۳۳
۱۲۵۔		وما اتکم الرسول فخذوه وما نهاکم		۱	۹۰
۱۲۶۔	الطلاق	واولات الاحمال اجلهن		۱	۱۴۳
۱۲۷۔					
۱۲۸۔		یایها النبی اذا طلقتم النساء	۲	۱	۱۳۰
۱۲۹۔				۱	۱۵۰
۱۳۰۔					
۱۳۱۔	الملک	الا یعلم من خلق	۱۴	۱	۴۲
۱۳۲۔	القیامه	ایحسب الانسان ان یترک سدی	۳۶	۲	۷۹۹
۱۳۳۔	العلق	اقراء باسم ربک الذی خلق	۱۔۵	۲	۷۴۳

☆☆☆

اشاریہ (۲)

(INDEX-2)

فہرستِ احادیث مبارکہ

فہرست احادیث مبارکہ

	احادیث مبارکہ	جلد	صفحہ
۱۔	احتلمت فی لیلۃ باردۃ فی غزوۃ ذات السلاسل فاشفقت ان اغتسل	۱	۵۱
۲۔	احلت لی الغنائم ولم تحل لاحد قبلی	۲	۷۸۶
۳۔	اتقوا الحدود بالشبہات	۱	۸۷
۴۔	اذا اجتہد الحاکم فاخطا فلہ اجر	۱	۱۸۳
۵۔	اذا حکم الحاکم فاجتہد ثم اصاب فلہ اجران واذا حکم اجتہد ثم	۱	۷۳
۶۔	اذا ولغ الکلب فی اناء احدکم فلیغسلہ سبعا احدا ھن بالتراب	۳	۷۳۶
۷۔	الا لم یجمع الرجل الصوم من اللیل فلا یصم	۲	۷۳۷
۸۔	اعطیت خمسا لم یعطھن احد قبلی	۲	۷۸۹
۹۔	اعظم المسلمین فی المسلمین جرما من سال عن شی	۱	۶۰
۱۰۔	اقض بالکتاب والسنۃ اذا وجدتھما فان لم تجد	۱	۷۳
۱۱۔		۳	۷۳۰
۱۲۔	اقطع ید غلامی ھذا فانہ سرق فقال لہ عمر : فاذا سرق	۱	۸۷
۱۳۔	الحمد للہ الذی وفق رسول اللہ لرضاہ	۲	۷۴۳
۱۴۔	اللھم عمہ الکتاب	۱	۷
۱۵۔	امرت ان اقاتل الناس حتی یقولوا : لا الہ الا اللہ	۱	۷۹
۱۶۔	الامر ینزل بنالم ینزل فیہ قران ولم تمض فیہ منکم سنۃ	۱	۷۳
۱۷۔	ان الناس لکم تبع وان رجالا یاتونکم من الارض یتفقھون	۱	۷
۱۸۔	ان النبی ﷺ وابابکر وعمر وعثمان کان یقطعون السارق	۱	۹۷
۱۹۔	ان امتی لا تجتمع علی الضلالۃ	۲	۷۳۹
۲۰۔	انتم اعلم بامور دنیاکم	۱	۸۲
۲۱۔	انت ومالک لابیک	۲	۷۵۰
۲۲۔	ان رجلا اتی النبی ﷺ فقال : یا رسول اللہ ولد لی غلام اسود	۱	۷۲
۲۳۔	ان عمر کان حریصا علی تحریم الخمر فکان یقول اللھم	۲	۹۳
۲۴۔	ان عمر بن الخطاب خرج فی رکب فیھم عمرو بن العاص	۱	۷۸

۴۴۔ ان كذبا علي ليس ككذب على احد من كذب على متعمدا ـــــ ۲ ـ۳۶

۴۵۔ انما الاعمال بالنيات ـــــ ۲ ۷۳۶

۴۶۔ انما انا بشر اذا امرتكم بشيء من دينكم فخذوه ـــــ ۱ ۸۲

۴۷۔ انه كان يقطع السارق من المفصل ـــــ ۱ ۹۳

۴۸۔ انما نهيتكم من اجل الدافة التي دفت عليكم ـــــ ۲ ۷۵۰

۴۹۔ بعثنا رسول الله ﷺ الى اليمن ، فاتيتها الى قوم قد بنو زبية ـــــ ۱ ۷۵

۵۰۔ بكل شعرة جنابة ـــــ ۲ ۷۸۹

۵۱۔ الثلث والثلث كثير ـــــ ۲ ۷۳۹

۵۲۔ حرم الله مكة لم تحل لاحد قبلي ولا تحل لاحد بعدي ـــــ ۱ ۷۰

۵۳۔ خرج رجلان في سفر ، فحضرت الصلاة وليس معهما ماء ـــــ ۱ ۷۵

۵۴۔ خرجنا في سفر فاصاب رجلا منا حجر فشجه في رأسه ـــــ ۱ ۷۶

۵۵۔ سامزيد على السبعين ـــــ ۱ ۳۱

☆ ـــــ ۱ ۳۲

۵۶۔ سنة ابيكم ابراهيم ـــــ ۲ ۸۸۶

۵۷۔ صلوا كما رايتموني اصلي ـــــ ۲ ۷۳۴

☆ ـــــ ۲ ۷۳۵

۵۸۔ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين ـــــ ۲ ۷۹۵

۵۹۔ فقهه في الدين ـــــ ۱ ۷

۶۰۔ فاذا نسي احد كم صلوة او نام عنها فليصلها اذا ذكرها ـــــ ۲ ۷۸۷

۶۱۔ القاتل لا يرث ـــــ ۴ ۷۳۹

۶۲۔ قال اتى رجل النبي ﷺ فقال له ان اختي نذرت ان تحج وانها ماتت ـــــ ۱ ۷۱

۶۳۔ قالت دخلت هند بنت عتبه امراة ابي سفيان على رسول الله ﷺ ـــــ ۴ ۷۸۳

۶۴۔ كل محدثه بدعة وكل بدعة ضلالة ـــــ ۴ ۷۳۰

۶۵۔ كيف تقضي اذا عرض لك قضاء قال اقضي ـــــ ۱ ۷۲

۶۶۔ لا تنكح المراة على عمتها ولا على خالتها ـــــ ۴ ۷۳۹

۶۷۔ لا ضرر ولا ضرار ـــــ ۴ ۱

☆ ـــــ ۱ ۷۳۳

۶۹۔ لا نکاح الا بولی	۱		۲۳
۷۰۔ لا یصلین احد العصر الا فی بنی قریظہ	۱		۷۳
۷۱۔ ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام	۲		۷۸۰
۷۲۔ ما غمض نبی الا دفن حیث یقبض	۱		۷۸
۷۳۔ ما نہیتکم عنہ فاجتنبوا وما امرتکم بہ فاتوا منہ ما استطعتم	۱		۶۱
۷۴۔ من احیا ارضا موتا			۱۱۲
۷۵۔ من اکبائر شتم الرجل والدیہ قالوا یا رسول اللہ ص	۴		۷۷۹
۷۶۔ من یرد اللہ بہ خیراً یفقہہ فی الدین	۱		۷
۷۷۔ نزل اھل قریظۃ علی حکم سعد معاذ فارسل النبی ﷺ الی سعد	۱		۷۳
۷۸۔ واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ ﷺ وبنت عدو اللہ مکانا واحدا ابدا	۱		۶۵
۷۹۔ الناس معدون خیارھم فی الجاھلیۃ خیارھم فی الاسلام اذا فقھوا	۱		۷
۸۰۔ وکان النبی یبعث الی قومہ خاصۃ وبعثت الی الناس کافۃ	۴		۷۸۹
۸۱۔ یا رسول اللہ ذھب اھل الدثور بالاجور، یصلون کما نصلی	۱		۷۱
۸۲۔ یا عثمان لا یحل لاحدان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک	۱		۶۵
۸۳۔ ھدایا الامراء غلول	۴		۷۸۰
۸۴۔ وشئت یوما فقبلت وانا صائم، فاتیت النبی ﷺ	۱		۷۴

☆☆☆

اشاریہ (۳)

(INDEX-3)

فہرست شخصیات

تاریخ وفات کی ترتیب کے لحاظ سے ان اصولیین کے اسماء جن کی کتب یا اصولی آراء کا اس مقالہ میں ذکر ہوا جن اصولیین کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی ان کی جگہ (. .) تحریر ہے۔

شمار	تاریخ وفات	اسماء	تاریخ ولادت	جلد/صفحہ
۔	(۱۱ھ)	حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم	(.)	۱/۶۰۔۹۲
۱۔	(۱۳ھ)	حضرت ابوبکر صدیق	(.)	۱/۷۹۔۸۰
۲۔	(۲۳ھ)	حضرت عمر فاروق	(.)	۱/۸۱۔۸۲
۳۔				۸۳۔۸۵
۴۔				۸۷، ۸۹، ۹۲
۵۔				
۶۔		حضرت عبداللہ بن مسعود	(.)	۱/۸۹۔۹۰۔۹۲
۷۔	(۴۰ھ)	حضرت علی	(. . .)	۱/۸۹۔۹۲
۸۔		حضرت ابن عباس	(.)	۱/۹۱
۹۔	(۱۰۱ھ)	عمر بن عبدالعزیز	(۶۰ھ)	۱/۹۳۔۹۵
۱۰۔	(۱۲۴ھ)	ابن شہاب الزہری	(۵۱ھ)	۱/۹۵
۱۱۔	(۱۲۸ھ)	ابن ابی لیلیٰ	(۷۴ھ)	۱/۱۰۲
۱۲۔	(۱۵۰ھ)	امام ابوحنیفہ	(۸۰ھ)	۱/۱۰۲
۱۳۔	(۱۵۸ھ)	زفر بن ہذیل	(۱۱۰ھ)	۱/۱۱۰
۱۴۔	(۱۷۹ھ)	امام مالک	(۹۳ھ)	۱/۱۱۱
۱۵۔	(۱۸۲ھ)	امام ابو یوسف	(۱۱۳ھ)	۱/۱۱۵
۱۶۔	(۱۸۹ھ)	محمد بن حسن الشیبانی حنفی	(۱۳۱ھ)	۱/۱۱۸
۱۷۔	(۱۹۱ھ)	عبدالرحمٰن بن قاسم مالکی	(۱۳۴ھ)	۱/۱۱۸
۱۸۔	(۱۹۷ھ)	عبداللہ بن وہب مالکی	(۱۲۵ھ)	۱/۱۰۸
۱۹۔	(۲۰۰ھ بعد)	الجصاص حنفی	(.)	۱/۱۱۹
۲۰۔	(۲۰۴ھ)	محمد بن ادریس شافعی	(۱۵۰ھ)	۱/۱۱۹
۲۱۔	(۲۱۱ھ)	معلی بن منصور رازی	(.)	۱/۱۲۶
۲۲۔	(۲۱۵ھ)	ابن سماعۃ الصمعی	(۱۳۳ھ)	۱/۱۲۶

۲۳	(۲۰۰ھ)	بشر بن غیاث المریسی حنفی معتزلی	(۲۱۸ھ)	۱۲۶/۱
۲۴	(۲۰۰ھ)	ابان صدقہ حنفی	(.)	۱۲۶/۱
۲۵	(۲۰۱ھ)	نظام معتزلی	(۲۳۱ھ)	۱۲۶/۱
۲۶	(۲۰۱ھ)	عبداللہ مسلم الطبلی	(۱۸۵ھ)	۱۲۶/۱
۲۷	(۲۰۵ھ)	احمد یاکی حنفی	(.)	۱۲۷/۱
۲۸	(۲۰۴ یا ۲۰۵ھ)	خلیفہ علی شافعی	( )	۱۲۷/۱
۲۹	(۲۰۳ھ)	ابن ماجہ حنفی	(. .)	۱۲۷/۱
۳۰	(۲۵۱ھ)	بلدی شافعی	( )	۱۲۷/۱
۳۱	(۲۰۱ھ)	احمد بن حنبل	(۲۴۱ھ)	۱۲۸/۱
۳۲	(۲۰۵ھ)	حسین الکراسی	(۲۴۵ھ)	۱۲۸/۱
۳۳	(۲۰۴ھ)	اسماعیل بن یحییٰ المزنی شافعی	( )	۱۳۰/۱
۳۴	(۲۰۷ھ)	داؤد ظاہری	(۲۷۵ھ)	۱۳۰/۱
۳۵	(۲۰۸ھ)	ابن الجنید الحنفی	(۲۸۱ھ)	۱۳۱/۱
۳۶	(۲۰۸ھ)	احمد بن اسحاق الضبی مالکی	( )	۱۳۲/۱
۳۷	(۲۰۹ھ)	یوسف البغدادی	(۲۰۰ھ)	۱۳۲/۱
۳۸	(۲۰۹ھ)	ابوبکر مطاہری	( )	۱۳۲/۱
۳۹	(۲۰۰ھ یا ۲۰۱ھ)	سعد التغلبی واقفی	(.)	۱۳۳/۱
۴۰	(۲۰۰ھ)	حسن بن زیاد لؤلؤی حنفی	( )	۱۳۴/۱
۴۱	(۲۰۵ھ)	اسکاب بن عامری	( )	۱۳۴/۱
۴۲	(۲۰۶ھ)	ابن سریج الشافعی	(.)	۱۳۴/۱
۴۳	(۲۰۷ھ)	زکریا بن یحییٰ الساجی الشافعی	(۲۳۹ھ)	۱۳۴/۱
۴۴	(۲۰۷ھ)	بن الحداد مصری شافعی	(۲۴۰ھ)	۱۳۵/۱
۴۵	(۲۰۳ھ)	طحاوی الحنفی مصری	(.)	۱۳۵/۱
۴۶	(۲۰۹ھ)	ابوالقاسم البغوی	(۲۳۷ھ)	۱۳۵/۱
۴۷	(۲۱۰ھ)	ابوبکر الجوزجانی معتزلی	(.)	۱۳۶/۱
۴۸	(۲۱۰ھ)	ابوالحسن الاشعری	(۳۲۴ھ)	۱۳۶/۱
۴۹	(۲۱۵ھ)	احمد بن نجاح حنفی	(۳۰۰ھ)	۱۳۶/۱
			(۳۲۳ھ)	۱۳۵/۱

۶۔	(۳۲۴ھ)	ابن لاشید المقرئ	۱/۱۳۵
۷۔	(۳۲۴ھ تقریباً)	ابن الاحمر الحنفی المقرئ	۱/۱۳۵
۸۔	(۳۲۴ھ)	ابو عثمان الضائغ	۱/۱۳۵
۹۔	(۳۳۰ھ)	ابو بکر احمد بن الضائغ	۱/۱۳۵
۱۰۔	(۳۳۱ھ)	محمد بن ابراہیم الحنفی	۱/۱۳۵
۱۱۔	(۳۳۱ھ)	محمد بن اسماعیل الضائغ	۱/۱۳۵
۱۲۔	(۳۳۲ھ)	ابو عصمہ الترمذی الحنفی	۱/۱۳۵
۱۳۔	(۳۳۵ھ)	محمد بن جعفر الاسپرغانی الضائغ	۱/۱۳۵
۱۴۔	(۳۴۳ھ)	محمد بن احمد السمنانی الضائغ	۱/۱۳۵
۱۵۔	(۳۴۳ھ)	نظام الدین بن الحنفی	۱/۱۳۵
۱۶۔	(۳۴۵ھ)	ابن الخصی المقرئ الضائغ	۱/۱۳۵
۱۷۔	(۳۴۶ھ)	ابو علی الخارکی	۱/۱۳۶
۱۸۔	(۳۴۸ھ)	ابو القاسم الحداد الرازی	۱/۱۳۶
۱۹۔	(۳۴۸ھ)	ابو اسحاق السرزری الضائغ	۱/۱۳۶
۲۰۔	(۳۴۸ھ)	ابو الحسن الحنفی	۱/۱۳۶
۲۱۔	(۳۴۸ھ)	یعقوب الصفی الحنفی	۱/۱۳۶
۲۲۔	(۳۴۹ھ تقریباً)	ابو عمر بن الخارکی	۱/۱۳۶
۲۳۔	(۳۴۹ھ)	محمد بن سعید الحنفی الضائغ	۱/۱۳۶
۲۴۔	(۳۵۰ھ)	ابو بکر الحنفی	۱/۱۳۶
۲۵۔	(۳۵۵ھ)	ابن ابی ہریرہ الضائغ	۱/۱۳۶
۲۶۔	(۳۵۸ھ)	ابو الحسین القرشی الحنفی	۱/۱۳۶
۲۷۔	(۳۵۸ھ)	حسین (حسن) بن ابو ہریرہ الضائغ	۱/۱۳۶
۲۸۔	(۳۵۸ھ)	محمد بن سعید الخارکی	۱/۱۳۶
۲۹۔	(۳۵۸ھ)	احمد الخارکی المقرئ	۱/۱۳۶
۳۰۔	(۳۵۸ھ)	علی بن موسیٰ الشعبی الحنفی	۱/۱۳۶
۳۱۔	(۳۵۸ھ)	ابن عثمان الضائغ	۱/۱۳۶
۳۲۔	(۳۵۸ھ تقریباً)	حسین الخبار حنفی	۱/۱۳۶

۷۷۔	(۳۰۵ھ)	ابن عمر بن القطان	(.....)	۱/۱۳۵
۷۸۔	(۳۰۴ھ)	ابو حامد المروزی شافعی	(. .)	۱/۱۳۵
۷۹۔	(۳۰۵ھ)	ابو بکر قفال الکبیر الشافعی	(۳۶۵ھ)	۱/۱۳۶
۸۰۔	(۳۰۸ھ)	احمد الطوسی الشافعی	(...)	۱/۱۳۶
۸۱۔	(۳۱۰ھ)	ابراہیم بن احمد الطبری	(. .)	۱/۱۳۹
۸۲۔	(۳۱۰ھ)	ابوبکر الصیرفی حنفی	(۳۰۵ھ)	۱/۱۴۰
۸۳۔	(۳۱۴ھ)	ابوعبداللہ الشیر ازی الشافعی	(. .)	۱/۱۵۱
۸۴۔	(۳۱۰ھ)	ابوالحسن الکرخی الحنفی	(۳۴۶ھ)	۱/۱۵۲
۸۵۔	(۳۲۵ھ)	ابوبکر الابہری المالکی	(۳۸۹ھ)	۱/۱۵۲
۸۶۔	(۳۲۷ھ)	الخلیل بصری	(. .)	۱/۱۵۲
۸۷۔	(۳۳۵ھ)	احمد حسب بن حنبل الحنبلی	(۳۴۵ھ)	۱/۱۵۲
۸۸۔	(۳۴۶ھ)	ابوالقاسم الصیمری الشافعی	( )	۱/۱۵۲
۸۹۔	(۳۴۶ھ)	ابن ابی زید القیروانی المالکی	(۳۸۶ھ)	۱/۱۵۴
۹۰۔	(۳۴۰ھ)	الصائغ المعروف بالشافعی الجوہری	(۳۰۵ھ)	۱/۱۵۳
۹۱۔	(۳۴۳ھ)	ابونصر القاری	(.)	۱/۱۵۳
۹۲۔	(۳۴۹ھ)	اسماعیل الاسماعیلی الشافعی	(۴۲۲ھ)	۱/۵۳
۹۳۔	(۳۵۰ھ تقریباً)	ابن عبدالعطاء المعکلم بغدادی	(. .)	۱/۱۵۳
۹۴۔	(۳۵۰ھ تقریباً)	سعید القزوینی المالکی	(. . .)	۱/۱۵۳
۹۵۔	(۳۵۰ھ بعد)	ابوالحسن القطیعی	(. .)	۱/۱۵۴
۹۶۔	(۳۰۲ھ)	ابوالقاسم اسماعیل البہقی	( )	۱/۱۶۸
۹۷۔	(۳۹۳ھ)	ابوعبداللہ الوراق حنبلی	(. . .)	۱/۱۶۹
۹۸۔	(۳۶۳ھ)	قاضی ابوبکر الباقلانی المالکی	(.)	۱/۱۶۹
۹۹۔	(۳۶۵ھ)	حسن نیشاپوری الشافعی	( )	۱/۱۷۰
۱۰۰۔	(۳۶۶ھ)	ابن فورک الشافعی الاشعری	(.)	۱/۱۷۰
۱۰۱۔	(۳۶۶ھ)	ابوحامد اسفرائینی الشافعی	(۴۰۴ھ)	۱/۱۷۰
۱۰۲۔	(۳۶۶ھ بعد)	احمد الخزاعی الحنفی	( )	۱/۱۷۱
۱۰۳۔	(۳۶۶ھ)	عبدالواحد بن محمد المقدسی حنبلی	( )	۱/۱۷۱

۱۰۹۔	احمد بن شاکر القطان الشافعی	(۔۔۔)	۱/۱۷۱
۱۱۰۔	احمد بن الحسن الشافعی	(۳۶۸ھ)	۱/۱۷۱
۱۱۱۔	قاضی القضاۃ عبدالجبار المعتزلی	(۴۱۵ھ)	۱/۱۷۱
۱۱۲۔	ابواسحٰق الاسفرائینی الشافعی	(۔۔۔)	۱/۱۷۳
۱۱۳۔	قاضی ابوبکر الحیری الشافعی	(۳۴۵ھ)	۱/۱۷۳
۱۱۴۔	قاضی حمید الدین بلیاری مالکی	(۳۶۲ھ)	۱/۱۷۳
۱۱۵۔	حسین الاذری الاشعری	(۔۔۔)	۱/۱۷۳
۱۱۶۔	ابومنصور الطلحکی المالکی	(۔۔۔)	۱/۱۷۴
۱۱۷۔	ابن مدبش الجندراری الشافعی	(۔۔۔)	۱/۱۷۴
۱۱۸۔	ابوزید دبوسی الحنفی	(۔۔۔)	۱/۱۷۴
۱۱۹۔	ابوالحسن البصری المعتزلی	(۔۔۔)	۱/۱۷۶
۱۲۰۔	الشریف مرتضیٰ العلوی	(۴۳۶ھ)	۱/۱۸۱
۱۲۱۔	حسین الصیمری	(۴۳۶ھ)	۱/۱۸۱
۱۲۲۔	ابن لبش القرطبی المالکی	(۴۳۸ھ)	۱/۱۸۲
۱۲۳۔	ابوحامد حوینی	(۔۔۔)	۱/۱۸۲
۱۲۴۔	ابوالولید حسان نیشاپوری	(۔۔۔)	۱/۱۸۳
۱۲۵۔	ابوالمظفر التمیمی الفقیر وانی	(۔۔۔)	۱/۱۸۴
۱۲۶۔	ابوالفتح الرازی الشافعی	(۔۔۔)	۱/۱۸۴
۱۲۷۔	ابوالطیب الطبری الشافعی	(۴۵۰ھ)	۱/۱۸۴
۱۲۸۔	عبدالجبار الاسکاف	(۔۔۔)	۱/۱۸۳
۱۲۹۔	الماوردی الشافعی	(۴۵۰ھ)	۱/۱۸۳
۱۳۰۔	ابوالقاسم البکری المالکی	(۴۵۳ھ)	۱/۱۸۴
۱۳۱۔	ابن حزم الظاہری	(۴۵۶ھ)	۱/۱۸۴
۱۳۲۔	احمد البیہقی شافعی	(۴۵۸ھ)	۱/۱۸۶
۱۳۳۔	قاضی ابویعلیٰ حنبلی	(۴۵۸ھ)	۱/۱۸۷
۱۳۴۔	ابن عبیم السروی	(۴۵۸ھ)	۱/۱۸۷
۱۳۵۔	ابوحاتم القزوینی الشافعی	(۴۶۰ھ)	۱/۱۸۷

۱۳۱۔	(۳۶۰ھ تقریباً)	ابو فضل کاہب عجلی	——	۱۸۹/۱
۱۳۲۔	(م۳۶۰ھ)	محمد بن احمد الغوی الضبی	——	۱۸۹/۱
۱۳۳۔	(م۳۶۹ھ)	عبدالرحمٰن الفارانی	——	۱۸۸/۱
۱۳۴۔	(م۳۷۲ھ)	حسین المروزی الشافعی	——	۱۸۸/۱
۱۳۵۔	(م۳۷۳ھ)	مرجع الدین الشیبی	——	۱۸۸/۱
۱۳۶۔	(م۳۷۴ھ)	خطیب البغدادی	——	۱۸۸/۱
۱۳۷۔	(م۳۷۵ھ)	عبدالکریم القشیری	——	۱۸۸/۱
۱۳۸۔	(م۳۷۱ھ)	ابوالمظفر الاسفرائینی الشافعی	——	۱۹۴/۱
۱۳۹۔	(م۳۸۳ھ)	ابوالولید الباجی الاندلسی	——	۱۸۹/۱
۱۴۰۔	(م۳۸۱ھ)	ابواسحٰق الشیرازی الشافعی	——	۸۶/۱
۱۴۱۔	(م۴۰۰ھ)	ابن الصباغ الشافعی	——	۱۹۳/۱
۱۴۲۔	(م۴۷۸ھ)	امام الحرمین الجوینی الشافعی	——	۱۸۳/۱
۱۴۳۔	(م۴۷۰ھ)	عبدالرحمٰن الثعالبی المالکی	——	۲۰۱/۱
۱۴۴۔	(م۴۷۶ھ)	ابوالحسن الشیرازی الدامغانی	——	۲۰۲/۱
۱۴۵۔	(۴۸۰ھ تقریباً)	احمد الخزرجی الحنفی	——	۲۰۲/۱
۱۴۶۔	(م۴۸۰ھ)	شافعی بن صالح الحنفی	——	۲۰۲/۱
۱۴۷۔	(م۴۸۳ھ)	فخر الاسلام ابوبکر بزدوی الحنفی	——	۲۰۲/۱
۱۴۸۔	(م۴۸۴ھ)	ابوالعباس البرجلانی شافعی	——	۲۰۲/۱
۱۴۹۔	(م۴۸۳ھ)	شمس الائمہ السرخسی حنفی	——	۲۰۴/۱
۱۵۰۔	(م۴۸۳ھ بعمر ۹۰ سال)	الصمانی بیوزی	——	۲۰۵/۱
۱۵۱۔	(م۴۸۶ھ)	یعقوب بن ابراہیم حنفی	——	۲۰۵/۱
۱۵۲۔	(م۴۸۶ھ)	ابوالفرج عبدالواحد بن محمد حنبلی	——	۲۰۵/۱
۱۵۳۔	(م۴۸۸ھ)	قاضی ابوبکر شاشی	——	۲۰۵/۱
۱۵۴۔	(م۴۸۸ھ)	ابویوسف القزوینی الحنبلی	——	۲۰۵/۱
۱۵۵۔	(م۴۸۸ھ)	عبداللہ الحکمی سہلی	——	۲۰۵/۱
۱۵۶۔	(م۴۸۹ھ)	ابوالمظفر السمعانی الحنفی ثم الشافعی	——	۲۰۵/۱
۱۵۷۔	(م۴۹۳ھ)	ابوالقاسم بانی الحلبی	——	۲۰۶/۱

۱۵۔	(صوفی یا پیر صدی ہجری)	عبداللہ باب الہند اذی الشافعی	( )	۳۰۹/۱
۱۵۔	(صوفی یا پیر صدی ہجری)	عبداللہ باب احمد حنبلی	(.)	۳۰۹/۱
۱۵۔	(م۳۵۰ھ)	الکیا الہراسی شافعی	(م۳۵۰ھ)	۳۰۹/۱
۱۵۔	(م۵۰۴ھ)	حجۃ الاسلام امام غزالی شافعی	(م۵۰۵ھ)	۳۱۰/۱
۱۵۔	(م۵۰۵ھ)	ابوالخطاب الکلوذانی حنبلی	(م۵۱۰ھ)	۳۱۷/۱
۱۵۔	(م۵۱۰ھ)	ابوبکر الطرطوشی المالکی	(م۵۱۲ھ)	۳۱۷/۱
۱۵۔	(م۵۱۲ھ)	ابوالوفاء بن عقیل حنبلی	(م۵۱۳ھ)	۳۱۷/۱
۱۵۔	(م۵۱۳ھ)	عبدالرحیم القشیری الشافعی	(م۵۱۴ھ)	۳۱۸/۱
۱۵۔	(م۵۱۴ھ)	احمد بن عثمان الفیحی	(م۵۱۷ھ)	۳۱۸/۱
۱۵۔	(م۵۱۷ھ)	ابن البرہان الشافعی	(م۵۱۸ھ)	۳۲۰/۱
۱۵۔	(م۵۱۸ھ)	قاضی ابوالولید بن رشید مالکی	(م۵۲۰ھ)	۳۲۰/۱
۱۵۔	(م۵۲۰ھ)	ابوبکر الطرطوشی مالکی	(م۵۲۰ھ)	۳۲۰/۱
۱۵۔	(م۵۲۰ھ)	ابن السید البطلیوسی مالکی	(م۵۲۱ھ)	۳۲۰/۱
۱۵۔	(م۵۲۱ھ)	حسین الملا حنفی	(م۵۲۲ھ)	۳۲۰/۱
۱۵۔	(م۵۲۲ھ)	الہاہری المالکی	(م۵۲۳ھ)	۳۲۱/۱
۱۵۔	(م۵۲۳ھ)	ابوالطاہر السنوسی مالکی	(م۵۲۴ھ)	۳۲۱/۱
۱۵۔	(م۵۲۴ھ)	ابوالفرا محمد بن محمد الحنبلی	(م۵۲۷ھ)	۳۲۱/۱
۱۵۔	(م۵۲۷ھ)	ابوالحسن بن ابراہیم الحنبلی	(م۵۲۷ھ)	۳۲۱/۱
۱۵۔	(م۵۲۷ھ)	ابن ابی الصلت الاندلسی	(م۵۲۹ھ)	۳۲۱/۱
۱۵۔	(م۵۲۹ھ)	ابوالحسن الکرخی شافعی	(م۵۳۲ھ)	۳۲۲/۱
۱۵۔	(م۵۳۲ھ)	ابن الخطاب شافعی	(م۵۳۳ھ)	۳۲۲/۱
۱۵۔	(م۵۳۳ھ)	عبدالعزیز النسفی حنفی	(م۵۳۳ھ)	۳۲۲/۱
۱۵۔	(م۵۳۳ھ)	امام الحرمین مالکی	(م۵۳۶ھ)	۳۲۳/۱
۱۵۔	(م۵۳۶ھ)	صدر الشہید حنفی	(م۵۳۶ھ)	۳۲۳/۱
۱۵۔	(م۵۳۶ھ بعد)	محمود بن زید لوشی حنفی ماتریدی	( )	۳۲۳/۱
۱۵۔	(م۵۳۶ھ)	ابن عقیل الواعظ	(.)	۳۲۳/۱
۱۵۔	(م۵۳۸ھ)	جار اللہ الزمخشری شافعی	(م۵۳۸ھ)	۳۲۳/۱

۱۸۵۔	علاء الدین السمرقندی حنفی	(م۵۴۰ھ)	(.....) ۲/۳۳۱
۱۸۶۔	قاضی ابوبکر بن العربی مالکی۔	(م۵۴۳ھ)	(م۴۶۸ھ) ۲/۳۳۱
۱۸۷۔	فخر الدین الرازی شافعی	(م۵۴۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۵
۱۸۸۔	ابو لحسان بیہقی۔	(م۵۴۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۵
۱۸۹۔	ابوالفتح شہرستانی اشعری	(م۵۴۸ھ)	(م۴۶۹ھ) ۲/۳۴۵
۱۹۰۔	ابومحمد بن عبداللہ الشنتی مالکی	(م۵۵۵ھ)	(م۴۸۴ھ) ۲/۳۴۵
۱۹۱۔	علاء الدین ابوبکر حنفی	(م۵۵۳ھ)	(م۴۸۸ھ) ۲/۳۴۵
۱۹۲۔	ابن افضل شافعی۔	(م۵۵۳ھ)	(م۴۸۴ھ) ۲/۳۴۵
۱۹۳۔	ابوبکر الطلیطلی مالکی	(م۵۵۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۵
۱۹۴۔	علاء الدین الحنفی	(م۵۵۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۵
۱۹۵۔	ابوبکر ظہیر حنفی	(م۵۵۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۵
۱۹۶۔	ابن العربی مالکی۔	(م۵۵۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۶
۱۹۷۔	ابن حمیر حنبلی۔	(م۵۶۰ھ)	(.....) ۲/۳۴۶
۱۹۸۔	ابوالمظفر الکردی حنفی	(م۵۶۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۶
۱۹۹۔	عبدالعزیز السنفی حنفی	(م۵۶۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۹
۲۰۰۔	ابوالحسن البصری	(م۵۶۵ھ)	(م۴۹۹ھ) ۲/۳۴۹
۲۰۱۔	ابوالحسن الابیوردی	(م۵۶۷ھ)	(.....) ۲/۳۴۹
۲۰۲۔	ضیاء الدین العترطی مالکی	(م۵۶۷ھ)	(.....) ۲/۳۴۷
۲۰۳۔	ابن صافی ملک الجزیرہ شافعی	(م۵۶۸ھ)	(م۴۹۹ھ) ۲/۳۴۷
۲۰۴۔	اسعد المکرانیسی	(م۵۷۰ھ)	(.....) ۲/۳۴۷
۲۰۵۔	عبدالرحمٰن ابن الانباری	(م۵۷۰ھ)	(م۵۱۳ھ) ۲/۳۴۷
۲۰۶۔	ابن قدحہ شافعی۔	(م۵۷۳ھ)	(.....) ۲/۳۴۷
۲۰۷۔	صدقہ بن حداد	(م۵۷۳ھ)	(م۵۷۷ھ) ۲/۳۴۷
۲۰۸۔	احمد الطوسی	(م۵۷۶ھ)	(.....) ۲/۳۴۷
۲۰۹۔	حسن السہیلی۔	(م۵۸۱ھ)	(.....) ۲/۳۴۸
۲۱۰۔	ابوطاہر اسکندرانی مکی	(م۵۸۱ھ)	(.....) ۲/۳۴۸
۲۱۱۔	ابن زہرہ حلبی امامی	(م۵۸۵ھ)	(م۵۱۱ھ) ۲/۳۴۹

۲۲۷	(۵۲۹ھ بعد)	ابو بکر بن احمد شاشی	۲۲۵/۱
۲۲۸	(۵۸۹ھ)	احمد الغزالی شافعی	۲۲۸/۱
۲۲۹	(۵۹۴ھ)	احمد الفارابی حنفی	۲۲۹/۱
۲۳۰	(۵۹۵ھ)	ابو الحسن محمد بن بشر الخجندی	۲۳۰/۱
۲۳۱	(۵۹۸ھ)	ابن المجوزی حنفی	۲۳۳/۱
۲۳۲	(۵۹۸ھ)	ابن یحییٰ قرمی	۲۳۳/۱
۲۳۳	(۶۰۰ھ تقریباً)	نعمتی الزرنجی	۲۳۳/۱
۲۳۴	(۶۰۰ھ)	احمد المحجنی الاصفہانی شافعی	۲۳۴/۱
۲۳۵	(۶۰۲ھ)	کمال الدین مسعود بن علی الاشنی	۲۳۵/۱
۲۳۶	(۶۰۶ھ)	فخر الدین فراوزی شافعی	۲۳۶/۱
۲۳۷	(۶۱۸ھ)	عماد الدین ابو الرشید یلی الشافعی	۲۳۸/۱
۲۳۸	(۶۲۰ھ)	اسماعیل الغزنوی الماتریدی	۲۳۸/۱
۲۳۹	(۶۲۰ھ)	الشیخ المعروف	۲۳۹/۱
۲۴۰	(۶۲۳ھ تقریباً)	عبید اللہ بن مسعود بن ابو زید المحبوبی	۲۴۰/۱
۲۴۱	(۶۲۳ھ)	حسن الیغمکی	۲۴۱/۱
۲۴۲	(۶۲۵ھ)	ابن زنجانیہ شافعی	۲۴۲/۱
۲۴۳	(۶۲۷ھ بعد)	ابن رضوان الحنفی	۲۴۲/۱
۲۴۴	(۶۲۹ھ)	عبد اللہ القشیری الشافعی	۲۴۲/۱
۲۴۵	(۶۳۸ھ)	ابو الحسن الابیاری مالکی	۲۴۲/۱
۲۴۶	(۶۴۹ھ)	ابن بدران الشمنی	۲۴۲/۱
۲۴۷	(۶۴۰ھ)	ابن قدامہ حنبلی	۲۴۳/۱
۲۴۸	(۶۴۰ھ)	ابو عمران موسیٰ الیبنانی شافعی	۲۴۵/۱
۲۴۹	(۶۴۶ھ تقریباً)	حاجب الحفصی حنفی	۲۴۵/۱
۲۵۰	(۶۴۹ھ)	متقدم الاوزاعی شافعی	۲۴۵/۱
۲۵۱	(۶۴۳ھ)	ضیاء الدین السنادانی شافعی	۲۴۵/۱
۲۵۲	(۶۴۳ھ)	الفخر الفارسی شافعی	۲۴۱/۱
۲۵۳	(۶۵۳ھ)	عبد الکریم الرافعی قزوینی	۲۴۱/۱

۲۴۹۔	(۶۱۲ھ)	محمد بن ابوبکر الرازی ———	(.) ۲۷۱/۱
۲۵۰۔	(۶۱۳ھ)	قاضی احمد بن منجا الحنبلی ———	(۵۵۳ھ) ۲۷۱/۱
۲۵۱۔	(۶۱۳ھ)	سیف الدین الآمدی شافعی ———	(۵۵۱ھ) ۲۷۲/۱
۲۵۲۔	(۶۱۳ھ)	مظفر بن یوسف بن محمد الحنفی ———	(۵۷۸ھ) ۲۷۳/۱
۲۵۳۔	(۶۱۵ھ)	صدر الشریعۃ الاکبر حنفی ———	(. . .) ۲۷/۱
۲۵۴۔	(۶۱۶ھ)	یحییٰ بن حمید الیمن الزیدی ———	( ) ۲۷۳/۱
۲۵۵۔	(۶۲۷ھ)	احمد النحوی شافعی ———	(۵۸۳ھ) ۲۷۳/۱
۲۵۶۔	(۶۲۷ھ)	ابوالحسن الحرالی مالکی ———	(.) ۲۷۳/۱
۲۵۷۔	(۶۳۴ھ)	جمال الدین الحصیری حنفی ———	(۵۵۶ھ) ۲۷۵/۱
۲۵۸۔	(۶۳۵ھ)	ابوالعباس المقدسی شافعی ———	( ) ۲۷۵/۱
۲۵۹۔	(۶۳۹ھ)	سہل الازدی مالکی ———	(۵۵۹ھ) ۲۷۵/۱
۲۶۰۔	(۶۴۰ھ)	العریقی الزیدی ———	(.) ۲۷۶/۱
۲۶۱۔	(۶۴۳ھ)	ابن الصباغ شافعی ———	(۵۷۷ھ) ۲۷۶/۱
۲۶۲۔	(۶۴۳ھ)	حسام الدین الاخسیکثی حنفی ———	( ) ۲۷۶/۱
۲۶۳۔	(۶۴۶ھ)	ابن الحاجب مالکی ———	(۵۷۰ھ) ۲۷۸/۱
۲۶۴۔	(۶۴۷ھ و ۶۵۱ھ)	ابن الحاج ابوالعباس الازدی مالکی ———	(...) ۲۸۷/۱
۲۶۵۔	(۶۴۸ھ)	عبدالحمید الصدفی مالکی ———	(۶۰۶ھ) ۲۸۷/۱
۲۶۶۔	(۶۵۰ھ)	نقیب الاشراف قاضی العسکر محمد بن حسین الارموی شافعی ———	(.) ۲۸۸/۱
۲۶۷۔	(۶۵۱ھ متحدہ)	عبدالرحیم الرتبانی حنفی ———	(.) ۲۸۸/۱
۲۶۸۔	(۶۵۲ھ)	عبدالسلام بن تیمیہ حنبلی ———	(۵۹۰ھ) ۲۸۸/۱
۲۶۹۔	(۶۵۵ھ)	شرف الدین ابوعبداللہ المسری الشافعی ———	(۵۷۰ھ) ۲۹۰/۱
۲۷۰۔	(۶۵۹ھ)	قاضی تاج الدین الارموی ———	(۵۷۰ھ) ۲۹۰/۱
۲۷۱۔	(۶۵۱ھ)	شہاب الدین الزنجانی شافعی ———	(.) ۲۹۹/۱
۲۷۲۔	(۶۵۶ھ)	احمد القرطبی مالکی ———	(۵۷۸ھ) ۳۰۲/۱
۲۷۳۔	(۶۵۹ھ)	احمد بن محمد الرصاص زیدی ———	(. .) ۳۰۲/۱
۲۷۴۔	(۶۵۹ھ)	عبدالحمید ابی الحدید المعتزلی شیعی ———	(۵۸۶ھ) ۳۰۳/۱
۲۷۵۔	(۶۵۱ھ)	احمد بن عمیر ابوالمطرف ———	(۵۸۲ھ) ۳۰۴/۱

۲۷۹۔	(۶۵۸ھ)	علاء الدین حنفی	( )	۳۰۲/۱
۲۸۰۔	(۶۶۰ھ)	عزالدین ابن عبدالسلام شافعی	(۵۷۷ھ)	۳۰۳/۱
۲۸۱۔	(۶۹۰ھ)	ابن الصیرفی حنفی	(۵۵۶ھ)	۳۰۳/۱
۲۸۲۔	(۶۶۵ھ)	شہاب الدین ابوشامہ شافعی	(۵۹۲ھ)	۳۰۳/۱
۲۸۳۔	(۶۶۷ھ)	عظیم الدین محمد بن عمر حنفی	( )	۳۰۳/۱
۲۸۴۔	(۶۷۷ھ)	عبدالرحمٰن تنکی	( )	۳۰۳/۱
۲۸۵۔	(۶۷۱ھ)	عبدالرحیم سہ صلی شافعی	(۵۹۸ھ)	۳۰۴/۱
۲۸۶۔	(۶۷۱ھ)	عمر بن محمد الخباز تی حنفی	(۶۱۰ھ)	۳۰۳/۱
۲۸۷۔	(۶۷۲ھ تقریباً)	سالم الباسی زیلعی الحنفی	( )	۳۰۵/۱
۲۸۸۔	(۶۷۳ھ)	احمد بن موسیٰ الطاؤس الاسکی	( )	۳۰۶/۱
۲۸۹۔	(۶۷۳ھ)	ابوالعباس عمر شیبی	( )	۳۰۶/۱
۲۹۰۔	(۶۷۴ھ)	احمد بن محمد الخلاطی	( )	۳۰۶/۱
۲۹۱۔	(۶۷۵ھ)	ابوالفضل الخلاطی	( )	۳۰۶/۱
۲۹۲۔	(۶۷۶ھ)	جعفر الحلی ادمی	(۶۰۴ھ)	۳۰۶/۱
۲۹۳۔	(۶۷۲ھ)	محی الدین ابوزکریا شافعی	(۶۳۱ھ)	۳۰۷/۱
۲۹۴۔	(۶۷۷ھ)	احمد الدشتاوی شافعی	(۶۲۵ھ)	۳۰۷/۱
۲۹۵۔	(۶۸۷ھ)	شمس الدین محمد بن (محمود) الاصفہانی	( )	۳۰۷/۱
۲۹۶۔	(۶۷۸ھ)	حسین بن احمد فقیہ	(۶۰۳ھ)	۳۰۷/۱
۲۹۷۔	(۶۸۰ھ)	ابن الزاغ	( )	۳۰۸/۱
۲۹۸۔	(۶۸۱ھ)	ابن ابی الہیدر حنفی	( )	۳۰۸/۱
۲۹۹۔	(۶۹۱ھ)	عبدالرحیم بن الخضر حنبلی	(۶۲۹ھ)	۳۰۸/۱
۳۰۰۔	(۶۸۲ھ)	شہاب الدین ابن احمد حنفی	(۶۲۷ھ)	۳۰۸/۱
۳۰۱۔	(۶۸۳ھ)	سراج الدین الارمونی شافعی	(۵۵۳۹ھ)	۳۰۸/۱
۳۰۲۔	(۶۸۳ھ)	ابن المنیر مالکی	(۶۲۰ھ)	۳۱۱/۱
۳۰۳۔	(۶۸۴ھ)	شہاب الدین قرافی مالکی	(۶۲۶ھ)	۳۲۲/۱
۳۰۴۔	(۶۸۴ھ)	ابواسحاق الوزیری	( )	۳۲۲/۱
۳۰۵۔	(۶۸۵ھ)	محمد بن عبداللہ الخضیری	( )	۳۲۶/۱
۳۰۶۔	(۶۸۵ھ)	قاضی بیضاوی شافعی	( )	۳۲۶/۱

۲۹۴۔	(م ۷۸۰ھ)	ابن القیس شرفی	—	۳۲۴/۱
۲۹۵۔	(م ۷۸۸ھ)	شمس الدین اصفہانی	—	۳۲۴/۱
۲۹۶۔	(م ۷۸۹ھ)	ابن خلم الحلی شیعی	—	۳۲۴/۱
۲۹۷۔	(م ۷۹۰ھ)	الرکاح شرفی	—	۳۲۴/۱
۲۹۸۔	(۷۹۰ھ تقریباً)	داؤد بن یوسف الہیلی طبسی	—	۳۲۴/۱
۲۹۹۔	(م ۷۹۱ھ)	شمس الدین قلیوبی شافعی	—	۳۲۴/۱
۳۰۰	(م ۷۹۴ھ)	جلال الدین البخاری حنفی	—	۳۲۴/۱
۳۰۱۔	(م ۷۹۳ھ)	ابن بلبان حنفی	—	۳۲۵/۱
۳۰۲۔	(م ۷۹۴ھ)	احمد بن محمد شرفی	—	۳۲۷/۱
۳۰۳۔	(م ۷۹۴ھ)	محمد بن محمد البلوی حنفی	—	۳۲۷/۱
۳۰۴	(م ۷۹۵ھ)	زین الدین العوفی یمنی	—	۳۲۷/۱
۳۰۵۔	(م ۷۹۵ھ)	ابو الحرز حنفی	—	۳۲۷/۱
۳۰۶۔	(م ۷۹۷ھ)	شیخ عبد اللہ بن لاجی شیرازی	—	۳۲۷/۱
۳۰۷۔	(م ۸۰۱ھ)	بدر الدین عرتنی حنفی	—	۳۲۸/۱
۳۰۸۔	(م ۸۰۴ھ)	ابن رشید سبتی	—	۳۲۸/۱
۳۰۹۔	(م ۸۰۵ھ)	مؤید الدین الجندی حنفی	—	۳۲۸/۱
۳۱۰۔	(م ۸۰۵ھ)	ابن بہرز شافعی	—	۳۲۹/۱
۳۱۱۔	(م ۸۰۶ھ)	عبد العزیز الطوبی شرفی	—	۳۲۹/۱
۳۱۲۔	(م ۸۰۷ھ)	عبد الصمد الدارانی	—	۳۲۹/۱
۳۱۳۔	(م ۸۰۷ھ)	ابو عبد اللہ المقری مالکی	—	۳۲۹/۱
۳۱۴۔	(م ۸۰۸ھ)	ابو جعفر الغرناطی، مکی	—	۳۲۹/۱
۳۱۵۔	(م ۸۰۸ھ)	ابو اسحاق ابراہیم انصاری	—	۳۲۹/۱
۳۱۶۔	(م ۸۱۰ھ)	ابو البرکات حافظ الدین النسفی	—	۳۳۰/۱
۳۱۷۔	(م ۸۱۰ھ)	ابو العباس احمد السروجی حنفی	—	۳۳۰/۱
۳۱۸۔	(م ۸۱۰ھ)	قطب الدین شیرازی شافعی	—	۳۳۱/۱
۳۱۹۔	(م ۸۱۰ھ)	مجد الدین اللغوی حنبلی	—	۳۳۱/۱
۳۲۰۔	(م ۸۱۹ھ)	محمد بن یوسف الجزری شافعی	—	۳۳۱/۱
۳۲۱۔	(م ۸۱۱ھ)	حسین الصفاقی حنفی	—	۳۳۱/۱

۳۲۰	عزالدین ابوحامد اوی الحلبی ۔ کی	(۷۱۴ھ)	۳۷۱/
۳۲۱	علاءالدین الباجی شافعی	(۷۱۴ھ)	۳۷۱/
۳۲۲	محمد بن احمد الترکمانی حنفی	(۷۱۴ھ)	۳۷۲/
۳۲۳	صفی الدین ابوبکر بندیجی شافعی	(۷۱۵ھ)	۳۷۲/
۳۲۴	رکن الدین ملطیہ آبادی شافعی	(۷۱۵ھ)	۳۷۲/
۳۲۵	نجم الدین الطوفی الصرصری حنبلی	(۷۱۶ھ)	۳۷۲/
۳۲۶	صدرالدین بن الوکیل شافعی	(۷۱۶ھ)	۳۷۳/
۳۲۷	حسن الدین خطیب لجبرتی شافعی	(۷۱۷ھ)	۳۷۳/
۳۲۸	الخطاب الخزرجی صاری	(۷۱۷ھ بعد)	۳۷۳/
۳۲۹	محمد بن محمد ابواسحٰق شافعی	(۷۱۸ھ)	۳۷۴/
۳۳۰	ابراہیم بن عبداللہ شافعی	(۷۲۱ھ)	۳۷۴/
۳۳۱	ابن النباء المرکشی مالکی	(۷۲۱ھ)	۳۷۴/
۳۳۲	ابن الشاط الانصاری السبتی مالکی	(۷۲۳ھ)	۳۷۴/
۳۳۳	ابوعبداللہ محمد بن علی	(۷۲۳ھ)	۳۷۵/
۳۳۴	ابوالعباس بن الظباء مالکی	(۷۲۴ھ)	۳۷۵/
۳۳۵	سراج الدین الارمنتی شافعی	(۷۲۵ھ)	۳۷۵/
۳۳۶	ابوعبداللہ الزنکی مالکی	(۷۲۶ھ)	۳۷۵/
۳۳۷	حسن (حسین) ابن الظہیری الکتبی الحنفی	(۷۲۶ھ)	۳۷۵/
۳۳۸	قتی الدین بن تیمیہ حنبلی	(۷۲۸ھ)	۳۷۶/
۳۳۹	احمد المقدسی ابن عبدالواحد الحنبلی	(۷۲۸ھ)	۳۷۸/
۳۴۰	ابن الزیات الکتانی ۔ کی	(۷۲۸ھ)	۳۷۸/
۳۴۱	علاءالدین القونوی الشافعی	(۷۲۸ھ)	۳۷۸/
۳۴۲	محمد بن علی (ابن الشرکاس) الغزاری شافعی	(۔۔۔)	۳۷۸/
۳۴۳	عبدالعزیز بخاری حنفی	(۷۳۰ھ)	۳۷۹/
۳۴۴	فقرہ حصاری حنفی	(۷۳۰ھ)	۳۷۹/
۳۴۵	عبدالمہیمن الحضرمی شافعی	(۷۳۲ھ)	۳۷۹/
۳۴۶	ابراہیم الحجیری شافعی	(۷۳۲ھ)	۳۷۹/
۳۴۷	ابن جمیل ابوالفداء	(۷۳۲ھ)	۳۷۹/

۳۵۰۔	(م ۷۳۳ھ)	ابو اسحاق مجد الدین ابن ابی بکر فارسی	۱/۲۸۰
۳۵۱۔	(م ۷۳۳ھ)	شہاب الدین احمد بن ابی بکر تبریزی حنفی	۱/۲۸۰
۳۵۲۔	(م ۷۳۵ھ)	تاج الدین ابو الوفاء شیبی	۱/۲۸۰
۳۵۳۔	(م ۷۳۵ھ)	ابو محمد عبد اللہ مقتفی حنفی	۱/۲۸۰
۳۵۴۔	(م ۷۳۷ھ)	مصلح الدین مصطفیٰ بن اسکندر حنفی	۱/۲۸۰
۳۵۵۔	(م ۷۳۷ھ)	محمد بن ابو	۱/۲۸۱
۳۵۶۔	(م ۷۳۸ھ)	زین الدین بن ابی بکر حنفی	۱/۲۸۱
۳۵۷۔	(م ۷۳۹ھ)	صفی الدین ابو بکر بن ابی حنفی	۱/۲۸۱
۳۵۸۔	(م ۷۳۹ھ)	اسماعیل بن شیخ حنفی	۱/۲۸۲
۳۵۹۔	(م ۷۴۱ھ)	ابن خطیب تبریز	۱/۲۸۲
۳۶۰۔	(م ۷۴۳ھ)	فخر الدین ابو الحسن حنفی	۱/۲۸۲
۳۶۱۔	(م ۷۴۳ھ)	علاء الدین الفرغانی حنفی	۱/۲۸۲
۳۶۲۔	(م ۷۴۴ھ)	[illegible] حنفی	۱/۲۸۳
۳۶۳۔	(م ۷۴۴ھ)	الدولتی القاضی وکیل	۱/۲۸۳
۳۶۴۔	(م ۷۴۶ھ)	[illegible]	۱/۲۸۳
۳۶۵۔	(م ۷۴۶ھ)	[illegible]	۱/۲۸۳
۳۶۶۔	(م ۷۴۸ھ)	مفتاح الدین [illegible]	۱/۲۸۳
۳۶۷۔	(م ۷۴۸ھ)	[illegible]	۱/۲۸۴
۳۶۸۔	(م ۷۴۹ھ)	[illegible]	۱/۲۸۴
۳۶۹۔	(م ۷۵۳ھ)	[illegible]	۱/۲۸۴
۳۷۰۔	(م ۷۵۳ھ)	[illegible]	۱/۲۸۴
۳۷۱۔	(م ۷۵۴ھ)	تاج الدین ابن اثیر [illegible]	۱/۲۸۵
۳۷۲۔	(م ۷۵۴ھ)	[illegible]	۱/۲۸۵
۳۷۳۔	(م ۷۵۶ھ)	[illegible]	۱/۲۸۵
۳۷۴۔	(م ۷۵۶ھ)	[illegible]	۱/۲۸۵
۳۷۵۔	(م ۷۵۷ھ)	[illegible]	۱/۲۸۵
۳۷۶۔	(م ۷۵۸ھ)	[illegible]	۱/۲۸۶
۳۷۷۔	(م ۷۵۹ھ)	[illegible]	۱/۲۸۶
۳۷۸۔	(م ۷۶۲ھ)	نور الدین [illegible]	۱/۲۸۶

۳۵۱	(۷۴۹ھ)	قوام الدین اتقانی حنفی		(۱۳۶۰ء)
۳۵۲	(۷۴۹ھ)	شمس الدین الاسبہانی شافعی	(۱۳۴۸ء)	۳۵۲
۳۵۳	(۷۴۹ھ)	یحییٰ بن عبدالمؤید الہبلی	(۱۳۴۸ء)	۳۵۳
۳۵۴	(۷۵۰ھ)	محمد بن عبدالرحمٰن الکفیری حنفی		۳۵۴
۳۵۵	(۷۵۰ھ)	علی بن عثمان الاترازی حنفی	(۱۳۴۹ء)	۳۵۵
۳۵۶	(۷۵۱ھ)	ابن قیم الجوزیہ حنبلی	(۱۳۵۰ء)	۳۵۶
۳۵۷	(۷۵۲ھ)	احمد بن عبید الحارثی زبیدی		۳۵۷
۳۵۸	(۷۵۳ھ)	زین الدین المعجمی حنفی	(۱۳۵۲ء)	۳۵۸
۳۵۹	(۷۵۵ھ)	ابن نقیب الیمدانی حنفی	(۱۳۵۴ء)	۳۵۹
۳۶۰	(۷۵۵ھ)	زین الدین المراغی شافعی	(۱۳۵۴ء)	۳۶۰
۳۶۱	(۷۵۵ھ)	ابن حبیب شافعی		۳۶۱
۳۶۲	(۷۵۶ھ)	تقی الدین السبکی شافعی	(۱۳۵۵ء)	۳۶۲
۳۶۳	(۷۵۶ھ)	عضد الدین الایجی شافعی	(۱۳۵۵ء)	۳۶۳
۳۶۴	(۷۵۷ھ)	محمد الدین بن عبدالعلی البرماوی شافعی	(۱۳۵۶ء)	۳۶۴
۳۶۵	(۷۵۷ھ)	ابراہیم بن اسحاق الصناری شافعی		۳۶۵
۳۶۶	(۷۵۷ھ)	شرف الدین الارمودی شافعی		(۱۳۵۶ء)
۳۶۷	(۷۵۸ھ)	محی الدین القونوی شافعی		(۱۳۵۷ء)
۳۶۸	(۷۵۸ھ)	امیر کاتب باشاہی حنفی	(۱۳۵۷ء)	۳۶۸
۳۶۹	(۷۵۸ھ)	ابراہیم اللہ سوی حنفی		(۱۳۵۷ء)
۳۷۰	(۷۶۰ھ)	ابوالعباس تجانی مالکی		
۳۷۱	(۷۶۱ھ)	صلاح الدین الطائی شافعی	(۱۳۵۹ء)	۳۷۱
۳۷۲	(۷۶۳ھ)	ابن الصلاح حنبلی	(۱۳۶۱ء)	۳۷۲
۳۷۳	(۷۶۳ھ)	عزالدین الاسنوی شافعی	(۱۳۶۱ء)	۳۷۳
۳۷۴	(۷۶۳ھ)	عبدالوہاب الطرعی الاخمیمی شافعی	(۱۳۶۱ء)	۳۷۴
۳۷۵	(۷۶۴ھ)	ناصر الدین القونوی حنفی	(۱۳۶۲ء)	۳۷۵
۳۷۶	(۷۶۷ھ)	شہاب الدین الہیتمی شافعی	(۱۳۶۵ء)	۳۷۶
۳۷۷	(۷۶۷ھ)	ابن عسکر شافعی زبیدی	(۱۳۶۵ء)	۳۷۷
۳۷۸	(۷۶۷ھ)	الجندی ابوالضیاء مالکی		۳۷۸

۳۰۶۔	(م۷۶۷ھ)	جلال الدین الکرلانی حنفی	(...)	۱/۳۹۸
۳۰۷۔	(م۷۶۹ھ)	احمد بن الخطیب	(م۷۰۴ھ)	۱/۳۹۹
۳۰۸۔	(م۷۶۹ھ)	محمد بن عبداللہ الشلبی حنفی	(م۷۱۲ھ)	۱/۳۹۹
۳۰۹۔	(م۷۷۱ھ)	محمود ابن احمد ابوالثنا، القونوی	(....)	۱/۳۹۹
۳۱۰۔	(م۷۷۱ھ)	تاج الدین السبکی شافعی	(م۷۲۷ھ)	۱/۳۹۹
۳۱۱۔	(م۷۷۱ھ)	محمد الشریف الحسینی مالکی	(م۷۱۰ھ)	۱/۴۰۶
۳۱۲۔	(م۷۷۱ھ)	محمد بن حسن الراعی مالکی	(...)	۱/۴۰۸
۳۱۳۔	(م۷۷۱ھ)	احمد بن قاضی الجبل حنبلی	(م۷۹۳ھ)	۱/۴۰۸
۳۱۴۔	(م۷۷۲ھ)	عبدالرحیم الاسنوی شافعی	(م۷۰۴ھ)	۱/۴۰۹
۳۱۵۔	(م۷۷۳ھ)	ابونصر بہاؤالدین السبکی	(م۷۱۹ھ)	۱/۴۱۵
۳۱۶۔	(م۷۷۳ھ)	محمد بن اسحاق القونوی حنفی	(م۷۰۴ھ)	۱/۴۱۵
۳۱۷۔	(م۷۷۴ھ)	یحییٰ الرھونی مالکی	(....)	۱/۴۱۶
۳۱۸۔	(م۷۷۵ھ)	منصور الخوارزمی حنفی	(...)	۱/۴۱۶
۳۱۹۔	(م۷۷۶ھ)	شمس الدین الغماری مالکی	(...)	۱/۴۱۶
۳۲۰۔	(م۷۷۶ھ)	عبداللہ الحسینی الہندپوری حنفی	(...)	۱/۴۱۶
۳۲۱۔	(م۷۷۶ھ)	لسان الدین الحسانی مالکی	(م۷۱۳ھ)	۱/۴۱۷
۳۲۲۔	(م۷۷۶ھ)	الحسینی الواسطی شافعی	(م۷۱۷ھ)	۱/۴۱۷
۳۲۳۔	(م۷۷۶ھ)	عبداللہ بن محمد بقرکار	(...)	۱/۴۱۷
۳۲۴۔	(م۷۷۶ھ)	لسان الدین ابن الخطیب	(م۷۱۳ھ)	۱/۴۱۷
۳۲۵۔	(م۷۷۶ھ)	احمد الادبدی شافعی	(....)	۱/۴۱۸
۳۲۶۔	(م۷۷۷ھ)	علاؤالدین القونوی حنفی	(...)	۱/۴۱۸
۳۲۷۔	(م۷۷۷ھ)	بہاؤالدین السبکی شافعی	(...)	۱/۴۱۸
۳۲۸۔	(م۷۷۷ھ)	علی بن ابراہیم ابن الشاطر	(م۷۰۴ھ)	۱/۴۱۸
۳۲۹۔	(م۷۷۷ھ)	احمد الشارمساحی شافعی	(....)	۱/۴۱۸
۳۳۰۔	(م۷۷۹ھ)	محمد بن عثمان الارجی	(...)	۴۱۸
۳۳۱۔	(م۷۷۹ھ)	احمد بن علی الیلمسنی حنفی	(...)	۱/۴۱۸
۳۳۲۔	(م۷۸۰ھ)	ضیاءالقرویتی شافعی	(....)	۱/۴۱۸
۳۳۳۔	(م۷۸۰ھ)	ابن الحرانی الطاروتی حنفی	(م۷۰۴ھ)	۱/۴۱۹

۳۴۴۔	(۷۸۰ھ)	ابوجعفر الطفیلی مالکی	(۷۲۷ھ) ۳۱۹/۱
۳۴۵۔	(۷۸۴ھ)	ابن منصور الہ مشقی حنفی	(۷۱۷ھ) ۳۱۹/۱
۳۴۶۔	(۷۸۶ھ)	اکمل الدین البابرتی حنفی	(۷۱۴ھ) ۳۱۹/۱
۳۴۷۔	(۷۸۶ھ)	شمس الدین الکرمانی شافعی	(۷۱۷ھ) ۳۲۰/۱
۳۴۸۔	(۷۸۷ھ)	فضل اللہ التنوخی شافعی	(...) ۳۲۰/۱
۳۴۹۔	(۷۸۸ھ)	سراج الملقنی شافعی	(۷۶۴ھ) ۳۲۰/۱
۳۵۰۔	(۷۹۰ھ)	ابواسحاق الشاطبی مالکی	(...) ۳۲۱/۱
۳۵۱۔	(۷۹۱ھ)	سعد الدین التفتازانی	(۷۱۲ھ) ۳۲۶/۱
۳۵۲۔	(۷۹۲ھ)	عمر بن ارسلان البلقینی شافعی	(۷۵۷ھ) ۳۲۶/۱
۳۵۳۔	(۷۹۲ھ)	محمد بن سلیمان المرصفی شافعی	(۷۳۰ھ) ۳۲۷/۱
۳۵۴۔	(۷۹۳ھ بعد)	ابوعبداللہ البیدری شیعی	(...) ۳۲۷/۱
۳۵۵۔	(۷۹۳ھ)	خواجہ زادہ حنفی	(...) ۳۲۷/۱
۳۵۶۔	(۷۹۳ھ)	جلال الدین القزوینی	(....) ۳۲۸/۱
۳۵۷۔	(۷۹۴ھ)	بدرالدین الزرکشی شافعی	(۷۴۵ھ) ۳۳۳/۱
۳۵۸۔	(۷۹۵ھ)	ابوالعباس الرتلی مالکی	(....) ۳۳۳/۱
۳۵۹۔	(۷۹۵ھ)	احمد البقاعی	(۷۲۲ھ) ۳۳۴/۱
۳۶۰۔	(۷۹۵ھ)	احمد الطیر ملی	(...) ۳۳۵/۱
۳۶۱۔	(۷۹۵ھ)	حافظ ابن رجب حنبلی	(۷۳۶ھ) ۳۳۵/۱
۳۶۲۔	(۷۹۷ھ)	احمد الجابی شافعی	(....) ۳۳۹/۱
۳۶۳۔	(۷۹۷ھ)	ابن العاجوتی شافعی	(....) ۳۴۶/۱
۳۶۴۔	(۷۹۹ھ)	ابن فرحون مالکی	(۷۱۹ھ) ۳۴۶/۱
۳۶۵۔	(۸۰۰ھ)	احمد الاردنجانی	(....) ۳۴۷/۱
۳۶۶۔	(۸۰۰ھ)	احمد ایسوای حنفی	(....) ۳۴۷/۱
۳۶۷۔	(۸۰۱ھ)	ابوالعباس ابن قنفذ القسنطینی مالکی	(۷۴۰ھ) ۳۴۸/۱
۳۶۸۔	(۸۰۱ھ)	عبدالعفیف بن ملک حنفی	(....) ۳۴۹/۱
۳۶۹۔	(۸۰۱ھ)	ملا مانا سوہروی حنفی	(....) ۳۴۵/۱
۳۷۰۔	(۸۰۲ھ)	مجدالدین فیروز آبادی	(...) ۳۴۵/۱
۳۷۱۔	(۸۰۶ھ)	ابراہیم الابناسی شافعی	(۷۲۵ھ) ۳۴۵/۱

۳۹۲۔	(م۱۰۰۴ھ)	یوسف بن محمد الشیرازی شافعی	(...)	۳۶۵/۱
۳۹۳۔	(م۸۰۳ھ)	یوسف بن علی ابن المطلق شافعی	(م۷۰۳ھ)	۳۶۵/۱
۳۹۴۔	(م۸۰۵ھ)	یوسف بن عمر بن مالکی	(م۷۳۳ھ)	۳۶۵/۱
۳۹۵۔	(م۸۰۶ھ)	یوسف بن ابراہیم الحراقی شافعی	(م۷۴۵ھ)	۳۶۵/۱
۳۹۶۔	(م۸۰۸ھ)	یوسف بن عبدالرحمن بن خلدون الحضرمی مالکی	(م۷۳۲ھ)	۳۶۶/۱
۳۹۷۔	(م۸۰۸ھ)	یوسف بن احمد الاسنوی شافعی	(م۷۴۴ھ)	۳۶۶/۱
۳۹۸۔	(م۸۰۸ھ)	یوسف بن العماد الاقفہسی	(م۷۵۰ھ)	۳۶۷/۱
۳۹۹۔	(م۸۰۸ھ)	یوسف بن حبیب الحلبی حنفی	(م۷۴۰ھ)	۳۶۷/۱
۴۰۰۔	(م۸۰۸ھ)	یوسف الصفدی	(...)	۳۶۸/۱
۴۰۱۔	(م۸۰۵ھ)	بدرالدین الطیبی شافعی	(...)	۳۶۸/۱
۴۰۲۔	(م۸۰۰ھ)	احمد بکوری شافعی	(...)	۳۶۸/۱
۴۰۳۔	(م۸۱۰ھ)	ابوالعباس ابن خطیب القسطلی	(م۷۴۰ھ)	۳۶۸/۱
۴۰۴۔	(م۸۱۰ھ)	محمد بن عبدالرحمن الحضرمی شافعی	(...)	۳۶۹/۱
۴۰۵۔	(م۸۱۰ھ)	محمد بن عثمان السنوسی مالکی	(...)	۳۶۹/۱
۴۰۶۔	(م۸۱۰ھ)	شرف الدین الغزی	(...)	۳۶۹/۱
۴۰۷۔	(م۸۱۲ھ)	سعید بن محمد الحنبلی مالکی	(م۷۴۰ھ)	۳۶۹/۱
۴۰۸۔	(م۸۱۱ھ)	سعدان بن عبدالرحمن الشیطی شافعی	(...)	۳۶۹/۱
۴۰۹۔	(م۸۱۳ھ)	جلال الدین البغدادی حنفی	(م۷۲۳ھ)	۳۶۹/۱
۴۱۰۔	(م۸۱۳ھ)	ابن السبکی شافعی	(م۷۳۷ھ)	۳۷۰/۱
۴۱۱۔	(م۸۱۶ھ)	سید شریف جرجانی حنفی	(م۷۴۰ھ)	۳۷۰/۱
۴۱۲۔	(م۸۱۹ھ)	ابن قاضی شافعی	(م۷۵۹ھ)	۳۷۰/۱
۴۱۳۔	(م۸۲۰ھ)	عبدالرحمن ابراہیمی مالکی	(...)	۳۷۰/۱
۴۱۴۔	(م۸۲۲ھ)	جمال الغزی شافعی	(م۷۷۰ھ)	۳۷۰/۱
۴۱۵۔	(م۸۲۲ھ)	خلیفہ یلبغا حنفی	(م۷۵۲ھ)	۳۷۱/۱
۴۱۶۔	(م۸۲۰ھ)	عبدالرحمن السلطنیسی شافعی	(م۷۰۳ھ)	۳۷۱/۱
۴۱۷۔	(م۸۲۴ھ)	محمد بن علی الفاسی مالکی	(...)	۳۷۱/۱
۴۱۸۔	(م۸۲۵ھ)	بدرالدین البیجوری شافعی	(م۷۵۰ھ تقریباً)	۳۷۱/۱
۴۱۹۔	(م۸۲۶ھ)	ابن العراقی شافعی	(م۷۶۲ھ)	۳۷۱/۱

۴۸۰	(۸۲۹ھ)	ابوبکر غرناطی ...	(۸۰۰ھ)
۴۸۱	(۸۳۱ھ)	محمد بن عبدالعظیم ابوالفتح	(۷۷۳ھ)
۴۸۲	(۸۳۳ھ)	محمد بن محمد جزری	(۷۵۱ھ)
۴۸۳	(۸۴۳ھ)	احمد شمس الدین ابن العجمی	(۷۷۷ھ)
۴۸۴	(۸۴۳ھ)	حسن الدین قادری	(۷۷۵ھ)
۴۸۵	(۸۴۹ھ)	محمد بن عبدالقادر	( )
۴۸۶	(۸۴۰ھ)	احمد ابوالعباس	(۷۷۵ھ)
۴۸۷	(۸۴۰ھ)	محمد ولی الدین	( )
۴۸۸	(۸۴۱ھ)	عبدالرحیم	(۷۵۶ھ)
۴۸۹	(۸۴۲ھ)	محمد بن احمد	(۷۷۵۶ھ)
۴۹۰	(۸۴۳ھ)	محمد بن عبدالمحسن	( )
۴۹۱	(۸۴۳ھ)	احمد	(۷۷۳ھ)
۴۹۲	(۸۴۴ھ)	محمد الصغیر	( )
۴۹۳	(۸۴۴ھ)	ابن قاضی	(۷۷۲ھ)
۴۹۴	(۸۴۴ھ)	ابن ناصر	( )
۴۹۵	(۸۴۵ھ)	ابن زکریا	(۷۷۱۲ھ)
۴۹۶	(۸۴۹ھ)	شہاب الدین	( )
۴۹۷	[۸۴۹ھ]	علاء الدین	( )
۴۹۸	(۸۵۰ھ تقریباً)	ابراہیم	( )
۴۹۹	(۸۵۳ھ)	یوسف	( )
۵۱۰	(۸۵۲ھ)	احسان	(۷۷۷۳ھ)
۵۱۱	(۸۵۲ھ)	اجا	(۷۷۸۲ھ)
۵۱۲	(۸۵۳ھ)	خضر شاہ	( )
۵۱۳	(۸۵۳ھ)	محمد بن القصیر	(۷۷۸۹ھ)
۵۱۴	(۸۵۵ھ)	حسین الاصل	(۷۷۷۱ھ)
۵۱۵	(۸۵۵ھ)	ابوبکر	(۷۷۱۰۳ھ)
۵۱۶	(۸۵۷ھ)	محب الدین	( )
۵۱۷	(۸۵۷ھ بعد)	محمد بن محمود	( )

۵۱۹۔	(۸۵۱ھ)	مولانا زادہ حنفی	(. .)	۲/۲۹۱
۵۲۰۔	(۸۲۰ھ)	علی بن یوسف الفرولی شافعی	(. . .)	۲/۲۹۱
۵۲۱۔	(۸۶۱ھ)	زین الدین ابن نجیم	(. .)	۲/۲۹۱
۵۲۲۔	(۸۶۱ھ)	ابن الہما م حنفی	(۷۹۰ھ)	۲/۲۹۱
۵۲۳۔	(۸۶۳ھ)	احمد بن اسحاق بشیر ازی	(. .)	۲/۲۹۱
۵۲۴۔	(۸۶۴ھ)	جلال الدین المحلی شافعی	(۷۹۱ھ)	۲/۲۹۲
۵۲۵۔	(۸۶۶ھ)	ابو ذکریا الفارزی	(. .)	۲/۲۹۲
۵۲۶۔	(۸۷۰ھ)	بدر الدین دماینی	(. . .)	۲/۲۹۲
۵۲۷۔	(۸۷۱ھ بعد)	اسماعیل ابن علی شافعی	(۸۴۸ھ)	۲/۲۹۲
۵۲۸۔	(۸۷۱ھ بعد)	وجیہ الدین ابن زنجانی حنفی	(۸۷۱ھ)	۲/۲۹۳
۵۲۹۔	(۸۷۲ھ)	اخی الشمنی حنفی	(۹۰۱ھ)	۲/۲۹۳
۵۳۰۔	(۸۷۳ھ)	محمد بن عبد الوہاب المقدسی شافعی	(. . .)	۲/۲۹۳
۵۳۱۔	(۸۷۴ھ)	کمال الدین بن ابی الکاملیہ شافعی	(. .)	۲/۲۹۳
۵۳۲۔	(۸۷۶ھ)	عبد القہر یروی حنفی	(. .)	۲/۲۹۳
۵۳۳۔	(۸۷۵ھ)	ابو العباس ابن البناء مالکی	(. .)	۲/۲۹۴
۵۳۴۔	(۸۷۵ھ)	الشاہ بردی حنفی	(۸۰۳ھ)	۲/۲۹۱
۵۳۵۔	(۸۷۶ھ)	عبد الرحمن بن القطب طائی	(۷۸۶ھ)	۲/۲۹۱
۵۳۶۔	(۸۷۶ھ)	احمد بن ابراہیم استقرانی حنبلی	(۸۰۰ھ)	۲/۲۹۵
۵۳۷۔	(۸۷۸ھ)	عمر بن احمد البلیسی شافعی	(. . .)	۲/۲۹۱
۵۳۸۔	(۸۷۹ھ)	ابن قطلوبغا حنفی	(۸۰۲ھ)	۲/۲۹۶
۵۳۹۔	(۸۸۰ھ)	ابن عبد الہادی حنبلی	(. .)	۲/۲۹۱
۵۴۰۔	(۸۸۰ھ)	عبد القادر الانصاری مالکی	(۸۱۴ھ)	۲/۲۹۷
۵۴۱۔	(۸۸۱ھ)	سیف الدین ابو بکر ری حنفی	(۸۹۷ھ)	۲/۲۹۸
۵۴۲۔	(۸۸۲ھ)	سعد اللہ خیر آبادی حنفی	(. .)	۲/۲۹۸
۵۴۳۔	(۸۸۳ھ)	احمد الابشیطی حنبلی	(۸۰۴ھ)	۲/۲۹۹
۵۴۴۔	(۸۸۳ھ)	ابو بکر لجرعی حنبلی	(۸۲۵ھ)	۲/۲۹۹
۵۴۵۔	(۸۸۴ھ)	برہان الدین ابن مفلح حنبلی	(۸۱۵ھ)	۲/۲۹۲
۵۴۶۔	(۸۸۵ھ)	علاء الدین المرداوی حنبلی	(۸۱۷ھ)	۲/۲۹۲

۵۴۱۔	(۸۸۵ھ)	ملا خسرو بن فرامرز حنفی	(...)	۱/۴۹۳
۵۴۲۔	(۸۸۵ھ)	عبداللطیف بن عبدالعزیز ابن فرشتہ	(۸۰۱ھ)	۱/۴۹۳
۵۴۳۔	(۸۸۵ھ)	ابراہیم القاری شافعی	(۸۰۹ھ)	۱/۴۹۴
۵۴۴۔	(۸۸۶ھ)	حسن چلپی بن محمد الفناری حنفی	(۸۳۰ھ)	۱/۴۹۴
۵۴۵۔	(۸۸۶ھ تقریباً)	احمد بن موسیٰ الخیالی حنفی	(...)	۱/۴۹۵
۵۴۶۔	(۸۸۶ھ)	سلیمان الابشیطی شافعی	(...)	۱/۴۹۵
۵۴۷۔	(۸۸۹ھ)	محمد بن ابوبکر المشہدی شافعی	(...)	۱/۴۹۵
۵۴۸۔	(۸۸۹ھ)	محمد بن خلیل البصروی شافعی	(...)	۱/۴۹۵
۵۴۹۔	(۸۸۹ھ)	ابن قاضا ابن شافعی	(۸۳۳ھ)	۱/۴۹۶
۵۵۰۔	(۸۹۰ھ تقریباً)	شرف الدین العمریطی شافعی	(...)	۱/۴۹۶
۵۵۱۔	(۸۹۱ھ)	حسن السامسونی حنفی	(...)	۱/۴۹۶
۵۵۲۔	(۸۹۱ھ)	عبداللہ البلوی	(...)	۱/۴۹۶
۵۵۳۔	(۸۹۲ھ)	محمد بن شہاب الدین احمد شروانی حنفی	(...)	۱/۴۹۷
۵۵۴۔	(۸۹۳ھ)	احمد بن اسماعیل الکورانی حنفی	(۸۱۳ھ)	۱/۴۹۷
۵۵۵۔	(۸۹۳ھ)	احمد المطرقی شافعی	(۸۳۷ھ)	۱/۴۹۷
۵۵۶۔	(۸۹۳ھ)	عبدالرحمن ابن العسیلی حنفی	(۸۳۷ھ)	۱/۴۹۷
۵۵۷۔	(۸۹۳ھ)	ابن خطیب الغزیہ شافعی	(...)	۱/۴۹۸
۵۵۸۔	(۸۹۳ھ)	الترکمانی الفاسی مالکی	(.....)	۱/۴۹۸
۵۵۹۔	(۸۹۵ھ)	ابوزید الادبیلی	(.....)	۱/۴۹۸
۵۶۰۔	(۸۹۵ھ)	تاج الدین ابن زہرہ	(.....)	۱/۴۹۸
۵۶۱۔	(۸۹۵ھ)	سنان الدین ابن یوسف حنفی	(...)	۱/۴۹۸
۵۶۲۔	(۸۹۸ھ)	احمد بن عبدالرحمن طولوا المغربی مالکی	(...)	۱/۴۹۸
۵۶۳۔	(۸۹۹ھ)	ابوالعباس احمد بن زکریا	(...)	۱/۴۹۸
۵۶۴۔	(۸۹۹ھ)	یوسف بن حسین الکراستی حنفی	(...)	۱/۴۹۹
۵۶۵۔	(۹۰۰ھ)	عزالدین البہادلی نحوی تیمنی زیدی	(۸۴۵ھ)	۱/۴۹۹
۵۶۶۔	(نویں صدی ہجری)	حسن بن علی الرجراجی	(...)	۱/۴۹۹
۵۶۷۔	(۹۰۱ھ)	خطیب زادہ حنفی	(...)	۱/۵۱۴
۵۶۸۔	(۹۰۱ھ)	مولانا زادہ الحنفی حنفی	(...)	۱/۵۱۴

۵۷۴۔	(۹۰۱ھ)	ابن حامد شافعی	(۸۳۳ھ)
۵۷۵۔	(۹۰۱ھ بعد)	ابو البقاء بن محمد الطیالسی شافعی	( )
۵۷۶۔	(۹۰۲ھ)	مصلح الدین لاری حنفی	( )
۵۷۷۔	(۹۰۲ھ)	زین القضاۃ فاسی مالکی	( )
۵۷۸۔	(۹۰۳ھ)	صدر الدین لشیر ازی حنفی	(۸۲۸ھ)
۵۷۹۔	(۹۰۵ھ)	برہان الدین المقدسی شافعی	(۸۲۴ھ)
۵۸۰۔	(۹۰۵ھ)	احمد بن الہیر بی شافعی	(۸۲۹ھ)
۵۸۱۔	(۹۰۵ھ)	خلیفہ الزبیری شافعی	(۸۲۸ھ)
۵۸۲۔	(۹۰۶ھ)	محمد بن صفی الدین اماسی شافعی	(۸۳۳ھ)
۵۸۳۔	(۹۰۶ھ)	یوسف بن حسین اکرماسی رومی حنفی	( )
۵۸۴۔	(۹۰۷ھ)	احمد شعرادی	( )
۵۸۵۔	(۹۰۷ھ)	العدوی شافعی	(۸۳۰ھ)
۵۸۶۔	(۹۰۸ھ)	سعد (سعید) اللہ بن افضل حنفی	( )
۵۸۷۔	(۹۱۰ھ)	جلال الدین السیوطی شافعی	(۸۴۹ھ)
۵۸۸۔	(۹۱۱ھ)	ابو حنیفہ رحمتی	( )
۵۸۹۔	(۹۱۱ھ)	محمد بن مصلح الدین البالیکسری	( )
۵۹۰۔	(۹۱۲ھ)	حسبان الجزری مالکی	(۸۳۶ھ)
۵۹۱۔	(۹۱۳ھ)	ابن نعیم الخوزیتی زیدی	(۸۴۳ھ)
۵۹۲۔	(۹۱۶ھ بعد)	علاء الدین الجمازی شافعی	( )
۵۹۳۔	(۹۱۶ھ)	احمد البرزی علیہ السعد	( )
۵۹۴۔	(۹۲۱ھ)	عبد البر ابن الشحنہ حنفی	(۸۵۱ھ)
۵۹۵۔	(۹۲۲ھ)	قوام الدین شیرازی حنفی	( )
۵۹۶۔	(۹۲۳ھ)	ابن ابی شریف المقدسی شافعی	(۹۰۶ھ)
۵۹۷۔	(۹۲۳ھ)	الدہ والجرپوری حنفی	( )
۵۹۸۔	(۹۲۵ھ)	عبد القدیر کشمیر حضرمی شافعی	( )
۵۹۹۔	(۹۲۶ھ)	شیخ الاسلام زکریا الانصاری ظاہری شافعی	(۸۲۶ھ)
۶۰۰۔	(۹۲۶ھ)	جلال الدین معروی مالکی	( )
۶۰۱۔	(۹۲۶ھ)	محمد بن محمد انبوری حنفی	( )

۶۰۱	حکیم شاہ القزوینی حنفی	(۹۲۷ھ)	۵۲۱/۱
۶۰۲	احمد الغنی اباشی	(۹۲۸ھ)	۵۲۱/۱
۶۰۳	الیاس اسروتی	(۹۳۹ھ)	۵۲۱/۱
۶۰۴	حسن الناصر السید الحسنی الیمنی	(۹۴۸ھ)	۵۲۱/۱
۶۰۵	عبدالعلی نیرجندی حنفی	(۹۳۴ھ)	۵۲۱/۱
۶۰۶	بدرالدین حسن آحالی اماسی	(۹۳۴ھ)	۵۲۱/۱
۶۰۷	ابن کمال پاشا	(۹۴۰ھ)	۵۲۲/۱
۶۰۸	محمد بن ابراہیم القنائی مالکی	(۹۴۲ھ)	۵۲۲/۱
۶۰۹	احمد القرمی	(۹۴۳ھ)	۵۲۳/۱
۶۱۰	عبدالرحیم شیخ زادہ اماسی	(۹۴۳ھ)	۵۲۳/۱
۶۱۱	عبدالرحمٰن بن علی شاطبی	(۹۴۴ھ)	۵۲۳/۱
۶۱۲	حبیب اللہ ملا میر زاجان شیرازی شافعی	(۹۴۴ھ)	۵۲۳/۱
۶۱۳	ابراہیم الاسرائیلی	(۹۴۵ھ)	۵۲۴/۱
۶۱۴	حسین الاروبلی	(۹۵۰ھ)	۵۲۴/۱
۶۱۵	علی بن محمد الطبری شافعی	(۹۵۲ھ)	۵۲۵/۱
۶۱۶	محمد بن محمد الخطاب مالکی	(۹۵۴ھ)	۵۲۵/۱
۶۱۷	حسینی بن محمد الابجی شافعی	(۹۵۵ھ)	۵۲۵/۱
۶۱۸	شہاب الدین میسرہ شافعی	(۹۵۶ھ)	۵۲۵/۱
۶۱۹	ابراہیم محمد بن الحلبی حنفی	(۹۵۶ھ)	۵۲۵/۱
۶۲۰	مہران لبیسی زیدی	(۹۵۷ھ)	۵۲۵/۱
۶۲۱	احمد الرملی شافعی	(۹۵۷ھ)	۵۲۵/۱
۶۲۲	ابوعبداللہ اللقانی مالکی	(۹۵۸ھ)	۵۲۶/۱
۶۲۳	ابوبکر تقی الدین المقدسی شافعی	(۹۶۰ھ)	۵۲۶/۱
۶۲۴	قوجہ حسن حنفی	(۹۶۱ھ)	۵۲۶/۱
۶۲۵	حسین الاسرابادی حنفی	(۹۶۱ھ)	۵۲۶/۱
۶۲۶	مصطفیٰ بن شعبان سروری حنفی	(۹۶۲ھ)	۵۲۶/۱
۶۲۷	عبدالعزیز المکناسی مالکی	(۹۶۳ھ)	۵۲۶/۱
۶۲۸	زین الدین العاملی الشہید ثانی	(۹۶۶ھ)	۵۲۷/۱

۶۸۴۔	(۱۰۴۰ھ)	عزمی زادہ حنفی	(۹۷۰ھ)	۵۴۸/۱
۶۸۵۔	(۱۰۴۱ھ)	ابراہیم بن ابراہیم الفتانی مالکی	( )	۵۴۹/۱
۶۸۸۔	(۱۰۴۳ھ)	احمد الخفیسی الانصاری حنفی	(۹۹۳ھ)	۵۴۸/۱
۶۸۹۔	(۱۰۴۸ھ)	صلاح بن احمد الجابی الزیدی	( )	۵۴۹/۱
۶۹۰۔	(۱۰۵۰ھ)	الحسین الیمنی الزیدی	(۹۹۹ھ)	۵۴۹/۱
۶۹۱۔	(۱۰۵۱ھ)	ابوالعباس الدلائی	( )	۵۵۰/۱
۶۹۲۔	(۱۰۵۱ھ)	عبدالحلیم الرومی	( )	۵۵۰/۱
۶۹۳۔	(۱۰۵۲ھ)	محمد بن عبدالعظیم المواوی حنفی	( )	۵۵۰/۱
۶۹۴۔	(۱۰۵۳ھ)	سید عبدالرحمن المجانی	( )	۵۵۰/۱
۶۹۵۔	(۱۰۵۵ھ)	محمد بن علی الوادوادی حنفی	( )	۵۵۱/۱
۶۹۶۔	(۱۰۵۶ھ)	ابن الطیب الحلبی حنفی	( )	۵۵۱/۱
۶۹۷۔	(۱۰۵۷ھ)	ابوالحسن الیحیاسی	( )	۵۵۱/۱
۶۹۸۔	(۱۰۵۷ھ)	ابن طالن الصدیقی شافعی	(۹۹۶ھ)	۵۵۱/۱
۶۹۹۔	(۱۰۵۹ھ)	محمد بن علی الغرفوشی الشنتی	( )	۵۵۱/۱
۷۰۰۔	(۱۰۶۱ھ)	یاسین بن زین الدین العلیمی شافعی	( )	۵۵۲/۱
۷۰۱۔	(۱۰۶۱ھ)	احمد بن یحیی الصعدی زیدی	( )	۵۵۲/۱
۷۰۲۔	(۱۰۶۳ھ)	محمد بن الطیب البیرونی شافعی	( )	۵۵۲/۱
۷۰۳۔	(۱۰۶۴ھ)	حسین خلیفہ ماماں	(۱۰۰۱ھ)	۵۵۲/۱
۷۰۴۔	(۱۰۶۵ھ)	جواد الکاظمی	( )	۵۵۳/۱
۷۰۵۔	(۱۰۶۷ھ)	عبدالحکیم سیالکوٹی حنفی	(۹۸۸ھ)	۵۵۳/۱
۷۰۶۔	(۱۰۶۹ھ)	احمد اللقانی شافعی	( )	۵۵۳/۱
۷۰۷۔	(۱۰۶۹ھ)	الشرنبلالی حنفی	(۹۹۳ھ)	۵۵۳/۱
۷۰۸۔	(۱۰۶۹ھ)	عبدالسلام الدیوی	( )	۵۵۳/۱
۷۰۹۔	(۱۰۷۰ھ)	سید صلاح الدین بن احمد الشریف یمنی	(۱۰۱۵ھ)	۵۵۴/۱
۷۱۰۔	(۱۰۷۰ھ تقریباً)	نوح بن مصطفیٰ القونوی حنفی	( )	۵۵۴/۱
۷۱۱۔	(۱۰۷۰ھ)	عبدالبر الانجھوری شافعی	( )	۵۵۴/۱
۷۱۲۔	(۱۰۷۳ھ)	عبدالجواد بن شعیب القدنی شافعی	( )	۵۵۴/۱
۷۱۳۔	(۱۰۷۷ھ)	بادشاہ بن احمد حنفی	(۹۹۷ھ)	۵۵۴/۱

۵۱۔	(۱۰۷۹ھ)	ابن جمال الصفتی زیدی ———	(..) ۵۵۳/۱
۵۲۔	(۱۰۷۹ھ)	محمد بن أمین بن الخیر الطحطاوی ———	(۱۲۳۳ھ) ۵۵۵/۱
۵۳۔	(۱۰۷۹ھ)	محمد بن حسین بن القاسم ———	(..) ۵۵۵/۱
۵۴۔	(۱۰۸۰ھ)	عبداللہ سیالکوٹی حنفی ———	(...) ۵۵۵/۱
۵۵۔	(۱۰۸۱ھ)	جلال الدین المرعشی ———	(۱۰۲۹ھ) ۵۵۵/۱
۵۶۔	(۱۰۸۲ھ)	عبداللطیف اسپانی حنفی ———	( ) ۵۵۵/۱
۵۷۔	(۱۰۸۴ھ)	محمد بن عبداللہ الموصلی حنفی ———	( ) ۵۵۶/۱
۵۸۔	(۱۰۸۳ھ)	ابراہیم حوریہ الصعدی زیدی ———	(...) ۵۵۶/۱
۵۹۔	(۱۰۸۳ھ)	عبدالرشید بہوپتوری حنفی ———	(..) ۵۵۶/۱
۶۰۔	(۱۰۸۳ھ)	حسن جلال الیمنی ———	( ) ۵۵۶/۱
۶۱۔	(۱۰۸۵ھ)	عبدالقادر البصری حنفی ———	(..) ۵۵۶/۱
۶۲۔	(۱۰۸۵ھ)	طریح العبری شیعی ———	( ) ۵۵۶/۱
۶۳۔	(۱۰۸۷ھ)	علی بن علی الشبر املی شافعی ———	(۹۹۸ھ) ۵۵۷/۱
۶۴۔	(۱۰۸۸ھ)	عبدالحمید الحصکفی حنفی ———	(۱۰۲۵ھ) ۵۵۷/۱
۶۵۔	(۱۰۸۸ھ)	عبدالکبیر دہلوی حنفی ———	(....) ۵۵۸/۱
۶۶۔	(۱۰۸۹ھ)	خلیل القزوینی عاملی ———	(۱۰۰۱ھ) ۵۵۸/۱
۶۷۔	(۱۰۸۹ھ)	امراہیم الدلائی مالکی ———	(۱۰۴۱ھ) ۵۵۸/۱
۶۸۔	(۱۰۹۰ھ)	محمد باقر بن محمد اسعد وحید شیعی ———	(..) ۵۵۸/۱
۶۹۔	(۱۰۹۱ھ)	فیضی الکاشی شیعی ———	(...) ۵۵۸/۱
۷۰۔	(۱۰۹۲ھ)	احمد بن سلیمان گمراتی ———	( ) ۵۵۸/۱
۷۱۔	(۱۰۹۴ھ)	محمد بن محمد الفاسی السوسی ———	(۱۰۳۷ھ) ۵۵۹/۱
۷۲۔	(۱۰۹۶ھ)	ابوزید الفاسی ———	(۱۰۳۰ھ) ۵۵۹/۱
۷۳۔	(۱۰۹۸ھ)	محمد بن حسن المکوائی حنفی ———	(۱۰۱۸ھ) ۵۵۹/۱
۷۴۔	(۱۰۹۸ھ)	عالم آخندی ———	( ) ۵۵۹/۱
۷۵۔	(۱۰۹۸ھ)	حامد بن مصطفی القونوی حنفی ———	(..) ۵۶۰/۱
۷۶۔	(۱۰۹۸ھ)	احمد بن محمود انکوی حنفی ———	(..) ۵۶۰/۱
۷۷۔	(۱۰۹۹ھ)	ابراہیم بن بیری حنفی ———	(۱۰۴۳ھ) ۵۶۰/۱
۷۸۔	(۱۱۰۰ھ)	حضر بن محمد الامای حنفی ———	(....) ۵۶۰/۱

۷۴۲۔	(۱۱۰۰ھ)	ابن عبد الہادی شافعی	( )	۵۶۰/۱
۷۴۳۔	(۱۱۰۰ھ تقریباً)	محمد طاہر بن حسین ہزاری شیعی	( )	۵۶۱/۱
۷۴۴۔	(۱۱۰۰ھ تقریباً)	فرج اللہ الحویزی شیعی	( )	۵۶۱/۱
۷۴۵۔	(۱۱۰۱ھ)	سید حسن بن الطہر الجرموزی زیدی	( )	۵۶۱/۱
۷۴۶۔	(۱۱۰۲ھ)	عثمان بن السید فتح اللہ المکی	( )	۵۶۱/۱
۷۴۷۔	(۱۱۰۲ھ)	حسن ابن علی مالکی	(۱۰۳۰ھ)	۵۶۱/۱
۷۴۸۔	(۱۱۰۲ھ)	سلیمان بن عبد اللہ الازہری حنفی	( )	۵۶۱/۱
۷۴۹۔	(۱۱۰۸ھ ولادت بعد)	احمد بن عبد اللہ الحنبلی حنبلی	( )	۵۶۱/۱
۷۵۰۔	(۱۱۰۸ھ)	صالح المقبلی الزیدی	(۱۰۶۷ھ)	۵۶۱/۱
۷۵۱۔	(۱۱۱۰ھ)	مصطفیٰ بن یوسف الموستاری حنفی	( )	۵۶۱/۱
۷۵۲۔	(۱۱۱۰ھ)	حسن بن یحییٰ سیلان الصفیانی	(۱۰۰۰ھ)	۵۶۱/۱
۷۵۳۔	(۱۱۱۳ھ)	محمد الطیب بن محمد بن	(۱۰۶۳ھ)	۵۶۲/۱
۷۵۴۔	(۱۱۱۴ھ)	حسن بن حسین الصنعانی	(۱۰۵۳ھ)	۵۶۲/۱
۷۵۵۔	(۱۱۱۷ھ)	احمد بن محمد اللہ میاطی الشافعی	( )	۵۶۲/۱
۷۵۶۔	(۱۱۱۷ھ)	محمد بن احمد الطرسوسی حنفی	(۱۰۰۰ھ)	۵۶۲/۱
۷۵۷۔	(۱۱۱۹ھ)	محب اللہ بہاری حنفی	( )	۵۶۲/۱
۷۵۸۔	(۱۱۲۰ھ)	ابن زکوری الفاسی مالکی	(۱۰۰۰ھ)	۵۶۳/۱
۷۵۹۔	(۱۱۲۱ھ)	صالح بن احمد الانصاری زیدی	(۱۰۰۰ھ)	۵۶۳/۱
۷۶۰۔	(۱۱۲۱ھ)	سلیمان بن عبد اللہ البحرانی امامی	(۱۰۰۰ھ)	۵۶۳/۱
۷۶۱۔	(۱۱۲۳ھ)	(قرد) خلیل حسن روی حنفی	( )	۵۶۳/۱
۷۶۲۔	(۱۱۲۴ھ)	جمال الدین گجراتی	(۱۰۸۸ھ)	۵۶۳/۱
۷۶۳۔	(۱۱۲۴ھ)	احمد بن محمد الکوہکی حنفی	(۱۰۵۴ھ)	۵۶۳/۱
۷۶۴۔	(۱۱۲۴ھ)	محمد بن عبد الفتاح قشیری شیعی	( )	۵۶۴/۱
۷۶۵۔	(۱۱۲۵ھ)	محمد بن حسین الخواانساری شیعی	( )	۵۶۴/۱
۷۶۶۔	(۱۱۲۸ھ)	احمد بن محمد الجاولی	( )	۵۶۵/۱
۷۶۷۔	(۱۱۳۰ھ)	ملا جیون حنفی	(۱۰۴۷ھ)	۵۶۵/۱
۷۶۸۔	(۱۱۳۳ھ)	امان اللہ بخاری حنفی	(۱۰۰۰ھ)	۵۶۵/۱
۷۶۹۔	(۱۱۳۳ھ)	خلیل بن عابد حسین الاسعدی شافعی	(۱۰۸۵ھ)	۵۶۵/۱

۷۷۰	(۱۱۳۷ھ)	محمد بن تاج الدین الفاضل ہندی ناہاکی	(۱۰۹۳ھ)	۵۷۶/۱
۷۷۱	(۱۱۳۸ھ)	محمد بن محمد الہادی سندی حنفی	(.....)	۵۷۶/۱
۷۷۲	(۱۱۳۸ھ)	الیاس بن ابراہیم الکمروی الکنورانی شافعی	(۱۰۴۷ھ)	۵۷۶/۱
۷۷۳	(۱۱۴۸ھ)	احمد برناز خوجہ حنفی	(۱۰۴۷ھ)	۵۷۶/۱
۷۷۴	(۱۱۴۹ھ)	عبدالرحمن بن احمد بصری حنفی	( )	۵۷۶/۲
۷۷۵	(۱۱۴۳ھ)	عبدالغنی النابلسی حنفی	(۱۰۵۰ھ)	۵۷۷/۱
۷۷۶	(۱۱۵۱ھ)	محمد امین قصری زادہ حنفی	( )	۵۷۷/۱
۷۷۷	(۱۱۵۳ھ)	محمد بن میسلی الکدنی حنبلی	(۱۰۷۳ھ)	۵۷۷/۱
۷۷۸	(۱۱۵۵ھ)	احمد بن سبائک السجلماسی مالکی	(۱۰۹۰ھ)	۵۷۷/۱
۷۷۹	(۱۱۵۵ھ)	نورالدین احمد بن محمد سندی حنفی	(۱۰۶۳ھ)	۵۷۷/۱
۷۸۰	(۱۱۵۵ھ)	احمد بن احمد العماری مالکی	(.....)	۵۷۷/۱
۷۸۱	(۱۱۵۸ھ)	احمد بن اسحاق الدماری	(۱۱۰۷ھ)	۵۷۸/۱
۷۸۲	(۱۱۶۰ھ)	حمداللہ لشقی	( )	۵۷۸/۱
۷۸۳	(۱۱۶۳ھ)	احمد بن محمد القازآبادی حنفی	(...)	۵۷۸/۱
۷۸۴	(۱۱۶۴ھ)	اسمٰعیل بن محمد الصنعانی زیدی	(۱۱۸۲ھ)	۵۷۸/۱
۷۸۵	(۱۱۶۵ھ)	احمد بن مصطفی الخادمی حنفی	( )	۵۷۹/۱
۷۸۶	(۱۱۶۵ھ بعد)	اسماعیل بن مسلم الجوہری	(.....)	۵۷۹/۱
۷۸۷	(۱۱۶۷ھ)	عمر بن محمد الشوانی	( )	۵۷۹/۲
۷۸۸	(۱۱۷۰ھ)	حسن بن علی المراغی شافعی	(.....)	۵۷۹/۲
۷۸۹	(۱۱۷۳ھ)	حامد بن یوسف الباندری سوی حنفی	(۱۱۱۱ھ)	۵۷۹/۲
۷۹۰	(۱۱۷۳ھ)	احمد بن علی السنبی حنفی	(۱۰۸۹ھ)	۵۸۰/۲
۷۹۱	(۱۱۷۳ھ)	احمد الاصداسی	( )	۵۸۰/۲
۷۹۲	(۱۱۷۶ھ)	شاہ ولی اللہ دہلوی حنفی	(۱۱۷۴ھ)	۵۸۰/۲
۷۹۳	(۱۱۷۶ھ)	محمد بن مصطفی الخادمی حنفی	(.....)	۵۸۰/۲
۷۹۴	(۱۱۷۶ھ)	محمد بن محمد السلیدی مالکی	(۱۰۹۶ھ)	۵۸۱/۲
۷۹۵	(۱۱۷۸ھ)	رستم علی الخوجلی	(۱۱۱۵ھ)	۵۸۱/۲
۷۹۶	(۱۱۸۰ھ)	بحرالعلوم لکھنوی حنفی	(.....)	۵۸۱/۲
۷۹۷	(۱۱۸۵ھ)	عبدالغفور الندی شافعی	( )	۵۸۱/۲

۷۹۸۔	(۱۸۸۵ھ)	ابراہیم اشرقاوی شافعی	(. .)	۵۸۱/۲
۷۹۹۔	(۱۰۸۹ھ)	خلیل الظہیری شافعی	(. .)	۵۸۱/۲
۸۰۰۔	(۱۱۸۷ھ)	عبدالحق فرنگی محلی	(. .)	۵۸۲/۲
۸۰۱۔	(۱۱۸۸ھ)	احمد بن محمد الرشیدی شافعی	(.)	۵۸۲/۲
۸۰۲۔	(۱۱۸۹ھ)	احمد بن عبداللہ الجبلی حنبلی	(۱۱۰۸ھ)	۵۸۲/۲
۸۰۳۔	(۱۱۹۲ھ)	عبداللہ بن محمد اقاوی حنفی	(. .)	۵۸۲/۲
۸۰۴۔	(۱۱۹۳ھ)	محمد بن عبدالواحد فاسی مالکی	( )	۵۸۲/۲
۸۰۵۔	(۱۱۹۴ھ)	محمد بن یوسف الاسیوطی حنفی	(۱۱۳۳ھ)	۵۸۳/۲
۸۰۶۔	(۱۱۹۴ھ)	حسین بن علی العشماوی شافعی	(۱۱۵۰ھ)	۵۸۳/۲
۸۰۷۔	(۱۱۹۵ھ)	اسماعیل بن محمد القونوی حنفی	(. . .)	۵۸۳/۲
۸۰۸۔	(۱۱۹۸ھ)	عبدالرحمٰن بن جادالصباغی مکی	( )	۵۸۳/۲
۸۰۹۔	(۱۱۹۹ھ)	مصطفیٰ بن یوسف الموستاری حنفی	(.)	۵۸۳/۲
۸۱۰۔	(۱۱۹۹ھ)	علی بن صادق الخصافی	(. .)	۵۸۳/۲
۸۱۱۔	(۱۲۰۰ھ)	سید عمر بن حسین بوزیدی زادہ والامدی	(. . .)	۵۸۳/۲
۸۱۲۔	(۱۲۰۲ھ)	فیض اللہ الدہشانی شافعی	(.)	۵۹۰/۲
۸۱۳۔	(۱۲۰۳ھ)	سید ابراہیم الشروانی شیعی	(. .)	۵۹۱/۲
۸۱۴۔	(۱۲۰۸ھ)	محمد باقر بن محمد اکمل الیہبانی شیعی	( )	۵۹۱/۲
۸۱۵۔	(۱۲۰۹ھ)	احمد بن یونس الحلیفی شافعی	(۱۲۳۱ھ)	۵۹۱/۲
۸۱۶۔	(۱۲۱۴ھ)	عبداللہ بن محمد الحنفی حنفی	(۱۲۷۶ھ)	۵۹۱/۲
۸۱۷۔	(۱۲۱۲ھ)	سید محمد مہدی البحرالعلوی شیعی	(۱۱۵۵ھ)	۵۹۱/۲
۸۱۸۔	(۱۲۱۳ھ)	حسین بن علی الادبنی حنفی	(.)	۵۹۱/۲
۸۱۹۔	(۱۲۱۴ھ)	اسماعیل بن مصطفیٰ نائب حنفی	( )	۵۹۲/۲
۸۲۰۔	(ق ۱۳ھ)	احمد بوسلامہ شافعی	(.)	۵۹۲/۲
۸۲۱۔	(۱۲۱۵ھ)	احمد بن محمد الطرابلسی	(۱۲۸۸ھ)	۵۹۲/۲
۸۲۲۔	(۱۲۱۵ھ)	محمد بن احمد الجوہری الصغیر شافعی	(۱۲۵۱ھ)	۵۹۲/۲
۸۲۳۔	(۱۲۱۷ھ)	اسحٰق بن علی رومی حنفی	(۱۲۳۳ھ)	۵۹۳/۱
۸۲۴۔	(۱۲۱۸ھ)	صالح بن محمد الفلانی مالکی	(۱۲۶۶ھ)	۵۹۳/۱
۸۲۵۔	(۱۲۲۰ھ)	عبدالحمید الشبراوی شافعی	(. .)	۵۹۳/۱

۸۱۱۔	امداللہ الکاظمی شیعی	(۱۲۳۰ھ)	(.....)	۵۹۳/۱
۸۱۷۔	خلیل بن احمد القزوینی حنفی	(۱۲۴۳ھ)	(.....)	۵۹۳/۱
۸۱۸۔	بحرالعلوم عبدالعلی لکھنوی حنفی	(۱۲۲۵ھ)	(۱۱۴۳ھ)	۵۹۴/۱
۸۱۹۔	محمد تقی الکاشانی شیعی	(۱۲۲۹ھ بعد)	(.....)	۵۹۴/۱
۸۲۰۔	عبداللہ بن نجا تاری الشرقاوی شافعی	(۱۲۲۷ھ)	(۱۱۵۰ھ)	۵۹۵/۱
۸۲۱۔	جعفر بن خضرت ایحیاحی شیعی	(۱۲۲۷ھ)	(۱۱۵۶ھ)	۵۹۵/۱
۸۲۲۔	خلیل بن احمد نعیمی حنفی	(۱۲۳۰ھ)	(..)	۵۹۵/۱
۸۲۳۔	عثمان بن حسن الشنقیطی مالکی	(۱۲۳۰ھ)	(.)	۵۹۵/۱
۸۲۴۔	محمد حسن بن محمد انفروینی شیعی	(۱۲۳۰ھ تقریباً)	( )	۵۹۵/۱
۸۲۵۔	محمد بن محمد الشنشاوی مالکی	(۱۲۳۲ھ)	(۱۱۷۸ھ)	۵۹۵/۱
۸۲۶۔	اسماعیل بن احمد الکبسی	(۱۲۳۳ھ)	(۱۱۵۰ھ)	۵۹۶/۱
۸۲۷۔	السید محمد بن مصطفی الطائی حنفی	(۱۲۳۳ھ)	( )	۵۹۶/۱
۸۲۸۔	امداللہ الکاظمی امامی	(۱۲۳۳ھ بعد)	(۱۱۸۶ھ)	۵۹۶/۱
۸۲۹۔	والدمرتضیٰ نجفوی شیعی	(۱۲۳۵ھ)	(۱۱۲۲ھ)	۵۹۶/۱
۸۳۰۔	سید محسن الکاظمی شیعی	(۱۲۳۰ھ)	(...)	۵۹۷/۱
۸۳۱۔	حسن بن معصوم القزوینی امامی	(۱۲۳۸ھ)	(..)	۵۹۷/۱
۸۳۲۔	اسماعیل بن عبدالملک الحسینی الامامی	(۱۲۳۰ھ تقریباً)	(.)	۵۹۷/۱
۸۳۳۔	احمد بن زین الدین الاحسائی امامی	(۱۲۳۱ھ)	(۱۱۹۹ھ)	۵۹۷/۱
۸۳۴۔	محمد بن عبدالغنی (الغنی) البھٹی پوری شیعی	(۱۲۳۱ھ)	(۱۱۷۳ھ)	۵۹۷/۱
۸۳۵۔	سید محمد بن علی الکربلائی امامی	(۱۲۳۲ھ)	(.....)	۵۹۸/۱
۸۳۶۔	عثمان بن سند البصری	(۱۲۳۲ھ)	(۱۱۸۰ھ)	۵۹۸/۱
۸۳۷۔	احمد بن محمد باقر البہبہانی امامی	(۱۲۳۳ھ)	(۱۱۹۲ھ)	۵۹۸/۱
۸۳۸۔	احمد بن محمد الشراقی امامی	(۱۲۳۵ھ)	(۱۱۸۵ھ)	۵۹۸/۱
۸۳۹۔	زین العابدین الخوانساری امامی	(۱۲۳۵ھ)	(۱۱۸۸ھ)	۵۹۹/۱
۸۴۰۔	عبدالحمید بن عبداللہ الرحیمی حنفی	(۱۲۳۷ھ)	( )	۵۹۹/۱
۸۴۱۔	محمد بن علی الشوکانی	(۱۲۵۰ھ)	(۱۱۷۳ھ)	۵۹۹/۱
۸۴۲۔	حسن بن محمد خطاط دشاخی	(۱۲۵۰ھ)	(۱۱۹۰ھ)	۶۰۳/۱
۸۴۳۔	سید احمد بن ادریس	(۱۲۵۱ھ)	(..)	۶۰۳/۱

۸۵۴۔	(۱۳۵۲ھ)	احمد بن یوسف زیادہ الصنعانی زیدی ———	(۱۱۶۹ھ)	۲۰۳/۴
۸۵۵۔	(۱۳۵۲ھ)	امین عابدین ———	(۱۱۹۸ھ)	۲۰۳/۴
۸۵۶۔	(۱۳۵۲ھ)	امین اللہ بن احمد الخصوصی حنفی ———	( )	۲۰۴/۲
۸۵۷۔	(۱۳۵۴ھ)	محمد بن مصطفی البیرزلی شافعی ———	( )	۲۰۵/۲
۸۵۸۔	(۱۳۵۹ھ)	خلیل بن الحسین الاسعردی شافعی ———	(۱۱۹۷ھ)	۲۰۵/۲
۸۵۹۔	(۱۳۶۰ھ بعدہ)	احمد بن بابا التنبکتی مالکی ———	( )	۲۰۵/۲
۸۶۰۔	(۱۳۶۱ھ)	محمد حسین الشیرانی الدہلی ———	( )	۲۰۵/۲
۸۶۱۔	(۱۳۶۲ھ)	محمد ابراہیم بن محمد شیبی ———	( )	۲۰۵/۲
۸۶۲۔	(۱۳۶۳ھ)	حسن بن جعفر النجفی یمنی ———	( )	۲۰۲/۲
۸۶۳۔	(۱۳۶۳ھ)	شیخ جعفر الاسترآبادی ———	( )	۲۰۲/۲
۸۶۴۔	(۱۳۶۴ھ تقریباً)	محمد بشیر الدین العثمانی القادری حنفی ———	( )	۲۰۲/۲
۸۶۵۔	(۱۳۶۴ھ)	ابراہیم بن محمد القزوینی دہلی ———	(۱۲۱۳ھ)	۲۰۲/۲
۸۶۶۔	(۱۳۶۵ھ)	محمد بن السید صالح القیصی الوقادی حنفی ———	( )	۲۰۲/۲
۸۶۷۔	(۱۳۶۵ھ)	حبیب اللہ القندہاری ———	(۱۲۱۳ھ)	۲۰۲/۲
۸۶۸۔	(۱۳۶۵ھ)	ابراہیم بن محمد الاصفہانی دہلی ———	(۱۱۸۰ھ)	۲۰۲/۲
۸۶۹۔	(۱۳۶۷ھ)	جعفر بن اسحاق الحلوی دہلی ———	(۱۱۹۸ھ)	۲۰۲/۲
۸۷۰۔	(۱۳۷۱ھ)	مصطفی بن عبداللہ الرومی ———	( )	۲۰۸/۲
۸۷۱۔	(۱۳۷۱ھ)	غلام احمد بن حمید فرنگی محلی ———	( )	۲۰۸/۲
۸۷۲۔	(۱۳۷۱ھ)	احمد بن محمد البلالی شیبی ———	( )	۲۰۸/۲
۸۷۳۔	(۱۳۷۱ھ بعدہ)	احمد بن محمد التبریزی دہلی ———	( )	۲۰۸/۲
۸۷۴۔	(۱۳۷۱ھ)	عبدالودود السلجماسی مالکی ———	( )	۲۰۸/۲
۸۷۵۔	(۱۳۷۳ھ)	حسن بن علی المدرس دہلی ———	(۱۲۱۰ھ)	۲۰۸/۲
۸۷۶۔	(۱۳۷۴ھ)	حسن بن علی عمر الشطی حنبلی ———	(۱۲۰۵ھ)	۲۰۹/۲
۸۷۷۔	(۱۳۸۱ھ)	مرتضیٰ بن محمد الزبیدی شیبی ———	( )	۲۰۹/۲
۸۷۸۔	(۱۳۸۵ھ)	محمد بن عبدالحلیم الخصوصی حنفی ———	(۱۲۲۹ھ)	۲۰۴/۲
۸۷۹۔	(۱۳۸۶ھ)	محمد بن علی التمیمی ———	( )	۲۰۴/۲
۸۸۰۔	(۱۳۸۶ھ)	السید محمد باقر الحسینی الشیبی ———	( )	۲۰۹/۲
۸۸۱۔	(۱۳۸۶ھ)	سلیمان افندی آغاجی حنفی ———	( )	۲۱۰/۲

۸۸۱۔	عبدالحکیم لکھنوی حنفی	(۱۲۸۸ھ)	۲/۲۱۰
۸۸۲۔	حسین بن رضا الجزائری النجفی	(۱۲۹۱ھ)	۲/۲۱۰
۸۸۳۔	مفتی اللہ الشہابی باکی	(۱۲۹۲ھ)	۲/۲۱۰
۸۸۴۔	محمد المہدی بن الطالب سودہ کلی	(۱۲۹۳ھ)	۲/۲۱۰
۸۸۵۔	محمد بن میرزا الشکاکی النجفی	(۱۲۹۶ھ بعد)	۲/۲۱۱
۸۸۶۔	بشیر الدین حنفی	(۱۲۹۶ھ بعد)	۲/۲۱۱
۸۸۷۔	جعفر بن مہدی القزوینی الحلی	(۱۲۹۸ھ)	۲/۲۱۱
۸۸۸۔	ابراہیم بن صبغۃ اللہ شاہی	(۱۲۹۹ھ)	۲/۲۱۱
۸۸۹۔	عبدالرحمن النجفی الخالدی	(۱۳۰۰ھ بعد)	۲/۲۱۱
۸۹۰۔	سید بن زلفاء اللہ بن احمد شافعی	(۱۳۰۰ھ)	۲/۲۱۱
۸۹۱۔	محمد بن ابراہیم الکربلائی	(۱۳۰۰ھ)	۲/۲۱۲
۸۹۲۔	امیر علی التعلوی	(۱۳۰۰ھ بعد)	۲/۲۱۴
۸۹۳۔	السید مہدی القزوینی نجفی الحلی	(۱۳۰۱ھ)	۲/۲۳۰
۸۹۴۔	خلیس الزبیدی روی	(۱۳۰۲ھ)	۲/۲۳۰
۸۹۵۔	جواد الفقیہ النجفی	(۱۳۰۳ھ)	۲/۲۳۰
۸۹۶۔	عرب الکربلائی نجفی الحلی	(۱۳۰۳ھ)	۲/۲۳۰
۸۹۷۔	محمد عبدالحی المعصومی حنفی	(۱۳۰۴ھ)	۲/۲۳۰
۸۹۸۔	السید محمد الفتاح قلیجی حنفی	(۱۳۰۵ھ)	۲/۲۳۰
۸۹۹۔	محمود حمزہ النجفی حنفی	(۱۳۰۵ھ)	۲/۲۳۱
۹۰۰۔	احمد بن محمد مکی شافعی	(۱۳۰۵ھ)	۲/۲۳۱
۹۰۱۔	نواب صدیق حسن خان	(۱۳۰۷ھ)	۲/۲۱۱
۹۰۲۔	ابن الحسان یحیی	(۱۳۰۷ھ)	۲/۲۲۱
۹۰۳۔	حبیب اللہ الشنقیطی الحلی	(۱۳۱۳ھ)	۲/۲۲۱
۹۰۴۔	احمد بن حسین الہلم النجفی الحلی	(۱۳۰۴ھ بعد)	۲/۲۲۱
۹۰۵۔	عبدالرحیم النجفی الحلی	(۱۳۱۳ھ)	۲/۲۲۰
۹۰۶۔	ابوالحسن کشمیری الحلی	(۱۳۱۳ھ)	۲/۲۲۲
۹۰۷۔	ضیاء الدین بن محمد حسین الشہرستانی الحلی الحلی	(۱۳۱۵ھ)	۲/۲۲۲
۹۰۸۔	احمد بن صالح البسترانی الحلی	(۱۳۱۵ھ)	۲/۲۲۳

۹۱۰۔	(۱۳۱۶ھ)	جاد المولیٰ سلیمان ———	( ) ۱۲۲:۲
۹۱۱۔	(۱۳۱۶ھ)	عبدالحق الحربی حنفی ———	(۱۳۳۳ھ) ۱۲۲:۲
۹۱۲۔	(۱۳۱۷ھ)	احمد محمد حافظ الاخروی حنفی ———	(۱۳۳۵ھ) ۱۲۲:۲
۹۱۳۔	(۱۳۱۸ھ)	اسماعیل المرندی شیعی ———	( ) ۱۲۳:۲
۹۱۴۔	(۱۳۱۹ھ)	حسن بن جعفر الاشتیانی امامی ———	(۱۳۲۸ھ) ۱۲۳:۲
۹۱۵۔	(۱۳۲۰ھ)	علی پاشا الثانی ابن حسین ———	( ) ۱۲۳:۲
۹۱۶۔	(۱۳۲۱ھ)	احمد المری بن سودہ ———	(۱۳۳۲ھ) ۱۲۳:۲
۹۱۷۔	(۱۳۲۳ھ)	حسین بن عبداللہ الماقانی امامی ———	(۱۳۲۸ھ) ۱۲۳:۲
۹۱۸۔	(۱۳۲۶ھ)	عبدالرحمن اشرفی شافعی ———	( ) ۱۲۴:۲
۹۱۹۔	(۱۳۲۹ھ)	عبدالحکیم الافغانی حنفی ———	(۱۳۵۱ھ) ۱۲۴:۲
۹۲۰۔	(۱۳۲۸ھ)	ماء العینین الشنقیطی مالکی ———	( ) ۱۲۴:۲
۹۲۱۔	(۱۳۲۹ھ)	زکریا بن عبدالمدنی ———	( ) ۱۲۴:۲
۹۲۲۔	(۱۳۲۹ھ)	الحاج محمد زینی دحلان ———	(۱۳۹۲ھ) ۱۲۴:۲
۹۲۳۔	(۱۳۳۱ھ)	محمد عثمان الحجازی مالکی ———	( ) ۱۲۴:۲
۹۲۴۔	(۱۳۳۴ھ)	ابومحمد السنانی الریاضی ———	( ) ۱۲۵:۲
۹۲۵۔	(۱۳۳۴ھ)	احمد بک الحسینی شافعی ———	(۱۴۰۱ھ) ۱۲۵:۲
۹۲۶۔	(۱۳۳۴ھ)	جمال الدین القاسمی حنفی ———	(۱۳۸۳ھ) ۱۲۶:۲
۹۲۷۔	(۱۳۳۴ھ)	احمد بن عبداللطیف شافعی ———	(۱۴۰۹ھ) ۱۲۶:۲
۹۲۸۔	(۱۳۳۴ھ)	عبدالحق بن محمد دہلوی حنفی ———	( ) ۱۲۵:۲
۹۲۹۔	(۱۳۳۵ھ)	عبدالحمید الخطیب شافعی ———	( ) ۱۲۵:۲
۹۳۰۔	(۱۳۳۵ھ)	ابن الخیاط الکردی ———	(۱۴۵۳ھ) ۱۲۵:۲
۹۳۱۔	(۱۳۳۶ھ)	ابوبکر اطوش شافعی ———	(۱۳۹۲ھ) ۱۲۵:۲
۹۳۲۔	(۱۳۳۲ھ)	حسن الافغانی امامی ———	( ) ۱۲۵:۲
۹۳۳۔	(۱۳۳۲ھ)	سالم بن محمد مالکی ———	(۱۴۲۳ھ) ۱۲۵:۲
۹۳۴۔	(۱۳۳۳ھ)	اسماعیل بن محمد المجلسی امامی ———	(۱۴۰۹ھ) ۱۲۵:۲
۹۳۵۔	(۱۳۳۳ھ بعد)	امین بن محمد السویدی دمشقی ———	( ) ۱۲۶:۲
۹۳۶۔	(۱۳۳۴ھ)	محمود محمد البابجوری ———	(۱۴۰۴ھ) ۱۲۶:۲
۹۳۷۔	(۱۳۳۹ھ)	شیخ محمد الخضری ———	( ) ۱۲۶:۲

۹۳۸۔	(۱۳۳۹ھ)	عبداللہ بن عبدالرحمن حنبلی	(—)	۲۴۶/۲
۹۳۹۔	(۱۳۳۹ھ)	عباس بن محمد الدہلی شافعی	(۱۳۹۳ھ)	۲۴۶/۲
۹۴۰۔	(۱۳۵۱ھ)	علی الجاوی شافعی	(۱۴۹۳ھ)	۲۴۶/۲
۹۴۱۔	(۱۳۵۱ھ)	نجم الحق خان	(۱۴۰۹ھ)	۲۴۶/۲
۹۴۲۔	(۱۳۵۱ھ)	عبداللہ دراز	(۱۴۹۱ھ)	۲۴۶/۲
۹۴۳۔	(۱۳۵۱ھ)	صادق بن محمد الفراہی تیمی	(۱۳۹۹ھ)	۲۴۶/۲
۹۴۴۔	(۱۳۵۴ھ)	محب الدین الخطیب	(۱۴۰۱ھ)	۲۴۶/۲
۹۴۵۔	(۱۳۵۵ھ)	حسین الجسر تیمی	(۱۴۰۳ھ)	۲۴۷/۲
۹۴۶۔	(۱۳۵۶ھ)	عبدالغفار بن حسن	(۱۴۰۰ھ)	۲۴۷/۲
۹۴۷۔	(۱۳۵۶ھ)	محمد حسنین المدنی مالکی	(۱۴۰۰ھ)	۲۴۷/۲
۹۴۸۔	(۱۳۵۷ھ)	فتح احمد الزریق	(—)	۲۴۷/۲
۹۴۹۔	(۱۳۵۸ھ)	حسن الحفیاری الہندی	(—)	۲۴۷/۲
۹۵۰۔	(۱۳۵۹ھ)	حسین المکی	(۱۴۰۹ھ)	۲۴۷/۲
۹۵۱۔	(۱۳۶۰ھ)	خلیل الخالدی حنفی	(۱۴۸۲ھ)	۲۴۷/۲
۹۵۲۔	(۱۳۶۲ھ)	امین بن محمد حنفی	(۱۴۸۸ھ)	۲۴۷/۲
۹۵۳۔	(۱۳۶۲ھ)	احمد الحسینی	(۱۴۹۱ھ)	۲۴۷/۲
۹۵۴۔	(۱۳۶۵ھ)	احمد الوائلی کبّہ	(—)	۲۴۸/۲
۹۵۵۔	(۱۳۶۳ھ)	محمد ناصر حسنین مالکی	(—)	۲۴۸/۲
۹۵۶۔	(۱۳۷۱ھ)	احمد مصطفیٰ المراغی کبّہ	(۱۳۰۰ھ)	۲۴۸/۲
۹۵۷۔	(۱۳۷۵ھ)	عبدالوہاب خلاف کبّہ	(۱۳۷۵ھ)	۲۴۸/۲
۹۵۸۔	(۱۳۷۶ھ)	عبدالرحمن بن ناصر تیمی	(۱۴۰۷ھ)	۲۴۸/۲
۹۵۹۔	(۱۳۷۹ھ)	عبدالخلیل بن احمد	(۱۴۸۷ھ)	۲۴۸/۲
۹۶۰۔	(۱۳۷۷ھ)	عبدالحق بن احمد	(۱۴۰۴ھ)	۲۴۸/۲
۹۶۱۔	(۱۳۸۳ھ)	شیخ محمد امین الشنقیطی	(—)	۲۴۸/۲
۹۶۲۔	(۱۳۹۹ھ)	حسن الشاذلی مکی مالکی	(۱۴۱۷ھ)	۲۴۸/۲
۹۶۳۔	(۱۴۰۴ھ)	عبدالغنی الجمل	(۱۴۲۹ھ)	۲۴۹/۲

☆☆☆

اشاریہ (۴)

(INDEX - 4)

فہرست مصادر الکتاب

فہرست مصادر الکتاب

نمبر شمار	عنوان	جلد/صفحہ
۱۔	ابطال الاستحسان	۱۲۵/۱
۲۔	ابطال التقلید	۱۳۱/۱
۳۔	ابطال القیاس	۱۵۷،۱۸۰/۱
۴۔	الابہاج فی شرح المنہاج	۳۸۱،۳۰۰،۳۳۴/۱
۵۔	ارجاف الیقظان باسرار لقطۃ العجلان	۳۱۸/۱
۶۔	اثبات القیاس	۳۱۴،۳۱۵/۱
۷۔	الاجماع والاختلاف	۲۲۶/۱
۸۔	اجناس فی اصول الفقہ	۱۲۶/۱
۹۔	اجوبہ اعتراضات لابن الحاجب	۳۹۸،۴۸۳/۲
۱۰۔	اجوبہ علی مسائل من المحصول	۳۷۳،۳۹۶/۲
۱۱۔	احسن الحواشی	۱۴۷/۱
۱۲۔	احکم الفصول فی احکام الاصول	۱۸۹/۱
۱۳۔	الاحکام فی اصول الاحکام	۴۷۲،۱۸۲/۱
۱۴۔	الاحکام فی شرح غریب عمدۃ الاحکام	۴۷۶/۱
۱۵۔	لاحکام لاصول الاحکام	۱۸۲/۱
۱۶۔	احیاء علوم الدین	۴۱۱/۱
۱۷۔	اختصار المعلم فی الاصول	۳۸۷،۴۱۰/۱
۱۸۔	اختلاف الفقہاء	۱۷۵/۱
۱۹۔	الاختلاف اصول الفقہ	۱۸۰،۱۷۳/۱
۲۰۔	اختلاف مالک	۱۲۵/۱
۲۱۔	اداء الواجب فی تصحیح ابن الحاجب	۴۷۱،۴۷۵/۱
۲۲۔	ادرار الشروق علی انواء الفروق	۳۷۵،۳۴۶/۱
۲۳۔	ادراکات الورقات فی الاصول	۵۱۸/۱

۳۴۔ الادلہ فی مسائل الخلاف ——— ۱/۵۳۰

۳۵۔ ارجوزہ فی الاصول ——— ۱/۳۷۵

۳۶۔ ارجوزہ نظم فیھا ورقات امام الحرمین ——— ۱/۳۰۱

۳۷۔ ارشاد الطالب ——— ۲/۵۵۹،۵۶۳

۳۸۔ ارشاد الفحول ——— ۱/۳۰۰

۳۹۔ ارشاد المھتدین ——— ۲/۵۱۸

۴۰۔ الارشاد فی اصول الفقہ ——— ۱/۳۸۳

۴۱۔ اساس الاصول ——— ۱/۳۲۹

۴۲۔ الاساس المتکفل بکشف الالتباس فی اصول ——— ۲/۵۳۵

۴۳۔ اسرار التنزیل واسرار التاویل ——— ۱/۲۲۸،۲۲۹

۴۴۔ الاسرار فی الاصول والفروع ——— ۱/۱۷۹،۱۷۵

۴۵۔ اسئلہ اور دھا القاضی محمود بن ابی بکر الارموی علی المحصول للامام رازی ——— ۱/۳۰۸

۴۶۔ الاشارات الاھبۃ الی المباحث الاصولیہ ——— ۱/۳۷۳

۴۷۔ الاشباہ والنظائر ——— ۱/۱۳۳

——— ۲/۵۲۷

۴۸۔ الاشراف علی مسائل الخلاف ——— ۱/۱۷۳

۴۹۔ اصول البزدوی ——— ۱/۲۰۴

۵۰۔ اصول السرخسی ——— ۱/۲۰۳

۵۱۔ اصول الشاشی ——— ۱/۱۳۵،۱۳۹

۵۲۔ اصول الکرخی ——— ۱/۳۰

۵۳۔ اصول الفقہ ——— ۱/۱۱۸،۱۳۲،۱۷۳

۵۴۔ اصول اللامشی ——— ۱/۲۲۳،۲۲۴

۵۵۔ الاصول فی الفقہ ——— ۱/۱۵۲،۲۱۵

۵۶۔ الاعجاز فی الاعتراض علی الادلۃ الشرعیہ ——— ۱/۳۱۸

۵۷۔ الافادہ والتلخیص ——— ۱/۱۷۳

۴۹۔	افاضۃ الانوار	۱/۳۶۷،۳۶۸،۳۹۹
		۲/۵۵۷
۵۰۔	الافہام الاصول الاحکام	۱/۱۳۳
۵۱۔	اقتباس الانوار	۱/۳۱۶،۳۴۳
۵۲۔	الاقتصاد والارشاد الی طریق الاجتہاد	۲/۵۲۷
۵۳۔	الاقطار فی اصول الفقہ	۱/۲۲۵
۵۴۔	القلید الاصول	۱/۳۳۳
۵۵۔	الاکلید فی التقلید	۲/۵۳۹
۵۶۔	الفیہ فی الاصول	۱/۳۱۷
۵۷۔	الحالی اجماع اہل المدینہ	۱/۱۷۰
۵۸۔	الامام فی بیان ادلۃ الاحکام	۱/۳۰۲
۵۹۔	الامہاد فی اصول الفقہ	۱/۳۷۱
۶۰۔	امارۃ الافہام سماع ما قبل فی دلالۃ العام	۲/۵۷۷
۶۱۔	الانتصار فی اصول الفقہ	۱/۲۲۱
۶۲۔	انوار الافکار فی تکملۃ اضاءۃ الانوار	۱/۳۹۷
۶۳۔	انوار البصیرہ الی اسرار الشریعہ	۱/۲۲۱
۶۴۔	انوار البروق انواء الفروق	۱/۳۲۲
۶۵۔	انوار البروق فی ضمن مسائل القواعد والفروق فی الاصول	۱/۳۷۳
۶۶۔	انوار الحلک علی شرح المنار لابن الملک	۱/۳۶۷
۶۷۔	الانوار الہادیہ	۲/۵۵۲
۶۸۔	الانوار فی الاصول	۱/۳۶۷،۳۳۰،۱۷۶،۱۷۵
۶۹۔	اوائل الادلہ	۱/۷۳
۷۰۔	الاوسط	۱/۲۱۸
۷۱۔	الایات البینات	۱/۲۰۵
۷۲۔	الایجاز الاوجز	۱/۳۷۹،۳۰۲
۷۳۔	ایضاح القواعد لباب فی الاصول الفقہ	۱/۲۲۳

۷۴۔ ایضاح المحصول من برهان الاصول ——— ۱/۱۹۴،۲۲۲
۷۴۔ ایضاح سبیل الوصول ——— ۲/۵۵۴
۷۵۔ الایضاح والبیان فی العمل بالظن المحتمر شرعا بالسنة الصحیحة والقرآن ——— ۱/۳۸۸
۷۶۔ البحر المحیط ——— ۱/۱۸۱،۳۵۸
۷۷۔ بدائع الکلام فی شرح اوائل المنار ——— ۱/۳۱۹
۷۸۔ البدر الطالع ——— ۱/۳۰۳،۳۰۴
——— ۲/۳۸۲
۷۹۔ بدیع النظام ——— ۱/۳۳۵
۸۰۔ البدیع فی اصول الفقه ——— ۱/۳۰۹
۸۱۔ بذل النظر فی الاصول ——— ۱/۲۱۵
۸۲۔ البرق الامع ——— ۱/۳۰۶،۳۴۴
۸۳۔ البروق اللوامع ——— ۱/۳۲۲،۳۵۱
۸۴۔ البرهان ——— ۱/۲۳۱،۲۴۴
۸۵۔ البسیط ——— ۱/۲۱۶،۲۱۸
۸۶۔ بغیة المحتاج ——— ۱/۲۱۱
۸۷۔ بغیة الراغب ——— ۱/۳۲۹،۳۸۳
۸۸۔ بغیة السائل فی امهات المسائل فی الاصول ——— ۱/۳۷۳
۸۹۔ بلوغ المهی فی شرح منتهی السول والامل لابن حاجب ۱/۲۷۹
۹۰۔ بنیان الاصول ——— ۱/۲۰۳
۹۱۔ بنیان الوصول ——— ۱/۳۴۲
۹۲۔ بهجة الوصول ——— ۲/۴۸۸
۹۳۔ بیان المختصر ——— ۱/۳۴۶،۳۸۱
۹۴۔ تاسیس النظر ——— ۱/۱۷۵،۱۷۶
۹۵۔ تبصرة الاسرار ——— ۱/۳۴۴،۳۸۰
۹۶۔ تبلیغ الامل فی عدم جواز التقلید بعد العمل ——— ۲/۵۶۰
۹۷۔ التبیان ——— ۱/۳۶۷،۳۷۸

التبيين ——— ۱/۲۹۲، ۲۷۷
التبصرة في اصول الفقه ——— ۱/۱۹۱
التحاريم الملحقات والنقار والمنحققات ——— ۱/۳۰۰
——— ۲/۵۲۶، ۵۲۴
تحرير المنقول في اصول الفقه ——— ۱/۳۹۳
التحرير لما في كتاب المنهاج من المعقول والمنقول ——— ۱/۳۲۹
——— ۲/۴۷۲
التحرير لما في منهاج الاصول ——— ۱/۳۳۱
التحرير في اصول الفقه ——— ۱/۴۷۹
التحرير في شرح اصول البزدوي ——— ۱/۳۹۰، ۲۰۳
التحصيل ——— ۱/۳۱۰، ۳۹۰، ۲۲۶، ۱۷۳
تحصين الماخذ ——— ۱/۲۰۹
تحفة النبهاء في اختلاف الفقهاء ——— ۱/۳۶۳
تحفة الواصل في شرح الحاصل ——— ۱/۳۸۰، ۳۹۱
تحفة الوصول الى علم الاصول ——— ۱/۳۹۱
التحفه في الاصول ——— ۱/۱۹۳
التحقيق ——— ۱/۲۷۹، ۲۷۷
تحقيق الامل في علمي الاصول والجدل ——— ۱/۳۸۱
التحقيقات ——— ۱/۲۰۰
——— ۲/۴۹۱
تحقيق المرادفي ان النهي يقتضي الفساد ——— ۱/۳۹۷
التحقيق والبيان ——— ۱/۱۹۹
تخريج الاحاديث من اصول البزدوي ——— ۱/۲۰۳
تخريج الفروع على الاصول ——— ۱/۳۰۱، ۲۹۹
تدقيق الوصول الى تحقيق الاصول ——— ۱/۳۲۰
تذكرة العالم والطريق السالم في الاصول ——— ۱/۱۹۳
ترتيب المطالب ——— ۱/۱۷۳

۱۲۲۔ ترتیب فروق القرافی ——— ۳/۳۶۵

۱۲۳۔ الترجیح ——— ۱/۳۳۷،۳۶۹

۱۲۴۔ التسہیل ——— ۲/۵۵۵

۱۲۵۔ تسہیل الطرقات فی الورقات ——— ۱/۳۹۶،۴۰۱

۱۲۶۔ تسہیل الفصول فی علم الاصول ——— ۱/۳۸۱

۱۲۷۔ تسہیل مرقاۃ الوصول ——— ۲/۵۳۷،۴۹۳

۱۲۸۔ تشنیف المسامع ——— ۱/۳۶۹،۳۸۰،۴۰۱

۱۲۹۔ التصریح بغوامض التلویح ——— ۲/۵۵۵

۱۳۰۔ تصفح الادلہ فی اصول الفقہ ——— ۱/۱۷۷

۱۳۱۔ التعبیر ——— ۱/۲۱۸

۱۳۲۔ تعدیل العرقلا و جلاء المرآۃ ——— ۱/۳۹۳

۱۳۳۔ التعریف فی الاصلین والتصوف ——— ۲/۵۳۰

۱۳۴۔ تعالیق علی کتاب المستصفی فی اصول الفقہ ——— ۱/۲۱۷،۲۷۵

۱۳۵۔ تعالیق فی الاصول ——— ۱/۳۰۸

۱۳۶۔ التعلیقات علی المنتخب ——— ۱/۳۲۲

۱۳۷۔ تعلیقات علی کتاب المحصول للامام فخر الدین رازی ۱/۳۰۲

۱۳۸۔ تعلیق الانوار ——— ۱/۳۹۷

——— ۲/۵۲۸

۱۳۹۔ التعلیق الحسامی علی الحسامی ——— ۱/۲۷۷

۱۴۰۔ تعلیق علی ابن الحاجب فی الاصول ——— ۱/۲۸۳

۱۴۱۔ تعلیقہ علی اصول البزدوی ——— ۱/۳۲۷

۱۴۲۔ تعلیقہ علی الحسامی ——— ۱/۲۷۷

۱۴۳۔ تعلیقہ علی المنتخب فی اصول المذاہب ——— ۱/۲۸۵

۱۴۴۔ التعلیق فی اصول الفقہ ——— ۱/۳۰۶

۱۴۵۔ تعلیقہ علی اصول البزدوی ——— ۱/۳۰۳

۱۴۶۔ تعلیقہ علی التبیین ——— ۱/۲۸۵

۱۴۷۔ تعلیقہ علی المحصل ——— ۱/۲۸۵،۳۶۰

۱۴۸۔	تعلیقہ علی المحصول	۳۵۸/۰۰
۱۴۹۔	تعلیقہ علی شرح الاوزنجانی	۴۱۸/۰۰
۱۵۰۔	تعلیقہ علی مختصر ابن الحاجب	۱۰۸/۰
		۵۵۵/۰
۱۵۱۔	تعلیقہ علی مقدمات التوضیح	۱۵۰/۵۰
۱۵۲۔	تعلیقہ فی اصول الفقہ	۱۷۳/
۱۵۳۔	تعلیم العامی فی تشریح الحسامی	۰۰/۰
۱۵۴۔	تغییر التنقیح	۳۰۰/۰
۱۵۵۔	التفسیرات الاحمدیہ	۵۷۵/۰
۱۵۶۔	تفصیل الاجمال فی تعارض الاقوال والافعال	۱۰۹۷/۰
۱۵۷۔	تفہیم الطالب مسائل فصول ابن الحاجب	۳۱۸/۰
۱۵۸۔	تقریب الوصول الی علم الاصول	۳۸۳/۰
۱۵۹۔	التقریب والارشاد فی ترتیب طرق الاجتہاد	۰۰/۰
۱۶۰۔	التقریر	۱۰۰۰/۰
۱۶۱۔	تقریر الاستاد فی تفسیر الاجتہاد	۲۷۰/۰
۱۶۲۔	تقریر الاصول الی شرح التحریر	۳۳۳/۰
۱۶۳۔	تقریر القواعد و تحریر فوائد	۳۳۳/۰
۱۶۴۔	تقریر علی حاشیہ الجرجانی	۳۸۵/۰
		۵۵۵/۰
۱۶۵۔	التقریر والتحبیر	۲۰۰/۰
۱۶۶۔	تقصی الواجب فی الرد علی ابن الحاجب	۳۰۰/۰
۱۶۷۔	تقویم الادلۃ فی الاصول	۵۰۰/۰۰
۱۶۸۔	تقییدات علی الحاصل	۳۵۰/۰۰
۱۶۹۔	تقییدات فی الفقہ والاصول	۵۷۵/۰
۱۷۰۔	تقییدات مفیدہ علی تنقیح القرافی فی الاصول	۳۸۳/
۱۷۱۔	تلخیص الغرایب والارشاد فی اصول الفقہ	۱۹۳/۰
۱۷۲۔	تلخیص المحصول	۳۳۹/۰

۱۷۳۔	تلخیص المحصول تہذیب الاصول	۱/۲۲۶،۲۲۷
۱۷۴۔	التخلیص فی الفروع	۱/۱۳۰
۱۷۵۔	التلطف فی الوصول الی التعریف فی الاصول	۲/۵۵۱
۱۷۶۔	تلقیح العقول فی فروق النقول والاصول	۱/۲۷۲
۱۷۷۔	تلقیح الفہوم فی تنقیح صیغ العموم	۱/۲۹۷
۱۷۸۔	التلقیح فی الاصول	۱/۲۲۵
۱۷۹۔	التلویح فی کشف حقائق التنقیح	۱/۲۲۹،۲۳۷
۱۸۰۔	التمہید	۱/۱۱۷،۱۸۱،۱۷۰
۱۸۱۔	تمہید القواعد الاصولیہ	۲/۵۳۳،۵۳۷
۱۸۲۔	التمہید فی تخریج الفروع علی الاصول	۱/۲۱۶
۱۸۳۔	تنبیہ الفہوم علی مدارک العلوم فی الاصول	۱/۳۷۵
۱۸۴۔	التنبیہ علی الاسباب الموجبۃ اختلاف الفقہاء فی الاصول	۱/۲۲۰
۱۸۵۔	التنبیہ علی مبادی التوجیہ	۱/۲۲۱
۱۸۶۔	التنقیح	۱/۲۸۹
۱۸۷۔	تنقیح الرائع	۱/۲۲۷
۱۸۸۔	تنقیح الفصول	۱/۲۲۲،۲۲۹
۱۸۹۔	تنقیح المحصول	۱/۲۱۹
۱۹۰۔	التنقیح فی اختصار المحصول	۱/۲۷۰
۱۹۱۔	تنویر المنار	۱/۳۱۹
۱۹۲۔	توضیح الاصول	۲/۵۳۱
۱۹۳۔	تہذیب الفروق والقواعد السنیہ فی الاسرار الفقہیہ	۱/۲۲۶
۱۹۴۔	تہذیب الوصول	۱/۲۷۹
۱۹۵۔	تہذیب طرق الوصول الی علم الاصول	۱/۲۶۸،۲۷۵
۱۹۶۔	التہذیب علی التہذیب	
۱۹۷۔	تہیج عیون الاصول	۱/۲۲۹
		۲/۵۶۰

۲۰۰ـ توضیح الاصول ——— ۵۳۱/۲

۲۰۱ـ التوضیح ——— ۳۴۸،۳۸۲،۴۵۹/۱

۲۰۲ـ توضیح الالفیہ ——— ۴۷۳/۱

——— ۵۴۴،۴۶۷/۲

۲۰۳ـ توضیح المبہم والمجہول ——— ۳۲۹/۱

۲۰۴ـ توضیح المعقول وتحریر المنقول ——— ۴۷۵،۴۷۹/۱

۲۰۵ـ التوضیح علی مختصر ابن الحاجب ——— ۳۹۶/۱

۲۰۶ـ تیسیر الوصول الی جامع الاصول ——— ۵۲۳/۲

۲۰۷ـ تیسیر الوصول الی منہاج الاصول ——— ۳۳۰/۱

۲۰۸ـ ثوائب الانظار فی اوائل العشار ——— ۵۳۰،۳۶۸/۱

۲۰۹ـ العشر الوقائع ——— ۵۱۶،۴۰۳/۱

۲۱۰ـ جامع الاسرار ——— ۳۴۵،۳۴۶/۱

——— ۳۶۹/۲

۲۱۱ـ جامع الاصول فی اصول الفقہ ——— ۳۶۳/۱

۲۱۲ـ جامع المصنفات من فرائد الورقات ——— ۲۰۰/۱

——— ۵۰۶،۵۴۳/۲

۲۱۳ـ جزیل المواہب فی اختلاف المذاہب ——— ۵۱۷/۲

۲۱۴ـ جلاء الاقتباس فی الرد علی نفاۃ القیاس ——— ۲۸۸/۱

۲۱۵ـ جلاء صدر الشاب فی الاصول ——— ۳۳۹/۱

۲۱۶ـ جماع العلم ——— ۱۲۵/۱

۲۱۷ـ جمع الجوامع فی اصول الفقہ ——— ۴۰۰/۱

۲۱۸ـ جمل الاصول الدلالہ علی الفروع ——— ۱۳۹/۱

۲۱۹ـ جنۃ الناظر وجنۃ المناظر ——— ۲۱۸/۱

۲۲۰ـ جوامع الاعراب وجوامع الاداب ——— ۵۳۳/۲

۲۲۱ـ جوامع الاعراب وجوامع الادب ——— ۴۰۲/۱

۲۲۲ـ جواہر الافکار ——— ۳۱۸،۳۲۹/۱

۲۲۳ـ الجواہر الیواقیت ——— ۴۰۲/۱

۲۲۲ـ جواهر الأصول وذخائر الفحول في أصول الفقه ـــ ۳۰۲/۱

۲۲۳ـ حاشية الأصول وحاشية الفصول ـــ ۳۸۰/۱

۲۲۴ـ حاشية الحاجبي ـــ ۳۹۲/۱

۲۲۵ـ حاشية على التلويح ـــ ۲/۳۷۰،۳۸۵،۳۹۹،۴۱۳،۵۱۳،۵۱۹،۵۲۰،۵۲۶

ـــ ۵۲۶،۵۳۰،۵۳۳،۵۴۹

۲۲۶ـ حاشية على التوضيح ـــ ۲/۲۴۲،۳۹۶،۵۱۸

۲۲۷ـ حاشية على الحاجبي ـــ ۱/۲۷۷

۲۲۸ـ حاشية على حاشية السعد ـــ ۱/۳۵۳،۳۵۵

ـــ ۲/۵۱۴

۲۲۹ـ حاشية على شرح الأصول ـــ ۱/۳۲۰،۳۲۵

۲۳۰ـ حاشية على شرح العضد ـــ ۱/۳۵۱،۳۷۸

ـــ ۲/۳۷۴،۳۹۷

۲۳۱ـ حاشية على شرح الوقاية ـــ ۲۰۰/۱

۲۳۲ـ حاشية على شرح عبد العلي ـــ ۳۹۱/۱

۲۳۳ـ حاشية على شرح المختصر ـــ ۳۹۳/۱

۲۳۴ـ حاشية على شرح منتهى السول ـــ ۳۹۸/۲

۲۳۵ـ حاشية على مسلم الثبوت ـــ ۵۳۰،۵۳۷/۲

۲۳۶ـ حاشية على مقدمة التهذيب ـــ ۴۲۵/۱

۲۳۷ـ حاشية على مختصر المنتهى ـــ ۲۸۷/۱

۲۳۸ـ الحاصل من المحصول ـــ ۱/۲۴۵،۲۴۰،۲۴۵

۲۳۹ـ الحاصل في أصول الفقه ـــ ۴۲۵/۱

۲۴۰ـ حاشية في أصول ـــ ۳۳۳/۱

۲۴۱ـ حجة الإسلام في أصول الفقه والكلام ـــ ۵۲۱/۲

۲۴۲ـ حجية الظن ـــ ۵۵۲/۲

۲۴۳ـ حجية الظواهر ـــ ۵۵۳/۲

۲۴۴ـ حدائق الأصول ـــ ۵۴۲/۲

۲۴۵ـ الحدود والحقائق في الأصول ـــ ۱۲/۱

۲۴۶۔ حصر المسائل وتحریر الدلائل لو مزج بشرحه للسمی ۲۵۵/۱
۲۴۷۔ حقائق الاصول ۳۴۳/۱
۲۴۸۔ حل العقد والعقل ۳۲۷،۳۲۸/۱
۲۴۹۔ حل عقد التحصیل ۲۲۹،۲۳۲/۱
۲۵۰۔ خلاصه التحقیق فی بیان التقلید والتلفیق ۵۷۷/۲
۲۵۱۔ خلاصه الحواشی ۱۳۷/۱
۲۵۲۔ الخلاف بین الشیخین ۱۸۰/۱
۲۵۳۔ الدرر البدیعه فی اصول الشریعه ۵۷۱/۲
۲۵۴۔ دائرة الاصول ۵۳۸،۵۴۴/۲
۲۵۵۔ الدروس ۱۳۰/۱
۲۵۶۔ الدر الفرید لویان حکم التقلید ۵۲۶/۲
۲۵۷۔ الدرر اللوامع ۴۲۶/۱
۲۵۸۔ ۵۲۶،۵۲۸،۵۳۶/۲
۲۵۸۔ دلائل الاحکام ۲۲۷،۲۳۸/۱
۲۵۹۔ الذخر الحریر ۵۲۷،۵۳۱/۲
۲۶۰۔ الذخیره فی اصول الفقه ۱۳۵،۱۳۶/۱
۲۶۱۔ الذخیره فی الاصول ۱۸۱/۱
۲۶۲۔ الذرائع فی علم الشرائع ۲۲۲/۱
۲۶۳۔ رد الجدل ۲۵۴،۲۵۷/۱
۲۶۴۔ الرد علی ابن داؤد فی ابطال القیاس ۱۳۳/۱
۲۶۵۔ الرد علی اهل القیاس ۱۵۴/۱
۲۶۶۔ رد علی کتاب المعالم ۳۰۶،۳۲۶/۱
۲۶۷۔ الرد وهو النقود ۵۲۳/۲
۲۶۸۔ رساله الی ابن محمد الحوینی ۱۸۷/۱
۲۶۹۔ رسالة فی امثلة المعارض فی اصول الفقه ۳۰۶/۱
۲۷۰۔ رسالة فی اصول الفقه ۳۲۷،۳۳۱/۱
۲۷۱۔ رسالة فی الحکم بالصحة والحکم بالوجوب ۱۸۷/۱

۲۴۲۔ رسالة في تحقيق المناسبة والملائمة والتأثير ——— ۵۲۲/۲

۲۴۳۔ رسالة في جواز التنفل في النعلين ——— ۵۵۴/۲

۲۴۴۔ رفع الاشكال عما في المختصر عن الاشكال ——— ۲۳۳،۲۸۳/۱

۲۴۵۔ رفع الحاجب عن المختصر ابن الحاجب ——— ۲۹۹،۳۹۵،۲۸۱/۱، ۴۷۰/۲

۲۴۶۔ رفع الكلفة عن الاخوان في ذكر ما قسم في القياس على الاستحسان ——— ۳۱۹/۱

۲۴۷۔ رفع المظالم من كتاب المعالم ——— ۲۶۶،۲۶۰/۱

۲۴۸۔ رفع الملام عن ائمة الاعلام ——— ۲۷۷/۱

۲۴۹۔ الرفيع في شرح البديع ——— ۲۸۰/۱

۲۵۰۔ رسالة في اصول الفقه ——— ۲۰۳/۱

۲۵۱۔ رموز الاحكام الشرعية من الخمسة التكليفية والوضعية ۵۷۶/۲

۲۵۲۔ الروض الحفيل ——— ۵۵۹/۲

۲۵۳۔ الرياض في شرح الارشاد من الاصول ——— ۵۷۶/۲

۲۵۴۔ زبدة الاحكام ——— ۳۱۹/۱

۲۵۵۔ زبدة الاسرار ——— ۳۶۹،۳۶۸/۱

۵۳۸،۵۳۹/۲

۲۵۶۔ زبدة الافكار ——— ۳۷۰،۳۶۹/۱

۳۶۸/۲

۲۵۷۔ زبدة الفصول في علم الاصول ——— ۴۹۹/۲

۲۵۸۔ الزبدة في الاصول ——— ۵۳۶/۲

۲۵۹۔ الزهور البهية في شرح الرسالة الاصول الفقهية ——— ۵۷۷/۲

۲۶۰۔ زوال المانع ——— ۳۰۲/۱

۴۷۶/۲

۲۶۱۔ زيادات المحمد ——— ۱۷۹،۱۷۷/۱

۲۶۲۔ زين المنار ——— ۳۶۷/۱

۴۷۷/۲

۲۹۴۔ عمدۃ اللوامع ——— ۱/۲۲۱

۲۹۵۔ عمدۃ الوسیلہ فی تفصیل الشریعہ ——— ۱/۲۶۷

۲۹۶۔ سراج العقول الی منہاج الاصول ——— ۱/۳۳۵

۲۹۷۔ سر النظر فی علمی الاصول والجدل ——— ۱/۲۰۶

۲۹۸۔ السراج الوہاج ——— ۱/۲۳۲،۲۳۸،۲۳۹،۲۵۸

۲۹۹۔ سعدیۃ فی اصول الفقہ ——— ۱/۳۹۳

۳۰۰۔ سفینۃ النجاۃ فی الاصول ——— ۲/۵۷

۳۰۱۔ سلاسل الذہب فی الاصول ——— ۱/۳۲۹

۳۰۲۔ سلم الوصول الی نہایۃ السول ——— ۱/۳۶۸

۳۰۳۔ سمت الوصول الی علم الاصول ——— ۱/۳۶۹

——— ۲/۵۲۵

۳۰۴۔ ماخذ الاصول ——— ۱/۱۴۲

۳۰۵۔ ماخذ الشرائع فی اصول الفقہ ——— ۱/۳۹

۳۰۶۔ ماخذ فی الخلافیات ——— ۱/۲۰۶

۳۰۷۔ مبادی الوصول الی علم الاصول ——— ۱/۳۷۵

۳۰۸۔ المتع فی شرح اللمع ——— ۱/۱۰،۲۶۸

۳۰۹۔ مجتبی فی الاصول ——— ۱/۳۰۲

۳۱۰۔ المجرد فی الاصول ——— ۱/۲۲۱

۳۱۱۔ مجموع النقول لکشف الغامض نبذۃ الاصول ——— ۲/۵۲۰

۳۱۲۔ مجموعات فی المذاہب والاصول ——— ۱/۲۲۰

۳۱۳۔ مجموعۃ فی اصول الفقہ ——— ۱/۲۲۱

۳۱۴۔ مجتبی الفتح ——— ۱/۳۰۵

۳۱۵۔ المحجج فی الاصول ——— ۱/۲۲۶

۳۱۶۔ المحصل فی اصول الفقہ ——— ۱/۲۵۷،۲۵۹

۳۱۷۔ المحصول فی علم اصول الفقہ ——— ۱/۲۵۷،۲۶۳،۲۶۵،۲۶۸

۳۱۸۔ المحصول فی اصول الفقہ ——— ۱/۳۱۳

۳۱۹۔ المحصل للرازی ——— ۱/۳۰۳

٣٠٩ـ المحقق من علم الأصول شيئا يتعلق بالمحال الرسول ـ ١/ ٣٠٣
٣١٠ـ مختصر البرهان ـــــــــــ ١/ ٢٩٣
٣١١ـ مختصر تزوجها ـــــــــــ ١/ ٢٤٣
٣١٢ـ مختصر الحكم ـــــــــــ ١/ ٢٤٣
٣١٣ـ مختصر الحكمان ـــــــــــ ١/ ١٨٤
٣١٤ـ مختصر العدل والانصاف ـــــــــــ ٤/ ٥٣١
٣١٥ـ مختصر العدة ـــــــــــ ١/ ١٨٤
٣١٦ـ مختصر المحصل ـــــــــــ ١/ ٢٣٠،٢٤٣
٣١٧ـ مختصر المستصفى ـــــــــــ ١/ ٢١٠،٣٠٣،٢٩٨
٣١٨ـ مختصر المصطفى ـــــــــــ ١/ ٢٣٦،٢٣٤،٢٣١،٢٢٩،٢١٧
٣١٩ـ مختصر المنتهى ـــــــــــ ١/ ٢٨٠
٣٢٠ـ مختصر الوضاح ـــــــــــ ١/ ٢٣١
٣٢١ـ مختصر تقويم الأدلة ـــــــــــ ١/ ٢١٧
٣٢٢ـ مختصر للخبيصي المفتاح ـــــــــــ ٤/ ٥٥٩
٣٢٣ـ مختصر تنقيح الفرائض ـــــــــــ ١/ ٢٣٦
٣٢٤ـ مختصر روضة الناظر في الأصول على طريقة ابن الحاجب ـــــــــــ ١/ ٢٤٠
٣٢٥ـ مختصر فروق القرافي ـــــــــــ ٣/ ٣٢٦
٣٢٦ـ مختصر في اصول الفقه ـــــــــــ ٣/ ٢١٩
٣٢٧ـ مختصر في الاصول ـــــــــــ ٣/ ٣٠٧
٣٢٨ـ مختصر في اصول الفقه ـــــــــــ ١/ ٣٠٢،٣٠٣
٣٢٩ـ مختصر في اصول مذهب الشافعي ـــــــــــ ١/ ١٩١
٣٣٠ـ مختصر في الفرائض ـــــــــــ ٣/ ٣٠٣
٣٣١ـ مختصر في علم الأصول وعمائد الفصول ـــــــــــ ٣/ ٢٨١
٣٣٢ـ مختصر لمفيد الأسرى في الأصول ـــــــــــ ١/ ٣٤٧
٣٣٣ـ مختصر منتهى السول والأمل ـــــــــــ ١/ ٢٨٨
٣٣٤ـ المدخل في الأصول ـــــــــــ ١/ ١٤٣

٣٢٠ـ مدارك الأصول ٣٣٠/١
٥١٨/٣
٣٢١ـ مدارك التحقيق في أصول الفقه ٢٢٩/١
٣٢٢ـ مدارك الفحول ٥٣١/٦
٣٢٣ـ مدار الفحول في شرح منار الأصول ٣٦٨/١
٣٢٤ـ المدخل في الأصول ٢٢١/١
٣٢٥ـ مراتب الإجماع ١٨٦/١
٣٢٦ـ مرآة الأصول ٣٩٣/١
٣٢٧ـ مرتقى الوصول ٣٤٣/١
٣٢٨ـ مرصاد الأفهام إلى مهالك الأحكام ٢٨٠/١
٣٢٩ـ مرقاة الوصول إلى علم الأصول ٣٩٣/١
٥٩٦/٣
٣٣٥ـ مزيل الغواشي ١٣٧/١
٣٣٦ـ مسالك الوصول في مدارك الأصول ٥٥١/٦
٣٣٧ـ مسائل أصول الفقه ..... ١٨٩، ٢٢٠/١
٣٣٨ـ مسائل الخلاف ١٢٠/١
٣٣٩ـ المستصفى ..... ٢٣١، ٢٣٦، ٢٣٧، ٢٠٦/٢
٣٤٠ـ مستصفى المستصفى ٤٠/١
٣٤١ـ المستظهري في شرح لمعتى ٣٠٥/١
٣٤٢ـ مستقصى الوصول إلى مستصفى الأصول ٣٢١/١
٣٤٣ـ مسلم الثبوت ٥٧٣/٣
٣٤٣ـ مسلم الوصول إلى نهاية السول ٣١/١
٣٤٥ـ المسودة ..... ٢٨٩، ٣٢٧/٦
٣٤٦ـ مشكاة الأنوار ٣٢٨/١
٣٤٧ـ مشكاة القول السديد في تحقيق معنى الاجتهاد والتقليد ٥٣٣/٢
٣٤٨ـ المصادر في الأصول ٣٨٠/١

۳۶۹۔ المطلب فی شرح المنہاج ـــــــــــ ۳۳۰/۱

ـــــــــــ ۵۲۵/۲

۳۷۰۔ مطیۃ النقل وعطیۃ العقل ـــــــــــ ۲۷/۱

۳۷۱۔ معارج الاصول ـــــــــــ ۳۰۷/۱

۳۷۲۔ المعارج المرتقبات ـــــــــــ ۵۵۸/۲

۳۷۳۔ معارج الوصول فی ان الاصول والفروع لدینہا الرسول ـــــــــــ ۳۷۷/۱

۳۷۴۔ معالم الدین وملاذ المجتہدین ـــــــــــ ۵۲۳/۲

۳۷۵۔ المعالم فی اصول الفقہ ـــــــــــ ۲۵۴،۲۵۷/۱

۳۷۶۔ المعلقات فی الاصول ـــــــــــ ۲۰۳/۱

۳۷۷۔ المعتمد ـــــــــــ ۱۳۷/۱

۳۷۸۔ المعتمد فی اصول الفقہ ـــــــــــ ۳۹۳/۱

۳۷۹۔ معراج الوصول ـــــــــــ ۳۷۳/۱

۳۸۰۔ معراج الوصول فی شرح منہاج الاصول ـــــــــــ ۳۳۸،۳۳۷/۱

۳۸۱۔ المختبر فی اختصار المختبر ـــــــــــ ۳۷۸/۱

۳۸۲۔ المختبر فی تخریج احادیث المنہاج ـــــــــــ ۳۳۱/۱

۳۸۳۔ المعتمد ـــــــــــ ۱۷۶،۱۷۳/۱

۳۸۴۔ المعونہ فی الجدل ـــــــــــ ۱۵۹/۱

۳۸۵۔ معیار العقول فی علم الاصول ـــــــــــ ۳۷۳/۱

۳۸۶۔ المغنی ـــــــــــ ۱۷۳/۱

۳۸۷۔ المغنی شرح اخر علی منہاج ـــــــــــ ۳۳۰/۱

۳۸۸۔ المغنی فی الاصول ـــــــــــ ۳۰۳/۱

۳۸۹۔ مفتاح الحصول ـــــــــــ ۵۷۰/۲

۳۹۰۔ مفتاح الحصول علی مراۃ الاصول ـــــــــــ ۳۹۳/۱

۳۹۱۔ مفتاح الاصول فی بناء الفروع علی الاصول ـــــــــــ ۳۰۷/۱

۳۹۲۔ المفتاح فی الاصول ـــــــــــ ۲۰۳/۱

۳۹۳۔ المفسر فی الاصول ـــــــــــ ۵۷۵/۲

۳۴۰۔ مفصل الخلاف اصول القیاس ۵۰۹/۱
۳۴۱۔ المقالات فی الاصول ..... ۱۳۳،۱۵۳/۱
۳۴۲۔ المقتبس المختار ۳۰۹/۱
۳۴۳۔ المقتبس المختار من نور الانوار ۳۶۷/۱
۳۴۴۔ المقتضب الاشفی فی اختصار المستصفی ۳۱۶/۱
۳۴۵۔ مقدمہ المعترازی فی الاصول ۳۶۳/۱
۳۴۶۔ مقدمہ فی الاصول ۳۷۵/۱
۳۴۷۔ مقدمہ فی اصول الفقہ ۳۶۴/۱
۳۴۸۔ المقدمہ فی اصول الفقہ ۳۰۸/۱
۳۴۹۔ المقنع فی اصول الفقہ ..... ۳۷۴،۳۷۷/۱
۳۵۰۔ منار الانوار فی اصول الفقہ ۳۶۶/۱
۳۵۱۔ منہاج الشریعہ ۳۶۷/۱
۳۵۲۔ منہاج العقول ۳۳۱/۱
۳۵۳۔ مناہج الوصول الی مبادی الاحکام ۳۳۶/۱
۳۵۴۔ منہاج فی الاصول والفروع ۳۰۳/۱
۳۵۵۔ مناہج الوصول الی علم الاصول ۳۳۶/۱
۳۵۶۔ المنیر الزاہر عن الغیض الباہر من شرح المعنی الحجازی ۳۰۵/۱
۳۵۷۔ منیح الوصول فی علم الاصول ۲۷۳/۱
۳۵۸۔ المنتخب ..... ۲۲۵،۲۲۱،۲۲۷/۱
۳۵۹۔ المنتخب الحسامی ۲۷۶/۱
۳۶۰۔ المنتخب المحصول ..... ۲۲۱،۲۸۵/۱
۳۶۱۔ المنتخب فی شرح المنتخب ۳۳۷/۱
۳۶۲۔ منتخل فی علم الجدل ۳۰۶/۱
۳۶۳۔ منتہی ..... ۳۰۵،۳۰۷،۳۰۳/۱
۳۶۴۔ منتہی السول والامل فی علم الاصول والجدل ۲۷۸/۱
۳۶۵۔ منتہی السول فی شرح الفصول ۱۸۸/۱

۳۳۰۔ منتهى السول فى علم الاصول ——— ۱/۲۷۲،۲۷۵
۳۳۱۔ منتهى الوصول الى علمى الكلام والاصول ——— ۱/۳۷۹
۳۳۲۔ المنتهى على المغنى فى اصول الفقه ——— ۱/۳۱۸
۳۳۳۔ منظومة فى اصول الفقه ——— ۴/۵۱۲
۳۳۴۔ المنهى فى شرح المغنى ——— ۱/۳۴۹
۳۳۵۔ المنحول ——— ۱/۲۰۶،۲۰۸،۲۱۴،۲۱۷
۳۳۶۔ منح الموانح ——— ۱/۳۱۰
۳۳۷۔ منح ذى اللب ——— ۲/۲۲۷
۳۳۸۔ منهاج الشريعه ——— ۱/۳۲۷
۳۳۹۔ منهاج الوصول ——— ۱/۲۹۵
۳۴۰۔ منهاج الوصول الى علم الاصول ——— ۱/۳۳۹
۳۴۱۔ منهاج الوصول الى شرح معيار العقول ——— ۱/۳۷۳
۳۴۲۔ المنهاج فى الاصول ——— ۱/۳۳۹
۳۴۳۔ المنير الزاهر من القبض الباهر ——— ۱/۳۱۶
۳۴۴۔ منية اللبيب فى شرح التهذيب ——— ۱/۳۴۸،۳۴۹
۳۴۵۔ الموافقات ——— ۱/۳۰
۳۴۶۔ مهر الافهام الى مبادى الاحكام ——— ۱/۳۲۶
۳۴۷۔ مهيع الوصول فى علم الاصول كبرى ——— ۱/۳۷۳
۳۴۸۔ ميزان الاصول فى نتائج العقول ——— ۱/۳۲۵
۳۴۹۔ النامى شرح الحسامى ——— ۱/۳۷۷
۳۵۰۔ النبذة الانيقه فى اصول الفقهيه ——— ۱/۳۷۳،۳۷۹
۳۵۱۔ النبذ فى اصول الفقه الظاهرى ——— ۱/۱۸۶
۳۵۲۔ النبراس على الرد على منكر القياس ——— ۱/۳۴۸
۳۵۳۔ نتائج الافكار ——— ۱/۳۴۸
۳۵۴۔ نتائج النظر ——— ۲/۵۵۰
۳۵۵۔ نجاح الوصول فى علم الاصول ——— ۲/۵۰۱

۳۴۹۔ نجاح الطالب ——— ۳۶۲/۱
——— ۵۷۰/۲
۳۴۷۔ النجم الثاقب ——— ۴۸۳/۱
——— ۳۶۷/۲
۳۴۸۔ نزعة الخاطر العاطر ——— ۳۷۰/۱
۳۴۹۔ نزعة الناظر فی الجمع بین الاشباہ والنظائر ——— ۴۲۳/۱
۳۵۰۔ نسمات الاسحار ——— ۳۲۸/۱
۳۵۱۔ نصح العقائد فی شرح الرسالہ ——— ۳۷۵/۱
۳۵۲۔ نظم الامع ——— ۳۰۲،۳۵۰/۱
——— ۵۱۳/۲
——— ۴۲۲،۴۲۳،۴۲۴/۱
۳۵۳۔ النجم الوہاج ——— ۵۲۰،۵۲۲/۱
۳۵۴۔ النجوم الطوالع ——— ۲۲۴،۲۲۵،۲۲۶،۲۸۱/۱
۳۵۵۔ نفائس الاصول ——— ۵۵۸/۲
۳۵۶۔ نقد الاصول الفقہیہ ——— ۵۳۲/۲
۳۵۷۔ نقد الدرر ——— ۱۳۴/۱
۳۵۸۔ نقض اجتہاد الرای علی ابن الرواندی ——— ۱۳۴/۱
۳۵۹۔ نقض رسالۃ الشافعی ——— ۳۲۰،۳۷۹/۱
۳۶۰۔ النقود الردود ——— ۳۲۰،۳۷۹/۱
۳۶۱۔ النقود الردود ——— ۳۷۰/۱
۳۶۲۔ نکت البدیعۃ فی تحریر الذریعۃ للسید المرتضی فی اصول الفقہ ——— ۳۳۳/۱
۳۶۳۔ نکت الفصول فی بیان الاصول ——— ۳۳۱/۱
۳۶۴۔ نکت المنہاج ——— ۴۶۶/۲
——— ۳۳۱/۱
۳۶۵۔ النکت علی اللوامع علی المختصر ——— ۵۱۷/۲
۳۶۶۔ النکت اللوامع

۳۶۷۔ السکت الدراری علی المختصر والمنہاج وجمع الجوامع ——— ۱/۲۸۲

۳۶۸۔ النہایہ ——— ۱/۱۷۲

۳۶۹۔ النہایہ البہائیہ فی المباحث القیاسیہ ——— ۱/۲۵۸،۲۶۵

۳۷۰۔ نہایۃ السول ——— ۱/۲۲۲،۲۳۸،۲۴۳،۳۱۸

——— ۲/۲۷۶

۳۷۱۔ نہایۃ المحتاج الی شرح المنہاج ——— ۱/۳۳۰

——— ۲/۵۳۴

۳۷۲۔ نہایۃ الوصول ——— ۱/۲۹۵،۳۳۵،۳۷۶،۳۷۷،۳۹۳

——— ۲/۴۹۸

۳۷۳۔ نہایۃ الوصول فی درایۃ الاصول ——— ۱/۲۶۵

۳۷۴۔ نہج السبیل فی الاصول ——— ۱/۱۵۲

۳۷۵۔ نہج الوصول فی علم الاصول ——— ۱/۳۳۴

۳۷۶۔ نہج الوصول الی علم الاصول ——— ۱/۳۰۶،۳۷۶

۳۷۷۔ النوبع والنوامع (منظوم) ——— ۱/۲۲۵

۳۷۸۔ نور الانوار ——— ۱/۳۶۸

——— ۲/۵۷۵

۳۷۹۔ نور الحجۃ فی ایضاح المحجۃ ——— ۱/۲۲۷

۳۸۰۔ نور الحجۃ وایضاح المحجۃ ——— ۱/۲۲۵

۳۸۱۔ نیل المنی ——— ۱/۲۷۳

۳۸۲۔ الواضح فی اصول الفقہ ——— ۱/۲۱۷

۳۸۳۔ الوافی ——— ۱/۳۷۱

۳۸۴۔ الوجیز ——— ۱/۲۰۸

——— ۲/۲۹۹

۳۸۵۔ الورقات ——— ۱/۱۹۲

۳۸۶۔ وسائل الوصول الی مسائل الاصول ——— ۱/۲۲۱

۳۸۷۔ الوسیط ——— ۱/۲۱۸،۲۱۹

۳۸۸۔ وصول الوراثع ——— ۲/۳۹۵

۳۸۹۔ الوصول الی علم الاصول ——— ۱/۳۰۲،۲۱۹،۴۱۸

——— ۲/۴۹۰

۳۹۰۔ الوصول الی مسائل الاصول ——— ۱/۱۹۰

۳۹۱۔ هادی الطریقین فی الاصول ——— ۱/۳۷۰

۳۹۲۔ النهج فی مختصر المنهج من الاصول ——— ۲/۵۳۰

۳۹۳۔ هدایة العقول ——— ۲/۵۲۹

۳۹۴۔ جمع الجوامع ——— ۱/۳۰۳

——— ۲/۵۳۳،۵۱۸

۳۹۵۔ ینابیع الاصول ——— ۱/۱۸۷

۳۹۶۔ الینابیع فی اصول الفقه ——— ۱/۲۹۹

۳۹۷۔ الینابیع فی معرفة الاصول ——— ۱/۲۹۹

۳۹۸۔ الینابیع فی معرفة الاصول والتفاریع ——— ۱/۳۹۹

۳۹۹۔ الشافی ——— ۱/۳۹۹،۳۸۳،۳۰۳،۲۰۳

۴۰۰۔ الشامل ——— ۱/۳۹۶،۳۰۳،۱۹۲

۴۰۱۔ شرح اصول البزدوی ——— ۱/۳۸۳،۳۷۷،۳۶۵،۳۳۰،۲۶۵

——— ۲/۵۱۹،۳۹۳،۳۹۲

۴۰۲۔ شرح الاحکام ——— ۱/۲۷۳

۴۰۳۔ شرح الارشاد ——— ۲/۵۱۵

۴۰۴۔ شرح الاشارہ للباجی ——— ۱/۳۱۹،۳۱۵

——— ۲/۳۸۳

۴۰۵۔ شرح البدخشی ——— ۱/۳۱۲

۴۰۶۔ شرح البدیع ——— ۱/۳۸۶،۳۸۲

۴۰۷۔ شرح التحریر ——— ۱/۳۹۱

۴۰۸۔ شرح التحصیل ——— ۱/۳۷۳،۳۲۴

۴۰۹۔ شرح الحسامی ——— ۱/۲۷۷

——— ۲/۳۹۳،۳۹۵

۵۱۰۔ شرح الزہر ۲۰۱۱/۱

۵۱۱۔ شرح الرسالہ ..... ۱۳۵،۱۸۵،۱۳۶،۱۳۴/۱

۵۱۲۔ شرح العمد ..... ۱۶۹،۱۷۷،۱۷۲/۱

۵۱۳۔ شرح الغرر و الدرر ۳۳۵/۲

۵۱۴۔ شرح الفصول النوزیہ ۵۳۷/۲

۵۱۵۔ شرح الفصول فی علم الاصول ..... ۵۵۳،۵۳۸/۲

۵۱۶۔ شرح الفیہ ۳۲۲/

۵۱۷۔ شرح الکوکب الساطع ۵۱۷/۲

۵۱۸۔ شرح الکوکب المنیر ۱۸۱/۱

..... ۵۲۱،۳۸۱/۲

۵۱۹۔ شرح اللمع ..... ۲۷۱،۲۷۰،۲۵۷،۲۴۹/۱

..... ۵۱۸/۲

۵۲۰۔ شرح المجمع المبسع ۳۴۸/۱

۵۲۱۔ شرح المحصول ..... ۳۲۶،۳۲۲،۳۸۸،۲۱۵/۱

۵۲۲۔ شرح المستصفی ..... ۲۲۸،۲۰۷،۲۱۲/۱

۵۲۳۔ شرح المعالم ..... ۳۹۵،۲۷۵/۱

۵۲۴۔ شرح المغنی ..... ۳۱۲،۳۸۵،۳۱۲/۱

..... ۲۱۵/۲

۵۲۵۔ شرح المنار للنسفی ..... ۳۷،۳۱۰،۲۷۴

..... ۴۰۴،۳۶۲،۵۳۰،۵۳۵/۲

..... ۵۲۱،۳۵۲

۵۲۶۔ شرح المنتخب ..... ۳۷۰،۳۹۵،۳۲۲/

۵۲۷۔ شرح المنہاج ..... ۳۸۱،۲۷۳،۲۶۵،۲۲۷/۱

..... ۳۹۷،۳۹۳،۳۹۰،۳۸۹،۳۸۳

..... ۳۳۱،۳۱۵،۲۳۱

	———	۲/۴۶۵، ۴۶۸، ۴۷۲، ۴۷۵، ۴۷۸
	———	۴۳۲، ۵۰۰، ۵۴۲
۵۵۸۔	شرح المنهج المنتخب على قواعد المطلب ———	۲/۵۰۲
۵۵۹۔	شرح الورقات ———	۱/۳۸، ۳۹، ۴۱، ۴۳، ۴۵، ۴۸، ۲/۴۹۷
	———	۵۲۳، ۵۴۰
۵۶۰۔	شرح الورقة في الاصول ———	۲/۵۱۲
۵۶۱۔	شرح بديع النظام ———	۱/۳۹۲
۵۶۲۔	شرح تقويم الادلة ———	۱/۲۰۳
۵۶۳۔	شرح تنقيح الاصول ———	۱/۴۱۷
۵۶۴۔	شرح تنقيح الوصول ———	۱/۲۲۲، ۲۲۴، ۲۲۶
۵۶۵۔	شرح تنقيح القرافي ———	۱/۲۸۳، ۲۸۶، ۲۸۸
	———	۲/۵۰۰، ۵۱۵
۵۶۶۔	شرح جمع الجوامع ———	۱/۴۱۷
	———	۲/۴۶۷، ۴۸۳، ۵۱۵، ۵۱۹
۵۶۷۔	شرح جوهرة الاصول ———	۱/۳۰۲
۵۶۸۔	شرح عنوان الوصول في الاصول ———	۱/۳۱۴
۵۶۹۔	شرح غاية السول ———	۱/۳۷۲
۵۷۰۔	شرح غاية الوصول في الاصول ———	۱/۳۷۲
۵۷۱۔	شرح مبادئ الاصول ———	۱/۳۷۷
۵۷۲۔	شرح محكم الاصول ———	۲/۵۷۵
۵۷۳۔	شرح مختصر الباجي في الاصول ———	۱/۳۸۵
۵۷۴۔	شرح مختصر الروضة ———	۱/۴۷۳
۵۷۵۔	شرح مختصر الكلوذاني ———	۱/۳۹، ۴۷۰
۵۷۶۔	شرح مختصر المنتهى في اصول ———	۱/۲۷۸، ۲۸۱، ۲۸۳، ۲۸۵، ۲۸۷
	———	۲۹۲، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۸، ۳۰۲
	———	۳۱۲، ۳۱۵، ۳۱۷، ۳۲۱، ۳۲۴
	———	۳۲۷، ۳۳۸، ۳۴۳، ۳۴۹، ۳۵۷

	———	۲/۰۰۰،۳۴۳،۳۴۴،۳۴۷
	———	۰۰۰،۳۴۹،۳۵۰،۳۵۱،۳۵۲
	———	۳۵۳،۳۵۸
۵۴۷۔	شرح مختصر ابن الحاجب فی الاصول ———	۱/۳۷۱
۵۴۸۔	شرح مرقاۃ الاصول ———	۲/۵۲۷
۵۴۹۔	شرح مشکل اللمع ———	۱/۱۱۰
۵۵۰۔	شرح معالم الاصول ———	۳/۵۸
۵۵۱۔	شرح مقدمہ المطرازی فی الاصول ———	۱/۳۱۴
۵۵۲۔	شرح منہی السول والامل ———	۱/۰۰۰،۳۱۵،۳۱۶،۳۱۷
	———	۳۱۹،
	———	۲/۰۰۰،۳۴۰،۳۴۵،۳۴۷
	———	۳۵۰،۳۵۳
۵۵۳۔	شرح منہاج الوصول ———	۱/۳۷۱
۵۵۴۔	شرح بلدۃ الفقیہ ———	۱/۳۱۵
۵۵۵۔	شرح نظم الورقات ———	۱/۱۰۱
۵۵۶۔	شرح نہایۃ السول ———	۱/۳۹۱
۵۵۷۔	شفاء الغلیل ———	۱/۲۰۲
۵۵۸۔	الصلاحۃ الرسمیۃ والمنفعۃ الجسیمۃ ———	۱/۳۷۸
۵۵۹۔	الصغرۃ فی الاصول ———	۱/۲۰۳،۲۰۴
۵۶۰۔	صقیل الالباب ———	۱/۲۱۵
۵۶۱۔	الضروری فی اصول الفقہ ———	۱/۲۱۷،۲۲۹
۵۶۲۔	الضیاء اللامع ———	۱/۳۰۳،۳۸۳
۵۶۳۔	الطریقۃ الجلالیۃ فی الخلاف ———	۱/۲۵۴،۲۵۷
۵۶۴۔	الطریقۃ فی الجدل ———	۱/۲۵۶،۲۵۹
۵۶۵۔	عدۃ الاصول ———	۱/۲۰۶
۵۶۶۔	العدۃ فی الاصول ———	۱/۱۸۷،۲۰۶
۵۶۷۔	العدۃ المشتملۃ فی الاصول ———	۱/۲۰۸

۵۴۸۔ عشرة الآل لكنه في الجدل ——— ۲۵۹،۲۷۵/۱
۵۴۹۔ العشرة الكاملة في عشرة مسائل من اصول الفقه ——— ۵۷۳/۲
۵۵۰۔ العقد الجامع ——— ۳۰۹/۱
۵۵۱۔ العقد الفريد ببيان الراجح من الخلاف في التقليد ——— ۵۵۳/۲
۵۵۲ العقد الكامل لناظم الجامع ——— ۵۷۳/۲
۵۵۳۔ العقد المنضد ——— ۳۷۷/۱
——— ۵۱۵/۲
۵۵۴۔ العقد المنظوم في الخصوص والعموم ——— ۳۲۲/۱
۵۵۵۔ العقد والحل في شرح المختصر السول والامل ——— ۳۷۴/۱
۵۵۶۔ العقول في معرفة الاصول ——— ۱۳۰/۱
۵۵۷۔ العمد ——— ۱۸۱،۱۸۰،۱۷۲/۱
۵۵۸۔ العمدة الجليه في الاصول الفقهيه ——— ۵۲۱/۲
۵۵۹۔ عمدة الحواشي ——— ۱۳۷/۱
۵۶۰۔ العمدة في اصول الفقه ——— ۱۹۳/۱
۵۶۱۔ العموم وراجعه ——— ۳۴۲/۱
۵۶۲۔ عنوان الوصول في الاصول ——— ۳۶۳/۱
۵۶۳۔ رعية النزوع الى علم الاصول والفروع ——— ۲۲۹/۱
۵۶۴۔ غايات الانظار ونهايات الاطار ——— ۳۷۲/۱
۵۶۵۔ غاية التحقيق ——— ۳۷۰،۳۷۷/۱
——— ۵۲۰/۲
۵۶۶۔ غاية السول ——— ۳۷۳/۱
——— ۵۳۹/۲
۵۶۷۔ غاية الطلب والمامول ——— ۲۲۹،۱۹۰/۱
۵۶۸۔ غاية المامول ——— ۲۰۰/۱
——— ۵۵۲،۵۲۲/۲
۵۶۹۔ غاية الوصول ——— ۲۲۶/۱
——— ۵۰۰/۲

۵۹۰۔ غایۃ الوصول ۱/۳۰۵
۵۹۱۔ غایۃ الوصول وایضاح السبل ۱/۳۷۲
۵۹۲۔ غرر الادلۃ فی اصول الفقہ ..... ۱/۱۷۱،۱۷۷
۵۹۳۔ غرر البیان فی الاصول ۱/۲۲۶
۵۹۴۔ غصون الاصول ۱/۳۱۹
۲/۵۲۰
۵۹۵۔ غمرات الصبیح ۱/۳۹۱
۲/۵۳۰
۵۹۶۔ غنیۃ النزوع الی علمی الاصول والفروع ..... ۱/۲۲۸،۲۶۰
۵۹۷۔ الفتہ فی الاصول ۱/۲۰۲
۵۹۸۔ الغیث الہامع ۱/۳۰۱
۲/۲۷۲
۵۹۹۔ فائقہ الاصول فی ضبط معانی جوہرۃ الاصول ۱/۲۷۳
۶۰۰۔ فتح المجتبی شرح المختبی ..... ۱/۳۰۵،۳۲۸
۶۰۱۔ فتح الاسرار ۱/۳۰۵
۶۰۲۔ فتح الفتاح علی المنہاج والمحلی ۱/۳۳۰
۲/۵۲۳
۶۰۳۔ فتح الرحمن فی من لقطۃ العجلان ۱/۳۲۸
۲/۵۲۰
۶۰۴۔ فتح الغفار بشرح المنار ۱/۳۲۹
۲/۵۲۷
۶۰۵۔ الفصل فی اصول الفقہ ۱/۱۷۳
۶۰۶۔ فصول الاحکام لاصول الاحکام ۱/۲۸۸
۶۰۷۔ فصول البدائع اصول الشرائع ۱/۴۷۳
۶۰۸۔ الفصول البدیعۃ ۱/۳۰۵
۶۰۹۔ فصول الحواشی لاصول الشاشی ۱/۱۲۷
۶۱۰۔ الفصول الستۃ فی الاصول ۱/۲۷۱

۹۱۱۔ الفصول العمادی ۳۸۸/۰
۹۱۲۔ فصول الغوانی ۱۳۷/۱
..... ۵۱۹/۲
۹۱۳۔ الفصول الغرویہ فی اصول فقہ الامویہ ۵۱۸/۲
۹۱۴ الفصول المہمۃ فی اصول الائمہ ۵۵۵/۳
۹۱۵۔ الفصول فی اعتقاد ائمۃ الفحول ۲۲۲/۱
۹۱۶۔ الفصول فی الاصول ..... ۳۲۹،۱۸۹،۱۵۱،۱۲۷/۱
..... ۳۱۸/۲
۹۱۷۔ الفصول فی علم الاصول ..... ۲۷۳،۲۷۰/۱
۹۱۸۔ الفصول فی معالی جوہرۃ الاصول ۳۷۳/۱
۹۱۹۔ الفصول فی محرولۃ الاصول ۲۰۲/۱
۹۲۰۔ القلائد فی الاصول ۱۳۳/۱
۹۲۱۔ قوائح المرحومات ۵۷۳/۲
۹۲۲۔ قوائد الاصول ۵۵۶/۲
۹۲۳۔ القوائد التشعیبیہ للمختار ۳۷۰/۱
۹۲۴۔ القوائد فی شرح الزوائد ۳۰۹/۱
..... ۳۶۷/۲
۹۲۵۔ الفقیہ فی اصول الفقہ ۱۳۹/۱
۹۲۶۔ القاعدۃ فی اصول الفقہ ۳۷۷/۱
۹۲۷۔ القاعدۃ فی الاصول ۳۷۳/۱
۹۲۸۔ قبس الانوار فی اختصار المختار ..... ۳۱۸،۳۶۹/۱
۹۲۹۔ قرۃ العین ۲۰۰/۱
۹۳۰۔ قرۃ العین الطالب فی نظم المختار ۳۷۰/۱
..... ۵۵۵/۲
۹۳۱۔ القسطاس المخیون ۵۳۱/۱
۹۳۲۔ القطعہ علی شرح المنہاج ۳۳۰/۱
۹۳۳۔ قطعۃ عن شرح المختار ۳۶۸/۱

۶۳۴	قصر الأقمار	۳۱۸/۱
۶۳۵	قنطرة الوصول الى تحقيق جوهرة الاصول	۳۹۳/۱
۶۳۶	قنطرة الوصول الى علم الاصول	۵۳۹/۲
۶۳۷	القواطع فى اصول الفقه	۲۸۵/۱
۶۳۸	قواعد الادلة وشواهد الاحبة	۲۱۸/۱
۶۳۹	قواعد الشرع وضوابط الاصل والفرع على الوجيز	۳۶۶/۱
۶۴۰	القواعد الكبرى	۳۲۵/۱
۶۴۱	القواعد المشتملة على اشباه النظائر	۳۰۰/۱
۶۴۲	قوانين الفقهية	۲۸۳/۱
۶۴۳	القول السديد فى بعض مسائل احكام الاجتهاد والتقليد	۵۳۹/۲
۶۴۴	الكاشف المنعى فى شرح الحصنى	۳۰۵/۱
۶۴۵	كاشف الرموز مظهر الكنوز	۳۶۵،۲۸۳/۱
۶۴۶	الكاشف المدلى فى شرح المغنى	۳۹۳/۱
۶۴۷	الكاشف عن المحصول	۲۹۵/۱
۶۴۸	الكاشف لذوى العقول عن وجوه معانى الكافل	۵۳۷/۲
۶۴۹	الكافى	۳۰۸/۱
۶۵۰	الكافى الطالب	۲۸۳/۱
۶۵۱	كافى المحتاج	۳۶۵،۳۲۹/۱
۶۵۲	الكافى فى شرح اصول البزدوى	۳۷۱/۱
۶۵۳	الكامل بنيل السول فى علم الاصول	۵۲۵/۲
۶۵۴	كتاب الاجتهاد	۱۳۳/۱
۶۵۵	كتاب الاجماع	۱۳۸،۱۳۲،۱۳۱/۱
۶۵۶	كتاب الاشارة	۱۸۹/۱
۶۵۷	كتاب الاشباه والنظائر	۳۷۳/۱
۶۵۸	كتاب الاشراف فى اصول الفقه	۳۳۶/۱
۶۵۹	كتاب الاصول	۱۵۲،۲۶۸،۱۳۷،۱۳۶،۱۲۷/۱
		۲۹۰

۶۶۰۔ کتاب الاعتبار فی ابطال القیاس ۱۳۲/۱

۶۶۱۔ کتاب الامثل فی الاصول ۴۴۷/۱

۶۶۲۔ کتاب الامر والنہی علی مذہب الشافعی ۱۳۰/۱

۶۶۳۔ کتاب البرہان ۱۸/۱

۶۶۴۔ کتاب البیان فی دلائل الاعلام ۳۶۹/۱

۶۶۵۔ کتاب التحریر والتقریر (المنار) فی اصول الفقہ ۱۵۳/۱

۶۶۶۔ کتاب التجامع فی اصول الفقہ ۴۴/۱

۶۶۷۔ کتاب الجدل ۲۵۷/۱

۶۶۸۔ کتاب الحجۃ ۱۳۱/۱

۶۶۹۔ کتاب الحدود ۱۸۹/

۶۷۰۔ کتاب الحدود و العقود فی اصول الفقہ ۲۵۳/۱

۶۷۱۔ کتاب الحیل ۱۸۸/

۶۷۲۔ کتاب الخاص والعام ۱۳۵/۱

۶۷۳۔ کتاب الخبر الموجب للعلم ۱۳۱/۱

۶۷۴۔ کتاب الخصوص والعموم ..... ۳۸،۱۳۳،۱۳۱/۱

۶۷۵۔ کتاب الخلافیات ۱۹۷/۱

۶۷۶۔ کتاب الخصمین ۱۳۷/۱

۶۷۷۔ کتاب الذریعہ فی احکام الشرعیہ ۲۲۹/۱

۶۷۸۔ کتاب الدلیل ..... ۱۸۸،۱۳۳/۱

۶۷۹۔ کتاب الفصول الاصول ۱۳۱/۱

۶۸۰۔ کتاب القواعد ۳۳۳/۱

۶۸۱۔ کتاب القیاس ..... ۱۹۱،۱۳۳،۱۳۱/۱

۶۸۲۔ کتاب القیاس الشرعی ۱۷۷/۱

۶۸۳۔ کتاب القیاس والعمل ۱۵۳/۱

۶۸۴۔ کتاب الکرخی فی الاصول ۳۰۶/۱

۶۸۵۔ کتاب المدخل فی الاصول ۲۳۳/۱

۶۸۶۔ کتاب المسلک فی الاصول ۳۰۷/۱

۶۸۷۔ کتاب المعارج ۱۷۰/۱

۶۸۸۔ الکتاب المعتبر اختصار المختصر ۱/۸۲
۶۸۹۔ کتاب المعونہ ۱/۱۲۸
۶۹۰۔ کتاب المفردات فی الاصول ۱/۲۲۳
۶۹۱۔ کتاب المفسر والمجمل ۱/۱۳۱
۶۹۲۔ کتاب المنتخب فی الاصول ۱/۲۲۳
۶۹۳۔ کتاب الوصول الی قواعد الاصول ۲/۵۳۲
۶۹۴۔ کتاب الوصول الی ماوقع فی الرافعی من الاصول ... ۱/۴۷۹
۶۹۵۔ کتاب الوصول الی معرفۃ الاصول ..... ۱/۱۲۳،۱۲۴،۱۷۴
۶۹۶۔ کتاب الہدایہ فی اصول الفقہ ۱/۱۲۴
۶۹۷۔ کتاب ابطال القیاس ..... ۱/۱۲۱،۱۲۳،۱۳۳
۶۹۸۔ کتاب اثبات القیاس ..... ۱/۱۲۲،۱۳۳،۱۳۵
۶۹۹۔ کتاب اجتہاد الرای ..... ۱/۱۳۳،۱۳۴
۷۰۰۔ کتاب اجماع اھل المدینہ ۱/۱۵۴
۷۰۱۔ کتاب احکام الاحکام ..... ۱/۲۵۷،۲۵۸،۲۵۹،۲۶۳
۷۰۲۔ کتاب اختلاف الناس فی الاسماء والاحکام ۱/۱۲۵
۷۰۳۔ کتاب اصول الفقہ ..... ۱/۱۲۲،۱۲۳،۲۲۴،۲۶۹،۲۷۰
۷۰۴۔ کتاب اصول فخر الاسلام البزدوی ۱/۳۰۴
۷۰۵۔ کتاب تحریر الادلہ ۱/۱۷۱
۷۰۶۔ کتاب تجرید التجرید ۱/۱۸۸
۷۰۷۔ کتاب تذکرۃ العالم ۱/۱۲۴
۷۰۸۔ کتاب تقییدات مفیدۃ علی تنقیح القرافی ۱/۲۲۳
۷۰۹۔ کتاب التلقیح المقبول لی فروع المنقول ۱/۲۷۶
۷۱۰۔ کتاب خبر الواحد ..... ۱/۱۲۴،۱۳۱،۳۱۳
۷۱۱۔ کتاب فی الاصول ۱/۱۳۰
۷۱۲۔ کتاب فی اصول الفقہ ..... ۱/۱۲۴،۱۵۴،۱۸۲،۲۲۵
..... ۲/۲۲۴،۲۲۸،۲۷۲،۳۷۷
..... ۲/۵۷۵

۷۱۳۔ کتاب فی الرد علی الاسدی ——— ۱/۴۱۷
۷۱۴۔ کتاب کبیر فی اصول الفقه ——— ۱/۱۵۲
۷۱۵۔ کتاب مسائل الخلاف فی اصول الفقه ——— ۱/۱۰۲
۷۱۶۔ کتاب نهت الحکمة فی اصول الفقه ——— ۱/۱۳۲
۷۱۷۔ کشف الاسرار ——— ۱/۲۵۸،۳۶۶،۳۰۲،۳۰۴
۷۱۸۔ کشف الکاشف الغطی فی شرح المنتهی ——— ۱/۳۷۲
۷۱۹۔ کشف المبانی ——— ۱/۳۷۹
۷۲۰۔ کشف النقاب الحاجب ——— ۱/۳۳۶،۳۳۳
۷۲۱۔ الکشف والتدقیق ——— ۲/۵۶۰
۷۲۲۔ کفایة الرقاة ——— ۲/۵۳۶
۷۲۳۔ کفایة الفحول فی علم الاصول ——— ۱/۳۳۲
۷۲۴۔ کفایة طالب البیان ——— ۱/۱۹۹
۷۲۵۔ الکفایه فی اصول الفقه ——— ۱/۱۹۷
۷۲۶۔ کنز الوصول الی معرفة الاصول ——— ۱/۲۰۲
۷۲۷۔ الکواکب الساطع ——— ۱/۵۰۶،۵۱۶،۵۷۰
۷۲۸۔ اللامع فی اصول الفقه ——— ۱/۱۷۳
۷۲۹۔ لب الاصول ——— ۱/۳۶۹
——— ۲/۵۳۱،۵۳۰،۵۳۱
۷۳۰۔ لقطه العجلان ——— ۱/۲۳۸
۷۳۱۔ اللمع ——— ۱/۱۹۰
۷۳۲۔ لمع اللوامع ——— ۱/۲۷۲،۲۰۳
۷۳۳۔ اللوامع ——— ۱/۳۱۲،۳۰۱
۷۳۴۔ اللیث العابس فی مسلمات المحالس فی اصول الفقه ۱/۳۸۳

☆☆☆

اشاریہ (۵)

(INDEX - 5)

فہرست فرق، قبائل واقوام

فہرست الفرق والقبائل والاقوام

نمبر شمار	عنوان	جلد	صفحہ
	اباضیہ	۱	۱۴۶،۵۱
۲	اثنا عشری	۳	۷۵،۷۱۴_۷۱۲،۱۶۰
۳	اخشیدیہ	۱	۸۰۵
۴	اخوانی	۳	۲۵۵
۵	ادارسہ	۱	۱۰۴
۶	ارتقیہ	۲	۳۶۳
۷	اسبانی	۲	۳۶۳
۸	اسماعیلی	۳	۷۱۹،۷۱۵،۷۱۳،۷۱۲،۹۵۷
			۷۱۹_۷۱۷،۷۱۸
۹	اشعری / اشاعرہ	۱	۱۹۲،۱۹۹،۵۰،۵۵
			۳۷۶،۱۹۸
۱۰	اصولیین	۱	۵۲
۱۱	اغالبہ	۱	۱۰۳
۱۲	الپانی	۲	۵۳۱
۱۳	آل تیمور	۳	۱۵۵
۱۴	آل تیمیہ	۱	۲۸۹
۱۵	الحمدانیہ	۱	۱۰۵
۱۶	آل سعود	۱	۳۷۸
		۲	۲۹۷
۱۷	السلجوق	۱	۱۲۱
۱۸	آل عثمان	۲	۶۸۳
۱۹	الکشفیہ	۲	۵۹۷

۲۰	امامیہ	ب	۳۵،۳۶،۱۳۵،۳۲
		ا	۷۲۲،۵۷۳،۵۵۲
۲۱	انصار	ب	۷۸
۲۲	ایرانی	ا	۳۳
۲۳		ب	۲۴۷
۲۳	ایوبی	ا	۲۴۷
۲۵		ب	۲۹۲
	باطنیہ	ب	۷۱۲
۲۶	باقریہ	ب	۷۱۳
۲۷	بربر	ا	۲۲۱
۲۸	بنو اُمیہ اُموی	ا	۱۲۲،۱۰۲،۱۰۳،۱۰۳
		ب	۲۷۲،۲۱۷،۲۳۷
۲۹	بنو بویہ	ا	۲۲۵،۱۲۲،۱۰۵
۳۰	بنو عباس / عباسیہ	ا	۱۰۳،۱۰۴،۲۲۹
			۱۲۲،۱۰۲
		ب	۲۲۷،۲۲۲،۵۱۲
۳۱	بنو قریظہ	ا	۷۳
۳۲	بنو ضیان	ب	۲۹۰
۳۳	بنو ھاشم	ا	۷۲
۳۴	بنی نضیر	ا	۱۲۷
۳۵	بہشمیہ	ا	۳۳۳
۳۶	تاتاری	ا	۲۹۹،۲۵۲
۳۷	تعلیمیہ	ب	۷۱۲
۳۸	پرتگالی	ب	۳۹۳
۳۹	جبریہ	ا	۱۰۳
۴۰	جراکہ	ب	۳۲۳
۴۱	جریریہ	ب	۷۰۸

۴۴۔	جعفریہ	۲	۷۰۲
۴۳۔	حفصیہ	۱	۱۲۷
۴۲۔	حنابلہ	۱	۳۱۵،۱۲۳،۰۵۱
		۲	۷۵۷،۷۵۱،۲۹۹،۲۹۵
			۷۵۳،۷۶۰
۴۵۔	حنفیہ ؛ احناف	۱	۳۱۵،۱۰۹،۹۱۰،۵۶۳،۴۹
			۴۴۱،۳۱۴
		۲	۱۹۸،۱۹۰،۱۲۴،۷۲۰
			۱۷۹،۱۲۷،۱۱۸،۲۱۰
			۷۵۷،۷۴۳،۹۹۳،۲۸۳
			۷۷۶،۷۷۱،۷۲۸،۷۱۰
			۷۸۳
۴۱۔	خارجی	۲	۷۳۸،۷۴۳،۱۳۹
۴۷	خوارزمی	۱	۴۵۹
۴۸۔	ذی اصبح حمیری	۲	۱۹۷
۴۹۔	ربیعہ	۲	۱۹۰
۵۰۔	رومی	۲	۳۳۷
۵	زنگی	۲	۱۹۲
۵۲۔	زیانیہ	۱	۱۹۷
۵۳۔	زیدیہ	۱	۱۱۷،۵۷
		۲	۷۱۵،۱۰۰،۵۱۸،۲۷۳
			۷۱۲
۵۴۔	سامانیہ	۱	۱۰۴
۵۵۔	سبعیہ	۲	۷۱۲
۵۶۔	سلجوقی ؛ سلاجقہ	۱	۲۰۰،۱۹۷،۱۱۱
		۲	۲۵۵

۵۷۔	حنفیہ		۲۷۸،۵۳۰،۵۳۱،۵۱۵-
			۴۰۹،۲۱۵،۲۴۹،۲۹-
			۳۳۸،۲۱۹
		۲	۵۳۳،۵۳۹،۵۳۵،۴۷۱
			۲۹۴،۲۸۷،۲۸۶،۲۸۱
			۴۷۷، ۱۹۹،۲۹۷،۲۹۳
			۶۸۲
۵۸۔	خنیفہ		۲۳۸،۱۳۳،۱۳۵،۵۰،۱۳
		۲	۴۳۹،۱۳۸،۲۰۵،۵۷۳
			۲۳۵،۱۸۱،۲۹۳،۱۵۷
			۷۱۵،۷۱۳،۷۱۳،۷۱۲
			۷۹۱،۷۳۸،۷۲۳
۵۹۔	خفاریہ		۱۰۲
۶۰۔	خلفی		۳۰۵
۶۱۔	خلافیہ	۱	۱۳۱،۱۸۳، ۱۸۷،۱۳۹،۱۳۱
		۲	۷۲۱،۷۰۷
۶۲۔	عبد مناف	۲	۷۷۸
۶۳۔	عثمانیہ / عثمانی	۲	۵۱۳،۵ ۱،۳۳۳،۳۹۷
			۵۳۲،۵۳۹،۵۳۷،۵۱۳
			۱۵۵،۱۵۳،۵۱۹
۶۴۔	عرب	۱	۸ ،۹۷،۹۹
		۲	۷۳۱،۷۱۵،۱۹۰،۲۰۵،۵۱۲
۶۵۔	علوی	۱	۷۹
۶۶۔	غزنوی	۱	۱۰۵
۶۷۔	فاطمی	۱	۱۳۳
		۲	۷۱۹،۱۹۵،۱۷۳،۲۵۸،۲۵۵
۶۸۔	فرانسیسی	۳	۲۰۳،۵۹۹

۷۹۔ فرنگی ——— ۱ ۳۰۳،۲۷۸
۷۰۔ لغویہ ——— ۱ ۱۰۴
۷۱۔ کاظمی ——— ۲ ۷۱۲،۷۵۶
۷۲۔ کردی ——— ۲ ۱۹۸
۷۳۔ مارونیہ ——— ۱ ۵۰
۷۴۔ مالکیہ ——— ۱ ۳۱۹،۱۳۲،۵۱،۳۹
۲ ۷۵۶،۷۷۵،۶۷۲،۲۱۰
۷۵۔ مکتبہ ——— ۱ ۸۷۰،۵۶۵،۳۹
۲ ۴۷۹
۷۶۔ مزنیہ ——— ۱ ۸۴
۷۷۔ معتمرد ——— ۲ ۷۱۲
۷۸۔ مذہب رفض ——— ۲ ۲۹۴
۷۹۔ مرجئہ ——— ۱ ۱۰۴
۸۰۔ مریسیہ ——— ۱ ۱۰۴
۸۱۔ مرتبہ ——— ۱ ۱۲۷
۸۲۔ مستشرقین ——— ۱ ۸۵
۸۳۔ مسطریہ ——— ۲ ۷۱۷
۸۴۔ مثالین ——— ۱ ۴۲
۸۵۔ مصری ——— ۲ ۱۲۷
۸۶۔ معتزلہ ——— ۱ ۱۳۰،۱۲۹۱،۹۰،۱۰۴۵،۴۰
۱۹۲،۱۹۳،۱۸۰،۷۱۷،۷۰
۲۹۳،۲۹۶،۲۱۷،۱۰۵،۱۹۸
۲۱۵،۲۱۸
۲ ۷۱۱،۷۲۳،۷۸۵،۱۲۹
۸۷۔ ممالک البحریہ ——— ۱ ۱۲۷
۸۸۔ منگول ——— ۲ ۱۵۲

۸۹۔ مہاجرین ——— ۱ ۷۸
۹۰۔ موحدین ——— ۱ ۱۶۷
۹۱۔ موسویہ ——— ۲ ۷۱۲
۹۲۔ میمونیہ ——— ۲ ۷۱۹
۹۳۔ نزاریہ ——— ۲ ۷۱۷
۹۴۔ نظامیہ ——— ۱ ۱۰۴
۹۵۔ نصاری ——— ۱ ۳۷۳
۹۶۔ یہود ——— ۱ ۳۷۳

☆☆☆

اشاریہ (۶)

(INDEX - 6)

فہرست اماکن

فہرست الاماکن

نمبر شمار	ممالک	جلد	صفحہ
۱۔	آگرہ	۱	۳۷۴
۲۔	آذربائیجان	۱	۸۱
		۲	۱۹۸،۲۱۰
۳۔	اردن	۲	۹۸۷
۴۔	آرمینیہ	۱	۸۱
		۲	۱۹۸،۲۲۱،۹۵۸
۵۔	ارزف	۲	۵۴۱
۶۔	ارزنجان	۲	۵۷۳
۷۔	اسوجلا	۱	۱۰۳
۸۔	آستانہ	۲	۵۹۱،۵۷۱،۵۵۹،۵۴۵
۹۔	اوچین	۲	۲۱۷
۱۰۔	استنبول	۱	۳۱۶،۳۵۹
		۲	۵۷۸،۵۴۵،۵۴۹
۱۱۔	آسٹریا	۲	۵۴۱
۱۲۔	اسکندریہ	۱	۳۳۶،۳۵۷،۳۵۷،۳۶۴،۳۶۰
			۳۶۳،۳۶۴،۳۶۸،۳۸۰
		۲	۴۸۸،۴۷۹
۱۳۔	اسیوط	۱	۳۷۴
۱۴۔	اشبیلیہ	۱	۳۲۹،۳۳۴
۱۵۔	اصفہان	۱	۳۴۶،۳۴۴
۱۶۔	افریقہ	۱	۱۵۲
		۲	۷۵۹،۵۳۱،۵۱۶،۴۲۸
			۶۷۳،۶۶۸،۶۱۷،۶۱۰

			۷۰۳،۶۸۴،۶۸۰
۱۷۔	افغانستان	۴	۶۶۱،۶۵۵ ،۱۵۲
۱۸۔	القصار	۲	۵۲۵
۱۹۔	الاقور	۲	۱۸۶
۲۰۔	الباشیہ	۲	۲۲۱،۲۵۵
۲۱۔	الجزائر	۱	۱۹۷
		۲	۱۱۷،۲۵۴،۵۷۶،۳۲۳
			۱۷۲،۲۷۰
۲۲۔	المملکۃ السعودیہ	۱	۲۲۳
۲۳۔	آسیہ	۲	۵۲۰،۵۱۳
۲۴۔		۱	۹۵۷
۲۵۔	اندلس	۱	۱۲۱،۱۳۱،۱۰۳،۱۰۴
			۳۳۳،۳۴۰،۱۸۳،۱۹۷
			۳۱۵،۳۳۸
		۲	۱۷۰،۲۵۹،۵۳۱،۳۳۴
			۱۹۳،۲۸۴،۱۷۳،۱۷۱
			۷۰۳
۲۶۔	اندونیسیا	۲	۱۸۷،۱۸۵،۲۱۱،۵۱۴
			۷۱۵
۲۷۔	ازبکستان	۲	۲۲۱
۲۸۔	اھواز	۲	۲۲۱
۲۹۔	ایران	۲	۲۲۱،۲۰۱،۵۵۲،۵۳۱
			۵۱۳،۷۱۳،۷۰۸،۲۲۱
۳۰۔	بابیہ	۱	۱۲۸
۳۱۔	بخارا	۱	۳۸۲
۳۲۔	بحرین	۲	۲۲۱،۱۸۵،۱۷۲،۵۹۷
۳۳۔	بخارا	۱	۱۱۷،۱۰۳

		۲	۲۵۴
۲۸۔	برازیل	۲	۲۱۱
۲۹۔	برطانیہ	۲	۵۲۹
۳۰۔	برمن	۱	۲۳۳
		۲	۵۵۳،۵۳۳
۳۷۔	برما	۲	۲۲۱
۳۸۔	بروسا	۲	۴۷۵
۳۹۔	بروسہ	۲	۵۳۸،۵۴۱،۵۱۲
۴۰۔	بریلی	۲	۵۸۱
۴۱۔	بصرہ	۱	۲۳۰،۲۰۲،۱۷۷،۱۳۳،۸۲
		۲	۶۷۰،۲۳۵،۵۴۸،۵۸۲
			۷۰۸،۷۰۵،۲۴۰،۶۷۵
۴۲۔	بطلیوس	۱	۱۲۸
۴۳۔	بطلیک	۱	۳۳۵
		۲	۷۰۳،۵۵۵
۴۴۔	بغداد	۱	۱۳۸،۱۳۶،۱۳۰،۸۹
			۱۳۶،۱۹۷،۱۵۶،۱۳۷
			۱۸۷،۱۸۶،۱۸۳،۱۸۲
			۲۰۱،۱۹۳،۱۹۰،۱۸۹
			۲۳۰،۲۰۷،۲۰۶،۲۰۵
			۲۶۸،۲۶۷،۲۶۳،۲۶۲
			۲۷۶،۲۷۵،۲۷۲،۲۶۳
			۳۲۳،۳۰۸،۳۰۳،۲۸۲
			۳۸۱،۳۷۱،۳۶۵،۳۳۳
			۴۳۰،۳۹۸،۳۹۶،۳۹۳،۳۸۵
		۲	۵۹۷،۵۵۱،۵۲۷،۵۱۹
			۱۲۷،۲۶۵،۲۰۱،۵۱۸

			۱۸۵،۶۸۴،۶۸۰،۹۷۰
			۷۰۸،۹۹۵،۱۹۴،۲۲۰
۳۵۔	بیج	۲	۵۸۰
۳۶۔	بلغاریہ	۲	۵۱۲
۳۷۔	بلغاریہ	۲	۵۲۰
۳۸۔	بلقان	۲	۲۱۰،۱۵۵
۳۹۔	بلند	۱	۱۸۴
۴۰۔	بلوچستان	۱	۸۱
		۲	۱۹۸
۴۱۔	بلوریستان	۱	۱۹۷
۴۲۔	بمبئی	۲	۱۰۲
۴۳۔	برنز	۲	۵۵۰
۴۴۔	بوشیا	۲	۲۱۱،۵۴۱،۵۱۲
۴۵۔	بہار	۲	۵۴۲
۴۶۔	بھوپال	۲	۹۱۱
۴۷۔	بیت المقدس	۱	۳۹۲،۳۷۸،۴۵۶،۱۱۹
		۲	۱۵۵،۵۷۶،۲۹۷،۴۶۴،۷۸۸
۴۸۔	تبدیت	۱	۴۲۱،۱۱۰،۱۲۷،۱۴۵
			۴۰۲،۲۲۱،۸۸۰،۲۷۴
			۴۸۶،۴۱۴،۴۰۲
		۲	۷۰۴،۷۰۳،۴۸۴
۴۹۔	پاکستان	۲	۱۸۷،۲۱۱،۲۰۷،۵۸۰
			۷۲۷
۵۰۔	پرتگال	۱	۱۰۳
۵۱۔	پنجاب	۲	۵۵۴
۵۲۔	پولینڈ	۲	۵۴۱
۵۳۔	پیرس	۱	۱۹۲

	———	۲	۲۷۳
۶۴۔	بلگیستان ———	۳	۲۲۱
۶۵۔	تبریز ———	۱	۲۲۷،۲۲۱
	———	۲	۲۲۰
۶۶۔	ترکان ———	۳	۲۵۵
۶۷۔	ترکستان ———	۲	۲۲۰،۲۵۵،۲۵۳
۶۸۔	ترکمنستان ———	۲	۲۲۱
۶۹۔	ترکی ———	۱	۲۰۷،۱۸۹
	———	۲	۲۵۵،۵۲۰،۵۱۳
۷۰۔	تلمسان ———	۲	۲۲۱
۷۱۔	تھائی لینڈ ———	۲	۲۲۱
۷۲۔	تھریس ———	۲	۵۱۳
۷۳۔	تورات ———	۲	۲۸۰
۷۴۔	تونس ———	۲	۵۳۱،۵۲۰،۲۸۷،۲۲۳
	———		۲۵۵،۲۵۷،۵۲۳،۵۲۱
	———		۲۹۷،۲۲۷،۲۵۹
۷۵۔	تیفلس ———	۱	۱۸۹،۲۲۷،۱۰۲،۱۰۳
	———		۳۲۱،۳۰۲،۲۹۵،۲۲۲
۷۶۔	جاوا ———	۲	۲۹۸،۲۸۷
۷۷۔	جدہ ———	۱	۸۱
	———	۲	۳۱۶،۲۷۳
۷۸۔	جرجان ———	۱	۱۷۳
۷۹۔	جنگن ———	۱	۱۹۷
	———	۲	۲۵۵،۲۵۳
۸۰۔	جائر ———	۲	۲۰۵
۸۱۔	جاوا ———	۱	۱۹۹،۱۸۵،۱۷۹،۱۸
	———		۲۲۰،۲۰۲،۱۸۹،۱۷۳

			۵۷۳،۵۵۹،۵۳۸،۵۳۷،۵۳۶
۱۰۶	ریے	۱	۱۵۱،۱۵۰
		۲	۱۹۰
۱۰۷	ریاضی	۱	۳۰۶،۴۷،۴۵،۱۸۹،۱۸۶
			۴۰۳،۴۰۲،۴۰۱،۳۹۹،۳۹۵
		۲	۵۵۰،۲۹۳
۱۰۸	سامرہ	۲	۲۵۱
۱۰۹	سجستان	۲	۱۸۳
۱۱۰	سرخس	۲	۱۸۳
۱۱۱	سرقسطہ	۱	۲۵۰
۱۱۲	سرویہ	۲	۵۱۴،۵۱۳
۱۱۳	سریانی	۲	۴۲۹
۱۱۴	سری دیکا	۲	۲۲۱
۱۱۵	سلی	۲	۲۵۹
۱۱۶	سعودی عرب	۲	۲۲۱
۱۱۷	سمرقند	۱	۴۴۳،۲۰۹،۱۲۸،۱۵۱
		۲	۲۵۳
۱۱۸	سندھ	۲	۲۰۷
۱۱۹	سنجان	۲	۷۱۵
۱۲۰	سوڈان	۲	۱۸۷،۱۷۸،۱۷۷،۵۴۳
۱۲۱	سہ پا	۱	۳۰۷
		۲	۲۵۵،۵۷۹،۵۵۵
۱۲۲	سیام	۲	۱۹۷
۱۲۳	سیحون	۱	۱۳۲
۱۲۴	سیستان	۲	۲۱۰
۱۲۵	سیلون	۲	۱۹۸
۱۲۶	سیمائی	۱	۴۷۲،۴۷۱

		۲	۵۷۸
۱۲۶۔	شام	۱	۱۳۱،۱۳۵،۱۴۶،۱۵۱،۱۵۸
			۲۳۰،۲۳۱،۲۳۲،۲۳۳
			۲۴۸،۲۷۵،۲۵۷،۲۶۳
			۳۳۶،۳۴۱،۳۴۳،۳۰۴
			۳۴۶،۳۴۹،۳۷۰،۳۷۱
			۳۸۸،۳۹۷،۳۹۱
		۲	۵۷۸،۵۳۸،۵۹۵،۶۰۳
			۶۱۸،۶۵۵،۶۳۳،۵۸۱
			۶۴۵،۶۸۴،۶۸۸،۶۷۹
			۷۱۳،۷۱۸،۷۱۹،۷۲۳
			۷۱۷،۷۲۱
۱۲۸۔	شاہجہاں پور	۲	۵۹۳
۱۲۹۔	شاہدان	۲	۵۳۵
۱۳۰۔	شب	۱	۲۳۵
۱۳۱۔	شیراز	۱	۲۲۶،۲۳۸،۱۴۲
۱۳۲۔	شافعی	۲	۱۹۴
۱۳۳۔	شراب	۱	۲۸۶،۲۸۷
		۲	۶۵۴،۶۷۴،۶۶۱،۶۱۳
			۷۰۵،۱۲۷
۱۳۴۔	شعبہ	۲	۵۷۱،۵۵۱
۱۳۵۔	شقلب	۲	۱۹۳
۱۳۶۔	شعراء	۱	۳۹۳،۳۰۶،۱۹۷
		۲	۵۵۲،۵۵۱،۵۴۶،۵۱۷
			۲۰۰،۵۷۳
۱۳۷۔	شوافع	۲	۷۱۵
۱۳۸۔	طوس	۱	۲۲۳

	——— ——— ———	۲	۲۸۴۳
۱۳۹۔	عزن ———	۱	۱۵۷
	———	۲	۲۷۱
۱۴۰۔	عرق ———	۱	۱۰۵،۱۹۴،۴۳۸،۲۸۵،۴۵
	———		۱۴۶،۱۱۵،۱۱۰،۱۰۹
	———		۱۵۱،۱۴۱،۱۳۲،۱۱۴
	———		۴۴۴،۱۸۹،۱۷۶،۱۵۴
	———		۲۷۰،۲۶۲،۲۴۵،۲۱۴
	———		۴۴۴،۴۷۹،۴۵۱
	———	۲	۵۹۷۰،۵۵۵،۵۳۱،۴۱۸
	———		۲۵۴،۲۳۴،۲۱۰،۵۹۱
	———		۲۷۱،۲۲۰،۱۵۹،۱۴۴
	———		۲۸۴،۲۸۱،۱۷۹،۱۷۵
	———		۳۹۷،۳۹۰،۲۸۱،۲۸۴
	——— ———		۷۱۴،۷۰۸،۷۰۲،۵۴
	———		۷۰۷،۷۰۶
۱۴۱۔	عکبرہ ———	۲	۳۷۲
۱۴۲۔	غرناطہ ———	۱	۲۰۷
	———	۲	۴۱۴
۱۴۳۔	غزہ ———	۱	۲۲۷
۱۴۴۔	غوطہ ———	۱	۱۱۹
	———	۲	۱۷۰۹
۱۴۵۔	فدک ———	۱	۱۳۸،۱۳۷،۱۰۱،۸۱،۴۳
	———		۲۰۲،۲۴۵
	———	۲	۵۷۰،۵۵۱،۵۴۵،۲۶۷
	———		۲۸۴،۲۸۰،۲۱۰
۱۴۶۔	فرانس ———	۲	۵۲۹

۱۴۷۔	فرح آباد	۱	۵۸۱
۱۴۸۔	فسطاط	۲	۷۰۵
۱۴۹۔	فلپائن	۲	۹۱۷
۱۵۰۔	فلسطین	۲	۲۹۸، ۳۴۷، ۱۴۱۲، ۵۷۷
			۷۰۳
۱۵۱۔	فاران	۱	۱۶۳
۱۵۲۔	قاراں	۲	۵۲۹
۱۵۳۔	قارقنجن	۲	۲۹۱
۱۵۴۔	قاہرہ	۱	۲۰۷، ۱۰۸، ۱۸۲، ۱۵۲
			۲۳۶، ۲۵۸، ۲۳۱، ۲۵۷
			۳۷۴، ۳۳۵، ۳۳۳، ۳۳۴
			۳۸، ۳۷۴، ۳۷۸، ۳۷۳
			۴۱۶، ۴۱۸، ۴۲۹، ۴۳۸
			۴۱۱، ۴۰۷، ۴۲۸، ۴۳۷
			۴۳۸، ۴۱۸، ۴۳۷، ۴۱۹
			۴۴۷، ۴۴۳
		۲	۴۲۸، ۴۲۷، ۴۱۵، ۴۴۳
			۴۷۸، ۴۷۴، ۴۷۲، ۴۷۱
			۵۱۲، ۵۱۵، ۴۹۴، ۴۷۹
			۵۴۴، ۵۴۰، ۵۳۰، ۵۱۸
			۵۷۶، ۵۴۰، ۵۵۸، ۵۵۴
			۲۸۳، ۵۴۲، ۱۳۱، ۳۰۳، ۵۷۹
۱۵۵۔	قرس	۱	۴۴۱، ۴۴۷، ۴۷۹
		۲	۵۵۷، ۵۴۵، ۴۷۹، ۴۷۳
			۵۷۵
۱۵۶۔	قراسی	۲	۵۴۴
۱۵۷۔	قراؤ	۱	۳۴۲

۱۵۸۔ قرطبہ ——— ۱ ۲۲۱,۲۳۰,۱۷۳,۱۲۷
۱۵۹۔ قرکیز ——— ۲ ۷۰۵
۱۶۰۔ آبوبین ——— ۱ ۲۲۸
۲ ۹۷۰
۱۶۱۔ قوطبیہ ——— ۲ ۵۱۷,۵۱۳,۵۱۲,۲۴۸
۵۲۰,۵۲۵,۵۲۳,۵۲۳
۵۷۱,۵۷۸,۵۲۸,۵۷۳
۲۸۵,۱۵۵,۲۵۳,۱۰۴
۱۶۲۔ قطر ——— ۴ ۲۲۲
۱۶۳۔ قرطاج ——— ۲ ۱۰۱
۱۶۴۔ قوچ ——— ۱ ۵۸۱
۱۶۵۔ قوس ——— ۱ ۲۷۸,۲۲۲
۱۶۶۔ قوزہ ——— ۲ ۲۵۵
۱۶۷۔ قونیہ ——— ۱ ۲۷۲
۱۶۸۔ قیدان ——— ۲ ۲۸۶,۲۷۶,۶۸۲
۱۶۹۔ قیصریہ ——— ۱ ۳۷۲
۱۷۰۔ کاشغر ——— ۲ ۲۵۵
۱۷۱۔ کراچی ——— ۱ ۱۲۷
۲ ۲۲۱,۲۵۵,۵۶۸,۵۸۰
۱۷۲۔ کربلا ——— ۲ ۱۰۹,۱۰۰,۵۹۲
۱۷۳۔ کرمان ——— ۱ ۲۲۷,۱۱۸,۸۱
۲ ۹۸۲
۱۷۴۔ کریک ——— ۱ ۲۲۲
۱۷۵۔ کمبوڈیا ——— ۲ ۲۸۹
۱۷۶۔ کوفہ ——— ۱ ۱۷۲,۸۹۱
۲ ۲۲۰,۱۲۲,۱۲۱,۱۲۹
۷۰۸,۷۰۵,۷۰۲,۶۹۰,۲۵۹

۱۷۸۔	کوبیت	۲	۲۹۹،۱۰۰،۲۵۱،۵۲۱
۱۷۹۔	کبرت	۲	۵۵۸
۱۸۰	گیلوچی	۲	۵۱۲
۱۸۱۔	لس نجلس	۲	۵۹۹،۵۱۸،۲۴۷،۵۵۲
۱۸۲۔		۲	۵۵۲
۱۸۳۔	لوس	۲	۱۹۹
۱۸۴۔	مدن	۰	۵۸
		۲	۷۱۲،۶۵۵،۵۷۷،۰۵۲
۱۸۴۔	مکسٹو	۱	۳۷
		۲	۵۲۲۵۹۶۶۵۷۷۵۷۲
			۱۱۲،۲۲۰،۵۹۲
۱۸۵	مدن	۱	۲۵،۸۵
۱۸۶۔	میا	۲	۲۷۸،۲۷۲
۱۸۷۔		۱	۱۹۷
۱۸۸۔		۱	۲۲۲ ۲۲۲،۲۱۹،۲۲۱
			۲۰۶۰۵۷
		۲	۹۸۸،۹۹۰،۹۵۶،۵۱۷
			۲۸۲
۱۸۹۔		۲	۷۱۲
۱۹۰		۱	۱۱۲،۹۲۲،۷۸۰،۲۲
			۳۹۹،۲۰۲،۱۹۱،۱۱۶
			۲۲۰،۲۷۷،۲۸۲،۳۷۹
		۲	۵۲،۷۹۸،۲۱۹،۷۹۱
			۵۷۷،۵۲۲ ۵۲۸،۵۲۱
			۱۵۱،۲۲۵،۵۲۰،۵۷۹
			۷۷۶،۲۷۰،۲۱۰،۱۹۰
			۲۹۰،۲۱۲،۲۷۹،۲۷۲

	۷۴۴,۷۱۳,۷۰۴		
۱۹۱۔	۱۴۹,۱۲۷,۱۰۳	۱	مراکش
	۹۷۰,۲۲۷,۵۹۳	۲	
۱۹۲۔	۱۱۷	۱	عربیہ
۱۹۳۔	۱۱۷	۱	عرب
۱۹۴۔	۱۰۳,۸۱,۷۳۵,۰۴۸	۱	مصر
	۴۶۱,۱۱۴,۱۱۸,۱۰۴		
	۱۲۲,۱۳۳,۱۴۵,۱۳۲		
	۴۳۴,۲۴۰,۱۷۳,۱۱۷		
	۲۰۳,۲۷۱,۲۷۰,۱۴۹		
	۳۱۴,۳۱۵,۴۴۳,۲۲۲		
	۴۷۱,۴۷۳,۲۷۱,۳۱۵		
	۳۸۵,۳۸۳,۴۷۹,۴۷۸		
	۳۰۰,۳۴۱,۳۹۵,۳۹۰		
	۳۱۱,۳۱۵,۳۰۳,۰۹۴		
	۳۳۸,۳۱۹,۳۱۸,۳۱۷		
	۳۳۱,۳۳۳,۳۳۸,۲۳۱		
	۴۸۴,۳۱۵,۳۹۳,۳۴۳	۲	
	۵۱۹,۵۱۸,۳۹۷,۳۹۵		
	۵۳۱,۵۳۹,۵۳۱,۵۳۰		
	۵۷۶,۵۱۹,۵۵۷,۵۵۱		
	۵۹۳,۵۸۶,۵۷۹,۵۷۷		
	۶۲۵,۶۰۹,۶۰۳,۶۰۱		
	۶۵۸,۶۵۷,۱۵۵,۶۵۳		
	۶۷۱,۶۷۰,۶۶۸,۶۶۰		
	۶۸۴,۶۸۰,۶۸۱,۶۸۲		
	۱۹۳,۶۹۷,۶۹۷,۶۸۹		

			۱۹۵،۱۹۴
۱۹۵۔	مغنیسیا	۲	۵۹۴،۵۹۱
۱۹۶۔	مقدونیہ	۲	۵۱۲
۱۹۷۔	ملک	۱	۱۱۹،۹۵،۸۱،۷۰،۲۸
			۴۰۱۱۹۴،۱۷۴،۱۵۴
			۲۱۵،۲۱۴، ۲۲۴،۲۲۰
			۴۸۱،۴۷۰،۴۴۰،۴۲۵
			۴۰۰،۴۹۴
		۲	۴۹۴،۴۷۰،۴۷۴،۴۱۴
			۵۴۴،۵۴۱،۵۴۰،۵۱۱
			۵۷۰،۵۴۰،۵۰۵،۴۷۷
			۶۱۰،۱۸۴،۱۷۹،۵۷۸
۱۹۸۔	ملایشیا	۲	۲۸۷،۲۸۴،۲۱۱
۱۹۹۔	ملتبہ	۱	۲۷۱
۲۰۰۔	ملفوظ	۱	۴۱۸
۲۰۱۔	منی	۱	۱۲
۲۰۲۔	مورچلانیہ	۲	۲۷۴
۲۰۳۔	موصل	۱	۴۰۰،۴۷۱،۴۲۸، ۸۹
			۴۰۱،۴۰۸
		۲	۷۰۰،۶۱۱
۲۰۴۔	نائجیریا	۲	۷۱۵
۲۰۵۔	نجف	۲	۶۱۱،۶۰۰،۵۹۷،۴۱۲
۲۰۶۔	نجیاپور	۱	۱۹۹،۱۲۸،۱۵۴،۱۴۴
			۲۷۵،۲۱۸،۱۷۴،۱۷۰
			۴۸۲
		۲	۱۷۴،۱۷۰
۲۰۷۔	ویٹ	۲	۲۱۸

۲۰۸۔ برات ..... ۲ ۳۸۴،۲۰۶،۵۴۳،۵۱۸

۲۰۹۔ ہمدان ۱ ۴۷۵

۲۱۰۔ ہند ۱ ۴۲۷

..... ۲ ۵۵۸،۵۲۰،۵۱۹،۴۲۸

۱۰۱،۵۹۹،۵۹۷،۵۹۳

۹۵۵،۹۵۳،۲۵۶،۲۳۵

۷۱۷،۱۹۰

۲۱۱۔ ہندوستان ..... ۲ ۲۵۴،۲۱۵،۲۱۰،۵۱۴

۲۲۸،۲۱۱،۲۲۰،۱۵۵

۷۱۷،۱۸۰

۲۱۲۔ یمن ..... ۱ ۱۰۵،۱۲۷،۱۱۹،۸۴۳،۷۵۵

۴۷۲

۲۸۴،۲۸۰،۵۹۹،۴۷۴ ۲

۷۱۷،۷۱۵،۷۱۰،۷۰۲

۲۱۳۔ یونان ۲ ۵۱۲

۲۱۴۔ یورپ ..... ۲ ۵۱۳،۵۱۲

☆☆☆

۷۔ فہرست مراجع التحقیق

کتابیات

(BIBLIOGRAPHY)

فہرست مراجع ومصادر التحقیق

(الف)

۱۔ الآیات البینات شرح جمع الجوامع للمحلی، شہاب الدین احمد بن قاسم العبادی شافعی (متوفی ۹۹۴ھ)۔ مصر دار الطبع ۱۳۱۹ھ۔

۲۔ ابطال القیاس والرای والاستحسان والتعلیل، ابو محمد بن حزم علی الاندلسی الظاہری (۳۸۴ھ۔ ۴۵۶ھ)۔ بمطبعہ جامعہ دمشق ۱۳۷۹ھ۔ ۱۹۶۰ء، تحقیق سعید الافغانی۔

۳۔ ابن تیمیہ حیاۃ عصرہ آراؤہ وفقہہ محمد ابو زہرہ، القاہرہ۔ دار الفکر العربی ۱۹۵۸ طبع ثانی۔

۴۔ ابن حزم حیاۃ عصر آراؤہ و فقہہ محمد ابو زہرہ، مطبعہ تحمہ ۱۳۷۳ھ۔

۵۔ انباء الغمر بابناء العمر، حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)۔ القاہرہ، المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ ۱۳۸۹ھ۔ ۱۹۶۹ء، تحقیق حسن حبشی۔

۶۔ ابن حنبل حیاۃ وعصر آراؤہ و فقہہ محمد ابو زہرہ۔ القاہرہ، دار الفکر العربی س ن۔

۷۔ الابہاج فی شرح المنہاج، قاضی القضاۃ الامام تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی شافعی (۶۸۳ھ۔ ۷۵۶ھ) ولدہ تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۴ھ۔۱۹۸۴ء۔

۸۔ الابہاج فی شرح المنہاج، قاضی القضاۃ الامام تقی الدین علی بن عبد الکافی السبکی شافعی (۶۸۳ھ۔ ۷۵۶ھ) ولدہ تاج الدین عبد الوہاب بن علی السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ)۔ مصر مطبعہ عیسی البابی الحلبی س ن۔

۹۔ ابو حنیفہ حیاۃ عصر آراؤہ وفقہہ محمد ابو زہرہ، القاہرہ۔ دار الفکر العربی طبع ثالث ۱۹۶۹ء۔

۱۰۔ اثر الاختلاف فی القواعد الاصولیہ فی اختلاف الفقہاء، مصطفی سعید الخن۔ بیروت موسسۃ الرسالہ ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء۔

۱۱۔ احسن الحواشی علی اصول الشاشی نظام الدین الشاشی، شیخ برکت اللہ لکھنوی، سلطان المطبعہ امدادیہ س ن۔

۱۲۔ الاحکام السلطانیہ والولایات الدینیہ، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب البصری البغدادی الماوردی شافعی (۳۶۴ھ۔۴۵۰ھ)۔ مصر مطبعہ مصطفی البابی الحلبی ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۰ء۔

۱۳۔ احکام الفصول فی احکام الاصول ،ابوالولید سلیمان ابن خلف الباجی الاندلسی مالکی (۴۰۳ھ۔۴۷۴ھ)۔ بیروت دارالمغرب الاسلامی ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۶ء۔

۱۴۔ احکام القرآن ،ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص حنفی (۳۰۵ھ۔۳۷۰ھ)۔ بیروت، دار احیاء التراث العربی ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء، تحقیق محمد الصادق قمحاوی۔

۱۵۔ الاحکام فی اصول الاحکام ،ابومحمد علی بن حزم الاندلسی الظاہری (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ)۔ کراچی ادارہ ابوبکر طبع ثانی ۱۴۰۸ھ تحقیق احمد محمد شاکر۔

نسوٹ : کتابیات کی اس فہرست میں تمام جگہوں پر ال سے صرف نظر کرتے ہوئے اصل لفظ کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔

۱۶۔ الاحکام فی اصول الاحکام ،سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی الآمدی شافعی (۵۵۱ھ۔۶۳۱ھ)۔ دمشق، المکتب الاسلامی ۱۴۰۲ھ تحقیق عبدالرزاق عفیفی۔

۱۷۔ الاحکام فی اصول الاحکام ،سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی الآمدی شافعی (۵۵۱ھ۔۶۳۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء۔

۱۸۔ احقاق الحق وابطال الباطل فی مغیث الخلق ،محمد زاہد بن الحسن الکوثری (متوفی ۱۳۷۱ھ)۔ کراچی، ایچ۔ایم سعید کمپنی طبع ثانی ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء۔

۱۹۔ احیاء علوم الدین ،حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۹ھ۔۱۹۹۸ء۔

۲۰۔ اختلاف الفقہاء ،ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی (متوفی ۳۲۱ھ)۔ اسلام آباد، معہد الابحاث الاسلامیہ ۱۳۹۱ھ۔۱۹۷۱ء۔

۲۱۔ اختلاف الفقہاء ،ابوجعفر احمد بن محمد بن جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ کس ن ن۔

۲۲۔ الادلۃ المختلف فیہا عند الاصولیین حنیفہ یا بکر حسن۔ قاہرہ مکتبہ وہبہ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۲۳۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ قاہرہ، دار الفضیلہ کس ن۔ تحقیق شعبان محمد اسماعیل۔

۲۴۔ اسماعیلیہ اور عقیدہ امامت کا تعارف، تاریخی تناظر سے، سید تنظیم حسین۔ کراچی سواد اعظم اہلسنت کس ن۔

۲۵۔ الاشارۃ فی اصول الفقہ ،ابوالولید سلیمان بن خلف بن سعد بن ایوب الاندلسی القرطبی الباجی الذہبی المالکی (۴۰۳ھ۔۴۷۴ھ)۔ الریاض المکتبہ نزار مصطفی الباز طبع ثانی ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء تحقیق عادل احمد عبدالموجود علی محمد عوض۔

۲۶۔ الاشباہ والنظائر فی الفروع ،امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔ مصر، مطبعہ مصطفی محمد ۱۳۵۹ھ۔

۲۷۔ اصول الامام الکرخی ابوالحسن امام عبید اللہ بن الحسین الکرخی حنفی (۲۶۰ھ۔۳۴۰ھ)۔ کراچی: میر محمد کتب خانہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۸۔ اصول البزدوی فخر الاسلام، ابوالحسن ابو النصر علی بن محمد بن الحسین بن عبد الکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن مجاہد البزدوی حنفی (۴۰۰ھ۔۴۸۲ھ)۔ کراچی: مصطفیٰ پبلشرز، س ن۔

۲۹۔ اصول البزدوی کنز الوصول الی معرفۃ الاصول فخر الاسلام البزدوی (۴۰۰ھ۔۴۸۲ھ)

ع

شرح تنقیح الفصول القرافی، شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبد الرحمٰن المالکی (متوفی ۶۸۴ھ)۔ کراچی: نور کتب محمد خانہ، س ن۔

۳۰۔ اصول الشریع الاسلامی، شیخ علی حسب اللہ۔ مصر: دار المعارف، طبع ثالث ۱۳۸۳ھ۔۱۹۶۴ء۔

۳۱۔ اصول السرخسی، ابوبکر محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی حنفی (متوفی سنہ ۴۸۳ھ)۔ دار المعارف النعمانیہ، ۱۹۸۱ء۔ ۱۴۰۱ھ، تحقیق ابو الوفاء الافغانی۔

۳۲۔ اصول الشاشی، نظام الدین احمد بن محمد آتش الشاشی (متوفی ۳۴۴ھ)۔ ملتان: مکتبہ قدوسیہ، س ن۔

۳۳۔ اصول الفقہ، ابو الحسین بدران۔ مصر: دار المعارف، ۱۹۶۵ء۔

۳۴۔ اصول الفقہ الذی بنی علیہ الفصول فی الاصول، ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی (۳۰۵ھ۔۳۷۰ھ)۔ کویت: وزارت الاوقاف الشؤون الاسلامیہ، ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۴ء۔

۳۵۔ اصول الفقہ، محمد بن حنفی مسروف بہ شیخ محمد الخضری (۱۸۷۲ء۔۱۹۲۷ء)۔ قاہرہ: دار الحدیث، س ن۔

۳۶۔ اصول الفقہ، محمد ابو زہرہ۔ قاہرہ: دار الفکر العربی، ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ء۔

۳۷۔ اصول الفقہ، محمد زکریا البرديسی، دار الثقافہ، ۱۹۸۵ء۔

۳۸۔ اصول الفقہ، وہبہ الزحیلی۔ دمشق: دار الفکر، ۱۹۸۶ء۔

۳۹۔ اصول الفقہ الاسلامی، زکی الدین شعبان۔ مصر: مطبعہ دار التالیف (۱۳۸۳ھ۔۱۳۸۵ھ/۱۹۶۳ء۔۱۹۶۵ء)۔

۴۰۔ اصول الفقہ پر ایک نظر، محمد عاصم الحداد۔ لاہور: اسلامک پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۹۱ء۔

۴۱۔ اصول الفقہ نشاتہ و تطورہ و الحاجۃ الیہ، شعبان محمد اسماعیل شعبان۔ قاہرہ: دار الانصار، س ن۔

۴۲۔ اصول الکرخی، امام عبید اللہ بن الحسین الکرخی (۲۶۰ھ۔۳۴۰ھ) مترجم عبد الکریم اشرف۔ بنوری۔ اسلام آباد: ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۴۰۶ھ، مقدمہ عبید القدوس ہاشمی۔

۴۳۔ اصول اللامشی / کتاب اللامشی فی اصول الفقہ، ابو الثنا محمود بن زید اللامشی حنفی ماتریدی (متوفی ۵۳۱ھ بعد)۔ بیروت: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۰ء۔

۴۴۔ اصول السرخسی، ابو بکر محمد بن احمد بن سہل السرخسی حنفی (متوفی ۴۹۰ھ)۔ مصر، مطبعہ دار الکتاب العربی ۱۳۷۳ھ، تحقیق ابو الوفاء الافغانی۔

۴۵۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر طبع ثانی ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۷ء۔

۴۶۔ اعلام الموقعین عن رب العالمین، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ابن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ)۔ بیروت، دار الجیل، س ن، تحقیق طہ عبد الرؤف سعد۔

۴۷۔ الاصول من علم الاصول، محمد صالح العثیمین (معاصر)۔ قاہرہ، مکتبۃ السنۃ ۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۳ء۔

۴۸۔ الاعلام بوفیات الاعلام، محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)۔ مکۃ المکرمۃ، مصطفی احمد الباز ۱۴۱۳ھ۔۱۹۹۳ء۔

۴۹۔ الاعلام قاموس تراجم الاشہر الرجال والنساء من العرب والمستعربین فی الجاہلیۃ والاسلام والعصر الحاضر، خیر الدین الزرکلی۔ مصر، المطبعۃ العربیۃ ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۴ء۔

۵۰۔ اعلاء السنن، ظفر احمد العثمانی التھانوی (۱۳۱۰ھ۔۱۳۹۴ھ)۔ کراچی، ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ طبع ثالث ۱۴۱۵ھ۔

۵۱۔ اکمال اکمال المعلم شرح صحیح مسلم، امام ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ الوشتانی الابی المالکی (متوفی ۸۲۷ھ یا ۸۲۸ھ)۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ س ن۔

۵۲۔ الامام الاوزاعی فقیہ اہل الشام، عبد العزیز سید الاہل۔ قاہرہ، المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ ۱۳۸۶ھ۔۱۹۶۶ء۔

۵۳۔ الامام الصادق حیاتہ وعصرہ وآراؤہ وفقہہ، محمد ابو زہرہ۔ مصر، مطبعہ الحلبی س ن۔

۵۴۔ امام اعظم ابو حنیفہ، عزیز احمد۔ لاہور، مکتبہ رحمانیہ س ن۔

۵۵۔ امام رازی، عبد السلام ندوی۔ بھارت، اعظم گڑھ، معارف پریس ۱۳۶۹ھ۔۱۹۵۰ء۔

۵۶۔ الامام زید حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ، محمد ابو زہرہ۔ القاہرہ، دار الفکر العربی س ن۔

۵۷۔ امام فخر الدین رازی حیات، آثار اور افکار، علی محمد حسن العماوی۔ مصر، المجلس الاعلی للشؤون الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء۔

۵۸۔ الامام فی بیان ادلۃ الاحکام، عز الدین عبد العزیز بن عبد السلام السلمی شافعی (۵۷۷ھ۔۶۶۰ھ)۔ بیروت، دار البشائر الاسلامیہ ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۷ء۔

۵۹۔ الانصاف فی بیان سبب الاختلاف، شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ)۔ دہلی، مطبع مجتبائی س ن۔

۶۰۔ ایضاح المکنون فی الذیل علی کشف الظنون، اسماعیل پاشا بن محمد امین بن میر سلیم الباباني البغدادی۔ بیروت، دار الفکر، ۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

(ب)

۶۱۔ بالسبل الابلوج فی توضیح المسلم، محمد بدائی السیدپوری، سمیع الدین آسب خان ختنی بن ان۔

۶۲۔ البحر المحیط، امام بدر الدین محمد بن بہادر بن عبداللہ شافعی (۷۴۵ھ۔۷۹۴ھ)۔ مصر، دار الکتبی بن ان۔

۶۳۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابوالولید محمد بن احمد بن ابوالولید بن رشد قاضی ابوعبداللہ قرطبی مالکی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ)۔ مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۳۹ھ۔

۶۴۔ بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد، ابوالولید محمد بن احمد بن ابوالولید بن رشد قاضی ابوعبداللہ قرطبی مالکی (۵۲۰ھ۔۵۹۵ھ)۔ لاہور، المکتبۃ العلمیہ، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء۔

۶۵۔ البدایۃ والنہایۃ، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر دمشقی (متوفی ۷۷۴ھ)۔ بیروت، مکتبۃ المعارف الریاض، المکتبۃ العصریۃ، ۱۹۶۶ء۔

۶۶۔ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، محمد بن علی شوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ القاہرہ، مطبعۃ السعادۃ، ۱۳۴۸ھ۔

۶۷۔ البدر الطالع بمحاسن من بعد القرن السابع، محمد بن علی شوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ)۔ بیروت، دار المعرفۃ بن ان۔

۶۸۔ البرہان، امام الحرمین ابی المعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ)۔ کویت، مکتبۃ امام الحرمین، ۱۴۰۰ھ، تحقیق عبدالعظیم الدیب۔

۶۹۔ البرہان، امام الحرمین ابی المعالی عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف جوینی شافعی (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ)۔ قطر، امیر یہ، قطر، ۱۳۹۹ھ۔

۷۰۔ بغیۃ الوعاۃ فی طبقات اللغویین والنحاۃ، جلال الدین عبدالرحمن بن ابوبکر سیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔ بیروت، دار الفکر، طبع ثانی، ۱۳۹۹ھ/۱۹۷۹ء، تحقیق محمد ابوالفضل ابراہیم۔

۷۱۔ البلبل فی اصول الفقہ، مختصر روضۃ الناظر وجنۃ المناظر للموفق ابن قدامہ، سلیمان بن عبدالقوی الطوفی الصرصری الحنبلی (۶۵۳ھ۔۷۱۶ھ)۔ الریاض، المکتبۃ السلفیۃ، ۱۳۸۳ھ۔

۷۲۔ بیان المختصر شرح مختصر المنتہی والامل لابن حاجب، ابوالثناء شمس الدین محمود بن عبدالرحمن بن احمد بن محمد بن ابوبکر بن علی۔

۷۳۔ الاصفہانی شاشی (۷۴۲ھ۔۷۴۹ھ)۔ مکۃ المکرمۃ: جامعہ ام القریٰ ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء، تحقیق محمد مظہر بقا۔

(ت)

۷۴۔ تاج التراجم فی طبقات الحنفیہ قاسم بن قطلوبغا حنفی (۸۰۲ھ۔۸۷۹ھ)۔ بغداد: مطبعہ العانی ۱۹۶۲ء۔

۷۵۔ تاریخ الاسلام، ابو نعیم عبدالحکیم و عبدالحمید۔ لاہور: کشمیری بازار کتابیہ منزہ کان۔

۷۶۔ تاریخ التراث العربی فواد سزگین۔

۷۷۔ تاریخ الخلفاء، الفاضل بامر الدین جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)۔ مصر: مطبعہ التہذیب ۱۳۰۵ھ۔

۷۸۔ تاریخ الشعوب الاسلامیہ، کارل بروکلمان، نقلہ الی العربیہ الدکتور نبیہ امین فارس و منیر البعلبکی۔ بیروت: دار العلم للملایین طبع ثانی ۱۹۶۸ء۔

۷۹۔ تاریخ الفلسفۃ فی الاسلام، الاستاذ ت۔ج۔ دی بور، جامعہ امستردام T.J.DDOER مترجم محمد عبدالہادی ابوریدہ، مطبعہ لجنۃ التالیف والترجمہ والنشر ۱۳۷۷ھ۔۱۹۵۷ء، طبع رابع ص ۱۰۔

۸۰۔ تاریخ القضاء فی الاسلام محمد بن محمد عزنوس مترجم شیخ محمد احمد پانی پتی۔ لاہور: ادارہ فروغ اردو ص ۱۰۔

۸۱۔ تاریخ الکامل لابی السعادات مجد الدین المبارک بن محمد بن محمد بن عبدالکریم، ابن الاثیر الجزری (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ)۔ مصر: مطبعہ ذات التحریر ۱۳۰۳ھ۔

۸۲۔ تاریخ بغداد، حافظ ابی بکر احمد بن علی الخطیب بغدادی (۳۹۲ھ۔۴۶۳ھ)۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ ص ۱۰۔

۸۳۔ تاریخ خلاصۃ الاثر فی اعیان القرن الحادی عشر، مولی محمد بن فضل اللہ المحبی دمشقی (متوفی ۱۱۱۱ھ)۔ مصر: مطبعہ الوہبیہ ۱۲۸۴ھ۔

۸۴۔ تاریخ قاضیین مصر زاہد علی۔ کراچی: نفیس اکیڈمی طبع دوم ۱۹۶۳ء۔

۸۵۔ تاریخ قضاۃ الاندلس، ابن حسن النباہی المالقی (متوفی ۷۹۲ھ)۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۵ھ۔۱۹۹۵ء ضبط شرح تعلیق مریم قاسم طویل۔

۸۶۔ تاریخ فلاسفۃ الاسلام محمد لطفی جمعہ مترجم میر ولی الدین۔ کراچی: نفیس اکیڈمی ۱۹۷۹ء۔

۸۷۔ تاریخ نفاذ حدود و فوجداری شاہنامہ۔ کراچی: فضلی سنز ۱۹۹۸ء۔

۸۸۔ تاسیس النظر، ابوزید عبید (عبد) اللہ بن عمر الدبوسی حنفی (متوفی ۴۳۰ھ)۔ کراچی: سعید کمپنی ۱۴۰۱ھ۔

۸۹۔ التالیف بین الفرق، محمد حمزہ۔ دمشق: دار القلم ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

۹۰۔ بصیرۃ الحکام فی اصول الاقضیۃ ومنہاج الاحکام، ابو عبداللہ محمد بن فرحون المدنی المالکی (متوفی ۷۹۹ھ)، ۲ جلد، دار الکتب العلمیہ، ۱۳۰۱ھ۔

۹۱۔ التبصرہ فی اصول الفقہ، ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف الفیروز آبادی الشیرازی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ)، دمشق، دار الفکر، ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء۔

۹۲۔ تبیض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہ، امام جلال الدین عبدالرحمن بن ابی بکر السیوطی شافعی (۸۴۹ھ۔۹۱۱ھ)، حیدرآباد دکن، مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ، ۱۳۱۷ھ۔

۹۳۔ تجدید الاصول الفقہیہ للاسلام محاولۃ لتنظیم مادۃ اصول الاحکام الشرعیہ ودعوۃ لتطہیر الفقہ اصولی معاصر، حسن ترابی، منصورہ۔ قاہرہ، مکتبۃ المعہد العالمی للفکر الاسلامی، رقم تسجیل ۱۴۱۷ھ۔

۹۴۔ التحریر فی اصول الفقہ، کمال الدین محمد بن عبدالواحد بن عبدالحمید ابن ہمام الدین السکندری الحنفی (۷۹۰ھ۔۸۶۱ھ)، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۵۱ھ۔

۹۵۔ التحصیل من المحصول، سراج الدین ابو الثناء محمود بن ابو بکر بن حامد بن احمد الارموی شافعی (۵۹۴ھ۔۶۸۲ھ)، بیروت، مؤسسہ رسالہ، ۱۴۰۸ھ۔۱۹۸۸ء، تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید۔

۹۶۔ تحریر الرسائل، مرتضی الدین گیلانی (م ۱۲۹۵ھ)، طہران، مطبوعاتی عطائی، ۱۳۷۷ھ۔

۹۷۔ تخریج الفروع علی الاصول، شہاب الدین محمود بن احمد الزنجانی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ)، دمشق، معہد جامعہ دمشق، ۱۳۹۲ھ۔۱۹۷۲ء، تحقیق محمد ادیب صالح۔

۹۸۔ تخریج الفروع علی الاصول، شہاب الدین محمود بن احمد الزنجانی شافعی (متوفی ۶۵۶ھ)، بیروت، مؤسسہ الرسالہ، طبع ثانی، ۱۳۹۷ھ۔۱۹۷۶ء، تحقیق محمد ادیب صالح۔

۹۹۔ تذکرۃ الحفاظ، ابو عبداللہ شمس الدین الذہبی (متوفی ۷۴۸ھ)، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔

۱۰۰۔ تسہیل الفوائد فی نظم القواعد، شرف الدین یحییٰ بن جمال الدین المحرقی شافعی (متوفی ۸۹۰ھ)، جدہ، دار البشیر، طبع ثانی ۱۴۱۱ھ۔

۱۰۱۔ تسہیل الوصول الی علم الاصول، محمد عبدالرحمن المحلاوی (متوفی چودھویں صدی ہجری)، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۴۳ھ۔

۱۰۲۔ تفسیر الطبری، جامع البیان فی تفسیر القرآن، ابو جعفر محمد جریر الطبری (متوفی ۳۱۰ھ)، بیروت، دار المعرفۃ، ۱۴۰۹ھ۔۱۹۸۹ء۔

۱۰۳۔ تفسیر المحیط الرازی، المشتہر بالتفسیر الکبیر ومفاتیح الغیب، امام فخر الدین الرازی شافعی

(۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) بیروت دار الفکر طبع ثالث ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

۱۰۴۔ تفسیر المنار الشیخ محمد عبدہ، سید محمد رضا مصری (۱۸۶۵ء۔۱۹۳۵ء) مصر دار المنار (۱۳۷۳ھ۔۱۹۵۳ء) طبع رابع۔

۱۰۵۔ التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الآیات الشرعیہ ملا حمود حنفی (۱۳۷۰ھ۔۱۳۰۰ھ) بمبئی مطبع الکریمی ۱۳۲۷ھ فخی مولوی رحیم بخش۔

۱۰۶۔ التقریر والتحبیر، ابن امیر الحاج حنفی (متوفی ۸۷۹ھ) مصر مطبعہ کبری الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

۱۰۷۔ التلویح علی التوضیح، سعد الدین مسعود بن عمر التفتازانی شافعی (متوفی ۷۹۲ھ) کراچی نور محمد اصح المطابع ۱۳۷۰ھ۔

۱۰۸۔ التمہید فی تخریج الفروع الاصول، جمال الدین عبد الرحیم بن الحسن الاسنوی شافعی (۷۰۴ھ۔۷۷۲ھ)۔ بیروت عالم سلسلہ طبع ثالث ۱۴۰۴ھ۔۱۹۸۴ء، تحقیق محمد حسن ہیتو۔

۱۰۹۔ التنقیح والتوضیح بصدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود تاج الشریعہ بخاری حنفی (متوفی ۷۴۷ھ)۔ کراچی نور محمد اصح المطابع ۱۳۷۰ھ۔

۱۱۰۔ التنقیح والتوضیح، صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود حنفی (متوفی ۷۴۷ھ)۔ بیروت دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء۔

۱۱۱۔ التنظیر الفقہی، جمال الدین عطیہ۔ دوحہ مصر، دار ۱۴۰۶ھ۔۱۹۸۶ء۔

۱۱۲۔ تنقیح الفصول فی اختصار المحصول و شرح و تنقیح الفصول، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبد الرحمن بن عبد اللہ مصری قرافی مالکی (۶۲۶ھ۔۶۸۴ھ)۔ مصر شرکہ طباعۃ الفنیہ المتحدہ العباسیہ ۱۳۹۳ھ، تحقیق طہ عبد الرؤف سعد۔

۱۱۳۔ تو الی التاسیس بمعالی ابن ادریس فی مناقب الامام شافعی احمد بن علی بن محمد بن محمد بن محمد الکنانی، ابن حجر العسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ)۔ مصر مطبعہ المیریہ ۱۳۰۱ھ۔

۱۱۴۔ تیسیر التحریر علی کتاب التحریر لابن ہمام محمد امین معروف بامیر بادشاہ الحسینی الحنفی البخاری المکی (متوفی ۹۷۲ھ)۔ مصر مصطفی البابی الحلبی ۱۳۵۰ھ۔

(ج)

۱۱۵۔ الجامع الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ بن موسیٰ (۲۰۹ھ۔۲۷۹ھ)

۱۱۶۔ الجامع لاحکام القرآن، ابو عبد اللہ محمد بن احمد الانصاری القرطبی۔ بیروت دار الفکر ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۱۱۷۔ جامع بیان العلم وفضلہ امام ابو عمر یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر نمری (۳۶۸ھ۔۴۶۳ھ)۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء
تحقیق: ابو الاشبال احمد بن علی۔

۱۱۸۔ جمع الجوامع ابو نصر تاج الدین عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی بن علی بن تمام بن یوسف بن موسیٰ ابن تمام السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ)۔ مصر: مطبعۃ السعادۃ

۱۱۹۔ الجواہر المضیۃ فی طبقات الحنفیۃ محی الدین ابی محمد عبدالقادر ابن ابی الوفاء محمد بن نصر بن سالم بن ابی الوفاء القرشی الحنفی مصری (متوفی ۷۷۵ھ)۔ کراچی: میر محمد کتب خانہ ان۔

(ح)

۱۲۰۔ حاشیۃ الشہاب المسمیٰ عنایۃ القاضی وکفایۃ الراضی علی تفسیر البیضاوی۔ شیخ احمد بن محمد بن عمر قاضی القضاۃ شہاب الدین الخفاجی مصری حنفی (متوفی ۱۰۶۹ھ)۔ مصر: المطبعۃ محمد عارف پاشا ۱۲۸۳ھ۔

۱۲۱۔ حاشیۃ العطار علی جمع الجوامع بشرح المحلی۔ حسن العطار علی شرح الجلال المحلی لامام ابن السبکی۔ بیروت: دارالکتب العلمیہ ان۔

۱۲۲۔ حاشیۃ عبدالحکیم علی شرح التوضیح والتلویح۔ عبدالحکیم بن شمس الدین سیالکوٹی حنفی (۹۸۶ھ۔۱۰۶۷ھ)۔ لاہور: مکتبہ رحیمیہ ان۔

۱۲۳۔ حاشیۃ علی مرآۃ الاصول شرح مرقاۃ الوصول للازمیری۔ مصر: مطبعہ الحاج محرم آفندی ابوسنوی ۱۳۰۲ھ۔

۱۲۴۔ حاشیۃ علی النور للحریری۔ شیخ احمد بن محمد احمد سیالکوٹی (متوفی ۱۱۷۰ھ)۔ مصر: مکتبہ مصطفی البابی الحلبی ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء

۱۲۵۔ حاشیۃ نسمات الاسحار علی شرح نفحۃ الانوار علی متن المنار لملا علاء الدین الحصکفی حنفی (متوفی ۱۰۸۸ھ) محمد امین بن عمر بن عابدین (۱۱۹۸ھ۔۱۲۵۲ھ)۔ مصر: مصطفی البابی الحلبی طبع ثانی ۱۳۹۹ھ۔

۱۲۶۔ حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ)۔ دارالطباعۃ المنیریہ ۱۳۵۲ھ۔

۱۲۷۔ حجۃ اللہ البالغہ شاہ ولی اللہ دہلوی (۱۱۱۴ھ۔۱۱۷۶ھ)۔ کراچی: شیخ محمد اشرف ان۔

۱۲۸۔ حدائق الحنفیہ۔ تقریر محمد حسینی۔ الہ آباد: مطبع مجتبائی نول کشور ۱۳۰۶ھ

۱۲۹۔ حرکۃ التالیف باللغۃ العربیۃ فی الاقلیم الشمالی الہندی فی القرنین الثامن والتاسع عشر۔ جمیل احمد۔ کراچی: جامعۃ الدراسات الاسلامیہ ان۔

۱۳۰۔ الحسامی۔ حسام الدین محمد بن محمد بن عمر اخسیکثی حنفی (متوفی ۶۴۴ھ)۔ مع الحسامی یا نامی ابو محمد عبدالحق الحقانی ابن محمد امیر۔ کراچی: نور محمد کتب ان۔

۱۳۱۔ حسن المحاضرة في اخبار مصر والقاهرة، جلال الدين السيوطي شافعي (۸۴۹ھ-۹۱۱ھ)، مصر: مصطفى البابي الحلبي۔

۱۳۲۔ حصول المأمول من علم الاصول، نواب صديق حسن خان (۱۳۴۸ھ-۱۳۰۷ھ)، الطبعة الاولى ۱۴۰۶ھ-۱۹۸۵ء، تحقيق مقتدى حسن الازہری۔

۱۳۳۔ حیات حافظ ابن قیم، عبدالعظیم، تاج کمپنی، کراچی، طبع اول ۱۹۸۹ء۔

(خ)

۱۳۴۔ خطبات بہاولپور، محمد تقی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، طبع ثالث ۱۹۹۰ء۔

(د)

۱۳۵۔ دائرہ معارف اسلامیہ (اردو)، دانش گاہ پنجاب، ۱۹۷۱ء تا ۱۹۸۰ء۔

۱۳۶۔ دراسة تاريخية للفقه واصوله والاتجاهات التي ظهرت فيها، مدكور، عبدالغني، الشركة المتحدة للتوزيع، ن ن۔

۱۳۷۔ الدر المختار في شرح تنوير الابصار، علاء الدين محمد بن علي بن محمد الحصكفي حنفي (۱۰۲۵ھ-۱۰۸۸ھ)، كراچي: ايچ ايم سعيد كمپني، ن ن۔

۱۳۸۔ الدرر الكامنة في اعيان المائة الثامنة، احمد بن علي بن محمد بن محمد بن احمد الكناني ابن حجر عسقلاني شافعي (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ)، بيروت: دار الجيل، ن ن۔

۱۳۹۔ دروس في علم الاصول، شهيد آية العظمى السيد محمد باقر الصدر (متوفى ۱۴۰۰ھ)، قم: مؤسسه النشر الاسلامي ۱۴۱۵ھ۔

۱۴۰۔ الديباج المذهب في معرفة اعيان المذهب، قاضي برہان الدين ابراہيم بن نور الدين المعروف بابن فرحون مالكي (متوفى ۷۹۹ھ)، بيروت: دار الكتب العلمية، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء، تحقيق مأمون بن محي الدين الجنان۔

(ذ)

۱۴۱۔ الذريعة الى تصانيف الشيعة، شيخ آقا بزرگ الطہرانی، بيروت: دار الاضواء، طبع ثالث، ن ن۔

(ر)

۱۴۲۔ الرسالة، محمد بن ادريس شافعي (۱۵۰ھ-۲۰۴ھ)، بيروت: دار الفكر، ۱۴۰۹ھ، تحقيق احمد محمد شاكر۔

۱۴۳۔ الرسالة المستطرفة لبيان مشهور كتب السنة المشرفة، شيخ محمد جعفر الكتاني (متوفى ۱۳۴۵ھ)، كراچي: نور محمد كتب خانہ، ۱۳۷۶ھ۔

۱۴۴۔ رفع الملام عن الائمة الاعلام، شيخ الاسلام ابن تيميہ حنبلي (۶۶۱ھ-۷۲۸ھ)، مطبعة النہضة الحديثة، ۱۳۸۰ھ۔

۱۴۵۔ روضات الجنات فی احوال العلماء والسادات، علامہ سید محمد باقر الموسوی الخوانساری الاصبہانی۔ بیروت: الدار الاسلامیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۴۶۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل، موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (۵۴۱ھ-۶۲۰ھ)۔ قاہرہ: المطبعۃ السلفیہ، ۱۳۸۵ھ۔

۱۴۷۔ روضۃ الناظر وجنۃ المناظر فی اصول الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل، موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (۵۴۱ھ-۶۲۰ھ)۔ بیروت: دار الکتب العربی، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۱۴۸۔ الریاض النضرہ فی مناقب العشرہ، ابو جعفر احمد الطبری۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، س ن۔

(س)

۱۴۹۔ السلوک فی احیاء القرن الثانی عشرہ، ابوالفضل سید خلیل آفندی المرادی۔ قاہرہ: مکتبۃ المثنی، ۱۳۰۱ھ-قاہرہ: مطبعۃ الامیریہ، ۱۳۰۱ھ۔

۱۵۰۔ سنن ابن ماجہ، ابوعبداللہ محمد بن یزید القزوینی، ابن ماجہ (۲۰۹ھ-۲۷۳ھ)۔

۱۵۱۔ سنن ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث ابی داؤد السجستانی (۲۰۲ھ-۲۷۵ھ)۔ کراچی: نور محمد اصح المطابع، س ن۔

۱۵۲۔ سنن نسائی، ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب بن علی بن بحر النسائی (۲۱۵ھ-۳۰۳ھ)۔ کراچی: نور محمد کارخانہ تجارت کتب، س ن۔

۱۵۳۔ سیرت ابن ہشام، ابومحمد عبدالملک بن محمد بن ہشام (متوفی ۲۱۳ھ)۔ قاہرہ: مطبعہ حجازی، س ن۔ تعلیق و حواشی: محمد محی الدین الحمید۔

۱۵۴۔ سیرت النعمان، شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء-۱۹۱۴ء)۔ کراچی: دار الاشاعت، ۱۴۰۲ھ۔

۱۵۵۔ سیرت خاتم، ابوسعید محمد احمد جعفری۔ کراچی: شیخ غلام علی اینڈ سنز، س ن۔

(ش)

۱۵۶۔ الشافعی حیاتہ وعصرہ آراؤہ وفقہہ، محمد ابوزہرہ۔ القاہرہ: دار الفکر العربی، طبع ثانی، ۱۳۶۸ھ-۱۹۴۸ء۔

۱۵۷۔ الشامل فی شرح اصول الفقہ للشیخ فخر الاسلام البزدوی، ابوحنیفہ ایک کاتب ابن ابی الحمید الدہانی الاتقانی (۷۵۸ھ- میں زندہ تھے)۔ کراچی: مجلس علمی الاشاعت، یہ ضخیم کتاب دو جلدوں پر مشتمل ایک نسخہ موجود ہے جس کی تحریر سے کاتب نے اسے ۷۵۸ھ میں مکمل کیا تھا۔

۱۵۸۔ شرح البدخشی، محمد بن حسن البدخشی۔ بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ-۱۹۸۴ء۔

۱۵۹۔ شرح جمع الجوامع، امام ابن السبکی شافعی (۷۲۷ھ-۷۷۱ھ) مع حاشیہ العلامہ البنانی علی شرح الجلال المحلی علی جمع الجوامع للامام ابن السبکی۔ مصر: دار الکتب العربیہ الکبریٰ، س ن۔

۱۶۰۔ شرح الزرقانی علی المواهب، علامہ محمد عبدالباقی الزرقانی متوفی سنہ ۱۱۲۲ھ۔ بیروت، دارالمعرفۃ طبع ثانی ۱۳۹۳ھ۔

۱۶۱۔ شرح العضد علی مختصر ابن الحاجب، عضد الدین عبدالرحمن بن احمد الایجی شافعی (۷۰۸ھ۔ ۷۵۶ھ)۔ مصر، مطبعہ الکبریٰ الامیریہ ۱۳۱۶ھ۔

۱۶۲۔ شرح العمد، ابوالحسین محمد بن علی الطیب البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ)۔ مدینۃ المنورہ، مکتبۃ العلوم والحکم ۱۴۰۱ھ، تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید۔

۱۶۳۔ شرح الکوکب المنیر، المسمی مختصر التحریر یا المختبر المبکر شرح المختصر فی اصول الفقہ، شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی معروف بابن النجار (۸۹۸ھ۔ ۹۷۲ھ)۔ دمشق، دارالفکر ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء، تحقیق محمد الزحیلی ونزیہ حماد۔

۱۶۴۔ شرح الکوکب المنیر، المسمی مختصر التحریر یا المختبر المبکر شرح المختصر فی اصول الفقہ، شیخ محمد بن احمد بن عبدالعزیز بن علی الفتوحی الحنبلی معروف بابن النجار (۸۹۸ھ۔ ۹۷۲ھ)۔ مکۃ المکرمہ، جامعۃ الملک عبدالعزیز ۱۴۰۰ھ۔ ۱۹۸۰ء، تحقیق محمد الزحیلی ونزیہ حماد۔

۱۶۵۔ شرح اللمع یا الوصول الی مسائل الاصول، جمال الدین ابواسحق ابراہیم بن علی بن یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔ ۴۷۶ھ)۔ بیروت، دارالغرب اسلامی ۱۴۰۸ھ۔ ۱۹۸۸ء، تحقیق عبدالمجید ترکی۔

۱۶۶۔ شرح المنار وحواشیہ من علم الاصول علی متن المنار، عزالدین عبداللطیف ابن عبدالعزیز بن الملک (متوفی ۸۰۱ھ)، طبع الحنفیہ میں ہے۔

۱۶۷۔ شرح الورقات للجوینی، جلال الدین محمد بن احمد المحلی شافعی (۷۹۱ھ۔ ۸۶۴ھ)۔ مصر، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی ۱۳۷۳ھ۔ ۱۹۵۵ء۔

۱۶۸۔ شرح تسہیل الطرقات سید محمد علوی مالکی (معاصر)۔ سعودیہ، وزارت تشروائش سنہ ۱۴۱۱ھ۔

۱۶۹۔ شرح جلال المحلی علی جمع الجوامع، جلال الدین محمد ابن احمد المحلی شافعی (۷۹۱ھ۔ ۸۶۴ھ)۔ بمبئی، مطبع المطابع من ان۔

۱۷۰۔ شرح صحیح مسلم، یحییٰ بن شرف نووی شافعی (متوفی ۶۷۶ھ)۔ کراچی، نور محمد اصح المطابع طبع اولی ۱۳۷۵ھ۔

۱۷۱۔ شذرات الذہب فی اخبار من الذہب، ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی (متوفی ۱۰۸۹ھ)۔ قاہرہ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۰ھ۔

۱۷۲۔ شفاء الغلیل فی بیان الشبہ والمخیل ومسالک التعلیل، ابوحامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔ ۵۰۵ھ)۔ بغداد، مطبعہ الارشاد ۱۳۹۰ھ۔ ۱۹۷۱ء، تحقیق ڈاکٹر حمد الکبیسی۔

۱۷۴۔ الشفاء الغرامیہ فی علماء الدولہ العثمانیہ مصر، احمد بن مصطفیٰ علاء الدین (طاشکبری زادہ رومی) (۹۰۱ھ۔۹۶۲ھ)۔ مصر، مطبعۃ الخیریہ الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۱۰ھ۔

۱۷۵۔ شیعہ کی اہل سنت پر تیرہ سو سالہ تاریخی جھلکیاں، احمد حسین یمانی، مکتبہ رشیدیہ، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

(ص)

۱۷۶۔ صحیح البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل بن ابراہیم بن المغیرہ البخاری (۱۹۴ھ۔۲۵۶ھ)۔ ۹ جلد، وزارت تعلیم ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء۔

۱۷۷۔ صحیح مسلم، امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم القشیری النیشاپوری (۲۰۶ھ۔۲۶۱ھ)۔ بیروت، مؤسسۃ عز الدین ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔ تحقیق احمد محمد شاکر، محمد فؤاد عبدالباقی۔

(ض)

۱۷۸۔ الضروری فی اصول الفقہ یا مختصر المنتصفی، ابوالولید محمد بن رشد حفید مالکی (۵۱۸ھ۔۵۹۵ھ)۔ بیروت، دار الغرب الاسلامی ۱۹۹۴ء۔ تحقیق جمال الدین علوی۔ محمد عابد سنوسی۔

۱۷۹۔ الضوء اللامع لاھل القرن التاسع، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی۔ القاہرہ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۳ھ۔

۱۸۰۔ الضیاء اللامع شرح جمع الجوامع فی اصول الفقہ، ابوالعباس احمد بن عبدالرحمٰن البرلسی مالکی، شیخ خلوتی (متوفی ۸۷۵ھ یا ۸۹۵ھ)۔ ریاض، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳ء۔ تحقیق عبدالکریم بن علی بن محمد النملہ۔

(ط)

۱۸۱۔ الطرق، احمد محمد کوفی۔ مصر، المجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیہ ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء۔

۱۸۲۔ طبقات الحفاظ، تقی ابوالحسین محمد بن ابی یعلی الفراء الحنبلی (۳۸۰ھ۔۴۵۸ھ)۔ بیروت، دار المعرفۃ، ن۔ت۔

۱۸۳۔ طبقات السبکیہ فی تراجم الشافعیہ، تاج الدین بن عبدالوہاب السبکی (متوفی ۷۷۱ھ)۔ ۶ جلد، المجلس الاعلیٰ للشؤون الاسلامیہ ۱۳۹۰ھ۔۱۹۷۰ء۔ تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو۔

۱۸۴۔ طبقات الشافعیہ، ابوبکر بن ہدایۃ المفتی الاصبحی (متوفی ۱۰۱۰ھ)۔ بغداد، مطبعہ الارشاد ۱۳۹۱ھ۔

۱۸۵۔ طبقات الشافعیہ، جمال الدین عبدالرحیم اسنوی شافعی (۷۰۴ھ۔۷۷۲ھ)۔ بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔

۱۸۶۔ طبقات الشافعیہ الکبریٰ، تاج الدین ابونصر عبدالوہاب بن علی بن عبدالکافی السبکی شافعی (۷۲۷ھ۔۷۷۱ھ)۔ قاہرہ، دار احیاء الکتب العربیہ، ن۔ت۔ تحقیق عبدالفتاح محمد الحلو، محمود محمد الطناحی۔

۱۸۷۔ طبقات الفقہاء، ابواسحٰق ابراہیم بن علی الشیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ)۔ بغداد، مطبعہ بغداد ۱۳۵۶ھ۔

(ع)

۱۸۷۔ عزالدین عبدالسلام ابوالحسن علی بن ابی علی بن محمد بن سالم التغلبی الآمدی (متوفی ۶۳۱ھ)۔

۱۸۸۔ علم اصول الفقہ: عبدالوہاب خلاف (۱۳۷۵ھ-۱۳۵۵ھ) الطبعۃ الثامنۃ، دار القلم، کویت، ۱۳۹۱ھ۔

۱۸۹۔ علم اصول الفقہ وعلاقتہ بالفلسفۃ الاسلامیہ: علی جمعۃ محمد، القاہرہ، المعہد العالمی للفکر الاسلامی، ۱۴۱۷ھ-۱۹۹۶ء۔

۱۹۰۔ علم الاصول نشأتہ وتطورہ: علی الفاضل القاسمی المحامی، مصر، مکتب الاعلام الاسلامی، ۱۳۹۵ھ۔

۱۹۱۔ عیون الاثر فی شرح الاشباہ والنظائر: موسیٰ بن احمد بن عبدالقوی الحجاوی، مخطوط۔

(غ)

۱۹۲۔ غایۃ الوصول شرح لب الاصول: شیخ الاسلام زین الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد بن زکریا الانصاری الخزرجی السنیکی (۸۲۶ھ-۹۲۶ھ)، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۶۰ھ۔

۱۹۳۔ الغزالی: شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء-۱۹۱۴ء)، اعظم گڑھ، مدرسۃ الاصلاح۔

(ف)

۱۹۴۔ الفاروق: شبلی نعمانی (۱۸۵۷ء-۱۹۱۴ء)، اعظم گڑھ، دار المصنفین شبلی اکیڈمی۔

۱۹۵۔ عمر فاروق اعظم: محمد حسین ہیکل (۱۹۳۶ء-۱۹۵۶ء)، ترجمہ عنایت اللہ سبحانی، لاہور، ۱۳۶۳ھ۔

۱۹۶۔ فتح الباری شرح صحیح البخاری: احمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی الشافعی (۷۷۳ھ-۸۵۲ھ)، بیروت، دار المعرفۃ للطباعۃ والنشر، ۱۳۷۹ھ۔

۱۹۷۔ فتح الرحیم علی متن الرحبیۃ: زین الدین ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد بن زکریا الانصاری السنیکی (۸۲۶ھ-۹۲۶ھ)، القاہرہ، مطبع الحلبی، ۱۳۲۹ھ۔

۱۹۸۔ فتح الغفار شرح المنار المعروف بمسامحۃ الاودی علی اصول المنار: زین الدین ابراہیم بن محمد بن محمد بن نجیم الحنفی المصری (متوفی سنہ ۹۷۰ھ)، مصر، مصطفی البابی الحلبی، ۱۳۵۵ھ-۱۹۳۶ء، حواشی شیخ عبدالرحمن المعروف بمفتی۔

۱۹۹۔ الفتح المبین فی طبقات الاصولیین: عبدالغنی الدہلوی، بیروت، محمد امین دمج کمپنی۔

۲۰۰۔ الفروق: ابوالعباس شہاب الدین احمد بن ادریس بن عبدالرحمن بن عبداللہ صنہاجی قرافی مالکی (۶۲۶ھ-۶۸۴ھ)، بیروت، دار المعرفۃ۔

۲۰۱۔ الفصول فی الاصول: ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی (متوفی ۳۷۰ھ)، تحقیق عبیداللہ دہلی، لاہور، احیاء التراث الاسلامی، ۱۹۸۶ء۔

۲۰۲۔ الفقه الإسلامي في ثوبه الجديد ۔ مصطفى أحمد الزرقاء ۔ دمشق ۔ مطبعة الإنشاء ۱۳۸۷ھ/۱۹۶۵ء۔

۲۰۳۔ فقه اسلامی کا تاریخی پس منظر ۔ جناب محمد تقی صدیقی ۔ مطبوعہ آرٹ پریس کراچی ۱۹۵۴ء۔

۲۰۴۔ الفقه الإسلامي وأدلته ۔ وهبه الزحيلي ۔ دمشق ۔ دار الفكر الطبع الثانية ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۲۰۵۔ فقه عمر ۔ ڈاکٹر محمد بلتاجی ۔ دار السلام للطباعة والنشر والترجمة والتوزيع ۔ طبع ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۲ء۔

۲۰۶۔ التفكير الأصولي وكيف نبدأه لبناء الصحوة في الإسلام ۔ قراءة جديدة على الأصول ومقاصد الشريعة ۔ عبد المجيد النجار ۔ ريتونة للنشر ۔ تونس ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔

۲۰۷۔ الفكر السامي في تاريخ الفقه الإسلامي ۔ محمد بن الحسن الحجوي الثعالبي الفاسي (۱۲۹۱ھ ۔ ۱۳۷۶ھ) ۔ بيروت ۔ دار الكتب العلمية ۔ الطبعة الأولى ۱۴۱۶ھ ۔ ۱۹۹۵ء ۔ تحقيق وتعليق عبد العزيز بن عبد الفتاح القارئ۔

۲۰۸۔ الفكر السامي في تاريخ الفقه الإسلامي ۔ محمد بن الحسن الحجوي الثعالبي الفاسي (۱۲۹۱ھ ۔ ۱۳۷۶ھ) ۔ مدينة فاس ۔ مكتبة القدس ۔ تحقيق عبد العزيز بن عبد الفتاح القارئ۔

۲۰۹۔ فلسفة التشريع في الإسلام ۔ علي حسب الله ۔ مصر ۔ مطبعة السعادة ۱۳۶۵ھ ۔ ۱۹۴۷ء۔

۲۱۰۔ فهرست الكتب العربية المحفوظة بالكتب خانه المصرية ۔ مصر ۔ مطبعة الأميرية ۱۳۰۵ھ ۔ تحت إشراف أحمد الإسكندري وآخرين۔

۲۱۱۔ فهرست المكتبة الأزهرية ۔ فهرس الكتب المخطوطة ۔ القاهرة ۔ مطبعة الأزهر ۱۳۶۵ھ ۔ ۱۹۴۵ء ۔ مصر ۔ مطبعة الأزهر ۱۳۶۵ھ ۔ ۱۹۴۶ء۔

۲۱۲۔ فهرست مخطوطات مكة ۔ الجامع الكبير ۔ صنعه ۔ مديرية الأوقاف الإدارة المصورة العربية المسجلة ۔ تحت إشراف محمد بن علي الأكوع ۔ مدير الإدارة ۔ أحمد منصور الشامي ۔ مصور ۔

۲۱۳۔ فوات الوفيات ۔ محمد بن شاكر بن أحمد الكتبي (متوفى ۷۶۴ھ) ۔ مصر ۔ مطبعة السعادة ۔ الطبعة الأولى ۱۳۶۶ھ۔

۲۱۴۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۔ عبد العلي محمد بن نظام الدين الأنصاري ۔ مصر ۔ مطبعة الأميرية ۔ الطبع الأول ۱۳۲۴ھ۔

۲۱۵۔ فواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت ۔ عبد العلي محمد بن نظام الدين الأنصاري ۔ القاهرة ۔ الطبع الأول ۱۳۴۵ھ ۔ ۱۹۲۶ء ۔ تصحيح محمد بدران۔

۲۱۶۔ الفوائد البهية في تراجم الحنفية ۔ أبو الحسنات محمد عبد الحي اللكنوي الهندي (۱۲۶۴ھ ۔ ۱۳۰۴ھ) ۔ كراتشي ۔ طبع في الهند۔

(ق)

۲۱۷۔ قاموس الإنسان والحضارة المصرية ۔ أنيس المقدسي ۔ بيروت ۔ دار العلم للملايين ۱۹۷۲ء۔

۲۱۸۔ قاموس المحيط ۔ مجد الدين الفيروزآبادي ۔ مصر ۔ مكتبة التجارية الكبرى ۔ الطبعة الأولى ۔

۲۱۹۔ القرآن الکریم۔

۲۲۰۔ القواعد۔ ابوالفرج عبدالرحمن شہاب الدین محمد المقدسی ثم الدمشقی، ابن رجب الحنبلی (۷۳۶۔۷۹۵ھ) مصر، مطبعۃ السنۃ المحمدیۃ، الطبعۃ الاخیرۃ ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء۔

۲۲۱۔ قواعد الاحکام فی مصالح الانام۔ ابومحمد عزالدین عبدالعزیز بن عبدالسلام الشافعی (۵۷۷ھ۔۶۶۰ھ یا ۶۶۹ھ) القاہرہ، مطبعۃ الاستقامۃ۔

۲۲۲۔ قواعد الاصول و معاقد الفصول (مختصر تحقیق الامل فی علمی الاصول و الجدل) صفی الدین محمد الحسن بن کمال الدین ابوبکر الارموی البغدادی (۶۵۸ھ۔۷۱۵ھ) تحقیق الدکتور الباشا، ۱۳۸۳ھ۔

۲۲۳۔ قواعد الاصول و معاقد الفصول (مختصر تحقیق الامل فی علمی الاصول و الجدل) صفی الدین محمد الحسن بن کمال الدین ابوبکر الارموی البغدادی (۶۵۸ھ۔۷۱۵ھ) اسلامک اکیڈمی، جامعہ کراچی، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۲۲۴۔ القواعد الکلیہ والضوابط الفقہیہ مستخرجۃ من المدخل الفقہی المسمی ایصال الطالب الی المذہب۔ مصطفیٰ احمد الزرقاء، دمشق، ۱۹۸۹ء۔

۲۲۵۔ القواعد و الفوائد الاصولیہ وما یتعلق بہا من الاحکام الشرعیۃ۔ ابوالحسن علاء الدین علی بن محمد بن عباس بن شماس العقلی الدمشقی الحنبلی، ابن اللحام الحنبلی (متوفی ۸۰۳ھ) بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۲۲۶۔ القیاس فی الشرع الاسلامی۔ فتح الدین، علاء تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی (۶۶۲ھ۔۷۲۸ھ) تحقیق شمس الدین محمد بن ابی بکر بن قیم الجوزیہ حنبلی (۶۹۱ھ۔۷۵۱ھ) قاہرہ، المطبعۃ السلفیۃ، طبع ثالث ۱۳۸۸ھ۔

(ک)

۲۲۷۔ کتاب الام۔ امام ابوعبداللہ محمد بن ادریس شافعی (۱۵۰ھ۔۲۰۴ھ) بیروت، دارالفکر، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۲۲۸۔ کتاب الوصول الی الفتح بالایضاح و تکمیل مسائل جمع الجوامع۔ سید شریف ابوبکر بن عبدالرحمن شہاب الدین العلوی الشافعی (متوفی ۸۷۳ھ بحدود) حیدرآباد دکن، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ، ۱۳۱۷ھ۔

۲۲۹۔ کتاب المحاصل من المحصول فی اصول الفقہ۔ سراج الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر بن عبدالرحمن الارموی الشافعی (۶۵۰ھ۔۶۸۲ھ یا ۶۸۳ھ) بدعوۃ من جامعۃ ریاض، ۱۴۰۰ھ، تحقیق عبدالسلام محمود ابوناجی۔

۲۳۰۔ کتاب الخراج۔ ابویوسف (۱۱۳ھ۔۱۸۲ھ) مصر، مطبعۃ السلفیۃ، طبع ثالث ۱۳۸۲ھ۔

۲۳۱۔ کتاب الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم ابی حنیفۃ النعمان۔ شیخ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی المکی (متوفی ۹۷۴ھ) مصر، مطبعۃ الخیریۃ، ۱۳۱۱ھ۔

۲۳۲۔ کتاب التحقیق شرح المنتقی ، المعروف بغایۃ التحقیق : عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) کراچی، میر محمد کتب خانہ کن ان۔

۲۳۳۔ کتاب التعریفات : سید الشریف علی بن محمد الجرجانی متوفی (۷۴۰ھ۔۸۱۶ھ) طہران، انتشارات ناصر خسرو طبع سنہ ۱۳۷۸ھ۔

۲۳۴۔ کتاب الجوہر النضاع فیما یائسع ع من حکم الامام الشافعی المنظومۃ المعتزلۃ : حسین ابن عبداللہ باسلامہ شافعی مکی، مصر مطبعہ کردستان العلمیہ ۱۳۲۶ھ۔

۲۳۵۔ کتاب الجوہر الفرد فی تاریخ حیاۃ الامام : محمد بن ادریس محمد آفندی مصطفیٰ مصر، المطبعۃ الحسینیہ المصریہ ۱۳۲۶ھ۔۱۹۰۸ء۔

۲۳۶۔ کتاب الذیل علی طبقات الحنابلہ : ابن رجب ابوالفرج عبدالرحمن بن شہاب الدین احمد بغدادی ثم دمشقی الحنبلی (۷۳۶ھ۔۷۹۵ھ) بیروت، دارالمعرفۃ کن ان۔

۲۳۷۔ کتاب الرحمۃ الغیثیہ بالترجمۃ اللیثیہ فی مناقب الامام اللیث بن سعد : ابوالفضل شہاب الدین احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد الکنانی ابن حجر عسقلانی ثم شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ) مصر، مطبعۃ المیریہ ۱۳۰۱ھ۔

۲۳۸۔ کتاب الفہرست : ابن الندیم محمد بن ابی یعقوب اسحٰق منجم (متوفی ۳۸۰ھ) کراچی، محمد بن ان۔

۲۳۹۔ کتاب اللامع فی اصول الفقہ : محمد بن یزید الامام شیخ ماتریدی، بیروت، دارالغرب الاسلامی ۱۹۹۰ء تحقیق عبدالمجید ترکی۔

۲۴۰۔ کتاب اللمع : ابواسحاق ابراہیم بن علی شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ) مصر، مکتبۃ الکلیات الازہریۃ طبع جدید ۱۹۸۶ء۔۱۹۹۸ء۔

۲۴۱۔ کتاب المسترشد الی المقنع فی مذہب احمد : عبداللہ بن محمد الخلیفی العائذین اجازۃ القضاء والفتویٰ ۱۳۹۱ھ۔۱۹۹۱ء۔ تصحیح محمد زہری النجار۔

۲۴۲۔ کتاب المعتمد فی اصول الفقہ : ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب البصری المعتزلی (متوفی ۴۳۶ھ) دمشق، المعہد العلمی الفرنسی للدراسات العربیہ ۱۳۸۴ھ۔۱۹۶۴ء تحقیق وتہذیب محمد حمیداللہ۔

۲۴۳۔ کتاب الطبقات الکبیر : ابن عبدالقادر مطبعہ بریل ۱۳۲۵ھ تصحیح اگوسٹ رتر سٹین۔

۲۴۴۔ کتاب مسلم الثبوت : قاضی محب اللہ بن عبدالشکور بہاری حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ) مصر، مطبعۃ الحسینیہ المصریہ کن ان۔

۲۴۵۔ کتاب مناقب الامام الشافعی : ابوعبداللہ محمد بن عمر الرازی شافعی (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) مصر، مکتبۃ العلمیہ کن ان۔

۲۳۶۔ کتاب ذکر ما جاء فی الشیخ ابی اسحاق ... محمد یحیی بن ابی بکر ... قاہرہ، سعید تجارتی، ۱۳۷۰ھ/۱۹۵۱ء۔

۲۳۷۔ ذکر ... محمد عاصم ... بغداد، مطبعۃ الزہراء، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء۔

۲۳۸۔ کشف الاسرار ... عبدالعزیز بن احمد بن محمد البخاری (متوفی ۷۳۰ھ) ... [illegible]

۲۳۹۔ کشف الاسرار ... ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف بہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) ...

۲۴۰۔ [illegible] ... ابوالحسن علی بن ابی سعید عبداللہ بن احمد النسفی الصدیقی ... [illegible]

۲۴۱۔ کشف الاسرار ... ابوالبرکات عبداللہ بن احمد المعروف بہ حافظ الدین النسفی (متوفی ۷۱۰ھ) ...

۲۴۲۔ [illegible] ... ابوالحسن علی بن ابی سعید عبداللہ بن احمد النسفی الصدیقی ... [illegible]

۲۴۳۔ کشف الخفاء عن اسامی الکتب والفنون ... مصطفیٰ بن عبداللہ القسطنطینی الرومی الحنفی ... [illegible]

۲۴۴۔ کشف الغامض ... محمود بن محمد الاسعدی والکتبی ... بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد عینی (متوفی ۸۵۵ھ) ... [illegible]

۲۴۵۔ کشف المحجوب ... محمد بن ابی سعید بن ابی الخیر ... کراچی، محمد سعید ایڈ سنز، ... [illegible]

۲۴۶۔ کشف الخفاء ... [illegible] ... اسلامی ادارہ تعمیر ...

۲۴۷۔ [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

(ل)

۲۴۸۔ [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

۲۴۹۔ [illegible] ... [illegible] ... [illegible]

۲۶۰۔ لسان المیزان : شہاب الدین ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن محمد بن احمد الکنانی العسقلانی شافعی (۷۷۳ھ۔۸۵۲ھ) حیدرآباد دکن، مجلس دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۲۹ھ

۲۶۱۔ لطائف الاشارات الی شرح تسہیل النظر فات لنظم الورقات فی الاصول الفقہیات : الشیخ شرف الدین یحیی المصری شافعی (متوفی ۸۹۰ھ) شیخ عبدالحمید بن محمد علی قدس شافعی، مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۴۳ھ۔

۲۶۲۔ قرۃ العین فی شرح ورقات امام الحرمین : شیخ ابی عبداللہ محمد بن محمد الرعینی المعروف بالحطاب مالکی (۹۰۲ھ۔۹۵۴ھ) مصر، مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۴۳ھ۔

۲۶۳۔ اللمع : جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ) مصر، مکتبۃ الکلیات الازہریہ بیروت، دارالقدوہ، سلسلہ ۹۸۷ء۔۱۹۸۸ء۔

۲۶۴۔ اللمع : جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن علی یوسف بن عبداللہ شیرازی شافعی (۳۹۳ھ۔۴۷۶ھ) مصر، مطبوعہ مصطفیٰ البابی الحلبی ۱۳۵۸ھ۔۱۹۳۹ء۔

(م)

۲۶۵۔ مالک حیاتہ وعصرہ وآراؤہ فقہہ : محمد ابوزہرہ، قاہرہ، مکتبۃ الانجلو المصریہ طبع ثانی س ن۔

۲۶۶۔ مجلۃ الفکر الاسلامی الربع الاول العدد : ۲۲،۲۰۔

۲۶۷۔ مجموعہ فتاوی "اصول الفقہ" : (جلد ۱۹ ← ۲۰) ابوالعباس تقی الدین احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام بن عبداللہ بن الخضر بن ۲۶۸۔

۲۶۸۔ محمد تقی الدین بن تیمیہ حنبلی (۶۶۱ھ۔۷۲۸ھ) حرمین شریفین، اشراف الرئاسۃ للشؤون الحرمین الشریفین ۱۳۹۸ھ، جمع وترتیب عبدالرحمن بن محمد بن قاسم العجدی النجاشی الحنبلی۔

۲۶۹۔ محاضرات تاریخ امم الاسلامیہ - (الدولۃ العباسیہ) شیخ محمد الخضری بک (متوفی ۱۹۲۷ء) مصر، مکتبہ تجاریہ الکبری طبع عاشر س ن۔

۲۷۰۔ المحصول فی علم الاصول : امام فخر الدین رازی شافعی (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) سعودیہ، جامعہ امام محمد بن سعود الاسلامیہ ۱۳۹۹ھ۔۱۹۷۹ء تحقیق جابر فیاض علوانی۔

۲۷۱۔ المحصول فی علم الاصول : امام فخر الدین رازی شافعی (۵۴۴ھ۔۶۰۶ھ) السعودیہ، مکتبۃ نزار مصطفیٰ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۷ء تحقیق عادل احمد عبدالموجود علی محمد معوض۔

۲۷۲۔ المحلی : ابومحمد علی بن احمد بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ) قاہرہ، مکتبۃ دارالتراث س ن۔ تحقیق احمد محمد شاکر۔

۲۷۳۔ مختار الصحاح : محمد بن ابی بکر بن عبدالقادر الرازی (متوفی ۶۶۰ھ) مصر، مصطفی البابی الحلبی سن ندارد۔

۲۷۴۔ مختصر المنار : زین الدین ابی حفص عمر بن حسن الکتلی حنفی معروف بابن حبیب الحلبی (۸۰۰ھ۔۸۹۹ھ) دمشق، المکتبہ الہاشمیہ ۱۳۳۰ھ۔

۲۷۵۔ مختصر المنتہی الاصولی : جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر ابی بکر حاجب المالکی (۵۷۰ھ۔۶۴۶ھ) قاہرہ، مطبعہ کردستان العلمیہ ۱۳۲۶ھ۔

۲۷۶۔ مختصر تنقیح الفصول فی الاصول : شہاب الدین احمد القرافی المالکی (۶۲۶ھ۔۶۸۴ھ) دمشق، المکتبہ الہاشمیہ ۱۳۳۰ھ۔

۲۷۷۔ المختصر فی اصول الفقہ علی مذہب الامام احمد بن حنبل : علی بن محمد بن علی بن عبدالرحمن بن سلیمان البعلی الدمشقی الحنبلی : علاء الدین ابو الحسن المعروف بابن اللحام ، (۷۵۳ھ۔۸۰۳ھ) مکۃ المکرمہ، جامعۃ الملک عبدالعزیز ۱۴۰۰ھ۔۱۹۸۰ء۔

۲۷۸۔ المخطوطات العربیۃ فی حلب (المنتخب) اعداد مرکز التعلیمات والابحاث الثقافیہ۔ بیروت، عالم الکتب ۱۳۹۷ھ۔۱۹۸۶ء۔

۲۷۹۔ مخطوطات المکتبۃ العامیہ : عمر علی الخانجی، مطبعہ المجمع العلمی العراقی ۱۳۸۰ھ۔۱۹۶۱ء۔

۲۸۰۔ المدخل الی علم اصول الفقہ : محمد معروف الدوالیبی، دمشق، مطابع دار العلم للملایین، الطبعۃ الخامسۃ ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵ء۔

۲۸۱۔ المدخل الی مذہب الامام احمد : عبدالقادر بن احمد بن مصطفی ابن بدران، بیروت، دار الکتب العلمیہ ۱۴۱۷ھ۔۱۹۹۶ء۔

۲۸۲۔ المدخل للفقہ الاسلامی تاریخہ ومصادرہ ونظریتہ العام : محمد سلام مدکور، قاہرہ، دار النہضۃ العربیۃ ۱۳۹۰ھ۔۱۹۶۰ء۔

۲۸۳۔ المدونۃ الکبری : امام مالک بن انس الاصبحی (۹۳ھ۔۱۷۹ھ) مصر، مطبعۃ الخیریۃ ۱۳۲۳ھ۔

۲۸۴۔ المذاہب الفقہیۃ الاربعۃ (الحنفی، الشافعی، المالکی، الحنبلی) انتشارہا وانقراضہا عند جمہور المسلمین، لاحمد شلبی، بمعہ رسالۃ فی دراسۃ تحلیلیۃ لذہب محمد ابوزہرہ، مرجع مراج محمد ماروف : کراچی قدیمی کتب خانہ سن ندارد۔

۲۸۵۔ مراۃ الجنان وعبرۃ الیقظان : ابو محمد عبداللہ بن اسعد بن علی بن سلیمان عفیف الدین الیمانی الجنی المکی (متوفی ۷۶۸ھ) حیدرآباد دکن، مطبعہ دائرۃ المعارف النظامیہ ۱۳۳۸ھ۔

۲۸۶۔ مراتب الاجماع فی العبادات والمعاملات والاعتقادات : ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم الظاہری الاندلسی (۳۸۴ھ۔۴۵۶ھ) قاہرہ، مکتبۃ القدسی ۱۳۵۷ھ۔

۲۸۷۔ مرقات : ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) ملتان مکتبہ امدادیہ ۱۳۹۱ھ۔
۲۸۸۔ مزیل الغرشی شرح اصول الشاشی : حکیم محمد نعیم رامپوری (۱۸۵۹ء۔۱۹۳۶ء) کراچی میر کتب خانہ س ن۔
۲۸۹۔ المسائل الاصولیہ من کتاب الروایتین الوجہین : محمد بن الحسین بن محمد بن خلف بن احمد القاضی ابو یعلی البغدادی الحنبلی (۳۸۰ھ۔۴۵۸ھ) الریاض مکتب المعارف ۱۴۰۵ھ۔۱۹۸۵ء تحقیق عبد الکریم محمد اللاحم۔
۲۹۰۔ المستصفی : ابو حامد بن محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ) کراچی ادارۃ القرآن ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔
۲۹۱۔ المستصفی من علم الاصول : ابو حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ) کراچی ادارۃ القرآن ۱۴۰۷ھ۔۱۹۸۷ء۔
۲۹۲۔ المستصفی من علم الاصول : ابو حامد محمد بن محمد الغزالی شافعی (۴۵۰ھ۔۵۰۵ھ)۔

مع

کتاب فواتح الرحموت عبد العلی محمد بن نظام الدین الانصاری بشرح مسلم الثبوت فی اصول الفقہ لمحب اللہ بن عبد الشکور بذیلہ فواتح عبد الحی مکتبہ الحنفی ۱۹۷۰ء مصر مطبعہ بولاق ۱۳۲۴ھ۔
۲۹۴۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام : نواب صدیق حسن بھوپالی (۱۲۴۸ھ۔۱۳۰۷ھ) بھوپال مطبعہ شاہجہانی ۱۳۱۰ھ۔
۲۹۵۔ مسلم الثبوت قاضی محب اللہ البہاری بن عبد الشکور حنفی (متوفی ۱۱۱۹ھ)۔

مع

کشف المبہم : محمد بشیر الدین بن مولانا محمد کریم الدین العثمانی القصوری کراچی محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب س ن۔
۲۹۵۔ المسند امام احمد بن حنبل (۱۶۴ھ۔۲۴۱ھ) بیروت دار الفکر طبع ثانی ۱۴۱۴ھ۔۱۹۹۳ء تحقیق صدقی محمد جمیل العطار۔
۲۹۶۔ المسند امام بن حنبل (۱۶۴ھ۔۲۴۱ھ) بیروت مکتب اسلامی ۱۳۹۸ھ۔
۲۹۷۔ المسودہ فی اصول الفقہ : مجد الدین ابو البرکات عبد السلام بن عبد اللہ الخضری حنبلی (۵۹۰ھ۔۶۵۲ھ) شہاب الدین ابو المحاسن عبد الحلیم بن عبد السلام حنبلی (۶۲۷ھ۔۶۸۲ھ) شیخ الاسلام تقی الدین ابو العباس احمد بن عبیم (متوفی ۷۱۵ھ) بیروت دار الکتاب العربی س ن۔ جمع تبییض شہاب الدین ابو العباس احمد بن محمد بن احمد بن عبد الغنی حسن حلبی الحرانی الدمشقی (متوفی ۷۴۵ھ)۔
۲۹۸۔ مشکوۃ المصابیح : ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (متوفی ۷۳۷ھ بعدہ) کراچی قدیمی کتب خانہ ۱۳۶۸ھ۔
۲۹۹۔ المصنف ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ العبسی (متوفی ۲۳۵ھ) کراچی ادارۃ القرآن ۱۴۰۶ھ۔
۳۰۰۔ المصطلح الاصولی ومشکلہ المفاہیم : علی جمعہ محمد بحوث المعہد العالی للفکر الاسلامی ۱۴۱۶ھ۔۱۹۹۶ء۔

۳۰۱۔ المصادر فی اصول الفقہ : [illegible] (متوفی ۶۳۸ھ) [illegible] ۱۹۹۴ء
تحقیق شیخ عادل احمد عبدالموجود و شیخ علی محمد معوض۔

۳۰۲۔ المعتمد فی اصول الفقہ : ابوالحسین محمد بن علی بن الطیب [illegible] (متوفی ۴۳۶ھ) [illegible]
دارالکتب العلمیہ ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء، بتحقیق شیخ خلیل المیس۔

۳۰۳۔ معجم الادباء : یاقوت الحموی (متوفی ۶۲۶ھ) [illegible]

۳۰۴۔ معجم الاصولیین : محمد مظہر بقا [illegible]

۳۰۵۔ المعجم المفہرس لالفاظ الحدیث النبوی : [illegible]

۳۰۶۔ معجم المطبوعات العربیہ والمعربہ : [illegible]
۱۹۵۸ء۔

۳۰۷۔ معجم المحیط اعلم بتاریخ المصر والحرم والحرم الصحیح العربی القدیم : [illegible]
العراق (دعوی صدور الجزء الاول منہا) [illegible]
تحقیق محمد عبدہ۔

۳۰۸۔ المغنی : موفق الدین ابومحمد عبداللہ بن احمد بن محمد بن قدامہ (متوفی ۶۲۰ھ) [illegible]
۱۳۲۷ھ۔

۳۰۹۔ المغنی فی اصول الفقہ : [illegible] (متوفی ۴۱۵ھ) [illegible]
بہ ہمراہ التمہید ۱۹۶۵ء تحقیق محمد مظہر بقا۔

۳۱۰۔ مفتاح الوصول الی بناء الفروع علی الاصول : مفتاح الوصول الی [illegible] علی الاصول
یا مفتاح الاصول فی بناء الفروع علی الاصول : ابوعبداللہ محمد بن احمد بن علی بن محمد بن
الحسن الحلوانی التلمسانی معروف بہ ابن زلیلے الکومی مالکی (متوفی [illegible] ۱۹۷۱ء،
تحقیق عبدالرحمن بن عبداللہ شعلان۔

۳۱۱۔ مفتاح السعادۃ : احمد بن مصطفی بن خلیل المعروف بطاش کبری زادہ (متوفی ۹۶۸ھ)
۹۶۸ھ) حیدرآباد، دارالمعارف ۱۳۵۶ھ۔

۳۱۲۔ مقدمہ ابن خلدون : عبدالرحمن بن محمد بن خلدون المالکی (متوفی ۸۰۸ھ) [illegible]

۳۱۳۔ مکمل اکمال الاکمال : ابوعبداللہ محمد بن محمد بن یوسف السنوسی (متوفی ۸۹۵ھ) [illegible]
دارالکتب العلمیہ بیروت۔

۳۱۴۔ المنار : [illegible]
۱۳۲۶ھ۔

۳۱۵۔ مناقب الامام ابی حنیفہ و صاحبیہ ۔ محمد بن محمود ابو المؤید الموفق بن احمد المکی (متوفی ۵۶۸ھ) ۔ حیدرآباد دکن، مجلس دائرۃ المعارف النعمانیہ، ۱۳۲۱ھ۔

۳۱۶۔ مناقب الامام الشافعی ۔ ابو محمد عبد الرحمن بن ابی حاتم محمد بن ادریس بن المنذر التمیمی الحنظلی الرازی (۲۴۰ھ۔ ۳۰۹ھ) ۔ ریاض، دار الصمیعی للنشر والتوزیع، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۱۹ھ۔ تحقیق عشیش بن عبد الرحمن بن نامی۔

۳۱۷۔ مناقب الامام مالک بن انس ۔ قاضی عیاض بن موسیٰ الیحصبی (متوفی ۵۴۴ھ) ۔ مدینہ المنورہ، مکتبہ علمیہ، ۱۳۹۸ھ۔ تحقیق احمد بکیر محمود۔

۳۱۸۔ مفاتیح الاصول الی قبض دلالات الالفاظ علی الاحکام ۔ محمد بکر اسماعیل ۔ القاہرہ، مکتبۃ الآداب، ۱۴۲۹ھ۔

۳۱۹۔ المنخول من تعلیقات الاصول ۔ ابو حامد محمد بن محمد الغزالی الشافعی (۴۵۰ھ۔ ۵۰۵ھ) ۔ دمشق، دار الفکر المعاصر، ۱۴۱۹ھ۔ تحقیق محمد حسن ہیتو۔

۳۲۰۔ منتہی السول فی علم الاصول وھو مختصر کتاب الاحکام فی اصول الاحکام ۔ سیف الدین ابو الحسن علی بن ابی علی الآمدی (۵۵۱ھ۔ ۶۳۱ھ) ۔ مصر، مجموعۃ الخدمات العلمی الازھریۃ المصریۃ المنیریۃ، ۱۳۲۳ھ۔

۳۲۱۔ منتہی السول والامل فی علمی الاصول والجدل ۔ جمال الدین ابو عمرو عثمان بن عمر بن ابی بکر بن یونس بن حاجب الکردی المالکی (۵۷۰ھ۔ ۶۴۶ھ) ۔ مصر، مطبع السعادۃ، ۱۳۲۶ھ۔

۳۲۲۔ منہاج الوصول الی علم الاصول ۔ ابو الخیر ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بن محمد بن علی البیضاوی الشافعی (متوفی ۶۸۵ھ) ۔ قاہرہ، دار الکتب، ۱۳۲۳ھ۔

۳۲۳۔ منہاج الوصول الی علم الاصول ۔ ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) ۔ مصر، مطبعۃ محمد علی صبیح، ۱۳۷۰ھ۔ تحقیق محمد بخیت المطیعی۔

۳۲۴۔ المنہل الصافی فی اصول الشریعۃ ۔ ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی الشاطبی المالکی (متوفی ۷۹۰ھ) ۔ ریاض، دار الفضیلۃ، ۱۴۲۵ھ۔ تحقیق عبد الستار ابو غدہ۔

۳۲۵۔ الموسوعۃ الفقہیۃ ۔ کویت، وزارۃ الاوقاف والشؤون الاسلامیۃ، طبع ثانی ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۸۳ء۔

۳۲۶۔ الموطا ۔ ابو عبد اللہ مالک بن انس بن مالک بن ابی عامر (۹۳ھ۔ ۱۷۹ھ) ۔ کراچی، قدیمی کتب خانہ۔

۳۲۷۔ الموطا ۔ ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد (۱۳۲ھ۔ ۱۸۹ھ) ۔ کراچی، نور محمد اصح المطابع۔

۳۲۸۔ موسوعۃ جمال عبد الناصر فی الفقہ الاسلامی ۔ قاہرہ، وزارۃ الاوقاف ۱۳۸۱ھ۔

۳۲۹۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ ۔ عبد الوہاب شعرانی الشافعی (متوفی ۹۷۳ھ) ۔ مصر، مصطفی البابی الحلبی ۱۳۵۹ھ۔

(ن)

۳۳۰۔ النفائس في أصول الفقه — دین محمد قلاری (م ۱۳۹۴ھ) — مصر: مکتبة الزهراء للتراث، ۱۴۰۱ھ، ۵۸۱ صفحات، تحقیق: عبدالرزاق الدناء

۳۳۱۔ النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة — جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری بردی الاتابکی (۸۱۳ھ۔۸۷۳ھ) — وزارة الثقافة والإرشاد القومي، المؤسسة المصرية العامة

۳۳۲۔ نزهة الخواطر وبهجة المسامع والنواظر — عبدالحی بن فخر الدین الحسنی (۱۳۴۱ھ) — حیدرآباد دکن: مجلس دائرة المعارف العثمانیہ، ۱۳۷۱ھ، ۸ جلد

۳۳۳۔ نظرية الضرورة في الفقه الإسلامي — حسین حامد حسان — مکتبہ المتنبی، ۱۹۸۱ء

۳۳۴۔ نظام التعليم في العالم الإسلامي (وهو يتضمن تراجم مشاهير فقهاء الشافعية في مصر وسوريا وسائر العالم الإسلامي) — ابو حامد محمد بن محمد بن ابی بکر المعروف بالمرزوقی (۸۰۹ھ) — دمشق: مطبعة الترقي، ۱۳۶۷ھ، مکتبہ الحسنی۔

۳۳۵۔ النفائس الأصول في شرح المحصول — شہاب الدین ابو العباس احمد بن ادریس بن عبدالرحمن الصنہاجی المصری القرافی (۶۲۶ھ۔۶۸۴ھ) — الریاض: مکتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الأولى ۱۴۱۸ھ/۱۹۹۷ء، تحقیق: عادل احمد عبدالموجود، علی محمد معوض۔

۳۳۶۔ نهاية السول — جمال الدین عبدالرحیم بن الحسن الاسنوی الشافعی (۷۰۴ھ۔۷۷۲ھ) — بیروت: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۳۳۷۔ نهاية الوصول في شرح منهاج الوصول — صفی الدین محمد بن عبدالرحیم الارموی (م ۷۱۵ھ) — تحقیق: صالح بن سلیمان الیوسف و سعد بن سالم السویح۔

مع

حواشيه المسماة سلم الوصول لشرح نهاية السول — شیخ محمد بخیت المطیعی الحنفی — القاهرة: المكتبة السلفية۔

۳۳۸۔ نهاية الوصول إلى علم الأصول في شرح المحصول للرازي — یا — نهاية الوصول في دراية الأصول — محمد بن عبدالرحیم بن شیخ صفی الدین الهندی الارموی الشافعی (۶۴۳ھ۔۷۱۵ھ) — مکة المكرمة: المكتبة التجارية لصاحبها مصطفى أحمد الباز، ۱۴۱۶ھ/۱۹۹۶ء، تحقیق: صالح بن سلیمان الیوسف و سعد بن سالم السویح۔

۳۳۹۔ نور الأنوار على المنار — ملا جیون شیخ احمد بن ابی سعید الحنفی (۱۰۴۶ھ۔۱۱۳۰ھ) — مصر: مطبعة الكبرى الأميرية، ۱۳۱۶ھ۔

۳۴۰۔ نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار — شیخ محمد بن علی الشوکانی (۱۱۷۳ھ۔۱۲۵۰ھ) — مصر: مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي، الطبعة الثالثة، ۱۳۹۸ھ۔

(و)

۳۳۱۔ الوافی بالوفیات : صلاح الدین خلیل بن ایبک الصفدی (متوفی ۷۶۴ھ)۔ فسبادن (جرمنی) دار النشر فرانز شٹائیز ۱۳۸۱ھ۔۱۹۶۲ء۔

۳۳۲۔ الوجیز فی اصول الفقہ : امام کرماستی (متوفی ۸۹۹ھ)۔ قاہرہ المکتب الثقافی ۱۹۹۰ء۔ تحقیق احمد مجازی السقا۔

۳۳۳۔ الوجیز فی اصول الفقہ : عبدالکریم زیدان۔ لاہور، فاران اکیڈمی س ن۔

۳۳۴۔ الورقات : امام الحرمین عبدالملک بن عبداللہ بن یوسف بن عبداللہ بن یوسف بن محمد ابن حیویہ الجوینی شافعی (۴۱۹ھ۔۴۷۸ھ)۔ مصر، مکتبہ مصطفی البابی الحلبی طبع ثانی ۱۳۷۴ھ۔۱۹۵۵ء۔

۳۳۵۔ الوسیط فی اصول الفقہ : وہبہ الزحیلی۔ دمشق، مطبعہ جامع دمشق ۱۳۸۵ھ۔۱۹۶۵ء۔

۳۳۶۔ الوصول الی الاصول : ابن برہان ابوالفتح احمد بن علی بن محمد الوکیل شافعی (۴۷۹ھ۔۵۵۸ھ)۔ ریاض، مکتبہ المعارف ۱۴۰۳ھ۔۱۹۸۳ء۔ تحقیق عبدالحمید علی ابوزنید۔

۳۳۷۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان : ابن خلکان (متوفی ۶۸۱ھ)۔ مصر، مطبعہ السعیدیہ احمد البابی الحلبی ۱۳۶۷ھ۔

(ہ)

۳۳۸۔ الہدایہ : برہان الدین ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبدالجلیل بن الخلیل الفرغانی المرغینانی (۵۱۱ھ۔۵۹۳ھ)۔ کراچی، قرآن محل س ن۔

۳۳۹۔ ہدیۃ العارفین فی اسماء المؤلفین و آثار المصنفین : اسماعیل پاشا بغدادی (متوفی ۱۳۳۹ھ)۔ بیروت، دار الفکر ۱۴۰۲ھ۔۱۹۸۲ء۔

تمت

English Books

1. "An introduction to Islamic Law", *Joseph Schacht*, London, Oxford University Press 1969.
2. "Arabic-English Lexicon", Edited by *Stanley Lane Poole*, London Williams and margate 1877
3. "Conflict and Tension in Islamic Jurisprudence", *Noel J. Coulson*, London, The University of Chicago Press 1967.
4. "Encyclopaedia of Religion and Ethics", Edited by *James Hastings*, Edinburgh T. & T Clark.
5. "Principles of Islamic Jurisprudence", *M. Hashim Kamali*, Malaysia Pelanduk Publication 1989.
6. "Shorter Encyclopaedia of Islam", Edited by *H. A. R Gibb* and *J. H. Kramers*, Leiden E. J Brill 1953.
7. "Source Methodology in Islamic Jurisprudence" (*Usool Fiqh al Islami*), *Tahir Jalbir al Alwani*, Herndon 1415-1994.
8. "The Encyclopaedia of Religion", Edited by *Mircea Eliade*, New York, Macmillan Publishing Company 1987.
9. "Theories of Sharia Law", *Imran Ahsan Khan Nyazee*, Islamabad, Islamic Research Institute 1994.
10. "The Origins of Muhammadan Jurisprudence", *Joseph Schach*, Oxford 1950.

☆☆☆

وارثین خاتم الانبیاء ﷺ نے شریعت کاملہ اور اس کے ابدی دائمی اصول وضوابط، استنباط و استخراج مسائل اور فقہی جزئیات کی توضیح و تشریح و پیشدہ علتوں کے علم کو اصول فقہ کے نام سے مدون کیا ہے ہر دور میں اس فن میں منظوم و منثور مختصر و مطول کتابیں تصنیف ہوئیں۔

زیر نظر کتاب "فن اصول فقہ کی تاریخ عہد رسالت ﷺ تا عصر حاضر" جو درحقیقت ڈاکٹر فاروق حسن صاحب کا پی ایچ ڈی کا مقالہ ہے جس میں انہوں نے عہد رسالت سے عصر حاضر تک کے ایک ہزار سے زائد اصولیین کی فن اصول فقہ پر بارہ سو سے زائد کتب کا تعارف، سو سے زائد اہم کتب کا ارتقائی انداز سے تحقیقی تجزیہ پیش کیا ہے۔ نیز مختلف ممالک کے معروضی، سیاسی و جغرافیائی حالات میں فن اصول فقہ کے نشیب و فراز، مصنفین کے مناہج، کتب کے مشتملات اہمیت، محاسن و معائب اور شروح و حواشی کو مؤلفین کی تاریخ وفات کی زمانی ترتیب کے لحاظ سے ترتیب دیا ہے۔ اوّل تا آخر عنوانات و مضامین میں حسن ترتیب، تسلسل، جامعیت و یکسانیت کو خاص طور پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ارباب علم و دانش کے لئے اصول علمی تحفہ۔

E-mail: ishaat@pk.netsonic.com
ishaat@cyber.net.pk